مع اضافہ ابن خلدون کی عظمت اور علمائے یورپ

آسان بامحاورہ جدید ترجمہ اضافۂ عنوانات اور حواشی کے ساتھ

مقدمہ تاریخ ابنِ خلدون

تصنیف: علامہ عبدالرحمٰن ابنِ خلدون

مقدمہ: ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی

روئے زمین کے تمام خطوں سے متعلق مختلف النوع مباحث، نشو وارتقاء، عمرانیات، تہذیب وتمدن، سلطنت وریاست، برّی وبحری تسخیر کائنات، معاشیات، اور دنیا کے تمام بنیادی علوم کی تاریخ وحقائق اور دیگر بے شمار تحقیقات پر مشتمل کتاب

دار الاشاعت

اُردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 32631861

تاریخ ابنِ خلدون

تاریخ ابنِ خلدون

تصنیف: علامہ عبدالرحمٰن ابنِ خلدون

جلد ۷

کا حصہ اوّل دوم سوم

سابقہ نہم دہم یازدہم

آل ایوبی کا مصر وشام میں دورِ حکومت، سلاطین مصریہ کا تاتاریوں کا قلع قمع کرنا

تاتاری سلاطین کا تفصیلی ذکر

سرزمین افریقہ میں عرب اور بربر قبائل کی حکومتیں

ترجمہ جدید، اضافہ حواشی

مولانا ثناء اللہ محمود فاضل جامعہ دارالعلوم واستاد اسلامیہ کالج کراچی

مولانا محمد اصغر مغل فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

دارالاشاعت اردو بازار، ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : دسمبر ۲۰۰۹ء علمی گرافکس
ضخامت : 512 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو از راہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

﴿........ ملنے کے پتے ....﴾

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
مکتبہ معارف القرآن جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

﴿انگلینڈ میں ملنے کے پتے﴾

AZHAR ACADEMY LTD.
54-68 LITTLE ILFORD LANE
MANOR PARK, LONDON E12 5QA

ISLAMIC BOOK CENTRE
119-121, HALLIWELL ROAD
BOLTON BL1-3NE

﴿امریکہ میں ملنے کے پتے﴾

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

تاریخ ابن خلدون

جلد ہفتم ...... حصہ اول، دوم، سوم



تاریخ ابن خلدون
جلد ہفتم
حصہ سوم



بسم اللہ الرحمن الرحیم

شام اور مصر میں ترکی غلاموں کی حکومت

کتاب کے شروع میں ہم ترکوں کا حسب نسب تحریر کر چکے ہیں۔ اس کے بعد ہم نے سلجوقیوں کا حال لکھا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ دنیا کے اکثر علماء اس بات پر متفق ہیں کہ سلجوقی یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ بہر حال علم النساب کے عرب ماہرین کا خیال یہ ہے کہ سلجوقی عامور بن سویل بن یافث کی اولاد میں سے ہیں۔ جبکہ رومی ماہرین کا یہ کہنا ہے کہ سلجوقی طیراش بن یافث کی اولاد میں سے ہیں اور توریت میں بھی یہی لکھا ہے۔ عرب ماہرین کی بات بظاہر غلط معلوم ہوتی ہے کیونکہ ''عامور'' عربی لفظ ہے جو اصل میں ''کومر'' تھا (جو عربی لفظ نہیں ہے) للہذا لفظ ''کومر'' کو جب عربی میں استعمال کیا تو یہ ''غومر'' ہو گیا، یعنی کاف کے بجائے ''غین'' ہو گیا اور پھر پڑھنے میں مزید آسانی کے لیے ''عین'' کے بجائے ''غین'' میں بدل دیا جاتا ہے۔ یا وہ حرف اپنی اصلی حالت پر ہی رہتا ہے۔

اسی طرح یہ جو ''عامور'' اور ''یافث'' کے درمیان ''سویل'' کا اضافہ ہے یہ بھی صحیح نہیں۔ دوسری طرف رومی عالموں نے جو ترکوں کو طیراش کی طرف منسوب کیا ہے، تو یہ اسرائیلی روایات کے مطابق تو ہے لیکن چونکہ توریت اس کی تائید نہیں کرتی للہذا یہ کوئی اتنی پکی بات نہیں ہے۔

ترکوں کی قومیں اور قبیلے: ...... ترکوں کی بہت سی قومیں اور قبیلے ہیں۔ ہم نے کتاب کے شروع میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان مشہور قبیلوں میں سے ایک قبیلہ ''تفرغز'' ہے۔ جن کا تعلق ''تاتاریوں'' اور ''خطا'' سے ہے۔ یہ طغماج نامی علاقے میں رہتے تھے۔ جب ان کے بادشاہ مسلمان ہو گئے تو اسی علاقے کو ''ترکستان'' اور ''کاشغر'' کہا جانے لگا۔

اسی طرح ایک قوم ''خزلخیہ'' بھی ہے، جسے ''غز'' بھی کہتے ہیں۔ سلجوقیوں کا تعلق اسی قوم سے تھا۔ ان کی ایک اور مشہور شاخ ہے جس کو ''ہیاطلہ'' کہتے ہیں۔ ''ہیاطلہ'' کی مشہور شاخ ''خلجی'' ہے۔ یہ لوگ چونکہ ''صغد'' میں رہتے (جو سمر قند کے قریب ہے) اس لیے ان کو صغدی بھی کہتے ہیں۔ ان ہی میں سے پھر چند مشہور شاخیں جنھیں ''غوری''، ''حزز'' اور ''قفچاق'' کہتے ہیں، ان ہی کو ''خفشاخ''، ''دیمک'' اور ''المعلان'' بھی کہا جاتا ہے۔ جبکہ ''الملان''، ''شرکس'' اور ''ارکش'' بھی ان ہی کو کہتے ہیں۔

زجار نامی کتاب کے مولف نے ان کا محل وقوع بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ساری ترک قومیں ماوراءالنہر سے لے کر بحر ظلمات تک پھیلی ہوئی تھیں۔ ان کے بہت سے قبیلے ہیں جن کے نام یہ ہیں اعسیہ ۲ تقرغریہ ۳ خرخریہ ۴ کیماکیہ ۵ خزلخیہ ۶ خزر ۷ خلسان ۸ ترکش ۹ ارکش ۱۰ انفشاخ ۱۱ خلج ۱۲ اغز ۱۳ ابلغاز ۱۴ انجالت ۱۵ ایماک ۱۶ برطاس ۱۷ سنجرت ۱۸ اخرجان ۱۹ انکر

ترکوں کے علاقے: ...... ترک شمال کی جانب دنیا کے نصف مشرقی حصے میں رہتے تھے۔ وہ نہر اور عراق سے آگے تین براعظموں یعنی پانچویں، چھٹے اور ساتویں براعظم میں رہتے تھے۔ جبکہ عرب دنیا کے جنوبی حصے میں رہتے تھے جو جزیرہ عرب اور اس کے آس پاس کے علاقوں شام، عراق وغیرہ میں رہتے تھے۔

ترک بھی عربوں کی طرح خانہ بدوش تھے، جہاں دانہ پانی مل جاتا وہیں رہنے لگتے، جنگجو اور لوٹ مار کرنے والے تھے اور کمائی کا ذریعہ بھی یہی لوٹ مار تھی۔ البتہ ان میں کچھ ایسے بھی تھے جو لوٹ مار نہیں کیا کرتے تھے۔

اسلام اور ترک قومیں: ...... جب مسلمانوں نے مختلف علاقے فتح کئے تو اس حکومت کے دور میں مسلسل حملوں اور زبردست جنگوں کے بعد

مسلمانوں کو ترکوں پر غلبہ حاصل ہوا۔ عباسی خلفاء کے ابتدائی زمانے میں بھی یہی حال رہا۔ ان جنگوں میں عربوں کو بہت سے ترک قیدی ملے جنہیں عربوں نے مختلف پیشوں میں مشغول کر دیا۔ جس طرح مسلمانوں کو ایران، روم اور دوسری قوموں سے جنگ کر کے عورتوں، بچوں اور قیدیوں کی صورت میں لونڈی غلام ملا کرتے تھے اسی طرح ترکوں۔ سے بھی ملے جن سے مسلمانوں نے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا۔

عربوں کی برتری:......اسلام کے شروع کے زمانے میں عربوں کی یہ عادت ہوا کرتی تھی کہ وہ اپنی جنگوں میں ان غلاموں کو استعمال نہیں کرتے تھے بلکہ ان میں سے جو غلام مسلمان ہو جاتے، ان کو اس بات کی اجازت تھی کہ وہ اپنی مرضی سے کمائی کا کوئی بھی ذریعہ اختیار کر سکتے تھے۔ کیونکہ اس زمانے میں عربوں میں قومیت کا جذبہ اپنے عروج پر تھا اور وہ اپنے سرکاری کام بہت زیادہ اتفاق اور اتحاد سے کیا کرتے تھے اور ان کاموں میں کسی کو دخل اندازی نہ کرنے دیا کرتے تھے۔ چنانچہ ان مختلف قوموں سے تعلق رکھنے والے غلاموں پر عربوں کی برتری قائم تھی۔

غلاموں کی برتری:......لیکن پھر بھی جیسے جیسے شخصی حکومت کی خواہش اور انا لا غیری (انا لا غیری، ترجمہ میرے علاوہ کوئی نہیں۔ یعنی میں ہی بادشاہ ہوں) کا جذبہ بڑھتا گیا، اسی طرح بادشاہوں اور حکمرانوں کو اس بات کی ضرورت بھی محسوس ہوئی کہ وہ اپنے دشمنوں اور مخالف حکومتوں کے مقابلے میں اپنی شان و شوکت اور بادشاہانہ رعب و داب میں اضافہ کریں تاکہ دشمنوں اور مخالف حکومتوں کو ان سے چھیڑ چھاڑ کرنے کی ہمت نہ ہو۔ لہٰذا اسی وجہ سے خلیفہ مہدی اور ہارون الرشید کے دور میں ترکی، رومی اور بربر غلاموں پر مشتمل ایک الگ مستقل اور مستند فوج تیار کی گئی۔ جسے خاص طور پر غیر شاہی تقریبات اور جنگوں میں نہ صرف اپنی عظمت اور شان و شوکت میں اضافے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا بلکہ اس سے مخالف حکمرانوں پر رعب ڈالنے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ یہی فوج خلیفہ کے خاص حفاظتی دستے (باڈی گارڈ) کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔ اور پر امن دنوں میں اس فوج سے زیب و زینت میں اضافے اور بادشاہ کے وفاداروں کی تعداد بڑھانے کا کام بھی لیا جاتا تھا۔

سامرا کی تعمیر:......چنانچہ اسی وجہ سے ان غلاموں کی فوج میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ اس فوج کی تعداد اتنی زیادہ ہوگئی کہ خلیفہ معتصم باللہ کو ان کے لیے ایک الگ شہر بسانا پڑا۔ چنانچہ معتصم باللہ نے اس فوج کے لیے ایک الگ شہر تعمیر کرایا اور اس کا نام ''سامرا'' رکھا۔ الگ شہر بنانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس فوج کے آنے جانے اور گھومنے پھرنے سے بغداد کے رہنے والوں کو تکلیف ہوتی۔ جگہ جگہ لڑائیاں اور جھگڑے ہوتے اور بھیڑ کی وجہ سے آنے جانے کے راستے، گلیاں، سڑکیں، بازار وغیرہ تنگ ہو جاتے تھے۔

غلام فوج کی تربیت:......غلاموں کی اس فوج میں چونکہ ترکوں کی تعداد زیادہ تھی اور دوسری قوموں کے غلاموں کی تعداد کم تھی، اس لیے اس فوج کو عام طور پر ترک غلاموں کی فوج کہا جاتا تھا۔ اس زمانے میں چونکہ مسلسل کامیابیوں کی وجہ سے مسلمان حکومت کی حدود پھیل رہی تھی، لہٰذا دور دراز علاقوں میں جنگیں ہوا کرتی تھیں۔ اور زیادہ تر جنگیں چونکہ ترکوں کے مختلف قبیلوں سے ہی ہوتی تھیں، جن میں عام طور پر مسلمانوں کو فتح ہوتی تھی۔ اس لیے جنگی قیدیوں کی تعداد میں ہر وقت اضافہ ہوتا رہتا تھا۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے وفادار لوگوں کا انتخاب کرتے اور ان کو بڑے بڑے اعلیٰ عہدوں پر ترقی دیتے تھے۔ قبیلوں کے اس انتخاب میں احتیاط سے کام لیا جاتا تھا اور خوبصورت اور ذہین لونڈی غلاموں کا انتخاب کیا جاتا تھا، اور خاص خاص غلاموں کو شاہی محلوں کے داروغہ، خدام یا اپنے دفاتر میں بطور افسر مقرر کیا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ان غلاموں کو اسلامی قاعدے قانون، شریعت کے احکامات، ملکی سیاست اور شاہی آداب وغیرہ سکھائے جاتے تھے۔ اور اس کے علاوہ جنگوں کے لیے ان غلاموں کو تیر اندازی، تلوار بازی، نیزہ بازی، گھڑ سواری اور دوسرے جنگی فنون، ہتھیاروں کے استعمال اور سیاسی جنگی چالوں کی تربیت بھی دی جاتی تھی۔

غلاموں کے عہدے اور مرتبے:......جیسا کہ ابھی ہم نے لکھا ہے کہ غلاموں کی یہ فوج زیادہ تر ترکوں پر مشتمل ہوا کرتی تھی اور ترک عام طور پر غیر مہذب، ان پڑھ، جنگجو لوگ تھے۔ لہٰذا ان کی تربیت کی جاتی تھی اور جب تعلیم و تربیت کے بعد یہ لوگ عام پڑھے لکھے شہریوں کی طرح مہذب اور شائستہ بن جاتے تھے تو ان کو بادشاہ یا خلیفہ کے خاص لوگوں میں شامل کر لیا جاتا تھا۔ اور ان کے شایانِ شان عہدے بھی دیئے جاتے تھے۔ انہیں نہ صرف شاہی تقریبات اور محفلوں میں خصوصی عزت و احترام ... فائز کیا جاتا تھا، بلکہ اہم داخلی اور خارجی، سیاسی اور فوجی

واقعات اور بغاوتوں کے موقع پر بھی انہیں بھیجا جاتا تھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ جنگوں میں سردار بنا کر بھی بھیجا جاتا اور اسلامی ملک کی سرحدوں کی حفاظت کی اہم ذمہ داریاں بھی ان کے سپرد کی جاتی تھیں۔

ترکوں کی بالادستی: ......اس زبردست حوصلہ افزائی اور پذیرائی کی وجہ سے ترک عباسی خلفاء کے دربار میں بہت پہنچ حاصل کر چکے تھے اور سرکاری کاموں میں اس حد تک اثر انداز ہو چکے تھے کہ ان کے بغیر حکومت چلانا اور سنبھالنا ناممکن ہو چکا تھا۔ اور یہ اسلامی حکومت کا ایک لازمی جزو بن چکے تھے۔ لہٰذا عباسی خلفاء ان ترک غلاموں کے ساتھ عنایات اور نوازش کرتے رہتے تھے۔ لہٰذا یہ ترک غلام بہت زیادہ پر اعتماد ہو گئے اور ان کے حوصلے بڑھ گئے، اور یہاں تک بڑھے کہ یہ ترک غلام خود مختار ہو گئے اور اسلامی سلطنت پر چھا گئے۔ جس کو چاہتے خلیفہ بناتے اور جس کو چاہتے اس عہدے سے ہٹا دیتے۔ یہاں تک کہ دنیا نے یہ وقت بھی دیکھا کہ ان ترک غلاموں نے عباسی خلفاء کو سلطنت وخلافت سے ہٹا کر خود قبضہ کر لیا اور ملک کے سیاہ وسفید کے مالک بن گئے۔ سلطنت کی باگ ڈور خود سنبھال لی اور اپنے نام کے ساتھ ''سلطان'' کا لقب استعمال کرنے لگے۔

ترکوں کی حکومتیں: ......ترکوں کی اس بالادستی اور خود مختاری کا آغاز خلیفہ متوکل علی اللہ کے قتل سے ہوا۔ اس کے بعد ان کی طاقت اتنی بڑھی کہ یہ سلطنت وحکومت اور خلفاء وحکمرانوں پر مکمل طور پر قابض ہو گئے۔ ان کے بڑوں نے اپنی آنے والی نسلوں کو بھی اس برتری اور خود مختاری قائم رکھنے کے لیے اپنے نقش قدم پر چلنے کی تعلیم دی اور انہوں نے اس پر پورا پورا عمل کر دکھایا۔ چنانچہ اسی وجہ سے قومیت، نسل پرستی اور اچھے حسب نسب کی بنیاد پر مسلمانوں کی بہت سی چھوٹی چھوٹی حکومتیں وجود میں آنے لگیں۔ مثلاً ماوراء النہر میں سامانی ترکوں کی حکومت بنی۔ ان کے بعد سبکتگین کے گھرانے کی باری آئی۔ دوسری طرف مصر میں بنوطولون اور بنوطغج کی حکومتیں بنیں۔ سلجوقیوں کے دور میں ماوراء النہر میں خوارزم شاہ کی حکومت قائم ہوئی۔ اسی طرح دمشق میں طغرلکتین کی، ماردین میں بنوارتق کی، موصل اور شام میں زنگیوں کی حکومتیں قائم ہو گئیں۔ اور انکے علاوہ دوسری حکومتیں بھی وجود میں آئیں جن کے حالات ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔

نئی حکومتوں کا خاتمہ: ......چونکہ ان نئی حکومتوں کے حکمران عیش وعشرت میں مشغول ہو گئے تھے لہٰذا بہت جلد یہ نئی حکومتیں کمزور ہوتی گئیں اور آخر کار تاتاریوں کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچیں۔ یہ تاتاری وہی ہیں جنہوں نے عباسی خلافت کا خاتمہ کر دیا تھا اور ملک کی رونق ختم کر دی تھی۔ عیش وعشرت اور لہو ولعب میں مشغول ہونے کی وجہ سے یہ لوگ اس قابل نہ رہے تھے کہ کسی بیرونی حملہ آور کی مزاحمت کر سکے۔ مردانہ پن، بہادری اور رعب ودبدبہ بالکل باقی نہ رہا تھا۔ لہٰذا تاتاری ان پر آسانی سے مسلط ہو گئے۔

تاتاریوں کے تسلط کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل وکرم کا اظہار فرمایا اور ایمان کی جو ہلکی سی رونق مسلمانوں میں باقی رہ گئی تھی، اسے دوبارہ تازہ کر دیا اور مسلمانوں کی وہ بکھری ہوئی طاقت اور قوت کو اس طرح برقرار رکھا کہ اس (اللہ تعالیٰ) نے اسی ترکی قوم کے اندر سے ہی مصر میں ایسے بہادر حکمران پیدا کر دیئے جو کبھی مقبوضہ علاقوں سے گرفتار کر کے اسلامی ملکوں میں لائے جاتے تھے، ان کی قوت ایمانی ابھی باقی تھی۔ ان کی دیہاتی سادگی شہروں کی بناوٹی تہذیب اور کمینے پن سے پاک ہوا کرتی تھی۔

غلاموں کی اصلاح اور تربیت: ......غلاموں کی خرید وفروخت کرنے والے ان غلاموں کو مصر لا کر حکمرانوں کے سامنے پیش کرتے اور مہنگے داموں بیچ دیتے۔ مصری حکمران ان غلاموں کو منہ مانگی قیمتوں پر خرید لیتے کیونکہ وہ ان کو صرف غلام بنا کر ہی نہیں رکھنا چاہتے تھے بلکہ وہ ان کو اپنی شان وشوکت بڑھانے اور اپنے رعب ودبدبہ کے اظہار کے لیے بھی استعمال کرتے تھے۔ اور اپنی قوم پرستی اور غیرت کی وجہ سے ان میں سے ان غلاموں کا انتخاب کرتے، جن میں اپنی قوم کی قابل تعریف عادات واطوار پائی جاتی تھیں۔ ان کو رہنے کے لیے شاہی رہائش گاہیں فراہم کی جاتیں، ان سے گھل مل جاتے، ان کو قرآن کریم پڑھانے کے لیے مدرسوں میں داخل کراتے اور دیگر علوم وفنون سکھاتے، یہاں تک کہ یہ غلام زبردستی علمی ماحول میں پل بڑھ کر جوان ہو جاتے تو ان کو تیر اندازی، گھڑ سواری، نیزے بازی اور تلوار بازی وغیرہ سکھائی جاتی۔ یہاں تک کہ یہ مضبوط توانا جوان بن جاتے اور ان کے آقاؤں اور سرداروں کو اس بات کا یقین ہو جاتا کہ یہ ہماری اور ملک کی حفاظت اور دفاع کے فرائض بخیر وخوبی انجام دے سکتے ہیں۔

بڑے عہدوں پر ترقی:...... جب یہ غلام اتنے قابل اور تربیت یافتہ ہوجاتے جتنے حکمران چاہتے تھے، تو ان غلاموں کی تنخواہیں دوگنی کردی جاتیں۔ ان کو دی جانے والی جاگیروں اور عطیات میں اضافہ کردیا جاتا اور ہتھیاروں کا صحیح استعمال، گھوڑوں کی تربیت وتیاری اور اپنے جیسے دوسرے غلاموں کے تعلقات اور ان میں مزید اضافے کو ان کے فرائض میں شامل کردی جاتا۔ چنانچہ اسی وجہ سے شہری علاقے ان سے آباد نظر آتے۔ انہیں بڑے بڑے سرکاری عہدوں پر ترقی دی جاتی حتیٰ کہ یہ ترقی اتنی بڑھتی کہ یہی غلام تخت شاہی کے امیدوار بن جاتے اور بعض تو حکمران بھی بن جاتے اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل وعنایت اور مہربانی سے اسلامی حکومتوں کے سیاسی معاملات کو نہایت اچھے طریقے سے سرانجام دیتے۔

چنانچہ اسی طریقے سے ان غلام حکمرانوں کے ایک خاندان کے بعد دوسرا خاندان، ایک نسل کے بعد دوسری نسل، ایک قوم کے بعد دوسری قوم آگے بڑھتی رہی اور مسلمانوں کے عروج اور خوشحالی کے لیے کارنامے سرانجام دیتی رہی۔

غلاموں کی اس ترقی اور حکمرانوں کے کندھے سے کندھا ملا کر چلنے کی ابتداء مصر اور شام کے سلطان صلاح الدین یوسف اور اس کے بھائی عادل ابوبکر کے زمانے سے ہوئی۔ ان کے بعد ان کی اولاد کے زمانے میں بھی یہ سلسلہ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ اس سلسلے کے آخری بادشاہ نجم الدین ایوب کے دور میں یہ سلسلہ بے انتہا ترقی کرچکا تھا۔ اور اس کی فوج کا بڑا حصہ ان ہی غلاموں پر مشتمل ہوا کرتا تھا۔

غلاموں کی تعداد میں اضافہ:...... چنانچہ جب اس کے خاندان والے بکھر گئے اور اس کے مددگاروں نے بھی اس کو دھوکہ دیا اور اس کے لشکر اور دوست اس کی مدد کرنے کے بجائے ایک طرف ہوکر بیٹھ گئے تو ان ہی ترک غلاموں کو آگے بڑھانے کا فیصلہ کیا اور ان کے حصول کی ہر ممکن کوشش کی۔ حتیٰ کہ تاجروں کو غلاموں کو دوگنی قیمتیں دے کر خریدا۔ اور اس کی وجہ غلاموں کی کثرت تھی اور یہ اس لیے کہ کیونکہ شمال مغرب میں تاتاریوں نے ترکوں کو خوب تباہ وبرباد کیا تھا، یہاں کے ترک قبائل یعنی قفچاق، روس، علان، مولات اور ان کے ساتھ ساتھ ان کے پڑوسی چرکسی قبائل بھی انہی تباہ وبرباد ہونے والوں میں شامل تھے۔ تاتاریوں کا بادشاہ (جو ان دنوں دوشی خان بن چنگیز خان تھا) ان ترک قبائل کو تباہ وبرباد کرنے پر تلا ہوا تھا لہٰذا اس نے ان قبائل کے لوگوں کو یا قتل کیا یا گرفتار کرلیا۔ چنانچہ مصری علاقے غلاموں سے بھر گئے۔ ان دنوں یہ غلام تجارت کے لیے بہترین مال سمجھے جاتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

قبیلہ قفچاق کی شاخیں:...... بیرس بندوق داری ترکوں کے قبائل کی تعداد بتانے کے بعد تاتاریوں کی ان کے علاقوں میں داخل ہونے کی وجوہات ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ترک قبیلے قفچاق کے مزید گیارہ قبیلے ہیں (۱) ستا (۲) برج اغلا (۳) البولی (۴) طغصبا (۵) قنصر اعلی (۶) اوغلی (۷) دورت (۸) قلابا اغلی (۹) جرثان (۱۰) قدکا برکلی (۱۱) کنن

علامہ ابن خلدون کہتے ہیں کہ ان قبیلوں میں ان پرانے دس قبیلوں کا ذکر نہیں ہے جن کو علم الانساب کے ماہرین نے ذکر کیا ہے۔ اور ہم پہلے ان کے بارے میں لکھ چکے ہیں۔ یہ شاید صرف قفچاق ہی کی مزید شاخیں ہیں جو شمالی علاقوں کے مغربی حصوں میں رہا کرتی تھیں۔ بیبرس کے کلام میں بھی ان ہی کا ذکر ہے۔ یہاں خوارزم اور ماوراء النہر میں رہنے والے ترک قبیلوں سے بحث نہیں کی گئی۔

قبیلہ دورت اور طغصبا کی جنگ:...... اس کے بعد بیرس لکھتا ہے کہ ۶۲۶ھ میں دوشی خان بن چنگیز خان کی حکومت کے زمانے میں جب تاتاریوں نے ان کے علاقوں پر قبضہ کرلیا تھا تو ایک دن قبیلہ دورت کا ایک شخص جس کا نام منقوش بن کستمر تھا، شکار کرنے نکلا۔ اسی دوران اس کا سامنا قبیلہ طغصبا کے ایک شخص جس کا نام آفاکبک تھا، سے ہوگیا۔ ان دونوں قبیلوں میں پکی دشمنی تھی۔ چنانچہ آفاکبک نے منقوش کو قتل کردیا۔

بات کب تک چھپی رہتی آخر جب منقوش کے گھر والوں کو اس کے بارے میں کوئی اطلاع نہ ملی تو انہوں نے اس کی تلاش میں ایک آدمی کو روانہ کیا جس کا نام جلنقر تھا، وہ واپس آیا اور منقوش کے گھر والوں کو بتایا کہ وہ قتل ہوچکا ہے اور اس کے قاتل کا نام آفاکبک ہے۔ جس کا تعلق قبیلہ طغصبا سے ہے۔ چنانچہ دونوں قبیلے جنگ کے لیے تیار ہوگئے۔ زبردست جنگ کے بعد طغصبا والوں کو شکست ہوئی۔ منقوش کا قاتل آفاکبک بھاگ گیا اور اس کی جماعت اور قبیلہ بھی جان بچانے کے لیے ادھر ادھر بھاگ گئے۔

دوشی خان کے دربار میں: ......اس کے بعد آفا کبک نے اپنے بھائی ''اقصر'' کو دوشی خان کے دربار میں بھیجا تا کہ وہ دوشی خان سے قفچاق کے قبیلے دورت کی شکایت کرے اور کہے کہ قبیلہ دورت اور کستمر نے اس کے بھائی یعنی آفا کبک کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ اور ساتھ ساتھ دوشی خان کو قبیلہ دورت پر حملہ کرنے کے لیے ابھارے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور ان پر حملے کے آسان طریقے بھی بتائے۔ چنانچہ دوشی خان نے اپنا جاسوس قبیلہ دورت کی طرف بھیجا تا کہ وہ ان کے حالات کی رپورٹ کرے اور ان کی طاقت وقوت کے بارے میں تفصیلات بتائے۔ چنانچہ وہ جاسوس تفصیلات لے کر واپس آیا اور اس نے بتایا کہ قبیلہ دورت پر حملہ کرنا بہت آسان ہے۔ (اور یہ بھی کہا کہ) اور کتوں کی طرح اپنے شکار کو نوچ کھسوٹ رہے ہیں۔ جب آپ ان کتوں کو بھگا دیں گے تو اس شکار کردہ قبیلے پر آسانی سے قابض ہو جائیں گے۔

قفچاق پر حملہ: ......یہ تفصیلات سن کر دوشی خان نے قفچاق پر حملے کا ارادہ کر لیا۔ اقصر نے بھی خوب ترغیب دی اور کہا کہ ہم ایک ہزار سر (افراد) ہیں جو ایک دم کو کھینچ رہے ہیں اور آپ کا ایک سر (یعنی آپ اکیلے آدمی ہیں) ہے اور ایک ہزار دموں کو گھسیٹ رہا ہے۔ اس سے دوشی خان کی اور حوصلہ افزائی ہوئی۔ چنانچہ اپنی ٹڈی دل تاتاری فوج لے کر قفچاق پر حملے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ خوب قتل و غارت ہوئی، بہت سے لوگ قتل کئے، بہت سے گرفتار کر لیے گئے اور مختلف ملکوں میں بیچے گئے۔ لہٰذا ان غلاموں کی خرید وفروخت سے غلاموں کی خرید وفروخت کرنے والے مالا مال ہو گئے۔ ان غلاموں کو مصر بھی لے جایا گیا۔ مصر لے جائے جانے والے غلاموں میں بیبرس بندوق داری بھی تھا۔ یہیں اللہ تعالیٰ نے اس غلامی کے بدلے اس کو نہ صرف ایمان کی دولت سے مالا مال کر دیا بلکہ حکومت اور سلطنت بھی عطا فرمائی (بیبرس کا کلام ختم ہوا)۔

یہاں قصہ بیان کرنے کا مقصد یہ بتانا ہے کہ قبیلہ دورت کا تعلق قفچاق سے اور طغصبا کا تعلق تاتاریوں سے تھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ قبیلے جن کا ابھی میں نے ذکر کیا ہے کسی ایک ہی اصل (قبیلے) سے تعلق نہیں رکھتے تھے بلکہ ان کا تعلق مختلف قبائل سے تھا۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ مصر آنے والے اکثر ترکوں کا تعلق قفچاق قبائل سے تھا۔ اللہ ہی سب سے بہتر جاننے والے ہیں۔

ترکوں کے امتیازی گروپ: ......ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ ملک صالح نجم الدین ایوب بن کامل ابن عادل نے بہت بڑی تعداد میں ترک غلام جمع کر لیے تھے۔ ان غلاموں میں بہت سے وہ بھی تھے جو ترک تو نہ تھے لیکن ان کی تعداد اتنی کم تھی کہ ان کو علیحدہ نہیں گنا جاتا تھا بلکہ وہ بھی ترکوں ہی میں شامل سمجھے جاتے تھے۔ مثلاً ترکمان، ارمن، رومی اور چرکسی وغیرہ۔ پھر ان غلاموں میں مزید گروہ بھی تھے جو کسی بادشاہ یا سلسلہ نسب کی وجہ سے الگ امتیازی حیثیت سے بھی پہچانے جاتے تھے۔ مثلاً ان میں سے ایک گروہ عزیزیہ کا تھا، ان کو عزیزیہ، عزیز عثمان بن صلاح الدین کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہتے تھے۔ ایک گروپ کو اسی صالح (نجم الدین) ایوب کی طرف نسبت کرتے ہوئے صالحیہ کہا جاتا تھا۔ ایک گروپ کو بحریہ کہتے تھے کیونکہ ان کا تعلق اس قلعہ سے تھا جو صالح نے مقیاس کے سامنے دریائے نیل کی دونوں شاخوں کے درمیان بنوایا تھا۔ یہ لوگ قلعہ میں تعینات فوج میں شامل تھے اور نہ صرف یہ کہ اس کی حکومت کی شان وشوکت کا باعث تھے بلکہ اس کی حکومت کی مضبوطی اور پختگی کا باعث اور اس کے محل کے خاص افراد میں شامل تھے۔

ان کے بڑے بڑے اور نامور لوگوں میں عزالدین ایبک جاشنکیر ترکمانی، اس کا خاص ساتھی فارس الدین اقطائی جامدار اور رکن الدین بیبرس بندقداری شامل تھے۔

فخر الدین اتابک کا قتل: ......جب وہ تمام حالات وواقعات پیش آ گئے جو ہم تحریر کر چکے ہیں تو ۶۴۶ھ میں منصورہ میں صالح کی وفات ہوگئی۔ ان دنوں فرنگیوں (انگریزوں) نے امیاط کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ فرنگیوں کے خطرے سے محفوظ رہنے کے لیے ترک سرداروں نے صالح کی موت کی اطلاع کسی کو نہ دی اور سرکاری معاملات صالح کی بیوی اور اس کے بیٹے خلیل کی ماں ''شجرۃ الدر'' کے حوالے کر دیئے اور کچھ لوگوں کو اس کے بڑے بیٹے معظم توران شاہ کو بلانے کے لیے بھیج دیا اور اس کا انتظار کرنے لگے۔ لیکن اس دوران ان کی مکمل خاموشی کی وجہ سے یا کسی اور طرح فرنگیوں کو اس بات کا اندازہ ہو گیا کہ شاید صالح مر چکا ہے۔ چنانچہ فرنگی خفیہ طریقے اسلامی فوج کے ہراول دستوں کے خیموں میں داخل ہو گئے اور فخر الدین اتابک کو قتل کر دیا۔ لاعلمی اور غفلت کی وجہ سے اور بھی بہت سے مسلمان سپاہی مارے گئے۔

اس وقتی شکست کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو صبر و استقامت عطا فرمائی اور مسلمانوں کے قدم جم گئے اور ترک سرداروں نے خوب زبردست کارنامے انجام دیئے۔ یہ لوگ ملکہ کے ساتھ جھنڈوں کے نیچے کھڑے ہوگئے اور سپاہیوں کو ملکہ کی اپنے ساتھ موجودگی سے آگاہ کرتے رہے۔ جس سے سپاہیوں کی حوصلہ افزائی ہوتی تھی۔ چنانچہ مسلمان سپاہیوں نے پلٹ کر زوروشور سے حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے دشمن کو شکست دی۔

فرانسس کی گرفتاری:...... پھر معظم توران شاہ بھی کیفا سے آ پہنچا۔ چنانچہ سب لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور حکومت بھی اس کے حوالے کردی۔ معظم کے حکومت سنبھالتے ہی حکومت کے حالات ٹھیک ٹھاک ہوگئے۔ مسلمانوں نے خشکی اور سمندری دونوں راستوں سے فرنگیوں پر زبردست حملے کیے۔ چنانچہ ان کو شکست ہوئی۔ جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں کہ اس شکست میں فرنگیوں کا بادشاہ ''فرانسس'' بھی گرفتار ہو گیا تھا۔

معظم توران شاہ کا قتل:...... اس کامیابی کے فوراً بعد معظم توران شاہ اپنے دمیاط پہنچنے کے ٹھیک دو مہینے بعد مصر کی طرف روانہ ہوا۔ اور مصر کے ارادے سے ''فارس کور'' نامی جگہ پر پڑاؤ ڈالا۔ چونکہ اس کے خاص افراد اور قریبی ساتھیوں نے اس کے باپ کے غلاموں پر ظلم و ستم ڈھانا شروع کر دیئے تھے، اور ان میں گروہ بندی شروع کردی تھی، لہٰذا قبیلہ بحریہ کے بڑے بڑے سرداروں مثلاً ایبک، اقطائی اور بیبرس نے اس کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ اور مل جل کر اسے قتل کردیا اور حکومت دوبارہ خلیل کی ماں ملکہ شجرۃ الدر کے حوالے کردی۔

شجرۃ الدر کی حکومت:...... معظم توران شاہ کے بعد حکومت شجرۃ الدر کے حوالے کردی گئی تھی۔ جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں۔ اس کے بعد منبروں پر اس (شجرۃ الدر) کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ سکوں پر بھی اس کا نام نقش کروایا گیا۔ سرکاری (شاہی) دستاویزات پر بھی اس کی مہر ''ام خلیل'' کے نام سے لٹکائی جاتی تھی۔ اس کے لشکر کے سپہ سالار کے طور پر ایک ترکمانی کا تقرر ہوا۔

فرانسس کی رہائی:...... اس کے بعد فرنگیوں کے بادشاہ فرانسس نے دمیاط کو اپنی رہائی کے بدلے فدیہ کے طور پر مسلمانوں کے حوالے کردیا اور مسلمانوں کی قید سے آزاد ہوا لیکن ۶۴۱ھ میں مسلمانوں نے اسے دوبارہ گرفتار کرلیا۔ چنانچہ جب فرنسس نے قسمیں کھا کر اور وعدہ کر کے مسلمانوں کو یقین دلایا کہ وہ آئندہ زندگی بھر مسلمانوں کے علاقوں پر حملہ نہیں کرے گا، تو مسلمانوں نے دریائی راستے سے اسے اس کے ملک کی طرف روانہ کردیا۔

بنوایوب کی حکومت کا خاتمہ:...... چنانچہ اس طرح مصر میں ترکوں کی حکومت مضبوط ہوگئی اور ایوبی گھرانے کی حکومت اپنے انجام کو پہنچی۔ دوسری طرف جب معظم کے قتل کی اطلاع اور ایک عورت کی حکومت کی خبر ایوبی گھرانے کو ملی تو انہیں بہت افسوس ہوا۔ فتح الدین عمر بن العادل اس کے چچا صالح ایوب نے کرک نامی قلعے میں قید کردیا تھا اور اس کے خادم کو کرک اور شوبدو کا گورنر مقرر کیا تھا۔ جیسے کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے۔ صوابی نے فتح الدین کو قید خانے سے رہا کیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ چنانچہ اس نے حکومت کو سنبھالا اور اپنا لقب مغیث رکھا۔

ایبک کی حکومت:...... جب مصر میں یہ اطلاعات پہنچیں اور سرکاری عہدیداروں کو یہ معلوم ہوا کہ اہل مصر عورت کی حکومت پر خوش نہیں ہیں، چنانچہ انہوں نے مشورہ کیا اور اپنے ساتھی ایبک کو حکمران بنادیا۔ اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور ام خلیل کو معزول کردیا۔ ایبک کے حکمران بنائے جانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یہ صالح اور اس کے بھائی عادل کا قریبی اور پسندیدہ ساتھی تھا۔

بہرحال انہوں نے ایبک کو حکمران بنادیا اور اس کا لقب معز رکھا، چنانچہ ایبک نے حکومت کی باگ دوڑ سنبھالی اور مصر کا مستقل حکمران بن گیا۔ سیف الدین قطز کو اپنا نائب مقرر کیا، ترک سرداروں کو مختلف عہدے عطا فرمائے اور ان کی تنخواہیں مقرر کیں (اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں جس کی چاہتے ہیں مدد کرتے ہیں)۔

ایوبی گھرانے کا مشورہ:...... ملک صالح ایوب نے اپنی موت سے پہلے دمشق میں ابن مطروح کی جگہ جمال الدین بن یغمور کو گورنر مقرر کیا تھا۔ جبکہ دمشق میں ایوبی گھرانے کے ابھی بہت سے افراد تھے۔ چنانچہ جب انہیں مصر میں ترکوں کے تسلط، ایبک کی حکومت اور کرک میں مغیث کی بیعت

کا علم ہوا تو ایوبی گھرانے کے سارے امراء اور سردار وغیرہ فکرمند ہوگئے اور ہاتھ پیر مارنے کے بارے میں سوچنے لگے۔

بنو ایوب کے گھرانے کے بڑے بڑے اراکین اور افراد ان دنوں شام میں رہا کرتے تھے۔ مثلاً الناصر یوسف بن العزیز، محمد بن الظاہر غازی بن صلاح الدین جو حلب اور حمص کا گورنر تھا۔ لہٰذا ان لوگوں نے ناصر کو بلایا اور دمشق میں اس کی بیعت کی اور مصر پر قبضہ کرنے کے لیے ابھارا۔

مصر میں جب یہ اطلاع ترکوں کو ملی تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ ان ہی ایوبی گھرانے کے افراد میں سے کسی کو حکمران بنادیتے ہیں تاکہ اول فول بکنے والے خاموش ہوجائیں۔ چنانچہ انہوں نے یمن کے گورنر یوسف اطسر بن المسعود بن الکامل کے بیٹے موسیٰ کے ہاتھ پر حکومت کی بیعت کرلی۔ موسیٰ کی عمر اس وقت صرف چھ سال تھی۔ لیکن پھر بھی اس کو حکمران بنادیا گیا اور اس کا لقب الاشرف رکھا۔ ایبک اس کی خاطر حکومت سے علیحدہ ہوگیا اور اس کے نائب کا عہدہ سنبھال لیا۔

مصر اور شام کی جنگ:......اس کے باوجود ناصر مصر پر حملہ کرنے کا خواہش مند تھا لہٰذا اس نے ایوبی گورنروں کو بلوایا۔ چنانچہ جو گورنر اس کے پاس آئے ان کے نام یہ تھے۔ (۱) حمص کا حاکم موسیٰ اشرف (۲) بعلبک کا حاکم اسماعیل صالح بن عادل (۳) معظم توران شاہ بن صلاح الدین (۴) اس کا بھائی ناصر الدین (۵) الکرک کے حاکم داؤد ناصر کا بیٹا امجد حسن (۶) اور اسی کا دوسرا بیٹا ظاہر غازی۔

۶۴۸ھ میں ناصر دمشق سے مصر پر حملہ آور ہوا۔ مقدمۃ الجیش کو لؤلؤ ارمنی کی کمان میں دیا۔ جب ناصر کے حملے کی خبر مصر پہنچی تو وہاں کھلبلی مچ گئی لہٰذا اہل مصر نے خود کو خلافت عباسیہ اور خلیفہ مستعصم کا فرمانبردار ظاہر کیا اور اشرف موسیٰ کے ہاتھ پر نئے سرے سے بیعت کر کے اپنی فوجیں لے کر مقابلہ میں آئے۔ مقدمۃ الجیش کا سپہ سالار اقطائی جامدار تھا، اس ساری فوج میں بحریہ بھی شامل تھی، جبکہ اس کے پیچھے باقی فوج کی قیادت ایبک کررہا تھا۔ عباسیہ نامی جگہ پر دونوں دشمنوں کا مقابلہ ہوا۔ شروع شروع میں اہل مصر کو شکست ہوئی اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ شامی فوج نے ان کا تعاقب کیا، لیکن مصریوں میں سے معز میدان جنگ میں ڈٹا رہا اور مقابلہ کرتا رہا۔

ناصر کی شکست:......چونکہ عزیزیہ فوج کے اکثر سردار لؤلؤ ارمنی کی سربراہی میں خوش نہ تھے، اس لیے عین محاذ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے مثلاً (۱) جمال الدین لایدعون (۲) شمس الدین اتسز البری اور (۳) شمس الدین اتسز حسافی۔ اور اس کے علاوہ فوج کے دیگر حصوں سے بھی امراء اور سردار فرار ہوئے۔ چنانچہ میدان جنگ میں وہ اکیلا رہ گیا۔ موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے معز نے ناصر پر زبردست حملہ کیا۔ ناصر کی فوج چونکہ پہلے جیسی نہ رہی تھی اس لیے یہ حملہ برداشت نہ کرسکی اور انہیں شکست ہوگئی۔ سارا لشکر تتر بتر ہوگیا۔ لؤلؤ گرفتار کرلیا گیا اور گرفتاری کے بعد جب معز کے سامنے لایا گیا تو معز نے اس کو قتل کروادیا اور ایوبی گھرانے کے گرفتار ہونے والے دوسرے بہت سے امراء اور سرداروں کو قید کرلیا۔

اسماعیل صالح اور ابن یغمور کا قتل:......جنگ کے بعد واپسی کے دوران ایبک نے ناصر کی شکست خوردہ فوجوں کو ''عباسیہ'' میں پڑاؤ ڈالے دیکھا جو اپنی کامیابی کے زعم میں اب تک عباسیہ میں ٹھہرے ہوئے تھے، لیکن ایبک نے ان سے چھیڑ چھاڑ نہ کی اور بلبیس اور پھر وہاں سے قلعہ کی طرف چلا گیا۔ شامی لشکر کو جب اپنی شکست کی اطلاع ہوئی تو دمشق میں ناصر کے پاس واپس چلے گئے۔

دوسری طرف ایبک نے قاہرہ پہنچ کر ایوبی گھرانے کے قیدیوں میں سے اسمٰعیل صالح اور ابن یغمور (جو اسماعیل کا وزیر تھا) کو قتل کردیا۔ یہ دونوں پہلے سے قاہرہ میں قید تھے۔

اہل مصر اور اہل شام کی صلح:......ادھر ناصر نے دمشق واپس پہنچ کر اپنی فوج کی خرابیوں کو دور کیا اور فوری طور پر دوبارہ مصر پر حملہ کرنا چاہا۔ چنانچہ اسی خیال سے وہ اپنی فوجیں لے کر ۶۵۰ھ میں ''غزہ'' آ پہنچا۔ اہل مصر کو جب ناصر کے حملے کا علم ہوا تو اہل مصر بھی جوابی حملے کے لیے نکلے۔ ابھی دونوں فوجوں میں جنگ شروع نہیں ہوئی تھی کہ عباسی خلیفہ مستعصم باللہ کا قاصد نجم الدین بادرائی وہاں پہنچ گیا اور اس نے دونوں فوجوں کے درمیان ان شرائط پر صلح کروادی کہ بیت المقدس اور شام کا ساحل نابلس معز کے قبضے میں رہے گا، جبکہ دریائے اردن اہل شام اور اہل مصر کے درمیان سرحد سمجھا جائے گا۔

چنانچہ صلح کے بعد دونوں فوجیں اپنے اپنے ملک کی طرف روانہ ہوگئیں۔ اور معز نے ایوبی گھرانے کے جن افراد کو قید کر رکھا تھا، رہا کردیا۔

مصر میں بغاوت اور اس کی گوشمالی:...... جن دنوں ملک صالح انگریزوں کے ساتھ جنگ کر رہا تھا، تو اسی دوران مصر کے بالائی حصے (جس کو صعید بھی کہتے ہیں) میں عربوں نے فتنہ پھیلانا شروع کر دیا۔ ان کا سربراہ ''شریف حضر الدین جعفری'' نامی ایک شخص تھا جو جعفر بن ابی طالب کی اولاد کے اس گھرانے سے تعلق رکھتا تھا جو مدینہ میں اپنے چچازاد بھائیوں (یعنی بنوعباس) کی حکومت کے دوران حجاز سے نکل کر وہاں پہنچ گئے تھے)۔

صعید کے تمام عربوں نے ''شریف خضر الدین جعفری'' کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اپنے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ ہونے کی وجہ سے ان کی بغاوت اور فتنہ و فساد پھیلتا رہا۔ ملک صالح کی وفات کے بعد ترک خود مختار ہو گئے تھے۔ لیکن چونکہ وہ ایوبی گھرانے کے ساتھ جنگ میں مشغول تھے، لہٰذا وہ بھی ان عربوں کی طرف توجہ نہ دے سکے۔ لہٰذا المعز ایبک جب اہل شام کے ساتھ صلح کر کے فارغ ہوا تو اس نے اپنی توجہ ان باغی عربوں کی طرف کی اور ''فارس الدین اقطائی'' اور ''عز الدین ایبک اتزم'' (جو عبرانی فوج کا سربراہ تھا) کو ان باغیوں کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔

یہ دونوں سردار فوج لے کر باغیوں کے مقابلے میں پہنچے اور ''آضمیم'' نامی علاقے میں باغیوں کو شکست دی۔ باغیوں کا سربراہ شریف حضر الدین بچ کر بھاگ نکلا، لیکن پھر گرفتار ہو گیا اور قتل کر دیا گیا۔ اس بغاوت کو ختم کرنے کے بعد یہ فوجیں قاہرہ واپس آ گئیں۔

فارس الدین اقطائی:......اقطائی، جماعت بحریہ کا امیر اور انکے بڑے بڑے لوگوں میں سے تھا، اس کا لقب ''فارس الدین'' تھا، حکومت مصر میں معز ایبک کا نائب اور اس کا ہم پلہ سمجھا جاتا تھا، وہ اپنی جماعت کو مانوس کرنے کے لیے بہت نرمی اور محبت سے پیش آتا تھا۔ چنانچہ اسی وجہ سے وہ لوگ ایبک کی نسبت اقطائی سے زیادہ محبت کرنے لگے تھے۔ لہٰذا اقطائی ان لوگوں میں زیادہ مقبول و معروف ہو گیا اور اس کی طاقت بڑھ گئی۔ اس نے المعز ایبک سے اسکندریہ حاصل کر لیا اور بیت المال میں بھی اپنی مرضی چلانے لگا۔ اس پر طرہ یہ کہ اس نے ''فخر الدین محمد بن ناصر'' کو ''حماۃ'' کے گورنر مظفر کے پاس بھیجا تا کہ اپنی بیٹی کا نکاح اس کے ساتھ کر دیے۔ لہٰذا اس (مظفر) نے اپنی بیٹی کا نکاح اقطائی کے ساتھ کر دیا۔

فارس الدین اقطائی کا قتل:......فارس الدین اقطائی جامدار نے اس کے بعد انعام و اکرام کی بارش کر دی۔ لہٰذا اس کے حمایتیوں کی تعداد میں بدستور اضافہ ہوتا رہا۔ جس کی وجہ سے معز ایبک خوف زدہ ہو گیا اور اس نے اقطائی کو قتل کرنے کا پکا ارادہ کر لیا۔

چنانچہ معز ایبک نے ۶۸۲ھ میں اقطائی کو کوئی مشورہ کرنے کے بہانے اپنے محل میں بلوایا۔ اقطائی کے آنے سے پہلے اس نے راستے میں اپنے تین غلام (۱) قطز (۲) بہادل اور (۳) سنجر کو چھپا دیا تھا۔ چنانچہ جب اقطائی ان کے پاس سے گزرا تو یہ اقطائی پر حملہ ہوئے اور فوراً اس کو قتل کر دیا۔

جب اقطائی کی جماعت بحریہ کو اقطائی کے قتل کی اطلاع ملی تو وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے اور قلعے کے اردگرد چکر لگانے لگے۔ اہل قلعہ نے اقطائی کا سر باہر پھینک دیا تو یہ لوگ ادھر ادھر بکھر گئے۔

جماعت بحریہ کا فرار:......ان حالات کو دیکھتے ہوئے جماعت بحریہ کے سرکردہ افراد خوف زدہ ہو گئے اور بھاگنے کی سوچی لہٰذا (۱) رکن الدین بیبرس بندقداری (۲) سیف الدین قلدون صالحی (۳) سیف الدین سنقر الاشقر (۴) بدر الدین بنسر شمسی (۵) سیف الدین بلبان رشیدی (۶) سیف الدین تنکبر (۷) اور اس کا بھائی سیف الدین موافق، شام کی طرف فرار ہو گئے۔ جو لوگ نہ جا سکے اور پیچھے رہ گئے، وہ مصر میں ہی ادھر ادھر چھپ گئے۔ لیکن اس کے ساتھ کوئی رعایت نہ کی گئی اور ان کا سارا مال و اسباب ضبط کر لیا گیا۔ اس کے علاوہ اقطائی نے اسکندریہ کے بیت المال سے جتنا مال و اسباب حاصل کیا تھا اور اسکندریہ کا سرحدی علاقہ (جو اقطائی کے ماتحت تھا) سلطان معز ایبک کی حکومت میں شامل کر لیا گیا۔

معز ایبک کا شجرۃ الدر سے نکاح:......جماعت بحریہ کے فرار کے بعد چونکہ معز ایبک کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی، اس لیے معز ایبک تن تنہا خود مختار حکمران بن گیا۔ چنانچہ اس نے حکمران بنتے ہی موسیٰ اشرف کو بھی معزول کر دیا اور مساجد میں اس کے نام کا خطبہ بھی بند کر دیا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوانے لگا۔ اس کے علاوہ اس نے ملک صالح کی بیوہ ''شجرۃ الدر'' سے بھی نکاح کر لیا جو اس سے پہلے ایک بار مصر کی ملکہ مقرر کی جا چکی تھی۔ اس کے علاوہ اس نے علاؤ الدین ایدغوی اور اس کی جماعت عزیزیہ کو اپنا معاون بنایا اور ''دمیاط'' بطور جاگیر علاؤ الدین کو دے دیا۔

ناصر اور جماعت بحریہ:......جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں کہ نازک حالات کی وجہ سے جماعت بحریہ مصر سے شام کی طرف فرار ہوگئی تھی، چنانچہ جب جماعت بحریہ اور اس کے سردار غزہ پہنچے تو انہوں نے خط وکتابت کے ذریعے ناصر سے دمشق آنے کی اجازت مانگی۔ ناصر نے اجازت دے دی تو یہ لوگ دمشق پہنچ گئے۔ ناصر نے ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا اور حسن اخلاق کا مظاہرہ کیا۔ ان لوگوں نے ناصر کو مصر پر حملہ کرنے کی ترغیب دینی شروع کی۔ ناصر ان کی باتوں میں آ گیا اور جنگ کے لیے تیار ہوگیا۔

ناصر اور ایبک کی دوبارہ صلح:......معز ایبک کو جب ناصر کے حملے کی اطلاع ملی تو اس نے ناصر کو جماعت بحریہ کی حرکتوں سے آگاہ کیا۔ لیکن چونکہ ناصر پوری طرح جماعت بحریہ کی باتوں میں آ چکا تھا لہٰذا اس نے معز ایبک کی باتوں کی طرف توجہ نہ کی۔

ادھر جماعت بحریہ نے ناصر سے بیت المقدس اور چند ساحلی شہر مانگے جو ناصر نے خوشی خوشی ان کے حوالے کر دیئے۔ اس کے بعد ناصر جنگ کے لیے روانہ ہوا اور غور اور پھر عباسیہ میں پڑاؤ ڈالا۔ معز ایبک کو جب یہ اطلاع ملی تو وہ بھی اپنی فوجیں لے کر عباسیہ پہنچ گیا۔ دونوں طرف کی فوجیں چند دن بغیر جنگ کے وہیں رکی رہیں اور پھر دونوں دشمنوں نے آپس میں صلح کر لی اور اپنے اپنے ملک کی طرف واپس چلے گئے۔ یہ واقعہ ۶۵۲ھ کا ہے۔

ایدغدی کی گرفتاری:......عباسیہ سے واپسی کے بعد سلطان معز ایبک نے عباسی خلیفہ مستعصم کے پاس اپنا قاصد بھیجا۔ اطاعت کا اظہار کیا اور خلیفہ سے سرکاری علم اور سند حکومت طلب کی، جب قاصد واپس مصر پہنچا تو اس نے علاؤالدین ایدغدی کے معاملات مشکوک ہونے کی وجہ سے اس کو گرفتار کر لیا اور دمیاط کو بھی واپس لے لیا جو اس نے بطور جاگیر ایدغدی کو دیا تھا، علاؤالدین ایدغدی اسی گرفتاری کی حالت میں ہی وفات پا گیا۔

عزالدین افرم:......عزالدین ایبک افرم صالحی، قوص، اخمیم اور ان کے آس پاس (جو انکے متعلقہ علاقے تھے) کا گورنر تھا۔ چونکہ اس کی طاقت وقوت مسلسل بڑھتی جا رہی تھی، لہٰذا اس نے خودمختار ہونے کا ارادہ کیا جبکہ سلطان معز اسے اس عہدے سے ہٹانا چاہتا تھا لیکن پھر بھی ایسا نہ کر سکا۔ چنانچہ اس نے خوارزم کے رہنے والے ایک شخص کو اس کی مدد کے لیے بھیجا۔ جبکہ عزالدین صمیری نے نہ صرف اس کو اس کے عہدے سے ہٹا دیا بلکہ اپنے پاس مصر بلا لیا۔ کچھ عرصہ تو ایبک صیمری کے ساتھ رہا پھر صیمری نے اس کو اقطائی جامدار کے ساتھ مصر کے بالائی حصے (صعید) کی طرف عربوں کی بغاوت کا خاتمہ کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ لہٰذا وہ ابوثعلب شریف اور عربی باغیوں کو لے کر آیا۔ اقطائی جامدار نے واپس آ کر اپنا عہدہ سنبھال لیا جبکہ سلطان معز ایبک نے عزالدین افرم کو صعید میں بطور منتظم ٹھہرنے کا حکم دیا اور یہ بھی کہا کہ صیمری اس کی خدمت میں رہے گا۔

افرم کی بغاوت:......افرم صعید میں ٹھہرا ہوا تھا کہ اسے اقطائی کے قتل اور معز ایبک کے ظلم کی اطلاع ملی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اقطائی کے ساتھی جماعت بحریہ کے لوگ بھی اسے چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ چنانچہ یہ سن کر افرم کو بہت افسوس ہوا اور اسی غم اور پریشانی کے عالم میں افرم نے بغاوت کر دی۔ شریف ابوثعلب کو اپنے ساتھ ملا لیا اور چاروں طرف سے عرب بدوؤں کو جمع کر کے ایک فوج تشکیل دی اور دنگا فساد پھیلانے لگا۔ معز ایبک کو ان باتوں کی اطلاع ملی تو اس نے باغیوں کی سرکوبی کا ارادہ کیا۔

بغاوت کی سرکوبی:......چنانچہ معز ایبک نے ۶۵۳ھ میں اپنے ایک سپہ سالار شمس الدین برلی کو فوج دے کر اس بغاوت کو ختم کرنے کے لیے بھیجا۔ چنانچہ شمس الدین نے افرم اور اس کے باغی ساتھیوں کو شکست دی۔ شریف ابوثعلب کو گرفتار کر لیا۔

دوسری طرف افرم غلاموں کی ایک جماعت کے ساتھ بچ نکلنے میں کامیاب ہوگیا۔ اور نخلستانوں کی طرف بھاگ گیا۔ وہاں سے اس نے شام جانے کا ارادہ کیا لیکن پھر شام کا ارادہ ترک کر کے بالائی مصر (صعید) کی طرف جانے قبیلہ جرام کے عربوں کے ساتھ (جو نہر سوئس اور کوہ طور کے علاقوں سے ہوتے ہوئے جا رہے تھے) واپس چلا گیا۔ اور وہیں رہنے لگا جبکہ اس کے غلام وہاں سے زیریں مصر کی طرف چلے گئے۔

افرم کی گرفتاری:......وہاں سے افرم غزہ کی طرف روانہ ہوا، غزہ میں اس کی ملاقات ناصر سے ہوئی، افرم نے ناصر سے دمشق آنے کی اجازت مانگی، ناصر نے اجازت دے دی، چنانچہ افرم غزہ سے دمشق جا پہنچا، ناصر نے اس کی خوب آؤ بھگت کی، خلعت عطا کی، اور پانچ ہزار دینار بھی دیئے، لہٰذا افرم دمشق ہی میں رہنے لگا۔

دوسری طرف جماعت بحریہ مصر سے الکرک کی طرف بھاگ گئی، جماعت بحریہ کی اس حرکت سے اقرم کو خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں ناصر اس کو گرفتار نہ کر لے، چنانچہ اس نے مصر میں موجود اتابک قطر سے خط و کتابت شروع کی اور مصر آنے کی اجازت مانگی، اجازت مل گئی، اور اقرم مصر پہنچ گیا، شروع شروع میں اتابک قطر نے اس کا استقبال کیا لیکن موقع ملتے ہی اس کو گرفتار کر لیا اور اسکندریہ میں قید کر لیا۔

ادھر ضمیری ابھی تک بالائی مصر (صعید) میں ٹھہرا ہوا تھا جہاں اس کی طاقت وقوت میں اضافہ ہوتا جارہا تھا چنانچہ اس نے بھی خود مختار ہونے کا ارادہ کیا لیکن اس ارادے میں کامیاب نہ ہوسکا، لہٰذا وہ بھاگ کر ناصر کے پاس چلا گیا۔ یہ واقعہ ۶۵۴ھ کا ہے۔

معز ایبک کا قتل: ...... جیسے جیسے سلطان معز ایبک کی حکومت پھیلتی گئی اور حکومت کا انتظام ٹھیک ٹھاک ہوتا گیا اور اس نے اپنے دشمنوں سے بھی نجات حاصل کر لی تو اس کے ارادے بدلنے لگے اور مزید علاقوں پر حکومت کے جواب دیکھنے لگا۔ چنانچہ اسی بناء پر سلطان معز ایبک یہ چاہتا تھا کہ ''حماۃ'' کے حاکم ''منصور'' اور ''موصل'' کے حاکم ''لـؤلـؤ'' سے اپنے تعلقات میں خوشگواری پیدا کرے تاکہ آہستہ آہستہ ان کے علاقوں پر بھی قبضہ کر سکے۔ چنانچہ اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اس نے ان دونوں حکمرانوں یعنی منصور اور لـؤلـؤ سے ان کی بیٹیوں کا رشتہ مانگا۔ جب اس رشتے کی اطلاع اس کی بیوی شجرۃ الدر کو ملی تو روایتی بیویوں کی طرح اس کے دل میں بھی حسد اور رقابت کے جذبات پیدا ہونے لگے۔ چنانچہ اس نے اسی حسد کی وجہ سے خواجہ سراؤں کے ایک گروہ کو معز ایبک کے خلاف تیار کر لیا۔ اس گروہ میں محسن الخرزی اور خصی العزیزی (سنجر خزمان) جیسے لوگ بھی شامل تھے، چنانچہ ان لوگوں نے سلطان معز ایبک کو رات کے وقت محل کے ایک حمام میں گھیر لیا اور قتل کر دیا۔ سلطان معز ایبک نے تین سال حکومت کی اور یہ واقعہ ۶۵۵ھ میں پیش آیا۔

علی منصور کی حکومت: ...... خواجہ سراؤں کا گروہ معز ایبک کو قتل کرنے کے بعد ادھر ادھر ہو گیا۔ جبکہ معز ایبک کے غلاموں کو یہ اطلاع آدھی رات کے وقت ملی۔ چنانچہ وہ لوگ سیف الدین قطر، سنجر غتمی اور بہادر کے ساتھ شاہی محل پہنچے۔ اندر داخل ہوتے ہی انہوں نے علی جوجری کو قتل کر دیا جبکہ سنجر عزیزی بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا اور شام کی طرف چلا گیا۔ ادھر معز ایبک کے غلاموں نے ملکہ شجرۃ الدر کو بھی گرفتار کر لیا تھا اور اسے قتل کرنا چاہتے تھے لیکن صالحیہ کے غلاموں نے ملکہ شجرۃ الدر کو بچا لیا۔ چنانچہ ملکہ کو قید کر لیا گیا۔

ان معاملات سے فارغ ہو کر انہوں نے سلطان معز ایبک کے بیٹے علی کو مسند حکومت پر بٹھایا اور اس کو منصور کے لقب سے پکارنے لگے۔ سلطان معز ایبک کا نائب اتابک علم الدین سنجر حلی تھا، لیکن سلطان کے غلاموں نے اس کو معزول کر کے گرفتار کرایا اور اس کی جگہ عزیز کے آزاد کردہ غلام اقطائی المعزی الصالحی کو منصور کا نائب بنا دیا۔ رفتہ رفتہ یہ حکومت کے سیاہ و سفید کا مالک بن گیا۔ یہ واقعہ ۶۵۶ھ کا ہے۔

زہیر بن علی کی وفات: ...... انہی دنوں منصور کی ماں نے اسے معز ایبک کے خاص راز دار شرف الدین غازی کے خلاف بہکایا۔ چنانچہ منصور نے اسے قتل کروا دیا۔ اسی سال ملک صالح کا سیکریٹری زہیر بن علی المہلی وفات پا گیا۔ یہ شخص الکرک کے قید خانے میں بھی اسی کے ساتھ تھا اور وہاں سے مصر بھی اسی کے ساتھ گیا تھا۔

ناصر اور بحریہ کی جنگ: ...... جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ ترکوں کی جماعت بحریہ بھاگ کر ناصر کے پاس چلی گئی تھی، اور اس کے بعد اسے لے کر مصر روانہ ہو گئی تھی، جبکہ دوسری طرف سے سلطان معز ایبک عباسیہ تک پہنچ چکا تھا لیکن بجائے جنگ کے دونوں مخالفوں میں صلح ہو گئی تھی۔ صلح کے بعد ناصر تو دمشق چلا گیا تھا جبکہ جماعت بحریہ اپنے قلعے کی طرف روانہ ہو گئی تھی۔ لہٰذا ناصر نے بھی ان کو خود سے الگ کر دیا۔ چنانچہ وہ لوگ وہاں سے روانہ ہو کر نابلس اور غزہ چلے گئے اور الکرک کے حکمران کی اطاعت کا اظہار کیا۔

ناصر کی شکست: ...... یہ اطلاعات جب ناصر تک پہنچیں تو ناصر نے اپنی فوجوں کو جماعت بحریہ پر حملے کا حکم دیا۔ لیکن جماعت بحریہ نے ناصر کی فوجوں کو شکست دے دی۔ چنانچہ ناصر خود فوجیں لے کر حملہ آور ہوا۔ لیکن ناصر کو بھی شکست ہو گئی۔ جماعت بحریہ نے بلقاء تک ناصر کی فوج کا تعاقب کیا۔ لیکن ناصر اور اس کی فوج بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ چنانچہ جماعت بحریہ الکرک کی طرف روانہ ہو گئے اور مغیث کو مصر پر حملہ کرنے کے لیے

ابھارنے لگے اور اس سے مدد بھی مانگی۔ چنانچہ مغیث نے ان کی مدد کے لیے ایک لشکر ان کے ساتھ کر دیا۔

جماعت بحریہ کی شکست: ...... چنانچہ جماعت بحریہ کے برے بڑے سردار مثلاً بیبرس جندقداری، قلدون صالحی اور بلبان رشیدی فوج لے کر مصر پر حملہ آور ہوئے جبکہ دوسری طرف امیر سیف الدین قطز مصری فوجوں کو لے کر مقابلے کے لیے صالحیہ تک آ پہنچا۔ گھمسان کی جنگ ہوئی، جماعت بحریہ کو شکست ہوئی، بلغار اشرف مارا گیا، خلدون صالحی اور بلبان رشیدی کو گرفتار کر لیا گیا۔ چند دن بعد قلدون کو رہا کر دیا گیا اور استاذ الدار کو اس کی نگرانی کا کام سونپا گیا۔ لیکن وہ استاذ الدار کی آنکھوں میں دھول جھونک کر فرار ہو گیا اور اپنے ساتھیوں میں جا پہنچا۔ چنانچہ یہ سب لوگ جمع ہو کر دوبارہ مغیث کے پاس پہنچے اور مصر پر حملے کی ترغیب دی۔ لہٰذا اس مرتبہ مغیث بذات خود فوجیں لے کر مصر پر حملہ آور ہوا اور صالحیہ پہنچ کر پڑاؤ ڈالا۔ یہ واقعہ ۶۵۶ھ کا ہے۔

مغیث کی شکست اور فرار: ...... چنانچہ صالحیہ میں اس کے بعض بڑے مصری سردار مثلاً عزالدین رومی، ہواتر اور کافدری آ پہنچے۔ کیونکہ مغیث کے ساتھ ان کے پہلے سے تعلقات تھے، دوسری طرف امیر سیف الدین قطز مصری فوجوں کو لے کر مقابلے کے لیے نکلا۔ دونوں گروہوں میں زبردست جنگ ہوئی۔ مغیث کو شکست ہوئی۔ چنانچہ مغیث اپنی فوج سمیت الکرک کی طرف فرار ہو گیا۔

ناصر کی دوبارہ شکست: ...... اس جنگ میں مغیث کے ساتھ ساتھ بحریہ جماعت کو بھی زبردست شکست ہوئی تھی۔ لہٰذا وہ شکست کھا کر غور کی طرف بھاگ گئے۔ عذر میں ان دنوں کردوں کے کچھ قبائل آباد تھے جو تاتاریوں کی لوٹ مار اور قتل و غارت گری کے ڈر سے شہرزاد کے پہاڑوں سے نکل کر ان علاقوں میں آ بسے تھے۔ چنانچہ جماعت بحریہ اور کردوں کے ان قبائل میں اتحاد ہو گیا۔ آپس میں شادیاں بیاں شروع ہو گئے اور تعلقات خوب مضبوط ہو گئے۔ چنانچہ ان کے ان خوشگوار اور مضبوط تعلقات سے ناصر خوفزدہ ہو گیا۔ چنانچہ ناصر نے ان کا اتحاد توڑنے اور ان کا سر کچلنے کے لیے فوجیں روانہ کیں۔

غور میں دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا، ناصر کو دوبارہ شکست ہوئی۔ چنانچہ ایک بار پھر وہ مکمل تیاری کے ساتھ بذات خود حملہ آور ہوا۔ جماعت بحریہ اس حملے کی تاب نہ لا سکے اور تتر بتر ہو گئے۔ جبکہ کردوں کے قبیلے مصر کی طرف روانہ ہو گئے۔ سفر کے دوران ترکمان ان پر حملہ آور ہوئے، کردوں نے بھی مقابلہ کیا اور یہ دونوں گروپ اسی طرح لڑتے بھڑتے مصر جا پہنچے۔

جماعت بحریہ کے سرداروں کا فرار: ...... جیسا کہ پہلے ہم لکھ چکے ہیں کہ جماعت بحریہ کے افراد دوبارہ مغیث کی فوج کے ساتھ الکرک پہنچ گئے تھے اور مغیث نے ان کی مدد کرنے کا وعدہ بھی کر لیا تھا لیکن اسی دوران ناصر نے مغیث کو پیغام پہنچایا کہ وہ جماعت بحریہ کو اس کے حوالے کر دے اور دھمکی بھی دی کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو ان کو قتل کر دے گا۔ مغیث اور ناصر کے درمیان اس طرح کے حالات دیکھ کر جماعت بحریہ کے افراد خوفزدہ ہو گئے۔ لہٰذا اسی وجہ سے تلاودن اور بیبرس جنگلوں کی طرف فرار ہو گئے۔ کچھ عرصہ صحرا کی خاک چھانتے رہے اور پھر مصر جا پہنچے۔ مصر میں اتابک قطز نے ان کو خوش آمدید کہا اور حسن سلوک سے پیش آیا، خلعتیں دیں، جاگیریں دیں اور ان کو اپنے پاس رکھا۔

دوسری طرف ان سرداروں کے فرار کی وجہ سے مغیث نے بچے کھچے سرداروں وغیرہ کو گرفتار کر لیا جن میں سنقر، اشقر، شکر اور برانق بھی شامل تھے اور ناصر کے پاس بھجوا دیا۔ ناصر نے انہیں حلب کے قلعے میں قید کر دیا۔ جب تاتاریوں نے اس قلعے پر قبضہ کیا تو ان قیدیوں کو بھی اپنے ساتھ ہی لے گئے۔

ہلاکو خان: ...... جہاں ایک طرف یہ واقعات ہو رہے تھے جو ہم تحریر کر چکے ہیں وہیں دوسری طرف ہلاکو خان ہر طرف اپنا سکہ بٹھا رہا تھا۔ اس نے نہ صرف بغداد کو فتح کر لیا تھا بلکہ وہاں سے آگے فرات، میافارقین اور اربل کو بھی فتح کر چکا تھا۔ موصل کا حکمران لؤلؤ اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کا اظہار کر چکا تھی۔ جبکہ دوسری طرف ناصر کے بیٹے نے بھی ایک ایلچی اپنے باپ کی طرف سے ہلاکو کو خدمت میں روانہ کیا۔ بہت سے تحفے تحائف بھی ساتھ بھیجے اور اس بات کی معافی بھی مانگی کہ ناصر شام کے ساحلوں پر فرنگیوں کے حملے کے خطرے کی وجہ سے خود ہلاکو کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکا۔

منصور کی معزولی: ہلاکو کی روز بروز بڑھتی ہوئی شان و شوکت اور آس پاس کے حکمرانوں کی اطاعت اور فرمانبرداری دیکھ کر مصر کے بڑے بڑے سردار بھی خوفزدہ ہوگئے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ علی ابن المعز ایک المنصور ابھی بہت چھوٹا تھا۔ اس نے چونکہ جنگوں میں بھی حصہ نہیں لیا تھا اور نہ ہی اسے لشکروں کی قیادت اور دوسرے جنگی معاملات سے واقفیت تھی۔ لہٰذا وہ دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ مصر کے بڑے بڑے سردار مل بیٹھے، مشورہ ہوا اور منصور کو حکومت سے معزول کر دیا گیا۔ اس وقت تک منصور کو حکومت کرتے ہوئے دو سال ہوئے تھے۔

سیف الدین قطز المعزی کی حکومت: ......منصور کی معزولی کے بعد انہوں نے سیف الدین قطز المعزی کو مسند حکومت پر بٹھایا اور اس کا لقب مظفر رکھا۔ اس کو حکمران بنانے میں اس کی بہادری، دانش مندی اور جنگی معاملات سے واقفیت کا بھی بڑا ہاتھ تھا۔ جبکہ دوسری طرف منصور کو معزول کیا جا چکا تھا۔ جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں۔ معزولی کے بعد منصور اور اس کے بھائیوں کو دمیاط میں قید کر دیا گیا اور سلطان ظاہر نے اپنی حکومت میں انہیں قسطنطنیہ کی طرف جلاوطن کر دیا تھا۔ یہ واقعات ۶۵۶ھ کے ہیں۔

سلطان قطز کا تعارف: ......سلطان قطز کا تعلق خوارزم کے شاہی خاندان سے تھا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ خوارزم شاہ کا بھانجا تھا اور اس کا نام محمود بن مودود تھا۔ جب تاتاریوں نے خوارزم شاہ پر حملہ کیا اور پکڑ دھکڑ شروع کی تو اس کو بھی گرفتار کر لیا گیا اور پھر بیچ دیا گیا۔ اور ابن زعیم ایک شخص نے اسے خرید لیا۔ امام نووی نے یہ واقعہ بعض مورخین کے حوالے سے بیان کیا ہے۔

بہادر اور سنجر کی گرفتاری: ......بہر حال جب سلطان قطز کو حکومت پر بٹھانے کے تمام معاملات مکمل ہو چکے تو سلطان قطز نے حکومت کے معاملات کی طرف توجہ کی اور نظم و نسق کو درست کرنے لگا۔ سلطان قطز کو بادشاہ بنانے کے لیے دو انتظامات ہوئے تھے ان میں ترکوں کی جماعت صالحیہ، عزیزیہ اور معزیہ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ سلطان قطز کا تعلق بھی جماعت معزیہ سے تھا۔ لیکن ان دنوں میں دو بڑے سردار بہادر اور سنجر غتمی مسلسل غائب رہے تھے لہٰذا سلطان ان کی طرف سے محتاط ہو گیا تھا۔ اس لیے جب وہ آئے تو ان کی مخالفت کے خطرے کی وجہ سے سلطان قطز نے ان دونوں کو گرفتار کروا لیا۔

ہلاکو خان کی فتوحات: ......ایک طرف یہ سب معاملات ہو رہے تھے جو ہم تحریر کر چکے ہیں جبکہ دوسری طرف ہلاکو نے دریائے فرات کو عبور کر لیا تھا۔ چنانچہ ناصر اور اس کا بھائی الظاہر فرار ہو گئے اور جنگلوں کی طرف چلے گئے۔ جبکہ حماۃ کا حکمران منصور اور جماعت بحریہ کا وہ حصہ جو عرب قبیلوں کے ساتھ جنگل بیابانوں میں رہا کرتے تھے، بھاگ کر مصر چلے گئے۔

شام کی فتح: ......چنانچہ ہلاکو نے آگے بڑھ کر حملے شروع کیے اور ایک ایک کر کے شام کے شہروں کو فتح کرنے لگا۔ ہلاکو جس شہر کو فتح کرتا اس کی فصیلیں اور دیواریں گروا دیتا اور وہاں اپنے نائب مقرر کرتا تھا۔ جماعت بحریہ کے جو قیدی حلب میں تھے، ان کو اس نے رہا کر دیا اور ان سے کام لینے لگا۔ ان میں بدانق اور سنقر الاشقر بھی شامل تھے۔ اسی دوران ہلاکو کو اپنے بھائیوں کے اختلافات کی اطلاع ملی چنانچہ وہ عراق کی طرف واپس روانہ ہوا اور جاتے جاتے اپنے ایک بڑے سردار کتبغا کو شام میں اپنا نائب مقرر کر دیا اور اس کی مدد کے لیے بارہ ہزار سپاہی ساتھ چھوڑ دیئے۔ انہی دنوں حمص کے حکمران اشرف ابراہیم بن شیرکوہ نے بھی اس سے ملاقات کی۔

دمشق کی فتح: ......جن دنوں ناصر ہلاکو کے پاس آیا تھا تو ہلاکو نے اس سے مصر پر حملہ کرنے کے بارے میں مشورہ کیا تھا لیکن ناصر نے حماقت کا ثبوت دیا اور اہل مصر کو بہت کمزور اور گرے پڑے ظاہر کیا۔ چنانچہ اسی مشورہ کے پیش نظر ہلاکو نے اپنے سردار کتبغا اور اس کے ساتھیوں کو جنگ کے لیے تیار رہنے کا حکم دیا۔

جب ہلاکو وہاں سے عراق کی طرف روانہ ہوا (جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں) تو کتبغا دمشق کے قلعہ پر حملہ آور ہوا یہ قلعہ ابھی تک فتح نہیں ہوا تھا۔ لہٰذا اس نے اس قلعے کا محاصرہ کر لیا اور جنگ کر کے فتح کر لیا اور قلعے کے حکمران بدرالدین بربدک کو قتل کروا دیا۔

ہلاکو اور شام کے وفد:......ان معاملات سے فارغ ہونے کے بعد ہلاکو خان نے شام مضافاتی علاقوں (جہاں اہل شام اپنے جانور چرایا کرتے تھے) پڑاؤ ڈالا۔ اسی دوران اس کے پاس شام کے علاقے "صرخد" کا حکمران "الظاہر" (ناصر کا بھائی) آیا اور اطاعت کا اظہار کیا تو ہلاکو نے اس کو بدستور اس کے علاقے پر حکمران رہنے دیا اور اس کے علاقے کی طرف بھیج دیا۔ اسی طرح الکرک کے حکمران مغیث نے اپنے بیٹے "عزیز" کی سربراہی میں ایک وفد اسی مقصد کے لیے ہلاکو کے دربار میں بھیجا۔ ہلاکو نے اس کی اطاعت گزاری بھی قبول کرتے ہوئے اس کو بھی واپس بھیج دیا۔

اہل مصر کی جنگی تیاری اور حملہ:......ہلاکو خان شام کی چراگاہوں میں شامی علاقوں کے حکمرانوں کی اطاعت قبول کرنے میں مصروف تھا جبکہ دوسری طرف مصر والے بھرپور جنگی تیاریوں میں مصروف تھے۔ ہر طرف سے فوجیں آ آ کر مصر میں جمع ہونے لگیں۔ سلطان مظفر قطز نے بڑی تعداد میں عربوں اور ترکمانوں کو فوج میں بھرتی کیا ان کو خوب عطیات اور انعامات عطا کیے، ان کی بہترین تربیت کی اور ان کی کمزوریاں دور کرنے کی حتی الامکان کوشش کی۔

اسی دوران ہلاکو خان کی طرف سے مقرر کردہ شام کے حکمران کتبغا نے سلطان مظفر کو یہ اطلاع بھجوائی کہ اہل مصر سے ہلاکو خان کی اطاعت اور فرمانبرداری کا اظہار کروائے لیکن مصر کے سلطان نے سفارتی آداب کے خلاف سفیروں کو قتل کروادیا اور جنگ کرنے کے لیے شام کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ "حماۃ" کا حکمران "منصور" اور اسکا بھائی "افضل" بھی تھے۔

دوسری طرف کتبغا بھی اپنا تاتاری لشکر لے کر نکلا۔ اس کے ساتھ حمص کا حکمران اشرف اور ضبینہ کا حکمران سعید بن عزیز بن عادل بھی تھا۔ یہ سب لوگ مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے نکلے۔ سلطان مظفر نے اشرف کو اپنی حمایت کا پیغام بھجوایا تھا۔ اشرف نے جنگ کے دوران ہلاکو سے علیحدہ ہو کر سلطان مظفر سے مل جانے کا وعدہ کیا جبکہ سعید بن عزیز بن عادل نے سلطان مظفر کے ساتھ برا سلوک کیا اور اس پر حملہ بھی کیا۔

اہل مصر کی فتح:......عزہ کے قریب عین جالوت نامی جگہ پر دونوں مخالفوں کا مقابلہ ہوا۔ گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی، اشرف وعدہ کے مطابق جنگ کے دوران اہل مصر کے ساتھ مل گیا۔ چنانچہ تاتاریوں کو زبردست شکست ہوئی، ان کا سپہ سالار کتبغا جنگ کے دوران مارا گیا۔ ضبینہ کے حکمران سعید بن عزیز کو گرفتار کرلیا گیا۔ جنگ کے بعد سلطان مظفر نے اس کو خوب برا بھلا کہا اور اس کو قتل کروادیا۔ الکرک کے حاکم مغیث کا بیٹا عزیز بھی گرفتار ہوگیا۔ اسی جنگ میں ظاہر بیبرس بھی گرفتار ہوا۔ یہی وہ شخص ہے جو بعد میں مصر کا بادشاہ بنا۔

عادل بیبرس نے تاتاری لشکر کا تعاقب کیا اور ان کو چن چن کر قتل کیا۔ عادل تعاقب کرتے ہوئے "حمص" تک پہنچ گیا۔ حمص میں تاتاریوں کی امداد کے لیے تازہ دم فوج موجود تھی۔ عادل نے ان سب کی خوب گوشمالی کی۔

جنگ کے بعد:......جنگ کے بعد عادل نے حمص میں قیام کیا، اسی دوران حمص کا حکمران اشرف اس کے دربار میں پہنچا اور اطاعت کا اظہار کیا۔ عادل نے اس کو بدستور حمص کا حکمران رہنے دیا۔ اسی طرح حماۃ کا حکمران منصور بھی اطاعت کے اظہار کے لیے اس کے پاس آیا، اس کو حماۃ کا حکمران رہنے دیا گیا۔ البتہ اس کو معرۃ (نامی علاقہ) بھی دے دیا مگر سلمیہ (نامی علاقہ) اس سے واپس لے کر ایک عرب محضا بن مانع بن جدیلہ کو اس کا حکمران بنادیا گیا۔ اس کے بعد سلطان واپس دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ دمشق میں موجود تاتاری سلطان کی آمد کی خبر سنتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے اور جو رہ گئے تھے وہ قتل کردیے گئے۔

نئے گورنروں کی تقرری:......سلطان نے نئے سرے سے تمام شہروں کا نظم ونسق درست کیا۔ ہر جگہ تازہ دم فوج مقرر کی۔ علم الدین سنجر حلبی صالحی کو دمشق کا نیا حکمران مقرر کیا۔ یہ وہی شخص ہے جو نجم الدین ابوالحیماء ابن خشتر بن کردی اور علی بن ایبک کا اتابک (استاد) تھا۔ مظفر علاء الدین السعید کو (جو پہلے موصل کا حاکم تھا) حلب کا حکمران بنایا۔ یہ وہ شخص ہے جو تاتاریوں سے خوفزدہ ہو کر ناصر کے پاس چلا آیا تھا، جب ناصر شام آیا تو سعید مصر چلا گیا۔ مصر میں سلطان مظفر قطز نے اس کی خوب آؤ بھگت کی اور اپنے پاس رکھا۔ کچھ عرصہ بعد ناصر نے اس کو حلب کا حکمران بنادیا تاکہ وہ اس کے بھائی صالح سے (جو موصل میں تھا) تاتاریوں کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہے۔

اس کے علاوہ نابلس، شام کے ساحلوں اور غزہ پر شمس الدین دانشیر برلی کو حکمران بنایا۔ یہ شخص ناصر کے باپ عزیز محمد کے بڑے سرداروں میں سے تھا اور جب ناصر نے جماعت عزیزیہ کے ساتھ مل کر مصر پر حملہ کیا تھا تو یہ شخص یعنی شمس الدین ناصر کے پاس سے بھاگ کر اتابک کے پاس پہنچ گیا تھا۔ وہاں اسے بعض لوگوں پر شبہ ہوا تو اس نے انہیں گرفتار کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد برلی دوبارہ ناصر کے پاس چلا گیا۔ ناصر اس سے بھاگ جانے کی وجہ سے ناراض تھا۔ چنانچہ اس نے برلی کو حلب کے قلعے میں قید کر دیا۔ پھر جب حلب پر تاتاریوں نے قبضہ کیا تو برلی کو حلب کے قلعے سے رہائی ملی۔ وہاں سے برلی دوبارہ مصر چلا گیا۔ سلطان مظفر قطز پہلے کی طرح بہت اچھے طریقے سے ملا اور شام کے ساحلی علاقوں اور غزہ کا حکمران بنایا۔ پھر سلطان مظفر بیس دن دمشق میں رہنے کے بعد واپس مصر روانہ ہو گیا۔

ایوبی حکومت کا خاتمہ:...... یہاں یہ حالات تھے جبکہ دوسری طرف ہلاکو خان بھی ان حالات سے بے خبر نہ تھا، چنانچہ اس کو جیسے ہی شام میں اپنے لشکر کی شکست کا علم ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ شام پر ترکوں کا قبضہ ہو گیا ہے تو اس نے ناصر پر دھوکہ دہی کا الزام لگایا اور پھر کچھ عرصہ بعد اس کو قتل کروا دیا۔ ناصر کے قتل ہوتے ہی پورے شام سے ایوبی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور مصر کے ترکی بادشاہوں کا قبضہ ہو گیا۔

جماعت بحریہ اور سلطان مظفر:...... جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ ترکوں کی جماعت بحریہ کے سردار اقطائی جامدار کو سلطان مظفر نے قتل کروا دیا تھا، اس لیے جماعت بحریہ کے لوگ سلطان مظفر سے انتقام لینے کے لیے موقع کی تلاش میں رہتے تھے۔ اسی وجہ سے سلطان مظفر بھی اس جماعت کی طرف سے ہوشیار رہا کرتا تھا۔ لیکن اسی دوران تاتاریوں کے ساتھ جنگ شروع ہو گئی تو دونوں گروہوں نے اپنے آپس کے اختلافات کو بھلا دیا۔ اسی وجہ سے جماعت بحریہ کے بڑے بڑے سردار جو الکرک سے بھاگ کر جنگلوں میں وقت گزار رہے تھے، وہ بھی سلطان مظفر سے آملے۔ سلطان نے بھی ان کو معاف کر دیا کیونکہ اس وقت مسلمانوں کی تعداد کا بڑھنا ضرور تھا اور سلطان کو ایسے منجھے ہوئے سرداروں کی زیادہ ضرورت تھی۔ چنانچہ ان لوگوں کو بھی لشکر میں شامل کر لیا۔ لہٰذا جب عین جالوت نامی جگہ پر تاتاریوں کے ساتھ جنگ ہوئی تو جماعت بحریہ کے افراد بھی اس میں شامل تھے اور ان لوگوں نے بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے۔ خاص طور پر (۱) بیبرس بندقدازی (۲) انز اصفہانی (۳) مکنون جو تدادی (۴) بندذ نماز ترکی اور (۵) نلیان رشیدی نے خوب کارہائے نمایاں انجام دیئے۔

لیکن جب مسلمانوں نے شام پر قبضہ کر لیا اور امن وامان کی فضا دوبارہ بحال ہوئی تو جماعت بحریہ کو اپنا انتقام یاد آ گیا اور دوبارہ موقع کی تلاش میں رہنے لگے۔

سلطان مظفر قطز کا قتل:...... لہٰذا جب ۶۵۸ھ میں سلطان مظفر قطز بیس دن دمشق میں رہنے کے بعد دوبارہ مصر روانہ ہوا (جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں) تو جماعت بحریہ کے سرداروں نے آپس میں مشورہ کیا کہ راستے میں وہ سلطان مظفر کو قتل کر دیں گے۔ چنانچہ جب سلطان مظفر مصر کے قریب پہنچا تو اس کو شکار کی سوجھی، چنانچہ باقی لشکر سے الگ ہو کر جنگل کی طرف روانہ ہوا۔ جماعت بحریہ نے اس کا تعاقب کیا، جنگل میں انز اصفہانی نے آگے بڑھ کر سلطان سے کسی ساتھی کی سفارش کی۔ سلطان نے قبول کی۔ انز سلطان کے ہاتھ چومنے کے بہانے جھکا اور ہاتھ پکڑ لیے۔ بیبرس نے فوری طور پر تلوار کا ایک نپا تلا وار کیا۔ سلطان منہ کے بل زمین پر گر پڑا، اتنے میں باقی لوگ بھی پہنچ گئے اور انہوں نے تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ لہٰذا تھوڑی دیر میں سلطان کا کام تمام ہو گیا۔

بیبرس بندقداری کی بیعت:...... سلطان کو قتل کر کے جماعت بحریہ کے افراد اپنے خیموں میں پہنچے۔ وہاں انہوں نے علی بن المعز ایبک کو موجود پایا۔ اس نے ان سے پوچھا کہ سلطان کو کس نے قتل کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ بیبرس نے۔ چنانچہ اس نے فوراً بیبرس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس کی دیکھا دیکھی باقی لوگوں نے بھی بیبرس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور بیبرس کو الظاہر کا لقب دیا۔ اس کے بعد انہوں نے ایدمرحلی نامی شخص کو مصر بھیجا تاکہ ہر طرف یہ اطلاع پہنچ جائے۔ چنانچہ اس نے مصر پہنچ کر اطلاع دی اور اہل مصر سے بیبرس کی بادشاہت کی بیعت لی۔

بیبرس کی حکومت:...... چنانچہ اسی سال ۱۵ ذیقعدہ کو بیبرس قاہرہ پہنچا اور مسند حکومت پر بیٹھا۔ حکمران بنتے ہی اس نے ملک کے نظم ونسق کو نئے

سرے سے درست کیا۔ لوگوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ موقع محل دیکھتے ہوئے مختلف طبقات کے لحاظ سے ان پر نائب مقرر کئے۔ گورنروں، عاملوں اور حکام کا تقرر ہوا۔ قاضی کے عہدے پر سلطان تاج الدین عبدالوہاب بن بنت الاعز کو مقرر کیا اور اپنا وزیر بھی بنایا۔ اور صالح نجم الدین یعنی اپنے استاد کی ہدایات پر بھی عمل کیا۔

بیبرس کی خوشحالی اور ترقی:......بیبرس دراصل ملک صالح کے آزاد کردہ غلام علاؤ الدین ایدکن کا مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھا۔ ایک مرتبہ ملک صالح علاؤ الدین سے ناراض ہوگیا۔ چنانچہ اس نے نہ صرف علاؤ الدین کو گرفتار کرلیا بلکہ اس کا سارا مال ودولت اور لونڈی غلام وغیرہ سب چھین لیے۔ انہی میں بیبرس بھی شامل تھا۔ چنانچہ ملک صالح نے بیبرس کو جامداریہ میں کام پر لگا دیا۔ بیبرس نے جامداریہ میں خوب ترقی کی یہاں تک کہ ملک صالح نے اسے جنگ کے محکمہ میں سواروں کا افسر بنا دیا۔ بیبرس کی ترقی ملک صالح کے بعد بھی جاری رہی۔ جو ہم اس سے پہلے تحریر کر چکے ہیں۔

دمشق میں بغاوت:......جب دمشق کے حکمران علم الدین سنجر کو یہ اطلاع ملی کہ سلطان قطز کو قتل کر دیا گیا ہے اور مصر کی حکومت بیبرس کے ہاتھ آ گئی ہے تو اس نے بغاوت کر دی۔ دمشق کے شاہی تخت پر بیٹھ گیا اور خود بادشاہ بن گیا اور اپنا لقب مجاہد رکھا۔ مسجدوں میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوانے لگا اور سکوں (کرنسی) پر بھی اپنا نام ڈھلوایا جبکہ ''حماۃ'' کا حکمران منصور مصر کے لیے بادشاہ بیبرس کا حمایتی رہا۔

تاتاریوں کا حملہ:......جبکہ دوسری طرف تاتاریوں کی فوج شام کی طرف روانہ ہو چکی تھی۔ جب ''البیرۃ'' نامی جگہ پر پہنچی تو حلب کے حکمران سعید بن لؤلؤ نے ایک لشکر کو ان سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا۔ تاتاریوں نے اس لشکر کو شکست دی اور تمام سپاہیوں کو مار ڈالا۔ جماعت عزیزیہ اور ناصریہ کے سرداروں نے اس زبردست شکست کا الزام سعید بن لؤلؤ پر لگایا اور اس کو قید کر دیا اور اس کی جگہ حسام الدین جوکنداری کو اپنا حکمران بنایا۔ سلطان ظاہر بیبرس نے بھی اس کی تائید کی۔

اس جنگ میں کامیابی سے تاتاریوں کے حوصلے اور بڑھے اور انہوں نے حلب پر بھی حملہ کر دیا اور بہت جلد اسے فتح کرلیا۔ حلب کا نیا حکمران حسام الدین جوکنداری حلب سے حماۃ کی طرف بھاگ گیا۔ ادھر تاتاریوں نے حلب سے فارغ ہوکر ''حماۃ'' پر حملہ کر دیا۔ لہٰذا حماۃ کا حکمران منصور اور اس کا بھائی علی افضل بھاگ کر حمص چلے گئے۔ حمص کا حکمران ان دنوں اشرف بن شہر کوہ تھا۔ جماعت عزیزیہ اور جماعت ناصریہ کے افراد بھی اس کے پاس پہنچ چکے تھے، لہٰذا ان سب نے مل جل کر ۶۵۹ھ میں تاتاریوں سے جنگ کی۔ شروع میں تو انہیں شکست ہوئی لیکن پھر انہوں نے خود کو سنبھال کر دوبارہ حملہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کامیابی عطا فرمائی۔ اور کامیابی سے ''حماۃ'' کی حفاظت کی۔ جبکہ دوسری طرف حمص کے حکمران اور منصور دمشق کے حکمران اشرف سنجر کے پاس چلے گئے لیکن چونکہ وہ کمزور تھا لہٰذا انہوں نے اس کی اطاعت قبول نہ کی۔ جبکہ تاتاریوں کی فوج حماۃ سے ناکام ہوکر ''انامیہ'' پہنچی اور اس کا محاصرہ کرلیا۔ لیکن محاصرہ ایک دن سے زیادہ نہ کر سکے اور دریائے فرات پار کر کے اپنے ملک کی طرف واپس چلے گئے۔

دمشق کی بغاوت:......جب سلطان ظاہر بیبرس کو دمشق کے حکمران اشرف سنجر کی بغاوت کا علم ہوا تو اس نے ایک لشکر اپنے استاد علاؤ الدین بند قذانی کی زیر نگرانی دمشق کی بغاوت ختم کرنے کے لئے بھیجا۔ مصری لشکر کی اشرف سنجر کے لشکر سے جنگ ہوئی، اشرف کو جنگ میں شکست ہوئی، بھاگ کھڑا ہوا، اور دمشق کے قلعہ میں جا کر پناہ حاصل کی، جب رات ہوئی تو چھپ کر نکلا اور بعلبک کی طرف روانہ ہوا، مگر اس کی لاعلمی میں کسی نے اس کا تعاقب کیا اور گرفتار کرلیا اور پھر سلطان ظاہر بیبرس کے پاس بھیج دیا۔ اس کو تو سلطان ظاہر بیبرس نے گرفتار کرلیا اور دمشق کے پرانے حکمران ایدکن کو دوبارہ بحال کر دیا۔ اس کے بعد ''حمص،، کا حکمران بھی اپنے ملک واپس چلا گیا اور ''حماۃ،، کا حکمران بھی۔

برلی کی بغاوت:......ایدکن کو دمشق کی حکومت پر بحال کرنے کے بعد سلطان ظاہر بیبرس نے ایدکن کو پیغام بھیجا کہ وہ شمس الدین اتوسن برلی اور جماعت عزیزیہ کے بہاء الدین بقری کو گرفتار کرلے، چنانچہ ایدکن نے بہاء الدین بقری کو تو گرفتار کرلیا جبکہ اتوس برلی، جماعت عزیزیہ اور جماعت ناصریہ کے افراد فرار ہو گئے۔ ان لوگوں نے ''حماۃ'' کے حکمران ''مسعود'' اور ''حمص'' کے حکمران ''اشرف بن شیرکوہ'' کو بھی بغاوت پر ابھارا لیکن ان دونوں نے ان کا ساتھ نہ دیا، اس دوران برلی حلب پہنچا، حلب میں فخر الدین حمصی موجود تھا، برلی نے فخر الدین سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ ہم

سلطان ظاہر بیبرس کے اطاعت گذار بننا چاہتے ہیں، چنانچہ فخر الدین اپنے ساتھ برلی کو لے جانے کے لیے راضی ہو گیا، جاتے ہوئے برلی اچانک حلب چلا گیا اور وہاں جا کر بغاوت کر دی، عربوں اور ترکمانوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور جنگ کے لئے تیار ہو گیا، لہٰذا مصر سے اس کی سرکوبی کے لیے فوجیں روانہ کی گئیں۔ زبردست جنگ ہوئی جس میں برلی کو شکست ہوئی، وہاں سے بھاگ کر برلی البیرہ پہنچا اور قبضہ کر لیا اور وہیں رہنے لگا۔

برلی اور ایدکن کی گرفتاری:......ان معاملات سے فارغ ہو کر سلطان ظاہر بیبرس نے اپنا لشکر حلب کی طرف روانہ کیا۔ یہ لشکر ۶۶۰ھ میں روانہ کیا تھا۔ لشکر کی قیادت سقر رومی کر رہا تھا۔ اس لشکر میں حمص کا حکمران "اشرف بن شیر کوہ" اور "حماۃ" کا حکمران "منصور" بھی شامل تھا۔ چنانچہ اسی دوران برلی نے ان دونوں سے ملاقات کی اور سلطان ظاہر بیبرس کی اطاعت کا اظہار کیا۔ سلطان ظاہر نے اس کی معذرت قبول کر لی اور اسے البیرہ کی حکومت پر بحال رکھا۔ لیکن بعد میں بدگمانی کی وجہ سے قید کر لیا۔ اس کے بعد سلطان ظاہر نے دمشق کے حکمران ایدکن کو بھی قید کروا دیا اور وزیر بیبرس کو دمشق کا حکمران بنا کر مصر واپس آ گیا۔

مصر میں عباسی خلافت کی تجدید:......ان تمام معاملات سے الگ جب بغداد میں عباسی خلیفہ عبداللہ مستعصم کو شہید کیا گیا تو پوری اسلامی سلطنت میں کافی عرصہ تک یہ عہدہ اور منصب خالی رہا جبکہ سلطان ظاہر کی خواہش یہ تھی کہ اسلامی خلافت نئے سرے سے بحال ہو جائے۔ اسی دوران اتفاق سے خلیفہ عبداللہ مستعصم شہید کے ایک چچا "ابوالعباس احمد بن الظاہر" مصر پہنچ گئے۔

ابوالعباس احمد بن الظاہر:......یہ شخص پہلے تو بغداد کے شاہی محلوں میں رہا کرتا تھا۔ لیکن جب عبداللہ مستعصم کی خلافت کی بیعت ہوئی تو بغداد سے بھاگ گیا اور مختلف قبیلوں میں رہتا رہا اور بالآخر مصر جا پہنچا۔ جب سلطان طاہر کو اس کے مصر آنے کا علم ہوا تو اسے بہت خوشی ہوئی۔ یہاں تک کہ وہ خود گھوڑے پر سوار ہو کر شہر سے باہر تک استقبال کرنے آیا اور اسی طرح مسلمانوں کے مختلف طبقات اور گروہوں کو بھی حکم دیا کہ شہر سے باہر نکل کر ابوالعباس کا استقبال کریں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ظاہر بیبرس نے ابوالعباس الظاہر کا ایسا ادب واحترام کیا کہ اس سے بطور خاص تنہائی میں ملاقات کی۔ اس ملاقات میں قاضی تاج الدین ابن بنت الاغر نے بھی شرکت کی۔ اس کے علاوہ انہوں نے ابوالعباس احمد کے عباسی خاندان میں سے ہونے کے ثبوت اور گواہیاں مانگیں۔ اس کے علاوہ خلیفہ کے محلات کے پرانے خدام جو وہاں موجود تھے، ان سے بھی گواہیاں مانگیں اور اس کے بعد فیصلہ کر دیا کہ ابوالعباس احمد الظاہر واقعی صحیح النسب ہیں۔ عباسی خاندان سے ان کا تعلق ہے اور یہ خلافت کے جائز وارث ہیں۔

ابوالعباس کی خلافت:......اس فیصلے اور اس کے اعلان کے بعد خود سلطان ظاہر بیبرس اور عام اصل مصر مسلمانوں نے اپنے اپنے مرتبوں کے مطابق ابوالعباس احمد بن الظاہر کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی اور اس کا لقب "المستنصر" رکھا۔ اس کے بعد سلطان ظاہر بیبرس نے حکومت کے مختلف حصوں، صوبوں اور شہروں میں بھی فرامین بھیجے کہ نئے خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کی جائے اور مسجدوں میں ان کے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور نئی کرنسی (سکوں) پر بھی ان کا نام ڈھالا جائے۔ نئے خلیفہ نے خلافت سنبھالتے ہی حکومت کا سارا انتظام سلطان ظاہر بیبرس کے حوالے کرنے کا اعلان کیا اور اس کے لیے ایک تحریری فرمان بھی جاری کیا جیسے خط وکتابت کے ذمہ دار میر منشی (سیکریٹری) فخر الدین بن لقمان نے تحریر کیا۔

نئے خلیفہ کی امامت:......پھر سلطان بیبرس اور عام اہل مصر مسلمان شہر سے باہر لگائے گئے ہوئے ایک خیمے کی طرف روانہ ہوئے۔ خیمے میں پہنچ کر سلطان نے اپنے خاص خاص سرداروں اور عہدیداروں کو خلعتیں عطا کیں اور اس بات کا اعلان کیا کہ وہ نئے خلیفہ کی اس وقت تک مدد کرتا رہے گا جب تک ان کو دوبارہ دارالخلافہ بغداد میں تخت نشین نہ کر دے۔

اس کے بعد نئے خلیفہ المستنصر نے جمعہ کے دن خطبہ پڑھا اور ایسی تقریر کی کہ جس سے تمام مسلمان رونے لگے۔ بہر حال نئے خلیفہ کے پیچھے نماز پڑھ کر تمام مسلمان اپنے اپنے گھروں کو واپس روانہ ہوئے۔

بنو لؤلؤ:......ایک طرف یہ حالات اور معاملات جاری تھے جو ہم تحریر کر چکے ہیں، جبکہ دوسری طرف موصل کا حکمران صالح اسمٰعیل بن لؤلؤ اور اس کا

بھائی الجزیرہ کا حکمران اسحٰق بھی مصر پہنچ گئے۔ ان کے باپ لؤلؤ نے ہلاکو خان کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ چنانچہ ہلاکو نے لؤلؤ کو موصل اور اس کے آس پاس کے علاقوں پر بطور حکمران بحال رکھا۔ لیکن ۶۵۷ھ میں لؤلؤ کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا اسمٰعیل موصل کا حکمران بنا اور اسمٰعیل مجاہد جزیرہ ابن عمر کا حکمران بنا اور دوسرا بیٹا سعید سنجار کا حکمران بنا۔ ہلاکو نے ان کو اپنے اپنے علاقوں پر بحال رکھا اور کسی سے چھیڑ چھاڑ نہ کی لیکن سعید دمشق کے حکمران ناصر کے ساتھ مل گیا تھا۔ لہٰذا اُسی کے ساتھ مصر آ گیا تھا اور سلطان قطز کے ساتھ مل گیا تھا۔ چنانچہ سلطان قطز نے پہلے تو اس کو حلب کا حکمران بنایا لیکن کچھ عرصے بعد گرفتار کر لیا تھا۔

سعید کی رہائی:...... چونکہ سعید ناصر کے ساتھ مل گیا تھا، لہٰذا کچھ عرصہ بعد ہلاکو کو باقی دونوں بھائیوں اسمٰعیل اور اسمٰعیل مجاہد پر بھی شک ہوا۔ یہ دونوں وہاں سے بھاگ کر مصر آ گئے۔ سلطان ظاہر بیبرس نے ان کا خوب استقبال کیا اور عزت اور حسن سلوک سے پیش آیا۔ ان دونوں نے سعید کی رہائی کی درخواست کی۔ چنانچہ سلطان نے سعید کو رہا کر دیا اور دوبارہ ان تینوں بھائیوں کو ان کے علاقوں کی حکومت پر بحال رکھنے کا تحریری فرمان جاری کیا اور حکومت کے علم (جھنڈے) بھی دیئے۔

واپسی کی تیاریاں:...... اس کے بعد سلطان ظاہر بیبرس نے خلیفہ المستنصر کو بغداد پہنچانے کے انتظامات شروع کر دیئے۔ فوجوں اور لشکروں کو تیار کیا، خیمے نصب کرائے، شامیانے لگوائے، سپاہیوں کے لیے تنخواہیں مقرر کیں، ان کی نئے سرے سے تربیت کی، کمزوریوں اور خامیوں کو دور کیا۔ یہاں تک کہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سلطان ظاہر بیبرس نے اس کام کے لیے دس لاکھ دینار خرچ کیے۔

واپسی:...... اسی سال شوال کے مہینے میں سلطان ظاہر بیبرس مصر سے دمشق پہنچا تاکہ وہاں سے خلیفہ کو دارالخلافہ بغداد کی طرف روانہ کرے اور لؤلؤ کے بیٹوں کو ان کے علاقوں کی طرف بھیجے۔ دمشق پہنچ کر سلطان نے دمشق کے قلعہ میں پڑاؤ ڈالا اور حفاظت کے لیے بلبان رشیدی اور شمس الدین سنقر کو دریائے فرات کی طرف بھیجا۔ خلیفہ واپسی کے لیے بالکل تیار تھا چنانچہ خلیفہ نے پکا ارادہ کر لیا اور وہاں سے رخصت ہو گیا۔ جبکہ ساتھ آئے ہوئے لؤلؤ کے بیٹے بھی موصل کی طرف روانہ ہو گئے۔

خلیفہ کی شہادت اور موصل کی فتح:...... ادھر ان تمام معاملات کی اطلاع جب ہلاکو خان کو ملی تو اس نے خلیفہ سے جنگ کرنے کے لیے فوجیں روانہ کیں۔ ''نماز وخذینۃ'' نامی جگہ پر جنگ ہوئی۔ خلیفہ المستنصر کو شکست ہوئی، خلیفہ نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن آخر کار شہید ہو گیا۔

اس کے بعد ہلاکو خان نے موصل کی طرف بھی لشکر روانہ کیا۔ ہلاکو کے لشکر نے ۹ مہینے تک موصل کا محاصرہ کیے رکھا۔ آخر کار اہل موصل اس محاصرے سے تنگ آ گئے اور موصل تاتاریوں کے حوالے کر دیا۔ چنانچہ تاتاریوں نے موصل کو فتح کر کے قبضہ کر لیا اور صالح اسمٰعیل کو قتل کر دیا۔ ان دنوں سلطان ظاہر بیبرس دمشق میں ہی ٹھہرا ہوا تھا۔

ایوبی خاندان کے امراء کا اظہار اطاعت:...... جن دنوں سلطان ظاہر بیبرس دمشق میں ٹھہرا ہوا تھا، ان دنوں شام کے مختلف شہروں اور صوبوں کے گورنر اور حکمران (جن کا تعلق ایوبی خاندان سے تھا) اس کے پاس آئے اور اطاعت اور فرمانبرداری کا اظہار کرتے۔ انہی میں سے حماۃ کا حکمران منصور اور حمص کا حکمران اشرف بھی تھا۔ سلطان ظاہر نے دونوں کو ان کی حکومتوں پر برقرار اور ان دونوں کو اس بات کی اجازت بھی دی کہ وہ اپنے زیر حکومت علاقوں کی حدود اسمٰعیلی حکومت کی حدود تک پھیلا سکتے ہیں جبکہ منصور کو تل باشر کا وہ قلعہ بھی واپس لینے کی اجازت دے دی جو اسے حمص کے بدلے میں ملا تھا اور حلب کے حکمران ناصر نے اس سے چھین لیا تھا۔

ایوبی گھرانے سے حسن سلوک:...... جہاں سلطان ظاہر کے پاس منصور اور اشرف آئے تھے، وہیں ان کے علاوہ دیگر حکمران بھی وفاداری کے اظہار کے لیے سلطان ظاہر کے پاس آئے تھے۔ جن کا تعلق ایوبی گھرانے سے تھا مثلاً (۱) اسد الدین شہر کوہ الزاہد جو پہلے حمص کا حکمران تھا (۲) بعلبک کا حکمران (۳) صالح اسمٰعیل بن عادل کا بیٹا منصور (۴) اس کا بھائی سعید (۵) امجد بن ناصر داؤد، اور (۶) ظاہر بن معظم۔ ان حکمرانوں اور

سرداروں کے جو وفد سلطان ظاہر کے پاس آئے سلطان نے ان کی خوب آؤ بھگت کی ان سے خوب اچھا سلوک کیا ان کے لیے وظیفے اور تنخواہیں بھی مقرر کیں۔ اس کے علاوہ سلطان ظاہر بیبرس جب مصر واپس جانے لگا تو اس نے الکرک کے حکمران مغیث کے بیٹے عزیز کو بھی رہا کر دیا۔ جسے سلطان قطز نے الکرک کی جنگ کے دوران قید کر لیا تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ سلطان عربوں پر بھی مہربان تھا۔ چنانچہ اس نے اشم میں رہنے والے عرب قبیلوں کا حکمران عیسیٰ بن مہنا کو مقرر کیا تھا، جو ان کا خاص آدمی تھا۔ عیسیٰ نے ان عربوں کو جاگیریں اور مال و دولت دیا تاکہ یہ لوگ عراق کی سرحد تک کے آنے جانے والے راستوں کی حفاظت اور دیکھ بھال کریں۔

احمد کی خلافت: ...... سلطان ظاہر ابھی دمشق سے مصر واپس پہنچا ہی تھا کہ بغداد کے عباسی خلیفہ المسترشد کی نسل و اولاد میں سے ایک اس کے پاس آیا، اس کا نام احمد تھا، اس نے عباسی خلیفہ کی اولاد میں سے ہونے کا دعویٰ کیا۔ مستنصر کی طرح قاضی تاج الدین ابن بنت الاعز نے اس کے دعوے کی تصدیق کی۔ چنانچہ سلطان ظاہر نے پہلے کی طرح اس کا بھی خوب عزت و احترام کیا۔ اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی اور عوام سے بھی کروائی۔ مستنصر کی طرح اس نے بھی سلطنت و حکومت کے سارے اختیارات سلطان ظاہر بیبرس کے حوالے کرنے کا اعلان کیا اور اپنی دستبرداری کا اعلان کیا۔ خلیفہ احمد کا شجرۂ نسب اس طرح ہے۔ ''احمد بن ابی بکر علی بن ابی بکر احمد بن المسترشد'' جبکہ علم لانساب کے مصری ماہرین اس کا شجرۂ نسب اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ''احمد بن حسین بن ابی بکر بن الامیر ابی علی القبیّمی بن الامیر حسن بن الامام الراشد بن الامام المسترشد''۔ حماۃ کے حکمران ابوالعزاء نے بھی اپنی تاریخ میں یہ شجرۂ نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔ احمد کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کا واقعہ ۶۶۰ھ کا ہے۔

انگریزوں کے ساتھ صلح: ...... جن دنوں تاتاریوں نے شام پر حملہ کیا تھا ترکمان و شام میں رہنے والے سارے ترکمانی قبیلے شام کے ساحلوں کی طرف بھاگ گئے تھے۔ اور ان کے ایک ''صبغد'' نام قبیلے کے قریب ''جوکان'' نامی جگہ پر ٹھہرے تھے۔ اس کے بعد جب سلطان ظاہر بیبرس نے شام پر حملہ کیا تو ''یاق، بیروت اور صبغد'' سے انگریزوں کے قاصد صلح کرنے کے لیے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ اسی طرح صلح کے خواہش مند تھے جس طرح سلطان صلاح الدین ایوبی سے ان کی صلح ہو چکی تھی۔ چنانچہ سلطان ظاہر بیبرس نے بھی ان سے صلح کر لی اور صلح نامہ سمندر پار فرانس کے بادشاہ کے نام بھجوا دیا۔ لہٰذا اس صلح نامہ کی وجہ سے اب یہ انگریز بھی سلطان ظاہر کی اطاعت گزاروں میں شامل تھے۔

صبغدیوں اور ترکمانوں کی آپس میں جنگ: ...... اسی دوران جب یہ معاملات ہو رہے تھے، ترکمانی قبیلوں اور صبغدیوں کے درمیان چھوٹی سی جنگ ہو گئی۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ پہلے اہل صبغد نے ان ترکمانی قبیلوں پر حملہ کیا تھا اور ترکمانی قبیلوں نے صغدیوں کو جواب دیا تھا اور صغدیوں کے بہت سے افسروں کو گرفتار کر لیا تھا اور جب تک فدیہ وصول نہ کر لیا انہیں نہ چھوڑا۔ چونکہ یہ ایک ناپسندیدہ حرکت تھی لہٰذا اس کی وجہ سے سلطان ظاہر کے ڈر سے رومی علاقوں کی طرف روانہ ہو گئے اور شامی علاقے خالی کر دیئے۔

جماعت عزیزیہ اور اشرفیہ: ...... جماعت عزیزیہ اور جماعت اشرفیہ سے ترکوں کے سب سے زیادہ طاقت ور گروپ تھے۔ جماعت عزیزیہ کے سردار کا نام شمس الدین اقوش تھا۔ جبکہ جماعت اشرفیہ کے سردار کا نام بہاؤالدین بقری تھا۔ اپنے زمانے میں سلطان مظفر قطز نے ان دونوں گروپوں کو شام کے ساحلی علاقوں غزہ اور نابلس کی حکومت عطا کی تھی۔ لیکن سلطان ظاہر کے حکومت سنبھالتے ہی دمشق کے حکمران سنجر اعلیٰ نے بغاوت کر دی تھی اور اس بغاوت کے خاتمے کے لیے سلطان ظاہر نے اپنے استاد علاؤالدین بندقداری کو بھیجا تھا۔ جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں۔

عزیزیہ اور اشرفیہ کی بغاوت: ...... ان دنوں سے دونوں گروپ حلب میں تھے۔ چنانچہ ان دونوں گروپوں نے بھی حلب کے نائب حکمران سعید بن لؤلؤ کے خلاف بغاوت کر دی۔ سعید نے بندقداری سے مدد کی درخواست کی۔ بندقداری نے اس کی درخواست پر لبیک کہتے ہوئے ان دونوں گروپوں کی بغاوت ختم کرنے کے لیے دمشق کی طرف روانہ ہوا اور اس بغاوت کا خاتمہ کر دیا۔ دوسری طرف سلطان ظاہر نے برلی کے ماتحت علاقوں میں بیسان بھی شامل کر دیا۔ چنانچہ اس نے آگے بڑھ کر دمشق پر قبضہ کر لیا۔

باغیوں کا البیرہ پر قبضہ:......سلطان ظاہر بیبرس نے بندقداری کو جماعت عزیزیہ اور جماعت اشرفیہ کے افراد اور سرداروں کی گرفتاری کا بھی کہا تھا، لیکن بندقداری صرف جماعت اشرفیہ کے سردار بہاؤالدین بقری کو گرفتار کر سکا باقی لوگ بروقت فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ انہی لوگوں نے بغاوت کا اعلان کر دیا اور اشرف الدین برلی نے آگے بڑھ کر البیرہ پر قبضہ بھی کر لیا اور وہاں بکیش بنا کر دریا فرات کے مشرقی کنارے پر موجود تاتاریوں پر حملے کرنے شروع کر دئے اور انہیں بہت نقصان پہنچایا۔

برلی کی اطاعت:......ادھر سلطان ظاہر نے اس کی بغاوت کا خاتمہ کرنے کے لیے جمال الدین یامدحموی کی سربراہی میں لشکر بھیجا۔ برلی نے اس کے لشکر کو شکست دے دی۔ جب اس طرح کامیابی نہ ہوئی تو سلطان ظاہر نے برلی کے ساتھ مذاکرات شروع کر دیئے اور حمایتی بنانے کی کوشش کرنے لگا۔ آخر کار برلی راضی ہو گیا اور اس نے سلطان کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی۔ چنانچہ سلطان کی طرف سے بکباس فخری اس سے ملاقات کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ اور دمشق میں اس سے ملاقات کی۔ یہ واقعہ ۶۶۱ھ کا ہے۔ اس کے بعد برلی خود سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان نے خوب آؤ بھگت کی، انعامات جائزے، عطیات وظائف وغیرہ دیئے اور اس کے ساتھیوں کی بھی ان کے مرتبوں کے مطابق خوب عزت و تکریم کی۔ برلی کو اپنا مشیر اور سیکریٹری بنا لیا اور اس سے البیرہ کا علاقہ واپس مانگ لیا۔ برلی نے خوش دلی سے علاقہ واپس دے دیا اور سلطان نے اس کے بدلے برلی کو دوسرے علاقے کا حکمران بنا دیا۔

مغیث پر حملہ:......سلطان ظاہر نے ۶۶۰ھ میں شام سے واپسی کے دوران ایک لشکر بدرالدین ایدمری کی ماتحتی میں شوبک فتح کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ جس نے کامیابی سے شوبک کو فتح کر لیا۔ سلطان نے بدرالدین بلبان خصی کو شوبک کا حکمران مقرر کیا اور مصر واپس چلا گیا۔

ان دنوں الکرک کے حکمران مغیث کے پاس کردوں کی ایک جماعت تاتاریوں کے ڈر سے بھاگی ہوئی موجود تھی اس نے اس جماعت کو بھی اپنی فوج میں شامل کر لیا اور انہیں شوبک اور آس پاس کے علاقوں پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ یہ بات سلطان ظاہر کو پسند نہ آئی۔ لہٰذا اس نے ان لشکروں کی سرکوبی کے لیے فوجیں روانہ کیں۔ مغیث ان فوجوں کا مقابلہ نہ کر سکا لہٰذا وفاداری کا اظہار کیا اور کردوں کے لیے امان طلب کی۔ سلطان ظاہر نے نہ صرف مغیث کی وفاداری اور اطاعت قبول کر لی بلکہ کردوں کو بھی امان دی۔ لہٰذا سارے کرد سلطان ظاہر کے پاس پہنچ گئے۔

مغیث کی معافی:......اس کے بعد ۶۶۱ھ میں سلطان ظاہر نے الکرک پر حملے کا فیصلہ کیا، چنانچہ مصر میں سنجرحلی کو اپنا نائب مقرر کیا۔ اور الکرک کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں غزہ میں بھی اپنا نائب مقرر کیا۔ غزہ میں سلطان ظاہر کی ملاقات مغیث کی ماں سے ہوئی مغیث کی ماں نے اپنے بیٹے کی معافی کی درخواست کی۔ سلطان نے درخواست مان لی اور پھر بیسان کی طرف روانہ ہو گیا۔

مغیث کا قتل:......کچھ عرصے بعد سلطان ظاہر بیسان سے مغیث کو ملنے گیا اور وہاں پہنچ کر مغیث کو گرفتار کر لیا اور گرفتاری کے فوراً بعد ایک افسر اقسنقر فاروقی کے ساتھ قاہرہ بھیج دیا۔ جہاں کچھ عرصے بعد مغیث کو قتل کر دیا گیا۔

الکرک کی فتح:......الکرک یوں تو مغیث کے گرفتار ہوتے ہی فتح ہو گیا تھا لیکن پھر بھی سلطان ظاہر نے نورالدین بلنبیسری کو الکرک کی طرف روانہ کیا تاکہ وہاں پہنچ کر امن وامان قائم کرے اور علاقے کا انتظام درست کرے۔ جب بلنسیری نے اپنا کام مکمل کر لیا تو سلطان ظاہر نے عزالدین ایدمر کو الکرک کا حکمران مقرر کر دیا۔ بلنسیری وہاں سے سلطان ظاہر کے پاس چلا گیا اور سلطان ظاہر پہلے بیت المقدس پہنچا اور وہاں ایک مسجد بنانے کا حکم دے کر واپس مصر کی طرف روانہ ہو گیا۔

حمص کی حکومت کا خاتمہ:......جب سلطان بیت المقدس سے مصر پہنچا تو اسے حمص کے حکمرن موسیٰ الاشرف بن ابراہیم کے انتقال کی خبر ملی، یہ شخص یعنی موسیٰ الاشرف بن ابراہیم نورالدین زنگی العادل کے سپہ سالار شیرکوہ اعظم کی اولاد میں سے تھا۔ نورالدین زنگی نے حمص پر شیرکوہ کو حکمران بنایا تھا، اس کے بعد حمص کی حکومت نسل در نسل شیرکوہ کی اولاد میں منتقل ہوتی رہی۔ اور اسی طرح موسیٰ الاشرف تک پہنچی۔ صرف ایک بار ۶۴۶ھ میں حلب

کے حکمران ناصر یوسف نے یہ علاقہ موسیٰ الاشرف سے چھینا تھا اور اس کے بدلے میں تل باشر کا علاقہ موسیٰ الاشرف کو دے دیا تھا۔ لیکن جب ہلاکو خان نے حمص فتح کیا تو دوبارہ موسیٰ الاشرف کو اس کا حکمران بنا دیا اور اسی وقت سے یہ اس کا حکمران چلا آ رہا تھا۔ یہاں تک کہ ۶۶۱ ھ میں اس کی وفات ہوگئی۔ اس کی وفات کے بعد سلطان ظاہر نے یہ علاقہ اپنی حکومت میں شامل کرلیا اور اس علاقے سے بھی ایوبی گھرانے کی حکومت مکمل طور پر ختم ہوگئی۔

تاتاریوں کا فرار:...... ۶۶۳ ھ میں تاتاریوں کو دوبارہ جنگ کرنے کی خواہش ہوئی، چنانچہ تاتاری لشکر کا یک مغل سپہ سالار کی ماتحتی میں البیرہ کی طرف روانہ ہوا اور پہنچ کر محاصرہ کرلیا اور منجنیقیں نصب کردیں۔ یہ اطلاع جب سلطان ظاہر کو ملی تو اس نے تاتاریوں کی گوشمالی کے لیے ''لوغان'' نامی ترک کمانڈر کی ماتحتی میں ایک لشکر جرار البیرہ کی طرف روانہ کیا۔ یہ لشکر بہار کے موسم میں روانہ ہوا۔ لیکن سلطان نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا لشکر لے کر پیچھے روانہ ہوا اور غزہ جا پہنچا۔ یہ لشکر جب البیرہ پہنچے تو اس وقت تاتاریوں کا لشکر البیرہ کا محاصرہ کرنے میں مصروف تھا۔ مصری فوجوں کو دیکھ کر تاتاری اپنا مال واسباب چھوڑ کر بھاگ گئے۔ جس پر سلطان ظاہر کی فوج نے قبضہ کرلیا۔ چنانچہ اس طرح تاتاریوں کو مکمل شکست ہوئی۔

قیساریہ اور حیفا کی فتح:...... یہاں سے فارغ ہوکر سلطان غزہ سے قیساریہ کی طرف روانہ ہو۔ قیساریہ اس وقت انگریزوں کے قبضے میں تھا۔ سلطان ظاہر ٹھیک ۱۰ جمادی الاولیٰ کو قیساریہ پہنچ گیا تھا۔ وہاں پہنچ کر کھلم کھلا اندر داخل ہوگیا، اہل شہر بھاگ کھڑے ہوئے اور بھاگ کر انہوں نے قلعے میں پناہ لی۔ چنانچہ سلطان نے قلعے کا بھی محاصرہ کرلیا۔ یہ محاصرہ ۵ دن تک جاری رہا۔ آخر کار پانچ دن کے بعد لڑ بھڑ کر قلعے کو فتح کرلیا۔ انگریز وہاں سے بھاگ نکلے۔ اس کے سلطان ایک لشکر کے ساتھ قیساریہ کے آس پاس کے علاقوں کی طرف روانہ ہوا اور قتل وغارت گری کرنے لگا۔

ارسوف پر قبضہ:...... قیساریہ اور حیفا سے فارغ ہوکر سلطان نے یکم جمادی الثانی کو ارسوف نامی علاقے پر حملہ کیا اور چند دن کے محاصرے کے بعد اس شہر کو بھی فتح کرلیا۔ اور وہاں موجود انگریزی سپاہیوں کو قید کرکے الکرک کی طرف روانہ کردیا۔ اس شہر کی فصیلیں جو اس کے حملے کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ گئی تھیں، ان کی مرمت کا کام اپنے سرداروں میں تقسیم کردیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس شہر کی فصیلوں کی مرمت کی۔

افسروں اور سرداروں میں علاقوں کی تقسیم:...... ارسوف اور اس کے جتنے علاقے سلطان نے اس دوران فتح کیے تھے، وہ سب کے سب اپنے ساتھ موجود مختلف سرداروں میں حکومت کے لیے تقسیم کردیئے۔ ایک تحریری حکم نامہ جاری کیا اور خود مصر واپس چلا گیا۔ ایسے سرداروں کی تعداد ۵۲ تھی جن میں یہ علاقے تقسیم ہوئے۔

ہلاکو کی موت اور فتنے کا خاتمہ:...... اسی سال یعنی ۶۶۳ ھ میں ہلاکو خان کی موت واقع ہوگئی۔ سلطان ظاہر کو یہ اطلاع ملی کہ تاتاریوں کا بادشاہ ہلاکو خان مر چکا ہے اور اس کی جگہ اس کا بیٹا ابغا تاتاریوں کا بادشاہ بنا ہے۔ اور اس کی شمالی علاقوں کے تاتاری بادشاہ برکہ خان کے درمیان جنگ ہو رہی ہے۔ لیکن سلطان نے مصر میں داخل ہونے ہی شمس الدین سنقر رومی کو گرفتار کرکے قید کردیا۔ اس کے علاوہ ان جنگوں سے پہلے ان عرب قبیلوں میں بھی جنگیں ہو رہی تھیں جن کا سردار سلطان ظاہر نے عیسیٰ بن مہنا کو بنایا تھا۔ اس کے علاوہ شامل بھی ہلاکو سے (موت سے پہلے) خاصہ ملا تھا۔ پھر اس نے ظاہر سے امن طلب کیا۔ سلطان ظاہر نے اسے امان دیا۔ چنانچہ وہ اپنے قبیلوں کی طرف واپس چلا گیا۔

طرابلس کی جنگ اور صغد کی فتح:...... طرابلس ان دنوں انگریزوں کے قبضے میں تھا اور اس کا حکمران بیمند بن البرنس الاشتر تھا، اس کی حکومت میں طرابلس کے ساتھ ساتھ انطاکیہ بھی شامل تھا۔ سلطان ظاہر کو معلوم ہوا کہ بیمند جنگ کی تیاریاں کررہا ہے چنانچہ اس نے اپنے نائب علم الدین سنجر الباشقر کو جنگ کرنے کا حکم دیا۔ علم الدین کی بیمند کے ساتھ جنگ ہوئی جسمیں علم الدین کو شکست ہوئی اور بہت سے مسلمان شہید ہوئے۔ چنانچہ یہ صورت حال دیکھ کر سلطان خود جنگ کے لیے تیار ہوگیا اور شعبان ۶۶۴ ھ میں مصر سے روانہ ہوا۔ اپنے بیٹے سعید علی کو ۶۶۲ ھ میں اپنا ولی عہد بنا چکا تھا۔

بہر حال جب سلطان ظاہر غزہ پہنچا تو سیف الدین قلاوون ایدغری نے العزیزی کی ماتحتی میں لشکر روانہ کیا۔ چنانچہ اس لشکر نے طرابلس کے قلعوں کے علاوہ حلب اور عراق کے بھی بہت سے قلعے فتح کرلیے۔ ان کے رہنے والوں نے سلطان کے لشکر سے امان طلب کی۔ اور انہیں امان دی گئی۔ پھر سلطان صفر کی طرف روانہ ہوا۔ اور دس دن تک اس کا محاصرہ کیے رکھا۔ پھر ۲۰ رمضان کو پرزور حملہ کیا اور اس قلعے کے اندر داخل ہوگیا۔ وہاں

موجود انگریزوں کو جمع کر کے سب کے سب کو قتل کر ڈالا۔ وہاں اپنے فوجی لشکر مقرر کیے اور باقاعدہ رجسٹروں میں ان کی تنخواہوں کا حساب رکھا جانے لگا۔ ان انتظامات کے بعد سلطان دمشق کی طرف واپس آ گیا۔

ارمن قوم:......ارمنی قوم کا تعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی کی اولاد سے ہے، جن کا تعلق قومیل بن ناجور بن تارح سے تھا۔ یہ تارح وہی ہیں جنہیں قرآن کریم میں آزر کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اور ناحور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی تھے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ قوم کرج کے افراد اصل میں ارمن قوم کے بھائی ہیں اور ارمینیہ کو ارمینیۃ ارمنی قوم ہی کی نسبت سے کہتے ہیں۔ اس قوم کا آخری ٹھکانہ حلب کے آس پاس کے راستے اور گھاٹیاں وغیرہ تھیں اور ان کا مرکز سیس نامی علاقہ تھا۔ جبکہ ان کے بادشاہ کو نکفور کہا جاتا تھا۔ ملک کامل اور صلاح الدین ایوبی کے زمانے میں نکفور ہی ان علاقوں کا حکمران تھا۔ چنانچہ سلطان عادل بوقت ضرورت اس سے مدد بھی لیتا تھا اور وہ اس کے ساتھ حملوں میں شرکت کیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کو ایک بڑی جاگیر بھی دے رکھی تھی۔ اس نکفور کا نام ''قلج بن الیون'' تھا۔ اور سلطان صلاح الدین نے بھی اس سے صلاح کر رکھی تھی۔

نکفور کی شکست:......جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ ارمنی قوم کے بادشاہ کو نکفور کہا جاتا تھا۔ چنانچہ تاتاریوں اور ہلاکو کے زمانے میں جو نکفور تھا، اس کا نام ہیثوم بن قسطنطین تھا اور وہ یا تو قلج بن الیون کا یا تو رشتہ دار تھا یا اس کی اولاد میں سے تھا۔ جب ہلاکو خان نے شام اور عراق کو فتح کیا تو ہیثوم بن قسطنطین نے بھی اس کی اطاعت قبول کر لی۔ چنانچہ ہلاکو نے اس کو اس کے علاقہ کی حکومت پر بحال رکھا۔ کچھ عرصہ بعد ہلاکو نے ہیثوم کو حکم دیا کہ وہ شاہی علاقوں پر حملہ آور ہو۔ رومی علاقوں کے تاتاری حکمران نے بھی اس کی مدد کی۔ چنانچہ ۶۶۲ھ میں حلب کے رہنے والے عربی قبیلے بنو کلاب کو ساتھ لے کر شام پر حملہ کرنے کے لیے روانہ ہوا اور سیس پہنچ کر پڑاؤ ڈالا۔

دوسری طرف سلطان ظاہر بھی بے خبر نہ رہتا تھا اس نے حماہ اور حمص کے لشکروں کو تیار کیا اور مقابلے پر آیا۔ چنانچہ بہت جلد ہی سلطان کے لشکر نے ہیثوم کے لشکر کو شکست دی اور اپنے علاقے میں واپس آ گیا۔

ادھر جب سلطان ظاہر ۶۶۴ھ میں طرابلس کے معرکے سے فارغ ہو کر واپس آیا تو اس نے سیس اور ارمنی شہروں پر قبضہ کرنے کے لیے لشکر بھیجے۔ اس لشکر کے سپہ سالار کمانڈر حماۃ کا حکمران منصور اور سیف الدین قلادون تھے۔ لہٰذا وہ لشکر لے کر روانہ ہوئے۔

ارمنی قوم کا انجام:......سلطان ظاہر کے لشکر کا سن کر ہیثوم ڈر گیا چنانچہ اس نے اپنے بیٹے کیقومن کو بادشاہ بنا دیا اور خود راہب بن گیا۔ بادشاہ بنتے ہی کیقومن نے ارمنی فوج کو جمع کیا اور ان کو لے کر مقابلہ کرنے نکلا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کا بھائی اور اس کا چچا بھی تھے۔ مسلمانوں کا لشکر ان پر جھپٹا اور قتل وغارت گری شروع کی بہت سے لوگوں کو قتل کیا، بہت سے لوگوں کو قید کر لیا، کیقومن کا بھائی اور چچا بھی قتل ہو گئے۔ مسلمان لشکر نے ارمینیوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔ اور سیس میں داخل ہوئے اور پورے شہر کو تباہ کر دیا۔ بے انتہا مال غنیمت اور فوجی قیدی ہاتھ آئے، مال واسباب سے لدا ہوا مسلمانوں کا لشکر جب واپس آیا تو سلطان ظاہر نے ''قارا'' (قارا ایک بہت بڑے علاقے کا نام ہے جو حمص اور دمشق کے مرکزی راستے میں پڑتا ہے اور آج کل حسیۃ اور بنک کے درمیان واقع ہے اور سردیوں میں شدید سردی اور برف باری کی وجہ سے مشہور ہے) نامی جگہ پر اسلامی لشکر کا استقبال کیا اور ان کو مال واسباب سے بھرا ہوا دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا۔

خانہ بدوش قبیلوں کی بیخ کنی:......دوسری طرف وہاں کے رہنے والوں نے سلطان ظاہر سے شکایت کی کہ خانہ بدوش قبیلے یہاں سے گذرتے ہوئے ان پر بہت ظلم کرتے ہیں اور تنگ کرتے ہیں۔ وہ ان کے پاس موجود مال واسباب چھین لیتے ہیں، اور یہ لوگ جو کچھ مکا کے انگریزوں سے چھینتے ہیں، وہ سب بھی یہ خانہ بدوش قبائل لوٹ کر لے جاتے ہیں۔ چنانچہ سلطان ظاہر نے ان قبیلوں کو ختم کرنے کا حکم دے دیا۔ لہٰذا مسلمان لشکر ان خانہ بدوش قبیلوں پر حملہ آور ہوا اور انہیں قتل کر دیا جو لوگ بچ گئے ان کو قیدی بنا لیا گیا۔

ارمنی بادشاہ نکفور کی گرفتاری:......ان معاملات سے فارغ ہو کر سلطان ظاہر مصر واپس آ گیا۔ یہاں اس نے ارمینوں کے بادشاہ کیقومن کو آزاد کر دیا اور اس سے اس کے شہر اور علاقوں کے سلسلے میں صلح کر لی۔ لیکن اس کو اپنے پاس ہی رکھا۔ ارمینیوں نے اس کے بدلے میں فدیہ بھی ادا کیا اور

بہت سا مال و دولت اور قلعے بھی دینے چاہے لیکن سلطان ظاہر نہ مانا اور ہلاکو کے حملے کے دوران حلب میں قید مسلمان سرداروں کو رہا کرنے کی شرط لگا دی۔ ان قیدیوں میں سنقر اسقر اور اس کے ساتھی بھی شامل تھے۔ چنانچہ کیقومن کے باپ نے اس سلسلے میں ہلاکو خان سے گفتگو کی تو ہلاکو خان نے ان گرفتار مسلمان سرداروں کو رہا کر دیا۔ کچھ عرصے بعد سلطان ظاہر بیبرس نے اپنے بیٹے کو ان قلعوں پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجا۔ جو کیقومن کے بدلے دیئے گئے تھے۔ ان میں مرزبان اور رعبان جیسے بڑے اور اہم قلعے بھی تھے۔ یہ واقعہ شوال کی ۱۵ تاریخ کا ہے۔

اشقر کی آمد اور ہیشوم کی موت:...... انہی دنوں اچانک سنقر اشقر سلطان ظاہر بیبرس کی خدمت میں دمشق پہنچ گیا اور اس کے لشکر میں شریک ہو گیا۔ رہا ہونے کے بعد سے اب تک کوئی اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ سلطان نے اس کی بہت آؤ بھگت کی اس کو ترقی دی، اور اس کی سابقہ خدمات کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کو اونچے عہدے پر فائز کیا۔ جبکہ ۶۶۰ھ میں ارمن کا بادشاہ ہیشوم مر گیا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتے ہیں، مدد کرتے ہیں۔

جامع الازہر کی تعمیر نو:...... جب سلطان ظاہر طرابلس کی جنگ سے فارغ ہو کر مصر واپس آیا تو اس نے حکم دیا کہ جامع الازہر کو دوبارہ تعمیر کیا جائے اور وہاں دوبارہ سے جمعہ کی نماز اور خطبہ شروع کیا جائے۔ کیونکہ جامع الازہر تقریباً سو سال سے ویران پڑی تھی۔ جب حکومت فاطمیوں کے ہاتھ میں تھی تو انہوں نے مصر میں سب سے پہلی مسجد جو تعمیر کی تھی وہ یہی تھی۔

انگریزوں سے جہاد:...... اسی دوران سلطان ظاہر کو اطلاع ملی کہ تاتاریوں نے حملہ کر دیا ہے۔ سلطان ظاہر اس حملے کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو کر دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ لیکن یہ اطلاع درست نہ تھی چنانچہ سلطان ظاہر دمشق کے بجائے صفد کی طرف چل پڑا۔ یہی وہ وقت ہے جب اس نے جامع الازہر کو نئے سرے سے بنانے کا حکم دیا تھا۔

انہی دنوں سلطان ظاہر کو اطلاع ملی کہ اہل شقیف نے سلطانی سرحدوں پر حملہ کر دیا ہے۔ لہٰذا سلطان ان حملوں کا جواب دینے کے لیے وہاں پہنچا اور عکا پر زبردست حملے کیے وہاں کے میدانوں تک کو روند ڈالا اور انگریزوں کا جینا دوبھر کر دیا۔ تنگ آ کر انگریزوں نے سلطان کے دربار میں درخواست پیش کی کہ جیسے سلطان چاہے اسی طرح صلح کر لی جائے۔

صلح کی شرائط:...... مسلمان ظاہر نے صلح کے لیے مندرجہ ذیل شرائط رکھیں۔

۱۔ صیدا کو تقسیم کیا جائے یا شقیف کا قلعہ تباہ کر دیا جائے۔
۲۔ جن مسلمان تاجروں کو شقیف والوں نے گرفتار کر کے رکھا ہے ان کو رہا کیا جائے۔
۳۔ جن مسلمانوں کو اہل شقیف قتل کر چکے ہیں ان کا خون بہا ادا کیا جائے۔
۴۔ یہ صلح دس سال تک کے لیے ہوگی۔

شقیف کا محاصرہ:...... یہ صلح دس سال کے لیے ہوئی تھی، جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں لیکن اہل شقیف نے صلح نامے پر عمل نہ کیا۔ لہٰذا اسی وجہ سے سلطان ظاہر ان کو سزا دینے کے لیے روانہ ہوا۔ چنانچہ جمادی الاولی ۶۶۴ھ میں فلسطین پہنچا اور پھر یہاں سے شقیف کے محاصرے کے لیے اس نے فوجیں روانہ کیں۔

یافا کی فتح:...... انہی دنوں سلطان کو اطلاع ملی کہ یافا کا انگریز حکمران مر گیا ہے اور اس کی جگہ اس کے بیٹے کو حکمران بنایا گیا ہے۔ اس کے قاصد اور ایلچی (سفیر) سلطان ظاہر کی خدمت میں صلح کے لیے حاضر ہوئے۔ لیکن سلطان ظاہر نے انہیں گرفتار کر لیا اور صبح صبح اچانک ''یافا'' پر حملہ آور ہوا اور شہر کے اندر داخل ہو گیا اور ایسا زبردست حملہ کیا کہ اہل یافا قلعے میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ سلطان ظاہر نے ان کو پناہ تو دے دی لیکن یافا کا قلعہ تباہ کر دیا۔

یافا:...... یہ ایک قدیم شہر تھا جو انگریزوں نے اس وقت بنوایا تھا، جب ۴۹۳ھ میں انہوں نے شام کے شہروں اور اس کے ساحلی علاقوں کو فتح کیا تھا۔

اس وقت اس شہر کو تعمیر کروانے والا ان کا ایک بادشاہ تھا جس کا نام ''صنکل'' تھا۔ اس شہر کی بڑی چھوٹی عمارتوں کو ریدافرنس نامی ایک شخص نے بنوایا تھا۔ جو دمیاط کی جنگ کے دوران گرفتار ہو گیا تھا۔ لیکن پھر یہ مصر کا ''دارابن لقمان'' نامی علاقے سے رہا ہو گیا تھا۔

شقیف کی فتح:......یافا سے فارغ ہو کر سلطان ظاہر دوبارہ شقیف کی طرف روانہ ہوا اور پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اہل شقیف نے پناہ مانگی، سلطان نے اہل شقیف کو پناہ دے دی اور شقیف کو فتح کر لیا۔

اس کے بعد سلطان نے طرابلس کے اردگرد کے علاقوں میں اپنے لشکر روانہ کیے۔ ان لشکروں نے جھاڑ جھنکار کی طرح طرابلس کے اردگرد رہنے والے شرپسندوں کا صفایا کر دیا اور ان کی بستیوں اور علاقوں کو مکمل طور پر تباہ و برباد کر دیا۔

طرسوس کے حکمران کی اطاعت:......دوسری طرف جب طرسوس کے حکمران نے یہ صورت حال دیکھی تو فوراً سلطان کی اطاعت اور وفاداری کا اظہار کیا اور سلطانی لشکر کے لیے کھانے پینے کا انتظام کیا اور اس کے پاس جو تین سو سے زیادہ مسلمان افراد قید تھے، ان کو رہا کر دیا۔

انطا کیہ پر حملہ:......اس طرف سے مطمئن ہو کر سلطان ظاہر نے انطا کیہ پر حملے کا پروگرام بنایا اور اسی سلسلے میں حمص اور حماۃ آیا۔ یہاں آ کر اس نے سیف الدین قلدون کی ماتحتی میں لشکر روانہ کیا۔ جس نے شعبان کے مہینے میں انطا کیہ پر حملہ کیا۔ اس حملے میں حماۃ کا حکمران منصور اور ترکوں کی جماعت بحریہ بھی شامل تھی، جو عرب قبیلوں کے ساتھ جنگلوں میں رہا کرتی تھی۔

انطا کیہ پر حملے کے ذکر سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انطا کیہ کی تاریخ چند سطور پر میں بیان کی جائے۔

انطا کیہ:......جب سلطان ظاہر نے انطا کیہ پر حملہ کیا تو اس وقت انطا کیہ کا حکمران ''بیمند بن لتیمند'' تھا۔ مسلمانوں سے پہلے یہ رومی حکومت کا مرکزی شہر تھا۔ اس شہر کی بنیاد ایک یونانی بادشاہ ''انطیخس'' نے رکھی اور اسی کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس شہر انطا کیہ کہا جاتا تھا۔ پھر یہ شہر رومی حکومت کے قبضے میں آ گیا۔ لیکن جب مسلمانوں کی فتوحات شروع ہوئیں تو مسلمانوں نے اس شہر کو فتح کر لیا تھا۔ لیکن پھر جب انگریزی فوجوں نے ۴۹۰ھ میں شام کے ساحلی علاقوں پر حملہ کیا تو یہ شہر ان کے قبضے میں آ گیا۔ اس کے بعد سلطان صلاح الدین ایوبی نے یہ شہر انگریزوں کے پرنس ارناط سے جنگ کر کے فتح کر لیا اور حطین میں جنگ کے موقع پر اسے قتل کر دیا۔ جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں۔ پھر انگریزوں نے پرنس اشتر کی ماتحتی میں جو میرے (یعنی علامہ ابن خلدون کے) خیال میں صنکل ہی ہے، اس شہر کو دوبارہ فتح کر لیا تھا۔ اور پھر اس کے بعد اس کا بیٹا بیمند اور پھر اس کا بیٹا لتیمند اس علاقے کے حکمران بنے۔

انطا کیہ پر حملہ:......جن دنوں سلطان ظاہر نے طرابلس کا محاصرہ کیا تھا انہی دنوں ارمینیوں کے بادشاہ یغمور کا چچا کند اصطبل وہیں رہتا تھا۔ اس واقعہ کے بعد وہ دارابند کی طرف بھاگ نکلا اور ان دنوں انطا کیہ کے حکمران سمند کے پاس رہا کرتا تھا۔ چنانچہ وہ بھی اپنا لشکر لے کر سلطان ظاہر سے مقابلہ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ لیکن اس کو شکست ہوئی اور کند اصطبل کو گرفتار کر لیا گیا تا کہ وہ انطا کیہ والوں کو اطاعت اور وفاداری پر ابھار سکے۔ مگر اہل انطا کیہ نے اس کی بات نہ مانی۔ چنانچہ سلطان ظاہر نے محاصرہ سخت کر دیا جب اہل انطا کیہ محاصرے سے تنگ آ گئے اور پھر مسلمان لشکر بھی شہر میں داخل ہو گیا اور وہاں مار دھاڑ شروع کر دی، جو لوگ بچ گئے انہوں نے بھاگ کر انطا کیہ کے قلعے میں پناہ لی اور سلطان سے پناہ مانگی۔ چنانچہ وہ تمام لوگ پناہ ملتے ہی وہاں سے بھاگ نکلے۔

بغراس پر قبضہ:......ان تمام باتوں کی اطلاع سلطان ظاہر نے طرابلس میں موجود انطا کیہ کے حکمران کو دی اور کند اصطبل اور اس کے رشتہ داروں کو رہا کر دیا گیا اور انہیں ارمنی حکمران ہیثوم کے پاس سیس بھجوا دیا گیا۔ اس کے بعد سلطان نے مال غنیمت جمع کرنے کا حکم دیا۔ یہ حکم پورا ہوتے ہی مال غنیمت لشکر میں تقسیم کر دیا گیا اور اس کے بعد انطا کیہ کے قلعے کو جلا دیا گیا اور مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے بغراس کے حکمران نے امان طلب کی۔ سلطان نے اپنے گھر کے استاد سنقر فاروقی کو روانہ کیا جس نے جاتے ہی بغراس پر قبضہ کر لیا۔

اہل عکا سے صلح: ...... ادھر عکا کا حکمران بھی خوفزدہ تھا، چنانچہ اس نے صلح کی درخواست کی۔ یہ قبرص (Sypres) کے حکمران بھانجا تھا۔ سلطان ظاہر نے اس کی درخواست قبول کرلی اور دس سال کے لیے صلح کر لی۔ اس کے بعد سلطان ظاہر مصر کی طرف روانہ ہوا اور ٹھیک عیدالاضحیٰ (بڑی عید) کے دن مصر پہنچا۔

تاتاریوں کے ساتھ: ...... پھر سلطان ظاہر ۶۶۷ھ میں انگریزوں سے جنگ لڑنے کے لیے مصر سے شام کے ساحلی علاقوں کی طرف روانہ ہوا۔ مصر میں عزالدین اور مرالحلی کو اپنا نائب مقرر کیا اور اس کے ساتھ اپنے بیٹے ولی عہد سعید کو چھوڑا۔ اور ارسوف پہنچ کر پڑاؤ ڈالا۔ یہاں سلطان کو اطلاع ملی کہ ہلاکو کے بیٹے ابغا کی طرف سے سفیر رومی بادشاہ نقفور کے پاس گئے تھے، جنہیں اس نے سلطان کی طرف بغراس (یہاں اصل نسخے میں یہ لفظ موجود نہ تھا اس کا اضافہ علامہ ابن کثیر کی (البدایۃ والنھایۃ جلد ۱۳ صفحہ ۲۵۳) سے کیا گیا ہے) بھیج دیا ہے۔ سلطان نے حلب کے امیر کو ان سفیروں کو لانے کے لیے بھیجا۔ قاصدوں نے حاضر ہو کر ابغا بن ہلاکو کا خط پڑھا جس میں نقفور کی ان کوششوں کا ذکر تھا جو وہ صلح کے لیے کر رہا تھا۔ سلطان نے خط کے مضمون سے آگاہ ہو کر اپنے سرداروں کو اجازت دے دی کہ وہ چاہیں تو مصر جا سکتے ہیں اور خود دمشق کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور مختصر سے لشکر کے ساتھ مختلف قلعوں پر حملے کرنے لگا۔

مصر کا خفیہ سفر: ...... اسی دوران سلطان ظاہر کو یہ اطلاع ملی کہ مصر میں اس کا نائب ایدمرالحلی وفات پا گیا ہے۔ چنانچہ سلطان نے ''خزینۃ اللصوص'' نامی جگہ پر پڑاؤ ڈالا اور خفیہ طور پر روپ بدل کر تر کمانوں کا مختصر سا لشکر لے کر ۱۵ شعبان کو انتہائی تیزی سے مصر کی طرف روانہ ہوا۔ مصر جانے کے بارے میں اس نے کسی کو نہیں بتایا تھا بلکہ یہ مشہور کر دیا تھا کہ سلطان بیمار ہو گیا ہے اور خیمہ میں آرام کر رہا ہے۔

سلطان بدھ کی رات مصر کے قلعے تک پہنچ گیا۔ قلعے کے محافظ سپاہی اس کو نہ پہچان سکے۔ سلطان ظاہر چپکے سے قلعے کے اندر داخل ہو گیا۔ قلعے میں داخل ہونے کے بعد اہل قلعہ نے سلطان کو پہچانا۔ جمعرات کو سلطان لوگوں کے سامنے ظاہر ہوا تو لوگ اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ سلطان نے وہاں اپنے ضروری کام مکمل کیے اور پیر کی رات واپس اپنے خیموں کی طرف روانہ ہو گیا اور ۱۹ شعبان جمعہ کی رات اپنے خیموں میں جا پہنچا۔ اس کی واپسی سے اس کے سرداراور امراء بہت خوش ہوئے کیونکہ وہی اس طرح اس کے آنے جانے سے واقف تھے۔

اس کے بعد سلطان نے اردگرد کے بعض علاقوں کی طرف لشکر روانہ کیے۔ انہوں نے ''صور'' پر حملہ کیا اور ایک حصہ پر قبضہ بھی کر لیا۔ اس کے بعد یہ لشکر کو لے کر میدانوں میں پہنچا اور وہاں بھی خوب بہادری کے جوہر دکھائے اور مال غنیمت اور دیگر مال واسباب لدے ہوئے یہ لشکر واپس آئے۔

صیہون کے حکمران: ...... یہ جگہ ۵۸۴ھ میں جب سلطان صلاح الدین نے اسے فتح کیا تھا اس وقت سے لے کر اب تک ناصر الدین منکبرس کے ماتحت تھی۔ کیونکہ سلطان صلاح الدین نے یہ جگہ فتح کر کے ناصر الدین منکبرس کے حوالے کر دی تھی۔ ناصر الدین منکبرس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا ''مظفر الدین عثمان'' صیہون کا حکمران بنا۔ پھر اس کے بعد اس کا بیٹا سیف الدین عثمان صیہون کا حکمران بنا۔ یہ وہی زمانہ تھا جب مصر میں ترکوں کی حکومت شروع ہوئی اور سلطان ظاہر بادشاہ بنا۔ چنانچہ سیف الدین نے اپنے بھائی عماد الدین کو ۶۶۰ھ میں سفیر بنا کر اور بہت سے تحفے تحائف دے کر سلطان ظاہر کی خدمت میں بھیجا۔ سلطان نے تحفے قبول کر لیے اور عماد الدین کے ساتھ بہت اچھے طریقے سے پیش آیا۔

صیہون پر قبضہ: ...... ۶۶۹ھ میں سیف الدین کی وفات ہو گئی۔ سیف الدین نے مرتے وقت اپنے بیٹوں کو یہ وصیت کی تھی کہ جب میں مر جاؤں تو صیہون کو سلطان ظاہر کے حوالے کر دیں۔ چنانچہ اسی وصیت کے پیش نظر اس کی وفات کے بعد اس کے دو بیٹے سابق الدین اور فخر الدین مصر میں سلطان کے دربار میں حاضر ہوئے۔ سلطان دونوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا، انہیں خلعتیں اور انعامات سے نوازا، اور سابق الدین کو صیہون کا حکمران مقرر کیا۔ سابق الدین کی حکومت وہاں جاری رہی حتیٰ کہ سلطان منصور کے زمانے میں جب سنقر الاشقر نے دمشق میں بغاوت کی تو اسی دوران صیہون پر بھی قبضہ کر لیا۔

مکہ مکرمہ کے گورنر کی تقرری: ...... انہی دنوں سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ مکہ مکرمہ کے حکمران ادریس بن قتادۃ کا بھتیجا ابونمی بن ابی سعید بن قتادہ''

اپنے چچا کو ہٹا کر خود مکہ مکرمہ کا حکمران بن گیا ہے۔ اور مسجدوں میں سلطان ظاہر کے نام کا خطبہ پڑھوانے لگا ہے تو سلطان ظاہر نے اس کو اپنی طرف سے مکہ مکرمہ کا نیا حکمران مقرر کر دیا۔

سلطان ظاہر بیبرس کا حج:......تمام معاملات سے فارغ ہو کر سلطان ظاہر نے ۶۶۷ھ میں حج کا ارادہ کیا اور تیاریاں شروع کر دیں۔ چنانچہ اپنے ساتھیوں کی کمزوریاں دور کیں ان کے مطالبات پورے کیے اور اپنے استاد اقسنقر فارقی کی ماتحتی میں دمشق کی طرف لشکر روانہ کیے اور خود سیر وتفریح اور شکار کے بہانے الکرک اور شورک جا پہنچا۔ درود وسلام پیش کیا اور احرام باندھا اور پانچ ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ پہنچا۔ اپنے ہاتھ سے خانہ کعبہ کو غسل دیا، پانی کی مشکیں بھر کر اپنے کندے پر رکھ کر خانہ کعبہ تک لے جایا کرتا تھا۔ خانہ کعبہ کے غسل کے بعد تمام مسلمانوں کو خانہ کعبہ میں داخل ہونے کی اجازت دی اور خود دروازے پر کھڑا ہو گیا اور ہر داخل ہونے والے سے مصافحہ کرنے لگا اور پھر حج مکمل کیا۔ اس کے علاوہ شمس الدین مروان کو مکہ مکرمہ میں گورنر کا نائب مقرر کیا۔ ینبع خلیص اور دیگر علاقوں کے حکمرانوں اور ابونمی کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔ اور یمن کے حکمران کو خط لکھا کہ میں مکہ مکرمہ میں ہوں اور ہے اقدموں میں پہنچا ہوں۔

مصر واپسی:......حج مکمل کر کے سلطان ۱۳ ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ اور سال کے آخری دنوں میں وہاں سے الکرک پہنچ گیا۔ پھر وہاں سے یکم محرم ۶۶۸ھ میں (یعنی نئے سال کی پہلی تاریخ کو) دمشق پہنچا اور وہاں سے بیت المقدس کی زیارت کے لیے روانہ ہوا اور لشکر کو امیر سنقر کی ماتحتی میں مصر کی طرف بھیج دیا۔ زیارت سے فارغ ہو کر ''تل العمول'' نامی جگہ پر اپنے لشکر میں شامل ہو گیا اور ۳ صفر ۶۶۸ھ کو مصر قاہرہ کے قلعے میں جا پہنچا۔

عزیزوں اور تاتاریوں سے جنگ:......تاتاریوں کا ایک کمانڈر صمغان روم کا حکمران تھا اور وہیں رہا کرتا تھا۔ اس نے انگریزوں کے ساتھ شام پر حملے کے بارے میں منصوبہ بندی بذریعہ خط وکتابت شروع کی۔ چنانچہ اسی منصوبے بندی کے مطابق صمغان اپنا فوجی لشکر لے کر حلب کے آس پاس رہنے والوں عرب قبیلوں پر حملہ آور ہوا۔

سلطان ظاہر کو یہ اطلاع اس وقت ملی جب وہ ۶۶۸ھ میں اسکندریہ کے قریب شکار کھیل رہا تھا، سلطان ظاہر اطلاع ملتے ہی وقت ضائع کیے بغیر پہلے غزہ اور پھر وہاں سے دمشق جا پہنچا۔ تاتاریوں کو جیسے معلوم ہوا کہ سلطان ظاہر آ رہا ہے، وہ بھاگ نکلے۔ جبکہ سلطان ظاہر وہاں سے عکا روانہ ہوا اور آس پاس موجود تاتاری لشکروں کا صفایا کر دیا۔ اسی طرح حصن الاکراد (کردوں کے قلعے) میں گیا اور رجب کے مہینے کے آخر میں دمشق واپس آ گیا۔ یہاں سے مصر واپس جاتے ہوئے جب عسقلان نامی شہر کے پاس سے گذرا تو اس شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور بالکل مٹا دیا۔

انگریز بادشاہوں کا اتحاد:......مصر پہنچتے ہی سلطان ظاہر کو یہ اطلاع ملی کہ فرنسیس لوئس بن لوئس، برطانیہ کا بادشاہ، اسکوسبنا کا بادشاہ، نودل کا بادشاہ، برشلونہ کا بادشاہ ابدراکون، اور دیگر بہت سے انگریز بادشاہ، بڑی بری کشتیوں میں سوار ہو کر صقلیہ (سسلی) پہنچے ہیں۔ اور زبردست جنگی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ جنگی کشتیاں اور دوسرا جنگی سامان بڑی مقدار میں جمع کر رہے ہیں۔ لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ بادشاہ کس پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ سلطان ظاہر نے بھی اپنی سرحدوں اور ساحلی علاقوں کی حفاظت کے انتظامات شروع کر دیئے اور زبردست جنگی کشتیاں اور دوسرا جنگی سامان تیار کرنے لگا۔ پھر صحیح اطلاع یہ ملی کہ یہ بادشاہ تونس پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس کی تفصیل ہم آگے تونس میں بنوابی حفص کی حکومت کے سلسلے میں بیان کریں گے۔ (اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جاننے والے ہیں)

کردوں کے قلعے کی فتح:......اس اطلاع کی وجہ سے سلطان کو قدرے اطمینان ہوا لیکن کچھ عرصے بعد ۶۶۹ھ میں سلطان انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ جبکہ دوسری طرف اس کا بیٹا سعید امیر قلدون کی زیر نگرانی فوجیں لے کر مرتب کی طرف روانہ ہوا اور خزندار کو بعلبک کی طرف روانہ کیا۔ پھر خود لشکر لے کر طرابلس کی طرف بڑھا اور اردگرد کے علاقوں سے شرپسند عناصر کا خاتمہ کر دیا اور اسی سال ۱۰ شعبان کو حصن الاکراد (کردوں کے قلعے) کی طرف بڑھا اور محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ دس دن تک جاری رہا، محاصرے کے دوران قلعے کے اردگرد کے علاقے مکمل طور پر تباہ و

برباد کر دیئے گئے۔ حتی کہ انگریز صرف اپنے میں محدود رہنے پر مجبور ہو گئے۔ آخر تنگ آ کر انہوں نے امان طلب کی۔ سلطان نے امان دی۔ وہ لوگ قلعے چھوڑ کر اپنے شہروں کی طرف بھاگ گئے اور قلعوں پر سلطان نے قبضہ کر لیا۔ قبضہ کرتے ہی سلطان نے طرسوس میں موجود صاحب الاستبار یہ کو کامیابی کی اطلاع دی۔ صاحب استبار یہ سلطان سے صلح کا خواہشمند ہو۔ چنانچہ سلطان نے اس کے ساتھ نہ صرف صلح کر لی بلکہ اس کو طرسوس اور مرتب کا حکمران بنا دیا۔

عکا اور دوسرے علاقوں کی فتح: ...... حصن الاکراد کو ہر لحاظ سے مضبوط کر کے وہاں خوراک اور جنگی ساز وسامان کے ذخیرے جمع کر کے سلطان عکا کے قلعے کی طرف روانہ ہوا اور پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ جب محاصرہ سخت ہو گیا تو اہل عکا تنگ آ گئے اور امان طلب کی، سلطان نے امان دی اور قلعے پر قبضہ کر لیا۔

پھر عید الفطر کے بعد طرابلس کی طرف روانہ ہوا اور زبردست جنگ شروع کر دی۔ طرابلس کے حکمران برنس نے سلطان کے ساتھ صلح کرنا چاہی تو سلطان نے اس کے ساتھ دس سال تک کے لیے صلح کر لی اور دمشق واپس آ گیا۔

پھر ماہ شوال کے آخر میں علیقہ کی طرف روانہ ہوا اور اس شرط پر اہل قلعہ کو امان دی کہ وہ مال واسباب اور اسلحہ وہیں چھوڑ دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ سلطان قلعے پر قابض ہو گیا اور قلعے کو تباہ کر کے لجون کی طرف روانہ ہو گیا۔

صور کے حکمران نے صلح کے لیے سلطان کی طرف سفیر روانہ کیا اور پانچ قلعے سلطان کے حوالے کرنے کی حامی بھری۔ سلطان نے دس سال کے کے لیے صلح کر لی اور قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ پھر مصر میں اپنے نائب کو خط لکھا کہ دس جنگی کشتیاں قبرص پر حملہ کے لیے تیار کرے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور کشتیاں راتوں رات قبرص پہنچیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

اسماعیلی: ...... اسماعیلی فرقے کے لوگ شام کے چند قلعوں میں رہتے تھے جن پر ان لوگوں کا قبضہ ہو گیا اور ان قلعوں کے نام (۱) مصیاف (۲) علیقہ (۳) کہف (۴) منیقہ (۵) اور ۶ قدموس تھے۔ سلطان ظاہر کے زمانے میں ان کا سردار نجم الدین شعرانی تھا۔ جسے سلطان ظاہر نے ان کا سردار مقرر کیا ہوا تھا۔ لیکن ایک مرتبہ کسی وجہ سے شعرانی نے سلطان ظاہر سے ملنے میں دیر کی تو سلطان ظاہر نے اسے سرداری سے ہٹا دیا اور اس کی جگہ خادم الدین ابن رضی کو اس شرط پر ان کا سردار مقرر کر دیا کہ وہ سلطان کے لیے مصیاف نامی قلعے خالی کر دے۔ چنانچہ سلطان نے انس کے ساتھ ہی لشکر کو بھیج دیا جیسا نے اس کو سردار بنا کر قلعے کا قبضہ حاصل کر لیا۔

حکومت کی تقسیم: ...... لیکن ۶۶۸ھ میں جب سلطان حصین الاکراد میں تھا تو نجم الدین شعرانی اس کے پاس آیا۔ اس وقت وہ بہت بوڑھا اور کمزور ہو چکا تھا۔ اس نے سلطان ظاہر سے معافی مانگی، سلطان نے بھی معاف کر دیا اور مہربانی سے پیش آیا اور حکومت کو خادم الدین بن رضا اور نجم الدین شعرانی کے درمیان تقسیم کر دیا اور ان پر ہر سال ایک لاکھ بیس ہزار دینار بطور ٹیکس ادا کرنا لازم قرار دیا۔

اسماعیلی قلعوں پر سلطان کا قبضہ: ...... پھر ۶۶۹ھ میں حصن الاکراد کو فتح کر کے سلطان ظاہر جب وہاں سے گذرا تو اس کا گذر اسماعیلیوں کے علیقہ نامی قلعے سے بھی ہوا۔ چنانچہ اس قلعے کا قبضہ بھی سلطان نے ۱۵ شوال کو ابن رضا کے ہاتھ سے لے لیا اور وہاں اپنے لشکر کے سپاہی اور سرداروں کو مقرر کیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر تاتاریوں سے جنگ کرنے کے لیے البیرۃ کی طرف روانہ ہوا۔ جیسا کہ ذکر کیا جائے گا اور پھر مصر واپس آ گیا۔ یہاں اس کو یہ اطلاع ملی کہ اسماعیلیوں نے اپنے باقی قلعوں کو بھی سلطان ظاہر کے نائب کے حوالے کر دیا ہے اور اس نے ان پر قبضہ بھی کر لیا ہے۔ لہٰذا اسماعیلی قلعوں کا سارا انتظام سلطان ظاہر کی حکومت میں شامل ہو گیا۔ اور ان قلعوں اور علاقوں سے اسماعیلیوں کا نام ونشان مٹ گیا (اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جاننے والے ہیں)

البیرۃ پر تاتاریوں کا محاصرہ اور شکست: ...... پھر ۶۷۱ھ میں ہلاکو خان کے بیٹے ابغا نے اپنے دربار کے بڑے سرداروں میں سے ایک سردار کو لشکر دے کر البیرہ کا محاصرہ کرنے کے لیے بھیجا۔ وہ سردار فوراً لشکر لے کر روانہ ہوا اور البیرہ پہنچتے ہی نہ صرف محاصرہ کر لیا بلکہ شہر کے ارد گرد منجنیقیں بھی

لگادی۔ سلطان ظاہران دنوں دمشق میں تھا اس کو جب البیرہ کے محاصرے کی اطلاع ملی تو اس نے مصر اور شام سے لشکر کو جمع کیا اور دریائے فرات کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے لشکر ہر لحاظ سے تیار اور سامان جنگ سے پوری طرح لیس تھے۔ چنانچہ امیر قلد وون آگے بڑھا اور تاتاریوں پر حملہ اور ہوا۔ لڑتا ہوا اندر تک گھس گیا حتیٰ کہ تاتاریوں میں مل جل گیا۔ اور ان کے خیموں تک پہنچ گیا اور زبردست جنگ شروع کر دی۔ لہٰذا تاتاریوں کو شکست ہوئی اور ان کو بڑا مارا گیا۔ دوسری طرف سلطان ظاہر خود بھی فوجوں کو لیے دریائے فرات پار کر کے آ پہنچا اور مکمل طور پر تاتاریوں کا صفایا کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ تاتاری اپنے مال واسباب سے بھرے خیمے چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

پھر اہل البیرہ بھی نکل آئے اور تاتاریوں کو چھوڑے ہوئے ساز و سامان پر قبضہ کر لیا اور ان کے جنگی آلات کو آگ لگادی۔

سلطان کچھ دیر میدان جنگ میں رہا اور وہاں اپنے نائب کو خلعت اور انعام دیئے (ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۵ صفحہ ۳۸۲ پر یہاں جگہ خالی ہے۔ مترجم) تاتاریوں کا بڑا افسر جب ابغا کے دربار میں واپس پہنچا تو ابغا سخت ناراض ہوا اور اس کی ایک نہ سنی (اور اللہ ہی ہر طرح کی توفیق دینے والے ہیں)

سیس پر حملہ:...... پھر ماہ شعبان ۶۷۳ھ میں سلطان سیس کی فتح کے لیے مصر سے روانہ ہوا اور رمضان المبارک میں دمشق پہنچا۔ مقدمۃ الجیش کے سردار امیر قلد وون اور بدرالدین بیلبک الخاندار تھے۔ چنانچہ یہ لوگ مصیصہ پہنچے اور جنگ کر کے مصیصہ کو فتح کر لیا۔ ان کے پیچھے پیچھے سلطان ظاہر بھی آ پہنچا۔ چنانچہ ان لوگوں نے تاتاریوں کے حملے سے بچنے کے لیے البیرہ میں اپنا حفاظتی دستہ چھوڑا اور باقی لشکر سیس کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے علاوہ سلطان ظاہر نے تاتاریوں کے علاقے پر دوسری طرف سے حملہ کرنے کے لیے حسام الدین عنابتی اور شام کے عرب قبیلوں کے سردار منہا بن عیسیٰ کو بھیجا اور خود سیس کی طرف بڑھا۔ سیس پہنچتے ہی فوجوں کو حکم دے دیا۔ انہوں نے سارا سیس تباہ و برباد کر دیا۔ سلطان نے اس کے ارد گرد کے علاقوں میں بھی فوجوں کو بھیجا۔ چنانچہ فوجیں بانیاس اور ادنہ تک پہنچیں اور آس پاس کے تمام علاقوں کا صفایا کر دیا اس کے بعد دربند پہنچے اور وہاں سے واپس مصیصہ آیا اور پورے علاقہ کو جلا دیا۔

عیسائیوں کے مقدس علاقے کی فتح:...... یہاں سے روانہ ہونے کے بعد سلطان ظاہر اور اسکا لشکر انطاکیہ پہنچے۔ یہاں پہنچ کر سلطان نے پڑاؤ ڈالا اور مال غنیمت تقسیم کیا۔ یہاں انگریزوں کا ایک بہت بڑا اور مقدس محل تھا، جو روم میں ان کے مذہبی رہنما کے حکم سے بنایا گیا تھا، جسے یہ لوگ پاپا (PAPA OR FATHER) کہتے تھے۔ اس محل کو بھی سلطان نے فتح کیا۔ یہیں اسے حسام الدین لعنتابی اور مہنا بن عیسیٰ بھی ملے جو دریائے فرات کے پیچھے سے تاتاریوں کا صفایا کر کے آ رہے تھے۔

طرابلس کے حکمران سے صلح کی تجدید:...... انہی دنوں سلطان ظاہر کو پنس ریمنڈ بن تیمند کی موت کی اطلاع ملی جو طرابلس کا حکمران تھا۔ چنانچہ سلطان ظاہر نے بلیان الدوادار کو اس کے بیٹوں کے پاس بھیجا تا کہ ہر سال بیس ہزار دینار اور بیس قیدیوں کی رہائی کی شرط پر صلح کر لیں۔ یہ خبر سن کر قبرس (یہ غالباً قبرص ہی ہے لیکن چونکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۵ میں ایسا ہی ہے۔ لہٰذا ہم نے اس کو سین ہی کے ساتھ لکھا ہے) کا حکمران بھی صلح کے لیے حاضر ہوا اور نہ اس سے پہلے وہ پرنس ریمنڈ (Rymond) کے بیٹوں کے پاس تعزیت کے لیے آیا ہوا تھا۔ ان معاملات سے فارغ ہو کر بلیان داودار سلطان کے پاس واپس پہنچا اور سلطان اپنے لشکر اور فوجوں کو لیے ہوئے ۱۵ ذی الحجہ کو واپس دمشق پہنچا۔ (اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتے ہیں مدد کرتے ہیں)

روم پر تاتاریوں کا قبضہ:...... قلیج ارسلان کی اولاد میں سے علاؤالدین البرواناۃ روم کے حکمران غیاث الدین کیخسرو پر غالب تھا۔ حقیقت میں تو پورے روم پر تاتاریوں کی ہی حکومت تھی لیکن برواناۃ کی زیر نگرانی کیخسرو کی نام کی حکومت باقی تھی۔ چنانچہ تاتاریوں نے روم میں اپنے سرداروں میں سے ایک سردار اور اس کے ساتھ ایک لشکر مقرر کر رکھا تھا۔ اس سردار کو یہ لوگ شحنہ کہا کرتے تھے۔ رومی علاقوں میں تاتاریوں کا پہلا امیر ''بیکو'' تھا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے روم کو فتح کیا، اس کے بعد امیر بننے والا شخص صمغان تھا اور پھر اس کے بعد تو قو داور تر وان امیر بنے۔ یہ دونوں مشترک حکمران تھے

اور سلطان ظاہر کے زمانے میں ہی تھے۔ برواناۃ تاتاریوں سے تنگ آ چکا تھا کیونکہ وہ اس سے چھیڑ چھاڑ کرتے رہتے تھے اور ان کی حکومت میں بدانتظامی بھی بہت تھی۔

سلطان کے ساتھ خفیہ تعلقات:......ادھر جب مصر اور شام میں سلطان ظاہر بیبرس کی بادشاہت جب مستحکم ہوگئی تو برواناۃ کو تاتاریوں پر غالب آنے کی اُمید نظر آئی اور دوبارہ قلیج ارسلان کی اولاد کی حکومت قائم کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ لیکن یہ سب سلطان ظاہر کی مدد سے ہی ممکن تھا۔ چنانچہ برواناۃ نے یہ قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا اور سلطان ظاہر سے خفیہ خط و کتابت شروع کر دی۔ اسی دوران ۶۷۴ھ میں ابغا نے لشکر کو البیرہ پر حملے کا حکم دیا۔ چنانچہ لشکر روانہ ہو گیا۔ دوسری طرف سے سلطان ظاہر بھی دمشق سے اپنی فوجیں لے کر نکلا۔ برواناۃ نے اس سے مدد کی درخواست کی۔ سلطان ظاہر نے حمص میں پڑاؤ ڈالا۔ برواناۃ سلطان ظاہر کو تاتاریوں پر حملے کے لیے ابھارتا رہا۔ ادھر ابغا نے برواناۃ کو ملاقات کا حکم دیا۔ پہلے تو برواناۃ نے معذرت کی لیکن پھر نہ چاہتے ہوئے روانہ ہو گیا۔

سرداروں کی پریشانی:......اس کے بعد پھر امراء اور سرداروں نے اس کو بذریعہ خط اس بات کی اطلاع دی کہ سلطان ظاہر اس کی ترغیب و ہدایت کے مطابق روم کے علاقوں کی طرف حملہ آور ہوا ہے۔ لہٰذا اس نے فوری طور پر یہ پیغام ابغا کو بھیجا اور مدد مانگی۔ چنانچہ ابغا نے اس کی مدد کے لیے مغلوں کا لشکر بھیجا اور اس کو ہدایت کی کہ سلطان کا مقابلہ کرنے کے لیے واپس آ جائے۔ لہٰذا وہ واپس آ گیا۔ جب وہ یہاں پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ چند سرداروں نے سلطان سے بذریعہ خط و کتابت اس سلسلے میں بات کی تھی اور اسے یہاں آنے کے لیے تیار کیا تھا۔ ان اطلاعات کی وجہ سے سب لوگ حیران رہ گئے اور کسی کا مقصد پورا نہ ہو سکا۔

تاتاریوں سے جنگ:......چنانچہ اسی سال رجب کے مہینے میں سلطان مصر واپس چلا گیا اور سال بھر آرام سے رہا۔ اس دوران روم کے تاتاری گورنر اور حکمران شام کی سرحدوں تک آ پہنچے تھے۔ چنانچہ جب سلطان کو یہ اطلاع ملی تو سلطان رمضان المبارک کے مہینے ۶۷۵ھ میں مصر سے روانہ ہوا اور سیدھا رومی علاقوں کا رخ کیا اور دریائے ارزق تک جا پہنچا۔ یہاں پہنچ کر اس نے شمس الدین سنقر اشقر کی ماتحتی میں ایک لشکر روانہ کیا۔ اس لشکر کا مقابلہ تاتاریوں کے مقدمۃ الجیش سے ہوا۔ زبردست جنگ ہوئی، سنقر کو کامیابی ہوئی۔ اس کامیابی کے بعد وہ سلطان ظاہر کے پاس واپس آ گیا۔

تاتاریوں کی گوشمالی:......سنقر کی واپسی کے بعد سلطان خود فوجیں لے کر روانہ ہوا۔ دوسری طرف سے تاتاری بھی روانہ ہوئے۔ ''ابلستین'' نامی جگہ پر دونوں لشکروں کا ٹکراؤ ہوا۔ برواناۃ بھی تاتاری لشکر میں شامل تھا، گھمسان کا رن پڑا، تاتاری اور مغل فوج کو زبردست شکست ہوئی، تاتاریوں کے امیر تو قو اور تدوان دونوں قتل ہو گئے۔ برواناۃ اور کیخسرو دونوں فرار ہو گئے۔ کیونکہ بہر حال وہ دونوں مغل فوجوں کا حصہ نہ تھے۔ مغلوں کے بہت سے سردار مثلاً سلادابن طغرل، قفچاق اور جاروصی وغیرہ گرفتار ہو گئے۔ کچھ عرصے بعد علاؤالدین بن معین الدین برواناۃ بھی گرفتار ہو گیا۔ اور ان میں سے بہت سے لوگ قتل کر دیے گئے۔

قیساریہ کی فتح:......یہاں سے فارغ ہو کر سلطان ظاہر نے قیساریہ کا رخ کیا اور جلد ہی اسے فتح کر لیا اور وہیں قیام کیا اور برواناۃ کا انتظار کرنے لگا کیونکہ دونوں کی ملاقات یہاں پہلے سے طے تھی۔ لیکن برواناۃ وعدے کے مطابق نہ پہنچا چنانچہ سلطان مصر واپس چلا گیا۔

سازش اور قتل عام:......تاتاریوں اور مغلوں کی شکست کی اطلاع ان کے بادشاہ ابغا کو بھی مل چکی تھی۔ اس کے جاسوسوں نے سلطان ظاہر اور برواناۃ کی خفیہ خط و کتابت کے بارے میں بھی اس کو اطلاع دی۔ ابغا کو برواناۃ کی یہ حرکت بہت بری لگی۔ چنانچہ اسی وقت میدان جنگ کا معائنہ کرنے کے لیے چل پڑا۔ میدان جنگ میں مغلوں اور تاتاریوں کی لاشیں بہت زیادہ تھیں، جبکہ رومی فوج کی لاشیں بہت کم تھیں۔ بلکہ تقریباً تھی ہی نہیں۔ اس سے ابغا بہت متاثر ہوا اور اس نے رومیوں کے قتل عام کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ روم میں اس نے خوب قتل و غارت شروع کر دی۔ لیکن توقع کے برخلاف بہت سے رومی قلعے لڑ کر فتح نہ کیے جا سکے تو اس نے ان کو امان دی اور اپنے علاقے میں واپس آ گیا۔ برواناۃ بھی اس کے ساتھ ہی تھا۔

بروانا ۃ کاقتل: ......واپس آ کر ابغا نے بروانا ۃ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن پھر اسے چھوڑ دیا تا کہ وہ اپنے ملک کی حفاظت کرتا رہے۔ لیکن دوسری طرف جنگ میں مارے جانے والے تاتاریوں اور مغلوں کی بیواؤں نے ابغا کے پاس آ کر چیخنا شروع کر دیا اور بروانا ۃ کے قتل کا مطالبہ کرنے لگیں۔ آخر تنگ آ کر ابغا نے ان کا مطالبہ مان لیا اور ایک مغل سردار کو بروانا ۃ کو قتل کرنے کے لیے بھیجا۔ جس نے راستے میں ہی بروانا ۃ کو قتل کر دیا۔ (اپنے معاملات سے اللہ تعالیٰ ہی خوب آگاہ ہے)

سلطان ظاہر بیبرس کی وفات: ......جن دنوں سلطان ظاہر البلستین اور قیساریہ سے تاتاریوں کو شکست دے کر واپس آ رہا تھا تو راستے میں بیمار ہو گیا تھا۔ یہ محرم کا مہینہ ۶۷۶ھ کا واقعہ ہے۔ اور اسی مہینے کے آخر میں سلطان ظاہر بیبرس نے وفات پائی۔ اس وقت حکومت کا نگراں بیلیک (ایک نسخے میں ببلیک ہے جو صحیح نہیں۔ دیکھیں علامہ ابن ایاس الحنفی کی کتاب (بدائع الزہور فی وقائع الدھور جلد ا صفحہ ۳۴۲) خازندار تھا، اس نے سلطان ظاہر کی موت کی اطلاع کسی کو نہ دی اور سلطان کو خاموشی سے دفن کر دیا اور فوج کو لے کر مصر واپس آ گیا

سعید کی حکومت: ......جب بیلیک خزندار فوج لے کر مصر واپس پہنچا تو اس نے لوگوں کو جمع کیا اور سلطان ظاہر کے بیٹے برکت بن الظاہر کی حکومت کی بیعت لی اور اس کا لقب السعید رکھا۔ کچھ ہی عرصے بعد خود بیلیک خزنداری کی بھی وفات ہو گئی تو حکومت کا سارا انتظام شمس الدین فارقانی کے ہاتھ آ گیا کیونکہ یہ اس وقت بھی مصر کا نائب حکمران بن چکا تھا جب سلطان ظاہر شام میں تھا۔ لہٰذا حکومت کا انتظام اور نظم ونسق بالکل ٹھیک رہا۔

سرداروں کی گرفتاری اور رہائی: ......اپنے حکمران بننے کے کچھ ہی عرصہ بعد اس نے اپنے باپ سلطان ظاہر کے خاص خاص سرداروں سنقر الاشقر اور بدرالدین بلبیسری کو گرفتار کر لیا۔ ان کی گرفتاری کی وجہ ان اوباش اور گھٹیا قسم کے آزاد کردہ غلاموں کی شکایتیں تھیں جو شروع شروع میں اس کے پاس جمع ہو گئے تھے اور اگر چہ وہ اچھے لوگ نہ تھے لیکن پھر بھی وہ اپنے کام کرانے کے لیے ان کی مدد کیا کرتا تھا۔

لیکن جب اس نے ان دونوں سرداروں کو گرفتار کر لیا تو اس کے ماموں محمد بن برکہ خان کو یہ بات بہت بری لگی۔ چنانچہ سعید نے اپنے ماموں کو بھی ان سرداروں کے ساتھ قید کر دیا لیکن سعید کی اس حرکت کی وجہ سے اس کی ماں اس سے ناراض ہو گئی۔ چنانچہ اس نے اپنے ماموں سمیت تمام سرداروں کو رہا کر دیا۔ اس کی انہی حرکتوں کی وجہ سے سرداروں کو اس سے بدگمانی پیدا ہو گئی۔ چنانچہ انہوں نے سعید کو برا بھلا کہا۔ سعید نے ان سب سے معافی مانگی اور آئندہ ایسی حرکتیں نہ کرنے کا حلف اٹھایا۔

شمس الدین فارقانی کی گرفتاری اور وفات: ......لیکن چونکہ سعید کے اوباش قسم کے دوست اب بھی اس کے ساتھ تھے لہٰذا انہوں نے بھی اپنا کام جاری رکھا اور شمس الدین فارقانی کے خلاف اس کو بہکانے لگے جو حکومت وسلطنت کا نگران اور نائب تھا۔ چنانچہ پہلے کی طرح اپنے دوستوں کے بہکاوے میں آ کر اس نے شمس الدین فارقانی کو گرفتار کر لیا۔ گرفتاری کے چند دن بعد ہی قید ہی کی حالت میں شمس الدین فارقانی کا انتقال ہو گیا۔

سیف الدولہ کوندک الساقی: ......شمس الدین فارقانی کے انتقال کے بعد سعید نے شمس الدین سنقر الالفی کو اپنا نائب چنا۔ لیکن اس کے دوست اس کے خلاف بھی سعید کو بھڑکاتے رہے تو سعید نے اس کو بھی معزول کر دیا اور اپنا نائب سیف الدولہ کوندک الساقی کو منتخب کیا۔ یہ شخص امیر سیف الدین قلد وون کا ہم زلف یعنی امیر قلد ووی کی سالی کا شوہر تھا، جو کرمون کی صاحبزادی تھی، اس کا باپ تاتاری سردار تھا، جو سلطان ظاہر کے پاس آ گیا تھا اور یہیں رہنے لگا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی ایک بیٹی کا نکاح کوز بک اور ایک بیٹی کا نکاح امیر سیف الدین قلد وون سے کیا تھا۔

لاجین ربعی: ......کچھ عرصہ بعد سلطان سعید کے بعد ایک غلام آیا جس کا نام لاجین ربعی تھا۔ وہ بہت جلد سلطان کا خاص الخاص آدمی بن گیا۔ اس نے امراء اور سرداروں پر احسانات شروع کر دیئے۔ ان کا ہر کام کرتا حتیٰ کہ بڑے بڑے سردار اس کے حمایتی بن گئے، جس سے سلطان سعید کی حکومت مستحکم ہو گئی۔

نائب حکمران اور سلطان کے دوستوں میں ناچاقی: ......جب مصر میں سلطان سعید کی حکومت ہو گئی تو اس نے شام جا کر وہاں کے

معاملات اور نظم ونسق درست کرنے کا ارادہ کیا۔ لہٰذا ۶۷۷ھ میں شام کی طرف روانہ ہوا اور دمشق پہنچا۔ وہاں پہنچ کر اپنی فوجیں مختلف علاقوں کی طرف بھیجیں۔ سردار قلدوون صالحی اور بدرالدین بلیسری لشکر لے کر سیس کی طرف روانہ ہوگئے۔ اسی دوران سلطان کے خاص دوستوں نے سلطان کو یہ مشورہ دیا کہ جیسے ہی یہ سردار فوجیں لے کر واپس آئیں ان کو گرفتار کرلیا جائے۔ لیکن سوئے اتفاق سے سلطان کے انہی گہرے دوستوں اور نائب حکمران سیف الدین کوندک کے درمیان ناچاقی ہوگئی، بادشاہ کی حمایت کی وجہ سے وہ ان سے سخت ناراض ہوا۔

سرداروں کی بغاوت: ...... دوسری طرف قلدوون صالی اور بدرالدین بیسری جو لشکر لے کر گئے تھے، انہوں نے سیس پر زبردست حملہ کیا اور پورے شہر کو ملیامیٹ کردیا اور کامیابی سے واپس آئے۔ لیکن نائب حکمران سیف الدین کوندک دمشق سے باہر ان لوگوں سے ملا اور خفیہ طور پر بادشاہ کے ارادے سے آگاہ کردیا کہ وہ تم دونوں کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ دونوں سردار اپنی فوجوں کے ساتھ شہر کے باہر ہی خیمہ زن ہوگئے اور سلطان سے ملنے سے انکار کردیا اور یہ مطالبہ کیا کہ سلطان اپنے نائب سیف الدین کوندک کے ساتھ انصاف سے کام لے اور اپنے اوباش دوستوں کی خواہ مخواہ حمایت نہ کرے۔ سلطان سعید نے ان کے مطالبہ کو نظرانداز کردیا اور اپنے باپ سلطان ظاہر کے دوستوں کو خفیہ طور پر بھیجا کہ وہ لوگ ان کو سمجھا بجھا کر واپس لے آئیں لیکن انہوں نے جاکر سلطان کا پول کھول دیا۔ لہٰذا وہ لوگ سلطان سے اور زیادہ بددل ہوگئے اور کھل کر بغاوت کا اعلان کردیا۔

قاہرہ کا محاصرہ: ...... باغی سرداروں کی اہل قلعہ سے گفتگو ہونے لگی۔ چنانچہ ایک افرم اقطوان، اور لاجین ترکمانی بات چیت کے لیے پہنچے۔ لیکن وہ لوگ بہت غصے میں تھے گفتگو کیے بغیر گھروں میں گھس گئے۔ اگلے دن صبح صبح انہوں نے محاصرہ کرلیا اور قلعے کا پانی بند کردیا۔

سلطان کی فوج کی کمی: ...... یہاں یہ معاملات چل رہے تھے جبکہ دوسری طرف سلطان سعید اپنی بچی کھچی فوج لے کر دمشق سے مصر کی طرف روانہ ہوا۔ دمشق سے روانہ ہوتے وقت اس نے دیہاتی عربوں کو انعامات وغیرہ دے کر اپنے ساتھ ملالیا تھا۔ لیکن غزہ پہنچتے ہی دیہاتی عربوں کی فوج بھاگ گئی اور اپنے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ لے گئی جس سے فوجوں میں واضح کمی آگئی۔ سلطان سعید جب بلبیس پہنچا تو اسے اس بات کا احساس ہوا چنانچہ اس نے عزالدین ایدمری کے ساتھ فوج کو واپس دمشق بھیج دیا۔ ان دنوں دمشق کا حکمران اقوش تھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے اقوش کو گرفتار کرلیا اور مصر بھیج دیا۔ پھر جب سلطان سعید بلبیس سے قاہرہ کے قلعے کی طرف روانہ ہوا تو سنقر اشقر بھی اس سے الگ ہوگیا۔ اب سلطان اکیلا رہ گیا تھا۔

قلعے میں داخلہ: ...... وہاں کے امراء اور سردار فوج لے کر سلطان سعید کی تلاش میں نکلے تاکہ اسے قلعے میں داخل ہونے سے روکیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد کی اچانک گھنے بادل چھا گئے اور کافی اندھیرا ہوگیا اور سلطان کی تلاش مشکل ہوگئی۔ لہٰذا سلطان کسی نہ کسی طرح قلعہ کے اندر داخل ہوگیا۔ اندر پہنچتے ہی اس نے علم الدین سنجر حنفی کو رہا کردیا تاکہ اس سے مدد مانگے۔

سلطان کی معزولی: ...... انہی دنوں سلطان کے خاص قسم کے دوستوں نے دوبارہ سلطان کے پاس آنا جانا شروع کردیا لیکن جلد ہی ان میں سے کچھ دوست اس سے الگ ہوگئے۔ لہٰذا اب سلطان مجبور ہوگیا کہ مصری امراء اور سرداروں کے ساتھ سختی کا برتاؤ نہ کرے۔ چنانچہ اپنی جان اور حکومت بچانے کے لیے سلطان نے شام کے سارے علاقے ان سرداروں کے حوالے کرنے کا اعلان کیا۔ لیکن وہ لوگ نہ مانے اور سلطان کو گرفتار کرنے کی خواہش مند رہے۔ آخر جب کوئی اور راستہ نہ بچا تو تنگ آکر سلطان نے درخواست کی کہ مجھے صرف الکرک کی حکومت دی جائے۔ چنانچہ وہ سردار اور امراء اس پر تیار ہوگئے۔ چنانچہ سلطان نے سرداروں سے اس بات کا حلف لیا کہ وہ اسے پناہ دیں گے اور خود بھی اس بات کا حلف اٹھایا کہ وہ نہ تو ان سرداروں کے خلاف بغاوت کرے گا اور نہ ہی فوج کو ساتھ ملا کر کسی کے خلاف کوئی چال چلے گا اور نہ ہی کسی کو اپنی حمایت کے لیے کہے گا۔ چنانچہ جب یہ معاملات طے ہوگئے تو ان سرداروں نے پرامن طریقے سے سلطان کو معزول کرکے الکرک بھیج دیا اور وہاں کے نائب حکمران علاؤالدین ایدکز الفخری کو لکھا کہ وہ الکرک کا قلعہ سابق سلطان برکت السعید کے حوالے کردے۔ لہٰذا ایسا ہی ہوا قلعہ سعید کے حوالے کردیا گیا لیکن قلعے کا نائب حکمران اور منتظم ایدکز الفخری ہی رہا۔

بدرالدین سلامش کی حکومت: ...... سعید کو حکومت مصر سے معزول کرنے کے بعد ان سرداروں اور امراء کو نیا بادشاہ چننے کی فکر ہوئی۔ لہٰذا سب

نے مل کر مشورہ کیا اور امیر قلد وون کو بادشاہ بننے کی پیشکش کی۔ کیونکہ وہی اب اس منصب کا صحیح مستحق تھا۔ لیکن اس نے اس منصب کو قبول نہ کیا بلکہ یہ مشورہ دیا کہ سلطان ظاہر بیبرس مرحوم کے چھوٹے بیٹے سلامش بن ظاہر کو بادشاہ بنایا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سلامش کو بادشاہ بنا دیا گیا۔ سلامش کی عمر اس وقت آٹھ سال تھی، اس کا لقب بدرالدین رکھا گیا یہ ۶۷۸ھ کا واقعہ ہے۔

حکومت کا انتظام:..... نیا بادشاہ بدرالدین سلامش چونکہ ابھی چھوٹا بچہ تھا اس لیے حکومت کا سارا انتظام امیر قلد وون کو خود سنبھالنا پڑا چنانچہ امیر قلد وون خود سپہ سالار بن گیا اور دمشق کے حکمران اتوش کو دمشق کے بجائے حلب کا حکمران بنا دیا۔ جبکہ برہان الدین الحصری السنجاری (علامہ ابن ایاس الحنفی کی کتاب بدائع الزہور فی وقائع الدہور میں اسی طرح تحریر ہے۔ دیکھیں جلد اصفحہ ۳۴۹، اور ایک نسخے میں سخاوی ہے جو درست نہیں) کو وزیر مقرر کیا۔ اس وزیر نے صالحیہ کے ماتحت علاقوں کو جمع کر کے ان کی جاگیروں وغیرہ میں مزید اضافہ کیا اور ان کو حکومت میں بڑے بڑے عہدے دیئے۔

سلطان ظاہر مرحوم سے تعلق رکھنے والی جماعت ظاہریہ کو دور دراز علاقوں میں بھیج دیا اور قید کر دیا تا کہ کسی بھی قسم کا جھگڑا فساد نہ ہو۔ لیکن قید کی مدت پوری ہونے پر ان کو رہا کر دیا۔ ان تمام معاملات کو انجام دینے کے بعد ملک میں پہلے کی طرح امن وامان قائم ہو گیا اور ہر طرح کی بدنظمی دور ہو گئی اور حکومت کا سارا انظام صحیح طریقے سے چلنے لگا۔

امیر منصور قلد وون:..... امیر منصور قلد وون کا تعلق ترکوں کی ''قفچاق'' جماعت سے تھا۔ اس جماعت کو برج اعلیٰ بھی کہا جاتا تھا۔ دراصل برج اعلیٰ قبیلہ قفچاق ہی کا ایک الگ حصہ تھا۔ امیر منصور قلد ذون علاؤالدین اقسنقر کا بلی کا آزاد کردہ غلام تھا اور علاؤالدین اقسنقر کا بلی ملک صالح نجم الدین ایوب کا آزاد کردہ غلام تھا۔ علاؤالدین کے انتقال کے بعد امیر قلد وون ملک صالح کے آزاد کردہ غلاموں میں شامل ہو گیا۔ یہ لوگ اپنی بہادری اور وفاداری میں بہت مشہور تھے۔ امیر قلد وون سلطان مظفر قطز کی حکومت کے دور میں سلطان ظاہر بیبرس کے ساتھ مصر آیا تھا۔ جب سلطان ظاہر بادشاہ بن گیا تو سلطان ظاہر نے امیر قلد وون کو اپنا خاص قریبی مشیر بنالیا اور نہایت خاص دوستانہ تعلقات قائم کیے۔ یہاں تک کہ امیر قلد وون نے سلطان ظاہر کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے برکت السعید کے ہاتھ پر حکومت کی بیعت کی۔

منصور قلد وون کی حکومت:..... جن دنوں سردار اور امراء سعید سے ناراض ہو گئے تھے تو اس کو معزول کر دیا تھا جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں چنانچہ اس کے بعد وہ لوگ امیر قلد وون کو بادشاہ بنانا چاہتے تھے لیکن امیر قلد وون نے خود بادشاہ بننے سے انکار کیا اور سعید کے چھوٹے بھائی سلامش بن ظاہر بیبرس کو بادشاہ بنانا چاہا تو دیگر سرداروں نے اس کی بات مان لی اور سلامش کو بادشاہ بنا دیا گیا۔ لیکن سلامش کی حکومت دو مہینے سے زیادہ نہ چل سکی اور امیر قلد وون کو سرداروں اور امراء کا مطالبہ مانتے ہوئے خود بادشاہ بننا پڑا۔ چنانچہ جمادی الاولیٰ ۶۷۸ھ میں امیر قلد وون کے ہاتھ پر بیعت کی گئی۔

انتظامات:..... بادشاہ بنتے ہی امیر قلد وون نے عوام کو آرام اور سکون پہنچانے کی فکر کی ان کی کئی شکایات دور کیں، مسائل حل کیے، کئی طرح کے ٹیکسوں اور محصولوں کو معاف کر دیا۔ اس کے علاوہ سرکاری عہدوں پر مصری سرداروں اور امراء کو ان کی اہلیت اور قابلیت کے مطابق مقرر کیا۔ اپنے غلاموں کے ایک گروپ کو ''ہزاری'' (یعنی وہ افسر جس کے ماتحت ایک ہزار سپاہی ہوں۔ مترجم) کا عہدہ عطا کیا۔ ان کو مزید جاگیریں اور علاقے بھی عطا کیے۔ عزالدین ایبک افرم صالحی کو قید سے رہا کیا اور مصر کا نائب حکمران مقرر کیا مگر اس نے فوراً ہی استعفیٰ دے دیا۔ چنانچہ اس کی جگہ اس کے غلام حسام الدین طرنطائی کو نائب حکمران مقرر کیا۔ اس کے علاوہ سرکاری دفتروں کا بڑا افسر علم الدین سنجر شجاعی کو مقرر کیا۔ جبکہ وزارت پر برہان الدین سنجاری کو ہی بحال رکھا لیکن کچھ ہی عرصہ بعد اس کو وزارت سے ہٹا کر فخر الدین ابراہیم بن لقمان کو وزیر مقرر کیا۔ وزیر بنتے ہی اس نے عزالدین ایدمر ظاہری کو قید خانے سے بلوایا۔ جمال الدین اتوش نے اس کو اس وقت گرفتار کر لیا تھا۔ جب سعید کے حکم پر بلبیس سے شامی فوجوں کو لے کر آ رہا تھا۔ بہرحال جب عزالدین ایدمر ظاہری کو بیڑیاں ڈال کر اس کے سامنے لیا گیا تو اس نے اس کو دوبارہ قید کر دیا۔

الکرک میں سعید کی بغاوت اور وفات:..... جب امیر قلد وون بادشاہ بنا تو سعید اس وقت الکرک میں تھا جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں اور

اس نے بغاوت نہ کرنے کا حلف بھی اٹھایا تھا۔ لیکن امیر قلد وون کے بادشاہ بنتے ہی سعید نے مصر اور شام کے سرداروں سے بذریعہ خط و کتابت سازباز شروع کر دی۔ سلطان قلد وون کو جب اس کی اطلاع ملی تو سلطان قلد وون نے سعید کو برا بھلا کہا اور سمجھایا لیکن سعید نہ مانا بلکہ اپنا لشکر تیار کرکے لاجین جامدار کی ماتحتی میں شوبک کی طرف روانہ کر دیا۔ چنانچہ اس لشکر نے شوبک پہنچتے ہی قبضہ کر لیا۔ سلطان قلد وون کو جب ان حالات کا علم ہوا تو سلطان نے نورالدین بیلیک ایدمری کی ماتحتی میں لشکر بھیجا تا کہ اس بغاوت کو ختم کیا جا سکے۔ چنانچہ نورالدین بیلیک ایدمری نے کامیابی سے شوبک کو دوبارہ حاصل کر لیا۔ اس واقعے کے بعد ہی الکرک میں سعد کی وفات ہوگئی۔ یہ واقعہ ذیقعد ۶۷۸ھ میں پیش آیا۔

مسعود خرو: ...... ذیقعدہ ۶۷۸ھ میں الکرک میں سعید کی وفات ہوگئی جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں۔ سعید کی وفات کے بعد الکرک میں وہاں کے سردار اور امراء وغیرہ جمع ہوئے اور ایک مجلس میں مشورہ کیا، اس مجلس کا سربراہ ایدکین فخری کو چنا گیا۔ ایدکین فخری نے اپنے نائب کے طور پر ایدغری حرانی کو اور الکرک کے حکمران کے طور پر سعید کے بھائی خسرو کو مقرر کیا اور اس کا لقب مسعود نجم الدین مقرر کیا۔ اس شخص نے بھی سعید کی طرح اپنے دوستوں کو اپنے آس پاس رکھا اور ان کی الٹی سیدھی باتیں مانتا رہا جبکہ وہ لوگ حد سے زیادہ فضول خرچی کرتے رہے حتیٰ کہ قلعے کا سارا خزانہ ختم کر دیا جس کو شام کے بعض سرداروں اور سلطان ظاہر نے بڑی محنت سے جمع کیا تھا۔

الکرک کا محاصرہ: ...... اس کے علاوہ انہوں نے اپنے لشکر بھیجے اور صلیب پر قبضہ کر لیا اور صرخد کا محاصرہ بھی کر لیا۔ لیکن صرخد فتح نہ ہو سکا۔ چنانچہ انہوں نے امیر سنقر الاشقر سے بذریعہ خط و کتابت بات چیت شروع کی کیونکہ امیر سنقر الاشقر بھی امیر قلد وون سے بغاوت کر چکا تھا۔ سلطان قلد وون کو جب اس صورتحال کا علم ہوا تو اس نے باغیوں کی گوشمالی کے لیے لشکر بھیجا۔ جس کی قیادت ایبک افرم کر رہا تھا۔ لشکر نے پہنچتے ہی الکرک کا محاصرہ کر لیا۔ اہل قلعہ محاصرے کی سختی سے تنگ آ گئے تو قلعے کے حکمران مسعود نے انہی شرائط پر صلح کی درخواست کی جن شرائط پر اس سے پہلے ناصر داؤد بن اعظم سے صلح کی جا چکی تھی۔ سلطان نے اس کی شرط منظور کر لی اور اہل الکرک سے صلح ہوگئی۔

الکرک کی حکومت کا خاتمہ: ...... لیکن کچھ عرصہ بعد مسعود پھر بغاوت کی کوششیں کرنے لگا۔ لہٰذا اس کی حرکتوں سے تنگ آ کر اسی کا نائب حکمران علاؤالدین ایدغری حرانی اس کو چھوڑ کر چلا گیا اور سلطان کے پاس جا پہنچا اور نہ صرف بغاوت کی تصدیق کی بلکہ تمام اطلاعت بھی بہم پہنچائیں۔ چنانچہ صورتحال دیکھتے ہوئے سلطان قلد وون نے ۶۸۵ھ میں اس بغاوت کو ختم کرنے کے لیے حسام الدین طرنطائی کی ماتحتی میں ایک لشکر الکرک کے محاصرے کے لیے بھیجا۔ لشکر نے پہنچتے ہی اس کا محاصرہ کر لیا۔ تنگ آ کر مسعود اور اس کے بھائی سلامش نے پناہ مانگی، ان کو پناہ دی گئی اور قلعے پر قبضہ کر لیا گیا اور دونوں بھائیوں کو سلطان قلد وون کے پاس مصر بھیج دیا گیا۔ سلطان قلد وون نے ان کی خوب آؤ بھگت کی اچھے طریقے سے پیش آیا۔ حتیٰ کہ ان کو اپنے بیٹے کے ساتھ رکھا۔ جب تک سلطان قلد وون زندہ رہا حالات اسی طرح رہے لیکن سلطان قلد وون کی وفات کے بعد یہ دونوں بھائی اشرف کے ساتھ قسطنطنیہ کی طرف بھاگ گئے۔

سنقر الاشقر کی ریشہ دوانیاں: ...... دمشق کا حکمران بننے کے بعد سنقر الاشقر کو خود مختار بادشاہ بننے کا شوق ہوا۔ چنانچہ اس نے ترکوں کی ظاہریہ جماعت سے تمام قلعوں کو چھین لیا اور اپنے گورنران پر مقرر کر دیئے اور سلطان قلد وون سے یہ مطالبہ کرنے لگا کہ عریش سے دریائے فرات تک کا علاقہ شام میں شامل کر کے اس کے حوالے کر دیا جائے اور ساتھ ساتھ اس بات کا دعویٰ بھی کیا کہ مرحوم سلطان ظاہر نے اپنی زندگی میں سنقر الاشقر کے ساتھ اس بات کا معاہدہ بھی کیا تھا۔

کھلے عام بغاوت: ...... دراصل جب سلطان ظاہر نے اپنے آزاد کردہ غلام حسام الدین لاجین صغیر سلمدار کو دمشق کا حکمران بنایا تو سنقر الاشقر کو یہ بات بہت بری لگی تھی اور سلطان کو اس کام سے منع کیا تھا۔ لیکن جب سلطان نہ مانا تو اس نے بغاوت کر دی تھی اور خود حکمران بننے کا دعویدار ہو گیا تھا۔ لیکن جب اس کو امیر قلد وون کے بادشاہ بننے کی اطلاع ملی تو اس نے اہل دمشق کا اجلاس بلایا اور یہ مشہور کر دیا کہ امیر قلد وون کو قتل کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ خود اپنی بیعت کروائی اور اپنی حمایت اور وفاداری کا حلف اٹھایا۔ جن لوگوں نے حلف اٹھانے سے انکار کر دیا، اور ان کو قید کر دیا اور اپنا لقب الکامل

اختیار کر لیا۔ یہ ۶۷۸ھ ذی الحجہ کے مہینے کے واقعات ہیں۔

لاجین صغیر کی گرفتاری:......اس کے ساتھ ساتھ اس نے دمشق کے قلعے کے حکمران لاجین صغیر کو گرفتار کرنے اور اپنی حمایت اور وفاداری کا حلف لینے کے لیے سیف الدین کو شام کے مختلف قلعوں کی طرف بھیجا۔ اس کے علاوہ شام کا وزیر مجد الدین اسماعیل بن کسیرات کو مقرر کیا اور خود سنقر الاشقر دمشق کے قلعے میں رہنے لگا۔

افرم اور سنقر کی ملاقات:......یہ انہی دنوں کی بات ہے کہ جب الکرک میں سعید کا انتقال ہوا تھا اور ایبک افرم سلطان کے حکم سے فوجیں لیے ہوئے الکرک جا رہا تھا۔ دوسری طرف بیلبک ایدمری بھی ''شوبک'' کو فتح کر کے آ رہا تھا۔ ان دونوں کی ملاقات غزہ میں ہوئی۔ سنقر نے افرم سے ملاقات کی اور اس کو مخاطب کر کے سلطان پر الزام لگاتے ہوئے کہا کہ سلطان نے اسے تنہا شام کا حکمران نہیں بنایا تھا بلکہ دمشق اور حلب کی حکومت دوسرے لوگوں کو دے دی تھی۔ چنانچہ اس ملاقات کے بعد افرم نے سلطان قلدوون کو خط لکھا۔ سلطان نے جواب دیا اور افرم کو حکم دیا کہ سنقر کو سمجھائے کہ وہ ان حرکتوں سے باز آ جائے۔

سنقر کے لشکر کی شکست:......لیکن سنقر ان حرکتوں سے باز نہ آیا بلکہ مختلف شامی علاقوں سے فوج جمع کرنے لگا اور اس کے علاوہ دیہاتی عربوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ اور قراسنقر القری کی ماتحتی میں یہ لشکر غزہ کی طرف روانہ کیا۔ دوسری طرف افرم اور اس کے ساتھی بھی تیار تھے۔ چنانچہ انہوں نے مقابلہ کیا۔ قراسنقر کو شکست ہوگئی اور اس لشکر کے بہت سے سردار بھی گرفتار ہو گئے جن کو افرم نے مصر میں سلطان قلدوون کے پاس بھیج دیا۔ سلطان قلدوون نے ان کو رہا کر کے انعام واکرام اور خلعتیں عطا کیں۔

سنقر کی شکست:......قراسنقر جب شکست خوردہ فوجوں کے ساتھ واپس دمشق پہنچا تو سنقر الاشقر اپنی فوجوں اور لشکروں کو لیے شہر کے باہر چراگاہ میں خیمے لگائے بیٹھا تھا۔ اس شکست کے بعد اس نے غزہ میں رہنے والے سرداروں اور افسروں کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ جبکہ دوسری طرف سلطان قلدوون نے بھی اپنی فوجوں کو علم الدین سنجر لاجین منصوری اور بدر الدین بلتاش فخری سلحداری کی ماتحتی میں دمشق کی طرف بھیجا۔ فوجیں دمشق کی طرف روانہ ہوئیں اور دمشق کے باہر ان فوجوں کا مقابلہ سنقر الاشقر کے لشکر سے ہوا۔ سلطان قلدوون کی فوجیں غالب آئیں اور سنقر کے لشکر کو شکست ہوئی۔ یہ واقعہ صفر ۶۷۹ھ کا ہے۔

دمشق کی فتح:......چنانچہ سنقر کی شکست کے بعد سلطان کی فوجوں نے آگے بڑھ کر شہر پر قبضہ کر لیا۔ وہاں پر قید علم الدین سنجر لاجین منصوری کو رہا کروا کر اس کو دمشق کا نائب حکمران بنا دیا۔ اس کے علاوہ دمشق کے قلعے کا حکمران سیف الدین سنجار منصوری کو بنایا گیا اور پھر سلطان قلدوون کو دمشق کی فتح کی خوشخبری بھیجی گئی۔

تاتاریوں سے تعلقات:......سلطان قلدوون کی فوج سے شکست کھانے کے بعد سنقر رحبہ کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ رحبہ کے حکمران نے سنقر کو رحبہ میں نہ داخل ہونے دیا تو سنقر وہاں سے عربوں کے سردار عیسیٰ بن مہنا کے پاس جا پہنچا۔ پھر وہاں سے واپس اپنی فوجوں کے پاس آیا اور پھر تاتاریوں کے بادشاہ ابغا سے خط وکتابت شروع کر دی اور اس کو شام فتح کرنے پر اکسانے لگے لیکن اس نے ان کی باتوں کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ چنانچہ سنقر نے صیہون کی طرف لشکر بھیجے اور اس کو فتح کر لیا اور اس کے ساتھ ساتھ شیراز پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس صورتحال سے واقف ہو کر سلطان قلدوون نے مصر سے عز الدین افرم کی ماتحتی میں شیزر کا محاصرہ کرنے کے لیے لشکر روانہ کیا۔ لشکر نے پہنچتے ہی شیزر کا محاصرہ کر لیا۔

تاتاریوں کا حملہ:......انہی دنوں یہ معلوم ہوا کہ تاتاریوں کا بادشاہ آخر کار سنقر کی باتوں میں آ گیا ہے اور شام پر حملہ کرنے والا ہے اور اس مرتبہ اس نے رومی علاقوں کے حکمران صفار کو بھی اس کے مغل لشکروں کے ساتھ بلایا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے بھتیجے ماردین اور سیس کے حکمران بیدر خان بن طرخان کو آذربائیجان کی طرف سے حملہ کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ اور خود شام کی طرف سے حملہ کے لیے آ رہا ہے۔ جبکہ اس کی اگلی فوجیں

یعنی مقدمۃ الجیش اس کے بھائی منوکتم کی ماتحتی میں روانہ ہو چکی ہیں۔

ابغا کے خلاف اتحاد: ...... مسلسل اس طرح کی اطلاعات کی وجہ سے افرم نے شیزر کا محاصرہ ختم کر دیا اور سنقر کو اس بات کی پیشکش کی کہ ہمارے ساتھ مل کر اسلام دشمنوں کے خلاف جہاد کرے۔ سنقر نے یہ پیشکش قبول کر لی اور ابغا سے دوستی اور ہر طرح کے تعلقات ختم کر کے اسلامی فوج کا ساتھ دینے کے لیے صیہون سے روانہ ہوا۔

سلطان قلدوون کی روانگی: ......یہی اطلاعات اور خبریں مصر میں سلطان قلدوون تک بھی پہنچ رہی تھیں۔ چنانچہ سلطان نے فوجیں تیار کیں اور لے کر شام کی طرف روانہ ہوا۔ مصر میں اپنے بیٹے ابوالفتح کو اپنا نائب مقرر کیا اور اس کی ولی عہدی کا اعلان بھی کر دیا اور باقاعدہ بذریعہ تحریر اعلان اہل مصر کو پڑھ کر سنایا گیا۔ اس کے بعد لشکر لے کر جمادی الاولی ۶۷۹ھ میں غزہ پہنچ گیا۔

تاتاریوں کی دست درازی: ......دوسری طرف تاتاری لشکر حلب پہنچ چکا تھا۔ حلب کے لوگ اپنے گھر بار چھوڑ کر بھاگ نکلے، حلب ویران ہو گیا، تاتاریوں نے حلب میں داخل ہوتے ہی فتنہ وفساد پھیلانا شروع کر دیا، گھروں اور مسجدوں میں آگ لگا دی اس ساری تباہی اور بربادی کی ذمہ دار سیس اور ارمینیہ کا حکمران تھا۔ لیکن جب ان کو سلطان قلدوون کے غزہ پہنچنے کی اطلاع ملی تو اپنے ملک کی طرف فرار ہو گئے۔

حفاظتی انتظامات: ......تاتاریوں کے فرار کے بعد سلطان نے کچھ حفاظتی اقدامات کیے۔ حمص اور شام کے ساحلی علاقوں میں مزید دستے مقرر کیے تاکہ تاتاریوں کے ساتھ ساتھ انگریزوں کے حملے سے بھی محفوظ رہا جا سکے۔ ان انتظامات سے مطمئن ہو کر سلطان واپس مصر چلا گیا۔

جبکہ دوسری طرف سنقر بھی ان معاملات سے فارغ ہو کر صیہون کی طرف واپس روانہ ہوا۔ لیکن اس کی فوج کے بہت سے افراد الگ ہو گئے اور اس کو چھوڑ کر شام چلے گئے۔ سنقر کے ساتھ صرف سنجر دوادار، عزالدین اردین اور وہ سردار رہے جنہوں نے بغاوت کے وقت شامی قلعوں پر قبضہ دلانے میں سنقر کی مدد کی تھی۔

انگریزوں کی دست درازی: ...... جب انگریزوں کو یہ اطلاع ملی کہ تاتاری حملہ آور ہو رہے ہیں تو انہوں نے بھی اپنے قلعے حصن مرقب سے نکل کر مسلمانوں کے علاقوں میں ہر طرف سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ جب تاتاری اپنے وطن واپس چلے گئے تو کردوں کے قلعے کے حکمران بلبان الطباخی نے سلطان قلاوون سے انگریزوں کو سبق سکھانے کی اجازت مانگی۔ سلطان نے اجازت دے دی۔ چنانچہ بلبان الطباخی لشکر لے کر انگریزوں کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ اس کے بہت سے حمایتی بھی تھے۔ ان کے ساتھ ساتھ اس نے ترکمانوں کو بھی ساتھ ملا لیا تھا۔ یہ سب مل جل کر حصن مرقب پہنچے اور اس کے نچلے حصے میں پڑاؤ ڈالا۔

مسلمانوں کی شہادت: ...... جب اہل قلعہ نے یہ دیکھا کہ اب ہم پھنس گئے ہیں تو انہوں نے ایک چال چلی اور اسی کے مطابق اپنی شکست کا اظہار کیا اور دشوار گذار پہاڑوں میں چلے گئے۔ ادھر بلبان الطباخی میدان خالی سمجھ کر لشکر لے کر قلعے میں داخل ہو گیا۔ اچانک پہاڑوں میں چھپے انگریزوں نے حملہ کر دیا اس اچانک حملے سے مسلمانوں کو شکست ہوئی اور بہت سے مسلمان شہید ہو گئے۔

سلطان قلدوون کی روانگی: ...... مسلمانوں کی شہادت کی اطلاع جب سلطان قلدوون کو ملی تو سلطان نے فوجیں جمع کیں اور انگریزوں کی گوشمالی کے لیے روانہ ہوا۔ یہ واقعہ ۶۷۹ھ کے آخر کا ہے۔ روانہ ہوتے ہوئے سلطان نے مصر میں اپنے بیٹے کو اپنا نائب بنایا تھا۔

انگریزوں کے ساتھ صلح: ...... جب سلطان روحاء نامی جگہ پہنچا تو وہاں انگریزوں کے سفیر نے سلطان سے ملاقات کی اور اہل قلعہ کے ساتھ جنگ بند کرنے کی درخواست کی اور یہ بھی کہا کہ بلبان الطباخی کے واقعے میں ہم نے قلدوون سے نہ صرف انگریزوں کے ساتھ بلکہ بیت اسبتار نامی قلعے کے حکمران اور اس کے بیٹے طرابلس کے حکمران ریمنڈ بن تسیمند اور عکا کے حکمران سے بھی صلح کر لی۔ اور یہ صلح صرف ان کے علاقوں کے لیے نہ تھی

بلکہ اسماعیلی قلعوں اور حال ہی میں فتح کیے ہوئے قلعوں اور ان تمام شہروں کے لیے بھی تھی جو ابھی فتح کیے جانے باقی تھے۔ یہ صلح محرم کے مہینے میں ۶۸۰ھ میں ہوئی۔

صلح کی شرائط:......۶۸۰ھ میں انگریزوں کے ساتھ جو صلح ہوئی تھی، اس کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ پہلی شرط یہ تھی کہ مسلمان گورنر لاذقیہ میں رہیں گے

۲۔ اہل قلعہ مسلمانوں کے خلاف نہ کسی کی مدد کریں گے اور نہ کسی سے مدد مانگیں گے، خواہ کوئی قلعہ میں قید ہو یا کوئی اور ہو۔

۳۔ کسی بھی فتنے میں تاتاریوں کو داخل نہ ہونے دیں گے۔

۴۔ اور اگر کبھی انگریزوں میں مسلمانوں پر حملہ کرنے کی طاقت ہو بھی تو مسلمانوں پر حملہ نہ کریں گے۔

۵۔ اور یہ صلح گیارہ سال تک کے لیے ہوگی

کوندک کی بغاوت:......چنانچہ اس صلح کے بعد سلطان قلدوون نے اپنے سرداروں میں سے ایک سردار کو انگریزوں کے ساتھ بھیجا تاکہ ان سے حلف اٹھوایا جا سکے۔ لیکن اسی دوران سلطان کو اطلاع ملی کہ اس کے بعض سردار اس کو قتل کرنے کا منصوبہ بنائے ہوئے ہیں۔ اس منصوبے میں انہوں نے انگریزوں کو بھی شامل کر رکھا تھا۔ اور ان کا سربراہ کوندک تھا چنانچہ سلطان جب بیسان پہنچا تو کوندک گرفتار کر لیا اور اس کے ساتھ شریک انگریزوں کو بھی پکڑ لیا اور قتل کر دیا چنانچہ کوندک کے ہم خیال لوگ (یعنی جو سلطان کو قتل کرنا چاہتے تھے) وہ صیہون میں سنقر کے پاس چلے گئے۔

سلطان قلدوون اور سنقر کی صلح:......ان سے فارغ ہو کر سلطان دمشق کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہاں جا کر شیزر کا محاصرہ کرنے کے لیے لشکر بھیجا۔ لشکر نے پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ محاصرے کی سختی سے تنگ کر سنقر نے صلح کرنا چاہی چنانچہ سلطان قلدوون اور امیر سنقر کے درمیان صلح کی بات چیت ہونے لگی۔ آخر کار مندرجہ ذیل شرائط پر صلح ہو گئی۔

صلح کی شرائط:......سلطان قلدوون اور امیر سنقر الاشقر کے درمیان جو صلح ہوئی تھی، اس کی شرائط مندرجہ ذیل تھیں۔

۱۔ امیر سنقر اشقر شیزر خالی کر دے اور اس کے بدلے شعر اور بکاس پر قبضہ کر لیا۔

۲۔ امیر سنقر اپنے ان حامی قلعوں تک محدود رہے جن پر اس کی حکومت ہے۔

۳۔ اپنے ساتھ چھ سو سے زیادہ سپاہی نہ رکھے۔

۴۔ وہ تمام امراء اور سردار جو سلطان قلدوون سے بھاگ کر سنقر سے مل گئے ہیں ان کو خود سے الگ کر دے۔

چنانچہ ان مذکورہ بالا شرائط پر صلح ہو گئی۔ اور سلطان نے شعر اور بکاس کی حکومت امیر سنقر کے حوالے کر دی۔ انہی دنوں سنجر دوادار سنقر اشقر سے الگ ہو کر سلطان کے پاس چلا گیا۔ سلطان نے اس کی خوب آؤ بھگت کی اور اچھا سلوک کیا اور اس کو شیزر میں بلبان الطباخی کا نائب بنا دیا۔

بنو ظاہر کے ساتھ صلح:......جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ سعید کی وفات کے بعد اس کی اولاد نے سلطان قلدوون کے ساتھ صلح کر لی تھی۔ اور ان ہی شرائط پر کی تھی۔ جن پر سلطان داؤد نے کی تھی۔ لیکن یہ لوگ صرف الکرک پر اکتفا نہیں کر رہے تھے بلکہ الکرک کے علاوہ دیگر علاقوں کی حکومت کے بھی خواہش مند تھے۔ لیکن جب سلطان قلدوون اور سنقر کی صلح ہو گئی تو یہ بھی خاموش ہو گئے اور صرف الکرک کی حکومت پر اکتفا کرنے لگے۔ سلطان نے ان کے بعض رشتے دار جو قاہرہ میں تھے، ان کے پاس بھیج دیئے اور الکرک کی حکومت مکمل طور پر ان کے حوالے کر دی اور امیر سلحدار اور قاضی تاج الدین بن الاثیر کو حلف لینے کے لیے بھیجا۔

تاتاریوں کا حملہ:......کچھ دنوں بعد تاتاریوں کو پھر مسلمانوں پر حملہ کرنے کا خیال آیا چنانچہ اس مرتبہ مکمل تیاریاں کر کے حملہ آور ہوئے۔ یہ ۶۸۰ھ کا واقعہ ہے۔ تاتاری فوجیں ہر طرف سے شام کی طرف بڑھیں ان کا بادشاہ مغلوں اور تاتاریوں کا ایک زبردست جتھا لے کر رحبہ پر حملہ آور ہوا

اور اسکا محاصرہ کر لیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ماردین کا تاتاری حکمران بھی تھا۔ ابغا کا بھائی منکوتمر شام کی جانب سے حملہ آور ہوا۔ دوسری طرح شمالی علاقوں کا حکمران ابغا کا چچازاد بھائی منکوتمر جو دوشی خان کی اولاد میں سے تھا، اپنے پایہ تخت سے پکا ارادہ کر کے گرجتا برستا ابغا بن ہلاکو کے لیے جنگ کرتا ہوا شام کی طرف آرہا تھا، چنانچہ شام کی طرف آتے ہوئے قسطنطنیہ سے گذرا، پھر قیساریہ اور تفلیس کے درمیان ٹھہرا اور پھر منکرتمر بن ہلاکو (یہاں دومختلف افراد کا نام منکوتمر استعمال ہے۔ ایک ہلاکو کا بیٹا اور ابغا کا بھائی ہے، جبکہ دوسرا دوشی خان کا بیٹا ہے اور ابغا کے چچازاد بھائی ہے) کے پاس چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی شام پہنچا۔

تاتاریوں اور مسلمانوں کی جنگ: ...... اس حملے کی اطلاع جب سلطان قلدوون کو ملی تو وہ بھی لشکر لے کر جنگ کرنے کے لیے نکلا اور حمص میں دشمنوں سے سامنا ہوا۔ حمص ہی میں سلطان کو سنقر الاشقر بھی ملا اس کے ساتھ جماعت ظاہریہ کے افراد بھی تھے۔ چنانچہ تاتاریوں نے حملہ کیا، اس جنگ میں تاتاریوں کے ساتھ انگریز، ارمنی اور کرج بھی تھے اور ان کی تعداد اسی ہزار یا اس سے بھی زیادہ تھی۔ دونوں دشمنوں کا حمص میں ٹکراؤ ہوا۔

اسلامی لشکر کی ترتیب: ...... سلطان قلدوون نے لشکر کے میمنہ (یعنی دائیں حصے) پر حماۃ کے حکمران محمد بن مظفر، دمشق کے نائب حکمران لاجین سلحدار اور عربوں میں سے عیسیٰ بن مہنا کو مقرر کیا۔ جبکہ میسرہ (یعنی بائیں حصے میں) سنقر الاشقر کو مقرر کیا۔ اس کے ساتھ جماعت ظاہریہ کے افراد اس کے سرداروں کے علاوہ ترکمانوں کی بھی بڑی تعداد تھی۔ قلب (یعنی لشکر کے بیچ) میں اپنے نائب حسام الدین طریطائی، دربارن جمہور الدین ایاخی، دیگر بڑے بڑے سرداروں اور اکثر سپاہیوں اور شہسواروں کو مقرر کیا۔ سلطان خود ایک جگہ اسلامی جھنڈوں کے نیچے اپنے خاص خاص ساتھیوں اور غلاموں کے ساتھ کھڑا ہوا۔

جبکہ دوسری طرف تاتاری فوجیں بھی کندھے سے کندھا ملائے صفیں باندھے تیار کھڑی تھیں۔ یہ واقعہ ۱۵ رجب ۶۸۰ھ کا ہے۔ آخر کار جنگ شروع ہوئی، خوب گھمسان کی جنگ ہوئی، بہت صبر آزما مرحلہ تھا۔ آخر مسلمانوں کے میسرہ کو شکست ہوئی اور مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے۔ تاتاری لشکر ان کے پیچھے روانہ ہوا۔ اس طرح تاتاریوں کے میسرہ کو بھی شکست ہوئی وہ بھی بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور بھاگ کر اپنے ہی لشکر کے قلب میں اپنے بادشاہ منکوتمر کے پاس جا پہنچے۔ ایک بھگدڑ مچ گئی اور تاتاریوں کو شکست ہوگئی۔ اتنے میں تاتاریوں کا وہ لشکر جو مسلمانوں کے میسرۃ کے تعاقب میں گیا تھا، وہ بھی واپس آ گیا۔ واپس آتے ہوئے یہ لوگ سلطان قلدوون کے پاس سے گذرے تو سلطان کو اپنی جگہ پر ثابت قدمی سے کھڑے پایا اور مال و اسباب اور خوراک رکھنے والے بھی واپس آ گئے۔

تاتاریوں کا تعاقب: ...... اس کے بعد سلطان اپنے خیمے میں آ گیا اور آگے وہ دشمنوں کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ اور ان قلعوں کی طرف بڑھا جو فرات کے کنارے تھے اور ان کو مسلمان شہیدوں کی قبروں سے چھیڑ چھاڑ کرنے سے منع کر دیا۔ چنانچہ وہ اپنے عزائم سے باز آ گئے۔ لشکر آگے بڑھا، بہت سے سپاہی لاعلمی اور نادانی کی وجہ سے دریائے فرات میں گر پڑے اور ڈوب گئے۔ بعض سپاہی برسلیمہ نامی جگہ سے گذرے اور مر گئے۔ یہ اطلاع ابغا کو ملی وہ ان دنوں سلیمہ ہی میں ٹھہرا ہوا تھا۔ چنانچہ مسلمانوں کی ابتری کا سن کر بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان نے لشکر کو واپس اپنی جگہ کی طرف بلا لیا۔ جبکہ سنقر الاشقر صیہون کی طرف روانہ ہو گیا۔

سلطان کی واپسی: ...... اسی دوران جماعت ظاہریہ کے بہت سے افراد جو سنقر کے ساتھ تھے، وہ سنقر کا ساتھ چھوڑ کر سلطان کے پاس آ گئے۔ سلطان پہلے دمشق اور پھر وہاں سے مصر کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ واقعہ شعبان کے آخر ۶۸۰ھ کا ہے۔

تاتاری حکمرانوں کی موت: ...... انہی دنوں سلطان کو ہمذان میں منکوتمر بن ہلاکو کی موت کی اطلاع ملی جبکہ صرآی شمال کے تاتاری حکمران منکوتمر بن دوشی خان کی موت کی اطلاع ملی۔ یہ گویا کہ تاتاریوں کی شکست اور مسلمانوں کی فتح کا اعلان تھا۔

ابغا بن ہلاکو کا انجام: ...... پھر ۶۸۰ھ میں ہلاکو خان کے بیٹے ابغا کی موت واقع ہوئی۔ ابغا کی موت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے وزیر شمس الدین الجریض پر حمص سے واپس آتے ہوئے اپنے بھائی منکوتمر کو دھوکہ دینے کا الزام لگایا تھا۔ چنانچہ اسی وجہ سے شمس الدین کو گرفتار کر لیا اور اس

کو آزمانے لگا۔ لیکن اس کو کامیابی نہ ہوئی اور اس نے شمس الدین کو بے گناہ پایا۔ چنانچہ جوینی نے اس کو زہر دے دیا جس سے ابغا کی موت واقع ہوگئی۔

اسی طرح ابغا نے اپنے ایک بھائی جو مغلوں کا سردار بھی اور جزیرہ کی پولیس کا سربراہ بھی تھا، پر بھی الزام لگایا تھا۔ چنانچہ وہ بھاگ گیا اور مشرک نامی جگہ پر رہنے لگا۔

سنجر کی گرفتاری اور رہائی :...... پھر سلطان نے ایک لشکر موصل کے حصے پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا۔ چنانچہ وہاں اس لشکر کی ملاقات امیر سنجر سے ہوئی۔ چنانچہ فوج اس امیر کو لے کر سلطان کے پاس آئی، سلطان نے اسے قید کرلیا پھر اس کو رہا کر دیا اور اس کا نام سرکاری رجسٹر میں تحریر کروایا۔ یہ شخص (یعنی سنجر) اکثر تاتاریوں کی باتیں سنایا کرتا تھا۔ بعض لوگوں نے اس کی سنائی ہوئی باتیں لکھیں بھی۔

سیس کی تباہی :...... اسی سال سلطان نے ایک لشکر روم میں واقع شہر سیس کے آس پاس حملہ کرنے کے لیے بھیجا تاکہ ارمنی قوم سے بدلہ لیا جاسکے۔ کیونکہ تاتاریوں کے حملے میں ارمینیوں نے بھی تاتاریوں کا ساتھ دیا تھا اور ارمینیوں نے حلب میں بہت تباہی مچائی تھی حتیٰ کہ مساجد تک توڑ پھوڑ کی تھی۔ چنانچہ اس لشکر نے پہنچ کر خوب صفایا کیا اور ارمینیوں کو خوب سبق سکھایا۔

یہیں کسی جگہ اس لشکر کو تاتاریوں کے بعض سردار ملے جن کو اس لشکر نے شکست دی۔ یہ لشکر بلغار کے پہاڑوں تک پہنچ گیا تھا۔ وہاں سے یہ لشکر خوب ساز وسامان اور مال غنیمت لے کر واپس آیا۔

حلب کی تعمیر :...... پھر سلطان قلد وون نے شمس الدین قراسنقر المنصوری کو حلب کی طرف بھیجا تاکہ حلب میں تاتاریوں اور ارمینیوں نے جو تباہی پھیلائی تھی اور مساجد میں جو توڑ پھوڑ کی تھی اس کو ٹھیک ٹھاک کیا جاسکے، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حلب پہلے سے زیادہ خوبصورت اور بہتر ہوگیا۔

تاتاریوں کا اسلام :...... پھر تاتاری بادشاہوں میں اسلام پھیلنا شروع ہوگیا اور وہ آہستہ آہستہ مسلمان ہونے لگے۔ چنانچہ انہوں نے سب سے پہلے عراق کے حکمران ''بکرار بن ہلاکو'' کو بھیجا، اس نے اسلام قبول کرلیا اور اس کا نام ''احمد'' رکھا گیا۔ چنانچہ اس کے بعد اس کے سفیر (۱) شمس الدین اتابک (۲) اور رومی علاقوں کا حکمران مسعود بن کیکاوس، (۳) سیواس کا قاضی قطب الدین محمود شیرازی (۴) اور ماردین کے حکمران کا خاص دوست شمس الدین محمد بن الصاحب، اس کی کتاب میں جمادی ۶۹۱ھ کی تاریخ تحریر تھی۔ ان کی بہت آؤ بھگت کی گئی اور سلطان نے انکے ساتھ ان کے عہدے اور منصب کے مطابق سلوک کیا۔

قودان کا اسلام :...... پھر ۶۸۲ھ میں شمالی علاقوں کے حکمران قودان بن طقان کے سفیر سلطان کے پاس پہنچے اور اس کی حکمرانی اور اسلام قبول کرنے کی اطلاع دی۔ اس سے پہلے منکوتمر کے سفیر سلطان سے مل کر جاچکے تھے۔ قودان کے سفیروں نے مطالبہ کیا کہ مسلمانوں کا ایک خلیفہ ہونا چاہیے اور اسی طرح انہوں نے اپنے لیے اس بات کا مطالبہ بھی کیا کہ ہمارے لیے لقب مقرر کیا جائے، اس کے علاوہ جہاد کے لیے خاص علم بھی عطا ہو تاکہ اپنے علاقوں کے پاس موجود کافروں سے جہاد کرسکیں۔ چنانچہ ان کے مطالبات پورے کیے گئے (اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے بہتر جاننے والے ہیں)

حماۃ کے گورنر کی وفات :...... پھر شوال ۶۸۲ھ میں حماۃ کا حکمران محمد بن المظفر المنصور وفات پا گیا۔ سلطان قلد وون نے اس کی جگہ اس کے بیٹے المظفر کو حماۃ کا حکمران منتخب کیا اور اسکو اس سے قریبی تعلق رکھنے والوں کو جائزے، انعامات اور خلعتیں دیں۔

حصن مرقب کا محاصرہ :...... ربیع ۶۸۳ھ میں سلطان قلد وون انگریزوں کے قلعے حصن مرقب کے محاصرے کے لیے روانہ ہوا تاکہ ان سے بدلہ لیا جاسکے کیونکہ تاتاریوں کے حملے میں وہ بھی شریک تھے۔ چنانچہ لشکر نے پہنچتے ہی حصن مرقب کا محاصرہ کرلیا، اہل قلعہ نے سلطان سے پناہ طلب کی اور قلعہ سلطان کے حوالے کردیا۔ قلعے پر قبضے کے بعد سلطان صیہون سے سنقر الاشقر کے آنے کا انتظار کرتا رہا لیکن وہ نہ آیا۔ چنانچہ سلطان قلد وون مصر واپس چلا گیا۔

الکرک کا محاصرہ :...... مصر پہنچ کر سلطان نے اپنے نائب حسام الدین طرنطائی کو الکرک کا محاصرہ کرنے کے لیے بھیجا۔ کیونکہ سلطان ظاہر مرحوم

کے بیٹے سلامش اور خسرو بغاوت کرنے والے تھے۔ چنانچہ ۶۸۵ھ میں لشکر روانہ ہوا اور الکرک کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرے سے تنگ آ کر اہل قلعہ نے پناہ طلب کی۔ ان کو پناہ دے دی گئی اور سلامش اور خسرو وغیرہ کو سلطان کے پاس مصر لاگا گیا۔ چنانچہ سلطان ان کی ملاقات کے لیے سوار ہو کر شہر سے باہر تک آیا اور ان کا استقبال کیا اور خوب آؤ بھگت کی اور عزت واحترام سے پیش آیا۔ لیکن پھر ان کی عادتیں اور اخلاق خراب ہو گئے تو سلطان ان کی طرف سے محتاط ہو گیا اور ان کو قید کر دیا پھر ان کو قسطنطنیہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اور الکرک پر عز الدین المنصوری کو حکمران مقرر کیا پھر اس کے بعد بیبرس دویدار کو الکرک کا حکمران مقرر کیا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے تاتاریوں کی تاریخ بھی لکھی تھی۔

صیہون کا محاصرہ:...... پھر ۶۸۶ھ میں سلطان قلدوون نے اپنے نائب طرنطائی کی ماتحتی میں لشکروں کو صیہون کا محاصرہ کرنے کے لیے بھیجا کیونکہ صیہون میں سنقر الاشقر کا قبضہ تھا اور وہ باغی تھا، اور اس کے ساتھ ساتھ سلطان کے مقبوضہ علاقوں پر حملے بھی کرتا رہتا تھا۔ چنانچہ لشکر نے پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ سنقر اور اس کے ساتھیوں نے امان طلب کی۔ امان دے دی گئی اور صیہون پر قبضہ کر لیا۔

سلطان قلدوون کی وفات:...... سنقر کو سلطان کے پاس لایا گیا اور قلعے میں رکھا گیا۔ چنانچہ اس کے بعد سے سنقر سلطان ہی کے پاس رہا یہاں تک کہ سلطان قلدوون کی وفات ہوگئی اور اس کے بعد اس کے بیٹے ''الاشرف'' کو مصر کا حکمران بنایا گیا جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم آگے بیان کریں گے۔

قسطنطنیہ کا بادشاہ میخائل:...... ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ کس طرح انگریزوں نے ۶۰۰ھ میں رومیوں سے قسطنطنیہ چھینا تھا، اس وقت میخائل رومنوں کا بڑا جرنیل تھا، چنانچہ اس وقت سے جان بچا کر قسطنطنیہ کے آس پاس بنے ہوئے بعض قلعوں میں چھپ گیا اور موقع کا منتظر رہنے لگا۔ چنانچہ اس کو جیسے ہی موقع ملا میخائل نے قسطنطنیہ پر شب خون مارا اور قسطنطنہ میں موجود انگریزوں کو قتل کر دیا۔ کچھ اپنی سواریوں پر سوار ہو کر جان بچا کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ چنانچہ رومنوں نے جمع ہو کر میخائل کو اپنا بادشاہ بنا لیا اور اس سے پہلے والے بادشاہ کو قتل کر دیا۔

رومنوں اور مسلمنوں کے تعلقات:...... رومنوں کے لیے بادشاہ میخائل کے تعلقات مصر کے بادشاہ سلطان قلدوون اور اس سے پہلے بادشاہوں مثلاً ناصر وغیرہ سے بہت اچھے تھے، ایک دوسرے کو تحفے تحائف وغیرہ بھی بھیجتے رہتے تھے، لہٰذا جب سلطان ظاہر بیبرس مرحوم کی اولاد کو مصر سے جلاوطن کیا گیا تو وہ اسی بادشاہ کے پاس آ کر رہے۔

میخائل کی وفات:...... پھر ۶۸۱ھ میں قسطنطنیہ کے بادشاہ میخائل کا انتقال ہو گیا۔ اور اس کی جگہ اس کا بیٹا ماندر بادشاہ بنایا گیا اور اس کا لقب راونس رکھا گیا۔ میخائل اپنی رعایا میں اشکری کے لقب سے مشہور تھا۔ چنانچہ اس کے بعد اس کی اولاد بنوالاشکری کے لقب سے مشہور ہوئی۔ اور قسطنطنیہ پر آج تک (آج تک یعنی علامہ ابن خلدون کے زمانے تک، علامہ ابن خلدون کی وفات ۸۰۸ھ میں ہوئی (مترجم) اُنہی لوگوں کی حکومت ہے (اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتے ہیں مدد کرتے ہیں)

نوبہ:...... سلطان ظاہر بیبرس مرحوم کے دورِ حکومت ۶۷۵ھ میں نوبہ کا حکمران ایک وفد لے کر مدد مانگنے کے لیے سلطان ظاہر کے پاس آیا تھا۔ کیونکہ اس کا بھتیجا داؤد باغی ہو گیا تھا اور اس پر غالب ہو کر اس سے حکومت اور سلطنت چھین لی تھی۔ چنانچہ سلطان ظاہر نے نوبہ کے حکمران سے مدد کرنے کا وعدہ کر لیا تھا اور موقع کا منتظر تھا۔ چنانچہ نوبہ کے حکمران کے بھتیجے ملک داؤد نے دست درازی شروع کی اور اپنے ملک اور سلطنت کی حکومت سعید کے آخر سے اسوان کے قریب تک پہنچا دی (یہ علاقہ سلطان ظاہر کی حکومت میں شامل تھا) تو سلطان نے اس کی سرکوبی کے لیے اقسنقر فارقانی اور اپنے گھر کے استاد ایبک افرم کی ماتحتی میں فوجیں روانہ کیں اور ان کے ساتھ نوبہ کے بادشاہ مرتشکین کو بھی بھیجا۔

ملک داؤد کے لشکر کی افراتفری:...... چنانچہ یہ سب روانہ ہوئے، اس لشکر کے آنے کی خبر سن کر رعب بھاگ کھڑے ہوئے اور ''رأس الجنادل'' پہنچ گئے اور اس طرف کے علاقوں پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے رہنے والوں کو امان دی۔ مصری لشکر جب ان تک پہنچا تو ملک داؤد کی اس کے لشکر سے

ملاقات ہوئی۔ ملک داؤد کے لشکر کو شکست ہوئی، مصری لشکر نے دل کھول کر قتل وغارت کی۔ ملک داؤد کے بھائی، بہن اور ماں کو گرفتار کرلیا۔ ملک داؤد فرار ہوکر ابواب کے راستے سوڈان کی طرف روانہ ہوگیا۔ سوڈان کے حکمران نے اس کو دیکھا تو اس سے جنگ کی اور شکست دے کر گرفتار کرلیا اور قید کر کے مصر میں سلطان ظاہر کے پاس بھیج دیا۔ سلطان ظاہر نے اس کو قلعہ میں قید کردیا اور اسی قید کی حالت میں ملک داؤد مر گیا۔

مرتشکین کی حکومت:......نوبہ کا بادشاہ دوبارہ مرتشکین کو بنادیا گیا لیکن اس کے ساتھ چند شرطیں بھی تھیں (۱) پہلی شرط یہ تھی کہ مرتشکین ہر سال مخصوص ٹیکس اور ہدایا سلطان ظاہر کے پاس بھیجے گا (۲) دوسری شرط یہ تھی ''اسوان'' کے آس پاس کے تمام علاقوں پر سلطان ظاہر کی حکومت ہوگی (۳) تیسری شرط یہ تھی کہ نوبہ کا حکمران اپنے بھتیجے داؤد، اس کے ساتھیوں اور ان کا تمام مال ودولت سلطان ظاہر کے حوالے کردے گا۔ چنانچہ بوبہ کے حکمران نے یہ شرائط پوری کیں۔

نوبہ پر حملہ:......پھر سلطان ظاہر کی وفات ہوگئی اور اس کی اور اس کی اولاد کی حکومت مصر سے ختم ہوگئی اور حکومت اور سلطنت قلدوون المنصور کی طرف منتقل ہوگئی۔ چنانچہ ۶۸۶ھ میں سلطان قلدوون نے ''علم الدین سنجر الخیاط'' اور عزالدین الکورانی کی ماتحتی میں نوبہ کی طرف لشکر روانہ کیا۔ ان کے ساتھ سلطان قلدوون کا نائب ''عزالدین ایدمر السیفی'' بھی روانہ ہوا۔ اس وقت تک عربان وہاں سے بھاگ چکے تھے۔

عربان:......عربان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ان حضرات کے علاوہ شریف، شیبان، کنز الدولۃ، بنی ہلال کی اولادوں کو اور مغربی عربوں کے ایک گروہ کو کہتے ہیں۔

چنانچہ یہ لوگ مغرب میں بالائی حصے اور مشرق میں دنقلہ کی طرف پہنچے ان کا بادشاہ ''بیتماموں'' تھا۔ امام نووی نے یہی نام لکھا ہے اور میرا گمان ہے کہ بیتماموں مرتشکین کا بھائی تھا۔ چنانچہ یہ لوگ نکلے، مصری فوج نے انہیں شکست دی، یہ لوگ بھاگے، چنانچہ سلطانی فوج نے دنقلہ سے آگے پندرہ دن تک ان کا تعاقب کیا۔

دنقلہ پر بیت ماموں کا قبضہ:......بیتماموں کے بھانجے نے ملک کا انتظام درست کیا اور مصری فوجیں واپس آگئیں۔ اتنے میں بیتماموں دوبارہ دنقلہ پر حملہ آور ہوا اور دنقلہ اور اس کے آس پاس کے علاقوں پر قبضہ کرلیا۔

بیتماموں کی گوشمالی:......چنانچہ بیتماموں کا بھانجا سلطان کی دہائی دیتا ہوا (یعنی مدد کے لیے پکارتا ہوا) مصر پہنچا اور سلطان قلدوون سے مدد مانگی۔ چنانچہ سلطان نے عزالدین ایلک الافرم کو لشکر دے کر بھیجا۔ اس کے ساتھ قوص کا نائب حکمران عزالدین اور اس کے علاوہ تین سردار اور بھی تھے یہ ۶۸۸ھ کا واقعہ ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے دریا کے راستے ساز وسامان اور اسلحہ سے بھری ہوئی کشتیاں بھی روانہ کیں۔ انہی دنوں اسوان میں نوبہ کے بادشاہ کا انتقال ہوگیا اور اسوان ہی میں اس کو دفن کیا گیا۔ اس کا نائب حکمران سلطان کو مدد کے لیے پکارتا ہوا آیا۔ چنانچہ سلطان نے اس کے ساتھ مرتشکین کے بھتیجے ملک داؤد کو بھیجا جو اس کے پاس قلعے میں قید تھا۔

بیتماموں کا فرار:......جریش لشکر کے سامنے آگیا چنانچہ بیتماموں بھاگ کھڑا ہوا۔ اور دنقلہ کے پیچھے پندرہ مرحلوں کے فاصلے پر دریائے نیل میں ایک جزیرے میں جا پہنچا۔ لشکر دریا کے کنارے رک گئے۔ چونکہ اس کے جزیرے کے آس پاس پانی میں پتھر بھی بہت تھے، لہٰذا کشتیاں بھی وہاں نہ جاسکتی تھیں۔ چنانچہ بیتماموں وہاں سے نکل کر ''ابواب'' جا پہنچا۔ اس کے ساتھی بھی اس سے الگ ہوگئے، مصری لشکر دنقلہ واپس آگئے اور داؤد کو بادشاہ بنادیا اور اپنی روانگی کے چھ مہینے بعد ۶۸۹ھ میں مصر واپس آگئے۔ لیکن واپس آتے ہوئے ملک داؤد کے ساتھ اپنا ایک امیر بھی نمائندے کے طور پر وہاں چھوڑ آئے تھے۔

بیتماموں کی حکومت:......مصری لشکر کے واپس آنے کے بعد بیتماموں دوبارہ دنقلہ آپہنچا اور داؤد کو قتل کردیا اور وہاں موجود مصری امیر کو سلطان کے پاس بھیجا اور صلح کی گفتگو شروع کی کہ میں ہر سال مخصوص ٹیکس ادا کیا کرونگا۔ آپ میرے ساتھ صلح کر لیجئے۔ چنانچہ سلطان نے اس کی درخواست

منظور کر لی، اس کے ساتھ صلح ہوگئی اور سلطان نے بیتمامون کو حکومت پر برقرار رکھا (اور اللہ ہی سب سے بہتر جاننے والے ہیں)

طرابلس کی فتح: ...... طرابلس میں جو انگریز رہا کرتے تھے، انہوں نے صلح کے معاہدے کی خلاف ورزی کی اور مختلف جگہوں پر حملے کیے، تباہی مچائی اور نقصان پہنچایا۔ یہ اطلاع جب سلطان قلدوون کو ملی تو سلطان نے مصر اور شام سے لشکر جمع کیے، ان کو نئے سرے سے آراستہ کیا، ان کی اصلاح کی اور جدید جنگی ساز و سامان سے لیس کر کے انگریزوں کی گوشمالی کے لیے روانہ کیا۔ چنانچہ یہ لشکر محرم کے مہینے میں ۶۸۸ھ میں روانہ ہوا اور طرابلس جا پہنچا۔ پہنچتے ہی طرابلس کا محاصرہ کر لیا اور منجنیقیں نصب کر دیں اور زبردست جنگ کے بعد خوب صفایا کیا۔ بعض انگریز جو بچ گئے تھے، وہ کشتیوں میں سوار ہو کر بھاگے، لیکن سمندر میں چلنے والی ہوا کشتیوں کی سمت کی مخالف تھی، چنانچہ اس ہوا نے ان بھاگنے والوں کو دوبارہ ساحل پر لا پھینکا جہاں مصری لشکر موجود تھے۔ چنانچہ بھاگنے والے سب کے سب افراد پکڑے گئے، کچھ قتل کیے گئے اور کچھ قید و گرفتار کیے گئے۔

اس کے بعد سلطان نے شہر کی تباہی بربادی کا حکم دے دیا۔ چنانچہ طرابلس کو سلطان کے حکم پر مکمل طور پر تباہ و برباد کر دیا گیا، آگ لگا دی گئی۔

نئے قلعے کی تعمیر: ...... اس کے بعد طرابلس کے آس پاس جتنے قلعے اور چھوٹے موٹے گاؤں دیہات موجود تھے، ان سب کو فتح کر لیا اور اپنا گورنر اور نگران فوج کو حصن الاکراد (کردوں کے قلعے میں) مقرر کیا۔ اس کے بعد اپنے نائب اور نگرانوں کو چھوڑنے کے لیے ایک نیا قلعہ تعمیر کروایا اور اس کا نام ''مدینہ'' رکھا۔ یہ قلعہ آج تک (یعنی علامہ ابن خلدون کے زمانے تک موجود تھا (مترجم)۔

مدینہ: ...... فتح سے لے کر ہمارے زمانے تک اس شہر کے حالات یہ ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں جب حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ شام کے گورنر تھے، تو انہوں نے حضرت سفیان بن مخنف الازدی رضی اللہ عنہ کو اس طرف بھیجا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور یہاں ایک قلعہ بنایا۔ یہاں تک کہ محصور لوگ یعنی جن کے ارد گرد محاصرہ کیا گیا تھا، تنگ آ گئے اور سمندر کے راستے یہاں سے بھاگنے لگے۔ حضرت سفیان بن مخنف الازدی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو فتح کی خوشخبری دی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہر سال فوجوں کو یہاں بھیجا کرتے تھے تاکہ اس جگہ کے ساتھ تعلق قائم رہ سکے۔

بطریق کا قتل: ...... پھر عبدالملک بن مروان کے زمانے میں رومیوں کا ایک بطریق (جرنیل) عبدالملک بن مروان کے پاس آیا اور ہر سال خراج ادا کرنے کی شرط پر وہاں عمارت بنانے اور اس میں رہنے کی اجازت مانگی، چنانچہ عبدالملک نے اجازت دے دی۔ کچھ عرصہ حالات معمول کے مطابق چلتے رہے لیکن پھر مسلمانوں سے ان کا مال و اسباب چھین لیا اور معاہدہ کی خلاف ورزی کی اور رومی علاقوں کی طرف چلا گیا۔ لیکن راستے ہی میں مسلمانوں کی جنگی کشتیوں نے اس کو پکڑ لیا اور عبدالملک نے اس کو قتل کروا دیا، بعض مورخین کا خیال ہے کہ اس کو ولید نے قتل کروایا تھا۔ اور مسلمانوں نے طرابلس کا سارا علاقہ فتح کر لیا۔

مختلف حکومتیں: ...... اس واقعے کے بعد سے یہاں دمشق کے حکمران حکومت کرتے رہے۔ پھر عبیدیوں کی حکومت قائم ہوئی تو انہوں نے اس علاقے کی حکومت کو الگ کر دیا اور اس کا حکمران ''امان انی دم'' کو بنایا۔ اس کے بعد ''سرالدولہ'' کو پھر ''ابوالسعادۃ علی بن عبدالرحمٰن بن عبادۃ'' یہاں کا حکمران بنا۔ پھر ''نزال'' پھر اس کا بیٹا ''مختار الدولہ بن نزال'' یہاں کا حکمران بنا۔ ان سب افراد نے یہاں حکومت کی۔

امین الدولہ: ...... پھر یہاں کے قاضی امین الدولۃ ابوطالب الحسن بن عمار نے یہاں اپنا قبضہ جما لیا، اس کی موت ۴۶۴ھ واقع ہوئی۔ یہ شخص شیعہ مذہب کا فقیہہ تھا۔ اور یہی وہ شخص ہے جس نے ایک کتاب لکھی تھی جس کو ''خراب الدولۃ ابن منقذ بن کموذ'' کہتے تھے۔ چنانچہ اس نے اپنے بھائی ''ابوالحسن بن محمد بن عمار'' کی حکومت کی مہم چلائی اور اس کا لقب جلال الدین رکھا۔

صنجیل: ...... ۴۹۲ھ میں ان کے بادشاہوں میں سے صنجیل کی موت واقع ہوگئی۔ اس کا نام میمنت تھا اس کا مطلب ہے میمون۔ صنجیل اصل میں ایک شہر کا نام ہے، میمنت نے طویل عرصے تک اس شہر کا محاصرہ (اس لیے اس کو اس شہر کی مناسبت سے صنجیل کہنے لگے) کیا، ابن عمار اس محاصرے سے

تنگ آ گیا تو مدد مانگنے کے لیے سلجوقیوں کے حکمران محمد بن ملک شاہ کی طرف ہوا، اپنے چچا زاد بھائی کو طرابلس کا حکمران بنایا اور اس کا لقب بھی مقرر کیا، اس کے ساتھ سعد الدولۃ فتیان بن الاغر بھی تھا۔ ابوالمناقب نے اس کو قتل کر دیا اور افضل بن میر الجیوش کی حکومت کی مہم چلانے لگا جو اس زمانے میں مصر میں عبیدی حکمرانوں پر مسلط تھا۔ پھر اسی محاصرے کے دوران صنجیل کی موت واقع ہوگئی۔ جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں۔

سردانی کی حکومت:...... اس کے بعد انکے بڑے لیڈروں میں سے سردانی کو حکمران بنایا گیا۔ چنانچہ اس نے حکمران بنتے ہی طرابلس کا قائد بنا کر بھیجا۔ چنانچہ وہ طرابلس میں رہنے لگا اور تمام ساز وسامان کے ساتھ طرابلس کی دشمن سے حفاظت میں مشغول ہو گیا۔

سردانی کی معزولی:...... سردانی کے بارے میں افضل کی اطلاع ملی کہ یہ شہر پر قابض ہونے کا ارادہ رکھتا ہے، چنانچہ افضل نے اس کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ دوسرے امیر کو بھیج دیا۔ اہل شہر اس کی بداخلاقی اور بری عادتوں کی وجہ سے اس سے نفرت کرنے لگے۔ اسی دوران مصر سے کشتیوں کے ذریعے آنے والی مدد کی اطلاع ملی۔ اور اس نے ان کے بڑے بڑے سرداروں اور فخر الملک کی غیر موجودگی میں اس کے گھر والوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا اور مصر بھیج دیا۔

فخر الملک بن عمار:...... فخر الملک بن عمار چونکہ فتنہ فساد میں شامل رہا تھی، اس لیے سلجوقیوں کے خوف انتہائی ناامیدی کی حالت میں وہاں پہنچا۔ کبھی اس کی اداسی اور خوف دور کرنے کے لیے وزارت کا عہدہ بھی دیا کرتے تھے۔ پھر ۵۰۲ھ میں دمشق واپس آ گیا اور طغتکین الاتابک کے پاس رہنے لگا۔

مختلف حکومتیں:...... پھر ۵۰۳ھ میں سات سال کے طویل محاصرے کے بعد دوبارہ سردانی وہاں کا حکمران بنا۔ پھر ابن صنجیل انگریزوں کے علاقے سے وہاں آ گیا اور سردانی سے وہاں کی حکومت چھین لی۔ چنانچہ طرابلس پر ابن صنجیل کی حکومت تقریباً تیس سال رہی۔ پھر اس کے بعض لیڈروں نے اس پر حملہ کر دیا اور بطرس الاعور نے اس کو قتل کر دیا اور 'القوش بطراز'' کو طرابلس کا گورنر بنایا۔

قدس کے حکمران اور زنگی کی جنگ:...... پھر قدس کے حکمران انگریزوں کے بادشاہ اور موصل کے حکمران زنگی لاتابک کے درمیان جنگ شروع ہوئی۔ انگریزوں کو شکست ہوگئی اور اس واقعے میں قوش گرفتار ہو گیا۔ انگریزوں کا بادشاہ تغریب کی طرف بھاگا اور وہاں قلعے میں پناہ گزیں ہو گیا۔ زنگی نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ انگریزوں کا بادشاہ جب محاصرے سے تنگ آ گیا تو زنگی سے صلح کر لی۔ زنگی نے اس شرط پر صلح کی کہ انگریزوں کا بادشاہ تغریب زنگی کے حوالے کر دے گا۔ اور زنگی گرفتاروں کو رہا کر دے گا۔ چنانچہ رہائی کے بعد قوش طرابلس چلا گیا اور کچھ عرصے وہاں رہا۔

قوش کا قتل:...... قوش طرابلس میں رہ رہا تھا جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں۔ لیکن کچھ ہی عرصے بعد اسماعیلیوں میں سے کسی نے اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا اور اس کی جگہ ''رہند'' نامی ایک بچے کو حکمران بنایا گیا۔

انگریزوں کے ساتھ جنگ:...... پھر ۵۵۷ھ میں انگریزوں کے ساتھ دوبارہ جنگ ہوئی جو ''واقعہ حارم'' کے نام سے مشہور ہے۔ جس میں مسلمانوں کے گورنر نے انگریزوں کو شکست دی تھی۔ اس دن ''رہند'' گرفتار کر لیا گیا۔ بدر الملک صلاح الدین یوسف بن ایوب ''صلاح الدین ایوبی'' کی حکومت کے زمانے تک قید رہا۔ ۵۷۰ھ میں صلاح الدین ایوبی نے اس کو رہا کر دیا۔ رہا ہونے کے بعد وہ طرابلس چلا گیا۔ جبکہ طرابلس پر اس وقت صلاح الدین ایوبی کی حکومت تھی۔ اور جب سلطان منصور قلدوون نے اس کو فتح کیا اس وقت تک اس کی یعنی صلاح الدین ایوبی اور اس کی اولاد کی حکومت رہی۔ سلطان منصور قلدوون نے ۶۸۸ھ میں طرابلس کو فتح کیا۔ (اور اللہ ہی سب سے زیادہ جاننے والے ہے)

اسپتال کی تعمیر:...... سلطان مسعود قلدوون کا پکا ارادہ تھا کہ قاہرہ میں ایک بڑا اسپتال تعمیر کرے، چنانچہ وہ اسپتال کے لیے کسی مناسب جگہ کی تلاش میں تھا۔ قاہرہ میں اسپتال بنانے کے لیے سلطان کو عبیدی حکمرانوں کے محلات میں سے ''دار قطبیہ'' اور اس کے آس پاس کے دیگر محلات مناسب معلوم ہوئے۔ چنانچہ وہیں اسپتال بنانے کا فیصلہ ہوا۔ چنانچہ دار قطبیہ کو مین اسپتال بنایا اور اس اسپتال کے سامنے تعلیم حاصل کرنے کے لیے ایک مدرسہ اور اپنے دفن ہونے کے لیے ایک مزار بنوایا۔ اور ان کی تعمیر کی نگرانی کا کام علم الدین الشجاعی کے حوالے کیا تا کہ کم سے کم وقت میں تعمیر مکمل ہو سکے۔

تعمیرات کی تکمیل: ......چنانچہ ۶۸۲ھ میں تعمیر کا کام مکمل ہوگیا۔ اس کے علاوہ سلطان نے ان تعمیرات، اسپتال اور مدرسہ کے لیے بہت سی زمینیں اور جائدادبھی وقف کی۔ یہ جائیدادیں اور زمینیں مصر اور شام میں وقف کی گئی تھیں۔ جمعہ کے دن اسپتال میں بیٹھا اور ایک دوا کا پیالہ لیا اور کہا کہ میں نے یہ اسپتال اپنے اور اپنے سے کم درجہ کی مخلوق کے لیے وقف کر دیا ہے۔ یہ اس کی نیک نیتی کے آثار تھے۔ اور اللہ ہی خوب جاننے والے ہیں۔

سلطان قلدوون کی وفات: ......سلطان قلدوون اپنے بیٹے علاؤالدین کو اپنا ولی عہد بنا چکا تھا اور اس کا لقب صالح رکھا تھا۔ لیکن ۶۸۷ھ میں اس کی وفات ہوگئی۔ چنانچہ سلطان قلدوون نے اپنے دوسرے بیٹے خلیل کو اپنا ولی عہد مقرر کر دیا تھا۔

انگریزوں کی بغاوت: ......انہی دنوں عکا میں انگریزوں نے بغاوت کردی اور آس پاس کے علاقوں میں لوٹ مار کرنے لگے۔ ان کے پاس تاجروں کا ایک گروپ رومی اور ترکی غلاموں کو لیے ہوئے گذرا جو وہ سلطان کے لیے لے جارہا تھا، چنانچہ انگریزوں نے ان کو لوٹ لیا اور گرفتار کرلیا۔ چنانچہ ان کی گوشمالی کے لیے سلطان نے فوج تیار کی اور ۶۸۹ھ عید الفطر کے بعد لشکر لے کر انگریزوں کی گوشمالی کرنے کے لیے نکلا۔

سلطان کی بیماری: ......چلتے ہوئے سلطان نے مصر میں اپنے بیٹے خلیل کو اپنا نائب بنایا اور اس کے ساتھ زین الدین سیف اور اپنے وزیر علم الدین شجاعی کو رکھا اور لشکر لے کر شہر سے باہر آ گیا۔ لیکن رات کے وقت بیمار ہوگیا۔

سلطان قلدوون کی وفات: ......لشکر لے جاتے ہوئے سلطان رات کے وقت بیمار ہوگیا تھا جیسا کہ ہم اس سے پہلے تحریر کر چکے ہیں، چنانچہ اس بیماری کی وجہ سے سلطان اپنے محل میں واپس آ گیا اور علاج شروع کروایا لیکن بیماری بڑھ گئی اور ذیقعدہ ۶۸۹ھ میں سلطان قلدوون المنصور کی وفات ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

خلیل اشرف کی حکومت: ......سلطان قلدوون کی وفات کے بعد سلطان کے بیٹے اور ولی عہد خلیل کے ہاتھ پر حکومت کی بیعت کی گئی اور اس کا لقب اشرف رکھا گیا۔ حسام الدین طرنطائی سلطان منصور قلدوون کا نائب تھا، چنانچہ سلطان خلیل الاشرف نے اس کو نائب کے عہدے پر بحال رکھا اور اس کے ساتھ زین الدین سیف کو بھی اس مشکل عہدے میں شریک کر دیا۔ جبکہ وزیر کے عہدے پر علم الدین شجاعی کو برقرار رکھا، اور استاددار یعنی گھریلو استاد کے منصب پر بدرالدین بیدرا اور عزالدین ایبک خزندار کو مقرر کیا۔

نئے انتظامات: ......حسام الدین لاجین اسلحدار دمشق میں اور شمس الدین قراسنقر الجوکندار حلب میں نائب کے عہدے پر فائز تھے، چنانچہ ان دونوں کو ان کے عہدے پر برقرار رکھا اس کے علاوہ شام کا باقی علاقہ بھی ان دونوں کے ماتحت کر دیا۔

طرنطائی کی موت: ......پھر اپنے نائب حسام الدین طرنطائی کو چند دن کے لیے گرفتار کرلیا اور پھر چند دن بعد قتل کر دیا۔ کیونکہ طرنطائی سلطان سے ڈکٹیشن (Dictation) نہیں لیا کرتا تھا، سلطان نے اس کے مال واسباب پر بھی قبضہ کرلیا تھا جو چھ لاکھ دینار تھے، سارا مال خزانے میں جمع کرادیا گیا۔

السلعوس: ......بدرالدین کو نائب کے عہدے پر برقرار رکھا اور محمد بن عثمان بن السلعوس کو حجاز سے بھیجا اور وزیر بنا دیا۔ محمد بن عثمان بن السلعوس شام کے تاجروں میں سے تھا، اور سلطان قلدوون کے زمانے میں اس کا تعلق خلیل سے ہوگیا تھا، خلیل نے اس سے کچھ کام لیا تھا۔ چنانچہ اب سلطان خلیل الاشرف نے اس کو شام کے بعض علاقوں کا حکمران بنا دیا تھا۔ جب اس کا ٹیکس زیادہ ہوگیا تو اس کو مصر میں دیوان کا نگران بنا دیا۔ اس نے یہ سارا مال ظلم وستم میں خرچ کرنا شروع کر دیا۔ اس کی شکایات طرنطائی تک پہنچی تھیں۔ اس نے سلطان قلدوون کو اطلاع دی تھی، سلطان قلدون نے اس کے بارے میں تحقیق کروائی اور پھر اسے شام سے جلاوطن کر دیا تھا۔

محمد بن عثمان کا حج: ......اسی سال اس نے حج کیا اور الاشرف نے اس کو عہدہ دیا۔ چنانچہ یہ سلطان اشرف کے سرداروں میں سے پہلا شخص ہے جو

اس سے بحث مباحثہ کیا کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے اس کو وزیر بنا دیا۔ وزیر بنتے ہی وہ انتہائی اعلیٰ مقام پر جا پہنچا اس کی شان بہت بلند ہوئی۔ بڑے بڑے لوگوں نے اس کی خدمت کی اور لوگوں سے ٹیکسوں کا بوجھ اٹھا دیا، وظائف کو برقرار رکھا۔

شمس الدین سنقر کی گرفتاری اور رہائی:..... پھر سلطان الاشرف نے شمس الدین سنقر کو گرفتار کر لیا اور قید میں ڈال دیا۔ سلطان نے اس کو نائب حکمران طرنطائی کے ساتھ گرفتار کیا تھا، کیونکہ اس کو اطلاع ملی تھی کہ سنقر اور طرنطائی اس کے خلاف کوئی چال چل رہے ہیں، پھر سنقر کی بے گناہی سلطان پر ثابت ہوگئی اور سلطان نے اس کو رہا کر دیا (بیشک اللہ تعالیٰ ہی بہتر جاننے والے ہیں)

عکا پر حملہ:..... پھر ۶۹۰ھ کے شروع میں سلطان الاشرف ''عکا'' کے محاصرے کے لیے روانہ ہوا تا کہ اپنے باپ سلطان قلدوون کی 'عکا'' کو فتح کرنے کی خواہش پوری کر سکے۔ چنانچہ لشکر تیار کیا، شامی لشکر کو بھی ساتھ لیا اور قاہرہ سے نکلا اور بہت تیزی سے ''عکا'' کی طرف روانہ ہوا۔ شام کے سرداروں اور ''حماۃ'' کے حکمران مظفر بن منصور نے بھی اس کا ساتھ دیا۔

عکا کا محاصرہ اور حملہ:..... لشکر نے پہنچتے ہی ''عکا'' کا محاصرہ کر لیا اور منجنیقوں سے پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ چنانچہ عکا کے بہت سے برج گرا دیئے۔ جب اہل عکا مقابلہ کرنے کے لیے نکلے تو ان کو تیروں سے چھلنی کر دیا (ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۳۹۵) پر بھی یہ جگہ خالی ہے اور علم تاریخ کی دیگر کتب سے اس بارے میں کوئی وضاحت نہیں ملتی (مترجم) اور گھروں اور چھجوں میں گھس گھس کر اسلام دشمنوں کو قتل کیا۔ قلعے کے ارد گرد موجود خندق کو مٹی سے بھرنا شروع کیا۔ اور ہر کسی نے اس خندق میں اپنی طاقت کے مطابق مٹی ڈالنی شروع کی۔ یہاں تک کہ خندق کو پاٹ دیا۔ پھر تباہ شدہ گرے ہوئے برجوں کے پاس آئے اور ان کو زمین سے ملا دیا اور ہر طرف سے شہر پر حملے شروع کر دیے۔ اور جو کوئی ملا اسے قتل کرنا شروع کر دیا۔ بہت زیادہ قتل و غارت گری ہوئی اور بہت زیادہ مال غنیمت ہاتھ لگا۔ بعض بچے کھچے لوگوں نے بڑے بڑے برجوں میں پناہ لی جو باقی رہ گئے تھے تو ان کا بھی محاصرہ کر لیا گیا۔ دس دن محاصرہ جاری رہا، پھر ان کو بھی تباہ کر دیا گیا اور لوگوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

عکا کی فتح:..... آخر کار ۱۵ جمادی ۶۸۷ھ میں سلطان صلاح الدین کے ہاتھ سے کفار کو یہ علاقہ ملنے کے ٹھیک ۱۷۳ سال بعد دوبارہ یہ علاقہ مسلمانوں نے فتح کیا۔ سلطان اشرف نے اس کو مکمل طور پر تباہ کر دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور عکا کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ عکا کی تباہی کی خبر ''صور''، ''صیدا''، ''عتلیہ'' اور ''حیفا'' میں موجود انگریزوں کو ملی لیکن وہ ایک طرف ہو گئے اور اس کو اسی طرح تباہ و برباد چھوڑ دیا۔ سلطان نے گذرتے ہوئے اس کو گرا دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ بچے کھچے آثار کو بھی گرا دیا گیا اور عکا ملیامیٹ ہو گیا۔ اور نا ک بھوں چڑھاتا ہوا دمشق واپس آ گیا۔

لاجین کا فرار:..... سلطان کو راستے میں دمشق کے نائب حکمران لاجین کے فرار کی اطلاع ملی لیکن سلطان اس معاملے میں خاموش رہا۔ اصل میں بعض شیطان صفت لوگوں نے لاجین کے دل میں یہ بات ڈالی کہ سلطان لاجین کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ چنانچہ لاجین سوار ہوا اور بھاگ گیا۔ علم الدین سنجر اشجاعی نے اس کا تعاقب کیا۔ لیکن لاجین بیروت جا پہنچا اور اس کو فتح کر لیا۔

رکن الدین کا استعفیٰ:..... سلطان جب الکرک پہنچا تو وہاں کے نائب رکن الدین بیبرس الاوادار نے استعفیٰ دے دیا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے تاریخ لکھی تھی، چنانچہ سلطان نے اس کی جگہ جمال الدین آتسز الاشرفی کو مقرر کیا اور قاہرہ واپس آ گیا۔

سلامش کی وفات:..... قاہرہ واپس آنے کے بعد سلطان نے سلطان ظاہر مرحوم کے دونوں بیٹوں سلامش اور خسرو کو اسکندریہ کے قید خانے سے نکال کر قسطنطنیہ بھیج دیا۔ وہاں سلامش کا انتقال ہو گیا۔

اس کے علاوہ شمس الدین سنقر الاشقر اور حسام الدین لاجین المنصوری کو رہا کر دیا۔ جسے کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں جبکہ علم الدین سنجار دمشق کے نائب حکمران کو گرفتار کر لیا اور اسی حالت میں دمشق بھیج دیا۔

تعمیرات:..... پھر سلطان نے قلعے میں پہلے سے زیادہ وسیع اور بلند مچان بنانے کے حکم دیا اور ان کے سامنے تہواروں اور تقریبات کے موقع پر

سلطان کے بیٹھنے کے لیے ایک نشست گاہ بنانے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کی تعمیر اس طرح کی گئی کہ اس میں بیٹھا ہوا شخص با آسانی گھڑ دوڑ کے میدان کا مشاہدہ کر سکتا تھا (اور اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر ہی سب سے زیادہ جاننے والے ہیں)

رومی قلعے کی فتح اور تباہی: ......پھر ۶۹۱ھ میں سلطان نے حسام الدین لاجین کو رہا کر دیا اور اس کے عہدے پر بحال کر دیا اور لشکر لے کر شام کی طرف روانہ ہوا اور دمشق جا پہنچا۔ پھر وہاں سے حلب پہنچا پھر حلب سے رومی قلعے کی طرف روانہ ہوا اور اسی سال جمادی کے مہینے میں اس قلعے کا محاصرہ کر لیا اور پھر تیس دن کے طویل محاصرے اور زبردست جنگ کے بعد اس پر قبضہ کر لیا۔ خوب قتل و غارتگری ہوئی، قلعے کو تباہ و برباد کر دیا، ارمینیوں کا جنرل بھی گرفتار کر لیا، اس کے بعد سلطان کامیابی سے حلب کی طرف واپس آیا اور شعبان کا مہینہ وہاں گذارا۔ حلب کا نائب حکمران قراسنقر ظاہری کے بدلے سیف الدین الطباقی کو مقرر کیا کیونکہ قراسنقر کو غلاموں کے مقدمۃ الجیش کا کمانڈر مقرر کر دیا تھا۔

لاجین کا فرار: ......اس کے بعد سلطان دمشق پہنچا اور وہاں عید الفطر گذاری۔ دمشق کے نائب حکمران لاجین کو یہ شک ہوا کہ شاید سلطان مجھے قتل کروا دے۔ لہٰذا وہ اسی رات فرار ہو گیا۔ سلطان کو جب اس کے فرار کا علم ہوا تو سلطان نے لاجین کی گرفتاری کے لیے سواروں کو روانہ کیا۔ لیکن لاجین کو کسی عرب نے اپنے محلے میں گرفتار کر لیا اور لے کر سلطان کے پاس آ گیا۔ سلطان نے اسے قید ہی کی حالت میں قاہرہ بھیج دیا اور دمشق میں علم الدین سنجر الشجاعی کے بدلے عز الدین ایبک کو نائب مقرر کیا اور مصر واپس آ گیا۔ مصر آ کر علم الدین سنجر الشجاعی کو رہا کر دیا جو رہا ہوتے ہی اسی رات وفات پا گیا۔

سنقر الاشقر کا قتل: ......مذکورہ بالا واقعات کے بعد سنقر الاشقر کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ اسی دوران اس کے نائب "بیدرا" نے لاجین کی معافی کی خبر سنی تو اسے رہا کر دیا۔

ابن الاثیر کی وفات: ......ایک مہینے بعد ابن الاثیر کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ سلطان نے اس کی جگہ اس کے بیٹے عماد الدین ایوب کو مقرر کیا۔ یہ وہی شخص ہے جس کو سلطان منصور قلدوون نے حکمران بنتے ہی قید کر دیا تھا۔ اس کے بیٹے سلطان خلیل الاشرف نے اس کو گرفتار کر کے تیرہ سال بعد رہا کیا اور خاص ساتھی بنا لیا جس سے مجلسوں اور مشوروں میں مدد لیتا تھا۔

قاضی فتح الدین کی وفات: ......انہی دنوں سلطان کا سیکریٹری اور راز دار قاضی فتح الدین محمد بن عبداللہ بن عبدالظاہر کی وفات ہوئی۔ سلطان اشرف اور اس کے باپ سلطان قلدوون کے پاس اس کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ اس کی وفات کے بعد سلطان نے اس کی جگہ "فتح الدین احمد ن الاثیر الحلی" کو مقرر کیا۔ یہ عہدہ سلطان نے ابن عبدالظاہر کو نہیں دیا تھا۔ چنانچہ اس کی حوصلہ افزائی کے لیے اس کو بھی باقی کاتبوں (سیکریٹریوں) میں شامل رکھا۔

ابن سلعوس: ......پھر سلطان شکار کرنے کے لیے صعید (بالائی مصر) کی طرف چلا گیا اور بیدرا کو اپنا نائب بنایا اور قوص جا پہنچا۔ ادھر بیدرا نے ابن سلعوس سے کہا کہ صعید میں اتنی کھیتی جمع کر رکھی ہے کہ جس کا کچھ اندازہ ہی نہیں چنانچہ وہ وہیں ان ذخیروں کے پاس ٹھہرا رہا اور ان میں اضافہ کرتا رہا، اس سے بیدار کو شک ہوا۔ پھر جب سلطان اشرف مصر واپس آیا تو اس نے اپنی کھیتی کو بعض جاگیروں کے بدلے سلطان کو بیچ دیا، بیدار کو شک رہا اور اس نے سلطان کو بہت سے ہدیے اور تحفے تحائف خیمے اور عمدہ عمدہ چیزیں دیں (اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جاننے والے ہیں)

قلعوں پر قبضہ: ......پھر ۶۹۲ھ میں سلطان الاشرف نے شام کی طرف روانہ ہونے کے لیے تیاری کی، اور بیدرا کو لشکر دے کر آگے بھیجا اور خود الکرک کی طرف متوجہ ہوا کچھ عرصہ وہاں رہا اور وہاں کے معاملات کو ٹھیک کرتا رہا۔ پھر واپس روانہ ہوا اور شام پہنچا۔ وہاں اسے سیس کے حکمران ارمینیوں کے بادشاہ کا سفیر ملا۔ اس نے بتایا کہ ہمارا بادشاہ "تھسنا" (یہاں صحیح لفظ "بھسنا" ہے دیکھیں (بدائع الزھور فی وقائع الدھور جلد اصفحہ ۳۷۸) جبکہ ایک نسخے میں "بھنسا" تحریر ہے) "مرعش"، اور "تل حمدون" آپ کو دے کر صلح کرنا چاہتا ہے۔

چنانچہ سلطان نے صلح کر لی اور ان قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ یہ قلعے حلب کے مضافات میں "ضم درب" (لب سڑک) میں واقع تھے۔ اور بھسنا تو تھا ہی مسلمانوں کا قلعہ، جب اس پر ہلاکو خان نے قبضہ کیا تھا تو اس قلعے کو سیس کے حکمران ارمینیوں کے بادشاہ کے نائب کے ہاتھ بیچ دیا تھا۔

مہنا بن عیسیٰ اور اس کے بھائیوں کی گرفتاری:......پھر سلطان ''حمص'' کی طرف روانہ ہوا اور اسی سال ۶۹۲ھ رجب کے مہینے میں حمص پہنچا۔ اس کے ساتھ حماۃ کا حکمران مظفر بھی تھا۔ سلمیہ نامی جگہ پر ٹھہرا۔ وہاں اس سے عربوں کا حکمران مہنا بن عیسیٰ نے ملاقات کی۔ سلطان نے اس کو اس کے دو بھائیوں محمد اور فضل اور اس کے بیٹے موسیٰ کو گرفتار کرلیا اور باندھ کر لاجین کے ساتھ دمشق اور پھر وہاں سے مصر بھیج دیا اور وہاں ان کو قید کر دیا گیا اور ان کی جگہ عربوں کا حکمران محمد بن ابی بکر بن علی بن جدیلہ کو مقرر کیا۔

قلعہ شوبک کی تباہی:......اور حمص سے الکرک کے نائب کو حکم دیا کہ شوبک کے قلعے کو گرا دیا جائے۔ چنانچہ شوبک کے قلعے کو منہدم کر دیا گیا۔ اور سلطان مصر کی طرف واپس روانہ ہوا۔ لشکر کو بیدرا کے ساتھ آگے بھیج دیا اور خود پیچھے اپنے خاص ساتھیوں کے ساتھ عمدہ گھوڑوں پر آیا۔ اور مصر میں داخل ہوتے ہی لاجین منصوری کو رہا کر دیا۔ (اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جاننے والے ہیں)

صعید کی طرف روانگی:......نائب حکمران بیدرا سلطان الاشرف پر بہت زیادہ حاوی تھا، اور اس سے اس طرح خبردار رہا کرتا تھا گویا کہ وہ اس پر مسلط ہونے والا ہو۔ اور بیدرا بھی اشرف سے خوفزدہ رہتا تھا۔ چنانچہ ۶۹۳ھ میں اشرف نے دریا کے راستے سعید جانے کا ارادہ کیا اور روانہ ہو گیا۔

سلطان اشرف اور سرداروں کی ناچاکی:......سلطان اشرف نے اپنے وزیر ابن السلعوس کو اسکندریہ بھیجا تھا تاکہ ساز وسامان حاصل کر کے لائے۔ اسکندریہ میں ابن السلعوس کو (بیدرا کے غلام) (ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۳۹۷) پر یہاں جگہ خالی ہے جسے ''علامہ ابن ایاس حنفی'' کی کتاب ''بدائع الزھور فی وقائع الاھور'' (جلد ا صفحہ ۳۷۳) سے پر کیا گیا ہے) ملے جو اس کو دیکھتے ہی آگے بڑھے اور وہاں موجود سارا مال واسباب اس سے مانگنے لگے۔ یہ صورتحال دیکھ کر ابن سلعوس نے سلطان کو خط لکھا اور معاملے کی اطلاع دی۔ اس معاملے سے آگاہ ہو کر سلطان غضبناک ہو گیا اور بیدرا کو بلایا اور خوب ڈانٹا اور دھمکیاں بھی دیں، لیکن بیدرا مسلسل پیار اور نرمی سے گفتگو کرتا رہا۔ حتیٰ کہ سلطان کا غصہ ختم ہو گیا پھر اپنے خاص ساتھیوں کے ساتھ اپنے خیمے میں چلا گیا۔ یہ بات دمشق کے حکمران لاجین منصوری اور حلب کے نائب حکمران قراسنقر کو بہت بری لگی۔ جبکہ باقی سارے سردار اور امراء بھی سلطان اشرف کو گھور رہے تھے کیونکہ اس نے ان امراء اور سرداروں پر اپنے دوستوں کو ترجیح دی تھی۔ جبکہ دوسری طرف جب ابن سلعوس نے خط کے ذریعے سلطان اشرف کو مال کے کم ہونے کی اطلاع دی تو سلطان نے اپنے اکثر غلاموں کو قلعے میں واپس بھیج دیا تاکہ خرچ کم ہو اور بہت تھوڑے سے غلام اپنے پاس رکھے۔

سلطان اشرف کا قتل:......سلطان اشرف سعید میں فرجہ نامی جگہ پر ٹھہرا ہوا تھا، وہاں اس کو شکار کا خیال آیا، چنانچہ شکار کے لیے روانہ ہوا۔ دشمن تاک میں تھے، چنانچہ وہ بھی پیچھے لگ گئے۔ انہوں نے سلطان کو ایک جگہ شکار کرتے ہوئے دیکھا، سلطان نے بھی ان کو دیکھ لیا اور سمجھ گیا کہ ان کے ارادے اچھے نہیں ہیں، لیکن وہ فوراً اس تک پہنچ گئے اور چڑھ دوڑے۔ سب سے پہلے بیدرا نے وار کیا پھر دوسرا وار لاجین نے کیا، یہ واقعہ ۱۵ محرم ۶۹۳ھ کا ہے۔ سلطان کو تڑپتا چھوڑ کر یہ لوگ اپنے خیموں میں واپس آ گئے اور بیدرا کو حکمران بنانے کا ارادہ کیا اور اس کا لقب 'قاہر' رکھا اس کے ساتھ ساتھ بیبری شمسی اور سیف الدین بکتمر اسلحدار کو پکڑ لیا اور اپنے ساتھ لے لیا اور بادشاہ کے قلعے کی طرف روانہ ہوئے۔

بیدرا کا قتل:......دوسری طرف زین الدین سیف بھی شکار پر جانے کی تیاری کر رہا تھا، اسی دوران اس کو سلطان کے قتل کی اطلاع ملی، چنانچہ وہ قاتلوں کے پیچھے لگ گیا اس کے ساتھ ''سوس الجاشنکیر'' ''استاذ دار حسام الدین''، ''رکن الدین سوس''، اور ''طقجی'' اور جاشنکیر کے ماتحت سپاہیوں کا ایک گروپ تھا۔ جلد ہی انہوں نے قاتلوں کے گروپ کو ڈھونڈ لیا جو خوشی خوشی جا رہے تھے، ان کو پکڑ کر باندھ لیا گیا۔ جب ''بیدرا''، ''بیسری''، اور ''بکتمر'' نے انہیں خیموں میں بندھے ہوئے دیکھا تو کتبغا اور اس کے ساتھیوں کے پاس واپس چلے گئے۔ بیدرا کے ساتھ جتنے سپاہی لشکری غلام وغیرہ تھے، وہ بیدرا کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ بیدرا نے کچھ دیر مقابلہ کیا پھر قتل ہو گیا، اس کا سر نیزے پر رکھ کر لایا گیا، اس کے ساتھی لاجین اور قراسنقر وغیرہ بھی قاہرہ میں ادھر ادھر ہو گئے۔

محمد بن قلاوون کی بیعت:......یہ بھی کہا جاتا ہے کہ لاجین جامع مسجد ابن طولون کے آذان خانے میں چھپا ہوا تھا۔ کتبغا اور اس کے ساتھی قلعے

میں پہنچے، وہاں علم الدین الشجاعی بھی موجود تھا، وہاں انہوں نے اشرف کے بھائی محمد بن قلد وون کو بلایا اور اس کے ہاتھ پر حکومت کی بیعت کی اور اس کا لقب ناصر رکھا۔ کتبغا نے اس کے نائب کا عہدہ سنبھالا۔ حسام الدین نے اتا بک کا، علم الدین سنجر نے وزات کا اور رکن الدین سوس الجاشنکیر نے استاذ دار کا عہدہ سنبھالا۔ اس طرح یہ امراء اور سردار حکومت پر قابض ہو گئے۔ محمد بن قلد وون صرف نام کا بادشاہ تھا۔ حقیقت میں اس کو کسی قسم کا کوئی اختیار حاصل نہ تھا۔

قاتل سرداروں کا قتل: ...... پھر انہوں نے ان سرداروں اور امراء کو تلاش کرنا شروع کیا۔ جنہوں نے بیدرا کو اشرف کے قتل پر ابھارا تھا۔ چنانچہ جب ان کو پکڑ لیا تو کسی کو قتل کیا، کسی کو کاٹ ڈالا، کسی کو سولی پر لٹکا دیا، انہیں میں بہادر رائس نو بہ (نو بہ کا سردار) اور اقوش موصلی بھی شامل تھے۔ چنانچہ ان دونوں کو بھی قتل کیا گیا اور ان کی لاشوں کو جلا دیا گیا۔ اس سازش کے بڑے سرداروں لاجین اور قراسنقر کی کتبغا نے سفارش کی، یہ دونوں چھپے ہوئے تھے، اس سفارش کے بعد یہ لوگ سامنے آ گئے اور اپنی اپنی جگہوں پر چلے گئے۔

ابن سلعوس کی گرفتاری: ...... دوسری طرف جب ابن السلعوس اسکندریہ سے قاہرہ پہنچا تو اس کو بھی گرفتار کر لیا، وزیر شجاعی نے اس کی زبردست تحقیق وتفتیش شروع کی لیکن اسی دوران محمد بن السلعوس کی وفات ہو گئی۔

اقرم کی رہائی: ...... اور عز الدین ایبک الافرم الصالحی کو رہا کر دیا، اس کو سلطان اشرف ۶۹۲ھ میں گرفتار کر لیا تھا (اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جاننے والے ہیں)

امراء کی گرفتاری: ...... پھر شجاعی نے ناصر سے نرمی اور مہربانی کے تعلقات پیدا کر لیے اور صرف ناصر کے ہاں آنے جانے لگا۔ کچھ دن بعد اس نے ناصر کو بعض امراء اور سرداروں کی گرفتاری کا مشورہ دیا۔ چنانچہ وہ اس آمد و رفت سے تنگ آ گیا۔ شجاعی اور ناصر کے بارے میں اس کو شک ہوا۔ پھر سجاعی کے بعض غلام ایک دستے کی صورت میں اس کے پاس آئے۔ چنانچہ اس نے اس کو قتل کرنے کے لیے اپنی تلوار کو نیام سے نکال لیا اور پھر اس نے اس کے غلاموں کو قتل کر دیا۔ لیکن فوراً قلعے میں داخل نہ ہوئے بلکہ کتبغا اور اس کے ساتھ جو دوسرے امراء اور سردار تھے، انہوں نے قلعے میں داخل ہونے کی بجائے تاخیر سے کام لیا اور "استاذ دار الجاشنکیر" کو پکڑ لیا اور اسکندریہ بھیج دیا۔

قلعے کا محاصرہ: ...... الجاشنکیر کو اسکندریہ بھیجنے کے بعد لشکر کو جمع کیا اور قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ سلطان ناصر نے صلح کی گفتگو کے لیے ان کے پاس ایک امیر کو بھیجا، تو انہوں نے صلح کے لیے یہ شرط لگائی کہ سلطان شجاعی کو ان کے حوالے کر دے، سلطان نے یہ شرط ماننے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے محاصرہ جاری رکھا، سات دن تک محاصرہ جاری رہا اور زبردست قتل وغارت گری ہوتی رہی۔

شجاعی کا قتل: ...... اس دوران قلعے میں جو بھی سپاہی تھے وہ بھاگ بھاگ کر کتبغا کے پاس آ گئے اور شجاعی کے پاس کوئی نہ بچا۔ شجاعی ان کو بچانے کے لیے قلعے سے باہر نکلا، لیکن کچھ نہ کر سکا اور واپس سلطان کے پاس چلا گیا، لیکن سلطان کے رعب کی وجہ سے بدحواس ہو گیا اور درخواست کی کہ اسے قید کر دیا جائے، چنانچہ غلام اسے قید خانے کی طرف لے گئے اور جاتے ہوئے راستے میں شجاعی کو قتل کر دیا۔

جنگ بندی: ...... شجاعی کے قتل کی اطلاع جب کتبغا اور اس کے ساتھیوں کو ملی تو ان کے سارے خطرات دور ہو گئے اور انہوں نے سلطان سے امن طلب کر لیا۔ سلطان نے ان سب کو امان دی، انہوں نے سلطان سے حلف اٹھوایا تو سلطان نے حلف بھی اٹھا لیا۔ چنانچہ کتبغا اور اس کے ساتھی امن و امان کے ساتھ قلعے میں داخل ہو گئے اور اس کے بعد کتبغا نے لوگوں پر انعام واکرام کی بارش کر دی۔ اس کے ساتھ ساتھ ان تمام قیدیوں، غلاموں اور سرداروں کو بھی رہا کر دیا جو شجاعی کی مداخلت کی وجہ سے گرفتار ہوئے تھے، اور ان کو شہر میں آس پاس کے راستوں پر اور وزیر کو محل کے پڑوس میں رکھا۔ یہ لوگ ان جگہوں پر رہنے لگے ان کی تعداد تقریباً نو ہزار تھی۔

غلاموں کی شرارت اور ان کی گوشمالی: ...... محرم کے مہینے میں ۶۹۴ھ کے بالکل شروع میں ایک رات یہ لوگ دھمکیاں دینے لگے اور سب کے

سب لشکر کی صورت میں جمع ہو گئے قید خانوں پر حملہ آور ہوئے، اور تمام قیدیوں کو رہا کر دیا۔ امراء اور سرداروں کے گھروں کو لوٹ لیا۔ چونکہ صبح ہونے میں بہت کم وقت باقی تھا اس لیے جلدی جلدی کرنے لگے۔ صبح سویرے ان کا ٹکراؤ ''بہادر'' نامی دربان سے ہوا۔ وہ لشکر لے کر ان پر حملہ آور ہوا اور ان کو شکست دی۔ اس شکست کی وجہ سے وہ منتشر ہو گئے اور ادھر ادھر بھاگنے لگے، ان کے لشکر کے پچھلے حصے پر حملہ کیا۔ بہت سے لوگ پکڑے گئے، بہت سے شدید زخمی ہوئے اور بہت سے مارے گئے۔ عزالدین ایبک الافرم کو ان کی گرفت سے چھڑوایا اور امیر جندار کو اس کے عہدے پر بحال کیا لیکن امیر جلد ہی وفات پا گیا۔

غلاموں کی مکمل طور پر گوشمالی ہوگئی۔ سلطان کی حکومت مضبوط ہوگئی۔ اس کا نائب کتبغا تھا جو اس پر پوری طرح مسلط تھا۔ اور معاملات اسی طرح چلتے رہے۔ جیسا کہ ہم آگے بھی ذکر کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ (اور ہر نیک عمل کی توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ملتی ہے)

ناصر کی معزولی اور کتبغا کی بیعت:...... جب کتبغا اور شجاعی کے درمیان نفرت پیدا ہوئی اور یہ فتنے چل پڑے تو کتبغا نے بظاہر ان معاملات کی ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور ایک طرف ہو گیا۔ ''دار نیابت'' (یعنی نائب حکمران کے گھر) سے بھی الگ ہو گیا اور بیمار بن گیا۔ سلطان ناصر اس کی عیادت کے لیے آتا جاتا رہتا تھا۔ اسی دوران کتبغا نے اپنے لشکر کو ملک پر قابض ہونے اور خود کو تخت پر بٹھانے پر ابھارا، کیونکہ بادشاہ بننے کا خیال شروع ہی سے کتبغا کے دل میں موجود تھا۔ چنانچہ اس نے امراء اور سرداروں کو جمع کیا اور اپنی بیعت کرنے کا کہا۔ سب نے اس کی بیعت کر لی۔ ناصر کو حکومت سے الگ کر دیا گیا اور خود بادشاہ کے محل کی طرف روانہ ہوا۔ تخت پر بیٹھا اور عادل کا لقب اختیار کیا۔

انتظامات:...... بادشاہ بنتے ہی سلطان ناصر کو محل سے نکال دیا، اس کی ماں کے پاس کچھ پتھر تھے۔ ''حسام الدین لاجین'' کو نائب حکمران کا عہدہ دیا۔ ''فخر الدین عمر بن عبدالعزیز الخلیلی'' جو ''استاذ دار'' تھا اس کو وزیر بنا دیا۔ اور اس کو اس عہدے سے دیوان وزارت کی طرف ''سلطان قلدون'' کے بیٹے علاؤ الدین کے لیے منتقل کیا تھا۔ جو سلطان قلدوون مرحوم کا بیٹا تھا اور اس کا ولی عہد بھی تھا۔ عزالدین ایبک الافرم الصالحی کو امیر جندار مقرر کیا۔ بہادر حلبی کو امیر حاجب (یعنی دربانوں کا امیر) مقرر کیا۔ سیف الدین منماص کو استاد دار مقرر کیا اور سارے سرکاری عہدوں کو اپنے غلاموں میں تقسیم کر دیا۔

خازندار کی گرفتاری:...... اس کے بعد کتبغا نے شام کے حکمرانوں کو اپنی بیعت کرنے کی دعوت دی۔ سب نے خوشی خوشی بیعت کر لی۔ اس کے بعد طرابلس کے نائب حکمران عزالدین ایبک الخازندار کو گرفتار کر لیا۔ اور اس کی جگہ فخر الدین ایبک الموصلی کو طرابلس کا نائب حکمران بنایا۔ خازندار حصن الاکراد میں رہا کرتا تھا۔ جبکہ موصلی نے اپنا ٹھکانہ طرابلس کو ہی بنایا۔ لہٰذا حکومت واپس اپنی جگہ آ گئی۔

تاتاریوں کا وفد:...... پھر ۶۹۵ھ میں تاتاریوں کا وفد سلطان کتبغا العادل کے پاس آیا۔ ان کا سربراہ طرنطائی تھا جو اپنے چچازاد تاتاریوں کے بادشاہ بدولی کنجاب کے معاملات میں دخل اندازی کیا کرتا تھا۔ چنانچہ غازان بادشاہ بن گیا تو طرنطائی خوفزدہ ہو گیا۔ کیونکہ اس کا قبیلہ اور محلّہ غازان اور موصل کے درمیان میں پڑتا تھا۔

تاتاریوں کی جنگ:...... غازان نے مارتکن کے قبیلے سے تعلق رکھنے والے تاتاریوں کو حکم دیا چنانچہ انہوں نے طرنطائی وغیرہ کے قبیلے کے راستے بند کر دیئے۔ پھر غازان نے اپنے امراء میں سے قطقر کو طرنطائی اور اس کے ساتھ موجود اس کے قبیلے کے بڑے بڑے لوگوں کی گرفتاری کے لیے بھیجا۔ چنانچہ قطقر اسی شہسواروں کو لے کر طرنطائی وغیرہ کو گرفتار کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ لیکن انہوں نے قطقر وغیرہ کو قتل کر دیا اور دریائے فرات کو پار کر کے شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ تاتاری لشکر نے دیار بکر سے ان کا تعاقب کیا، طرنطائی اور اس کے ساتھیوں نے پلٹ کر حملہ کر دیا اور تاتاری لشکر کو شکست دے دی۔

استقبال:...... سلطان کتبغا العادل نے سنجر الدوادار کو حکم دیا کہ ان کا استقبال کرے اور ان کو خوش آمدید کہے۔ دمشق کے نائب نے ان کے استقبال کے لیے جلسہ منعقد کیا۔ پھر وہ مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں انہیں شمس الدین قراسنقر ملا۔ چونکہ وہ امراء اور سرداروں کے ساتھ قلعے کے دروازے پر بیٹھتے تھے، لہٰذا انہیں وہاں سے نکال دیا گیا۔ اور کتبغا العادل کی حکومت سے معزولی کی وجہ بھی یہی تھی جیسا کہ ہم ذکر کریں گے۔ طرنطائی اور اس کے

قبیلے کے بہت سے افراد کے مرنے کے بعد ان کی قوم کے باقی افراد بھی ان سے آ ملے اور حکومت میں پختہ ہوگئے اور ترکوں نے ان کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ ان لوگوں نے بھی اسلام قبول کرلیا اور خدمت کرنے لگے، ترکوں کے ساتھ اس حد تک مل جل گئے کہ ان کے ولائی (یعنی غلاموں کی آزادی کے رشتے) اور سسرالی رشتے قائم ہوگئے۔ (اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی سب سے زیادہ جاننے والے ہیں)

امراء کی ناپسندیدگی:...... مصری حکومت کے بڑے بڑے سردار اور امراء ''سلطان کتبغا العادل'' کی اس حرکت کو انتہائی ناپسندیدگی کی نظروں سے دیکھتے تھے اور اس کو سلطان کا عیب قرار دیتے تھے کہ سلطان ان پرانے تجربہ کار اور منجھے ہوئے سیاست دان امراء اور سرداروں کے ہوتے ہوئے اپنے غلاموں کو ان پر ترجیح دیتا ہے۔ بلکہ ''اربدانی تاتاریوں'' کو بھی ان کے برابر سمجھتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور ''سلطان کتبغا العالدل'' کو معزول کرنے پر اتفاق کرلیا۔

سلطان کے سفر:...... جبکہ دوسری طرف ''سلطان کتبغا العادل'' شوال کے مہینے ۶۹۵ھ میں شام کی طرف روانہ ہوا اور دمشق کے نائب حکمران عزالدین ایبک الحمدی کو معزول کردیا اور اس سے معاملات کے بارے میں پوچھ گچھ کی۔ اور اس کی جگہ اپنے غلاموں میں سے سیف الدین عزّ لو کو دمشق کا نائب حکمران مقرر کیا۔

پھر شکار کھیلنے کے لیے حمص چلا گیا، وہاں اس کی ملاقات حماۃ کے حکمران مظفر سے ہوئی۔ سلطان نے مظفر کی خوب آؤ بھگت کی اور اچھا سلوک کیا اور اس کو واپس اس کے علاقے کی طرف بھیج دیا اور خود مصر واپس چلا گیا۔ یہاں تمام امراء اور سردار اس کو معزول کرنے اور اس کے غلاموں کو قتل کرنے پر اتفاق کر چکے تھے۔ آتے ہوئے سلطان فلسطین کے علاقے العوجاء پہنچا۔ یہاں اس کو اطلاع ملی کہ بیسری تاتاریوں کا سیکریٹری مقرر ہوگیا ہے تو یہ بات سلطان کو بہت بری لگی۔ چنانچہ سلطان نے اس کو بہت برا بھلا کہا اور ڈرایا دھمکایا۔

فیصلہ کن روانگی:...... یہ حالات سرداروں اور امراء کو بھی معلوم ہو رہے تھے۔ چنانچہ ان لوگوں کو کچھ شک ہوگیا لہٰذا انہوں نے طے شدہ پروگرام پر اتفاق کرلیا اور اپنے پیدل دستے روانہ کردیئے۔ جبکہ دوسری طرف حسام الدین لاجین، بدرالدین بیسری، شمس الدین قراسنقر، سیف الدین قفچاق، بہادر الحلبی الحاجب، بکتاش الضمری، بیلیک الخازندار، اقوش الموصلی، بکمر اسلحدار، سلدر، طغجی، کرجی، معطاتی اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ شامل تھے، لاجین کے ہاتھ پر حکومت کی بیعت کرنے کے بعد سوار کے ساتھ شامل تھے۔ لاجین کے ہاتھ پر حکومت کی بیعت کرنے کے بعد سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ یہ لوگ بکتوت الازدق کے خیمے کی طرف گئے اور اس کو قتل کردیا۔ وہیں ان کے پاس میماص آیا، لیکن انہوں نے اس کو بھی قتل کردیا۔

سلطان کتبغا کی شکست:...... سلطان کتبغا اپنے ساتھیوں کی جماعت لے کر روانہ ہوا۔ چنانچہ انہوں نے سلطان کتبغا پر حملہ کردیا۔ چنانچہ سلطان کتبغا کو شکست ہوگئی اور وہ دمشق کی طرف روانہ ہوگیا۔ باقی تمام لوگوں نے لاجین کے ہاتھ پر حکومت کی بیعت کرلی اور اس کا لقب ''منصور'' مقرر کیا اور اسکو بادشاہ بنانے کی یہ شرط مقرر کی کہ وہ تنہا کسی رائے پر عمل نہیں کرے گا۔ بلکہ انہیں بھی مشورے میں شریک رکھے گا اور مصر کی طرف روانہ ہوگیا اور وہاں پہنچ کر قلعہ میں داخل ہوگیا۔

کتبغا، سیف الدین کے پاس:...... جب کتبغا دمشق پہنچا تو وہاں اسے اپنا نائب سیف الدین عزلو ملا اس نے کتبغا کو قلعے میں داخل کرلیا۔ اور غلاموں کے ایک گروپ کو امان دی۔ اتنے میں وہ لشکر جو ''رحبۃ'' میں تھے، وہ بھی آپہنچے، ان کا سربراہ جاغان تھا۔ انہوں نے لاجین کو اس کے شایان شان مقام دیا اور دمشق کے مضافات میں اس کو ٹھہرایا اور لاجین کی بیعت پر اتفاق کرلیا اور اس کی حکومت کا اعلان کرنے لگے۔

کتبغا کی گرفتاری:...... کتبغا کی حکومت ختم ہوچکی تھی، چنانچہ اس نے ''صرخد'' کی حکومت مانگی، لیکن پھر خود کو حوالے کردیا۔ چنانچہ اپنی حکومت کے دوسال بعد ہی اس قلعے میں قید کردیا گیا۔ امراء اور سرداروں نے لاجین کی بیعت کی اور فرمانبرداری کا اظہار کیا جبکہ سیف الدین جاغان قلعے میں داخل ہوگیا۔

انتظامات:...... پھر مصر روانگی کے بارے میں لاجین کا خط ملا، لاجین نے کتبغا کو ''صرخد'' کی حکومت دے دی۔ قفجق المنصوری کو دمشق کا نائب

حکمران بنادیا۔ مصر میں قید رکن الدین بیبرس الجاشنکیر اور بہت سے غلاموں وغیرہ کو رہا کر دیا۔ قراسنقر کو نائب، سیف الدین سلدر کو استاذ دار، سیف الدین بکتمر اسلحدار کو امیر جاندار اور بہادر الحلبی صاحب کو حاجب (ہمارے پاس موجود "تاریخ ابن خلدون" کے جدید عربی ایڈیشن (جلد۵ صفحہ ۴۰۰) پر یہ جگہ خالی تھی جس کو "علامہ ابن ایاس حنفی" کی "بدائع الزھور فی وقائع الدھور" (جلد ا صفحہ ۳۸۷) سے پر کیا گیا ہے) الحجاب (یعنی دربانوں کا افسر) مقرر کیا۔ فخر الدین الخلیلی کو وزارت کے عہدے پر بحال رکھا لیکن پھر اس کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ شمس الدین سنقر الاشقر کو وزیر مقرر کر دیا۔

قراسنقر اور سلار کی گرفتاری: ..... ۶۹۶ھ کے آخر میں قراسنقر النائب اور سیف الدین سلار استاذ دار کو گرفتار کر لیا اور اس کی جگہ اس کے آزاد کردہ غلام سیف الدین منکوتمر الحسامی کو مقرر کیا۔ اور سیف الدین قفجق المنصوری کو نائب گورنر مقرر کیا۔

جامع مسجد کی نئی تعمیر: ..... پھر جامع مسجد ابن طولون کو نئے سرے سے تعمیر کرنے کا حکم دیا اور اس کام کے لیے "علم الدین سنجر الدوادار" کو مقرر کیا۔ اور اس میں ہونے والے خرچ کے لیے خاص اپنے ذاتی مال سے بیس ہزار دینار خرچ کیے اور اس کے لیے زمینیں اور جائیدادیں وقف کیں۔

ناصر بن محمد قلدوون کی الکرک روانگی: ..... پھر ۶۹۷ھ میں سلطان قلدوون مرحوم کے بیٹے اور سابق بادشاہ محمد الناصر بن قلدوون کو سیف الدین سلار استاذ دار کے ساتھ الکرک کی طرف بھیجا۔ اور اپنے گھر کے فقیہہ زین الدین بن مخلوف سے کہا کہ یہ میرے استاذ کا بیٹا ہے اور میں اصل میں اس کا نائب ہوں۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ صحیح طریقے سے حکومت کرے گا تو میں اسی کو حکمران بناتا۔ لیکن فی الحال میں اس سے ڈرتا ہوں۔ چنانچہ اس لیے میں نے اس کو الکرک کی طرف بھیج دیا ہے۔ چنانچہ وہاں وہ ربیع کے مہینے میں پہنچا۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ اس کو جمال الدین بن اقوش کے ساتھ بھیجا تھا۔

بیسری کی گرفتاری اور وفات: ..... پھر اسی سال سلطان لاجین نے اپنے نائب منکوتمر کی کوششوں سے بیسری الشمس کو گرفتار کر لیا۔ کیونکہ لاجین بیسری کو کوئی اہم کام سونپنا چاہتا تھا۔ لیکن بیسری نے نہ صرف یہ کہ اس کی پیشکش کو ٹھکرا دیا بلکہ اس کو برا بھلا بھی کہا۔ چنانچہ منکوتمر نے بیسری کے بعض غلاموں کو بہکایا اور انہوں نے سلطان لاجین کو اطلاع دی کہ بیسری آنجناب کا تختہ الٹنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ چنانچہ سلطان نے اسی سال یعنی ۶۹۷ھ ربیع الثانی کے آخر میں بیسری کو گرفتار کر لیا اور قید خانے کے حوالے کر دیا۔ بیسری اپنے اسی قید خانے میں ہی مر گیا۔

امراء کی گرفتاری: ..... پھر اسی سال بہادر حلبی اور عز الدین ایبک الحموی کو گرفتار کر لیا۔ پھر اس کے بعد مختلف جاگیریں جو مضافات میں مختلف امراء اور سرداروں کو دی گئی تھیں، ان کے واپس لینے کا حکم دیا اور اس کام کے لیے سرداروں اور سیکریٹریوں کو بھیجا۔ اس کام کا نگران عبدالرحمٰن الطویل کو بنایا جو ۔۔۔۔۔۔ کے عہدے پر فائز تھا۔

مصر کی آمدنی: ..... حماۃ کے مورخ المؤید نے لکھا ہے کہ مصر کی آمدنی کے چوبیس حصے کیے جاتے تھے۔ ان میں سے چار حصے بادشاہ، بے سہارا، مجبور اور بے کسوں کے لیے، اور سرکاری عہدیداروں کی تنخواہوں کے ہوتے تھے۔ جبکہ دس حصے امراء، سرداروں، سرکاری احکامات کے نفاذ اور اضافی اخراجات کے لیے اور دس حصے جنگ لڑنے والی فوج کے لیے مخصوص ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ اس تقسیم میں جنگ لڑنے والی فوج کے لیے مخصوص حصے ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ اس تقسیم میں تبدیلی کی گئی اور دس حصے اجتماعی طور پر سرکاری احکامات کے نفاذ، اضافی اخراجات اور فوج کے لیے مقرر کر دیئے گئے۔ جبکہ باقی چودہ حصے بادشاہ کے لیے مقرر کر دیئے گئے۔ لہٰذا فوج کمزور ہوگئی کیونکہ اس کا بجٹ کم ہو گیا تھا۔

امام نووی کی تحقیق: ..... امام نووی فرماتے ہیں کہ خواص کے لیے روک، الجیزہ، اطفیح، دمیاط، منفلوط اور کوم احمر نامی شہروں کی آمدنی مخصوص کی گئی تھی۔ اور پھر نئے مالی سال کو ۶۹۶ھ سے شروع کیا گیا۔ یہ تو اعداد (یعنی نمبروں میں) ہے لیکن نیا مالی سال ہر تینتیس (۳۳) کے بعد آیا کرتا تھا۔ اور یہ صرف شمسی (Solar) اور قمری (Luner) (یعنی اسلامی اور عیسوی) سالوں کا فرق تھا، جو محکمہ دفاع میں رائج تھا تاکہ کسی بھی قسم کی مالی پریشانیوں سے بچا جا سکے۔ اور یہ صرف قلمی تبدیلیاں تھیں اس میں کمی زیادتی کچھ نہیں ہوتی تھی۔ پھر بعد میں روک کے بعد دیگر شہروں کی حدود بھی مقرر کی گئیں اور

جسری اور احبابی اخراجات کو ان سے الگ رکھا گیا (امام نووی کا تحقیقی کلام ختم ہوا) اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

منکوتمر: ......جب نائب حکمران کا عہدہ منکوتمر کو ملا جو سلطان کے ساتھ خاص تھا تو وہ حکومت پر مسلط ہو گیا اور سلطان سے مطالبہ کیا کہ ملک کی باگ ڈور اس کے حوالے کر دی۔ امراء اور سرداروں کو یہ بات بہت بری لگی اور انہوں نے منکوتمر کے متعلق سلطان کے سامنے بہت چہ مگوئیاں شروع کر دیں۔ یہ بات منکوتمر کو بہت بری لگی۔ چنانچہ اس نے ان کو تنگ کرنا شروع کر دیا ان میں سے بعض کو تو گرفتار کر لیا اور بعض کو ادھر ادھر کے دور دراز علاقوں میں بھیج دیا۔

سیس پر حملہ اور اس کی تباہی: ......پھر ۶۹۷ھ میں سلطان نے سیس پر حملہ کرنے کے لیے ایک لشکر بھیجا۔ سیس ارمینیوں کا علاقہ تھا۔ سیس کی طرف جانے والے لشکر میں ''بکتاش امیر سلاح''، ''قراسنقر''، ''بکتمر اسلحدار''، ''ترلار''، ''تمراز''، اور انکے ساتھ صغد کا نائب ''الفی'' بھی شامل تھا، اس کے علاوہ ''طرابلس'' اور ''حماۃ'' کے نائب حکمران بھی اس لشکر میں شامل تھے۔ پھر ان کے پیچھے ''علم الدین سنجر الدوادار'' بھی روانہ ہوا۔ سیس کے حکمران کے نمائندے آئے لیکن سیس پر حملہ ہو چکا تھا۔ تین دن تک حملہ ہوتا رہا یہاں تک کہ سیس کا بالکل صفایا کر دیا۔

دیگر فتوحات: ......سیس کے بعد یہ لشکر بغراس کی طرف روانہ ہوا اور اسے بھی فتح کر لیا۔ پھر مرج انطاکیہ کو فتح کیا اور یہاں یہ لشکر تین دن ٹھہرا رہا۔ پھر رومی قلعے ''جسر الحدید'' پر حملہ آور ہوا اور فتح کر لیا۔ اس کے بعد ''تل حمدون'' نامی قلعے کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ پہلے ہی گرایا جا چکا تھا اور یہاں رہنے والے ارمنی ''نجمیۃ'' نامی قلعے کی طرف جا چکے تھے۔ اس کے بعد اس لشکر نے ''مرعش'' فتح کیا اور قلعہ ''نجمیہ'' کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ چالیس دن جاری رہا۔ پھر اہل قلعہ نے لشکر سے صلح کر لی اور قلعہ مصری لشکر کے حوالے کر دیا اس کے علاوہ اس لشکر نے گیارہ قلعے فتح کیے ان میں ''مصیصہ'' اور ''حموم'' بھی شامل تھے۔ اس قلعے کے رہنے والے ڈر کے مارے بہت پریشان ہو گئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اطاعت کر لی اور قلعہ لشکر کے حوالے کر دیا۔ لشکر نے کامیابی سے لڑے بغیر یہ قلعہ فتح کر لیا اور حلب کی طرف واپس آ گیا۔

تاتاریوں کا حملہ: ......پھر سلطان لاجین کو اطلاع ملی کہ تاتاری حملہ کرنے کے لیے شام کی طرف روانہ ہو رہے ہیں۔ چنانچہ سلطان نے لشکروں کو تیاری کا حکم دیا اور جمال الدین اقوش الافرم کے ساتھ دمشق کی طرف روانہ کر دیا۔ اور اسے حکم دیا کہ فوجوں کو دمشق سے حلب کی طرف نائب قفجق کے ساتھ لے جائے۔ چنانچہ وہ حمص کی طرف روانہ ہوا اور وہاں پڑاؤ ڈالا۔

سرداروں کی گرفتاری: ......پھر سلطان کو اطلاع ملی کہ تاتاریوں کا لشکر حملہ کرنے کے بجائے واپس چلا گیا ہے۔ اس کے بعد حلب کے نائب حکمران سیف الدین الطباخی کو سلطان کا حکم ملا کہ بکتمر اسلحدار صغد کے نائب الالفی اور حلب میں موجود امراء کے ایک گروپ کو بکتمر کی چغل خوری کی وجہ سے گرفتار کر لے۔

تدلار کی وفات: ......طباخی نے اس حکم کو پورا کرنے کا ارادہ کیا مگر پھر معذرت کر لی جبکہ دوسری طرف تدلار ''بسار'' پہنچا اور وہاں وفات پائی جبکہ باقی لوگ وہیں ٹھہرے رہے، ان کو جب تدلار کی وفات کا علم ہوا تو وہ قفجق النائب کے پاس حمص چلے گئے اور اس سے امان طلب کی۔ چنانچہ اس نے ان کو امان دی اور ان کی معافی کے لیے سلطان کو بذریعہ خط سفارش کی لیکن سلطان نے جواب دینے میں دیر کی۔

لشکر کا فرار: ......ادھر سیف الدین کرجی اور علاؤالدین ایدغری نے قفجق نائب کو معزول کر دیا حالانکہ وہ ان کو پناہ دیئے ہوئے تھا، چنانچہ وہ شک میں پڑ گیا جبکہ سلطان نے اس کی جگہ دمشق میں جاغان کو مقرر کر دیا۔ چنانچہ جاغان نے نائب حکمران بنتے ہی قفجق کو خط لکھا اور کہا کہ جو لوگ تمہارے پاس پناہ لیے ہوئے ہیں ان کو میرے حوالے کر دو۔ یہ اطلاع ان لوگوں کو بھی مل گئی چنانچہ وہ لوگ قفجق کے پاس سے بھاگ گئے اور اس کا لشکر منتشر ہو گیا۔ انہوں نے حمص کے نائب حکمران کو پکڑ لیا اور اپنے ساتھ لے لیا اور عراق جانے کے لیے دریائے فرات کو پار کیا۔ قفجق کے ساتھ اس کے ساتھی بھی تھے۔

غازان اور لاجین: ......اسی دوران انہیں سلطان لاجین کے قتل کی خبر ملی لیکن چونکہ وہ دشمن کے علاقے میں بہت اندر تک جا چکے تھے، لہٰذا اب

واپس آنا ان کے لیے ممکن نہ تھا۔ چنانچہ وہ وفد لے کر واسط کے نواح میں موجود غازان کے پاس گئے۔ قفچق کا تعلق تاتاریوں کے لشکر سے تھا اور اس کا باپ غازان کے لشکر کا خاص سپاہی تھا، اور جب لاجین اور غازان کے درمیان ٹھن گئی تو فیروز نے لاجین کو اپنے ساتھ ملانے کے لیے خط و کتابت کی۔ حالانکہ فیروز اتابک غازان اس کی حکومت سے سخت نفرت کرتا تھا، لیکن اس کا بادشاہ اس کی اس خط و کتابت سے آگاہ ہو گیا۔ لہٰذا اس نے حران کے نائب قطلوشاہ کو خط لکھا۔ چنانچہ اس نے فیروز کو گرفتار کر لیا اور پھر قتل کر ڈالا۔ جبکہ دوسری طرف غازان نے اس کے دو بھائیوں کو بغداد میں قتل کر دیا۔ (اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جاننے والے ہیں)

لاجین کے قتل کی وجوہات:......سلطان لاجین نے حکومت کے کام اپنے آزاد کردہ غلام منکوتمر کے حوالے کر رکھے تھے، منکوتمر نے ان اختیارات کا ناجائز فائدہ اٹھایا اور بہت زیادہ سر چڑھ گیا اور آہستہ آہستہ بادشاہ پر مسلط ہونے لگا۔ امراء اور سرداروں کو یہ بات بہت بری لگی۔ جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں۔ اس ناپسندیدگی نے سلطان کو ان کی مخالفت پر مجبور کر دیا لہٰذا سلطان نے ان کو طرح طرح تکلیفیں دینی شروع کر دیں اور ایک دوسرے سے دور دراز کے علاقوں میں مقرر کر دیا۔ یہاں تک کہ سارے تتر بتر ہو گئے۔ سیف الدین کرجی جاشنکیری قبیلے سے تعلق رکھتا تھا اور اس میں بڑی حیثیت کا مالک تھا۔ جیسے قراسنقر اشرف کے ساتھ، جبکہ غلاموں کا گروپ اس پر غصہ کھائے بیٹھا تھا۔ ادھر منکوتمر نے ارمینیوں کے فتح کیے گئے علاقے سیس میں موجود قلعوں میں سیف الدین کو نائب بنوانے کے لیے کوشش شروع کر دیں لیکن سیف الدین نے اس سے معذرت کر لی اور اس بات کو دل میں چھپائے رکھا۔ اور منکوتمر کی چغلیاں کرنے لگا۔ اس بات سے جاشنکریوں میں سے قفچق آگاہ تھا۔ دوسری طرف طقجی جاشنکیری قبیلے کے بڑے اور سرگرم لوگوں میں سے تھا۔ اس کا نام طنطائی تھا۔ منکوتمر نے ایک دن اس سے بہت سخت لہجے میں گفتگو کی۔ لہٰذا طنطائی غضبناک ہو گیا اور کرجی طقجی سے شکایت کی چنانچہ دونوں نے سلطان لاجین کو قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

سلطان لاجین کا قتل:......چنانچہ انہوں نے ایک رات سلطان کے قتل کا پروگرام بنایا۔ سلطان اس رات شطرنج کھیل رہا تھا، اس وقت اس کے پاس حنفیہ کے بڑے قاضی حسام الدین بھی تھے، اسی دوران کرجی نے اسے اطلاع دی کہ غلاموں کے لیے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں۔ یہ بات سلطان کو بہت بری لگی، کرجی سلطان کے آگے پیچھے مسلسل چکر لگا رہا تھا اسی دوران اس نے چپکے سے تلوار نکال لی اور اپنے رومال کے نیچے چھپا لی۔ اور جب سلطان لاجین عشاء کی نماز کے لیے کھڑا ہوا تو اس کو گرا دیا اور تلوار کا وار کیا۔ سلطان زخمی ہو گیا اور اپنی تلوار تلاش کرنے لگا۔ لیکن وہ لوگ تلواریں لے کر چڑھ دوڑے اور سلطان کو شہید کر دیا۔ پھر فوراً ہی قاضی حسام الدین کی طرف بڑھے لیکن پھر چھوڑ دیا۔

منکوتمر کا قتل:......اس کے بعد کرجی طقجی کے پاس پہنچا۔ جو پہلے سے ایک جگہ اس کا انتظار کر رہا تھا۔ دونوں مل کر منکوتمر کی تلاش میں نکلے۔ وہ اپنے نائب ہاؤس (House) میں تھا۔ اس نے ان کے عزائم دیکھتے ہوئے طقجی سے امان طلب کی۔ طقجی نے اس کو امان دے دی اور ایک کنویں میں قید کر دیا۔ لیکن پھر کچھ سوچ کر دونوں نے اپنا فیصلہ بدلا اور منکوتمر کو قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا اور آخر کار اس کو قتل کر دیا۔

لاجین:......لاجین ربیع کے مہینے میں ۶۹۸ھ میں قتل کیا گیا۔ لاجین علی بن المعز ایبک کے آزاد کردہ غلاموں میں سے تھا۔ جب علی بن المعز ایبک کو قسطنطنیہ کی طرف جلاوطنی کیا گیا تو وہ لاجین کو قاہرہ میں چھوڑ گیا تھا جہاں اس کو منصور قلدوون نے خرید لیا۔ کیونکہ قاضی نے یہ فیصلہ سنایا تھا کہ بائع (بھیجنے والا) اگر غائب ہو اور مبیع (بھیجی جانے والی چیز) اور مشتری (خریدنے والا) موجود ہو تو خرید و فروخت کا یہ معاملہ جائز ہے۔ قلدون نے لاجین کو ایک ہزار درہم میں خریدا تھا۔ یہ "لاجین الصغیر" کے نام سے مشہور تھا کیونکہ ایک لاجین اور بھی تھا جو اس سے بڑا تھا اور حمص کا نائب تھا۔

امراء کا مشورہ:......لاجین کے قتل کے بعد بڑے بڑے امراء اور سردار جمع ہوئے۔ ان میں رکن الدین جاشنکیر، سیف الدین سلدرا، استاذ دار، اور حسام الدین لاجیب بھی شامل تھے۔ سیس سے جمال الدین اقوش الافرم کا خط بھی پہنچ چکا تھا۔ جو دمشق سے وہاں کے نائب اور لشکروں کو حمص بھیج کر واپس گیا تھا۔ اس کے علاوہ عزالدین ایبک الخزندار اور بدرالدین اسلحدار بھی شامل تھے۔ چنانچہ ان سب نے مل کر قلعے پر قبضہ کر لیا۔

طقجی کا قتل:......اور یہ فیصلہ کیا کہ سلطان قلدوون مرحوم کے بیٹے محمد الناصر کو بادشاہ بنائیں چنانچہ انہوں نے ناصر کو الکرک سے بلا بھیجا۔ جبکہ ادھر طقجی

تخت پر بیٹھے پکارنے کا ارادہ کیے بیٹھا تھا۔ لیکن سب لوگوں نے بیبرس کی طرف گئے ہوئے لشکروں کے ساتھ موجود سرداروں کی حلب سے واپسی کا انتظار کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان میں سیف الدین کرجی اور شمس الدین سر قنشاہ بھی شامل تھے۔ اور ان کا سربراہ بدرالدین بکتاش الفخری'' تھا جو امراء اور سرداروں نے طغجی کو بھی ان کے استقبال کے لیے چلنے کا مشورہ دیا۔ پہلے تو طغجی نے انکار کیا لیکن پھر تیار ہوگیا اور استقبال کیا۔ ان امراء نے مسلمانوں کے بارے میں بتادیا لہٰذا ان امراء نے اس کو بھی قتل کردیا۔

کرجی کا قتل:......کرجی اس وقت قلعے کے پاس تھا، اس نے یہ منظر دیکھا تو ڈر گیا اور بھاگ گیا لیکن ''قرافہ'' کے قریب پکڑا گیا اور قتل کردیا گیا۔

جاغان کا انجام:......ادھر'' بکتاش'' اور دوسرے امراء اور سردار جنگ سے آنے والے سرداروں کو لیے قلعے میں داخل ہوئے اور مصر میں جمع ہوئے۔ اس وقت معاملہ سلار، بیبرس، ایبک الجامدار، اقوش الافرم، بلتمر امیر جندار اور کرت الحاجب کے ہاتھ میں تھا۔ یہ لوگ الکرک سے ناصر کے پہنچنے کا انتظار کررہے تھے۔ اس کے آنے تک انہوں نے آئندہ منصوبے کے بارے میں دمشق کے امراء سے بھی بات چیت کرلی تھی۔ انہوں نے بھی ان کی تائید کی تھی۔ پھر انہوں نے دمشق کے نائب جاغان الحسامی کو پکڑ لیا۔ یہ کام بہاؤالدین قرا ارسلان السیفی کو دیا گیا تھا۔ چنانچہ اس نے اس جاغان الحسامی کو باندھ لیا، لیکن یہ چند ہی دن بعد وفات پاگیا۔ چنانچہ امراء اور سرداروں نے اس کی جگہ مصر میں سیف الدین قطلو بک المنصوری کو بھیج دیا۔

محمد الناصر کی حکومت:......انہی دنوں محمد بن قلاوون الناصر بھی مصر آپہنچا۔ یہ مہینہ جمادی کا تھا اور ۶۹۸ھ تھا۔ چنانچہ سب نے مل کر محمد الناصر کی بیعت کرلی۔ چنانچہ اس نے سلار کو نائب حکمران، بیبرس کو استاذ دار، بلتمر جوکندار کو امیر جندار اور شمس الدین اراعسر کو وزیر کے عہدے پر مقرر کیا۔ جبکہ فخر الدین ابن الخلیلی کو پہلے تو اس کے عہدے پر بحال رکھا لیکن پھر معزول کردیا۔ دمشق کی طرف سیف الدین قطلو بک کی جگہ جمال الدین اقوش الافرم کو بھیجا اور اس کو مصر بلالیا اور حاجب کے عہدے پر مقرر کیا۔ جبکہ طرابلس میں سیف الدین کرت کو مقرر کیا اور قلعوں پر سیف الدین کرانی کو، حلب کا حکمران بلبان الطباخی کو ہی رہنے دیا، قرا اسنقر المنصوری کو رہا کرکے حبیبہ کی طرف بھیج دیا، لیکن جب حماۃ کے حکمران مظفر کی وفات کی اطلاع ملی تو قرا اسنقر کو واپس بلا کر حماۃ کا حکمران بنا کر بھیجا۔ مظفر کی وفات اس سال یعنی ۶۹۸ھ کے آخر میں ہوئی تھی۔ اس کے بعد امراء اور سرداروں کو خلعتیں انعامات اور جائزے دیئے اور انعام واکرام کی بارش کردی۔ اس کی حکومت پختہ ہوگئی لیکن سلار اور بیبرس اس پر مسلط تھے۔ (اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتے ہیں مدد فرماتے ہیں)

شام پر حملہ:......ہم دمشق کے نائب حکمران قبجق کا فرار ہوکر غازان کے پاس جانا اور دونوں حکومتوں میں نفرت اور کشیدگی پیدا ہوجانے کے بارے میں تحریر کرچکے ہیں۔ چنانچہ غازان نے لشکروں کو شام پر حملے کے لیے تیار ہونے کا حکم دیا اور سلامش بن امال بن بکو کو پچیس ہزار مغل شہسواروں کا لشکر دے کر بھیجا۔ اس کے ساتھ اس کا بھائی مطقطو بھی تھا۔ چنانچہ اس کو سیس کی طرف سے حملہ کرنے کا حکم دیا اور وہ لشکر لے کر سیس کی طرف سے شام پر حملے کے لیے روانہ ہوگیا۔

قطقطو کی بغاوت:......اسی دوران قطقطو کو یہ خیال آیا کہ کیوں نہ وہ خود حکمران بن جائے۔ چنانچہ اس نے اس سلسلے میں گفتگو شروع کی اور اپنی حکومت کے لیے راستہ صاف کرنے لگا۔ ابن قرمان نے ترکمانوں کے امیر سے خط وکتابت کی چنانچہ وہ دس ہزار سواروں کا لشکر لیے اس کے پاس آپہنچا۔ چنانچہ اب یہ ساٹھ ہزار سپاہیوں پر مشتمل لشکر لے کر سیواس کی طرف روانہ ہوا۔ لیکن سیواس میں اس کو کامیابی حاصل نہ ہوئی۔

مصر کے حکمران سے درخواست:......چنانچہ اس نے مخلص کے ساتھ مصر کے بادشاہ سے مدد مانگنے کے لیے بذریعہ خط وکتابت ساز باز کی۔ مصری بادشاہ نے دمشق کے نائب حکمران کو اس کی مدد کے بارے میں لکھ بھیجا۔

غازان کا حملہ:......ان باتوں کی اطلاع غازان کو ملی چنانچہ اس نے تاتاری امراء اور سرداروں میں سے مولائی کو پینتیس ہزار سواروں کا لشکر دے کر قطقطو سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا۔ سیواس جاتے ہوئے اس لشکر سے مل گیا، لیکن لشکر میں بغاوت ہوگئی، تاتاری مولائی کی طرف چلے گئے اور

ترکمان پہاڑوں میں چلے گئے۔ اور وہ اپنا بچا کچھا لشکر لے کر سیس جا پہنچا۔ پھر وہاں سے دمشق اور پھر مصر روانہ ہوا۔

مصری بادشاہ سے درخواست:...... مصر پہنچ کر اس نے سلطان لاجین سے درخواست کی کہ مجھے ایک ایسا لشکر دیا جائے جو میرے گھر والوں کو بحفاظت دمشق تک پہنچانے میں میرا مددگار ہو۔ چنانچہ سلطان نے حلب کے نائب کو اس کی مدد کرنے کا حکم دیا۔ حلب کے نائب نے ایک لشکر اس کے ساتھ روانہ کر دیا۔ جس کا سربراہ بکتمر الحلبی تھا۔

سلامش کا قتل:...... لشکر کے ساتھ سلامش سیواس کی طرف روانہ ہوا۔ لیکن راستے میں ان کا ٹکراؤ تاتاریوں سے ہو گیا، تاتاریوں نے ان کو شکست دے دی۔ بکتمر الحلبی قتل ہو گیا۔ اور سلامش جان بچا کر چند قلعوں کی طرف بھاگ گیا۔ غازان نے اس کو پکڑ لیا اور قتل کر دیا۔ جبکہ دوسری طرف قطقطو اور مخلص مصر میں ٹھہر گئے۔ مصری بادشاہ نے ان کو جاگیریں دیں اور لشکر میں ان کے لیے انتظام کر دیا۔ (اور سب سے زیادہ جاننے والے تو اللہ ہی ہیں بیشک)

غازان کا حملہ:...... اس سے پہلے ہم مصر میں تاتاریوں اور ترکوں کے درمیان ہونے والے واقعات اور ان کی وجوہات وغیرہ تحریر کر چکے ہیں۔ چنانچہ جب ناصر کی بیعت کر لی گئی اور اس کو بادشاہ بنا دیا گیا تو اس کو یہ اطلاع ملی کہ غزان نے شام پر حملے کے لیے لشکر روانہ کئے ہیں۔ چنانچہ اس نے بھی لشکروں کو تیار کروایا اور قطلبک الکبیر اور سیف الدین عزار کے ساتھ روانہ کر دیا۔ اور ۶۹۸ھ کے آخر میں خود بھی ان کے پیچھے روانہ ہوا اور غزۃ جا پہنچا۔

ناصر پر حملہ:...... غزۃ میں اس کو اطلاع ملی کہ بعض غلاموں نے اس کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا ہے اور قتل ہونے والوں میں اربدانی بھی شامل ہیں جو ترکوں کی طرف سے کتبغا کے پاس وفد کی شکل میں آئے تھے۔ ناصر ابھی اس خبر کی تحقیقات کر رہا تھا کہ اچانک ان غلاموں میں سے ایک آگے بڑھا، اس وقت غزۃ سے باہر لشکر کی صفیں تیار تھیں، وہ صفوں کو چیرتا ہوا تلوار لہراتا ہوا آگے بڑھا اور ناصر پر حملہ آور ہوا۔ لیکن پکڑا گیا اور اسی وقت قتل کر دیا گیا۔ چنانچہ اسی وقت چھان بین شروع ہوئی اور اس گروپ کے باقی افراد کو تلاش کر لیا گیا چنانچہ اربدانی آگے بڑھے جن کا سربراہ طرنطائی تھا اور کچھ غلاموں کو قتل کر دیا اور کچھ کو الکرک میں قید کر دیا۔

تاتاریوں کی شکست:...... پھر اس کے بعد سلطان وہاں سے عسقلان اور پھر وہاں سے دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ پھر وہاں سے روانہ ہوا اور مجمع المروج نامی جگہ پر (جو سلمیہ اور حمص کے درمیان ہے) غازان کے ساتھ سامنا ہوا۔ اس کے ساتھ کرج اور ارمنی بھی تھے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے مقدمۃ الجیش میں وہ ترک سردار بھی تھے جو شام سے بھاگے تھے۔ یعنی قفجق المنصوری اور بکتمر اسلحدار اور فارس الدین البکی اور سیف الدین غزار، چنانچہ یہ چکر ۱۵ ربیع میں پیش آیا۔ زبردست جنگ ہوئی تاتاریوں کے میمنہ کو شکست ہوئی جبکہ غازان ثابت قدم رہا۔

ترکوں کی شکست:...... پھر غازان نے سنبھل کر ناصر کے لشکر کے قلب پر حملہ کر دیا۔ حملہ بہت زبردست تھا۔ چنانچہ ناصر کے قلب کو شکست ہوئی، بہت سے امراء اور سردار قید ہو گئے جبکہ قاضی حسام الدین (جو حنفیہ کے قاضی بھی تھے) اور عماد الدین اسماعیل ابن الدمیر لاپتہ ہو گئے۔ غازان حمص کی طرف روانہ ہوا اور حمص اور اس میں موجود سلطانی ذخائر پر قبضہ کر لیا۔

اہل دمشق کی پریشانی:...... خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیلی اور دمشق تک جا پہنچی، اہل دمشق پریشان ہو گئے جبکہ لچے لفنگے لوگوں کو ہلڑ بازی اور فتنہ و فساد کا موقع مل گیا۔ شہر میں رہنے والے بڑے بڑے بزرگ غازان کے پاس گئے تاکہ اس کے بارے میں اس سے گفتگو کریں۔ بزرگوں کے اس وفد کے سربراہ بدرالدین بن جماعۃ تقی الدین ابن تیمۃ اور جلال الدین القزوینی جیسے لوگ کر رہے تھے۔ ان لوگوں کے جانے کے بعد شہر کے چھوٹے بڑے اچھے برے سب برابر ہو گئے۔

غازان کے ساتھ گفتگو:...... مشائخ اور بزرگوں نے غازان کے ساتھ صلح اور اس کی گفتگو کی تو غازان نے کہا کہ ہم تو یہ چاہتے تھے کہ صلح ہو جائے لیکن تم نے اعتراض کیا ہے۔ اسی دوران اس کے امراء اور سرداروں کا ایک گروہ بھی پہنچ گیا اور صلح کا فرمان پڑھا گیا۔ اس گروپ میں اسماعیل بن الامیر

اور شریف رضی بھی شامل تھے۔ صلح کی اس تحریر کو تاتاری اپنی زبان میں فرمان کہتے تھے۔

علم الدین کی رکاوٹ:...... امراء اور سردار سواریوں سے اتر پڑے اور شہر سے باہر بنے ہوئے باغوں میں گھومنے پھرنے لگے۔ علم الدین اسلحدار نے قلعے میں داخل نہ ہونے دیا۔ چنانچہ انہوں نے اس کے پاس اسمٰعیل کو بھیجا۔ اسمٰعیل نے اس کو قلعے سے باہر آنے کی دعوت دی اور امان کا وعدہ کیا۔ لیکن اسلحدار نہ مانا، پھر دمشق کے بڑے بڑے بزرگوں کو بھیجا گیا تو اس نے اور زیادہ سختی سے انکار کرنا شروع کر دیا۔ ناصر نے اس کو اسی طرح حفاظت کرتے رہنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ مدد غزۃ تک پہنچ چکی ہے۔ اتنے میں قفچق بکتمر بھی آ گیا چنانچہ یہ لوگ میدان میں نکل آئے اور قلعے کے حکمران سنجر کی فرمانبرداری کا اظہار کیا لیکن اس نے نہایت بداخلاقی کا مظاہرہ کیا اور کہا کہ سلطان آ گیا ہے اور اپنے پیچھے آنے والے تاتاری لشکر کو شکست دے دی ہے۔

غازان کی حکومت:...... پھر قفچق دمشق میں داخل ہو گیا اور دمشق اور شام پر غازان کی حکومت کا فرمان پڑھا۔ غازان نے اس کو قاضی بنایا اور اس نے جامع مسجد میں خطبے میں غازان کا نام شامل کر لیا۔ اس کے بعد پورے شہر، صالحیہ، مزۃ، داریا اور ان تمام علاقوں میں جہاں تاتاری لشکر موجود تھے، اپنا رنگ دکھانا شروع کر دیا، اور فتنہ وفساد شروع ہو گیا۔

ابن تیمیہ کی کوشش:...... ابن تیمیہ فوراً شیخ الشیوخ نظام الدین محمود شیبانی کے پاس پہنچے جو عادلیہ میں تھے، وہاں سے ان کو بھی ساتھ لیا اور صالحیہ پہنچے اور وہاں سے فسادیوں کو نکال باہر کیا۔ اس کے بعد یہ بزرگ حضرات شکایت کرنے کے لیے غازان سے ملاقات کرنے گئے۔ چنانچہ لوگوں نے انہیں غازان سے منع کیا کیونکہ وہ غازان سے ڈرتے تھے۔ لہٰذا ان میں پھوٹ پڑ گئی اور اس کا وبال بھی اہل شہر پر پڑا۔ چنانچہ وہ لوگ وزیر سعد الدین اور رشید الدین کے پاس واپس چلے گئے اور انہوں نے ان کے کہنے پر قیدیوں کو رہا کر دیا۔

تاتاریوں کی ریشہ دوانیاں:...... انہی دنوں لوگوں میں یہ خبر پھیل گئی کہ غازان نے مغلوں کی کھلی اجازت دے دی ہے کہ وہ جو چاہیں شہر میں کرتے پھریں، لوگ گھبرا گئے اور شیخ الشیوخ کی طرف بھاگے اور اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لیے چار لاکھ درہم ڈھلے ہوئے کی ادائیگی اپنے ذمے لازم کر لی۔ چنانچہ پھر اس تاوان کی ادائیگی پر ہر طرح مجبور کیئے گئے کبھی مارا پیٹا جاتا اور کبھی قید کر دیا جاتا۔ حتیٰ کہ تاتاریوں نے پورا تاوان وصول کر لیا۔

جبکہ دوسری طرف تاتاری مدرسہ عادلیہ پہنچے، قلعے کے نائب ارجواش نے اس مدرسہ کو آگ لگا دی اور جامع بنی امیہ نامی مسجد کے صحن میں منجنیق نصب کر دی تاکہ قلعہ کے خلاف اسے استعمال کیا جا سکے۔ لہٰذا اس نے اپنی پہلی والی حرکت دہرائی اور اس کو آگ لگا دی۔ مغل اس مسجد کی چوکیداری کرتے تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اس مسجد کو پامال کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی، ہر طرح اس کی توہین کی تھی، کوئی ایسا حرام کام نہ چھوڑا تھا جو اس میں نہ کیا ہو۔

اہل قلعہ کی تباہی:...... ان حالات سے تنگ آ کر اہل قلعہ نے بھی حملہ کر دیا اور اس نجار (بڑھئی) کو قتل کر ڈالا جو منجنیقیں بنایا کرتا تھا۔ دوسری طرف ارجواش نے اپنے آس پاس اردگرد بڑی تباہی مچا دی۔ گھروں، مدرسوں، عمارات اور دار السعادۃ کو تباہ کر دیا اور اہل قلعہ سے اتنا تاوان مانگا جو وہ بالکل نہ دے سکتے تھے۔

دوسری طرف علماء، قاضیوں، خطیبوں پر بھی سخت آزمائش اور کڑا وقت آیا۔ پنج وقتہ نمازیں اور جمعہ تک ختم ہو گیا۔ بہت سے مدرسے اور دار الحدیث کو بھی تباہ کر دیا گیا۔ بے انتہا قتل وغارت اور گرفتاریاں ہوئیں۔

غازان کی واپسی:...... پھر غازان نے دمشق اور شام کا حکمران قفچق کو، جبکہ حماۃ اور حمص کا حکمران بکتمر السلمدار کو اور صفد، طرابلس اور ساحل کا حکمران فارس الدین البکی کو مقرر کیا۔ شام میں اپنے نائب قطلوشاہ کو ساٹھ ہزار سپاہیوں کے ساتھ چھوڑا، اپنے وزیر بدر الدین بن فضل اللہ شرف

الدین ابن الامیر اور علاؤالدین بن القلانسی کو ساتھ لیا اور واپس روانہ ہو گیا۔

قلعے کا محاصرہ:......پھر قطلو شاہ نے قلعے کا محاصرہ کر لیا۔لیکن قلعہ فتح نہ کر سکا اور واپسی کا پختہ ارادہ کر لیا۔اسی سال ماہ جمادی میں قفچق نے اس کے لیے لفنگوں کو بھرتی کر دیا لیکن خود ان معاملات سے قدرے الگ تھلگ رہا چنانچہ لوگوں نے قدرے سکون کا سانس لیا۔

غزۃ اور رملہ کی تباہی:......پھر قفچق نے اپنے غلاموں کو حکم دے دیا،اسی دوران تاتاریوں کا وہ لشکر بھی واپس آ گیا جو ترکوں کا تعاقب کرتا ہوا القدس،غزۃ اور رملہ جا پہنچا تھا اور خوب بربادی پھیلائی تھی۔اس دن ان کا سربراہ تاتاری سرداروں میں سے مولائی تھا۔چنانچہ شیخ ابن تیمیہ اس سے ملے اور بعض قیدیوں کو رہا کروانا چاہا چنانچہ اس نے مطلوبہ قیدیوں کو رہا کر دیا۔

سلطان ناصر:......جب سلطان ناصر قلعے تک پہنچا تو اس کے ساتھ کتبغا العادل بھی پہنچا۔یہ صرخد میں سلطان ناصر کے نائب کے طور پر بھی اس کے ساتھ معرکے میں شریک رہا تھا۔چنانچہ جب شکست ہو گئی تو یہ بھی سلطان کے ساتھ ہی مصر واپس آ گیا اور نائب سلار کی خدمت میں رہا۔جبکہ سلطان نے لشکروں اور فوجوں کو خالی کیا۔ان کی تنخواہیں وغیرہ ادا کیں اور صالحیہ کی طرف روانہ ہو گیا وہیں اسے غازان کی شام سے روانگی کی اطلاع ملی۔طرابلس کے راستے میں حلب کا نائب بلبان الطباخی بھی اس سے آ ملا اور پھر دمشق کا نائب جمال الدین الافرم اور طرابلس کا نائب حکمران سیف الدین کرائی بھی اس سے آ ملا۔چنانچہ سلطان نے ان کی فوجوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔

حکمرانوں کی اطاعت:......انہی دنوں سلطان کو غازان کے نائب قطلر شاہ کی غازان کے پیچھے پیچھے شام سے روانگی کی خبر ملی چنانچہ بیبرس آگے بڑھا اور لشکروں کو لے کر روانہ ہوا۔قفچق،بکتمر اور البکی کے ساتھ اس کی خط و کتابت ہوئی۔ان سب نے سلطان کو اطاعت اور فرمانبرداری کا یقین دلایا اور بیبرس اور سلار سے ملے۔انہوں نے ان تینوں کو سلطان کے پاس صالحیہ بھیج دیا۔یہ واقعہ اسی سال شعبان کے مہینے کا ہے۔سلطان ان کے استقبال کے لیے گیا اور ان کی حد سے زیادہ عزت اور اکرام کیا اور خوب مال واسباب اور جاگیریں دیں۔

نئے حکمران:......سلطان نے قفچق کو شوبک کا حکمران مقرر کیا اور خود واپس مصر روانہ ہو گیا۔بیبرس اور سلار بھی مصر میں داخل ہوئے۔چنانچہ انہوں نے جمال الدین اقوش الافرم کو دمشق کا حکمران مقرر کیا۔جبکہ قراسنقر المنصوری الجوکندار کو حلب کا نائب مقرر کیا۔کیونکہ بلبان الطباخی اس عہدے سے استعفیٰ دے چکا تھا۔طرابلس کا حکمران سیف الدین قطلبک،حماۃ کا حکمران کتبغا العادل کو مقرر کیا۔جبکہ بدرالدین ابن جماعۃ کو دمشق کا قاضی مقرر کیا۔کیونکہ اس سے پہلے دمشق کے قاضی امام الدین بن سعد الدین القزوینی وفات پا چکے تھے۔

لشکر کی روانگی:......پھر ۱۵ شوال کو بیبرس اور سلار مصر واپس آ گئے۔جبکہ دوسری طرف افرم نے دمشق کے رہنے والوں میں سے ان لوگوں کی گوشمالی شروع کی۔جنہوں نے تاتاریوں کی خدمت کی تھی یا ان کے کام آئے تھے۔

پھر اپنے لشکر اور فوجوں کو جبل کردان اور درزیہ کی طرف جہاد کے لیے بھیجا تاکہ اپنی شکست کا بدلہ لے سکیں۔اور اہل دمشق پر غداری اور اسلحہ اٹھانے کے بدلے ٹیکس مقرر کر دیا۔اس کے علاوہ اہل دمشق اور مصر کے لیے مال کی ادائیگی ضروری قرار دی تاکہ شہسواروں اور ٹھکانوں کا بندوبست ہو سکے۔یہ ذمہ داری چار مہینے کے لیے تھی۔اس کے علاوہ گاؤں دیہاتوں پر اس قسم کے ٹیکس مقرر کیے گئے۔

تاتاریوں کی افواہ:......اسی سال ۷۰۰ھ میں یہ افواہ بڑی شدومد سے پھیلی کہ تاتاریوں نے دوبارہ حملہ کر دیا ہے۔چنانچہ سلطان نے رعایا پر کچھ مزید ٹیکس لگائے اور پھر شام کی طرف متوجہ ہوا۔یہ تمام ٹیکس وغیرہ سلطان نے فوجوں اور لشکروں کی نئے سرے سے تیاری اور دیگر ضروریات کے لیے استعمال کیے۔پھر روانہ ہوا اور غزۃ کے مضافات میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالا اور مختلف شہروں کی دیکھ بھال کرنے لگا۔پھر دو ہزار شہسوار دمشق کی طرف بھیجے اور خود ربیع الثانی کے ختم ہوتے ہی مصر واپس آ گیا۔

غازان کا حملہ:......پھر غازان اپنی فوجیں اور لشکر لے کر حملہ آور ہوا۔رعایا نے افراتفری کے عالم میں اس کے آگے آگے بھاگنا شروع کر دیا۔بے

چینی، خوف اورافراتفری اس حد تک بڑھی کہ سارے راستے اور سمتیں بھاگتے ہوئے لوگوں سے بھر گئے۔ غازان نے حلب اور مرس کے درمیان پڑاؤ ڈالا اوران علاقوں کو اپنے مقابلے پر رکھ لیا اور انطا کیہ اور جبل السمر تک مختلف علاقوں کا صفایا کرتا چلا گیا۔ لیکن انہی دنوں موسم خراب ہو گیا، سردی بہت زیادہ بڑھ گئی، بارشیں بہت ہونے لگیں ہر طرف کیچڑ پھیل گئی۔ پیچھے سے آنے والی امداد اور کمک بھی بند ہو گئی۔ کھانے پینے کا سامان بھی ختم ہونے لگا اور برف باری کی وجہ سے چراگاہیں بھی غائب ہو گئیں، چنانچہ غازان کو اپنے لشکر سمیت واپس آنا پڑا۔

صلح کا آغاز:......سلطان نے شام بھیجنے کے لیے لشکر صغد کے نائب بکتمر اسلحد ار کی سربراہی میں بھیجے جانے تھے، چنانچہ اس کی جگہ سیف الدین قنجاص المنصوری کو مقرر کیا گیا۔ پھر سلطان ناصر اور غازان کے درمیان خط و کتابت ہونے لگی۔ سلطان ناصر کے پاس غازان کے نمائندے اور غازان کے پاس سلطان کے نمائندے اور سفیر آنے جانے لگے۔ انہی دنوں سلطان نے حمص کی حکومت پر فارس الدین البکی کو مقرر کیا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

خلیفہ حاکم کی وفات:......انہی دنوں خلیفہ حاکم بامر اللہ کا انتقال ہو گیا۔ یہ وہی خلیفہ ہے جسے سلطان ظاہر بیبرس نے خلیفہ بنوایا تھا اور خود بھی اس کی بیعت کی تھی۔ یہ واقعہ ۶۶۰ھ میں ہوا تھا، جبکہ خلیفہ کی وفات ۷۰۱ھ میں ہوئی، خلیفہ حاکم بامر اللہ نے ۴۱ سال خلافت کی۔

مستکفی کی خلافت:......وفات سے پہلے حاکم بامر اللہ نے اپنے بیٹے ابوالربیع سلیمان کو ولیعہد بنایا تھا۔ چنانچہ ناصر نے اس کی بیعت کی اور اس کا لقب مستکفی رکھا (یہ مصر میں اپنے باپ خلیفہ حاکم بامر اللہ کے بعد بنوعباس کا دوسرا خلیفہ تھا) انہی دنوں صعید (بالائی مصر) میں مصری رعایا اور عربوں کی آپس میں کھٹ پٹ شروع ہو گئی۔ رعایا نے سلطن ناصر سے شکایت کی۔ لیکن جب عربوں کا فتنہ وفساد حد سے زیادہ ہو گیا تو سلطان نے لشکر تیار کیا اور شمس الدین قراسنقر کی سربراہی میں عربوں کی گوشمالی کے لیے روانہ کیا۔

بدوؤں کی اطاعت:......قراسنقر نے بدوؤں کا دماغ درست کیا اوران کا خوب صفایا کیا۔ یہاں تک کہ بدوؤں نے دوبارہ اطاعت کا اظہار کیا، چنانچہ ان ریشہ دوانیوں کے بدلے ان پر پندرہ لاکھ درہم، ایک ہزار گھوڑے، دو ہزار اونٹ اور دس ہزار بکریوں کی ادائیگی ان پر لازم کی گئی۔ اس مال کی ادائیگی پر وہ رضا مند ہو گئے۔ لیکن پھر انہوں نے غداری کی تو سلدار اور بیبرس نے ان پر دوبارہ حملہ کیا اور انہیں خوب تباہ و برباد کیا ان کا سارا مال و اسباب اور جانور وغیرہ لوٹ کر لے گئے۔

مکہ کے گورنر کی گرفتاری:......پھر بیبرس سلطان سے اجازت لے کر حج ادا کرنے کے لیے مکہ مکرمہ روانہ ہوا۔ انہی دنوں مکہ معظمہ کے گورنر ابونمی کا انتقال ہو چکا تھا۔ اور اس کی وفات کے بعد اس کے دو بیٹے امیثہ اور خمیصہ حکومت کر رہے تھے، لیکن ان دونوں نے اپنے دو بھائیوں ابوالمغیث اور عطیفہ کو قید میں رکھا ہوا تھا۔ چنانچہ یہ دونوں موقع پاتے ہی فرار ہو گئے اور بیبرس کے پاس پہنچ کر اپنے دونوں بھائیوں کی شکایت کرنے لگے۔ چنانچہ بیبرس نے رمیثہ اور خمیصہ کو گرفتار کر لیا اور اپنے ساتھ قاہرہ لے گیا۔

ارواد پر حملہ اور اس کی فتح:......۷۰۲ھ میں مصری بحریہ حرکت میں آئی اور مصری جنگی کشتیاں اور جہاز بحر طرطوس میں موجود جزیرے ارواد کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔ اس جزیرے پر انگریزوں نے قلعے بنا رکھے تھے اور وہاں رہا کرتے تھے۔ چنانچہ مصری فوج نے زبردست حملہ کیا اور اس جزیرے پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے رہنے والوں کو گرفتار کر لیا اور جزیرے کو تباہ و برباد کر دیا حتیٰ کہ اثار تک مٹا دیئے۔ (اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والے ہیں)

ذمیوں کے ساتھ معاہدہ:......۷۰۰ھ میں مغرب سے ایک وزیر نمائندہ بن کر مصر آیا۔ یہاں پہنچ کر اس نے ذمیوں کی خوشحالی، عیش و عشرت اور حکومت میں بڑھتا ہوا اثر و رسوخ دیکھا تو یہ باتیں اسے بہت بری لگیں۔ ان باتوں کا علم جب سلطان کو ہوا تو سلطان نے علماء اور فقہاء کو جمع کیا تاکہ ذمیوں کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کی روک تھام کی جا سکے اور ذمیوں کے ساتھ وہی سلوک کریں۔ جو اسلام کے ابتدائی زمانوں میں ہوا کرتا تھا۔

چنانچہ تمام علماء نے مشورے میں مندرجہ ذیل باتیں طے کیں۔

طے شدہ باتیں:...... ذمیوں کی کچھ ایسی علامات ہونی چاہئیں جس سے وہ مسلمانوں سے الگ پہچانے جاسکیں۔ خواہ وہ یہودی ہوں یا عیسائی جیسے۔ مثلاً

۱۔ عیسائیوں کالی پگڑیاں باندھیں اور یہودی پیلی

۲۔ ان کی عورتیں بھی مسلمان عورتوں سے الگ نظر آنے کے لیے مناسب علامات اختیار کریں۔ نہ تو ذمی گھوڑے پر ہوں اور نہ اسلحہ اٹھائیں۔

۳۔ جب سوار ہوتو گدھے پر اور وہ بھی چوڑائی کے لحاظ سے (یعنی جس طرح ہمارے ہاں خواتین موٹر سائیکل پر بیٹھتی ہیں، مترجم) اور راستے کے بیچ میں نہ چلا کریں۔

۴۔ ذمیوں کی آواز مسلمانوں کی آواز سے اونچی نہ ہوا کرے۔

۵۔ ذمیوں کی عمارتیں اور گھر بھی مسلمانوں کے گھروں سے اونچے اور بلند نہ ہوا کریں۔

۶۔ ذمی اپنی خاص رسوم رواج کا اظہار کھلے عام نہ کیا کریں۔

۷۔ ذمی ناقوس نہ بجایا کریں۔

۸۔ نہ کسی مسلمان کو عیسائی بنائیں (یعنی مسلمانوں کو عیسائیت کی تبلیغ نہ کریں) اور نہ کسی مسلمان کو یہودی بنائیں۔

۹۔ کسی سے مسلمان غلام نہ خریدیں۔

۱۰۔ اور نہ کسی مسلمان جنگی قیدی کو پکڑیں۔

۱۱۔ ذمی ایسی کوئی چیز نہ خریدیں جو مسلمانوں کے حصے میں آچکی ہیں۔

۱۲۔ کوئی بھی ذمی جب حمام میں داخل ہوتو اپنے گلے میں گھنٹی باندھ لے تاکہ پہچانا جائے۔

۱۳۔ اپنی انگوٹھیوں اور نگینوں پر عربی میں نقوش نہ بنوائیں۔

۱۴۔ اپنی اولاد کو قرآن کریم کی تعلیم نہ دیں۔

۱۵۔ مسلمان خادم سے کوئی مشکل کام نہ لیں۔

۱۶۔ آگ نہ جلائیں۔

۱۷۔ اگر کسی ذمی نے مسلمان عورت سے زنا کیا تو اس ذمی کو قتل کر دیا جائے۔

چنانچہ ان شرائط کے مطابق معاہدہ ہوگیا، عیسائیوں کے بڑے مذہبی رہنما نے کہا کہ مجھ پر میری قوم اور میرے ساتھیوں پر اس معاہدے کی خلاف ورزی حرام ہے۔ اسی طرح یہودیوں کے رہنما نے کہا کہ میرے گروہ اور میری قوم پر اس معاہدے کی پابندی ضروری ہوگئی۔ چنانچہ اس معاہدے کو لکھوا کر چاروں طرف کے صوبوں اور ان کے گورنروں کے پاس بھجوا دیا گیا۔

ذمیوں کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معاہدہ:...... مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ پر اس معاہدے کا بھی ذکر کر دیا جائے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ذمیوں کے درمیان ہوا تھا۔ جو مندرجہ ذیل ہے۔

شام اور مصر کے عیسائیوں کی طرف سے امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے نام جس وقت آپ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے اپنی اولاد کی اور اپنی قوم کی جان اور مال کی حفاظت کے لیے آپ سے عرض کی تھی۔ چنانچہ اس کے بدلے میں ہم مندرجہ ذیل شرائط کی پابندی کریں گے۔

شرائط:......

۱۔ ہم اپنے شہروں میں اور ان کے آس پاس نہ ہی کوئی نئی خانقاہ تعمیر کریں گے اور نہ گرجا اور نہ راہبوں کے لیے کوئی نئی عمارت بلکہ اگر کسی نئی

عمارت کی تعمیر شروع ہو چکی ہوئی تو اسے مکمل نہ کریں گے اور اگر کوئی عمارت تباہ ہو چکی ہوئی تو اسے نئے سرے سے تعمیر نہ کریں گے۔

۲۔ ہم مسافروں کے لیے اپنے دروازے کھلے رکھیں گے اور اگر کوئی مسلمان مسافر آیا تو تین دن تک اسے اپنے پاس رکھیں گے اور کھانا کھلائیں گے۔

۳۔ ہم اپنے گھروں اور گرجوں میں کسی جاسوس کو نہ چھپائیں گے اور نہ کوئی عیب مسلمانوں سے چھپا کر رکھیں گے۔

۴۔ اپنے بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم نہ دیں گے اور نہ ہی اپنے مذہب کی تبلیغ کریں گے۔

۵۔ ہم میں سے یا ہمارے رشتے داروں میں سے اگر کوئی مسلمان ہونا چاہے تو اسے نہیں روکیں گے۔

۶۔ مسلمانوں کا احترام کریں گے اور اگر وہ ہمارے پاس بیٹھنا چاہیں تو ہم کھڑے ہو کر ان کا استقبال کریں گے۔

۷۔ ہم مسلمانوں جیسے لباس، عمامہ، ٹوپی اور جوتے استعمال نہیں کریں گے اور نہ مسلمانوں جیسے بال بنائیں گے، نہ ان جیسے نام رکھیں گے اور نہ کنیت استعمال کریں گے۔

۸۔ نہ ہم گھوڑے پر سوار ہونگے، نہ تلوار لٹکائیں گے، نہ ہتھیار بنائیں گے اور نہ اپنے پاس رکھیں گے۔

۹۔ اپنی انگوٹھیوں اور نگینوں پر عربی میں نقوش نہیں بنوائیں گے۔

۱۰۔ ہم مہمان کا استقبال کریں گے خواہ کہیں بھی ہوں۔

۱۱۔ ہم اپنی کمر پر زنار باندھیں گے اور صلیبوں کو واضح نہ کریں گے۔

۱۲۔ ہم اپنا دریچہ یا آرام گاہ نہ مسلمانوں کے راستوں میں کھولیں گے اور نہ ان کے بازاروں میں۔

۱۳۔ نہ ہم مسلمانوں کے سامنے ناقوس بجائیں گے اور نہ اپنے خاص مذہبی رسم ورواج کا اظہار کریں گے۔

۱۴۔ ہم اپنے جنازوں میں اپنی آواز بلند نہ کریں گے اور نہ اپنے مردے ان کے پاس دفنائیں گے۔

۱۵۔ مسلمانوں کے راستوں اور بازاروں میں آگ روشن نہ کریں گے۔

۱۶۔ ہم وہ غلام بھی نہ خریدیں گے جو مسلمانوں کے حصے میں آ چکا ہے۔

۱۷۔ نہ ہم اپنی عمارتیں مسلمانوں کی عمارتوں سے زیادہ بلند کریں گے اور نہ ان کے گھروں پر جھانکیں گے۔

چند مزید شرائط:...... یہ معاہدہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس میں یہ اضافہ بھی کیا کہ ”ہم (یعنی عیسائی) کسی مسلمان کو نہ مروائیں گے اور ہم نے یہ شرائط خود اپنے آپ پر، اپنی قوم اور قبیلے پر لازم کر لی ہیں اور ان کے بدلے امان حاصل کی ہے۔ چنانچہ اگر ہم نے ان شرائط کی ذرہ برابر بھی خلاف ورزی کی جن کو ہم نے اپنے آپ پر اور اپنی قوم پر ضروری قرار دیا ہے، تو آپ پر ہمارے کوئی ذمہداری نہ ہوگی، اور ہمارے ساتھ وہ سلوک کرنا جائز ہو جائے گا جو دشمنوں اور مخالفوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں ایک اور شرط کا اضافہ کیا کہ ”جو کسی مسلمان کو جان بوجھ کر مارے گا تو اس نے اس معاہدے کو توڑ دیا“۔ اور پھر اس معاہدے کو نافذ کرنے کا حکم دے دیا۔

معاہدے کی اہمیت:...... (یہ معاہدہ مسلمانوں کے لیے بہت اہم حیثیت کا حامل تھا)۔ چنانچہ فقہاء نے بھی اسی معاہدے کے مطابق ذمیوں کے بارے میں فتوے دیئے اور معاہدہ شرعی دلیل کا ماخذ بھی ہے اور اسی کو بنیاد بنا کر نئے پیش آنے والے مسائل کے بارے میں اجتہاد اور قیاس کیا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تائید وتوثیق:...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ہر وہ گرجا گرا دیا جائے جو ہجرت کے بعد بنایا گیا تھا۔ صرف ان گرجوں کو باقی چھوڑا گیا تھا جو اسلام سے پہلے سے بنے ہوئے تھے۔

عروۃ بن محمد فرماتے ہیں کہ اس کے بعد یمن کے علاقے صغاء کے تمام گرجے گرادیئے گئے۔قبطیوں نے بعض گرجوں کو گرادیا اور بعض کے بارے میں صلح کرلی اور ہجرت سے پہلے کے گرجوں کے علاوہ باقی سب گرجوں کو گرادیا گیا۔ چنانچہ اس طرح کے گرجوں اور دوسری عبادت گاہوں کے باقی رکھنے یا گرائے جانے کے بارے میں فقہا کرام میں اختلاف مشہور ہے(اور توفیق تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے)

تاتاریوں کا دھوکہ:......پھر ۷۰۰ھ میں تاتاریوں کی نقل وحرکت کی اطلاعات آنے لگیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قطلوشاہ فرات تک آچکا ہے اور اس نے اپنا نمائندہ حلب کے نائب کے پاس اس پیغام کے ساتھ بھیجا ہے کہ ہمارے علاقوں میں قحط سالی شروع ہوگئی ہے اس لیے ہم نئی چراگاہوں کی تلاش میں دریائے فرات کے آس پاس کے علاقوں میں آرہے ہیں۔ چنانچہ اس طرح تاتاریوں نے دھوکہ دیا جس کی وجہ سے رعایا اپنے حفاظت کے انتظام سے غافل رہی اور میدانوں اور چراگاہوں سے نہ بھاگی

رحبہ کا محاصرہ:......پھر یہ اطلاعات ملیں کہ تاتاریوں نے دریائے فرات پار کرلیا ہے چنانچہ یہ خبر سنتے ہی سب لوگ ادھر ادھر بھاگ گئے اور تاتاریوں نے مرعش نامی مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ دوسری طرف مصری حکومت بھی تاتاریوں سے غافل نہ تھی۔ چنانچہ انہوں نے شام کی حفاظت کے لیے لشکر روانہ کیا جو دمشق جا پہنچا۔ دمشق میں لشکر کو یہ معلوم ہوا کہ تاتاریوں کا سلطان قازان اپنی فوجوں کے ساتھ رحبہ پہنچ گیا ہے اور اس کا محاصرہ کرلیا ہے۔ رحبہ کے نائب حکمران نے انہیں ضروریات کی چیزیں خوراک اور چارہ وغیرہ پیش کیا اور معافی مانگی اور کہا کہ اگر آپ دوبارہ شام کو فتح کرلیں تو میں رحبہ آپ کا فرمانبردار رہونگا۔ کیونکہ پھر رحبہ کی حیثیت شام کے سامنے کچھ بھی نہیں۔ رحبہ کے نائب حکمران نے اپنے بیٹے کو بھی بطور ثبوت کے پیش کیا لیکن بادشاہ نے کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کی بلکہ کچھ عرصہ بعد اپنے ملک واپس جانے کے لیے دریائے فرات پار کیا اور روانہ ہوگیا۔ اس سے پہلے تاتاری بادشاہ نے اہل شام کے نام ایک تفصیلی خط بھی بھیجا تھا جس میں ان سے کہا تھا کہ نہ وہ مصری حکومت سے مدد حاصل کریں اور نہ اسے جنگ کرنے پر اکسائیں۔ اس نے نرم لہجہ اختیار کرکے اہل شام کو دھوکہ دینے کی کوشش کی تھی۔

مصری افواج:......لیکن پھر قطلوشاہ اور جوبان تاتاری لشکر کو لے کر آگے بڑھے، ان کی فوج کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کی تعداد نوے ہزار یا اس سے بھی زیادہ تھی۔ جب ان کے مسلسل آگے بڑھنے کی اطلاع سلطان کو ملی تو اس نے حکومت مصر کے نگران بیبرس کی سربراہی میں ایک لشکر شام کی طرف بھیجا اور خود سلدر کے ساتھ فوجیں لے کر اس لشکر کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا، اس کے علاوہ ان کے ساتھ خلیفہ ابوالربیع بھی تھا۔ انہوں نے پوری تیاری کرکے کوچ کیا تھا۔ جب بیبرس دمشق پہنچا تو دمشق کے نائب حکمران قراسنقر منصوری کے پاس حماۃ کے حکمران کتبغا عادل اور طرابلس کے نائب حکمران اسدالدین کرجی بھی وہاں اپنے لشکر لے کر پہنچ چکے تھے۔

جنگ کا آغاز:......تاتاریوں نے فریقین (یا بمعنی دودیہات، مترجم) پر حملہ کیا۔ یہاں ترکمانوں کے کچھ قبیلے رہتے تھے۔ انہوں نے جب تاتاری لشکر کو دریائے فرات پار کرتے ہوئے دیکھا تو بھاگنے لگے۔ لیکن تاتاریوں نے تعاقب کیا اور ان کے مال واسباب سمیت انہیں پکڑ لیا۔ دوسری طرف سے حلب کے لشکر نے ان تاتاری فوجوں کا تعاقب کیا اور زبردست حملہ کردیا اور ترکمانوں کو ان کے قبضے سے نجات دلائی۔

سلطان کی آمد:......دوسری طرف قطلوشاہ اور جبان اپنی فوجیں لیے ہوئے دمشق کی طرف روانہ ہوئے وہ سمجھ رہے تھے کہ سلطان اب تک مصر سے روانہ نہ ہوا ہوگا۔ جبکہ مسلمان فوجیں اس وقت رکن الدین بیبرس کی سربراہی میں مرج الصفر نامی جگہ پر ٹھہری ہوئیں تھیں۔ اس جگہ کو شقحب کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ وہاں دمشق کا نائب حکمران اقوش افرم بھی موجود تھا۔ یہ سب سلطان کی آمد کا انتظار کررہے تھے لیکن جب انہیں تاتاریوں کے بارے میں اطلاعات ملیں تو اپنے مراکز سے پیچھے ہٹ گئے۔ ان لشکروں کے پیچھے ہٹ جانے سے عام مسلمان خوفزدہ ہوگئے اور ادھر ادھر بھاگنے لگے لیکن اسی سال یکم رمضان المبارک کو سلطان اپنے لشکر سمیت پہنچ گیا اور فوجیں تیار کرکے مقابلے کے لیے تیار ہوگیا۔

معرکہ مرج الصفر:......چنانچہ مرج الصفر نامی جگہ پر جنگ شروع ہوئی۔ تاتاریوں نے مسلمان فوج کے میمنہ پر حملہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں

ثابت قدم رکھا اور اسلامی فوج صبر استقامت سے رات تک جنگ لڑتی رہی اس مقابلے میں مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت نے جام شہادت نوش کیا۔

تاتاریوں کی شکست: ...... آخر کار تاتاری فوج کو شکست ہوئی اور تاتاری فوج بھاگ کھڑی ہوئی اور بھاگ کر انہوں نے ایک پہاڑ کے دامن میں پناہ لی۔ سلطان نے فوج کے ساتھ ان کا تعاقب کیا اور صبح تک پہاڑ کا محاصرہ کیے رکھا لیکن جب مسلمانوں نے دیکھا کہ اب تاتاری بھی جان لڑانے پر تلے ہوئے ہیں تو مسلمانوں نے اپنے محاصرے میں کچھ سمتوں سے راستہ کھول دیا جہاں سے چپکے چپکے تاتاری فوج نکل کر قطلو شاہ اور جوبان کے پاس پہنچ گئی لیکن جو لوگ بچ گئے ان پر شام کی فوج نے حملہ کر کے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔

مسلمانوں کی تدبیر: ...... چونکہ سلطان نے دریاؤں اور نہروں کی دیکھ بھال کرنے والوں سے پہلے ہی سے کہہ رکھا تھا۔ چنانچہ انہوں نے نہروں میں شگاف ڈال دیئے اور دریاؤں اور نہروں کا پانی میدانوں اور راستوں پر چھوڑ دیا۔ جس کی وجہ سے جگہ جگہ کیچڑ اور دلدل بن گئے تھے۔ جبکہ دوسری طرف مسلمانوں کی فوج نے تاتاری فوج کا تعاقب شروع کر دیا۔ تاتاری فوج بھاگی اور اس کیچڑ اور دلدل میں پھنس گئی۔ جلد ہی اسلامی فوج بھی وہاں جا پہنچی اور تاتاریوں کا قتل عام شروع کر دیا۔ جبکہ دوسری طرف سلطان نے تاتاریوں کے بادشاہ غازان (قازان) جو تاتاریوں کی کسمپرسی کی تفصیلات لکھ بھیجیں جنہیں پڑھ کر غازان نہایت غمگین ہو گیا اور اس کا دل ٹوٹ گیا جبکہ مصر میں سلطان نے مسلمانوں کی کامیابی کی خوشخبری کی تفصیلات لکھ بھیجیں۔

کامیابی کے اثرات: ...... اس کے بعد بلیان دمشق پہنچا اور عید الفطر تک وہیں ٹھہرا رہا۔ عید کے تیسرے دن مصر کی طرف روانہ ہوا اور ماہ شوال کے آخر میں مصر جا پہنچا۔ اہل مصر نے شاندار جلوس نکالا اور جشن منایا۔ ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھیں۔ کیونکہ اس نے زبردست فتح کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں کا نام روشن کیا تھا۔ شعراء نے بہترین قصیدے پڑھ کر سنائے۔

کتبغا کی وفات: ...... اسی سال کتبغا العادل کا انتقال ہوا وہ اس سے پہلے مصر کا بادشاہ بھی رہ چکا تھا جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں، بہر حال کتبغا العادل کو دمشق میں دفن کیا گیا۔

اس کے علاوہ حمص کے نائب حکمران بلیان جو کندار بھی وفات پا گیا اور مصر کے شیخ قاضی تقی الدین ابن دقیق العید کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔ آپ چھ سال تک مصر میں قضاء کے عہدے پر فائز رہے ان کے بعد شیخ بدر الدین ابن جماعۃ کو مصر کا قاضی مقرر کیا۔

غازان کی موت: ...... جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ سلطان کے خط کی وجہ سے غازان بہت غمگین ہو گیا تھا، چنانچہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس غم کی وجہ سے غازان کو تیز بخار ہوا جس کی وجہ سے اسی سال غازان کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی جگہ اس کا بھائی خربندا تاتاریوں کا بادشاہ بنا۔

اس کے علاوہ اسی سال سلطان نے شریف مکہ (یعنی مکہ کے گورنر) ابونمی کے دونوں بیٹوں رمیثہ اور خمیصہ کو رہا کر دیا اور ان دونوں کو دوبارہ ان کے بھائیوں عطیفہ اور ابوالغیث کی جگہ مکہ مکرمہ کا حکمران مقرر کیا۔

ارمن کی تاریخ: ...... ہم اس سے پہلے اس قوم یعنی ارمنوں کا کچھ ذکر کر چکے ہیں۔ وہیں ہم یہ بھی بتا چکے ہیں کہ یہ کرج کے رشتے دار ہیں اور قویل بن ناحور بن آذر کی اولاد میں سے ہیں۔ اور ناحور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی تھے۔ بعد میں ان کی نسلوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا اور اسی ارمن قوم کے نام کی وجہ سے اس جگہ کا نام ارمینیہ پڑ گیا۔ جہاں یہ لوگ رہا کرتے تھے۔ اور ہم یہ بھی پہلے بتا چکے ہیں کہ ان کا دار الحکومت اور پایہ تخت خلاط تھا اور ان کے بادشاہ کو نکفور کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ مسلمانوں نے ان کے خلاف کامیابی حاصل کرنے کے بعد ان پر جزیہ مقرر کر دیا تھا اور مختلف حکمران ان پر حکومت کرتے رہتے تھے اور آئے دن ان کے علاقوں میں فتنہ فساد برپا ہوتا رہتا تھا۔ حتیٰ کہ خود ان کا دار الحکومت خلاط اس فتنے فساد کی وجہ سے برباد ہو گیا۔ پھر اس کے بعد انہوں نے اپنا پایہ تخت حلب کے قریبی علاقے سیس کو قرار دیا اور خود بھی وہیں منتقل ہو گئے۔ لیکن مسلمانوں کا مقرر کردہ جزیہ وہ ادا کرتے رہتے تھے۔

قلیچ بن الیون: ...... سلطان نور الدین عادل کی حکومت کے زمانے میں ارمنوں کا بادشاہ قلیچ بن الیون تھا۔ اس نے سلطان نور الدین العادل کی بہت

خدمت کی۔ سلطان نے بھی اس کا بہت خیال رکھا اور جاگیریں وغیرہ دیں حتیٰ کہ کی جب قلیچ بن الیون نے اردن، طرسوس اور مصیصہ پر قبضہ کرلیا اور یہ علاقے رومیوں سے چھین لیے تو سلطان نورالدین عادل کے بعد سلطان صلاح الدین نے بھی اس بادشاہ کو اس کی پہلی خدمات پر بحال رکھا اور یہ علاقے بھی اس کے پاس رہنے دیئے۔

لیکن کچھ عرصے بعد ارمنوں نے ترکمانوں کے ساتھ غداری کی تو سلطان صلاح الدین نے ارمینیہ پر حملہ کردیا اور تباہ و برباد کردیا۔ تنگ آ کر ان لوگوں نے اطاعت اور فرمانبرداری کا اظہار کیا اور دوبارہ سے جزیہ دینے لگے اور خوشگوار ماحول میں اچھے پڑوسیوں کی طرح حلب کے پاس ہی رہنے لگے۔

ہیثوم:......سلطان ظاہر بیبرس کے زمانے میں ارمنوں کا بادشاہ ہیثوم بن قسطنطین بن یانس مقرر رہوا، یوں لگتا ہے کہ وہ یا تو قلیچ کی نسل سے تھا یا اس کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ جس وقت ہلاکو خان شام اور عراق کا بادشاہ بنا تو اس نے بھی ہیثوم کی بادشاہت کو برقرار رکھا۔ لہٰذا اس نے بھی شام کے حملوں میں تاتاریوں کا خوب ساتھ دیا۔ اس کے علاوہ ۶۶۲ھ میں روم کے تاتاری بادشاہ کے خلاف بھی اس نے جنگ کی۔ اسی جنگ میں یہ حلب کے عرب بدوؤں کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ اور ان لوگوں نے عنتاب کے علاقے میں خوب تباہی پھیلائی۔ لیکن اس کے بعد ہیثوم نے اپنے بیٹے کو بادشاہ بنا دیا اور خود راہب بن گیا۔

سلطان ظاہر کا حملہ:......۶۶۴ھ میں سلطان ظاہر بیبرس نے حماۃ کے حکمران قلدون منصور کی سربراہی میں ارمینیہ پر حملے کے لیے فوجیں روانہ کیں۔ جبکہ دوسری طرف ارمنوں کا بادشاہ الیون اپنا لشکر لے کر مقابلے کے لیے دربند پہنچا، مقابلہ ہوا جس میں ارمنوں کو شکست ہوئی اور لیون کو گرفتار کرلیا گیا۔ اسلامی لشکر نے ان کے شہر سیس کو تباہ و برباد کردیا۔ ارمنی بادشاہ لیون کے باپ اور سابق بادشاہ ہیثوم نے اپنے بیٹے کو چھڑوانے کے لیے بہت سامان و دولت اور قلعے پیش کیے لیکن سلطان ظاہر نے یہ شرط لگائی کہ وہ سنقر الاشقر اور اس کے دیگر ساتھیوں کو ابغا بن ہلاکو خان کی قید سے چھڑوا کر لائے، کیونکہ ہلاکو خان ان کو حلب کے قید خانے سے نکال کر اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ ہیثوم نے یہ درخواست ابغا کی حدمت میں پیش کی۔ ابغا نے اس کی درخواست منظور کرلی اور سنقر الاشقر اور اس کے ساتھیوں کو رہا کردیا۔ اس کے علاوہ ہیثوم نے اپنے بیٹے کے فدیے کے طور پر مزید پانچ قلعے بھی دیئے جن میں اغبان اور مرزبان بھی شامل تھے۔

لیون بن ہشوم کی حکومت:......پھر ۶۶۹ھ میں ہیثوم کا انتقال ہوگیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا لیون دوبارہ بادشاہ بنا اور یہ بادشاہت اس کی نسل میں چلتی رہی۔ چونکہ ترک ان کے پڑوسی تھے اور حلب میں رہتے تھے۔ لہٰذا ارمنوں اور ترکوں میں آپس میں جنگیں رہتی تھی، آئے دن ترک ان پر حملے کرتے رہتے تھے، آخر تنگ آ کر انہوں نے صلح کرلی اور جزیہ دینا منظور کرلیا، یہاں رومی علاقوں کے تاتاری حکمرانوں کی طرف سے ایک نگران فوج بھی رہا کرتی تھی۔

سنباط بن لیون:......لیون کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ہشوم ثانی بادشاہ بنا، لیکن اس کے بھائی سنباط نے اس پر حملہ کردیا اور اس کو گرفتار کرلیا۔ اس کی ایک آنکھ پھوڑ دی اور پھر اسے قید کردیا جبکہ اپنے چھوٹے بھائی یروس کو قتل کردیا۔

دوسری طرف اس موقع کو مناسب سمجھ کر سلطان کتبغا عادل کے ترک سپاہیوں نے ان کے قلعے حموص پر حملہ کردیا، خود ارمنوں نے سنباط کو کمزور سمجھ کر اسے قتل کرنا چاہا لیکن یہ اپنی جان بچانے کے لیے قسطنطنیہ کی طرف بھاگ گیا۔

اندین بن لیون:......اس کے بعد ارمنوں نے اس کے دوسرے بھائی اندین کو بادشاہ بنالیا، اس نے بادشاہ بنتے ہی مسلمانوں سے صلح کرلی اور مرعش نامی قلعہ مسلمانوں کے حوالے کردیا۔ اس کے علاوہ وہ تمام علاقے بھی مسلمانوں کے حوالے کردائے جو دریائے جیحون کے کنارے واقع تھے۔ مسلمان فوجوں نے ان قلعوں کو بطور سرحد استعمال کیا اور اپنے ٹھکانوں پر واپس آ گئے۔

کچھ عرصے بعد ۶۶۹ھ میں اندین نے اپنے بھائی ہیثوم ثانی کو رہا کردیا جس کو سنباط نے کانا کردیا تھا۔ ہیثوم ثانی کچھ عرصہ تو شرافت سے رہا

لیکن پھر موقع غنیمت دیکھ کر اس نے اندین پر حملہ کر دیا۔ اندین بھاگ کر قسطنطنیہ چلا گیا اور ہیثوم ثانی دوبارہ ارمنوں کا بادشاہ بن گیا اور سیس پر حکومت کرنے لگا، انتظامات وغیرہ درست کرنے کے لیے اس نے اپنے بھتیجے تروس معسول کو اپنا اتابک مقرر کر لیا۔ چنانچہ پورے ملک کے انتظامات ٹھیک ٹھاک ہو گئے۔

ارمنوں کا فتنہ اور ان کی سرکوبی:......جب قازان یا غازان نے سلطان ناصر کے ساتھ جنگ کی (جس کا ذکر ابھی ہم کر چکے ہیں) و ہیثوم ثانی بن لیون نے تاتاریوں کا ساتھ دیا تھا اور ارمنوں نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حد سے زیادہ فتنہ وفساد برپا کیا تھا اور اپنے کچھ علاقے بھی مسلمانوں سے واپس چھین لیے تھے۔ لیکن جب سلطان ناصر نے ۷۰۳ھ میں تاتاریوں کو مار بھگایا تو اس کے بعد اس نے ارمینیہ کی طرف بھی اپنی فوجیں بھیجیں، انہوں نے ارمنوں کو سبق سکھایا اور اپنے قلعے دوبارہ ارمنوں سے واپس چھین لیے اور اس کے ساتھ ساتھ حمص پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے سیس کے میدانوں اور اس کے آس پاس کے بھی سارے علاقوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ ہیثوم ثانی نے اپنا مقرر کردہ جزیہ بھی ادا نہیں کیا تھا۔ لہٰذا حلب کے نائب حکمران قراسنقر المنصوری نے ۷۰۷ھ میں چار سرداروں کی سربراہی میں دوبارہ ارمنوں کی گوشمالی کے لیے فوج بھیجی۔ اس فوج نے ان کو خوب سبق سکھایا، سیس میں تاتاریوں کی جو فوج موجود تھی، انہوں نے اسلامی فوج کا مقابلہ کیا لیکن ان کو شکست ہوگئی۔ سپہ سالار مارا گیا اور باقی بچے کھچے لوگ گرفتار ہو گئے۔

ٹیکس کی ادائیگی:......اس کے بعد مصر سے امیر البحر (ایڈمرل) کی سربراہی میں باقی فوجیں بحریہ کے ساتھ بھیجی گئیں۔ جب یہ فوجیں غزہ پہنچیں اور ہیثوم کو معلوم ہوا تو وہ خوفزدہ ہو گیا۔ چنانچہ اس نے حلب کے نائب حکمران کو پانچ سال اور اس سے پہلے سالوں کے جزیے کی رقم ادا کر دی۔ اس کے ساتھ ساتھ اسی سے سلطان کی خدمت میں سفارش بھی کروائی، سلطان نے سفارش قبول کر لی اور اس کو معاف کر دیا۔ جبکہ دوسری طرف رومی علاقوں میں موجود تاتاری فوجوں کا نگران افسر ارفلی بھی ابغا کے بعد ہی مسلمان ہو گیا تھا اور ابغا کی اجازت سے اس نے ایک مدرسہ اور اذان گاہ بھی بنوائی تھی۔

ہیثوم کا قتل:......لیکن اس کے بعد اس کی ہیثوم کے ساتھ ناراضگی ہوگئی۔ چنانچہ ہیثوم ثانی نے تاتاریوں کے بادشاہ خربندا سے شکایت کی کہ ارفلی اہل شام کے ساتھ مل کر کوئی سازش کر رہا ہے اور شام والوں کو سیس اور اس کے آس پاس کے علاقوں پر حملے کی دعوت دے رہا ہے۔ اس شکایت کے ثبوت میں اس نے مدرسہ اور اذان گاہ کی تعمیر کے بارے میں تاتاریوں کے بادشاہ خربندا کو اطلاع کر دی۔ جبکہ دوسری طرف ارفلی کے کسی رشتہ دار نے ارفلی کو اس شکایت کی اطلاع دے دی۔ ارفلی نے بدلہ لینے کی ٹھان لی اور اس کو اپنے دل میں چھپائے رکھا، پھر اس نے ایک دعوت کا اہتمام کیا جس میں ہیثوم ثانی کو بھی بلایا تھا۔ اس دعوت میں ارفلی نے اچانک ہیثوم ثانی کو قتل کر دیا۔ اور ترکوں کے ایک نمائندے کو بھی گرفتار کر لیا جو وہ حلب کے نائب حکمران کی طرف سے مقرر کردہ جزیہ وصول کرنے آیا تھا۔ اس نمائندے کا نام ایدغری شہرزوری تھا۔ ایدغری کافی عرصے تک تاتاریوں کی قید میں رہا، آخر کار ۷۱۰ھ میں سلطان ناصر کے پاس اپنے نمائندے علاؤالدین ایدغری شہرزوری کو بھیجا۔ یہ اس خاندان سے تعلق رکھتا تھا جو سلطان ظاہر بیبرس کے قریبی لوگوں میں سے تھے، اس نمائندے کے ساتھ مغرب اقصیٰ کے لوگوں کا ایک بڑا قافلہ بھی تھا جو حج کرنا چاہتا تھا۔ بنو مرین کے بادشاہ نے اس نمائندے کے ساتھ اعلیٰ قسم کے ہدیے، تحفے وغیرہ بھیجے تھے۔ جن میں وہاں کے بہترین گھوڑے، اونٹ، خچر، اس ملک سے تعلق رکھنے والی خاص اور نادر و نایاب چیزیں اور خالص سونا بھی شامل تھا۔

قافلے کا استقبال:......سلطان ناصر نے اس قافلے کا زبردست استقبال کیا اور اپنی طرف سے ایک افسر ان کے ساتھ بھیجا جو حج کے سارے راستے ان کی خوراک اور کھانے پینے کا خیال رکھے جب تک یہ حج سے فارغ نہ ہو جائیں۔

ہم نام افراد:......بنو مرین کا یہ نمائندہ یعنی علاؤالدین ایدغری جب ۷۱۵ھ میں حج سے فارغ ہو گیا تو سلطان ناصر نے بھی اس کے ساتھ جوابی تحائف بھیجے اور دو افسروں کو بھی ساتھ بھیجا ان دونوں کا نام بھی ایدغری تھا۔ ایک ایدغری بابلی اور دوسرا ایدغری خوارزمی تھا اور حسن اتفاق سے ان دونوں کا لقب بھی علاؤالدین ہی تھا۔

یہ ہم نام افراد سلطان یوسف بن یعقوب کے پاس ربیع الثانی ۷۰۲ھ میں اس وقت پہنچے جب وہ تلمسان کا محاصرہ کر رہا تھا۔ اس نے ان کو خوب انعام واکرام سے نوازا اور ان کے اور ان کے بھیجنے والے سلطان کے شایان شان سلوک کیا۔ اس کے علاوہ سلطان یعقوب نے انہیں مراکش اور فارس کی سیر وتفریح کے لیے بھی بھیجا تاکہ وہ خود وہاں کے خوشگوار حالات وواقعات اور علاقے کا معائنہ کر سکیں۔

سلطان ناصر کے پاس واپسی:...... اسی محاصرے کے دوران سلطان یعقوب کا انتقال ہو گیا تھا۔ چنانچہ دونوں نمائندے فاس کے دورے سے ہو کر رجب کے مہینے میں ۷۰۷ھ میں جب واپس آ رہے تھے تو انہی اہل مغرب اقصی کے ایک بہت بڑے قافلے نے جو حج کے لیے آ رہا تھا، ان کا استقبال کیا۔ یہ نمائندے سلطان ابوثابت بزولی سے بھی ملے تھے جو سلطان یعقوب کی وفات کے بعد وہاں کا بادشاہ بنا تھا۔ چنانچہ اس نے بھی ان کی بہت عزت واحترام کیا اور سلطان ناصر کو ایک مرتبہ پھر خچروں، گھوڑوں اور اونٹوں وغیرہ کے تحفے بھیجے۔

خطرناک صورتحال:...... واپس آتے ہوئے یہ لوگ تلمسان کے پاس سے بھی گذرے۔ یہاں سلطان عثمان بن یغر ماس کے دو بیٹوں کی حکومت تھی، ان دونوں نے ان کا ٹھیک سے استقبال نہیں کیا اور اچھا سلوک بھی نہ کیا۔ چنانچہ ان دونوں نمائندوں نے ان دونوں حکمران بھائیوں سے حفاظتی اور رہنما دستہ مانگا جو ان کے ملک کی سرحد تک ان کو بحفاظت پہنچا سکے۔ کیونکہ سلطان یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد تلمسان میں امن وامان قائم نہ تھا اور صورتحال بہت خراب تھی۔ ان کو حفاظت اور راہنمائی کے لیے کچھ عرب دیئے گئے لیکن ان کا کچھ فائدہ نہ ہوا اس لیے کہ واپس آتے ہوئے المریہ کے قریب قلعہ زغبہ کے بدمعاشوں اور لفنگوں نے ان پر حملہ کیا، حفاظتی دستے نے مقابلہ کیا لیکن کامیاب نہ ہو سکا اور لٹیروں کو کامیابی حاصل ہوئی۔ کیونکہ وہ قافلے پر چھا گئے تھے۔ لہٰذا انہوں نے سلطان ناصر کے نمائندوں اور باقی سارے حاجیوں کا مال واسباب بھی لوٹ لیا، قافلے والے اپنی پریشانی لے کر شیخ بکر ابن زغلی کے پاس گئے جو حمزہ کے وطن میں بجایہ کے قریب بنو یزید بن زغبہ کا شیخ تھا۔

بجایہ کے بادشاہ کی آمد:...... چنانچہ اس شیخ نے انہیں بجایہ کے بادشاہ ابوالبقاء خالد کے پاس بھیج دیا جو افریقہ کے بادشاہ ابوزکریا یحیی بن عبدالواحد بن ابی حفص کی اولاد میں سے تھا، اس نے انہیں خلعتیں اور قیمتی پوشاکیں دیں اور تونس کے پایہ تخت تک پہنچا دیا۔ جہاں اس کے چچازاد بھائی سلطان ابوعصیدہ محمد بن یحیی ابوواثق کی حکومت تھی۔ اس نے ان کا زبردست استقبال کیا اور پھر ان کے ساتھ بنو برین کی شاخ بنو دسنار کے ایک افسر ابراہیم بن عیسی نے سفر کیا۔ یہ شخص اندلس کے مجاہدین کا امیر تھا اور حج ادا کرنے کے لیے روانہ ہوا تھا لیکن جب وہ تونس سے ہو کر گذرا اس کے سلطان نے اسے جربہ نامی جزیرے کے انگریزوں کے خلاف جنگ کرنے پر تیار کر لیا۔ چنانچہ اس نے اپنی قوم کے ساتھ وہاں حملہ کیا۔ اس حملے میں اس کے ساتھ بنو مرین کا ایک سردار عبدالحق بن عمر بھی تھا۔

ابو یحیی کیانی:...... شیخ ابو یحیی کیانی تونس کی فوج کے ساتھ اس کا محاصرہ کر رہا تھا۔ تھوڑے عرصے تک تو اس نے اس کا ساتھ دیا لیکن پھر ابو یحیی کیانی اور تونس کے سلطان میں ناراضگی ہو گئی۔ چنانچہ کیانی طرابلس چلا گیا، وہ لوگ جب مصر پہنچے تو سلطان ناصر نے ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔ اس کے بعد وہ حج کر کے واپس مغرب اقصی چلے گئے۔

جبکہ دوسری طرف ابو یحیی کیانی نے سلطان ناصر سے مدد مانگی تو سلطان نے نہ صرف مال ودولت بلکہ بہت غلام دے کر بھی اس کی مدد کی اور سلطان کی یہی مدد اس کے لیے تونس کا حکمران بننے کا ذریعہ بنی۔

تعلقات میں ناچاقی:...... پھر ۷۰۷ھ میں مصری سلطان ناصر اور حکومت کے دونوں نگرانوں بیبرس اور سلدر کے تعلقات خراب ہو گئے اور آپس میں ناراضگی ہو گئی۔ یہ ناراضگی اس حد تک بڑھی کہ سلطان نے شاہی احکامات اور فرامین پر دستخط کرنے بھی چھوڑ دیئے، اس کے علاوہ چغل خوروں نے بھی بہت کام کیا اور سلطان اور ان دونوں کی آپس میں خوب چغلیاں لگائیں بلکہ بات یہاں تک بڑھی کہ کچھ امراء، سردار اور عہدیدار آدھی رات کو گھوڑوں پر سوار قلعے کے میدان میں آ پہنچے۔ لیکن سلطان کے محافظ دستے نے انہیں روک لیا، اس طرح کے واقعات سے سلطان بہت پریشان ہو گیا،

ان حالات میں بکتمر جوکندار نے حالات کو ٹھیک کرنے کی کوشش کی اور سلطان کو اس بات پر اکسانے لگا کہ اپنے خاص خاص غلاموں کو بیت المقدس کی طرف جلاوطن کر دے اس لیے کہ بیبرس کے خیال میں اس ناراضگی اور فتنے کا سبب وہی لوگ تھے، چنانچہ سلطان نے ان دونوں نگرانوں بیبرس اور سلدر کوخوش کرنے کے لیے اپنے خاص غلاموں کو بھگا دیا۔ چنانچہ دونوں خوش ہو گئے۔

جوکندار کی دوری:......لیکن کچھ ہی عرصہ بعد سلطان نے اپنے غلاموں کو دوبارہ واپس بلوالیا اور ان کو ان کے عہدوں پر برقرار رکھا۔ جبکہ جوکندار پر چغل خوری کا الزام لگایا اور اس کو مصر کے بجائے صفد کا نائب حکمران بنا کر اپنے سے دور بھیج دیا۔

الکرک میں رہائش:......(حالات ابھی تک خراب تھے اور درست نہ ہوئے تھے جبکہ اس کے باوجود) سلطان مسلسل اپنی من مانی اور زبردستی کرتا رہا جس کی وجہ سے بیبرس اور سلدر دونوں نے سلطان سے اپنا تعلق ختم کر لیا۔ جبکہ ۸۰۷ھ میں سلطان نے حج کرنے کا ارادہ کیا اور الکرک کی طرف روانہ ہوا۔ حکومت مصر کے سرداروں اور امراء کے پاس سے جب گذرا تو اس میں داخل ہو گیا اور وہاں کے نائب حکمران جمال الدین اقوش اشرف کو مصر بھجوا دیا اور وہاں سے اپنے گھر والوں کو بھی بلوالیا جو محمل حجازی کے ساتھ حج کرنے جا رہے تھے لہٰذا وہ عتبہ سے الکرک سلطان کے پاس آ گئے۔

بیبرس کی حکومت:......اس کے علاوہ سلطان نے اپنے ساتھ آئے ہوئے سرداروں اور امراء کو بھی واپس بھیج دیا تھا، کیونکہ وہ یہ چاہتا تھا کہ الکرک میں گوشہ نشین ہو جائے اور اپنی عبادت میں مصروف رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سلطان نے اہل مصر کو اس بات کی بھی اجازت دی کہ وہ جس کو حکومت کرنے کے قابل سمجھیں اس کو اپنا بادشاہ بنالیں۔ لہٰذا اس کے بعد تمام بڑے بڑے عہدیدار، سردار اور امراء دارالنیابت میں جمع ہوئے اور مل جل کر مشورہ کرنے لگے۔ آخر کار یہ طے ہوا کہ بیبرس کو بادشاہ بنایا جائے۔ چنانچہ شوال ۸۰۷ھ میں بیبرس کے ہاتھ پر اہل مصر نے بیعت کر لی اور اس کا لقب مظفر تجویز کیا۔ خلیفہ ابوالربیع نے بیبرس المظفر کو تخت پر بٹھایا جبکہ سلطان ناصر کو الکرک کا نائب حکمران بنا دیا اور اپنی طرف سے جاگیریں بھی دیں۔ اس کے علاوہ سیف الدین سلدر پہلے ہی کی طرح مصر کے نائب حکمران کے عہدے پر رہا اور اس نے باقی تمام سرداروں اور عہدیداروں کو بھی ان کے عہدوں پر بحال رکھا، اہل شام نے بھی اطاعت کا اظہار کیا اس طرح بیبرس المظفر کی حکومت قائم ہو گئی۔

افراتفری کا دور:......پھر ۸۰۹ھ میں ناصر کے بعض خاص غلام بھاگ کر ناصر کے پاس الکرک پہنچ گئے۔ اس بات سے سلطان بیبرس المظفر پریشان ہو گیا۔ اس نے ان غلاموں کو پکڑنے کے لیے ان کے تعاقب میں کچھ لوگوں کو بھیجا لیکن وہ ہاتھ نہ آئے البتہ ان کی جگہ کچھ دوسرے لوگوں کو پکڑ لیا گیا اور الزامات لگائے گئے، جس کی وجہ سے ملک میں ایک مرتبہ پھر بے چینی اور افراتفری پھیلنے لگی۔

حالات کی تبدیلی اور ناصر:......پھر شام کے حکمرانوں نے الکرک میں ناصر کے ساتھ خط وکتابت شروع کر دی۔ اس خط وکتابت کے نتیجے میں ناصر نے پہلے تو شامی حکمرانوں کے پاس جانے کا ارادہ کیا لیکن انہی دنوں اقوش الافرم کا خط ملنے سے حالات میں تبدیلی آ گئی تھی۔ چنانچہ شام جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور واپس لوٹ آیا۔ جبکہ دوسری طرف جاشنگیر بیبرس نے ناصر کو علاؤالدین مغلطائی ایدغلی اور قطلو بغا کے ذریعے کچھ دھمکی آمیز پیغام بھجوائے جن کی وجہ سے ناصر غضبناک ہو گیا اور اس نے ان دونوں نمائندوں کو سزا دی۔

ناصر کی فریاد:......(چنانچہ موجود حالات کو دیکھتے ہوئے) ناصر نے شامی حکمرانوں کی طرف ایک درد بھرا خط لکھا اور اس میں یہ فریاد کی کہ "میں بادشاہت ان کے حوالے کر کے خود تنگی اور مشکل میں زندگی گزار رہا ہوں۔ میں نے یہ سب کچھ اس لیے کیا تھا کہ کچھ آرام اور سکون حاصل کر سکوں لیکن وہ لوگ اب بھی مجھے چین سے نہیں رہنے دیتے اور ڈرا دھمکا رہے ہیں۔ یہ لوگ معز ایبک اور سلطان بیبرس الظاہر مرحوم کی اولاد کے ساتھ بھی ایسی ہی حرکتیں کرتے رہتے ہیں۔

اس کے علاوہ ناصر نے اپنی تربیت اور آزادی وغیرہ کے حق جتا کر شامی حکمرانوں سے مدد مانگی کہ وہ مصر کے موجودہ حکمرانوں کو ناصر کو تکلیف دینے سے روکیں اور اگر ایسا نہ ہوا تو وہ تاتاریوں کے علاقے میں چلا جائے گا۔

شامی حکمرانوں کا جواب:......ناصر نے یہ خط ایک ایسے سپاہی کے ذریعے شامی حکمرانوں تک بھیجا تھا جو اقوش اشرف کے زمانے سے ہی قلعہ

الکرک میں ملازم تھا اور وہاں رہا کرتا تھا اور سیر وتفریح اور سیاحت کا بہت شوقین تھا۔ ناصر کی ملاقات اس سے کسی جگہ شکار کرتے ہوئے ہی ہوئی تھی۔ چنانچہ ناصر نے ایک دن اس کو سارے حالات بتائے اور خط پہنچانے کی درخواست کی۔ تو اس نے جواب دیا کہ میں آپ کا خط شامی حکمرانوں تک پہنچا دونگا۔ چنانچہ اس کے بعد وہ خط لے کر روانہ ہوا اور کامیابی کے ساتھ ناصر کا خط شام کے حکمرانوں تک پہنچا دیا۔ انہوں نے جب خط پڑھا تو بہت متاثر ہوئے اور جواب دیا کہ ''وہ ناصر کی مرضی کے مطابق اس کی فرمانبرداری کریں گے''۔

فوج کی تیاری:......اس یقین دہانی کے بعد ناصر بلقاء جا پہنچا۔ اس کے بلقاء پہنچتے ہی دمشق کے نائب حکمران جمال الدین اقوش الافرم نے مصر میں موجود جاشنگیر بیبرس کو موجودہ صورتحال سے آگاہ کیا اور ناصر کے مقابلے کے لیے اس سے مدد مانگی۔ چنانچہ جاشنگیر نے فوراً بڑے بڑے سرداروں کے چار ہزار سپاہی روانہ کردیئے۔ اس کے علاوہ فوج کو نئے سرے سے آراستہ کیا۔ خامیاں اور کمزوریاں دور کیں اور باقی فوج پر بھی حد سے زیادہ پیسہ خرچ کرنے لگا۔

افراتفری:......ان حالات کی وجہ سے ہر طرف افواہوں کا بازار گرم ہوگیا جتنے منہ اتنی باتیں۔ شور شرابہ اور افراتفری روز کا معمول بن گیا۔ سلطان کے غلاموں نے اپنی جان بچانے کے لیے آس پاس کے علاقوں کی طرف بھاگنے کا ارادہ کرلیا لیکن انہی دنوں یہ اطلاع ملی کہ ناصر اپنا فیصلہ تبدیل کر کے بلقاء سے الکرک واپس چلا گیا ہے۔ ناصر کی واپسی کی وجہ سے اس کے حامیوں اور ملازموں کے حوصلے پست ہوگئے۔ خود ناصر کو بھی اس بات کا خوف تھا کہ بیبرس کے حملوں کی خبریں تو مل ہی رہی ہیں، بیبرس کہیں سچ مچ حملہ کر ہی نہ دے۔

ناصر کی تیاری:......چنانچہ یہ سوچ کر ناصر نے اپنے غلاموں کے ساتھ خفیہ تعلقات قائم کرلیے اور انہیں اپنا حمایتی بنانے لگا۔ وہ سب لوگ تیار ہوگئے اس کے بعد اس نے شام کے حکمرانوں سے دوبارہ رابطہ کیا۔ ان حکمرانوں میں شمس الدین اقسنقر بھی شامل تھا، جو حلب کا نائب تھا اور حمص کا نائب سیف الدین بھی انہی لوگوں میں شامل تھا۔ انہوں نے نہ صرف ناصر کی اطاعت اور فرمانبرداری کا اظہار کیا بلکہ اقسنقر نے تو اپنے بیٹے کو بھی اس کے پاس بھیج دیا تھا۔ اور سب نے مل جل کر ناصر کو حملہ کرنے کے لیے تیار کرلیا تھا۔

ناصر کی روانگی:......چنانچہ شعبان ۹۰۷ھ میں ناصر الکرک کے قلعے سے اپنی فوج لے کر روانہ ہوا۔ دمشق کے کئی حکمران بھی اس کے ساتھ مل گئے۔ دمشق کے حکمران اقوش نے دو بڑے سرداروں کو راستے کی حفاظت کے لیے بھیجا لیکن وہ بھی ناصر کی فوج میں شامل ہوگئے۔ (چونکہ حالات قابو سے باہر ہوتے جارہے تھے، لہٰذا) بیبرس جاشنگیر نے تمام نائبین اور عہدیداروں کو یہ پیغام بھجوایا کہ دمشق کے حکمران جمال الدین اقوش کی مدد کریں اور ناصر کو دمشق پر حملہ کرنے سے روکیں لیکن جاشنگیر کے پیغام سے قطع نظر سب لوگ ناصر سے جا ملے اور بیبرس جاشنگیر اکیلا رہ گیا۔ چنانچہ وہ بقاع اور شقیف کی طرف چلا گیا اور سلطان سے پناہ کی درخواست کی۔ ناصر نے اس کی درخواست قبول کی اور دو بڑے سرداروں کے ہاتھ بیبرس جاشنگیر کے لیے امان نامہ بھجوادیا۔

دمشق پر قبضہ:......ناصر بہت جلد دمشق میں کامیابی سے داخل ہوگیا اور دمشق کا حکمران امیر جامدار سیف الدین کو بنا دیا جو صغد سے اس کے پاس آیا تھا اور ہجرت کر کے سلطان کے پاس پہنچا تھا اور اس کی خدمت کے لیے خود کو وقف کردیا تھا۔ چنانچہ سلطان نے بھی اس کو اس کی خدمات کا بہترین بدلہ دیا۔ کچھ ہی عرصہ بعد اقوش افرم بھی ناصر کے پاس پہنچ گیا اور سلطان نے اس کا بہت احترام کیا اور دمشق کی حکومت پر اس کو برقرار رکھا۔

مصر میں بغاوت:......جبکہ دوسری طرف حالات خراب ہوتے جارہے تھے خاص طور پر بیبرس جاشنگیر کی حکومت کی حالت دگرگوں ہوگئی تھی۔ سلطان کے غلام وہاں سے نکل نکل کر شام کی طرف بھاگنے کی کوشش کررہے تھے۔ بیبرس المظفر نے ان کو پکڑنے کے لیے اپنی فوجیں روانہ کیں ان فوجوں نے بھاگنے والوں میں سے کچھ کو پکڑ کر ماردیا اور کچھ زخمی ہوئے۔ پھر وہ واپس آگئے لیکن مصر میں حالات خراب سے خراب تر ہوتے چلے گئے۔ اہل مصر نے بادشاہ کے قلعے کا محاصرہ کرلیا اور بیبرس سے تاج وتخت چھوڑ دینے کا مطالبہ کرنے لگے۔ بہت سے لوگوں کو پکڑ لیا گیا اور ان کو سزا بھی دی

گئی لیکن اہل مصر کا منہ زور سیلاب بڑھتا ہی جا رہا تھا۔

ریفرنڈم:......ان حالات کو دیکھتے ہوئے بیبرس کو نئے سرے سے بیعت لینے کی سوجھی۔ چنانچہ اسی مقصد کے لیے اس نے لوگوں کو جمع کیا ان لوگوں میں اس وقت کا عباسی خلیفہ بھی شامل ہوا۔ اس نے نئے سرے سے عوام اور بادشاہ دونوں سے وفاداری کا حلف لیا اور بیعت نامے کا ایک فرمان بھی بھیجا تا کہ اس فرمان کو جمعہ کے دن مصر کی جامع مسجد میں لوگوں کو پڑھ کر سنایا جائے لیکن یہاں بھی لوگوں نے شور شرابہ شروع کر دیا اور منبر پر ہنگامہ آرائی ہونے لگی۔ چنانچہ اب بیبرس نے دوسرا طریقہ سوچا اور مال و دولت کے ذریعے لوگوں کو اپنا بنانے لگا اور فوراً ہی شام پر حملے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ اس نے شام پر حملہ کرنے کے لیے بڑے بڑے سرداروں کو روانہ کیا۔ یہ سردار بجائے حملہ کرنے کے ناصر کے ساتھ جا ملے۔ اس کے بعد سلطان بھی ۱۵ رمضان المبارک کو دمشق سے نکلا اور غزہ کے عہدے داروں میں سے دو عہدیداروں کو وہاں روانہ کیا وہ دونوں وہاں پہنچ گئے اور اس کے ساتھ ساتھ عرب اور ترکمان بھی سلطان ناصر کی فوج میں شامل ہو گئے۔

نیا مشورہ:......بیبرس نے جب دیکھا کہ حالات اس حد تک خراب ہو گئے ہیں تو اس نے شمس الدین سلدر، بدرالدین بکلبتوت جوکندار اور سیف الدین سلحدار کو بلوایا اور ان سے موجودہ حالات کے بارے میں مشورہ کرنے لگا۔ انہوں نے یہ مشورہ دیا کہ حالات بہت زیادہ خراب ہو گئے ہیں اور ان حالات سے نجات کی یہی صورت ہے کہ ناصر کو ہی بادشاہ بنا دیا جائے اور پھر اس سے درخواست کی جائے کہ وہ بیبرس کو الکرک، حماۃ یا صیہون کے علاقوں میں سے کسی علاقے کی حکومت دے دے۔ چنانچہ اسی فیصلہ پر اتفاق ہوا۔

بیبرس کی معزولی:......چنانچہ اس کے بعد انہوں نے بیبرس دوادار اور سیف الدین بہادر کو بھیجا۔ ان دونوں نے جا کر بیبرس المظفر کی معزولی کی گواہی دی۔ پھر بیبرس المظفر قلعے سے نکل کر اپنے غلاموں کے ساتھ اطفیح نامی جگہ کی طرف چلا گیا۔ لیکن وہاں ٹھہرا نہیں بلکہ اس سے آگے اسوان کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ جاتے ہوئے اپنے ساتھ جتنا ممکن ہوا مال و دولت اور اصطبل کے گھوڑے بھی اپنے ساتھ لے گیا۔

سلطان ناصر کی حکومت:......سیف الدین سلدر مسلسل قلعے کی حفاظت کرتا رہا۔ اس کے علاوہ اس نے مسجدوں میں سلطان کے نام کا خطبہ بھی پڑھوایا اور اذان گاہوں سے بھی سلطان کا نام پکارا جانے لگا۔ گلیوں اور سڑکوں میں لوگ اس کے نام کے نعرے لگانے لگے، سلدر نے بھی تخت نشینی اور تاج پوشی کے انتظامات مکمل کر لیے تھے۔

بیبرس جاشنگیر کے نمائندے اس کے مطالبات لے کر سلطان ناصر کے پاس پہنچے تو سلطان ناصر نے اس کا مطالبہ منظور کر لیا اور اس کو صیہون کی حکومت دی اور امان بھی دی۔ اس کے بعد خود مصر کی طرف روانہ ہوا اور عیدالفطر کے دن مصر پہنچا۔ سیف الدین سلدر استقبال کے لیے موجود تھا۔ اس نے استقبال بھی کیا اور اطاعت کا اظہار بھی۔ پھر سلطان قلعہ میں داخل ہوا اور شاہی قلعے میں عوام سے وفاداری کا حلف اٹھوایا اور عیدالفطر کی خوشیاں منانے لگا۔۔ یہ ناصر کی تیسری تخت نشینی تھی۔

نئے انتظامات:......اس کے بعد سلطان نے سلدر کو خلعت اور انعامات عطا کیے۔ سلدر نے نیازمندی سے قبول کر لیے اور اپنی جاگیروں میں جانے کی اجازت طلب کی۔ سلطان نے اجازت دے دی، چنانچہ سلدر ۳ شوال کو اپنی جاگیروں کی طرف روانہ ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا سلطان کا خاص درباری مقرر ہوا۔

اس کے بعد سلطان نے بعض عہدے داروں کو اخمیم کی طرف بھیجا تا کہ بیبرس جاشنگیر سے وہ تمام مال و اسباب حاصل کر سکیں جو وہ قلعے سے روانہ ہوتے ہوئے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ چنانچہ ان عہدیداروں نے سلطان کے حکم کے مطابق وہ سارا ذخیرہ حاصل کیا اور دوبارہ سرکاری خزانے میں جمع کروا دیا۔ ان کے ساتھ ساتھ غلاموں کی وہ جماعت بھی واپس آ گئی جو خود بھی عہدیدار تھے، چنانچہ انہوں نے سلطان ناصر کے پاس رہنے کو ترجیح دی اور اس کے پاس چلے آئے۔

پھر سلطان نے سیف الدین بکتمر جوکندار امیر جامدار کو مصر کا نائب السلطنت مقرر کر دیا جبکہ قراسنقر منصور کو دمشق کا حکمران بنایا۔ دمشق کے پہلے

حکمران افرم کو صرخد کا حکمران بنا کر بھیج دیا۔ جبکہ سیف الدین قفجق کو حلب کا نائب حکمران اور سیف الدین بہادر کو طرابلس کا حکمران بنایا۔ چنانچہ یہ تمام سردار اپنے اپنے عہدے سنبھالنے کے لیے شام کی طرف روانہ ہوگئے۔ اس کے علاوہ سلطان نے ان تمام امراء کو گرفتار کرلیا تھا جن پر اسے ذرا بھی شک تھا۔ لہٰذا اس نے ضیاء الدین ابوبکر کے بجائے فخر الدین بن عمر خلیل کو اپنا وزیر بنایا۔

جاشنگیر کی گرفتاری:...... چونکہ سلطان نے بیبرس کو صیہون کا حکمران بنادیا تھا جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں لہٰذا بیبرس صیہون کی طرف روانہ ہوگیا۔ اس کے ساتھ جتنے بھی عہدیدار اور سردار تھے، وہ راستے سے ہی واپس آ گئے۔ ان واپس آنے والوں سے کچھ کو سلطان ناصر نے اپنے غلاموں میں شامل کرلیا اور کچھ کو گرفتار کرلیا۔

پھر کچھ عرصے بعد کچھ سوچ کر سلطان نے قراسنقر اور بہادر کو یہ پیغام بھجوایا کہ یہ بیبرس کو گرفتار کرلیں۔ یہ دونوں ابھی تک غزہ میں ٹھہرے ہوئے تھے اور شام نہیں گئے تھے۔ لہٰذا سلطان کے حکم کے مطابق ان دونوں نے بیبرس کو گرفتار کرلیا اور ذیقعدہ کے آخر میں قلعے میں بھجوادیا جہاں اسے نظر بند کردیا گیا۔ اسی نظر بندی کے دوران ہی بیبرس المظفر کی وفات ہوگئی۔

سلطان ناصر اور سلدر:......سلدر نے سلطان ناصر کے لیے بہت خدمات انجام دی تھیں اور اس کی حکومت بنانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا او سلطان ناصر کو بادشاہ بنوانے میں اہم ترین کردار ادا کیا تھا۔ لہٰذا سلطان اس کا خاص خیال رکھتا تھا اور بادشاہ بننے کے بعد بھی سلطان نے اس کو نہیں بھلایا بلکہ جب سلدر نے سلطان سے درخواست کی تھی کہ وہ شوبک میں موجود اپنی جاگیریں دینا چاہتا ہے تو نہ صرف یہ کہ سلطان نے خوشی سے اجازت دے دی تھی بلکہ اضافی جاگیریں بھی دی تھیں اور اس کے علاوہ خلعتیں اور انعام واکرام بھی دیئے تھے۔ بلکہ اس کے غلاموں کی جاگیریں بھی اضافہ کیا تھا اور سو غلاموں کو ان کی جاگیروں اور عطایا کے ساتھ بھیجا تھا۔ چنانچہ سلدر شوال ۷۰۸ھ میں مصر سے شوبک روانہ ہوا تھا (جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں) لیکن بعد میں سلطان نے شوبک کے ساتھ ساتھ الکرک کا علاقہ بھی اس کے حوالے کردیا اور جھنڈا، سنہری خلعت، قیمتی اور بھاری سواری اور ہیرے جواہرات سے مرصع پٹکا بھیجا، چنانچہ ان تمام چیزوں کے ساتھ سلدر وہاں چین سے زندگی گزارنے لگا۔

سلدر کی وفات:......۷۱۰ھ میں سلطان کو اطلاع ملی کہ بعض امراء اور سردار بغاوت کی تیاری کررہے ہیں اور ان لوگوں میں سلدر کا بھائی بھی شامل ہے، لہٰذا اطلاع ملتے ہی سلطان نے سب کو گرفتار کرلیا لیکن ان کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کو بھی گرفتار کرلیا جو سلدر کے حامی یا ملازم تھے۔ اور مصر میں موجود تھے۔ اس کے بعد سلطان نے علم الدین جوالی کو سلدر کے پاس بھیجا تا کہ وہ سلدر کو مصر بلالائے اور وہ یہاں پرسکون زندگی گزارے۔ چنانچہ حکم کے مطابق علم الدین جوالی ربیع الاول کے مہینے میں سلدر کو مصر لے آیا، لیکن یہاں اس کو نظر بند کردیا گیا اور اسی نظر بندی کی حالت میں سلدر کی وفات ہوگئی۔

سلدر کی وفات کے بعد مصر اور الکرک میں موجود اس کے مال واسباب اور خزانوں کو ضبط کرلیا گیا۔ اس کے مال ودولت، ہیرے جواہرات، کپڑے، زرہیں، اونٹ مویشی وغیرہ بے حساب تھے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی جاگیروں اور زمین سے ہر روز تقریباً ایک ہزار دینار کما لیتا تھا۔

سلدر کا تعارف:......تاتاریوں سے رہا ہونے کے بعد اس کو علاؤ الدین بن منصور قلدوون نے خرید لیا تھا اور اس کی وفات کے بعد اس کے باپ قلدوون کے پاس چلا گیا۔ پھر یہ اشرف اور اس کے بعد محمد بن ناصر کا غلام رہا۔ چونکہ اعلیٰ صلاحیتوں کا مالک تھا اس لیے ہر بادشاہ کے دور میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہا۔ اس کے علاوہ لاجین کے ساتھ بھی اس کی بہت گہری دوستی تھی، لہٰذا اس نے لاجین کے دور میں بھی عمدہ خدمات انجام دیں اور لاجین کے دربار میں بھی اعلیٰ عہدیدار اور ممتاز شخصیت کا مالک رہا۔ ہمیشہ سلطان کی توجہ اور محبت حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ حتیٰ کہ اس کی وفات ہوگئی۔ بلکہ اس کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ سلدر اپنے قید خانے میں تھا اور اس پر نزع کا عالم طاری تھا۔ جان نکلنے کو تھی۔ اسی حالت میں کچھ لوگوں نے اسے بتایا کہ سلطان تم سے خوش اور راضی ہوگیا ہے۔ یہ بات سنی تھی کہ وہ اچانک اٹھ کھڑا ہوا اور چند قدم چل کر انتقال کر گیا۔

نئی تقرریاں:......سلطان ناصر کی طرف سے حلب کا نائب مقرر ہونے کے کچھ ہی عرصے بعد سیف الدین قفجق کا انتقال ہوگیا تھا۔ چنانچہ اس کی

جگہ سلطان نے استدمر کرجی کو حلب کا نائب مقرر کر دیا۔ اس کا تبادلہ حماۃ سے ۷۱۰ھ میں کیا گیا تھا اور اس کی وجہ وہاں کے لوگوں پر اس کا بے جا ظلم و ستم تھا۔ چنانچہ سلطان نے اسے گرفتار کر لیا اور دمشق کے گورنر قراسنقر منصوری کو حلب کا گورنر مقرر کیا تھا اور دمشق کا گورنر اس کی جگہ ۷۱۱ھ میں سیف الدین کرائی منصوری کو مقرر کیا۔ لیکن کچھ ہی عرصہ بعد سلطان اس سے بھی ناراض ہو گیا اور اسے نظر بند کر دیا اور اس کی جگہ الکرک سے جلال الدین اقوش اشرفی کو بلوا کر دمشق کا گورنر مقرر کیا۔

اس کے علاوہ طرابلس کے نائب گورنر محمد کی وفات کے بعد اقوش افرام کو صرخد سے بلوا کر وہاں کا نائب گورنر مقرر کیا۔ اس کے کچھ ہی عرصہ بعد مصر کے نائب حکمران بکتمر جوکندار کو گرفتار کر لیا اور الکرک میں قید کر دیا اور اس کی جگہ بیبرس دوادار کو مصر کا نائب حکمران مقرر کیا۔

غلط فہمی:...... پھر سلطان حلب کے نائب حکمران قراسنقر سے بھی بدگمان ہو گیا، چنانچہ قراسنقر جان بچانے کے لیے جنگلوں کی طرف بھاگ گیا اور وہاں موجود عرب قبیلوں کے سردار مہنا بن عیسیٰ کے ساتھ رہنے لگا۔

لیکن اس کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ قراسنقر نے سلطان سے حج پر جانے کی اجازت طلب کی تھی۔ سلطان نے اس کو اجازت دے دی، راستے میں قراسنقر جب جنگلوں کے درمیان سے گزرا تو یہ سفر اس پر بڑا شاق گزرا لہٰذا وہ آگے جانے کے بجائے واپس حلب آ گیا، حلب میں موجود حکمرانوں نے اسے سلطان کی اجازت کے بغیر حلب میں داخل ہونے سے روکا۔ چنانچہ قراسنقر دوبارہ دریائے فرات کی طرف واپس چلا گیا اور پھر وہاں سے مہنا بن عیسیٰ کے پاس پہنچا اور اس کو اپنی سفارش کے لیے سلطان کے پاس بھیجا۔ سلطان نے نہ صرف سفارش قبول کی بلکہ قراسنقر کو حلب کی حکومت پر بحال رکھا۔

قراسنقر کی بدگمانی:...... انہی دنوں سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ تاتاریوں کا بادشاہ فربندا شام پر حملہ کرنے والا ہے۔ چنانچہ سلطان نے فوراً مصر سے شام کی طرف اپنے لشکروں کو بھیجا اور ساتھ ساتھ شامی فوجوں کو یہ حکم دیا کہ وہ حمص میں مصری فوجوں کے ساتھ مل جائیں۔ یہ بات سن کر قراسنقر بدگمان ہو گیا اور حلب سے نکل کر دریائے فرات کو پار کیا اور آگے روانہ ہو گیا۔ لیکن پھر کچھ سوچ کر واپس آیا اور سلطان سے معافی مانگی اور درخواست کی کہ وہ دریائے فرات کے آس پاس کہیں ٹھہرے گا۔ سلطان نے قراسنقر کے رہنے کے لیے شوبک میں جاگیر دینے کا وعدہ کیا، لیکن قراسنقر نہ مانا اور دریائے فرات کے قریب ایک جگہ پر منہا بن عیسیٰ کے ساتھ مل کر رہنے لگا۔ کچھ ہی عرصے بعد شام کے کچھ اور سرداروں اور امراء سلطان سے بھاگ کر قراسنقر کے پاس پہنچ گیا۔

تاتاریوں کی حمایت:...... بھاگ کر قرانسقر کے پاس جانے والے لوگوں میں طرابلس کا نائب حکمران اقوش افرم بھی تھا۔ ان سب نے سلطان ناصر کے بجائے تاتاریوں کے بادشاہ فربندا کا ساتھ دینے کا ارادہ کیا اور ماردین جا پہنچے۔ ماردین کے حکمران نے ان کی بہت عزت کی۔ ان کی خوراک اور رسد کا بندوبست کیا۔ ان کو نوے ہزار درہم بھی دیئے، یہاں سے چل کر یہ لوگ خلاط پہنچے یہاں فربندا سے ملنے کے لیے اجازت حاصل کی۔ چنانچہ یہ لوگ فربندا سے ملے اور شام پر حملہ کرنے کے لیے فربندا کو تیار کرنے لگے۔

سازش کا الزام:...... جیسے ہی سلطان ناصر کو اس سازش کی اطلاع ملی تو اس نے شام کے حکمرانوں پر قراسنقر کے ساتھ مل کر سازش کرنے کا الزام لگایا اور ان کو ان کی فوجوں اور لشکروں سمیت بلوا لیا اور جلد ہی قراسنقر کی جگہ سیف الدین سودی جمدار اشرفی کو حکمران بنایا اور اقوش کے بجائے بکتمر ساقی کو طرابلس کا گورنر مقرر کیا۔ جبکہ عرب قبیلوں کا سردار مہنا بن عیسیٰ کے بجائے اس کے بھائی فضل بن عیسیٰ کو بنا دیا۔

گرفتاری:...... چونکہ سلطان نے شام کے حکمرانوں کو فوجوں سمیت بلایا تھا، لہٰذا جب شامی حکمران مصر پہنچے تو سلطان نے سب کو گرفتار کر لیا۔ گرفتار ہونے والوں میں دمشق کا گورنر اقوش اشرفی بھی تھا۔ اس کی جگہ تنکز ناصری کو ۷۱۲ھ میں دمشق کا گورنر مقرر کیا اور اس کے علاوہ باقی اسلامی علاقوں کی گورنری بھی اس کے حوالے کی، اس کے علاوہ مصری حکومت کے نائب بیبرس دوادار کو بھی گرفتار کر لیا اور الکرک میں قید کر دیا اور اس کی جگہ ارغون دوادار کو مصر کا نائب حکمران مقرر کیا۔

رحبہ کی طرف روانگی:......اس کے بعد سلطان نے ساری فوجوں اور لشکروں کو قلعہ سے باہر جمع کیا اور اسی سال عید الفطر کے فوراً بعد روانہ ہو گیا۔ راستے میں یہ خبر ملی کہ فر بندا پہلے تو رحبہ کی طرف گیا تھا اور اس کا محاصرہ کر لیا تھا لیکن پھر وہاں سے واپس چلا گیا تو یہ سن کر سلطان بھی واپس دمشق چلا گیا اور پھر وہاں سے شام کے مختلف علاقوں میں فوجیں روانہ کیں۔

سلطان کا حج:......پھر وہاں سے الکرک کی طرف چلا گیا اور وہاں پہنچ کر حج کا ارادہ کیا اور پھر حج کے لیے روانہ ہو گیا۔ ۷۱۳ھ میں حج سے فارغ ہو کر شام واپس چلا گیا۔ یہاں آ کر اس نے مہنا بن عیسیٰ کو اپنا حمایتی بنانے کے لیے خط و کتابت شروع کی لیکن اس کا نمائندہ یہ پیغام لایا کہ مہنا بن عیسیٰ اس پر تیار نہیں ہے۔ چنانچہ اس کے بعد مہنا بن عیسیٰ بھی ۷۱۶ھ میں تاتاریوں کے بادشاہ خربندا کے پاس چلا گیا۔ خربندا نے اسے عراق میں رہنے کے لیے ایک جاگیر عطا کی۔ مہنا وہیں رہنے لگا۔ اور جب خربندا انتقال کر گیا تو مہنا بن عیسیٰ واپس آ گیا۔

حماۃ پر بنو مظفر کی دوبارہ حکومت:......جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ حماۃ پر پہلے تقی الدین عمر بن شہنشاہ بن ایوب کی حکومت تھی، اس کو یہاں کا حکمران اس کے چچا سلطان صلاح الدین بن ایوب نے ۵۷۴ھ میں بنایا تھا، چنانچہ اس وقت سے یہ شہر اسی کے ماتحت رہا حتیٰ کہ ۵۸۷ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ناصر الدین محمد یہاں کا حکمران بنا اور اس کا لقب منصور تجویز ہوا۔ اس کا انتقال اپنے چچا سلطان صلاح الدین اور سلطان عادل کی وفات کے بعد ۶۱۷ھ میں ہوا۔ اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا قلیج ارسلان یہاں کا حکمران بنا، اس کا لقب ناصر تھا۔ اس کا بھائی ولیعہد مظفر کامل بن عادل کے پاس رہا کرتا تھا۔ لہٰذا اس نے اس کو دمشق سے لشکر بھیجا اور اس نے اپنے بھائی سے اس شہر کی حکومت چھین لی اور خود حکمران بن گیا۔ اس کا انتقال ۶۴۳ھ میں ہوا، اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا محمد وہاں کا حکمران بنا اس کا لقب منصور تھا۔

تاتاری اور حماۃ:......جس وقت تاتاریوں نے شام پر حملہ کیا تو شام کا حکمران یوسف بن عزیز اور حماۃ کا حکمران منصور اور اس کا بھائی افضل بھاگ نکلے اور مصر آ پہنچے۔ لیکن کچھ ہی عرصے بعد مصر میں رہنے والے ترکوں سے بھی خوف زدہ ہو گئے تو وہاں سے فرار ہو کر ہلاکو خان کے پاس جا پہنچے لیکن منصور مصر ہی میں رہا۔ اتنے میں ہلاکو شام پر مکمل قبضہ کر چکا تھا اور ناصر اور ایوبی گھرانے کے دیگر افراد کا خاتمہ کر چکا تھا۔ لیکن اس کے بعد خود اپنی ہی قوم کے فتنے اور فساد کی وجہ سے شام سے واپس چلا گیا تھا، چنانچہ سلطان قطز نے شام پر حملہ کر دیا اور اسے تاتاریوں سے چھین لیا اور تمام سرحدوں اور شہروں پر اس کی حکومت قائم ہو گئی انہی دنوں اس نے منصور کو دوبارہ حماۃ کا حکمران بنا دیا تھا۔ منصور نے دوبارہ حماۃ کا حکمران بننے کے باوجود مصر میں آنا جانا جاری رکھا۔ چنانچہ وہ تاتاریوں کے خلاف اس جنگ میں بھی قلدوون کے ساتھ شریک ہوا تھا جو ۶۳۰ھ میں حمص میں ہوئی تھی، اس نے ارمینیہ وغیرہ کی طرف بھی اپنے لشکر بھیجے اور اس کے علاوہ مصر کے حکمران جب بھی اس سے مطالبہ کرتے تو یہ اپنی فوجیں اور لشکر لیے آ حاضر ہوتا۔ آخر ۶۸۳ھ میں اس کی وفات ہو گئی۔

مظفر بن منصور کی حکومت:......اس کی وفات کے بعد مصر کے سلطان قلدوون نے اس کے بیٹے مظفر کو حماۃ کا حکمران بنا دیا تھا، یہ بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتا رہا، اور جب لاجین کے بعد الناصر محمد بن قلدوون مصر کا حکمران بنا تو ۶۹۸ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کی وفات ہوتے ہی منصور کی نسل ختم ہو گئی، چنانچہ مصر کے سلطان نے اس کی جگہ ایک ترک قراسنقر کو حماۃ کا حکمران بنا دیا تھا، اس کو ضبینہ نامی جگہ سے بلوا کر یہاں کا حکمران بنایا گیا تھا اور ساتھ یہ تاکید بھی کی گئی تھی کہ ایوبی گھرانے کی تمام جاگیریں وغیرہ برقرار رکھے اور ان سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کرے۔

کتبغا کی حکومت:......پھر شام پر تاتاری بادشاہ غازان کا قبضہ ہو گیا لیکن ۶۹۹ھ میں غازان واپس چلا گیا تو بیبرس اور سلدر وہاں آ پہنچے اور شام سے تاتاریوں کا قبضہ ختم کروایا۔ اس جنگ میں مصر کے سابق حکمران کتبغا العادل نے زبردست کارنامے انجام دیئے جسے لاجین نے تخت سے اتار کر صرخد کا گورنر بنا دیا تھا۔ اس کے علاوہ بیبرس اور سلدر کے ساتھ وفاداری کا پورا پورا ثبوت دیا اور ان کے ساتھ ہی دمشق بھی گیا، اس کی انہی خدمت کے بدلے انہوں نے کتبغا العدال کو حماۃ کا حکمران بنا دیا تھا۔

حماۃ کا حکمرن بننے کے بعد کتبغا نے ارمینیہ پر بھی حملہ کیا تھا اور اس کے علاوہ سلطان ناصر کے ساتھ مل کر ۷۰۲ھ میں تاتاریوں کے خلاف

جنگ میں حصہ بھی لیا تھا۔ اس جنگ میں تاتاریوں کو شکست بھی ہوئی تھی، اس کے بعد کتبغا حماۃ واپس چلا گیا اور وہیں اس کا انتقال ہو گیا تھا۔

مختلف حکمران: ...... کتبغا کی وفات کے بعد سلطان ناصر نے حماۃ کا حکمران سیف الدین قفجق کو بنا دیا۔ لیکن جب سلطان واپس مصر آنے لگا تو اس نے سیف الدین قفجق کو حماۃ کے بجائے حلب کا نائب حکمران بنا دیا اور حماۃ کی حکومت ایدمر کرجی کے حوالے کی، لیکن جب قفجق کا انتقال ہو گیا تو ایدمر کرجی کو حماۃ کے بجائے حلب کا نائب حکمران بنا دیا تھا۔

حماۃ کے پہلے حکمران منصور کا بھائی افضل علاؤالدین، منصور کی زندگی میں ہی وفات پا چکا تھا، اس کا ایک بیٹا بھی تھا جس کا نام اسمٰعیل اور لقب عمادالدین تھا جبکہ کنیت ابوالفداء تھی۔ اس کو علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ اسی بناء پر اس نے خوب علم حاصل کیا اور علم تاریخ میں ایک کتاب بھی لکھی جو بہت مشہور ہوئی۔ یہ کتاب تاریخ ابوالفداء کے نام سے مشہور ہے۔

ابوالفداء کی حکومت: ...... سلطان چونکہ ایوبی گھرانے کے ساتھ احسان اور حسن سلوک کا خواہش مند تھا، اس لیے جب الکرک سے اپنے پایہ تخت مصر کی طرف روانہ ہوا تو ۷۱۶ھ میں علاؤالدین اسمٰعیل ابوالفداء کو حماۃ کا حکمران بنا دیا، اور اس کا لقب المؤید تھا۔ اور واپس آتے ہوئے حلب کا نائب حکمران سیف الدین قفجق کو بنا دیا اور اس کی جگہ حماۃ کا نائب ایدمر الکرجی کو بنایا، لیکن جب قفجق کی وفات ہوئی تو دوبارہ ایدمر کو حماۃ کے بجائے حلب کا نائب بنا دیا اور حماۃ کا حکمران ابوالفداء اسمٰعیل کو بنایا جیسا کہ ابھی ہم نے تحریر کیا ہے۔ ابوالفداء کی وفات ۷۲۲ھ میں ہوئی، اسکی وفات کے بعد اس کی وصیت کے مطابق سلطان نے اس کے بیٹے محمد الافضل کو حماۃ کا حکمران بنایا۔

ایوبی گھرانے کی حکومت کا خاتمہ: ...... ۷۴۱ھ میں سلطان ناصر قلدوون کا انتقال ہو گیا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کے آزاد کردہ غلام قوص نے حکومت سنبھالی اور سلطان مرحوم کے بیٹے ابوبکر محمد کو حکمران بنا دیا، بادشاہ بنتے ہی اس نے سب سے افضل کو حماۃ کی حکومت سے ہٹا کر اس کی جگہ صقر دمول کو حکمران بنا کر بھیجا۔ افضل اس کے بعد دمشق کی طرف چلا گیا اور ۷۴۳ھ میں وہیں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس طرح ایوبی گھرانے کی حکومت کا خاتمہ حماۃ سے بھی ہو گیا۔

بغاوت کی گوشمالی: ...... سلطان ناصر نے ۷۱۳ھ میں فوجیں لے کر الاہرام پر حملے کا ارادہ کیا۔ اس نے یہ چال چلی کہ نکلا تو حملہ کرنے کے لیے تھا لیکن بظاہر اس طرح نکلا جیسے سیر کرنے جا رہا ہو لیکن درحقیقت چکر یہ تھا کہ اسے یہ اطلاع ملی تھی۔ صعید میں عربوں نے خوب فسادات پھیلائے ہوئے ہیں اور آنے جانے والے مسافروں کے قافلوں کو تنگ کرتے اور نقصان پہنچاتے ہیں۔ چنانچہ اس نے ان کی گوشمالی کے لیے فوجیں روانہ کیں اور انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ وہ لوگ پوری طرح مغلوب ہو گئے کیونکہ سلطان نے ان کا پوری طرح صفایا کر دیا تھا اور ان میں سے جو لوگ باقی بچے وہ ادھر ادھر بھاگ گئے۔

ملطیہ کی فتح: ...... پھر ۷۱۵ھ میں سلطان نے ارمینیہ کے علاقے ملطیہ پر حملہ کر دیا اور زبردست جنگ کے بعد اس کو فتح کر لیا، اس جنگ کے لیے دمشق کا حکمران تنکز شامی فوج اور چھ مصری جرنیلوں کے ساتھ روانہ ہوا تھا۔ چنانچہ اس نے ۷۱۵ھ میں اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس علاقے میں ارمن، عیسائی اور عرب رہا کرتے تھے، ان کے علاوہ کچھ مسلمان بھی تھے جو جزیہ دیا کرتے تھے، شکست کے بعد انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے، اور مسلمانوں کا لشکر تلوار کے زور سے شہر میں داخل ہو گیا اور ان کا صفایا کرنے لگا، دوسرے قیدیوں کے ساتھ ان کے بادشاہ کو بھی گرفتار کر لیا اور سلطان کے پاس لے آئے۔ سلطان نے ان کے بادشاہ کو معاف کر دیا اور اس کو انعام و اکرام بھی دیا۔ لیکن جب سلطان کو یہ معلوم ہوا کہ ان کا بادشاہ عراقیوں سے خط و کتابت کر رہا ہے تو سلطان نے ان کے بادشاہ کو قید خانے میں ڈال دیا۔

اس کے بعد ۷۱۵ھ میں سلطان نے حلب اور آمد کے علاقے عرقیہ کی طرف لشکر روانہ کیا۔ اس لشکر نے عرقیہ کو کامیابی سے فتح کر لیا، لیکن دشمن دوبارہ مقابلے پر آیا۔ چنانچہ ان سے دوبارہ مقابلہ ہوا اور دوبارہ شکست دی اور بری طرح تباہ و برباد کر دیا اور وہاں سے خوب مال و اسباب حاصل کیا۔ یہ واقعہ ۷۱۷ھ کا ہے۔

عہدوں کی تقسیم:......پھر اس کے بعد ۷۱۸ھ میں سلطان طرابلس کے حکمران سیف الدین بکتمر سے ناراض ہوگیا، یہ اقوش افرم کے بعد طرابلس کا حکمران بنا تھا، بہرحال اس کو گرفتار کر کے مصر بلوالیا گیا اور اس کی جگہ سیف الدین کستائی کو طرابلس کا حکمران بنادیا گیا۔ لیکن یہ جلد ہی فوت ہوگیا تو اس کی وفات کے بعد شہاب الدین قرطائی کو طرابلس کا حکمران بنایا گیا۔

پھر اسی سال ۷۱۸ھ میں ترکوں کی جماعت جاشنگیر یہ کے سردار طغائی حسامی کو گرفتار کرلیا گیا۔ لیکن پھر بکتمر حاجب کی جگہ صغد کا نائب حکمران بنادیا گیا۔ لیکن جلد ہی سلطان اس سے ناراض ہوگیا تو دوبارہ اسے گرفتار کروالیا اور مصر بلوالیا۔ پھر وہاں سے اسکندریہ لے جا کر قید کردیا گیا اور اس کی جگہ حمص سے سیف الدین اقطائی کو صغد کی طرف بھیج دیا اور حمص کا حکمران بدرالدین بلتوت کرمانی کو بنادیا۔

نئی عمارتیں:......۷۱۱ھ میں سلطان ناصر نے مصر میں نئی جامع مسجد بنوانی شروع کی اور اس کے لیے قیمتی اوقات مقرر کیے۔ اس کے بعد سلطان ناصر نے ۷۱۴ھ میں شاہی محل قصر ابلق تعمیر کروایا، یہ محل اب تک بننے والے تمام محلات سے زیادہ شاندار تھا۔

اس کے علاوہ سلطان نے حکم دیا کہ قلعے کی جامع مسجد کو مزید وسیع کیا جائے، لہٰذا اس کے چاروں طرف گھروں کو گرا کر ان جگہوں کو مسجد میں شامل کرلیا گیا اور اتنا وسیع کردیا گیا جتنی آج تک (یعنی علامہ ابن خلدون کے دور تک، مترجم) یہ موجود ہے۔

مسجد کی توسیع سے فارغ ہونے کے بعد ۷۲۳ھ میں سلطان نے حکم دیا کہ سریاقوس میں اس کے رہنے کے لیے محل بنائے جائیں۔ جب یہ محل تعمیر ہوگئے تو ان کے سامنے ایک بہت بڑی خانقاہ بھی بنائی گئی جو اسی کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔

اس کے بعد ۷۳۳ھ میں سلطان کے حکم سے شاہی قلعے میں ایک بہت بڑا ہال بنایا گیا جہاں وہ اپنا دربار لگائے اور اسی جگہ اس کا شاہی تخت بھی رہے، سلطان نے اس محل کا نام دارالعدل رکھا۔

سلطان کے حج:......سلطان نے اپنی حکومت کے زمانے میں تین حج کیے۔ پہلا حج ۷۱۳ھ میں کیا، جبکہ حلب کے نائب حکمران قراسنقر، طرابلس کے نائب حکمران اقوش افرم اور عرب قبائل کے سردار مہنا بن عیسیٰ کا خاتمہ ہو چکا تھا اور تاتاریوں کا بادشاہ خربندا شام اور رحبہ سے ہو کر واپس جا چکا تھا۔ لیکن سلطان مصر سے شام پہنچ چکا تھا، یہاں پہنچ کر جب سلطان کو خربندا کی واپسی کی اطلاع ملی تو سلطان مصر واپس آنے کے بجائے وہاں سے حج کرنے چلا گیا اور ۷۱۳ھ میں حج ادا کر کے واپس آیا۔

سلطان کا دوسرا حج:......اس کے بعد ۷۱۹ھ میں سلطان نے دوسرا حج کیا، لہٰذا اس حج کے لیے سلطان کی سواری ذیقعدہ کے آخر میں مصر سے روانہ ہوئی۔ اس کے ساتھ حماۃ کا حکمران مشہور مورخ ابوالفداء اور سلطان کا بیٹا محمد بھی تھا جو ہندوستان کے بادشاہ سلطان علاؤالدین کا بھانجا بھی تھا۔ حج کرنے کے بعد سلطان ناصر کا بیٹا اور سلطان علاؤالدین کا بھانجا شہزادہ محمد یمن چلا گیا اور سلطان واپس مصر آ گیا۔

مصر واپس آ کر سلطان نے حج کی خوشی میں مکہ مکرمہ کے امیر امیشہ کو رہا کردیا اور اس کے ساتھ جتنے قیدی تھے، ان کو بھی رہا کردیا اور ان کو انعام و اکرام بھی دیئے۔

سلطان کا تیسرا حج:......سلطان ناصر نے اپنا تیسرا حج ۷۳۲ھ میں کیا، اس حج میں اس کے ساتھ حماۃ کا حکمران افضل بن ابی الفداء (مشہور مورخ) بھی تھا وہ اپنے باپ کی طرح زیادہ تر سلطان کے ساتھ ہی رہا کرتا تھا۔ اس حج سے سلطان ۷۳۳ھ میں واپس آیا۔ مصر واپس آ کر اس نے خانہ کعبہ کا چاندی کا دروازہ بنانے کا حکم دیا۔ چنانچہ یہ دروازہ بنایا گیا اور اس میں پینتیس ہزار درہم خرچ ہوئے۔

بکمر ساقی کی وفات:......جب سلطان حج سے واپس آیا تو سلطان کا خاص ساتھی اور امیر بکتمر ساقی وفات پا گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کسی نے اس کو زہر دے دیا تھا۔

بکتمر بیبرس جاشنگیر کے غلاموں میں سے تھا۔ یہ جب سلطان ناصر کے پاس آیا تو سلطان نے اسے ساقیوں کا امیر بنادیا، اس کے بعد اس کے

تعلقات سلطان کے ساتھ بڑھتے چلے گئے اور دوستی اتنی گہری ہوگئی کہ یہ دونوں کبھی یک دوسرے سے الگ نہ ہوا کرتے تھے، یا تو بکتمر سلطان کے محل میں آ جاتا یا سلطان خود بکتمر کے گھر پہنچ جاتا۔ یہ سیاست میں بھی بہت ماہر تھا، اس نے اپنی وفات کے بعد بے حد مال و دولت، ہیرے و جواہرات اور دوسری بہت سی قیمتی چیزوں کے ذخیرے چھوڑے۔

نوبہ کے حالات:...... بیبرس اور منصور قلد ودن کے زمانے میں ترکوں نے نوبہ پر حملہ کیا تھا۔ چونکہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جب مصر فتح کیا تھا تو ان پر جزیہ کی ادائیگی لازم قرار کی تھی۔ اسی طرح ان کے بعد بھی مصر میں جتنے بادشاہ وغیرہ آتے رہے انہوں نے نوبہ والوں پر جزیہ برقرار رکھا۔ لیکن اہل نوبہ عام طور پر اس کی ادائیگی میں یا تو ٹال مٹول کرتے تھے اور یا ادا ہی نہ کرتے تھے بالکل انکار کر دیتے تھے۔ چنانچہ ایسے موقعہ پر مصری فوج ان پر حملہ کرتی اور ان کو ٹھیک کرتی۔

نوبہ کے حکمران:...... جب ۶۸۰ھ میں سلطان قلد ودن نے ان پر حملہ کیا تھا تو اس وقت ان کا بادشاہ سامون تھا جو نقلہ نامی جگہ پر رہتا تھا جبکہ سلطان ناصر کے زمانے میں نوبہ کے بادشاہ کا نام آمی تھا، لیکن یہ بات ہمیں معلوم نہیں ہے کہ آیا آمی براہ راست سامون کا جانشین تھا یا ان دونوں کے درمیان کوئی اور بادشاہ بھی تھا۔ جبکہ اسی دور میں اس گھرانے کا ایک آدمی مصر آ گیا تھا اور مسلمان ہو گیا تھا اس کا نام نشلی تھا۔ چونکہ وہ بہت پکا مسلمان ہو گیا تھا۔ اور فرائض اور واجبات کا بہت خیال رکھتا تھا۔ اس لیے سلطان نے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا لہٰذا وہ مصر ہی میں رہنے لگا تھا۔

نوبہ پر مسلمانوں کی حکومت:...... ۷۱۶ھ میں نوبہ کے بادشاہ کربیس نے جزیہ دینا بند کر دیا تھا چنانچہ سلطان نے اس کی گوشمالی کے لیے ایک فوج بھیجی اس فوج کے ساتھ نشلی بھی تھا جو نوبہ کے شاہی خاندان کے ساتھ تعلق رکھتا تھا اور مسلمان ہو چکا تھا، کربیس خوفزدہ ہو گیا اور الابواب نامی شہر کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ مصری لشکر واپس چلا گیا اور نشلی باوجود اس کے کہ مسلمان تھا، نوبہ کا بادشاہ بن گیا۔

نشلی کا قتل:...... سلطان نے الابواب کے بادشاہ سے مطالبہ کیا کہ کربیس کو ہمارے حوالے کر دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور کربیس کو مصر بھیج دیا گیا اور وہ وہیں رہنے لگا جبکہ دوسری طرف اہل نوبہ نے کچھ عربوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور سازش کر کے نشلی کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد مصر سے کربیس کو واپس بلانے کے لیے ایک وفد الابواب کی طرف بھیجا۔ لیکن چونکہ کربیس مصر آ چکا تھا۔ لہٰذا وفد اسی طرح واپس آ گیا۔ سلطان کو جب اس بات کا علم ہوا تو اس نے خود ہی کربیس کو مصر سے نوبہ بھیج دیا۔ نوبہ پہنچ کر کربیس بادشاہ بن گیا۔ اس کے بادشاہ بننے کے کچھ ہی عرصہ بعد اہل نوبہ مسلمان ہو گئے، چنانچہ اسی وجہ سے ان سے جزیہ لینا بند کر دیا گیا۔

نوبہ کی حکومت کا اختتام:...... پھر کچھ عرصے بعد قبیلہ جہینہ سے تعلق رکھنے والے عرب اس علاقے یعنی نوبہ میں آ کر آباد ہو گئے اور رفتہ رفتہ اس پر قبضہ کر لیا اور فسادات پھیلانے لگے۔ نوبہ کی حکومت نے ان کی سرکوبی کی کوشش کی لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہوئے، چنانچہ اس کے بعد ان سے صلح کر لی اور اس صلح کو برقرار رکھنے کے لیے آپس میں شادیاں بھی کیں۔

خاتمے کے اسباب:...... چونکہ آپس کی شادیوں کی وجہ سے یہ بالکل مل جل گئے تھے لہٰذا اسی وجہ سے ایک دوسرے کے رسم و رواج بھی خلط ملط ہو گئے اور عجمی رسموں کے مطابق قبیلہ جہینہ کے عرب بیٹوں بہنوں بھانجوں وغیرہ کے مالک بننے لگے اور ان کا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور دو عربوں نے ان کے ملک پر قبضہ کر لیا اور چونکہ بدوؤں کے دیہاتی نظام میں کوئی بھی دوسرے کا فرمانبردار نہیں ہوتا اور نہ اطاعت قبول کرتا ہے، لہٰذا ان کے بہت سے مختلف گروپ بن گئے اور علاقے کی مستقل ملکی حیثیت ختم ہو گئی بلکہ نوبہ والے بھی عرب بدوؤں کے ساتھ مل کر انہی کی طرح خانہ بدوش ہو گئے، ہر وقت سرسبز چراگاہوں اور پانی کے چشموں وغیرہ کی تلاش میں ادھر ادھر گھومتے رہتے تھے، اس کے علاوہ چونکہ ان کی رشتہ داریاں عرب بدوؤں کے ساتھ قائم ہو گئیں تھیں لہٰذا یہ بھی مکمل طور پر انہی کے رنگ میں رنگے گئے۔ لہٰذا ان کی حکومت و سلطنت بالکل ختم ہو گئی۔

ارمنوں کے باقی احوال:...... جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ رومی علاقوں میں تاتاریوں کے نمائندے ایدغری نے ارمنوں کے بادشاہ ہشوم کو

قتل کر دیا تھا اور اس کے بعد اس کا بھائی اویسر بن لیون ارمنوں کا بادشاہ بن گیا تھا، چنانچہ اس نے ۷۱۹ھ میں ترکمانوں کے بادشاہ قرمان کے ساتھ جنگ بھی لڑی تھی جس میں اس کو شکست ہوئی تھی لیکن اس کے باوجود اویسر بن لیون ارمنوں کا بادشاہ رہا۔ لیکن اسکے مرنے کے بعد ارمنوں نے اس کے بیٹے لیون کافی کو بادشاہ بنایا، جس کی عمر بارہ سال تھی۔

اویسر کی موت:......اس سے کچھ ہی عرصہ پہلے سلطان ناصر نے اویسر سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ شام کے آس پاس جتنے قلعے ہیں ان کو چھوڑ دے اور سلطان کے حوالے کر دے۔ لیکن اویسر نے نہ مانا۔ چنانچہ سلطان نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے ملک کو مکمل طور پر تباہ و برباد کر دیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد اویسر مر گیا۔

فتوحات:......پھر سلطان ناصر نے حلب کے نائب حکمران کتبغا العادل کو سیس پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ ۷۳۶ھ میں فوجیں لے کر حملہ آور ہوا اور ہر طرف سے سیس کا صفایا کر دیا۔ اس کے بعد نقیر نامی قلعے کا محاصرہ کر لیا اور بہت جلد نہ صرف اسے فتح کر لیا بلکہ بڑی تعداد میں ارمنوں کو بھی گرفتار کر لیا۔ ایک قول کے مطابق ان کی تعداد تین سو تک تھی۔

سیس کی فتح کی خبر جب ایاس پہنچی تو وہاں رہنے والے عیسائی غضبناک ہو گئے۔ چونکہ یہ عیسائیوں کا شہر تھا اور عیسائی یہاں طاقتور تھے۔ چنانچہ انہوں نے یہاں موجود مسلمانوں کو نہ صرف قتل کر دیا بلکہ انہیں جلا بھی دیا اور سیس میں رہنے والے عیسائیوں کی حمایت کا ثبوت دیا۔

ایاس کی فتح:......جبکہ دوسری طرف رومی علاقوں میں موجود مغلوں کے ناظم مرداش بن جوبان نے سلطان ناصر کو اطلاع دی کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے، چنانچہ اسی وجہ سے اس نے سلطان سے مدد مانگی تا کہ ارمنی عیسائیوں کے خلاف جہاد کر سکے۔ چنانچہ سلطان نے اس کی درخواست کو منظور کر لیا اور ۷۳ھ میں دمشق، حلب اور حماۃ سے فوجوں کو بلوا کر مرداش کی طرف روانہ کر دیا۔ چنانچہ فوجوں نے مرداش کی فوجوں کے ساتھ مل کر ایاس کا محاصرہ کر لیا اور نہ صرف یہ کہ اسے بہت جلد فتح کر لیا بلکہ بالکل تباہ و برباد کر دیا۔ مرداش کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی اور پہاڑوں میں جا چھپی لیکن اسلامی فوجوں نے ان کا تعاقب کیا اور پھر یہ فوجیں اپنے اپنے شہروں کی طرف روانہ ہو گئیں۔

مزید فتوحات:......اس کے علاوہ ۷۱۶ھ میں حلب کا نائب حکمران بندمر خوارزمی سیس کی طرف روانہ ہوا۔ چنانچہ اس نے اذنہ، طرسوس اور مصیصہ نامی علاقے کامیابی کے ساتھ فتح کیے۔ پھر یہ کلال، الجزیرہ، سنباط، کلا اور تمر درنامی قلعے بھی فتح کر لیے۔ اس کے علاوہ اس نے اذنہ اور طرسوس میں الگ الگ حکمران مقرر کیے اور پھر واپس حلب چلا آیا۔

اس کے کچھ عرصہ کے بعد حلب میں عشقیم النصاری کی حکومت قائم ہوگئی۔ یہ بھی اپنا لشکر لے کر روانہ ہوا اور سیس اور اس کے قلعے کا محاصرہ کر لیا جو دو مہینے تک جاری رہا۔ حتیٰ کہ ارمنیوں کے پاس کھانے پینے کی چیزیں ختم ہو گئیں اور وہ محاصرے کی سختی سے تنگ آ گئے تو انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور امان طلب کی۔ ارمنوں کا بادشاہ تنکفور، اس کے سردار اور امراء اور سپاہی وغیرہ قلعے سے نکل کر عشقیم کے پاس پہنچ گئے۔ عشقیم نے سب کو مصر بھجوا دیا۔ اس واقعے کے بعد سلطان سیس اور اس کے آس پاس کے تمام علاقوں پر قابض ہو گیا اور ان علاقوں سے ارمنوں کی حکومت کا مکمل طور پر خاتمہ ہو گیا۔

تاتاری حکومتیں:......ایک طرف یہ معاملات چل رہے تھے، جبکہ دوسری طرف تاتاریوں کی دو حکومتیں قائم تھیں۔ ایک حکومت ہلاکو خان اور اس کے خاندان کی تھی جو نہ صرف یہ کہ بغداد فتح کر چکی تھی بلکہ اس پر قابض اور مسلط بھی تھی، کیونکہ انہوں نے پھر بغداد کو ہی اپنا پایہ تخت قرار دے دیا تھا۔ جبکہ عراق، عجم، فارس، خراسان اور ترکستان یعنی ماوراء النہر وغیرہ کے مختلف ملک اور علاقے بھی اسی کی عملداری میں شامل تھے۔

تاتاریوں کی دوسری حکومت دوشی خان کی تھی جو چنگیز خان کا بیٹا تھا۔ اس کی حکومت شمال میں خوارزم تک مشرق میں ترم تک اور جنوب میں قسطنطنیہ تک پھیلی ہوئی تھی، جبکہ مغرب میں بلغار تک اس کی حکومت کی حدود تھیں۔

آپس کی لڑائیاں:......چونکہ دونوں حکومتیں تاتاریوں کی تھیں، لہٰذا ان میں آپس میں جھگڑے اور جنگیں وغیرہ بھی ہوتی رہتی تھیں۔ جیسا کہ عموماً

پڑوسی ملکوں میں ہوا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ چونکہ مصر اور شام کی ترک حکومت ہلاکو خان کی حکومت کے قریب تھی، اور شامی علاقے فتح کرنے کی خواہشمند بھی، لہٰذا آئے دن یہ شام پر حملے کرتے رہتے تھے اور اپنے ساتھ عرب اور ترکمانی قبیلوں کو بہکا کر ان سے بھی مدد حاصل کرتے رہتے تھے جیسا کہ اپنی اپنی جگہ ان کے حالات میں تحریر کیا جا چکا ہے۔

تاتاریوں کی آپس کی ان جنگوں کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ یہ جنگیں فیصلہ نہ ہوتی تھیں۔ بلکہ عموماً ایسا بھی ہوا کرتا تھا کہ ان دنوں تاتاری گروپوں کی جنگ سے مسلمان بھرپور فائدہ اٹھاتے اور ان کے خلاف کامیاب حملے کرتے (اور اس کا نقصان ہلاکو خان سے تعلق رکھنے والے تاتاریوں کو ہوتا) کیونکہ دوشی خان کی حکومت کی حدود مصری حکومت سے بہت دور تھیں۔ اس لیے کہ مصر اور شام کے درمیان دوسرے بہت سے ملک موجود تھے لہٰذا ان کے ترکوں کی اسلامی حکومت سے دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے تھے۔

شمالی حکومت سے صلح:......لہٰذا اسی تعلق کی وجہ سے ان میں آپس میں خط وکتابت اور صلح صفائی کی گفتگو بھی ہوتی رہتی تھی۔ ترک حکمران دوشی خان سے تعلق رکھنے والے تاتاریوں کو ہلاکو خان سے تعلق رکھنے والے تاتاریوں کے خلاف بھڑکاتے رہتے تھے تاکہ وہ لوگ خراسان اور اردگرد کے علاقوں پر حملہ کرتے رہیں اور ان کی توجہ شام کی طرف نہ ہو سکے۔ اس طرح ان کا علاقہ ہلاکو سے تعلق رکھنے والوں کی دست برد سے محفوظ رہے گا۔

جبکہ ترکوں کی حکومت کا شروع ہی سے یہ طریقہ رہا تھا، لہٰذا دوشی خان کے تاتاری اس چال چلن کو بہت پسند کرتے تھے۔ کیونکہ ہلاکو خان کے تاتاریوں کے مقابلے میں اس چیز سے ان کو خوشی ہوتی تھی۔

شادی کی گفتگو:......۷۱۳ھ میں جب دوشی خان کے تاتاریوں میں سلطان ازبک کی حکومت قائم ہوئی تو رومی علاقوں میں اس کا نائب قطلغمیر مقرر ہوا۔ معمول کے مطابق اس کے پاس مصری حکومت کے سفیر پہنچے۔ چنانچہ اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے قطلغمیر نے یہ تجویز ان کے سامنے رکھی کہ تاتاریوں کے شاہی خاندان کی کسی خاتون کا رشتہ سلطان ناصر سے کروا دیا جائے اگر سلطان اس کو منظور کریں تو۔

بعض مورخین کا خیال ہے کہ ان تاتاریوں کی عادت تھی کہ وہ دوسرے بڑے بڑے بادشاہوں کے ساتھ شاہی خاندان کی لڑکیوں کی شادیاں کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ یہاں بھی ایسا ہی ہوا۔ بہرحال سلطان ناصر نے منظوری دے دی۔ چنانچہ رشتے کے لیے چھ سال تک مسلسل دونوں طرف سے سفیروں اور تحائف وہدایہ کا تبادلہ ہوتا رہا۔ آخر کار رشتہ پکا ہو گیا۔

منگیتر کی رخصتی:......چونکہ رشتہ پکا ہو گیا تھا لہٰذا تاتاریوں نے سلطان کی منگیتر طلبناش بنت طغاجی بن ہند اور ابوبکر بن دوشی کو ۷۲۰ھ میں ایک مغل سردار کی راہنمائی میں سلطان کے پاس مصر بھیج دیا، ان کے ساتھ ان کے علاوہ ان کے سردار، امراء اور ازبک امام برہان الدین بھی تھے۔ جب یہ قافلہ قسطنطنیہ سے گذرا تو سلطان یشکری نے ان کا بہت زبردست استقبال کیا اور بہت عزت واحترام سے پیش آیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے ان پر ساٹھ ہزار دینار خرچ کیے پھر وہاں سے یہ قافلہ سمندری راستے سے اسکندریہ پہنچا۔

سسرالی قافلے کا استقبال:......اسکندریہ پہنچ کر یہ قافلہ ایک گاڑی میں سوار ہوا جس پر سونے اور ریشم کے پردے لٹکے ہوئے تھے، ان کے دو غلام اس جلوس کے آگے آگے تھے مختصر یہ کہ اسکندریہ سے یہ قافلہ بہت زبردست شاندار طریقے سے روانہ ہوا۔

جب یہ قافلہ مصر کے قریب پہنچا تو سلطان کے نائب ارغون اور بکتمر ساقی فوج کا ایک لشکر اور سلطان کے وکیل کریم الدین کے ساتھ استقبال کے لیے آ پہنچے۔ اور سلطان کی منگیتر کو شاہی محل میں پہنچا دیا گیا۔

سلطان کا نکاح:......اس قافلے کے مصر پہنچنے کے تین دن بعد قلعے کی جامع مسجد میں علماء، قضاۃ اور درجہ بدرجہ دیگر افراد کو بلایا گیا جبکہ ساتھ آنے والے مہمانوں کو خلعتیں وغیرہ بھی دی گئیں۔ اس کے بعد سلطان کے وکیل اور ازبک کے وکیل کی موجودگی میں نکاح ہوا اور سب لوگوں نے اپنا اپنا راستہ لیا۔ سلطان کے نکاح کی یہ تقریب دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔

صلح کا معاہدہ:......اس کے بعد ۷۲۲ھ میں بغداد اور عراق کے حکمران ابوسعید کے سفیر مصر پہنچے، ان سفیروں میں قاضی وزیر بھی شامل تھے، انہوں نے آپس میں صلح، اتحاد و یگانگت، حج اور دیگر اسلامی شعائر کی حفاظت اور ان کو برقرار رکھنے، راستوں کی حفاظت و درستگی اور اسلام دشمنوں سے مل کر جہاد کرنے کی تجاویز پیش کیں۔ سلطان نے ان کی یہ تمام تجاویز منظور کرلیں۔ چنانچہ اس کے بعد سلطان نے سیف الدین محمدی کو اپنی طرف سے بھیجا تاکہ ان کے ساتھ معاہدے کی تکمیل کرکے اس کو عملی طور پر نافذ کرنے کی کوشش کرے۔ سلطان نے اس کو قیمتی تحائف بھی دیئے۔ لہٰذا جب سلطان کا سفیر ۷۲۳ھ میں واپس آیا تو سلطان ابوسعید کے نمائندے اور جوبان اس کے ساتھ تھے۔ یوں یہ انتہائی اہم اور تاریخی معاہدہ مکمل ہوا۔

دوسری طرف شمالی علاقے صرائے کے تاتاری بادشاہ ازبک اور سلطان ابوسعید کے درمیان اختلافات نئے سرے سے شروع ہوگئے تھے، کیونکہ جوبان بری طرح سلطان ابوسعید پر حاوی تھا اور مسلمانوں اور مغلوں کے درمیان فساد کروانا چاہتا تھا۔

ازبک کی مدد:......اس سے پہلے جوبان اور ماوراءالنہر اور خوارزم کے (تاتاری) حکمران سول کے درمیان جنگ چھڑی ہوئی تھی، جس میں ازبک نے اس کی مدد بھی کی تھی۔ چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ازبک نے خراسان کے اکثر علاقوں کو فتح کرلیا۔ لیکن چونکہ اس دوران اس کے سلطان ناصر کے ساتھ سسرالی تعلقات قائم ہوچکے تھے، اس لیے اس نے جوبان اور سلطان اورسعید کے خلاف سلطان ناصر سے مدد کی درخواست کی۔ سلطان ناصر نے درخواست منظور کرلی اور ازبک کو مدد فراہم کی۔

ابوسعید کے ساتھ صلح:......ان حالات کو دیکھتے ہوئے سلطان ابوسعید نے سلطان ناصر سے صلح کی درخواست کی۔ سلطان نے درخواست منظور کی اور اس کے ساتھ معاہدہ کرلیا۔ لیکن جب ازبک کو اس صلح اور معاہدے کے بارے میں علم ہوا تو اس نے سخت الفاظ کہے اور سلطان کے ساتھ بذریعہ خط ناراضگی کا اظہار کیا۔ اس وقت ازبک کے نمائندے سلطان کے دیار میں ہی موجود تھے۔ سلطان ناصر کو جب یہ خط ملا تو سلطان ناصر نے معذرت کی اور یہ لکھا کہ ''انہوں نے مجھے اسلامی شعائر قائم کرنے کی دعوت دی تھی چنانچہ اس معاملے میں پیچھے نہیں رہ سکتا''۔

ازبک نے سلطان کا یہ عذر قبول کرلیا اور سلطان کو معاف کردیا۔ جبکہ دوسری طرف جوبان نے ازبک سے خراسان کے وہ علاقے واپس لے لئے جن پر اس نے قبضہ کرلیا تھا تو ازبک اور سلطان ابوسعید کے درمیان صلح کی گفتگو شروع ہوگئی اور جلد ہی صلح ہوگئی۔ اور کچھ عرصے کے لیے جنگ بندی ہوگئی۔ اور ہر طرف امن وامان قائم ہوگیا۔ لیکن بعد میں حالات میں تبدیلی آئی اور زبردست انقلاب پیدا ہوا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

حجاز کے حکمران:......جیسا کہ ہم اس سے پہلے یہ تحریر کرچکے ہیں کہ قتادہ نے مکہ مکرمہ اور حجاز کی حکومت ہاشمی گھرانے سے چھین لی تھی اور اس پر قابض ہوگیا تھا چنانچہ اس کے بعد یہ حکومت اس کی اولاد میں چلتی رہی اور ان میں بھی ابونمی ان سب پر چھایا رہا۔ اس کا اصل نام محمد بن ابی سعید علی بن قتادہ تھا، ۷۰۲ھ میں اس کی وفات ہوئی۔

اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے امیثہ اور خمیصہ حجاز کے حکمران بنے اور ان دونوں نے اپنے دو بھائیوں عطیفہ اور ابوالغیث کو نظر بند کردیا تھا۔ چنانچہ جب مصر کی حکومت کے دو بڑے سردار سلدر اور بیبرس حج کے لیے حجاز پہنچے تو دونوں بھائی نظر بندی سے فرار ہوکر سلدر اور بیبرس کے پاس جا پہنچے اور شکایت کرنے لگے کہ ان کو ان کے دونوں بھائیوں امیثہ اور خمیصہ نے بہت تکلیفیں دی ہیں اور تنگ کیا ہے۔

گرفتاری:......چنانچہ سلدر اور بیبرس نے ان دونوں کے زخموں پر مرہم رکھا اور رمیثہ اور خمیصہ کو گرفتار کرکے انہیں مصر پہنچادیا اور ان کے دوسرے بھائیوں یعنی عطیفہ اور ابوالغیث کو ان کی جگہ حجاز کا حکمران بنادیا۔ چنانچہ اس کام کے لیے ان دونوں کو ایدمر کے ساتھ سلطان کے پاس بھجوادیا جہاں سے انہیں لشکر کے ساتھ لے گیا۔

سلطان ان دونوں سے خوش اور راضی ہوگیا اور امیثہ اور خمیصہ کی جگہ ان کو حجاز کا حکمران بنادیا اور ۷۱۳ھ میں اپنی فوجیں ان کے ساتھ حجاز کی طرف روانہ کیں جبکہ رمیثہ اور خمیصہ بھاگ نکلے اور شاہی لشکر واپس آ گیا۔

آپس کی جنگ:......لہٰذا اس کے بعد حجاز پر عطیفہ اور ابوالغیث حکمران بن گئے۔ لیکن کچھ ہی عرصے بعد ان کے دونوں بھائی رمیثہ اور خمیصہ واپس

آ گئے اور جنگ وجدال شروع کر دیا۔ اس جنگ میں عطیفہ اور ابوالغیث کو شکست ہوئی اور وہ دونوں مدینہ منورہ پہنچ گئے اور وہاں سے منصور بن حماد سے مدد مانگی۔ منصور نے بنوعقبہ اور بنومہدی کے افراد کے ذریعے ان کی مدد کی۔ چنانچہ اس کے بعد بطن مرو نامی جگہ پر ان چاروں بھائیوں کی آپس میں جنگ ہوئی، جس میں ابوالغیث کو نہ صرف شکست ہوئی بلکہ وہ اس میں قتل بھی ہو گیا اور رمیثہ اور خمیصہ نے حجاز کی حکومت دوبارہ حاصل کر لی اب ان کا مخالف بھائی عطیفہ بھی ان کے ساتھ ہی مل گیا تھا۔

خمیصہ کا فرار اور صلح:......پھر اس کے بعد ۷۱۵ھ میں، ان تین بھائیوں میں دوبارہ جنگ شروع ہوگئی۔ اس مرتبہ رمیثہ اپنے دونوں بھائیوں کی شکایت لے کر سلطان کے پاس مصر پہنچا۔ سلطان نے ایک لشکر اس کی مدد کے لیے اس کے ساتھ روانہ کر دیا۔ جب لشکر حجاز پہنچا تو خمیصہ لشکر دیکھ کر قبیلہ مدن کی طرف فرار ہو گیا۔ سلطان کے لشکر نے ان کا تعاقب کیا۔ شہر والوں نے خمیصہ کی حمایت میں اس لشکر سے جنگ لڑی لیکن انہیں شکست ہوئی لیکن خمیصہ پھر بھی فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد مصری لشکر واپس چلا گیا تو خمیصہ پھر واپس آ گیا۔ رمیثہ نے پھر سلطان سے شکایت کی اور مدد مانگی۔ سلطان نے دوبارہ لشکر بھیجا۔ جسے دیکھ کر خمیصہ دوبارہ فرار ہو گیا لیکن پھر کچھ عرصہ بعد واپس آ گیا اور اپنے بھائیوں کے ساتھ صلح کر لی۔

رمیثہ کی گرفتاری:......اس کے بعد ۷۱۸ھ میں عطیفہ رمیثہ کی شکایت لے کر سلطان کے پاس پہنچا۔ سلطان نے اس کے ساتھ بھی لشکر بھیجا جنہوں نے رمیثہ کو پکڑ کر سلطان کے پاس بھیج دیا جہاں سلطان نے اسے قلعے میں قید کر دیا۔

رمیثہ کی گرفتاری کے بعد عطیفہ خود تو مکہ مکرمہ میں حکومت کرنے لگا جبکہ خمیصہ دردر کی ٹھوکریں کھانے لگا آخر کار تنگ آ کر وہ تاتاریوں کے بادشاہ خربندا کے پاس چلا گیا اور اپنے بھائی عطیفہ کے خلاف مدد کی درخوست کی چنانچہ خربندا نے اس کی درخواست قبول کر لی اور اپنے لشکر کو اس کے ساتھ بھیجا۔

محمد بن عیسیٰ کا انتقام:......جیسے ہی خربندا نے لشکر حجاز کی طرف بھیجا تو اس کے ساتھ ہی لوگوں میں یہ افواہ پھیل گئی کہ اس (خمیصہ) نے خربندا کے پاس موجود رافضیوں کے ساتھ مل کر یہ سازش کی تھی کہ وہ شیخین یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مبارک قبروں کو اکھاڑ کر ان کے جسم باہر نکال کر پھینک دیں گے۔ مسلمانوں کو یہ بات بہت بری لگی اور وہ غضبناک ہو گئے چنانچہ محمد بن عیسیٰ جو عرب قبیلوں کے سردار مہنا بن عیسیٰ کا بھائی تھا اور خربندا کے پاس رہتا تھا خوب غیرت مندی کا مظاہرہ کیا اور اجر و ثواب کی نیت سے اس کا تعاقب کرنے لگا اور اس تک پہنچتے ہی اس پر حملہ کر دیا۔ خربندا کو اس جنگ میں شکست ہوگئی۔

اس کے علاوہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ محمد بن عیسیٰ نے اس لشکر کے قبضے سے وہ پھاوڑے اور کلہاڑیاں بھی برآمد کیں جو وہ اس برے مقصد کے لیے اپنے ساتھ لے جا رہے تھے، محمد بن عیسیٰ کے اس زبردست اور اہم کارنامے سے سلطان ناصر بہت خوش ہوا۔

خمیصہ کا قتل:......پھر ۷۱۸ھ میں خمیصہ دوبارہ مکہ مکرمہ آ گیا۔ سلطان ناصر نے دوبارہ اس کے مقابلے میں فوجیں بھیجیں، چنانچہ خمیصہ دوبارہ فرار ہو گیا۔

جبکہ دوسری طرف ۷۱۹ھ میں رمیثہ رہا ہوا تو رہا ہوتے ہی حجاز کی طرف فرار ہو گیا۔ اس کے ساتھ اس کا وزیر علی بن ہنجس بھی تھا، لیکن اسے راستے ہی میں گرفتار کر لیا گیا۔ لیکن جب سلطان ناصر ۷۲۰ھ میں حج سے واپس آیا تو اسے رہا کر دیا۔

اس کے بعد اسی سال یعنی ۷۲۰ھ میں خمیصہ نے سلطان کو سیاسی پناہ کی درخواست دی۔ اس وقت مصری غلاموں کی ایک بڑی تعداد بھاگ کر یہاں پہنچی ہوئی تھی، انہیں خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں وہ خمیصہ کے ساتھ دربار میں پیش نہ ہوں۔ چنانچہ انہوں نے خمیصہ کو اچانک قتل کر دیا اور خود سلطان کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ چونکہ سلطان کو بھی اس کے قتل کی اطلاع مل چکی تھی۔ لہٰذا اس نے رمیثہ کو رہا کر دیا اور اس بات کی اجازت دی کہ وہ قاتلوں سے اپنے بھائی کا انتقام لے، لیکن رمیثہ نے صرف اصل قاتل سے انتقام لیا اور باقی لوگوں کو معاف کر دیا۔ اس کے بعد سلطان نے رمیثہ کو مکہ مکرمہ بھیج دیا اور عطیفہ کے ساتھ اس کو بھی حجاز کا حکمران بنا دیا۔ چنانچہ دونوں بھائی مل کر حجاز پر حکومت کرنے لگے۔

عقیل کے خلاف شکایت:...... پھر ۷۱۲ھ میں عطیفہ، ینبوع کے حکمران قتادہ کو ساتھ لے کر سلطان کے دربار میں پہنچا کیونکہ قتادہ اپنے چچازاد بھائی عقیل کی شکایت کرنا چاہتا تھا جس نے اس کے بیٹے کو قتل کر دیا تھا، سلطان نے اس کی شکایت سنی اور اس کے ساتھ مدد کے لیے لشکر بھیجا اور ان دونوں کو انعامات دے کر واپس بھیج دیا۔

مکہ مکرمہ میں افراتفری:...... پھر ۷۱۳ھ میں مکہ مکرمہ میں زبردست بدامنی پھیلی، اور اس کا سبب یہ تھا کہ وہاں کے غلاموں نے وہاں کے بہت سے سرداروں اور ترکوں کے ایک گروپ کو قتل کر دیا تھا۔ جب سلطان کو اس بات کی اطلاع ملی تو سلطان نے ایدغمش کو ایک بہت بڑا لشکر دے کر مکہ مکرمہ کی طرف بھیجا۔ اس لشکر کو دیکھ کر وہاں موجود سب لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ جبکہ مکہ مکرمہ کے حکمران رمیثہ نے حاضر ہو کر سلطان کا اطاعت کا اقرار کیا اور حلف اٹھا کر کہا کہ وہ ان حالات و واقعات کا قطعاً ذمہ دار نہیں ہے۔ چنانچہ سلطان نے اس کو معاف کر دیا۔

لہٰذا اس کے بعد رمیثہ اس وقت تک وہاں حکومت کرتا رہا جب تک اس کی وفات نہ ہوگئی۔ اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں عجلان اور بقیہ کے درمیان کچھ عرصہ جھگڑے فساد ہوتے رہے، آخر کار عجلان کامیاب ہوگیا اور اس وقت سے لے کر اب تک وہاں پر اس کی اولاد کی حکومت ہے۔

سوڈان:...... سوڈان مغرب کی سمت میں صحرا کے قریب پہلے اور دوسرے اقلیم (غالباً براعظم مترجم) میں واقع ہے۔ سوڈان میں کئی سیاہ فام اقوام آباد ہیں۔ چنانچہ بحر اوقیانوس صوص نامی قوم ہے جو غانہ نامی علاقے پر حکومت کرتی ہے۔ اسلامی فتوحات کے زمانے میں اس قوم نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ علم جغرافیہ میں وو جیر کی کتاب کے مؤلف ادریسی نے لکھا ہے کہ "اس علاقے پر بنو عبداللہ بن حسن بن الحسن سے تعلق رکھنے والی ایک شاخ بنو صالح کی حکومت تھی اور یہ بہت بڑا ملک ہے"۔ اس کے علاوہ اس علاقے کے بارے میں ہمیں مزید تفصیلات نہیں ملیں۔ اس کے علاوہ مزید یہ کہ ان میں بنو صالح نامی کوئی شخص نہیں اور اس پر طرہ یہ کہ خود اس علاقے کے لوگ اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ صوص قوم کے علاوہ بھی کسی نے اس علاقے پر حکومت کی ہے۔

صوص قوم کے رہائشی علاقے سے مشرق کی طرف مالی نامی قوم آباد تھی، ان کا پایہ تخت بنی نامی شہر میں تھا۔ جبکہ ان کے بعد مشرق کی سمت کوکو نامی قوم آباد تھی۔ اور ان کے علاوہ ایک اور قوم تھی جو تکرور کہلاتی تھی۔ اسی تکرور اور نوبہ کے درمیان کانم نامی کچھ قبائل آباد ہیں۔

مالی:...... گزرتے زمانے کے ساتھ ساتھ حالات بھی بدلتے رہے چنانچہ مالی قوم اپنے سامنے اور پیچھے رہنے والے صوص اور کوکو نامی قبیلوں کے علاقوں پر قابض ہوگئی اور پھر رفتہ رفتہ تکرور نامی قبیلے کے علاقے پر بھی قبضہ کر لیا۔ لہٰذا اس طرح ان کی حکومت وسیع سے وسیع تر ہوتی گئی اور ان کا دارالحکومت بنی نامی شہر سوڈان کی مغربی سمت پورے سوڈان کا دارالحکومت بن گیا اور اس قوم نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

مالی کے حکمران:...... چونکہ مالی قوم مسلمان ہوگئی تھی لہٰذا ان کے بہت سے حکمرانوں نے حج بھی کیا۔ اس قوم سے تعلق رکھنے والا بادشاہ جس نے حج کیا تھا، وہ برمندار تھا۔ جبکہ انہی کے بعض علماء اس کا نام برمندار کے بجائے برمندانہ بتاتے ہیں۔ یہ جس راستے سے حج کرنے گیا تھا اسی راستے سے اس کے بعد میں آنے والے حکمران بھی حج کرنے جاتے رہے۔

سلطان ظاہر بیبرس کے زمانے میں ان کے جس بادشاہ نے حج کیا تھا اس کا نام منساولی بن ماری جاطہ تھا۔ اس کے بعد اس کے آزاد کردہ غلام صاکورہ نے حج کیا۔ یہ غلام حکمران ان کے ملک پر مسلط ہوگیا تھا اور اس نے کوکو نامی شہر بھی فتح کر لیا تھا۔ پھر سلطان ناصر اور اس کے بعد کے زمانے میں جس بادشاہ نے حج کیا اس کا نام منساموسیٰ تھا۔ اس کا ذکر ہم بربر حکومتوں کے سلسلے میں اس وقت کریں گے (انشاء اللہ) جب بربروں کی صنہاجہ اور لمستونہ کی حکومتوں کا حال بیان کریں گے۔

تکرور کے بادشاہ کا احترام:...... جب منساموسیٰ مغرب کی طرف سے حج کے لیے روانہ ہوا تو اس نے صحرائی راستہ اختیار کیا جو اہرام مصر کے پاس سے نکلتا تھا۔ چنانچہ یہ اس راستے سے آیا اور سلطان ناصر کو زبردست تحفہ پیش کیا کہا جاتا ہے کہ اس میں پچاس ہزار دینار تھے۔ سلطان نے اس بادشاہ کو بڑے قبرستان کے قریب موجود محل میں ٹھہرایا جو اسی کے لیے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ سلطان نے اس کے ساتھ اپنی خاص مجلس میں ملاقات کی اور کچھ بات چیت کر کے انعام واکرام سے نوازا، اسے راستے کا خرچ اور خچر گھوڑے وغیرہ بھی دیئے۔ اس کے علاوہ اس کی خدمت کے لیے

اپنے افسران مقرر کیے جو اس وقت تک اس کی خدمت کرتے رہے جب تک اس نے حج ادا نہ کر لیا۔

تکرور کے بادشاہ کا راستہ بھولنا:...... حجاز کے راستے میں تکرور کے بادشاہ کو ایک بہت بڑی مصیبت جھیلنی پڑی جس سے بمشکل ہی جان بچ سکا۔ اور وہ مصیبت یہ تھی کہ وہ راستہ بھول گیا تھا۔ چنانچہ وہ اور اس کی ساری قوم جو اس کے ساتھ تھی سب لوگ عربی راہنماؤں سے الگ ہو گئے اور لاعلمی میں نامعلوم راستوں پر چل نکلے۔ چنانچہ ان کو نہ تو کوئی بستی ملی اور نہ پانی کا چشمہ لیکن وہ ایک سمت چلتے رہے حتیٰ کہ وہ سویس نامی علاقے میں جا پہنچے۔ یہاں انہیں مچھلی مل گئی، چنانچہ یہ لوگ مچھلی ہی کھا کھا کر گزارا کرتے رہے۔ آخر کار عرب بدوؤں نے انہیں ڈھونڈ کر اس مصیبت سے نجات دلائی۔ اس کے بعد جب تکرور کا بادشاہ حج سے فارغ ہوا تو سلطان ناصر نے دوبارہ اس کا زبردست استقبال کیا اور بہت عزت واحترام سے پیش آیا اور انعام واکرام سے مالا مال کر دیا۔

قرض:...... ایک روایت یہ بھی ہے کہ تکرور کے بادشاہ نے حج کے خرچ کے طور پر چاندی سے بھری ہوئی سو بوریاں ساتھ لی تھیں اور ہر بوری میں تین قنطار چاندی تھی، لیکن راستے میں یہ سارا مال خرچ ہو گیا اور اس کو بڑے بڑے تاجروں سے ادھار لینا پڑا۔ چونکہ اس کے ساتھ بنوالکویک کے تاجروں کا ایک گروپ بھی تھا، لہٰذا اس نے ان سے پچاس ہزار دینار قرض لیے اور اس کے علاوہ اس نے ان سے وہ محل بھی خرید لیا تھا جو سلطان نے اسے بطور جاگیر دیا تھا۔

سراج الدین کو یک نے اس کے ساتھ اس کے وزیر کو بھیجا تھا تاکہ وہ اس کا ادھار دیا ہوا مال لے کر آئے لیکن وہ وہاں وفات پا گیا۔ اس کی وفات کے بعد سراج الدین نے اپنا بیٹا بھیجا، لیکن اس کی بھی وہاں وفات ہو گئی، لیکن بہرحال اس کا بیٹا فخر الدین ابو جعفر کچھ نہ کچھ حصہ لانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ لیکن پھر منسا موسیٰ اس کے انتقال سے پہلے ہی وفات پا گیا لہٰذا وہ اس سے کچھ وصول نہ کر سکے۔

یمن:...... جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ علی بن رسول یمن کا خود مختار حکمران بن گیا تھا اور اپنے آقا کے بعد خود بادشاہ بن گیا، اس کے آقا کا نام یوسف اتسز بن الکامل بن العادل ایوب تھا اور اس کا لقب مسعود تھا، جبکہ اس سے پہلے وہ مسعود کا مال افسر اور حکومت کے مختار کے عہدے پر فائز تھا۔ چنانچہ جب ۶۲۶ھ میں اس کی وفات ہوئی تو علی بن رسول نے مسعود کے بیٹے موسیٰ اشرف کو بادشاہ بنا دیا۔ یہ برائے نام ہی بادشاہ رہ گیا تھا، خود یہ اس کی نگرانی اور سرپرستی کرتا رہا۔ پھر اس کے بعد خود یمن کا بادشاہ بن گیا اور اس کے بعد اس کی اولاد یمن کی حکومت کی وارث بنی اور یہ حکومت اس کے خاندان میں اب (یعنی علامہ ابن خلدون کے زمانے، مترجم) تک باقی ہے۔

آپس کی جنگیں:...... ۷۲۱ھ میں یمن کی حکومت پر مجاہد علی بن داؤد المؤید بن یوسف المظفر بن عمر منصور بن علی بن رسول فائز ہوا۔ اس کے دور حکومت میں اس کے چچازاد بھائی جلال الدین ابن اشرف نے بغاوت کر دی۔ جنگ ہوئی اور مجاہد اس پر غالب آ گیا اور اس کو قید کر دیا پھر اس کے بعد ۷۲۳ھ میں خود اس کے چچا منصور نے بغاوت کر دی اور مجاہد کو قید کر لیا اور جب مجاہد قید سے رہا ہوا تو اس نے اپنے چچا منصور کو قید کر دیا۔

جنگی مدد:...... لیکن اس کے بعد ۷۲۴ھ میں منصور کے بیٹے عبداللہ الظاہر نے اپنے باپ کی طرف سے بادشاہت کا دعویٰ کر دیا اور مجاہد کے ساتھ جنگیں شروع کر دیں۔ چنانچہ مجاہد نے سلطان ناصر سے مدد کی درخواست کی کیونکہ مجاہد اور اس کی قوم سلطان ناصر کے وفادار تھے اور مال ودولت، تحفے تحائف اور یمن کی نادر ونایاب چیزیں اس کے پاس خراج کے طور پر بھیجتے رہتے تھے۔ چنانچہ اس کی درخواست پر سلطان ناصر نے اپنے اہم ترین افسر بیبرس حاجب اور طنبال کی سربراہی میں لشکر بھیجا، جب یہ لشکر یمن پہنچا تو عدن کے مقام پر مجاہد نے ان سے ملاقات کی۔ مصری سپہ سالاروں نے دونوں گروپوں میں صلح کروانے کی کوشش کی اور یہ شرط لگائی کہ ظاہر اپنے علاقے پر حکومت کرتا رہے لیکن یمن کا بادشاہ مجاہد ہی رہے۔ چنانچہ اس کے بعد انہوں نے فسادیوں کو قتل کر دیا اور پورے یمن میں گھوم کر اہل یمن کو اس بات پر تیار کیا کہ وہ مجاہد کے فرمانبردار ہو جائیں۔ یہ کام مکمل کرنے کے بعد وہ واپس سلطان کے پاس مصر چلے گئے۔

شہزادہ احمد:...... جب سلطان ناصر کی حکومت پختہ اور مستحکم ہو گئی اور اس کی بہت سی اولاد بھی ہو گئی تو اس نے اپنے بیٹے احمد کو ۷۲۶ھ میں الکرک کا

حکمران بنا کر بھیج دیا اور شاہی عہدوں پر فائز سرداروں وغیرہ کی صحیح تربیت قائم کی۔

شہزادہ احمد الکرک پہنچا اور اس نے چار سال تک حکومت کی اس کا باپ سلطان ناصر اپنی زندگی میں اس کو حکمران دیکھ کر بہت خوش ہوا، پھر سلطان نے ۷۳۲ھ میں اس کو واپس بلایا اور اس کا ختنہ کروایا اور اس کے لیے ایک زبردست تقریب منعقد کی۔ اس تقریب میں شہزادے کے علاوہ دیگر امراء، سرداروں اور خاص خاص لوگوں کے بیٹوں کے ختنے بھی ہوئے۔ اس کے بعد سلطان نے شہزادہ کو دوبارہ الکرک بھیج دیا جہاں وہ سلطان ناصر کی وفات تک حکومت کرتا رہا۔

جوبان:......خربندا کا بیٹا سلطان ابوسعید چونکہ ابھی کم عمر تھا، اس لیے تاتاری حکومت کا نائب حکمران جوبان، خودمختار بن گیا تھا، کیونکہ وہ سلطان ابوسید کے باپ کے دور میں بھی خودمختار تھا، لہٰذا جوبان نے اپنے بیٹے مرواش کو رومی علاقوں کا حکمران بنا دیا تھا۔

خانہ جنگی:......پھر ان کے شمالی علاقوں کی حکومت کے حکمران ازبک سے خرسان کے مسئلہ پر خانہ جنگی شروع ہوگئی۔ چنانچہ ۷۲۹ھ میں جوبان خراسان کے دفاع کے لیے روانہ ہوا اور اس نے بغداد میں سلطان ابوسعید کے پاس اپنے بیٹے خواجہ دمشق کو نائب مقرر کر دیا لیکن اس کے دشمنوں نے اس کی شکایتیں سلطان سے بیان کیں اور اس کی ایسی بری بری حرکتوں کی اطلاع سلطان کو دی جو یہ برداشت نہ کر سکا۔ چنانچہ سلطان نے نائب پر حملہ کر دیا اور اس کو قتل کر دیا۔

جوبان کا قتل:......جب اس کے باپ جوبان کو ان تمام معاملات کی اطلاع ملی تو اس نے بغاوت کر دی لیکن سلطان ابوسعید جلد ہی خراسان پہنچ گیا اس لیے جوبان کے ساتھیوں نے اس کو چھوڑ دیا چنانچہ جوبان بھی بھاگ نکلا۔ لیکن ہرات پہنچ کر پکڑا گیا اور قتل کر دیا گیا۔ اس کے قتل کے بعد سلطان ابوسعید نے اس کے گھر والوں کو اجازت دی کہ اس کے گھر والے اس کو وہاں لے جا سکتے ہیں جہاں اس نے اپنے دفن ہونے کی وصیت کی تھی۔ لہٰذا اس کے گھر والے اس کو مدینہ منورہ لے گئے لیکن انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ مدینہ منورہ میں دفن ہونے کے لیے مصری سلطان سے اجازت لینی پڑتی ہے۔ جبکہ مدینہ منورہ کے حکمران نے انہیں اجازت نہ دی چنانچہ اس کو بقیع کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

دمرداش کا فرار:......جوبان کے بیٹے دمرداش کو جونہی اپنے باپ کے قتل کی اطلاع ملی اس نے فوراً خطرہ محسوس کیا اور مصر کی طرف بھاگ گیا۔ یہ ان دنوں رومی علاقوں کا حکمران تھا۔ اپنے پیچھے اس نے اپنے آزاد کردہ غلام اتق کو شہر کے نظام کے لیے وہیں چھوڑ دیا اور اس کو سیبو اس میں ٹھہرایا۔ جب دمرداش مصر پہنچا تو وہاں کا نائب حکمران اس سے ملنے آیا اور اس کو اپنے ساتھ مصر لے گیا، سلطان نے بھی اس کا استقبال کیا اور خوب عزت واحترام سے پیش آیا۔ اس کے ساتھ سات عدد افسر اور تقریباً ایک ہزار سپاہی بھی تھے۔ سلطان نے ان سب کے ٹھہرنے کا انتظام کیا اور ان کے وظائف وغیرہ بھی مقرر کیے چنانچہ وہ سب لوگ اس کے پاس رہنے لگے۔

سلطان ابوسعید کا پیغام:......انہی دنوں سلطان ابوسعید کے سفیر اور نمائندے سلطان کے پاس پہنچے اور اس صلح کی شرطیں پوری کرنے کا مطالبہ کیا، اس کے علاوہ انہوں نے سلطان کو یہ بھی بتایا کہ وہ اور اس کا باپ دونوں برے کردار کے مالک تھے اور ہمیشہ لڑنے جھگڑنے پر تلے رہتے تھے لہٰذا وہ شرعی سزا اقصاص کے صحیح مستحق ہیں۔ مفرج لکھتے ہیں جبکہ دوسرے مورخین فضل بن علی بن جراح تحریر کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے غالباً ربیعہ کو مفرج کی طرف منسوب کر دیا ہے کیونکہ وہ آل جراح کا جدامجد تھا اور یہ سیدھے سادھے دیہاتی عرب اپنے سلسلہ نسب کو یاد نہ رکھ سکے۔

طے کی سرداری:......اس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ پرانے زمانے میں قبیلہ بنو طے کا سردار ایاس بن قبیصہ تھا جو بنو سنبس بن عمرو بن الغوث بن طے کی اولاد میں سے تھا، جب نعمان بن المنذر کا قتل ہوا تو آل مندر کے بعد ایران کے بادشاہ کسریٰ نے اس کو حیرہ کا بادشاہ بنا دیا تھا اور جب مسلمانوں نے حیرہ فتح کیا تو اس نے اس موقع پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے صلح کی تھی۔

اس کے بعد قبیلہ بنو طے کی سرداری مسلمانوں کے ابتدائی زمانے میں قبیصہ کے خاندان میں رہی اور یوں لگتا ہے کہ آل فضل اور آل جراح انہی

کی اولاد میں سے ہیں۔ اور اگر ان کی نسل کا سلسلہ کہیں ٹوٹا تھا تو یہ دونوں خاندان ان سے قریبی تعلق رکھتے ہونگے اس لیے کہ قبیلوں کا سردار انہی لوگوں کو بنایا جاتا ہے جو معزز اور شریف اور اعلیٰ خاندانوں کے ہوتے ہیں۔

تاریخ:......علامہ ابن حزم بنو طے کی تاریخ میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب قبیلہ طے کے افراد یمن سے نکل کر کوہ اجا اور کوہ سلمی کے درمیان میں جا ٹھہرے اور اسی جگہ کو انہوں نے اپنا وطن بنا لیا، جبکہ قبیلہ اسد کے افراد نے ان کے اور عراق کے درمیانی علاقے کو آبادی کے لیے منتخب کیا۔ لیکن اس کے باوجود بنو طے کی بہت سی شاخیں پھر بھی آباد نہ ہو سکیں انہی میں بنو خارجہ بن سعد بن عبادہ بھی شامل تھے، اس قبیلہ کو بنو جدیلہ بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ اس نام سے اپنی والدہ کی نسبت کی وجہ سے مشہور ہوئے ان کی والدہ حیم اللہ کی بیٹی تھیں اور جیش اور اسعد بھی ان کے بھائی تھے۔

لیکن فتنہ وفساد کے زمانے میں ان لوگوں نے اس پہاڑی علاقے کو چھوڑ دیا اور حلب اور حاضر طے کے علاقوں میں جا پہنچے اور ان شہروں کو اپنا وطن بنا لیا لیکن ان کی ایک شاخ بنو رمان بن جندب بن خارجہ بن سعد کے افراد ان ہی پہاڑی علاقوں کے درمیان رہے لہٰذا کوہستان کے باشندوں کو جبلتیوں یعنی کوہستانی یا پہاڑی اور حلب اور حاضر طے کے ان قبیلوں کو میدانی باشندے یعنی سہلیّوں کہا جانے لگا۔

بنو خارجہ سے تعلقات:......یوں لگتا ہے کہ شام میں آل جراح اور آل فضل کے جو قبیلے آباد تھے، ان کا تعلق بنو خارجہ کے قبیلے سے ہوا اور یہی وہ لوگ جن کے بارے

مفرج کی اولاد:......لیکن اس کے بعد ۴۰۴ھ میں مفرج کا انتقال ہو گیا۔ اس کے چار بیٹے تھے (۱) حسان (۲) محمود (۳) علی اور (۴) جبران۔ ان چاروں بیٹوں میں سے اس کے بعد حسان اس کا جانشین بنا اور بہت مشہور ہوا۔ یہ اکثر فاطمی حکمرانوں کے ساتھ جنگیں لڑتا رہتا تھا۔ اس کے علاوہ اس نے رملہ کو بھی تباہ کیا اور ہاروق ترکی کو نہ صرف یہ کہ شکست دی بلکہ اسے قتل بھی کر دیا اور اس کی عورتوں کو قید کر لیا اور اسی شخص کی تہامی نے تعریف کی تھی۔

عبیدیوں کی تاریخ لکھنے والے مؤرخ مسبّحی وغیرہ نے حسان بن مفرج کے رشتہ داروں میں فضل بن ربیعہ بن حازم اور اس کے بھائی بدر بن ربیعہ کو بھی گنا ہے اور غالباً یہ وہی فضل ہے جو آل فضل کا جدامجد تھا۔

فضل:......ابن الاثیر نے اس کے حالات میں لکھا ہے کہ ''فضل بن ربیعہ بن حازم کے بزرگ بلقاء اور بیت المقدس کے حکمران تھے، جبکہ یہ فضل کبھی تو انگریزوں کی حمایت کرتا تھا اور کبھی مصر کے فاطمی حکمرانوں کا۔ چنانچہ یہی وجہ تھی تش کی حکومت کا نگران اور دمشق کا حکمران طغرکین اسے پسند نہیں کرتا تھا اور اسی وجہ سے طغرکین نے اسے شام سے جلاوطن کر دیا تھا۔ یہاں سے نکل کر وہ صدقہ بن مزید کے پاس جا پہنچا اور اس کا حلیف بن گیا۔ اس نے دمشق سے آگے ہوئے ۹ ہزار دینار دے کر اس کی مدد کی تھی۔

پھر ۵۰۰ھ اور اس کے بعد صدقہ بن مزید نے محمد بن ملک شاہ کے خلاف بغاوت کر دی۔ چنانچہ دونوں کی جنگیں شروع ہو گئیں۔ ان جنگوں میں یہی فضل موصل کا حکمران، قرواش بن شرف الدولہ، مسلم بن قریش، صدقہ بن مزید کے بعض دوست جو بعض علاقوں کے حکمران تھے، سب جمع ہو گئے اور فوج کی اگلی صفوں میں شریک ہو گئے اور موقع ملتے ہی سلطان کی طرف بھاگ گئے۔ سلطان محمد بن ملک شاہ نے ان کا زبردست استقبال کیا اور انہیں خلعتیں وغیرہ دیں۔

اس کے علاوہ سلطان نے صدقہ بن مزید کو فضل بن ربیعہ کے گھر ٹھہرایا اور جب سلطان صدقہ سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا تو فضل نے سلطان سے اس بات کی اجازت مانگی کہ وہ صدقہ کا مقابلہ جنگلوں اور بیابانوں میں رہ کر کرے گا۔ لہٰذا سلطان نے اجازت دے دی۔ چنانچہ اس نے انبار کی طرف سے دریا پار کیا اور پھر ایسا گیا کہ کبھی سلطان کے پاس واپس نہ آیا۔''

جراح کی اولاد سے تعلق:......مسبّحی اور ابن الاثیر کی روایات سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ فضل اور بدر کا تعلق درحقیقت آل جراح سے ہے اور یہ بھی عبارت کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا جدامجد فضل تھا۔ اس لیے کہ نسب نامہ میں فضل بن علی بن قائم کر لیا تھا چنانچہ ان حکمرانوں نے آل فضل کو عرب قبیلوں کا سردار بنا دیا تھا۔ اور شام کے درمیان قائم راستوں اور سڑکوں کی اصلاح، امن وامان اور دیکھ بھال کا کام ان کے حوالے کر دیا تھا۔

چنانچہ آل مراد کے مقابلے میں ان کا اثر ورسوخ بڑھتا گیا اور شام کے ٹھنڈے علاقوں میں وہ ان پر غالب آ گئے۔ لہٰذا ان بدوؤں کے سفر شام کی سرحدوں کے اندر تک محدود رہتے تھے اور وہ آس پاس کے نخلستانوں اور دیہاتوں کی طرف منتقل ہوتے رہتے تھے۔ جنگلوں میں رہائش کم ہی اختیار کرتے تھے اور ان کے علاوہ ان کے ساتھ ان کے حلیف قبیلے مذحج، عامر، زبید بھی خانہ بدوشوں کی طرح ان کے ساتھ ساتھ ہی گھومتے رہتے تھے۔

قبیلہ بنو حارثہ: ...... اس کے علاوہ ان عرب قبیلوں میں جو قبیلہ ساز وسامان اور تعداد کے لحاظ سے آل مراد کا ہم پلہ اور اُن سے زیادہ طاقتور تھا وہ قبیلہ بنو طے کی شاخ سے تعلق رکھنے والا ایک قبیلہ تھا جس کا نام حارثہ بن سنبس تھا۔ مجھے (یعنی علامہ ابن خلدون کو، مترجم) عربوں کے علم الانساب کے ماہر نے اسی طرح بتایا ہے۔ چنانچہ بنو حارثہ والوں کا یہ قبیلہ اب بھی شام کے اونچے ٹیلوں اور بلند مقامات پر قابض ہے اور آبادی سے باہر رہتا ہے۔ جبکہ آل فضل کی سیادت وسرداری آج کل بنو مہنا کے ہاتھ میں ہے اور وہ اپنے سلسلۂ نسب کو سمیع نامی شخص پر ختم کرتے ہیں۔

غلط تحقیق: ...... چنانچہ اس قبیلے والوں کا یہ کہنا ہے کہ سمیع وہ شخص تھا جو ہارون الرشید کی بہن عباسیہ اور جعفر برمکی کے تعلق سے پیدا ہوا تھا۔ لیکن ہارون الرشید اور اس کی بہن کے بارے میں یہ روایت سراسر جھوٹ ہے۔ کیونکہ اس طرح عرب کے قبیلے بنو طے کے بزرگوں کو عجمی قبیلے برامکہ کے غلاموں کی طرف منسوب کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔ پھر یہ بات بھی عقل سلیم کے خلاف ہے کہ لوگ صحیح النسب نہ ہونے کے باوجود عرب قبیلوں کے سردار بن جائیں

قبائل کی سرداری: ...... ہم اپنی کتاب کے مقدمے (یعنی مقدمہ ابن خلدون) میں اس بات کو ذکر چکے ہیں کہ بنو مہنا کی سرداری کی ابتداء بنو ایوب کی حکومت کی ابتداء کے ساتھ ہی ہوئی تھی۔ چنانچہ عماد اصفہانی اپنی کتاب البرق اسامی میں تحریر کرتے ہیں کہ ''جب ملک عادل نے مرج دمشق میں قیام کیا تو اس کے ساتھ ہی عیسیٰ بن محمد بن ربیعہ بھی تھا جو بدوؤں کا سردار تھا اور ایک بہت بڑی جماعت اس کی حمایتی موجود تھی''۔

بنو جراح: ...... جبکہ ان سے پہلے فاطمیوں کے دور حکومت میں عرب قبیلوں کی سرداری بنو طے کی ایک شاخ بنو جراح کے ہاتھ میں تھی۔ ان کا سربراہ مفرج بن دغفل بن جراح تھا۔ اس کی حکومت میں رملہ شامل تھا۔ جب بنی بویہ کے حکمرانوں کا غلام رفلتین عراق میں نجشار سے شکست کھا کر بھاگا تو مفرج نے اسے پکڑ لیا اور سلطان معز کے پاس لے گیا۔ چنانچہ فاطمی بادشاہ نے اس کارنامے پر نہ صرف مرج بن دغفل کو شاباش دی بلکہ اس کو انعام واکرام بھی دیا اور ترقی بھی دی۔ اس کے علاوہ سلطان ناصر نے خود بھی یہ پیغام بھیجا کہ وہ بھی اسی طرح اللہ کے حکم کو حلب کے نائب حکمران قراسنقر کے بارے میں پورا کرے جو ۷۱۲ھ میں بھاگ کر اقوش ارم کے ساتھ خر بندا کے پاس چلا گیا تھا اور پھر اس نے خر بندا کو بہکایا بھی تھا کہ وہ شام کے علاقوں پر قبضہ کر لے۔ لیکن یہ منصوبہ مکمل نہ ہوسکا اور وہ بدستور خر بندا ہی کے پاس رہنے لگا۔

پھر خر بندا نے اقوش افرم کو ہمدان کا حکمران مقرر کر دیا تھا اور پھر ۷۱۶ھ میں اس کی وفات کے بعد خر بندا نے اس کے دوست قراسنقر کو ہمدان کا حکمران مقرر کر دیا تھا۔

قراسنقر کا قتل اور ابوسعید کی صلح: ...... جب سلطان ابوسعید کو یہ واقعہ یاد دلایا گیا تو سلطان ابوسعید نے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو قراسنقر کے بارے میں نافذ کر دیا۔ اس لیے کہ یہ لوگ فسادی تھے اور جگہ جگہ فتنہ پھیلاتے تھے چنانچہ دمرداش اور اس کے ساتھیوں کی طرح ان کو بھی قتل کر دیا گیا۔

اس کے بعد سلطان ابوسعید کا بیٹا اپنی قوم میں سے ایک وفد لے کر سلطان ناصر کے پاس آیا۔ اور صلح نامہ کی پابندی اور سلطان کے ساتھ سسرالی رشتہ قائم کرنے پر اصرار کیا۔ سلطان نے ان لوگوں کی شان کے مطابق ان کے ساتھ عزت واحترام والا معاملہ کیا، اس کے بعد ان دونوں بادشاہوں کی وفات تک ان کے درمیان خط وکتابت بھی ہوتی رہی اور تحفے تحائف وغیرہ کا تبادلہ ہوتا رہا۔

شام کے عربی قبیلے: ...... شام میں موجود عرب قبیلوں کا سردار مہنا بن عیسیٰ تھا۔ یہ آل فضل کہلاتا تھا۔ اس کے قبیلے شام، الجزیزہ، نجد اور حجاز کے رمیان سفر کرتے رہتے تھے۔ یہ سفر پورا سال ہی جاری رہتا تھا دونوں موسموں میں۔ ان کا سلسلہ نسب قبیلہ بنو طے سے جاملتا ہے۔ زبید، کلب، ہذیل اور مذحج کے قبیلے ان کے حلیف قبیلوں میں شمار ہوتے تھے۔ لیکن پھر بھی اقتدار اور طاقت وقوت کے لحاظ سے ان کا مقابلہ بھی صرف آل مراد کر سکتا تھا۔

ماہرین کی تحقیق: ...... علم الانساب کے ماہرین یہ بھی کہتے ہیں کہ فضل اور مرادربیعہ کے بیٹے تھے۔ اس کے علاوہ ان کا کہنا یہ بھی ہے کہ فضل کی اولاد آل مہنا اور آل علی میں تقسیم ہوگئی تھی اور آل فضل کے سارے افراد حوران نامی جگہ پر آباد تھے۔ لیکن آل مراد ان پر غالب آ گئے اور ان کو حوران سے نکال دیا۔ حوران سے نکل کر آل فضل حمص اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں آباد ہوگئے لیکن پھر بھی ان کا حلیف قبیلہ زبید، حوران ہی میں آباد رہا۔ لہٰذا وہ یعنی زبید ابھی تک (یعنی علامہ ابن خلدون کے زمانے تک، ۔مترجم) وہیں آباد ہیں اور وہاں سے کہیں نہیں گئے۔

آل فضل کی کامیابی: ...... مؤرخین یہ بھی کہتے ہیں کہ قبیلہ آل فضل نے اپنے ملک کے حکمرانوں سے تعلق ابن حزم نے کہا ہے کہ وہ حاضر طے میں سے تھے اور حلب کی طرف چلے گئے تھے کیونکہ آل جراح تو فلسطین میں رہا کرتے تھے۔ لہٰذا یہ علاقے قبیلے کے اصل وطن کوہ اجا اور کوہ سلمی کی نسبت ان سے زیادہ قریب تھے۔ بہر حال یہ بات تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کا تعلق کس شاخ کے ساتھ قائم کرنا زیادہ صحیح اور درست ہے۔

بنو فضل کی سربراہی: ...... اب ہم بنو فضل کی سربراہی کا تھوڑا بہت حال بیان کرتے ہیں۔ ان کی سربراہی کی ابتداء صلاح الدین ایوب کی حکومت سے ہوا۔ لہٰذا جیسا کہ ہم عماد کاتب اصفہانی کے حوالے سے تحریر کر چکے ہیں کہ ملک عادل ایوبی کے دور حکومت میں ان عرب قبیلوں کا سردار عیسیٰ بن محمد بن ربیع تھا اور اس کے بعد حسام الدین مانع بن خدیۃ ان قبیلوں کا سردار بنا۔ ۶۳۰ھ میں اس کی وفات ہوگئی اور اس کے بعد اس کا بیٹا مہنا عرب قبیلوں کا سردار بنا۔

جب مصر میں تیسرا سلطان قطز بادشاہ بنا اور اس نے شام کو تاتاریوں سے چھین لیا اور تاتاریوں کو عین جالوت نامی جگہ پر زبردست شکست دی تو اس نے سلمیہ نامی علاقہ حماۃ کے حکمران منصور بن مظفر کی حکومت سے نکال کر مہنا بن مانع کے حوالے کر دیا۔ مہنا کی وفات کی تاریخ ہمیں معلوم نہیں ہو سکی۔

عیسیٰ بن مہنا: ...... اس کے بعد جب مصر میں ترکوں کی حکومت مضبوط اور مستحکم ہوگئی اور سلطان ظاہر بیبرس، مستعصم کے چچا خلیفہ حاکم کو بغداد کی طرف رخصت کرنے کے لیے دمشق کی طرف روانہ ہوا تو اس وقت اس نے عرب قبیلوں کا سردار عیسیٰ بن مہنا بن مانع کو بنا دیا اور راستوں اور شاہراہوں کی حفاظت اور اصلاح کے لیے اس کو بہت سی جاگیریں وغیرہ عطا کیں اور اس کے چچازاد بھائی زامل بن علی بن ربیعہ کو قید کر دیا کیونکہ وہ باغی تھا۔

عیسیٰ بن مہنا نے ان بدو عربوں کو بہت اچھے طریقے سے قابو کیا۔ کیونکہ وہ اپنے والد کی طرح ان پر سختی نہ کیا کرتا تھا بلکہ نرمی سے پیش آیا کرتا تھا۔ لہٰذا اسی وجہ سے عرب قبیلے اس کے زمانے میں ٹھیک ٹھاک رہے لیکن جب سنقر اشقر بھاگ کر ان لوگوں کے پاس آیا تو انہوں نے تاتاریوں کے بادشاہ ابغا سے خط وکتابت شروع کر دی اور اس کو شام فتح کرنے پر ابھارنے لگے

مہنا بن عیسیٰ بن مہنا: ...... لیکن ۶۸۴ھ میں عیسیٰ بن مہنا کا انتقال ہوگیا، اس کی وفات کے بعد منصور قلاوون نے اس کے بیٹے مہنا بن عیسیٰ بن مہنا کو عرب قبیلوں کا سردار مقرر کر دیا۔ پھر جب اشرف بن قلاوون شام کی طرف روانہ ہوا اور اس نے حمص میں پڑاؤ ڈالا تو مہنا بن عیسیٰ بن مہنا اپنے گروپ کے ساتھ اس سے ملنے آیا لیکن اس نے مہنا بن عیسیٰ بن مہنا، اس کے بیٹے موسیٰ اور اس کے بھائیوں محمد اور فضل کو گرفتار کر کے مصر بھجوا دیا، جہاں ان کو قید کر دیا گیا۔ پھر جب کتبغا العادل بادشاہ بنا تو اس نے ۶۹۴ھ میں ان لوگوں کو رہا کر دیا اور دوبارہ عرب قبیلوں کا سردار بنا دیا۔

مخالفت: ...... سلطان ناصر کے دور حکومت میں اسے مصر کے بادشاہوں سے نفرت رہی کیونکہ وہ عراق میں موجود تاتاری حکمرانوں کا حمایتی تھا، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ وہ غازان سے ہونے والی جنگوں میں شریک نہیں ہوا تھا۔ لیکن جب ۷۱۲ھ میں سنقر اقوش افرم اور اس کے دونوں دوستوں نے بغاوت کی تو یہ عرب قبیلے ان کے حمایتی بن گئے اور وہ ان کے پاس سے تاتاری بادشاہ خربندا کے پاس چلا گیا۔ وہ خود سلطان ناصر سے ناراض رہا اور اپنے قبیلے ہی میں رہا۔ کبھی سلطان سے ملاقات کے لیے نہیں گیا۔

معزولی: ...... ۷۱۲ھ میں مہنا بن عیسیٰ بن مہنا کا بھائی فضل بن عیسیٰ بن مہنا سلطان ناصر کے پاس ایک وفد لے کر گیا تو سلطان نے اس کا استقبال کیا اور اس کی ملاقات کا مقصد پورا کرتے ہوئے اس کو عرب قبیلوں کا سردار بنا دیا۔ اب مہنا بن عیسیٰ ادھر ادھر مارا مارا پھرنے لگا آخر کار ۷۱۴ھ میں تاتاری

بادشاہ خر بندا کے پاس چلا گیا اس نے نہ صرف اس کا استقبال کیا بلکہ عراق میں جاگیر بھی دی۔

بحالی: ...... لیکن اسی سال خر بندا کا انتقال ہو گیا چنانچہ مہنا بن عیسی اپنے قبیلوں میں واپس آ گیا۔ اور اس نے اپنے دونوں بیٹوں احمد اور موسی اور اپنے بھائی محمد بن عیسی کو سلطان ناصر کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس کے لیے معافی مانگ سکیں۔ سلطان ناصر نے ان کا استقبال کیا اور قصر ابلق میں ان کے رہنے کا انتظام کروایا، اس کے علاوہ بہت اچھا سلوک کیا اور احسانات بھی کیے۔ اور مہنا بن عیسی کو نہ صرف یہ کہ معاف کر دیا بلکہ اس کو دوبارہ عرب قبیلوں کا سردار بھی بنا دیا اور جاگیریں وغیرہ بھی واپس دے دیں۔ یہ ۷۱۷ھ کا واقعہ ہے۔ اور اسی سال اس کے بیٹے عیسی بن مہنا اور بھائی محمد اور بنو فضل میں سے بڑی تعداد میں فریضہ حج ادا کیا۔ یہ تعداد تقریباً بارہ ہزار افراد کے لگ بھگ تھی۔

بنو فضل کا اخراج: ...... لیکن اس کے بعد مہنا پھر اپنی عادت کے مطابق سازشوں وغیرہ میں مشغول ہو گیا۔ اس نے تاتاریوں کے ساتھ تعلق جوڑ لیا اور انہیں شام پر حملہ کرنے پر ابھارنے لگا۔ جب اس کا رویہ نہ بدلا تو سلطان ناصر اس سے ناراض ہو گیا بلکہ خود اس کی اپنی قوم بھی اس کے خلاف ہو گئی۔ لہٰذا جب ۷۳۰ھ میں سلطان ناصر نے حج سے واپس آ کر شامی حکمرانوں کو اس کے خلاف احکامات جاری کر دیئے۔ لہٰذا اسی وجہ سے بنو فضل کو تمام شہروں سے نکال دیا گیا اور ان کے برابر کے دوسرے خاندان بنو علی کو ان کی جگہ مقرر کیا گیا۔ لہٰذا ان میں سے پھر محمد بن ابی بکر کو ان عرب قبیلوں کا سردار بنایا گیا اور جاگیریں وغیرہ منہا اور اس کی اولاد کو دی گئی تھیں۔ وہ سب محمد بن ابی بکر اور اس کی اولاد کو دے دی گئیں۔

واپسی: ...... کچھ عرصہ تو مہنا مارا مارا پھرتا رہا لیکن پھر ۷۳۱ھ میں حماۃ کے حکمران افضل بن موید کے ساتھ سلطان کے دربار میں سفارش کروائی اور معافی مانگی سلطان نے اس کو معاف کر دیا اور اس کا عہدہ اور جاگیریں وغیرہ بھی اس کو واپس کر دیں۔

غیرت: ...... مجھے (یعنی علامہ ابن خلدون، مترجم) مصر کے بعض بزرگوں نے جو مہنا سے ملاقات کے وقت زندہ تھے، یا اس کے حالات انہوں نے کسی سے سنے تھے، یہ بتایا ہے کہ مہنا بن عیسی بن مہنا نے اس دوسری ملاقات کے وقت بھی سلطان کے تحفے تحائف اور ہدایا قبول نہیں کیے تھے۔ یہاں تک کہ اس نے خود اپنی اونٹنیوں کا دودھ نکال کر پی کر گذارا کیا تھا، نہ ہی اس نے وہاں کے کسی حکمران سے کچھ مانگا اور نہ کسی کے گھر گیا۔

عربوں کے سردار: ...... اس کے بعد یہ واپس اپنے قبیلوں میں آ گیا اور ۷۳۴ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا جانشین اس کا بیٹا مظفر الدین موسی بنا۔ یہ ۷۴۳ھ میں سلطان ناصر کی وفات کے بعد فوت ہوا۔ اس کے بعد اس کا جانشین اس کا بھائی سلیمان بنا۔ اور اس کی وفات کے بعد اس کا جانشین اس کے چچا فضل بن عیسی کا بیٹا شرف الدین عیسی بنا۔ اس کا انتقال ۷۴۴ھ میں بیت المقدس میں ہوا اور اس کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے پاس دفن کیا گیا۔ پھر اس کا جانشین اس کا بھائی سیف الدین بن فضل بنا لیکن سلطان کامل بن ناصر نے ۷۴۶ھ میں اس کو اس عہدے سے ہٹا کر اس کی جگہ مہنا سوم بن عیسی کو اس کا جانشین بنا دیا۔ اس کے دور حکومت میں سیف بن مہنا نے حملہ کیا اور فیاض بن مہنا نے اس کا مقابلہ کیا اور سیف بن مہنا کو شکست دی۔

خیار بن مہنا: ...... جب سلطان حسین بن ناصر کا سرپرست بیقاروس تھا تو اس نے اپنے پہلے دور حکومت میں احمد بن مہنا کو سردار بنایا تھا۔ چنانچہ اس طرح ان بھائیوں کی آپس کی جنگ ختم ہو گئی۔ اور جب ۷۴۹ھ میں اس کی وفات ہو گئی تو اس کا جانشین اس کا بھائی فیوض بن مہنا بنا۔ اس کا انتقال ۷۶۲ھ میں ہوا۔ اس کے بعد اس کا جانشین خیار بن مہنا بنا۔ سلطان حسین بن ناصر نے اس کو اپنے دوسرے دور حکومت میں سردار بنایا۔

۷۶۵ھ میں اس نے بغاوت کی تھی اور بھاگ کر جنگلوں اور بیابانوں میں رہنے لگا تھا، آخر حماۃ کے نائب حکمران نے اس کی سفارش کی تو اس کو دوبارہ سردار بنا دیا گیا۔

لیکن اس کے بعد ۷۷۰ھ میں خیار بن مہنا نے دوبارہ بغاوت کر دی چنانچہ سلطان اشرف نے اس کے بجائے اس کے چچازاد بھائی زامل بن موسی بن عیسی کو عرب قبیلوں کا سردار بنا دیا۔

زامل بن موسیٰ کی بغاوت:......لیکن زامل نے بھی بغاوت کر دی اور حلب کی طرف چلا گیا۔ وہاں بنوکلاب وغیرہ نے اس کا ساتھ دیا اور ان سب نے ملک کے مختلف علاقوں میں شر فساد پھیلانا شروع کر دیا۔ ان دنوں حلب کا حکمران قستمر منصوری تھا، اس نے ان لوگوں سے مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا اور ان کے خیموں کے پاس آ کر وہاں سے ان کے مویشی اور چوپائے پکڑ لایا۔ لیکن جب وہ ان کے خیموں کے سامنے کی طرف پہنچا تو عرب قبیلوں نے جان توڑ کر ان کا مقابلہ کیا اور ان کو شکست دے دی۔ اس مقابلے میں قستمر اور اس کا بیٹا مارے گئے اور زامل نے ان دونوں کو خود اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ اور پھر بغاوت کا اعلان کرتا ہوا جنگل بیابانوں میں جا گھسا۔ چنانچہ اس کی جگہ معیقیل بن فضل بن عیسیٰ کو عرب قبیلوں کا سردار بنایا گیا۔ ۷۷۱ھ میں اس نے سلطان کو کئی پیغام بھیجے اور خیار بن مہنا کی سفارش کی تو سلطان نے اس کی سفارش قبول کی اور خیار کو پناہ دے دی۔ چنانچہ ۷۷۵ھ میں خیار سلطان کے پاس آیا۔ سلطان نے خوشی خوشی اس کا استقبال کیا اور اس کو دوبارہ عرب قبیلوں کا سردار بنا دیا۔

پھر جب ۷۷۷ھ میں خیار کا انتقال ہو گیا تو اس کے بھائی کو اس کا جانشین بنایا گیا۔ اور جب ۷۸۱ھ میں اس کا بھائی بھی وفات پا گیا تو اس کا جانشین معیقیل بن فضل بن عیسیٰ اور زامل بن موسیٰ بن مہنا کو دونوں کو بنا دیا گیا۔ لیکن ایک سال بعد ان دونوں کو ان کے عہدے سے برطرف کر دیا گیا اور ان کی جگہ عرب قبیلوں کا سردار بصیر بن جبار بن مہنا کو بنا دیا گیا۔ اس کا اصلی نام محمد تھا۔ موجود (یعنی علامہ ابن خلدون) کے زمانے میں یہی شخص بنوفضل اور ان کے علاوہ دیگر عرب قبیلوں کا سردار تھا۔

ہلاکو کے گھرانے کا خاتمہ:......۷۳۶ھ میں عراق کے تاتاری بادشاہ سلطان ابوسعید بن خربندا کا انتقال ہو گیا۔ اس نے کل بیس سال حکومت کی لیکن چونکہ یہ بے اولاد تھا اس لیے اس کی وفات کے بعد ہلاکو خان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور عراقی حکومت پر دوسرے لوگوں نے قبضہ کر لیا۔ دیگر ملکوں میں بھی تاتاری حکومتیں افراتفری اور بے چینی کا شکار ہو چکی تھیں۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں تحریر کریں گے۔

سلطان ناصر کی وفات:......بہرحال بغداد کا بادشاہ سلطان حسن بن گیا جو انہی کی نسلوں میں سے تھا۔ لیکن اس کے مخالف بہت سے دعویدار پیدا ہو گئے۔ چنانچہ اس نے اپنے سفیر سلطان ناصر کے پاس بھیجے اور اس سے جنگی مدد مانگی اور اس کے صلے میں بغداد کو سلطان ناصر کے حوالے کرنے اور تمام سپاہیوں کو سلطان ناصر کے پاس بطور یرغمال رکھوانے کی حامی بھری۔ سلطان ناصر نے اس کی ساری شرطیں منظور کر لیں لیکن وہ اس کام کے مکمل ہونے سے پہلے ہی وفات پا گیا۔

مغربی حکمران سے تعلقات:......ان دنوں مغرب اقصیٰ یعنی مراکش وغیرہ میں بنومرین کا بادشاہ بہت طاقتور ہو چکا تھا۔ اور ان دنوں جو بادشاہ تھا اس کا نام سلطان ابوالحسن علی بن عثمان تھا جو سلطان ابو یوسف یعقوب بن عبدالحق کی اولاد میں سے تھا۔ لیکن اس کے تعلقات اپنی پڑوسی حکومت سے بھی خراب تھے۔ چنانچہ اس نے مغرب کے وسطی علاقوں پر حملہ کیا۔ پر یہ علاقہ اس کے دشمنوں یعنی قوم زناتہ کا تھا اور ان دنوں وہاں بنوعبدالودود کا بادشاہ اوتاشفین عبدالرحمٰن بن موسیٰ تھا اور اس کا دارالحکومت تلمسان تھا۔ مغرب اقصیٰ کے بادشاہ نے وہاں پہنچ کر شہر کے اردگرد منجنیقیں نصب کروا دیں اور فصیل کے چاروں طرف باڑ لگوا دی تاکہ کسی بھی قسم کا سامان اور خوراک وہاں نہ پہنچ سکے اور اس کے بعد ایک کے بعد ایک کر کے پورا شہر فتح کر لیا حتیٰ کہ رمضان المبارک ۷۳۷ھ میں دارالحکومت پر بھی قبضہ کر لیا۔ دشمنوں کی فوج بکھر گئی اور دشمنوں کا بادشاہ شاہی محل کے دروازے کے قریب ہی قتل کیا گیا۔ جیسا کہ آگے چل کر ہم تفصیل سے تحریر کریں گے۔

اس کے بعد سلطان ابوالحسن علی بن عثمان نے اس جنگ اور فتح کے تمام حالات کی اطلاع سلطان ناصر کو دی اور یہ بھی لکھا کہ ان کامیابیوں کے بعد حاجیوں کے راستوں کی تمام رکاوٹیں دور ہو گئی ہیں اور آئندہ یہ خود حاجیوں کے راستوں میں تمام سہولیات کا انتظام کرے گا۔

بادشاہ کی بہن کا حج:......سلطان ابوالحسن علی بن عثمان نے اپنی بہن سے یہ وعدہ کر رکھا تھا کہ اگر اس نے تلمسان فتح کر لیا تو اسے حج کروائے گا۔ چنانچہ جب یہ شہر فتح ہو گیا اور دشمن کا قلع قمع ہو گیا تو اس کی بہن نے اپنی شان کے مطابق حج پر جانے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ سلطان ابوالحسن علی بن عثمان اپنی بہن کے ساتھ بہت سے تحفے تحائف بھی بھجوانا چاہتا تھا جن میں پانچ سو عمدہ اور بہترین اصل گھوڑے، عمدہ زین لگام رکاب

اور دیگر ساز و سامان سے لدے ہوئے شامل تھے۔ اس کے علاوہ تلواریں اور مغرب کی نادر و نایاب چیزیں بھی بڑی تعداد میں شامل تھیں۔ ریشمی، اونی، سوتی کپڑے، چمڑے کی مصنوعات طرح طرح کے قیمتی موتی ہیرے جواہرات، ان سب چیزوں کے علاوہ تھے اور ان سب تحائف بھیجنے کا مقصد صرف دوستی مضبوط کرنا تھا۔

قافلے کا استقبال:......سلطان ابوالحسن علی بن عثمان نے سلطان ناصر کو مغرب کے حالات بھی لکھ بھیجے تھے اور اپنی بہن کے ساتھ اپنی قوم کے بڑے بڑے وزراء اور درباری شخصیات بھی بھیجی تھیں۔ یہ سارے مہمان ۷۳۸ھ میں سلطان ناصر کی خدمت میں پہنچے سلطان نے ان کا شاندار طریقے سے استقبال کیا نہایت عزت واحترام سے اونٹوں اونٹنیوں کے علاوہ تحائف وغیرہ اٹھانے کے لیے تین خچر بھی بھیجے۔ اس کے بعد سلطان نے ان کے اعزاز واکرام میں ایک دن خصوصی دربار منعقد کیا جو دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ چنانچہ اس دن تمام مہمان سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے اپنے تحائف سلطان کی خدمت میں پیش کیے۔ سلطان نے موتیوں اور یاقوتوں کے علاوہ باقی تمام تحائف درباریوں میں تقسیم کر دیے۔ اس کے بعد سلطان نے مختلف مہمانوں کے لیے مقررہ نہایت قیمتی اور معزز قیام گاہوں میں مہمانوں کو ٹھہرایا۔ یہ محلات بہترین اور عمدہ ساز و سامان اور مال و اسباب سے آراستہ تھے۔ سلطان نے ان کو بہت زیادہ انعام واکرام دیا اور راستے کی ضروریات کا سامان وافر مقدار میں فراہم کیا۔ اس کے بعد سلطان نے اپنے خاص خاص سرداروں کو ان کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اس مرتبہ نہایت آسانی اور سہولت کے ساتھ حج ادا کر سکیں۔

قافلے کی واپسی اور تحائف کا تبادلہ:......حاجیوں کا یہ قافلہ جب حج کر کے واپس آیا اور پھر وہاں سے مغرب اقصیٰ کی طرف واپس جانے لگا تو سلطان ناصر نے بھی جواب میں نہایت اعلیٰ قسم کے تحائف بھیجے جن کی تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں

۱۔ مصر کے علاقے اسکندریہ میں تیار کیا ہوا ریشمی لباس بھیجا اور حکم دیا کہ یہ لباس ہر سال بھیجا جائے۔ اس وقت کی قیمت کے لحاظ سے اس لباس کی قیمت پچاس ہزار دینار تھی۔

۲۔ ملک شام کے کارخانوں میں تیار کردہ شاہی خیمے جن میں الگ الگ گھر اور گنبد بنے ہوئے تھے، یعنی وہ کیلوں اور لکڑیوں کے بنے ہوئے چلتے پھرتے خیمے اور بڑے بڑے چلتے پھرتے محل تھے۔ جبکہ ان خیموں کا اندرونی حصہ عراق کے بنے ہوئے ریشمی کپڑے کا بنا ہوا تھا اور باہر والا حصہ نہایت عمدہ سوتی کپڑوں کا نہایت عمدگی کے ساتھ اور مہارت کے ساتھ بنا ہوا تھا اور دیکھنے میں نہایت خوبصورت دکھائی دیتا تھا، اور اس کے علاوہ دھوپ سے بچنے کے لیے بہترین چھجے بھی بنے ہوئے تھے۔

۳۔ بہت ہی اعلیٰ قسم کے شاہی گھوڑے، جن کی زینیں لگامیں سونے چاندی کی بنی ہوئی تھیں اور ان میں قیمتی موتی اور نگینے بھی جڑے ہوئے تھے اور اس کے علاوہ ان گھوڑوں کی دیکھ بھال کرنے والے رکھوالے بھی تھے تاکہ ان کی خدمت میں بھی کمی نہ ہو۔

جب یہ تحفے تحائف مغرب اقصیٰ کے سلطان ابوالحسن علی بن عثمان کے پاس پہنچے تو وہ بہت زیادہ متاثر ہوا اور اپنے نمائندوں اور سفیروں کے ذریعے شکریے کے خطوط بھیجے۔ چنانچہ اس طرح ان دونوں بادشاہوں کے درمیان محبت اور خلوص کے تعلقات قائم ہوئے اور آخر تک ان میں اسی طرح تحفے تحائف کا تبادلہ ہوتا رہا۔

عباسی خلفاء:......جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ سلطان ظاہر بیبرس نے عباسی خلیفہ راشد کی اولاد میں سے مصر میں خلافت نئے سرے سے قائم کی تھی، اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہاں بغداد سے ایک آدمی آیا جس کا نام احمد بن محمد تھا اور اس کا سلسلہ نسب خلیفہ راشد تک جا پہنچتا تھا، چنانچہ ۶۶۰ھ میں سلطان ظاہر بیبرس کے حکم سے اس خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس کو خلیفہ تسلیم کر لیا گیا۔ اس کا لقب 'الحاکم'' تجویز ہوا۔ یہ اپنی وفات تک یعنی ۷۰۱ھ تک خلیفہ رہا۔

اس نے اپنے بیٹے سلیمان کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ لہٰذا سلطان ناصر کے ارکان حکومت میں سے جو لوگ اس نظام خلافت کے منتظم تھے انہوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کا لقب ''مستکفی'' تجویز کیا۔ سلطان ناصر کے پورے دور حکومت میں یہی خلیفہ رہا۔

قید اور جلا وطنی: ...... ۷۳۶ھ میں سلطان ناصر کے پاس اس کے بیٹوں کی شکایتیں پہنچیں تو سلطان نے ناراض ہو کر اس کو قلعے میں قید کر دیا اور لوگوں کو اس سے ملنے سے بھی روک دیا۔ سال بھیر وہ قید رہا، پھر اس کو رہا کر دیا گا اور وہ اپنے گھر پر رہنے لگا لیکن کچھ عرصہ بعد اس کو اور اس کے بیٹوں کو جلا وطن کر دیا گیا اور قوص کی طرف بھیج دیا گیا۔ اس کے بعد سے خلیفہ وہیں رہا۔ اس کی وفات سلطان ناصر کی وفات سے پہلے ۷۴۰ھ میں ہوئی۔

واثق: ...... خلیفہ نے تو اپنے بیٹے احمد کو ولی عہد بنایا تھا اور اس کا لقب الحاکم تجویز کیا تھا لیکن سلطان ناصر اس سے راضی نہ تھا کیونکہ سب سے زیادہ شکایتیں سلطان ناصر کو اسی کے بارے میں ملی تھیں۔ چنانچہ اس نے مستکفی کے بعد اس کے چچازاد بھائی ابراہیم بن محمد کو ولیعہد مقرر کیا اور اس کا لقب واثق تجویز کیا لیکن وہ تھوڑے ہی عرصے بعد انتقال کر گیا۔

احمد: ...... واثق کی وفات کے بعد مصری حکومت کے اراکین نے مستکفی کی وصیت پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا اور انہوں نے اس کے بیٹے احمد کے ہاتھ پر بیعت کر کے ۷۴۱ھ میں اس کو خلیفہ بنا دیا چنانچہ وہ ۷۵۳ھ تک خلیفہ رہا۔

احمد کی وفات کے بعد اس کا بھائی ابوبکر خلیفہ بنایا گیا۔ اس کا لقب معتضد تھا۔ وہ دس سال تک خلافت کے عہدے پر فائز رہا۔ اس کا انتقال ۷۶۳ھ میں ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا محمد خلیفہ بنا۔ اس کا لقب متوکل تھا۔

تنکز: ...... یہ سلطان لاجین کا آزاد کردہ غلام تھا، لیکن سلطان ناصر اس کو بہت پسند کرتا تھا۔ چنانچہ سلطان ناصر کا اس سے بہت قریبی تعلق تھا، وہ اس کے ساتھ تاتاریوں کے خلاف جنگوں میں بھی شامل رہا اور سلطان ناصر کی معزولی کے زمانے میں بھی اس کے ساتھ قلعہ الکرک میں رہا اور اس کی خدمت کرتا رہا۔

عروج: ...... جب سلطان کی معزولی ختم ہوئی اور وہاں دوبارہ بادشاہ بنا تو اس نے اپنے من پسند سرداروں کو مختلف عہدے دیئے۔ چنانچہ تنکز کو اس نے دمشق اور رومی علاقوں کا حکمران بنا دیا تھا۔ اس نے ملطیہ بھی فتح کر لیا اور ساتھ ساتھ ارمینیہ پر بھی حملے کرتا رہتا تھا۔ اس کے علاوہ وہ اکثر مشورہ وغیرہ کرنے سلطان کے پاس مصر بھی آتا جاتا تھا۔ سلطان خود بھی اس کو بہت اہمیت دیتا۔ مشورہ کرتا اور خاص طور پر اپنے پاس بلواتا کیونکہ تنکز تاتاریوں سے مقابلہ کرنے میں بہت ماہر تھا۔

زوال: ...... سلطان ابوسعید کی وفات اور ہلاکو کی حکومت کے خاتمے کے بعد توریز اور بغداد کا نظام بگڑ چکا تھا یہ دونوں پڑوسی حکومتیں تھیں اور دونوں نے سلطان سے مدد کی درخواست بھی کی تھی۔ انہی میں سے کوئی تنکز سے ناراض ہو گیا تھا چنانچہ اس نے سلطان کو اطلاع دی کہ تنکز اسے دھوکہ دے رہا ہے اور دشمنوں کے ساتھ سازش کرنے میں مصروف ہے۔ چنانچہ سلطان نے اس کے بارے میں تفتیش شروع کروا دی کیونکہ سلطان اس سے اپنی بیٹی کی شادی بھی کرنا چاہتا تھا۔ لہٰذا اسی وجہ سے سلطان نے دوادار باجار کو تنکز کے پاس بھیجنا چاہا تاکہ وہ اسے شادی کے لیے بلا لائے۔ دوادار باجار برا پیر اور غیرت کی وجہ سے اس سے دشمنی رکھتا تھا۔ چنانچہ اس نے اس کی بے وفائی اور دھوکہ فریب کا ذکر کر کے سلطان کو خطروں کے بارے میں بتایا یہ مشورہ دیا کہ اس کا دمشق ہی میں رہنا بہتر ہے۔

گرفتاری: چنانچہ سلطان ناصر نے صفد کے حکمران طشتمر کو خط لکھا کہ وہ دمشق جا کر تنکز کو گرفتار کر لے۔ لہٰذا اس نے ایسا ہی کیا اور ۷۴۰ھ میں تنکز کو گرفتار کر لیا۔ اس نے دمشق میں اٹھائیس سال تک حکومت کی۔ پھر سلطان ناصر نے اپنے آزاد کردہ غلام بشتمک کو لشکر دے کر دمشق کی طرف روانہ کیا۔ اس نے وہاں پہنچ کر اس کے سارے مال و اسباب کو ضبط کر لیا۔ اس کے پاس اتنی دولت تھی کہ جو ناقابل بیان ہے۔ آخر کار بشتمک نے اس کو بیڑیوں میں جکڑ کر مصر بھیجا گیا اور پھر اسے اسکندریہ میں قید کر دیا گیا اور پھر قید خانے میں ہی اسے قتل بھی کر دیا گیا۔

سلطان ناصر کی وفات: ...... ۷۴۱ھ کے آخر میں سلطان ناصر محمد بن قلدوون کا انتقال ہوا۔ یہ اپنی طبعی موت مرا۔ اس کی وفات سے تھوڑا ہی عرصہ پہلے اس کا بیٹا انوک وفات پا چکا تھا۔ سلطان نے صبر و شکر کے ساتھ اپنے بیٹے کی وفات کا غم برداشت کیا۔

سلطان ناصر مصر کا سب سے زیادہ بااختیار اور بہترین بادشاہ تھا۔ اگر اس کی حکومت کی مدت اس وقت سے شمار کی جائے جب یہ طنبغا کی زیر نگرانی تھا تو اس کی کل مدت حکومت اڑتالیس سال بنتی ہے۔ اور اگر بیبرس المظفر کے بعد اس وقت سے شمار کی جائے جب وہ بااختیار بادشاہ بن گیا تھا اور اس کا کوئی دشمن نہ بچا تھا تو اس کی حکومت کی مدت بتیس سال بنتی ہے۔

ناصر کے ماتحت عہدیدار:......اس کی حکومت کے زمانے میں صرف تین افراد اس کے نائب حکمران بنے۔ سب سے پہلے بیبرس دوادار مورخ نائب بنا، پھر بکتمر جوکندار اور پھر ارغوان دوادار نائب بنا۔ اور اس کے بعد پھر سلطان نے کسی کو اپنا نائب نہیں بنایا اور اس کی وفات تک یہ عہدہ خالی رہا۔

چیف سیکریٹری:......سلطان ناصر کے دوادار چیف سیکریٹری مندرجہ ذیل لوگ تھے۔ (۱) ایدمر (۲) سلدر (۳) علی (۴) یوسف بن الاسعد (۵) بغا (۶) طاجار

سیکریٹری:......شرف الدین بن فضل اللہ (۲) لاؤادلین بن المیر (۳) محی الدین ابن فضل اللہ (۴) شہاب الدین بن محی الدین (۵) علاؤالدین بن محی الدین

قاضی:......سلطان ناصر کے دور حکومت میں سب سے پہلے قاضی مشہور عالم دین شیخ تقی الدین ابن دقیق العید تھے اور انکے بعد شیخ بدرالدین بن جماعۃ قاضی مقرر ہوئے۔

اس کتاب میں عہدیداروں اور سرداروں کے نام نہیں بیان کئے جاتے مگر پھر بھی ان عہدیداروں اور عہدوں کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کیونکہ سلطان ناصر کی حکومت بھی وسیع تھی اور اس کا دور حکومت بھی بہت طویل تھا۔ اس کے دور میں ترکوں کی حکومت بہت مضبوط ہوگئی تھی۔

اس کے علاوہ سیکریٹریوں کا تذکرہ قاضیوں سے پہلے کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ سلطان کے مددگار ہتے ہیں لیکن پھر بھی قاضیوں کا مقام و مرتبہ ان سے بلند ہوتا ہے۔

حکمرانوں کی ناچاقی:......جب سلطان ناصر سخت بیمار ہوگیا تو اس کا اہم ترین ماتحت عہدیدار قوصون فوراً اپنے مسلح غلاموں کو لے کر شاہی محل میں داخل ہوگیا۔ اس کے برابر کا عہدیدار بشتک تھا۔ اس کو کچھ شک پیدا ہوا چنانچہ اسنے بھی اپنے ماتحت افراد کو مسلح کر دیا۔ پھر ان دونوں کا مقابلہ شروع ہوگیا۔ بشتک نے خفیہ طور پر سلطان سے شکایت کی تو سلطان نے دونوں کو بلوا کر ان دونوں کی صلح کروادی۔ پہلے تو سلطان قوصون کو اپنا ولیعہد بنانا چاہتا تھا لیکن اس نے ایسا نہ کیا اور اپنے بیٹے ابوبکر کو جانشین مقرر کر دیا۔ اور پھر اس کی وفات ہوگئی۔

سلطان ناصر کی وفات کے بعد بشتک اس کے دوسرے بیٹے احمد کو حکمران بنانا چاہتا تھا جو الکرک کا حکمران بھی تھا۔ مگر قوصون سلطان کی وصیت پوری کرنے کا خواہشمند تھا اور اسی پر اصرار کر رہا تھا۔

سلطان ناصر کی اولاد:......اس کے بعد بشتک بھی قوصون کا ہم خیال بن گیا۔ چنانچہ ابوبکر کے ہاتھ پر بادشاہت کی بیعت کر لی گئی اس کا لقب منصور تجویز ہوا، حکومت کا سارا انتظام قوصون اور اس کے دوسرے ساتھی قطلو بغا فخری کے ہاتھ میں تھا۔ چنانچہ ان دونوں نے سلطان کا نائب حکمران عقرمرد کو بنایا جبکہ حلب کا حکمران طشتمر کو اور حمص کا حکمران طغرائی کے بجائے اخضر کو بنایا۔ البتہ دمشق کا حکمران تنبغا صاحی کو ہی رہنے دیا۔

بشتک کی گرفتاری:......قوصون اور قطلو بغا نے حکومت کے کاموں میں مشغول ہوکر بشتک کی طرف بالکل توجہ نہ دی۔ چنانچہ وہ ان سے ناراض ہوگیا اور اس نے دمشق کا حکمران بننے کا مطالبہ کر دیا اس لیے کہ جب وہ تنکز کا مال و دولت اور جائیداد وغیرہ ضبط کرنے دمشق گیا تھا تو اس کو یہ علاقہ بہت اچھا لگا تھا، چنانچہ انہوں نے بشتک کا استعفٰی منظور کر لیا۔ لیکن جب وہ رخصت ہوتے ہوئے آخری بار ان سے ملنے آیا تو قطلو بغا فخری نے اسے گرفتار کر لیا اور اسکندریہ بھیج دیا، جہاں اس کو قید کر دیا گیا۔

سلطان ابوبکر کی برطرفی:......چونکہ حکومت کا انتظام قوصون اور قطلو بغا نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا، لہٰذا سلطان اپنا وقت عیش و عشرت میں

گذارنے لگا اور حکومت کا انتظامات سے بالکل ہی الگ ہو گیا۔ رات کے وقت بھیس بدل کر باہر نکل جاتا اور عوام کے ساتھ گھل مل جاتا، ارکان حکومت نے سلطان کے اس چال چلن کو پسند نہ کیا۔ چنانچہ قوصون اور قطلو بغا نے ستاون دن بعد سلطان ابوبکر کو برطرف کر دیا اور قوص نامی جگہ بھیج دیا گیا جہاں اس کو قید کر دیا گیا۔

کجک اشرف:......اس کے بعد اراکین حکومت نے اس کے بھائی کجک کو بادشاہ بنا دیا اور اس کا لقب اشرف تجویز کیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے طقز مرد کو نائب سلطان کے عہدے سے برطرف کر دیا اور قوصون خود اس عہدے پر براجمان ہو گیا۔ پھر بعد میں انہوں نے طقز مرد کو حماۃ کا نائب حکمران بنا کر حماۃ بھیج دیا اور حماۃ کے حکمران افضل بن المؤید کو برطرف کر دیا چنانچہ اس طرح وہاں سے ایوبی گھرانے کا خاتمہ ہو گیا۔

اس کے علاوہ انہوں نے طاجادوادار کو گرفتار کر لیا اور اسکندریہ بھیج دیا۔ وہاں یہ شخص سمندر میں ڈوب گیا اور مر گیا اور اس کے علاوہ انہوں نے اسکندریہ کے قید خانے میں بشتک کو قتل کرنے کے لیے بھی آدمی بھیجا۔

شامی حکمرانوں کی بغاوت:......شامی سرداروں کو جب یہ معلوم ہوا کہ قوصون مصر کا خود مختار حکمران بن گیا ہے تو وہ اس سے ناراض ہو گئے اور انہوں نے احمد بن ناصر کو بادشاہ بنانے کا ارادہ کیا۔ احمد ان دنوں الکرک میں رہتا تھا چنانچہ حمص کے حکمران طشتمر اور حلب کے حکمران اخضر نے اس سے خط و کتابت کی اور بادشاہ بننے کے لیے کہا۔ لیکن یہ اطلاع مصر بھی جا پہنچی، چنانچہ قطلو بغا لشکر لے کر الکرک کا محاصرہ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ اس بات کی اطلاع دمشق کے حکمران طنبغا صالحی کو بھی مل گئی، چنانچہ وہ بھی اپنا لشکر لے کر حلب کی طرف روانہ ہوا تا کہ وہ حمص کے حکمران طشتمر اور حلب کے حکمران اخضر کو گرفتار کر سکے۔

احمد بن ناصر کی غیبی مدد:......قطلو بغا فخری لشکر لے کر الکرک کی طرف روانہ تو ہو گیا لیکن وہ خود بھی قوصون سے بیزار تھا کیونکہ وہ اس پر بھی مسلط تھا چنانچہ جب وہ فوجیں لے کر مصر سے نکلا تو اس نے احمد کو بادشاہ تسلیم کر لیا اور اس بات کی اطلاع الکرک میں احمد کو بھجوا دی۔ الہٰذا شام پہنچتے ہی اس نے دمشق میں احمد کے بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا اور اس بات کی اطلاع حماۃ کے حکمران طقز مرد کو بھجوا دی۔ طقز مرد کا بھی یہی خیال تھا لہٰذا وہ بھی تیار ہو گیا۔ اور اس کے پاس جا پہنچا۔ یہ بات دمشق کے حکمران عنبقا کو اس وقت معلوم ہوئی جب وہ حلب کا محاصرہ کر رہا تھا، چنانچہ اس نے فوراً محاصرہ ختم کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ قطلو بغا نے طنبقا کو بھی احمد کی حمایت کرنے کے لیے کہا لیکن وہ نہ مانا چنانچہ اس کے لشکر نے اس کے ساتھ بغاوت کر دی اور احمد کے حمایتیوں کے ساتھ جا ملے اور طنبقا خود مصر چلا گیا۔

احمد کی بادشاہت:......اس کے بعد چونکہ قطلو بغا الفخری پورے شام پر قبضہ کر چکا تھا اور احمد کی بادشاہت کا اعلان بھی کر رہا تھا، چنانچہ اس نے مصری حکمرانوں کو بھی احمد کا ساتھ دینے پر ابھارا۔ الہٰذا وہ بھی اس کے حامی ہو گئے اور مصری حکمرانوں میں سے ایدغمش، اقسنقر سلاری، اور دوسرے بہت سے سردار احمد کے حمایتی بن گئے، سربراہ حکومت کو کچھ شک ہوا، چنانچہ اس نے ان افراد کو گرفتار کرنا چاہا۔ طنبغا عیادی نے اپنے پاس موجود ساتھیوں سے اس بارے میں مشورہ کیا لیکن انہوں نے اس کو دھوکہ دیا۔

دوسری طرف ایدغمش اصطبل کے پاس موجود تھا۔ یہ ماصوریہ کا امیر تھا، چنانچہ جب سب لوگ اپنے اپنے گھروں پر سوار ہو کر نکلے تو اس نے قوصون کے علاوہ کسی کو نہ روکا۔ اس نے قوصون کے ساتھ بے وفائی کی، پھر جانے والوں کے ساتھ خود بھی نکل گیا اور شہر میں فتنہ و فساد پھیلا دیا۔

شہر کا فتنہ:......شہر میں آ کر اس نے شور مچایا اور لوگوں کو بہکانا شروع کر دیا اور ساتھ یہ بھی کہنا شروع کر دیا کہ قوصون کے گھروں کو لوٹ لیں، الہٰذا لوگوں نے قوصون کے مال و اسباب، گھر بار کو لوٹنا شروع کر دیا۔ قبرستان کے پاس قلعے کے نیچے بنوائے ہوئے حماموں کو بھی تباہ و برباد کر دیا اور اسی پر بس نہ کی بلکہ وہاں کے شیخ شمس الدین اصفہانی کو بھی لوٹ لیا اور ان کے کپڑے تک اتار لیے۔ یہ فسادی پورے شہر میں پھیل گئے اور عوام کو بھی ستانا شروع کر دیا۔ اور حنیفیہ کے قاضی حسام الدین غوری کے گھر میں جا گھسے اور ان کو لوٹ لیا اور گھر والوں کو گرفتار کر لیا۔ قاضی کے گھر تک فسادیوں کی

راہنمائی اس شخص نے کی تھی جو کسی معاملے میں قاضی صاحب سے سخت ناراض تھا، چنانچہ ان کی ان حرکتوں کی وجہ سے لوگوں کو بہت شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔

قوصون کی گرفتاری اور موت:......دوسری طرف ایدغمش اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر قلعے میں جا گھسا، انہوں نے قوصون کو گرفتار کرلیا اور اسکندریہ بھیج دیا جہاں قید خانے میں قوصون کا انتقال ہوگیا۔

سرداروں کی گرفتاری:......قوصون نے بعض سرداروں کو طنبغا صالی کا استقبال کرنے کے لیے بھیجا تھا، چنانچہ قراسنقر سلدری ان کے پیچھے روانہ ہوا اور صالحی سمیت ان کو گرفتار کرلیا اور ۷۴۵ھ میں ان کو اسکندریہ کے قید خانے میں بھیج دیا۔ اور پھر بہت تیزی سے احمد کو ان تمام حالات کی اطلاع دی اور کچھ مزید حکمرانوں کو گرفتار کر کے قید کردیا گیا۔

سلطان احمد:......لہٰذا رمضان المبارک ۷۴۲ھ میں احمد بن ناصر الکرک سے مصر پہنچا، اس کے ساتھ حمص کا نائب حکمران طشتمر، حلب کا نائب حکمران اخضر، قطلو بغا فخری بھی تھے۔ احمد نے آتے ہی طقتمر کو مصر کا نائب حکمران بنادیا جبکہ قطلو بغا فخری کو دمشق کا نائب حکمران بنا کر بھیجا۔ جبکہ ایک مہینے بعد سلطان احمد نے اخضر کو گرفتار کروالیا اور اس کے ساتھ ساتھ ایدغمش اور اقسنقر سلدری کو بھی گرفتار کرلیا۔ بعد میں ایدغمش کو حلب کا نائب حکمران بنادیا گیا۔ دوسری طرف قطلو بغا فخری کو دمشق پہنچنے سے پہلے یہ اطلاعات ملیں تو یہ حلب کی طرف روانہ ہوگیا، فوج نے اس کا تعاقب کیا لیکن قطلو بغا نکل بھاگنے میں کامیاب ہوگیا۔

پھر حلب میں ایدغمش کو گرفتار کر کے مصر بھیج دیا گیا اور وہاں اس کو طشمر کے ساتھ قید کردیا گیا۔ ان مسلسل گرفتاریوں کی وجہ سے سردار اور حکمران ایک دوسرے کو شک بھری نظروں سے دیکھنے لگے اور سلطان احمد بھی ان سے تنگ آ گیا۔

الکرک میں رہائش:......دوسری طرف سردار اور امراء بھی سلطان سے تنگ آ گئے تھے اور سلطان بھی انہیں مشکوک نظروں سے دیکھنے لگا تو سلطان دوبارہ الکرک کی طرف روانہ ہوگیا۔ اس وقت اس کی بادشاہت کو تین مہینے ہوچکے تھے، جاتے ہوئے اپنے ساتھ طشتمر اور ایدغمش کو بھی لے گیا اور خلیفہ حاکم بھی اس کے ساتھ تھا۔

دوسری طرف صفد کا نائب حکمران بیبرس نے بغاوت کردی اور دمشق چلا گیا، یہاں کوئی باقاعدہ حکومت نہ تھی، لیکن پھر بھی سپاہیوں نے اس کا استقبال کیا اور اس کو اپنے پاس رکھا، سلطان نے اس کو گرفتار کرنے کا حکم دیا لیکن اس کے ماتحت افراد نے انکار کردیا اور کہا کہ اطاعت مصر کے بادشاہ کی کی جاتی ہے الکرک کے حکمران کی نہیں۔

شام میں افراتفری:......احمد الکرک میں کافی عرصہ رہا۔ لہٰذا شام میں بے چینی اور افراتفری پھیل گئی، چنانچہ مصری سرداروں اور عہدیداروں نے اس کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنے دارالحکومت میں واپس آ جائے لیکن سلطان نے انکار کردیا اور ساتھ یہ جواب بھی دیا کہ "یہ بھی تو میرے ملک کا حصہ ہے، اور مجھے اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ میں جہاں چاہوں رہوں"۔

چنانچہ اس کے بعد اس نے طشتمر اور ایدغمش کو قید ہی کی حالت میں قتل کروادیا۔

صالح اسمٰعیل کی حکومت:......چنانچہ اس کے بعد مصری امراء اور سرداروں نے اپنے بزرگوں بیبرس علائی اور ارغونی کاملی کی صدارت میں ایک اجلاس ہوا جس میں سلطان احمد کو برطرف کر کے اس بھائی اسمٰعیل بن ناصر کو محرم ۷۴۳ھ میں بادشاہ بنادیا گیا اور اس کا لقب صالح تجویز ہوا۔

بادشاہ بنتے ہی اس نے اقسنقر سلدری کو مصر کا نائب حکمران بنایا اور ایدغمش ناصری کو حلب کے بجائے دمشق کا گورنر بنادیا اور حلب میں طقز مرد کو مقرر کیا، پھر دمشق کی حکومت سے ایدغمش کو برطرف کردیا اور اس کے بجائے طقز مرد کو مقرر کیا اور حلب کا حکمران طنبغا کو بنایا۔ لیکن پھر اس کی وفات ہوگئی تو اس کی جگہ طنبغا یمیاوی کو حلب کا حکمران بنایا اور پھر رفتہ رفتہ سارے انتظامی معاملات درست ہوگئے۔

رمضان کا قتل:......لیکن چند ہی دن بعد چند غلاموں نے رمضان بن ناصر کو بہکا دیا اور کہا کہ تم اپنے بھائی اسمٰعیل کے خلاف بغاوت کر دو اور خود اس کی مدد کرنے کا وعدہ کیا۔ لیکن وہ سوار ہو کر ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے وعدہ پورا نہ کیا، لہٰذا کچھ دیر تک تو وہ اپنے غلاموں کے درمیان کھڑا رہا اور وہ اس کی حمایت میں نعرے لگاتے رہے، لیکن پھر الکرک کی طرف بھاگ گیا، فوجیوں نے اس کا تعاقب کیا اور نہایت پھرتی سے کام لیتے ہوئے رمضان کو گرفتار کر لیا اور اس کو مصر لے آئے، یہاں آکر رمضان مارا گیا۔

اقسنقر کا قتل:......چنانچہ اسی وجہ سے سلطان اسمٰعیل الصالح بہت سے سرداروں اور امراء سے بیزار ہو گیا تھا، چنانچہ اس نے اپنے نائب حکمران اقسنقر سلدری کو گرفتار کر کے اسکندریہ بھجوا دیا، جہاں اس کو قتل کر دیا گیا اور پھر اس کی جگہ انجاح الملک کو نائب حکمران بنایا گیا۔

الکرک کا محاصرہ:......جب ۷۴۴ھ میں سلطان اسمٰعیل الصالح نے لشکروں کو الکرک کا محاصرہ کرنے کے لیے روانہ کیا تو انہی دنوں احمد کے کچھ فوجی دستے الکرک سے بھاگ کر مصر آ پہنچے۔ پھر ۷۴۵ھ میں الکرک کے محاصرے کے لیے جو امراء اور سردار روانہ کیے گئے تھے ان کا نام قماری اور مساری تھا، چنانچہ ان لوگوں نے احمد کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور اندر گھس کر اسے نہ صرف پکڑ لیا بلکہ قتل بھی کر دیا۔

سلطان احمد:......سلطان احمد مصر کے دارالحکومت میں تین مہینے اور کچھ دن رہا اور پھر محرم ۷۴۳ھ میں وہاں سے الکرک چلا گیا حتیٰ کہ اس کا محاصرہ کر کے اس کو گرفتار کر لیا گیا اور قتل کر دیا گیا۔ اس کے دور حکومت میں طنبغا ماروانی یعنی حلب کا نائب حکمران وفات پا گیا تھا، چنانچہ اس کی جگہ طنبغا یحیاوی کو حکمران بنایا گیا تھا، سیف الدین طرائی جاشنگیری طرابلس کا نائب حکمران تھا، چنانچہ اس کی جگہ اقسنقر ناصری کو حکمران بنایا گیا۔

اسمٰعیل الصالح کی وفات:......پھر ۷۴۶ھ میں سلطان اسمٰعیل الصالح کا انتقال ہو گیا، اس کا دور حکومت تین سال اور تین مہینوں پر مشتمل تھا۔

الکامل:......پھر اس کی وفات کے بعد اس کا بھائی زین الدین شعبان بادشاہ بنا اس کا لقب الکامل تجویز ہوا۔ اس کی حکومت کا ناظم ارغون علادی تھا، مصر کا نائب حکمران بھی یہی تھا، رہا انجاح الملک تو پہلے تو اسے صفد بھیج دیا گیا اور پھر راستے سے ہی گرفتار کر کے دمشق بھیج دیا گیا۔ دمشق سے اسے قماری الکبیر کے پاس بھیج دیا گیا اس نے انجاح الملک کو اسکندریہ بھیج دیا اور وہاں قید کر دیا گیا۔ اس نے دمشق کے نائب حکمران طقز مرد اور کجک اشرف بن ناصر کو بلوا لیا، اسے قوصون نے بادشاہ بنایا تھا اور پھر معزول کر دیا تھا، جبکہ انجاح الملک جو کندار اسکندریہ کے قید خانے میں ہی وفات پا گیا۔

الکامل کے قتل کی سفارش:......سلطان الکامل نے اپنی رعایا پر بہت زیادہ ظلم وستم شروع کر دیے تھے، کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ شاید وہ لوگ اس پر پابندی لگوا دیں گے، لہٰذا مصری اور شامی سرداروں نے آپس میں خط وکتابت کر کے مشورہ کیا اور اس سے جان چھڑانے کی تدبیریں کرنے لگے۔ لہٰذا ۷۴۷ھ میں طنبغا یحیاوی اور اس کے ساتھیوں نے دمشق میں بغاوت کر دی اور مصر پر حملہ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔

سلطان الکامل نے ان کی جاسوسی کرنے اور حالات معلوم کرنے کے لیے منجو یوسفی کو روانہ کیا تو یحیاوی نے اسے گرفتار کر لیا۔ سلطان کامل کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے اپنا لشکر شام کی طرف روانہ کیا اور حاجی بن الناصر اور امیر حسین کو قلعے میں قید کر دیا۔

خانہ جنگی:......جبکہ دوسری طرف مصری سردار بغاوت کے لیے تیار ہو گئے، چنانچہ سب لوگ ایدمر حجازی اقسنقر ناصری اور ارغون شاہ کی سربراہی میں جمع ہو کر قسبۃ النصر کی طرف چلے، لہٰذا ان سے مقابلہ کرنے کے لیے سلطان الکامل نے اپنے غلاموں کو اپنے نائب ارغون علادی کی سربراہی میں بھیجا، اس خانہ جنگی میں ارغون علادی مارا گیا۔

سلطان الکامل کا فرار:......اس واقعے سے سلطان الکامل کو صورتحال کا اندازہ ہو گیا تھا، لہٰذا سلطان الکامل بھاگ کر قلعے میں واپس آ گیا، یہ چپکے سے ایک خفیہ راستہ استعمال کر کے قلعے میں گھسا تھا، اندر داخل ہو کر اس نے اپنے دونوں بھائیوں کے پاس جا کر ان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا، جو پہلے سے قلعے میں قید تھے، لیکن قلعے کے خادم اس کے راستے میں حائل ہو گئے اور انہوں نے سارے دروازے بند کر لیے۔ اس کے بعد سلطان الکامل نے مال ودولت لے کر بھاگنا چاہا لیکن باغی لشکر کے سپاہی قلعے کے اندر داخل ہو چکے تھے، انہوں نے اندر داخل ہوتے ہی حاجی بن ناصر کو قید خانے سے رہا کروا دیا اور

اس کو بادشاہ بنادیا، اور پھر سلطان الکامل کو تلاش کرنے لگے، جب اس کی لونڈیوں کو جان سے مارنے کی دھمکی دی تو انہوں نے اس کا پتہ بتادیا، چنانچہ اس کو اس کی پناہ گاہ سے نکال لیا گیا اور جس قید خانے میں اس نے حاجی بن ناصر کو قید کیا تھا وہیں اس کو بھی قید کردیا گیا اور دوسرے دن قتل کردیا گیا۔

حاجی بن ناصر:...... بعد میں امیر حسین کو بھی رہا کردیا گیا، حاجی بن ناصر کی حکومت کا انتظام ارغون شاہ حجازی کے حوالے کیا گیا تھا، جبکہ حلب کا نائب حکمران طقتمر احمدی کو اور حمص کا نائب حکمران صلاحی کو مقرر کیا گیا۔ سلطان الکامل کے سارے غلاموں کو قید کردیا گیا۔

سلطان الکامل کے گھر سے ایک ایسا صندوق برآمد ہوا جس کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ اس میں جادو اور سحر کے اثرات ہیں، لہٰذا تمام سرداروں کے سامنے اس کو جلا دیا گیا۔

حاجی بن ناصر کا ظلم:...... پھر سلطان حاجی بن ناصر المظفر نے بھی اسی طرح ظلم وستم شروع کردیا، چنانچہ اس نے حکومت کے چالیس دن بعد ہی حجازی اور ناصری کو گرفتار کرلیا اور پھر قتل کروادیا۔ پھر اس نے ارغون کو بھی گرفتار کرلیا لیکن پھر اسے خد کا حکمران بنا کر بھیج دیا۔ حلب کا نائب حکمران طقتمر احمدی کے بجائے تدمر بدری کو بنایا اور الحاج ارطائی کو اپنا نائب بنالیا۔

پھر جب اس کا ظلم وستم حد سے بڑھ گیا تو مصری اور شامی سردار اس سے تنگ آ گئے۔ لہٰذا ۷۴۸ھ میں یحیاوی نے بغاوت کردی، اس بغاوت میں شامی سردار بھی شامل ہوئے۔

سازش کی ناکامی:...... اس بغاوت کی خبر جب مصر تک پہنچی تو وہاں کے سرداروں نے بھی حملہ کرنے کا سوچا لیکن یہ بات سلطان حاجی کو معلوم ہوگئی، لہٰذا اس نے اپنے غلاموں کو آدھی رات کے وقت سوار کرا کے قلعے کا گشت کروایا اور اگلے ہی دن تمام سرداروں کو قلعے میں بلوالیا اور جس کسی پر بھی مخالفت اور بغاوت کا الزام تھا، ان سب کو گرفتار کرلیا لیکن کچھ سردار بھاگنے میں کامیاب ہوگئے، چنانچہ ان کا تعاقب کیا گیا اور شہر کے اندر سے ان کو گرفتار کرلیا گیا، اور ان سب کو اسی رات قتل کردیا گیا۔ کچھ گرفتار سرداروں کو شام کی طرف بھیجا تھا جن کو راستے میں قتل کردیا گیا۔

اگلے دن سلطان نے ان سرداروں کی جگہ پندرہ نئے سرداروں کو مقرر کیا۔ دوسری طرف یہ اطلاع جب شام پہنچی تو یحیاوی کو غلط فہمی ہوگئی اور اس نے بہت سے سرداروں کو گرفتار کرلیا۔

یحیاوی کا قتل:...... ادھر سلطان مظفر حاجی کو جب طنبغا یحیاوی کی بغاوت کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے خاص وقت اور سردار ایلیبغا کو شام کی طرف بھیجا تاکہ وہ ماحول کو دیکھ کر اندازہ لگائے، اس نے وہاں جا کر لوگوں کو سلطان حاجی المظفر کی اطاعت پر تیار کیا اور یحیاوی کے خلاف اتنا بھڑکادیا کہ انہوں نے غضب ناک ہو کر یحیاوی کو قتل کردیا اور اس کا سر کاٹ کر مصر بھیج دیا۔ اس طرح بغاوت کا خطرہ بالکل ٹل گیا اور سلطان حاجی بن ناصر المظفر کی حکومت مستحکم ہوگئی۔

کبوتر بازی:...... ۷۴۸ھ میں ایبغا جب شام سے مصر واپس آیا تو اس نے لوگوں کو سلطان کی عادتوں سے بیزار دیکھا، خصوصاً کبوتر بازی سے وہ بہت پریشان تھے، لہٰذا انہوں نے ایسبغا سے کہا کہ سلطان کی یہ بری عادتیں چھڑاؤ۔ چنانچہ ایسبغا بہت ناراض ہوا اور سارے کبوتروں کو ذبح کروادیا۔ سلطان کو جب اس کی بات کا علم ہوا تو اس نے کہا کہ میں بھی تمھارے بہترین لوگوں کو اسی طرح ذبح کراؤنگا جس طرح تم نے میرے کبوتر ذبح کروائے ہیں۔

بغاوت:...... سلطان کی بات سن کر ایبغا پریشان ہوگیا اور صبح صبح مصری سرداروں اور نائب حکمران بیقاروس کے پاس جا پہنچا، اور ان سب نے مل کر سلطان کے خلاف بغاوت کا اعلان کردیا اور قسبتہ النصر کی طرف روانہ ہوگئے، سلطان بھی اپنے غلاموں اور حمایتی سرداروں کو لے کر مقابلہ کرنے پہنچا لیکن وہ لوگ بھی اس کے مخالف ہوگئے اور اس کو برطرف کرنے کا ارادہ کرلیا۔ سلطان نے ان لوگوں کو سمجھانے کے لیے امیر شیخو کو بھیجا لیکن وہ سب سلطان کو برطرف کرنا چاہتے تھے چنانچہ شیخو ایسی اطلاع لے کر واپس سلطان کے پاس آیا۔

سلطان کا قتل:...... چنانچہ اس کے بعد یہ لوگ اسی سال رمضان المبارک کے مہینے میں یہ لوگ قلعے میں گھس گئے اور دن بھر نئے بادشاہ کے بارے میں

مشورہ کرتے رہے، لیکن اس کام میں بہت دیر ہوگئی اور سرداروں کے غلام وغیرہ تاخیر کی وجہ سے دوبارہ بغاوت کے لیے تیار ہو گئے اور قبۃ النصر کی طرف روانہ ہونے لگے تو تمام سرداروں نے حسن بن ناصر کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور جس طرح اس کے باپ کا لقب ناصر تھا اس کا لقب بھی ناصر ہی رکھا، اس نے اپنے بھائی حسین اور اپنے غلاموں کو اپنے پاس رکھا اور وہ مال و دولت جو خزانے سے باہر نکال کر رکھا گیا تھا، دوبارہ خزانے میں جمع کروایا۔

انتظامات:...... حکومت کا انتظام سنبھالنے کے لیے چھ سرداروں پر مشتمل ایک مجلس بنائی گئی۔ وہ سردار یہ تھے (۱) شیخو (۲) طاز (۳) جبقا (۴) احمد شادی (۵) شرنخاناہ (۶) ارغون اسمعیلی۔ اس مجلس کا صدر بیقاروس تھا جو قاسمی کے نام سے مشہور تھا۔ اس نے حاجی مظفر کی حکومت کے دوسرداروں حجازی اور اقسنقر کو قلعے کے قید خانے میں ہی قتل کر دیا تھا اور خود بیقاروس مصری حکومت کا نائب بنا تھا۔

اس کے علاوہ حلب کے نائب حکمران تدمر بدری کے بدلے ارقطائی اور ارغون شاہ بنائے گئے، بعد میں یحیاوی کے قتل ہونے کی وجہ سے اسے دمشق کا حکمران بنادیا اور اس کی جگہ ایاس ناصر کو حلب کا حکمران بنا دیا گیا۔ اس کے بعد بیقاروس نے احمد شادی اور شرنخاناہ کو گرفتار کر لیا اور صفد کی طرف نکال دیا، اور جبقا کو بھی اس مجلس سے نکال کر طرابلس کا نائب حکمران بنا کر طرابلس بھیج دیا جبکہ ارغون اسمعیلی کو حلب کا نائب حکمران بنادیا۔

عرب قبیلے:...... اسی سال منہا بن عیسی نے بغاوت کردی اور جنگ کی۔ جنگ میں اس کو شکست ہوئی پھر اس کے بعد اس کا بھائی احمد، سلطان کے پاس آیا تو اس کو سلطان نے عرب قبیلوں کا سردار بنا دیا۔ چنانچہ اس طرح عربوں کا فتنہ وفساد ختم ہوگیا۔ پھر اس کی وفات کے بعد اس کا بھائی فیاض عربوں کا امیر بنایا گیا۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں تفصیلاً تحریر کر چکے ہیں۔

ارغون شاہ کا قتل:...... پھر اس کے بعد ایک ایسا واقعہ ہوا جس سے لوگ حیران رہ گئے، ہوا یہ کہ جب جبقا کو طرابلس کا نائب حکمران بنا کر بھیجا گیا تو وہ ۷۵۰ھ میں ایاس الحاجب کے ساتھ روانہ ہوگیا۔ کیونکہ وہ حلب کا نائب حکمران مقرر ہوا تھا۔ جب یہ دمشق پہنچے تو جبقا کو یہ معلوم ہوا کہ ارغون شاہ نے دمشق کے حکومتی سرداروں کی بیویوں وغیرہ کے کہنے پر اس کے گھر کی خواتین کی بے عزتی کی ہے۔ جبقا یہ خبر سن کر غضبناک ہوگیا اور رات کے وقت اس کے گھر پہنچ جب ارغون شاہ باہر نکلا تو اس نے اسی وقت اس کو پکڑ لیا اور ذبح کر ڈالا۔ اس کے بعد اس نے ایک شاہی حکم اپنے پاس سے گھڑا جس میں ان سرداروں کی حمایت کی گئی تھی۔ اس کے بعد اس نے ارغون شاہ کے بہترین مال ودولت پر قبضہ کر لیا اور طرابلس چلا گیا۔

گرفتاری اور قتل:...... لیکن دوسری طرف شاہی حکم یہ آیا کہ جبقا کا پیچھا کیا جائے۔ اسی حکم میں جبقا کے من گھڑت حکم کی بھی تردید کردی گئی تھی۔ چنانچہ دمشق سے فوج روانہ ہوئی اور اس فوج نے جبقا اور ایاس حاجب کو طرابلس میں جا گھیرا۔ اور انہیں پکڑ کر مصر لے آئے، یہاں ان دونوں کو قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد ارغون شاہ کی جگہ شمس ناصری کو دمشق کا حکمران بنایا گیا اور ارغون کاملی کو پھانسی دے دی گئی۔ یہ ۷۵۰ھ کے واقعات ہیں۔

ارغون شاہ:...... ارغون شاہ کا تعلق اصل میں چین سے تھا اور یہ بغداد کے تاتاری حکمران سلطان ابوسعید کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا، سلطان نے ارغون شاہ کو بطور عطیہ امیر خواجہ کو دے دیا جو امیر جوبان کا نائب تھا۔ پھر امیر وبان نے ارغون شاہ کو سلطان ناصر کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کر دیا۔ یہاں آ کر اس نے بہت ترقی کی حتی کہ سلطان نے اس کا نکاح ایک سردار امیر عبدالواحد کی بیٹی سے کر دیا۔ اس کے بعد سلطان الکامل نے اس کو محکمہ مال کا افسر مقرر کر دیا۔ جبکہ سلطان مظفر کے دور حکومت میں یہ بہت بلند مرتبہ ہوگیا تھا، لہٰذا پہلے دور سے صفد کا نائب حکمران اور پھر حلب کا نائب حکمران بنایا گیا۔ اور جبقا کی شکایت کی وجہ سے جب دمشق کے حکمران طنبغا یحیاوی کو قید کیا گیا تو اسی کو دمشق کا حکمران بنایا گیا۔

بیقاروس کی گرفتاری:...... اس کے بعد سلطان حسن بھی ظلم وستم پر اتر آیا۔ چنانچہ اس نے اپنے محکمہ مال کے افسر منجک یوسفی اور سلحدار کو بیقاروس اور اس کے دوستوں کے مشورے کے بغیر گرفتار کر کے قید کر دیا۔ جبکہ منجک بیقاروس کے خاص آدمیوں میں سے تھا اس کا بھائی بھی اس کے ساتھ تھا۔ لہٰذا بیقاروس کو اپنا معاملہ کھٹائی میں پڑتا نظر آیا۔ چنانچہ اس نے اور طاز نے سلطان سے حج کرنے کی اجازت مانگی۔ سلطان نے دونوں کو اجازت دے دی لیکن خفیہ طریقے سے طاز کو یہ ہدایت بھی دی کہ وہ بیقاروس کو موقع ملتے ہی گرفتار کر لے۔ چنانچہ دونوں حج کرنے کے لیے روانہ ہو گئے۔ ینبوع نامی مقام پر پہنچ کر طاز نے بیقاروس کو گرفتار کر لیا۔ یہ دیکھ کر بیقاروس نے اس سے منت سماجت کی کہ اسے بیڑیاں پہنا کر حج کے لیے آزاد کر دے۔ چنانچہ

طاز نے ایسا ہی کیا۔ حج کی ادائیگی کے بعد واپس آتے ہوئے طاز نے بیقاروس کو الکرک میں قید کر دیا۔ لیکن پھر بعد میں رہا کر کے حلب کا نائب حکمران بنا دیا گیا۔ لیکن وہاں جا کر بیقاروس باغی ہو گیا جیسا کہ ہم آگے چل کر تحریر کریں گے۔

احمد شادی کی گرفتاری: ...... دوسری طرف جب بیقاروس کی گرفتاری کی اطلاع احمد شاہ شرنخاناہ کو صغد میں ملی تو اس نے بھی بغاوت کر دی سلطان نے اس کی بغاوت دبانے کے لیے لشکر روانہ کیا جس نے اسے گرفتار کر لیا اور مصر لے آئے جہاں سے اسے اسکندریہ لے جایا گیا اور وہاں قید کر دیا گیا، اس کی جگہ مغلطائی کو صغد کا نائب حکمران بنا دیا گیا۔

مجاہد علی کی گرفتاری اور رہائی: ...... ۷۵۱ھ میں جن دنوں طاز حج کے لیے آیا ہوا تھا انہی دنوں یمن کا حکمران مجاہد علی بن داؤد المؤید بھی حج کرنے آیا ہوا تھا۔ عوام میں اس کے بارے میں یہ تاثر تھا کہ یہ خانہ کعبہ کا غلاف لینا چاہتا ہے۔ مصر کا حاجیوں نے اہل یمن کی اس حرکت کو ناپسندیدگی کی نظروں سے دیکھا۔ لہٰذا اسی وجہ سے حاجیوں کے اس قافلے میں جنگ شروع ہو گئی۔ ان دنوں بیقاروس قید تھا، لہٰذا بیقاروس کو رہا کر کے گھوڑے پر سوار کر کے اس فتنے کو ختم کرنے کے لیے بھیجا گیا، بیقاروس نے اس جنگ میں کارنامے سرانجام دیئے۔ مجاہد علی کو شکست ہو گئی اور یمنی حاجیوں کو لوٹ لیا گیا اور مجاہد کو گرفتار کر کے مصر بھیج دیا گیا، یہاں اس کو قید کر دیا گیا۔ پھر ۷۵۲ھ میں سلطان صالح کے دور حکومت میں اس کو رہا کیا گیا۔

دوبارہ گرفتاری اور رہائی: ...... جب یمن کے بادشاہ مجاہد علی کو رہا کیا گیا تو اس کے ساتھ قشتمر منصوری کو بھیجا گیا تاکہ وہ اس کو پرامن طور پر واپس یمن چھوڑ آئے۔ لیکن جب وہ ینبوع پہنچے تو اس بارے میں یہ افواہ مشہور ہوئی کہ یہاں پہنچ کر مجاہد علی نے فرار ہونے کی کوشش کی تھی، لہٰذا قشتمر منصوری نے اس کو دوبارہ گرفتار کر کے الکرک میں قید کر دیا تھا، لیکن پھر کچھ عرصہ بعد اس کو رہا کر دیا گیا اور واپس یمن بھیج دیا گیا۔

سلطان حسین صالح: ...... جب سلطان حسن بھی ظلم وستم کرنے لگا تو اس نے بیقاروس کو بھی گرفتار کر لیا اور اپنے حکومتی عہدیداروں کے ساتھ برا سلوک اختیار کیا اور دوسری طرف مغلطائی کو ترقی دے کر اس سے گہرے تعلقات قائم کر لیے تو مصری عہدیدار اس سے بیزار ہو گئے اور طرح طرح کی سازشیں کرنے لگے، ان کا سربراہ طاز تھا۔ اس نے سب کو اپنے ساتھ ملا کر بغاوت کرنے کا پروگرام بنایا پھر بیقوشمسی بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا اور سب نے مل کر سلطان حسن کو برطرف کرنے کا پروگرام بنایا۔

سلطان کو برطرفی: ...... چنانچہ ۷۵۲ھ میں انہوں نے بغاوت کر دی، کسی نے ان کی مخالفت نہیں کی اور وہ قلعے میں جا پہنچے جہاں طاز نے حسن الناصر کو گرفتار کر لیا اور اس کے بھائی حسین کو یہاں سے نکال کر اس کے ہاتھ پر بادشاہت کی بیعت کر لی اور اس کا لقب صالح تجویز کیا اور سرکاری انتظامات طاز نے خود سنبھالے۔ چنانچہ اس نے بیقوشمسی کو دمشق کا نائب حکمران بنا دیا اور بیقر کو حلب کا اور خود حکومت کرنے لگا۔

عہدیداروں کا حسد: ...... چنانچہ طاز کی اس بالادستی سے باقی عہدیدار حسد میں مبتلا ہو گئے اور اس سے مقابلہ کرنے کی ٹھانی۔ مغلطائی، منکلی اور بیقاقمری ان کے سربراہ تھے، چنانچہ یہ سب جمع ہو کر جنگ کرنے کے لیے قبۃ النصر کی طرف چلے، اس طرف سے طاز اور سلطان صالح اپنے لشکر لیے ہوئے نکلے اور مخالفوں کو بھگا دیا اور خوب قتل عام کیا اور مغلطائی اور منکلی کو گرفتار کر کے اسکندریہ میں قید کر دیا گیا۔

نئے انتظامات: ...... اس کے بعد اس نے منجک اور شیخو کو رہا کر دیا اور فوج میں اپنا نائب بنا دیا اور حکومت میں بھی اپنا شریک بنا لیا۔ اس کے علاوہ سیف الدین ملائی کو نائب حکمران بنایا اور قمتر غمش کو خاص طور پر ترقی دی۔ دمشق کے نائب حکمران شمسی محمد کو گرفتار کر کے اس کا تبادلہ کر دیا گیا چونکہ یہ ارغون کا ملی سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کے بعد بیقاروس کو الکرک سے رہا کر کے حلب بھیج دیا گیا جبکہ منجک پھر اس کا مخالف ہو گیا اور قاہرہ میں روپوش ہو گیا۔

بغاوت: ...... ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ بیقاروس کو حج کے لیے جاتے ہوئے ینبوع نامی جگہ پر گرفتار کر لیا گیا تھا اور پھر واپسی کے دوران الکرک میں قید کر دیا گیا تھا، چنانچہ اس کے بعد طاز نے اس کو رہا کر دیا اور حلب کا نائب حکمران بنا دیا، حکمران بنتے ہی اس کو طاز سے حسد ہو گیا اور خودمختار حکمران بن کر مصری حکومت کا مخالف ہو گیا۔

عربوں اور ترکمانوں کی حمایت:......اس کے بعد اس نے شامی حکمرانوں کے ساتھ مل کر سازش کر لی اور طرابلس کے نائب حکمران بالمش اور صفد کے نائب حکمران احمد شادی شرنخاناہ' س کے حمایتی بن گئے لیکن دمشق کا نائب حکمران ارغون کاملی بدستور اس کا مخالف رہا اور مصری حکومت کا اطاعت گذار رہا۔

پھر رجب ۷۵۳ھ میں باغیوں نے شیخو اور سرغتمش کے ساتھ ایک معاہدہ کر لیا، پھر بیقاروس نے عربوں اور ترکمانوں کو بھی اپنے ساتھ شامل ہونے کی دعوت دی، لہٰذا اخیار بن منہا جوان دنوں عرب قبیلوں کا سردار تھا، اپنی فوج کے ساتھ اس کا ساتھ دینے پر تیار ہو گیا۔ اس کے علاوہ قراجا بن العادل بھی اپنی فوجوں اور لشکروں سمیت اس کا حمایتی بن گئی۔

دمشق پر قبضہ:......یہ انتظامات مکمل کر لینے کے بعد بیقاروس اپنی متحدہ فوجوں کو لے کر حلب سے نکلا اور دمشق کی طرف روانہ ہوا، دمشق کا نائب حکمران ارغون کاملی متحدہ باغی لشکر کی آمد کی خبر سن کر غزہ کی طرف بھاگ نکلا اور اپنی غیر موجودگی میں جبقا عادلی کو اپنا نائب بنا گیا۔ لیکن بیقاروس نے دمشق پہنچتے ہی قبضہ کر لیا لیکن قلعے پر قبضہ نہ کر سکا لہٰذا قلعے کا محاصرہ کر لیا اور اس کی متحدہ فوجیں قلعے کے اردگرد موجود دیہاتوں میں فتنہ و فساد اور لوٹ مار کرتی رہیں۔

مصری حکومت کی جوابی کارروائی:......اسی سال یعنی ۷۵۳ھ میں شعبان کے مہینے میں مصری لشکر روانہ ہوئے، سلطان حسین صالح اپنے ساتھ عباسی خلیفہ ابوالفتح ابوبکر بن المستکفی المعتضد کو بھی لے گیا، ان فوجوں کی روانگی کے دوران ہی اچانک کسی گھر سے منجک بھی برآمد ہوا جو سال بھر سے روپوش تھا، چنانچہ مرغتمق نے اس کو پکڑ کر اسکندریہ بھیج دیا۔

باغیوں کا فرار:......جیسے ہی بیقاروس کو مصری لشکر کے روانہ ہونے کی اطلاع ملی تو وہ دمشق سے فرار ہو گیا، اس کے فرار ہونے کے بعد لشکر میں افراتفری پھیل گئی اور وہاں کے عوام نے ترکمان سپاہیوں کا خوب قتل عام کیا۔ سلطان دمشق پہنچ کر قلعے میں ٹھہرا اور بیقاروس کے پیچھے فوجیں بھیجیں۔ یہ فوجی ان سرداروں اور امراء کو پکڑ لائے جو بیقاروس کے ساتھ تھے، چنانچہ سلطان نے ان میں سے کچھ کو قتل کیا اور باقی افراد کو قید کر دیا، پھر اس نے دمشق کا حکمران امیر علی ماردانی کو بنایا اور حلب کا ارغون کاملی کو۔

بیقاروس کا قتل:......پھر اس کے بعد سلطان نے مغلطائی دوادار کی سربراہی میں ایک لشکر بیقاروس کو گرفتار کرنے کے لیے بھیجا اور خود مصر کی طرف روانہ ہو گیا اور ماہ ذیقعدہ میں مصر جا پہنچا۔ مغلطائی اور اس کے لشکر نے بیقاروس اور اس کے ساتھیوں کو جا گھیرا اور بیقاروس احمد اور قطلمش کو گرفتار قتل کر دیا اور ان کے سر مصر بھیج دیئے۔ یہ واقعہ ۷۵۴ھ کا ہے۔

ارغون کی گوشمالی:......اس کے بعد سلطان نے حلب کے نائب حکمران ارغون کاملی کو حکم دیا کہ وہ لشکر لے کر مسلمانوں کے سردار قراجا بن العادل کا تعاقب کرے، لہٰذا ارغون نے ترکمانوں کے شہر بلسین پر حملہ کیا لیکن یہ شہر ویران اور خالی تھا کیونکہ وہ یہاں سے فرار ہو چکے تھے۔ چنانچہ ارغون نے اس کے شہر کو تباہ و برباد کر دیا اور روم تک اس کا تعاقب کرتا چلا گیا۔

دوسری طرف قراجانے جیسے ہی محسوس کیا کہ اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے تو وہ مغلوں کے بادشاہ ارشا کے پاس جا پہنچا وہ سیواس میں تھا چنانچہ شاہی لشکر نے اس کے ماتحت قبائل کو لوٹ لیا اور مال و اسباب اور مویشی وغیرہ اٹھا کر لے گئے۔

بغاوت کا خاتمہ:......دوسری طرف قراجا جیسے ہی مغل بادشاہ ارشا کے پاس سیواس پہنچا، اس نے قراجا کو گرفتار کر کے مصر بھیج دیا جہاں اسے قتل کر دیا گیا۔ اس طرح یہ بغاوت اپنے انجام کو پہنچی۔ اس کے علاوہ وہ افراد جو اسکندریہ میں قید تھے، ان کو رہا کر دیا گیا لیکن مغلطائی اور منجک کو چند دن کے بعد رہا کر دیا گیا۔ لیکن پھر ان دونوں کو بھی رہا کر دیا گیا اور شام کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔

عربوں کی گوشمالی:......ان آزمائش کے دنوں میں عربوں نے بالائی مصر صعید میں کہرام مچا رکھا تھا، وہاں کے کھیتوں اور مال و دولت کو لوٹ لیا۔ ان عربوں کا سربراہ احدب تھا۔ اس کا ساتھ دینے والے بہت زیادہ ہو گئے تھے۔ چنانچہ ۷۵۴ھ میں سلطان کو خود فوج لے کر ان کی گوشمالی کے لیے روانہ

ہونا پڑا۔ اس کے ساتھ طاز بھی تھا۔ جبکہ شیخو پیش قدمی کرتا ہوا آگے بڑھا اور عرب قبیلوں کو شکست دی اور ان کا صفایا کرتا چلا گیا۔ ان لوگوں سے شاہی فوج کو بہت سامال غنیمت بھی ملا جبکہ سلطان کو لاتعداد مویشی اور ہتھیار ہاتھ آئے۔ اس کے علاوہ بڑی تعداد میں عرب گرفتار ہو گئے۔ بہت سے مارے گئے البتہ ان کا سردار احدب بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔ بعد میں سلطان کے واپس چلے جانے کے بعد اس نے سلطان سے امان طلب کی۔ سلطان نے اس شرط پر امان دی کہ عرب قبیلے نہ تو گھوڑوں پر سوار ہوں اور نہ اپنے پاس ہتھیار رکھا کریں۔ بلکہ صرف کھیتی باڑی کیا کریں۔

سلطان حسن ناظر:......شیخو اگرچہ فوج کا سپہ سالار تھا، لیکن اپنے ساتھی طاز سے بیزار ہو چکا تھا۔ اس لیے مصری عہدیداروں کے ساتھ مل کر سازش کر رہا تھا اور اس کے لیے مناسب موقع کی تلاش میں تھا۔ چنانچہ جب ۷۵۵ھ میں طاز سیر و تفریح اور شکار کے لیے بحیرہ کی طرف نکلا تو شیخو گھوڑے پر سوار ہو کر قلعے میں پہنچا اور سلطان حسین صالح (جو تنکز کا نواسہ تھا) کو برطرف کر دیا بلکہ گرفتار کر کے اپنے گھر میں قید کر دیا اور پورے تین سال قید میں رکھا۔ اس کی گرفتاری کے بعد اس کے بھائی اور سابق بادشاہ سلطان حسن الناصر کے ہاتھ پر دوبارہ بیعت کی اور اس کو تخت پر بٹھایا اور پھر طاز کو بھی بحیرہ سے بلوا کر پہلے تو گرفتار کر لیا لیکن پھر بعد میں رہا کر کے حلب کا نائب حکمران بنا کر بھیج دیا۔ اس کے علاوہ ارغون کامل کو برطرف کر دیا۔ اپنی برطرفی کے بعد ارغون کاملی بھاگ کر دمشق جا پہنچا۔ لیکن وہاں سے ۷۵۶ھ میں گرفتار کر لیا گیا اور اسکندریہ بھیج دیا گیا اور وہاں قید کر دیا گیا۔ انہی دنوں طرابلس کے نائب حکمران شمس احمد کی وفات ہو گئی چنانچہ اس کی جگہ منجک کو طرابلس کا حکمران بنا دیا گیا۔

شیخو کا عروج:......ان تمام حالات و واقعات کے بعد شیخو دراصل مصر کا خود مختار حکمران بن چکا تھا حتیٰ کہ وہاں کے ہر سیاہ و سفید کا مالک بھی یہی شخص تھا۔ جسے چاہتا عہدہ دیتا اور جسے چاہتا برطرف کر دیتا۔ یہ اپنے زمانے میں ہر طرح حکومت کرتا رہا۔ مشرق اور مغرب کے بادشاہ خط و کتابت میں اس کو عزت سے مخاطب کرتے تھے۔ سرکاری معاملات میں سرغتمش اس کا ساتھی تھا جو سلطان کا آزاد کردہ غلام تھا۔ اسی زمانے میں شیخو نے عجلان بن امیثہ کو مکہ مکرمہ کا واحد حکمران بنایا۔

شیخو کا قتل:......سلطان، سلطان کے نگران (لیکن دراصل خود مختار بادشاہ) کی حیثیت سے تین سال تک اپنے فرائض انجام دیتا رہا۔ آخر شعبان ۷۵۸ھ میں دربار میں ایک غلام نے اس پر حملہ کر دیا اور تلوار کے تین وار کیے۔ چنانچہ شیخو کا چہرہ، ہاتھ اور سر شدید زخمی ہو گئے اور وہ ہاتھوں کے بل زمین پر گر پڑا۔ اس واقع کے بعد سلطان اپنے گھر چلا گیا اور باقی لوگ بھی ادھر ادھر ہو گئے۔ لیکن قلعے کے باہر موجود سپاہیوں میں افرا تفری پھیل گئی اور سب لوگ بے چین اور پریشان ہو گئے۔ شیخو کے آزاد کردہ غلام قلعہ میں داخل ہو کر دندناتے ہوئے ایوان شاہی میں جا پہنچے۔ ان کی راہنمائی یخو کا لے پالک بیٹا خلیل بن قصون کر رہا تھا۔ خلیل کی ماں سے شیخو نے نکاح کر لیا تھا۔ چنانچہ وہی اپنے سوتیلے باپ شیخو کو اٹھا کر اپنے گھر لے گیا۔

قاتل کا قتل:......پھر سلطان حسن الناصر نے اس حملہ کرنے والے غلام کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ لہٰذا وہ اسی دن قتل کر دیا گیا۔ شیخو کی حالت بہت نازک تھی، لیکن پھر بھی سلطان نے اس کو دوبارہ اپنے عہدے پر برقرار رکھا۔ جبکہ شیخو کا یہ خیال تھا کہ یہ حملہ سلطان ہی نے کروایا ہے۔ لیکن شیخو کی حالت مسلسل گرتی رہی اور آخر کار وہ اسی سال یعنی ۷۵۸ھ ذیقعدہ کے مہینے میں وفات پا گیا۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے اپنا لقب امیر کبیر رکھا۔

سرغتمش کی حکومت:......شیخو کے بعد اس کے ساتھی سرغتمش نے حکومت کا انتظام سنبھالا۔ چنانچہ اس نے طاز کو حلب میں گرفتار کروا کر اسکندریہ بھیج دیا۔ جہاں اسے قید کر دیا گیا اور اس کا جانشین علی ماردانی کو بنا دیا گیا۔ پھر دمشق سے اس کا تبادلہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ دمشق کا حکمران منجک یوسفی کو بنایا گیا۔

سرغتمش کی گرفتاری:......رمضان ۷۵۹ھ میں سلطان نے سرغتمش اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا جن میں (۱) مغلطائی دوادار (۲) طشتمر قامصی حاجب (۳) طنبغا ماجاری (۴) خلیل بن قوصون اور (۵) محاسلدار وغیرہ بھی شامل تھے۔ چنانچہ ان سرداروں کے آزاد کردہ غلاموں نے دن کے وقت قلعے کے میدان میں اپنے آقاؤں کو آزاد کروانے کے لیے جنگ کی لیکن ان لوگوں کو نہ صرف شکست ہوئی بلکہ یہ لوگ مارے بھی گئے۔

سرغتمش کا قتل: ...... سرغتمش اور اس کے ساتھی اسکندریہ کے قید خانے میں تھے لیکن متردن بعد سرغتمش کو قتل کر دیا گیا اور باقی ساتھیوں وغیرہ کو سزا دی گئی۔ سزا دینے کا فرض منکلی بیقا نے بادل نخواستہ انجام دیا تھا۔

اب چونکہ سلطان خود مختار بادشاہ بن چکا تھا۔ لہٰذا اس نے حکومت کا انتظام خود سنبھالا، لہٰذا اس نے اپنے غلام بیقا قمری کو باقی لوگوں پر ترجیح دی اور اس کو ''ہزاری'' عہدیدار بنا دیا۔ اس کے علاوہ الجائی یوسف کو حاجب بنایا لیکن کچھ عرصہ بعد اس کو دمشق کا نائب حکمران بنا دیا۔ اس سے پہلے دمشق کے نائب حکمران منجک کو واپس بلوالیا۔

عہدیداروں کی تبدیلیاں: ...... واپس آتے ہوئے منجک جب غزہ پہنچا تو غائب ہوگیا۔ چنانچہ سلطان نے اس کی جگہ علی ماردانی کو مقرر کیا اور حلب سے ہٹا کر اس کو دمشق میں مقرر کر دیا۔ پھر حلب کا نائب حکمران سیف الدین بکتمر مومنی کو بنایا اور اس کے بعد علی ماردانی کو ہٹا کر اس کی جگہ استدمر کو دمشق کا حکمران بنایا اور حلب کا حکمران بکتمر مومنی کے بجائے مندمرحورانی کو بنا دیا۔

اچھی عادتیں: ...... پھر ۷۶۱ھ میں دمشق میں ایک جگہ منجک کا سراغ ملا چونکہ اس سے پہلے اس کے غائب ہونے کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو سزا دی جا چکی تھی، لہٰذا اس کو سلطان کے سامنے دربار میں حاضر کیا گیا لیکن جب وہ حاضر ہوا تو سلطان نے اس کو معاف کر دیا اور نہ صرف اس کی مدد کی بلکہ اس کو اس بات کا اختیار بھی دے دیا کہ شام میں جہاں رہنا چاہو رہو۔

اس کے بعد سلطان حسن الناصر نے اپنے دور حکومت کے باقی دن خود مختار بادشاہ کی حیثیت سے گزارے۔ سلطان حسن الناصر، علماء اور قاضیوں سے بہت محبت کیا کرتا تھا اور اپنے گھر پر ان کی علمی محفلیں منعقد کرواتا تھا اور خود بھی علمی مسائل میں ان سے بحث کیا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ انہیں انعامات وغیرہ بھی دیتا رہتا تھا۔ اور عام لوگوں کے بجائے زیادہ وقت علماء کرام کی صحبت میں گزارتا تھا۔ اس کی یہ عادتیں اس کی موت تک رہیں۔

امیر بیقا: ...... امیر بیقا سلطان حسن کے آزاد کردہ غلاموں میں سے تھا اور اسے سلطان کے دربار میں اونچا مرتبہ حاصل تھا۔ چونکہ وہ سلطان کے خاص ساتھیوں میں سے تھا، لہٰذا لوگ اس کو خاصگی کے نام اور لقب سے جانتے پہچانتے تھے۔ سلطان نے بتدریج اس کو سرکاری عہدوں پر ترقی دیتے ہوئے امیر مقرر کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ اس کو اتابک کا عہدہ بھی دیا۔ وہ اس کے ظلم وستم کی اکثر شکائتیں کرتا رہتا تھا۔ چنانچہ سلطان نے ایک مرتبہ اس کو اپنے خاص حرم میں بلوایا اور اپنے غلاموں میں سے کسی غلام کی خدمت کا کام اس کے حوالے کر دیا۔ یہ بات امیر بیقا کو بہت بری لگی اور اس کا دل ٹوٹ گیا۔ لیکن یہ بات اس نے اپنے دل ہی میں چھپائے رکھی اور کسی سے نہ کہی۔

بیقا کی بغاوت: ...... پھر ۷۶۲ھ میں ایک مرتبہ سلطان شہر سے باہر نکلا اور وہاں اس نے اپنے خیمے نصب کروا دیئے۔ امیر بیقا کا خیمہ بھی سلطان کے خیمے کے برابر میں نصب کروا دیا گیا۔ لیکن فوراً ہی سلطان کو امیر بیقا کی بغاوت کی اطلاع ملی۔ سلطان نے اس کو گرفتار کرنے کے لیے بلوایا لیکن وہ نہ آیا کیونکہ کسی نے پہلے ہی اس کو سلطان کے منصوبے کے بارے میں بتا دیا تھا۔ آخر کار سلطان کو اس کے مقابلے میں آنا پڑا۔ چنانچہ ۹ جمادی الاولیٰ ۷۶۲ھ میں سلطان اپنے غلاموں اور خاص خاص عہدیداروں کو ساتھ لے کر باہر نکلا۔ بیقا روس کو چونکہ اس بات کا پہلے سے ہی علم تھا لہٰذا اس نے اپنے خیمے کے سامنے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ لہٰذا سلطان کے لشکر کو شکست ہوگئی۔ سلطان قلعے کی طرف روانہ ہوا۔ بیقا اس کے پیچھے تھا، قلعہ کے محافظوں نے اس کو روک لیا، اور سلطان شہر میں امیر بن ارکشی کے گھر میں چھپ گیا جو حسینیہ نامی جگہ پر تھا۔ جبکہ قاہرہ سے جب ناصر الدین حسینی اور قشتمر منصوری باغیوں کا مقابلہ کرنے نکلا تو بیقا کا ان سے بولاق نامی جگہ پر ٹکراؤ ہوا، یہ جنگ دو تین مرتبہ ہوئی لیکن ہر مرتبہ سلطانی فوجوں کو شکست ہوئی۔

سلطان حسن الناصر کا قتل: ...... دوسری طرف سلطان نے ایدمر دوادار کے ساتھ بھیس بدل کر شام کی طرف نکل جانے کی کوشش کی لیکن چند غلاموں کو اس کی اطلاع ہوگئی۔ انہوں نے یہ بات بیقا کو بتا دی۔ بیقا نے فوراً کچھ لوگ ان کو گرفتار کرنے کے لیے بھیجے جو فوراً ہی ان کو پکڑ کر لے آئے۔ بیقا نے ان پر تشدد کیا اور مال و دولت اور خزانوں کا پتہ معلوم کر لیا اس کے بعد اس نے سلطان حسن الناصر کو قتل کر دیا۔ سلطان حسن الناصر نے کل ساڑھے چھ سال حکومت کی۔

محمد بن مظفر کی حکومت:......سلطان حسن الناصر کے قتل کے بعد بیقا نے سابق سلطان حاجی بن ناصر المظفر کے بیٹے محمد کو بادشاہ بنادیا اور اس کا لقب منصور رکھا خود اس کا نگران بن گیا اور حکومت کرنے لگا، اس کے علاوہ اس نے طنبغا طویل کو سرکاری معاملات میں اپنے ساتھ شامل کرلیا جبکہ قشتمر منصوری کو نائب حکمران اور غشتمر کو امیر مجلس کا عہدہ دیا۔ موسیٰ ارکشی کو استادار کا عہدہ دیا۔ پھر قاسمی کو رہا کرکے الکرک کا نائب حکمران بنادیا۔ اس کے علاوہ اس نے طاز کو بھی رہا کردیا جواب اندھا ہو چکا تھا۔ چنانچہ اس کو اس کی مرضی کے مطابق پہلے بیت المقدس اور پھر وہاں سے دمشق بھیج دیا گیا۔ جہاں اگلے ہی سال اس کی وفات ہوگئی۔ اس کے علاوہ مکہ مکرمہ کے حکمران کے طور پر عجلان ہی کو برقرار رکھا اور شامی عرب قبیلوں کا سردار جبار بن منہا کو بنادیا۔ اس کے بعد اس نے سرداروں کے ایک گروپ کو گرفتار کرلیا۔

اہل دمشق کی بغاوت:......جب مصر میں بیقا کی حرکتوں کی اطلاع شام پہنچی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ تو خود مختار حکمران بن چکا ہے تو دمشق کے نائب حکمران استدمر کو یہ باتیں بہت بری لگیں اور اس نے بغاوت کردی۔ دوسرے حکمرانوں مثلاً مندمر، البری اور منجک یوسفی نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ پھر انہوں نے دمشق کے قلعے پر قبضہ کرلیا۔

بغاوت کا خاتمہ:......امیر بیقا کو جب اس بغاوت کی اطلاع ملی تو وہ سلطان محمد المنصور کے ساتھ لشکر لے کر نکلا۔ یہ لشکر جب دمشق پہنچا تو شامی قلعے میں پناہ گزیں ہو گیا اور دونوں گروپوں کے درمیان شامی قاضیوں کے ذریعے خط و کتابت ہوتی رہی۔ آخر شام کی باغی فوج نے امان طلب کی، امیر بیقا نے حلف اٹھوا کر امان دے دی لیکن جب یہ لوگ بیقا کے پاس پہنچے تو اس نے انہیں گرفتار کرلیا اور اسکندریہ لے جا کر قید کردیا اور پھر امیر ماردانی کو دمشق کا اور قطلو بغا احمدی کو صفد سے بلوا کر احمد بن قمری کی جگہ حلب کا نائب حکمران بنادیا اور اس کے بعد امیر بیقا اور سلطان محمد المنصور واپس مصر آ گئے۔

عباسی خلفاء:......اسی طرح عباسی خلفاء میں سے خلیفہ مستکفی کی وفات سلطان ناصر کے دور حکومت میں ہوئی۔ وفات سے پہلے خلیفہ مستکفی اپنے بیٹے احمد کو اپنا ولی عہد بنا چکا تھا اور اس کا لقب الحاکم تجویز کیا تھا۔ مگر سلطان ناصر نے اسے خلیفہ نہیں بنایا بلکہ اس کی جگہ مستکفی کے چچا ابراہیم بن محمد کو خلیفہ بنایا تھا اور اس کا لقب الواثق رکھا تھا۔ لیکن سلطان ناصر کی وفات ۷۵۲ھ میں ہوئی۔ یہ وہ دن تھے جب سلطان صالح کی حکومت کی ابتداء تھی جو تنکز کا نواسہ بھی تھا۔ بہرحال اس کی وفات کے بعد اس کا بھائی ابوبکر بن مستکفی خلیفہ بنا، اس کا لقب المعتضد تھا۔ اس نے دس سال خلافت کی اور ۷۶۳ھ میں اس کی وفات ہوئی۔ اس نے بھی اپنے بیٹے احمد کو خلیفہ بنایا تھا چنانچہ جب وہ خلیفہ بنا تو اس کا لقب مستکفی ثانی تجویز ہوا۔

سلطان اشرف:......جیسے کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ جب امیر بیقا جس کا لقب خصکی تھا، سلطان محمد بن حاجی المنصور سے تنگ آ گیا تو اس کو برطرف کردیا۔ اس نے صرف دو سال اور تین مہینے حکومت کی۔ یہ واقعہ شعبان ۷۶۴ھ میں ہوا تھا۔ چنانچہ پھر اس کی جگہ امیر بیقا نے شعبان بن الناصر حسن بن سلطان الناصر کو بادشاہ بنایا۔ اس کا باپ سلطان حسن الناصر، سلطان ناصر بن قلدوون کا آخری بیٹا تھا، لہٰذا اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹے شعبان کو صرف دس سال ہی کی عمر میں بادشاہ بنادیا گیا اور اس کا لقب اشرف تجویز ہوا۔ امیر بیقا خود اس کا نگران بن گیا۔

انتظامی تبدیلیاں:......نگران بننے کے بعد امیر بیقا نے کچھ انتظامی تبدیلیاں بھی کیں۔ مثلاً ۷۶۵ھ میں ماردانی کو دمشق کی حکومت سے برطرف کرکے اس کی جگہ قطلو بغا کو دمشق کا نائب حکمران بنادیا۔ امیر بیقا نے اس کا تبادلہ حلب سے کیا تھا۔ قطلو بغا کی وفات کے بعد اس کی جگہ غشتمر ماردانی کو نائب حکمران بنایا گیا۔ لیکن پھر ۷۶۶ھ میں غشتمر ماردانی کو برطرف کردیا اور اس کی جگہ سیف الدین خوجہ دمشق کا نائب حکمران بنایا گیا۔ پھر ۷۶۷ھ میں امیر بیقا نے اس کو حکم دیا کہ وہ خلیل بن قراجا بن العادل کا تعاقب کرے جو ترکمانوں کا امیر تھا اور اس کو گرفتار کرکے حاضر کرے۔ لہٰذا وہ فوج لے کر روانہ ہوا۔ جب خلیل بن قراجا خرت برت نامی قلعے میں پناہ گزین ہو گیا تو سیف الدین نے قلعے کا محاصرہ کرلیا۔ یہ محاصرہ چار مہینے تک جاری رہا۔ پھر خلیل نے امان طلب کی۔ اور امان لینے کے لیے جب وہ مصر پہنچا تو سلطان نے اس کو امان دی اور خلعت وغیرہ سے بھی نوازا اور اس کو اس کی قوم کا سردار بنا کر واپس بھیج دیا۔

قبرص (Cyprus): ...... یہاں کے رہنے والے لوگ عیسائی تھے اور رومیوں کی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ ہمارے زمانے میں انہیں بھی فرنگی (یعنی انگریز، مترجم) کہا جاتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ فرنگی اپنی سب قوموں پر چھا گئے ہیں۔ انگریز ہروشیوش نے ان کی نسبت کیتم نامی قوم کی طرف کی ہے۔ یہ لوگ رودس نامی جزیرے کے رہنے والے شخص دوداتم کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں، لہٰذا اس طرح وہ کیتم کے بھائی بنتے ہیں اور ان دونوں کا تعلق رومی قوم سے ہے۔

اس کے علاوہ قبرص (موجودہ سائپرس، مترجم) پر اسلامی فتوحات کے زمانے سے ٹیکس کی ادائیگی لازم تھی جو انہوں نے مصر کے حکمران کو ادا کرنا ہوتا تھا۔ لیکن ایک عرصے سے انہوں نے یہ ٹیکس بھی ادا نہ کیا تھا۔ یہ ٹیکس ان پر اس وقت لازم کیا گیا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کے گورنر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شام کے حکمران تھے اور انہوں نے یہ جزیرہ فتح کیا تھا۔

ٹیکس: ...... جیسے ہم نے ابھی تحریر کیا ہے کہ یہ اپنے اوپر لازم شدہ ٹیکس ادا نہ کیا کرتے تھے لہٰذا شام کے حکمران ان کو سبق سکھانے کے لیے بحری بیڑہ جوان کی بندرگاہوں کو تباہ کرتا اور ان کے ساحلی علاقوں میں تباہی پھیلاتا رہتا تھا اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا جب تک وہ مقررہ ٹیکس کی ادائیگی پر تیار نہ ہو جائے۔ پھر بعد میں ترک غلاموں کے دور حکومت میں سلطان طاہر بیبرس نے ۶۶۹ھ میں قبرص کی طرف ایک بہت بڑا بحری بیڑہ روانہ کیا تھا جو رات کے وقت وہاں پہنچ کر لنگر انداز ہوا تھا اور چونکہ اس علاقے میں چٹانی پتھر بہت زیادہ تھے، لہٰذا مسلسل وہاں کھڑے رہنے کی بناء پر وہ بیڑہ شکستہ ہو گیا تھا۔

اس دور میں جنوا کے فرنگی (انگریز) لوگ اردس نامی جزیرے پر قابض ہو گئے تھے اور انہوں نے اس جزیرے کو ۸۰۷ھ میں قسطنطنیہ کے حکمران بتسکری کے ہاتھوں سے چھینا تھا، چنانچہ اہل قبرص کبھی تو ان کے ساتھ جنگ کیا کرتے تھے اور کبھی صلح کر لیا کرتے تھے اور یہ سلسلہ ان کے آخری دور تک جاری رہا۔

اسکندریہ پر حملہ: ...... جزیرہ قبرص (یعنی موجودہ سائپرس) طرابلس (جو آج کل لیبیا کی حکومت میں شامل ہے، مترجم) کے سامنے کی طرف، شام اور مصر کے ساحل سے ایک دن اور ایک رات کے سمندری فاصلے پر ہے۔ ایک دن اچانک اہل قبرص اسکندریہ میں جا گھسے (جب ان کے راستہ میں کوئی مزاحمت نہ کی گئی) تو انہوں نے تمام حالات سے اپنے حکمران کو آگاہ کیا۔ چنانچہ اس نے موقع غنیمت سمجھا اور اپنا بیڑہ لے کر چل پڑا۔ چلتے ہوئے اس نے دوسری فرنگی (انگریز) قوموں سے بھی مدد مانگی۔ اور پھر ایک زبردست بیڑہ لے کر حملہ آور ہوا اور ۷ محرم ۷۶۷ھ کو اسکندریہ کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوا۔ یہ بحری بیڑہ ۷۰ جہازوں پر مشتمل تھا جن میں سامان، اسلحہ اور سپاہی بھرے ہوئے تھے اور جنگجو فوجی سوار اپنے گھوڑوں سمیت ان میں موجود تھے۔

احمق تماشائی: ...... جب اہل قبرص وہاں لنگر انداز ہوئے تو ساحل کی طرف آ گئے اور آگے بڑھ کر صفیں درست کیں اور حملہ کیا۔ جبکہ اسکندریہ کے رہنے والے اس حملے کا تماشا دیکھنے کے لیے ساحل پر جمع ہونے لگے۔ کیونکہ انہیں انجام کا پتہ نہ تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے ایک طویل عرصے سے کوئی جنگ وغیرہ نہیں کی تھی۔ لہٰذا یہاں پر محافظ سپاہی بھی بہت کم تھے اور قلعوں کے محافظ تیر انداز بھی نہیں تھے، شہر کی فصیلیں خالی پڑی تھیں، ان دنوں اسکندریہ کا گورنر خلیل بن عوام تھا جو ان تمام معاملات کا ذمہ دار تھا، لیکن وہ بھی حج کرنے گیا ہوا تھا اس لیے وہ بھی یہاں موجود نہ تھا۔

شہر کی تباہی: ...... جب اہل قبرص نے صفیں درست کی تو انہوں نے تماشا دیکھنے والے عوام پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ چنانچہ وہ بھاگتے ہوئے شہر واپس آئے اور قلعے کے دروازوں کو بند کر کے فصیلوں پر جا چڑھے اور وہاں سے تماشا دیکھنے لگے۔ دشمن شہر کے دروازے تک آ پہنچے۔ انہوں نے دروازوں کو آگ لگائی اور اندر داخل ہو گئے۔ شہر میں افراتفری مچ گئی اور وہ بھاگنے دوڑنے لگے۔ اب اسکندریہ والوں کو حالات کی سنگینی کا احساس ہوا۔ چنانچہ اپنے گھر والوں اور ساز و سامان کو لے کر اندرونی علاقے کی طرف بھاگنے لگے۔ سارے راستے اور میدان ان منہ اٹھا کر بھاگنے والوں سے بھر گئے۔ اس پر طرہ یہ کہ جب اردگرد کے رہنے والے عرب قبیلوں کو اس افراتفری کا علم ہوا تو انہوں نے ان بھاگنے والوں کو لوٹ لیا۔ اہل قبرص کی فوج شہر کے درمیان پہنچ چکی تھی۔ یہ لوگ جس بازار اور مکان سے گزرے اسے لوٹ لیا، صرافوں کی کانوں اور بڑے بڑے تاجروں کا سامان، سرمایہ اور ذخائر سے اپنی کشتیاں اور جہاز بھر لیے لاتعداد عورتوں اور بچوں کو پکڑ لیا اور لونڈی غلام بنا لیا اور جب اسکندریہ والوں کا مددگار لشکر آیا تو واپس اپنے بحری

بیڑے میں چلے، دن بھر وہیں رہے اور اگلے دن وہاں سے روانہ ہو گئے۔

مصری لشکر کی روانگی:...... یہ وہ زمانہ ہے جب مصری حکومت کا نگراں امیر بیقا تھا۔ لہٰذا جب مصری حکومت کو اس کی اطلاع ملی تو فوراً اپنی فوجیں لے کر روانہ ہوا۔ اتنے میں اسکندریہ کا گورنر خلیل بن عوام بھی حج سے واپس آ چکا تھا، چنانچہ وہ بھی اس کے ساتھ آ ملا۔ اس فوج کے ہراول دستے میں خلیل بن قوصون اور قطلو بغا فخری کمانڈر بنائے گئے، یہ دونوں بڑے خلوص سے جہاد کی نیت سے آگے بڑھتے رہے، اسی دوران ان کو دشمن کی واپسی کی اطلاع ملی مگر یہ واپس نہ آئے بلکہ اسکندریہ جا پہنچے۔ یہاں آ کر انہوں نے تباہی و بربادی کے آثار دیکھے تو سب سے پہلے اس نے فصیل کو گرا کر دوبارہ تعمیر کرنے کا حکم دیا اور پھر دارالحکومت واپس آ گیا۔ امیر بیقا اس وقت شدید غصے میں تھا۔

بیڑے کی تیاری:...... لہٰذا اس نے حکم دیا کہ سو بیڑے تیار کیے جائیں۔ حکم پر عمل ہوا، اور اس بیڑے کا نام قربان رکھا گیا۔ اس نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ وہ پورے مصر کی فوج لے کر قبرص پر حملہ کرے گا۔ لہٰذا اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے اس نے تیاریاں شروع کر دیں اور ایک تقریب کا اہتمام بھی کیا، بے شمار ہتھیار اور محاصرے میں کام آنے والے آلات بھی بڑی تعداد میں موجود تھے۔ آٹھ مہینے تک یہ تیاریاں ہوتی رہیں اور رمضان المبارک میں مکمل ہوئیں۔ لیکن حالات میں اچانک ایسی تبدیلی آئی کہ قبرص پر حملہ نہ کیا جا سکا۔

طنبغا کی بغاوت:...... طنبغا طویل سلطان کا آزاد کردہ غلام تھا اور ہتھیاروں کے نگران کے عہدے پر مقرر تھا، لیکن اس کے ساتھ ساتھ حکومتی اور سرکاری معاملات میں بھی امیر بیقا کا شریک تھا لیکن درحقیقت یہ خود مختار ہونا چاہتا تھا۔ ادھر جب بیقا کی حکومت مستحکم ہو گئی تو دوسرے سرکاری عہدیداروں کی طرح یہ بھی امیر بیقا کا مخالف ہو گیا، اور امیر بیقا کے خلاف سازش کرنے لگا۔ دیگر ارکان بھی خفیہ طور پر اس کے ساتھ آ ملے۔ اس وقت سلطان اشرف کا دوادار ارغون اشقری اور وزیر خزانہ محمدی تھا۔

طنبغا کی گرفتاری:...... ابھی بغاوت کا منصوبہ تیار ہو ہی رہا تھا کہ طنبغا سیر و تفریح کے لیے جمادی الاولیٰ ۷۶۷ھ میں عباسیہ کی طرف روانہ ہوا۔ لیکن اس کی غیر موجودگی میں بغاوت کی خبر سارے ارکین حکومت میں پھیل گئی حتیٰ کہ امیر بیقا کو بھی اطلاع مل گئی۔ لہٰذا امیر بیقا نے طنبغا طویل کو شام بھیجنے کا ارادہ کیا۔ اس لیے اس نے ایک شاہی حکمنامہ جاری کیا اور طنبغا طویل کو دمشق کا نائب حکمران بنا دیا۔ طنبغا نے اس حکم کو ماننے سے انکار کر دیا اور جنگ کرنے کی دھمکی دی۔ لیکن بیقا نے اس پر حملہ کر دیا اور طنبغا کو شکست دے کر طنبغا طویل، اشقری اور محمدی کو گرفتار کر لیا اور اسکندریہ میں قید کر دیا۔

رہائی:...... لیکن پھر شعبان کے مہینے میں طنبغا کی سفارش کی گئی، سلطان نے سفارش قبول کر لی اور اس کو بیت المقدس بھیج دیا۔ پھر اشقری اور محمدی کو بھی رہا کر دیا گیا اور دونوں کو شام بھیج دیا گیا۔ یہ واقعہ ۷۶۷ھ کا ہے۔

نئی تقرریاں:...... اس کے بعد طنبغا طویل کی جگہ طیدمر باسلی کو اور اشقری کی جگہ طنبغا ابوبکری کو دوادار (غالباً سیکریٹری یا چیف سیکریٹری یا اس سے اونچا کوئی عہدہ، مترجم) کے عہدے پر فائز کیا۔ لیکن پھر کچھ عرصے بعد اسے برطرف کر کے اس کی جگہ اوس عادل محمدی کو اس عہدے پر فائز کیا۔

چونکہ مصری عہدیداروں کی بڑی تعداد بغاوت میں شریک ہونے کی وجہ سے گرفتار ہو چکی تھی اور ان کے عہدوں کی جگہیں خالی تھیں، لہٰذا ان کی جگہوں پر نئے لوگوں کا تقرر ہوا۔ چنانچہ اس نے دمشق کے نائب حکمران منکلی بیقا شمسی کو بلوایا اور سیف الدین برجی کی جگہ حلب کا نائب حکمران بنایا اور اس کو اس بات کی اجازت بھی دی کہ وہ فوج کی تعداد میں اضافہ کرے۔ پھر اس نے اس کا عہدہ دمشق کے نائب حکمران سے بڑھا دیا اور دمشق کا نائب حکمران اقطمر عبدالعزیز کو مقرر کیا۔

غلاموں کی بغاوت:...... ادھر امیر بیقا کا ظلم و ستم روز بروز بڑھتا جا رہا تھا۔ مصر کے تمام حکمران اور عہدیدار اس سے تنگ آئے ہوئے تھے، خاص طور پر اس کے غلام تو بہت ہی بیزار تھے، کیونکہ اس نے غلاموں کی تعداد بہت بڑھا لی تھی اور ان کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں ان پر بہت سختی کیا کرتا تھا، وہ نہ صرف ان کو لاٹھیوں اور ڈنڈوں سے مارتا بلکہ بعض اوقات تو ان کے ناک کان وغیرہ بھی کاٹ لیا کرتا تھا۔ اس لیے اس کے سب غلام اس سے نفرت کرتے تھے اور سخت غصے میں تھے۔ ان غلاموں کے سردار استدمر اور اقتقان احمدی تھے۔ انہی دنوں اسی قسم کی خطرناک سزا استدمر کے بھائی کو بھی

دی گئی۔ چنانچہ وہ سخت ناراض ہو گیا اور بغاوت کا منصوبہ بنانے لگا۔ تمام سردار اور عہدیدار وغیرہ اسی کو نجات کا ذریعہ سمجھے ہوئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اس کا ساتھ دیا اور سلطان کو بھی ان حالات سے آگاہ کر کے بغاوت کی اجازت مانگی۔

بیقا کی چالاکی: ...... چنانچہ سلطان نے ۷۷۸ھ میں امیر بیقا کو بحیرہ کی طرف بھیجا۔ اسی دوران ان غلاموں نے طبرانہ کے گھر پر ایک مجلس منعقد کی اور اس مجلس میں راتوں رات امیر بیقا کے خلاف سازش تیار کر لی۔ امیر بیقا کو سازش کی اطلاع مل گئی اس کے علاوہ اس نے خود بھی ان علامات کا اندازہ لگا لیا تھا، لہٰذا بظاہر بے خبری میں اپنے بعض خاص ساتھیوں کے ساتھ امیر بیقا سوار ہو کر روانہ ہوا اور دریائے نیل کو پار کر کے قاہرہ جا پہنچا۔ یہاں اس نے بحریہ کو حکم دیا کہ دریائے نیل کے مشرقی کنارے پر اپنی کشتیوں اور جہازوں کو تیار رکھیں اور جو کوئی بھی مغربی کنارے کی طرف جانے کا ارادہ کرے، اسے دریا پار کرنے سے روکیں۔

بغاوت: ...... یہاں موقع ملتے ہی استدمر اور اقتنان نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور سلطان کے محل کی طرف روانہ ہوئے اور سلطان کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی کہ سلطان امیر بیقا کو برطرف کرے گا اور اس کو سزا بھی دے گا، جبکہ بیقا نے قاہرہ پہنچ کر اپنے حمایتی امراء اور سرداروں، حاجبوں اور غلاموں وغیرہ کو جمع کرنا شروع کر دیا تھا، وہاں امیر ماخوریہ اور ایبک بدری بھی موجود تھا، اس کے علاوہ بقتمر نظامی ارغون ططق عباسیہ میں تھے، یہ سب اس کے پاس پہنچ گئے تھے اور حالات سے نپٹنے کے لیے تیار تھے۔

امیر بیقا کی چابکدستی: ......اس کے بعد بیقا نے فوراً سلطان اشرف کو برطرف کر دیا اور اس کی جگہ اس کے بھائی اتوک کو بادشاہ بنا دیا اس کا لقب منصور تجویز کیا۔ پھر خلیفہ کو بلوا کر اس کی تقرری کی منظوری لی۔ اسکے بعد جنگ کی تیاری مکمل کی اور ساحل پر جزیرہ وسطی میں اپنے خیمے لگائے۔ اس کے ساتھ وہ سردار اور عہدیدار بھی تھے جو یا سلطان کے ساتھ تھے یا کسی عہدے پر مقرر تھے، مثلاً (۱) بیقا علائی دوادار (۲) یونس امام (۳) کمشبغا حموی (۴) خلیل بن قوصون (۵) یعقوب شاہ (۶) قرابقابدری اور (۷) ابتغا جوہری

باغیوں کے ساتھ جنگ: ......ادھر سلطان اشرف طرانہ سے صبح سویرے حملہ آور ہوا اور اپنے دار الحکومت کی طرف روانہ ہوا لیکن جب وہ ساحل کے قریب پہنچا تو ساحل کو بالکل خالی اور ویران پایا۔ لہٰذا اس نے وہیں اپنے خیمے لگا دیئے اور تین دن تک وہیں ٹھہرا رہا۔ جبکہ امیر بیقا اور اس کا لشکر ان کے سامنے جزیرہ وسطی میں تھا، جو ان پر تیروں اور منجنیقوں سے حملہ کر رہے تھے، بہت سے تماشائی کشتیوں میں بھی تھے، یہ ساری کشتیاں سلطان کی طرف آ گئیں۔ ان میں سے زیادہ تر کشتیاں اور جہاز وہ تھے جو قربان نامی بیڑے میں شامل تھے اور جنہیں بیقا نے تیار کروایا تھا۔ بہر حال سلطان اور اس کی فوجیں ان کشتیوں پر سوار ہو کر فیل نامی جزیرے پر جا پہنچیں۔ پورا جزیرہ سلطانی لشکر سے بھرا ہوا تھا اور جزیرے کی فضا ان کی زیادتی کی وجہ سے گرد آلود ہو چکی تھی۔ سلطان نے اپنی صفیں درست کیں اور جنگ کے لیے آگے بڑھے۔ ادھر بیقا کی فوجوں نے بھی دفاعی کوششیں کیں اور گھمسان کی جنگ ہونے لگی۔

بیقا کی شکست: ...... کچھ ہی دیر بعد بیقا کی فوجیں اس کا ساتھ چھوڑ گئیں۔ بیقا کو شکست ہوگئی، بیقا جان بچانے کے لیے بھاگا، بھاگتے ہوئے جب میدان جنگ کے داخلی راستے کے پاس سے گزرا تو وہاں رک کر دو رکعت نماز ادا کی، عوام اس پر پتھر برسا رہے تھے، بہر حال بیقا نے نماز ادا کی اور اپنے گھر کی طرف بھاگ گیا۔

گرفتاری اور قتل: ...... سلطان اپنے کامیاب لشکر کے ساتھ قلعے کی طرف روانہ ہوا۔ محل پہنچتے ہی اس نے امیر بیقا کو بلوایا۔ اس کو حاضر کیا گیا تو اس کو قلعے کے قید خانے میں قید کر دیا گیا۔ جہاں یہ دن بھر قید رہا۔ رات کے وقت غلاموں کو اس کی زندگی کے بارے میں کچھ شک ہوا، چنانچہ وہ سلطان کے پاس پہنچے اور بیقا کو بلوایا۔ غلام بیقا کو قتل کرنے کے خواہشمند تھے، بہر حال بیقا کو بلوایا گیا، بیقا گڑگڑاتے ہوئے حاضر ہوا۔ لیکن غلاموں نے اس کے رونے دھونے کی پروانہ کی اور کسی غلام نے اس پر تلوار کا وار کیا اور سر کو تن سے جدا کر دیا۔ اس کے علاوہ کچھ افراد محل سے باہر بھی تھے، ان کو بھی شک ہوا لہٰذا انہوں نے بھی بیقا سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ لیکن بیقا کی لاش کو دیکھتے ہی اس کے کٹے ہوئے سر اور جسم پر تلوار برسانی شروع کر دیں۔ یہاں تک کہ ایک آدمی نے مشعل ہی دے ماری اور پھر اس کو دفن کیا گیا۔ چنانچہ اس طرح بیقا کا قصہ ختم ہوا۔

نئے انتظامات:......امیر بیقا کے قتل کے بعد مصری حکومت کا انتظام استدمر ناصری اور اس کے ساتھی بیقا احمدی کے ہاتھ آ گیا۔ جبکہ بحماس طازی، قرابقا، مرغتمش اور تغری بردی بھی ان کے ساتھ شامل تھے جو اس زبردست انقلاب کے ذمہ دار افراد میں بھی شامل تھے، چنانچہ ان لوگوں نے ان سرداراور عہدیداروں کو گرفتار کر کے اسکندریہ میں قید کر دیا جو امیر بیقا کی حمایت میں گئے تھے لیکن خلیل بن قوصون کو برطرف کر دیا اور وہ گوشہ نشین ہو گیا، چونکہ گرفتاریوں کی وجہ سے بہت سے عہدے خالی ہوئے تھے، چنانچہ ان پر دوسرے افراد کا تقرر کیا گیا۔ اس طرح مصری حکومت کا انتظام پھر سے ٹھیک ٹھاک ہو گیا۔

تغری کی بغاوت:......کچھ عرصے بعد ان عہدیداروں کا پھر اختلاف ہو گیا چنانچہ انہوں نے اپنے ساتھی قرابقا سرغتمش کو پکڑ کر قید کر دیا۔ اس واقعہ کے بارے میں جب تغری بردی کو معلوم ہوا تو اسے یہ بات بہت بری لگی، لہٰذا اس نے بعض دوسرے سرداروں اور امراء کے ساتھ مل کر پھر سے بغاوت کے لیے سازش کرنا شروع کر دی۔ ایک بدری اور اس کا گروپ بھی اس کے ساتھ شامل ہو گیا۔ یہ لوگ ۷۶۲ھ میں تیار ہو کر جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوئے، دوسری طرف استدمر اور اس کے دوسرے ساتھی بھی مقابلے پر آئے اور شکست دے کر ان سب کو گرفتار کر لیا اور اسکندریہ لے جا کر قید کر دیا۔

فسادات:......باغیوں کی شکست اور گرفتاری کے بعد خارجی لوگوں نے جن کا سیاست سے کوئی تعلق نہ تھا، اودھم مچانا شروع کر دیا، شہر بھر میں فسادات پھوٹ پڑے، ان لوگوں کو نہ ملکی قانون کا پاس ولحاظ رہا نہ شریعت کا۔ چنانچہ ان کی روک تھام کے لیے سلطان نے سرداروں سے مشورہ کیا، مشورے میں ان کی فوری روک تھام اور قلع قمع کرنا طے کیا گیا۔ چنانچہ سلطان نے ان سے معاہدہ ختم کر دیا اور بحری بیڑے کے ذریعے اپنی حکومت کا انتظام کیا اور سرداروں اور عہدیداروں کو جنگ کے لیے تیار کرنا شروع کیا، لہٰذا الجائی یوسفی، تغتمر نظامی اور سلطان کے دوسرے امراء وغیرہ اور بیقا کے وہ غلام بھی حکومت کے ملازم تھے، جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔ ان کے علاوہ ابیقا جلب اور بحماس طازی بھی استدمر کا ساتھ چھوڑ کر سلطان سے ساتھ آ ملے۔

فسادیوں کا محاصرہ:......اس کے بعد استدمر اور اس کا پورا گروپ اور وہ لوگ جو ان کے کاموں میں دخل اندازی کیا کرتے تھے، سب کے سب سوار ہو کر جنگ کے لیے آ نکلے اور انہوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس سے سرکاری مرکز میں رخنہ پیدا ہو گیا اور بیقا کے ملازمین جنگ کا محاذ چھوڑ کر بھاگ گئے، جس سے مصر کی سرکاری فوج تتر بتر ہو گئی اور ان کو شکست ہو گئی۔ البتہ الجائی یوسفی اور ارغون تاتاری اپنے اپنے غلاموں کے ساتھ ثابت قدمی کے ساتھ ان لوگوں کا مقابلہ کرتے رہے، لیکن کچھ دیر بعد یہ بھاگ کھڑے ہوئے اور شاہی قلعے کی طرف روانہ ہو گئے۔ سابق سلطان حاجی کا بھتیجا درود قتل ہو گیا اور یا بیقا الجلب زخمی ہو گیا اور پھر گرفتار کر لیا گیا، اس کے علاوہ بہت سے سرداراور بڑے بڑے ہزاری عہدیدار مثلاً طغتمر نظامی علی بحماس طازی، الجائی یوسفی، ارغون تاتاری وغیرہ گرفتار ہو گئے۔

فسادیوں کا قبضہ:......اس کے بعد استدمر اور اس کے خارجی دخل انداز ساتھی مصری بادشاہ پر پھر حاوی ہو گئے اور انہوں نے خالی عہدوں پر نئے افراد کا تقرر کیا، خلیل بن قوصون کو اس کے سابقہ عہدے پر برقرار رکھا۔ جبکہ قشتمر کو طرابلس سے برطرف کر کے اسکندریہ لے جا کر قید کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ بہت سے شامی سرداروں کو بھی برطرف کر کے ان کی جگہ نئے افراد کا تقرر کیا گیا، سال بھر انہی برطرفیوں اور تقرریوں کا سلسلہ چلتا رہا اور دخل اندازوں نے نہ صرف سلطان بلکہ عام مصری رعایا کو بھی تنگ کرنا شروع کر دیا۔

سلطان کا حملہ:......پھر محرم ۷۶۹ھ میں یہ فسادی لوگ حد سے گزر گئے، ظلم و ستم کا بازار گرم ہو گیا اور معاملہ لوگوں کی برداشت سے باہر ہو گیا، چنانچہ سرکاری عہدیدار اور سردار شکایت لے کر استدمر کے پاس گئے اور اسے برا بھلا کہنے لگے۔ چنانچہ اس برا بھلا کہنے کا یہ اثر ہوا کہ استدمر نے ان فسادیوں میں سے چند افراد کو پکڑ کر ان کو گوشمالی کی۔ یہ واقعہ بدھ ۶ صفر ۷۶۹ھ کا ہے۔ لیکن ہفتہ کے دن یعنی ۹ صفر کو ان فسادیوں کا گروپ باہر نکل آیا اور سلطان کی برطرفی کا مطالبہ کرنے لگا۔ لہٰذا سلطان ان کے مقابلے میں اپنے غلاموں اور دو سو سپاہیوں پر مشتمل فوج لے کر نکلا۔ مصری عوام بھی اس کے ساتھ آ ملی کیونکہ وہ ان فسادیوں سے بہت تنگ آ چکے تھے، اور جنگ کی صفیں درست ہونے لگیں۔

فسادیوں کی شکست:......دوسری طرف سے استدمر ان فسادیوں کو لے کر صفیں درست کرنے لگا، ان کی تعداد ڈیڑھ ہزار تک تھی، معمول کے

مطابق یہ لوگ قلعے کے پیچھے سے پہنچے۔ جب سلطانی لشکر سامنے آیا تو ان کا لشکر پیچھے ہٹ گیا اور لڑنے میں پس وپیش کرنے لگا۔ ادھر عوام نے ان پر پتھراؤ شروع کر دیا، جبکہ دوسری طرف سے سلطان کے لشکر نے حملہ کر دیا، چنانچہ یہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے، البتہ ابقا سر غتمش اور اسکا گروپ پکڑا گیا اور انہیں خزانے کی عمارت میں قید کر دیا گیا۔

استدمر کی رہائی:......اس کے بعد استدمر کو پکڑ کر سلطان کے سامنے پیش کیا گیا مصر کے عہدیداروں اور دیگر سرکاری افراد نے استدمر کی سفارش کی سلطان نے سفارش قبول کر لی اور اس کو معاف کر دیا اور دوبارہ اتا بک کے عہدے پر بحال کر دیا۔ لیکن وہ گوشہ نشین ہو گیا۔ اس کے بعد پھر خلیل بن قوصون اس عہدے پر فائز ہوا، چنانچہ سلطان نے اس کو حکم دیا کہ صبح صبح جا کر استدمر کو گرفتار کر لے۔ لہٰذا خلیل بن قوصون، استدمر کے گھر پہنچا اور اسے بغاوت پر تیار کرنے لگا۔ اور یہ شرط لگائی کہ بغاوت کی کامیابی کے بعد خلیل بن قوصون کو بادشاہ بنایا جائے کیونکہ وہ ماں کی طرف سے سلطان ناصر کا رشتہ دار بھی ہوتا تھا۔

فسادیوں کا خاتمہ:......دوسری طرف بڑی تعداد میں فسادی جنگ کے لیے جمع ہو گئے اور مقابلے پر آ گئے، ادھر اور پھر سرکاری لشکر بھی تیار تھا، جنگ ہوئی جس میں باغیوں اور فسادیوں کو شکست ہوئی اور بڑی تعداد میں مارے گئے اور باقی کو گرفتار کر کے اسکندریہ بھیج دیا گیا۔ پھر ان گرفتاروں میں سے بھی بڑی تعداد کو قتل کیا گیا اور اونٹوں پر بٹھا کر شہر میں گھمایا گیا تا کہ ان کی شہرت ہو سکے۔ اس کے بعد ان میں سے جو لوگ بھاگنے میں کامیاب ہو گئے تھے، ان کو دور دراز کی سرحدوں تک سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر یا قتل کر دیا گیا اور یا قید کر دیا گیا۔ انہی میں سے کچھ لوگ الکرک میں بھی قید ہوئے جن میں یہ بھی شامل ہیں (۱) برقوق عثمانی جو بعد میں مصر کا بادشاہ بنا (۲) برکت جولانی (۳) طنبغا جوبانی (۴) جرکس خلیلی اور (۵) نعنع۔ یہ سب لوگ یا قید میں رہے یا جلاوطن کر دیے گئے۔ یہاں تک کہ بعد میں یہ سب لوگ اکٹھے ہو گئے جیسے کہ آگے چل کر ہم تحریر کریں گے۔

نئے اختلافات:......ان کی گوشمالی کے بعد سلطان قدرے خود مختار ہو گیا تھا، چنانچہ اس نے الجائی یوسفی طغتمر نظامی اور گرفتار افراد کے ایک گروپ کو رہا کر دیا تھا، لہٰذا الجائی یوسفی کو اسلحہ کا امیر مقرر کیا گیا جبکہ بیقا منصوری اور جو فسادیوں کے سرداروں میں سے تھے، ایک ساتھ اتا بک کے عہدے پر فائز رہے، لیکن پھر ان کے بارے میں معلوم ہوا کہ یہ دوبارہ بغاوت کا منصوبہ بنا رہے ہیں اور گرفتار شدہ فسادیوں کو رہا کر کے دوبارہ سلطان پر مسلط ہونا چاہتے ہیں۔ لہٰذا ان کو دوبارہ گرفتار کر لیا گیا، پھر اس عہدے کو پر کرنے کے لیے حلب سے منکلی، بغاشمس کو بلوا کر اسے اتا بک کے عہدے پر فائز کیا، امیر علی ماردانی کو بلوا کر نائب حکمران مقرر کیا، اس طرح سلطان نے اپنی مرضی اور منشاء کے مطابق ان تمام عہدوں پر مناسب تبدیلیاں کیں۔

ان عہدیداروں میں سلطان کا خاص غلام ارغون اشرفی بھی تھا، رفتہ رفتہ سلطان اس کو ترقی دیتا رہا یہاں تک کہ اس نے اس کو اپنی حکومت کا اتا بک بنا دیا اور اپنا خاص مشیر مقرر کیا جیسا کہ ہم آگے چل کر لکھیں گے۔

اس کے بعد سلطان نے حلب کی حکومت پر منکلی بغا کے بجائے طنبغا طویل کو بنا دیا اور دمشق کا حکمران ماردانی کی جگہ تدمر خوارزمی کو بنا دیا، پھر اس کو گرفتار کر کے اس سے ایک لاکھ دینار جرمانہ وصول کیا اور اس کو طرسوس کی طرف جلاوطن کر دیا اور اس کی جگہ منجک یوسفی کو دمشق کا حکمران بنا دیا، اس کو طرابلس کی حکومت سے برطرف کیا گیا تھا اور وہاں اس کی جگہ غشتمر ماردانی کو بھیجا گیا۔ جہاں وہ پہلے سے مقرر تھا۔

طنبغا طویل کی وفات:......پھر ۷۶۹ھ کے اختتام پر حلب میں طنبغا طویل کی وفات ہوئی، وہ اپنی وفات سے پہلے بھی بغاوت کا منصوبہ بنا رہا تھا، لہٰذا سلطان نے اس کی جگہ استبغا ابوبکری کو حلب کا حکمران بنا دیا۔ لیکن پھر ۷۷۰ھ میں اس کو برطرف کر دیا اور اس کی جگہ قشتمر منصوری کو حلب کا حکمران مقرر کیا۔

عربوں کی بغاوت:......ان دنوں بنوفضل میں سے عرب قبیلوں کا سردار جماز بن منہا تھا اور باغی ہو چکا تھا، چنانچہ سلطان نے اس کی جگہ اس کے چچازاد بھائی نزال بن موسیٰ بن عیسیٰ کو ان عرب قبیلوں کا سردار بنایا تھا، لیکن جماز سلطان کا مخالف رہا اور گرمیوں کے موسم میں حلب پر حملہ کیا اور تباہ و برباد کر دیا۔ عرب کے قبیلے بنوکلاب نے بھی اس کا پورا ساتھ دیا، یہ لوگ آنے جانے والے مسافروں اور عوام کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے لگے، لہٰذا حلب کا

نائب حکمران قشتمر منصوری اپنا لشکر لے کر نکلا اور ان پر اور ان کے ٹھکانوں پر حملہ آور ہوا اور ان کا ساز و سامان مویشی جانور وغیرہ لوٹ کر لے گئے۔ اس کے بعد یہ سارے عرب قبیلے متحد ہو گئے اور قشتمر منصوری کے خلاف محاذ بنا لیا، اس جنگ میں قشتمر منصوری اور اس کا بیٹا دونوں مارے گئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یعبر بن جماز نے ان دونوں باپ بیٹے کو قتل کیا تھا۔ ان کے قتل کے بعد سرکاری فوجوں کو شکست ہوگئی اور یہ فوجیں واپس حلب آ گئیں۔ جبکہ حجاز اور اس کے ماتحت قبیلوں نے جنگلات میں پناہ لی۔ لہٰذا اس کے بعد سلطان نے حجاز کے بجائے معیقیل بن فضل کو عرب قبیلوں کا سردار بنا دیا۔ لیکن پھر کچھ عرصے بعد حجاز بن مہنا نے خود سلطان سے معافی مانگی۔ سلطان نے نہ صرف اس کو معاف کر دیا بلکہ اس کو دوبارہ عرب قبیلوں کا سردار بنا دیا۔

نئے انتظامات:...... خارجی دخل اندازوں اور فسادیوں سے نجات حاصل کرنے کے بعد کسی حد تک اختیارات سلطان نے جب خود سنبھالے تو یہ اختیارات سنبھالتے ہی اس نے حلب سے منکلی بغا کو بلوایا اور اس کو اتابک کے عہدے پر مقرر کیا۔ جبکہ امیر علیماردانی کو دمشق سے بلوایا اور نائب حکمران بنا دیا۔ اس کے علاوہ الجائی یوسفی کو اسلحہ کا وزیر مقرر کیا۔ اصبغا کو دوادار کا عہدہ دیا۔ اس سے پہلے فسادیوں کا گروپ اپنے دوادار خود بنایا کرتا تھا، لیکن اب اس کو سلطان نے دوادار کے عہدے پر فائز کیا، اس کے علاوہ دیگر عہدوں پر بھی اپنے پسندیدہ افراد کو فائز کیا۔

اس کے علاوہ جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ سلطان اپنے آزاد کردہ غلام ارغون شاہ کو بتدریج مختلف عہدوں پر ترقی دیتا جا رہا تھا یہاں تک کہ اس کو اتابک بھی بنا دیا۔ اس کی مزید تفصیل ہم آگے چل کر تحریر کریں گے۔ اس کے علاوہ سلطان نے بہادر حاجی کو استاددار مقرر کیا۔ لیکن پھر کچھ عرصے بعد ماخوریہ کا گورنر بنا دیا۔ یہ کافی عرصے تک انہی دو عہدوں پر مقرر رہا لیکن آخر کار پر مستقل طور پر اس کو ماخوریہ کا گورنر بنا دیا گیا اور استاذ دار کے عہدے پر محمد بن اسقلاس کا تقرر کیا گیا۔ جبکہ اسی طرح بیقا ناصری بھی مختلف عہدوں سے تبدیل ہوتا ہوا آخر کار حاجب بن گیا۔

الجائی یوسفی سے رشتہ:...... انہی دنوں سلطان کی ماں نے الجائی یوسفی سے نکاح کر لیا۔ لہٰذا اس رشتے سے الجائی یوسفی سلطان کا سوتیلا باپ ہو گیا اور اس کا مرتبہ سلطان کے ہاں بہت بڑھ گیا اور اس کی پوزیشن مستحکم ہو گئی۔ لہٰذا ایک دن جب دوادار نے الجائی یوسفی سے سخت الفاظ میں گفتگو کی تو الجائی یوسفی نے اس کو جلاوطن کر دیا اور اس کی جگہ منکوتمر عبدالغنی کو دوادار بنا دیا۔ یہ سال بھر اس عہدے پر فائز رہا اور ۷۷۲ھ میں اس کو اس عہدے سے برطرف کر دیا گیا۔

اس کے بعد سلطان نے اس کی جگہ طشتمر علائی کو اس عہدے پر فائز کیا۔ بیقا کے زمانے میں بھی یہی دوادار تھا، بہر حال حکومت کا نظام اسی طرح چلتا رہا اور الجائی یوسفی خود مختارانہ حکومت کرتا رہا۔

تحائف:...... انہی دنوں منجک نے ایک وفد بھیجا اور اس کے ہاتھ ایسے تحفے تحائف بھیجے جن کی خاصیات بیان کرنا ناممکن ہے۔ ان تحفوں میں بہت اعلیٰ قسم کے سجے سجائے اونٹ گھوڑے خچر تھے۔ اس کے علاوہ کئی طرح کا کپڑا، قیمتی زیورات، کھانے پینے کی چیزیں، مٹھائیاں، نادر و نایاب چیزیں اور دوسرا بہت سا ضرورت کا سامان تھا۔ بلکہ انتہائی نادر و نایاب شکاری کتے، اونٹ اور طرح طرح کے درندے بھی شامل تھے۔ اس کے بعد حلب سے بھی قشتمر ماردانی کے وفد تحفے تحائف لے کر سلطان کے پاس پہنچے۔

الجائی یوسفی کی سلطان کے ساتھ کشیدگی:...... الجائی یوسفی کی پوزیشن بہت مستحکم ہو چکی تھی جیسا کہ پہلے ہم تحریر کر چکے ہیں اور حکومت کا نظام اسی طرح چلتا رہا کہ ۷۷۴ھ میں مصر کے اتابک منکلی بغا کا انتقال ہو گیا۔ اس کے انتقال کے بعد اتابک کا عہدہ بھی الجائی یوسفی نے اپنے پاس رکھ لیا۔ اس عہدے کو بھی خود سنبھالنے کی وجہ سے الجائی یوسفی بالکل ہی خود مختار ہو گیا۔ پھر انہی دنوں سلطان کی والدہ کا بھی انتقال ہو گیا جو الجائی یوسفی کی بیوی تھی، لہٰذا اس کی میراث بھی الجائی یوسفی کو ملی۔ انہی وجوہات کی بناء پر الجائی یوسفی حد سے بڑھتا جا رہا تھا اور حد سے زیادہ بد اخلاق ہو چکا تھا وہ ایسی سخت گفتگو کرتا کہ لوگ اس سے تنگ آ جاتے۔ لہٰذا اس کی انہی باتوں کی وجہ سے سلطان کے تعلقات اس کے ساتھ خراب ہوتے چلے گئے اور لوگ ایک دوسرے کے پاس جا جا کر ایک دوسرے کی چغلیاں لگانے لگے۔

بغاوت کے اسباب:...... الجائی یوسفی کی بغاوت کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تھا کہ ایک مرتبہ وہ کسی بات پر عوام سے ناراض ہو گیا اور ان

کے قتل کا حکم جاری کر دیا جس کی وجہ سے بہت سے بے گناہ شہری مارے گئے۔ سلطان کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو اس وقت سلطان بڑے بڑے سرکاری عہدیداروں اور ماہر سیاست دانوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، ان تمام افراد نے سلطان کے سامنے اس کو برا بھلا کہا تو سلطان بھی ناراض ہوا اور الجائی یوسفی کو نہ صرف ڈانٹا بلکہ اس سے تلخ کلامی بھی کی۔ الجائی یوسفی کو غصہ آ گیا اور اس نے بغاوت کا اعلان کر دیا۔ بعد میں سلطان اس کے پاس گیا اور آرام سے اس کو سمجھایا اور اس کا غصہ ٹھنڈا کیا۔ ابھی یہ وہ زمانہ ہے جب منکلی بغا زندہ تھا۔ چنانچہ بعد میں سلطان نے منکلی بغا کو بلوایا اور اس کے ذریعے الجائی یوسفی کو بلوا کر ایک نہایت قیمتی خلعت عطا کی تا کہ اس کا دل خوش ہو اور اس کا غصہ ٹھنڈا ہو سکے۔

لیکن چند دن بعد اس طرح کا ایک واقعہ پھر ہوا تو سلطان کے قریبی ساتھیوں نے سلطان کو حالات کی سنگینی سے آگاہ کیا۔ یہ بات جب الجائی یوسفی کو معلوم ہوئی تو وہ اپنے غلاموں کو ساتھ لے کر باغیانہ طریقے سے قلعے کے میدان میں آ پہنچا۔ لیکن سلطان اپنی جگہ بیٹھا رہا اور دونوں طرف سے نمائندے آتے جاتے رہے۔ لیکن الجائی یوسفی کی سرکشی ختم نہ ہوئی اور اس نے غرور اور تکبر کا مظاہرہ کیا۔

الجائی یوسفی کی شکست اور فرار:...... چنانچہ تنگ آ کر سلطان نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ الجائی یوسفی کے ساتھ جنگ کریں۔ لہٰذا محرم ۷۷۵ھ میں سلطان کی فوجیں حملہ آور ہوئیں۔ ان میں اکثریت بیقا کے غلاموں اور فسادیوں کی تھی جنہیں سلطان نے اپنے بیٹے اور ولی عہد شہزادہ علی کی خدمت میں لگا رکھا تھا۔ بہر حال جنگ شروع ہوئی، اس جنگ میں میدان جنگ، میدان کی اس دیوار کے قریب تھا جو بحری بیڑوں کے ساتھ ملی ہوئی تھی لہٰذا سلطانی فوجیں بحری کشتیوں اور جہازوں میں گھس گئیں اور وہاں سے الجائی یوسفی کے لشکر پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ تیروں سے بچنے کے لیے الجائی یوسفی کو دیوار سے الگ ہو کر میدان میں آنا پڑا۔ اس کے میدان میں آتے ہی سلطانی فوجیں کشتیوں سے نکل کر گھوڑوں پر سوار ہو گئیں اور الجائی یوسفی پر زبردست حملہ کیا۔ الجائی کے لشکر کو شکست ہوئی اور وہ بھاگا۔ اور پہاڑ کے پیچھے موجود اپنے محل میں جا پہنچا اور تین دن تک وہیں چھپا رہا۔

الجائی یوسفی کی موت:...... جب تک الجائی یوسفی اپنے محل میں چھپا رہا، سلطان اس کو سمجھانے اور منانے کی کوششیں کرتا رہا۔ لیکن الجائی یوسفی اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہا لیکن اس دوران اس کے ساتھی اس سے الگ ہوتے رہے، آخر تنگ آ کر سلطان نے اس کو گرفتار کرنے کے لیے ایک فوجی دستہ بھیجا، الجائی یوسفی اپنے محل سے نکل کر قلیوں نامی جگہ کی طرف بھاگا۔ فوج نے اس کا تعاقب کیا، الجائی یوسفی اپنی جان بچانے کے لیے سمندر میں کود گیا اور ڈوب گیا۔ بعد میں اس کی لاش کو نکال کر دفن کر دیا گیا۔

مخالفین کی گوشمالی:...... الجائی کی موت پر سلطان کو بہت افسوس ہوا۔ اس غم کا مداوا کرنے کے لیے سلطان نے اس کی اولاد کو اس کے محل میں منتقل کر دیا اور ان کے اور ان کے نوکروں اور ملازموں کے لیے حکومت کی طرف سے وظیفہ مقرر کیا۔ اس کے بعد ان لوگوں کو گرفتار کر لیا جنہوں نے الجائی یوسفی پر بغاوت اور سازش کا الزام لگایا تھا۔ ان لوگوں کو گرفتار کر کے ان کا مال ضبط کر لیا اور ان کو ان کے عہدوں سے برطرف کر کے شام کی طرف جلاوطن کر دیا۔ الجائی یوسفی کے بعد سلطان مکمل طور پر خود مختار ہو چکا تھا، چنانچہ اس نے ایدمر دوادار طرابلس سے بلوا کر الجائی یوسفی کی جگہ اتابک مقرر کیا۔ یہ ریاست کا نائب حکمران تھا۔ اس کے علاوہ ارغون شاہ کے عہدے میں مزید ترقی دی اور اس کو امیر مجلس کا عہدہ دیا اور اپنے آزاد کردہ غلاموں میں سے امید سر غتمش کو اسلحہ کا سردار مقرر کیا۔

اب سلطان کے خصوصی تعلقات طشتمر دوادار اور ناصر الدین محمد بن اسقلاص استاذ دار کے ساتھ قائم ہو چکے تھے، لہٰذا سلطان نے اکثر حکومت کے معاملات انہی دونوں کے حوالے کر دیئے تھے، چنانچہ سرکاری معاملات انہی دونوں کی سیاست اور منصوبوں کے مطابق چلنے لگے۔

منجک کا بلاوا:...... جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ ۷۷۲ھ میں امیر علی باردانی کا انتقال ہو چکا تھا، لیکن الجائی یوسفی کے معاملات میں الجھے ہونے کی وجہ سے یہ عہدہ اب تک خالی پڑا ہوا تھا۔ چنانچہ جب ۷۷۵ھ میں الجائی یوسفی جان بحق ہو گیا تو اس کی جگہ سلطان نے اقطمر عبدالغنی کو نائب بنایا، لیکن پھر بعد میں اس نے منجک یوسفی کو اس عہدے پر مقرر کرنے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ اس کے خیال میں منجک اس عہدے کے لیے بہت موزوں شخص تھا اور اس میں قابلیت بھی تھی، اس کے علاوہ وہ سلطان حسن الناصر کے دور حکومت میں بھی بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہا تھا اور پھر یہ اس کے آزاد کردہ

غلاموں میں سے بیقا روس، طاز اور سر غتمش کا بھائی ہونے کی وجہ سے ان کی یادگار بھی تھا، لہٰذا سلطان نے ان وجوہات کی بناء پر منجک کو نائب حکمران بنانے کا فیصلہ کرلیا اور مصری عہدیداروں میں سے بیقا ناصری کو اس کو بلانے کے لیے بھیجا اور اس کی جگہ بندمر خوارزمی کو اس کا نائب مقرر کیا اور عشقتمر کو اس کے عہدے پر دوبارہ بحال کردیا۔

منجک کا استقبال:...... چنانچہ ۷۷۵ھ کے آخر میں منجک یوسفی اپنے غلاموں اور خاص ساتھیوں کے ساتھ مصر پہنچا۔ سلطان نے اس کے اعزاز میں ایک تقریب کا اہتمام کیا اور سرکاری عہدیداروں کو حکم دیا کہ سوار ہو کر اس کا استقبال کریں۔ لہٰذا سارے سرکاری عہدیدار، فوجی، قاضی اور سرکاری دفاتر کے ملازمین اس کے استقبال کرنے کے لیے آموجود ہوئے۔ اس کے علاوہ سلطان نے حکم دیا کہ وہ خفیہ دروازے سے سوار ہو کر داخل ہو جبکہ سلطان کے خاص افراد اس کے سامنے پیدل چلے آرہے تھے۔ منجک محل کے دراوزے پر وہاں اترا جہاں غلاموں کا سردار بیٹھا کرتا تھا۔ اس کے بعد اس کو سلطان کے دربار میں پیش کیا گیا۔ سلطان نے اس کا استقبال کیا اور اس کو اپنا نائب بنادیا یہاں تک کہ اس کو اس بات کا بھی اختیار دے دیا کہ تمام وزراء، خاص ساتھیوں، قاضیوں اور دیگر افسروں کو اپنی مرضی کے مطابق بحال و معزول کرسکتا ہے۔ اس کے بعد سلطان نے اس کو خلعت عطا کی اور وہاں سے رخصت کردیا۔ اگلے دن اس کا تقرر نامہ (اپائمنٹ لیٹر) عام دربار میں پڑھ کر لوگوں کو سنایا گیا۔ یہ ایک یادگار دن رہا اور اس کے علاوہ اسی دن سلطان اشرف شعبان نے بیقا ناصری کو حاجب کے عہدے پر فائز کیا۔ کیونکہ اس کو سلطان ہی ساتھ لے کر آیا تھا۔

ارمینیہ کی فتح:...... اس کے بعد ۷۷۶ھ کے آخر میں حلب کا نائب حکمران عشقتمر نے ارمینیہ پر حملہ کیا۔ اور پورے ارمینیہ کو فتح کرلیا۔ اس سے پہلے پناہ حاصل کرکے نکفور یہاں قابض ہوگیا تھا۔ ارمینیہ کی فتح کے بعد نکفور اپنے بیوی بچوں کو ساتھ لے کر مصری دربار میں پہنچا، سلطان نے ان کو مصر میں ٹھہرایا اور ان کے وظائف مقرر کیے، اس کے بعد سیس کو فتح کرلیا۔ اس طرح ارمنی بادشاہت کا خاتمہ ہوگیا۔

اموات:...... اسی سال یعنی ۷۷۶ھ کے آخر میں منجک یوسفی کا انتقال ہوگیا، اس کے بعد سلطان نے اقتمر صاحبی کو اس کی جگہ نائب بنایا۔ یہ حلی کے نام سے مشہور تھا۔ لیکن پھر اسے اس عہدے سے برطرف کرکے ترقی دی اور اس کی جگہ اقتمر الفینی کو مقرر کیا۔

دوسری طرف شام میں عربوں کے قبائل کا سردار جبار بن منہا کا بھی انتقال ہوگیا، اس کے بعد سلطان نے اس کے بیٹے یعبر کو اس کی جگہ مقرر کیا۔ اس کے بعد پھر بنو حسن میں سے مکہ مکرمہ کے گورنر کا بھی انتقال ہوگیا تو اس کی جگہ اشرف کو مکہ مکرمہ کا گورنر مقرر بنایا گیا۔

بیقا کے غلاموں کی رہائی:...... جیسا کہ ہم پہلے تحریر کرچکے ہیں کہ سلطان اشرف شعبان نے بیقا کے غلاموں میں سے اکثر کا خاتمہ کردیا تھا کچھ جلاوطن کردیئے گئے اور کچھ قید ہوگئے یہاں تک کہ سرکاری معاملات سے ان کا نام و نشان تک دور ہوگیا۔ بعد میں منکلی ابغا نے بادشاہ کو سمجھایا کہ ان کے اس طرح قتل عام سے خود بادشاہ کمزور ہوگا، کیونکہ وہ ایسے فوجی جوان ہیں جن کی بادشاہ کو کسی بھی وقت ضرورت پڑسکتی ہے۔ سلطان اپنی حرکت پر شرمندہ ہوا اور ان کا قتل و غارت بند کردیا، لہٰذا بچے کچھے قیدیوں کو پانچ سال کے طویل عرصے کے بعد رہا کیا اور پھر انہیں شامی حکمرانوں کی خدمت کے لیے شام کی طرف روانہ کردیا۔

رہا ہونے والے غلاموں میں الکرک کے یہ قیدی بھی شامل تھے، مثلاً (۱) برقوق عثمانی (۲) برکت جوبانی (۳) طنبغا جوبانی (۴) جرکس خلیلی اور (۵) نعنع۔ رہا ہونے کے بعد یہ سب لوگ شام پہنچے، وہاں شام کے حکمران نے منجک نے ان میں موجود بزرگ افراد کو غلاموں کی تیراندازی اور دوسری تربیت پر مقرر کردیا کیونکہ وہ لوگ ماہر اور تجربہ کار تھے، اس طرح یہ لوگ کچھ عرصہ اس کے پاس ٹھہرے۔

علامہ ابن خلدون کی طنبغا جوبانی سے ملاقات:...... (علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں کہ، مترجم) جب میں نے طنبغا جوبانی سے ملاقات کی تو اس نے مجھے بتایا کہ "ہم منجک کے پاس اس زمانے میں ٹھہرے تھے جب سلطان اشرف نے اسے بلوایا تھا۔ اس کے علاوہ الجائی یوسفی نے بھی منجک کو دعوت دی تھی، لہٰذا وہ پریشان تھا کہ وہ کس کی بات مانے، اسی پریشانی میں اس نے یہ عہدہ ہی چھوڑ دینے کا ارادہ کیا۔ پھر اس نے ہم سے اس بارے میں مشورہ کیا تو ہم نے اس سے کہا کہ بادشاہ کا حکم مانے، جب اس نے یہ بات سنی تو حیران ہوا۔ پھر اس نے الجائی یوسفی کو پیغام بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ اس

کے علاوہ اس نے اپنے ساتھی قرطائی کو خفیہ خط لکھا کہ وہ الجائی یوسفی سے کہے کہ والی عہد شہزادے کی خدمت وغیرہ کے لیے ہمیں بلوا لے، اس طرح وہ دونوں طرف برابر یکساں طور پر کام کرتا رہا۔ اس کے علاوہ جوبانی نے یہ بھی کہا کہ ''اس طرح ہم ولی عہد کے پاس جا پہنچے اس نے ہمیں اپنے باپ سلطان اشرف کی خدمت میں پیش کیا تو سلطان نے ہمیں اپنے غلاموں کی تربیت کے لیے رکھ لیا۔ پھر جب الجائی یوسفی سے جنگ شروع ہوئی تو سلطان نے ہمیں بلوایا، سلطان اس وقت اصطبل کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اس نے ہمیں جنگ کے لیے ابھارنا شروع کیا اور پر اپنے حق جتانے لگا۔ اس کے بعد سلطان نے ہمیں اعلیٰ قسم کے گھوڑے اور بہترین ہتھیار فراہم کیے اور ہماری خامیوں اور کمزوریوں کو دور کیا اور اس طرح ہمیں اس کے قتل میں اپنے ساتھ شریک کر لیا۔ حتیٰ کہ الجائی یوسفی کو شکست ہوئی، اس کے بعد بھی سلطان نے ہمیشہ ہمارا خیال رکھا اور ہمیں دوسروں پر ترجیح دی''۔

بیقا کے غلاموں کی بھرتی:......ان دنوں طشتمر دوادار کا عہدہ سلطان اشرف کے بعد تھا اور وہ سلطان کا خاص ساتھی بن چکا تھا، اس کی خواہش تھی کہ بیقا کے غلام کثرت سے سرکاری عہدوں پر فائز ہوں تاکہ وہ اپنے امیروں کے مطابق سلطان پر مسلط ہو سکے۔ لہٰذا وہ عموماً سلطان کو یہی مشورہ دیا کرتا تھا کہ ہر طرف سے بیقا کے غلاموں کو بلوا کر سرکاری عہدوں پر تعینات کرے تاکہ انہیں اہم سرکاری معاملات میں شامل کیا جا سکے۔ اس طرح وہ سلطان کو دھوکا دے کر اپنا کام نکالنا چاہتا تھا۔

دوسری طرف اس کا مقابل بھی تھا اور وہ استاذ دار محمد بن اسقلاص تھا، جو سرکاری معاملات میں بھی اس کا شریک تھا۔ یہ سلطان اشرف پر مسلط ہونے میں طشتمر دوادار کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ تھا۔ لہٰذا وہ سلطان کو طشتمر کے مشوروں پر عمل سے روکتا رہتا تھا۔ اور بیقا کے غلام کو جمع کرنے سے جس ممکنہ خطرہ کا اندیشہ تھا، اس سے سلطان کو ڈراتا رہتا تھا۔ چنانچہ یہ بات طشتمر کو بہت بری لگتی تھی۔

خاص خاص غلام:......ان کے علاوہ سلطان کے اپنے بھی کچھ خاص غلام تھے جو گنتی کے چند نوجوان تھے۔ سلطان نے بڑے اہتمام سے ان کی تربیت کی تھی اور ان کے ساتھ بہت محبت والا سلوک اور برتاؤ کرتا تھا، ان میں بعض غلام کا تقرر اس نے اعلیٰ سرکاری عہدوں پر بھی کیا تھا۔ جبکہ باقی ابھی تک امیدوار تھے۔ بڑے بڑے سرکاری عہدیدار بھی ان سے اپنے کام نکلوایا کرتے تھے۔ لہٰذا طشتمر نے بھی انہی کو ذریعہ بنانے کا فیصلہ کیا اور ان کی مجلسوں میں آنا جانا شروع کر دیا اور آہستہ آہستہ اسقلاص کے خلاف ان کو بھڑکانا شروع کر دیا اور یہاں تک کہ اسقلاص ہی سلطان کو انہی انعام واکرام وغیرہ دینے سے روکتا ہے۔

ابن اسقلاص کی جلاوطنی:......دوسری طرف خود ان خاص غلاموں نے اپنے ساتھ ابن اسقلاص کے رویئے سے بھی دشتمر کی بات سچی معلوم ہوئی کیونکہ ان کی ضروریات پوری نہ کیا کرتا تھا، لہٰذا ان کے دلوں میں اسقلاص کے بارے میں نفرت آمیز خیالات پیدا ہونے لگے۔ اور طشتمر کا ہاکانا بھی ساتھ ساتھ تھا، لہٰذا انہوں نے سلطان کے سامنے ابن اسقلاص کی شکایتیں شروع کر دیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۵ جمادی الاولی ۷۷۷ھ میں اسے گرفتار کر لیا گیا اور پھر اس کو بیت المقدس کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔

حج کا ارادہ:......یہ وہ وقت ہے جب سلطان اشرف مصری حکومت کا مکمل خود مختار بادشاہ بن چکا تھا اور ملک کے گوشے گوشے میں موجود رعایا اس کی فرمانبردار تھی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے سلطان کو ہر نعمت سے نوازا تھا، اس لیے سلطان نے حج کرنے کا ارادہ کیا اور ۷۷۸ھ میں حج کا پختہ ارادہ کر لیا۔ چنانچہ اس کام کے لیے اس نے تیاریاں شروع کر دیں تھیں۔ اعلیٰ قسم کی سواریاں اور راستے کے خرچ کے لیے ہر قسم کا سامان فراہم کیا اور ایسی شان سے تیاری کی کہ اس سے پہلے نہ دیکھی نہ سنی۔ اس نے اپنے بیٹے ولی عہد کو اپنا جانشین بنایا اور نائب حکمران اکتمر عبداللہ کو خاص ہدایت کی کہ ہر روز صبح سویرے اس (ولی عہد) کے دروازے کی قدم بوسی کے لیے حاضر ہوا کرے۔ اور وہ تمام رسمیں ادا کرے جو سلطان کے لیے ادا کرتا ہے۔

دیگر لوگ:......انہی دنوں اس نے سلطان ناصر کی ساری اولاد کو جو قلعہ میں قید تھے، نکلوا کر سردار الشیخونی کے ساتھ الکرک کی طرف بھجوا دیا تاکہ وہ سلطان کی واپسی تک وہاں قید رہیں۔ پھر اپنے ساتھ حج پر جانے کے لیے عباسی خلیفہ محمد المتوکل بن المعتضد اور سرکاری قاضیوں کو بھی لیا، انکے علاوہ سرکاری عہدیداروں اور سرداروں کا ایک گروپ بھی انکے ساتھ تھا، سلطان نے ان کو بھی خوب انعام واکرام دیا۔

حج کے قافلے کی روانگی:...... بہر حال ۱۲ شوال ۷۷۸ھ سلطان اور اس کے ساتھی انتہائی شاہانہ طریقے سے روانہ ہوئے جو اپنی کثرت سجاوٹ اور بارعب انداز کی وجہ سے دیکھنے والوں کو ایک دلکش نظارہ پیش کر رہا تھا خلیفہ، سارے قاضی اور دیگر عہدیدار وغیرہ چاروں طرف سے سلطان کو گھیرے میں لیے ہوئے تھے۔ سب لوگ اپنے اپنے گھروں سے باہر نکل آئے حتی کہ پردہ دار عورتیں بھی اس عظمت والے قافلے کو دیکھنے کے لیے باہر آ گئیں۔ قافلے کی سواریوں اور جلوس کی عظمت و ہیبت کی وجہ سے زمین کانپ رہی تھی۔ آخر برکت نامی جگہ پر حاجیوں کا قافلہ رکا اور پڑاؤ ڈالا۔ پھر اپنی ضروریات سے فارغ ہونے کے لیے چند دن یہیں رکا رہا۔ پھر یہاں سے قافلہ روانہ ہوا اور مختلف منزلیں طے کرتا ہوا عقبہ جا پہنچا اور معمول کے مطابق حاجیوں کے قافلے نے پڑاؤ ڈالا۔

غلاموں کی ریشہ دوانیاں:...... اس جلوس میں غلام اور خصوصاً امیر بیقا کے غلام بڑی تعداد میں شامل تھے۔ یہ لوگ اس بات کے خواہش مند تھے کہ سرکاری مناصب اور عہدے حاصل کریں۔ چنانچہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے سر اٹھانے شروع کیا اور نہایت شدت سے اپنے وظیفوں اور روزینوں کا مطالبہ کرنے لگے۔ انتظامیہ کے افراد ان کو سمجھاتے رہے لیکن وہ سر پر چڑھتے رہے۔ اس پر طرہ یہ کہ انہوں نے اپنے گھوڑوں کے لیے چارے کا مطالبہ بھی شروع کر دیا۔ انتظامیہ نے یہ کہہ کر چارے کی فراہمی سے معذرت کی کہ یہ چیزیں قافلے کے ساتھ جا چکی ہیں، لیکن انہوں نے ایک نہ سنی اور بغاوت کا اعلان کر دیا اور رات بھر جنگ کی صفیں درست کرتے ہوئی گزار دیں۔

باغیوں کے ساتھ جنگ:...... ان نازک حالات میں سلطان اشرف نے ان کے سردار طشتمر دوادار کو بلوایا۔ اس نے گفتگو کر کے ان لوگوں کو سمجھایا بجھایا، اس کے سمجھانے سے یہ لوگ قدرے مطمئن ہوئے اور اپنی اپنی جگہ جا پہنچے۔ لیکن اگلے ہی دن دوبارہ جنگ کے لیے پر تولنے لگے اب انہوں نے طشتمر کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا تھا اور سلطان کے پاس واپس جانے سے روک دیا تھا، اس کے سربراہوں میں (۱) مبارک طازی (۲) سرائی تمر محمدی اور (۳) بطلقمر علائی شامل تھے۔ سلطان اپنے چند خاص افراد کے ساتھ ان لوگوں کے پاس گیا، اس کا خیال تھا کہ یہ لوگ درخواست پیش کر رہے ہیں اور سمجھانے سے سمجھ جائیں گے لیکن وہ اسی طرح جنگ پر تیار رہے۔

قاہرہ آمد...... ان لوگوں نے سلطان اور اس کے گروپ کو دیکھتے ہی ان پر تیر برسانے شروع کر دیئے۔ چنانچہ سلطان پیچھے ہٹا اور اپنے خیموں کی طرف بھاگا۔ اس کے بعد اپنے خاص خاص ساتھیوں کے ساتھ سمندری سفر پر روانہ ہو گیا۔ اس کے ساتھ ارغون شاہ اتابک، بیقا ناصری اور آس پاس کے بدو قبیلوں کا سردار محمد بن عیسی شامل تھے، سلطان کے ساتھ ان نوجوانوں کا گروپ بھی تھا، جن کی نشو ونما اور تربیت سلطان نے خصوصی توجہ اور محبت کے ساتھ کی تھی اور اب ان لوگوں کو بڑے بڑے عہدوں پر فائز کر رکھا تھا۔ اس کے بعد یہ شکست خوردہ جماعت قاہرہ کی طرف روانہ ہوئی۔

قاہرہ سے روانہ ہوتے ہوئے سلطان نے وہاں سرداروں اور غلاموں کا وہ گروپ بھی چھوڑا تھا جو اپنے اپنے عہدوں پر فائز اپنے کاموں میں مشغول تھے۔ انہی میں سے ایک شخص قرطائی طازی بھی تھا۔ سلطان نے اس کو ولی عہد شہزادہ علی کا نگران بنا رکھا تھا۔ جبکہ اس کے علاوہ دیگر سردار مثلاً قتمر خلیلی، قشتمر، استدمر عثمثی اور ایبک بدری بھی یہاں موجود تھے۔ قرطائی کے دل میں مصر کا سلطان بننے کے خیالات پیدا ہو رہے تھے، لہٰذا وہ اسی مقصد کو حاصل کرنے کے منصوبے بناتا رہتا تھا اور ولی عہد اور اس کے جانوروں کے روزانہ کے اخراجات کے بارے میں وزیر سے جھگڑتا رہتا تھا۔ وزیر اس کے ساتھ سختی کے ساتھ پیش آتا لیکن یہ خاموشی رہتا اور موقع کی تلاش میں رہا کرتا تھا۔

منصوبہ...... لہٰذا اس کام کے لیے اس نے اپنے چند ساتھیوں کو ساتھ ملا رکھا تھا۔ لہٰذا ایک مرتبہ موقع مناسب سمجھتے ہوئے ۳ ذیقعدہ کو اپنے ساتھیوں کو تیار رہنے کا حکم دے دیا تھا۔ جبکہ اس سے ایک رات پہلے اس نے شہزادہ علی کی دایہ کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ شہزادہ کو خوب اچھی طرح تیار کرے تا کہ اس کو بادشاہ بنایا جا سکے۔ پھر وہ صبح سویرے رمیہ نامی عہدگاہ کے قریب جا پہنچا اور وہاں پہنچ کر ایک کپڑا لے کر جھنڈا تیار کیا اور وہاں گاڑ دیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب شہر کے لڑکے عید کے موقع پر ڈھول تاشے اور نقارے وغیرہ بجایا کرتے تھے، چنانچہ اس نے بھی ایک نقارہ لے کر بجوانا شروع کر دیا۔ شور کی وجہ سے چاروں طرف سے لوگ جمع ہو ہو کر آنے لگے، ان کے علاوہ شاہی محل اور قاہرہ کے غلام وغیرہ بھی آنے لگے حتی کہ پورا میدان مکمل طور پر بھر گیا۔

شہزادہ علی کی تخت نشینی......اس کے بعد قرطائی اپنے گروپ کو لے کر اصطبل کے راستے سے ولی عہد کے گھر داخل ہو گیا اور شہزادے کو لے جانے کی کوششیں کرنے لگا۔ وہاں گنتی کے چند ہی لوگ موجود تھے، چنانچہ یہ لوگ دندناتے ہوئے اندر جا گھسے اور شہزادے کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور دربار میں لے گئے اور تخت پر بٹھا دیا۔ اس کے فوراً بعد انہوں نے مصر کے نائب حکمران ایدمر کو بلا لیا اور بیعت کرنے کا کہا اس نے فوراً بیعت کر لی۔ اس کے بعد ولی عہد شہزادے کو اصطبل کے باہر لے جا کر ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ اور قاہرہ کے با اثر عہدے داروں کو بلا بلا کر بیعت لینی شروع کی جبکہ بعض عہدیداروں کو قید کر دیا گیا۔ پھر اس نے کتمر حلبی کو صعید کی طرف روانہ کیا تا کہ وہاں کے حالات معلوم کیے جا سکیں۔ اور یہاں اس نے ایبک کو اپنا شریک بنا لیا۔ رات بھر یہی معاملہ رہا اور صبح یہ لوگ قافلے کے پاس پہنچے تا کہ سلطان کے بارے میں معلوم کیا جا سکے۔

سلطان اشرف کی واپسی:......دوسری طرف جب سلطان نے باغیوں کے لشکر سے شکست کھائی تھی اور عقبہ کی طرف روانہ ہو گیا تھا، تو سلطان رات تک سفر ہی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ سلطان برکت نامی جگہ پہنچا تو اسے قاہرہ کے حالات اور قرطائی کی حرکتوں کا علم ہوا۔ سلطان نے فوراً ساتھیوں سے مشورہ کیا، محمد بن عیسی نے سلطان کو شام چلے جانے کا مشورہ دیا، جبکہ باقی لوگوں نے قاہرہ واپس پہنچنے کا مشورہ دیا۔ لہذا سلطان قاہرہ جا پہنچا اور یہ جماعت قبۃ النصر پہنچی، یہ لوگ سواریوں سے اترے تو شدید تھکن کی وجہ سے لیٹ گئے اور لیٹتے ہی سو گئے۔

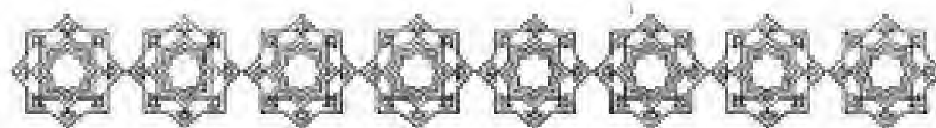
ناصری کا مشورہ:......اسی وقت ناصری سلطان کے پاس آیا اور یہ مشورہ دیا کہ راتوں رات چپ چاپ بغیر کسی کو بتائے کہیں کھسک جائے اور قاہرہ جا کر کسی گھر وغیرہ میں اس وقت تک چھپا رہے جب تک حالات اس کے حق میں نہ ہو جائیں۔ سلطان نے یہ مشورہ مان لیا اور ناصر کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ ناصری سلطان کو ایک ایسی عورت کے گھر لے گیا جہاں اس کا آنا جانا رہتا تھا، سلطان اس عورت کے گھر چھپ گیا اور یہ سمجھنے لگا کہ اب میں محفوظ ہو گیا ہوں، جبکہ ناصری سلطان کو چھپا کر کسی سرنگ کی تلاش میں روانہ ہو گیا۔

سلطان کے ساتھیوں کی گرفتاری:......اس سے پہلے قبۃ النصر سے غلاموں کو گشت کے لیے بھیجا جاتا رہتا تھا۔ چنانچہ اسی سلسلے میں وہ امیلہ نامی جگہ پہنچے اور وہاں سے ایک حاجی کو پکڑ لائے۔ اس کو حکمران کے پاس لے گئے۔ اور اس پر سختی اور تشدد کرنا شروع کر دیا۔ آخر کار اس حاجی نے بتا دیا کہ سلطان اور اس کے ساتھی قبۃ النصر میں خراب خرگوش کے مزے لے رہے ہیں۔ یہ بات سنتے ہی استدمر غتمش کی سربراہی میں ایک دستہ وہاں پہنچا، مصری عوام بھی انکے ساتھ تھے، اس دستے نے وہاں پہنچتے ہی سلطان کے سوئے ہوئے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔

سلطان کے ساتھیوں کا قتل:......ان گرفتار شدہ لوگوں میں سلطان نہ تھا لیکن بہرحال ان سب لوگوں کو اسی وقت قتل کر دیا گیا اور ان کے سر کاٹ لیے گئے۔ لیکن سلطان اشرف کے نہ ملنے سے سب لوگ حیران تھے۔ چنانچہ انہوں نے سلطان کی گرفتاری کے لیے اعلانات کروانے شروع کر دیئے۔ اور محمد بن عیسی پر تشدد کرنا شروع کر دیا لیکن وہ بھی سلطان کا پتہ نہ بتا سکا تو اس کو قید کر دیا گیا۔

سلطان کا قتل:......اسی دوران ایک عورت ایبک کے پاس آئی اور کہا کہ سلطان اس کے پڑوس میں موجود ایک خاتون کے گھر روپوش ہے۔ چنانچہ انہوں نے چھاپہ مارا اور اس عورت کے گھر سے سلطان کو گرفتار کر لیا اور ایبک کے حوالے کر دیا۔ ایبک نے سلطان کو سخت اذیتیں دی اور جب سلطان نے خزانوں اور مال و دولت کا پتہ بتا دیا تو گلا دبا کر سلطان اشرف کو مار ڈالا۔

حصہ اوّل ختم شُد



تاریخ ابن خلدون

جلد ہفتم

حصہ دوم

سابقہ حصہ دہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علی بن الاشرف المنصور کی حکمرانی

پھران لوگوں نے علی جو کہ سلطان اشرف کے بیٹے کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر علی آگے چل کر المنصور کے لقب سے مشہور ہوگئے اور سلطنت کی باگ ڈور کی ذمہ داری نگران قرطائی اور ایک بدری کے ہاتھوں میں تھی۔

قشتمر کی مصر روانگی: ......جب سلطان عقبہ کو شکست ہوئی تو وہ قاہرہ چلا گیا تو ادھر باغیوں نے مشورہ کر کے قشتمر کو اپنا قائد بنالیا اور خلیفہ کو اس بات پر راضی کرلیا کہ وہ اس کی حمایت حاصل کرے، مگر خلیفہ اس بات پر آمادہ نہ ہوا۔ مکہ سے امیر محمل بہادر جمالی کی سربراہی میں معمول کے مطابق روانہ ہوئے اور طشتمر (قشتمر) اور دیگر امراء نے مصر جانے کا ارادہ کیا تا کہ سلطان کی مدد کی جائے یا اس کو ختم کیا جائے مگر جب ان کا قافلہ عجرود کے مقام پر پہنچا تو ان کو سلطان کی ہلاکت کی خبر ملی اور یہ بھی پتہ چلا کہ اس کے بیٹے (علی نے المنصور) کی حمایت کے لئے حامی بھری اور قرطائی ملک کا حاکم بن گیا۔

خانہ جنگی: ......پھر انھوں نے فیصلہ کیا کہ وہ حکومت کے عہدیداروں سے جنگ کریں گے۔ پھر تیاری کے بعد وہ روانہ ہوئے۔ انھوں نے ہراول دستے کی کمان قطلقشتمر کے ہاتھ سونپی اس کا مقابلہ مصر کے ہراول دستے سے ہوا تو وہ مصریوں کو ہرانے میں کامیاب ہوگئے اور ان کا پیچھا کرتے ہوئے قلعہ کے میدان تک پہنچ گیا۔ پھر اسے یہ اندازہ ہوا کہ وہ ایک بہت بڑے لشکر کے مقابل آ پہنچا ہے۔ اس سے پہلے قرطائی نے قشتمر العاجی جنبلی کو مصر کے بالائی حصہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ پھر اس نے حکم دیا کے اپنے دستے کے ہمراہ واپس آئے اور قشتمر اور اس کے حمایتیوں کے خلاف جنگ کر سکے۔

قشتمر کی ہار: ......جب مقابلہ ہوا تو (قشتمر) شکست کے بعد مصر کے قریب ''کیمان'' کی طرف بھاگ گیا پھر پناہ کی درخواست کی تو درخواست قبول کرنے کے بعد اس کو نظر بند کر دیا گیا۔

انتظامات کی تقسیم: ......اس کے بعد ایک عظیم الشان جشن منایا گیا جو قوم کے لئے ایک یادگار کی حیثیت رکھتا ہے اس جشن میں خاص وعام سب کو آنے اجازت تھی۔ خلیفہ نے بادشاہت منصور بن اشرف کے سپرد کی اس کے بعد قرطائی نے عہدوں کی تقسیم کا اعلان کیا اور پھر اس نے قشتمر کو اتابک مقرر کیا اور استامر مرغتمش کو امیر سلاح اور قطلو بغابدری کو امیر مجلس مقرر کیا۔

قرطائی طازی کے ہاتھوں مخصوص فوج کا انتظام دیا اور اباس مرغتمش کو چیف سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ اور ایبک بدری امیر الماخوریہ کے عہدے پر فراز ہوا۔ اور مردون جرکس کو استاذ دار (وزیر خزانہ) مقرر کیا گیا۔ اقشتمر حنبلی نائب سلطانت مقرر ہوئے اور اس کے فوجیوں، نائبوں کو جاگیروں سے خوب نوازا گیا۔ طشتمر علائی دوادار کو رہا کیا گیا اور اسے اسکندریہ میں جاگیریں عطائی گئیں۔

سلطان ناصر کی اولاد کو ان کے محافظ جو اس کے بھروسے کے تھے۔ مردون شیخونی کے ہمراہ قلعہ کرک سے بلالیا گیا۔

طاعون: ......سال کے آخر میں پورے مصر میں طاعون کی بیماری پھیل گئی۔ جو ۷۷۹ھ کے ابتداء تک جاری رہی۔ اس میں طشتمر لغاف جو اتابک تھا مر گیا۔ پھر قرطائی طازی کو اس کی جگہ مقرر کیا گیا۔ بیقا ناصر کو شام سے بلایا گیا اور امیر کبیر قرطائی نے اسے اپنا مشیر خاص مقرر کیا۔

ایبک کا دور حکومت: ......قرطائی کے اقتدار میں ایبک شروع ہی سے ساتھ تھا۔ ان دونوں نے مل کر گزشتہ سلطان کو حکومت سے ہٹایا تھا اور نئی

سلطنت کا قیام کیا وہ دونوں ایک دوسرے سے بہت مخلص تھے۔اس لئے ایک اپنے دوستوں کے لئے مکمل خودمختاری چاہتا تھا۔وہ بھی جانتے تھے کہ قرطائی بہت عیاش ہے اور وہ اپنے ہمنشینوں کے ساتھ عیش کرتا اور کراتا تھا۔پھر قرطائی نے صفر ۷۷۹ھ میں اپنے گھر پر ایک تقریب کا انتظام کیا۔اس نے اپنے دوستوں کو بلوایا تھا۔اس موقع پر ایک نے ایسی چیزیں جس میں نیند کی ادویات شامل تھیں۔رات بھر اس کا استعمال رہا۔اس کا نشہ صبح تک غالب رہا اور وہ ہوش میں نہ آسکے۔

یہ دیکھ کر ایبک راتوں رات نکلا اور سلطان منصور کو ساتھ لاکر دکھایا اور اپنے اقتدار کو منظور کرایا۔اور عوام نے اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔

جلاوطنی:......جب قرطائی کو تین دن بعد جب ہوش آیا تو تمام معاملات طے ہو چکے تھے۔اور وہ اپنا حکمران مان لیا تھا۔اس حالت میں قرطائی ہواس باختہ ہو گیا کہ اس کے ساتھ یہ کیا ہو گیا تو اس نے اپنے لئے پناہ طلب کی۔بعد میں اس کو گرفتار کر لیا گیا اور صفد کی طرف روانہ کر دیا اور ایبک کا اب مدّ مقابل کوئی نہ تھا۔

شام پر حملہ:......اس سال کے دوران ہی ایبک کو یہ معلوم ہوا کے طشتمر نے شام میں بغاوت کردی ہے اور وہاں کے سب حکام اس کے خلاف ہو گئے ہیں۔لہٰذا اس نے فوجوں کو شام کی طرف روانگی کا حکم دیا۔پھر ایبک نے صفر کے مہینے کے آخر میں اپنے بیٹے احمد اپنے بھائی قطلو فجا کی سربراہی میں ہراول دستے روانہ کی ا۔اس میں اس کے اور سلطان کے ممالک نے ساتھ دیا۔اور امراء کی ایک جماعت بھی شامل تھی جن میں امیر برقوق اور امیر بھی تھے جو بعد میں خودمختار حاکم بن گئے۔

بغاوت:......ایبک اپنے فوجی دستے سلطان اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ ۲، ربیع الاول ۷۷۹ھ کو روانہ ہوا۔جب وہ بلبیس پہنچا تو معلوم ہوا کہ آگے کی فوج جو ساتھی امراء تھے انھوں نے اس کے بھائی کے خلافت بغاوت کردی اور وہ شکست خوردہ حالت میں اس کے پاس واپس آ گیا ہے چنانچہ ایبک اپنی فوج کے ہمراہ واپس قلعہ روانہ ہو گیا۔

پھر اس کے بعد جو امراء کے ساتھ تھے وہ بھی خلاف ہو گئے۔ان میں قطتمر علائی الطّویل،طنبقا سلطانی اور العبناع شامل تھے۔جب انھوں نے جنگ کا اعلان کی تو اس نے اپنے بھائی قطلو فجا کی سربراہی میں فوجیں بھیجیں امراء کو کامیابی ہوئی اور قطلو فجا کو گرفتار کر لیا۔

امیر ایبک کو جب یہ پتہ چلا تو اس نے اپنے امراء کو ملاقات کے لئے بھیجنا چاہا مگر وہ بھی ساتھ دینے پر آمادہ نہ ہوئے تو وہ خود ہی سوار ہو کر کیمان کی طرف بھاگ کھڑا ہوا ایدمر کنائی نے اس کا پیچھا کیا مگر اس کا پتہ لگانے میں کامیاب نہ ہوا اور ناکام لوٹا۔

اختلاف:......امراء قبۃ النصر سے اصطبل کی طرف روانہ ہوئے اور اپنے کچھ ساتھی امراء کو قطلتمر علائی کی طرف بھیجا اور اس کو یہ بات سمجھائی کہ وہ سلطان منصور کو معزول کر کے سابق سلطان کے بیٹوں میں سے کس ایک کے لئے جو حکومت کا نظام سنبھال سکے عہدہ دے۔مگر یہ بات ماننے سے انکار کر دیا۔جن امراء نے بغاوت میں حصہ لیا تھا ان میں آیا۔انہی میں بیقا ناظری،دمرداش یوسفی اور ہزاری منصب کے حکام کی ایک جماعت شامل تھی ان کے علاوہ امیر برقوق اور امیر برکۃ بھی وہاں موجود تھے۔اقتدار کی ہوس میں ان امراء کے درمیان اختلاف برپا ہو گیا۔پھر زیادہ تر امراء کو نظر بند کر کے اسکندریہ روانہ کر دیا گیا۔اور اقتدار بیقا ناظری کے حوالے کیا گیا۔اس نے حکومت سنبھال لی مگر وہ کوئی بھی فیصلہ ایک حاکم کی طرح نہ کر سکتا تھا کہ جو اس کو صحیح لگتا ہو۔وہ فیصلہ کرنے وقت کافی مشکل میں پڑجاتا تھا کیونکہ وہ مختلف طبقہ کر کے امراء کی نمائندگی کر رہا تھا۔

ایبک کی قید:......ماہ ربیع الاول کی نو تاریخ کو ایبک اچانک رونما ہوا اور حکام کے ایک گروہ کے پاس گیا اور انھوں نے اسے بیقا ناظری کے پاس بھیجا اس نے اسے سکندریہ بھیجا جہاں وہ قید کر دیئے گئے۔

بیقا ناظری دوسرے امراء پر اعتماد نہ کرتا تھا اس لئے وہ امیر برقوق اور امیر برکتہ سے مشورے کیا کرتا تھا۔آخر کار ان سب نے یہ فیصلہ کیا کہ شام سے طشتمر کو بلوا کر اپنا امیر بنایا جائے۔لہٰذا اسے بلانے کے لئے کارندے روانہ کئے گئے اور وہ اسکی آمد کا راستے دیکھنے لگے۔

حکومت مصر کے اقتدار میں مصری امراء کو بھی حصہ ملا اور انھوں نے بیقا ناظری کو امیر و حاکم کے منصب پر قائم کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔مگر پوری

طرح سے عہد و پیمان وخانہ کیا۔ لہذا سلطنت امن آشتی کی دولت سے مالا مال نہ ہوسکی اسکو جماعت میں سب سے ذہین اور موقع کی مناسبت کو پہنچانے والے امیر برقوق اور برکتہ تھے۔ اسی لئے بیقا ناظری ان کی تجویز کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔

باغیوں کی گرفتاری:......برقوق اور برکتہ مشورے پر عمل کرتے ہوئے ناظری نے تمام انتشار پھیلانے والے امراء کو صفر کے وسط میں گرفتار کر کے اسکندریہ بھیج دیا جہاں ان کو قید رکھا گیا۔ پھر باقی بچے ہوئے امراء نے اپنا ایک الگ گروہ بنالیا انھوں نے بیقا ناظری کو اتا بک برقرار رکھا اور وہ قلعہ کو چھوڑ کر اس کے سامنے شیخو کے محل میں ٹھہر گئے۔ ''برقوق'' ''ماخوریہ'' (جگہ کا نام) کا امیر مقرر رہوا۔ اور وہ ''باب الاصطبل'' کے قریب ٹھرا برکتہ جو امیر مجلس بنا۔ اسطرح سلطنت کا نظام رواں دواں رہا

طشتمر کی بغاوت:......ادھر شام میں طشتمر جو کہ نائب حاکم تھا اس نے بغاوت کا علم بلند کیا اور خود مختار بن بیٹھا اس نے شام کے امراء اور فوجی اتحاد کو جمع کر لیا تھا۔ اور پھر ترکمان اور عرب قبیلوں کو بھی اپنا ساتھی بنا کر دمشق کی سرحد پر پڑاؤ کر لیا تا کہ مصر پر فوج کی چڑھائی کرنے میں مدد ملے۔

دوسری جانب ایک سلطان اور فوجوں کے ہمراہ روانہ ہوا تا کہ وہ طشتمر کے جنگی جنون کا جواب دے سکے۔ مگر اتنے عرصے میں اتحادی امراء نے اس سے بغاوت کر دی اور وہ بیقا دیہ جماعت کے اتحادی بن گئے۔ جن کا امیر بیقا ناظری تھا۔ آخر کار یہ جماعت ایک کو ہرانے میں کامیاب ہوگئی۔

مشورہ:......پھر اس کے بعد بیقا ناظری نے برقوق اور برکتہ کی صلح کے مطابق یہ فیصلہ کیا کہ طشتمر کو مصر آنے دیا جائے اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے بغاوت کے مسئلے کو پوری طرح حل کیا جائے۔ لہذا انھوں نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ اتا بک کا عہدہ سنبھال لے اور سلطنت کا انتظام چلائے اور مصر جلد از جلد پہنچے کیونکہ وہ بیقا دیہ جماعت کا بزرگ سردار تھا۔

طشتمر اس پیغام سے مطمئن ہوگیا اور فسادات کو ختم کر کے مصر روانہ ہوا۔ جب وہ مصر کر قریب پہنچا تو اس کے رتبے کو لے کر امراء کے درمیان کا نئی اختلافات ابھرے۔

طشتمر کا دور حکومت:......لیکن آخر کار وہ سلطان کو کسی نہ کسی طرح منا کر اور اختلافت کو ایک طرف کر کے ''زبدانیہ'' لے گئے تا کہ وہ استقبال کے وقت موجود ہو۔ اور پھر اتابک کے عہدے سے اسے نواز دیا گیا اب تو کالے سفید کا مالک بن چکا تھا اب وہ جو چاہیے کر سکتا تھا بیقا ناظری کو سباحائی بجائے امیر سلاح مقرر کیا گیا۔ انھوں نے بااقتدار جماعت قلعے کی طرف روانہ کی کیونکہ طشتمر نے بندمر خوارزمی کو دمشق کا حاکم مطلق بنایا استاذ دار برقوق اور برکتہ نے بھی اس تجویز کو ہرایا۔ اس نے ایک یوسفی کو بھی حاکم مقرر کیا اور برقوق کو خاص فوج کا سردار بنایا گیا اس عہدے پر پہلے ناظری مقرر تھا۔ یوں سلطنت کا نظام رواں دواں رہا۔

برقوق و برکتہ کی منصوبہ بندی:......جو نظام وہ چلا رہے تھے اس کے تحت سرداروں کو بکثرت ملازم رکھنے لگے تا کہ کوئی اس کا مدمقابل امیر اقتدار حاصل نہ کر سکے۔ وہ اپنے حامی کے لئے کام کرتا تو اس کو جاگیریں دی جاتی تھی دوسرے امیروں کو گھاس نہ ڈالتا تھا اس کو امیر اعلیٰ بنا دیا جاتا تھا۔

طشتمر کی گرفتاری:......امیر طشتمر کو برقوق اور برکتہ پر شک ہوا۔ اور جب اس کے حامیوں نے مشورہ دیا کہ دونوں کو گرفتار کر لیا جائے تو اس نے سمجھ سے کام لیتے ہوئے ۷۷۹ھ ماہ ذوالحجہ میں جب امیر برقوق اور برکتہ اصطبل میں اکٹھے ہوئے تو پھر اس نے برقوق اور طشتمر کے ساتھی اور فوج امیلہ کے مقام پر دن کے کچھ حصے جنگ کرتے رہے۔ آخر کار طشتمر نے پناہ مانگی چنانچہ اس کی درخواست قبول ہوگئی۔ پھر اس کو قلعہ میں لایا گیا جب وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں لایا گیا تو اسے اور اس کی جماعت کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان میں یہ امراء بھی شامل تھے۔

۱) اطلمش ارغونی ۲) مدلان ناظری ۳) امیر جاج بن مغلطائی ۴) دوادار ارغونی

ان سب کو اسکندریہ بھیجا گیا جہاں وہ قید کر لئے گئے۔ ان لوگوں کے ہمراہ بیقا ناظری کو بھی لایا گیا مگر چند دن قید رکھنے کے بعد اس کو رہا کر دیا گیا۔ اور طرابلس کا نائب حاکم کا عہدہ دیا گیا اس کے بعد طشتمر کو بھی چھوڑ دیا گیا اور درمیاط کی طرف روانہ کیا گیا۔ پھر اس کو بیت المقدس بھیجا گیا اور وہ

وہیں ۷۸۰ھ میں فوت ہو گیا۔

برقوق و برکتہ کی باہمی حکومت:......پھر برقوق اور برکتہ نے مصر کی حکومت سنبھال لی اور اب تو ان کے لئے میدان صاف تھا۔ اب امیر برقوق اتابک کے عہدے پر فائز ہوا۔ اور جابی شمسی ماخوریہ کا امیر مقرر ہوا۔ اور برقوق کا رشتہ دار انیال، بیبقا ناظری کے بجائے امیر صلاح مقرر ہوا اور اقشتمر عثمانی، اطلمش ارغونی کے بجائے دوادار کے عہدہ پر فائز ہوا۔ طنبغا جوبانی دوبارہ نوبہ (خاص فوج) کا سردار مقرر ہوا۔ اور دمداش امیر مجلس بنایا گیا۔

حلب کے عہدیدار:......حلب کا نائب حاکم اس دوران انتقال کر گیا تھا۔ تو اس کے بجائے عشقمر نے اجازت طلب کی تو اس نے اور اجازت دی گئی تو وہ اسکندریہ میں مقید کر دیا گیا اور اس کے بجائے حلب کا نائب حاکم تمرتاس حسینی دمرداش کو مقرر کیا گیا۔

اس کے بعد پچھلے حاکم کو رہا کر دیا گیا اور اس نے بیت المقدس میں تھوڑی دیر ٹھہرا تھا کہ برکتہ نے اسے بلوایا اور اس کی خاطر تواضع کی اور اسے نائب حاکم بنادیا اور حلب روانہ کر دیا۔

انیال کا دور حکومت:......انیال جنگی ساز و سامان کی دیکھ بھال کے امیر کے عہدے پر فائز تھا۔ وہ امیر برقوق کے رشتے داروں میں سے تھا۔ وہ اپنے حلقے کے لوگوں پر اثر و رسوخ رکھتا تھا وہ امیر برکتہ کے بے حد خلاف تھا اکسا تا رہتا تھا مگر برقوق اس کی بات نہ مانتا تھا۔ لھذا انیال نے بغاوت کی ٹھان لی۔ اور جب امیر برکتہ بحیرہ کی جانب شکار کیلئے روانہ ہوا ان دنوں میں ہی امیر برقوق بھی شہر سے باہر شکار کے لئے نکلا ہوا تھا۔ اس لئے اب میدان انیال کے لئے صاف تھا۔ انیال نے سب پہلے باب الاصطبل پر اپنا قبضہ جمالیا۔ انیل کے ساتھ اس کے غلاموں سمیت کی مدد کی۔ انھوں نے امیر ماخوریہ، جرکس خلیلی کو بھی قید کر لیا تھا اور سلطان منصور کو بھی بلوانا چاہا تا کہ اس کو عوام کے سامنے حاضر کر سکیں۔ لیکن محافظوں نے اسے روک دیا۔

اس دوران ہی امیر برقوق بھی شکار سے واپس آ گیا۔ اس کیساتھ آنے والوں میں اتابک شمسی بھی تھا وہ قلعہ کے باہر اس کے گھر پر پہنچے اور باقی مما لک اور اسلحے کے ساتھ اصطبل کے میدان کی طرف چل پڑے۔ پھر دروازے کا رخ کیا و راس کو جلا دیا اس وقت امیر قرطائی منصور پوشیدہ دروازے سے نکلا اور ان کے لئے دروازہ کھول دیا۔ پھر داخل ہو کر انھوں نے انیال کا مقابلہ کیا۔ اس موقع پر امیر برقوق کے جو ساتھی انیال کا ساتھ دے رہے تھے ایک دم انھوں نے انیال سے غداری کی اور اس پر تیروں کی بارش شروع کر دی اور پھر وہ زخمی ہو گیا اور اور گھر بھاگ نکلا اور اس طرح اس کو شکست ہوئی۔

انیال کا انجام:......امیر برقوق کے سامنے انیال کو لایا گیا تو اس نے معافی طلب کی اور اپنا مقصد بیان کیا کہ وہ تو اس نے معافی طلب کی اور اپنا مقصد بیان کیا کہ وہ تو صرف امیر برکتہ پر غالب آنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس کو اسکندریہ کی طرف روانہ کر دیا گیا اور وہ قید کر دیا گیا۔ پھر اس کے بعد معلوم ہوا تو وہ بحیرہ سے جلدی واپس آ گیا اور پھر حالات صحیح ہو گئے۔

اس بغاوت کو ختم کرنے کے سلسلے میں جو اسامیاں خالی ہوئی تھی۔ اس کے مطابق قابل لوگوں کو ان عہدوں پر مقرر کیا گیا۔ اس واسطے ان لوگوں کو زیادہ نوازا گیا جنہوں نے بغاوت کے خاتمے کے لے عمدہ خدمات پیش کی تھیں۔ ایسے لوگوں میں پیش آئے۔

انیال کچھ عرصے اسکندریہ میں قید رہا۔ پھر ماہ صفر ۷۸۲ھ میں اسے چھوڑ دیا گیا اور پھر طرابلس کا حاکم بنادیا گیا جب منکلی بقا احمدی کا انتقال ہو گیا تو اس کے بجائے حلب کا نائب حاکم بنا دیا گیا۔ سال کے آخر میں اسے پھر قید کر کے قلعہ کرک میں لے جایا گیا۔ اور اس کے بجائے بیبقا احمدی کو مقرر کیا گیا اور اس کے اپنے عہدے پر بندمرخوارزمی کو مقرر کیا گیا۔

۷۸۱ھ میں شام میں عرب قبائل کا سردار جبار بن المھنا کا انتقال ہو گیا۔ تو اس کی جگہ معیقل بن فضل بن عیسیٰ اور زامل بن موسیٰ بن عیسیٰ کو مشترکہ طور پر بنایا گیا۔ پھر ان دونوں کو ان کے عہدے سے ہٹا دیا گیا اور ان کی جگہ یعبر بن جبار کو مقرر کیا گیا۔

امیر برکتہ کی بغاوت:......امیر برکتہ سلطنت کے انتظام میں امیر برقوق کے ساتھ برابری کی بنیاد پر شریک تھا اس کے ساتھیوں نے اسے سلطنت کے مالی اثاثوں کا پوری طرح اختیار دے دیا تھا۔ دوسری جانب برقوق امور سلطنت میں مستقل مزاجی اور دل لگا کر عوام کی بھلائی کے لئے کام کر

رہا تھا۔ اسی لئے اس کے ساتھی ماتحت افسر اکثر اس سے ناخوش رہتے تھے۔ اور اس لئے انھوں نے امیر برکتہ کو اس پر حملہ کرنے پر اکسایا۔

افسران امیر برقوق کے ایک بڑے ساتھی الشمّس کے خلاف جاکر برقوق کے کان بھرنے لگا اور برکتہ کے خلاف بھی۔ اس طرح دونوں کے تعلقات خراب ہونے لگ گئے انہوں نے یہ بھی بتایا کہ الشمس دونوں کے خلاف بغاوت کا ارادہ رکھتا ہے۔

اس کے بعد امیر برکتہ الشمّس کو گرفتار کرنے کا ارادہ کیا تو امیر برقوق نے اسے اس کام سے روکا برقوق سے اور الشمس کی حمایت کی۔ اس وجہ سے برکتہ برقوق سے اور الشمّس سے سخت ناراض ہوگیا۔

حالات اتنے خراب ہوگئے کہ مصر کے بزگان دین نے صلح کرانے کی کوشش کی۔

چنانچہ شیخ کمال الدین شیخال تک یہ اور اہل خراسان کے شیخ الصوفیہ شیخ خلدی وغیرہ الشمّس کو برکتہ کے پاس معافی منگوانے کے لئے لائے چنانچہ برکتہ نے اسے معاف کردیا اور خلعت (کپڑوں کے تھان) سے نوازا۔

بغاوت کا ارادہ:......امیر برکتہ نے اس کے کچھ عرصے بعد دو تین دفعہ لڑائی کی اس وقت اس کے ارادے کھل کر سامنے آگئے وہ بغاوت کرکے حملہ کردے اس دوران ماہ ربیع الاول ۷۸۲ھ میں جمعہ کے دن برقوق کے گھر میں ولیمہ کی دعوت ہوئی اس میں امیر برکتہ اور اس کے تمام ساتھی شریک ہوئے۔

امیر برقوق کے احتیاطی انتظامات:......امیر برقوق کو اپنے چاہنے والے نے یہ خبر دی کہ امیر برکتہ اگلے دن بغاوت کا اعلان کرنے والا ہے لہٰذا برقوق کے فوراً برکتہ کے تمام ساتھیوں کو پکڑ لیا ان کی گرفتاری کی وجہ سے برکتہ کے حوصلے کمزور پڑ گئے۔ پھر برقوق نے اپنے سپاہیوں کو برکتہ کی گرفتاری کے لئے بھیجا۔ جن میں سے اس مقصد کے لئے بلایا ناصری کو مدرسے حسن کے مینار پر چڑھادیا گیا تھا۔ اس نے وہاں سے اصطبل کی طرف تیروں کی بارش کردی۔ مگر امیر برکتہ وہاں سے نکل کر قبۃ النصر جا پہنچا اور وہاں قیام کیا۔

اس دوران عام اعلان کردیا گیا کہ اس کے گھروں کو لوٹ لو۔ چنانچہ لوگوں نے اس کے گھروں کو لوٹ کر انہیں تباہ و برباد کردیا۔

خانہ جنگی:......اس موقعہ پر بیقا ناصری برکتہ کا اتحادی بن گیا۔ اور اس کے ساتھ مقابلہ کے لئے دراز ے پر اپنا محاذ قائم کردیا اور دونوں جانب سے حملہ کیا ایک حصہ کی قیادت بیقا ناصری کو دی تھی جنگ دن بھر ہوتی رہی۔

الاق شغبانی نے برکتہ کے مقابلہ کے لئے فوج کشی کی اور الشمّس نے اپنی فوج تیار کی تاکہ بیقا ناصری کا مقابلہ کرسکے۔ آخر کار امیر برکتہ کی فوجوں کو ہار کا سامنا کرنا پڑا اور اس نے قبۃ النصر کی جانب رُخ کیا اس کے ساتھی زخموں میں چور تھے اور ان میں سے اکثر اس کے گھر میں چھپ گئے تھے۔

برکتہ کی قید:......وہ کچھ عرصہ رات گزارنے کے بعد شہر کی جامع مسجد پہنچا اور وہاں اس نے رات گزاری۔ امیر برقوق کو جب یہ اطلاع ملی تو اس نے برکتہ کو گرفتار کیا پھر امیر برقوق نے برکتہ کو اسکندریہ میں قید کردیا بعد میں وہاں کے نائب حاکم صلاح الدین بن عزام نے اسے قتل کردیا۔

نئے عہدیداروں کا تقرّر:......اس کے بعد بیقا ناصری اور اس کے تمام ساتھی امراء کو قید کرلیا گیا تاکہ حالات پر قابو پایا جاسکے امیر برقوق نے ان کو مقرر کیا۔ اس نے انیال کو بھی رہا کیا جو پہلے بھی بغاوت کرچکا تھا، بہرحال اب اس کو طرابلس کا نائب حکمران بنا کر بھیجا گیا تھا۔

عہدوں کی تبدیلیاں:......اس کے بعد حکومت کا سارا انتظام برقوق نے خود مختار حکمران کی حیثیت سے سنبھال لیا اور ملکی انتظامات کو ٹھیک کیا سند مر چونکہ برکتہ کا دوست تھا لہٰذا برقوق اس سے بدظن تھا لہٰذا مرقوق نے برکتہ اور اس کے دمشق میں رہنے والے ساتھیوں کو گرفتار کرلیا اور اس کے بعد دمشق کی حکومت عشقتمر کے حوالے کی۔ انیال کو حلب کا حکمران بنایا۔ اور برکہ کی جگہ الشمّس کو اتابک بنایا، جبکہ الدق شیبانی کو امیر سلام، طنبقا جوبانی کو امیر مجلس، ابقا عثمانی کو دوادار اور چرکس خلیلی کو امیر ماخوریہ بنایا۔

اہل بحیرہ کی ریشہ دوانیاں:......ان میں ہورہ، مزانہ اور زناتہ کے تین قبیلے شامل تھے جنھوں نے اس علاقے بحیرہ کو آباد کیا، یہ اپنے ماتحت قبیلوں

پر حکومت کرتے تھے اور طے شدہ وقت کے مطابق سلطان مصر کو ٹیکس بھی دیا کرتے تھے۔ یہ کام قبیلہ بنولواتہ کی شاخ زناتہ کے ایک آدمی بدر بن سلام اور اس کے بزرگوں کا تھا۔ اس کے علاوہ دوسرے دیہاتی قبائل اور ان کے سردار بھی موجود تھے جیسے قبیلہ مہرانہ اور عسرہ کا سردار ابوذئب وغیرہ۔

ان کے علاوہ خلیج اسکندریہ کے پاس بنوالترکیہ آباد تھے۔ یہ اگرچہ عربوں کے سردار تھے لیکن بہرحال ان کے تعلقات بحیرہ میں آباد قبائل سے بھی تھے۔ کیونکہ ایک تو یہ ترک بادشاہ کے ملازم تھے دوسرے غلہ اور اناج کی فراہمی کی اہم ذمہ داری بھی ان کے ہاتھ میں تھی لہٰذا یہ لوگ ترقی کرتے ہوئے اور دیگر بڑے قبیلوں سے آگے نکل گئے۔

ٹیکس کی بندش: ......سرکاری ضروریات پیش نظر جب ٹیکس کی مقدار میں اضافہ کیا گیا تو یہ ان کو بہت برا لگا اور اپنے آپ کو بڑے مرتبے والا سمجھتے ہوئے ان لوگوں سے ٹیکس دینا بند کرا دیا، لہٰذا حکومت کی طرف سے سختی کی گئی اور سلام کو گرفتار کر لیا گیا تو اس کا بیٹا بدر بن سلام صعید میں واقع رہنے اپنے علاقے کی طرف فرار ہوگیا۔

سرکاری فوج سے مقابلہ: ......جب سرکاری فوجیں یہاں پہنچیں تو ان سے بدر نے جنگ کی اس جنگ میں کاشف قتل ہوگیا، ان فوجیوں کو الدق شعبانی احمد بن بیقا اور انیال کی مشترکہ سربراہی میں ۷۸۰ھ میں بھیجا گیا، یہ وہ وقت ہے کہ ابھی تک انیال باغی نہ ہوا تھا بہرحال بدر کا لشکر فرار ہوگیا سرکاری فوج نے اس علاقے کا صفایا کر دیا اور واپس چلی گئیں۔

پھر چونکہ انیال اور برکتہ بغاوتوں کی وجہ سے مصری حکومت کا دھیان دوسری طرف تھا لہٰذا بدر بحیرہ واپس آ گیا، اور اس کا فساد بڑھنے لگا اور بدستور ٹیکس کی ادائیگی سے انکار کرتا رہا۔

مصری فوج کا حملہ: ......چنانچہ اتابک الشمس امیر سلام جوبانی، امیر مجلس اور دسورے کی رہنمائی میں مصری لشکر روانہ ہوا اور بحیرہ پہنچا، بدر نے بھی جنگ کی ٹھانی لیکن مصری لشکر خیمے اکھاڑ کر واپس روانہ ہوگیا، بدر کی فوج موقع غنیمت سمجھتے ہی سرکاری مال واسباب لوٹنے کے لئے آگے بڑھی، اسی دوران سرکاری فوج نے پلٹ کر حملہ کر دیا اور تقریباً سب کو مار دیا، یہ صورت حال دیکھ کر ڈر وخوف کا عذر بیان کیا اور اطاعت کا اظہار کیا اور مقررہ ٹیکس ادا کر دیا، سرکاری فوج واپس چلی گئی اور بحیرہ کا بکثرت شریف حکمران بنایا گیا لیکن پھر اس کی جگہ قرط بن عمر کو بحیرہ کا حکمران بنایا گیا۔

بغاوت: ......لیکن بدر نے دوبارہ بغاوت کی لہٰذا سرکاری فوج نے دوبارہ حملہ کیا اور قرط بن عمر نے اس کے اکثر سپاہیوں کو قتل کر دیا اور باقی کو گرفتار کر لیا، اسی دوران بدر کا چچا زاد بھائی اور اس کے بہت سے ساتھیوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا، ابن شادی کا انتقال ہوگیا اور باقیوں نے امان طلب کی، ان کو امان دی گئی البتہ کچھ کو قید کیا گیا۔

بدر کا قتل: ......بدر نے امان طلب کی لیکن اس کو امان نہ دی گئی لہٰذا یہ صعید کی طرف فرار ہوگیا لشکر نے اس کا تعاقب کیا تو وہاں سے بھی فرار ہوگیا، لہٰذا فوج نے اس کے علاقے کو تباہ وبرباد کر دیا۔ جبکہ بدر "برقہ" چلا گیا اور شیخ ابوذئب کی پناہ میں آ گیا۔ اُدھر بحیرہ میں بدر کی غیر موجودگی کی وجہ سے حالات معمول پر آ گئے اور قرط بن عمر نے ٹیکس وصول کیا۔ اس کے علاوہ۔ حاجب اور شادی کی اولاد کو بھی مار ڈالا بلکہ سارے کردوں کو قتل کر دیا۔ آخر ۷۸۹ھ میں کسی شخص نے اپنا بدلہ لینے کے لئے اس کو پکڑ کر قتل کر دیا۔

برکتہ کا قتل: ......سرداری کے دوارن امیر برکتہ خلیل بن عزام کو استاذ بنایا تھا، لیکن پھر غبن کا الزام لگا کر برطرف کر دیا اور پھر قید کر دیا لیکن پھر کچھ عرصے بعد رہا کر دیا، لیکن اتنے میں خلیل کے دل میں اس کے لئے انتقامی جذبہ پیدا ہو چکا تھا۔ پھر جب امیر برکتہ کو اسکندریہ میں قید کیا گیا تو اسکندریہ کی نہایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خلیل نے اس کو قتل کرنا چاہا لیکن ڈر کے مارے اس فعل سے باز رہا اور قاہرہ چلا گیا وہاں سے واپسی پر برکتہ کے قتل کا ارادہ ترک کر دیا لیکن پھر اچانک اپنے جذبہ کا شکار ہوگیا لہٰذا رات کے وقت کچھ لوگوں کو بھیج کر امیر برکتہ قتل کروا دیا اور اس کا اعتراف بھی کیا۔

سزا: ......مصری حکومت کے نگران برقوق کو علم ہوا تو اسے بہت برا لگا کیونکہ برکتہ کے غلاموں نے اس کو فریاد کی تھی، لہٰذا خلیل کو بیڑیاں پہنا کر لایا گیا

اور برقوق کوقتل کی تفصیلات بتائی گئیں۔ برقوق نے انتقام لینے کی قسم کھائی لہٰذا ۸۲ےھ میں اس کو ۱۵ رجب کو قلعہ پہنچا دیا گیا، دروازے کے پاس اس کوکوڑے لگائے گئے پھر اونٹ پر بیٹھا کہ شہر میں گھمایا گیا سوق الخیل پہنچا دیا گیا جہاں برکۃ کے غلام اس پر حملہ آور ہوئے اور ٹکڑے کر دیا۔ اس کی لاش کے ٹکڑے ہر طرف بکھر گئے اور لوگوں نے عبرت حاصل کی۔

سلطان منصور کی وفات:......جب قرطائی نے بغاوت کر کے سلطان منصور کو بادشاہ بنایا تھا تو اس وقت اس کی عمر بارہ سال تھی، اس کی حکومت تو برقرار ہی لیکن نگران بدلتے رہے۔ آخر پانچ سال بادشاہت کر کے صفر ۸۳ےھ میں سترہ سال کی عمر میں اس کا انتقال ہو گیا۔

امیر حاج کی حکومت:......اس کے بعد برقوق نے مصری سرداروں کو بلایا اور سب نے مل کر اس کے بھائی امیر حاج صالح کو بادشاہ بنایا اور لقب صالح رکھا، خلیفہ نے اس کو سلطان تسلیم کرنے کا فرمان جاری کیا، علماء نے بھی فتوی دیا اور اس تقرری کو بیعت میں شامل کر دیا گیا۔ خلیفہ کا فرمان سرداروں قاضیوں غرض کہ ہر خاص و عام کو پڑھ کر سنایا گیا، اس کے بعد لوگ ادھر اُدھر ہو گئے، پھر اس کے ہاتھ پر بیعت کی گئی اور حکومت شروع ہو گئی جس میں برقوق کا نمایاں حصہ تھا۔

چرکس قبیلہ:......برقوق کا تعلق چرکسی قبیلے سے ہے جو شمالی علاقوں کے ان پہاڑوں میں تنہا رہا کرتے تھے جنہوں نے قفچاق اور ادس وغیرہ علاقوں کو مشرق کی طرف سے گھیرے میں لے رکھا تھا۔ یہ بھی کہاں جاتا ہے کہ اس قبیلے کا تعلق اس غسان قبیلے سے ہے جو اپنے سردار جبلہ بن ایہم کے ساتھ روم آئے تھے اور ان کے سردار کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کسی بات پر اختلاف ہو گیا تھا اس مشہور واقعہ کا مورخین نے تذکرہ کیا ہے۔

غسانی قبیلہ:......لیکن صحیح بات نہیں کیونکہ چرکس قبیلہ ترکوں میں بہت پہلے سے مشہور ہے اور علم الانساب کے ماہرین اس سے بخوبی واقف ہیں، اس قبیلے کے لوگ اہل غسان کے روم میں داخل ہونے سے پہلے ہی یہاں رہا کرتے تھے، البتہ یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے کہ اہل غسان جب امیر جبلہ کے ساتھ ہرقل کے پاس پہنچے تو وہیں رہنے لگے اس لئے ہرقل مر چکا تھا اور یہ اپنی واپسی سے مایوس ہو چکے تھے۔

بدانتظامی:......ادھر روم میں نظام حکومت خراب ہو گیا تھا اور جگہ جگہ جھگڑے فساد شروع ہو گئے تھے لہٰذا ضرورت پڑنے پر اہل غسان نے چرکسی قبائل کو اپنا حلیف بنایا ہوگا اور قسطنطنیہ کے مشرق میں ان کے پہاڑی علاقوں میں آباد ہوئے ہوں اور آپس میں رشتے داریاں کر کے گھل مل گئے ہوں حتی کہ ان کی مستقل حیثیت ختم ہو گئی ہو اور وہ ان میدانوں سے نقل کر پہاڑوں میں جا آباد ہوئے ہوں اور چرکسی قبیلے کی ایک شاخ غسان کے نام سے بھی بن گئی ہو۔ یہ تحقیق قدرے صحیح معلوم ہوتی ہے۔

ابتدائی دور:......امیر بیقا کے زمانے میں مشہور تاجر عثمان قرجا امیر برقوق کو لایا تھا، بیقا نے اسے خرید کر اپنے گھر رکھا، برقوق نے ساری تعلیم وتربیت وہیں حاصل کی، تیراندازی اور حکومتی طور طریقے سیکھے، اس طرح اس کا خاندانی اکڑپن ختم ہو گیا اور یہ بڑے عہدے سنبھالنے کے قابل ہو گیا، اس کے چہرے سے ہی اس کی کامیابیوں اور عظمتوں کے نشان نمایاں تھے اور پھر اللہ تعالیٰ کا فضل بھی شامل رہا۔

گرفتاری:......رستدمر کی ہلاکت کے بعد بیقا پر سختی کا دور آیا، بیقا کے کچھ غلاموں کو قید کر دیا گیا کچھ کو جلاوطن کر دیا گیا، انہی میں برقوق بھی شامل تھا یہاں اپنے ساتھیوں کے ساتھ الکرک میں پانچ سال تک قید رہا، یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک امتحان تھا جو اللہ تعالیٰ کو لینا منظور تھا۔ پھر اس گروہ نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور شام چلا گیا۔

بلاوا:......شام کا نائب حکمران امیر منجک بہت ذہین ماہر اور عقل مند آدمی تھا، لہٰذا اس نے ان لوگوں کو اپنے پاس رکھا، چونکہ برقوق کی سعادت مندی اور ذہانت سے یہ آگاہ تھا لہٰذا اس کو برقوق سے محبت ہو گئی اور یہ اس کی آنکھوں کا تارا بنا رہا۔ پھر سلطان اشرف نے ان تمام غلاموں کو اپنے پاس بلوا لیا جن کا سربراہ برقوق تھا۔

الجائی کی موت:......سلطان ان سب لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا اور اپنے بیٹے شہزادے علی کی خدمت کی ذمہ داری ان کو سونپی۔ لیکن

کچھ ہی دنوں بعد الجائی نے بغاوت کر دی اور سلطان پر مسلط ہو گیا، لہٰذا سلطان نے برقوق کے گروپ کو بلوا کر بہترین ہتھیار اور گھوڑے دیئے اور الجائی سے جنگ کے لیے بھیجا، زبردست جنگ کے بعد انہوں نے الجائی کو رمیلہ کی طرف دھکیل دیا اور اس کا تعاقب شروع کر دیا حتی کہ الجائی سمندر میں ڈوب کر مر گیا۔

اس کارنامے کی بناء پر سلطان کی نظروں میں ان کی عزت اور بڑھ گئی اور سلطان نے انہیں اپنے خاص گروپ میں شامل کیا اور بڑی بڑی جاگیریں اور وظیفے ان لوگوں کو دیئے۔ اور اس طرح برقوق کی اہمیت بڑھ گئی۔

نگرانی:......سلطان اشرف کے حج پر جاتے ہی قرطائی نے بغاوت کر کے حکومت پر قبضہ کر لیا، پھر حکومت پر ایبک کا قبضہ ہو گیا، چونکہ برقوق کے اثرات بہت بڑھ چکے تھے اور اس کا نام احترام سے لیا جاتا تھا لہٰذا ایبک کی حکومت کے خاتمے کے بعد مختلف خیالات رکھنے والے لوگوں نے حکومت سنبھال۔ چونکہ ملک کی تباہی کا خطرہ تھا لہٰذا امیر برکہ کے ساتھ مل کر حکومت سنبھالی چنانچہ اس طرح کچھ عرصہ تک حکومت کا انتظام ٹھیک رہا۔

امیر برکہ کی بغاوت اور اس کے خاتمے کے بعد برقوق مستقل نگران مقرر رہوا۔ یہ برقوق پر اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان تھا، انہی دنوں اللہ تعالیٰ کا مزید انعام یہ ہوا کہ برقوق کے والد کو بھی اس کے پاس بھیج دیا۔

والد کا استقبال:......اصل میں کچھ تاجروں نے برقوق کے والد کو بردہ فرشوں سے چھین کر اور بڑی چالاکی سے مصر لائے، اس کے والد کا نام انس تھا۔ اس بات کا علم ہوتے ہی برقوق نے اپنے والد کے استقبال کا بہترین انتظام کیا، عوام اور شاہی لشکر کو استقبال کیلئے سریاقوس پہنچنے کا حکم دیا، یہاں خیمے لگائے اور باقی سب لوگ ۲ ذی الحجہ ۷۸۲ھ میں وہاں پہنچے جہاں برقوق کے والد امیر انس مجلس میں فروکش تھے اور اردگرد شاہی افسر اور علماء بیٹھے ہوئے تھے، دسترخوان بچھے ہوئے تھے اور اعلیٰ قسم کے کھانے کھائے جا رہے تھے۔ پھر شہر واپسی ہوئی۔ بازار سجے، چراغاں ہوا، ساری گلیاں لوگوں سے بھر گئیں۔

پھر مدینہ ناصریہ یعنی اصطبل کے قریب اپنے والد کی رہائش کا انتظام کیا، جبکہ سلطان نے اس کو اپنے رشتہ داروں بھتیجوں بھائیوں میں شامل کر لیا اور اس طرح یہ لوگ یکجا ہوئے ان کے وظائف اور روزینے مقرر ہوئے۔

والد کی وفات:......پھر کچھ عرصے بعد امیر برقوق کے والد کا انتقال ہو گیا، مرتے وقت انہوں نے برقوق کو اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کی تلقین کی، دوادار یونس کے قبرستان میں تدفین ہوئی لیکن بعد میں اس مدرسہ کے قریب منتقل کر دیا جو ۷۸۸ھ میں دو محلوں کے درمیان بنوایا تھا۔

سلطان برقوت کی حکومت:......چونکہ سلطان برقوق کی دور حکومت کو قبیلہ بیقاویہ کے سردار بڑے بڑے عہدوں کو سنبھالے ہوئے تھے اور اپنے اختیارات کا بھرپور استعمال کر رہے تھے لہٰذا وہ خود مختار ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے سردار برقوق کی حکومت کے بھی خواہشمند تھے اس کے بعد امیر حجاج کو بادشاہ بناتے وقت علماء کے مشورے کے مطابق حکومت کو مضبوط اور مستحکم بنانے کے لئے حکومت کے نگران یعنی امیر برقوق کو بھی حکومت میں شریک کیا گیا اس کی خوش خلقی اور خوش انتظامی نے عوام کو بہت متاثر کیا۔

مستقل حکومت:......انہی دنوں کم عمر بادشاہوں کی نگرانی کرنے والا سرداروں کا گروپ برقوق کا مخالف ہو گیا اور سلطان کے دوادار بقاعثمانی کی زیر نگرانی برقوق کے خلاف سازش کی تیاری کرنے لگا۔ لیکن برقوق کو اس کا علم ہو گیا لہٰذا اس نے سب کو گرفتار کر لیا۔ پھر بقاعثمانی کو تو دمشق کا نائب بنا کر دمشق بھیج دیا جب کہ باقی گروپ کو جلاوطن کر دیا اور دوسری جگہ تاحکم ثانی قید کر دیا گیا۔

جب کہ دوسری طرف دیگر سرداروں نے ایسے ناخوشگوار واقعات سے آئندہ بچنے کے لئے آئندہ کم عمر لڑکوں کو بادشاہ بنانے کے بجائے برقوق کو مستقل اور باقاعدہ بادشاہ تسلیم کر لیا۔ چنانچہ ۱۹ شعبان المبارک ۷۸۴ھ تمام دربار کا انعقاد کیا گیا۔ اس دربار میں فوج، علماء، قضاۃ، مفتیان کرام، مجلس شوریٰ کے اراکین اور شعبہ، زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی، اس دربار میں سب لوگوں نے مل کر برقوق کی بادشاہت اور سلطان امیر

حجاج کی سبکدوشی کا فیصلہ کیا۔

برقوق کی تخت نشینی:...... چنانچہ اس فیصلے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے دوسرداروں کو سلطان امیر حجاج کے پاس بھیجا گیا۔انہوں نے سلطان سے بادشاہت کی خاص علامت ''خاص تلوار'' واپس لے لی،اس کاروائی کے بعد امیر برقوق نے شاہی لباس اور خلافت کی خلعت پہنی ،گھوڑے پر سوار ہو کر اصطبل کے دروازے تک پہنچا،اور پھر قصر ابلق میں داخل ہو کر تخت پر بیٹھا۔لوگوں نے آ کر بیعت کرنی شروع کی ،اس طرح باقاعدہ کاروائی مکمل ہوئی امیر برقوق کا شاہی لقب ملک ظاہر رکھا گیا۔

بادشاہ بننے کے بعد:...... پھر نقارے بجا کر باقاعدہ اعلانات کئے گئے اور پورے ملک میں اس خوشخبری کو پھیلایا گیا،اس کے بعد ملک ظاہر امیر برقوق نے لوگوں کا اکرام کیا چنانچہ پہلے خاص خاص سرداروں میں سے (۱) اتابک الشمس (۲) طسیبقا جو بانی امیر مجلس (۳) مانوریہ کے امیر چرکس خلیلی (۴) سودون شیخونی (۵) طنبقاوزیر اسلحہ (۶) دوادار یونس نورمی (۷) اور رئیس نوبہ نوبہ کے سردار قرم حسینی کو خلعتیں عطا کی گئیں۔

اس کے بعد اپنے خاص کاتب (سیکرٹری) اور حدالدین بن یلیین کو خلعت دی جس نے اس سے پہلے کاتب بدرالدین بن فضل اللہ کا تبادلہ کر دیا تھا،اس کے بعد خلعتوں کی عام تقسیم شروع ہوئی۔ چنانچہ تمام سرکاری افسران ،عہدے داروں ،کاتبوں ،قاضیوں محتسبوں ،علماء مفتی حضرات اور صوفیاء کرام کو بھی خلعتیں عطا کی گئیں

لہٰذا اس طرح ایک نئے لیکن بہترین منتظم اور سیاست دان ۔ بادشاہ کی تخت نشینی بخیر وعافیت انجام پائی۔ پھر امیر مجلس طنبقا جو بانی نے حج پر جانے کی اجازت مانگی۔ملک ظاہر نے اجازت دے دی۔

قرط بن عمر:...... قرط ترکمانوں سے تعلق رکھنے والا مصری حکومت کا خادم تھا جو اپنی جرات اور بہادری کی وجہ سے بڑے بڑے مصری سرداروں کے برابر آ پہنچا تھا چنانچہ اسوان میں رہنے والے عربوں کے خلاف لڑنے کے لئے اس کو صعید کا گورنر بھی بنایا گیا۔لہٰذا اس عہدے پر اس نے نمایاں خدمات انجام دیں اور مخالفین کی خوب گوشمالی کی۔

اس کے علاوہ بحیرہ میں بدر بن سلام کی بغاوت اور فرار کے بعد اس کو بحیرہ کا حکمران بنایا گیا۔وہاں جاتے ہی اس نے حسب معمول بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور بہت خوبی سے باغیوں کا قلع قمع کیا۔اس کے بعد انیال کی بغاوت کو کچلنے میں بھی اس نے نمایاں کردار ادا کیا،دیوار پر جا چڑھا اور دروازے کو جلا ڈالا ،دروازہ جلتے ہی فوج اندر داخل ہو گئی اور انیال کو گرفتار کر لیا۔

قرط بن عمر کی گرفتاری:...... اس طرح سلطان کی نظروں میں آ گیا تھا۔لیکن چونکہ وہ بہت ظالم تھا لہٰذا سلطان نے باقاعدہ بادشاہ بنتے ہی گرفتار کر لیا۔لیکن کچھ عرصے بعد رہا کر دیا گیا۔

رہائی کے بعد اگر چہ پابندی سے روزانہ صبح دربار میں حاضر ہوتا رہا لیکن یہ مناسب موقع کی تلاش میں بھی تھا۔لیکن سلطان برقوق ملک ظاہر کو اس کی خلیفہ متوکل بن المعتضد کے ساتھ گٹھ جوڑ کا علم ہو گیا۔جو انہوں نے بغاوت کے لئے کی تھی ،اور یہ ابن سلام کے ساتھی عربوں کو بحیرہ سے بلوا کر برکہ کے آس پاس جمع کر رکھا تھا۔اس کے علاوہ یہ لوگ سلطان برقوق کو برطرف کر کے خلیفہ کو حکمران بنانا چاہتے تھے ،اس سازش میں بعض غیر اہم اور معمولی سردار بھی شریک ہو گئے تھے۔

قرط بن عمر کا قتل:...... چنانچہ سلطان برقوق نے اگلے دن تمام سازشیوں کو بلا کر سازش کی تفصیلات بتائیں تو وہ گھبرا گئے اور انکار کرنے لگے چند ایک نے اعتراف بھی کیا،چنانچہ خلیفہ کو فوراً قید کر دیا گیا جب کہ قرط بن عمر کو اونٹ پر بٹھا کر شہر میں گھمایا گیا اور پھر سرکاری قتل گاہ پہنچا دیا گیا جہاں اس کو تلوار سے قتل کر دیا گیا،اس کے علاوہ باقی لوگوں کو بھی قتل کر دیا گیا۔

خلیفہ کو قید کرنے کے بعد سلطان برقوق نے اس خلیفہ کے ایک رشتے دار کو خلیفہ بنایا،اس کا نام عمر بن ابراہیم تھا،اور اس کا لقب ابواتق مقرر کیا گیا

،یہ ۸۵ےھ میں بہار کے موسم میں پیش آیا۔یہ عمر بن ابراہیم وہی ہے جس کے باپ ابراہیم کو سلطان ناصر نے خلیفہ ابوالربیع اور اس کے بیٹے احمد کی سبکدوش کے بعد خلیفہ بنایا تھا،لیکن پھر کچھ عرصہ بعد عمر بن ابراہیم کو بھی برطرف کر دیا گیا اور اس کے بھائی زکریا بن ابراہیم کو خلیفہ بنایا گیا۔اور اس کا لقب معتصم رکھا گیا۔

ناصری:......یبقا کے غلاموں میں سے ایک شخص ناصری بھی تھا جو اس کے دور حکومت میں بڑے عہدے پر فائز تھا،لیکن غلامی کے زمانے سے ہی اس کے تعلقات سلطان ظاہر کے ساتھ اچھے تھے۔اس کے علاوہ جیسے کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ اب کے بعد مصری سردار خود مختار ہوگئے تھے اور انہوں نے اسی ناصری کو اتابک بنالیا تھا،لیکن چونکہ ناصری اس کے عہدے پر اپنے فرائض منصبی ٹھیک سے ادا نہ کرسکا تھا لہٰذا اس کے بعد طشتمر کو لایا گیا طشتمر ناصری کے زوال اور پھر قید خانے میں بھی اس کے ساتھ رہا،اس کے بعد شام چلا گیا،اور پھر طرابلس کا گورنر بن گیا۔

پھر جمادی الاولیٰ ۸۱ےھ میں جب انیال کی بغاوت ناکام ہوئی تو اس (ناصری) کو طرابلس سے بلوا کر انیال کی جگہ اسلحہ کا وزیر بنایا گیا،پھر امیر برکتہ نے اس کو اپنے گروپ میں شامل کر لیا،اور پھر برکتہ کے ساتھ ہی ناصری بھی گرفتار ہوگیا،اور کچھ عرصے بعد اس کو شام کی طرف بھیج دیا گیا۔

پھر ۸۲ےھ میں انیال کو رہا کر کے منکلی بقری احمدی کی جگہ حلب کا گورنر بنایا گیا،انیال وہاں سال بھر حکومت کرتا رہا لیکن پھر اس نے بغاوت کر دی لہٰذا اسے گرفتار کر کے الکرک نامی قلعے میں قید کر دیا گیا اور اس کی جگہ ناصری کو شوال ۸۳ےھ میں حلب کا گورنر بنایا گیا۔

ایک سال بعد ہی سلطان برقوق مصر کا خود مختار بادشاہ بن گیا،لیکن اس کے دور حکومت میں ناصری اپنی ہوشیاری اور چالاکی کی بناء پر عوام کے فائدے کے بہانے اکثر سلطان کا حکم ماننے میں تاخیر کیا کرتا تھا،چنانچہ اسی وجہ سے سلطان برقوق اس سے ناراض رہا کرتا تھا لیکن یہ چونکہ امیر مجلس طنبقا جوبانی سے قریبی تعلقات رکھتا تھا لہٰذا محفوظ رہا۔

ناصری کی خودسری:......انہی دنوں مسولی بن بلقادر ناصری کے پاس حلب جا پہنچا۔سلطان برقوق نے ناصری کو اس کی گرفتاری کا حکم دیا لیکن اس نے مسولی کو مغادار سمجھتے ہوئے گرفتار نہ کیا بلکہ خفیہ طور پر مسولی کو بتا دیا کہ سلطان اس کو گرفتار کرنا چاہتا ہے،لہٰذا وہ فرار ہوگیا،پھر ۸۵ےھ میں ناصری سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا،جوبانی اور اتابک اتمس کے ساتھ اپنے تعلقات کو نئے سرے سے استوار کیا اور دوبارہ حلب چلا گیا،پھر ۸۵ےھ میں سلطان برقوق سے اجازت لئے بغیر کسی مہم پر نکلا جس میں اسے زبردست شکست ہوئی اور بڑی مشکل سے تیسرے دن جان بچا کر بھاگا جب کہ اس کی ساری فوج تباہ ہوگئی۔

ناصری کی گرفتاری:......اس کی ان حرکتوں کی وجہ سے سلطان برقوق اس سے تنگ آچکا تھا،چنانچہ ۸ےھ میں سلطان نے اس کو طلب کیا،اور یہ سلطان سے ملنے کیلئے روانہ ہوا،سریاقوس نامی مقام پر استاذ دار اس سے ملا اور اس کو گرفتار کر کے اسکندریہ لے گیا اور قید کر دیا،وہاں یہ دو سال تک قید میں رہا۔

امیر سودن:......اس کے بعد سودن المظفر کو حلب کا گورنر بنایا گیا۔سودن نہ صرف یہ کہ سلطان برقوق کا وفادار تھا بلکہ خفیہ طور پر ناصری کی کڑی نگرانی کرتا تھا اور اس کی باقاعدہ رپورٹ سلطان تک پہنچایا کرتا تھا۔اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ترک حکومت میں سلطان کے سیکریٹری کی جملہ ذمہ داریوں میں سے یہ بھی تھی کہ وہ گذشتہ اور موجودہ حکومت کی ڈاک کی نگرانی بھی کرے اس سے لحاظ سکریٹری سلطان وقت کا راز دار بھی ہوا کرتا تھا،اور سلطان کے تمام خفیہ اور ظاہری معاملات سے آگاہ رہا کرتا تھا۔لہٰذا بغاوت کرنے والے اسی ڈر سے بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھاتے تھے۔

چنانچہ یہ سودان ہی تھا جس نے ناصری کی کڑی نگرانی کی اور سلطان کو بروقت مطلع کرتا رہا،چنانچہ ناصری کی اسکندریہ میں قید کے بعد سلطان نے اس کو حلب کا گورنر بنا دیا تھا۔

اس کے علاوہ چونکہ امیر جوبانی کے ناصری کے ساتھ گہرے دوستانہ تعلقات تھے لہٰذا اس کی گرفتاری کی اطلاع سن کر جوبانی پریشان ہوا،ادھر سلطان بھی جوبانی پر شک کرتا تھا،لہٰذا اس نے جوبانی کو بھی سبکدوش کر دیا،جیسا کہ ہم انشاء اللہ تحریر کریں گے۔

طنبقا جوبانی:......اس کا تعلق بھی ترک قبائل سے تھا۔ نام طنبقا تھا اور یہ سلوک اشرف پر مسلط ایک بیقا خاصکی کے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک تھا اس کی تمام پرورش اور نشوونما اسی کے محل میں اس کی زیرنگرانی ہوئی تھی، اس کے علاوہ چونکہ سلطان برقوق اور طنبقا جوبانی بچپن سے جوانی تک تعلیم وتربیت، نشوونماء اور پھلنے بڑھنے میں ساتھ رہے تھے، اس لئے ایک دوسرے میں گہرا تعلق رکھتے تھے، حتیٰ کہ ایک ساتھ جلاء وطن بھی ہوئے اور یہ پانچ سال تک قید بھی رہے، اور پھر جب اللہ تعالیٰ نے سلطان برقوق پر اپنا فضل فرمایا اور اس کو بادشاہ بنا دیا تو طنبقا کے بھی بڑے مزے ہو گئے۔

جیسا کہ ہم ابھی تحریر کر چکے ہیں یہ دونوں ایک ساتھ قید بھی رہے تھے، لہٰذا قید سے رہا ہونے کے بعد دونوں ایک ساتھ شام پہنچے، وہاں سے مصر بلائے گئے، اور ایک ساتھ ہی ترقی کے مدارج طے کئے، سلطان برقوق اپنی محنت اور ذہانت کے بل بوتے پر طنبقا سے آگے بڑھ گیا، اور مصری حکمرانوں کے معیار پر اترتا رہا، یہاں تک کہ مصر کا بادشاہ بن گیا۔

بادشاہ بنتے ہی سلطان برقوق نے تمام اہل مناصب اور عہدے اپنے خاص دوستوں میں تقسیم کئے، لہٰذا طنبقا کو وہ کیسے بھلا سکتا تھا؟ چنانچہ طنبقا جوبانی کو مجلس شوریٰ کا امیر بنایا گیا، اتابک یعنی پرائیوٹ سیکریڑی کے عہدے کے بعد یہ دوسرا بڑا عہدہ تھا لہٰذا اس کی حیثیت بڑھ گئی، اور ارکین حکومت میں اس کو ایک اہم مقام حاصل ہو گیا۔

گرفتاری اور جلاء وطنی:......کچھ عرصہ تک تو معمولات ٹھیک ٹھاک رہے لیکن پھر حاسدین کی مسلسل شکایتوں کی وجہ سے سلطان اس سے کچھا کچھا رہنے لگا، اور پھر وقت ضائع کئے بغیر نیا سال یعنی ۷۸۸ھ سے سات دن پہلے، طنبقا کو گرفتار کروالیا، اور دن بھر محل میں نظر بند رکھنے کے بعد اسے کرک کی طرف جلاء وطن کر دیا۔

فطری شرافت:......چونکہ سلطان برقوق فطری اور طبعی طور پر نہایت نیک دل اور شریف انسان تھا، لہٰذا اپنے ضمیر کی بات ماننے پر مجبور ہو گیا اور اگلے ہی دن طنبقا جوبانی کو تمام علاقوں کے نائب حکمران بنائے جانے کا فرمان جاری کر دیا، اس کے اس فرمان سے لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، جگہ جگہ سلطان کی انصاف پسندی کی شہرت ہونے لگی اور عوام ورعایا سلطان کو دعائیں دینے لگے۔

اس کے بعد سلطان سال بھر ذاتی طور پر اس کے حالات کے بارے میں خفیہ طریقے سے معلومات حاصل کرتا رہا اور اس کی وفاداری اور خلوص کے یقین ہونے کے بعد مناسب موقع کا منتظر رہا، چنانچہ بندمر کی بغاوت کو ناکام کرنے میں نمایاں کارگردگی کا مظاہرہ کرنے کی وجہ سے سلطان نے جوبانی کا تقرر دوبارہ انتہائی اعلیٰ ترین عہدے پر کر دیا۔

بندمر خوارزمی:......یہ دمشق میں نائب حکمران تھا اس کا تعلق خوارزم شاہ سے تعلق رکھنے والی فوج سے تھا اس کے علاوہ تاتاری دور حکومت میں یہ عراق کا گورنر بھی رہا، اور پھر چنگیز ہاتھوں خواندشاہ کے ہلاک ہونے کے بعد خوارزم فوج ادھر ادھر پھیل گئی، اور ایوبی حکومت کی ملازمت اختیار کر لی، پھر اس فوج کا تعلق مصر کی ترکی حکومت سے ہو گیا۔

بغاوت:......چونکہ بندمر انہی کی اولادوں میں سے تھا اور اس کی خاندانی شرافت اور نیک نامی پسند آنے کی وجہ سے اس کو مصری حکمرانوں کا ملازم بنالیا گیا، ترقی کرتے کرتے بڑے عہدوں کے قابل سمجھا جانے لگا۔ اور پھر اس نے منجک یوسفی اور عشتمر ناصری کے ساتھ بھی دمشق میں حکومت کی خاصکی کے حکمران بنتے ہی اس نے بغاوت کر دی لیکن اس کا محاصرہ کر لیا گیا، اس نے ہتھیار پھینکنے پر آمادگی کا اظہار کیا آخر کار اس کو دوبارہ اس کے عہدے پر بحال کر دیا گیا، اور پھر سلطان برقوق کے بادشاہ بنتے ہی اس کو دمشق کا حکمران بنا دیا گیا۔

بندمر کی گرفتاری:......بندمر چونکہ برکتہ کا حمایتی تھا، لہٰذا برکتہ نے اعلان بغاوت کرتے ہی اپنے ساتھیوں بندمر اور بقری وغیرہ کو بذریعہ خط دمشق کے قلعے پر قبضہ کرنے کا کہا، ادھر سلطان برقوق قلعے کے نگران کو ان معاملات سے آگاہ کر چکا تھا لہٰذا جنتمر اخ طار، ابن جربلی اور محمد بیگ اس کے سامنے آئے۔ اور تین روزہ طویل جنگ کے بعد اس کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گئے اس کے علاوہ انہوں نے بقری بن برقش اور جبریل کو بھی قید کر لیا تھا اور ان سب کو اسکندریہ لا کر قید کیا گیا۔

رہائی اور بدسلوکی:......برکہ کے قتل کے بعد بندمر اور اس کے دیگر ساتھیوں بیقا ناصری اور دمرادش احمدی وغیرہ کو رہا کر دیا گیا اور بادشاہ بنتے ہی سلطان برقوق نے اس کو دوبارہ شام کا حکمران بنا دیا، لیکن چونکہ یہ بہت زیادہ لالچی تھا، لہٰذا عوام پر تشدد اور ظلم وستم کر کے مال جمع کیا کرتا تھا، لہٰذا عوام کی حالت بہت خراب ہوگئی، اور لوگ اس سے تنگ آ گئے۔

غیر اسلامی گروپ:......اس کے علاوہ اس زمانے میں بعض مشکوک لوگوں کا ایک گروپ ایسا بھی تھا جو بڑے بڑے علوم کا دعویٰ کرتا تھا، لیکن بدعقیدگی کی وجہ سے ان کو سرکاری مراتب حاصل نہ ہو سکے تھے، ان میں سے کچھ لوگ مجسمہ تھے، (یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے انسانوں جیسا جسم ثابت کرنے والے) کچھ رافضی تھے (یعنی حضرت علیؓ کے علاوہ باقی تین خلفاء راشدین کو معاذ اللہ غیر مسلم سمجھنے والے) اور کچھ اس بات کا عقیدہ رکھتے تھے کہ خدا تعالیٰ مختلف جسموں میں داخل (یعنی حلول مترجم جدید) ہو سکتا ہے، بہرحال اپنی ناکامی کے بعد ان لوگوں نے صوفیاء اور زاہدوں اور عابدوں کے بھیس میں لوگوں کو بہکانا شروع کر دیا۔

حکومت کی مخالفت:......یہ لوگ حکومت کی مخالفت بھی کیا کرتے تھے کہ موجود حکمران اسلامی احکامات کو چھوڑ کر پہلے خلفاء کی سیاست کا طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔ جس کو ملک کی حفاظت اور انتظام سنبھالنے کے لئے سلطان کی ضرورت کے پیش نظر علماء کرام اور مفتیان عظام نے جائز قرار دیا تھا اس کے علاوہ پچھلے خلفاء کے دور خلافت میں دارالسلام کے نام سے بغداد میں پولیس اور مظالم کا ارادہ بھی تھا۔ جہاں ان کے علاوہ دین ودانش اور حکومت وخلافت کا مرکز بھی تھا۔ ان معاملات کے بارے میں پہلے بحث بھی کی جا چکی تھیں، اس کے علاوہ ضرورت کی بناء پر بنوامیہ کے دور حکومت میں سپاہیوں کی تنخواہیں بھی مقرر کی گئیں تھیں بہرحال یہ ادارے اور شعبے شریعت کے خلاف نہ تھے کہ ان کو بند کر دیا جاتا لیکن یہ بدعقیدہ گروپ لوگوں کو پریشان کرتا رہا۔

بدعقیدہ گروپ کی سازشانہ کوششیں:......پھر ان لوگوں نے حکومت کے خلاف ایک باقاعدہ گروپ تشکیل دے دیا۔ اور دمشق کے قلعے کے حفاظتی گارڈ اور حفاظتی فوج کو بھی اپنے ساتھ شامل ہونے کی دعوت دی لیکن انہوں نے ان لوگوں کو گرفتار کرلیا، پھر چونکہ بندمر کا بیٹا لیکن چونکہ سلطان برقوق کو ان کارروائیوں کا علم ہو چکا تھا لہٰذا وہ بندمر کی طرف سے ہوشیار ہو گیا۔ اور موقع ملتے ہی سلطان برقوق نے بندمر اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کروالیا۔ پھر سلطان نے محکمہ احتساب کو حکم دیا کہ بندمر سے اس کے تمام مال کا حساب لے جو اس نے عوام سے چھینا ہے اور حکومت سے چھپا کر رکھا ہے، اس کے بعد اس بدعقیدہ گروپ کے لوگوں کو قید کر دیا لیکن درحقیقت یہ لوگ سخت سزا کے مستحق تھے۔

عشقتمر کا تقرر اور معذرت:......پھر انہی دنوں سلطان نے بیت المقدس میں مقیم عشقتمر ناصری کو دمشق کا گورنر بنا دیا، لیکن چند دن کے بعد اس نے اپنے بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے استعفیٰ دے دیا۔ اس کی کمزوری اتنی بڑھی گئی تھی کہ اس کو بستر سے اٹھا کر دفتر پہنچایا جاتا تھا۔ چنانچہ سلطان نے اس کا استعفیٰ منظور کر لیا اور اس کی جگہ طنبغا جوبانی کو دمشق کا گورنر بنا دیا۔

چونکہ ان دنوں سلطان اس کی طرف سے مطمئین اور خوش تھا لہٰذا اس کے الکرک سے مصر پہنچے پر اس کا زبردست استقبال کیا گیا اور شاہانہ سواریاں، خلعتیں اور ایسا گھریلو ساز وسامان وغیرہ بنوایا گیا جس کے بارے میں اس نے کبھی سوچا بھی نہ تھا، رعایا سلطان برقوق کی دوستی اور محبت کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے اور اس بات کی بہت شہرت ہوئی۔

شام کی حکومت:......سلطان نے امیر جوبانی کو مکمل خود مختار حکمران بنا کر بھیجا تھا چنانچہ امیر جوبانی ۳ ربیع الاول ۷۸۷ھ کو قاہرہ کے باہر زیدانیہ نامی جگہ سے اپنی فوج کو لے کر شام کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان کی رعائیں بھی اس کے ساتھ تھیں۔ بہرحال یکم ربیع الثانی ۷۸۷ھ کو امیر جوبانی دمشق پہنچا اہل دمشق نے زبردست استقبال کیا، شہر کی چھوٹی بڑی سب گلیاں ہجوم سے بھر گئیں اور خوشی کے ناقابل بیان منظر دیکھنے میں آئے اس کے عہدہ سنبھالنے کے بعد جب لوگ اس کے انتظامات سے آگاہ ہوئے تو انہوں نے سلطان انتخاب کی تعریف کی، جب کہ دوسری طرف سلطان نے امیر جوبانی کی جگہ امیر مجلس کے عہدے پر احمد بن امیر بیقا کا تقرر کیا۔

پڑوسیوں سے تعلقات:......افریقہ کا بادشاہ مؤحدین کے حکمران گھرانے سے تعلق رکھتا تھا جو امیر زکریا یحییٰ بن عبدالواحد بن ابوحفص النہاتی کی اولاد میں سے تھا، یہ وہی ہے جس نے ۶۲۵ھ میں مراکش کے عبدالمومن کو شکست دی تھی بہرحال موجود سلطان افریقہ کا نام احمد بن محمد بن ابوبکر بن یحییٰ بن ابراہیم ابوزکریا تھا اس کے سلسلہ نسب میں شامل نام بادشاہوں کے ہیں۔

چونکہ مصر کے ترک سلاطین کی حکومت میں بہت زیادہ وسیع وعریض ہونے کے باوجود انتہائی خوبصورت اور شاندار مساجد بھی تھیں اور یہ حکمران حرمین شریفین کی خدمت بھی خوب کیا کرتے تھے، لہٰذا مغرب اقصیٰ کی قدیم حکومتیں مصر کے ترک سلاطین کی قدر ومنزلت سے نہ صرف آگاہ تھیں بلکہ ان کی معترف بھی تھیں۔

علامہ ابن خلدون سلطان برقوق کے دربار میں:......مجھے سلطان برقوق سے خصوصی شریف نیاز کی سعادت حاصل ہوئی چنانچہ ۷۸۴ھ میں جب میں (یعنی علامہ ابن خلدون مترجم جدید) نے مصر میں پہلی مرتبہ سلطان برقوق سے ملاقات کی تو سلطان برقوق نے مجھ سے افریقہ کے سلطان کے حالات پوچھے میں نے ان کی تعریف کی اور کہا کہ افریقہ کے سلطان مسلمانوں سے بہت محبت کرتے ہیں۔ لہٰذا عوام تو عوام بادشاہوں کو بھی ان کا مقام ومرتبہ پہچاننا چاہیئے۔ کیونکہ وہ صرف مسلمانوں سے محبت ہی نہیں کرتے بلکہ انہوں نے حرمین آنے جانے والوں کے لئے حرمین کے راستوں میں بہت سی سہولتوں کی بندوبست کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ بیت اللہ کی حفاظت کا بھی خوصوصی انتظام کیا ہے۔

کچھ عرصہ بعد مجھے معلوم ہوا کہ افریقہ کے سلطان نے میرے گھر والوں کو میرے (یعنی علامہ ابن خلدون کے مترجم جدید) پاس مصر آنے سے اس لئے روک دیا ہے۔ تاکہ وہ مجھے واپس افریقہ بلا سکیں، لہٰذا میں سلطان برقوق سے اس سلسلے میں اور سفارش کی درخواست کی جو انہوں نے قبول فرمائی۔

تحائف کی عدم دستیابی:......اس کے بعد میں نے افریقہ کے سلطان سے یہ درخواست کی کہ مصری سلطان سے اچھے تعلقات استوار کئے جائیں اور ایک دوسرے کو تحائف وغیرہ ارسال کئے جائیں، چنانچہ انہوں نے میری درخواست کو بشرف قبولیت بخشا، اور تحائف جمع کرنے شروع کئے، لیکن عمدہ عربی گھوڑوں کے علاوہ کوئی اور تحفہ جمع نہ کر سکے کیونکہ ہمارے ہاں مغربی علاقوں میں اس طرح عمدہ عربی گھوڑوں کے علاوہ دیگر نادر تحائف ہوتے ہی نہیں اور جو ہوتے ہیں وہ مشرقی علاقوں میں ہوتے ہیں لہٰذا اس طرح سستے تحائف بادشاہوں کو پیش کرنا مناسب ہیں

علامہ ابن خلدون کے اہل خانہ کی وفات:......لیکن پھر بھی بہترین دستیاب تحفے تحائف جمع کئے گئے۔ چونکہ سمندری سفر میں فاصلہ بھی کم تھا اور سہولت بھی زیادہ تھی تو اسی سفر کو اختیار کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور تحائف بھیجنے کے لئے ایک خصوصی جہاز تیار کروایا گیا، چونکہ میں نے سلطان برقوق سے اپنے اہل خانہ کو منگوانے کے لئے سفارش کروائی تھی لہٰذا میرے گھر والوں کو بھی اسی جہاز سے بھیجا جا رہا تھا وہاں سے روانہ ہو کر جب جہاز اسکندریہ کی بندرگاہ کے قریب پہنچا تو زبردست آندھی اور تیز ہواؤں کی وجہ سے جہاز بندرگاہ پر لنگر انداز نہ ہو سکا اور میرے گھر والوں اور تمام تحفے تحائف، مال واسباب کے ساتھ ڈوب گیا، صرف ایک شاہی نمائندہ زندہ بچا جو دونوں سلاطین کے درمیان اچھے تعلقات استوار کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔

مصری سلطان کی طرف تحائف کی روانگی:......بہرحال جب یہ نمائندہ مصر پہنچا تو اس کا زبردست استقبال کیا گیا، اور بہترین مہمان نوازی کی گئی اور جب یہ نمائندہ واپس افریقہ جانے لگا تو مصر کے بادشاہ نے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے اس کے ذریعے اسکندریہ میں تیار کئے گئے بہترین نقش ونگار والے انتہائی قیمتی ریشمی کپڑے اپنی شان کے مطابق بہت زیادہ تعداد میں روانہ کئے اس کے ساتھ ہی میں (یعنی علامہ ابن خلدون مترجم جدید) نے بھی ایک خط افریقہ کے بادشاہ کو اپنی طرف بھجوایا جس میں میں نے نہ صرف اس کی تعریف کی تھی بلکہ یہ بھی بتایا تھا کہ اس کے بھیجے ہوئے تحفوں سے (جو اگرچہ حادثے کی وجہ سے مصر کے بادشاہ تک نہ پہنچ سکے تھے، مترجم جدید) سلطان بہت خوش ہوا ہے، اور اس سے آپ دونوں بادشاہوں کے درمیان خوشگوار تعلقات پیدا ہو گئے ہیں میرے خط کے جواب میں افریقہ کے سلطان کے جہاز کے حادثے میں افسوس کا اظہار کیا اور دوستانہ تعلقات

میں مزید پختگی پیدا کرنے کے لئے نئے سرے سے تحائف بھیجنے کا عزم کا اظہار کیا۔

تحائف کا دوبارہ تبادلہ: ......لہٰذا ۷۸۸ھ میں جب مغربی ممالک کے حجاج کرام وہاں پہنچے تو اس قافلے میں شامل شہزادوں اور دیگر بڑے سرداروں نے مصری سلطان کی خدمت میں ایسے قیمتی اور نادر و نایاب تحفے اور ہدایہ پیش کئے جو نہ کبھی دیکھے تھے اور نہ سنے تھے، انتہائی خوبصورت چیزیں تھیں، چنانچہ یہ تحفے مصری بادشاہ کو یہ تحائف بہت پسند آئے۔ اس اہم موقع پر مغربی نمائندے نے مغرب کے بادشاہ کا خطبہ بھی پڑھ کر سنایا ، سلطان مصر نے نہ صرف اس نمائندے کو انعامات دیئے بلکہ حجاج کے سفر کے لئے بہترین ساز و سامان مہیا کیا اور ساتھ جانے والے مصری سرداروں کو اس قافلے کا خیال رکھنے کی ہدایت بھی دی لہٰذا ان سب لوگوں نے امن وسکون کے ساتھ بخیر و خوبی حج ادا کیا۔

اور پھر جب یہ حجاج کرام مصر سے ہوتے ہوئے واپس روانہ ہوئے تو مصری سلطان نے ان کے ہاتھ نہایت ہی خوبصورت اور عمدہ لباس مغربی سلطان کے لئے بھجوائے لہٰذا اس طرح دونوں ملکوں کے بادشاہوں میں محبت اور دوستی کے تعلقات میری کمزور اور حقیر کوششوں کی بدولت قائم ہو گئے ، میں (یعنی علامہ ابن خلدون مترجم جدید) نے اپنی اس کامیابی پر اللہ کا شکر ادا کیا۔

اہل قافلہ: ......حجاج کرام کا یہ قافلہ بہت سے لوگوں پر مشتمل تھا مثلاً اس میں مغرب میں کم عرب قبیلے ہلال کی شاخ ریاخ کے سردار یعقوب بن علی بن احمد بھی شامل تھے۔ ان کے ساتھ ان کے بیٹے خاندان کے دیگر افراد بھی تھے ان کا قبیلہ قسطنطنیہ بجایہ اور زاب میں رہا کرتا تھا۔

اس کے علاوہ قبیلہ سلیم کی شاخ کعوب سے تعلق رکھنے والے عون بن یحییٰ بن طالب بن لہلہل بھی تھے، ان کے قبائل تونس، قیروان اور جوریہ میں آباد تھے، ان کے ساتھ ان کے بھائی وغیرہ بھی تھے، بہر حال یہ تمام افراد ۷۸۹ھ کے ربیع الثانی کے تقریباً بیچ میں اپنے ملک واپس جا پہنچے۔

مکہ مکرمہ کے حالات: ......جیسے کہ ہم تحریر کر چکے ہیں کہ ان دنوں مکہ مکرمہ پر بنو قتادہ کا گھرانہ حکومت کر رہا تھا، ان قبیلوں کی نسبت بنو حسن اور بنو مطاعن الھواشم کی طرف جاتی تھی ، مکہ مکرمہ میں ان کی حکومت مصر کے ترک حکمرانوں کے زمانے سے ہی چلی آ رہی تھی۔ اور ان کا بادشاہ بدو تھا لیکن پھر بھی یہ لوگ نہ صرف مصری حکومت کے فرمانبردار رہے بلکہ مصری حکومت کی طرف مقرر کردہ عباسی خلفاء کو بھی تسلیم کرتے رہے۔

احمد بن عجلان: ......۷۶۰ھ میں عجلان کے بعد اس کا بیٹا مکہ مکرمہ کا گورنر بنا اس کا نام احمد بن عجلان تھا یہ شخص بہت منصف مزاج، نیک، اور عادل تھا رعایا میں سے جو باقاعدہ ہجرت کر کے مکہ مکرمہ آ رہتے تھے ان کا خاص خیال رکھتا، چونکہ اس کا تنہائی خاندان بنو عمر اس کا مددگار تھا لہٰذا اس کے رعب داب اور اثر رسوخ میں بہت اضافہ ہو گیا تھا، اور اس کو عدل وانصاف کے ساتھ معاملات نبھانے میں بڑی مدد بھی ملتی تھی لہٰذا اسی وجہ سے بہت سے بڑے بڑے بزرگ اور تاجر دور دراز سے آ آ کر مکہ مکرمہ میں رہنے لگے تھے۔ مکہ کی گلیاں اور گھر ان سے بھر گئے تھے۔ اور اس کی نیک نامی اور مصنف مزاجی کی شہرت دور دور جا پہنچی تھی۔

مخالفوں کی گرفتاری: ......دوسری طرف چونکہ اللہ تعالیٰ نے احمد بن عجلان کو ہر طرح کی نعمتوں سے نوازا تھا اور اسی وجہ سے یہ اپنے چچازاد بھائیوں کے کہنے کے باوجود مکہ مکرمہ کا محصول نہ خرچ کرتا تھا، لہٰذا اس کے چچازاد بھائی عنان بن قامس بن رمیثہ اور عجلان ابن رمیثہ اس کے خلاف ہو گئے اور لیکن چونکہ اس کے چچازاد بھائی اس کے بھائی محمد بن عجلان کے حلیف تھے اس لئے اس کے بھائی نے اس کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ یا تو ان کو قید کر دے یا پھر ان کو رہا کر دے، چنانچہ اس نے اپنے چچازاد بھائیوں کو سال بھر یا اس سے کچھ زیادہ قید میں رکھا لیکن پھر وہ کسی طرح سے قید خانہ سے نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گئے لیکن فوراً ہی پکڑے بھی گئے ، لہٰذا ان کو دوبارہ قید کر دیا گیا، لیکن پھر کچھ عرصے بعد عثمان بن مقامس وہاں سے بھاگنے میں کامیاب ہو گیا، اور بچتا بچاتا ۷۸۸ھ میں مصری سلطان کے پاس فریاد کرتا ہوا جا پہنچا۔

کبیش کا تسلط: ......کچھ ہی دنوں بعد احمد بن عجلان کی قدرتی موت کی اطلاع ملی چنانچہ اس کے بھائی کبیش بن عجلان نے اس کے کم عمر بیٹے محمد کو مکہ مکرمہ کا گورنر بنا دیا، اور نگران کی حیثیت سے انتظام سنبھال لیا اور حکومت پر مسلط ہو گیا، اقتدار سنبھالتے ہی اس نے اپنے گرفتار شدہ چچازاد بھائیوں

کوزہر دلوا کر قتل کروادیا تاکہ حکومت کے لئے کوئی اس کا مقابل نہ رہے۔

ادھر مصر میں سلطان برقوق چونکہ یہ سمجھ چکا تھا کہ یہ اپنے رشتے داروں میں جھگڑا کروا کے مکہ مکرمہ میں فتنہ وفساد پھیلانا چاہتا ہے لہٰذا اس نے کبیش کی حرکتوں پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا، چنانچہ ۷۸۸ھ ہی میں حجاج کرام کے قافلے کے امیر کو کم عمر محمد کی برطرفی کا حکم دیا اور اس کے ساتھ ساتھ کبیش کی گرفتاری اور عنان بن مقامس کو حکمران بنانے کا حکم جاری کیا۔

محمد بن احمد بن عجلان کا قتل:......لہٰذا جیسے ہی حجاج کرام کا یہ قافلہ مکہ مکرمہ پہنچا تو مکہ مکرمہ کا کم عمر گورنر محمد بن عجلان قافلے کے استقبال کے لئے باہر نکلا اور خلیفہ کے استقبال کے لئے آگے بڑھا اور ہودج کو چومنے کے لئے جھکا، جب کہ کچھ لوگ کبیش کے قتل کے ارادے سے پاس ہی کہیں چھپے ہوئے تھے، اور اتفاق سے کبیش استقبال کے لئے آیا ہی نہ تھا، چنانچہ وہ محمد بن احمد ہی کبیش سمجھے اور اس پر حملہ آور ہوئے اور خنجر کے وار کئے، محمد بن احمد شدید زخمی حالت میں زمین پر گر پڑا جب کہ حملہ آور فرار ہوگئے اور پھر ان کے بارے میں کچھ علاج نہ ہوسکا۔

عنان بن مقامس کی حکومت:......اس واقعے کے بعد قافلے کے امیر نے فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد قدیم طریقے کے مطابق حکومت کی خلعت پیش کی جب کہ کبیش مکہ مکرمہ سے ساحلی علاقے جدہ کی طرف فرار ہوگیا تھا، پھر بعد میں وہ مختلف عرب دیہاتی قبیلوں میں گیا، اور مدد کی درخواست کی لیکن چونکہ یہ سارے قبیلے مصری سلطان کے اطاعت گزار تھے، لہٰذا انہوں نے اس کی کسی قسم کی مدد نہ کی، اس کے علاوہ اس کے اپنے خاندان نے بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیا، لہٰذا یہ مایوس ہوگیا جب کہ دوسری طرف حجاج کرام کا قافلہ جب واپس مصر پہنچا تو محمد بن احمد کے قتل پر سلطان نے قافلے کے امیر سے جواب طلبی کی لہٰذا اس نے اپنی اور اپنے ماتحت افراد کی لاعلمی کا عذر کیا جو سلطان نے قبول کرلیا۔

آپس کی جنگ:......ادھر مکہ مکرمہ سے حجاج کرام کی مصر واپسی کے بعد کبیش بھی مکہ مکرمہ واپس آگیا، یہاں اس کو چند لفنگے مل گئے جن کے ساتھ مل کر اس نے ایک گروپ بنالیا، اور رہزنی کرنے لگا اس کے بعد پھر ۷۸۹ھ میں اس نے مکہ مکرمہ پر حملہ آور ہونے کی جراءت کی اور اس کا محاصرہ کرلیا، لیکن دوسری طرف عنان بن مقاص بن مقاصلے پر آیا اور اسی کو قتل کردیا لیکن پھر عنان نے بھی کبیش کی طرح فتنہ وفساد پردازی کا گروہ بنالیا، اور راہزنی اور لوٹ مار کرنے لگا لہٰذا اس وجہ سے مکہ مکرمہ کا امن وامان ختم ہوگیا، اس کے علاوہ سرکاری افسران، سرداروں یہاں تک کہ بادشاہ کے ان سرکاری کھیتوں کو بھی لوٹنا شروع کردیا جو صدقہ وخیرات کے لئے مخصوص تھے۔

چنانچہ سلطان نے عنان کو قید کردیا اور مکہ مکرمہ کا گورنر علی بن عجلان کو بنادیا لہٰذا اس طرح مکہ میں اس کی فضا دوبارہ بحال ہوئی۔

دو بھائی:......جیسا کہ ہم ابھی تمرتائی دمرداش اور منطاش کا ذکر تحریر کرچکے ہیں، یہ دونوں تمراز ناصری کے بھائی تھے، اور مصر کے سلطان ناصر محمد بن قلادون کے آزاد کردہ غلام تھے، ان کی ماں نے خود ان کی تربیت کی تھی تمرتائی سب بھائیوں سے بڑا تھا اور اس کا نام محمد تھا، جب کہ منطاش سب سے چھوٹا تھا اور اس کا نام احمد تھا، چونکہ تمرتائی کے تعلقات سلطان اشرف سے قائم ہوچکے تھے لہٰذا وہ ترقی کی منزلیں طے کرتا رہا یہاں تک کہ ۷۸۰ھ میں اس کو حلب کا گورنر بنادیا گیا، اس کے علاوہ اس نے ترکمانوں سے ایک جنگ بھی لڑی تھی۔

جنگ کی وجہ:......جنگ شروع ہونے کی وجہ یہ تھی کہ ترکمانوں کے کچھ سردار اس کے پاس آئے لیکن چونکہ یہ سردار آس پاس کے علاقوں میں راہزنی اور لوٹ مار کیا کرتے تھے لہٰذا ترتائی نے انہیں سے دیا گیا، شام اور حماۃ کا مددگار لشکر لے کر مقابلے پر آیا، پہلے تو ترکمان شکست کھا کر بھاگے اور دربند جا پہنچے لیکن پھر فوراً پلٹ کر حملہ کردیا اس مرتبہ سرکاری فوج کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور جب سرکاری لشکر بھاگتا ہوا پہاڑوں کی گھاٹیوں اور تنگ دروں میں پہنچا تو ترکمانوں نے اسے لوٹ لیا۔

پھر اس کے بعد ۷۸۲ھ میں ترتائی کی وفات ہوگئی۔ اور چونکہ سلطان برقوق اس گھرانے سے اپنے پرانے تعلقات کا بہت خیال رکھا کرتا تھا، لہٰذا اس نے منطاش کو ملیطہ کا گورنر بنادیا۔

سودن کی سفارش:......لیکن جب سلطان برقوق خودمختار سلطان بنا تو منطاش کی طرف سے بغاوت کے آثار محسوس کئے اور اسے گرفتار کروانے

کا ارادہ کیا لیکن سودن باق نے اس کی سفارش کی تھی لہٰذا سلطان نے اسے گرفتار نہ کیا، یہ (یعنی سودن) ہزاری حکمران تھا (غالباً اس کے ماتحتوں کی تعداد ایک ہزار ہوگئی؟ مترجم جدید) اور سلطان کا حد درجہ وفادار بھی لیکن چونکہ اس سے پہلے وہ تمر تائی کا ملازم رہ چکا تھا، لہٰذا وہ منطاش کی سفارش کے لئے سلطان کے پاس گیا تھا، اور سلطان کی منطاش کا وفاداری کا یقین دلایا تھا اور باغی ترکمانوں کے جنگ کرنے کی یقین دہانی کروائی تھی۔ لہٰذا سلطان نے اس کی سفارش کی وجہ سے درگزر کیا۔

سازش کی کوشش:...... پھر منطاش دوبارہ اپنے ماتحت علاقے ملیطہ کی طرف چلا گیا، وہاں پہنچ کر بھی اس سے بغاوت کی بوآتی رہی۔ لہٰذا وہ اپنے اسی قصد کو پورا کرنے کے لئے ترکمان سرداروں کے ساتھ گفتگو کرنے لگا، سلطان کو اس بات کا علم ہوگیا تھا، لیکن سلطان نے اس کا اظہار نہ کیا، تاہم منطاش کو اس بات کا احساس بھی ہوگیا تھا، لہٰذا اس نے فوراً روم کے دارالحکومت سیواس کے حکمران سے اس سلسلے میں گفتگو شروع کی، سیواس میں ان دنوں ایک قاضی کی حکومت تھی جس نے بنوارتی کے گھرانے کے ایک بچے کو سیواس کا حکمران بنایا ہوا تھا، اور خود اس کی نگرانی کی آڑ میں خود مختار حکمران بنا ہوا تھا، یہ گھرانہ ہلاکو کے زمانے سے حکمران تھا اور اب تک بھی یہاں تاتاریوں کا لشکر موجود تھا، بہرحال منطاش کے نمائندے جب اس کے پاس پہنچے، تو اس نے منطاش کا ساتھ دینے کی حامی بھری اور باقاعدہ معاہدے کے لئے اپنے نمائندے بھیجے، منطاش نے اپنی غیر موجودگی میں اپنے دوادار یعنی سیکریٹری کو ملطیہ میں اپنا نائب بنایا اور خود نمائندوں سے گفتگو کرنے کے لئے شہر سے باہر نکلا، لیکن اس کا سیکریٹری چونکہ جنگ وجدال سے دور بھاگتا تھا، اور بغاوتوں سے ڈرتا تھا لہٰذا اس نے منطاش کے شہر سے نکلتے ہی سلطان برقوق کی اطاعت کا اظہار کر دیا اور اس کی حکومت قائم کر دی۔

منطاش کی پریشانی:...... جب منطاش کو ملطیہ کی حکومت ہاتھ سے نکل جانے کی اطلاع ملی تو اس کو بہت افسوس ہوا لیکن وہ پھر بھی سیواس کے قاضی کے نمائندوں کے ساتھ سیواس روانہ ہوگیا، اب چونکہ یہ ملیطہ کا گورنر نہ تھا لہٰذا قاضی نے اس پر بالکل توجہ نہ دی جب کہ سلطان کو یہ دھوکہ دیا کہ اس نے منطاش کو قید کر لیا ہے۔

جب کہ ادھر ۷۸۹ھ میں سلطان برقوق نے اپنے بڑے بڑے سرداروں مثلاً تونس دوادار، قروم، راس لونہ، طبتقا الرباح وزیر اسلحہ جات اور ہزاری منصب کے وزیر سودن کو لشکر لے کر جانے کا حکم دیا، ان کے علاوہ اس نے ناصری اور دمشق کے ہزاری افسر اینال یوسفی کو بھی بلوا بھیجا اور انہیں بھی اس لشکر کے پیچھے پیچھے روانہ کر دیا۔

تیمور لنگ:...... یہ وہ زمانہ ہے جب خراسان اور ماوراء النہر پر چغتائی گھرانے سے تعلق رکھنے والے تاتاری بادشاہ تیمور لنگ کی حکومت تھی، یہ عراق عرب اور عراق عجم کے علاوہ آذربائی اور توریز پر حملہ کر کے تباہی پھیلا چکا تھا اور یہاں لوٹ مار کر چکا تھا، اور اس کے بعد اب بغداد پر حملہ کرنے والا تھا، لہٰذا بظاہر سلطان برقوق تیمور لنگ سے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا لیکن حلب پہنچ کر معلوم ہوا کہ تیمور ماوراء النہر میں کسی باغی کی بغاوت کو کچلنے کے لئے روانہ ہوگیا ہے، چنانچہ سلطان برقوق وہاں سے اپنا لشکر لئے سیواس پر حملہ آور ہوا، اہل سیواس اس حملے سے بالکل غافل، مصری لشکر سیواس کی سرحدوں کے اندر جا گھسا۔

سیواس کی حکومت پر مسلط قاضی نے منطاش کو فوراً رہا کر دیا، قید کے دوران وہ منطاش کو سلطان برقوق کے خلاف بھڑکاتا رہتا تھا اور وہ اس کے بہکاوے میں آچکا تھا۔

تاتاریوں سے مقابلہ:...... قاضی نے منطاش کو رہا کر کے روم میں آباد ان تاتاری قبائل کی طرف بھیجا تھا، جو ابن اتنا کی حکومت میں آباد تھے، لہٰذا منطاش نے جاتے ہی ان قبیلوں کو مصری لشکر کے خلاف بہکایا، اور کہا کہ ابن اوتنا کی حکومت ختم ہوگئی۔ تو تمہاری بھی خیر نہیں۔

اتنے میں مصری لشکر سیواس تک آپہنچا تھا اور محاصرہ کر کے مسلسل شہر کو نقصان پہنچانے میں مصروف تھا۔ اہل سیواس ہار ماننے ہی والے تھے کہ اتنے میں منطاش تاتاری قبیلوں کی کمک لے آیا۔ چنانچہ مصری فوج نے ان پر بھی حملہ کر دیا اور خوب نقصان پہنچایا خاص طور پر ناصری نے اس جنگ میں زبردست کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ لیکن چونکہ مسلسل جنگ اور پھر کوئی فیصلہ نہ ہونے کی وجہ سے مصری لشکر جنگ سے بیدار ہوگیا تھا لہٰذا

مصری فوج نے سرداروں نے واپسی کی درخواست کی، کیونکہ اب مصر سے فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے ان تک کمک اور امدادی سامان پہنچنا بھی ممکن نہ تھا، لہٰذا لشکر نے اپنی صفوں کو برقرار رکھتے ہوئے پیچھے ہٹنا شروع کر دیا، تاتاریوں کے ایک دستے نے مصری لشکر کا تعاقب کیا لیکن مصری لشکر دوبارہ ان پر حملہ آور ہوا اور ان کا خاتمہ کر دیا، اور خود بحفاظت یہ سوچتے ہوئے واپس شام کی طرف روانہ ہوا کہ تازہ دم ہو کر دوبارہ دشمن پر حملہ کریں گے، فساد ختم کر کے امن وامان پیدا کریں گے۔

سیواس سے واپسی:......دوسری طرف سیواس کا محاصرہ کرنے والے سردار بھی اس محاصرے سے تنگ آ چکے تھے لہٰذا قرقوم اور طنبقا معلم یہ شکایت سلطان تک پہنچوانے کے لئے ناصری کے پاس جا پہنچے اور گفتگو کے بعد انہوں نے محاصرہ اٹھانے کا فیصلہ کر لیا، چنانچہ محاصرہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے سیواس کے قاضی پر اپنا احسان جتاتے ہوئے واپس روانہ ہوئے واپسی سے پہلے انہوں نے سیواس کے قاضی کو یہ بھی کہہ دیا کہ تھامنطاش کو قتل نہ کرے تاکہ ان کا فتنہ وفساد ختم ہو سکے۔

بغاوت کی کوشش:......ادھر یونس دوادار کو جب تمام افسران اور سپاہیوں کا واپسی کے فیصلے سے اتفاق کا علم ہوا تو اس نے مخالفت نہ کی اور وہ بھی فوج کے ساتھ واپس آیا، حلب میں اس کو ایک سردار ادمرادش نے اطلاع دی کہ اور وہ بھی فوج کے ساتھ واپس ناصری کو بغاوت کرنے اکسارہا ہے، اور ناصری نہ صرف جوبانی کے کہنے میں آ گیا ہے بلکہ بغاوت کی تیاریوں میں بھی مصروف ہے لہٰذا یونس نے مصر پہنچتے ہی ساری بات سلطان کی بتائی، سلطان نے دمرادش کو بلوایا تو دمرادش نے آ کر براہ راست خود ساری تفصیل سلطان کی خدمت میں عرض کی۔

حاجب سے گفتگو:......درحقیقت جوبانی کے اکثر غلام بہت برے تھے، مال ودولت، لالچ، حکومت وحشمت کی طلب نے انہیں پاگل کر رکھا تھا لہٰذا وہ بغاوت پر بالکل تیار تھے۔ جوبانی نے تو انہیں بہت روکا لیکن وہ نہ مانے اور حاجب طرنطائی کو بھی اس مقصد کے لئے اکسانے لگے۔ لیکن وہ ان کی باتوں میں نہ آیا اور شاہی دربار میں آنا تو دور کی بات وہ اپنے گھر تک سے نہ نکلا۔

گرفتاری:...... چونکہ یہ تمام اطلاعات مصر میں سلطان تک پہنچ چکی تھیں اور جوبانی کو بھی اس بات کا علم ہو چکا تھا، لہٰذا جوبانی نے اپنی جان بچانے کے لئے خود سلطان کے دربار میں پیش ہونے کی اجازت طلب کی۔

سلطان نے اجازت دے دی، لہٰذا جوبانی ربیع الاول ۷۹۰ھ میں دمشق سے محکمہ ڈاک کی تیز رفتار سواری لے کر مصر کی طرف روانہ ہوا، سریاقوس پہنچا تو اس کا استاذ دار بہادر منجکن اس سے ملا اور اس کو گرفتار کر لیا، اور سمندری راستے سے اسکندریہ کے قید خانے میں بھیج دیا گیا، اگلے ہی دن سلطان نے قرقوم اور طنبقا کو بھی پکڑوا کر اسکندریہ بھیج دیا، چنانچہ اس طرح ان کی بغاوت ناکام ہو گئی۔

اس کے بعد سلطان نے جوبانی کی جگہ دمشق کا حکمران طرنطائی حاجب کو بنایا اور قرقوم کی جگہ مصر میں اپنے چچازاد بھائی محماس کو مقرر کیا اور طنبقا معلم کی جگہ دمرداش کو گورنر بنایا، اس طرح ہر جگہ امن وامان قائم ہو گیا۔

ناصری کی تیاری:......جب حلب میں ناصری کو ان سرداروں کی گرفتاری کا علم ہوا تو وہ بہت پریشان ہوا لیکن پھر اس نے بغاوت کی تیاریاں شروع کر دیں اور جھگڑالو اور لفنگے لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ چونکہ یہ سلطان کو سودن مظفری کے خلاف بھڑکا کر اس کا عہدہ خود حاصل کرنا چاہتا تھا لہٰذا سب سے پہلے اس نے اسی کی مخالفت شروع کی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ترک حکمرانوں کے ہاں حاجب نامی ایک عہدہ ہوا کرتا تھا۔ جس کا کام آنے جانے والی ڈاک کی نگرانی کے علاوہ حکومت میں ہونے والے اہم واقعات سے آگاہ کرتا بھی تھا، لہٰذا بغاوت کرنے والے امراء اور سرداروں کے راستے کی رکاوٹ اس عہدے پر فائز سردار ہوا کرتا تھا۔

صلح کی کوشش:......چنانچہ اس طرح ناصری اور سودن مظفری کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے جو رفتہ رفتہ بڑھتے جا رہے تھے، سلطان نے صورت حال سے آگاہ ہوتے ہی اپنے نائب دوادار تلکتمر فوری طور پر ان دونوں کے درمیان صلح کروانے کے لئے بھیجا لیکن دوسری طرف باغی اس کی

آمد کی خبر سن کر ٹھٹک گئے۔

تلکتمر نے وہاں پہنچتے ہی ناصری سے مل کر سلطان کا وہ خط پیش کیا جس میں درگذر کرنے اور سودن مظفری سے صلح کرنے کی ہدایات تھیں، لہٰذا ناصری اپنے اردگرد دیگر سرداروں کے ساتھ سلطان نرم رویئے کو محسوس کرتے ہوئے صلح پر آمادہ ہوگیا۔ لیکن اس کے دوست اس کو مسلسل حاجب کے قتل پر اکساتے رہے، آخر یہ اس پر بھی راضی ہوگیا۔

حاجب کا قتل:...... چنانچہ تلکتمر صبح ایوان میں پہنچا کیونکہ وہ جلد از جلد ان دونوں سرداروں کی صلح اور امن وامان قائم کرنے کا خواہش مند تھا، اسی دوران ناصری نے اس کو تنہائی میں بلالیا، اور اس سے گفتگو کرنے لگا جب کہ اس کی عدم موجودگی میں ناصری کے ساتھیوں نے حاجب پر اچانک حملہ کر کے اس کو قتل کر ڈالا، قاتلوں کے گروپ کی قیادت ابنقا جوہری نے کی تھی۔ اس کے بعد زبردست ہنگامہ اور فساد شروع ہوگیا اور تلکتمر خاموشی سے واپس آ گیا۔

طرابلس میں بغاوت:...... پھر سارے سردار ناصری کے پاس جمع ہوگئے اور بغاوت کا آغاز کر دیا، ان کا یہ منصوبہ محرم ۷۹۱ھ میں مکمل ہوا، یہ اطلاع طرابلس پہنچی تو وہاں سے بھی بذریعہ ناصری کی قیادت میں بغاوت شروع ہوگئی، یہ حملہ کر دیا، اور گورنر کو پکڑ کر قید کر دیا۔

باغیوں کی سرکوبی:...... پھر جب حلب، حمص اور شام وغیرہ سے بھی بغاوت کی اطلاعات آنے لگیں تو سلطان نے اس بغاوت کی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ کیا اس لشکر میں (۱) مصری کی اتابک اشمس (۲) یونس دوادار (۳) خلیلی چرکسی امر ما فوریہ (۴) احمد بن بیقا امیر مجلس (۵) ایدکاز صاحب الحجاب بھی شامل تھے اس کے علاوہ سلطان نے خلیلی کی قیادت میں پانچ سو بہترین جنگجو سپاہیوں کا لشکر تیار کیا اور اپنا خاص سرکاری جھنڈا عطا کیا، اس جھنڈے کا نام شایش تھا، اس کے علاوہ سلطان نے اس خصوصی لشکر اور باقی لشکر کر خاص طور پر تیار کر کے روانہ کیا۔

دمشق پر حملہ:...... دوسری طرف ناصری نے تاتاری میں موجود منطاش کو بھی بلوالیا، اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا پھر عربوں اور ترکمانوں کے قبیلوں کو جمع کیا، اور یہ فوج لے کر دمشق کی طرف روانہ ہوا،

دوسری طرف دمشق کا گورنر طرنطائی ایک طرف تو سلطان کو تازہ ترین اطلاعات بہم پہنچا رہا تھا، جب کہ اس کے ساتھ ساتھ فوج کے نائب سپہ سالار امیر صفوی کو بھی برطرف کروانے کی کوشش کر رہا تھا کیونکہ امیر صفوی کے ناصری کے ساتھ گہرے تعلقات تھے، لہٰذا فوج بھی اس کے خلاف ہوگئی اور اس پر حملہ کر کے نہ صرف اس کے گھر کو لوٹ لیا بلکہ اس کو بھی گرفتار کر کے الکرک بھیج دیا، اس کے بعد اور ان دنوں نابلس اور اس کے قرب وجوار کے علاقے اس کے ماتحت تھے لہٰذا وہاں سے یہ غزہ منتقل ہوگیا۔

جنگ کا آغاز:...... ادھر مصری لشکر نے دمشق پہنچتے ہی چند قاضیوں کو منتخب کر کے ایک گروپ تشکیل دیا اور صلح کرنے کے لیے ناصری کے پاس بھیجا لیکن ناصری اور اس کا گروپ صلح کرنے پر راضی نہ ہوئے بلکہ اس گروپ کو بھی واپس نہ آنے دیا، اور جنگ شروع کر دی یہ جنگ مرج نامی جگہ پر شروع ہوئی۔

مصری فوج کو شکست:...... جنگ شروع ہوتے ہی احمد بن بیقا اور ایدکاز حاجب ناصری کی فوج میں جا ملے، لہٰذا ان کی دیکھا دیکھی اور بھی بہت سے سرداروں کی فوجیں باغی فوج کے ساتھ مل گئیں، لہٰذا باغی فوج بہت طاقت ور ہوگئی اور اس نے سلطان کی بچی کھچی فوج پر زبردست حملہ کیا، لہٰذا تتر بتر ہو کر ادھر ادھر بھاگنے لگی جب کہ اشمس نے سلطان کی طرف سے موجود تحریری اجازت کی بناء پر دمشق کے قلعے میں پناہ لی۔

افراتفری اور گرفتاری:...... جیسا کہ ہم ابھی تحریر کر چکے ہیں کہ اشمس نے تو قلعے میں پناہ لے لی تھی جب کہ یونس دوادار کے سارے غلام اس کو اکیلا چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگ گئے لہٰذا یہ پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر بھاگتا رہا، اسی دوران اس کا ٹکراؤ باغی فوج کے سردار امیر الامراء عنقا سے ہوگیا، چونکہ ان دونوں کے شروع ہی سے اختلاف تھے لہٰذا عنقاء نے یونس دوادار کو گرفتار کر لیا۔

اس کے علاوہ سلطان کے خاص تربیت یافتہ جنگجو سپاہی چرکس قلعوں کو اپنی حفاظت میں لیئے لڑ رہے تھے، اور بہادرانہ کارنامے انجام دے رہے تھے لیکن اسی دوران باغیوں کا ایک سپاہی کسی طرح اس حفاظتی حصار کے اندر آ پہنچا اور تاک کر نیزے کا وار کیا، چرکس خلیلی نیچے گرا، گرتے ہی حملہ آور سپاہی نے آگے بڑھ کر اس کا سر کاٹ لیا، اس کے قتل ہوتے ہی لہڑ بونگ مچ گئی اور پورا لشکر تتر بتر ہو گیا، لہٰذا باغیوں نے ان پریشان بھاگتے ہوئے سپاہیوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔

دمشق پر باغیوں کا قبضہ:......پھر باغی فوج نے دمشق میں گھس کر شہر پر قبضہ کر لیا، جب کہ عربوں اور ترکمانوں نے قرب وجوار میں لوٹ مار شروع کر دی، اس کے بعد عنقاء نے اجازت لے کر یونس کو قتل کر دیا اور سر کاٹ کر سرداروں کے پاس بھیج دیا، قلعے کے گورنر کو اتمش کو اپنے پاس قید رکھنے کا حکم دیا گیا، جب کہ دیگر قیدیوں کو دمشق کے قلعے، حلب اور صفد وغیرہ میں قید کر دیا گیا اس کے علاوہ غزہ میں ابن باکس نے بغاوت کا اعلان کیا اور ان کی اطاعت کا اظہار بھی کر دیا چنانچہ جب انیال یوسفی دمشق سے مزار ہوتے ہوئے غزہ سے گزرا تو اس کو گرفتار کر کے الکرک میں قید کر دیا گیا۔

مصر کا دفاع:......ادھر سلطان نے صورت حال سے آگاہ ہو کر دفاع کی تیاریاں شروع کر دیں، چنانچہ اتابک کے عہدے پر اتمش کی جگہ دمرداش کو دوادار کے عہدے پر یونس کے قتل کے بعد قرماش حبذا کو مقرر کیا، اس کے خالی ہونے والے عہدوں پر نئے افسران اور سرداروں کو مقرر کیا، اور متوکل بن معتضد باللہ کو رہا کر کے دوبارہ خلیفہ بنا دیا، جب کہ اس کی جگہ مقرر کیئے گئے خلیفہ کو برطرف کر دیا۔

مصر پر حملہ:......دوسری طرف باغی فوج کچھ عرصہ دمشق میں رہی اور پھر مصر پر حملے کے لیے روانہ ہوئی چونکہ یہ روانگی خفیہ تھی لہٰذا کسی کو علم نہ ہو سکا اور ان کا ہراول دستہ بلبیس تک جا پہنچا، پھر برکۃ الحاج میں اسی سال میں جمادی الثانی کو پڑاؤ ڈالا۔

سلطان کی بے بسی:......ادھر سلطان بھی اپنے غلاموں اور سپاہیوں کے ساتھ دن بھر قلعے کے باہر باغیوں کے سامنے صفیں باندھا پڑا رہا، اور اپنے سپاہیوں اور مصری عوام کو باغی لشکر میں شامل ہوتے دیکھتا رہا سلطان برقوق کے بڑے بڑے سردار ناصری سے امان طلب کرتے اور ناصری کی فوج کے کچھ دستے جنگ کے لئے آگے بڑھے لیکن باغیوں نے ان کو زبردست شکست دی اور شکست کھا کر یہ دستے سلطان کے پاس واپس آ گئے۔

سلطان کی روپوشی:......چونکہ سلطان برقوق کو اب اپنی حکومت بھی ڈوبتی نظر آ رہی تھی لہٰذا سلطان نے خفیہ طور پر ناصری کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور بہت نرم انداز اختیار کیا، اس کے علاوہ اس نے ناصری کو اپنے غلاموں سمیت اپنی حکومت برقرار رکھنے کی اجازت بھی دی، درحقیقت اس میں سلطان کی اپنی روپوشی کا خفیہ اشارہ بھی تھا تا کہ اس کو بیقادیہ کے علاوہ کوئی اور نقصان نہ پہنچا سکے لہٰذا رات ہوتے ہی سلطان نے اپنے غلاموں کو روپوش ہونے کی اجازت دی اور پھر خود بھی بھیس بدل کر کہیں غائب ہو گیا۔

ناصری کی حکومت:......پھر اگلے دن صبح ہی صبح ناصری نے باغی فوج کے ساتھ قلعے پر قبضہ کر لیا، اس کے فوراً بعد انہوں نے معزول شدہ بادشاہ امیر حاج بن الاشرف کو دوبارہ بادشاہ بنا دیا، اور اس کا لقب الملک المنصور رکھا، پھر قیدی سرداروں مثلاً جوبانی وغیرہ کو رہا کر دیا گیا، چنانچہ یہ سردار اگلے ہی دن قاہرہ آ پہنچے، ناصری نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کا استقبال کیا اور جوبانی کو شاہی اصطبل میں لے گیا، اور اپنے ساتھ حکومت میں شریک بنایا۔

سلطان برقوق کی تلاش:......ناصری نے قبضے کے پہلے ہی دن سے سلطان برقوق کی تلاش کا کام شروع کروا دیا تھا جو اگلے دن بھی جاری رہا، آخر کار جوبانی کے ایک غلام نے بادشاہ کو ڈھونڈ نکالا، سلطان برقوق کو دیکھتے ہی اس نے جھک کر زمین کو چوما اور سلطان کے ساتھ بہت اچھے طریقے سے پیش آیا، پناہ دینے کا وعدہ کیا اور پھر قلعے میں لے آیا، چنانچہ یہاں اس کے بارے میں مشورہ کیا گیا، منطاش اور زلار تو سلطان کو قتل کرنا چاہتے تھے لیکن ناصری اور جوبانی چاہتے تھے کہ معاہدے کی پابندی کی جائے اور سلطان کو معاف کر دیا جائے لہٰذا بالآخر سلطان کو معاف کر دیا گیا۔

نئے عہدے دار:......اس کے بعد نئے سرے سے سرکاری عہدوں کی تقسیم شروع ہوئی چنانچہ جوبانی کو اتابک بنایا گیا جب کہ ناصری نے رئیس نوبہ کا عہدہ سنبھالا، دمرداش احمدی کو اسلحے وزیر، احمد بن بیقا کو امیر مجلس، ابقا عثمانی کو دوادار اور ابیقا جوہری کو استاذ دار کے عہدے پر فائز کیا گیا، اس

طرح مصر میں عہدوں پر تقرریاں عمل میں آئیں، جب کہ دوسری طرف زلار کو دمشق کا گورنر (نائب حکمران) اور کتبغا بیقاوی کو حلب کا گورنر بنایا گیا ،اس کو سلطان برقوق نے طرابلس کی حکومت سے برطرف کر کے دمشق میں قید کیا تھا، لیکن ناصری کا حامی بننے کے بعد اسے حلب کا گورنر بنایا گیا۔

گرفتاریاں:...... جہاں نئے عہدوں کی تقسیم ہوئی تھی، وہیں کچھ اس حکومت نے اپنے مخالف سرداروں کی گرفتاریاں بھی کیں، ان گرفتار ہونے والوں میں سودن باق اور سودن طرنطائی بھی شامل تھے، جب کہ ان کے ساتھ ساتھ سلطان کے غلاموں کو بھی ڈھونڈ ڈھونڈ کر گرفتار کیا جار ہا تھا کچھ لوگوں کو اسکندریہ کے قید خانے میں رکھا جاتا اور کچھ کو شام میں اس کے علاوہ کچھ افراد کو سرداروں اور افسران کی خدمت کے لیئے شام بھیج دیا گیا۔

اس کے علاوہ سابق حکومت کے استاذ دار محمود کو محل کا تاروں بھی تھا گرفتار کر کے (۱۰) دس لاکھ روپے جرمانہ وصول کرنے کے بعد اس کو بھی قید کر دیا گیا، اس کے ساتھ ساتھ سلطان برقوق کے بارے میں مشورہ ہوتا رہا کہ اس کو الکرک، قوص اور اسکندریہ میں سے کس جگہ بھیجا جائے، آخر کار الکرک بھیجا جانا تجویز ہوا، لیکن منطاش کی طرف سے خطرہ بھی تھا۔ لہٰذا مشہور یہ کیا گیا کہ سلطان کو اسکندریہ بھیجا جار ہا ہے، لہٰذا ایسا ہی ہوا منطاش رات کے وقت گھات لگا کر سمندر کے قریب بیٹھ گیا جب کہ جوبانی سلطان برقوق کو لے کر قلعے سے نکلا، اس کے ساتھ ساتھ الکرک تک پہنچایا جا سکے، کچھ دور ساتھ چلنے کے بعد جوبانی واپس آ گیا۔

الکرک میں رہائش:......اصل حقیقت کا علم ہونے پر منطاش بہت چیں بجبیں ہوا اور بغاوت کا ارادہ کرنے لگا لیکن چونکہ سلطان بخیر وعافیت الکرک تک پہنچ گیا تھا، لہٰذا ناصری نے اس کے خاص غلاموں میں سے حسن کشکی کو الکرک کا گورنر بنا دیا، اور حکم دیا کہ سلطان کی خدمت اس طرح کی جائے کہ کوئی دشمن سلطان کو نقصان نہ پہنچا سکے؟ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل واحسان سے دوسری صورت پیدا نہیں کر دی۔

بہر حال بعد میں یہ بھی معلوم ہوا کہ سلطان کے کچھ روپوش غلاموں نے دمشق میں بغاوت کی کوشش کی تھی لیکن ان سب کو گرفتار کر لیا گیا، ان میں ایبقا صغیر بھی شامل تھا۔

منطاش کے ارادے:......مصر میں بھی منطاش حکومت کرنے کا خواہشمند تھا اور بغاوت کے منصوبے بنار ہا تھا، کیونکہ ناصری کی حکومت نہ تو اس کو کوئی اعلیٰ عہدہ دیا تھا، اور نہ کوئی جاگیر، اور پھر اس پر طرہ یہ کہ جوبانی کو اس پر ترجیح دیتے ہوئے نائب حکمران کا عہدہ دے دیا گیا تھا، لہٰذا وہ بہت ناراض ہوا اور بغاوت کی ٹھان لی۔

اس کے علاوہ جوبانی کی گرفتاری اور حلب میں ناصری کی بغاوت کے اعلان کے وقت جوبانی کے غلام بھی ناصری کے ساتھ مل گئے تھے اور پھر سفر میں منطاش کے ساتھ بھی ان کا تعلق رہا، اکٹھے رہنے کی وجہ سے انسیت بھی پیدا ہو گئی تھی لہٰذا ایک طرف تو منطاش نے ان غلاموں کو بھی اپنے ساتھ بغاوت کے منصوبے میں شریک کر لیا، جب کہ دوسری طرف جوبانی کا بھی ہم نوالہ وہم پیالہ دوست بنار ہا۔

اس کے علاوہ ترکوں کی جماعت بیقاویہ چونکہ یہ سمجھتی تھی کہ ناصری ان کی جاگیروں اور تنخواہوں میں کمی کر رہا ہے لہٰذا وہ بھی اس کے خلاف ہو رہے تھے، سو جب منطاش نے ان کو بغاوت کی دعوت دی تو یہ بخوشی اس کے ساتھ شامل ہو گئے اور اس کی حمایت کا وعدہ بھی کیا۔

ادھر ناصری اور جوبانی کو بھی اس کی اطلاع مل گئی چنانچہ انہوں نے اس کو شام بھیجنے کا ارادہ کیا لیکن یہ جھوٹا بیمار بن گیا، اور کئی دنوں تک گھر سے باہر ہی نہ نکلا، اور گھر میں منصوبہ بندی کرتا رہا۔

جوبانی کا قتل اور افراتفری:......پھر پیر کے دن جوبانی اس کو گرفتار کرنے کے لیے اس کے گھر آ پہنچا، لیکن اس نے اپنے غلاموں وغیرہ کو گھر میں بٹھا رکھا تھا۔ لہٰذا جوبانی کے اندر گھستے ہی انہوں نے جوبانی کو قتل کر دیا، یہاں سے منطاش رمیلہ روانہ ہوا اور وہاں کھڑی سرداروں اور افسروں کی سواریوں پر قبضہ کر لیا اس کے علاوہ اس نے مدرسہ ناصریہ میں اپنے ایک افسر کی زیر نگرانی کچھ تیرانداز اور جنگجو بھی کھڑے کر رکھے تھے چنانچہ یہ خود ان کی حفاظت کے لیے مینار کے پاس کھڑا ہو گیا اسی دوران اشرفیہ اور دوسرے ترک قبیلوں کی فوجیں اس کے پاس جمع ہونے لگیں اور پھر سلطان برقوق کے کچھ روپوش غلام بھی اس سے آ ملے اور پھر ترکوں کی بیقاویہ جماعت بھی رمیلہ میں اس سے آ ملی۔

ناصری کی بے بسی اور شکست: ......چنانچہ ناصری اس وقت اپنی رہی سہی فوج لے کر نکلا اور دشمن پر حملے کا حکم دیا لیکن کسی نے اس کا حکم نہ مانا چنانچہ باغیوں نے بھی حملہ نہ کیا، جوبانی کے غلاموں نے ناصری سے انتقام لینا چاہا لیکن منطاش نے ناصری کے قتل کی دھمکی دی تو وہ ادھر ادھر ہو گئے۔

اس کے بعد دن بھر جنگ ہوتی رہی اور اگلے دن بھی جاری رہی، یہاں تک کہ یہ جنگ تین دن تک جاری رہی اور منطاش کی طاقت میں اضافہ ہوتا رہا للہذا بدھ کے دن شام کے وقت ناصری کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی، ستر (۷۰) دن تک ناصری قلعے میں چھپا رہا لیکن پھر منطاش قلعے میں جا گھسا اور مال و دولت کو لوٹ لیا۔

منطاش کی حکومت: ......ناصری بہت پریشان تھا اس کی فوجیں اس کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئیں تھیں جب کہ بیقاویہ کا گروپ جب اگلے دن منطاش کے پاس آیا تو منطاش نے اسے گرفتار کر لیا اور ان لوگوں کو بھی جو ناصری سے بھاگ کر آئے تھے پھر ان کو الگ الگ اسکندریہ بھیج دیا اور ناصری کے ہاتھوں قید کیئے گئے ایک گروپ کو صیاط اور قوص کی طرف بھیج دیا۔

پھر اس نے نئے سرے سے امیر حاج بن الاشرف کے ہاتھ پر بیعت کروائی اور اعلان کے ذریعے سلطان کے غلاموں کو حاضر ہونے کا پیغام پہنچایا، اس چالاکی سے اس نے بہت سے غلاموں کو گرفتار کر لیا، کچھ جان بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔ گرفتار شدگان کو قوص کے قید خانہ میں بھیج دیا پھر مالدار لوگوں کا مال و اسباب لوٹنے لگا اور اس کے علاوہ استاذ دار محمود کو رہا کر دیا اور اس کو اس کے عہدے پر بحال کرنے کے بارے میں سوچنے لگا لیکن پھر اپنا ارادہ بدل دیا اور اس کا قیمتی مال و اسباب ضبط کر لیا، جو ساٹھ ڈھیر سونے پر مشتمل تھا۔

عہدوں کی تقسیم: ......للہذا حکومت سنبھالتے ہی اپنی مرضی کے عہدے دار بنانے شروع کر دیئے للہذا شام سے اشقتری کو بلوا کر اس کے بھائی تمر طائی سے اس کی صلح کروادی اور نائب اعظم بنا دیا، پھر استدمر بن یعقوب شاہ کو اسلحہ کا وزیر بنا دیا اور ابنقا صفوی امیر حجاج بنا دیا اور پھر ان لوگوں کو مشورے کے لئے حکومت میں بھی شامل کر لیا، امیر حبذا ابراہیم بن بطلفقتمر نے چونکہ اس کی حکومت بنوانے میں نمایاں کام کیا تھا للہذا اسے خاص اہمیت دی اور ہزاروں سرداروں پر بھی ترجیح دی۔ لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ یہ دوسرے سرداروں کے ساتھ مل کر اس کے خلاف بغاوت کے منصوبے بنا رہا ہے تو اس کو گرفتار کر لیا، لیکن پھر حلب کا حکمران بنا دیا۔

ارغون سمندری کی گرفتاری: ......اس کے علاوہ چونکہ ارغون سمندر اس کا خاص ساتھی تھا للہذا لوگ اس سے تعلقات بڑھانے لگے اور اس کے پاس جمع ہونے لگے۔ انھیں دنوں منطاش کو معلوم ہوا کہ یہ امیر حبذا ابراہیم کے ساتھ مل کر کوئی منصوبہ بنا رہا ہے للہذا اسے گرفتار کر لیا اور تفتیش شروع کر دی لیکن وہ مسلسل انکار کرتا رہا، اور جیل ہی میں رہا۔

اس کے علاوہ منطاش نے سودن کو رہا کر دیا مصر آ کر سودن گوشہ نشین ہو گیا اور حکومت اسی طرح چلتی رہی۔

بزلار کی بغاوت: ......منطاش کی حکومت کی اطلاع دمشق پہنچی تو بزلار کو یہ بات بہت بری لگی اور اس نے بھی بغاوت کا ارادہ کر لیا اور شام اور حلب وغیرہ کے گورنروں سے اس سلسلے میں گفتگو کی لیکن کسی نے بھی اس کی بات نہ مانی اور بدستور منطاش کے فرمانبردار رہے۔ انہی دنوں دمشق کے رئیس اور طاز کے بھائی جنتمر نے منصوبہ بنایا اور مصر کی وفاداری کا اظہار کیا، اس بات کا علم ہوتے ہی بزلار اپنے سپاہی لے کر اسے گرفتار کرنے پہنچے، اس کو تو یہ گرفتار نہ کر سکا البتہ اس کے حمایتوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا، اہل دمشق نے بزلار کے خلاف اس کی مدد کی۔ کچھ دیر جنگ بھی کی آخر کار حالات کو دیکھتے ہوئے بزلار نے ہتھیار پھینک دیئے اور گرفتاری دے دی، منطاش کو جب اطلاع بھجوائی گئی تو اس نے اس کی قید کا حکم دیا للہذا بزلار کا انتقال قید ہی کی حالت میں ہوا، اس کے بعد منطاش نے جنتمر کو دمشق کا گورنر بنا دیا۔

برقوق کی پریشانی: ......ادھر الکرک میں برقوق کو جب منطاش کی حکومت کا علم ہوا تو سلطان برقوق کو اپنی جان خطرے میں نظر آئی، منطاش کا بھی اہم کام سلطان برقوق کا خاتمہ تھا للہذا اس نے الکرک کے گورنر حسن کشکی کو سلطان کے قتل کا حکم دے دیا، لیکن حسن کشکی کو ناصری نے چونکہ سلطان کی حفاظت کا حکم بھی دے رکھا تھا للہذا اس نے سلطان کو قتل نہ کیا بلکہ اس کو شہر کے قاضی اور بریدی وغیرہ نے بھی سلطان کو قتل نہ کرنے کا مشورہ دیا للہذا اس

نے منطاش کو خط میں اطلاع بھیجی کہ خلیفہ اور موجودہ سلطان کی اجازت کے بغیر یہ کام بہت پر خطر ہوگا لہٰذا منطاش نے موجودہ سلطان اور خلیفہ کا اجازت نامہ حاصل کرنے کے بعد دوبارہ سلطان برقوق کے قتل کا حکم دیا لیکن حسن کشکی ٹالتا رہا۔ ان لوگوں نے سلطان کے احترام کی وجہ سے سلطان کو ان معاملات سے آگاہ تو نہ کیا لیکن سلطان سمجھ گیا اور چونکہ اس کے کمرے کی کھڑکی سے حضرت ابراہیم کا مزار مبارک دکھائی دیا کرتا تھا لہٰذا یہ انہی کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتا رہتا تھا۔

بریدی کا قتل:......ادھر سلطان کے غلام اس کی حفاظت کے لئے فکر مند تھے لہٰذا انہوں نے شہر میں گھوم پھر کر کچھ ایسے لوگ تلاش کر لئے جو سلطان کی حفاظت کا کام بخوبی کر سکتے تھے، اور انہوں نے اس کا معاہدہ بھی کیا، لہٰذا یہ لوگ (۱۰) دس رمضان المبارک کو رات کے وقت بریدی کے ٹھکانے پر جا پہنچے اور اسے قتل کر دیا۔ اور سلطان کے پاس اس طرح پہنچے اس کا کٹا ہوا سر بھی ان کے پاس تھا اور ان کی تلواروں سے خون ٹپک رہا تھا حسن کشکی نے سلطان کی مزید تسلی کے لئے روزہ اس کے پاس ہی افطار کیا لیکن وہ انہیں دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا۔

اس کے بعد انہوں نے حسن کو بھی قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن سلطان نے اس کو امان دی، اس نے قلعہ سلطان کے حوالے کر دیا، قلعہ دار نے سلطان کے ہاتھ پر دوبارہ بیعت کر لی اور پھر اگلے دن اہل شہر نے آ کر سلطان برقوق کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کو مصر کا جائز سلطان مان لیا، قرب وجوار سے بنو عقبہ اور دوسرے عرب قبیلوں نے بھی آ کر بیعت کر لی، اور جب یہ بات پھیلی تو اس کے روپوش غلام بھی ہر طرف سے اس کے پاس پہنچنے لگے۔

دمشق روانگی:......یہ اطلاع ملتے ہی منطاش نے غزہ کے گورنر کو الکرک پہنچنے کا حکم دیا، غزہ کا گورنر ابن باکیش تھا سلطان پہلے تو ابن باکش کی فوج کا سامنا کرنے سے گھبرایا اور شام جانے کا ارادہ کر لیا لیکن پھر ابن باکیش سے ٹکرانے کا پکا ارادہ کر لیا، اور (۱۵) شوال کو دمشق کے قریب جا پہنچا۔

مخالفوں کی شکست:......دمشق کے گورنر جنتمر نے بھی سلطان برقوق کی روک تھام کے لئے لشکر بھیجا اس لشکر میں لبذ مرکی اولاد اور شام کے بڑے بڑے سردار بھی تھے۔ لہٰذا شقحب نامی جگہ پر جنگ ہوئی، زبردست جنگ کے بعد اہل دمشق کو شکست خوردہ فوج کا تعاقب کیا، لیکن اس کے زیادہ تر سپاہی مصر بھاگ گئے۔

اسی دوران سلطان کو ابن باکیش کی فوجوں کے تعاقب کا احساس ہوا، چنانچہ سلطان واپس لوٹا اور راتوں رات (۱۰) ذی القعدہ ابن باکیش کو فوج پر حملہ کر دیا۔ لہٰذا ابن باکیش کی فوج شکست کھا کر بھاگی، سلطان اور اس کے لشکر نے ان کے مال واسباب پر قبضہ کر لیا اس طرح ان کو خوب مال غنیمت ہاتھ لگا۔ اور اس سے سلطان برقوق کی طاقت بھی بڑھ گئی۔

دمشق کا محاصرہ:......پھر سلطان دمشق کے میدان میں پہنچ کر جنگ کے لئے تیار ہوا لیکن اہل دمشق سلطان کے مخالف ہو گئے۔ لہٰذا سلطان کو اپنی جان بچانے کے لئے یہاں سے بھاگنا پڑا، لوگوں نے سلطان کے مال واسباب پر قبضہ کر لیا۔ جب کہ سلطان قبہ میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا، دمشق والوں نے شہر کے دروازے بند کر لئے۔ چنانچہ سلطان باہر محرم ۹۲ےھ تک ان کا محاصرہ کیے رہا۔

مدد کی آمد:......دوسری طرف حلب کا گورنر کمشبغا سلطان کا حمایتی بن گیا تھا، اور کرک سے شام جاتے ہوئے اس نے باقاعدہ تحریری طور پر سلطان کو اپنی حمایت کا یقین دلایا تھا، چنانچہ دمشق کے محاصرے کی اطلاع ملتے ہی سلطان کی مدد وحمایت اور قوت میں کام آنے والے ہر طرح کے ساز وسامان لے کر دمشق روانہ ہوا۔ ادھر اینال یوسفی اور سلطان کا چچازاد بھائی قجماش اور صعد میں آباد بڑے بڑے سردار بھی سلطان کے پاس آ پہنچے، اور اس کی وجہ یہ تھی کہ سلطان کے کچھ غلام صفد کے گورنر کے پاس کام کیا کرتے تھے لہٰذا انہوں نے موقع مناسب دیکھ کر قید خانہ پر ہلہ بول دیا اور سارے قیدیوں کو رہا کروالیا، یہ سارے اینال کی قیادت میں سلطان کے پاس جا پہنچے۔

قوص میں بغاوت:......قوص میں گرفتار سرداروں کو سلطان کی رہائی اور کرک پر قبضے کی اطلاع ملی تو انہوں نے بھی شوال میں بغاوت کر دی اور گورنر کو گرفتار کر کے خزانے کے مال ودولت پر قبضہ کر لیا۔ اسی دوران یہ اطلاعات مصر پہنچی تو وہاں سے ان کی روک تھام کے لئے فوج بھیجی گئی، لیکن

اسی دوران یہ بھی معلوم ہوا کہ انہوں نے اسوان کے گورنر حسن بن قرط کو بھی اپنے ساتھ ملالیا ہے اور اس نے بھی حمایت کا وعدہ کیا ہے لہٰذا اس نے ان کی اور حوصلہ افزائی ہوئی، اور انہوں نے المعتصب نامی وادی کی مشرقی سمت اور نہر سویز کی طرف سے ہوتے ہوئے الکرک پہنچنے کا منصوبہ بنایا۔

بغاوت کی گوشمالی:......لہٰذا اس اطلاع کے بعد منطاش نے سندمز بن یعقوب شاہ کو لشکر دے کر روانہ کیا، وہ مشرقی کنارے کی طرف روانہ ہوا لیکن اسی دوران حسن بن قرط آ پہنچا اور اس نے آ کر اپنی وفاداری کا یقین دلایا چنانچہ اس کو دوبارہ اس کے عہدے پر بحال کر دیا گیا۔

اس کے بعد ابن یعقوب شاہ قوص پہنچا اور قرب وجوار کے علاقوں پر قابو پایا اور باغی سرداروں کو گرفتار کرلیا، پھر سلطان برقوق کے غلاموں اور صعد کے گورنر کے غلاموں کو قتل کروادیا۔ اور سرداری کو لے کر (۱۵) ذی الحجہ کو مصر پہنچا، وہاں چار کے علاوہ جن میں سومائی ابدی بھی شامل تھا باقی سب کو قید کر دیا گیا۔

کمشیقا کی بغاوت:......جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ ناصری نے راس نوبہ کے عہدے پر فائز کمشیقا کو حلب کا حکمران بنادیا تھا لیکن منطاش کی خودمختاری کے بعد وہ اس کا مخالف ہو گیا، اور جب بذلار نے بغاوت کر کے اس کو اپنے ساتھ ملانا چاہا تو اس نے انکار کر دیا تھا، لیکن ابراہیم بن امیر حبذا اور حلب کے مضافات میں آباد اہل باقوسا نے بھی اس کی مخالفت کا اظہار کیا تھا، چنانچہ کمشیقا نے ان سے جنگ کر کے نہ صرف ان کو شکست دی بلکہ قاضی ابن ابی الرضی کو بھی قتل کر دیا، کیونکہ وہ بھی اس کے مخالفین میں سے تھا، لہٰذا شوال میں اس کو حلب میں خودمختاری حاصل ہوگئی۔

سلطان کی مدد:......پھر سلطان کے دمشق کے محاصرے کی اطلاع ملتے ہی حلب سے جنگی سازوسامان جمع کر کے سلطان کے پاس جا پہنچا، ان چیزوں میں مال ودولت، ہتھیار کپڑے، اونٹ گھوڑے، محاصرے کے آلات، خیمے اور قالین وغیرہ شامل تھے۔ سلطان نے اس کا زبردست گرمجوشی سے اس کا استقبال کیا اور بہت عزت سے پیش آیا۔ یہاں تک کہ سلطان نے اس کو اپنا مشیر خاص اور اتابک بنالیا اور وہ بھی دمشق کے محاصرے میں شریک ہو گیا۔

قلعہ پر حملہ:......کمشیقا کے پہنچتے ہی چونکہ سلطان کی طاقت میں بہت اضافہ ہو گیا تھا لہٰذا چاروں طرف سے منجنیقوں کے ذریعے فصیل پر حملہ کیا گیا اس میں بڑے بڑے سوراخ ہو گئے اور قریب کے گھروں میں آگ بھڑک اٹھی یہاں تک کہ سارے گنبدوں قلعوں وغیرہ پر آگ لگ گئی، فصیلوں سے بھی سخت جوابات دیئے جانے لگے۔ اس جنگ کا مشورہ شافعیہ کے قاضی احمد بن اتوشی نے دیا تھا۔ حالانکہ اہل علم حضرات نے اس کو ماننے سے انکار کر دیا تھا۔

منطاش کے لشکر کی شکست:......محاصرے کی شدت کا علم ہوتے ہی منطاش نے طنبقا الحلی دوادار الاشرف کے ذریعے دمشق کی افواج کے لئے مالی امداد بھیجوائی، پھر دمشق کے گورنر جنتمر نے امیر آل یعبر بن جبار کو مدد کے لئے بلوالیا چنانچہ کمشیقا ان کے مقابلے پر آیا۔ اور ان کو شکست دی اور پھر اس کے خادم کو پکڑلیا اور سلطان کے پاس لے آیا۔ لیکن سلطان نے نہ صرف اس کو رہا کر دیا بلکہ خلعت اور سواری دے کر اس کے آقا کے پاس بھیج دیا۔

انیال:......دمشق کے بعد شکست کھا کر انیال مصری طرف فرار ہو گیا تھا اور غزہ سے گزرتے ہوئے ابن باکیش نے اس کو گرفتار کرلیا تھا اور کرک میں قید کر دیا تھا، ناصر نے خودمختار ہوتے ہی اس کو صعد بھیج دیا جہاں وہ دیگر سرداروں کے ساتھ قید رہا، اور پھر قطب نظامی نے صعد کا گورنر بنتے ہی برقوق کے بہت سے غلاموں کو اپنا ملازم رکھ لیا تھا، اور انہی میں بلبغا سامی کو دوادار بنایا تھا۔

چنانچہ سلطان برقوق کی رہائی کی اطلاع ملتے ہی بلبغا نے اپنے استاد قطلو بف کے غلاموں کے ساتھ مل کر منصوبہ بنایا کہ وہ مخالفت کر کے سلطان برقوق کے پاس چلے جائیں گے۔ لہٰذا جب کچھ غلام روانہ ہوئے تو قطلو بغا نے ان کا تعاقب کیا وار بلقاسالمی کو دوادار اور صعد کا سیکریٹری بنایا دیا لیکن پھر اس کے روانہ ہونے کے بعد سارے قیدیوں کو رہا کر دیا لہٰذا انیال نے قلعہ پر قبضہ کرلیا۔

جب قطلو بغا تعاقب سے واپس آیا اور اس نے دیکھا کہ ان لوگوں نے صعد پر قبضہ کر رکھا ہے اور اس کو بھی نہیں آنے دیتے لہٰذا وہ ان لوگوں

سے بدظن ہو کر صغد سے چلا گیا، کیونکہ یہاں اس کے گھر بار کو بھی لوٹ لیا گیا تھا، پھر وہ شام چلا گیا، وہاں کے سردار سلطان سے شکست کھا کر مصر کی طرف رواں دواں تھے چنانچہ وہ بھی ان کے ساتھ ہی مصر چلا گیا، جب کہ دوسری طرف انیال نے صغد کی حکومت سنبھال کر اپنا نائب وہاں مقرر کر دیا تھا، اس کے بعد وہ سلطان برقوق کے پاس چلا گیا، اور اسی کے پاس رہنے لگا۔

مصری لشکر کی کاروائی:...... چونکہ شام افواج کی شکست اور دمشق کے محاصرے کی اطلاعات مسلسل مصر پہنچ رہی تھیں اور اردگرد کے علاقے حلب صغد وغیرہ بھی سلطان برقوق کے حمایتی بنتے جارہے تھے اور اس پر طرہ یہ کہ بندمر کی اولاد اور صغد کے گورنر کی شکست خوردہ فوجیں بھی مصر جا پہنچیں لہٰذا ان چیزوں نے منطاش کو جنگ پر ابھارا اور دمشق کے گورنر جنتمر کے امدادی خطوط بھی مسلسل آرہے تھے، لہٰذا منطاش نے شام کی طرف جانے کی تیاریاں شروع کر دیں فوجیں جمع کیں اور مصر کے خلیفہ، قاضیوں اور علماء کو بھی اپنے ساتھ لیا، اور (۱۷) ذی الحجہ ۷۹۱ھ کو روانہ ہوا اور اپنے لشکر کی جانچ پڑتال کے لئے قاہرہ سے باہر دیدانیہ نامی جگہ پر پڑاؤ ڈالا۔

قیدیوں کی منتقلی:......اس کے بعد منطاش نے اپنے دوادار کو مکمل اختیارات دے کر قاہرہ میں اپنی غیر موجودگی میں اپنا نائب مقرر کیا پھر اس نے قلعے کا نگران بکا اشرفی کو بنایا، اس نے قلعے کے ایک گودام کو اوپر اور سامنے سے بند کر کے کنویں کی طرح بنا دیا، اور سرکاری قیدیوں کو اس کنواں نما جیل میں منتقل کر دیا گیا۔

اس کے علاوہ سودن کو قلعے میں پہنچا کر سلطان کے باقی ماندہ غلاموں کی گرفتاری کا حکم نامہ جاری کر دیا، سلطان کے غلام ادھر ادھر روپوش ہو گئے لہٰذا پھر اس کے حکم سے قاہرہ کی سڑکوں کے پھاٹک وغیرہ بھی بند کر دیئے گئے۔

خود منطاش کی روانگی:......اس کے بعد (۲۲) ذی الحجہ کو منطاش سلطان امیر حاج بن اشرف کو ساتھ لے کر روانہ ہوا جنگی قاعدے قانون کے مطابق چلتے ہوئے منزلوں پر منزل مارتے ہوئے روانہ ہوئے راستے میں سلطان برقوق کے ان غلاموں کی سازباز کی اطلاع ملی جو دوسروں کے ہاں ملازم تھے لہٰذا ان کی گرفتاری کے احکامات جاری کئے گئے لیکن پہلے ہی بھاگ گئے۔ اور سلطان برقوق کی فوج میں شامل ہو گئے۔

جنگ:......سلطان برقوق دمشق کا محاصرہ کئے ہوئے تھا لیکن مصری لشکر کی روانگی کی اطلاع ملتے ہی اس کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا اور شقحب کے قریب پڑاؤ ڈالا، اگلے دن جنگ کی صفیں درست کی گئیں، کمشیقا اپنی فوجوں کے ساتھ سلطان کے میمنہ پر تھا، جب کہ دوسری طرف منطاش نے بھی اپنی صفیں درست کیں، سلطان امیر حاج، خلیفہ قاضیوں اور علماء کو بندمر بن یعقوب شاہ بھی تھے جب کہ خود میدان جنگ کے درمیان میں اپنے غلاموں کے ساتھ آ کھڑا ہوا۔

اس کے بعد جنگ شروع ہوئی منطاش نے میمنہ میں موجود کمشیقا کے لشکر پر حملہ کیا کمشیقا کے لشکر کو شکست ہوئی اور وہ حلب کی طرف فرار ہو گیا، پھر منطاش سلطان برقوق کے خیمے کی طرف روانہ گیا، اور اسے لوٹ لیا اس کے ساتھ ساتھ سلطان کے چچا زاد بھائی قجماش کو بھی گرفتار کر لیا، جو وہاں زخمی حالت میں موجود تھا۔

خلیفہ کی گرفتاری:......لیکن اسی وقت سلطان نے اپنا لشکر لے کر منطاش کے لشکر کے اس حصے پر حملہ کیا جس میں سلطان بن امیر حاج اور خلیفہ تھے چنانچہ ان دونوں کو سلطان برقوق نے گرفتار کر لیا، خوب گھمسان کا دن پڑا، سلطان دشمن کی صفوں کو چیر کر آگے بڑھتا رہا اور اس کے غلام اور ماتحت سردار اس کے پاس آتے رہے اس طرح اس کی طاقت بڑھتی گئی لہٰذا اس نے منطاش کی بچی کچھی فوج پر حملہ کیا، انہیں شکست ہوئی اور وہ سب دمشق کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے اور سلطان نے دوبارہ اپنی فوج لے کر شقحب میں پڑاؤ ڈالے۔

منطاش کی غلط فہمی:......ادھر منطاش دمشق پہنچ چکا تھا وہاں اس نے جنتمر کو اپنی کامیابی کے بارے میں بتایا اور کہا کہ سلطان امیر حاج اور عباسی خلیفہ پیچھے آرہے ہیں چنانچہ اس نے لشکر کو اس کے استقبال کے لئے مسلح ہونے کا حکم دیا، لیکن اگلے دن جیسے ہی وہ استقبال کے لئے لشکر لے کر باہر

نکلا، سلطان برقوق نے اس کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ اور بری طرح شکست دی اس حملے میں دمشق کے بہت سے شہری بھی مارے گئے، پھر سلطان شقحب واپس چلا گیا۔

حکومت سے علیحدگی:......صورت حال کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے مصر کے بادشاہ سلطان امیر حاج بن اشرف نے سلطان برقوق کے حق میں حکومت سے دستبرداری اور حکومت سے علیحدگی کا اعلان کر دیا لہٰذا سلطان برقوق نے عباسی خلیفہ اور قاضیوں کو بھی بلا لیا، انہوں نے نہ صرف سلطان امیر حاج کی حکومت سے علیحدگی کی شہادت دی بلکہ خلیفہ کے سلطان برقوق کو مصر کے بادشاہ بنانے کی گواہی بھی دی۔

مصر روانگی:......شقحب میں نو دن رہنے کے بعد سردی کی شدت اور خوراک کی کمی کے باعث سلطان برقوق مصر روانہ ہو گیا، اس بات سے آگاہ ہو کر منطاش تعاقب کے لئے نکلا لیکن جب نزدیک آیا تو چھیڑ چھاڑ کئے بغیر واپس چلا گیا، ادھر غزہ کے حاجب نے ابن کیش کو گرفتار کر لیا تھا لہٰذا سلطان نے یہاں پہنچتے ہی حاجب کو غزہ کا گورنر بنا دیا، جب کہ ابن کیش کو اسی حالت میں اپنے ساتھ رکھ لیا، راستے بھر سلطان مصر کے تازہ ترین حالات کی رپورٹ بھی حاصل کرتا رہا۔

منطاش کے بعد:......منطاش نے مصر سے چلتے ہوئے قاہرہ میں اپنے نائب کے طور پر اپنے دوادار صرائے تمر کا تقرر کیا تھا اور اس کو اصطبل کے پاس رہنے کا کہا تھا، پھر اس نے قلعہ کا نگران بکا اشرفی کو بنا دیا تھا، اس کے علاوہ وہاں موجود قیدیوں کی نگرانی بھی اس کے فرائض میں شامل تھی لہٰذا انہوں چالاکی اور سختی کا راستہ اختیار کیا، لیکن دوسری طرف انہیں سلطان برقوق کے غلاموں کی جماعت کی طرف بغاوت اور پھر اپنے غلاموں کی ان کے ساتھ سازباز کی اطلاع بھی ملی چنانچہ یہ رات کے وقت اچانک حملہ آور ہوئے اور ان کو گرفتار کر لیا، غلاموں نے مقابلے کی کوشش کی لیکن وہ ناکام ہو گئے۔

اس کے بعد انہوں نے اپنے غلاموں کو بھی گرفتار کر لیا، ان کی تعداد بہت زیادہ تھی لہٰذا انہوں نے چالاکی سے کام لیتے ہوئے اعلان کروایا کہ اگر کسی کے پاس سلطان کا کوئی غلام ہو گا تو اسے سزا دی جائے گی۔

اس کے علاوہ سلطان برقوق کے بھانجے کو اس کی ماں کے گھر سے لا کر قلعہ میں قید کر دیا اور خیموں میں قید سرداروں کو قتل کروا دیا، چونکہ انہیں منطاش اور اس کے لشکر کے بارے میں کچھ معلوم نہ تھا لہٰذا حالات سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے انہوں نے کچھ لوگوں کو مصر سے باہر بھیجا۔

خوشی کی کرن:......اس کے بعد انہوں نے قلعے کے قیدیوں کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا لیکن پھر اس پر عمل نہ کیا، البتہ قیدیوں پر انتہائی سختی شروع کر دی اور ان کا کھانا پینا بند کر دیا، لہٰذا قیدیوں کی حالت بہت خراب ہو گئی اسی دوران کسی قیدی کو اپنے قید خانے میں کسی خفیہ زمین دوز سرنگ کا راستہ مل گیا یہ سرنگ اصطبل کی دیوار تک جا پہنچی تھی لہٰذا قیدیوں کو امید کی کرن دکھائی دی اور خوشی سے پھولے نہ سمائے۔

قیدیوں کا فرار:......پھر یکم صفر ۷۹۲ھ بروز بدھ کی رات کے وقت قیدی اس سرنگ میں جا گھسے خوش قسمتی سے انہیں وہاں نقب زنی کا آلہ بھی مل گیا لہٰذا وہ دیوار میں نقب لگا کر اصطبل کے اوپر جا نکلے، اصطبل پر پہنچتے ہی ترکوں کے قبیلے خاصگر کا ایک شیخ آگے بڑھ کر محافظوں پر حملہ آور ہوا پھر سب نے مل کر حملہ کیا، کچھ محافظ تو مارے گئے، اور کچھ بھاگ کھڑے ہوئے جب کہ قیدیوں نے قلعے کا قائم مقام داروغہ شعبان بکا کو پکار کر اپنی بغاوت کی اطلاع دی۔

مصر کے نگران کا فرار:......پھر ان قیدیوں نے اصطبل کے اوپر نیچے کے دروازے توڑ دیئے اور مصر کے قائم مقام حکمران اور منطاش کے جانشین صرائے تمر کے گھر جا گھسے، صرائے تمر اس وقت سو رہا تھا، لیکن حالات کی سنگینی کا اندازہ لگا کر اس نے جان بچانے کے لئے فصیل کے اوپر سے چھلانگ لگا دی اور ٹھیک ٹھاک نیچے جا پہنچا، پھر قلو بغا حاجب کو لے کر مدرسۃ الحسن میں پناہ لی۔

اصطبل پر قبضہ:......یہاں منطاش نے تنخواہ پر بہترین تیراندازوں کے ایک گروپ کو راس نوبہ کے عہدے پر فائز تنکز کی قیادت میں ٹھہرا رکھا تھا جب کہ دوسری طرف شعبان بکا کی فوج نے نہ صرف صرائے تمر کے گھر بار مال و اسباب اور ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا، بلکہ اسی کے گھوڑوں پر سوار ہو کر

نکلے اور شاہی اصطبل پر بھی قبضہ کر لیا، کچھ لوگوں نے خفیہ طور پر طبخانے پر بھی قبضہ کر لیا تھا، لیکن پھر ان کو وہاں سے ہٹا دیا گیا۔

شہری افراتفری:......ادھر صرائے تمر اور حاجب قطلو بغا نے ان سے جنگ کا فیصلہ کیا، اور اصطبل پر حملہ آور ہوئے لیکن تھوڑی ہی دیر جنگ کر کے دوبارہ مدرسۃ الحسن میں پناہ گزیں ہو گئے۔ چونکہ بکا کو اس مختصر جنگ میں کامیابی ہو چکی تھی لہٰذا اس نے مدرسہ کو آگ لگانے کا فیصلہ کیا اور کچھ آدمیوں کو اس کام کے لئے بھیجا لیکن مدرسہ کے پناہ گزینوں نے امان طلب کی لہٰذا ان کو امان دے دی گئی، اس دوران پورے شہر میں افراتفری پھیل چکی تھی، منطاش اور اس کے ساتھیوں کے گھروں کو لوٹا جا رہا تھا، ہر طرف فتنہ وفساد اور ہنگامہ برپا تھا اور اس پر مزید یہ کہ اسی دوران قاہرہ میں روپوش سلطان کے غلام جن کی تعداد ایک ہزار سے زائد تھی وہاں بھی شعبان بکا کے ساتھ آ ملے۔

سرداروں کی گرفتاری:......اگلے دن شعبان بکا نے قائم مقام حکمران مصر (جو گرفتار تھا) سودن کو امان دی سودن اس کو ناصری وزیر اسلحہ، اور دمرداش کے پاس لے گیا، چنانچہ اس نے ان دونوں کو گرفتار کر لیا، اس کے بعد مدرسۃ الحسن پہنچے، یہاں لوگوں کا ہجوم تھا، بہر حال انہوں نے صرائے تمر اور قطلو بغا حاجب کو امان دے کر اپنے سامنے بلایا، لوگوں نے ان کو پکڑنے کی کوشش کی، لیکن سودن ان کو بحفاظت وہاں سے لے کر نکلا اور پھر قید کر دیا۔

آخر کار جمعہ کے دن سودن نے قاہرہ میں امن وامان کا اعلان کر دیا، اور خطبے کے دوران دوبارہ سلطان برقوق کا نام لینا شروع کر دیا لہٰذا اس دن سے مصر میں دوبارہ سلطان برقوق کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

رہائی:......پھر شعبان بکا نے قید خانوں کو کھول کر منطاش کے ہاتھوں قید کئے گئے سرداروں کی رہائی کا اعلان کیا، لیکن قید خانوں کا نگران حسن بن کورانی چونکہ منطاش کا ساتھی تھا لہٰذا اس نے وہاں سے فرار ہونے کی کوشش کی لیکن شعبان بکا کو اس کا علم ہو گیا، لہٰذا اس نے اس کو بھی منطاش کے ساتھیوں کے ساتھ قید کر دیا۔

اس کے بعد اس نے خود ان تمام سرداروں کو رہا کر دیا جنہیں، دمیاط، مصر، اور فیوم وغیرہ میں قید کیا گیا تھا، ان قیدیوں میں مکہ مکرمہ کے حکمران گھرانے بنو حسن کا حکمران شریف عنان بن مقامس بھی تھا، لہٰذا اس کو بھی رہا کیا گیا، اور رہا کرتے ہی شعبان بکا نے اسکو اپنے بھائی ایبقا کے ساتھ سلطان برقوق کے حالات معلوم کرنے کے لئے تیزی سے روانہ کیا۔

سرکاری فوج کی اطلاع:......اس کے بعد پھر بروز اتوار سلطان برقوق کا خط بذریعہ سیف بن محمد بن عیسیٰ العائذی مصر پہنچا، اس خط میں معمول کے مطابق سلطان کے گھر پر خوراک اور دیگر ضروری ساز وسامان پہنچانے کی ہدایات کے ساتھ ساتھ جنگ کی تفصیلات کامیابی کی خبر سلطان کی آمد بلکہ رملہ تک پہنچ جانے کی اطلاعات موجود تھیں اس کے علاوہ ایبقا بھی تقریباً ایسی ہی معلومات لے کر (۸) صفر بدھ کے دن واپس پہنچا اس کے بعد ہی پھر شاہی فوجوں کی آمد شروع ہو گئی جب کہ سلطان ان سے ملاقات کے لئے عکرشہ نامی مقام پر موجود تھا۔

سلطان برقوق کی دوبارہ حکومت:......پھر (۱۴) صفر بروز منگل صبح کے وقت سلطان برقوق قلعے کے میدان میں پہنچا، تمام لوگوں کے سامنے خلیفہ نے اس کو بادشاہ بنایا اور سلطان اسی تزک واحتشام کے ساتھ تخت پر بیٹھا، تخت نشین ہوتے ہی سلطان نے اسکندریہ میں منطاش کے ہاتھوں قید ہونے والے سرداروں کو بلوالیا، ان میں ناصری، جوبانی ابن بیقا، قرادمرداش، ابغا جوہری، سودن باق، سودن طرنطائی اور معلم قردمرشامل تھے، ان سب نے سلطان سے معافی مانگی، سلطان نے اس سب کو معاف کر دیا اور پھر ان کے عہدوں پر بحال بھی کر دیا۔

نئے عہدے دار:......اس کے علاوہ سلطان نے کچھ نئے تقرر بھی کئے، مثلاً انیال یوسفی کو اتابک ناصری کو امیر سلاح، جوبانی کو راس نوبہ سودن کو اپنا نائب، بکا کو دوادار، تمرتاش کو استاذ دار کمشبغا خاصکی کو امیر مجلس قطلمش کو امیر ماخوریہ اور الکرک کے حاجب کو مصر میں اپنا حاجب خاص کا عہدہ دیا، اس کے علاوہ دیگر لوگوں کو بھی ان کی قابلیت کے مطابق عہدوں پر فائز کیا

تمرتاش کی وفات:......لیکن پھر تمرتاش کا انتقال ہو گیا چنانچہ اس کی جگہ سلطان برقوق نے سابق استاذ دار محمود کی دشمن کے ہاتھوں اٹھائی ہوئی

تکلیفوں اور سابق خدمات کی بناء پر اس کا خاص لحاظ رکھتے ہوئے اس کو استاذ دار بنادیا، اس کے بعد چونکہ مصر کا انتظام حکومت بالکل درست ہو چکا تھا اور امن وامان بھی قائم ہو چکا تھا، لہٰذا سلطان نے دشمن کا قلع قمع کرنے کے لئے شام پر حملے کا ارادہ کیا۔

حملے کی تیاریاں:......لہٰذا فوری طور پر حملے کی تیاریاں شروع کردی گئیں، اسی سلسلے میں سلطان نے جوبانی کو دمشق کا گورنر اور سپہ سالار بنایا، سلطان چونکہ کمشیقا کو مصر کا اتابک بنانے کا وعدہ کر چکا تھا، لہٰذا اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اور کمشیقا کو مصر کا اتابک بنادیا، جب کہ اس کی جگہ حلب کا گورنر ناصری کو بنادیا، جب کہ قرادمرداش کو طرابلس کا گورنر اور مامون تلحطاوی کو حماۃ گورنر بنایا، اس طریقے سے اس نے تمام شامی علاقوں کے حکمران طے کردیئے اور ان کو شام پر حملے کے لئے تیار رہنے کی ہدایت کردیں۔

حملے کے لیے روانگی:......آخر (۸) جمادی الاولی ۹۲ےھ حملے کا اعلان کیا گیا، اور فوجیں مصر سے روانہ ہوئیں ادھر منطاش مصر میں سلطان کی دوبارہ حکومت کی خبر اپنے افسران سے چھپانے کی کوشش کررہا تھا لیکن ان کو اس بات کا علم ہوگیا اور وہ سب کے سب سلطان کی طرف مائل ہوگئے۔

حلب کا محاصرہ:......بہرحال اس نے ہمت ہارے بغیر ایک سردار یمانہ تمر کو حلب کا گورنر بنا کر بھیج دیا، ادھر اہل کا نفوسا بھی جمع ہوگئے اور اس نے کمشیقا کے قلعے کا محاصرہ کرلیا، محاصرہ پانچ مہینے تک جاری رہا، پھر محاصرے میں بہت شدت آ گئی یہاں تک کہ قلعے کے پل اور دروازے کو بھی جلا دیا گیا، اس کے ساتھ ساتھ قلعے کے تین طرف دیواروں میں نقب لگائی جارہی تھی، ایک جگہ اس کام میں کامیابی ہوئی مشعلوں اور شمعوں کی روشنی کردی گئی، چنانچہ وہاں جنگ شروع ہوگئی اور دو مہینے تک مشعلوں اور شمعوں کی روشنی میں بھی جنگ جاری رہی۔

طرابلس کی فتح:......اس کے بعد پھر منطاش نے ابن یماز ترکمانی کی قیادت میں طرابلس کی طرف فوجیں روانہ کیں، طرابلس کا نگران ان دنوں حاجب الحجاب سندمر تھا اور سلطان برقوق کے حمایتوں میں سے تھا، بہرحال ابن یماز ترکمانی نے طرابلس کو فتح کرلیا، فتح کے بعد قشتمر اشرفی کو طرابلس کا گورنر بنایا اور محمد بن سندمر اور اس کے رشتے داروں کو لشکر کے ساتھ بعلبک بھیجا لیکن منطاش نے دمشق میں ہی ان سب کو مروادیا۔

صغد پر حملہ:......پھر منطاش نے طرابلس کے گورنر قشتمر اشرفی کو صغد کے محاصرے کا حکم دیا، قشتمر فوج لے کر روانہ ہوا لیکن صغد کی فوجوں نے قشتمر کو شکست سے دوچار کردیا، لہٰذا اس کے بعد منطاش نے اپنے ایک بڑے سردار ابقاصغدی کو صغد پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا، یہ سات سو سپاہیوں کو لے کر روانہ ہوا، وہاں پہنچ کر اس کو یقینی اطلاع ملی کہ مصر میں دوبارہ سلطان برقوق کی حکومت قائم ہوگئی ہے لہٰذا اس نے سلطان برقوق کی حمایت کا فیصلہ کیا، اور اس سلسلے میں سلطان سے خط وکتابت کی، اس کے بعد صغد کے گورنر کی اطاعت کا اظہار کیا، رات وہاں گزار کر اگلے دن مصر روانہ ہوگیا، جمادی الثانیہ کی (۱۴) یا (۱۵) تاریخ کو مصر جا پہنچا، ان دنوں شامی سردار جوبانی کے لشکر سے جنگ لڑنے کے لئے قلعے کے باہر پڑاؤ ڈالے پڑے تھے، بہرحال مصر میں سلطان برقوق نے اسکا زبردست استقبال کیا اور اس کو ہزاری منصب کے عہدے پر فائز کیا

منطاش کی بدظنی:......ادھر جب ابقاصغدی کے ساتھی صغد سے ناکام ہوکر منطاش کے پاس واپس پہنچے تو منطاش پریشان ہوگیا، اور حمایتوں کی طرف سے اپنی ہی مخالفت کی وجہ سے اپنے سب حمایتوں سے بدظن ہوگیا، چنانچہ اسی وجہ سے دمشق کے گورنر جنتمر اور ہزاری منصب کے عہدے دار ابن جرمی کو فوری طور پر گرفتار کرلیا، جب کہ ابن قفیق کو گرفتار کروا کر قتل کردیا، گرفتار ہونے والوں میں قاضی محمد بن قریشی بھی شامل تھے۔ منطاش کی یہ حرکت امراء اور سرداروں کو بہت بری لگی لہٰذا انہوں نے منطاش کا ساتھ چھوڑ کر سلطان برقوق کے پاس آنا شروع کردیا، چنانچہ محمد بن سندمر حاجب خاص بدرالدین بن فضل اللہ، اس کے علاوہ ناظرہ لشکر بھی اس سے الگ ہوگئے، یہ وہ لوگ تھے جو شقحب کی جنگ کے دوران یہ سوچ کر دمشق چلے گئے تھے کہ سلطان برقوق اسی دن قابض ہوجائے گا لیکن وہ منطاش کے ماتحت رہے تھے، اور دوبارہ بھاگنے کی کوشش کے باجود نہ بھاگ سکے تھے۔

اس کے بعد منطاش نے قلعے میں قید سلطان کے غلاموں کو قتل کرنا شروع کردیا اور چراکسی ترکوں کے ایک گروپ کو قتل کروادیا، اس کے علاوہ اس نے الشمس کو بھی قتل کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو بچالیا۔

منطاش کا فرار:......دوسری طرف جوبانی کی زیرنگرانی مصر لشکر منزلوں پر منزلیں مارتا آ رہا تھا، ہر منزل پر دمشق کے سردار بھی اس لشکر میں شامل ہو گئے، یہاں تک کہ آخر میں شامل ہوا گیا، اور پھر یہ لشکر جرار شام میں داخل ہو گیا۔

ادھر اس لشکر کی آمد کا سن کر منطاش گھبرا گیا اور بری طرح خوف زدہ ہو گیا، چنانچہ (۱۴) یا (۱۵) جمادی الثانیہ کو اپنے خاص خاص دوستوں اور ساتھیوں کو ساتھ لے کر فرار ہو گیا، اس کے پاس (۷۰) صندوق خزانے سے بھرے ہوئے تھے جو بھاگتے ہوئے اس نے ساتھ لے لئے تھے اس کے علاوہ اس نے محمد بن اینال کو بھی اپنے ساتھ لے جانا چاہا، لیکن اس کے غلام آڑے آئے اور اس کو اس کے باپ کے پاس واپس لے گئے۔

دمشق پر قبضہ:......دمشق سے فرار ہو کر منطاش آل مرو کے عرب قبائل میں جا پہنچا جن کے سردار کا نام عنقا تھا، اور یہ قبیلے امیر آل فضل یعبر بن جبار کے قبائل کے ساتھ رہا کرتے تھے وہاں پہنچ کر اس نے امان طلب کی اور پناہ مانگی چنانچہ ان عرب قبیلوں نے اس کو اپنی پناہ میں لے لیا، لیکن اس کے فرار ہوتے ہی الشمس نے دمشق کے قید خانے سے نکل کر قلعے پر قبضہ کر لیا، اس کے ساتھ سلطان برقوق کے غلام بھی تھے، اس نے فوری طور پر منطاش کے فرار کی اطلاع جوبانی کو بھجوائی، جوبانی فوراً دمشق کے قلعے پہنچا اور اپنا پرانا عہدہ سنبھال لیا، اس کے بعد اس نے فوری طور پر منطاش کے ملازموں اور باقی حمایتیوں کو پکڑ دھکڑ کر قید کرنا شروع کر دیا، اسی دوران طرابلس سے طنبقا حلبی اور مرداش یوسفی بھی دمشق آ پہنچے، یہ وہ لوگ تھے جنہیں منطاش نے اپنے فرار سے پہلے بلوایا تھا لیکن ان کے آنے سے پہلے ہی اسے خود فرار ہونا پڑا۔

حلب کی فتح:......ایماز تمر کو حلب کے محاصرے کے دوران یہ اطلاع ملی تھی جب کانفوسا والے اس کی مدد کر رہے تھے لہٰذا وہ بھی بھاگ کر منطاش کے پاس چلا گیا، کمشبغا نے پل کی مرمت کروائی اور حاجیوں کو ساتھ لے کر مقابلہ پر نکلا، تین دن تک اہل کانفوسا کے ساتھ جنگ کرتا رہا جو منطاش کے حامی تھے آخر کار ان کو شکست ہوگئی، آٹھ سو سے زیادہ لوگ مارے گئے، کانفوسا کو بھی تباہ کر دیا گیا، پھر قلعے کی تعمیر کروا کے پختہ کرنے کے بعد اس میں ساز وسامان اور خوراک بھر دی گئی۔

شامی علاقوں کی فتح:......جوبانی نے فوج طرابلس بھیجی تھی اس نے جنگ کے کئے بغیر ہی طرابلس کو قشتمر اشرفی سے چھین لیا یہ بھی منطاش کا حمایتی تھا اس کے بعد حمسی اور پھر حماۃ پر بھی قبضہ کر لیا گیا، پھر دمشق کے گورنر اور شام کے نگران جوبانی نے عربوں کے سردار یعبر بن جبار کو منطاش کو نکالنے اور اس کے حوالے کرنے کا حکم دیا لیکن یعبر نے عذر پیش کیا، لہٰذا جوبانی دوسرے سرداروں اور ناصری کے ساتھ مصر روانہ ہوا اور حمص پہنچ کر قیام کیا، اور یہاں سے دوبارہ یہی حکم یعبر کو بھیجا اور جواب طلبی کی لیکن ان نے ایک نہ سنی اور صاف انکار کر دیا، جب کہ دوسری طرف دمشق سے الشمس نے اطلاع بھجوائی کہ بندمر اور جنتمر کے حمایتی بغاوت کرنا چاہتے ہیں چنانچہ ناصری نے فوراً دمشق پہنچ کر ان کا قتل عام شروع کر دیا اور پھر واپس آ گیا، اور ان لوگوں نے وہاں سے سلمیہ کا رخ کیا۔

عربوں سے جنگ:......یعبر کو سمجھانے کے لئے نمائندے بھیجے گئے لیکن وہ ڈٹا رہا، آخر جنگ شروع ہوئی، عربوں کو شکست ہوئی اور یہ لوگ اپنے خیموں کی طرف دوڑے، دمرداش منطاش کے پیچھے لگ گیا اور دور تک بھگاتا چلا گیا، جب کہ عربوں کے قبیلے نے بھی رخت سفر باندھا اور کہیں اور روانہ ہو گیا، لیکن موقع ملتے ہی آل علی کی پوری جماعت کے ساتھ حملہ آور ہوئے اس مرتبہ حملہ چونکہ پیچھے سے کیا گیا تھا لہٰذا سرکاری فوج مقابلہ نہ کر سکی اور ادھر ادھر ہو گئی، عربوں نے ان کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور ساز وسامان پر قبضہ کر لیا۔

چونکہ جنگ کے دوران جوبانی کے غلاموں نے اسے اکیلا چھوڑ دیا تھا لہٰذا اس کو گرفتار کر لیا گیا، اور یعبر کے پاس لے جایا گیا اور اس نے جوبانی کو قتل کروا دیا۔

جب کہ ناصری دمشق جا پہنچا اور جاتے ہی لیبقا جوہری، مامون المعلم اور دیگر بہت سے افراد کو قتل کر دیا، ابھی ناصری نے دمشق میں ایک ہی رات گزاری تھی کہ اگلے ہی دن عربوں کے آل علی گروپ نے حملہ کیا، لیکن ناصری نے ان کو شکست دی اور خوب قتل عام کر کے عربوں سے اپنی شکست کا انتقام لیا، اس کے بعد (۱۵) شعبان کو سلطان نے ناصری کو دمشق کا گورنر بنا دیا۔

محمود: ...... یہ ایک نوجوان ترک لڑکا تھا، جو کراری منصوری کی اولاد میں سے تھا، اس نے مصری حکمرانوں کی نگرانی میں تربیت حاصل کی اور صلاحیتیوں کے بل بوتے پر ترقی کی منزلیں طے کرتا رہا بہت سے سرداروں کے ساتھ کام کر کے تجربہ بھی حاصل کیا اور اتنا مشہور ہوا کہ سلطان نے ذاتی طور پر اس سے خدمات لینا شروع کر دیں یہ ہر مرحلے پر کامیاب ہوا اور خوب محنت سے کام کرتا رہا چنانچہ اس کی محنت اور مہارت کا یقین ہونے کے بعد سلطان نے قید خانے اور دیگر سرکاری اداروں کا کام اس کے حوالے کر دیا۔

اسی دوران ۷۹۰ھ میں استاذ دار بہادر منھکی کا انتقال ہو گیا، لہٰذا سلطان نے اپنے محل کے انتظامات کا نگران بھی اسی کو بنا دیا اور ٹیکسوں کا محکمہ بھی اس کے حوالے کر دیا تاکہ نہ صرف سلطان کے ذاتی حقوق کی نگرانی کرتا رہے لیکن ملکی خزانے کی دیکھ بھال بھی کرتا رہے اور اپنی صلاحیتیوں کو بروئے کار لاتے ہوئے سرکاری حساب کتاب کی جانچ پڑتال کے ساتھ ساتھ اپنے فہم وفراست سے کام لے کر آسان اور پیچیدہ معاملات کو بھی حاصل کر لئے۔

الزامات: ......اس نے سلطان کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داریوں کو باحسن وخوبی نبھایا اور مصری سرکاری آمدنی میں اتنا اضافہ ہو گیا کہ خزانے لبالب بھر گئے اور اخراجات نہ صرف بادشاہ کیلئے بلکہ سرداروں غلاموں اور فوجوں کیلئے بھی کافی ثابت ہوئے بلکہ اس کی وجہ سے تنخواہوں میں خاطر خواہ اضافہ بھی ہوا۔

لہٰذا اس کی ترقی اور بڑھتی ہوئی خوش حالی سے حسد کرنے والے خوش نہ ہوئے اور انہوں نے شکایتیں کرنا شروع کر دیں اور غرباء مساکین اور ضرورت مندوں کو اس کے خلاف بہکانا شروع کر دیا، لیکن یہ اپنے اوپر لگائے گئے الزامات سے بھی بخوبی عہدہ برا ہوا اور اس کے خلاف کوئی الزام ثابت نہ کیا جا سکا۔ لیکن پھر بعد میں حکومت بدل جانے کی وجہ سے اس کو بھی قید کر دیا گیا اور اس کو طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں مال ودولت وغیرہ بھی ضبط کر لیا گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ناصری نے اس سے پانچ خزانے جبکہ منطاش نے بچپن خزانے چھینے۔

صفائی اور برات: ......پھر سلطان برقوق کے دوبارہ حکمران بنتے ہی اس کی سب تکلیفیں دور ہو گئیں، سلطان نے اس کو دوبارہ اس کے سابقہ عہدے پر بحال کر دیا اور اس نے اسی لگن اور محنت سے کام شروع کر دیا۔ لہٰذا اس نے خزانے کے معاملات کو ایسا درست کیا کہ ہر طرف سے ٹیکسوں کی بھرمار ہو گئی، خزانے بھرتے گئے اور تنخواہوں میں اضافہ ہوتا گیا، اس کے علاوہ تمام حساب کتاب کو پہلے کی طرح درست کیا اور پھر ان سب کے ساتھ ساتھ اپنے ملازمین اور ماتحتوں کے ساتھ اچھا سلوک اور اچھا برتاؤ کرتا رہا، کسی ضرورت مند کی ضرورت کو پس پشت نہ ڈالتا لہٰذا وہ عوام وخواص کا مرجع بن گیا اور اس کی شہرت بہت زیادہ ہونے لگی۔

وزیر خزانہ: ......دوسری طرف اس کے مخالفین اور حسد کرنے والے چغل خور بھی اپنی کوششوں میں لگے ہوئے تھے لیکن سلطان کو اس پر اتنا اعتماد ہو چکا تھا کہ اس نے ان کی ایک نہ سنی اور ان تمام تدابیر میں ناکامی ہوئی۔ ادھر سلطان کا اعتماد اس پر اتنا بڑھ گیا کہ اس نے پوری سلطنت کے خزانے کا انتظام اس کے حوالے کر دیا لہٰذا اس نے فضول خرچی اور اہم سرکاری کاموں میں رکاوٹ ڈالے بغیر تمام حساب کو بہترین طریقے سے درست کر دیا لہٰذا سلطان جب مغلوں سے جنگ کے لئے نکلا تو بھی محمود اپنے عہدے پر کام کرتا رہا

یعبر کی شکست: ......دوسری طرف سلمیہ میں یعبر مصری لشکر کو شکست دینے کے بعد منطاش کی فوج اور اپنے قبیلے کو لے کر حلب کے محاصر کیلئے روانہ ہوا لیکن پھر اپنے جاگیر کے علاقے سرزمین کی طرف گیا تھا کہ اس کو اپنے قبیلے میں تقسیم کرے، لیکن اس علاقے کو پہلے ہی کمشبغا اپنی فوج میں تقسیم کر چکا تھا چنانچہ یعبر جب وہاں پہنچ تو کمشبغا کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی، لیکن راستے میں اس فوج کو احمد بن ابدے کی فوج ملی جو یعبر سے جنگ کرنے جارہی تھی لہٰذا یہ فوج بھی اس میں شامل ہو گئی اور انہوں نے یعبر کے ساتھ جنگ کر کے اس کو شکست دی اور اس کے کچھ حمایتیوں کو قتل کر دیا، چنانچہ اپنے قبیلوں کے ساتھ جنگ حلب کی طرف روانہ ہو گیا اور سخت محاصرہ کر لیا، لیکن رمضان کے پورے مہینے محاصرہ جاری رہا۔

لیکن پھر بعد میں یعبر نے کمشبغا سے خط وکتابت کرنے کے بعد محاصرہ اٹھانے کا اعلان کر دیا اور جو بانی اور اس کی فوج کو مجرم ٹھہراتے ہوتے تمام حالات کی معافی مانگی اور حاجب عبدالرحمن کے ذریعے امان طلب کی، کمشبغا نے یعبر کو سلطان کے پاس بھیج دیا اور اس شرائط سے بھی سلطان کو آگا

ہ کر دیا لہٰذا سلطان نے اس کی شرائط کو منظور کر لیا۔

منطاش بقیہ احوال: ......ادھر منطاش کو جب صورت حال کا علم ہوا تو وہ اس سے بدظن ہو گیا لہٰذا اس نے ایک چال چلی اور یعبر سے کہا کہ وہ ترکمانوں پر حملہ کرنا چاہتا ہے چنانچہ یعبر نے اپنے قبیلے کے سات سوار اور اس کے ساتھ کر دیئے منطاش ان کو لے کر روانہ ہوا اور دربند سے آگاہ کر دیا عربوں کو گھوڑوں سے اتار کر ترکمانوں پاس چلا گیا اور مرعش نامی شہر میں رہنے لگا جہاں سولی نامی سردار ترکمانوں پر حکومت کرتا تھا۔

عنقاب کا محاصرہ: ......پھر عرب قبیلے کے افراد واپس آ گئے اور یعبر مصر چلا گیا، جبکہ دوسری طرف منطاس حلب کے ایک عنقاب نامی قلعے کی طرف روانہ ہوا اور اس کا محاصرہ کر لیا، اس قلعے کا نگران محمد بن شہر تھا، یہ قلعہ بند ہو گیا، منطاش نے محاصرہ رکھا اور محمد بن شہر کے سرداروں وغیرہ کا قتل عام کرتا رہا، اتنے میں صغد حلب اور حماۃ سے اور ادمی فوجیں آ گئیں لہٰذا منطاش پہلے مرعش پھر وہاں سے روم کی طرف بھاگ گیا، اس وقت یہ بہت کمزور ہو چکا تھا۔ کیونکہ اس کے حمایتی مصری لشکر میں شامل ہوتے جا رہے تھے حتی کہ ذی قعدہ ۷۹۳ھ میں اکثر ساتھی سلطان برقوق کی اطاعت کا اظہار کر چکے تھے۔ اس کے علاوہ ترکمانوں کے سردار سولی بن دلقادر نے بھی سلطان سے ہار مان لی سلطان نے اس کو معاف کر کے بدستور بلشین کا حکمران بنائے رکھا۔

کمشیقا: ......یہ پہلے بیقا کا ''رائیس نوبہ اور طرابلس کا گورنر تھا، لیکن سلطان نے اسے دمشق میں قید کر دی تھا البتہ ناصری نے دمشق پر قبضہ کرتے ہی اس کو رہا کر دیا اور مصر آ گیا، اور ناصری نے شام کے علاقوں کی حکومت سنبھالتے ہی ۷۹۱ھ میں کمشیقا حلب کا گورنر بنا دیا۔ اس کے علاوہ دوبارہ ملتے ہی سلطان نے جب دمشق پر حملے کا ارادہ کیا تھا تو اس نے سلطان کو اپنی اطاعت کا یقین دلاتے ہوئے حلب میں اس کے نام خطبہ پڑھوانا شروع کر دیا تھا، اور دمشق کے محاصرے کے دوران سلطان کی ہر طرح مدد کی، مددگار فوج جنگی ساز وسامان خود سلطان تک پہنچایا، سلطان نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کو مصر کا اتابک بنانے کا وعدہ کر لیا۔

حلب کا محاصرہ: ......پھر یہ شقحب کی جنگ میں شکست کھا کر حلب میں قلعہ بند ہو گیا یماز تمر نے کئی مہینے تک اس کا محاصرہ کئے رکھا، اور منطاش کے عربوں کے پاس پناہ لیتے ہی یماز تمر نے بھی حلب کا محاصرہ اٹھا لیا، پھر عربوں کے ساتھ جنگ کے دوران جوبانی قتل ہوا جبکہ منطاش اور یعبر نے حلب پر حملہ کیا اور طویل محاصرہ کیا اور باہم اختلاف ہونے پر منطاش ترکمانوں کے پاس چلا گیا جبکہ یعبر سلمیہ چلا گیا، اور پھر ۱۵ شوال کو سلطان سے امان طلب کر کے اطاعت کا اظہار کر دیا۔

قلعے کی مرمت: ......حلب کے محاصرے کے بعد کمشیقا باہر نکلا اور باغیوں کے گڑھ بانقوں پر حملہ کر کے تباہ برباد کر دیا پھر قلعے کی مرمت کروانی شروع کی، اس قلعے کی فصیلیں ہلاکو خان کے زمانے سے ہی کمزور اور خراب ہو چکی تھیں۔ اہل حلب نے اس کام کے لئے دس لاکھ درہم دیئے، تین ماہ ذی الحجہ میں اپنے پاس بلوا لیا اور حلب کا گورنر اس جگہ دمرداش کو بنا دیا۔ یہ پہلے طرابلس کا گورنر تھا، اور طرابلس میں دمرداش کی جگہ انیال صغیر کو گورنر بنا دیا۔

استقبال: ......کمشیقا ۹ صفر ۷۹۳ھ میں مصر پہنچا، سلطان نے دیگر سرداروں اور نائب حکمران کو استقبال کیلئے بھیجا، خدمت میں پہنچتے ہی سلطان نے گرم جوشی کا مظاہرہ کیا اور خوب انعام واکرام سے نوازا، اتابک انیال کو لباس پوشاکیں، اعلیٰ ترین عمدہ گھوڑے بھی دیئے اور مصری سرداروں کو بھی اس کو تحائف دینے کا حکم دیا، لہٰذا انہوں نے بھی ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر تحفے دیئے۔

شاہی سرداروں میں اس کا ہم عصر حسن کشکی اور طنبقا اشرجی تھے۔ سلطان نے ان کی بھی خوب عزت افزائی کی۔ جمادی الاول میں مصر کے اتابک انیال کا انتقال ہو گیا تو سلطان نے اسی جگہ کمشیقا کو اتابک بنا دیا اور اپنا وعدہ پورا کیا، اتابک کی ذمہ داریوں میں چونکہ ہسپتالوں کی نگرانی بھی شامل ہوا کرتی تھی لہٰذا یہ کام اس کے حوالے بھی کیا گیا۔

ا یتمش نجاشی:......اس کوسلطان نے اتابک کے عہدے سے برطرف کر کے ۱۵ ربیع الاول ۷۹۱ھ میں لشکر دے کر ناصری سے جنگ کرنے بھیجا تھا کیونکہ اس نے بغاوت کا اعلان کیا تھا، یہ جنگ دمشق کے مضافات میں مرج نامی جگہ ہوئی، اور مصری لشکر کواس میں شکست ہوئی تھی۔ جبکہ ایتمش نے بھاگ کر دمشق کے قلعے میں پناہ لی تھی کیونکہ سلطان نے اسے بوقت ضرورت ایسا کرنے کی اجازت دے رکھی تھی لیکن اگلے ہی دن قلعے کے نائب حکمران ابن الحمصی کے ہار مان لینے کی وجہ سے ناصری نے محاصرہ کرلیا اور اس کو پکڑ کر قید کرادیا اور خود وہاں کے حکمران بنا گیا۔

جب سلطان صفر ۷۹۲ھ میں دوبارہ مصر کا حکمران بنا تو اس وقت ایتمش دمشق کے قلعے میں قید تھا، لہٰذا جوبانی نے دمشق کے قلعے پر حملہ کیا اور جمادی الثانیہ میں ایتمش کو رہا کروالیا، اسی دوران سلطان کے قید غلاموں نے قید خانے توڑ کر راہ فرار اختیاط کی اور ایتمش سے آملے جوبانی نے صورت حال سے آگاہ ہوتے ہی سلطان کو اطلاع پہنچادی چنانچہ سلطان نے جواب بھجوایا کہ اُس وقت تک قلعے کا حکمران بن گیا، پھر عرب تک قبیلے ایک طرف ہوگئے اور منطاش ترکمانوں کے پاس چلا گیا لہٰذا شام کے سارے علاقے بھی سلطان برقوق کی حکومت میں شامل ہوگئے۔

سلطان کا بلاوا:......پھر سلطان نے ایتمش کو بلوایا اور ۸ ربیع الاول ۷۹۳ھ کو اپنے ایک غلام قنوبائی کو بھیجا، چنانچہ ایتمش ۴ جمادی الاولی کو مصر پہنچا اس کے ساتھ حجب الحجاب بھی افور وہ سرزدار بھی تھے جو اس کے ساتھ شام میں قید تھے یعنی (۱) دمشق کا نائب حکمران جنبتر (۲) اس کا بیٹا (۳) اس کا بھانجا (۴) اس کا استاذ دار طنبقا (۵) طرابلس کا نائب حکمرن دمرداش یوسفی (۶) طنبقا حلی (۷) قاضی احمد بن اقریشی (۸) فتح الدین بن الرشید (۹) حاجب خاص اوران کے علاوہ دوسرے بہت سے سردار یہ کل چھتیس افراد تھے۔

سلطان نے ایتمش کا گرم جوشی سے استقبال کیا پھر حاجب نے باقی سرداروں کو سلطان کی خدمت میں پیش کیا اور اُن میں سے جو لوگ حکومت کے غدار تھے اُن کو دوبارہ قید کردیا گیا اور جن کو قتل کیا جانا تھا اُن کو قتل کردیا گیا۔

افریقی حکومت سے تعلق:......جیسے کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ سلطان برقوق اور افریقی سلطان ابوالعباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن ابی حفص کے آس میں دوستانہ تعلقات پیدا ہو چکے تھے اور آس میں ایک دوسرے کو تحفے تحائف بھی دیا کرتے تھے۔

لہٰذا سلطان برقوق کی معزولی کی خبر سن کر افریقی سلطان غم زدہ ہوگیا تھا اور اس طرف آنے جانے والوں سے سلطان کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کو سلطان برقوق کے دوبارہ برسر اقتدار آنے کی اطلاع ملی تو خوشی سے کھل اٹھا اور مبارکباد اور بہت سے تحائف وغیرہ اپنے خاندان کے بزرگ محمد بن علی بن ابی بلال کے ہاتھوں بھیجے۔

نمائندے کی آمد:......چنانچہ یہ نمائندہ ۷۹۲ھ میں رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مصر پہنچا، سلطان بڑے تپاک سے ملا جگہ پر امیر طشتمر کے گھر پر اس کے قیام کا انتظام کیا، اور اس پر اتنا خرچا کیا گیا اس ہاتھوں تیونس کے بادشاہ کو قیمتی ریشمی لباس اور بہتر ہتھیار تحفے کے طور پر بھیجے۔ یہ نمائندہ ۷۹۳ھ ربیع الاول کے آخر میں واپس چلا گیا۔

منطاش کی آخری کوششیں:......دوسری طرف منطاش عربوں سے الگ ہوکر ترکمانوں کے علاقوں میں آوارہ گردی کرتا رہا پھر ۷۹۳ھ کے آخر میں دمشق روانہ ہوا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ روانگی ناصری کے اشارے پہ ہوئی تھی اور دراصل ناصری نے اس کو پکڑنے کے لئے یہ چال چلی تھی بہر حال منطاش مرعش سے حلب روانہ ہوا، حماۃ کا نائب حکمران اس کے آنے کی اطلاع پا کر طرابلس کی طرف فرار ہوگیا لہٰذا منطاش نے جنگ کئے بغیر ہی حماۃ پر قبضہ کرلیا اور تباہ کردینے کا اعلان بھی کردیا، پھر وہ حمص سے ہوتا ہوا بعلبک پہنچا، وہاں کے نائب حکمران دمشق کی طرف فرار ہوگیا ادھر دمشق کا نائب حکمران اس کے مقابلے پر آیا، وہ زیدانی کے راستے سے آرہا تھا لہٰذا منطاش دوسرے راستے ہوکر دمشق پہنچ۔ اس کے علاوہ احمد بن شکار بن ابو ہندمر بھی وہاں پہنچا، لہٰذا خوازمیہ اور بندمعیہ گروپ نے بغاوت کردی اور اس کے لئے شہر کے دروازے کھول دیئے، اصطبل کے پاس سے گزرتے ہوئے اس نے آٹھ سو بہترین گھوڑے اپنے لئے نکال لئے۔

اُدھر منطاش بھی اس کے پیچھے پیچھے آپہنچا اور مقر ابلق میں پڑاؤ ڈالا، اس کے ساتھ موجود افسران اور لوگوں کا مال لوٹتا رہا اور ان پر ٹیکس لگاتا رہا

لیکن اتنے میں ناصری لشکر لے کر آ پہنچا، چنانچہ شام تک متعدد بار دونوں گروپوں میں ہوئی، یہ سلسلہ رجب اور شعبان مسلسل چلتا رہا لیکن دونوں گروپ اسی جگہ ڈٹے رہے۔

سلطان کی روانگی:......جیسے ہی سلطان کو صورت حال کا علم ہوا سلطان نے ناصری کو سستی کا الزام دیا، اور پھر جنگ کی تیاری شروع کر دی، چنانچہ شعبان کی دس تاریخ کو بھرتی شروع ہوئی، مخالفین کو قتل کروایا، سست اور کمزور افسران کو اسکندریہ اور دمیاط بھیج دیا اور پھر ۲۰ شعبان کو جنگ کیلئے روانہ ہوا اور زیرانیہ نامی جگہ پڑاؤ ڈالا اور فوج کی جانچ پڑتال کی۔

اپنی غیر موجودگی میں سلطان نے قاہرہ میں کمشقیا حموی کو اتابک بنایا اور اصطبل کے قریب رہنے کیلئے جگہ دی اور اپنی مرضی سے عہدے داروں کے تقرر اور برطرفی کی اجازت بھی دی اس کے علاوہ اس کے ماتحت کچھ سرداروں کو مقرر کیا جبکہ سودن کو قلعے میں ٹھہرا کر چھ سونو عمر غلاموں کو اس کے ساتھ مقرر کر دیا۔

سلطان اپنے ساتھ چاروں مسلکوں (حنفی مالکی شافعی اور حنبلی) کے قاضیوں کو بھی لیتا گیا تھا، یکم رمضان کو شام کی طرف روانگی کا ارادہ کیا، لیکن ۴ رمضان المبارک کو اطلاع ملی کہ منطاش سلطان کی آمد کی خبر سن کر دمشق سے امیر آل مرادعنقا کے ساتھ بھاگ گیا ہے، یہ منطاش کی مدد کیلئے آیا ہوا تھا، اس کے بعد جنگ ہوئی جس میں ناصری کو شکست اٹھانی پڑی اور شام کے ۱۵ سردار مارے گئے، ان میں ابراھیم بن منجک بھی شامل تھا۔

یماز تمر کی دست برداری:......اگلے دن ناصری منطاش کی تلاش میں نکلا کیونکہ اس کو معلوم ہوا تھا کہ دمشق کے قرب وجوار کسان اس کا محاصرہ کر رہے ہیں، لہٰذا منطاش کیساتھ جنگ کی ٹھانی اتنے میں منطاش کا بڑا سردار یماز تمر فوج کا بڑا حصہ لے کر ناصری سے جا ملا لہٰذا منطاش کو بھاگنا پڑا جبکہ ناصری دمشق واپس آیا یماز تر کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا اسی دوران سلطان کی آمد کی اطلاع ملی چنانچہ ناصری استقبال کے لئے روانہ ہو گیا اور قاعدے کے مطابق سلطان سے ملاقات کی، سلطان بھی اچھے طریقے سے ملا اور ناصری کے سواری سے اترتے ہی خود بھی نیچے اتر گیا اور گلے سے لگا لیا اور ساتھ بٹھا لیا اور دمشق بھیج دیا۔

دمشق آمد:......اس کے بعد سلطان بھی دمشق روانہ ہوا، ناصری بھی دوبارہ پہنچا، بہرحال سلطان ۱۲ رمضان المبارک کو دمشق میں داخل ہوا سارے امراء اور سردار بھی اس کیساتھ تھے، باقی سردار وغیرہ تو پیدل تھے جبکہ ناصری اس کے ساتھ سوار تھا اور رواج کے مطابق سر پر روٹی اٹھائے ہوئے تھا۔

سرداروں کی معذرت:......پریعبر حماۃ کے نائب حکمران کے ہاتھوں معافی کی درخواست بھیجی اور بتایا کہ ناصری پر اس نے جو الزام لگایا تھا وہ اصل میں فتنہ ختم کرنے کے لئے تھا، پھر اس نے سلطان سے امان طلب کی اور اس بات کی ضمانت بھی دی کہ منطاش کو پکڑ کر سلطان کے دربار میں حاضر کرے گا خواہ وہ کہیں بھی ہو۔ زلطان نے بھی اسے امان دی اور وعدے پورا کرنے کا مطالبہ کیا لہٰذا یعبر عہد کا دن گزار کرے شوال کو منطاش کو ڈھونڈنے کیلئے حلب کی طرف روانہ ہوا، راستے میں ترکمانوں کے سردار سولی بن دلقادر کا نمائندہ ملا جو تحفے تحائف لا رہا تھا اور اس کے علاوہ سیس میں ہونے والے واقعے کے بارے میں معافی نامہ بھی اس کے پاس موجود تھا، لہٰذا اس نے وعدہ کیا کہ اُس کو حلب کے نائب حکمران کے سپرد کر دے گا۔ سلطان نے بھی اس کے تحفے قبول کر لئے اور اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا۔

پھر عربوں کے قبیلوں بنولہنا اور بنوعیسی کے وفدوں نے حاضر ہو کر اطاعت کا اظہار کیا اور منطاش اور یعبر کے خلاف سلطان کے ساتھ تعاون کا وعدہ بھی کیا، اور یہ بھی بتایا کہ وہ دونوں (یعنی یعبر اور منطاش) شام کی سرحد پر رحبہ نامی جگہ پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔ سلطان نے ان کی اطاعت قبول کی اور ان کا اکرام کیا۔

منطاش کی گرفتاری:......اس کے بعد حلب چلا گیا اور اس قلعے میں قیام کیا، یہاں سلطان کو یعبر کی منطاش سے علیحدگی افور ماردین سے گزرتے ہوئے وہاں کی فوج کے حملے کی زد میں آ کر کئی ساتھیوں کی گرفتاری اور منطاش کے ترکمانوں کے سردار سالم رودکاری کی طرف فرار کی اطلاع ملی، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سالم رودکاری نے منطاش کو گرفتار کر لیا ہے لہٰذا اُس نے سلطان کو پیغام بھجوایا۔ چنانچہ سلطان نے حلب کے نائب حکمران قرادمرداش

اور پھر ارا کے بعد ناصری کو بھی منطاش کو لینے کے لئے بھیجا۔ جبکہ منطاش کے ساتھیوں کو لانے کیلئے اتا بک کو ماردین بھیجا، جبکہ اینال راس العین تک جا پہنچا تھا، ادھر ماردین کے حکمران کے ساتھی منطاش کے ساتھیوں کو سلطان کے حوالے کر گئے اور ماردین کے حکمران کا یہ خط بھی دیتے گئے جس میں اُس نے لکھا تھا کہ وہ سلطان کے کام کر رہا ہے اور اس کے دشمن کی تلاش میں ہے۔

خالی ہاتھ واپسی:......دوسری طرف دمرداش سالم رودکاری کے پاس پہنچ چکا تھا، یہ چار دن تک اس کے پاس ٹھہرا رہا اور منطاش کا مطالبہ کرتا رہا لیکن سالم ٹالتا رہا، آخر اس نے سالم کے قبیلے پر حملہ کر کے لوٹ مار کی اور لوگوں کا خوب قتل عام کیا جبکہ منطاش اور سالم دو دکاری سنجار کی طرف فرار ہو گئے۔ اتنے میں ناصری بھی وہاں آ پہنچ اور اس حرکت پر دمرداش کو برا بھلا کہنے لگا، دمرداش نے بھی جواب دیا، لہٰذا دونوں میں جھگڑا ہونے لگا اور بات مرنے مارنے تک جا پہنچی، لیکن جب کوئی نتیجہ نہ نکلا تو سب لوگوں کو منطاش کی حفاظت کی تاکید کی تھی تاکہ ترکوں کو نقصان سے بچایا جا سکے۔

ناصری کا قتل:......صورت حال سے آگاہ ہونے کے بعد سلطان کافی دیر قلعے ہی میں رہا پھر اسی سال ذی الحجہ کو اس نے ناصری کو بلوایا اور خوب ڈانٹ ڈپٹ کی، اور پھر ناصری، اس کے بھتیجے کشی راس نوبہ شیخ حسن اور حلب پر قابض علی احمد بن المہمد ارکو گرفتار کر لیا جبکہ ناصری اور اس کیساتھ ماردین سے آئے ہوئے قشتمر اشرفی کو قتل کروا دیا۔ اس کے بعد دمشق کا نائب حکمران بکا دوادار کو بنا دیا جبکہ اس کی تمام جاگیریں دمرداش کو دے دی اور اس کو مصر جانے کا حکم دے دیا، جبکہ حلب کا حکمران اس جگہ جلبان کو بنا دیا جو اس سے پہلے راس نوبہ کے عہدے پر فائز تھا۔

نئی تقرریاں:......اس کے بعد سلطان نے ابویزید کو ناصری کے دور حکومت میں بطور خدمات انجام دینے کے صلے میں بکا کی جگہ دوادار بنا دیا اور اس کی شکایت کی وجہ سے وہ ابویزید کے ساتھیوں کے پاس جا چھپا تھا جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں۔

پھر ۱۵ ذی الحجہ کو سلطان حلب سے دمشق پہنچا اور کچھ فتنہ پرداز سرداروں کو قتل کرا دیا ان سرداروں کی کل تعداد ۲۵ تھی اس کے بعد محمد بن لہنا کو عربوں کا سفر دار بنایا اور یعبر کی جائداد جاگیریں ایک ترکمان سردار کو دے کر خود مصر چلا گیا۔ یہاں کمشیقا، سودن اور حاجب تسکیں سلطان سے ملے اور ان کے ساتھ سلطان ۷۹۴ھ میں مصر کے قلعے میں داخل ہوا، اسی دن جشن بھی منایا گیا۔

سلطان کے مصر پہنچنے کے ٹھیک دس دن بعد دمشق کے نائب حکمران بکا کے انتقال کی اطلاع ملی، لہٰذا اس کی جگہ سلطان نے دمشق کا نائب حکمران سودن طرنطائی کو بنا دیا، پھر ۱۵ صفر کو قرادمرداش احمد کو گرفتار کر کے قید کر دیا، اس کا انتقال قید ہی میں ہو گیا تھا۔

بغاوت کی گوشمالی:......اس کے بعد طنبقا العلم اور قروم حبشی کی گرفتاری عمل میں آئی، صفر کے آخر میں یہ اطلاع بھی ملی کہ بکا کے انتقال کے بعد اس کے ساتھی بہت پریشان ہوئے تھے اِدھر اُدھر بھاگ گئے تھے بلکہ غلاموں کی ایک جماعت نے ایبقا دوادار اور بنلا دکی قیادت میں دمشق کے قلعے پر قبضہ کر لیا تھا اور طرہ کے ساتھ ہی قید خانے سے ناصری اور منطاش کے تقریباً سو حمایتیوں کو رہا کروا لیا تھا۔

لہٰذا ان کا قلع قمع کرنے کیلئے سرکاری لشکر گیا اور تین دن کے محاصرہ کے بعد پھاٹک جلا کر اندر جا گھسا اور تمام باغیوں کو مار ڈالا البتہ ایبقا دوادار اور بزلد پانچ ساتھیوں کیساتھ فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے پھر اسی سال شعبان کے آخر میں سودن طرنطائی کے انتقال کی اطلاع ملی لہٰذا اس کی جگہ کمشیقا اشرفی کو مقرر کیا گیا اور کمشیقا اشرفی کی جگہ امیر شیدخ خواجگی کو مقرر کیا گیا۔

منطاش کی شادی:......منطاش سالم کے ساتھ دنجار کی طرف بھاگا تھا لہٰذا کئی دن اس کے ساتھ رہا پھر یعبر کے پاس جا کر رہنے لگا، وہاں کسی شخص نے اپنی بیٹی کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا چنانچہ منطاش ان کے ساتھ یعبر مسلسل بغاوتوں، ساز و سامان اور خوراک کی کمی وجہ سے تنگ آ گیا اور اپنے حاجب کو امان لینے کیلئے بھیجا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ اگر اس کو مقررہ سمت چار شہر جاگیر میں دیئے جائیں تو وہ منطاش کو گرفتار کروا دے گا۔

منطاش کا فرار:......لہٰذا سلطان کی طرف سے ان شرائط کی منظوری کی تحریر ابویزید دوادار نے لکھوا کر بھجوا دی۔ جبکہ ۷۹۵ھ میں محمد نامی ایک شخص نے اُس کے اپنے قبائل کے ساتھ سلمیہ میں قیام کی اطلاع دی اور یہ بھی بتایا کہ اُس کے ساتھ ترکمانوں کا گروہ بھی ہے جو شیزر میں پڑاؤ ڈالے ہوئے

ہے۔ چنانچہ سرکاری فوجیں وہاں جا پہنچیں اور باغیوں کا صفایا شروع کر دیا، اس مقابلے میں ایک شہوار نے منطاش پر تلوار سے حملہ کیا لہٰذا وہ شدید زخمی ہوا اور منہ کے بل زمین پر گر پڑا، لیکن چونکہ مفلسی، غربت اور دربدر ہونے کی وجہ سے اس کی شکل بالکل بدل گئی تھی لہٰذا کوئی اس کو نہ پہچان سکا اور یعبر اس کو اپنے ساتھ گھوڑے پر بیٹھا کر بھاگ گیا، منطاش تو بچ گیا لیکن اس کے حمایتوں کی ایک بڑی تعداد ماری گئی قتل ہونے والوں میں ابن بزعان اور ابن انیال بھی شامل تھے لہٰذا دونوں کے سر کاٹ کر دمشق لائے گئے۔

اس کارروائی کے بعد سلطان نے شاہی سرداروں کو حکم دیا کہ وہ بڑے پیمانے پر عام حملہ کر کے اس کو دئیے علاقوں سے بالکل نکال دیں تاکہ یہ علاقہ بھی ان سے محفوظ ہو جائے اور اس علاقے کے کسان اپنے کھیتوں کی دیکھ بھال کر سکیں۔

باغیوں کا صفایا:......پھر اسی سال یکم جمادی الثانیہ میں یعبر اور منطاش سلمیہ کی طرف حملہ کیا، حماۃ اور حلب کے حکمرانوں نے مقابلہ کیا لیکن ان کو شکست ہوگئی، لہٰذا منطاش اور یعبر نے حماۃ کو لوٹ لیا، لہٰذا حلب کے حکمران لوٹ بلکہ ان کے تمام جانور مویشی وغیرہ ساتھ لے آئے اور خود گھات لگا کر بیٹھ گئے۔

ادھر حماۃ کی لوٹ مار کے دوران جب یعبر اور منطاش کو اپنے علاقوں پر حملہ کر دیا اور خوب قتل عام کیا، اس حملے میں دونوں طرف سے غلاموں اور عرب سرداروں کی بڑی تعداد قتل ہوئی۔

پھر شعبان کے مہینے میں عربوں کے ایک قبیلے کے سردار نے یعبر سے علیحدگی کا اعلان کیا۔ پھر یعبر نے بھی سلطان کی اطاعت کا اظہار کیا اور ان لوگوں نے وعدہ کیا کہ اگر ان سے کہا جائے تو یہ منطاش کو پکڑ سکتے ہیں۔

عرب قبیلوں کا مشورہ:......سلطان نے اس عرب سردار کی حوصلہ افزائی کی اور انعام و اکرام اور احسانات کے بوجھ تلے دبا دیا اور اپنی طرف سے اختیارات اور منظوری دیکر اس کے قبائل کے پاس بھیجا۔ جب یہ اپنے قبیلے میں پہنچا اور صورت حال سے آگاہ کیا تو ان لوگوں نے بنو جہینہ کے تمام عرب قبیلوں سے مشورہ کیا کہ اطاعت اور فرمانبرداری کی صورت میں اگر سلطانی امداد ملتی ہے تو نافرمانی کی صورت میں ہم پریشانی اور مفلسی میں مبتلا ہیں، لہٰذا سب نے مل کر اتفاق رائے سے یعبر کے سامنے دو باتیں رکھیں۔ (۱) یا تو یہ کہ وہ منطاش کا ساتھ چھوڑ دے (۲) یا پھر وہ باقی قبیلے والوں کو اجازت دے کہ وہ سلطان مصر کی اطاعت قبول کر لیں اور وہ جہاں چاہے چلا جائے۔

منطاش کی گرفتاری:......اپنے قبیلے کا یہ مطالبہ سن کر یعبر پریشان ہو گیا اور ان کی مخالفت نہ کر سکا لہٰذا ان کو اسباب کی اجازت دے دی کہ منطاش کو سلطان کے حوالے کر دیا جائے۔ لہٰذا منطاش کو پکڑ کر حلب کے حکمران کے حوالے کر دیا گیا، انہوں نے سلطان کی طرف سے اپنے اس معاہدے اور باپ کے لئے حلب کے نائب حکمران سے حلف نامہ بھی حاصل کیا اور پھر سرکاری افسر آئے اور منطاش کو گرفتار کر کے حلب لے گئے، حلب میں منطاش کی گرفتاری پر اندار جشن منایا گیا، اور اس کو قلعہ میں قید کر دیا گیا۔

قتل:......پھر سلطان نے مصر سے ایک سردار کو حلب بھیجا جس نے قید خانے میں گھس کر اُسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو پورے شام میں گھمایا گیا، پھر ۱۱ رمضان المبارک ۷۹۵ھ کو منطاش کا سر قاہرہ لا کر باب زومیلہ کے اوپر لٹکا دیا گیا۔ لیکن باب زوملہ پر لٹکائے جانے سے پہلے پورے قاہرہ میں بھی اس کے سر کو گھمایا گیا اور شاہی قلعے کے دروازے پر بھی لٹکایا گیا، اور پھر یہ سر منطاش کے گھر والوں کے حوالے کر دیا گیا، ان لوگوں نے اس کو رمضان کی آخری تاریخ میں دفن کر دیا۔

مکہ مکرمہ کے حالات:......جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے کہ جب مکہ کا حکمران محمد بن احمد بن احمد عجلان کا قتل ہوا تو اس کی جگہ سلطان نے ۷۸۸ھ میں حج کے دنوں میں عنان بن مقبس کو مکہ مکرمہ کا گورنر بنا دیا تھا، اس کر تقرری کی کنیش بن عجلان نے مخالفت کی تھی بلکہ مکہ مکرمہ کا محاصرہ بھی کر لیا تھا لیکن ۷۸۹ھ میں جنگ کے دوران قتل ہو گیا۔ جبکہ ادھر عنان سے بھی حکومت نہ سنبھل سکی اور یہ اپنے رشتے داروں، چچا، اور بھائیوں کا مقابلہ نہ کر سکا، ان لوگوں نے نہ صرف مکہ مکرمہ کے مجاورین کا مال و اسباب لوٹ لیا بلکہ سلطان، سرداروں اور تاجروں کے لئے سمندری راستے سے جدہ لایا جانے والا

اناج کا ذخیرہ بھی لُوٹ لیا۔اس کے علاوہ یمنی تاجروں کا مال واسباب بھی لُوٹ لیا چنانچہ اس طرح نہ صرف مکہ مکرمہ بلکہ اس کے قرب وجوار کے حالات خراب سے خراب تر ہوئے گئے۔ چنانچہ اہل مکہ نے سلطان سے درخواست کی کہ مکہ مکرمہ کی حکومت بنوعجلان کے سپرد کی جائے۔

علی کی حکومت:......چنانچہ اسی سلسلے میں ۷۸۹ھ سلطان کے پاس بنوعجلان کا ایک کم عمر لڑکا آیا جس کا نام علی تھا سلطان نے اس کو مکہ مکرمہ کا حکمران بنایا اور امیر حج کے ساتھ اس کو یہ ہدایات دے کو مکہ مکرمہ بھیجا کہ وہ مکہ مکرمہ کے سرداروں کے درمیان صلح کروائے۔

ان دنوں تمر قماش مکہ مکرمہ میں ہی تھا ، مکہ کے سردار اور بڑے لوگ اس سے خوفزدہ تھے اور عجلان بھی خوف زدہ تھا لیکن پھر بھی وہ اس سے ملاقات کیلئے گیا، پیچھے پیچھے مکہ کے سردار وغیرہ بھی گئے جو علی بن عجلان، اس کے افسروں اور غلاموں کی مخالفت کا فیصلہ کر چکے تھے۔ جبکہ دوسری طرف ۷۹۰ھ میں عنان بن مقبس سلطان کے پاس پہنچا تھا اور سلطان نے اس کو قید کروا دیا تھا، اور پھر یہ اُس وقت اس قید سے رہا ہوا تھا جب صفر ۷۹۲ھ میں معلومات حاصل کرنے کیلئے بھیجا گیا تھا۔

دوہری حکومت:......چونکہ سلطان اور یکا ایک ساتھ رہے تھے لہٰذا یکا نے سلطان کی دوبارہ حکومت کیلئے کوششیں کیں اور سلطان کو دوبارہ حکومت مل گئی چانچہ پھر سلطان نے بھی اس کی مدد کی تھی۔اور علی بن عجلان کے ساتھ عنان کو بھی حکومت میں شریک کر دیا تھا لہٰذا یہ دونوں دوسال تک اسی طرح حکومت کرتے رہے۔لیکن چونکہ مکہ کے سردار اور امراء کمزور ہونے کے باجود عنان کے حمایتی تھے اور علی کو فوج کی حمایت حاصل تھی لہٰذا ان کی حکومت کا نظام ٹھیک نہ ہوسکا۔اور ان کے آپس کے اختلافات کی وجہ سے اہل مکہ پرسکون زندگی نہ گزار سکتے تھے۔

علی کی مستقل حکومت:......اس کے بعد پھر ۷۹۴ھ میں سلطان نے ان دونوں کو اپنے پاس مصر بلوایا، لہٰذا یہ لوگ اسی سال شعبان کی پہلی تاریخ کو مصر پہنچے۔سلطان دونوں کیساتھ خوب عزت واحترام کے ساتھ ملا لیکن علی کو باقی لوگوں پر ترجیح دی۔ پھر عہد کے بعد علی بن عجلان کو نہ صرف یہ مکہ مکرمہ کا مستقل خود مختار حکمران بنادیا بلکہ ساتھ کئی اقسام کے کپڑے ، گھوڑے ، اناج اور غلام بھی بطور انعام دیئے ، اس کے علاوہ سفر کا خرچ اور گھوڑوں کیلئے چارہ بھی فراہم کیا۔لیکن ایک مہینہ بعد ہی اس نے فیصلہ بدل دیا اور عنان کو مکہ کی طرف فرار ہونے سے پہلے ہی گرفتار کر لیا جبکہ سواریاں وغیرہ سب تیار کھڑی تھیں۔

دوسری طرف معی بن عجلان نے مکہ مکرمہ پہنچتے ہی امراء اور سرداروں کو گرفتار کر لیا تھا تا کہ یہ لوگ حکومت کے انتظامات میں دخل اندازی نہ کریں، لیکن پھر ان کے دھوکے میں آ گیا اور ان کو رہا کر دیا ، رہا ہوتے ہی وہ لوگ فرار ہوگئے اور اس کی اطاعت قبول کرنے سے انکار کر دیا لہٰذا حکومت کا انتظام خراب ہوتا گیا ، بدامنی اور بے سکونی پھیل گئی اور ابھی (یعنی علامہ ابن خلدون کے زمانے؟ مترجم جدید) تک یہی حال ہے۔

تا تاریوں کے بقیہ حالات:......جیسے کہ ہم تحریر کر چکے ہیں کہ تا تاریوں کا تعلق بھی اصل میں ترک قوم کے ساتھ ہے یہ مشرق میں چین سے لے کر ماوراء النہر تک حکومت کر رہے تھے۔اس کے علاوہ اپنوں نے خوارزم اور خراسان کے ساتھ دونوں حصوں سجستان اور کرمان کو بھی فتح کر لیا تھا جبکہ شمال کی سمت میں یہ لوگ قفچان اور بلغار کے علاقوں تک جا پہنچے تھے ، اس کے علاوہ اپنوں نے عراق عجم ، ایران ، آذربائیجان ، عراق عرب ، الجزیرہ اور روی علاقے بھی فتح کر لئے تھے یہاں تک کہ دریائے فرات تک جا پہنچے تھے اور کبھی کبھی شام کے علاقوں پر بھی قبضہ کر لیتے تھے۔

تا تاری حکومتیں:......ان کا سب سے پہلا بادشاہ چنگیز خان تھا، ۶۱۰ھ سے اس کی فتوحات کا آغاز ہوا پھر تا تاریوں کے بہت سے مستقل حکمران بن گئے۔ پھر اس کی حکومت اس کے بیٹوں میں تقسیم ہوگئی۔لہٰذا دوشی خان کے بیٹے پورے شمال اور قفچاقوں کے علاقے کے حکمران بن گئے ، جبکہ ہلد تولی کے بیٹے خراسان ، عراق ، فارس آذربائیجان ، الجزیرہ اور روم کے حکمران بنے ، جبکہ چغتائی اور اس کے بیٹوں نے خوارزم پر حکومت کی۔

ان تینوں تا تاری گھرانوں کی حکومتیں ایک سو اسی تک رہیں ، پھر ۷۴۰ھ میں ہلد کو اس کے بیٹوں کی حکومت اپنے انجام کو پہنچی۔اس حکومت کا اختتام سلطان ابوسعید کی وفات پر ہوا تھا ، چنانکہ ابوسعید کی کوئی اولاد نہ تھی لہٰذا اس کی حکومت اس کے اراکین حکومت کے درمیان تقسیم ہوگئی ، مستقل حکومتیں بن گئیں۔خراسان پر شیخ ولی کی ، اور اصفہان فارس اور سجستان پر مظفر ازدی اور اس کے بیٹوں کی حکومت تھی۔ پھر خوارزم اور ترکستان میں چغتائی

کی اولاد قابض ہوگئی جبکہ روم میں دمرداش بن جو بان کے آزاد کردہ غلاموں میں سے ارشاد کی اولاد کی حکومت قائم ہوگئی۔ اسکے علاوہ بغداد، آذربائجان اور الجزیرہ میں شیخ حسن ابن حسن بن لیبقا بن ایکان اور اس کے بیٹوں کی حکومت بن گئی۔ یہ ایکان، ارغو بن ابغا بن ہلد کو کا پوتا تھا گویا اس کا تعلق مغلوں کے اعلیٰ خاندان سے تھا۔

تیمور لنگ:......آخر کار تاتاریوں کی ان تقسیم شدہ حکومتوں کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ اس زمانے میں بغداد میں شیخ حسن کے پوتے احمد بن اویس کی حکومت تھی لیکن اسی دوران ماوراء النہر، ترکستان اور بخارا اور بخارا میں ایک نئے زبردست بادشاہ کی خبر سنے میں آئی جس کا نام تیمور تھا، اس کے پاس مغلوں کا زبردست لشکر موجود تھا اور اس ک اتعلق چغتائی گھرانے سے تھا البتہ یہ معلوم نہ ہوسکا کہ یہ چغتائی وہی جو چنگیز خان کا بیٹا تھا یا کوئی اور چغتائی ہے جس کا مغلوں سے تعلق ہے۔ بہرحال پہلی بات ہی زیادہ صحیح ہے جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں کہ چنگیز خان کے بیٹے چغتائی خان کی حکومت ماوراء النہر کے علاقے میں قائم تھی۔ البتہ یہاں یہ شبہ بھی ہوسکتا ہے کہ تیمور کے پاس تو تاتاریوں کا بہت بڑا لشکر تھا جبکہ اس کے ظہور کی قلیل مدت میں چغتائی گھرانے کی تعداد میں اتنا اضافہ ممکن نہیں ہے، تو وقت ہے، کیونکہ جب چنگیز خان کو فتوحات حاصل ہو رہی تھیں تو اس وقت چغتائی کی عمر چالیس سال تھی، لہٰذا دوسو سال کے اس عرصے میں اس کی پانچ نسلیں ہوسکتی ہیں کیونکہ ہر نسل چالیس کی ہوتی ہے جبکہ چالیس سال کے اندر ہر آدمی کے دس بچے بھی ہوسکتے ہیں، لہٰذا اس طرح پانچ مرتبہ ضرب دینے سے دوسو سال میں ایک لاکھ افراد تیار ہو جاتے ہیں۔

پھر اگر دس کے بجائے نو بیٹے ہر آدمی کے فرض کیئے جائیں تو پانچ نسلوں کے بعد ان کی تعداد ستر ہزار تک جا پہنچتی ہے، اور اگر فی آدمی نہ ہوں، سات ہوں تو بھی یہ تعداد سولہ (۱۶۰۰۰) ہزار بنتی ہے۔ اور دیہاتی معاشرے میں فی آدمی کم سے کم بچوں کی تعداد سات ہی ہوتی اور فوج کی سولہ ہزار تعداد حکومت کے لئے تو کافی ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ تعداد آخری حد ہے۔

تیمور کی فتوحات:......بہرحال تیمور آگے بڑھتا ہوا خراسان پہنچا اور پھر ۷۸۴ھ میں طویل جنگ کے بعد خراسان کے حکمران شیخ ولی کو شکست دے کر اس علاقے کو فتح کرلیا، چونکہ شیخ ولی توریز کی طرف بھاگ گیا تھا لہٰذا تیمور نے ۷۸۷ھ میں توریز پر حملہ کیا، اور ریز اور آذربائجان کو فتح کیا اور تباہ وبرباد کردیا۔ جبکہ شیخ ولی انہی جنگوں کے دوران قتل ہوا۔ تیمور جب اصفہان سے گزرا تو اہل اصفہان نے اس کی اطاعت قبول کرلی۔

ترکوں سے جنگ:......اس کے بعد تیمور جب بغداد پہنچا تو لوگ اس کے مقابلے میں نہ آئے پھر آذربائجان میں اس کا مقابلہ الجزیرہ اور موصل کی ترک فوج سے ہوا، اس جنگ کا کوئی فیصلہ نہ ہوسکا لہٰذا یہ اصفہان کی طرف چلا گیا۔ انہی دنوں یہ اطلاع ملی کہ قمر الدین قطمش اس کے ایک ہم قوم نے اس کے خلاف بغاوت کی ہے اور نہ صرف سرائے کے دارالحکومت پر بلکہ دوشی بن چنگیز خان کے ماتحت شمال علاقوں پر بھی قبضہ کرلیا ہے اس کے پاس وافر مقدار میں فوج اور ساز وسامان اور مال ودولت بھی ہے۔ چنانچہ تیمور واپس اپنے دارالحکومت چلا گیا۔ پھر ۷۹۵ھ تک اس کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چلا البتہ اس کے بعد یہ معلوم ہوا کہ اس نے قمر الدین کی بغاوت کا قلع قمع کردیا ہے اور سرائے پر بھی اپنی حکومت بحال کرلی ہے۔

بغداد کی فتح:......اس کے بعد اصفہان، عراق عجم، فارس اور کرمان کا رخ کیا اور مظفر یزدی کی اولاد کے ساتھ جنگوں سلسلہ شروع ہوگیا، ان جنگوں میں علاقوں کے حکمران مارے گئے اور ان علاقوں پر بھی تیمور کی حکومت قائم ہوگئی۔

انہی دنوں بغداد کے حکمران احمد بن اویس تیمور کے ساتھ تحفے تحائف اور خط وکتابت کے ذریعے تعلقات بہتر بنانے کی کوشش کی لیکن وہ نہ مانا اور نا لتار ہالہٰذا احمد بن اویس ہوگیا کیونکہ اس کی فوج اِدھر اُدھر بکھر چکی تھی، اسی دوران تیمور تیزی سے دجلہ تک پہنچ گیا، اس کی آمد کی اطلاع ملتے ہی احمد بن اویس راتوں رات تیزی سے حلہ نامی جگہ دریا کے پل پر پہنچ چکا تھا لہٰذا انہوں نے تیر کر دریا پار کیا اور پھر بغداد فتح کرلیا۔

احمد کا فرار:......چونکہ احمد بن اویس فرار ہو چکا تھا لہٰذا اس کے تعاقب فوج بھیجی گئی اس فوج نے ٹوٹے ہوئے پل والی جگہ دوبارہ دریا کو تیر کر پار کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرار میں احمد جا پکڑا، احمد نے اپنے لشکر کے ساتھ پلٹ کر حملہ کردیا لہٰذا تاتاری فوج کا سپہ سالار مارا گیا جبکہ احمد بن اویس رحبہ کی طرف بھاگ گیا لیکن تاتاریوں نے اس کے سارے ساز وسامان، مویشی، جانور وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔

بغداد کی ویرانی:......احمد کچھ عرصہ رحبہ میں آرام سے رہا پھر وہاں سے مصری سلطان کو اپنے حالات کی اطلاع دی سلطان نے اس کے لئے راستے کا خرچ اور کچھ ضروری ساز وسامان بھیجا، جس کے ساتھ وہ ذی القعدہ میں حلب تک پہنچ گیا، لیکن یہاں ایسا بیمار ہوا کہ مصر نہ جا سکا، البتہ یہاں اسے یہ اطلاع ملتی رہی کہ تیمور نے بغداد میں کہرام مچا رکھا ہے تمام خزانوں اور ہر امیر غریب کو لوٹ لیا ہے حتیٰ کہ بغداد کے سب علاقے ویران ہو گئے ہیں۔

مصری لشکر:......پھر ۷۹۶ھ میں ربیع الاول کے مہینے میں احمد مصری سلطان کے پاس روتا دھوتا پہنچ اور مدد مانگی، سلطان نے اس کی بات غور سے سنی اور فوجوں کو شام کی طرف روانگی کا حکم دے دیا۔

ادھر بغداد پر قبضے کے بعد تیمور تکریت پر حملہ آور ہوا، تکریت کا محاصرہ چالیس دن تک جاری رہا آخر کار اہل تکریت نے اطاعت کا اظہار کیا، تیمور نے بہت سوں کو قتل کروادیا اور بہت پھیل گئی اور تھوڑی ہی دیر میں اس پر قبضہ کر لیا اور مال و دولت لوٹ لیا جبکہ اہل شہر چھوڑ کر فرار ہو گئے۔

مصری لشکر کی روانگی:......اس صورت حال سے آگاہ ہو کر مصری سلطان لشکر لے کر روانہ ہوا اور ایدنیہ نامی جگہ تک جا پہنچا، یہاں فوج کی نئے سرے سے جانچ پڑتال کی اور تیاریاں کیں، سپاہیوں کی حوصلہ افزائی کی قاہرہ میں مودود کو اپنا نائب بنایا اور صفیں سیدھی کر کے شہر کی طرف روانہ ہوا، احمد بن اویس بھی ساتھ تھا سلطان نے نہ صرف اس کی ضرورت پوری کی تھی بلکہ اس کے شہر تمام اخراجات کی ذمہ داری بھی سنبھال لی تھی۔

پھر جمادی الاولی ۷۹۶ھ کے آخر میں سلطان دمشق جا پہنچا اور حلب کے نائب حکمران حلبان کو دریائے فرات کی طرف سے حملہ کرنے کا حکم دیا اور یہ بھی کہا کہ عربوں اور ترکمانوں فوج کو وہاں دشمن کی گھات میں بٹھا دے پھر دمشق میں داخل ہونے پر حلبان نے تمام کاروائی کی رپورٹ سلطان کو پہنچائی اور دشمن کی تفصیلات سے آگاہ کیا اور مزید احکامات پر عمل کرنے کے لئے واپس چلا گیا۔ اس کے بعد سلطان ادھر تیمور ماردین کا محاصرہ کئے ہوئے تھا، چند مہینے بعد وہاں کے علاقے فتح کر لئے لوٹ مار اور تباہی مچاتے رہے البتہ ماردین کا قلعہ فتح نہ ہو سکا چنانچہ پھر اس نے روم کا رخ کیا اور راستے میں کردوں کے قلعوں کے پاس سے گزرتے ہوئے بھی لوٹ مار کا بازار گرم کیا۔

آخری اطلاع:......آخری اطلاع کے مطابق اب تک یعنی شعبان ۷۹۶ھ تک سلطان برقوق دمشق ہی میں تھا اور اس انتظار میں تھا اگر تیمور اس طرف کا رخ کرے تو اس سے مقابلہ کیا جائے۔ مصر میں ترکی حکومت کے بارے میں آخری اطلاع ہے جو ہمیں (یعنی علامہ ابن خلدون کو بامترجم جدید) ملی اور ہم نے اس کو تحریر کیا۔

رسول شان کی حکومت:......جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ سلطان صلاح الدین ایوبی کی حکومت نے یمن کو بھی فتح کر لیا تھا اور اس کی طرف سے یمن کے حکمران مقرر ہو کر آیا کرتے تھے لیکن جب بنومظفر کے خاندان سے سلیمان بن سعد الدین الشہنشاہ (جو شہنشاہ بن ایوب کا پوتا تھا) یمن کا بادشاہ بنا تو وہ ایوبی گھرانے کے سلطان عادل کے دور حکومت میں خود مختار ہو گیا اور اسی وجہ سے اس نے بغاوت کا اعلان کر دیا تھا، چنانچہ اس وقت سلطان عادل نے اپنے بیٹے مصر کے گورنر امیر کامل کو حکم دیا کہ وہ اپنے بیٹے (یعنی سلطان عادل کے پوتے) یوسف مسعود کو یمن کی طرف بھیجے، یہ صالح کا بھائی بھی تھا اور ترکی میں اس کا لقب اطسس یا اقسنس تھا۔ مسعود نے سلیمان کو شکست دی اور اس کو گرفتار کر کے مصر بھجوایا۔ یہاں سے اس نے انگریزوں کے خلاف دمیاط میں ہونے والے جہاد میں شرکت بھی کی تھی۔ پھر ۶۲۷ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔

امیر کامل کی حکومت:......پھر ۶۱۵ھ میں سلطان عادل کا انتقال ہو گیا، اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا امیر کامل بادشاہ بنا۔ بادشاہ بننے کے بعد اس نے اپنے بیٹے یوسف مسعود کو یمن کی حکومت پر برقرار رکھا۔ پھر ۶۱۹ھ میں مسعود نے حج ادا کیا، اور حج کے دوران خلیفہ کے جھنڈوں سے اپنے جھنڈے آگے رکھے جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں۔

مکہ مکرمہ کی حکومت:......پھر ۶۲۰ھ میں مسعود مکہ مکرمہ پہنچا، ان دنوں وہاں کا گورنر حسن بن قتادۃ تھا، اس کا تعلق بنوحسن کی ایک شاخ مطاعن سے تھا۔ اتفاق سے اس کی مسعود کے ساتھ ٹھن گئی۔ مسعود نے اس کو شکست دے دی اور مکہ مکرمہ پر حکومت کرنے لگا اور وہاں اپنی طرف سے ایک گورنر

متعین کر کے خود یمن واپس چلا گیا۔

مسعود کی وفات:......پھر ۶۲۶ھ میں مسعود بیمار ہو گیا اور مکہ مکرمہ آ گیا، جبکہ یمن اپنی موجودگی میں اپنے وزیر خزانہ (استاذ دار) علی بن رسول ترکمانی کو گورنر بنا دیا۔ اس کے بعد مکہ مکرمہ میں ہی مسعود کا انتقال ہو گیا، اس نے کل چودہ (۱۴) سال حکومت کی۔ اس کے انتقال کی خبر اس کے باپ امیر کامل کو اس وقت ملی جبکہ وہ دمشق کا محاصرہ کر رہا تھا، ادھر مسعود کی وفات کے بعد ابن قتادہ مکہ مکرمہ واپس آ گیا اور دوبارہ یہاں کا حکمران بن گیا۔

ہم نام حکمران:......مسعود کی وفات کے بعد اس کے جانشین علی بن رسول ترکمانی نے اس کے بیٹے موسیٰ بن مسعود کو یمن کا حکمران بنا دیا، اس کا لقب الاشرف رکھا۔ اس کے علاوہ مسعود کا ایک بیٹا اور بھی تھا، اس کا نام یوسف تھا لیکن اس کا انتقال ہو گیا، اور اس یوسف کا بھی ایک بیٹا تھا اور نام اس کا بھی موسیٰ تھا، پہلے تو ترکوں نے اس کو ایک کے بعد حکمران بنایا تھا لیکن پھر اس کو برطرف کر دیا تھا۔

علی بن رسول کی وفات:......لیکن جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں کہ یوسف مسعود کی وفات کے بعد علی بن رسول نے اس کے بیٹے موسیٰ بن مسعود الاشرف کو یمن کا حکمران بنا دیا تھا اور خود اس کا نگران بن گیا تھا، لیکن درحقیقت موسیٰ صرف نام کا حکمران تھا، اصل خود مختار حکومت علی بن رسول کی تھی، لیکن کچھ عرصہ بھی امیر کامل کا فرمانبردار رہا اور اسی کے ثبوت کے طور پر اپنے دونوں بیٹے بھی یرغمال بنا کر امیر کامل کے دربار میں بھیجے۔ یہ خود بھی امیر کامل کا داماد تھا۔ پھر ۶۲۹ھ میں اس کا بھی انتقال ہو گیا۔

عمر بن علی بن رسول کی حکومت:......علی بن رسول کی وفات کے بعد اس کا بیٹا عمر بن علی بن رسول یمن کا حکمران بنا، جبکہ جب علی بن منصور کا انتقال ہوا تھا تو امیر کامل نے اس کے بیٹے عمر کو بادشاہ بنایا تھا۔

پھر ۶۳۵ھ میں کامل کا انتقال ہو گیا، اس کا انتقال ہوتے ہی ایوبی گھرانے میں حکومت کیلئے خانہ جنگیاں شروع ہو گئیں جبکہ ادھر یمن میں عمر بن علی حکومت مضبوط ہو گئی، اس نے اپنے لئے منصور کا لقب تجویز کیا اور مصری حکومت کو جو ٹیکس دیا کرتا تھا وہ بند کر دیا۔ اس کے سدباب کے طور پر اس وقت کے مصری بادشاہ عادل بن الکامل کے پاس اظہار فرمانبرداری کیلئے بھیجا تھا ان دنوں کو رہا کرنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ عمر المنصور سے حکومت کیلئے جنگ وجدال کریں گے اور اس طرح یمن کی حکومت ختم نہیں تو کمزور ضرور ہو جائے گی، لیکن عمر المنصور بن علی نے ان دونوں چچاؤں پر غالب آ گیا اور ان کو قید کر دیا۔

فرقہ زیدیہ:......ان دنوں صعدہ میں فرقہ زیدیہ کی راہنمائی کا فریضہ بنو الرسی کے بجائے بنو سلیمان بن داؤد نے سنبھالا تھا اور اس ذمہ داری کو سنبھالتے ہی انہوں نے بنو الرسی کے گھرانے کو صعدہ سے جلاوطن کر دیا تھا، انہوں نے اپنا مرکز ایک پہاڑی علاقے میں بنا لیا چنانچہ جب بنو الرسی کے گھرانے میں سے زیدیوں نے ملا نامی قلعے میں احمد بن حسین نامی شخص کے ہاتھ پر بیعت کی تو اس کا لقب الموطی تجویز کیا گیا۔ اس کا تعلق بنو الھادی یحییٰ بن حسن بن القاسم الرسی کے خاندان سے تھا جو ملا نامی قلعے میں پناہ لئے ہوئے تھے، چنانچہ زیدیوں میں یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ انکی قیادت دوبارہ بنورسی کے ہاتھ آ جائے گی۔

عمر رسول کا قتل:......احمد بن الحسین فرقہ زیدیہ کا پیشوا تھا جیسا کہ ابھی ہم تحریر کر چکے ہیں یہ شخص نہ صرف بہت بڑا عالم اور ادیب تھا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ بہت متقی پرہیزگار اور عبادت گزار شخص بھی تھا۔ ۶۴۵ھ میں فرقہ زیدیہ کے لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی تھی جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں چنانچہ اس کی حکومت سے یمن کے حکمران عمر بن رسول کو خطرہ لاحق ہوا اس وہ اس پر حملہ کرنے کے لئے یمن سے روانہ ہوا اور قلعہ ملا جا پہنچا اور اس کے قلعوں سے اس کا محاصرہ کرنے کے لئے نئے سرے سے فوجیں تیار کرنے لگا، لیکن اس کے غلاموں نے اس کو اس کے بھتیجے حسن کی مدد سے قتل کر دیا، اس نے ۶۴۸ھ تک حکومت کی۔

مظفر کی حکومت:......علی بن رسول المنصور کے قتل کے بعد اس کا بیٹا شمس الدین یوسف المظفر یمن کا حکمران بنا، یہ بہت نیک دل منصف مزاج

تھا، ترکوں نے خودمختار حکمران بنتے ہی اس پر ٹیکس لگا دیا جس کو یہ فرمانبرداری سے ادا کرتا رہا۔ اس کے دور حکومت کی ابتدا میں دملوۃ نامی قلعے کے رہنے والوں نے اطاعت قبول نہ کی تھی لہٰذا یہاں کے محاصرے وغیرہ میں مشغول رہا، انہی دنوں زیدیوں کے امام نے (جس کا تعلق بنوالرسی سے تھا) حصن بلا میں بغاوت کردی اور احمد الموطی نے زیدیوں کے بیس قلعوں پر قبضہ کرلیا، اس کے بعد احمد صعد پر حملہ آور ہوا اور اس قلعے کو سلیمانی گھرانے کے زیدی راہنمائی سے چھین لیا، چنانچہ سلیمانی گھرانے کے زیدی امام احمد المتوکل نے بھی اپنے منصب سے برطرفی کا اعلان کردیا اور بنوالرسی سے تعلق رکھنے والے زیدی امام کے ہاتھ پر بیعت کر کے امان حاصل کی، لہٰذا اس طرح ہر دور میں زیدیوں کا ایک امام مقرر ہوا کرتا تھا۔

مظفر کی وفات:......ادھر مظفر مستقل فراجی سے یمن پر حکومت کرتا رہا۔ لیکن پھر ۶۹۴ھ میں اس کا اچانک انتقال ہوگیا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا اشرف ممہد الدین کا حکمران بنا، جبکہ اس کا بھائی داؤد ان دنوں شہر نامی علاقے کا حکمران تھا، چنانچہ اس نے اپنے بھائی کی حکومت کی مخالفت کی اور اپنی حکومت کا اعلان کردیا۔

اشرف کی گرفتاری اور موت:......چنانچہ اشرف اس کے خلاف فوج لے کر حملہ آور ہوا، لیکن داؤد کی فوج نے اشرف کی فوج کو شکست دے دی، اشرف کو گرفتار کرلیا گیا، انہی دنوں ۶۹۶ھ میں میت میں اس کی اپنی ہی لونڈی نے اس کو زہر دے دیا، چنانچہ اشرف بیس مہینے حکومت کرنے کے بعد قید خانہ میں اپنے انجام کو پہنچا۔

داؤد کی حکومت:......اشرف کے انتقال کے بعد یمن حکومت کے اراکین نے اس کے بھائی داؤد کو جیل سے نکالا اور اس کو یمن کا بادشاہ بنادیا، بادشاہ بنتے ہی اس نے اس لونڈی کو قتل کرنے کا حکم دیا جس نے اس کے بھائی کو زہر دیا تھا۔ اس کے بعد اس نے اپنا لقب المؤید تجویز کیا اور ترک حکمرانوں کو تحفے تحائف اور نادر و نایاب ھدایا بھیجتا رہا، طے زدہ ٹیکس اور خراج اس کے علاوہ ادا کیا کرتا تھا۔ ۷۱۱ھ میں اس کے بھیجے جانے والے تحائف کی مقدار دوسو اونٹوں کے بوجھ پر مشتمل تھی۔ اس کے بعد ۷۱۵ھ میں بھی اتنے ہی تحفے بھیجے۔

داؤد کی وفات:......اور تحفے تحائف کا یہ سلسلہ جاری رہا لیکن ان سب کے باوجود اس کے تعلقات ترکی حکمرانوں کے ساتھ خراب ہوتے چلے گئے، یہاں تک کہ ۷۱۸ھ میں اس نے تحائف بھیجے تھے وہ انہوں نے قبول کرنے سے انکار کردیا اور واپس بھجوادیئے۔ پھر ۲۵ سال حکومت کر کے آخر ۷۲۱ھ میں اس کا انتقال ہوگیا۔

داؤد کی سیرت:......داؤد المؤید نہایت، زبردست عالم حکمران تھا، امام شافعی رحمۃ اللہ کا مقلد تھا، اس نے ہر طرف سے کتابیں منگوا کر جمع کر رکھی تھیں، اس کی کتابوں کی تعداد ایک لاکھ تک تھی۔ علماء سے اس کے بڑے اچھے تعلقات تھے ان کو انعام واکرام سے بھی نوازا کرتا تھا، اور خاص طور پر شوافع کے اُس وقت امام ابن دقیق العید کو خصوصی انعامات بھیجا کرتا تھا۔

مجاہد سیف علی:......بہرحال اس کے انتقال کے بعد اس کا ۱۲ سالہ بیٹا سیف علی المجاہد یمن کا بادشاہ بنا۔ بادشاہ بنتے ہی یہ عیاشیوں میں مصروف ہوگیا، اور مذہبی راہنماؤں کے ساتھ نامناسب سلوک اختیار کیا اور بلاوجہ ان کو ہر طرف اور تبدیل کرنے لگا، اراکین حکومت اس سے تنگ آنے لگے، آخرکار اس کے چچا عمر الاشرف نے اس کے خلاف بغاوت کردی اور حملہ کردیا، دونوں گروہوں میں جنگوں کا سلسلہ شروع ہوگیا، آخرکار مجاہد کو کامیابی حاصل ہوئی اور عمر کو شکست ہوئی، لہٰذا وہ گرفتار کرلیا گیا۔

مجاہد کی گرفتاری:......جلال الدین عمر بن الاشرف کو گرفتار کرنے کے بعد مجاہد دوبارہ عیاشیوں میں مصروف ہوگیا حتی کہ اس کے اراکین حکومت بھی اس سے بیزار ہوگئے اور جلال الدین کے ساتھ مل کر سازشیں کرنے لگے۔ چنانچہ ۷۲۲ھ میں جب مجاہد کسی سفر پر روانہ ہوا تو جلال الدین کسی طرح قید خانے سے نکل گیا کسی باغ میں جا چھپا اور موقع ملتے ہی مجاہد پر حملہ کردیا اور اس کو گرفتار کرلیا۔

دوبارہ حکومت:......اس کی گرفتاری کے بعد جلال الدین نے مجاہد کے دور سے چچا منصور ایوب بن المظفر کو حکمران بنادیا اور اس کے ہاتھ پر حکومت

کی بیعت کرلی اور چند لوگوں کے ساتھ مجاہد کو قید کر دیا جبکہ جلال الدین رہا ہو چکا تھا۔

ادھر مجاہد کے حمایتوں نے جمع ہو کر تعز نامی جگہ پر مسطور کے گھر پر حملہ کر دیا اور اسے قید کرلیا اور مجاہد کو رہا کروا کے دوبارہ حکمران بنا دیا، حکمران بنتے ہی اہل یمن کے فرمانبردار بن گئے۔

عبداللہ بن منصور کے ساتھ ناچاقی: ......ان دنوں اس کے چچا منصور ایوب بن مظفر کا بیٹا اسد الدین عبداللہ بن منصور ایوب دملوۃ کا حکمران تھا، اس نے مجاہد کی اطاعت سے انکار کر دیا، مجاہد نے اس کے ساتھ خط وکتابت کی اور اس کو دھمکی دی کہ اس نے اطاعت نہ کی تو اس کے باپ کو قتل کروادے گا۔ لیکن عبداللہ ڈٹا رہا اور جواب میں سخت لہجہ اختیار کیا، چنانچہ کشیدگی بڑھتی گئی اور نوبت فسادات تک آ پہنچی اور یمنی عرب دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے اور علاقے کے حالات خراب ہوتے چلے گئے۔

منصور ایوب کا قتل: ......ادھر عبداللہ کے باپ منصور ایوب نے عبداللہ کو قید خانہ سے خط لکھا کہ دملوۃ مجاہد کے حوالے کر دے کیونکہ منصور کو جان کا خطرہ تھا، لیکن عبداللہ اپنے باپ کی بات بھی نہ مانا اور سخت جواب دیا، چنانچہ مجاہد اس کی طرف سے مایوس ہو گیا، اور اس نے عبداللہ کے باپ منصور ایوب کو قید خانے میں ہی قتل کروا دیا۔

زبید کی فتح: ......منصور کے قتل کے بعد اصل دملوۃ شریف بن حمزہ کی راہنمائی میں جمع ہوئے اور اسد الدین عبداللہ بن منصور ایوب کو حکمران بنا دیا اور بیعت کی، حکمران بنتے ہی عبداللہ نے شباب صفوی کی سربراہی میں ایک لشکر زبید کی طرف بھیجا لشکر نے جاتے ہی شہر کا محاصرہ کرلیا اور اس شہر کو ختم کرلیا۔

مجاہد کی شکست: ......اس کے بعد مجاہد نے اپنے ایک سپہ سالار علی بن دوادار کی سربراہی میں لشکر روانہ کیا، لشکر جیسے ہی زبید کے قریب پہنچا تو وہاں سیلاب آ گیا، دوسری طرف اہل زبید نے بھی ان پر شب خون مارا، اس دوطرفہ آفت کی وجہ سے مجاہد کے لشکر کو زبردست نقصان پہنچا اور اس لشکر کے بڑے بڑے افسر گرفتار کر لئے گئے۔

عدن کی فتح: ......ادھر جب مجاہد کو اپنے لشکر کی شکست کی اطلاع ملی تو اس نے شکست کا ذمہ دار علی بن دوادار کو ٹھہرایا اور اس پر دشمنوں سے سازش کا الزام لگایا لہٰذا اس کو خط لکھا کہ مدد لینے کیلئے عدن چلے جاؤ اور اُدھر عدن کے حکمران کو لکھا کہ جیسے ہی علی بن دوادار آئے تو اسے گرفتار کر لینا۔ یہ خط ظاہر کے ہاتھ لگ گیا اُس نے یہ خط علی بن دوادار کے پاس بھجوا دیا، خط پڑھتے ہی علی بن دوادار بچی کھچی فوج لے کر عدن پر حملہ آور ہوا اور اس کا محاصرہ کرلیا اور ۷۲۳ھ میں عدن کو نہ صرف یہ کہ فتح کرلیا وہاں ظاہر بن منصور کے نام کا خطبہ بھی پڑھا۔ اس کے بعد اس نے صنعاء اور خوص کے حکمرانوں کو بھی دعوت دی انہوں نے بھی اس کی حکومت کو تسلیم کرلیا۔

سلطان محمد بن قلدوون کی طرف سے مدد: ......اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے مجاہد نے مذحج اور کردوں کے قبیلوں سے مدد مانگی اس وقت وہ معدیہ نامی قلعے میں تھا، لیکن ان قبائل نے اس کی کوئی مدد نہ کی۔ اِدھر ظاہر نے مکہ مکرمہ کے قاضی نجم الدین طبری اور دیگر بڑے بڑے لوگوں کو اطلاع دی کہ یمن میں اس کی حکومت قائم ہو گئی ہے۔

چنانچہ جب یمنی قلعوں پر ظاہر بن منصور نے قبضہ کرلیا اور مجاہد سے ان قلعوں کو چھین لیا گیا، اور معدیہ میں اس کا محاصرہ کرلیا گیا تو کوئی جائے فرار نہ پا کر آخر کار مجاہد نے مصری حکمران سلطان محمد بن قلاوون الناصر سے مدد مانگی۔ یہ واقعہ ۷۲۵ھ کا ہے، سلطان نے اس کی درخواست کی سربراہی میں لشکر روانہ کیا۔ ۷۲۵ھ میں یہ لشکر یمن پہنچا، اس لشکر کے ساتھ مجاہد معدیہ سے (جو عدن کے آس پاس کے علاقوں میں تھا) تعز نامی جگہ پہنچا، وہاں کے رہنے والوں نے امان طلب کی، مجاہد نے امان دی پھر انہوں نے صلح کے لئے ظاہر بن منصور سے خط وکتابت شروع کر دی، لیکن ظاہر دملوۃ پر اپنا قبضہ برقرار رکھنے پر مصر تھا۔ بہرحال آخر کار ان کی صلح ہو گئی۔

شہاب صفوی کا قتل:......اس کے بعد مصری (ترک) سرداروں نے شہاب صفوی کو بلوایا، کیونکہ مجاہد اور ظاہر کے درمیان فتنہ فساد کا سبب یہی شخص تھا، لیکن یہ نہ آیا، چنانچہ بیبرس خود سوار ہوا اور اس کے پاس جا پہنچا۔ اور اس کے خیمے میں داخل ہوتے ہی اس پر حملہ کر دیا۔ اور سوق الخیل یعنی گھوڑوں کے بازار میں جو تعز نامی جگہ تھا اس کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد اس امدادی فوج نے مجاہد کے مخالفوں کو ختم کرنا شروع کر دیا یہاں تک سب کے سب اس کے اطاعت گزار ہو گئے، اس طرح مجاہد کی حکومت مستحکم ہو گی اور پھر ۷۲۶ھ میں امدادی لشکر واپس مصر چلا گیا۔

ظاہر بن منصور کا قتل:......ادھر جب مجاہد کی حکومت مستقل بنیادوں پر قائم ہو گئی اور دملوۃ میں ظاہر اس کے جانشین کی ذمہ داریاں سنبھال لیں تو مجاہد نے اس کے ساتھ دوستی بڑھانی شروع کی اور رفتہ رفتہ خوشگوار تعلقات پیدا کر لئے، اور چالاکی سے ظاہر کو دملوۃ کی حکومت سے دستبردار ہونے پر راضی کر لیا، اور پھر اس کے بعد دوبارہ اپنی طرف سے ظاہر کو دملوۃ کا حکمران بنا دیا، یہ چال نما ہنر نہ سمجھ سکا اور مجاہد کا حمایتی بن گیا۔ لیکن ایک دن اچانک مجاہد نے ظاہر کو گرفتار کروالیا اور تعز نامی قلعے میں قید کر دیا۔ اور آخر کار ۷۳۴ھ میں گرفتاری کی حالت ہی میں اس کو قتل کروا دیا گیا۔

مجاہد کا حج:......۷۵۱ھ میں سلطان حسن ناصر کے پہلے دور حکومت میں مجاہد نے حج کیا۔ یہی وہ سال ہے جس میں مصری حکومت کے نگران نے طاز بھی حج کیا وہ اس حج میں امیر حج تھا اور مصری حکومت کے سابق نگران بیقاروس نے طاز کی نگرانی میں قید کی حالت میں حج کیا تھا، اور اس کی وجہ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں یہ تھی کہ مصری سلطان نے طاز کو حکم دیا تھا کہ وہ بیقاروس کو راستے میں ہی گرفتار کر لے، لیکن چونکہ گرفتاری کے باوجود بیقاروس حج کرنا چاہتا تھا لہٰذا طاز نے اسی حالت میں حج کرنے کی اجازت دے دی تھی۔

اور پھر انہی دنوں مجاہد بھی حج کے لئے پہنچا تھا اور اس کے بارے میں مشہور ہوا تھا کہ یہ خانہ کعبہ کا غلاف لینا چاہتا ہے اسی وجہ سے مصری سرداروں اور یمنی لشکر میں ناچاقی ہو گئی تھی اور جنگ بھی ہوئی تھی جس میں مجاہد کو شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا، اس جنگ سے مجاہد کی فوج کا بہت نقصان ہوا تھا، اور بیوار وس کو بھی اس جنگ کیلئے رہا کیا گیا تھا اور بعد میں اس کو دوبارہ گرفتار کر لیا تھا۔

مجاہد کی گرفتاری اور رہائی:......پھر کچھ عرصے بعد مجاہد کو بھی گرفتار کر لیا گیا تھا اور مصر میں قید کیا گیا تھا۔ لیکن پھر ۷۵۲ھ میں سلطان الصالح کے دور حکومت میں مجاہد کو رہا کرا دیا گیا تھا اور اس کے ساتھ قشتمر منصوری کو بھی بھیجا گیا تھا تاکہ وہ اس کو اس کے وطن تک امن وامان کیساتھ پہنچائے، لیکن ینبع نامی جگہ پر قشتمر نے محسوس کیا کہ مجاہد فرار ہونا چاہتا ہے لہٰذا قشتمر اس کو واپس لے آیا اور الکرک میں اس کو قید کروایا، لیکن پھر کچھ عرصہ بعد دوبارہ اس کو رہا کرایا اور اس کے ملک (یمن) پہنچا دیا گیا۔

مجاہد کی وفات اور افضل کی حکومت:......یہاں آکر اس نے مصری بادشاہ سے دوستانہ تعلقات قائم کر لئے تھے اور آپس میں تحفے تحائف کا سلسلہ جاری ہو گیا تھا۔ پھر ۷۶۶ھ میں بیالیس سال حکومت کرنے کے بعد مجاہد کا انتقال ہو گیا اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا عباس یمن کا حکمران بنا، اس کا لقب الافضل تھا اس نے بارہ سال حکومت اور ۷۷۸ھ میں اس کا انتقال ہوا۔

یمن کے حکمران:......پھر عباس بن مجاہد کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا محمد بن عباس المنصور یمن کا بادشاہ بنا، اس نے مستقل مزاجی سے حکومت کی البتہ ۷۸۲ھ میں اس کے غلاموں کے ایک گروپ نے بغاوت کر دی اور انہوں نے اس کو قتل کرنے کی سازش کی، لیکن اس سازش کا علم ہونے کے بعد سارے باغی دملوۃ کی طرف فرار ہو گئے، لیکن راستے میں ان کو عرب قبائل نے پکڑ لیا اور انہیں یمنی بادشاہ کے پاس لے آئے اور بادشاہ محمد بن عباس المنصور نے انہیں معاف کر دیا۔ اور پھر کچھ عرصہ بعد اس کا بھی انتقال ہو گیا۔

اس کی وفات کے بعد اس کا بھائی اشرف اسماعیل بن الافضل یمنی کا حکمران بنا اس کی حکومت بھی پختہ تھی اور اب تک (یعنی علامہ ابن خلدون کے زمانے تک، مترجم) ۷۹۶ھ میں بھی یمن کا حکمران یہی ہے۔

تاتاری بادشاہ:......اس سے پہلے ہم تاتاریوں کے حالات کے سلسلے میں یہ تحریر کر چکے ہیں کہ ان کا تعلق ترک قوم سے ہے اور صحیح روایت کے

مطابق ترک سب کے سب کومر بن یافث کی اولاد میں سے کہیں ان کا ذکر توراۃ میں بھی کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ ہم ترکوں کے مختلف قبائل کا تذکرہ بھی کر چکے ہیں اور یہ بھی تحریر کر چکے ہیں کہ غز کا تعلق بھی ترکوں سے ہی ہے اور سلجوقیوں کا تعلق غز سے ہے،اس کے علاوہ ہیاطلہ اور قبیخ قبائل بھی انہی میں سے ہیں،جبکہ سمرقند کے قریبی علاقے صغد کے رہنے والوں کا تعلق بھی ترکوں سے ہے اور وہ بھی اسی نام سے پکارے جاتے ہیں۔

ان کے علاوہ خطا اور طغرغز کو بھی ہم نے انہی میں شمار کیا ہے اور وہ بھی تاتاری ہی ہیں کیونکہ یہ قبائل طمغاج نامی علاقے میں رہا کرتے تھے۔اس علاقے کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ علاقہ ،ترکستان ،کاشغر اوران کے آس پاس ماوراء النہر کا علاقہ ہے،جب تاتاری حکمرانوں نے اسلام قبول کیا تو اس وقت بھی یہ لوگ اسی علاقے میں تھے ان کے ساتھ ہم نے خزلخیہ ،غور،خزر اور خشاخ قبائل کو بھی ترکوں میں شمار کیا ہے انہی قبائل کو قفچاق ،یمک اور اعلان بھی کہتے ہیں،ان کے علاوہ اب چرکس اور ارکش قبائل کا تعلق بھی ترکوں سے ہی ہے۔

ادریس کا بیان:......علم جغرافیہ (GEUGRAPHI) کی مشہور کتاب روجر کے مؤلف نے جن مزید قبائل کو تاتاریوں میں شمار کیا ہے وہ یہ ہیں (۱) العسہ (۲) تغزغریہ (۳) خرخیر یہ (۴) کیما کیہ (۵) خزلخیہ (۶) خزر (۷) خلخ (۸) بلغار (۹) ممتاک (۱۰) برطاس (۱۱) سنجرت (۱۲) خرجان (۱۳) انکر۔اس نے یہ بتایا ہے کہ انکر قبیلہ روم کے علاقے وینس میں رہتا ہے۔

یہ تمام ترک قبائل ماوراء النہر سے مشرق کی طرف عبراوقیانوس تک پہلے اقلیم (غالباً براعظم ،مترجم) سے لے کر ساتویں اقلیم تک شمال اور جنوب کے درمیان میں رہتے ہیں جبکہ چین ان کے بالکل بیچ میں ہے۔

چین:......چین شروع میں بنوچینی کی حکومت میں شامل تھا،جن کا تعلق یافث کی اولاد سے تھا اور وہاں کے بھائی تھے۔اس کے بعد یہ ملک بھی انکے ماتحت علاقوں میں شامل ہو گیا اور انہوں نے چین کے اکثر حصے پر قبضہ کر لیا،البتہ کچھ ساحلی علاقہ بدستور چینیوں ہی کے قبضے میں رہا۔

تاتاری:......جبکہ تاتاری خانہ بدوش ہیں جیسا کہ ہم اپنی کتاب کے شروع میں اور اس کے علاوہ سلجوقیوں کی تاریخ میں بھی تحریر کر چکے ہیں،ان خانہ بدوش کی اکثر آبادی چین اور ترکستان کے درمیان پائے جانے والے جنگلوں میں رہتی ہے اسلام لانے سے پہلے بھی ان کی ایک حکومت تھی جو اکثر و بیشتر ایرانیوں سے جنگ کرتی رہتی تھی ،ان دنوں بنوفراسیان کے حکمران تھے۔

تاتاریوں میں اسلام:......جب مسلمانوں کی فتوحات پھیلنے لگیں تو ان کی جنگیں ان تاتاریوں سے بھی ہوئیں ،مسلمانوں نے حسب معمول اسلام کی دعوت دی لیکن ان لوگوں نے یہ دعوت قبول نہ کی ،چنانچہ مسلمانوں نے ان کے ساتھ جنگ کی ان کا خوب قتل عام کیا اور ان کے علاقوں کے چاروں طرف پھیل گئے۔اس کے بعد تاتاریوں کے حکمران مسلمان ہو گئے لیکن ان کے علاقے بدستور ان ہی کے قبضے میں رہے۔یہ واقعات پہلی صدی ہجری کے بعد کے ہیں،ان دنوں ترکمانستان اور کاشغر میں ان کی حکومتیں قائم تھیں لیکن یہ علم نہیں ہوسکا کہ ان کے بادشاہ کس نسل سے تعلق رکھتے تھے۔یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان تاتاریوں کا تعلق فراسیان کی اولاد سے ہے لیکن فراسیان نامی کسی قوم کا ان میں وجود نہیں البتہ ترک بادشاہوں کو خاقان کے لقب سے پکارا جاتا ہے،یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے ایران کے بادشاہ کو کسریٰ اور روم کے بادشاہ کو قیصر کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔

بنوسامان:......چونکہ یہ ترک حکمران مسلمان ہو گئے تھے لہٰذا یہ بدستور اپنے علاقوں پر حکومت کرتے رہے اور وہاں رہنے لگے۔خلافت عباسیہ کا یہ دور ہے جبکہ ماوراء النہر میں بنوسامان کے بادشاہوں کی حکومت قائم ہو چکی تھی اس حکومت کے ساتھ ان ترک بادشاہوں کی جنگیں بھی ہوتی تھیں اور صلح بھی حتیٰ کہ ترکوں اور بنوسامان دونوں کی حکومتیں ختم ہو گئیں اور بنوسامان کے آزاد کردہ غلاموں میں محمود بن سبکتگین کی وسیع و عریض حکومت ماوراء النہر اور خراسان کے علاقوں میں قائم ہو گئی۔

سلاجقہ:......انہی دنوں سلجوقی حکومت منظر عام پر آئی ،اس حکومت نے ترکوں کے مقبوضہ علاقوں پر قبضہ کر لیا چنانچہ اس طرح ترک ان کے ماتحت ہو گئے ،اور ایک بدتہذیب قوم ایک مہذب قوم پر غلبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔پھر ان کا ٹکراؤ سبکتگین کی اولاد سے ہوا اور یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں

تک کہ چوتھی صدی ہجری کے بعد انہوں نے سبکتگین کی اولاد سے ہوا ان کی حکومت پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔

اس طرح تمام اسلامی ملکوں پر سلجوقیوں کی حکومت قائم ہوگئی یہاں تک کہ وسط ہندوستان سے لے کر ہندوستان کے انتہائی شمالی علاقے بھی ان کی حکومت میں شامل ہوگئے۔اس کے علاوہ مغربی سمت میں چین کے وسط سے لے کر خلیج قسطنطنیہ تھی کہ عربوں اور خلفاء کی حکومت کے علاوہ اتنی وسیع حکومت اور کسی کی نہ تھی لیکن پھر قدرت کے قوانین کے مطابق آخر کار ان کی حکومت کو دوسوسال بعد زوال آ گیا۔

تاتاری اور خطا:......ادھر جب سلجوقی بادشاہ ترکمانستان اور کاشغر چھوڑ کر خراسان کی طرف چلے گئے تو ان کی چھوڑی ہوئی جگہ خطا کے ترکوں نے سنبھال لی، جبکہ ان کے دوسری طرف ترکمانستان اور چینی حدود میں تھے، ترکستان کے ترک بادشاہ ان کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے لہٰذا ان سے دب رہے، اس لئے ارسلان خان بن محمد سلیمان نے چین اور اپنی سرحدوں کے درمیان کے علاقے پر ان کو آباد کیا ہوا تھا اور ہر وقت لڑنے جھگڑنے کیلئے ان کو تیار رکھتا تھا

کوخان کا حملہ:......پھر ۵۲۲ھ میں ترکوں کے بادشاہ کوخان نے چین کی طرف حملہ کیا، اس کے لشکر میں خطا کی فوجیں بھی شامل تھیں، لہٰذا ماوراء النہر اور ترکستان کے حکمران محمد بن محمد سلیمان نے (جس کا تعلق خانیہ حکومت سے تھا اور سنجر سلجوقی کا بھانجا بھی تھا) کوخان کے لشکر کا مقابلہ کیا، لیکن اس کو شکست ہوئی، چنانچہ اس کے اپنے ماموں سلطان سنجر نے دوسرے مسلمان بادشاہوں اور فوجوں سے مدد مانگی اور کوخان لشکر کا مقابلہ کرنے کے لئے دریاء جیحوں کو پار کیا وہاں آ پہنچے۔ ۵۳۶ھ میں ان کی جنگ ہوئی، سلطان سنجر کو شکست ہوئی اور اس کی بیوی کو گرفتار کر لیا گیا، لیکن بعد میں کوخان نے اس کو رہا کر دیا، لیکن اس کامیابی سے ماوراء النہر کے علاقے پر اس کا قبضہ مکمل ہوگیا۔

کوخان کی موت:......پھر ۵۳۵ھ میں کوخان کا انتقال ہوگیا، اس کے انتقال کے بعد اس کی بیٹی ملکہ بنی، لیکن کچھ ہی عرصہ بعد اس کا بھی انتقال ہوگیا، اس کے بعد کوخان کی بیوی اور اس کا بیٹا حکمران بنے اور ان کے بعد اس خاندان کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا اور ماوراء النہر کے علاقے پر خطاء کے قبائل کا قبضہ ہوگیا۔

خوارزم شاہ کی حکومت:......ادھر خوارزم نامی علاقے پر علاء الدین محمد بن تکش نے قبضہ کر لیا، اسی علاقے کی مناسبت سے علاؤالدین اور اس کا باپ خوارزم شاہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ان دنوں ماوراء النہر میں خانیہ گھرانے کے بادشاہوں کی حکومت تھی اور خطا کے ترکوں سے ان کا اکثر مقابلہ رہا کرتا تھا چنانچہ انہوں نے خوارزم شاہ سے مدد کی درخواست کی، اس نے درخواست قبول کی اور خود ان کی مدد کیلئے روانہ ہوا اور ۶۰۶ھ میں دریا کو پار کر کے وہاں آ پہنچا، جبکہ ان دنوں وہاں کا بادشاہ بوڑھا ہو چکا تھا، وہ نہ صرف بوڑھا تھا بلکہ جنگی معاملات میں بہت ماہر بھی تھا، لہٰذا اس نے ڈٹ کر ان کا مقابلہ کیا، لیکن اس کو شکست ہوگئی، خوارزم شاہ نے اس بادشاہ ''طانیکوہ'' کو گرفتار کر لیا اور خوارزم لے جا کر قید کر دیا، اور خط کے مقبوضہ علاقوں کو فتح کرنا شروع کر دیا اور ''اورکندا'' تک فتح کرتا چلا گیا، ہر جگہ اپنا حکمران مقرر کرتا تھا اسی دوران اس نے اپنی بہن کا نکاح سمرقند کے حکمران سے کیا، اس کا تعلق خانیہ گھرانے کے بادشاہوں سے تھا اور اس کے بعد جس طرح وہاں خطا کی فوج تھی اسی طرح اپنی مسلح فوج بھی وہاں رکھی اور اپنے ملک خوارزم واپس آ گیا۔

حاکم سمرقند کی بغاوت:......خوارزم شاہ کی واپس کے کچھ عرصہ بعد خوارزم شاہ کے مقرر کئے ہوئے سمرقند کے حکمران اور سمرقند میں مقرر لشکر کو قتل کروادیا، اور خوارزم شاہ کی بہن یعنی اپنی بیوی کو بھی قتل کرنے کا ارادہ کیا، لیکن اتنے میں خوارزم شاہ نے سمرقند کا محاصرہ کر لیا اور زبردستی تلوار کے زور سے شہر میں گھس گیا اور نہ صرف حاکم سمرقند بلکہ اس کے پورے خاندان کو قتل کر دیا، اور ماوراء النہر سے خانیہ گھرانے کا نام ونشان تک مٹا دیا، اس کے علاوہ ان کے جو علاقے سمرقند کے علاوہ تھے ان کو بھی فتح کر لیا اور اپنے دوسرے نائب مقرر کئے۔

کشلی خان:......خطا کے دوسری طرف چین اور ترکستان کے درمیانی علاقے میں تاتاری بدستور آباد تھے اور وہاں ان کے بادشاہ کا نام کشلی خان تھا۔ساتھ ساتھ رہنے کی وجہ سے تاتاریوں اور خطا کی آپس میں جنگیں ہوتی رہتی تھیں، جب تاتاریوں کو خطا کی خوارزم شاہ کی ہاتھوں شکست کا علم ہوا تو انہوں نے بدلہ لینا چاہا لہٰذا کشلی خان تاتاریوں کا زبردست لشکر لے کر خطا کے علاقوں پر حملہ آور ہوا، خطا نے فوری مدد کیلئے خوارزم شاہ سے درخاست

کی اور عاجزی اور انکساری کا اظہار کیا، تاکہ جلد از جلد دشمن کا خاتمہ کیا جاسکے۔

خطا کا انجام:......لیکن دوسری طرف تاتاریوں کے بادشاہ کشلی خان نے بھی خوارزم شاہ سے مدد کی درخواست کردی، چنانچہ خوارزم شاہ نے جنگی تیاریاں شروع کردیں اور دونوں گروپوں سے وعدہ کرلیا لیکن خوارزم شاہ ایک طرف رہا حتی کہ خطا اور تاتاریوں کی جنگ شروع ہوگئی، اس جنگ میں خطا کو شکست ہوئی، چنانچہ خوارزم شاہ نے بھی تاتاریوں کا ساتھ دیا اور ہارے ہوئے خطا کے افراد پر حملہ کردیا، اس طرح قوم خطا کا دونوں طرف سے صفایا ہونے لگا، یہاں تک صرف چند افراد زندہ بچے جو ترکستان کے پہاڑوں میں جاکر قلعہ میں پناہ گزیں ہوگئے، البتہ کچھ لوگ خوارزم شاہ کے ساتھ ملے اور اسی کے ساتھ رہنے لگے۔

مبارک باد:......اس جنگ سے فارغ ہوکر خوارزم شاہ نے تاتاریوں کے بادشاہ کو جنگ میں کامیابی پر مبارک باد بھی اور یہ بھی کہا کہ یہ کامیابی خوارزم شاہ کی ہروقت مدد کی وجہ سے ہوئی ہے۔ کشلی خان نے فراخ دلی سے اس بات کا اعتراف کیا اور خوارزم شاہ کا شکریہ بھی ادا کیا۔

کشلی خان کی کامیابیاں:......لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد مفتوحہ پر قبضہ کے بارے میں دونوں کا جھگڑا ہوگیا، خوارزم شاہ نے پہلے تو جنگ شروع کی لیکن جلد یہ اسے معلوم ہوگیا کہ وہ کشلی خان کے لشکر سے مقابلہ نہیں کرسکتا لہٰذا اس نے پہلے بہانوں سے کام لینا شروع کردیا، کشلی خان خوارزم شاہ کو برا بھلا کہتا تو وہ اس کو دھوکہ دے دیتا لیکن اس کے ساتھ ساتھ کشلی خان کاشغر، ترکستان اور ساغون کو فتح کرچکا تھا۔ چنانچہ خوارزم شاہ کیلئے اب کوئی راستہ نہیں بچا تھا چنانچہ اُس نے اپنے ماتحت انتہائی خوبصورت اور صاف ستھرے شہر شاش، فرغانہ، اسبیجاب، قاشان اور آس پاس کے دیگر چھوٹے بڑے شہروں کو خالی کروانا شروع کردیا اور ان کے رہنے والوں کو دوسرے شہروں میں بھیج دیا اور پھر اپنے ہی شہروں کو تباہ وبرباد کردیا تاکہ کشلی خان ان پر قبضہ نہ کرلے۔

چنگیز خان کی آمد:......انہی دنوں کشلی خان کے مقابلے پر مغلوں کی آمد ہوئی، ان کا بادشاہ چنگیز خان تھا، لہٰذا کشلی خان خوارزم شاہ کے بجائے چنگیز خان سے الجھ گیا اور دریا پار کرکے چنگیز خان کی طرف روانہ ہوا۔ خوارزم شاہ کے حالت ہم آگے ذکر کریں گے انشاء اللہ۔

خوارزم شاہ کی فتوحات:......ادھر خوارزم شاہ خراسان کی طرف روانہ ہوا اور خراسان سے لے کر بغداد تک کے علاقے فتح کرلئے، ان علاقوں میں خراسان مازندران، بامیان اور غزنی سے لے کر ہندوستان کی حدود تک کے علاقے بھی شامل تھے لیکن غوری گھرانے کے بادشاہ اپنے مقبوضہ علاقوں پر بدستور حکومت کرتے رہے پھر خوارزم شاہ نے رے، اصفہان اور ایران کے تمام پہاڑی علاقوں پر مشتمل شہر بھی فتح کئے۔ اس کے بعد خوارزم شاہ عراق کی طرف روانہ ہوا اور اس وقت کے عباسی خلیفہ کو یہ پیغام بھجوایا کہ جس طرح سلجوقی بادشاہوں کا نام خطبے میں لیا جاتا تھا اسی طرح عباسی خلیفہ کے ساتھ میرا نام بھی لیا جائے لیکن خلیفہ نے اس کی بات نہ مانی، جیسا کہ ہم عباسی خلفاء کے حالات میں تحریر کرچکے ہیں۔

چنگیز خان کے تحفے:......پھر ۶۱۶ھ میں خوارزم شاہ عراق سے نیشاپور واپس آیا اور یہیں قیام کیا، انہی دنوں اس کے پاس چنگیز خان کے نمائندے بہت سے تحفے تحائف لے کر آئے یہ تحفے کان سے نکلی ہوئی چاندی، مشک کے نافوں سنگر لیشم اور سینہ اونٹ کی اون سے خطا کے ہاتھوں سے بنے ہوئے قیمتی لباسوں پر مشتمل تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ چنگیز خان کا یہ پیغام بھی تھا کہ میں نے چین اور ترکستان کے درمیانی علاقوں کو فتح کرلیا ہے اور اب صلح کا خواہش مند ہوں اور یہ بھی چاہتا ہوں ہماری اور تمھاری دونوں طرف سے تاجروں کو تجارت کے سامان کے ساتھ آنے کی اجازت ہو۔ اس کے علاوہ چنگیز خان نے اس خط میں خوارزم شاہ کی بہت زیادہ تعریف کی اور یہاں تک کہ کہ وہ خوارزم شاہ کو اپنی انتہائی عزیز اولاد کی طرح سمجھتا ہے

خوارزم شاہ اور محمود خوارزمی:......ادھر خوارزم شاہ نے جب یہ خط پڑھا تو اسے اس خط میں تحریر باتیں ناگوار گزریں اور اسے چنگیز خان سے نفرت ہوگئی لیکن اس نے اظہار نہ کیا اور چنگیز خان کے نمائندے اور سفیر محمود خوارزمی کو بلوایا اور اچھے طریقے سے پیش آیا اس کا مقصد محمود خوارزمی کو چنگیز کے

خلاف جاسوسی پر تیار کرتا تھا، اس نے محمود خوارزمی سے اس بات کی تصدیق بھی کروانی چاہی کہ آیا چنگیز خان کو واقعی طوغاج فتح کرلیا ہے یا نہیں؟ محمود خوارزمی نے اس بات کی تصدیق کی۔ پھر خوارزم شاہ نے اسے چنگیز کی عسکری قوت کے متعلق پوچھا تو محمود خوارزمی نے چالاکی سے کام لیا اور اصل تعداد سے بہت کم تعداد بتائی۔ اس کے علاوہ خوارزم شاہ کو یہ بات بھی بری لگی تھی کہ چنگیز خان نے اس کو بیٹا کہہ کر مخاطب کیا تھا لیکن اس نے اس کا بھی اظہار نہ کیا بلکہ تاجروں کو مال تجارت لے کر آنے جانے کی اجازت دے دی اور سفیروں کو رخصت کر دیا۔

مغل تاجروں کا قتل: ...... چنانچہ اس معاہدے کے بعد چنگیز خان کی طرف سے کچھ تاجر ''الحداد'' پہنچے، یہاں خوارزم شاہ کا ماموں انیال خان موجود تھا، اس نے ان تاجروں کے مال ودولت کے بارے میں خوارزم شاہ کو اطلاع دی اور بتایا کہ اصل میں یہ تاجر نہیں بلکہ جاسوس ہیں خوارزم شاہ نے محتاط رہنے کا کہا، انیال خان نے ایسا ہی کیا اور تاجروں سے مال دولت چھین کر خفیہ طور پر قتل کر دیا۔ چنگیز خان کو جیسے ہی تاجروں کے قتل کی اطلاع ملی چنگیز خان نے ایک احتجاج بھرا خط خوارزم شاہ کو بھیجا اور کہا کہ اگر یہ انیال خان کی حرکت ہے تو انیال خان کو ہمارے حوالے کردو اور خوارزم شاہ کو دھمکی بھی دی، خوارزم شاہ غضب ناک ہو گیا اور خط لے جانے والے سفیر کو قتل کروا دیا۔

جنگ: ...... اپنے سفیر کے قتل کی اطلاع ملتے ہی چنگیز خان نے خوارزم شاہ پر حملہ کر دیا، اس کا مقابلہ کرنے کے لئے خوارزم شاہ نے اصل سمرقند سے دو سال کا ٹیکس وصول کیا اور اسے خرچ کر کے شہر کی فصیلوں کو مضبوط کروایا اور قلعہ بند ہو گیا، پھر اس کے بعد مزید ایک سال کا ٹیکس وصول کیا اور اس سے شہر کے دفاع کیلئے گھڑ سواروں کا ایک دستہ تیار کروایا اور پھر چنگیز خان سے مقابلے کیلئے تیار ہوا۔ جنگ کو شکست ہوگئی کیونکہ وہ ان میں موجود نہ تھا۔

خوارزم شاہ دریائے جیحون کی طرف واپس آ گیا اور وہیں قیام کیا اور اپنے لشکر کو ماوراء النہر کے تینوں صوبوں یعنی بخارا، سمرقند اور ترمذ میں پھیلا دیا اور اپنے سب سے بڑے سپہ سالار آ بناخ کو بخارا میں مقرر کیا اور سربراہ بنا دیا۔

انیال خاں کا انجام: ...... اتنے میں چنگیز خان دوبارہ مقابلے کے لئے آ پہنچا، خوارزم شاہ نے دریا پار کیا اور فرار ہو گیا، چنگیز خان نے اطرار کا رخ کیا اور تلوار کے زور سے اس کو فتح کر لیا اور وہاں کے حکمران خوارزم شاہ کے ماموں اینال خان کو گرفتار کر لیا اور پھر اس کی آنکھوں اور کانوں میں پگھلی ہوئی چاندی بھروا دی۔

بخارا اور سمرقند کی تباہی: ...... پھر چنگیز خان بخارا کی طرف روانہ ہوا اور بخارا کا محاصرہ کر لیا، اہل بخارا نے چنگیز خان سے امان طلب کی، چنگیز خان نے امان دی اور شہر پر قبضہ کر لیا، اس کے بعد اہل بخارا نے چنگیز خان کا ساتھ دیا اور قلعے کی فتح میں اس کے ساتھ مل کر لڑے حتیٰ کہ قلعے کو تباہ و برباد کر دیا لیکن چنگیز خان نے اہل بخارا کے ساتھ وعدہ خلافی کی اور بعد میں ان کا قتل عام کروا دیا اور کچھ کو گرفتار کر لیا۔

اپنوں سے بدظن: ...... اس کے بعد چنگیز خان نے خوارزم شاہ کے ان افسران کے خطوط کے جوابات دیئے جو خوارزم شاہ کی ماں کے رشتے دار تھے، اس نے ماں کی نافرمانی کرنے پر خوارزم شاہ کو برا بھلا کہا اور ان لوگوں سے اپنے خطوں میں بہت سی امیدوں کا اظہار کیا اور اس کے علاوہ خوارزم شاہ کی والدہ ترکمانی خاتون سے ملاقات کا وعدہ بھی کیا، وہ ان دنوں خوارزم میں تھی، اور یہ بھی کہا کہ وہ کوئی ایسا آدمی بھیجے جسے جانشین بنایا جا سکے، پھر یہ سارے خط اس نے خوارزم شاہ کو بھی بھجوا دیئے خوارزم شاہ نے جب یہ دیکھے تو اپنی ماں اور باقی رشتہ داروں سے بدظن ہو گیا، اور دونوں گروہوں میں ایک دوسرے کی طرف سے نفرت پیدا ہوگئی۔

خوارزم شاہ کا فرار: ...... ادھر جب چنگیز خان ماوراء النہر کو فتح کر کے فارغ ہوا تو بخارا کا نائب حکمران اپنی باقی ماندہ فوج لے کر فرار ہو گیا، اس کے پیچھے پیچھے خوارزم شاہ بھی بھاگ کھڑا ہوا اور دریائے جیحون کو پار کر گیا، خطا کی جتنی فوج خوارزم شاہ کے ساتھ تھی وہ بھی اس کا ساتھ چھوڑ کر چلی گئی، چنگیز خان نے تعاقب کے لئے بیس ہزار سپاہیوں پر مشتمل لشکر بھیجا، یہ لشکر مغربی تاتاریوں کے نام سے مشہور تھا کیونکہ یہ لشکر خراسان کی طرف سے قفچاقوں پر حملہ کرتا رہتا تھا، بہر حال خوارزم شاہ نیشاپور آیا اور پھر تھوڑے ہی دنوں بعد وہاں سے مازندران کی طرف روانہ ہو گیا، جبکہ تاتاری لشکر بدستور اس نے تعاقب میں بھیجا تھا۔ جب خوارزم شاہ ہمدان پہنچا۔ خوارزم شاہ نے طبرستان کے پہاڑی علاقے میں پناہ لی اور اپنی ہاری ہوئی فوج کے ساتھ ساحل بحر

کے ایک گاؤں میں قیام کیا،لیکن تاتاری وہاں بھی آ پہنچے اور دوبارہ خوارزم شاہ کو شکست دی، چنانچہ خوارزم شاہ سمندری راستے سے بھاگا اور بحیرہ طبرستان کے ایک جزیرے میں جا چھپا، تاتاری فوجی تعاقب کرتے ہوئے گئے۔ پانی میں جا گھسے لیکن پانی کے بڑھتے ہوئے زور کی وجہ سے واپس آنے پر مجبور ہو گئے۔

خوارزم شاہ کی وفات: ...... خوارزم شاہ اسی جزیرے میں چھپا رہا لیکن بیمار ہو گیا، آخر ۶۱۷ھ میں یہیں اس کا انتقال ہو گیا، وفات سے پہلے اس نے اپنا ولی عہد جلال الدین سکری کو بنا دیا تھا۔

خاندان کی تباہی: ...... دوسری طرف خوارزم شاہ کے فرار کی اطلاع جب خوارزم میں اس کی ماں ترکمانی خاتون کو ملی تو وہ بھی وہاں سے نکل کر ایلا زنامی قلعے میں جا چھپی، ادھر تاتاری لشکر نے خوارزم شاہ تعاقب سے واپس آتے ہوئے مازندان کے سارے قلعوں کو فتح کر کے ان پر قبضہ کر لیا جبکہ ایلاز کو بغیر جنگ کئے صلح کے ساتھ فتح کیا، یہیں خوازرم شاہ کی ماں اور بیٹوں کی گرفتاری ہوئی، تاتاریوں نے ان کے ساتھ نکاح کیا جبکہ اس کی ماں ترکمان خاتون نہایت ذلت کے ساتھ تاتاریوں کی قید میں رہی۔

مغربی تاتاریوں کی کامیابیاں: ...... پھر ۶۱۷ھ میں جب مغربی تاتاریوں کا لشکر خوارزم شاہ کے تعاقب سے فارغ ہو کر ہمدان واپس آئے تو اہل ہمدان نے ان کی بات مانی اور ان کے ساتھ صلح کر لی، اہل سنجار نے بھی اسی میں عافیت سمجھی جبکہ قومس کے رہنے والوں نے ان مغربی تاتاریوں کا مقابلہ کیا، تاتاریوں نے ان کے شہر کا محاصرہ کر لیا، اور پھر اس پر قبضہ کر لیا اور اہل قومس میں سے چالیس ہزار سے زائد افراد کو قتل کیا۔

اسلامی شہروں کی تباہی: ...... اس کے بعد تاتاریوں کے اس لشکر نے آذربائی جان کا رُخ کیا، لیکن تبریز کے حکمران نے ان کے ساتھ صلح کر لی چنانچہ وہ موقان واپس چلے گئے، واپسی کے دوران جب یہ لشکر گرجستان کے پاس سے گزرا تو اُسے لوٹ لیا، اہل گرجستان نے مقابلہ کیا لیکن انہیں شکست ہوئی اور تاتاریوں نے ان کا خواب صفایا کیا۔ یہ واقعہ ۶۱۷ھ کے آخر میں پیش آیا۔

اس کے بعد تاتاریوں کے اس لشکر کا رخ مراغہ کی طرف ہوا چنانچہ صفر ۶۱۸ھ میں مراغہ پر قبضہ کر لیا، شہر کا صفایا کرنے کے بعد یہ لشکر اربل کی طرف روانہ ہوا، اربل کا حکمران مظفر الدین کوکبُری تھا، اس نے موصل کے حکمران سے مدد مانگی، موصل کے حکمران نے مدد بھیج دی، اس کے علاوہ مظفر الدین نے اس وقت کے عباسی خلیفہ الناصر سے بھی مدد مانگی اور کہا کہ وہ ان کا سربراہ اسی اربل کے حکمران مظفر الدین کوکبری کو بنا دیا، لیکن کوکبری تاتاریوں کے مقابلے میں نہ آیا اور اُدھر تاتاری بھی کوکبری کے مقابلے پر آنے سے گریز کرتے رہے۔

ہمدان اور آذربائی جان کی فتح: ...... اس کے بعد تاتاریوں نے ہمدان کا رخ کیا، ہمدان میں چونکہ فوجوں کی چوکی تھی لہٰذا انہوں نے تاتاریوں سے صلح کرنے سے انکار کر دیا، چنانچہ جنگ ہوئی، ہمدانی لشکر کو شکست ہوگئی اور تاتاریوں نے خوب قتل عام کیا، یہاں سے تاتاریوں کا رخ آذربائی جان کی طرف ہو گیا، راستے میں انہوں نے اردبیل پر قبضہ کیا اور لوگوں کا خوب قتل عام کیا اور شہر کو تباہ و برباد کر دیا۔ پھر تبریز کی طرف گئے، وہاں کا حکمران ازبک بھلوان نقچوں کی طرف فرار ہو چکا تھا چنانچہ وہاں کے باشندوں نے امان طلب کر لی اور صلح کر لی۔

بیلقان کی ویرانی: ...... اس کے بعد تاتاریوں کا یہ لشکر بیلقان جا پہنچا اور جنگ کے بعد اس شہر کو بھی فتح کر لیا، اس علاقے میں بھی تاتاریوں نے خوب قتل عام کیا اور پورے علاقے کو تباہ و برباد کر ڈالا، یہاں سے فارغ ہو کر اران کے مرکزی علاقے کنجہ جا پہنچے، اہل کنجہ نے ان کے ساتھ صلح کر لی پھر وہاں سے گرجستان پہنچے، یہاں پھر جنگ ہوئی اہل گرجستان کو شکست ہوئی وہ آگے آگے اور اپنے مرکزی علاقے تفلیس میں چھپ گئے، یہ علاقے چونکہ زیادہ پیچیدہ اور دشوار گزار تھے اس لئے تاتاری اندر نہ داخل ہو سکے اور واپس چلے گئے۔

دربند شروان کی طرف روانگی: ...... اس کے بعد "دربند شروان" کی طرف روانہ ہوئے اور اس کے شہر سماجی کا محاصرہ کر لیا پھر لڑتے ہوئے اس شہر میں بھی جا گھسے اور آخر کار فتح کر لیا اور اس کو بھی تباہ کر دیا دربند (یعنی خندق یا درّے وغیرہ) کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکے چنانچہ انہوں نے شروان

سے صلح گفتگو شروع کی، شروان نے کچھ لوگوں کو اس کام کیلئے تاتاریوں کے پاس بھیجا، ان میں سے کچھ کو تو تاتاریوں نے اسی وقت قتل کر دیا اور کچھ کو بعد میں نہایت ذلت کے ساتھ قتل کیا۔

اسجمہ کی تباہی:......اس کے بعد یہ لشکر اسجمہ کی طرف روانہ ہوا، اس علاقے میں قفچاق، لاز، غز اور ترک مسلمانوں کے بعض قبیلے رہتے تھے اور بہت بڑی تعداد کافروں اور غیر مسلموں کی بھی تھی، چونکہ یہاں لوگوں کی تعداد بہت زیادہ تھی لہٰذا تاتاری ویسے تو ان پر غلبہ حاصل نہ کر سکے اس لئے انہوں نے اہل اسجمہ کو شکست دینے کیلئے کوئی نیا طریقہ سوچا اور پھر ان کے درمیان پھوٹ ڈلوانے کا فیصلہ کیا، اس طریقے میں تاتاری کامیاب ہو گئے قتل عام کیا، علاقے کو تباہ و برباد کر دیا، کچھ بچے کھچے لوگوں کو قیدی بنالیا، کچھ لوگ روس کی طرف بھاگ گئے اور کچھ لوگوں نے پہاڑی اور دلدلوں میں پناہ ڈھونڈی۔

سرداق کی فتح:......اس کے بعد یہ تباہ کن لشکر سرداق پہنچا، یہ خلیج قسطنطینیہ کے قریب بحری نطش کے کنارے پر تھا، اس کی حیثیت بندرگاہ کی تھی اور یہ بہت بڑا تجارتی مرکز تھا، تاتاریوں نے اس سرزمین کو بھی فتح کر لیا، اہل سرداق میں کچھ لوگ پہاڑوں میں جا چھپے اور کچھ سمندری راستے سے روم چلے گئے جہاں اُن دنوں قلیچ ارسلان کی حکومت تھی۔

روس پر حملہ:......اس کے بعد ۶۲۰ھ میں ان کا رخ قفچاق کے علاقوں سے ہوتے ہوئے روس کی طرف ہوا اور یہ لوگ روس مین جا گھسے، یہ ملک بہت بڑا ہے اور یہاں کے رہنے والے عیسائی ہیں، یہ لوگ مقابلہ کرنے کے لئے سرحدوں تک آئے قفچاقی قبیلے بھی ان کے ساتھ تھے، چند دن تک تو روسیوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا لیکن پھر انہیں شکست ہوگئی، ان کی شکست کے بعد تاتاریوں نے حسب معمول ان کا خوب قتل عام کیا بہت سے لوگوں کو قیدی بنایا، اہل روس تاتاریوں کے شر سے بچنے کیلئے مسلمانوں کے علاقوں کی طرف بھاگ گئے اور اپنے شہر چھوڑ دئے تاتاریوں نے ان روسی علاقوں کو بھی بری طرح تباہ و برباد کیا۔

بلغار کی فتح:......اس بعد تاتاریوں کا لشکر واپس آ گیا اور پھر اسی سال کے آخر میں بلغار کی طرف روانہ ہوئے، اہل بلغار نے کچھ لوگوں کو کمین گاہوں میں بٹھا دیا، جنگ ہوئی اور ان میں سے بھی بہت کم لوگ بچ سکے۔ پھر یہ لشکر واپس ہوا اور چنگیز خان کے پاس واپس آ گیا، اسی دوران قفچاقی واپس چلے گئے اور وہیں رہنے لگے۔

چنگیز خان کا عروج:......جس وقت خوارزم شاہ دریائے جیحون کو پار کر کے مغربی تاتاریوں کے آگے آگے بھاگ رہا تھا اس وقت تک چنگیز خان سمرقند کو فتح کر چکا تھا، اپنی فوج کا ایک حصہ ترمذ کی طرف بھیجا جبکہ دوسرا خوارزم کی طرف بھیجا جائے والا لشکر سب سے بڑا تھا اس لئے کہ خوارزم نہ صرف دارالحکومت تھا بلکہ خوارزم شاہ کی حکومت کی سب سے بڑی چھاؤنی بھی تھا، اس لشکر میں چنگیز خان کے بیٹے چغتائی خان اور ارکطائی خان بھی تھے۔

خوارزم کی فتح:......بہر حال اس لشکر نے پہنچتے ہی خوارزم کا محاصرہ کر لیا، یہ محاصرہ پانچ مہینے تک مسلسل جاری رہا لیکن تاتاریوں کو فتح کرنے میں کامیابی نہ ہوئی، چنانچہ چنگیز خان نے مزید فوج بھیجی، اس فوج کے ساتھ مل کر تاتاری لشکر نے ایک ایک کر کے پورا علاقے فتح کر لیا اور اُس بند کو بھی تباہ کر دیا جو دریائے جیحون کے پانی کو روکنے کے لیے استعمال ہوتا تھا، لہٰذا دریا کا سارا کا سارا پانی شہر میں آ گیا اور اسے ڈبو دیا، اہل خوارزم دو حصوں عراق اور سندھ میں بٹ گئے۔

وعدہ خلافی:......مؤرخ علامہ ابن اثیر کے مطابق جلال الدین کا تب نسائی کہتا ہے کہ جو لوگ بچ گئے ان کو دوشی خان نے امان دی تھی لیکن جب یہ لوگ دوشی خان کے پاس پہنچے تو اس نے وعدہ خلافی کی اور ان سب کو قتل کروا دیا، یہ واقعہ محرم کے مہینے ۶۱۷ھ میں پیش آیا، پھر دوشی خان اور اس کی فوج واپس چنگیز خان کی طرف روانہ ہوئی، جو ان کو طالقان میں ملا۔

ترمذ، فرغانہ اور بلخ کی فتح:......فوج کا پہلا حصہ جیسے چنگیز خان نے ترمذ کی طرف بھیجا تھا وہ کامیابی سے ترمذ کو فتح کر چکا تھا لہٰذا اس لشکر نے آگے بڑھ کر دریائے جیحوں کے پاس موجود قلعہ بہ نامی قلعے کو فتح کیا اور پھر اسے تباہ و برباد کر دیا۔

دوسری طرف فرغانہ کی طرف بھیجے جانے والے لشکر نے بھی کامیابی کے ساتھ فرغانہ کو فتح کرلیا۔اس کے علاوہ یہی لشکر جو خوارزم کی طرف گیا تھا اس نے دریا پار کیا اور بلخ پہنچ گئی ،اور ۶۱۷ھ میں اہل بلخ کو امان دی اور شہر کو فتح کرلیا،

وہاں ایک صلح چوکی بھی بنائی ،اس کے بعد یہ لشکر زوزان ،ایدحور اور مازندران کی طرف روانہ ہوئی اور ان شہروں کو فتح کرلیا اور وہاں اپنے نائب مقرر کیئے۔

قلعے کی فتح:......پھر یہ لشکر طالقان کی طرف روانہ ہوا اور ''صہارکوہ'' نامی قلعے کا کرلیا، یہ قلعہ بہت زیادہ پختہ اور مستحکم تھا، چھ مہینے گزرنے کے باوجود جب کامیابی کے کوئی صورت نظر نہ آئی تو چنگیز خان خود اس لشکر کی مدد کرنے آیا اس کے بعد مزید چار مہینے تک قلعے کا محاصرہ جاری رہا،آخر چنگیز خان نے لشکر کو حکم دیا کہ لکڑیاں اور مٹی جمع کر کے شہر سے بھی زیادہ بلند ایک ٹیلہ بنائیں ،یہ کاروائیاں دیکھ کر اہل قلعہ کو یقین آ گیا کہ اب وہ نہیں بچ سکیں گے چنانچہ انہوں نے قلعے کا دروازہ کھول دیا اور جنگ شروع کردی ،اس جنگ میں قلعہ کی فوج میں سے جو لوگ گھوڑوں پر سوار تھے وہ تو جان بچانے میں کامیاب ہوگئے اور دوسرے شہروں اور پہاڑوں میں جا چھپے لیکن جو لوگ پیدل تھے وہ نہ بچ سکے اور ہلاک ہوگئے تاتاریوں نے قلعے میں گھس کر تمام لوگوں کا صفایا کردیا۔

اس کے علاوہ چنگیز خان نے ایک لشکر اپنے ایک رشتہ دار قفجاق نون کی سربراہی میں سب کی طرف بھیجا اس لشکر نے سب کا محاصرہ کرلیا قفجاق نون محاصرے کے دوران مارا گیا، چنانچہ بعد میں جب تاتاریوں نے یہ علاقہ فتح کیا تو یہاں خوب قتل عام کیا اور پورے علاقے کو ویران کردیا۔یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس علاقے میں ستر ہزار سے زیادہ افراد کو قتل کیا گیا۔

مرو کی تباہی:......یہاں سے فارغ ہو کر چنگیز خان نے اپنی فوجیں مرو کی طرف روانہ کیں، یہاں مختلف جنگوں سے بچے ہوئے بہت سے لوگ موجود تھے، جب چنگیز خان کی فوج یہاں پہنچی تو دو لاکھ سپاہی شہر سے باہر جمع ہوگئے اور لڑنے کیلئے تیار ہوگئے ،اپنی تعداد کی وجہ سے ان لوگوں کو اپنی کامیابی کا مکمل یقین تھا لیکن جب تاتاریوں نے ان پر حملہ کیا تو لشکر کو شکست ہوگئی سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے ،تاتاریوں نے ان کا خوب قتل عام کیا بعد میں تاتاریوں نے شہر کا محاصرہ کرلیا، یہ محاصرہ پانچ مہینے جاری رہا،آخر کار شہر کے حکمران نے امان طلب کی ،تاتاریوں نے حسب معمول کی پہلے تو امان دی لیکن بعد میں سب قتل کردیا، چنگیز خان خود سارے معاملات کی نگرانی کررہا تھا۔یہ بھی کہا جاتا ہے یہاں سات افراد قتل کیئے گئے۔

نیشاپور ،طرابلس اور ہرات کی فتح:......اس کے بعد تاتاریوں کے لشکر کا رخ نیشاپور کی طرف ہوگیا ،نیشاپور کو انہوں نے زبردستی فتح کیا اور خوب قتل عام کیا،اور علاقے کو تباہ وبرباد کردیا،اس کے بعد یہی حال انہوں نے طرابلس کے ساتھ کیا اور پھر ہرات کی طرف چل پڑے یہاں انہوں نے اہل ہرات کو امان دی اور شہر کو فتح کرلیا،اور اپنی چوکی بنائی اس کے بعد چنگیز خان کے پاس واپس طالقان چلے گئے ،جہاں سے چنگیز خان خراسان کے مختلف علاقوں کی طرف لشکر بھیجتا رہتا تھا،آخر کار یہ سارا خطہ فتح کرلیا گیا ،تاتاریوں کو یہ کامیابیاں ۶۱۷ھ میں ہوئیں۔

جلاؤالدین بن خوارزم شاہ:......اس کے بعد چنگیز خان نے خوارزم شاہ کے بیٹے جلاؤالدین خوارزم شاہ کے تعاقب میں لشکر روانہ کیا جو اپنے باپ کی موت اور ترکمان خاتون کے خوارزم سے نکلنے کے بعد وہاں جا پہنچا تھا اور پھر وہاں کا حکمران بن گیا تھا،اس کے لشکر میں بھی بہت سے لوگ آ شامل ہوئے۔

بورلخ شاہ:......انہی دنوں جلال الدین کو معلوم ہوا کہ اس کی ماں یعنی ترکمان خاتون کے کچھ رشتے دار جن کو بیاردنیہ کہا جاتا تھا، جلال الدین کے بھائی بورلخ شاہ کے حامی ہوگئے تھے ،جو ان کا بھانجا لگتا تھا ،اور اب یہ لوگ جلال الدین پر حملہ کرنا چاہتے تھے ،چنانچہ جلال الدین وہاں سے نیشاپور جا پہنچا ادھر جب تاتاری لشکر خوارزم تک پہنچا تو بورلخ شاہ اور اس کے دونوں بھائی وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے تاکہ اس کے پاس نیشاپور جا پہنچیں لیکن تاتاریوں نے قندھار کا محاصرہ کرتے ہوئے ان کو پکڑ لیا اور ان کا صفایا کردیا، پھر جلال الدین ۶۱۸ھ میں غزہ یا غزنی چلا گیا ،اور شہر کو باغیوں سے چھین لیا ،جنہوں نے اس پرفتن دور میں ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اس شہر پر قبضہ کرلیا تھا۔

تاتاریوں کی شکست:......یہاں اس کے پاس وہ افسران اور سردار بھی آ گئے جو ہر دور میں خراسان کے مختلف علاقوں کے حکمران بن گئے تھے لیکن تاتاریوں سے تنگ آئے ہوئے تھے، لہٰذا یہ لوگ تاتاریوں کے خلاف قندھار کی جنگ میں بھی شامل ہوئے تھے، جس میں تاتاریوں کو شکست ہوئی تھی، اور وہ بھاگ کر چنگیز خان کے پاس جا پہنچے تھے۔

چنگیز خان کے بیٹے کا قتل:......چنگیز خان نے جلال الدین سے لڑنے کے لئے اپنے بیٹے تولی خان کی سربراہی میں لشکر بھیجا تھا لیکن جلال الدین نے نہ صرف لشکر کو شکست دی تھی بلکہ تولی خان کو بھی قتل کروادیا تھا، چنانچہ جب تولی خان کا شکست خوردہ لشکر چنگیز خان کے پاس پہنچا، تو چنگیز خان خود اپنی تاتاری فوج لے کر جلال الدین سے مقابلے کے لئے نکلا، لیکن چنگیز خان کو بھی شکست ہوئی اور تاتاریوں کی بہت کم فوج بچی۔

سندھ کی طرف فرار:......یہاں سے جلال الدین دریائے سندھ کی طرف آ گیا، ان دنوں ان کے سرداروں کا ایک گروپ پہلی جیتی ہوئی جنگ میں مال غنیمت پر جھگڑ رہا تھا، اور اسی جھگڑے کی وجہ سے یہ گروپ جلال الدین سے الگ ہو چکا تھا، ادھر جلال الدین اس گروپ کو منانے میں مصروف تھا، ادھر چنگیز خان دوبارہ حملہ آور ہوا تین دن تک یہ جنگ جاری رہی، آخر کار چنگیز خان کو شکست ہوئی، اور وہ شکست کھا کر بیچ میں موجود دریا کو پار کر کے سندھ کی طرف چلا گیا، یہ واقعہ ۶۱۸ھ میں پیش آیا۔

ملک کی تقسیم:......خوارزم شاہ نے اپنی حکومت (اپنی زندگی ہی میں) اپنی اولاد میں تقسیم کر دی، چنانچہ عراق کا حکمران اس نے اپنے بیٹے غورن شاہ کو بنایا تھا، اور کرمان کا حکمران غیاث الدین تمر شاہ کو بنایا تھا، جب خوارزم شاہ بھاگ کر "رے" آیا تھا۔ تو اس کے بیٹے غورن شاہ حاکم عراق نے اس سے ملاقات کی، اس کے بعد تاتاریوں سے جنگ ہوگئی، تو خوارزم شاہ تو جزیرہ طبرستان کی طرف روانہ ہو گیا تھا، جب کہ غورن شاہ کرمان چلا گیا تھا جہاں اس کا بھائی غیاث الدین تمر شاہ حکمران تھا، کرمان غیاث الدین اور اس کے اتابک بقاطر ابلس کے درمیان تقسیم تھا، اور وہ آذربائیجان کی طرف بھاگ گیا تھا، جب کہ غورن شاہ نے اصفہان اور "رے" پر قبضہ کر لیا تھا، لیکن تاتاریوں نے اس پر حملہ کر دیا۔

غیاث الدین کی فتوحات:......جب کہ غیاث الدین عراق، مازندران اور خوزستان کو فتح کر چکا تھا، اس نے ہمدان کا حکمران بقاطر ابلسی کو بنادیا تھا، اس کے بعد غیاث الدین نے آذربائیجان پر حملہ کیا لیکن وہاں کے حکمران ازبک بن بہلوان نے صلح کر لی غیاث الدین کا باپ خوارزم شاہ نے جن جن لوگوں کے علاقوں پر قبضہ کیا تھا وہ سب بھی اس کے ساتھ آ شامل ہوئے۔

اندرونی افراتفری:......اس جنگ کے بعد نجار انائب حکمران انبانج خان نے نسا، جرجان شجیر وان اور خراسان کے سب علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا، مرو پر تکلین بہلوان کا قبضہ تھا، چنانچہ اس نے ۶۱۷ھ میں دریائے جیحون نے پار کیا اور تاتاریوں پر حملہ کیا اور ان کو شکست دی لیکن پھر انہوں نے اس کا تعاقب کیا اور شیروان تک اس کا تعاقب کیا اور جرجان پہنچ کر جنگ کی اس کی بچی کچھی ہاری ہوئی فوج غیاث الدین کے پاس چلی گئی، جو ان دنوں عراق، رے اور جنوبی طرف کے علاقوں لوکان اور آذربائیجان کا حکمران تھا۔

اس طرح خوارزم شاہ کی پوری حکومت مختلف گروپوں میں تقسیم تھی اور جگہ جگہ کوئی نہ کوئی زبردستی بادشاہ بنا ہوا تھا یہ وہ دن تھے کہ ایک طرف تاتاری لشکر عراق کو تباہ کرنے میں مصروف تھے تو دوسری طرف غیاث الدین عیش وعشرت میں مصروف تھا۔

جلال الدین کی واپسی:......پھر ۶۲۱ھ میں جلال الدین ہندوستان سے واپس آ گیا، اور اپنے بھائی غیاث الدین کے علاقوں عراق اور کرمان پر قبضہ کر لیا اس کے بعد عباسی خلیفہ سے یہ مطالبہ کیا کہ اس کا نام بھی خطبے میں لیا جائے، لیکن خلیفہ نہ مانا چنانچہ وہ خلیفہ پر حملہ کرنے کی تیاری کرنے لگا۔

ایران کی تباہی:......رے کو مغربی تاتاری تباہ کر چکے تھے لیکن پھر بھی کچھ بچے کچھے لوگوں نے واپس آ کر اس شہر کو دوبارہ آباد کر لیا تھا۔ لیکن چنگیز خان نے تاتاریوں کا لشکر دوبارہ بھیج کر اس شہر کو تباہ کر دیا تھا، اس بار اس کے ساتھ ساتھ سلوہ قم اور قاشان بھی تباہ کر دیئے گئے تھے، خوارزم شاہ کا لشکر انہیں دیکھتے ہی ہمدان سے ہی بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ چنانچہ ان تاتاریوں نے ہمدان کو بھی تباہ کر دیا اور ان کا تعاقب کر کے ان کو آذربائیجان کی سرحدوں

پر شکست دی، ہاری ہوئی فوج کا کچھ حصہ تبریز بھاگ گیا، تاتاریوں نے ان کا بھی تعاقب کیا لیکن وہاں کے حکمران ازبک بن بہلوان نے تاتاریوں کے ساتھ صلح کر لی، اور بھگوڑی فوج کے بڑے حصے کو قتل کر دیا اور باقی حصے کو گرفتار کر کے تاتاریوں کے پاس بھیج دیا، ان کے علاوہ بھگوڑی فوج کے مقتولوں کے سردار کو بہت سامال و دولت بھی صلح کے طور پر دیا لہٰذا وہاں سے واپس چلے گئے۔

جلال الدین کی کامیابی:......ادھر ۶۲۲ھ میں جلال الدین نے آذربائیجان پر حملہ کیا اور اس کو فتح کر لیا جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں انہی دنوں جلال الدین کو معلوم ہوا کہ تاتاریوں نے اپنے ملک کی پچھلی طرف سے دریا کے پیچھے سے عراق پر حملہ کیا ہے، چنانچہ وہ رمضان ۶۲۵ھ میں تبریز سے روانہ ہوا اصفہان پہنچ کر تاتاریوں سے مقابلہ ہوا، اسی وقت جلال الدین کا بھائی غیاث الدین اپنی فوج لے کر ایک طرف ہو گیا۔

تاتاریوں کی شکست:......لیکن پھر بھی تاتاریوں کے میمنہ کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے، جلال الدین نے تعاقب کیا تاتاری کمین گاہوں میں جا چھپے اور جلال الدین کا محاصرہ کر لیا اور اس کے لشکر کے ایک بڑے حصے کو قتل کر دیا، محاصرہ توڑنے کے لئے جلال الدین نے زوردار حملہ کیا تاتاریوں کا محاصرہ ٹوٹ گیا، اور جلال الدین اپنے راستے پر ہو لیا اور تاتاریوں کی فوجیں شکست کھا کر فارس، کرمان اور آذربائیجان تک جا پہنچیں، تاتاریوں کا تعاقب کرنے والی فوجیں جب قاشان سے واپس آئیں تو انہیں معلوم ہوا کہ اسے شکست ہوگئی ہے لہٰذا وہ فوجیں ادھر ادھر بکھر گئیں۔

جلال الدین جب آٹھ دن بعد اصفہان پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ تاتاریوں نے اصفہان کا محاصرہ کیا ہوا ہے چنانچہ جلال الدین اپنا لشکر لے کر حملہ آور ہوا اور تاتاریوں کو شکست دی اور رے تک تعاقب بھی کیا، اور خراسان تک فوجیں بھی بھیجیں، خود آذربائیجان آ گیا، اور وہیں رہنے لگا، وہاں کے تمام حالات جلال الدین خوارزم شاہ کے زمانے کے حالات میں لکھے ہیں۔

جلال الدین کی واپسی:......جب تاتاریوں نے ماوراء النہر میں رہنا شروع کیا تو وہاں موجود شہروں کو بھی آباد کیا چنانچہ خوارزم کے پاس بھی ایک ویسا ہی بڑا ہی شہر آباد کیا جو (گویا کہ) اس کا قائم مقام تھا، لیکن اس کے باوجود خود مختار ہو گئے، لیکن جیسے ہی جلال الدین ہندوستان سے واپس آیا تو انہوں نے دوبارہ اس کے اطاعت کا اظہار کیا، ان دنوں جلال الدین عراق فارس کرمان، آذربائیجان اور اران کے علاقوں میں واحد حکمران تھا، لیکن اس کے باوجود خراسان میں تاتاریوں سے جنگیں ہوتی رہیں۔ چنانچہ اسی سلسلے میں ۶۶۵ھ میں تاتاریوں کی ایک فوج جلال الدین سے مقابلہ کرنے اصفہان پہنچی جیسا کہ ہم سے پہلے تحریر کر چکے ہیں۔

خلاط کی فتح:......پھر جلال الدین نے خلاط پر حملہ کیا اور اس کو فتح کر لیا تھا لہٰذا اس سے جنگ کے لئے وہاں کے حکمران اشرف العادل نے شام سے اور رومی علاقوں کے حکمران علاء الدین کیقباد نے لشکر بھیجے ۶۲۷ھ میں جنگ ہوئی اس جنگ سے جلال الدین کی عسکری طاقت کو نقصان پہنچا تھا، اور اس میں نمایاں کمزوری پیدا ہوگئی تھی اور اسی وجہ سے اس کی حکومت کا انتظام بھی متاثر ہوا تھا۔

اسماعیلیوں کی چال:......ادھر قلعہ الموت میں اسماعیل فرقہ کا سردار علاء الدین بھی جلال الدین کا سخت دشمن تھا، کیونکہ جلال الدین نے ان پر حملہ کر کے ان کے علاقے میں خوب تباہی مچائی تھی۔ اور زبردستی ان پر ٹیکس بھی مقرر کیا تھا، (لہٰذا اسی بات کا انتقام لینے کے لئے) علاء الدین نے تاتاریوں کو اطلاع دی کہ شامیوں اور رومیوں سے جنگ کر کے جلال الدین کی عسکری قوت کمزور ہوگئی ہے، لہٰذا اس پر حملہ کر دو لہٰذا ۶۲۳ھ کے شروع میں تاتاری جلال الدین پر حملہ آور ہوئے، جب جلال الدین کو ان کے حملے کی کچھ اطلاع ملی تو وہ تبریز سے موتان آیا، اور خراسان اور مازاندان سے امدادی فوجوں کے انتظام کرنے شروع کیے، اور خود سیر و تفریح اور شکار وغیرہ میں مصروف ہو گیا، اسی غفلت کی حالات میں تاتاریوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے خیموں کو لوٹ لیا، جلال الدین جان بچا کر بھاگا اور ان کے راستے دریائے راس اور پھر وہاں سے آذربائیجان کی طرف چلا گیا، لیکن جب اس کو معلوم ہوا کہ تاتاری وہاں بھی جا پہنچے ہیں تو واپس اوران آ کر قلعہ بند ہو گیا۔

اہل تبریز کی بغاوت:......اہل تبریز کو جب پہلی جنگ کے بارے میں معلوم تھا تو انہوں نے بغاوت کر کے خوارزمی فوج کو قتل کر دیا تھا، اور اس کے علاوہ انہوں نے اپنا علاقہ یعنی تبریز تاتاریوں کے حوالے کر دیا تھا، جب کہ اہل کنجہ اور اہل شلعار نے بھی بغاوت کر کے خوارزمی فوج کو قتل کر دیا اور

اپنے علاقے تاتاریوں کے حوالے کر دیئے لیکن جلال الدین نے کنجہ پر حملہ کر کے اسے دوبارہ فتح کر لیا، اور باغیوں کے سربراہوں کو قتل کر دیا۔

خلاط پر حملہ:...... پھر وہ خلاط پر حملہ آور ہوا، اس کے حملے کی اطلاع ملتے ہی وہاں کے حکمران اشرف بن العادل نے شام کے حکمران سے مدد مانگی لیکن وہ سے تاتاریوں سے مایوس ہو کر اشرف نے مصری حکومت سے مدد مانگی لیکن انہوں نے بھی کوئی واضح جواب نہ دیا یہاں سے مایوس ہو کر اس نے حلب آمد اور ماردین کے حکمرانوں سے مدد مانگی۔ اس کے علاوہ اس نے اپنا لشکر رومی علاقے خرت برت، ملطیہ اور آذر بائیجان کی طرف بھی بھیجا اس لئے کہ وہاں کے حکمران کیقباد اور اشرف کے ایک دوسرے سے دوستانہ تعلقات تھے اس بات سے سارے حکمران پریشان ہوئے اور کسی نے اشرف کی مدد نہ کی۔

دوسری جن دنوں جلال الدین خلاط میں تھا تو اس کو معلوم ہوا کہ تاتاریوں نے اس پر حملہ کیا ہے، یہ سن کر جلال الدین پریشان ہو گیا لہٰذا اس نے اپنے اتابک کو تفصیلات معلوم کرنے کے لئے چار ہزار سپاہیوں کے ساتھ بھیجا، اس کے اتابک اورتر خان نے واپس آ کر بتایا کہ تاتاری لشکر کردوں کے علاقوں کی سرحدوں سے واپس چلے گئے ہیں چنانچہ اہل خوارزم نے جلال الدین کو اصفہان واپس جانے کا مشورہ دیا لیکن آمد کے حکمران نے روم پر حملہ کرنے کا مشورہ دیا اور یہ کہا کہ روم فتح کرنے کے بعد قفچاقوں سے بھی رابطہ کیا جا سکے گا اور پھر ان کو ساتھ لے کر کہ تاتاریوں پر بھی غالب ہوا جا سکے گا۔ اس کے علاوہ آمد کے حکمران نے خود بھی اس کی مدد کرنے کا وعدہ کیا کیونکہ اس طرح وہ رومی حکمران سے انتقام لینا چاہتا تھا جس نے اس کے قلعوں پر قبضہ کر رکھا تھا۔

جلال الدین کی غلط فہمی:...... چنانچہ اس مشورے پر عمل کرتے ہوئے جلال الدین آمد ہی میں رہنے لگا۔ وہاں اس کو ترکمانوں نے یہ بھی بتایا کہ یہاں رہنے سے آپ کو خطرہ ہے اور انہوں نے تاتاریوں کو مختلف جگہوں پر آگ لگاتے ہوئے دیکھا ہے لیکن جلال الدین نے ان کی باتوں کا یقین نہ کیا، اور کوئی توجہ نہ دی۔

چنانچہ (۱۵) شوال ۶۲۸ھ میں تاتاریوں نے اچانک حملہ کر دیا، اور اس کے خیمے کا محاصرہ کر لیا ہے۔ لیکن اس کے اتابک اورتر خان بروقت کاروائی کر کے تاتاریوں پر حملے کیے اور ان کو اس کے خیمے سے دور بھگایا، اس وقت دشمنوں سے بچنے کے لئے جلال الدین ایک طرف چلا گیا، جب کہ اس کا اتابک اورتر خان اصفہان چلا گیا اور وہاں قبضہ کر لیا لیکن ۶۳۹ھ میں تاتاریوں نے حملہ کر دیا اور اصفہان کو اورتر خان سے چھین لیا۔

جلال الدین کی بے کسی:...... جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں کہ جلال الدین ادھر بھاگتا پھر رہا تھا کیونکہ ہر طرف لفنگوں اور فتنہ وفساد کرنے والوں کا راج تھا، اور انہوں نے لوٹ مار مچا رکھی تھی، لہٰذا اورتر خان نے اس کو واپس آنے کا مشورہ دیا چنانچہ جلال الدین میافارقین کے ایک گاؤں میں آ کر رہنے لگا پھر اورتر خان اس کو چھوڑ کر حلب چلا گیا ادھر تاتاریوں نے اس گاؤں پر حملہ کر دیا اور جلال الدین کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔

جلال الدین کا قتل:...... جلال الدین اپنی جان بچانے کے لئے جبل الاکراد پر جا چڑھا جہاں کے افراد ڈکیتیوں اور لوٹ مار کی تیاریوں میں مصروف تھے لہٰذا انہوں نے جلال الدین کا ساز وسامان بھی چھین لیا اور اس کو قتل کرنے لگے، لیکن ایک شخص اس کو پہچان گیا اور اپنے گھر لے گیا تا کہ مناسب موقع دیکھ جلال الدین کو کہیں بھگا دے، لیکن اس شخص کے گھر پر اس کی غیر موجودگی میں کوئی کمینہ کرد اس کے گھر میں داخل ہوا یہ شخص خوارزمیوں سے اپنے بھائی کا انتقام لینا چاہتا تھا جو خلاط میں قتل ہوا تھا، لہٰذا اس نے جلال الدین کو قتل کر دیا، اور کوئی اسے نہ بچا سکا۔

تاتاریوں کی تباہی:...... جلال الدین کے قتل کے بعد تاتاری آمد ارزن، میافارقین اور دیار بکر میں جا پہنچے اور ان علاقوں کو تباہ وبرباد کر دیا اس کے علاوہ اسعر دنامی شہر پر زبردستی قبضہ کر لیا، پانچ دن محاصرہ جاری رہا، اور آخر کار اس شہر کو بھی تباہ وبرباد کر دیا

اس کے علاوہ انہوں نے میافارقین پر بھی حملہ کیا لیکن وہاں ناکام ہو گئے، پھر وہاں سے نصیبین پہنچے اور اس کو بھی برباد کر دیا، اس کے بعد سنجار اس کے پہاڑی علاقہ خابولہ اور ایدس پہنچے اور تباہی پھیلائی پھر وہاں سے خلاط پہنچ کر با کری اور ارجیش کو بھی تباہ وبرباد کر دیا۔

دوسری طرف آذر بائیجان سے تاتاریوں کا ایک اور لشکر اربل پہنچا راستے میں وہ ترکمان ایوبیہ اور اکراد الجوزقان نامی علاقوں سے گزرا اور لوٹ

مار کرتا آیا، اربل کا حکمران اور موصل کی فوج جب ان علاقوں سے گزرا اور لوٹ مار کرتا آیا، اربل کا حکمران اور موصل کی فوج جب ان علاقوں میں پہنچی تو تاتاری لشکر آگے جا چکا تھا، لہٰذا یہ مددگار لشکر واپس آ گیا، اور یہ علاقے بدستور ویران ہی رہے۔

چنگیز خان:......چنگیز خان تاتاریوں اور مغلوں کا بہت بڑا بادشاہ تھا، چنانچہ شہاب الدین بن فضل اللہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ چنگیز خان مغلوں کے سب سے مشہور اور عظیم قبیلے سے تعلق رکھتا تھا اس میں زاء کی آواز کے لئے صاد اور زاء کی درمیانی آواز نکالی جاتی ہے، بہر حال اس کا اصل نام تمر جین (یا تموچن مترجم) تھا پھر سے چنگیز بھی کہا جاتا ہے اور پھر کسی نے اس کے خان کا افسانہ بھی کر دیا جو ان کی زبان میں بادشاہ کو کہتے تھے۔

نسب نامہ:......چنگیز خان کا سلسلہ نسب گیارہ پشتوں کے بعد مونجہ تک پہنچتا ہے، شہاب الدین بن فضل اللہ نے اپنی کتاب مشرقی میں معقولات (عقلی علوم مترجم) کے امام علامہ شمس الدین اصفہانی سے نقل کیا اور نصیر الدین طوسی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں مونجہ ایک خاتون کا نام ہے، جو ننھیالی رشتے سے چنگیز خان کی بزرگ تھیں۔

مونجہ:......کہا جاتا ہے کہ مونجہ ایک شادی شدہ خاتون تھیں اور ان کے دو بیٹے تھے ایک کا نام ملکبتعت اور دوسرے کا بلکتوت تھا ان کو بنو العلو کیہ کہا جاتا تھا، پھر مونجہ بیوہ ہو گئیں کچھ عرصے بعد یہ حاملہ ہو گئیں، خاندان والوں کو یہ بات بہت بری لگی لیکن مونجہ نے کہا کہ ایک نور (یا نورانی روشنی) تین بار میرے اندر داخل ہوئی چنانچہ میرے پیٹ میں تین بیٹے ہیں لہٰذا اگر میری بات سچ نہ ہو (یعنی اس حمل سے میرے تین بیٹے پیدا نہ ہوں مترجم) تو آپ میرے ساتھ جو چاہیں کیجئے گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مونجہ کے تین بیٹے پیدا ہوئے، اس طرح مونجہ کی بے گناہی بھی ثابت ہو گئی، اس کے ایک بیٹے کا نام برقہ دوسرے کا نام قونا اور تیسرے کا نام نجعو تھا، یہی وہی شخص ہے جس کی نسل سے چنگیز خان پیدا ہوا اسی وجہ سے یہ لوگ نورانی بھی کہلاتے تھے کیونکہ مونجہ کے بیان کے مطابق یہ نور کی اولاد تھے اور یہی وجہ ہے کہ چنگیز خان کو بھی سورج کا بیٹا کہا جاتا تھا۔

نسائی کی تحقیق:......جلال الدین خوارزم شاہ کے سیکرٹری یحییٰ بن احمد بن علی النسائی نے جلال الدین خوارزم شاہ کی حکومت کی تاریخ میں لکھا کہ چین کی حکومت بہت وسیع وعریض ہے یہاں تک کہ اس کی حدود نو مہینے کے فاصلے تک پھیلی ہوئیں ہیں، پرانے زمانے سے ہی اسی ملک سے نو صوبے بنائے گئے ہیں اور ہر صوبے کی وسعت ایک مہینے کے فاصلے کے برابر ہے ہر صوبے کا ایک حکمران ہوتا ہے جیسے کہ زبان میں خان کہتے ہیں اور وہ خان اعظم (یا بڑے بادشاہ) کا نمائندہ ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ نسائی نے لکھا ہے کہ (خوارزم شاہ علاؤ الدین محمد بن تکشین کے زمانے میں چین کا سب سے بڑا بادشاہ طرکان تھا اور اس نے یہ حکومت اپنے بزرگوں سے لی تھی، یہ چین کے بیچ میں طوغاج نامی شہر میں رہا کرتا تھا، چنگیز خان باقی نو حکمرانوں میں سے تھا اور اس کا تعلق اس قبیلے سے تھا، جو صحراؤں میں رہا کرتا ہے، اور بہت شریف اور بہادر ہوا کرتا ہے سردیوں کے موسم میں اس کا دار الحکومت فارعون نامی شہر تھا۔

نسائی مزید لکھتا ہے کہ وہاں ایک اور بادشاہ بھی تھا جس کا نام دوشی خان تھا، اس نے چنگیز خان کی بیوی سے شادی کر لی تھی جب دوشی خان مر گیا تو اس کی بیوی اور اپنی رعایا کو چنگیز خان کی اطاعت پر آمادہ کر لیا، لیکن جب خان اعظم طرخان کو یہ معلوم ہوا تو اس نے چنگیز خان پر حملہ کر دیا لیکن چنگیز خان کے مقابلے میں طرخان کو شکست ہو گئی اور چنگیز خان بدستور حکومت کرتا رہا، انہی دنوں اتفاق سے ایک ایک کر کے باقی چھ سات حکمران بھی مر گئے، اور پورے چین میں صرف چنگیز خان باقی رہ گیا، وہی ان کا بادشاہ بنا او خوارزم شاہ سے جنگیں لڑتا رہا جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں۔

علاؤ الدین کی تحقیق:......شہاب الدین بن فضل اللہ نے ایک اپنی کتاب میں علاؤ الدین عطاء حوالے سے لکھا ہے کہ تاتاریوں کے ایک بہت بڑے قبیلے کا ازبک خان نامی بادشاہ تھا اس کی قوم اور رعایا اس کے بہت وفادار تھے، جب اس کی ملاقات چنگیز خان سے ہوئی تو ازبک خان نے اس سے قریبی تعلقات پیدا کر لئے، اس تعلق کی وجہ سے بادشاہ سے بادشاہ کی رعایا نے چنگیز خان کی چغلیاں اور شکایتیں لگانی شروع کر دیں، لہٰذا ازبک خان چنگیز خان کے خلاف ہو گیا لیکن اظہار نہ کیا اور مناسب موقع کا انتظار کرنے لگا۔ چنانچہ ایک مرتبہ ازبک خان اپنے دو غلاموں سے ناراض ہو گیا

،ان دونوں نے چنگیز خان کو ازبک خان کے خفیہ ارادوں سے آگاہ کردیا، چنانچہ چنگیز خان بہت پریشان ہوا اور ازبک خان کے حملے سے خوف زدہ ہوگیا، لہٰذا اس سے پہلے ہی اپنی فوج لے کر ایک طرف روانہ ہوگیا، ازبک خان نے اپنی فوج لے کر اس کا تعاقب کیا اور جیسے ہی اس کے قریب پہنچا چنگیز خان کی فوج نے پلٹ کر حملہ کردیا، ازبک خان کو شکست ہوگئی اور چنگیزی لشکر نے ازبک کے لشکر کا سارا ساز و سامان لوٹ لیا، اس کے بعد سے دونوں باقاعدہ ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگے، چنگیز خان نے حسن سلوک اور انعام و اکرام سے اپنے لشکر کے دل جیت لئے جبکہ مغلوں کے دو بڑے ''اورات'' اور ''منغورات'' بھی اس کے اطاعت گزار ہوگئے جس کی وجہ سے اس کے لشکر کی تعداد بھی بڑھ گئی اس کو ازبک خان کے منصوبے سے آگاہ کیا تھا یہاں تک کہ ان کو یہ تحریر بھی لکھ کردے دی کہ چنگیز خان کے دربار میں اُن کے اعلیٰ ترین عہدے ان کی نویں پشت تک نسل در نسل چلتے رہیں گے۔''

چنگیز خان کا آئین:......اس کے بعد اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور ازبک خان پر حملہ کر کے نہ صرف اسے شکست دی بلکہ قتل بھی کردیا اور تاتاریوں کی حکومت پر قبضہ کرلیا، اور اپنا لقب چنگیز خان رکھا گرنہ اس کا اصلی نام تمرجین (یا یتموچن) تھا۔

اس کے بعد چنگیز خان نے علم سیاست میں ایک کتاب لکھوائی جس کا نام سیاست کبیرہ تھا، اس میں بادشاہت، ملک نظم ونسق، شرعی احکام اور عام قاعدے قانون بھی ذکر کئے تھے، اس کے علاوہ اس نے حکم دیا تھا کہ یہ کتاب اس کے خزانے میں محفوظ رکھی جائے اور اس کے مخصوص رشتے داروں کے پاس رہے۔ یہ کتاب چنگیز خان کے آباؤاجداد اور مجوسی مذہب کے مطابق لکھی گئی تھی۔

مسلمان حکمران:......چنانچہ اب تقریباً ہر طرف چنگیز خان اور اس کی اولاد کی حکومت تھی، عراق ماوراء النہر اور شمالی علاقوں میں اس کی حکومت پہنچ ہوچکی تھی، پھر اسی کی نسل میں سے جسے اللہ نے چاہا وہ بادشاہ مسلمان ہوگئے اور حکومت کرنے لگے حتیٰ کہ ان کی حکومت ختم ہوگئی جیسے کہ ہم انشاء اللہ آگے چل کر تحریر کریں گے۔

اولاد:......ویسے تو دیہاتی اور صحرائی تقاضے کے مطابق چنگیز خان کی اولاد بہت تھی لیکن چار بیٹے زیادہ مشہور ہیں۔ (۱) دوشی خان، اس کو جرجی یا جوبی کہتے تھے۔ (۲) چغتائی خان اس کو کدائی بھی کہتے تھے (۳) اوکدائی خان، اس کو اوکتائی خان بھی کہتے تھے۔ (۴) تولی یا طولی خان۔

ان میں سے پہلے تین یعنی دوشی، چغتائی اور اوکدائی سگے بھائی تھے ان کی ماں کا نام ''اولوجی بنت تیگی'' تھا، جبکہ اس کا باپ مغلوں کے بڑے سرداروں میں سے تھا۔ شمس الدین اصفہانی نے ان چاروں کا ذکر اس طرح کیا ہے۔ (۱) جرجی (۲) کدائی (۳) طولی (۴) اوراوکدائی۔

اس کے علاوہ شہاب الدین ابن فضل اللہ نے سلطان ابوسعید کے سکیٹری نظام یحییٰ بن الحلیم نورالدین عبدالرحمٰن العبادی کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ ''کدائی چغتائی ہے اور جرجی اصل میں طوشی خان ہے''

تقسیم حکومت:......مختلف جگہوں پر حکومت مستحکم ہونے کے بعد چنگیز خان نے مختلف علاقے اپنے بیٹوں میں تقسیم کردیئے تھے چنانچہ طوشی کو فیلاق سے بلغار تک علاقہ ملا جسے دشت قنچاق بھی کہا جاتا ہے، لیکن پھر ازاں بعد ان تبریز مراغہ اور عمیر لان بھی اسی کو دیئے گئے تھے۔

جب کہ دوسرے بیٹے کتائی کو آمد تو باق دیئے گئے تھے اس کی تفصیل ہمیں (یعنی علامہ ابن خلدون کو مترجم) معلوم نہیں ہوسکی، اس کا یہی بیٹا اس کا ولی عہد بھی تھا۔

تیسرے بیٹے چغتائی کو ایقر، سمرقند بخارا اور ماوراء النہر کے علاقے دیئے گئے تھے، جبکہ تولی (یا طولی) کو کچھ دیا تھا البتہ اس کے بھائی اوتمین کو بخت کا حکمران بنایا تھا لیکن مجھے اس کی حدود کا علم نہیں ہوسکا۔

دارالحکومت:......حکومت مستحکم ہونے کے بعد چنگیز خان تخت پر بیٹھا اور خطا اور ایقور کے درمیان واقع اپنے پرانے وطن ترکستان اور کاشغر وغیرہ کی طرف چلا گیا، یہاں موجود قراقوم نامی شہر کو دارالحکومت بنایا، یہ دارالحکومت اس کی اولاد کی حکومتوں کے درمیان اس طرح تھا جس دائرے میں نقطہ۔

پوتے:......دوشی یا طوشی چنگیز خان کی زندگی ہی میں مرگیا تھا۔ ابن حکیم کے مطابق اس کے چار بیٹا تھے یعنی (۱) ناخوا (۲) برکتہ (۳) داوردہ (۴) اور

طوقل۔ جبکہ شمس الدین نے صرف دو یعنی (۱) ناطو اور (۲) برکۃ کا شکر کیا ہے۔

تولی یا طولی کی وفات بھی باپ کی زندگی ہی میں ہوئی، یہ جلال الدین سے جنگ کرتے ہوئے غزنی کے آس پاس کہیں قتل ہوا تھا، اس کے تین بیٹے تھے۔ یعنی (۱) منگو بتلائی (۲) ازبیک اور (۳) ہلاکو،

دارالحکومت کے حکمران:...... شہاب الدین بن فضل اللہ نے لکھا ہے کہ چنگیز خان کے بعد اس بیٹا اوکدائی حکمران بنا اور دشت قفچاق اور آس پاس علاقوں پر قبضہ کرلیا، پھر اپنے اصل مرکز قراقوم چلا گیا، اپنا علاقہ رایاق اس نے اپنے بیٹے کفود کو دیا لیکن اوکدائی یا چغتائی کو ماوراء النہر کی حکومت نہ مل سکی لہٰذا اس نے اس سلسلے میں دوستی خان کے بیٹے ناطو سے اران، ہمدان، تبریز اور مراغہ کی حکومت کے بارے میں بات کی اور وہاں کے حکمرانوں کی گرفتاری اور ٹیکس وصول کرنے کیلئے ایک شخص کو حکمران بنا کر بھیجا، ناطوان کو پہلے ہی اس حکمران کی گرفتاری کا کہہ چکا تھا چنانچہ انہوں نے اسے پکڑ کر ناطو کے حوالے کردیا اور اس نے اُس کو قتل کردیا۔

جب کفود کو پتہ چلا تو وہ چھ لاکھ سپاہیوں پر مشتمل لشکر کر روانہ ہوا لیکن دس منزل پہلے ہی مر گیا، چنانچہ اس کے بعد رعایا نے ناطو کو بادشاہ بنانا چاہا لیکن اس نے منگو بن تولی کا نام لیا اور اپنے پاس موجود منگو کے دونوں بھائیوں اور قبلائی اور ہلاکو اور اپنے بھائی برکہ کی سربراہی میں ایک لاکھ فوج بھی بھیجی تاکہ منگو کو بادشاہ بنایا جاسکے۔

برکہ کا اسلام:...... غبارا سے واپسی پر برکہ کی ملاقات صوفیاء کرام کے شیخ کبیر نجم الدین کے ساتھی شیخ شمس الدین باخوری سے ہوگئی، چنانچہ برکہ ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا، اور شیخ کا عقیدت مند بھی، شیخ شمس الدین نے یہ صرف اس کو خلیفہ کی بیعت پر تیار کیا بلکہ بیعت بھی کروائی اور تحائف بھی بھجوائے، اس طرح دونوں کے درمیان نمائندوں اور سفیروں کا آنا جانا شروع ہوگیا اور اچھے تعلقات قائم ہوگئے۔

منگو کی حکومت:...... چونکہ چغتائی ماوراء النہر کا حکمران بننے سے پہلے ہی ہلاک ہوگیا تھا لہٰذا منگو خان نے بادشاہ بنتے ہی چنگیز خان کی وصیت کے مطابق اپنے چچا چغتائی کی اولاد کو اس علاقے کا حکمران بنادیا۔ انہی دنوں اس کے پاس قزوین اور بلاد جبل سے ایک وفد اسماعیلیوں کے فتنہ وفساد کی شکایات لے کر پہنچا، ان کا قلع قمع کرنے کیلئے اس نے ہلاکو کو بھیجا، چنانچہ ہلاکو نے منگو ختم کے مطابق عمل کیا اور خلیفہ کے علاقوں پر بھی قبضہ کرلیا منگو نے اس کے عمل کی تائید کی اور اجازت بھی دے دی، جب برکہ کو معلوم ہوا تو وہ اپنے بھائی ناطو سے ناراض ہوگیا کیونکہ اسی نے منگو کو بادشاہ بنوایا تھا جبکہ برکہ کے خلیفہ سے دوستانہ تعلقات قائم ہوچکے تھے، چنانچہ ناطو نے ہلاکو کو پیش قدمی کرنے سے منع کردیا۔

اسماعیلیوں کی گوشمالی:...... ہلاکو کے پاس ناطو کے نمائندے اُس وقت پہنچے جب کہ وہ لشکر لے کر روانہ ہونے والا تھا، چنانچہ ناطو کا پیغام ملتے ہی ہلاکو پیش قدمی سے باز آگیا اور جب تک ناطو زندہ رہا اس نے حملہ نہیں کیا جب ناطو کا انتقال ہوگیا اور برکہ حکمران بنا تو میں جا گھسا، ان علاقوں کو فتح کرلیا اور جب خوب قتل عام کیا، اور چونکہ اہل ہمدان برکہ اور اس کے بھائی ناطو کے حمایتی تھے لہٰذا اس نے ہمدان پر بھی حملہ کرکے اس کو تباہ و برباد کردیا۔

ہلاکو کی گوشمالی:...... پھر کو دشت قفچاق کی طرف بڑھا دوسری طرف سے برکہ بے شمار لشکر لے آیا، دونوں میں جنگ ہوئی، آخر ہلاکو کو شکست ہوگی اور اس کے لاتعداد سپاہی مارے گئے، چنانچہ ہلاکو دریائے کربین اپنے علاقے کی طرف بھاگ گیا لیکن برکہ اور اس کے درمیان نفرت کی دیوار کھڑی ہوگئی۔ اس کے بعد ہلاکو نے بغداد کا رخ کیا اور بغداد کو تباہ و برباد کردیا جیسا کہ ہم آگے چل کر انشاءاللہ تحریر کریں گے۔

اصفہانی کی روایت:...... شہاب الدین بن فضل اللہ نے اپنی کتاب میں شمس الدین اصفہانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ''ہلاکو خود مختار تھا بلکہ اپنے بھائی منگو کا نائب تھا، اس کے اور اس کے بیٹے ابغا کے نام کا کوئی سکہ نہ ڈھلا تھا البتہ ارغو نے خود مختار ہوتے ہی بادشاہ کے نام کے ساتھ اپنا بھی سکے پر ڈھلوایا تھا''۔

مزید لکھا ہے کہ ''مغل بادشاہ کا مقرر نمائندہ افسر اسی وقت سے بغداد میں رہنے لگا تھا لیکن قازان نے بادشاہ بنتے ہی اس کو نکلوادیا تھا اور اس کے

میں صرف اپنا نام باقی رکھا تھا، کیونکہ اس کے بقول یہ ملک میں اور گھر والے ہلا کو اور اس کی اولاد کو باغی کہا کرتے تھے۔ کیونکہ چنگیز نے ان بڑے (اور اپنے بیٹے) تولی (یا طولی) کو کسی بھی جگہ کا حکمران نہیں بنایا تھا بلکہ منگو کو بھی نائب حکمران بنا کر بھیجا تھا جسے ناظو بادشاہ نے بنوایا تھا، جیسا کہ ہم ابھی تحریر کر چکے ہیں۔

گمنام نسب: ...... اس کے علاوہ مزید لکھا ہے کہ "مستند لوگوں کے بیان کے مطابق ہلا کو خان نے اپنی حکومت قائم رکھنے کیلئے ایسے تمام افراد قتل کروادئے تھے، جو بچ گئے وہ چھپے رہے، اسی وجہ سے ہلا کو کا سلسلہ نسب معلوم نہیں ہو سکا۔"

مغلوں کی ترتیب: ...... شمس الدین اصفہانی ایک بڑے مغل سردار کے حوالے سے بیان کرتا ہے کہ "سب سے پہلے چنگیز خان بادشاہ بنا پھر اسکا بیٹا اوکدائی، پھر اس کا بیٹا کفود بادشاہ بنا۔ پھر طولی خان کا بیٹا منگو اور پھر اس کا بھائی اریکان اور پھر اس کا بھائی قبلائی بادشاہ بنا، پھر (یا تمر فائی)، اس کے بعد تونبی کیزی اور اس کے بعد کی زقان بادشاہ بنا اور آخر میں سند مرقان بن مالا بن جنکمر بن قبلائی بن طولی بادشاہ بنا (شہاب الدین بن فضل اللہ کی تحریر ختم)

روم کی فتح: ...... ایک روایت یہ بھی ہے کہ منگو خان نے بادشاہ بننے کے بعد ایک مغل سردار بیکو کی سربراہی میں ایک لشکر روم فتح کرنے لئے بھیجا چنانچہ اس نے قلیچ ارسلان کی اولاد کو شکست دے دی اور روم پر قبضہ کر لیا، جیسا کہ اس کے گھرانے کے حالات میں تحریر ہے پھر یہ علاقے مغلوں کی حکومت ختم ہونے تک ان کے قبضے میں رہا۔

منگو کی وفات: ...... پھر منگو نے اپنے بھائی قبلائی کو خان بنا کر اس کی سربراہی میں ایک بڑا لشکر خطا کی طرف بھیجا اور اس کے پیچھے ایک دوسرا لشکر لے کر روانہ ہوا اور اپنی جگہ اپنے بھائی ازبک کو نائب بنایا لیکن جاتے ہوئے راستے میں گورنامی علاقے میں ۶۵۲ھ میں دریائے طائی کے قریب اس کا انتقال ہو گیا۔

قبلائی کی حکومت: ...... منگو ازبک بادشاہ بنا، لیکن جب قبلائی خان خطا سے واپس آیا تو ازبک نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کو بھگا دیا، اور سارے مال غنیمت پر خود قبضہ کر لیا اور کسی کو کچھ نہ دیا چنانچہ سب لوگ قبلائی کے حامی ہو گئے اور اس کو گرفتار کر لیا اور پھر نمانیہ میں اس کی حکومت مستحکم ہو گئی۔

اُدھر ہلا کو خان شام کی فتح کے بعد اطلاع ملتے ہی نمانیہ کی حکومت کی امید پر واپس آیا، لیکن دریائے جیبوں کے قریب پہنچ کر اس کو معلوم ہوا کہ نمانیہ میں قبلائی کی حکومت قائم ہو چکی ہے اور اب ہلا کو اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تو اس نے صلح کر لی اور واپس اپنے علاقوں کی طرف چلا گیا۔

قیدو کی فتح: ...... قبلائی کی حکومت کے آخری دور یعنی ۶۸۵ھ میں اوکدائی کے کسی بیٹے نے بغاوت کر دی تھی اس کا نام قیدو بن قاشی بن کفود بن اوکدائی تھا، قبلائی کے کچھ سرداروں نے بھی اس کا ساتھ دیا تھا اور ان کے بہکاوے میں آ کر فوج لے کر روانہ ہوا، قبلائی نے اپنے بیٹے تمقاق کی سربراہی میں لشکر بھیجا لیکن اس لشکر کو شکست ہوئی، تمقاق جان بچا کر بھاگا اور اپنے باپ قبلائی کے پاس پہنچا، قبلائی اس سے ناراض ہو گیا اور اس کو خطا کی طرف بھیج دیا جہاں اس کا انتقال ہو گیا۔

قبلائی کی موت: ...... اس کے بعد قبلائی نے قیدو کو شکست دے دی انہی دنوں ماوراء النہر کے حکمرانوں یعنی چغتائی کے گھرانے کی وصیت کے مطابق ماوراء النہر کو فتح کر کے دوبارہ وہاں اپنی حکومت قائم کر لی تھی۔

پھر ۶۸۸ھ میں قبلائی خان کا انتقال ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا سرتموق بادشاہ بنا۔ چنگیز خان کی اولاد میں سے جن بادشاہوں نے قرقوم کا تخت سنبھالا ان کے بارے میں ہمیں (یعنی علامہ ابن خلدون کو؟ مترجم) یہی تفصیلات ملی ہیں

ماوراء النہر کی حکومت: ...... ترکستان کا شغر اور ماوراء النہر اسلام سے پہلے ترکوں کی حکومت میں شامل تھے، جب وہاں کے حکمران مسلمان ہوئے تو وہیں رہنے لگے جبکہ بنو سامان سمرقند اور بخارا کے خود مختار حکمران بن گئے، یہیں سے سلجوقی اور تاتاری بادشاہ بھی نکلے۔ ان علاقوں کو فتح کرنے کے بعد چنگیز کی وصیت کے مطابق ان علاقوں کی حکومت چغتائی خان کو دی جاتی تھی، لیکن چنگیز کی وصیت پوری نہ ہو سکی کیونکہ ان علاقوں کا حکمران بننے

سے پہلے ہی چغتائی کا انتقال ہو چکا تھا۔

پھر منگو خان بادشاہ بنتے ہی چنگیز کی وصیت کو پورا کرنے کیلئے، چغتائی کی اولاد کو ماوراء النہر کا حکمران بنا دیا۔ منگو کی موت کے بعد اس کے بھائی بلاکو خان نے اس کے بیٹے مبارک شاہ کو حکمران بنایا لیکن قیدو بن قاشی نے ان سے ماوراء النہر کی حکومت چھین لی تھی، اس کا دادا ورکفوگ مختار بادشاہ تھا اور اوکدائی بن چنگیز کا بیٹا تھا اور اس کے مرنے کے بعد منگو خان بادشاہ بنا تھا۔

قیدو کی حکومت:...... قیدو نے اس علاقے کا حکمران بنتے ہی خود مختار بادشاہ قبلائی خان سے جنگ شروع کر دی، جنگ کے دوران قبلائی نے چغتائی کے بیٹوں کو دوبارہ رہنے علاقوں پر حکومت قائم کرنے میں مدد دی اور براق بن سنتف نامی شخص کو حکمران بنایا اور مالی اور عسکری مدد بھی کی لہٰذا اسی وجہ سے وہ قیدو کو شکست دینے میں کامیاب ہو گیا اور ان علاقوں کا خود مختار بادشاہ بن گیا۔

چغتائی گھرانے کے حکمران:......اس کی وفات کے بعد یہاں کا حکمران ''دو'' ابنا، پھر اس کی موت کے بعد اس کے چاروں بیٹے ایک بادشاہ بنتے رہے یعنی پہلے (۱) کجک (۲) اسعا (۳) کبک (۴) اور انکبدائی۔ ان چاروں کے بعد دواتمر اور پھر ترماشین پھر قوزون بن ارماکان بادشاہ بنا یہ منگو بن چغتائی کا پوتا تھا۔

انہی دنوں کچھ لوگوں نے زبردستی حکومت حاصل کر لی تھی لیکن وہ زیادہ دن چل نہ سکی، انہی میں سے ایک شخص کا نام بیجا ور بن ارتم بن نغا تمر بن براق تھا۔ لیکن ترماشین کے بعد صنبقصو بن دواتمر بن حلوا بن سنتف کے بادشاہ بننے تک چغتائی گھرانے کی حکومت کمزور رہی۔

چغتائیوں کا مذہب:......یہ پورا گھرانا مجوسی تھا اور سورج کی عبادت کرتا تھا خصوصاً یہ لوگ چنگیز خان کے مذہب پر عمل کرتے تھے جس کا نام بخشہ تھا، یہ سختی سے اس مذہب کی پیروی کرتے رہے اور ان کی سیاسی پالیسی بھی خود مختار مغل بادشاہ بنتے ہی ۷۲۵ھ میں اسلام قبول کر لیا۔ اس نے جہاد بھی کیا اور اپنے علاقے میں آنے جانے والے مسلمان تاجروں کی عزت واحترام بھی کرتا رہا، اس کی حکومت سے پہلے یہاں مصر کے تاجر نہیں آسکتے تھے لیکن جب انہیں عام اجازت کی اطلاع ملی تو وہ بھی آنے جانے لگے اور ترماشین کی تعریف بھی کرنے لگے۔

نیا بادشاہ:...... جب ان تمام ملکوں سے چنگیز خان کی اولاد کی حکومتیں ختم ہو گئیں تو چغتائی گھرانے سے سمرقند بخارا اور ماوراء النہر سے تعلق رکھنے والا ایک بادشاہ منظر عام پر آیا، اس بادشاہ کا نام تمر یا یتمور تھا۔ ہمیں چغتائی تک اس کے سلسلہ نسب کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا کہ کس طرح ہے؟ اور اس وجہ تاریخ کی ایک روایت ہے جس کے مطابق یتمور چغتائی گھرانے سے نہیں بلکہ اس گھرانے کے کسی بچے کا نگران تھا اور اس پر مزلط تھا، اس بچے کا نام محمود یا طغتمش تھا، باپ کی موت کے بعد یہ بچہ حکمران بنا اور یتمور اس کا نگران ہونے کی وجہ سے حکومت پر قابض ہو گیا اور خود کو مغل سردار کی حیثیت سے مشہور کروا دیا۔ اس کے علاوہ ایک چینی شخص نے مجھے (یعنی علامہ ابن خلدون کو؟ مرجم) بتایا کہ اس (یعنی یتمور) کا باپ بھی خود مختار بادشاہ تھا لیکن پھر بھی مجھے یہ معلوم نہیں ہوا کہ آیا وہ (یعنی یتمور) واقعی چغتائی گھرانے کا فرد تھا یا ان کوئی خاص وغیرہ تھا۔

یتمور کا عروج:...... خوارزم کے ایک بہت بڑے عالم اور سردار الفقہ برہان الدین الخوارزمی نے مجھے بتایا کہ یتمور کے ابتدائی زمانے میں بخارا میں حسن نامی ایک مغل سردار ہوا کرتا، اس کے علاوہ خوارزم میں سرائے کے خود مختار بادشاہوں میں سے بھی ایک شخص حاجی حسن صوفی نامی موجود تھا، چنانچہ یتمور نے سب سے پہلے بخارا پر حملہ کیا اور حسن کو شکست دے کر بخارا پر قابض ہو گیا اور پھر خوارزم پر حملہ آور ہوا، حاجی حسن صوفی کے ساتھ طویل عرصے تک جنگ کرتا رہا اس عرصے میں کئی مرتبہ اس نے خوارزم کا محاصرہ بھی کیا تھا۔

خراسان کی فتح:...... جنگ کے دوران حسن صوفی کا انتقال ہو گیا، اس کی جگہ اس کا بھائی یوسف بادشاہ بنا، یتمور نے اس کو شکست دی اور طویل محاصرہ کے بعد خوارزم کو فتح کر لیا اور تباہ و برباد کر لیا لیکن بعد میں اس کو دوبارہ تعمیر کروایا، بہر حال اس طرح ماوراء النہر میں اس کی حکومت پختہ ہو گئی اور بخارا کو اس نے دارالحکومت بنا لیا، اس کے بعد خراسان پر حملہ کیا اور ہرات کے حکمران کو شکست دے کر اس کو بھی فتح کر لیا، میرے خیال میں ہرات کے بادشاہ کا تعلق غوری گھرانے سے تھا۔

مازندان اور توریز کی فتح:......پھر تیمور نے مازندان پر حملہ کیا، اور وہاں کے حکمران شیخ سلی کے ساتھ طویل جنگ لڑی، آخر ۷۸۴ھ میں شیخ ولی کو شکست ہوئی اور وہ توریز کی طرف فرار ہوگیا، پھر تیمور توتیز پر حملہ آور ہوا اور ۷۸۸ھ میں توریز کو بھی فتح کرلیا، یہاں شیخ ولی مارا گیا۔

اصفہان کی فتح:......پھر تیمو اصفہان پر حملہ آور ہوا، تنگ آ کر اہل اصفہان نے اطاعت کا اظہار کردیا، لیکن وہاں کا ایک بڑا سردار معمر الدین تیمور کے حکم پر ڈٹا رہا، سرائے کے مغل بادشاہ طغتمش نے اس کو مدد بھی فراہم کی اور اس نے تیمور پر حملہ کردیا، لیکن تیمواس پر غالب آ گیا اور اس کا بالکل صفایا کردیا، اس کے علاقوں پر طغتمش حکمران بن گیا۔

بغداد کی فتح:......۷۹۵ھ میں تیمور نے بغداد پر حملہ کیا، ان دنوں وہاں کا بادشاہ احمد بن اویس بن شیخ حسن تھا جو ہلاکو خان کے بعد زبردستی وہاں کا بادشاہ بنا ہوا تھا، یہ بغداد سے فرار ہوگیا اور ۷۹۶ھ میں شام جا پہنچا، چنانچہ اس طرح تیمور نے بغداد اور الخیریرہ کو دریائے فرات تک فتح کرلیا تھا۔

تاتاریوں کی شکست:......اب مصری کی باری تھی، چنانچہ مصری بادشاہ نے مقابلے کی تیاری کی اور دریائے فرات کے کنارے جا پہنچا، لیکن تیمور نے جنگ نہ کی بلکہ پیچھے ہٹا اور کردوں کے قلعوں اور رومی علاقوں کی طرف روانہ ہوگیا اور آذربائیجان اور الابواب کے درمیان قراباغ نامی جگہ پر قیام کیا، انہی دنوں طغتمش بھی اپنے علاقوں میں بھگا دیا اسی سال کے آخر میں یہ علاقوں پر قبضہ کرلیا تھا اور اب تک یہی سلسلہ چل رہا ہے۔عجمیوں کی روایت کے مطابق تیمور کے منظر عام پر آنیکی تاریخ جمل کے ۱ اعداد کے حساب سے عربی لفظ ''عذب'' سے نکلتی ہے یعنی ۷۷۳ھ۔

دوستی خان کے گھرانے کے حکمران:......چنگیز خان اپنے دو بیٹے دوستی خان کو خوارزم اور دشت قفچاق کا حکمران بنایا، یہ حصہ وسیع شمالی حکومتوں میں پھیلا ہوا ہے جو خوارزم سے شروع ہوتا ہے اور ناوکند، صغد اور صرائے سے ہوتا ہوا شر ماجری، اران، سراوق، بلغار، باشقردبھی ہے خود مرقفو کے نام سے مشہور ہے، جنوب میں یہ حکومت قسطنطنیہ تک پھیلی ہوئی ہے، یہاں آبادی اور عمارات تو بہت ہیں لیکن شہروں کی کمی ہے۔

حکمرانوں کی ترتیب:......یہاں سب سے پہلے تاتاری بادشاہ دوستی خان بنا، اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا ناطوخان بادشاہ بنا اس کو صامرخان بھی کہتے تھے جس کا مطلب ہے حملہ کرنے والا بادشاہ، اس نے ۶۵۰ھ تک حکومت کی اور اسی سن میں اس کا انتقال ہوا۔اس کے بعد اس کا بھائی طرطو بادشاہ بنا، اس نے دو سال حکومت کی اور ۶۵۲ھ میں اس کا انتقال ہوا۔پھر اس کا بھائی برکتہ بادشاہ بنا۔

برکتہ کا حکومت:......شہاب الدین بن فضل اللہ نے ابن الحکیم کے حوالے سے لکھا ہے کہ ''حماۃ کے حکمران ابوالغداء نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ طرطو کا کوئی بیٹا نہ تھا البتہ اس کے بھائی ناطو کے دو بیٹے تھے یعنی (۱) تدان اور (۲) برکتہ۔تدان حکومت کا خواہش مند تھا لیکن اراکین حکومت نے برکتہ کو بادشاہ بنادیا، جس وقت ہلاکو نے عراق ختم کیا تو تدان کی مال ہلاکو کے پاس جانے لگی تاکہ اس کو بادشاہ بننے پر تیار کرے لیکن اس کو راستے ہی میں پکڑ کر قتل کردیا گیا، اور برکتہ ہی اس علاقے کا حکمران رہا۔

اس کے علاوہ اس تاریخی روایت میں ابوالغداء نے برکہ کی نسبت ناطوخان کی طرف کی ہے اور شہاب الدین بن فضل اللہ کے مطابق ابن حکیم نے اس کو بلاواسطہ دوستی کا بیٹا بتایا ہے۔

برکتہ کا اسلام:......اس کے علاوہ ابوالغداء نے مزید لکھا ہے کہ ''برکتہ شیخ نجم الدین کے ساتھی شیخ شمس الدین باخوری کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا، شیخ ان دنوں بخارا میں رہا کرتے تھے، چنانچہ انہوں نے جب اس کو مسلمان ہونے کی دعوت دی تو برکہ نے اسلام قبول کرلیا۔

پھر برکہ نے شیخ سے ملنے کیلئے سفر کرنا چاہا تو شیخ نے ملنے سے منع کردیا، لیکن اس کے ساتھیوں نے اصرار کیا تو شیخ نے اجازت دے دی چنانچہ برکہ شیخ سے ملا دوبارہ نئے سرے سے بیعت کی۔

اس کے علاوہ شیخ نے برکہ سے یہ وعدہ بھی لیا کہ برکہ نہ صرف کھلم کھلا اپنے اسلام لانے کا اظہار کرے بلکہ اپنی قوم کو بھی مسلمان ہونے کی ترغیب دے۔چنانچہ برکہ نے ایسا ہی کیا اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے تمام شہروں میں مسجدیں اور مدرسے بنوائے اور علماء اور فقہاء سے قریبی تعلقات پیدا کئے

اور انہیں انعام واکرام سے نوازنے لگا۔

روایات کا فرق:......ابوالغداء کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ برکہ اپنے دورِ حکومت میں مسلمان ہوا جبکہ ابن الحکیم کی روایت کے مطابق برکہ اپنے بھائی ناطو کے دورِ حکومت میں مسلمان ہوا تھا، چونکہ ہمیں مغلوں کی کوئی تاریخ نہیں ملی جو قابلِ اعتماد ہو اور اس کی طرف رجوع کیا جا سکے لہٰذا یہ صرف ہماری رائے ہی ہے۔

برکہ:......آئندہ آنے والے حالات ہم نے بیان کئے ہیں جو اس خاندان سے تعلق رکھتا ہے چنانچہ لکھتا ہے کہ ''اس کے بعد برکہ نے اپنے دورِ حکومت میں اپنے بھائی کو مغربی علاقے کی طرف جہاد کرنے بھیجا، اس کی جرمنی کے بادشاہ الان (غالباً ایلن ALAN یا ALEN؟ مترجم) سے جنگ ہوئی، اس جنگ میں برکہ کے بھائی کو شکست ہوگئی اور وہ واپس آ گیا، لیکن شکست کا صدمہ اتنا تھا کہ وہ اسی صدمے سے مر گیا۔

سازش کا علم:......بعد میں برکہ اور قبلائی کے درمیان جنگیں ہوتی رہیں، برکہ نے قبلائی سے خاقانیہ نامی علاقہ چھین لیا تھا اور اپنے بھتیجے (ناطو کے بیٹے) سرخاد کو اس کا حکمران بنادیا تھا، عیسائی تھا، ہلاکو نے وہ خاقانیہ کے علاوہ بھی جو علاقہ چاہے گا مل جائے گا۔ برکہ کو نہ صرف سازش کا علم ہو گیا بلکہ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ سرخاد اس کو زہر دینا چاہتا ہے چنانچہ اس نے سرخاد کو قتل کروادیا اور اس کی جگہ اپنے بھائی کو خاقانیہ کا حکمران بنادیا۔

ابغا کی شکست:......ہلاکو سرخاد کا انتقام لینا چاہتا تھا لہٰذا ۶۶۰ھ میں دریائے آمد کے قریب برکہ اور اس کی جگہ اس کے بیٹے ابغا نے سنبھالا، اس نے بھی برکہ سے جنگ کی چنانچہ برکہ نے سنتائی بن بانیقان بن جغطائی اور کے ساتھ نوغشیہ بن تہتر بن مغال بن دوشی کی سربراہی میں اپنا لشکر روانہ کی، دونوں گروہوں میں مقابلہ ہوا، سنتائی کو شکست ہوگئی اور وہ واپس برکہ کے پاس آ گیا لیکن دوسری طرف نوغشیہ نے برکہ کو شکست دے دی اور اس کے لشکر کا صفایا کردیا، چنانچہ برکہ کی نظروں میں نوغشیہ کا مقام بلند ہو گیا اور سنتائی سے وہ ناراض ہو گیا اور وہ اس کی نظروں سے گر گیا۔ پھر میں برکہ کا انتقال ہو گیا۔

منگوتمر کی حکومت:......برکہ کی وفات کے بعد منگوتمر بن طغان بن ناطوخان شمالی علاقوں کا حکمران بنا، اس نے کافی طویل عرصہ تک حکومت کی پھر کسی وجہ سے قسطنطنیہ کے بادشاہ لشکر پر ۶۷۰ھ میں حملہ کیا لیکن بادشاہ نے اطاعت اور فرمانبرداری کا ساداری کا اظہار کیا۔ اور یہ وہاں سے واپس آ گیا۔

تاتاریوں کی شکست:......پھر ۶۸۰ھ میں اس نے ابغا کی مدد کیلئے شام پر حملہ کیا، اس حملے کے دوران خود روم کے شہروں ابلستین اور صنتیاریہ کے درمیان ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد دربند بن ہلاکو کے ساتھ مل کر حماۃ پر حملہ کردیا، نہ صرف اہلِ حماۃ نے ان ہی کا مقابلہ کیا۔ بلکہ مصر کے سلطان منصور قلدن بھی دمشق سے مصر لشکر لے کر آ پہنچا اور حمص کے اکثر سپاہی قتل ہو گئے اور بہت سے گرفتار ہو گئے، ابغا رحبہ سے بھاگ گیا اور بچا کھچا تاتاری لشکر واپس چلا گیا۔

تدان:......پھر منگوتمر بن ناطو اور منگو بن ہلاکو دونوں ۶۸۱ھ میں مر گئے، منگوتمر کے بعد اس کا بیٹا تدان صرائے کا بادشاہ بنا، اس نے پانچ سال حکومت کی لیکن پھر یہ گوشہ نشین ہو گیا اور حکومت چھوڑ کر مشائخ اور درویشوں کی صحبت میں رہنے لگا

قلابغا کی حکومت:......تدان کے حکومت چھوڑنے کے بعد اس کی جگہ اس کا بھائی قلابغا بادشاہ بنا اور اس نے الکرک پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا، چنانچہ اس نے نوغشیہ سے بھی مدد طلب کی، اور یہ دونوں ایک زبردست لشکر لے کر الکرک میں جا گھسے، وہاں انہوں نے خوب فساد برپا کیا لیکن سردیوں کی وجہ سے ان کی واپس جانا پڑا۔ چونکہ تاتاریوں نے الکرک ویران اور بیابان کے علاقوں پر قبضہ کیا تھا لہٰذا سردیوں کی وجہ سے ویرانے میں ان کا بہت نقصان ہوا حتیٰ کہ یہ لوگ اپنے ہی چوپائے اور سواری کے جانور تک کھانے پر مجبور ہو گئے۔

نوغشیہ سے ناچاقی:......جبکہ دوسری طرف نوغشیہ بہت مختصر راستے سے واپس چلا گیا تھا جس کی وجہ سے اس کو بالکل بھی نقصان نہ ہوا، چنانچہ قلدبغا نے اس پر سستی کا الزام لگادیا، ویسے بھی قلدبغا اس سے خوش نہ تھا کیونکہ اس نے کنجک کی بیوی کو قتل کردیا تھا جو اس کے باپ اور بھائی کے زمانے

میں حکومت کر رہی تھی۔ جب اس نے نوغشیہ سے شکایت کی تو اس نے حکم دیا کہ اس عورت کو گلا دبا کر قتل کر دیا جائے او اس سردار کا نام بیطر اتھا یہی وجہ تھی کہ قلد بغا اس کو شدید ناپسند کرتا تھا اور اس نے یہ سوچ رکھا تھا کہ اس کو اچانک قتل کر دے گا۔

قلد بغا کا قتل:......لہٰذا اس کام کیلئے اس نے نوغیشہ کو بلوایا۔ ادھر نوغیشہ کو بھی اس کے منصوبے کی اطلاع مل چکی تھی چنانچہ اس نے قلد بغا سے محبت اور اطاعت کا اظہار کیا اور اس کی ماں کو تحریر کیا کہ وہ اکیلے میں قلد بغا کو کچھ فائدے اور خیر خواہی کی بات بتانا چاہتا ہے........لہٰذا قلد بغا کی ماں نے اس کو اس کے منصوبے پر عمل کرنے سے منع کر دیا اور اس کو اس بات پر بھی تیار کر لیا تھا کہ نوغشیہ کی مفید گفتگو سے لہٰذا نوغشیہ کو بلوایا گیا، چلتے ہوئے اس نے اپنے حامی قلد بغا کے بھائیوں طغطائی، بولک، صرائے اور تدان (منکوتمر بن طغان کے بیٹوں) کو بھی ساتھ لے لیا، لیکن نوغشیہ نے اپنے پھر اچانک نوغشیہ کے سپاہی مورچوں سے نکل آئے اور قلد بغا کا محاصرہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۶۹۰ھ کا ہے۔

طغتائی کی حکومت:......قلد بغا کے قتل کے بعد اس کو بادشاہ بنایا گیا جبکہ نوغیشہ واپس چلا گیا، جاتے ہوئے چغتائی اُن تمام سرداروں کو قتل کرنے کا کہہ گیا تھا جنہوں نے اس کے قتل کا منصوبہ بنایا تھا، چنانچہ طغطائی نے ایسا ہی کیا، لیکن نوغیشہ کے ظلم و ستم کی وجہ سے وہ بھی اس سے تنگ آ گیا اور سخت ناپسند کرنے لگا، لہٰذا ان دونوں کے درمیان بھی ٹھن گئی۔

طغطائی کی شکست:......ادھر طغطائی کے امراء اور سردار بھی نوغیشہ کے پاس جانے لگے جو ان کو طغطائی کے خلاف بھڑکاتا رہتا تھا، اور طار بن منجک کے ساتھ تو نوغیشہ نے اپنی بیٹی کی شادی بھی کر دی تھی، آخر تنگ آ کر چغتائی نے توغیشہ پر حملہ کر دیا، نوغیشہ نے مقابلہ کیا، طغطائی کو شکست ہوگئی، اور پیچھے دریا ہونے کی وجہ سے اس کے بہت سے سپاہی دریا میں ڈوب کر مر گئے۔

نواسے کا قتل:......نوغیشہ اس کا تعاقب نہ کیا اس کے علاقوں پر حکومت کے لالچ میں اپنے نواسے قراجا بن طشتمر کو ۶۹۷ھ میں قرام کا حکمران بنا دیا اور ٹیکس وصول کرنے بھیجا، اس کے وہاں پہنچنے پر لوگوں نے اس کی مہمان نوازی کی لیکن رات ہوتے ہی اس کو قتل کر دیا، لہٰذا نوغیشہ نے لشکر بھیجا جس نے قرم پر حملہ کر کے نہ صرف قرم بلکہ آس پاس کے دیہاتوں کو بھی لوٹ لیا اور شہر کو تباہ برباد کر دیا۔

اقربا پروری:......شروع شروع میں تو نوغیشہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ خوب حسن سلوک کے ساتھ پیش آیا لیکن خود مختار ہوتے ہی اس کے تیور بدل گئے اور اس نے اقرباء پروری سے کام لیتے ہوئے اپنے بیٹے کو عہدے و منصب دیگر اراکین سے زیادہ کر دیا۔ اس کے بیٹے کے ہم پلہ مغل شہزادوں میں سے ایاجی بن قرمش اور اس کا بھائی قراجا تھے، لیکن اس واقعہ کے بعد یہ لوگ اپنے قبیلے کے ساتھ طغطائی کے پاس چلے گئے، نوغیشہ کے بیٹے نے تعاقب کیا لہٰذا ان میں سے کچھ لوگ تو واپس آ گئے اور کچھ وہیں رہے، واپس آنے والوں کو نوغیشہ کے بیٹے نے قتل کروا دیا، اور اس کو نوغیشہ سے جنگ پر ابھارنے لگے، چنانچہ طغطائی نے فوج جمع کی اور ۶۹۹ھ میں دوبارہ لشکر لے کر کوکان نامی جگہ پہنچا۔

نوغیشہ کے بعد کے حکمران:......نوغیشہ کے بعد اس کا بیٹا جکاء بادشاہ بنا، اس نے اپنے بھائی کو اپنی مخالفت کی وجہ سے قتل کروا دیا، چنانچہ اس کے اراکین اس سے ناراض ہوگئے اور انہوں نے اس کو قتل کرنے کا منصوبہ بنا لیا چنانچہ اس کام کے لئے اس کا نائب طعزل جائی اور اس کی بہن کا شوہر طاز بن منجک تیار ہوگئے، اس منصوبے کا علم اس کو وقت ہوا جب وہ روس اور لاز کے درمیان جہاد کر رہا تھا، چنانچہ یہ فوراً واپس آیا فوجیں جمع کیں اور اپنے نائب اور بہنوئی پر حملہ کر کے انہیں شکست دی۔

جکاء کی گرفتاری:......انہی دنوں طغطائی نے ان دونوں کی مدد کی لہٰذا جکاء کو شکست ہوگئی اور وہ اولاق نامی علاقوں کی طرف بھاگ گیا، یہاں یہ کسی قلعے میں چھپنے کی کوشش کر رہا تھا، جہاں اس کا ایک بہنوئی بھی تھا۔ لیکن قلعے کے حکمران نے اس کو پکڑ کر طغطائی کے پاس بھیج دیا اور اس نے ۷۰۱ھ میں جکاء کے قتل کا حکم دے دیا۔

تقسیم حکومت:......اس کا بھائی طرائی اور بیٹا قراکسک بھاگنے میں کامیاب ہوگئے تھے۔ چنانچہ اب میدان طغطائی کے لئے صاف ہو چکا تھا اور

اس کے پاؤں حکومت پر مضبوطی سے جم گئے تھے۔ چنانچہ اس نے اپنی حکومت کو اپنے بھائی صرائے اور بیٹوں کے درمیان تقسیم کر دیا، اسی سلسلے میں اس نے اپنے بیٹے مشکلی بقاباب الحدید کے پاس دریائے طنا کے علاقے کا حکمران بنادیا تھا۔

بغاوت کی ناکامی:......اپنی دنوں نوغیشہ کا بیٹا صرائے دوبارہ منظر عام پر آیا۔ اور طعطائی کے بھائی صرائے بقا کے پاس جا پہنچا اور امان طلب کی، اس نے امان دے دی اور یہ اسی کے پاس رہنے لگا۔ جب آپس میں بے تکلفی ہوگئی تو اس نے اپنے دل کی بات طعطائی کے بھائی کو بتائی اور اس کو بغاوت پر تیار کرلیا۔ یہ وہ دور ہے جب ان کا بڑا بھائی ازبک زندہ تھا اور طعطائی کے پاس رہا کرتا تھا۔ چنانچہ صرائے بقا اس کے پاس پہنچا اور اس کو بغاوت پر تیار کرنے کی کوشش کی، لیکن اس نے اس منصوبے کو پسند نہ کیا اور طعطائی کو اس کے بارے میں بتادیا، طعطائی نے فوراً اپنے بھائی اور صرائے بقا کو بلوا کر قتل کروادیا۔ اور اپنے بھائی کا علاقہ بھی اپنے بیٹے اھل بہادر کو دے دیا۔

طعطائی کی وفات:......اس کے بعد اس نے قراکسک بن نوغیشہ کی تلاش میں لشکر بھیجا لیکن اس نے دور دراز کے کسی بادشاہ سے امان طلب کرلی تھی اور اسی کے پاس رہ رہا تھا۔ ادھر ۷۰۹ھ میں طعطائی کے بھائی بذالک اور اھل بہادر کا انتقال ہوگیا اور پھر ۷۱۲ھ میں خود طعطائی کا بھی انتقال ہوگیا۔

ازبک بن طغرلجائی کی حکومت:......طعطائی کی وفات کے بعد اس کے نائب قطلتمر نے اس کے بھائی طغرلجائی کے بیٹے ازبک کو اس کی ماں تنوخالون خاتون کے مشورے سے بادشاہ بنادیا اور اسلام کی دعوت دی، یہ مسلمان ہوگیا اور ایک مسجد بھی بنوائی، اس کے ایک سردار نے اس کی مخالفت کی تو اس نے اسے قتل کروادیا۔

مصری بادشاہ سے تعلقات:......طعطائی نے اپنی وفات سے پہلے اچھے تعلقات کے لئے مصری بادشاہ سلطان ناصر کے پاس ایک وفد بھیجا تھا۔ لیکن اس وفد کی واپسی سے پہلے ہی طعطائی کی وفات ہوگئی تھی۔ چنانچہ جب یہ وفد واپس آیا تو ازبک بادشاہ بن چکا تھا، اس نے آنے والے وفد کا استقبال کیا، اور نئے تعلقات بحال رکھے، اس کے نائب قطلتمر نے اس کو مشورہ دیا کہ مصری سلطان سے اپنے خاندان کی کسی لڑکی کی شادی کرکے یہ تعلقات مزید پکے کرلینے چاہئیں، چنانچہ اس سلسلے میں مصری سلطان سے گفتگو شروع ہوئی اور آخرکار اس نے اپنے بھائی بذالک کی بیٹی کا نکاح سلطان ناصر سے کردیا۔ جیسا کہ سلطان ناصر کے حالات میں لکھا جاچکا ہے۔

خانہ جنگی:......پھر ازبک اور ہلد کے گھرانے سے تعلقات رکھنے والے عراق کے تاتاری بادشاہ سلطان ابوسعید کے درمیان جنگ شروع ہوگئی اور ازبک نے اپنی فوجوں کو آذربائی جان کی طرف بھیج دیا۔ کیونکہ دوشی خان کے بیٹے مراغہ اور توریز پر حکومت کے دعوے دار تھے۔ اس کے علاوہ جب قان نے ہلد کو خان کو بغداد اور اسماعیلی علاقے تباہ کرنے بھیجا تھا تو فوج میں بھی اضافہ کردیا تھا اور اس فوج کے ساتھ ان شمالی علاقوں کی فوج بھی روانہ ہوئی تھی۔ اور ان کے گھوڑوں کا چارہ وغیرہ توریز کی طرف سے آنا طے ہوا تھا۔

مسجد اور کارخانے کی تعمیر:......ہلد کو کی موت کے بعد ہرکہ نے ابغا سے تبریز میں مسجد اور ایک کپڑے کی بنائی اور کڑھائی کا کارخانہ بنانے کی اجازت مانگی، ابغا بن ہلد کو نے اجازت دے دی، تو برکہ نے یہ دونوں عمارتیں تبریز میں بنوائیں۔

خانہ جنگی:......صلح کے بعد علاقہ واپس کردیا گیا، لیکن دوشی خان کے بیٹے مراغہ اور توریز پر حکومت کا دعویٰ کرتے رہے یہاں تک کہ جب ازبک اور سلطان ابوسعید کے درمیان جنگ ہوئی تو اس نے اس جنگ کی ابتدا موقان پر حملے سے کی، ۷۱۹ھ میں فوجیں روانہ ہوئیں اور تباہی و بربادی پھیلا کر واپس آگئیں۔

خراسان کی فتح:......ان دنوں سلطان ابوسعید کا نائب جوبان اس کی حکومت پر نہ صرف مسلط ہوگیا تھا، بلکہ چنگیز خان کی اولاد پر بھی حکم چلانے لگا تھا اسے چغتائی کے پڑپوتے براق بن سنتف کی خوارزم کی حکومت بالکل پسند نہ تھی، چنانچہ ازبک نے اس پر حملہ کیا اور خراسان کو فتح کرلیا۔ اس نے اپنے نائب قطلتمر کی سربراہی میں فوج بھیجی تھی اور پھر اس کے پیچھے سیول کو بھیجا تھا، مقابلے پر جوبان تھا جسے شکست ہوگئی، سیول نے خراسان کے بڑے

حصے پر قبضہ کر لیا لیکن بعد میں جوبان نے اس سے صلح کر لی۔

قطلتمر کی بحالی: ...... پھر ۷۱۳ھ میں سیول کا انتقال ہو گیا، ۷۲۱ھ میں ازبک نے اپنے نائب کو برطرف کر کے عیسیٰ کوبز کو اپنا نائب بنایا تھا لیکن ۷۲۴ھ میں اس نے دوبارہ قطلتمر کو اس کے عہدے پر بحال کر دیا۔

سلطان ابوسعید کی وفات: ...... ازبک اور سلطان ابوسعید کے درمیان جنگ ہوتی رہی یہاں تک کہ ۷۳۶ھ میں سلطان ابوسعید کا انتقال ہو گیا جبکہ قان کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔

جانی بک اور اس کی کامیابیاں: ...... پھر ازبک طغرلجائی کی وفات کے بعد اس کا بیٹا جانی بک بادشاہ بنا، اُدھر سلطان ابوسعید کی وفات کے بعد چونکہ اس کی کوئی اولاد نہ تھی۔ لہٰذا اس کی جگہ ابغا کے نواسوں میں سے شخص شیخ حسن بادشاہ بنا۔ جبکہ دیگر علاقوں میں افراتفری مچ گئی، چنانچہ ۷۵۸ھ میں جانی بک نے خراسان پر حملہ کیا اور اس کو فتح کر لیا۔

پھر آذربائی جان اور توریز پر حملہ آور ہوا ان دنوں ان علاقوں کا حکمران اشرف تھا، جو شیخ صطیر بن دمرداش بن جوبان کا بھائی تھا، چنانچہ اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جانی بک نے آذربائی جان پر حملہ کیا۔ اشرف مارا گیا اور جانی بک نے آذربائی جان کو فتح کر لیا۔ توریز کی حکومت اس نے اپنے بیٹے بروبیک کو دی پھر خوزشان کی طرف روانہ ہو گیا اور راستے ہی میں بیمار ہو کر انتقال کر گیا۔

بروبیک کی حکومت: ...... خوزشان کی طرف جاتے ہوئے راستے میں جب جانی بک بیمار ہوا تو یہ اطلاع اس کے بیٹے توریز کے حکمران بروبیک کو پہنچائی گئی۔ اس نے اپنی جگہ ایک نائب مقرر کیا اور تیزی سے اپنے اہل خانہ کے پاس جا پہنچا، لیکن صرائے پہنچتے پہنچتے جانی بک کا انتقال ہو چکا تھا، چنانچہ لوگوں نے اس کو بادشاہ بنا دیا۔ یہ خودمختار بادشاہ تھا لیکن صرف تین سال بعد ہی اس کا انتقال ہو گیا۔

تاتاری بادشاہوں کی ابتری: ...... بروبیک کی وفات کے بعد اس کا بیٹا طغطمش حکمران بنا تھا، یہ کم عمر لڑکا تھا، اس کی بہن ماماتی نامی قرم کے حکمران ایک مغل سردار کی بیوی تھی، یہ حکمران بھی ان دنوں اپنی حکومت میں موجود نہ تھا۔ اور آس پاس کے دوسرے تاتاری حکمران بھی پریشان اور افراتفری کا شکار تھے، ہر کوئی خودمختار حکمران بنا ہوا تھا۔ انہی میں سے حاجی شرکس منج نے طرخان پر قبضہ کر لیا تھا اور اعقل خان خود اپنے علاقے کا خودمختار بادشاہ بن گیا تھا، ایبک خان کا طور طریق بھی یہی تھا۔

ماماتی کی حکومت: ...... بروبیک کی وفات اور خودمختار حکومتوں کے قیام کے بعد ماماتی قرم پہنچی اور ازبک القان کی اولاد میں سے ایک لڑکے عبداللہ کو بادشاہ بنا دیا اور اس کو ساتھ لے کر صرائے پر حملہ کیا، وہاں کا حکمران طغطمش بھاگ کر چغتائی کی حکومت ماوراءالنہر سمرقند کی طرف چلا گیا، اس وقت وہاں ایک مغل سردار تیمور کا قبضہ تھا، اس سردار نے بھی ایک محمود یا طغطمش نامی لڑکے کو بادشاہ بنایا ہوا تھا اور اس کی والدہ سے نکاح کر لیا تھا اسی وجہ سے اس پر مسلط بھی تھا۔ طغطمش یہاں ہی رہنے لگا۔

صرائے کی فتح: ...... پھر صرائے کے مختلف حکمرانوں میں خانہ جنگی شروع ہو گئی، چنانچہ منج طرخان کے حکمران حاجی شرکس نے ماماتی پر حملہ کیا۔ اور صرائے کو فتح کر لیا، ماماتی قرم چلا گیا اور وہاں کا خودمختار بادشاہ بن گیا۔

محاصرے کی ناکامی: ...... حاجی شرکس کی روانگی کے وقت خوارزم سے ارض خان نے اس پر حملے کے لئے لشکر بھیجا تھا لشکر نے منج طرخان کا محاصرہ کر لیا۔ حاجی شرکس نے اپنے ایک سردار کی سربراہی میں لشکر روانہ کیا، اس سردار نے چالاکی سے فوجوں پر حملہ کیا، جس سے وہ محاصرہ چھوڑ کر فرار ہو گئیں۔

ایبک خان کی وفات: ...... حاجی شرکس کی اس مصروفیت کے دوران ایبک خان نے اس پر حملہ کر کے صرائے فتح کر لیا تھا، کچھ عرصہ وہاں کا خودمختار حکمران رہا لیکن پھر اس کا انتقال ہو گیا۔ اور اس کی جگہ اس کا بیٹا قاری خان بادشاہ بنا۔

قاری خان کا فرار:......انہی دنوں خوارزم کے پہاڑی علاقوں سے ارض خان نے صرائے پر حملہ کیا، قاری خان کو وہاں سے بھگا دیا اور خود صرائے کا بادشاہ بن بیٹھا، قاری خان وہاں سے اپنے پہلے ملک جا پہنچا۔ یہ تمام واقعات ۷۷۶ھ میں پیش آئے۔ ان دنوں مامائی کی حکومت ارض خان کے اصل وطن خوارزم کی حکومت کے درمیان تھی، جبکہ طغطمش تا حال تیمور کے پاس ماوراء النہر میں تھا۔

ادھر طغطمش کو اپنی حکومت صرائے حاصل کرنے کا خیال آیا، چنانچہ تیمور نے اس کے ساتھ لشکر روانہ کیا۔ لہٰذا جب وہ لشکر لے کر خوارزم کے پہاڑی علاقے میں پہنچا تو ارض خان نے مقابلہ کیا اور طغطمش کو شکست ہوئی اور وہ واپس تیمور کے پاس چلا گیا۔

تیمور کی کامیابیاں:......ارض خان کی وفات کے بعد تیمور خود لشکر لے کر طغطمش کے ساتھ خوارزم کی طرف روانہ ہوا، خود تو تیمور واپس آ گیا لیکن طغطمش نے ارض خان کے سارے ملک کو فتح کر لیا۔ پھر صرائے پر حملہ کیا اور وہاں ارض خان کے سرداروں کو شکست دے کر صرائے کو بھی فتح کر لیا۔ ماماٸی کے علاقے اس کو واپس دے دیئے، اور منبخ طرخان کو بھی فتح کر لیا یہاں تک کہ تمام خود مختار بادشاہوں کو شکست دے کر ان کا صفایا کر دیا۔

پھر اس نے قرم پر حملہ کیا، ماماٸی فرار ہو گیا، اور پھر لا پتہ ہو گیا، کچھ عرصے بعد اس کی ہلاکت کا علم ہوا، چنانچہ اس طرح صرائے اور اس کے آس پاس کے علاقوں پر برو بیک کے بیٹے طغطمش کی حکومت قائم ہو گئی۔

تیمور کا حملہ:......جیسا کہ پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ تیمور چغتائی گھرانے کی حکومت میں منظر عام پر آیا تھا، ۷۸۴ھ میں بخارا، سمرقند کو فتح کرتا ہوا خراسان پہنچا تھا پھر وہاں سے ہرات آیا، یہاں غوری گھرانے کا ایک بادشاہ تھا، اس کو تیمور نے شکست دی اور ہرات کو فتح کر لیا۔ پھر مازندان پر حملہ آور ہوا، یہاں بلد کوئی اولاد کے بعد شیخ ولی بادشاہ بنا ہوا تھا، طویل جنگ کے بعد شیخ ولی اپنے اراکین حکومت کے ساتھ توریز کی طرف فرار ہو گیا اور تیمور نے مازندان کو بھی فتح کر لیا،

اصفہان کی فتح:......پھر تیمور نے مختلف ملکوں کو فتح کرتے ہوئے اصفہان پر حملہ کیا، اصفہان کے حکمران ابن المظفر نے اطاعت قبول کر لی تو تیمور نے توریز پر حملہ کر دیا اور اس کو تباہ و برباد کر دیا۔ یہ واقعہ ۷۸۷ھ کا ہے۔ اس سے پہلے صرائے کے دشت قفچاق پر حملہ کر دیا، طغطمش کو وہاں سے بھگا چکا تھا، لیکن تیمور کے وہاں سے روانہ ہوتے ہی طغطمش واپس اپنی حکومت میں آ گیا تھا۔

قمر الدین کی گوشمالی:......پھر طغطمش نے تیمور ہی کی قوم سے تعلق رکھنے والے ایک سردار قمر الدین سے ساز باز کی اور اس کو بغاوت پر ابھارا اور جانی اور مالی مدد بھی فراہم کی، لہٰذا اس نے اس علاقے میں فساد برپا کر دیا، اصفہان فتح کر کے واپس جاتے ہوئے تیمور کو اس واقعے کی اطلاع ملی، چنانچہ اس نے قمر الدین پر حملہ کر دیا۔ زبردست جنگ ہوئی، آخر قمر الدین کو شکست ہو گئی اور تیمور نے اس کا دماغ درست کر دیا۔

تیمور اور طغطمش:......اس کے بعد تیمور نے طغطمش کی گوشمالی کا فیصلہ کیا، ادھر طغطمش بھی اپنے ایک رشتہ دار اغلان بلاط کے ساتھ جنگ کے لئے روانہ ہوا، تیمور نے اس کے اراکین کے ساتھ ساز باز کر لی، طغطمش کو اس ساز باز کا علم ہو گیا تھا لیکن جنگ شروع ہو چکی تھی، چنانچہ اس نے تیموری فوج کے ایک حصے پر حملہ کیا اور دور تک دشمن کا پیچھا کرتا گیا، لیکن اچانک اس کے اراکین جنہوں نے تیمور کے ساتھ ساز باز کر رکھی تھی بھاگ کھڑے ہوئے اور سرحدی علاقوں پر قابض ہو گئے۔ چنانچہ طغطمش نے صرائے پہنچ کر قبضہ کر لیا اور اغلان بلاط نے قرم پر قبضہ کر لیا۔

اغلان بلاط کا قتل:......پھر طغطمش قرم پر حملہ آور ہوا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن اس کی غیر موجودگی میں ارض خان نے صرائے پر قبضہ کر لیا، چنانچہ طغطمش کو واپس آنا پڑا، اس نے صرائے کو ارض خان سے چھین لیا اور وہاں سے قرم کی فتح کے لئے فوجیں بھیجنے لگا، آخر کار اس نے قرم کو فتح کر لیا اور اغلان بلاط کو گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا۔

بغداد کی فتح:......دوسری طرف تیمور طغطمش سے فارغ ہو کر اصفہان پہنچا اور اس کو فتح کر لیا، یہاں اس نے بنو مظفر کے بادشاہ کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ چنانچہ اس طرح اس طرف کے تمام علاقوں پر تیمور کی حکومت قائم ہو گئی۔

پھر اس نے بغداد پر حملہ کیا اور ۷۹۵ھ میں وہاں کے حکمران کو شکست دی، بغداد کا حکمران دوہائی دیتا ہوا مصری بادشاہ سلطان ظاہر کے پاس پہنچا۔ سلطان ظاہر اس کے ساتھ فوج لے کر روانہ ہوا اور دریائے فرات کے کنارے پڑاؤ ڈالا۔ جبکہ دوسری طرف بغداد فتح کرنے کے بعد تیمور ماردین پر حملہ آور ہوا اور محاصرہ کر کے اس کو بھی فتح کرلیا۔ لیکن اس کا قلعہ فتح نہ ہوسکا۔ چنانچہ وہاں سے تیمور حصون الا کراد اور پھر ارمینیہ سے ہوتا ہوا روح جا پہنچا۔

بغداد پر احمد کا قبضہ: ...... سلطان ظاہر کی مدد گار فوج کو ساتھ لے کر احمد بن اولیس نے بغداد پر حملہ کیا اور وہاں موجود تھوڑی سی فوج کو شکست دے کر دوبارہ بغداد پر قبضہ کرلیا۔ جبکہ تیمور سردیاں شروع ہونے کی وجہ سے اپنے علاقے واپس آ کر آذربائی جان اور ہمدان کا درمیان قراباق نامی جگہ پر رہنے لگا۔

طغطمش کا قتل: ...... پھر اس کو طغطمش کے بارے میں کچھ معلوم ہوا تو دوبارہ طغطمش پر حملہ آور ہوا۔ چنانچہ ۷۹۷ھ میں یہ معلوم ہوا کہ تیمور نے طغطمش کو شکست دے کر قتل کر دیا ہے اور اس کے تمام علاقوں کو فتح کرلیا ہے۔

غزنی اور بامیان: ...... بامیان اور غزنی بھی دوشی خان کی اولاد کی حکومت میں شامل تھا۔ یہ جنوب میں ماوراء النہر کا علاقہ ہے، جبکہ اس کی سرحدیں سجستان اور ہندوستان کے ساتھ بھی ملتی ہیں۔ تاتاریوں سے پہلے یہاں خوارزم شاہ کی اولاد کی حکومت تھی۔ لیکن تاتاریوں نے شروع ہی سے اس علاقے کو فتح کرلیا تھا اور پھر یہ علاقہ چنگیز خان نے دوشی خان کے حوالے کر دیا تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا اردنو اور اس کے بعد اس کا بیٹا انجی اس علاقے کا بادشاہ بنا، یہ ساتویں صدی ہجری کے شروع ہی میں فوت ہوگیا تھا۔ اس کے تین بیٹے تھے۔ (۱) بیان (۲) کبک اور (۳) مسنغطائی۔ لہٰذا یہ علاقہ اس کے تینوں بیٹوں کے درمیان تقسیم ہوگیا۔

بیان: ...... انجی کی وفات کے وقت اس کا بڑا بیٹا غزنی میں تھا، لہٰذا انجی کی جگہ اس کا دوسرا بیٹا کبک بادشاہ بنا تو بیان اس کا مخالف ہوگیا اور صرائے کے بادشاہ طغطائی سے مدد مانگی، طغطائی نے اپنے بھائی کو مددگار لشکر کے ساتھ بھیجا، جبکہ کبک نے قندو سے مدد مانگی، اس نے بھی مدد کی، لیکن اس سے فائدہ نہ ہوا اور کبک کو شکست ہوگئی۔ پھر ۷۰۱ھ میں کبک کا انتقال ہوگیا اور بیان غزنی میں بیٹھے بیٹھے تمام علاقے کا حکمران بن گیا۔

قوشنائی: ...... پھر بعد میں کبک کا بیٹا اور بھتیجا توشنائی متحد ہوئے انہوں نے قندو سے مدد حاصل کی اور بیان پر حملہ کر کے اسے شکست دے دی اور غزنی پر قبضہ کرلیا۔ اور خود بھی وہیں رہائش اختیار کی، جبکہ بیان فرار ہوگیا اور طغطائی کے پاس جا پہنچا۔ لیکن یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بیان کو اس کے بھائی مسنغطائی نے شکست دی تھی۔ باقی تفصیلات کا مجھے علم نہیں ہوسکا۔

ہلدکو خان کی اولاد: ...... جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ چنگیز خان نے اپنا دارالحکومت قراقرم کو بنایا تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا اوکدائی بادشاہ بنا اور اس کے بعد اس کا بیٹا کفور بادشاہ بنا۔ لیکن اس کی جنگ شمالی علاقے کا بادشاہ ناطوخان بن دوشی خان سے ہوگئی جو صرائے کا حکمران تھا۔ لہٰذا کفور مغلوں کی زبردست فوج لے کر نکلا، لیکن راستے ہی میں مرگیا۔

چونکہ کفور مرگیا تھا، لہٰذا فوج نے ناطو کو بادشاہ بنانا چاہا لیکن ناطو نے انکار کیا اور منگو خان کو بادشاہ بنانے کا مشورہ دیا اور اس کے ساتھ اپنے بھائی، جتلائی، ہلدکو اور برکہ کو بھی بھیجا۔ لہٰذا ۶۵۰ھ میں منگو کو بادشاہ بنایا گیا اور برکہ نے واپس آتے ہوئے اسلام قبول کرلیا جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں۔

منگو خان: ...... منگو نے بادشاہ بنتے ہی چنگیز خان کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے، چغتائی خان کی اولاد کو بخارا، سمرقند اور ماوراء النہر کا حکمران بنا دیا اور ہلدکو کو عراق فتح کرنے اور اسماعیلی ملحدوں کا خاتمہ کرنے کے لئے بھیجا۔ تاکہ یہ علاقے اور اس کے ساتھ ساتھ مسلمان خلیفہ کے علاقے بھی فتح کرلئے جائیں۔

ہلدکو خان: ...... منگو نے ہلدکو کو عراق بھیجا تو ہلدکو ۶۵۳ھ میں عراق روانہ ہوگیا، وہاں اس نے اسماعیلیوں کے قلعوں کا زبردست محاصرہ کیا اور ان کو

فتح کرلیا۔ انہی دنوں اس کی برکہ سے جنگ شروع ہوگئی جوشمال میں صرائے کا بادشاہ تھا۔ برکہ نوغان بن طعر کو ساتھ لے کر جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ نہرنول نامی جگہ پر دونوں گروپوں کا ٹکراؤ ہوا۔ سخت سردیوں کا موسم کے وجہ سے موجود نہر کا پانی بھی جم چکا تھا۔ بہرحال ہلد کو شکست ہوئی اور ساری فوج تباہ ہوگئی جیسے کہ پہلے ہم تحریر کر چکے ہیں۔

الموت کی طرف روانگی:...... یہاں سے شکست کھا کر ہلد کو دوبارہ اسماعیلیوں کی طرف چلا گیا۔ اس بار اس کا ارادہ الموت نامی قلعے پر حملہ کرنے کا تھا وہاں اسماعیلیوں کے سرغنہ علاؤالدین کی حکومت تھی، اسی دوران اس کو بغداد سے خلیفہ المعتصم کے وزیر ابن العلقمی کا خط ملا۔ اس نے ہلد کو بغداد پر حملہ کرنے کی دعوت دی تھی۔ یہ خط ابن صلایا نے ہلد کو تک پہنچایا تھا، اس خط میں اس خط میں ابن العلقمی کی طرف سے ہلد کو کی مدد کرنے کا وعدہ بھی تھا۔

بغداد پر حملے کی وجہ:...... چونکہ ابن العلقمی اور اس کے محلے کرخ والے بھی رافضی یعنی شیعہ تھے، اور اہل السنۃ والجماعۃ ان کے خلاف تھے کیونکہ ان کے کہنے کے مطابق خلیفہ اور اس کا دوادار ان کی حمایت کرتے تھے، لہٰذا انہوں نے کرخ پر حملہ کردیا، چنانچہ ابن العلقمی غضبناک ہوگیا، اور خفیہ طور پر اپنے دوست اربل کے حکمران ابن صلد یا کو پیغام بھیجا کہ کسی طرح تاتاریوں کو بغداد پر حملہ کرنے پر تیار کرے۔ جبکہ عام افواج کو اس نے یہ بتایا کہ یہ تاتاریوں کے ساتھ حسن سلوک کر کے صلح کی کوشش کر رہا ہے۔

لہٰذا اس طرح ہلد کو اپنا لشکر لے کر بغداد روانہ ہوا، جاتے ہوئے اس نے روم کے تاتاری حکمران سے بھی مدد مانگی، اس نے شروع میں تو انکار کیا لیکن پھر اس کی مدد کے لئے روانہ ہوگیا۔

بغداد پر حملہ:...... جب ہلد کو اپنا لشکر لے کر بغداد پہنچا تو ایبک دوادار نے اس کا مقابلہ کیا اور اس کے لشکر کو شکست دی۔ لیکن پھر تاتاریوں نے دوبارہ پلٹ کر حملہ کردیا، اس بار مسلمانوں کو شکست ہوئی، اور تاتاریوں کا لشکر بغداد میں جا گھسا، اسی دوران رات کے وقت دریائے دجلہ میں بڑے بڑے شگاف پڑ گئے، جس کی وجہ سے اسلامی لشکر کو واپس بغداد داخل ہوتے ہوئے دشواری ہوئی اور فوج کا بڑا حصہ یہیں ضائع ہوگیا حتی کہ ایبک دوادار بھی جاں بحق ہوگیا اور دیگر افسران گرفتار کر لئے گئے۔

خلیفہ کا قتل:......اس کے بعد تاتاریوں نے شہر کا محاصرہ کرلیا، کچھ عرصہ محاصرہ جاری رہا، اسی دوران ابن العلقمی نے اپنے اور خلیفہ مستعصم باللہ کے لئے امان طلب کی۔ کیونکہ اس کا خیال یہ تھا کہ ہلد کو اس کی غداری کے بدلے اس کو معاف کردے گا، چنانچہ وہ شہر کے چند معزز لوگوں کو ساتھ لے کر محرم ۶۷۶ھ میں ہلد کو کے پاس حاضر ہوا اور ہتھیار پھینک دیئے۔ اس کے بعد خلیفہ کو بھی گرفتار کر کے قتل کردیا گیا اور پھر قتل عام کا حکم دے دیا گیا، کہا جاتا ہے کہ بغداد میں اس موقع پر تیرہ لاکھ افراد قتل کیے گئے اور لوٹے جانے والے خزانے حد وحساب سے باہر ہیں۔

علمی ذخیرے کی تباہی:......اس کے علاوہ اسلامی علوم کے گہوارے بغداد کے کتب خانوں میں جتنی کتابیں موجود تھیں ان سب کو دریائے دجلہ میں پھینک دیا گیا۔ [۲]

تاتاریوں نے اپنے خیال میں مسلمانوں سے مدائن کی فتح کا بدلہ لیا تھا جب وہاں کی سب کتب مسلمانوں نے تباہ و برباد کردی تھیں۔

ابن العلقمی کا قتل:...... ہلد کو بغداد کے تمام گھروں کو جلانا چاہتا تھا لیکن اس کے ارکین نے اس بات کو پسند نہ کیا، اس کے علاوہ ہلد کو نے ابن العلقمی کو وزارت کے عہدے پر بحال رکھا لیکن اس کو صرف مشورہ دینے کا حق تھا اس سے زیادہ نہیں کیونکہ حکومت کا مالی حساب کسی اور کے حوالے تھا جو ابن العلقمی کی نسبت ہلد کو سے زیادہ قریب تھا، پھر کچھ عرصہ بعد ہلد کو نے ابن العلقمی کو قتل کروادیا۔

میافارقین کی تباہی:...... بغداد کے بعد اپنی فوجیں ہلد کو نے میافارقین کی طرف بھیجیں، وہاں اس وقت محمد بن غازی بن العادل الکامل کی حکومت تھی، تاتاریوں نے پہنچتے ہی شہر کا محاصرہ کرلیا، کئی سال تک محاصرہ جاری رہا آخر اہل میافارقین محاصرہ سے تنگ آ گئے، ادھر تاتاریوں کو بھی شہر میں گھسنے کا موقع مل گیا، تاتاری یوں اندر جا گھسے اور وہاں کی فوج کا بھی صفایا کردیا۔

اہل موصل سے صلح: ...... ادھر موصل کے حکمران بدرالدین لولوء نے اپنے بیٹے رکن الدین اسماعیل کو تحفے تحائف دے کر ہلدکو پاس صلح کرنے کے لئے بھیجا، ہلدکو نے تحفے قبول کر لئے اور رکن الدین اسماعیل کو قراقوم منگوخان کے پاس بھیج دیا، جب رکن الدین اسماعیل طویل عرصے تک واپس نہ آیا تو بدرالدین لولوء نے اور دوسرے دو بیٹیوں کو بھی تحفے تحائف دے کر اظہار اطاعت کے لئے ہلدکو کے پاس بھیجا۔ جب بدرالدین کے یہ دونوں بیٹے شمس الدین، اسحٰق اور علاؤالدین تحائف لے کر ہلدکو کے پاس پہنچے تو انہیں بھائی کی تاخیر کی وجہ بھی معلوم ہوگئی، واپس جا کر یہی بات انہوں نے اپنے باپ کو بتادی۔ اس کے بعد بدرالدین لولوء خود روانہ ہوا اور آذربائی جان میں ہلدکو سے ملا۔ اس کے علاوہ وہ ہلدکو کی فوجوں کے ساتھ میافارقین کے محاصرے میں بھی شریک رہا، پھر اس کا بیٹا رکن الدین اسماعیل منگوخان سے موصل اور اس علاقے پر بدرالدین لولوء کی تقرری کے کاغذات لے کر آ گیا۔ لیکن ۶۵۷ھ میں بدرالدین فوت ہوگیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا رکن الدین اسماعیل موصل کا حکمران بنا اس کا لقب صالح تھا۔

ابن صلایا کا قتل: ...... پھر ہلدکو نے اربل کی طرف لشکر بھیجا، لشکر نے محاصرہ کر لیا، لیکن چھ مہینے گذر جانے کے باوجود جب کامیابی نہ ہوئی تو لشکر واپس آ گیا۔ ادھر اربل کے حکمران ابن صلایا مناسب موقع دیکھ کر ہلدکو کے پاس آ گیا اور اربل میں شرف الدین کو اپنا نائب بنا دیا۔ لیکن ہلدکو نے ابن صلایا کو قتل کروا دیا۔

شامیوں سے صلح: ...... شام کا حکمران ان دنوں ناصر بن عزیز محمد بن ظاہر بن غازی صلاح الدین تھا، ہلدکو کے ہاتھوں بغداد کی فتح کی اطلاع ملتے ہی اس نے اپنے بیٹے کو تحفے تحائف دے کر صلح کرنے کے لئے بھیج دیا اور ساتھ اس بات کی معذرت بھی کی کہ چونکہ شامی ساحلوں پر انگریزوں نے حملہ کیا ہوا ہے لہٰذا وہ خود حاضر نہ ہو سکے گا، ہلدکو نے تحفے اور معذرت قبول کی اور مختلف معاہدے کر کے اس کا بیٹا واپس آ پہنچا۔

البیرہ کی فتح: ...... جزیرہ، دیار بکر اور دیار ربیعہ کے علاقوں کو ہلدکو فتح نہ کر سکا تھا، اس لئے اس کی حکومت شامی سرحد کے قریب دریائے فرات تک ہی رہی البتہ ۶۵۸ھ میں اس نے دریائے فرات پار کر کے البیرہ کو فتح کر لیا۔ وہاں ناصر بن العزیز کا بھائی قید تھا، چنانچہ ہلدکو نے اس کو رہا کر کے ضبیہ اور بانی اس کی حکومت پر بحال کر دیا۔

حلب کی فتح: ...... اس کے بعد ہلدکو حلب پر حملہ آور ہوا، اور اس کا محاصرہ کر لیا اور پھر حلب کو فتح کر لیا لیکن پھر اس پر قبضہ کرنے کے بجائے یہ شہر اہل شہر کو واپس کر دیا، وہاں اس کو سلطان صالح ایوب کے ترکوں کی جماعت بحریہ سے تعلق رکھنے والے غلام سنقر اشقر اور تنکر وغیرہ قید ملے، جنہیں سلطان ناصر نے قید کر رکھا تھا، چنانچہ اس نے ان سب کو رہا کر دیا۔ ان کے ساتھ قفچاقوں کا ایک بڑا سردار بھی شامل تھا جو اسی کے پاس رہا اور اس کی خدمت کرنے لگا۔ اس نے اس سردار کو ان کے ساتھ ملا لیا اور شام کے کسی علاقے کا حکمران بنا دیا۔

دمشق کی فتح: ...... اس کے بعد ہلدکو دمشق پر حملہ آور ہوا۔ سلطان ناصر چونکہ مصر میں تھا لہٰذا دمشق کا حکمران صالح بن اشرف ہلدکو کے ساتھ مل گیا، ہلدکو نے اس کو دمشق کی حکومت پر بحال رکھا اور اس کے ساتھ اپنے کچھ نائب بھی چھوڑے۔

ادھر عباسی خلیفہ مصر کے سلطان قطز سے ناراض ہوگیا تھا ان کے درمیان کشیدگی پیدا ہوگئی تھی، چنانچہ ناصر ہلدکو کے پاس جا پہنچا، ہلدکو اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا اور شام میں اپنی فوجیں چھوڑنے یا ہٹانے کے بارے میں مشورہ کیا، ناصر نے مصری فوج کو بہت کمزور اور حقیر ثابت کیا اور شام سے فوجیں ہٹانے کا مشورہ دیا چنانچہ ہلدکو نے شام میں بہت تھوڑی سی فوج رہنے دی، اور ایک سردار کیبغا کو ان کی نگرانی سونپ دی۔

تاتاری فوجوں کی شکست: ...... اس کے بعد کیبغا نے مصری سلطان کے پاس اپنے سفیر بھیجے تاکہ مصری سلطان سے اظہار اطاعت کروا سکے، سفیروں نے نہایت بدتمیزی سے گفتگو کی، چنانچہ سلطان نے نہ صرف سفیروں کو قتل کروا دیا بلکہ فوجیں لے کر شام پر حملہ آور ہوا، کیبغا اپنی فوج لے کر مقابلے پر آیا۔ عین جالوت نامی جگہ پر جنگ ہوئی جس میں تاتاریوں کو زبردست شکست کا سامنا کرنا پڑا، اس جنگ میں کیبغا بھی قتل ہوگیا تھا اور ناصر کا بھائی ضبیہ کا حکمران سعید بھی اس جنگ میں تاتاریوں کی طرف سے لڑتا ہوا گرفتار ہوا اور قتل کر دیا گیا۔

مختصر جنگیں: ...... پھر ہلدکو نے اپنی فوجیں البیرہ کی طرف روانہ کیں، ان دنوں حلب کا حکمران سعید بن لولوء تھا، اس نے بھی تاتاریوں سے مقابلے

کے لئے لشکر بھیجا۔ لیکن اس لشکر کو شکست ہوگئی۔ اس شکست کی وجہ سے حلب کے اراکین حکومت سعید سے بدظن ہوگئے اور انہوں نے سعید کے بجائے حسام الدین جوکندار کو حلب کا حکمران بنالیا، پھر جیسے ہی تاتاریوں نے حلب پر حملہ کی حسام الدین وہاں سے فرار ہوگیا اور اپنے دوست منصور کے پاس حمص جا پہنچا۔ وہاں سے منصور کے ساتھ مل کر تاتاریوں پر حملہ کیا اور انہیں شکست دی، پھر تاتاریوں نے افامیہ کا رخ کیا لیکن حملے کی ہمت نہ کر سکے، چنانچہ حملہ کئے بغیر ہی واپس اپنے ملک چلے گئے۔

ناصر کا قتل:...... ہلدکو کو جب دمشق میں تاتاریوں کی شکست کے بارے میں علم ہوا تو اس نے ناصر پر مصری افواج کے بارے میں غلط بیانی کا الزام لگایا اور اسے قتل کروادیا، جیسا کہ ہم مصری حکومت کے حالات میں تحریر کر چکے ہیں۔

ہلدکو کی واپسی روانگی:...... ۶۵۸ھ میں شام کی فتح کے دوران ہلدکو کو خان اعظم منگو خان کی اہل خطا پر حملے کے لئے روانگی کے دوران موت کی اطلاع ملی تھی، چنانچہ ہلدکو فوراً ہی واپس روانہ ہوگیا تھا لیکن وہاں اس نے قبلائی خان کو دیکھا جو اپنے بھائی ازبک کو شکست دے کر خان اعظم بن بیٹھا تھا، جیسا کہ ہم ابھی تحریر کر چکے ہیں۔ چنانچہ اسی جلد بازی کی وجہ سے ہلدکو شام کو فتح نہ کر سکا۔

ہلدکو کی حکومت:...... جب ہلدکو خان اعظم نہ بن سکا تو اس نے اپنے فتح کئے ہوئے علاقوں پر اکتفا کیا اور اپنے وطن واپس چلا گیا۔

ہلدکو نے بہت سے ملک فتح کئے۔ ان میں سے (۱) ایک خراسان تھا، اس کا دارالحکومت نیشاپور تھا اور طوس، ہرات، تروز، بلخ، ہمدان، نہاوند اور گنجہ اس کے بڑے شہروں میں سے تھے۔ دوسرا ملک جو ہلدکو نے فتح کیا وہ (۲) عراق عجم تھا، اس کا دارالحکومت اصفہان تھا اور اس کے بڑے شہروں میں قزوین، قم، قاشان، شہرزور، سجستان، طبرستان، طلان اور اسماعیلی علاقے شامل تھے، تیسرا ملک جو ہلدکو نے فتح کیا وہ (۳) عراق عرب تھا اس کا دارالحکومت بغداد تھا، جبکہ دینور، کوفہ اور بصرہ اس کے بڑے شہر تھے۔ چوتھا ملک (۴) آذربائی جان تھا، اس کا دارالحکومت توریز تھا اور حران، سلماس اور قفچاق اس کے بڑے شہر تھے۔ اس کے علاوہ پانچواں ملک (۵) خوزستان تھا، اس کا دارالحکومت ششتر تھا اور اہواز وغیرہ اس کے بڑے شہروں میں سے تھے۔ چھٹا ملک (۶) فارس تھا، اس کا دارالحکومت شیراز تھا اور میافارقین، نصیبین، سنجار، اسعرد، دبیس، حران، رہا اور جزیرہ ابن عمر اس کے بڑے شہروں میں سے تھے، ساتواں بڑا ملک جو ہلدکو نے فتح کیا وہ (۷) روم تھا۔ اس کا دارالحکومت قونیہ تھا جبکہ اس کے بڑے شہروں میں ملطیہ، اقصرا، اذکار، سیواس، انطاکیہ اور علایہ تھے۔

خلافت عباسیہ:...... یہ وہ زمانہ ہے جب عباسی خلیفہ مستعصم کا چچا بغداد سے مصر جا پہنچا تھا، اس کے ساتھ موصل کا حکمران صالح بن لولوء بھی تھا کیونکہ تاتاریوں نے موصل کو فتح کرلیا تھا اور یہ وہاں سے بھاگ آیا تھا، چنانچہ سلطان ظاہر بیبرس نے ۶۵۹ھ میں احمد کو دوبارہ خلیفہ بنادیا اور اس کا لقب الحاکم رکھا اور بغداد اور موصل فتح کرنے کے لئے خلیفہ اور صالح بن لولوء کو فوج کے ساتھ بھیجا جیسا کہ ہم سلطان ظاہر بیبرس کے حالات میں تحریر کر چکے ہیں۔

صالح بن لولوء کا قتل:......اس فوج نے جیسے ہی دریائے فرات پار کیا اور بغداد کے قریب پہنچی تو تاتاریوں نے ان پر حملہ کردیا، ھیت اور نمانہ کے درمیان خلیفہ کو شکست ہوئی جبکہ صالح بن لولوء اور اس کا بھائی بھاگ کر موصل جا پہنچے، تاتاریوں نے موصل کا محاصرہ کرلیا، آخر کار سات ماہ کے طویل محاصرے کے بعد انہوں نے موصل فتح کرلیا اور تلوار کے زور سے شہر میں داخل ہوگئے اور صالح بن لولوء کو قتل کردیا۔

ہلدکو اور برکہ کی جنگ:......اس قتل کے بعد مصری سلطان ظاہر بیبرس ہلدکو سے ڈر گیا تھا۔ لیکن انہی دنوں ۶۷۰ھ میں برکہ نے اس کو اپنے مسلمان ہونے کی اطلاع بھجوائی۔ سلطان ظاہر نے اس سے فائدہ اٹھایا اور برکہ سے اچھے تعلقات قائم کرلئے اور اسے ہلدکو کے ساتھ جنگ کرنے پر تیار کرنے لگا۔ برکہ کے تعلقات ہلدکو کے ساتھ پہلے ہی خراب تھے لہٰذا وہ ہلدکو پر حملہ آور ہوا، چنانچہ ہلدکو کو اپنی شام کی طرف پیش قدمی روکنی پڑی۔

دربائی کا فرار:...... دوسری طرف ہلدکو نے اپنے ایک سردار دربائی کو اپنے بیٹے ابغا کے ساتھ البیرہ کا محاصرہ کرنے کے لئے بھیجا، ادھر سے سلطان

ظاہر نے البیرہ کی مدد کے لئے فوجوں کو روانہ کیا۔ جیسے ہی دونوں فوجوں کا سامنا ہوا۔ دربائی اپنا مال اور اسباب خیمے وغیرہ چھوڑ کر بھاگ گیا اور ابغا کے پاس جا پہنچا۔ ابغا اس سے ناراض ہو گیا اور اس کو قید کر دیا۔

آخر کار عراق پر دس سال حکومت کرنے کے بعد ۶۶۲ ھ میں ہلد وخان کا انتقال ہوا۔

ابغا بن ہلد کو:...... ہلد کو کے بعد اس کا بیٹا ابغا عراق تا تاریوں کا بادشاہ بنا۔ اور سب سے پہلے اس نے برکہ سے جنگ کی، برکہ نے اپنے ایک رشتہ دار نوغائی بن ططہ بن مغل دوشی خان اور ستنف بن منگوخان کی سربراہی میں ابغا کے مقابلے کے لئے لشکر روانہ کیا۔ ستنف کوڈرنے کی وجہ سے شکست ہوگئی لیکن نوغائی جنگ لڑتا رہا اور اس نے ابغا کے لشکر کو شکست دی اور بالکل صفایا کر دیا۔ چنانچہ برکہ کی نظروں میں اس کا مقام بڑھ گیا۔

البیرہ میں شکست:...... اس کے بعد پھر ۶۷۰ ھ میں ابغا نے دربائی کی سربراہی میں ایک لشکر البیرہ کے محاصرے کے لئے بھیجا۔ دوسری طرف سے سلطان ظاہر نے دریائے فرات پار کر کے جوابی حملہ کیا اور نہ صرف دربائی کو شکست دی بلکہ اس کے دو بڑے سرداروں کو بھی قتل کر دیا۔ دربائی شکست کھا کر بھاگا اور واپس ابغا کے پاس جا پہنچا۔ ابغا اس سے سخت ناراض ہوا اور اس کو برطرف کر کے اس کی جگہ ابطائی کو سردار بنایا۔

تکدار کی شکست:...... پھر ۶۷۲ ھ میں ابغا نے تکداد بن موجی بن جغطائی بن چنگیز خان پر حملہ کیا، اس نے اپنے چچازاد بھائی براق بن ستنف سے مدد مانگی، چنانچہ ستنف امدادی لشکر لے کر روانہ ہوا۔ ادھر ابغا نے روم کے تا تاری سرداروں طمقان اور برواناق سے مدد مانگی، آخر کار گرجستان میں دونوں گروہوں کا مقابلہ ہوا۔ تکداد کو شکست ہوئی اور وہ ایک پہاڑ پر جا چھپا اور پھر ابغا سے امان طلب کی، ابغا نے اس شرط پر امان دی کہ تکداد نہ تو عمدہ گھوڑے پر سوار ہوگا نہ تیر کمان رکھے گا۔

تا تاریوں کی شکست:...... انہی دنوں ابغا کو معلوم ہوا کہ مصر کا سلطان ظاہر زبردست فوج کے ساتھ روم کی طرف گیا ہے۔ چنانچہ ادھر سے ابغا نے بھی دو جرنیلوں تدوان اور تغوا کی سربراہی میں لشکر روانہ کیا، اتنے میں سلطان ظاہر قیساریہ فتح کر چکا تھا۔ ابغا کو جب قیساریہ میں شکست کی اطلاع ملی تو وہ خود قیساریہ پہنچا، میدان جنگ میں اس کو صرف اپنے سپاہیوں کی لاشیں دکھائی دیں جبکہ بروانات کے کسی سپاہی کی کوئی لاش نہ تھی۔ چنانچہ ابغا نے بروانات کو اس شکست کا ذمہ دار ٹھہرایا اور پھر واپس آ کر اس کو بلوایا اور قتل کر دیا۔

رحبہ کا اجتماعی محاصرہ:...... پھر اس کے بعد ۶۸۰ ھ میں ابغا نے دریائے فرات پار کیا اور رحبہ کا محاصرہ کر لیا، اس نے ماردین کے حکمران کو بھی بلا کر اپنے ساتھ ملا رکھا تھا۔ جبکہ صرائے کے حکمران بذلہ کا بھتیجا منگوتمر بھی مغلوں، گرجستانیوں اور آدمیوں کا لشکر لے کر ابغا کی مدد کے لئے روانہ ہوا اور قیساریہ اور البلیس سے ہوتا ہوا در بند کو پار کر کے رحبہ جا پہنچا۔ ابغا نے اپنے بھائی منگوتمر بن ہلد کو کی سربراہی میں اس کی مدد کے لئے لشکر بھیجا اور خود رحبہ سے کچھ فاصلے پر ٹھہرا رہا۔

ابغا کا فرار:...... ادھر سلطان ظاہر بھی مصری لشکر لے کر روانہ ہوا۔ حمص میں دونوں فوجوں کا ٹکراؤ ہوا۔ جنگ میں تا تاریوں کو زبردست شکست ہوئی اور اکثر لوگ مارے گئے۔ ابغا بھی فرار ہو گیا، جبکہ اس کا بھائی واپسی کے دوران مارا گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابغا کا بھائی منگوتمر بن ہلد کو ''موموا خاز'' نامی ایک جزیرے سے گزرا۔ اس جزیزے کا حکمران کسی وجہ سے اس سے نفرت کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے منگوتمر کو زہر پلا دیا جس سے یہ ہلاک ہو گیا۔ خود وہ شخص مصر بھاگ گیا، اور خود تو بچ گیا لیکن اس کے گھر والے قتل کر دیئے گئے۔

ابغا کی موت:...... پھر ۶۸۱ ھ میں ابغا بھی ہلاک ہو گیا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کو اس کے مشیر خاص شمس الدین جوفی نے کسی وجہ سے خوف زدہ ہو کر زہر دیا تھا، یہ اس کا وزیر بھی تھا اور ابغا کی حکومت کے پرانے سرداروں میں سے تھا۔

احمد تکدار بن ہلد کو:...... ابغا کی موت کے بعد دار الحکومت میں اس کے بیٹے ارغو کی غیر موجودگی کی وجہ سے ابغا کے بھائی تکدار کو مغل سرداروں نے بادشاہ بنایا۔ بادشاہ بننے کے بعد تکدار نے اسلام قبول کر لیا اور اپنا نام احمد رکھا۔ چنانچہ اس زمانے کے حکمران اس کو اسی نام سے یاد کرتے تھے، جبکہ

ارغوان دنوں خراسان میں تھا جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں۔

قنقر طائی کا قتل: ...... اس کے بعد احمد نے سیواس کے قاضی قطب الدین شیرازی، روم کے اتابک اور ماردین کے ابن حاجب کو نمائندہ بنا کر مدد مانگنے کے لئے مصر بھیجا۔ جبکہ اس کا بھائی قنقر طائی صمعان کوتوال کے ساتھ رہتا تھا، چنانچہ تکدار نے یہ پیغام دیا کہ اس کے بھائی قنقر طائی کو بھیج دیا جائے۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ لہٰذا روم کے حکمران غیاث الدین کیخسرو نے اس کو پناہ دی۔ احمد تکدار نے اس کو ڈرایا دھمکایا تو وہ اس کے بھائی قنقر طائی کو لے کر اس کے پاس جا پہنچا، احمد نے اپنے بھائی قنقر طائی کو تو قتل کر دیا جبکہ کیخسرو کو قید کر دیا اور اس کی جگہ اس کے بھائی عزالدین کو روم کا حکمران بنا دیا اور صطغان کو توال کی جگہ ایک مغل سردار اولالو کو توال بنا دیا۔

احمد تکدار کا قتل: ...... اس کے بعد اس نے ارغو پر حملے کے لئے لشکر بھیجا، اور غو بھی مقابلے کے لئے آیا اور احمد تکدار کے لشکر کو شکست دے دی، چنانچہ اب احمد تکدار خود مقابلے پر آیا، اور ارغو کو شکست دی اور گرفتار بھی کر لیا۔ اس کے پورے لشکر کو کاٹ کر رکھ دیا اور بارہ بڑے بڑے سرداروں کو قتل کر دیا۔ اس کی اس حرکت کی وجہ سے اس کا لشکر اس سے ناراض ہو گیا۔ کچھ وہ پہلے ہی اس کے مسلمان ہونے کی وجہ سے ناراض تھے، چنانچہ انہوں نے بغاوت کر دی اور اس کے نائب کو پکڑ کر قتل کر دیا، اور آخر کار ۶۶۲ھ میں انہوں نے احمد تکدار کو بھی قتل کر ڈالا اور اس کے بھتیجے ارغو کی اطاعت کا اظہار کیا۔

ارغو بن ابغا: ...... احمد تکدار کے قتل کے بعد خرج نے جب ارغو کے پاس اطاعت کا پیغام بھیجا تو وہ ان کے پاس آیا اور ان کا بادشاہ بن گیا۔ بادشاہ بنتے ہی اس نے رومی حکمران غیاث الدین کیخسرو کو قید خانے میں ہی قتل کر ڈالا، کیونکہ اس نے ارغو کو اس کے چچا قنقر طائی کا قاتل ٹھہرایا تھا، اس کے علاوہ اس نے وزیر شمس الدین جوفی کو بھی اپنے والد اور چچا کے قتل کے الزام میں گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اس کی جگہ سعد یہودی موصلی کو وزیر بنایا اور اس کا لقب سعد الدولہ تجویز کیا، یہ شخص حکمت اور علوم فلسفہ کا ماہر تھا۔ اس کے علاوہ اس نے اپنے دونوں بیٹوں قازان اور خربندا کو اپنے اتابک کی نگرانی کے لئے خراسان کا حکمران بنا دیا۔

ارغو کا انجام: ...... چونکہ ارغو اسلام کے بجائے ہندوؤں کے مذہب کو زیادہ پسند کرتا تھا۔ لہٰذا وہ بتوں کی عبادت بھی کرتا اور سحر، جادو میں بھی مصروف رہتا۔ چنانچہ اسی سلسلے میں اس کے پاس ہندوستان سے ایک جادوگر آیا اور اس نے ارغو کو ہمیشہ صحت مند اور چست و توانا رکھے رہنے کے لئے جا بیک دوا کھلائی جس کی وجہ سے ارغو مرگی کی بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ اور پھر ۶۹۰ھ میں مر گیا۔

کیختاتو بن ابغا: ...... ارغو کی موت کے بعد اس کے دونوں بیٹوں قازان اور خربندا کی خراسان میں موجودگی کی وجہ سے اراکین حکومت نے ارغو کے بھائی کیختاتو کو بادشاہ بنا دیا، لیکن بادشاہ بنتے ہی اس کا کردار خراب ہو گیا اور یہ فضولیات اور گناہوں میں مصروف ہو گیا اور مغل لڑکوں سے چھیڑ چھاڑ اور شرارت شروع کر دی۔ چنانچہ اسی وجہ سے اراکین حکومت نے کیختاتو کے بجائے مغل فوج کے ایک سالار بیدو بن عمر طرخائی بن ہلد کو خفیہ طور پر بادشاہ بنا دیا۔ لہٰذا کیختاتو کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ کرمان کی طرف فرار ہو گیا، اراکین حکومت نے اس کا تعاقب کر کے حکومت خانہ میں اس کو پکڑ لیا اور پھر ۶۹۳ھ میں تین سال اور کچھ مہینے حکومت کرنے کے بعد اس کو قتل کر دیا گیا۔

بیدو بن طرخائی: ...... کیختاتو کے بعد جب بیدو کو بادشاہ بنایا گیا تو خراسان سے ارغو کا بیٹا قازان اتابک نیروز کو لے کر بیدو پر حملہ آور ہوا۔ لیکن جنگ ہونے سے پہلے ہی ان کے درمیان اس شرط پر صلح کروا دی گئی کہ اتابک نیروز بیدو کے پاس رہے گا۔ صلح کے بعد قازان واپس خراسان چلا گیا۔

اتابک نیروز کی چال: ...... پھر تھوڑے عرصے بعد اتابک نیروز نے قازان کو بیدو پر حملہ کرنے کا کہا، قازان خراسان سے لشکر لے کر روانہ ہوا، بیدو کو جب معلوم ہوا تو اس نے اتابک سے مشورہ طلب کیا۔ اتابک نے کہا کہ اس کے لئے میں کافی ہوں، پھر چند دن بعد بیدو نے اتابک کو قازان کے پاس بھیج دیا، قازان کے پاس جا کر اتابک نے بتایا کہ مغل بیدو کو پسند نہیں کرتے لہٰذا قازان کو اس پر حملہ کر دینا چاہئے، بیدو اس اطلاع سے پریشان ہوا لیکن لشکر نے مقابلے پر آ گیا۔

بیدو کا قتل:......جنگ شروع ہوتے ہی اتابک کی چال کے مطابق کے تمام افسران اس کے خلاف ہو گئے۔لہٰذا بیدو کو شکست ہوگئی ، بیدو ہمدان کی طرف فرار ہو گیا لیکن وہاں پکڑا گیا اور آخر کار ۶۹۵ھ میں اس کو قتل کر دیا گیا ، اس نے صرف اٹھارہ مہینے حکومت کی۔

قازان بن ارغو:......بیدو کے بعد قازان کو بادشاہ بنایا گیا ، اس نے بادشاہ بنتے ہی اپنے بھائی خربندا کو خراسان کا حکمران مقرر کیا جبکہ اتابک نیروز کو اپنی حکومت کا ناظم بنا دیا ، اس کے علاوہ انہی دنوں میں اس نے طرخائی کے ان مغل سرداروں کو بھی ختم کرنے کی کوشش شروع کر دی جنہوں نے بیدو کے ساتھ مل کر کیختا تو کو قتل کیا تھا۔لہٰذا بغداد اور موصل کے درمیان ٹھہرا ہوا طرخائی خوف زدہ ہو گیا اور اس نے بادشاہ کتبغا عادل کو خط لکھ کر اس کے پاس آنے کی اجازت مانگی۔

حکومتوں کا اختلاف:......پھر قازان نے اپنے مولدن نامی ایک سردار کو دیار بکر کا حکمران بنا کر بھیجا۔لیکن طرخائی نے نہ صرف اس کو شکست دی بلکہ لشکر کے بڑے حصے کا خاتمہ کر دیا۔اور خود شام کی طرف فرار ہو گیا۔کتبغا نے اس کو بہت بڑا عہدہ دے دیا اور جاگیریں بھی دیں ، چنانچہ طرخائی اور اس کی قوم ''اوبراتیہ'' مصر ہی میں رہنے لگیں۔اسی وجہ سے تاتاری اور مصری حکومت میں مزید اختلاف پیدا ہوئے۔

اتابک کا قتل:......اُدھر اتابک نیروز کسی وجہ سے قازان سے ناراض ہو گیا اور مصر کے سلطان لاجین سے خط وکتابت شروع کر دی۔لیکن جلد ہی اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا تو ہرات کے حکمران سے امان طلب کر کے اس کے پاس جا پہنچا۔اس کا تعلق کرت قوم سے تھا اور اس کا نام فخر الدین شمس الدین تھا جو ہرات کے علاوہ سمبستان کا بھی حکمران تھا ، بہر حال فخر الدین نے اسے پکڑ کر قطلو شاہ کے حوالے کر دیا اور اس نے اس کو قازان کے حکم سے قتل کر دیا۔پھر قازان نے بغداد میں موجود اپنے بھائیوں حاجی اور لکری کو بھی قتل کروا دیا۔

مغلیہ اراکین کا فرار:......ادھر مصری حکومت کی طرف سے ایک نمائندہ خط لے کر آیا اور سلامش بن ایال مصر کی طرف فرار ہو گیا ، اس کے علاوہ روم میں قازان کی ناراضگی کی وجہ سے ایک لاکھ سپاہیوں کا افسر منجور بھاگ کر مصر چلا گیا ، اس کے فرار کا علم ہوتے ہی قازان نے اس کی گرفتاری کے لئے لشکر بھیجا۔منجو نے اس لشکر سے جنگ کی لیکن جنگ کے دوران اس کے اکثر ساتھی اس سے بچھڑ گئے اور وہ اپنا گھر بار وہیں چھوڑ کر مصر کی طرف فرار ہو گیا۔

منجور کا قتل:......مصری حکومت نے منجور کے گھر والوں کو لینے کے لئے اس کے ساتھ ایک دستہ روانہ کیا ، لیکن سیس میں اس دستے کا ٹکراؤ تاتاریوں سے ہو گیا ، تاتاریوں نے مصری دستے کو شکست دے دی اور سربراہ کو قتل کر دیا ، منجور نے بھاگ کر ایک قلعے مین پناہ لی لیکن تاتاریوں نے اسے وہاں بھی جا پکڑا اور قازان کے پاس بھیج دیا اور وہاں قازان نے اسے قتل کر دیا ، جبکہ منجور کا بھائی قطقطو اپنی ماتحت فوج سمیت مصر میں منتقل ہو گیا ، مصری اور تاتاری حکومت میں اختلاف کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی۔

شام پر حملہ:......دوسری طرف شام کے کچھ اراکین حکومت مصری سلطان ناصر بن قلدون سے ناراض ہو کر قازان کے پاس جا پہنچے ، ان میں دمشق کا نائب حکمران بلتمر ، حلب کا حکمران الکبی ظاہری اور عز از الصانحی بھی شامل تھے ، ان لوگوں نے قازان کو شام پر حملے کے لئے تیار کیا ، لہٰذا ۶۹۹ھ میں قازان اپنے نائب قطلو شاہ ، مولی ، مغل اور ارمنوں کی فوج لے کر شام پر حملہ آور ہوا۔

مصر سلطان کی شکست:......مصر نے سلطان ناصر اسلامی فوجیں لے کر نکلا لیکن غزہ میں اس کو معلوم ہوا کہ کتبغا عادل کے کچھ ساتھی مصر میں نئے آنے والے مغل افسروں کے ساتھ مل کر اس کے خلاف سازش کر رہے ہیں۔لہٰذا سلطان ناصر آگے بڑھا اور جنگ کے لئے حمص جا پہنچا۔پھر وہاں سے آگے روانہ ہوا اور صبح صبح مرج المروج نامی جگہ جا پہنچا ، جہاں اس کا ٹکراؤ تاتاری لشکر سے ہوا ، مسلمانوں کو زبردست شکست ہوئی ، جبکہ سلطان ناصر جان بچا کر واپس مصر روانہ ہو گیا۔

قازان کی کامیابیاں:......قازان کامیابی حاصل کرتا ہوا آگے بڑھتا رہا اور حمص کو فتح کر لیا ، پھر دمشق کو بھی فتح کر لیا ، اس کے بعد قفچاق کی طرف روانہ ہوا تا کہ محصول وصول کرے اور علاء الدین سنجر منصور کے ماتحت دمشق کا قلعہ بھی فتح کرے ، قلعہ تو فتح نہ ہو سکا لیکن اس نے قلع کے آس پاس کی

ساری آبادی کو تباہ وبرباد کردیا، تباہ شدہ آبادی میں دار السعادۃ نامی شاہی محل بھی تھا، اس کے بعد یہ حلب پر حملہ آور ہوا، حلب کا شہر تو اس نے فتح کرلیا لیکن قلعہ فتح نہ ہوسکا، تاتاری فوجیں قتل وغارت اور لوٹ کرتی ہوئی غزہ تک جا پہنچیں لیکن قلعے فتح نہ کرسکنے کی وجہ سے تاتاری واپس اپنے ملک چلے گئے۔

پھر قازان نے قطلو شاہ کو حفاظتی دستے کا نائب بنا کر قلعے کے محاصرے کی ذمہ داری اس کو سونپ دی، جبکہ محصولات کی وصولی یحییٰ بن جلال کے حوالے کی اور قفچاق کو دمشق کا نائب حکمران بنادیا، جبکہ بکتمر کو حلب، حماۃ اور حمص کا نائب حکمران بنادیا۔

شام پر حملہ:......اُدھر مصری سلطان ناصر نے اپنی فوجوں کو خوب انعام واکرام دے کر نئے سرے سے ان کی تربیت کا بندوبست کیا اور ان کی کمزوریاں دور کرکے شام پر قبضہ کرنے کے لئے حملہ آور ہوا۔ ہراول دستے کی سربراہی مصری حکومت کے نگران سرمز جاشنکیر اور سلار کے حوالے تھی، سلطان نے صالحیہ نامی جگہ پر پڑاؤ ڈالا اور لشکر شام کی طرف روانہ ہوئے، دمشق اور حلب کے سابق نائب حکمران قفچاق اور بکتمر نے امان طلب کی اور سلطان ناصر کی اطاعت کا اظہار کیا جبکہ سلار اور سرمز جاشنکیر نے شام کو کامیابی سے فتح کرلیا اور قطلو شاہ عراق واپس چلا گیا۔

تاتاریوں کا حملہ:......قازان نے دوبارہ شام پر حملے کی ٹھانی اور دریائے فرات پار کرکے رحبہ جا پہنچا، اور اہل شام کو دھوکہ دینے کے لئے ان سے خط وکتابت شروع کردی، اُدھر قطلو شاہ نے بیت المقدس میں آباد ترکمان قبیلوں پر حملہ کیا، لیکن انہوں نے اس کو خاطر خواہ نقصان پہنچایا اور وہیں رہتے رہے، پھر سلطان ناصر ۳ شعبان کو دوبارہ حملہ آور ہوا، مرج الصغر نامی جگہ پر اس کا ٹکراؤ قطلو شاہ سے ہوا، زبردست جنگ کے بعد قطلو شاہ کو شکست ہوگئی اور وہ بھاگ کھڑا ہوا، سلطان ناصر کا محاصرہ کیا اور پھر خاموشی سے ان پر حملہ کردیا اور خوب قتل عام کیا، چونکہ دمشق کے دریا کے بند میں سوراخ ہوگیا تھا لہٰذا آگے کی طرف سے راستہ دلدل اور کیچڑ میں تبدیل ہوگیا تھا لہٰذا کوئی وہاں سے بھاگ بھی نہ سکتا تھا چنانچہ کوئی بھی تاتاری جان نہ بچا سکا۔ ہاری ہوئی فوج کا کچھ حصہ قازان کے پاس چلا گیا جو بیمار ہوگیا تھا اور گیلان میں موجود تھا چنانچہ اس شکست کے صدمے سے ہی اسی سال اس کا انتقال ہوگیا۔

خربندا ابن ارغو:......قازان کے بعد خربندا بادشاہ بنا، بادشاہ بنتے ہی خربندا مسلمان ہوگیا، اور اس کا نام محمد اور لقب غیاث الدین رکھا گیا۔ اس نے قطلو شاہ کو اپنے نائب کے عہدے پر برقرار رکھا لیکن کچھ عرصہ بعد گیلان کے پہاڑی علاقوں میں آباد کردوں سے جنگ کرنے بھیجا لیکن کردوں نے اس کو شکست دے دی اور قتل کردیا۔ اس کی جگہ خربندا نے جوبان بن تدوان کو نائب بنادیا۔

شروع شروع میں خربندا بہت نیک تھا اور خلفاء کی بہت عزت کرتا تھا حتیٰ کہ سکوں پر بھی اس کے اسماء گرامی کندا کروا رکھے تھے لیکن پھر اہل تشیع کی صحبت کی وجہ سے خربندا بھی بدعقیدہ ہوگیا۔ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے اسماء گرامی خطبے سے نکال دیئے اور اس کے بدلے بارہ اماموں کے اسماء گرامی سکوں پر کندہ کروائے۔

سلطانیہ کی تعمیر:......پھر اس نے قزوین اور ہمدان کے درمیان میں ایک نیا شہر تعمیر کروایا اور اس کا نام سلطانیہ رکھا اور اس کو اپنا دار الحکومت بنا۔ اس شہر میں اس نے سونے اور چاندی کی اینٹوں سے ایک محل بنوایا اس کے سامنے ایک باغ بھی بنوایا تھا اور اس میں سونے کے درخت بنوائے جن کے پھل قیمتی موتیوں کے تھے، اس کے علاوہ اس محل میں دودھ اور شہد کی نہریں بھی بنوائیں اور غلاموں اور حوروں کو بھی رکھا تاکہ یہ محل بالکل جنت کا نمونہ پیش کرے۔

خربندا کی موت:......یہ اپنی قوم کو اکثر برا بھلا کہتا رہتا تھا۔ پھر ۷۱۳ھ میں شام پر حملہ آور ہوا اور دریائے فرات پار کرکے رحبہ جا پہنچا۔ اور وہیں پڑاؤ ڈالا لیکن وہاں سے واپس چلا گیا، اور اس کے بعد اس کا انتقال ہوگیا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تاتاریوں میں سے ہی کسی سردار نے اس کو زہر دے دیا تھا۔

ابوسعید بن خربندا:......خربندا کے بعد اس کا بیٹا ابوسعید بادشاہ بنا، یہ چونکہ ابھی صرف تیرہ سال کا تھا اس لئے جوبان نے اسے کم عمر سمجھتے ہوئے شمالی تاتاریوں کے بادشاہ ازبک کو عراق عرب، عجم کی حکومت سنبھالنے کا مشورہ دیا، لیکن ازبک کے نائب قطلتمر نے ازبک کو اس اقدام سے باز رکھا لہٰذا ازبک نے بھی ابوسعید کو کم عمری کے باوجود بادشاہ تسلیم کرلیا۔

باپ کا انتقام:......بادشاہ بنتے ہی ابوسعید نے اپنے باپ خربندا کے قتل کے الزام میں ابوالطیب رشید الدولہ فضل اللہ بن یحییٰ ہمدان کو قتل کروادیا، یہ شخص بہت عالم فاضل تھا، اس نے تاتاریوں کی ایک تاریخ بھی لکھی تھی، جس میں ان کے حالات اور نسب نامے بھی لکھے تھے بلکہ ہماری (یعنی علامہ ابن خلدون کی؛ مترجم) کتاب کی طرح باقاعدہ شجرے بھی بیان کئے تھے۔

ارا کین کی چال:......ان دنوں جوبان خراسان میں خوارزم کے حکمران سیول بن براق سے جنگ میں مصروف تھا جسے شمالی تاتاریوں کے حکمران ازبک نے بہکا کر مددگار فوج کے ساتھ خراسان پر حملے کے لئے بھیجا تھا، اس وقت جوبان بھی اس کا حمایتی تھا۔ خربندا کے مرتے ہی سیول نے خراسان پر قبضے کی ٹھانی تھی، اور اس سلسلے میں ابوسعید کے ارا کین حکومت سے خفیہ خط وکتابت کی تھی۔ اور انہوں نے بھی ساتھ دینے کا یقین دلایا تھا، چنانچہ جوبان اپنے محاذ کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

سازش کا خاتمہ:......سازش کی اطلاع ملتے ہی ابوسعید نے ان ارا کین میں سے چالیس کو قتل کروادیا، انہی دنوں جوبان بھی خراسان سے واپس آ گیا۔ یہ ۷۱۸ھ کا واقعہ ہے، جبکہ سیول عراق عجم اور خراسان کے کچھ حصے پر قبضہ کر چکا تھا، شمالی تاتاریوں کے بادشاہ ازبک نے اپنے نائب قطلتمر کو مددگار فوج دے کر بھیجا۔ جوبان نے اس کا مقابلہ کیا، وقتاً فوقتاً ان میں جنگیں ہوتی رہیں، آخر کار جوبان نے سیول سے خراسان کے مقبوضہ علاقے چھین لئے اور باقی علاقوں پر صلح کر لی۔

خراسان پر قبضہ:......پھر ازبک نے مراغہ پر حملہ کیا اور بہت سامال غنیمت لے کر واپس چلا گیا، جوبان نے اس کا تعاقب کیا لیکن اس کو ناکامی ہوئی، پھر ۷۲۰ھ میں سیول کے مرنے کے بعد ابوسعید نے باقی خراسان پر بھی قبضہ کر لیا۔

ازبک کے ساتھ ناچاقی:......ازبک، ابوسعید سے جوبان کو خود مسلط کرنے اور چنگیز خان کی اولاد پر حکم چلوانے کی وجہ سے ناراض تھا، لہٰذا اس نے آس پاس کے بادشاہوں کو نہ صرف جوبان کے خطرے سے آگاہ کیا بلکہ ان کو جوبان اور ابوسعید کے خلاف جنگ پر بھی اکساتا رہا حتیٰ کہ اس نے مصری سلطان کے ساتھ رشتہ بھی قائم کیا لیکن ابوسعید کے ساتھ اس کی صلح پھر بھی نہ ہو سکی، جیسا کہ ہم ان کے حالات میں تحریر کر چکے ہیں۔

فوجوں کی روانگی:......پھر ۷۲۰ھ میں ازبک نے جوبان کے خلاف لشکر بھیجا لیکن اس لشکر کو اس کی حدود میں ہی دریائے کوزل کے قریب المدنی نے اپنے محاصرے میں لے لیا، اور آگے نہ جانے دیا لہٰذا یہ لشکر واپس چلا آیا، پھر قطلتمر کی سرابراہی میں اس نے دوسرا لشکر روانہ کیا۔

سیس پر حملہ اور صلح:......جوبان نے روم کا حکمران اپنے بیٹے دمرداش کو بنا رکھا تھا لہٰذا ۷۲۱ھ میں اس نے سیس پر حملہ کیا اور تین قلعوں کو فتح کر لیا اور خوب تباہی مچائی، اس کے بعد ارمنوں کے خلاف جہاد کے لئے مصری سلطان ناصر سے مدد مانگی، چنانچہ ۷۲۲ھ میں سلطان ناصر نے مددگار فوج بھیجی، اس میں بہت سے رضا کار بھی شامل تھے، اس فوج نے جاتے ہی سیس کا محاصرہ کر لیا۔ پھر اگلے سال ۷۲۳ھ میں ابوسعید اور سلطان ناصر کی صلح ہو گئی، اس کے بعد تمام معاملات سدھر گئے، اس کے بعد ابوسعید اور اس کے رشتہ دار بزرگ مغل سرداروں نے حج ادا کیا اور مصری اور عراقی حکومتوں کے درمیان تحفے تحائف کا تبادلہ ہوا۔

خراسان کی فتح:......۷۲۵ھ میں کبک بن سیول کے حملے کے جواب میں جوبان نے خراسان پر حملہ کر دیا، چھوٹی بڑی بہت سی جنگوں کے بعد جوبان کو شکست ہوئی اور کبک بن سیول نے خراسان پر قبضہ کر لیا لیکن جلد ہی جوبان پر دوبارہ حملہ کیا اور اس بار کبک کو شکست ہوئی، جوبان نے خوب قتل عام کیا، اور جوبان نے خراسان کو فتح کر کے ابوسعید کی حکومت میں شامل کر دیا۔

جوبان کا قتل:......خراسان میں مصروفیت کے دوران جوبان کو یہ معلوم ہوا کہ ابوسعید نے اس کے بیٹے کو پکڑ لیا ہے، چنانچہ اس نے بغاوت کر دی، ابوسعید نے بھی اس پر حملہ کر دیا، لیکن جوبان کے ساتھی اس سے الگ ہو گئے لہٰذا جوبان ہرات کی طرف فرار ہو گیا اور ۷۲۶ھ میں جوبان مارا گیا، ابوسعید نے جوبان کے بیٹے کو اس کی لاش مدینہ منورہ اس کے بنائے ہوئے مقبرے کی طرف لے جانے کی اجازت دی، چنانچہ لاش لے جائی گئی،

لیکن مصری سلطان کی اجازت نہ ہونے کی وجہ سے تدفین میں دیر ہوئی، آخر کار اجازت ملنے پر بقیع میں اس کی تدفین ہوئی۔

دمراش کا قتل :...... جوبان کے قتل کی اطلاع ملتی ہی رومی تا تاریوں کا حکمران جوبان کا بیٹا دمراش پریشان ہوا اور اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ مصر جا پہنچا، سلطان ناصر نے اس کا زبردست استقبال کیا اور بہت اچھے طریقے سے پیش آیا۔ اتنے میں ابوسعید کے سفیر اس کا یہ پیغام لے کر پہنچے کہ ان کے بارے میں اللہ کے قانون کے مطابق فیصلہ کیا جائے کیونکہ یہ لوگ جھگڑے فساد کرتے رہتے تھے، سلطان نے جواب دیا کہ ہاں ایسا ہی کروں گا، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ابوسعید کو شام کے حکمران قراسنقر کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کرنا پڑے گا جو شام سے بھاگ کر اس کے پاس پہنچا تھا۔ چنانچہ عراق میں قراسنقر اور مصر میں دمرداش کو قتل کر دیا گیا۔

ابوسعید کی وفات :...... پھر ان دونوں حکومتوں کے تعلقات خوشگوار ہو گئے اور آپس میں رشتے داریاں بھی قائم ہوئیں اور ہدایا اور تحائف کا تبادلہ بھی ہوتا رہا، چنانچہ عرب میں امن وامان ہو گیا، اور جھگڑے فساد کا خاتمہ ہو گیا پھر ۷۳۶ھ میں ابوسعید بن خربندا کی وفات ہوئی اور اس کو سلطانیہ میں دفن کیا گیا۔ اس کی کوئی اولاد نہ تھی۔

ہلاکو گھرانے کی حکومت کا اختتام :...... پھر بعد میں اس کے اراکین حکومت میں اختلافات پیدا ہو گئے، اس طرح ہلاکو خان کے گھرانے کی حکومت ختم ہو گئی اور ان کا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، اور خراسان، عراق عجم، عراق عرب، فارس، آذربائی جان اور روم وغیرہ میں الگ الگ حکومتیں بن گئیں جیسا کہ ہم آگے چل کر تحریر کریں گے۔

بادشاہ کی تلاش :...... ۷۳۶ھ میں ابوسعید کی وفات ہو گئی تھی اور چونکہ اس کا کوئی بیٹا نہ تھا اس لئے اس کے اراکین حکومت نے وزیر غیاث الدین کا تقرر کیا، جبکہ خان کو برطرف کر دیا، پھر ان کے نواسوں میں سے موسیٰ خان کو بادشاہ بنایا گیا جبکہ حکومت کا ناظم شیخ حسن بن حسین بن بیقا بن ملکان کو بنایا گیا۔ یہ ابوسعید کا پھوپھی زاد بھائی بھی تھا لیکن ابوسعید نے اس کو روم میں کانج نامی قلع میں قید کر دیا تھا جہاں اس کی کڑی نگرانی کی جاتی تھی۔

شیخ حسن کی رہائی :...... کیونکہ ابوسعید کی وفات کے بعد اس کو معاف کر کے رہا کر دیا گیا تھا، بغداد کی حکومت کا حل معلوم ہونے کے بعد یہ وہاں گیا اور نگران حکمران علی ماسا کو قتل کر دیا اور نئے طے شدہ بادشاہ موسیٰ خان کو برطرف کر کے اس کی طرح محمد بن عنبر جی کو بادشاہ بنایا، یہی وہ شخص ہے جس کی نسبت بالکل صحیح ہلاکو کی طرف کی گئی ہے۔

شیخ حسن کا فرار :...... پھر شیخ حسن بغداد اور توریز کا خود مختار بادشاہ بن گیا، اس کے بعد دمرداش کا بیٹا حسن اپنے باپ کے رومی مرکز سے لشکر لے کر شیخ حسن سے مقابلے کے لئے نکلا اور اس کو شکست دے کر توریز فتح کر لیا اور وہاں کے بادشاہ محمد بن عنبر جی کو بھی قتل کر دیا اور وہاں حکومت کرنے لگا جبکہ شیخ حسن بغداد بھاگ آیا۔

سلیمان خان کا نکاح :...... بغداد میں اس نے ابوسعید کی بہن صاطبیک کا نکاح ہلاکو خان کے نواسوں میں سے سلیمان خان سے کر دیا، توریز کا حکمران حسن بن دمرداش تھا جو حسن صغیر کے نام سے مشہور تھا، کیونکہ شیخ حسن اس سے بڑا تھا اور بغداد کا حکمران تھا لہٰذا وہ حسن کبیر کے نام سے مشہور تھا لیکن یہ شیخ حسن صغیر کو شکست نہ دے سکا۔

بغداد پر قبضے کی دعوت :...... دوسری طرف موصل کے اطراف میں ترکمانوں کا غلبہ ہو رہا تھا۔ اور یہ لوگ الجزیرے کے علاقوں تک جا پہنچے تھے، چنانچہ ان کے خطرے کے پیش نظر حسن کبیر نے مصری سلطان کو یہ پیغام دیا کہ وہ بغداد پر قبضہ کر لے، حسن کبیر خود بھی یہی چاہتا تھا اور مصری فوجوں کو بھجوانے کا مطالبہ بھی کیا، حتیٰ کہ مصری سلطان کے پاس اپنا بیٹا بھی بطور یرغمال بھیجنے کے لئے تیار تھا لیکن کسی وجہ سے اس کا یہ مطالبہ پورا نہ ہو سکا۔

افراتفری :...... ہلاکو خان کی حکومت ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی تھی، کیونکہ اس لئے کہ شیخ حسن کبیر بغداد، حسن صغیر توریز کا حکمران تھا، جبکہ عراق عجم اور فارس کا حکمران ابن المظفر تھا اور شاہ حسین خراسان میں براجمان تھا، لیکن اس کے زیادہ تر علاقوں پر ازبک کا قبضہ تھا جو دوشی خان کی اولاد میں سے تھا

اور صرائے کا مالک بھی ان دنوں وہی تھا۔

حسنین کی وفات :......پھر تھوڑے ہی عرصے بعد شیخ حسن کبیر نے تنگ آ کر اپنے بادشاہ سلیمان خان کو قتل کر دیا اور خود مختار بادشاہ بن گیا جبکہ ۷۴۴ھ میں حسن صغیر بن دمرداش بھی فوت ہو گیا، اس کی جگہ اس کا بھائی اشرف حکمران بنا، پھر ۷۵۷ھ میں شیخ حسن کبیر بھی میں وفات پا گیا۔

توریز کی حکومت :......بغداد میں شیخ حسن کبیر کی وفات کے بعد اس کا بیٹا وہاں کا حکمران بنا جبکہ توریز میں اشرف بن دمرداش حکمران بن چکا تھا، چنانچہ شمالی تا تاریوں کے بادشاہ ۷۵۸ھ میں جانی بیگ کو توریز پر قبضہ کے لئے بھیجا، اس نے توریز کو فتح کر لیا، اپنے بیٹے کو وہاں کا حکمران بنایا اور خود خراسان روانہ ہو گیا، وہاں جاتے ہوئے گرفتار ہو گیا، لہٰذا ارکین حکومت نے اس کے بیٹے بردبیگ کو حکومت پر قبضہ کرنے کا مشورہ دیا چنانچہ وہ فوراً روانہ ہوا، اور توریز کا حکمران اشجوخ کو بنا دیا، انہی دنوں بغداد کا حکمران اولیس توریز پر حملہ آور ہوا اور اس پر قبضہ کر لیا لیکن اشجوخ نے توریز دوبارہ اولیس سے چھین لیا اور وہیں قیام کیا، لیکن کچھ ہی عرصہ بعد اصفہان کے حکمران ابن المظفر نے توریز پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا اور اشجوخ کو قتل کر دیا، لہٰذا اس کی حکومت عراق عجم، توریز، تستر اور فوزستان تک وسیع ہو گئی۔

اولیس کی وفات :......لیکن موقع ملتے ہی اولیس نے دوبارہ توریز پر حملہ کر دیا اور ابن المظفر کو شکست دے دی، اور پھر بغداد آ کر حکمران بن گیا یہاں اس کی حکومت پختہ ہو گئی، پھر ۷۶۷ھ میں اولیس کا انتقال ہو گیا، اس کے پانچ بیٹے تھے، (۱) شیخ حسن (۲) حسین (۳) شیخ علی (۴) ابو یزید (۵) احمد۔ جبکہ اس کا وزیر زکریا تھا اور حکومت کا امیر عادل تھا، یہ حسین کا نگران بھی تھا اور سلطانیہ اس کی جاگیروں میں سے تھا۔

اولیس کے بیٹے :......پھر ارکین حکومت نے توریز میں اولیس کے بیٹے حسن کو حکمران بنالیا اور اولیس کے بھائی شیخ حسن کو یہ مشہور کر کے قتل کر دیا کہ اس کے باپ نے ایسی ہی وصیت کی تھی۔

حسن بن اولیس کا دوسرا بھائی بغداد میں تھا، اس نے بھی حسن کی اطاعت قبول کر لی، اس کے علاوہ ان کے امیر قنبر علی بادک نے تستر اور خوزستان میں ان کے نائب نے بھی اطاعت قبول کر لی۔

اسماعیل کا شیخ علی پر تسلط :......اس کے علاوہ توریز میں اولیس کے وزیر زکریا کی حکومت تھی، اس کا بیٹا اسماعیل اولیس کے دور میں شام کی طرف فرار ہو گیا تھا، وہ بھی واپس آ گیا، لیکن زکریا نے اس کو بغداد بھیج دیا اور وہاں یہ شیخ علی کی خدمت میں مصروف ہو گیا یہاں تک کہ اس پر مسلط ہو گیا۔

توریز پر حملہ :......اُدھر حسین بن اولیس کے توریز کا خود مختار حکمران بنتے ہی بنو مظفر (جو اولیس کے دور میں اپنے منصوبوں کے باوجود توریز پر قبضہ نہ کر سکے تھے) میں سے شجاع بن مظفر توریز پر حملہ آور ہوا تو حسین وہاں سے فرار ہو کر بغداد جا پہنچا، اس طرح شجاع نے توریز کو دوبارہ فتح کر لیا۔

ادھر حسین نے بغداد پہنچتے ہی اپنے بھائی شیخ علی اور اس کے وزیر اسماعیل سے فوجی مدد لی اور دوبارہ توزیر پر حملہ کر کے شجاع کو وہاں سے بھگا دیا اور توریز فتح کر لیا، شجاع بھاگ کر خوزستان پہنچا اور ایک قلعے میں پناہ لی۔

اسماعیل کا قتل :......چونکہ اسماعیل شیخ علی پر مسلط تھا اس لئے ارکین حکومت میں سے مبارک شاہ، امتراحمد اور خنبر نے اس کو اور اس کے چچا کو ۷۸۱ھ میں قتل کر دیا، پھر اس کی جگہ انہوں نے تستر سے قنبر علی بادک کو بلایا اور مقرر کیا لیکن یہ بھی شیخ علی پر مسلط ہو گیا، یہ باتیں حسین کو پسند نہ تھیں لہٰذا اس نے بغداد پر حملہ کر دیا۔ شیخ علی اور علی بادک تستر کی طرف بھاگ گئے اور بغداد پر بھی حسین نے قبضہ کر لیا۔

لیکن کچھ ہی عرصے بعد شیخ علی تستر سے واسط پہنچا اور عبادان اور الجزیرہ کے عربوں کو جمع کر کے حملہ کیا، اور احمد واسط سے بغداد کی طرف فرار ہو گیا، شیخ علی تعاقب میں روانہ ہوا تو حسین بھی بغداد سے توریز بھاگ گیا اور بغداد پر دوبارہ شیخ علی کا قبضہ ہو گیا، اور ہر ایک اپنی جگہ حکومت کرنے لگا۔

حسین کا قتل :......بغداد سے واپس آ کر حسین عیاشی میں مصروف ہو گیا اور اس کے بھائی احمد کو یہ بات بری لگی، لہٰذا وہ شیخ صدرالدین کے پاس اردبیل چلا گیا اور تین ہزار فوج جمع کر لی اور توریز پر حملہ کیا، وہ غافل تھے لہٰذا اس نے توریز پر قبضہ کر لیا، کچھ دن تو حسین کہیں چھپا رہا لیکن پھر احمد نے

اس کو قتل کروادیا۔

جنگ اور صلح:......ان دنوں عادل اپنی جاگیر سلطانیہ کا حکمران تھا،اس کے پاس اس کا بھائی ابو یزید بن اویس بھی تھا،حسین کے قتل کی خبر سن کر یہ بہت پریشان ہوا،چنانچہ یہ دونوں فارس کے حکمران شجاع بن مظفر یزدی کے پاس پہنچے،اس نے ان کی مدد کی،لہٰذا یہ فوجیں لے کر احمد پر حملہ آور ہوئے،لیکن دونوں فوجوں کے آمنے سامنے ہوتے ہی یہ فیصلہ ہوا کہ ابو یزید سلطانیہ پر حکومت کرتا رہے اور عادل وہاں سے شجاع کے پاس فارس چلا جائے،چنانچہ ان شرطوں پر صلح ہوگئی۔

ابو یزید کی وفات:......لیکن چونکہ ابو یزید کے اراکین حکومت نے عوام کو بہت تنگ کر رکھا تھا لہٰذا انہوں نے احمد سے فریاد کی احمد نے سلطانیہ پر حملہ کیا اور قبضہ کرلیا اور ابو یزید کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا،جہاں اس کا انتقال ہوگیا۔

علی کا قتل:......حسین کے قتل ہوتے ہی علی نے فوج جمع کرنی شروع کردی تھی،چنانچہ الجزیرہ میں موجود ترکمانوں سے مدد لے کر توریز پر حملہ آور ہوا۔ احمد مقابلے پر آیا،لیکن جلد ہی پسپا ہوگیا علی کی فوجوں نے تعاقب کیا لیکن منصوبے کے مطابق احمد کی فوج نے فوراً پلٹ کر حملہ کردیا۔اسی حملے میں شیخ علی کو ایک تیر لگا جس سے وہ ہلاک ہوگیا۔پھر ترکمانوں کے سردار قرامحمد کو بھی پکڑ کر قتل کردیا گیا اور توریز میں احمد کی حکومت مستحکم ہوگئی۔

ابو یزید کی حمایت:......انہی دنوں ابوسعید کے بیٹے عادل نے مناسب موقع دیکھ کر حملہ کیا لیکن اس کو شکست ہوئی،پھر احمد نے بغداد پر حملہ کیا کیونکہ وہاں ایک خواجہ عبدالملک نامی شخص خود مختار حکمران بن گیا تھا جو احمد کا حمایتی تھا لیکن بعد میں سلطانیہ میں امیر عادل نے جب ابو یزید کی حمایت کا اعلان کیا اور برسق کو بغداد خواجہ عبدالملک کی حمایت حاصل کرنے بھیجا تو خواجہ عبدالملک نے نہ صرف اس کو بغداد میں داخلے کی اجازت دی بلکہ اس کی حمایت بھی کی۔

عبدالملک کا قتل:......برسق نے بغداد پہنچتے ہی خواجہ عبدالملک کو قتل کردیا چنانچہ شہر میں بدامنی پھیل گئی،جھگڑے فساد ہونے لگے۔لہٰذا احمد نے توریز سے حملہ کیا،برسق مقابلے پر آیا لیکن اس کو شکست ہوگئی اور اس کو گرفتار کر کے احمد کے پاس لایا،اس نے چند دن قید کر کے اس کو قتل کروادیا،پھر عادل بھی مارا گیا اور احمد کی جان چھوٹ گئی۔

بغاوت کی کامیابی:......اس کے بعد احمد کی حکومت توریز کے علاوہ بغداد،تستر اور سلطانیہ تک وسیع اور مستحکم ہوگئی تھی لیکن پھر ۷۸۶ھ میں بغاوت ہوگئی،ایک شخص چغتائیوں کے سلطان تیمور کے پاس فریاد لے کر گیا،سلطان تیمور ان دنوں خراسان فتح کرچکا تھا۔تیمور نے اس باغی کی بات سنی اور لشکر اس کے ساتھ بھیج دیا۔احمد بھاگ کر بغداد چلا گیا اور یہ شخص توریز پر قابض ہوگیا جبکہ تیموری لشکر واپس چلا گیا،لیکن پھر شمال سے طقطمش نے توریز پر حملہ کیا اور فتح کرلیا۔اُدھر تیموری فوج اصفہان پہنچ چکی تھی لیکن اس نے توریز پر بھی حملہ کر کے تباہ برباد کردیا اور پھر تیمور نے تستر اور سلطانیہ بھی فتح کرلئے لہٰذا احمد کے پاس صرف بغداد رہ گیا تھا۔

بغداد پر حملہ:......تیمور کے توریز کو فتح کرتے ہی ایک مغل سردار قمرالدین نے بغاوت کردی یہ بھی معلوم ہوا کہ شمال میں صرائے کے حکمران نے اس کی مدد کی ہے،لہٰذا وہ اصفہان سے واپس چلا گیا اور پھر ۷۹۵ھ تک اس کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چلا،پھر یہ معلوم ہوا کہ تیمور نے نہ صرف بغاوت ختم کردی تھی بلکہ صرائے اور آس پاس کے علاقوں کو بھی فتح کرلیا تھا،اس کے علاوہ تیمور نے اصفہان،عراق عجم،برے،فارس اور کرمان کو فتح کر کے بنو مظفر کی حکومت کا خاتمہ کردیا تھا اور بادشاہوں کو قتل کر کے ختم کردیا ہے۔

بغداد پر دوبارہ حملہ:......اِدھر پہلے تو جنگ کی تیاریاں کرتا رہا لیکن پھر اس نے صلح کرنا چاہی لیکن تیمور اس کو حیلے بہانوں سے ٹالتا رہا اور جیسے ہی احمد کمزور ہوا،تیمور نے اچانک غافل دیکھ کر احمد پر حملہ کردیا اور دریائے دجلہ تک آ پہنچا۔اُدھر احمد نے مال و دولت جمع کر کے دریائے دجلہ کی کشتیوں کو ڈبو دیا اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مزار میں نجف میں پناہ لی۔

احمد کا فرار: ......لیکن ۱۱ر شوال ۷۹۵ھ کو تیمور کا لشکر دجلہ تک پہنچ چکا تھا، وہاں چونکہ کشتیاں نہ تھیں لہٰذا تیموری لشکر دریا میں گھس گیا اور بغداد فتح کرلیا، پھر تیموری فوج احمد کے پیچھے دجلہ روانہ ہوئیں، وہاں بھی پل کے ٹوٹے ہونے کی وجہ سے فوج دریا میں گھس گئی اور آخر کار انہوں نے نجف اشرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مزار میں احمد کے ساز و سامان پر قبضہ کرلیا۔ البتہ احمد نے پلٹ کر حملہ کردیا اور تاتاری لشکر کے سردار کو قتل کردیا۔ چنانچہ لشکر واپس چلا گیا۔ احمد شام کے سرحدی علاقے رحبہ پہنچ کر آرام کرنے لگا۔ اس کے بعد شام کے نائب حکمران کو اپنے بارے میں پیغام بھجوایا تو اس نے کچھ خصوصی افراد کے ہاتھوں اخراجات بھجوائے، وہاں سے پھر احمد حلب چلا گیا اور وہاں جا کر بیمار ہوگیا لہٰذا وہاں سے مصر نہ جاسکا۔ جبکہ بغداد کے بارے میں یہ معلوم ہوا کہ تیمور نے وہاں خوب تباہی مچائی تھی اور تمام مال و اسباب اور قیمتی ذخائر کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے، یہاں تک کہ امیر و غریب کو یکساں طور پر لوٹا گیا حتیٰ کہ پورا بغداد ویران ہوگیا۔

مصری فوج کا حملہ: ......پھر ۷۵۶ھ ربیع الاول میں احمد کسی نہ کسی طرح مصر جا پہنچا اور فریاد کی، مصری سلطان نے اس کی بات سنی اور شام کی طرف روانگی کا اعلان کردیا، اُدھر تیمور بغداد کو فتح کرکے تکریت کی طرف روانہ ہوا کیونکہ اس کے مخالفین وہیں جمع تھے اور مسافروں کو لوٹا کرتے تھے، سلطان تیمور نے چالیس دن تک اس کا محاصرہ کیے رکھا، پھر شہر والوں نے ہتھیار ڈال دیئے، تیمور نے شہر پر قبضہ کرلیا اور خوب قتل عام کیا اور شہر کو تباہ و برباد کردیا۔ پھر تیموری فوج دیار بکر میں رہا تک جا پہنچی اور چند گھنٹوں کے اندر اندر ان علاقوں کو فتح کرکے تباہ و برباد کردیا۔

دمشق روانگی: ......یہ اطلاعات جب مصری سلطان کو ملیں تو کچھ دن تو وہ زہدانیہ نامی جگہ پر ٹھہرا رہا۔ یہاں اس نے اپنی فوج کو نئے سرے سے تیار کیا اور خوب انعام و اکرام دیا۔ قاہرہ میں سودن کو اپنا نائب بنایا، احمد بن اویس کو ساتھ لیا صف بندی کی اور شام کی طرف روانہ ہوگیا، اور جمادی الاولیٰ کے آخر میں دمشق جا پہنچا، اس کے علاوہ مصری سلطان نے حلب کے حکمران جلبان سے پہلے ہی کہہ رکھا تھا کہ فرات کی طرف سے عربوں اور ترکمانوں کو جمع کرکے تیموری لشکر کی گھات میں بیٹھ رہیں، چنانچہ مصری سلطان کے آتے ہی جلبان نے رپورٹ کی اور نئے احکامات لے کر واپس چلا گیا، اس کے پیچھے پیچھے مصری سلطان نے کمشیقا اتابک، اسلحہ امیہ کلتمش اور احمد بن بیقا کی سرابرہی میں مددگار لشکر بھی بھیجا۔

روم روانگی: ......اُدھر تیمور ماردن کا محاصرہ کرچکا تھا اور چند مہینے کے محاصرے کے بعد آخر اس کو فتح کرلیا اور خوب تباہی مچائی لیکن قلعہ فتح نہ ہوسکا، بہرحال تیموری لشکر وہاں سے روم روانہ ہوگیا، راستے میں کردوں کے قلعوں کے پاس سے گزرتے ہوئے ان کا بھی صفایا کرتا گیا، ان اطلاعات تک ہمارے (یعنی علامہ ابن خلدون کے دور تک) مصری سلطان شعبان ۷۹۰ھ تک دمشق ہی میں ٹھہرا ہوا تھا اور تیموری لشکر مقابلے کا انتظار کر رہا تھا۔

احمد المظفر: ......یہ یزد کا رہنے والا تھا، اور بہت بہادر شخص تھا، چنانچہ ابوسعید کے زمانے میں سرکاری ملازم ہونے کے بعد اس کو فارس کے راستوں کی حفاظت کی ذمہ داری دی گئی اور یہی اس کی کامیابیوں کا نقطۂ آغاز ہے۔

۷۳۶ھ میں ابوسعید فوت ہوا تو چونکہ اس کی اولاد نہ تھی اس لئے حکومت افراتفری کا شکار ہوگئی اور ملک کے بہت سے ٹکڑے ہوگئے، ہرات میں ملک حسین اور ان محمود خود مختار بادشاہ بن چکے تھے، جبکہ خراسان کے ایک حصے پر شمال کے بادشاہ ازبک کا قبضہ ہوچکا تھا، ان حالات میں ابوسعید کے اراکین حکومت نے جب احمد المظفر کو اصفہان اور فارس کا حکمران بنا کر بھیجا تو یہ وہاں کا خود مختار حکمران بن گیا، اور دارالحکومت شیراز کو بنایا، اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا ابواسحٰق امیر شیخ بھی خود مختار حکمران رہا، اس کی قیمتی یادگاروں میں شیخ عضد الدین کی مشہور المواقف ہے جو انہوں نے اسی کے لئے لکھی تھی اس کے علاوہ شیخ عماد الدین کاشی نے المفتاح کی شرح لکھی اور اس کا انتساب اسی کی طرف کیا۔

اصفہان اور فارس کی فتح: ......اس کے علاوہ محمد بن المظفر کرمان اور آس پاس کے علاقوں کو بھی فتح کرچکا تھا اور فارس کو بھی فتح کرنا چاہتا تھا انہی دنوں ابواسحٰق امیر شیخ نے شیراز میں ایک معزز آدمی کو قتل کردیا لہٰذا محمد بن المظفر نے اس کا انتقام لینے کا اعلان کردیا، کیونکہ وہ پہلے ہی یہاں قبضے کا خواہش مند تھا لہٰذا اس نے شیراز پر حملہ کردیا، اہل شیراز امیر شیخ سے پہلے ہی تنگ تھے لہٰذا انہوں نے شہر محمد بن المظفر کے حوالے کردیا، اس نے دارالحکومت پر قبضہ کرلیا، اور امیر شیخ کا تعاقب کیا، امیر شیخ پہلے اصفہان پہنچا لیکن پھر وہاں سے بھی بھاگ گیا۔ اس کے تعاقب میں محمد اصفہان پہنچا اور

اس کو بھی فتح کرلیا اور چاروں طرف لشکر اس کو گرفتار کرنے کے لئے بھیج دیا، آخر کار امیر شیخ گرفتار ہو گیا اور اس معزز آدمی کے قصاص میں اس امیر شیخ کو بھی قتل کر دیا گیا۔

محمد بن المظفر کے بیٹے:......اس کے چار بیٹے تھے، (۱) شاہ ولی (۲) محمود (۳) شجاع (۴) احمد، شاہ ولی تو محمد کی زندگی ہی میں وفات پا گیا تھا اس کے دو بیٹے تھے، منصور اور یحیٰ، بہر حال محمد نے اپنے دوسرے بیٹے محمود کو اصفہان کو اور شجاع کو شیراز اور کرمان کا حکمران بنا دیا تھا لہٰذا محمود اور شجاع تو اس کی زندگی ہی میں خود مختار ہو گئے تھے اور پھر ۷۶۰ھ میں انہوں نے باپ کو برطرف کر دیا تھا۔

شجاع:......شجاع کی مخالفت کی وجہ سے محمود نے اویس بن حسن الکبیر سے مدد لے کر اصفہان سے حملہ کیا اور ۷۶۵ھ میں شیراز فتح کرلیا، شجاع کرمان بھاگ گیا اور وہاں رہنے لگا، کرمان کے اراکین کچھ عرصہ تو اس کے مخالف رہے لیکن پھر اس کے اطاعت گزار ہو گئے اور فوج جمع کر کے شیراز پر حملہ کر دیا اور دوبارہ فتح کرلیا اور واپس شیراز آ گیا جبکہ محمود اصفہان چلا گیا اور ۷۶۷ھ میں وہیں اس کی وفات ہو گئی۔

اصفہان پر قبضہ:......محمود کی وفات کے بعد شجاع نے اصفہان پر بھی قبضہ کرلیا اور اس کا حکمران اپنے بیٹے زین العابدین کو بنا دیا، اس کا نکاح اس نے محمود کی بیوی (اویس بن حسن کی بیٹی) سے کر دیا، پھر ۷۸۷ھ میں شجاع کا بھی انتقال ہو گیا اور اس کا بیٹا زین العابدین اصفہان کا حکمران بن گیا، جبکہ شیراز اور فارس میں شجاع کا بھتیجا منصور بن شاہ ولی حکمران بنا۔

آپس کی جنگ:......پھر منصور اور زین العابدین کی آپس میں جنگ ہوئی، منصور کو شکست ہوئی، اور وہ بھاگ کر امیر عادل کے پاس سلطانیہ جا پہنچا یہاں اس کو گرفتار کرلیا گیا، یہاں یہ موقع ملتے ہی قید سے فرار ہو گیا، اور احمد بن اویس کے پاس جا کر فریاد کی، احمد نے اس کی بات سنی اور اس کو تستر میں پناہ دی اور پھر وہاں سے شیراز پر حملہ آور ہوا، لہٰذا زین العابدین اصفہان اور اس کا بھائی یحیٰ یزد چلا گیا جبکہ ان کا چچا احمد بن محمد بن المظفر کرمان میں تھا۔

پھر ۷۸۸ھ میں تیمور نے حملہ کیا اور توریز کو فتح کر کے اس کو تباہ و برباد کر دیا تو یزد کے حکمران یحیٰ اور کرمان کے احمد نے اس کی اطاعت قبول کرلی۔

تیمور کا حملہ:......جبکہ زین العابدین اصفہان سے فرار ہو گیا اور تیمور نے اس پر قبضہ کرلیا، زین العابدین شیراز چلا گیا، جبکہ تیمور واپس چلا گیا، ۷۹۵ھ تک کے حالات کے بارے میں کچھ علم نہیں ہو سکا۔

پھر اس نے فارس پر حملہ کیا تو منصور بن شاہ ولی فوجیں لے کر مقابلے پر آیا لیکن تیمور نے چالاکی سے کام لیا اور اس کو اس کی حکومت پر بحال رہنے دیا اور خود جنگ کئے بغیر ہرات کی طرف چلا گیا، اتنے میں منصور کی فوجیں ادھر اُدھر ہو گئیں تھیں، چنانچہ تیمور کے جاسوسوں نے اس کو اس بارے میں اطلاع دی، تیمور نہایت تیزی سے شیراز جا پہنچا یہاں منصور کی فوج دو ہزار سے زیادہ نہ تھی، لہٰذا تیمور کے خوف سے منصور کے سپاہی بھی تیمور کی فوج میں شامل ہو گئے لیکن منصور اپنی بچی کچھی فوج کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا اور اسی دوران وہ لاپتہ ہو گیا اور پھر اس کے بارے میں کچھ علم نہ ہو سکا۔

بنو المظفر کا خاتمہ:......چنانچہ تیمور نے شیراز کو فتح کر کے اپنی اصفہان کی حکومت میں ہی شامل کرلیا اور ان علاقوں کے حکمران مقرر کئے، جبکہ کرمان کے حکمران احمد بن محمد اور اس کے دونوں بیٹوں کو اس نے قتل کروا دیا اور یہاں بھی اپنا نائب بھیجا، اس کے علاوہ اس نے یزد کے حکمران یحیٰ بن شاہ ولی اور اس کے دونوں بیٹوں کو بھی قتل کروا دیا اور وہاں بھی اپنا نائب مقرر کیا۔ لہٰذا اس طرح بنو المظفر کے پورے خاندان کا خاتمہ ہو گیا، البتہ زین العابدین بن شجاع کو قتل نہ کیا لیکن اس کا بیٹا فرار ہو کر اپنے ماموں احمد بن اویس کے پاس جا پہنچا اور اب تک اس کے ساتھ مصر میں رہتا ہے۔

روم:......جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں روم میں سلجوقیوں کی ایک شاخ بنو قلیچ ارسلان کی حکومت تھی اور انہوں نے ہی یہاں اسلام کی تبلیغ کی اور قسطنطنیہ کے مرکز سے آنے والے بازنطینی بادشاہوں کے غلبے سے آزاد کروایا، اس کے علاوہ اس کی حدود دیار بکر اور دیگر بہت سے علاقوں کا اضافہ

کیا۔ لہٰذا اس طرح اس ملک کی حدود پھیل گئیں۔

روم کے شہر: ...... ان بادشاہوں کا دارالحکومت قونیہ تھا اور اس ملک (روم) میں بہت سے شہر تھے، مثلاً (۱) اقصر (۲) انطاکیہ (۳) علایا (۴) طغرل (۵) دمرلو (۶) قراحصار، اس کے علاوہ آذربائی جان بھی روم کی حدود میں شامل تھا اور اس کے شہر (۱) اقشہر (۲) کاخ اور (۳) قلعہ کعونیہ تھے۔

قیساریہ بھی اپنے بادشاہوں کی حکومت میں شامل تھا اور اس کے شہروں میں (۱) نکرہ یا القرہ (۲) عداقلیہ (۳) اور منال شامل تھے۔

جبکہ سیواس بھی انہی کی حدود کا صوبہ تھا، جو دانش مند سے چھینا گیا تھا، جیسا کہ پہلے تحریر کیا جا چکا ہے۔ ان کے علاوہ (۱) نکسار (۲) اقالیہ (۳) توقات (۴) کنکرہ کوریہ (۵) قمنات (۶) سامسون (۷) صفوی (۸) کسحونیہ طرخلو، (۹) بربوا، بھی روم میں شامل تھے۔

ارمنی علاقوں میں سے (۱) خلاط (۲) ارمینیہ الکبریٰ (۳) دانی سلطان (۴) ارجیس، بھی انہی کی حکومت میں شامل تھے،

دیار بکر کے علاقوں میں سے خرت برت، ملطیہ اور سمیاط، سارہ بھی انہی کی حدود میں شامل تھے، یہ حکومت شمال کی طرف سے بورصہ سے لے کر خلیج قسطنطنیہ تک پھیل گئی تھی، اس طرح یہ بادشاہ ایک بڑے اور وسیع ملک پر حکومت کر رہے تھے۔ لیکن پھر دوسرے ملکوں کی طرح یہ ملک بھی کمزور ہوتا گیا۔

مغلوں کی کامیابیاں: ...... اسلامی ملکوں کو فتح کرنے کے بعد ہلاکو کا بھائی منگوخان بادشاہ بنا، ان دنوں مغلوں کی بہت سی چھوٹی چھوٹی بہت سی حکومتیں تھیں۔ اس کے علاوہ ۶۵۴ھ میں بیکو کی سربراہی میں روم پر حملہ آور ہوئے، روم کا بادشاہ ان دنوں قطلمش گھرانے کا بارہواں آدمی غیاث الدین کیخسرو بن علاؤ الدین کیقباد تھا، بہرحال مغلوں کا لشکر ارزن الروم نامی جگہ پر پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا، یہ محاصرہ دو مہینے جاری رہا، آخر کار انہوں نے اس علاقے کو بھی فتح کر لیا اور تباہ و برباد کر دیا، یہاں کا حکمران علاؤ الدین کا آزاد کردہ غلام سنان الدین یاقوت تھا، پھر مغل فوجیں یہاں سے آگے روانہ ہوئیں تو غیاث الدین کیخسرو، اقشہر اور انجان کے قریب صحرا میں مقابلے پر آیا لیکن مغلوں نے اس کو شکست دے دی، چنانچہ وہ اپنا مال واسباب اور گھر بار سمیٹ کر قونیہ جا پہنچا جبکہ اس کے چھوڑے ہوئے علاقے پر بیکو نے قبضہ کر لیا۔

آپس کی جنگ: ...... جن دنوں مغل سوار ان شہروں کو تباہ کر رہے تھے انہی دنوں علاؤ الدین کیقباد ان کی شکایت کرنے منگوخان کے پاس گیا تھا لیکن اس کی غیر موجودگی میں اس کے دونوں بھائی عزالدین کیکاؤس اور رکن الدین آپس میں لڑنے لگے، کیکاؤس نے رکن الدین کو شکست دی اور قونیہ میں قید کر دیا، اس کے علاوہ عزالدین کیکاؤس نے ایک ایسا آدمی علاؤ الدین کے پیچھے منگوخان کے پاس بھیجا جو منگوخان کو بھڑکا دے اور علاؤ الدین کے خلاف کر دے لیکن اُسے کامیابی نہ ہوئی، کیونکہ راستے ہی میں علاؤ الدین کی وفات ہو گئی تھی۔

بہرحال علاؤ الدین کی وفات کے بعد منگوخان نے ایک تحریری حکم جاری کیا جس کے مطابق روم میں عزالدین کیکاؤس اور رکن الدین دونوں کی حکومت ہوگی۔ لہٰذا عزالدین کی حکومت سیواس سے قسطنطنیہ کی سرحد تک اور رکن الدین کی حکومت سیواس سے ارزن الروم تک مغل حکومت کے پاس مشرقی علاقے تک رہے گی، اس کے بعد عزالدین نے رکن الدین کو رہا کر دیا اور مغل حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔

عزالدین کا فرار: ...... ادھر عزالدین کی واپسی سے پہلے ہی بیکو نے اس پر حملہ کر دیا، چنانچہ اس کی غیر موجودگی کی وجہ سے اس کے ایک سردار ارسلان غمش نے بیکو کا مقابلہ کیا لیکن اس کو شکست ہوگئی اور ارسلان قونیہ کی طرف فرار ہو گیا، جب عزالدین کو پتہ چلا تو وہ بھی علایا کی طرف فرار ہو گیا، بیکو نے اس کا محاصرہ کر لیا لیکن وہاں کے خطیب نے شہر بیکو کے حوالے کر دیا اور اس نے شہر پر قبضہ کر لیا لیکن اس کے باہر نکلتے ہی اس کی بیوی نے اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا، جبکہ تاتاریوں کے لئے یہ شرط لگائی گئی کہ وہ کسی شہری کو نہ چھیڑیں گے اور شہر میں داخل بھی ایک ایک کر کے ہوں گے۔

ہلاکو کا ساتھ: ...... ہلاکو نے ۶۵۶ھ میں بغداد پر اپنے حملے کے دوران بیکو کو بھی اپنی مدد کے لئے بلایا تھا لیکن بیکو نے راستے میں فراسیلی اور کردوں کی بارونق قوموں کی موجودگی کی وجہ سے آنے سے معذرت کر لی تھی، چنانچہ ہلاکو نے بیکو کا راستہ صاف کرنے کے لئے لشکر بھیجا تو کردوہاں

سے بھاگ گئے اور وہ علاقہ بھی ہلد کو کے لشکر نے فتح کر لیا، لہٰذا راستہ صاف ہوتے ہی بیکو اپنا لشکر لے کر روانہ ہوا اور بغداد پر تاریخی حملے میں ہلد کو خان کا ہاتھ بٹایا۔

اس کے علاوہ حلب پر حملے کے دوران ہلد کو نے دونوں بھائیوں عز الدین اور رکن الدین کو بھی اپنی مدد کے لئے بلایا تھا، چنانچہ وہ دونوں بھی آ پہنچے، ان کے علاوہ ان کا وزیر معین الدین بروناۃ بھی ان کے ساتھ تھا، ان سب نے مل کر حلب کو فتح کر لیا، بروناۃ ہلد کو کو بہت پسند آیا تھا، لہٰذا اس کی درخواست پر رکن الدین نے اس کو اپنا سفیر بنا کر ہلد کو کے دربار میں بھیج دیا۔ بیکو کی موت کے بعد روم میں ایک دوسرے مغل سردار صمغار کو بادشاہ بنایا گیا۔

دوبارہ آپس کی جنگ: ...... ادھر ۶۵۹ھ میں عز الدین اور رکن الدین میں دوبارہ جنگ شروع ہوگئی، رکن الدین کو شکست ہوگئی چنانچہ وہ بروناۃ کے ساتھ ہلد کو کے پاس جا پہنچا اور وہاں سے مدد لے کر دوبارہ عز الدین پر حملہ کیا۔ لیکن عز الدین نے ان کو بھی شکست دے دی، رکن الدین نے پھر ہلد کو سے مدد مانگی ہلد کو نے اور مدد کی، چنانچہ اس مرتبہ عز الدین کو شکست ہوئی اور وہ قسطنطنیہ چلا گیا اور وہاں کے حکمران لشکری کے پاس رہنے لگا۔

خود مختار حکومت: ...... اُدھر روم میں قلیچ ارسلان کی حکومت قائم ہوگئی تھی لیکن سرحدوں اور ساحلوں پر رہنے والے ترکمانوں کو یہ حکومت پسند نہ تھی ان کی درخواست پر ہلد کو نے اپنی طرف سے ایک حکمران ان پر مقرر کر دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو مستقل حکومت دی، لہٰذا وہاں ان کے عثمان حکمران اب بھی حکومت کر رہے ہیں، جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔ انشاء اللہ۔

عز الدین کی موت: ...... پھر عز الدین قسطنطنیہ ہی میں رہا اور وہاں کے حکمران لشکری پر حملہ کرنے کی کوشش بھی کی لیکن اس کے ماموؤں نے اس کے ساتھ غداری کی اور اس کی شکایت کر دی۔ چنانچہ لشکری نے عز الدین کو قلعے میں قید کر دیا، اور اسی قید کے دوران عز الدین کی وفات ہوگئی۔

جبکہ اس کی وفات کے بارے میں ایک دوسری روایت یہ بھی موجود ہے کہ شمالی حکومت صرائے کے بادشاہ اور قسطنطنیہ کے بادشاہ کے درمیان جنگ ہوئی اور مغل بادشاہ نے قسطنطنیہ کو تباہ کر دیا تھا، اسی دوران مغل بادشاہ جب اس قلعے سے گذرا جہاں عز الدین قید تھا تو اس بادشاہ نے اس کو رہا کروایا اور اپنے ساتھ صرائے لے گیا جہاں عز الدین کا انتقال ہوگیا، عز الدین کی وفات کے بعد اس کا بیٹا مسعود، ہلد کو کے بیٹے ابغا کے پاس پہنچا۔ ابغا اس سے بہت اچھے طریقے سے ملا اور حسن سلوک سے پیش آیا اور اس کو کسی قلعے کا حکمران بنا دیا۔

رکن الدین کا قتل: ...... اُدھر معین الدین سلیمان بواناۃ کی رکن الدین سے کشیدگی ہوگئی تھی، چنانچہ بروناۃ نے ۶۶۶ھ میں رکن الدین کو خفیہ طریقے سے اچانک قتل کر دیا، اور اس کے قتل کے بعد اس کے بیٹے کیخسرو کو بادشاہ بنا دیا۔ اس کا لقب غیاث الدین رکھا، اور اس پر پوری طرح مسلط ہو کر اس کی آڑ میں خود مختار بادشاہ بن گیا، لیکن پھر تاتاریوں کا فرمانبردار رہا، البتہ ان کی کرتوتوں سے ہر وقت تنگ رہا کرتا تھا، اسی وجہ سے بروناۃ مصری سلطان کی اطاعت قبول کرنے کا خواہشمند تھا۔ لہٰذا جب ابغا کو بروناۃ کی سلطان ظاہر بیبرس سے خط و کتابت کا علم ہوا تو ابغا بروناۃ سے بہت ناراض ہوا۔

تاتاریوں اور مصریوں کی جنگ: ...... اِدھر مغلوں کے نگران حکمران صمغار کی وفات کے بعد ابغا نے اس کی جگہ دوسردار تدوان اور تو قر بھیجے، یہ دونوں ۶۷۵ھ میں شام پہنچے اور ابلستین نامی جگہ پر ٹھہرے، ان کے ساتھ غیاث الدین اور اس کا نگران بروناۃ بھی موجود تھا جبکہ دوسری طرف سے مصری سلطان ظاہر بیبرس بھی دمشق سے لشکر لے کر ابلستین پہنچ چکا تھا، چنانچہ اس جگہ تاتاریوں اور مصریوں کے درمیان زبردست جنگ شروع ہوئی۔

تاتاریوں کی شکست: ...... بروناۃ چونکہ پہلے ہی سلطان ظاہر سے خط و کتابت کر کے جنگ میں شریک نہ ہونے کا وعدہ کر چکا تھا لہٰذا اس نے جنگ میں شرکت نہ کی۔ لہٰذا سلطان ظاہر بیبرس نے نہ صرف تدوان اور تو قر کو شکست سے دوچار کیا، بلکہ ان دونوں کو قتل بھی کر دیا، جبکہ بروناۃ اور اس کی زیر نگرانی غیاث الدین کیخسرو محفوظ رہے، جبکہ سلطان ظاہر رومی علاقے قیساریہ کو فتح کرنے کے بعد واپس مصر چلا گیا۔

بروناۃ کا قتل: ...... شکست کے بعد جب ابغا میدان جنگ پہنچا تو وہاں اس نے صرف اپنے سپاہیوں کی لاشیں دیکھیں جبکہ بروناۃ کے لشکر کو کوئی نقصان نہ پہنچا تھا، لہٰذا بروناۃ کے بارے میں ابغا کا شک یقین میں بدل گیا اور اس نے وہیں میدان جنگ میں بروناۃ کو بلا کر قتل کر دیا اور ملک کو تباہ

وبرباد کر کے واپس چلا گیا۔

برواناۃ کے بعد اس کی جگہ اس نے غیاث الدین کا نگران اس کے بھائی عزالدین محمد کو بنا دیا، چنانچہ غیاث الدین روم پر حکومت کرتا رہا جبکہ ابغا کا نمائندہ سیاسی اور سفارتی نگرانی کے لئے اس کے دربار میں موجود رہتا تھا۔

حکمرانوں کی تقرری:......ابغا کے بعد اس کے بھائی تکرار بن ہلدکو کے بادشاہ بنتے وقت اس کا ایک اور بھائی قنقرطائی روم میں تھا جو صمغار کے ساتھ وہاں گیا تھا، تکرار بن ہلدکو نے اس کو بلوایا تو اس نے آنے سے انکار کر دیا، تکرار نے غیاث الدین کو اس کے بارے میں حکم دیا تو غیاث الدین نے قنقرطائی کو گرفتار کر لیا اور ارزنکان نامی جگہ پر اس کو قید کر دیا، اور اس کی جگہ روم میں تاتاریوں کے نمائندے کے طور پر ایک تاتاری سردار الاکوکو نمائندہ بنا دیا گیا، یہ ۶۸۱ھ کا واقعہ ہے۔

اس کے علاوہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ صمغار کے بعد ابغا کے بیٹے ارغو نے الاکوکو روم میں اپنا نمائندہ بنایا تھا، اور تو قر اور تدوان کو جو بھیجا تھا تو جنگ کے لئے بھیجا تھا، بطور نمائندہ ونگران نہیں بھیجا تھا۔

مغل نمائندے کی حکومت:......اس کے بعد روم کا بادشاہ مسعود بن عزالدین کیکاؤس بنا، لیکن درحقیقت اصل حکومت روم میں موجود مغل نمائندے کی تھی، کیونکہ بادشاہ کا اثر ورسوخ ختم ہوتا جا رہا تھا لہٰذا اسی سلسلے میں آٹھویں صدی ہجری کے شروع میں امیر علی کو بطور نمائندہ بھیجا گیا، یہی وہ شخص ہے جس نے ارمنوں کے بادشاہ ہشیوس بن یعون کو قتل کیا تھا، اور اس کے ساتھ ساتھ جب اس بادشاہ کا بھائی روتا پیٹا سلطان خربندا کے پاس پہنچا تو اس نے اس کی درخواست پوری کرنے کے بعد اس کو بھی قتل کر دیا تھا جیسا کہ ہم ترک بادشاہوں کے حالات کے ضمن میں تحریر کر چکے ہیں۔

ارمنوں سے جہاد:......لیکن پھر ۷۲۰ھ میں امیر ابغا یہاں نگران نمائندہ بن کر آیا، لیکن پھر ابوسعید نے ۷۲۳ھ میں دمرداش بن جوبان کو نگران اور نمائندہ بنا کر روم بھیجا، چنانچہ وہاں اس کی حکومت قائم ہو گئی، اس کے علاوہ وہاں مسیس میں اس نے ارمنوں کے ساتھ جہاد بھی کیا، اس جہاد کے لئے اس نے اس وقت کے مصری حکمران سلطان محمد بن قلدوون سے بھی مدد مانگی تھی، چنانچہ سلطان محمد بن قلدوون نے مدد بھیجی اور ان فوجوں نے مل کر اس علاقے کو تلوار کے زور سے فتح کر لیا اور پھر یہ لوگ واپس روانہ ہو گئے۔

دمرداش کا قتل:......ابوسعید نے جب اپنے نائب حکمران جوبان بن بروان کو قتل کیا تھا تو جوبان کے بیٹے دمرداش اس قتل کا علم ہوتے ہی اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ مصر چلا گیا تھا، مصری سلطان نے اس کا استقبال کیا اور عزت اور احترام کے ساتھ اس کو اپنے پاس رکھا، لیکن اس کے پیچھے پیچھے ابوسعید کے سفیر بھی آپہنچے اور انہوں نے مصری سلطان سے یہ مطالبہ کیا کہ چونکہ دمرداش فتنے کا سبب بنا ہے لہٰذا اس کے ساتھ خدائی قانون کے مطابق معاملہ کیا جائے، مصری سلطان نے شام کے سردار قراسنقر کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کرنے کی شرط لگائی جو مصری سلطان سے بھاگ کر ابوسعید کے پاس پناہ لئے ہوئے تھا، چنانچہ ان دونوں کو قتل کر دیا گیا جیسا کہ ہم تفصیل سے تحریر کر چکے ہیں۔

نوریر کی حکومت:......جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ دمرداش خود تو روم سے مصر آ گیا تھا لیکن اپنے پیچھے نوریر نامی ایک تاتاری سردار کو نائب بنا کر آیا تھا، یہ شخص ارتنا کے نام سے مشہور تھا، دمرداش کے بعد اس نے ابوسعید کی فرمانبرداری کا اظہار کیا، چنانچہ ابوسعید نے اس کو روم کا حکمران بنا دیا، لہٰذا اس نے روم میں اپنی حکومت قائم کر لی اور سیواس کو دارالحکومت بنایا۔

حسن بن دمرداش کی شکست:......جب دمرداش کا بیٹا حسن توریز کا خودمختار بادشاہ بن گیا تو نوریر نے اس کی اطاعت قبول کر لی لیکن پھر کچھ عرصہ بعد اس سے الگ ہو گیا اور مصری سلطان ناصر سے خط وکتابت کرنے لگا اور اس کی اطاعت قبول کر لی، سلطان ناصر نے اس کو حکومت کی سند اور بہترین خلعت بھیجی، مصری سلطان کی اطاعت کے بارے میں علم ہوتے ہی حسن نے سیواس پر حملہ کر دیا، نوریر بھی مقابلے پر آیا اور حسن کو شکست دی اور حسن کے بہت سے افسروں کو بھی گرفتار کر لیا، یہ جنگ ۷۴۴ھ میں کینوک نامی صحرا میں ہوئی۔

نو یری کی وفات :......اس جنگ کے بعد نو یری کی حکومت جم گئی اور حسن بن دمرداش اور جوبان اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے، چنانچہ نو یرا طمینان سے حکومت کرتا رہا اور آخر کار ۷۵۳ھ میں اس کی وفات ہوگئی، اس کی وفات کے بعد روم کے حالات کا صحیح علم نہیں ہوسکا اور نہ ہی یہ معلوم ہوسکا کہ اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹے کس ترتیب سے حکمران بنے اور انہوں نے کیسی حکومت کی، ہاں اتنا ضرور ہے کہ مصر کی ترک حکومتوں کے ذیل میں یہ معلوم ہوا ہے کہ ۷۶۶ھ میں مصری سلطان نے اپنے نائب حکمران کی سربراہی میں ایک لشکر محمد بیگ بن نو یر (ارتنا) کی مدد کے لئے بھیجا تھا، چنانچہ اس لشکر نے محمد بیگ کے لشکر کے ساتھ مل کر کامیابی حاصل کی۔

بنو دلقادر :......جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں کہ نو یرا اور اس کی اولاد کی حکومت روم میں جاری رہی لیکن ارمینیہ میں سے ترکمانوں نے نو یرا اور اس کی اولاد سے سیس اور اس کے آس پاس کا علاقہ چھین لیا تھا اور وہاں بنودلقادر نامی حکومت بن گئی تھی اور یہ علاقہ اب تک (یعنی علامہ ابن خلدون کے زمانے تک؛ مترجم) بنودلقادر ہی کے پاس ہے۔

اس کے علاوہ ۷۵۲ھ میں ترکوں کے ایک باغی سردار سعاروس کی قراجا بن دلقادر نے مدد کی تھی لہٰذا مصری سلطان نے جب اپنا لشکر بھیجا تو قراجا کا لشکر بھاگ کھڑا ہو جبکہ سعاروس گرفتار ہوگیا اور بعد میں قتل کر دیا گیا۔

قراجا کا قتل :......اس کے بعد ۷۵۴ھ میں مصری سلطان نے قراجا کو پکڑنے کے لئے ایک لشکر بھیجا۔ قراجا کے پیچھے پیچھے مصری فوجیں جب بلستین پہنچیں تو وہاں کا نائب حکمران بھاگ کھڑا ہوا لہٰذا سرکاری لشکر نے اس کے تمام قبیلوں کو لوٹ لیا جبکہ قراجا نو یر کے بیٹے کے پاس سیواس چلا گیا وہاں ابن نو یر (ارتنا) نے اس کو گرفتار کر کے مصری سلطان کے پاس بھیج دیا جہاں اس کو قتل کر دیا گیا۔

سلطنت عثمانیہ کی ابتداء :......جبکہ دوسری طرف ترکمانوں نے شمال کی طرف سے روم کو قسطنطنیہ تک فتح کر لیا تھا اور وہاں کے عیسائیوں کا خاتمہ کر کے قسطنطنیہ کے دوسری طرف بڑے حصے پر قبضہ کر لیا تھا، ان کا حکمران آجکل بڑا سلطان سمجھا جاتا ہے اور ان کی حکومت اگرچہ نئی ہے لیکن مسلسل ترقی کر رہی ہے۔

ابراہیم بن محمد :......پھر ۷۸۰ھ میں سیواس میں ارتنا کی اولاد میں سے ابراہیم بن محمد بیگ ابن ارتنا کے نگران کو اس کے باپ کی وصیت کے مطابق قاضی بنا دیا گیا۔ لیکن اس نے اپنے پیر پھیلا دیئے اور خود مختار ہوگیا حتی کہ ۷۹۲ھ میں اس لڑکے یعنی ابراہیم بن محمد کو قتل کر کے باضابطہ طور پر حکومت سنبھال لی۔ یہ وہ علاقہ ہے جہاں دمرداش بن جوبان کے ماتحت تاتاری قبیلوں پر مشتمل تین ہزار سپاہی تھے۔ یہاں پہلے سے بھی تاتاری امراء مقرر ہو کر آیا کرتے تھے یہ فوج بنوارتنا کی حمایتی بھی تھی اور یہی وہ فوج تھی جس سے قاضی نے مدد کی درخواست کی تھی، چنانچہ اسی سلسلے میں جب مصری لشکر ۷۸۹ھ میں منطاش کو گرفتار کرنے سیواس آیا، تو قاضی کے کہنے پر تاتاریوں نے منطاش کی مدد کی لہٰذا مصری لشکر وہاں سے واپس چلا گیا جیسا کہ مصر کی ترکی حکومت کے حالات میں ہم تحریر کر چکے ہیں۔ بنوارتنا کی حکومت ابھی تک قائم ہے۔ (یعنی علامہ ابن خلدون کے زمانے تک؛ مترجم)

سلطنت عثمانیہ :......ترکمانوں کی اس قوم کا تعلق حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے یافث کی اولاد میں سے ایک شخص توغرما بن کومر بن یافث سے ہے۔ تورات میں بھی اسی طرح لکھا ہے جبکہ بنی اسرائیل سے تعلق رکھنے والے علم الانساب کے ماہر مینوی نے لکھا ہے کہ ترکمان توغرما کی اولاد ہیں اور ترکوں کے بھائی ہیں، اور ہماری معلومات کے مطابق ان کا اصلی وطن طبرستان کے سمندر (جسے بحر خزر کی بھی کہا جاتا ہے) سے لے کر قسطنطنیہ کے درمیان تک ہے۔ جبکہ مشرقی سمت میں ان کا علاقہ دیار بکر تک پھیلا ہوا ہے۔

دجلہ وفرات تک پھیلاؤ :......عربوں اور ارمنوں کی حکومتوں کے خاتمے کے بعد ان ترکمانوں نے دریائے فرات کے نواح سے لے کر اس کے دہانے کے اس حصے تک قبضہ کر لیا تھا جہاں سے فرات دجلہ میں جاملتا ہے، ان قبیلوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور مختلف اطراف واکناف میں پھیلے ہوئے ہیں لہٰذا ان کا شمار ناممکن ہے۔

اس کے علاوہ رومی علاقوں میں ان کی بڑی تعداد آباد تھی اور اسی کثرت کی وجہ سے اکثر یہ لوگ جنگوں میں کامیاب ہوا کرتے تھے، چوتھی صدی ہجری میں ان کا سب سے بڑا سردار جق تھا، ان دنوں بھی ان کے متعدد قبیلے اور بڑی تعداد تھی۔

عثمانیوں کی ابتداء:......اپنے باپ کی وفات کے بعد سلیمان بن قطلمش نے نہ صرف قونیہ پر حکومت کی بلکہ انطا کیہ کو بھی رومیوں کے قبضے سے چھین لیا تھا۔لیکن دوسری طرف مسلم بن قریش نے اس سے اس جزیے کا مطالبہ شروع کر دیا جو سلیمان رومیوں سے وصول کیا کرتا تھا۔لیکن سلیمان نہ مانا۔لہٰذا دونوں میں جنگ ہوئی، اس جنگ میں مسلم بن قریش نے اپنے ساتھ عربوں اور ترکمانوں کو بھی ملا لیا تھا، جق بھی اس کے ساتھ تھا اور سلیمان سے مقابلہ کرنے کے لئے انطا کیہ پہنچا تھا، لیکن جنگ شروع ہوتے ہی ترکمان سلیمان کے ساتھ مل گئے کیونکہ ترکمانوں کا تعلق بھی اصل میں ترکی نسل سے ہی ہے۔لہٰذا مسلم بن قریش کو نہ صرف شکست ہوئی بلکہ وہ اس جنگ میں قتل بھی ہو گیا، اس کامیابی کے بعد ان کی حکومت پختہ ہوگئی اور بنو قطلمش کے دور حکومت میں ترکمانوں کا بسیرا روم کے پہاڑی اور ساحلی علاقے رہے۔

تاتاری اور بنو قطلمش:......دوسری طرف جب تاتاریوں نے رومی علاقوں کو فتح کیا تو بنو قطلمش کو ان کی حکومت پر بحال رکھا انہوں نے بھی تاتاریوں کی اطاعت قبول کر لی جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں۔چنانچہ عزالدین کیکاؤس نے پہلے تو اپنے بھائی رکن الدولہ قلیچ ارسلان کو شکست دی تھی لیکن پھر دوسری مرتبہ خود اس کو شکست ہوئی، اور عزالدین فرار ہو کر قسطنطنیہ جا پہنچا جبکہ رکن الدین حکومت کرتا رہا۔

ان دنوں ان ترکمان قبائل کے سردار محمد بک، اس کا بھائی الیاس بک، اس کا سمدھی علی بک اور ان کا رشتہ دار سونج تھے، یہ لوگ ظاہرا جق کی نسل سے تعلق رکھتے تھے، انہوں نے رکن الدین کے خلاف بغاوت بھی کی اور پھر ہلد کو کی اطاعت کا اظہار کیا، اور ایک الگ حکمران کا مطالبہ کیا اور اس کے ساتھ ساتھ الگ آزاد ملک کی حیثیت سے الگ جھنڈے کا بھی مطالبہ کیا، ہلد کو نے ان کے مطالبات تسلیم کر لئے اور ان کو پورا کیا۔

علی بیگ کا تقرر:......پھر ہلد کو نے محمد بیگ کو بلوایا لیکن وہ نہ آیا اور اس نے معذرت کر لی، چنانچہ ہلد کو روم کے نگران قلیچ ارسلان کو محمد بیگ سے جنگ کرنے کا حکم دیا، لہٰذا قلیچ ارسلان نے ایسا ہی کیا لیکن اس جنگ میں اس کا سمدھی علی بیگ الگ ہو کر ہلد کو کے پاس جا پہنچا اور اس نے علی بیگ کو روم کا نگران مقرر کر دیا۔

محمد بیگ کی موت:......اس جنگ میں محمد بیگ کو شکست ہوئی اور وہ فرار ہو گیا۔لیکن پھر کچھ عرصے بعد دوبارہ قلیچ ارسلان کے پاس پہنچا اور پناہ طلب کی، قلیچ ارسلان نے اس کو پناہ دی۔اور اپنے ساتھ قونیہ لے گیا اور وہاں اس کو قتل کر دیا اور اس کے سمدھی علی بیگ کو ترکمانوں کا امیر بنا دیا، جبکہ دوسری طرف تاتاری روم کو قسطنطنیہ تک فتح کر چکے تھے۔ہمیں (یعنی علامہ ابن خلدون کو؛ مترجم) یوں لگتا ہے کہ آج کل کے عثمانی حکمران اسی علی بیگ یا اس کے رشتے داروں کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ گذشتہ پوری صدی سے ان علاقوں میں ان ہی کی حکومت قائم ہے۔

عثمانیوں کا پہلا حکمران:......روم میں تاتاری اثر ورسوخ کے خاتمے کے بعد بنوارتنا (نوبر) کی حکومت سیواس اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں قائم ہوگئی تھی، جبکہ اس کے دوسری طرف کے دروں میں ترکمانوں کا قبضہ ہو چکا تھا۔اور ترکمانوں کے بادشاہ نے بورصہ تک کے علاقے کو اپنا دارالحکومت بنا لیا تھا۔اس بادشاہ کا نام ''اورخان بن عثمان جق'' تھا۔لیکن اس نے وہاں کوئی محل وغیرہ نہیں بنوایا تھا بلکہ وہاں موجود میدانوں میں خیمے لگا کر رہا کرتا تھا۔

مراد بن اورخان:......اورخان کے بعد اس کا بیٹا مراد بن اورخان ترکمانوں کا بادشاہ بنا، یہ خلیج کے دوسری طرف واقع رہنے والے عیسائیوں پر حملہ آور ہوا اور خلیج وینس جینوا کے پہاڑوں تک عیسائیوں کے علاقوں کو فتح کرتا چلا گیا، اکثر غیر مسلم اس کی ذمی رعایا میں شامل ہو گئے تھے۔

اس کے علاوہ اس نے صقالیہ کے شہروں پر بھی حملہ کیا اور اس خوبی سے کیا جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔اس نے قسطنطنیہ کا بھی چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا تھا اور ایسا محاصرہ کیا کہ قسطنطنیہ کا حکمران جو لشکری کے گھرانے کا فرد تھا، قلعہ بند ہونے پر مجبور ہو گیا۔اور اپنی حفاظت کی ذمہ داری کی

شرط پر جزیہ دینے کے لئے تیار ہو گیا تھا۔

مراد بن اورخان کی شہادت:......مراد بن اورخان نے عیسائیوں کے خلاف جہاد کرنے کا سلسلہ جاری رکھا حتیٰ کہ صقالیہ نامی قوم کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے ۷۹۱ھ میں جام شہادت نوش کیا۔ اس کی شہادت کے بعد اس کا بیٹا ابویزید بادشاہ بنا اور اب (یعنی علامہ ابن خلدون کے زمانے ،مترجم) تک اسی کی حکومت ہے۔

ابویزید بن مراد:......بنوعثمان کی حکومت کی حدود بہت پھیل چکی ہیں اور روم کے بڑے حصے پر ان کی حکومت جاری ہے۔ یہ سیواس، انطاکیہ، علایا اور اس کے بالکل سامنے سمندر پار قونیہ تک پھیلی ہوئی ہے۔ یہاں ترکمانوں کے ایک دوسرے گھرانے بنوقرمان کی حکومت ہے، یہ ارمینیہ میں رہا کرتے تھے، ان کے جدامجد نے ارمنوں کے سیس میں رہنے والے بادشاہ ھیثوش بن لیمون کو ۷۲۰ھ میں شکست دی تھی، اس کے بعد بنوعثمان اور بنوقرمان کے درمیان آپس میں شادی بیاہ ہونے لگے اور سمدھی سسرالی رشتے قائم ہو گئے لہٰذا آج بھی بنوقرمان کا بادشاہ بنوعثمان کے بادشاہ کا بہنوئی ہے، اسی وجہ سے مراد نے اس کے علاقوں پر بھی قبضہ کر لیا ہے اور اس کے علاوہ علایا کا حکمران ابن قرمون اور اس کی ساری قوم بھی اس کی اطاعت کا دم بھرتی ہے۔ مراد نے بنوارتنا کے دارالحکومت سیواس کے علاوہ ترکوں کے تمام علاقے فتح کر لئے تھے۔ البتہ سیواس کا نظام ایک خودمختار قاضی کی زیرنگرانی ہے۔ لیکن بہرحال یہ پتہ نہیں چل سکا چغتائی گھرانے کے تیمور (لنگ) کی کامیابیوں کے بعد کیا ہو گا۔ لیکن بہرحال اس بات کو بھی پس پشت نہیں ڈالا جا سکتا کہ روم اور تمام شمالی علاقوں میں بنوعثمان کی حکومت ہے اور ان اطراف کی عیسائی حکومتیں ان سے بہت ڈرتی ہیں۔

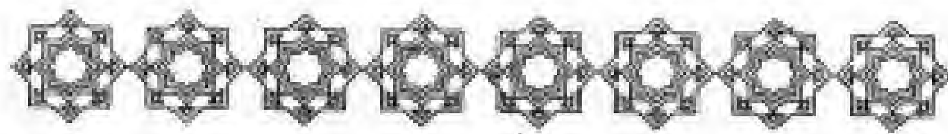
اختتامیہ

یہاں تک ہم عربوں اور ان کے ماتحت تیسرے طبقہ سے تعلق رکھنے والی حکومتوں کے حالات بیان کر چکے، ان ہی حالات کے ضمن میں مشرق ومغرب میں قائم شدہ عجمی حکومتوں کی تاریخ بھی بیان ہوئی ہے۔ اس کے بعد ہم چوتھے طبقے کی ان حکومتوں کی تاریخ بیان کریں گے جو عربی زبان کے زوال کے بعد بنیں، اور پھر تیسرے حصے میں بربروں اور ان کی حکومت کے حالات بیان کر کے ہم کتاب ختم کر دیں گے۔

جلد ہفتم

حصہ دوم ختم شد

سابقہ حصہ یازدھم



تاریخ ابن خلدون

جلد ہفتم

حصہ سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرب مستعجمہ کا چوتھا طبقہ

مضر اور اس کے جنگجوؤں کے یمنی پشت پناہوں نے اپنے فرمانبرداروں اور ان کے ہم خیال یمنی قبائل میں علیحدہ سے اسلامی حکومت قائم کر لی اور دیگر لوگوں پر جو کہ مختلف اقوام کی شکل میں تھے ان پر غلبہ پالیا، اور شہروں کو ان سے چھین کر ان کی دیہاتی زندگی اور خلافت کی سادگی کو ترک کر کے حکومتی جاہ وجلال اور شہری نیرنگیوں کو اختیار کر لیا، اور ممالک اسلامیہ سے دور دراز کے علاقوں اور سرحدوں میں خیمہ زنی کو خیر آباد کہہ کر قیام پذیر ہو گئے، اپنے طور پر یا جمگھٹے کی شکل میں مختلف مقامات پر فوجی جماعتیں مقرر کر لیں اور بادشاہت ایک خاندان سے دوسرے خاندان کی طرف اور ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتی رہی۔

بنوامیہ اور بنوعباس کے بعد ان کی عراق میں بادشاہت مستحکم ہوگئی، اندلس میں بنوامیہ کی دوسری حکومت قائم ہوگئی اور خوشحالی و آسودگی کے اس مقام تک جا پہنچے جس تک عرب وعجم کے بادشاہ بھی نہ پہنچ سکے تھے، پھر دنیا کے مختلف خطوں میں متفرق ہو گئے اور ان کی نسل عیش وآرام کو ترجیح دینے لگی، بالا خانوں میں آرام کی نیند سونے لگے یہاں تک کہ شہری زندگی ان کے رگ وریشہ میں جاگزیں ہوگئی اور دیہاتی زندگی کو خیر آباد کہہ دیا، جس بادشاہت کو حکومت کے ذریعے انھوں نے حاصل کیا تھا وہ ان کے قبضے سے نکل گئی حالانکہ وہ لوگ صحرائی عادات واخلاق اور تلواروں کی جھنک اور درشتی سے اقوام پر غالب آئی تھیں، پس اگر تہذیب وتمدن نہ ہوتی تو سختی کے سواء حاکم ومحکوم برابر ہوتے، انھوں نے بزرگی اور نسب میں سلطان کا انکار کر کے قبائل اور خاندانوں کے ان سرداروں کی ناک خاک آلود کر دی جو ان کی طرف جھانک رہے تھے، ان کی حرص وطمع کو مات دیا اور عجمیوں کے غلاموں اور فرمانبرداروں سے گہرا تعلق قائم کر لیا، یہاں تک کہ انھوں نے ان لوگوں سے مل کر اپنے عرب قبیلے پر حملہ کر دیا، جو حکومت کے اصل مؤسس تھے اور قوم کی نصرت کی تھی، مکروفریب سے انھیں ذلیل وخوار کیا اور انھیں عزتمندی وبزرگی ونسب وشرافت سب کچھ ٹھکرا دی، ان سے خاندانی عصبیت والی فتح ونصرت چھین لی یہاں تک کہ وہ آلودہ ہو گئے وڈیروں کے غلام بن گئے اور علیحدہ علیحدہ پارٹیوں کی شکل میں بٹ گئے۔

ان لوگوں کے بعض اختیارات:......انھوں نے اپنے اغیار کو جو کہ ان کے پروردہ تھے انھیں سردار بنادیا پس ان لوگوں میں عزت کا خیال رچ بس گیا اور بادشاہت کے خیالات سوچنے لگے، خلفاء کا انکار کیا اور امر ونہی کے مرکزی مقام کے خود مالک بن بیٹھے، حمایت عرب غلبہ میں شامل ہو گئے اور عام لوگوں کے ساتھ مل کر ایک ہو گئے، لیکن انھوں نے صحرائی حالات اور حسب ونسب کی رفتہ یادوں کو وہم وخیال سے بالکل محو کر دیا نہ اسلاف کو دیکھا نہ اخلاف کو یہ سب کچھ اس کی طرف سے ایسا ہی ہوتا چلا آ رہا ہے اللہ تعالیٰ کے طریقے میں تبدیلی نہیں آ سکتی۔

مولدین اور مضر میں شامل قبائل:......مولدین قواعد حکومت کی تیاری میں مصروف تھے اور اس کی بنیادی تعمیر میں شروع اسلام سے ہی لگے ہوئے تھے اس کے بعد وہ خلافت اور بادشاہت کے لئے کام کرتے رہے، عرب کے ان قبائل کی تعداد بہت زیادہ تھی انھوں نے نصرت ایمان وملت اور خلافت کے ارکان کو مضبوط کر دیا، اقالیم وامصار کے امتیاز کو ختم کیا اور وہاں کی بادشاہتوں اور اقوام پر غالب آ گئے،

مضر میں شامل قبائل قریش، کنانہ، خزاعہ، بنواسد، ہزیل تمیم، غطفان، سلیم قرھوازن ہیں ان کے علاوہ ان کے بطون میں سے، ثقیف، سعد بن بکر، اور عامر بن صعصعہ اور ان کے دیگر عشائر وقبائل اور بطون وغیرہ بھی شامل تھے، ربیعہ میں سے بنوتغلب بن وائل، بنوبکر بن وائل، بنوشکر بنوحنیفہ، بنوعجل بنوذھل، بنوشیبان، تیم اللہ کے سب قبائل، پھر قاسط سے بنوغر بر عبدالقیس اور ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے قبائل تھے۔

یمنی قبائل میں سے :......یمنی قبائل میں سے اور کہلان بن سبا میں سے بھی ان کے کچھ قبائل شامل تھے، انصار میں سے اوس وخزرج اور ...... ازد قبیلہ کے سردار بھی شامل تھے، پھر ہمدان، فدحج عیسی، مراد، زبید، نخع، اشعر، بنوحرث بن کعب، لخی اور لخم وغیرہ کے تمام قبائل وعشائر تمام چھوٹے بڑے خاندان، ان سب کو عربی اسلامی حکومت نے بھجوادیا یا ان سے گردونواح دور دراز کی سرحدیں پر ہوگئیں پھر مشہور جنگوں نے ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا اوران میں سے کوئی قبیلہ باقی نہ رہا، اور نہ ہی قابل ذکر کوئی چھوٹی جماعت رہی، حتی کہ دیت دینے والے بھی باقی نہ رہے جو کہ جرم کا بوجھ برداشت کرسکیں اور نہ ہی ان کا کوئی دادخواہ باقی رہا۔

ان لوگوں کی اولا دایام جولانی میں :......صرف ان کی اولاد سے نسب گردانی کے دوران ان کا نام سننے میں آتا تھا، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی اولادیں متفرق ہوگئیں اور ذلت اٹھائی حکومتی غلاموں کے لئے باعث جنگ بن گئے اوران کے غیر اسلام ملت کے محافظ بن گئے جس کی وجہ سے حکومت دوسروں کے ہاں چلی گئے، علوم وفنون کے ساز وسامان غیروں کے بازاروں میں آنے لگے، مشرق کے عجمی لوگ غالب آگئے پھر حکومتیں انھیں میں الٹتی پلٹتی رہیں، ان میں سے اکثر حکومتی قبائل ہلاک ہوگئے اوران کا ذکر تک باقی نہ رہا، جو اس طبقہ سے بچے بھی وہ جنگلوں میں فروکش ہوگئے اور خیموں صحرائی زندگانی اور درشتی کو خیر آباد کہہ دیا، لہٰذا ان لوگوں نے اپنے آپ کو راحت وآرام اور شہر اور مدنیت سے سراسر علیحدہ رکھا اسی وجہ سے ان کے شاعر نے کہا، ''تو ہم جیسے دیہاتیوں کو کیسے پاتا ہے جنھوں نے شہریت ومدنیت کو خیر باد کہہ دیا ہے'' چنانچہ متنبی شاعر سیف الدولہ کی مدح میں عربوں کے حالات پر تعریض کرتے ہوئے کہتا ہے۔

وہ اپنے بادشاہوں کو دیہاتی زندگی بسر کرنے سے ڈرایا کرتے تھے چونکہ وہ پانی میں غلافق کا ہی کی طرح اگے ہوئے ہیں، انھوں نے تجھے ابھارا اس آدمی پر جو جنگل میں ستاروں سے بھی زیادہ راہ یاب ہونے والا ہے اور شتر مرغ کے انڈے بھی زیادہ جنگل میں گھر کرنے والا ہے''۔

ان لوگوں کی بعض مصروفیات:......ان بستیوں نے مشرق ومغرب کے جنوبی صحراؤں، افریقہ، مصر، شام حجاز عراق، کرمان وغیرہ علاقوں میں اقامت اختیار کرلی، جیسے جاہلیت میں ان کے اسلاف ربیعہ اور مصر میں اقامت پذیر ہوگئے تھے، ان لوگوں نے سرکشی اختیار کرلی لہٰذا ان کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا جس کی وجہ سے اسلامی حکومت کا خاتمہ ہوا یا کم از کم کمزور تو ضرور ہوگئی، اس پود کے بعض لوگوں نے مشرق ومغرب میں عزت حاصل کرلی اور وہاں کی حکومتوں نے انھیں اپنا عامل بنالیا اور انھیں ان کے اپنے قبیلوں پر انھیں امارت دے دی، شہروں اور مضافات میں انھیں جاگیریں دیدیں جس کی وجہ سے ان کے حالات اچھے ہوئے اور عالم کے سامنے نئی قوم کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آئے اور بعض عجمی بھی ان کے ساتھ مل گئے، پس یہ لوگ اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کے متعلق بات کی جائے اور انھیں عرب میں شمار کیا جائے چونکہ قرآن ان ہی کی زبان میں نازل ہوا پھر قرآن اسی طرح بغیر اعراب کے عرصہ تک رہا بعد میں انھوں نے اعراب کے ساتھ معرب کر کے عجمہ کہلانے کے مستحق ہوئے اسی لئے ہم انھیں عرب مستعربہ کہتے ہیں۔

مشرق ومغرب میں بقیہ قبائل کا تذکرہ:......اب ہم مشرق مغرب میں اس طبقہ کے بقیہ قبائل کا ذکر کرتے ہیں، خصوصاً خانہ بدوشوں کا ہم تذکرہ کریں گے، اوران کے علاوہ ان لوگوں کا ذکر نہیں کریں گے، پھر ہم اس طبقہ میں ان لوگوں کا تذکرہ کریں گے جو افریقہ اور مغرب کے علاقوں میں نقل مکانی کرگئے پھر ان کا مستقل ذکر کریں گے چونکہ ابتداً مغرب عربوں کا مسکن نہ تھا پانچویں صدی کے وسط میں بنو ہلال اور بنو سلیم کے کچھ لوگ ادھر منتقل ہوگئے اور وہاں کی حکومتوں اور باسیوں کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگ لیا، اور انھیں جیسے حالات اپنا لئے اسلئے ہم ان کا بالاستیعاب ذکر کریں گے۔

برقہ :......عربوں کی دیگر جنگیں برقہ میں ہوئیں جہاں پر بنو قرہ بن ہلال بن عامر اقامت پذیر تھے ان لوگوں کے حالات زیب وزینت عبیدیوں کی حکومت میں حاکم کے زمانے میں اور اندلس میں بنو امیہ کے ابورکوہ کے عہد حکومت میں مشہور ومعروف ہیں ہم نے عبیدیوں کی حکومت کے تذکرہ کے دوران ان کی طرف اشارہ کیا ہے۔

جب بنو ہلال اور بنو سلیم مغرب کی طرف گئے وہاں کے مسکینوں کے ساتھ مل کر ان کی جنگوں میں حصہ لینے لگے اور مغرب کی طرف جا پہنچے، جیسا

کہ ہم افریقہ میں غزنوں کے دخول کا ذکر کریں گے، اس زمانے میں برقہ بن جعفر کے قبائل اپنے مواطن میں بدستور قائم رہے۔

ان لوگوں کی نسبی حالت:.....آٹھویں صدی کے وسط میں ان کا سردار ابوذئب اور اس کا بھائی حامد بن حمید تھا، یہ لوگ مغرب میں جا کر کبھی عرب کے ایک قبیلہ کی طرف منسوب ہوتے اور کبھی دوسرے قبیلے کی طرف کبھی خیال کرتے کہ وہ بنوکعب بن سلیم سے ہیں اور کبھی خیال کرتے کہ وہ میب اور فزارہ سے ہیں جبکہ ان کے نسب کے متعلق صحیح بات یہ ہے کہ اپنے سرداروں کے ھوارن قبیلہ سے ہیں یہ بات میں نے ان کے نسابوں، برقہ اور عقبہ کبرہ کے درمیان رہنے والی اسلامی اولاد، اسکندریہ اور عقبہ کبرہ کے درمیان مقدم کی اولاد سے سنی ہے، اور ان کے دو بطن ہیں اولا دتر کیہ اور اولا د قائد، مقدم اور سلام بیک وقت بعید کی طرف منسوب ہوئے ہیں، ان میں سے بعض یوں کہتے ہیں بعید بن لعتہ بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر اور بعض یوں کہتے ہیں مقدم بن عزاز بن کعب بن سلیم۔

رواحہ:.....اولا دتر کیہ کے شیخ سلام نے بتلایا ہے کہ مقدم کی ربیعہ بن فزار سے اولاد ہے، اور ان قبائل کے ساتھ ایک لڑنے والا قبیلہ ہے جو آل جعفر کی طرف منسوب ہوتا ہے اور یہ جعفر بن کلاب کی اولاد سے ہیں جو کہ رواحہ کہلاتے ہیں اور آل زبید کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور ابن جعفر کے بارے میں بھی یہی قول بیان کیا جاتا ہے۔

ان قبائل کی اصل:.....ان قبائل میں سے چراگاہوں کی تلاش میں نکلنے والے تمام قبائل بلاد قبلہ کے میدانوں کی جانب اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں، ابن سعید کہتے ہیں کہ برقہ میں قبیلہ عطفان میں سے مہیب، رواحہ اور فزارہ رہتے ہیں، ابن سعید نے ان لوگوں کو (قبائل کو) عطفان سے قرار دیا ہے، واللہ اعلم

اسکندریہ اور مصر کے درمیانی لوگ:.....اسکندریہ اور مصر کے درمیان میں کچھ خانہ بدوش قسم کے قبائل رہتے ہیں جو وقتاً فوقتاً بحیرہ کے گردونواح میں منتقل ہوتے رہتے ہیں، وہاں کی زمین کو کھیتی باڑی وغیرہ سے آباد کرتے رہتے ہیں، اور سردیوں میں عقبہ کے گردونواح میں چلے جاتے ہیں، اور برقہ، مرابہ، خوارہ سے ہے اور زنارہ لواتہ کا ایک بطن ہے، ان لوگوں پر کھیتی باڑی کا لگان بھی لگتا ہے جو مقررہ مدت پر ادا کرتے ہیں ان لوگوں کے ساتھ مخلوط عرب اور بربر نسل کے لوگ شامل ہو جاتے ہیں جن کا کثرت کی وجہ سے امتیاز نہیں ہو سکتا۔

صغیر کے نواحی قبائل:.....صغیر کے نواح میں عرب کے متعدد قبائل رہتے ہیں جن میں ربیعہ سے بنو ہلال بنو کلاب یہ قبائل بہت سارے ہیں گھوڑوں پر سوار ہوتے اسلحہ سے مسلح ہوتے ہیں غیر آباد شدہ زمینوں میں کھیتی باڑی کرتے ہیں اور سلطان کے لئے خراج وغیرہ کا نظام قائم کرتے ہیں، باوجود اس کے کہ یہ لوگ خستہ حال ہیں پھر بھی ان کی آپس میں جنگیں رہتی ہیں حالانکہ جنگلی قبائل کے درمیان آپس میں جنگیں کم ہی ہوا کرتی ہیں۔

صعید اعلیٰ کے باسی قبائل:.....صعید اعلیٰ سے بلاد حبشہ اور اس کے پیچھے کے علاقوں میں متفرق قبائل آباد ہیں جو قبیلہ جہینہ سے تعلق رکھتے ہیں اور جہینہ بنو قضاعہ کا ایک بطن ہے، ان لوگوں نے جنگلات کو پُر کیا ہوا ہے اور اپنے ملک کے نوبہ پر غالب آ گئے ہیں، اور حبشہ سے بھی چھیڑ چھاڑ کر رکھی ہے، اور جو لوگ آوان کے قرب وجوار میں آباد ہیں وہ لوگ اولاد کنز کے نام سے مشہور ہیں، ان کا دادا کنز الدولہ نامی آدمی تھا جو حکومتوں کے ساتھ مذکورہ بالا مقامات میں قیام کرتا تھا اور آوان سے قوص تک ان جنگلوں ہی میں رہا، پھر جب بنو جعفر بن ابی طالب پر مدینہ کے نواح میں بنو الحسن غالب آ گئے تو انھوں نے ان لوگوں کو وہاں سے نکالا یہ لوگ آپس میں بنو جعفر کے شرفاء جعافر کے نسب سے معروف تھے، اور اپنے اکثر احوال میں تجارت وغیرہ کیا کرتے تھے۔

عقبہ ایلہ تک کے قبائل:.....نواح مصر میں قبلہ کی طرف سے عقبہ ایلہ تک بھی قبائل آباد تھے جن کی اکثریت قبیلہ عائذ سے تعلق رکھتی تھی، عقبہ ایلہ کے عقب سے قلزم تک قضاعہ کے قبائل آباد تھے اور قلزم سے منبع تک جہینہ کے قبائل آباد تھے، منبع سے بدر تک کے علاقے میں زبید قبیلے کے لوگ آباد تھے جو کہ مذحج کا ایک بطن ہے اور یہ لوگ بنو حسن کے امراء کے حلیف تھے اور ان سے مواخات بھی قائم کر رکھی تھی، قلہ اور مہج کے درمیان بنو شعبہ کے قبائل آباد ہیں جو کہ بنو کنانہ سے تعلق رکھتے ہیں، کرد سے غزہ تک مشرق کی طرف جذام کے قبائل آباد ہیں جو قضاعہ سے تعلق رکھتے ہیں، یہ لوگ بہت

بڑی تعداد میں ہیں اور ان کے مضبوط قوی قسم کے امراء کو حکومت فوجی افسر بناتی ہے، اور راستوں کی حفاظت کا کام ان کے سپرد ہے، [illegible] میں یہ لوگ معان اور اس کے ارد گرد نجد کے نشیبوں میں قباد کے قریب چلے جاتے ہیں۔

بنو حارثہ اور آل مراء بن ربیعہ:......ان کے بعد ارض شام میں بنو حارثہ اور آل مراء بن ربیعہ کے ماموؤں نے شام وعراق اور نجد کے جنگلات میں بادشاہوں کو عربوں پر ترجیح دی ہے، مجھے حارثہ بن سنبس کے بعض امراء نے ان بطون کے متعلق اسی طرح کی اطلاع پہنچائی ہے۔

آل فضل اور بنو مہنا اور شام وعراق میں ان کی حکومت

مسکن وانتساب:......عرب قبیلہ اہل فضل سے معروف ومشہور ہے یہ لوگ شام، جزیرہ، ارض حجاز کے نجد کے جنگلوں میں گھومتے رہتے ہیں، ان علاقوں میں دوسفر کرتے ہیں اور طے تک جا پہنچتے ہیں ان کے ساتھ زبید کلب، ہردع اور مذحج کے قبائل بھی ہوتے ہیں، یہ قبائل آل فضل کے حلیف بھی ہیں، ان میں سے بعض قبیلے آل مراء سے طاقت اور تعداد میں مختلف ہیں اور وہ آل فضل اور مراء کو آل ربیعہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، اسی طرح ان کا یہ خیال بھی ہے کہ فضل کی اولاد آل مہنا اور آل علی میں تقسیم ہے۔

آل فضل کا حمص کی جانب نقل مکانی:......یہ سب لوگ ارض حوران میں رہتے تھے پھر ان پر آل مراء غالب آ گئے اور آل فضل کو وہاں سے نکال دیا اور یہ لوگ مستقل ہو کر حمص اور اس کے گرد ونواح میں آباد ہو گئے اور ان کے حلیف زبید نے حوارن میں اقامت اختیار کر لی اور اب تک وہیں آباد ہیں، مؤرخین کہتے ہیں کہ آل فضل پھر ان کے ساتھ حکومت میں شامل ہو گئے۔ اور اس نے انھیں عرب قبائل کا حکمران بنا دیا اور عراق وشام کے درمیان راستوں کی اصلاح کا کام ان کے حوالے کیا، جب ان کو سرداری ملی تو انھوں نے پلٹ کر آل مراء پر غلبہ پالیا، ان لوگوں کا عام طور پر سفر پہاڑی ڈھلوانوں اور بستیوں وغیرہ کے قریب قریب ہوتا ہے اور بہت کم جنگلوں میں جاتے ہیں۔

آل فضل کے ساتھ دوسرے حلیف قبائل:......ان کے ساتھ اعراب کے کئے دوسرے قبائل بھی ملے ہوتے اور اچھائی برائی میں ان کے حلف میں داخل ہوتے جس طرح زبید، مذحج اور عامر آل فضل کے ساتھ حلف میں شامل ہوتے تھے، صرف آل مراء کے اکثر لوگ اپنی قبائل سے تعلق رکھتے تھے۔

ان میں سب سے زیادہ تعداد بنو حارثہ کی تھی جو کہ قبیلہ طے کا ایک اونچے مرتبہ کا طن ہے۔ (مجھے اسی طرح ان قبائل کے معتمد لوگوں نے بتائی ہے) اس زمانے میں بنو حارثہ شام کے ٹیلوں پر غالب آ گئے تھے لیکن آگے ہموار زمینوں کی طرف نہیں جاتے تھے۔

مساکن بنو طے:......طے کے ٹھکانے نجد میں بہت وسیع تھے اور یمن سے پہلے خروج ونقل مکانی میں اجا اور سلمی کے پہاڑوں میں آ گئے کچھ عرصہ بعد بنو اسد غالب آ گئے، اور طے بنو اسد کے پڑوس میں آ گئے، ہمیرا اور فید (جو کہ حاجیوں کی دوران سفر حج منزلیں تھیں) میں بھی ان کے کافی حد تک ٹھکانے تھے پھر بنو اسد کا خاتمہ ہو گیا، طے نے بنو اسد کے علاقوں پر اور کرخ کے پیچھے کے علاقوں پر (یہ زمین ارض غفر کے نام سے مشہور ہے) غالب آ گئے، اسی طرح بصرہ، کوفہ، بجایہ کے درمیان بنو تمیم کے ٹھکانوں پر بھی غالب آ گئے، ہمیں اسی طرح ابن سعید نے بیان کیا ہے۔

بنو لام:......ابن سعید کہتے ہیں کہ اس وقت ان میں مشہور حجازی بنو لام اور بنو نبھان ہیں اور حجاز ومدینہ کے درمیان بنو لام کو غلبہ حاصل ہے اور وہ مدینہ کے امراء بنو الحسین کے حلیف ومعاہدین ہیں۔

بنو تیماء اور بنو غربہ:......ابن سعید کہتے ہیں کہ ان میں سے بنو صخر تیماء کی طرف رہتے ہیں اور تیماء شام اور خیبر کے درمیان میں ہے، بنو غربہ بن اخلت بن معبد بن معن بن عمر بن عنبس بن سلامان (بنو غربہ) جو کہ قبیلہ طے میں سے ہیں، یہ لوگ اپنے علاقوں کے بعد اغر اور اسا اور دو قبیلوں کے عنزہ کے علاقے کے وارث ہوئے، یہ لوگ موسم گرما ان کے ساتھ گزارتے ہیں اور موسم سرما بنو لام کے ہمراہ، جبکہ بنو لام عراق اور شام کے درمیانی

علاقوں میں لوٹ مار کی بھرمار کرتے رہتے ہیں۔

ان کے بطون:......ان کے بطون میں اجود، بطنین اوران کے بھائی زبید تھے جو کہ موصل میں سکونت پذیر تھے، ابن سعید نے انھیں قبیلہ طے کے بطون میں سے قرار دیا ہے اور بنومزحج میں ہونے سے انکار کیا ہے، ان دنوں میں آل فضل کی حکومت بنومہنا میں تھی، اور وہ اسے کنا بن مالیع بن عدسہ بن عصبہ بن فضل بن بدر بن علی بن مفرج بن بدر بن سالم بن قصیہ بن بدر بن سمیع کی طرف منسوب کرتے تھے اور سمیع کے پاس قیام کرتے تھے۔

ان کی غلط نسبت:......ان لوگوں کے زعماء خیال کرتے ہیں یہ وہ سمیع ہے جسے ہارون الرشید کی بہن عباسیہ نے جعفر بن یحییٰ برمکی سے جنا تھا لیکن یہ بات بالکل غلط ہے، (ہم اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں) رشید اوراس کی بہن کے متعلق اسی طرح دیگر بڑے درجے کے عربوں کے بارے میں ایسی بات کرنا کہ یہ بنوبرمک عجمی غلاموں سے ہیں بالکل غلط اور ناقابل سماعت ہے، پھر ان جیسے لوگوں کی ان پر بھی وقتاً فوقتاً حکومت کرتے رہے ہیں۔

دمشق میں قرامطہ کے ساتھ مل کر جنگ:......ان کی سرداری کی ابتداء بنویعقوب کی حکومت کے آغاز سے ہوئی ہے، عماد اصفہانی کہتے ہیں کہ عاد، عیسیٰ بن محمد بن ربیعہ شیخ اعراب کے ساتھ بہت سی فوج لے کر مرج اور دمشق میں اترا اور فاطمیوں کے دور میں سرداری، طے کے بنوجراح میں تھی اوران کا بڑا سردار مفرج بن دعفل بن جراح تھا، اور وہ بھی ان کے ہمراہ فوج کی چھوٹی چھوٹی جماعتوں کے ساتھ شریک تھا یہ وہی آدمی ہے جس نے بنو بویہ کے غلام ''اس کی'' کواس وقت گرفتار کیا تھا جب اس نے اپنے آقا بختیار کے ساتھ عراق میں شکست کھائی تھی، پھر وہ ۳۶۴ھ میں ملک شام میں آیا اور دمشق پر قبضہ کرلیا پھر قرامطہ کے ساتھ مل کر مصر والے عزیز بن معز سے جنگ کی اس سے شکست ہوئی اور افتکین نے بھاگ کر مفرج بن دعفل کے پاس پناہ پکڑی، مفرج اسے پکڑ کر عزیز کے پاس لے آیا عزیز نے اس کی عزت افزائی کی۔ اور حکومت میں بڑے عہدے سے نوازا۔

حسان بن مفرج کی حکمرانی:......مفرج ہمیشہ شان وشوکت سے رہا اور ۴۰۴ھ میں وفات پائی۔ اس کے چار بیٹے حسان، محمود، علی، جرار تھے، اس کی وفات کے بعد حسان حکمران بنا اوراس کی کافی شہرت ہوئی، حسان کے فاطمی خلفاء کے ساتھ گہرے تعلقات تھے یہ وہی آدمی ہے جس نے رومہ اوران کے قائد باروق ترکی کوشکست فاش دی تھی باروق کوقتل کر کے اس کی خاندانی عورتوں کوقیدی بنالیا تھا تہامی نے اسی کی مدح میں اشعار کہے تھے، حسان بن مفرج ہی کی قرابت کی وجہ سے عبیدیوں کی حکومت کے لئے راہ ہموار ہوئی، یہ فضل بن ربیعہ بن حازم اوراس کا بھائی بدر بن ربیعہ بن حازم ہے دونوں بدر کے بیٹے ہیں اور عین ممکن ہے کہ فضل آل فضل کا جداعلیٰ ہو۔

فضل کی چند حرکتیں:......مؤرخ ابن اثیر کہتے ہیں کہ فضل بن ربیعہ بن حازم کے آباؤاجداد بلقاء اور بیت المقدس کے رہنے والے تھے اور فضل کبھی فرنج اور کبھی خلفاء مصر کے ساتھ ہوتا تھا، اور دمشق کے طغتکین اتابک نے اس کی ان حرکتوں کو ناپسند کیا، طغتکین بنوتتش کا سرپرست بنا اور فضل کو شام سے باہر نکال دیا پھر فضل صدقہ بن وتر کے پاس جا کر اس کا مہمان بنا صدقہ نے اسے ۹ ہزار دینار دیئے۔

پھر جب صدقہ بن مزید نے سلطان محمد بن ملسکاب کی ۵۰۰ھ میں مخالفت کی اس وقت یہی فضل، قرواش بن شرف الدولہ، موصل کا مسلم بن قریش اور بعض ترکمانی امراء (یہ سب لوگ صدقہ کی دوستی کا دم بھرتے تھے اوراس کے مددگار تھے) نے مل کر صدقہ کا ساتھ دیا اور جنگوں میں پیش پیش رہے، مگر شکست خوردہ ہوکر سلطان کے پاس جا پہنچے سلطان نے ان کی عزت افزائی کی اوران پر خوب احسان کیا اور فضل بن ربیعہ کوصدقہ بن مزید کے پاس بغداد میں بھیج دیا، پھر سلطان جب صدقہ کے خلاف جنگ کرنے چلا تو فضل نے اس سے جنگل کی طرف جانے کی اجازت طلب کی تا کہ دھوکے سے صدقہ کو پکڑ لے سلطان نے اسے اجازت دیدی لیکن انبار کی طرف چلا گیا، پھر سلطان نے اس سے کسی قسم کی مراجعت نہ کی۔

فضل اور بدر کا اصل نسب:......ابن اثیر اور مسبحی کے کلام سے پتہ چلتا ہے کہ بلاشبہ فضل اور بدر آل جراح میں سے تھے، اور یہ فضل ان کا ہے چونکہ آل فضل اسے فضل بن ربیعہ بن الجراح کی طرف منسوب کرتے ہیں، ممکن ہے ان لوگوں نے ربیعہ کواس مفرج کی طرف منسوب کیا ہے جو بعد زمانہ اور بے آب وگیاہ جنگلوں میں قلت محافظت کی وجہ سے بنوالجراح کا بڑا آدمی تھا۔

ایاس بن قبیصہ کی بنوطے پر سرداری:......آل فضل بن ربیعہ بن فلاح کے اس قبیلے کی نسبت جومفرج میں سے ہے طی کی طرف ہے، بعض

کہتے ہیں کہ طی میں سرداری ایاس بن قبیصہ کو حاصل تھی اور ایاس بن قبیصہ بنو طے کی شاخ بنوسباء بن عمرو بن الغوث سے ہے، ایاس وہی آدمی ہے جسے کسریٰ نے آل منذر کے نعمان بن منذر کے قتل کے بعد حیرہ کا بادشاہ بنایا تھا اسی سے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جزیہ پر صلح کی تھی۔ اسلام کے ابتدائی دور تک بنوقبیصہ کی بنو طے پر مسلسل سرداری رہی، عین ممکن ہے بنوالجراح اور آل فضل ان کی اولاد سے ہوں اگرچہ ان کی اولاد ختم ہو چکی ہے لیکن یہ قبیلہ ان کے زیادہ قریب ہے، چونکہ قبائل اور شعوب پر سرداری کرنا اہل عصبیت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، جیسے کہ کتاب کے شروع میں گزر چکا ہے۔

دو پہاڑوں میں اقامت:......ابن حزم بنو طے کے نسب کے تذکرہ کے موقع پر بیان کرتا ہے کہ جب بنو طے یمن سے بنواسد کے ساتھ نکلے تو اجا اور سلمیٰ کے دو پہاڑوں میں مقیم ہو گئے اور انھوں نے ان دونوں پہاڑوں کو اپنا وطن بنالیا، اور بنواسد نے ان کے اور عراق کے درمیانی علاقے کو اپنا وطن بنالیا پھر ان میں سے بنوحارثہ نے اپنی ماں کی طرف نسبت دینے کو ترجیح دی، پھر ان کے بھائی تیم اور جیش اور اسد نے ان پہاڑوں میں اقامت اختیار کی انہی علاقوں میں رہنے لگے صرف بنورومان بن جندب بن خارجہ بن سعد نے پہاڑوں کو نہیں چھوڑا، پس یہ لوگ پہاڑی لوگوں کی شہرت سے پہچانے جاتے ہیں۔

ابن حزم کی رائے کی حقیقت:......شاید انھیں لوگوں کے متعلق جو کہ آل فضل اور بنوالجراح (جنکا تعلق بنو خارجہ سے ہے) میں سے ہیں کہ یہ لوگ شام کی طرف نقل مکانی کر گئے تھے اور ان کے پیچھے بنو طے آ گئے تھے، ابن حزم نے بیان کیا ہو، کیونکہ یہ ٹھکانہ اس عہد میں بنی الجراح کے فلسطینی ٹھکانوں سے (اجا اور سلمیٰ کے پہاڑوں) کی بنسبت زیادہ قریب تھا۔ واللہ اعلم

بنو عامر:......جب بنو عامر ممالک اسلامیہ میں پھیل گئے انھوں نے حلب کے نواح اور اس کی حکومت کو اپنے لئے مختص کر لیا، ان لوگوں میں بنوصالح بن مرداس بھی تھے جو بنوعمر بن کلاب کے ساتھ تعلق رکھتے تھے، پھر جب ان کی حکومت ختم ہوگئی تو قبائل کی طرف واپس آ گئے، ور فراب میں بنو طے کے سرداروں کی پناہ میں فروکش ہو گئے۔

شام وعراق میں ان کی سرداری کی ترتیب:......شام اور عراق میں عربوں پر ان کی سرداری کی ترتیب ۶۷۹ھ میں بنوایوب عادل کی حکومت کے آغاز سے اس صدی کے آخر تک رہی، ہم نے ان کا تذکرہ ترکوں اور مصروشام کے بادشاہوں کے حالات میں کیا ہے، ہم نے بالترتیب ان کا ذکر کیا ہے آئندہ بھی اسی ترتیب کو ملحوظ رکھیں گے، پس بنوایوب کے عہد میں (عادل کے زمانے میں) عیسیٰ بن محمد بن ربیعہ امیر تھا جیسا کہ اس کے بعد مصر اور شام میں حسام الدین مانع بن حارثہ امیر تھا۔

اور اس کے بعد ۶۳۰ھ میں اس کے بیٹے مہنا کو حکمران بنایا گیا، اور جب قطر بن فضل ترک بادشاہ نے مصروشام کو تاتاریوں سے چھینا اور ان کو عین جالوت پر پسپا کیا تو اس خوشی میں سلمیہ نے مہنا فاتح کو جاگیر عطا کی وہ جاگیر پہلے منصور بن مظفر بن شاہنشاہ حماۃ کے زیر تسلط تھی، جس سے چھین کر مہنا کو دی گئی۔ علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں مجھے مہنا کی تاریخ وفات کا علم نہیں۔

اور جب ملک شام میں عرب قبیلوں پر ترکوں کی حکومت مضبوط ہوگئی تو اس نے الظاہر کو ملک شام کا حکمران بنایا اور خلیفہ کی مشایعت کے لئے حاکم دمشق چلا گیا اور مستعصم نے بغداد کے عیسیٰ بن مہنا کو سردار بنا کر بھیجا اور راستوں کی حفاظت کے واسطے اس کو جاگیریں دیں اور اس کے چچازاد زامل بن علی بن ربیعہ کو جو آل فضل سے تعلق رکھتا تھا چغلی کھانے اور تاوان کی وجہ سے اسے قید کر لیا اور وہ ہمیشہ عرب قبائل پر حملہ آور ہوتا رہا اور اس کے زمانے میں عربوں نے اس سے صلح کر لی کیونکہ ان پر سختی کرنے میں اس نے اپنے باپ کی مخالفت کی تھی اور ۶۷۹ھ میں سنقر الاشقر اس کے پاس بھاگ کر آیا اور ناپسندیدگی کے ساتھ انہوں نے مکاتبت کی اور اسے شام کی حکومت کے خلاف بھڑکایا۔

اور ۶۸۴ھ میں عیسیٰ بن مہنا کے فوت ہونے کے بعد منصور قلاوون نے اس کے بیٹے مہنا کو حاکم بنایا اس کے بعد اشرف بن قلاوون شام کی طرف چلا گیا اور حمص میں مقیم ہو گیا تو مہنا بن عیسیٰ اپنی قوم کی ایک جماعت لے کر اس کے پاس آیا تو اس نے مہنا کے بیٹے موسیٰ اور اس کے بھائیوں محمد اور فضل کو گرفتار کر لیا اور یہ دونوں مہنا کے بیٹے تھے، گرفتاری کے بعد انہیں مصر بھجوا کر وہاں قید کر دیا گیا اور یہاں تک کہ ۶۹۴ھ میں عادل کتبغا نے تخت

نشینی کے بعد انہیں رہا کر دیا اور وہ دوبارہ امارت پر واپس آ گیا اور ناصر کے دور میں اس کو مدد اور استقامت حاصل تھی اور عراق میں تاتاری بادشاہوں کی طرف میلان رکھتا تھا اور غازان کی جنگوں کی کوئی بات اسے یاد نہ تھی، قراسنقر اور اقوش الافرام اور ان دونوں کے ساتھی ۷۱۱ھ میں بھاگ کر اس سے آ ملے اور پھر اس کے پاس سے خربند چلے گئے، اور وہ بادشاہ سے ڈر گیا، بادشاہ کے پاس جانے سے منقبض ہو کر اپنے قبائل میں مقیم ہو گیا۔

اور ۷۱۲ھ میں اس کا بھائی فضل بادشاہ کے پاس گیا تو بادشاہ نے اس کے آنے کی رعایت کی اور مہنا کی جگہ اس کو عرب کا حکمران بنا دیا اور مہنا دھتکارا ہوا رہ گیا۔

پھر وہ ۷۱۶ھ میں خربند سے آ ملا جو تاتاریوں کا بادشاہ تھا تو تاتاری بادشاہ نے اس کا اکرام کیا اور عراق میں اسے زمینیں عطا کیں اور اسی سال میں خربند کی وفات کے بعد مہنا اپنے قبائل کی طرف واپس لوٹ گیا اور اس کے بیٹے احمد اور موسیٰ اور اس کے بھائی محمد بن عیسیٰ ناصر کو راضی کرنے کے لئے اس کے پاس سوالی بن کر چلے گئے تو اس نے ان کا اکرام کیا اور انہیں عزت دی اور قصر ابلق میں انہیں ٹھہرایا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور اس نے مہنا کو راضی کر کے اس کی جاگیریں اور امارت اس کو واپس کر دی یہ واقعہ ۷۱۷ھ کا ہے اور اسی سال اس کے بیٹے عیسیٰ اور بھائی محمد اور آل فضل نے بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ حج کیا اس کے بعد مہنا پھر تاتاریوں کی طرف میلان کرنے لگا اور شام جانے لگا تو اس کا پتہ سلطان کو چلا گیا، تو بادشاہ اور مہنا کی ساری قوم اس پر (مہنا پر) غضبناک ہو گئی، اور حج سے واپسی کے بعد ۷۲۰ھ میں وہ شام کے دروازے کی طرف آیا اور آل فضل کو شہروں سے نکالا اور ان میں سے چونکہ مالک انصاف پسند تھا اس وجہ سے اس کو حکومت دی گئی اور اس نے عرب قبائل پر محمد بن ابوبکر کو حکمران بنایا اور مہنا اور اس کے بیٹوں کی زمینیں اور جاگیریں محمد کو دیدی، اور ایک مدت تک مہنا کی یہ حالت رہی۔

پھر ۷۳۱ھ میں حماۃ کے حاکم افضل بن موید کے ذریعہ سلطان تک رسائی حاصل کی اور اپنی جاگیریں واپس مانگی، تو سلطان نے مہنا کو اس کی جاگیر اور امارت واپس کر دی۔ اور مجھے مصر میں بعض بڑے امراء نے یہ بات بیان کی ہے اور وہ امراء اس کی آمد کو جانتے تھے یا انہیں اس کے متعلق بتایا گیا تھا کہ اس دفعہ میں مہنا، بادشاہ سے کوئی چیز قبول کرنے سے دور ہی رہا یہاں تک کہ وہ اس کے پاس دودھ والی اونٹنیاں اور خالص عربی النسل گھوڑے لے کر آیا اور وہ اصحاب حکومت میں سے کسی ایک کے در پر حاضر نہ ہوا اور نہ ہی اپنی کسی حاجت کے بارے میں ان سے کوئی سوال کیا، پھر اپنے قبائل کی طرف لوٹا آیا اور ۷۳۴ھ میں وفات پائی پس اس کے بیٹے مظفر الدین موسیٰ کو حکومت سونپ دی گئی اور ناصر کے مرنے کے بعد ۷۴۲ھ میں مظفر الدین موسیٰ انتقال کر گئے اور ان کی جگہ ان کے بھائی سلیمان کو حکمران بنا دیا گیا۔

پھر ۷۴۳ھ میں سلیمان فوت ہو گیا اور ان کی جگہ ان کے چچا فضل بن عیسیٰ کے بیٹے شرف الدین عیسیٰ حکمران بنا اور ۷۴۴ھ میں قریتین نامی مقام پر وفات پا گئے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس ہی دفن کئے گئے اور ان کی جگہ اس کا بھائی سیف بن فضل حکمران بنا پھر مصر کے بادشاہ کامل بن ناصر نے ۷۴۶ھ میں اسے معزول کر دیا اور اس کی جگہ احمد بن مہنا بن عیسیٰ کو بادشاہ بنا دیا پھر سیف بن فضل نے فوج جمع کر لی اور جیاض بن مہنا بن عیسیٰ نے اس سے مقابلہ کیا اور سیف کو شکست دی اس کے بعد سلطان حسن ناصر نے اپنی پہلی حکومت میں جبکہ وہ بیغاروس کی کفالت میں تھا احمد بن مہنا کو حکمران بنایا جس کی وجہ سے ان کی دشمنی ٹھنڈی پڑ گئی اور احمد بن مہنا نے ۷۴۷ھ میں وفات پائی پس اس کی جگہ اس کے بھائی جیاض کو حکمران بنا دیا گیا اور اس نے ۷۴۹ھ میں وفات پائی اور اس کا بھائی خیار بن مہنا اس کی جگہ حکمران بنا اور حسن ناصر نے اپنی دوسری حکومت میں اس کو حکمران بنا دیا پھر ۷۶۵ھ میں اس نے عہد توڑا اور دو سال تک مقام قصر میں نافرمانی کی حالت میں مقیم رہا یہاں تک کہ حماۃ کے نائب نے اس کی سفارش کی اور اسے دوبارہ اس کی امارت لوٹا دی گئی پھر اس نے ۷۷۰ھ میں بغاوت کی تو سلطان اشرف نے اس کی جگہ اس کے چچازاد زامل بن موسیٰ بن عیسیٰ کو حکمران بنایا اور وہ حلب کے قرب وجوار میں آیا تو قبیلہ بنو کلاب اور دیگر اس کے پاس جمع ہو گئے اور شہروں میں فساد برپا کیا ان دنوں حلب میں قشتمر المنصوری کی حکومت قائم تھی وہ ان سے مقابلہ کے لئے نکلا اور ان کے خیموں تک جا پہنچا اور ان کے جانور ہانک کر لے آیا اور خیموں کو اکھاڑ دیا بس انہوں نے مدد طلب کر لی اور اسے شکست دی اور اس معرکہ میں قشتمر نے اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا جسے حکمران بنایا تھا اور نافرمان ہو کر قفر چلا گیا پس سلطان اشرف نے اس کی جگہ اس کے چچازاد معقل بن فضل بن عیسیٰ کو حکمران بنا دیا۔

پھر ۶۷۱ھ میں معقل نے اپنے ساتھی کو بھیجا کہ وہ خیار کے لئے امن حاصل کر لے پس اس نے اس کو امان دیا پھر خیار بن مہنا ۶۷۵ھ میں بادشاہ کے پاس چلا گیا تو بادشاہ اس سے راضی اور خوش ہوا اور اسے دوبارہ امارت سونپ دی پھر وہ ۶۷۵ھ میں فوت ہوئے تو اس کے بھائی مالک کو حکمران بنا دیا یہاں تک کہ وہ ۶۸۱ھ میں انتقال کر گئے تو اس کی جگہ معقل بن موسیٰ بن عیسیٰ اور ابن مہنا دونوں اکھٹے حکمران بنے پھر اس نے ان دونوں کو ایک سال کے لئے معزول کر دیا اور نعیر بن خیار کو حکمران بنا دیا اس کا نام محمد تھا، اور اس مدت میں وہ آل فضل اور بنو طے کے ان تمام قبائل کا سردار رہا جو شام میں مقیم تھے، اور اس کے اس عہد میں سلطان الظاہر اس کے ساتھ حجر بن محمد بن قاری کے ذریعے چھیڑ خانی کرتا رہا یہاں تک کہ وہ ناراض ہو گیا، اور سلطان کی مخالفت اور بغاوت پر کمر بستہ ہو گیا اور سلطان محمد بن قاری کے غلام پر غالب آیا پس اس نے اسے ناراض کر دیا اور اس نے ان دنوں کی جگہ ان کے چچازاد بھائی محمد بن کوتین اور موسیٰ بن عسا بن مہنا کو حکمران بنایا اور اس نے عرب کے امور کی باگ ڈور سنبھال لی اور نعیر جنگلوں میں الگ تھلگ پھرتا رہا اور تنگدستی کی بناء پر وہ خوراک سے بھی عاجز آ گیا اور اس کی حالت ابتر ہو گئی اور کافی عرصہ تک وہ اس حال میں رہا۔ اور تمام امور کا انصرام اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اس کے سوا کوئی دوسرا نہیں۔

شجرۂ نسب

محمد بن قاری — فیاض — زامل — مہنا بن منصور بن

موسیٰ بن عساف — موسیٰ بن مہنا — بن عیسیٰ بن مہنا بن مانع بن مدیثہ

زامل بن علی — احمد — عیسیٰ — سفیان بن فضل

بنو عامر بن صعصعہ: ......اور اب ہم اس طبقہ کے دیگر قبائل کی تفصیل بیان کرنے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ بنو عامر بن صعصعہ کا پورا قبیلہ نجد میں رہتا تھا اور قبیلہ بنو کلاب مدینہ کے اطراف خناصرہ اور ربذہ میں رہتے تھے اور قبیلہ کعب بن ربیعۃ تہامہ، مدینہ اور شام کے وسطی علاقے میں رہتے تھے اور بنو ہلال بن عامر طائف کے ان وسیع اور کشادہ علاقوں میں رہتے تھے جو طائف اور جبل غزوان کے درمیان واقع ہیں اور نمیر بن حامد بھی یہاں ان کے ساتھ رہتے تھے اور نجد میں رہنے والا قبیلہ جشم بھی انہی میں سے شمار ہوتا ہے، اور یہ سب اسلامی دور خلافت میں جزیرہ فرائیہ کی طرف منتقل ہو گئے بس نمیر حران اور اس کے اطراف کا مالک بنا، اور بنو ہلال شام میں مقیم رہے یہاں تک کہ وہ مغرب کی طرف کوچ کر گئے جیسا کہ ان کے تذکرہ میں آگے ہم بیان کریں گے اور ان میں سے ان کے ٹھکانے مغرب اقصیٰ میں فاس اور مراکش کے درمیان میں ہیں۔

اور جرجانی کہتا ہے کہ بنو المنتفق کے تمام قبائل خلط کے نام سے پہچانے جاتے ہیں اور قریب ہی بصرہ کے جنوب میں ان کے بھائی بنو عامر بن عوف بن مالک بن عامر رہتے ہیں، اور عوف جو کہ المنتفق کے بھائی ہیں یہ لوگ ابوالحسین الاصغر بن تغلب کی مدد سے بحرین اور عمارہ پر غالب آ گئے تھے حالانکہ یہ علاقے قبیلہ ازد، بنو تمیم اور عبد قیس کے تھے پس یہ لوگ ان علاقوں میں ان کے گھروں اور زمینوں کے مالک اور وارث ٹھہرے۔

ابن سعید کا کہنا ہے کہ اسی طرح انہوں نے بنو کلاب سے یمامہ کا علاقہ قبضہ کر لیا اور ان علاقوں میں ۶۵۰ھ میں ان کا بادشاہ بنو عصفور تھا اور خفاجۃ بن عمرو بن عقیل بھی بنو عقیل سے تھا یہ لوگ عراق منتقل ہو کر وہیں مقیم ہو گئے اور اس کے اطراف کے مالک ٹھہرے اور لوگوں کی زبانوں پر ان کے مراتب اور تذکروں کا بہت غلغلہ اور چرچا تھا اور یہ لوگ بہت مالدار اور زیادہ تعداد میں تھے اور آج کل دجلہ اور فرات کے درمیان رہتے ہیں اور یہ بنو عبادۃ بن عقیل بھی عقیل میں سے ہیں اور انہی میں سے اجافل ہیں اس لئے کہ عبادہ اجفل سے مشہور و معروف تھے اور اس زمانے میں یہ لوگ بنو المنتفق کے ساتھ عراق، واسط اور بطاغ جو کہ بصرہ اور کوفہ کے درمیان واقع ہے میں رہتے تھے اور ہماری معلومات کی حد تک ان کی امارت قیان بن صالح نامی شخص کے پاس جو کثیر

التعداداور طاقتور ہےاور میں نہیں جانتا کہ یہ بنومعروف میں سے ہے جو بنوالمنتفق کے بطائح امراء ہیں یا عبادۃ الاخائل میں سے ہے۔

بنوکھلان کے احوال:...... یہ عامر بن صعصعہ اوران کے عربوں کے ٹھکانوں کھلان، ربیعہ اور مضر پر قابض ہونے کے حالات ہیں۔ بنوکھلان کے متعلق یہ بات سنی جاتی ہے کہ ان کا کوئی قبیلہ باقی نہ رہا جبکہ ربیعہ فارس اور کرمان کے بلاد سے گذر گئے اور وہ کرمان اور خراسان کے درمیان میں چراگاہیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں اور عراق میں ان کی ایک جماعت باقی رہ گئی جو بطائح میں مقیم ہے اوران میں سے بنوصباح کوفہ کی طرف منسوب ہے اوران کے ساتھ اوس اور خزرج کے کچھ مخلوط لوگ بھی ہیں، پس شیخ ولی ربیعہ کے امیر ہے اور طاہر بن خضر اوس اور خزرج کا امیر ہے، آج کل دیار مشرق میں علوی کے اس طبقہ ثالثہ کے یہ قبائل امکانی حد تک پائے جاتے ہیں۔

عربوں کی بالادستی:......اوراب ہم ان کی ان شاخوں کا تذکرہ کریں گے جو مغرب منتقل ہو گئے تھے پس بیشک اصل عربوں کو مغرب سے کوئی خاص شغف نہ رہا نہ ہی جاہلیت کے دور میں اور نہ ہی اسلامی ادوار میں، کیونکہ یہاں پر جو بربر قبائل مقیم تھے وہ دیگر اقوام کو یہاں آنے سے روکتے تھے اوران کے ساتھ افریقش بن صیفی نے جہاد کیا تھا جس کے نام سے افریقہ منسوب ہے، اوراس کا تعلق تبابعہ سے ہے، مغرب پر قبضہ کے بعد یہ واپس چلا آیا اور کتامہ اور صنہاجہ جو حمیر کے قبائل میں سے ہیں ان کو وہیں چھوڑ آیا، پس ان کی طبیعتیں بربریوں کی طرف مائل ہوگئی اور یہ ان میں شامل ہو گئے اور عربوں کی بادشاہی ان کے ہاتھ سے نکلی اس کے بعد ملت اسلامیہ کا دور آیا اور دین اسلام کے غلبہ کی بنا پر عرب تمام اقوام عالم پر چھا گئے ان کی فوجیں مغرب میں جا پہنچی اوراس کے تمام چھوٹے بڑے شہروں پر قبضہ کرلیا اورانہوں نے بربریوں کے ساتھ لڑائیوں میں شدت محسوس کی اس سے پہلے ابن ابی زید نے کہا ہے کہ یہ لوگ بارہ دفعہ مرتد ہوگئے تھے، اس کے بعد ان میں اسلام راسخ ہوگیا اور وہ اپنی قوم کے ساتھ خیموں میں سکونت پذیر نہ ہوئے اور نہ ہی قبیلوں کی شکل میں اترے کیونکہ انہیں جو حکومت ملی ہوئی تھی وہ اس بات سے مانع تھی کہ یہ لوگ مضافات میں رہیں بلکہ وہ انہیں قصبوں اور شہروں کی طرف لیجاتی اس وجہ سے، ہم نے کہا کہ عربوں نے بلاد مغرب کو وطن نہیں بنایا پھر وہ پانچویں صدی کے نصف میں مغرب آئے اوراس کو مستقل اپنا وطن بنایا اوراس کے طول وعرض میں اپنے قبائل کے ساتھ پھیل گئے جیسا کہ ابھی ہم اس کو اوراس کے تمام اسباب کو بیان کریں گے۔

عربوں کا مغرب میں داخلہ

بنو ہلال اور بنوسلیم کے مغرب میں داخلے کے حالات وواقعات:......پس بنوسلیم مدینہ کے قریب اور بنوہلال طائف کے پاس غزوان نامی پہاڑ میں رہتے تھے اور کبھی کبھی وہ سردیوں اور گرمیوں کے اسفار میں عراق اور شام کے اطراف میں چکر لگاتے تھے، پس وہ نواحی علاقوں میں لوٹ مار کرتے تھے اور راستوں میں فساد برپا کرتے تھے اور قافلوں کو بھی لوٹتے تھے اور بسا اوقات تو بنوسلیم حج کے موقع پر حاجیوں کو مکہ میں لوٹ لیتے اسی طرح زیارت کی غرض سے مدینہ طیبہ جانے والوں کو بھی لوٹتے تھے، اور خلافت کی طرف سے ہمیشہ ہی ان سے لڑنے کے لئے اور حاجیوں کو ان کے شر سے بچانے کے لئے افواج بھیجے جاتے تھے۔ پھر قرامطی کے ظہور کے موقع پر بنوسلیم اور ربیعہ بن عامر کی اکثریت ان سے جاملی اور، بحرین وعمان میں یہ دونوں قبیلے قرامطہ کی فوج بن گئے اور جب مصر اور شام میں ابن عبیداللہ المہدی شیعہ غالب آگیا اور قرامطہ شام کے شہروں پر زبردستی غالب ہو گئے تھے تو بادشاہ نے ان علاقوں کو ان سے چھڑایا اوران پر غالب آگیا اور انہیں بحرین میں واقع ان کی قرارگاہوں کی طرف ایڑیوں کے بل دھکیلا، اور عربوں میں ان کے جو پیروکار تھے انہیں صعید اور دریائے نیل کے مشرقی جانب میں اتارا پس یہ لوگ وہاں مقیم ہو گئے، اور شہروں کو نقصان پہنچانے میں ان کا بڑا دخل تھا۔

اور جب ۴۲۸ھ میں صنہاجہ کا بادشاہ معز بن بادیس بن المنصور کے پاس قروان چلا گیا تو الظاہر لدین اللہ علی بن الحاکم بامر اللہ منصور بن العزیز باللہ نزار بن المعز لدین اللہ نے اسے اپنے آباؤ اجداد کی عادت کے موافق افریقہ کا حاکم بنایا، ابن خلدون فرماتے ہیں کہ بعد میں ہم اس کا تذکرہ کریں گے، اور جب اسے حکومت سونپ دی گئی تو اس وقت اس کی عمر ۹ سال تھی اور یہ نوخیز بچہ تھا اور یہ عزت وغیرت سے کوسوں دور تھا، پھر ستائیسویں سال میں الظاہر وفات پا گیا اور مستنصر باللہ معد الطویل نے خلافت کے امور کو اس حسن کارکردگی سے انجام دیا جس کی نظیر خلفائے اسلام میں نہیں ملتی،

بعض کہتے ہیں کہ اس کا دورِ خلافت ۷۵ سال رہا بعض کہتے ہیں کہ ۹۵ سال رہا جبکہ صحیح قول یہ ہے کہ کل ۷۳ سال ان کی خلافت رہی کیونکہ ان کی وفات پانچویں صدی کے آغاز ہی میں ہوئی تھی۔

معز بن بادغیس:......ان دنوں معز بن بادغیس اہل سنت کا حامی بنا رہا لہٰذا اس نے حضرات شیخین ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی عزت وتوقیر کے لئے کوشش وسعی کی اور عام لوگوں نے اس کی آواز پر لبیک کہا اور رافضی لوگوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کو تہ تیغ کر دیا اور عقیدہ حق کا اظہار کیا اور اہل سنت کی شعار کی ترویج کی اور اپنی اذانوں سے حی علی خیر العمل کا لفظ ختم کر دیا۔

الظاہر ان باتوں سے چشم پوشی کرتا رہا اس کے بعد اس کا بیٹا محمد المستنصر بھی چشم پوش رہا اور اس نے عوام سے معذرت بھی کی اور وہ حق کی دعوت پر کوشاں ہو گیا، اس دوران وہ ان دونوں کے وزیروں اور دونوں حکومتوں کے کرتا دھرتا ابوالقاسم احمد بن علی جرجانی سے بھی خط وکتابت کرتا رہا اور ابو القاسم کو اپنی طرف راغب کیا اور بنی عبید اوران کے شیعوں سے کنارہ کشی اختیار کی، ابوالقاسم جرجانی اقطع کے نام سے مشہور تھا کیونکہ حاکم وقت نے کسی جرم کی بناء پر اس کا کوئی عضو قطع کر دیا تھا، جب ابوالقاسم کے ہاتھ میں اکثر امور تھے اس وقت المستنصر کی پھوپھی سیدہ بنت الملک اس سے لڑائی کے لئے کھڑی ہوگئی۔ ۴۱۴ھ میں سیدہ بنت الملک وفات پا گئی تو ابوالقاسم جرجانی مستقلاً حکومت پر جم گیا یہاں تک کہ ۴۳۶ھ میں اس کی بھی وفات ہوگئی۔

ابو محمد الحسن بن علی:......ابوالقاسم جرجانی کے بعد ابو محمد الحسن بن علی الیازدی نے زمام حکومت سنبھالی اس کا وطن مالوف مضافات فلسطین تھا اس کا باپ پیشہ ور ملاح تھا، جب انہوں نے وزارت سنبھالی تو لوگوں نے اس کو پرکھا اور مخاطب کیا اور اس کو کوئی خاص وقعت نہ دی جو اس کے لئے انتہائی ناگوار گذرا اسی سلسلہ میں حلب کے حاکم ثمال بن صالح اور افریقہ کے حاکم معز بن بادغیس نے بھی اس وزیر ابو محمد الیازدی سے کنارہ کر لیا۔

معز بن بادغیس کی عبیدیوں کے خلاف مہم:......معز نے قسم اٹھائی کہ وہ ان عبیدیوں کی بیعت واطاعت توڑ دے گا اور دوبارہ بنی عباس کی حکومت کے قیام کے لئے کوشش وجدوجہد کرے گا اور عبیدیوں کا نام منبروں سے مٹا دیگا پھر وہ اس کام میں زور وشور سے لگ گیا اور جھنڈوں اور مختلف مقامات سے ان کے نام ونشان مٹا دیئے۔

بنی عباس کی بیعت:......پھر معز بن بادغیس نے بنی عباس کے ایک خلیفہ القائم ابوجعفر بن القادر کی بیعت کر لی اور اس کو اپنا مخاطب بنایا اور ۳۷ سال تک اپنے منبروں پر اس کا نام بلند کرایا، بغداد میں بھی اس کی بیعت کے لئے اپنا ایلچی روانہ کیا، جس سے ابوالفضل بغدادی خلیفہ سے ملا اور اس کی بیعت کا طوق اپنے گلے میں ڈالا اور جامع قیروان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا، عباسی خلیفہ کے نام کے اعزاز میں کالے پرچم بلند کئے گئے اور اسماعیلیوں کے مکانات منہدم کر دیئے گئے، ان تمام کارروائیوں کی خبر قاہر میں خلیفہ المستنصر معد کو پہنچی، اسی طرح کتامہ کے روافض اور ارکان دولت کو بھی یہ خبر موصول ہوئی، لیکن یہ سب طوفان کے آگے سکوت اختیار کر گئے اور لوگوں پر بھی ان کی بے بسی آشکارا ہوگئی، اور وہ اپنی پسماندہ حالت میں غور وفکر کرنے لگے۔

قبائل ہلال کی سرکشی:......ہلال کے قبائل جشم، اثج، زغبۃ، ریاح، ربیعہ، اور عدی مقام صعید میں اپنے محلات میں تھے، ایسے حالات میں ان کی سرکشی بھی آسمان سے باتیں کرنے لگی، ان کے شر وفساد نے حکومت ودولت کو بھسم کرنا شروع کر دیا۔

خلیفہ عباسی ابو محمد کا سرکشوں کو رام کرنا:......ان حالات میں خلیفہ عباسی ابو محمد نے ان شریر وفسادی لوگوں کو رام کرنے کے لئے ان کے ساتھ مراعات کا حکم دیا اور ان کے سرغنوں اور سرداروں کو عزت دی حتیٰ کہ افریقہ کی حکومت میں ان کو کافی منصب عطا کئے۔

خلیفہ ابو محمد کا قبائل ہلال کو صنہاجہ سے مقابلہ پر بھیجنا:......ابو محمد نے ان کو صنہاجہ سے جنگ کے لئے روانہ کیا تاکہ وہ شیعیت کی مدد کریں اور حکومت کا دفاع کریں، اگر وہ ان خیالات پر پورے اتر گئے اور صنہاجہ اور معزیٰ کامیاب ہوگئے تو حکومت کے بڑے معاون ومددگار ثابت

ہوں گے، اوران اطراف کے حاکم بھی قرار دیئے جائیں گے۔

یوں خلیفہ عباسی نے ان کو ٹھنڈا کیا اور اپنے ہاں سے ان کی دشمنی اور شر وفساد کے شعلے کو بجھا دیا، اگر چہ اس کے بعد بھی انہی بنو ہلال سے شر وفساد رونما ہوا لیکن وہ بعد کی بات ہے۔ دیہاتی عربوں کو زیر کرنا بنسبت صنہاجہ کے بادشاہوں کے، آسان وسہل تھا، لہٰذا بنو ہلال (عرب) ھد یہ اور ستورانہ پر غالب آ گئے۔

افریقہ میں عربوں کو بسانے والا کون تھا؟......بعض مؤرخین کا (غلط) خیال ہے کہ افریقہ میں عرب کو داخل کرنے، اوران کے ہاتھ میں وہاں کی زمام دینے والا ابوالقاسم جرجانی تھا، لیکن یہ صحیح نہیں ہے، بلکہ اس میں ابومحمد حسن بن علی بازوری کا ہاتھ ہے۔

پھر ۴۴۱ھ میں مستنصر نے اپنے وزیر کو افریقہ میں ان بنو ہلال کے قبائل کے پاس بھیجا اور مستنصر کی طرف سے ان کے امراء کو خوب عطایا دیئے، اور وہاں کے عوام کو ایک ایک اونٹ اور ایک ایک دینار سے نوازا اور نیل پر آنے کی اجازت مرحمت کی اوران سے کہا کہ میں نے مغرب تمہیں عطا کیا اور بھاگے ہوئے غلام معز بن بلکین صنہاجی کو تمہارا بادشاہ بنایا پس تم کبھی محتاج نہ ہوں گے۔

مغرب کی فتح:......اور الیازری نے مغرب کی طرف لکھا، امابعد! ہم نے تمہاری طرف مذکر گھوڑوں پر ادھیڑ عمر آدمیوں کو ارسال کیا، تا کہ اللہ تعالیٰ اس بات کا فیصلہ کرے جو طے ہو چکا ہے، پس عربوں نے حرص سے کام لیا اور نیل کو عبور کر کے برقہ جا پہنچے وہاں اتر کر اس کے شہروں پر قبضہ کیا اور لوٹ مار کا بازار گرم کیا اور اپنے ان بھائیوں کو جو نیل کے مشرق میں رہتے تھے کو خطوط لکھ کر ان شہروں کی طرف رغبت دلائی اوران کو دو دو دینار عطا کرنے کے بعد وہاں سے کوچ کر گئے اور جو کچھ انہوں نے لیا تھا اس سے کئی گنا لے لیا، اور شہروں کے بارے میں قرعہ اندازی کی تو سلیم کو مشرق اور ہلال کو مغرب ملا، اور انہوں نے الحمراء، اور جدابیہ اور اسمرا کے شہروں کو تباہ وبرباد کر کے لوگوں کو قیدی بنایا۔

افریقہ پر حملہ:......برقہ میں سلیم اوران کے اعوان رواحہ، ناصرہ اور غمرہ کے دلوں میں شعلے بھڑک اٹھے اور دیاب، عوف اور زغب کے قبائل اور ہلال کے تمام بطون نے منتشر ٹڈیوں کی طرح افریقہ کی طرف پیش قدمی کی، اور جو چیز سامنے آتی اس کو تہہ وبالا کر دیتے، بالآخر ۴۴۳ھ میں افریقہ پہنچ گئے اور وہاں سب سے پہلے جو آدمی ان کے پاس آیا وہ ریاح کا امیر مؤنس ابن یحییٰ صنبری تھا معز نے اسے اپنی طرف مائل کر کے اپنے لئے چن لیا اور داماد بنایا اور اپنے چچازاد بھائیوں کے مضافات پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے اپنے ملک کے اطراف سے آئے ہوئے عربوں کو بلانے کے لئے اس سے مذاکرات کئے چنانچہ اس نے بستیوں سے مدد مانگی اور انہیں بلایا تو انہوں نے شہروں کو برباد کیا اور زمین پر فساد برپا کر کے خلیفہ مستنصر کے شعار کا نعرہ بلند کیا، اور صنہاجہ کے دوستوں کو ان کی طرف بھیجا تو وہ ان پر جھپٹ پڑے اور معز بڑھاپے کی وجہ سے لڑکھڑا گیا اور غصہ سے بھر کو مؤنس کے بھائی کو گرفتار کر کے قیروان کے باہر پڑاؤ ڈال کر محاصرہ کیا اور اپنے دادخواہ کو اپنے چچازاد بھائی صاحب قلعہ قائد بن حامد بن بلکین کی طرف بھیجا اور انہیں ایک ہزار سوار فوج کے متعلق لکھا چنانچہ اس نے اس کی طرف فوج بھیج دی اور زناتہ سے متنفر ہو گئے پس المستنصر بن خزرون المعزاوی اپنی قوم کے ایک ہزار سواروں کے ساتھ اس کے پاس پہنچا اور وہ افریقہ کے صحراء میں زناتہ کے مسافروں کے ساتھ مقیم تھا اور بڑے سرداروں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

معز کی شکست:......چنانچہ معز نے اس فوج اوراس کے اتباع وحشم، ان کے اعوان، باقی ماندہ فتح کرنے والے عربوں اور زناتہ اور بربریوں کو اکھٹا کر کے ان لاتعداد لوگوں کے ساتھ ان کی جانب کوچ کیا، کہا جاتا ہے کہ ان کی تعداد تیس ہزار تھی۔

اور ریاح، زغبہ اور عدی کے قبائل حیدران فاس کی جانب تھے، چنانچہ جب دونوں فریقوں کا آمنا سامنا ہوا تو فتح کرنے والے جو باقی ماندہ عرب تھے وہ کھسک کر قدیم عصبیت کی وجہ سے ہلالیوں کے ساتھ مل گئے اور صنہاجہ اور زناتہ نے بھی خیانت کی چنانچہ معز کو شکست فاش ہوئی اور اپنے خواص کے ساتھ قیروان کی طرف راہ فرار اختیار کیا اور عربوں نے موقع پا کر اس کے تمام مال ومتاع، ذخائر، خیموں اور جھنڈوں کو لوٹ کر لاتعداد افراد کو قتل کیا،

کہا جاتا ہے کہ صنہاجہ کے مقتولوں کی تعداد تین ہزار تین سو تھی، اس جنگ کے بارے میں علی ابن رزق الریاحی نے یہ اشعار کہے اور بعض کے نزدیک یہ ابن شداد کے اشعار ہیں جن کا آغاز ان اشعار سے ہوتا ہے۔ ''امیم کے سواروں نے کمزوری دیکھی، اور سواریوں کے ہاتھ ساتھیوں کے

ساتھ جلدی کررہے تھے۔اور ابن بادیس بہترین مالک تھا،مگر میری زندگی کی قسم،ان کے پاس جوان نہیں تھے،ان میں تیس ہزار کو تین ہزار نے شکست دی اور یہ ایک گمراہی کی بات ہے''

قیروان کا محاصرہ:......پھر انہوں نے قیروان میں ان کا مقابلہ کیا اور اس کے محاصرے کو طویل کیا اور قیروان کی بستیاں اور گاؤں عربوں کے شروفساد اور ولایت عرب میں پرورش پانے کی وجہ سے سلطان کے انتقام سے تباہ و برباد ہو گئے اور وہاں کے لوگ قیروان میں پناہ گزین ہو گئے۔

چنانچہ ان عربوں نے لوٹ مار کو تیز کر کے محاصرے کو بہت سخت کر دیا تو اہل قیروان تونس اور سوسہ کی طرف نکل گئے اور شہروں میں لوٹ مار اور فساد کا بازار گرم ہو گیا اور وہ لوگ ۶۴۵ھ میں اس سرزمین میں داخل ہو گئے،اور زغبہ اور ریاح نے قیروان کو گھیرا اور مؤنس شہر کے میدان کے نزدیک اترا،آل زہر میں سے قبائل قرابہ اور اعیاض بھاگ گئے پس مونس نے ان کو قابس وغیرہ کا حکمران بنادیا۔پھر انہوں نے قسطنطنیہ کے تمام علاقوں پر قبضہ کیا اور ان میں سے عامل بن ابی الغیث سے جنگ کی اور زناتہ اور مغراوہ کو لوٹ کر واپس آ گیا۔

افریقہ کی تقسیم:......اور پھر ۶۴۶ھ میں عربوں نے افریقہ کو تقسیم کر دیا چنانچہ زغبہ کو طرابلس اور اس کے نواح کا سارا علاقہ ملا اور مدراس ابن ریاح کے حصہ میں باجہ اور اس کے مضافات آئے،پھر افریقہ کے شہروں کی دوبارہ تقسیم ہوئی تو ہلال کو تونس سے غرب تک کا علاقہ ملا،اور وہ لوگ ریاح، زغبہ،معقل،جشم،قرہ،اثبج،خلط اور سفیان قبائل سے تعلق رکھتے تھے،اور المعز کے ہاتھ سے زمام حکومت چلا گیا اور عائذ بن ابی الغیث نے تونس کو فتح کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور ابو مسعود نے صلح کر کے ان کے شیوخ میں سے ''بونہ'' کو بادشاہ بنایا اور اپنے آپ کو بچانے کی خاطر معز کو گورنر بنایا اور اپنی لڑکیوں کے ذریعہ تین امرائے عرب کو اپنا داماد بنایا جن کے نام یہ ہیں،فارس بن ابی الغیث،ان کے بھائی عائذ اور فضل بن ابی علی مرادی۔

اور اس کا بیٹا تمیم ۶۴۸ھ کو المہدیہ کی طرف آیا اور اس کے بعد نویں سال بھی آیا پھر اسے عرب دامادوں کی طرف بھجوایا گیا وہ ان کے ساتھ بڑی نرمی سے پیش آیا اور قیروان میں ان کے ساتھ مل گیا انھوں نے اس کی تابعداری کی چنانچہ وہ ساحل سے بحر پر سوار ہوا اور اہل قیروان کی اصلاح کی،اس کے بیٹے منصور نے انہیں اپنے باپ کے حالات بتائے تو حبشیوں اور منصور کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے اور عرب بھی آ کر شہر میں داخل ہوئے اسے لوٹ کر تمام آمدنی ہڑپ کی اور عمارتوں کو گرا دیا۔

اس کی خوبیوں کو خراب کر کے حسن و جمال کے نشانات کو مٹا دیا اور آل بلکین کے محلات میں جو کچھ تھا ان پر ہاتھ صاف کیا تمام محرم چیزوں کو لوٹا، اس کے باشندے ملک کے اطراف میں پھیل گئے،مصیبت بڑھتی گئی بیماریاں پھیلتی گئیں علاج کرنا دوچار ہو گیا پھر وہ المہدیہ کی طرف نکل گئے وہاں اتر کر تمام راستوں کی ناکہ بندی کر کے منافع بخش چیزوں کو لوٹنے لگے۔

زناتہ سے جنگ:......پھر وہ صنہاجہ کے بعد زناتہ سے لڑے اور شہر کے اطراف میں ان پر غالب آ گئے اور ان کے درمیان گھمسان کا رن پڑا،اور ادھر صاحب تلمسان نے جو کہ محمد بن خزر کی اولاد سے تھا۔اور ان کی فوج نے انہیں اس کے وزیر ابی سعدی خلیفہ الیمرنی سے جنگ پر آمادہ کیا چنانچہ انہوں نے اسے شکست دے کر طویل جنگ کے بعد اسے قتل کیا،چنانچہ افریقہ کے حالات بگڑ گئے آبادیاں برباد اور راستے خراب ہو گئے،زناتہ اور بربریوں میں سے مضافات کی زمام حکومت بنی یفرق،مغراوۃ،بنی یمانو اور بنی یلومان کے ہاتھوں میں تھی۔

پھر عرب اور زناتہ کی یہی شان رہی یہاں تک کہ صنہاجہ اور زناتہ افریقہ کے اطراف اور الزاب پر قابض ہوئے اور صنہاجہ افریقہ پر غالب آ گئے اور وہاں پر موجود بربریوں کو ڈرایا دھمکایا اور انہیں غلام اور خدام بنا کر باجہ لے گئے،اور افریقہ میں عرب کے داخل ہونے کے وقت مذکورہ لوگ تھے۔

ان عربوں کے چند معزز افراد:......ان کے معزز لوگوں میں سے حسن ابن سرحان،ان کا بھائی بدر اور فضل بن ناھض تھے اور یہ حضرات درید ابن اثبج کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔

اور معزز لوگوں میں سے ماضی بن مقرب تھا جس کی نسبت ''قرۃ'' کی طرف کرتے ہیں،اس طرح بنی کثیر میں بطون کرفہ بن اثبج سے سلامہ ابن زرق،شبان ابن احیمر اور ان کا بھائی صلیصل بھی معزز لوگوں میں سے تھے اور ان کی نسبت کرفہ میں سے بنی عطیہ کی طرف کرتے ہیں،اسی طرح

ذیاب ابن غانم بھی ہے جس کی نسبت بنی ثور کی طرف کرتے ہیں، اور موسیٰ ابن یحییٰ بھی ہے جو کہ درحقیقت مرداس ریاح کی طرف منسوب ہے نہ کہ مرداس سلیم کی طرف (لہٰذا اس بارے میں غلطی میں مبتلا نہ ہوں) اور وہ بنی صنبر میں سے ہے جو کہ مرداس ریاح کے بطون میں سے ایک بطن ہے، (اور ان کے معزز لوگوں میں سے) زید ابن زیدان بھی ہے جس کی نسبت ضحاک کی طرف کرتے ہیں اسی طرح ملیجان ابن عباس ہیں جو کہ ''حمیر'' کی جانب منسوب ہیں، اور زید العجاج ابن فاضل بھی ہیں جن کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ان عربوں کے افریقہ میں داخل ہونے کے تھوڑی ہی دیر پہلے وفات ہو گئے تھے، اسی طرح فارس بن ابی الغیث اس کا بھائی عامر اور الفضل بن ابی علی ان کو مؤرخین نے مرداس سے منسوب کیا ہے اور ان سب معزز لوگوں کو وہ عرب اپنے اشعار میں ذکر کرتے ہیں۔

عربوں کے قبائل:......زیاد ابن عامر افریقہ میں داخل ہونے میں ان عربوں کا رہنما تھا، اسی لئے انھیں ''ابو مخبیر'' کا نام دیتے ہیں اور اس زمانے میں ان کے قبائل (جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں) زغبہ، ریاح اثبج اور قرۃ تھے جو سب کے سب ہلال بن عامر کی اولاد میں سے تھے، اور بسا اوقات ان میں سے بنوعدی کو بھی ذکر کیا جاتا ہے مگر ہمیں ان کے اخبار معلوم نہ ہوئے، اور نہ ہی اس دور میں ان کا کوئی معروف قبیلہ ہے، شاید وہ مٹ کر نابود ہو گئے اور دوسرے قبائل میں منضم ہو گئے، اسی طرح ربیعہ کا ذکر بھی ان ہی میں کیا جاتا ہے مگر اس زمانے تک ہم ان سے واقف نہیں ہوئے، الا یہ کہ وہ معقل سے ہو جیسے کہ ان کے نسب سے واضح ہوتا ہے، اور ان میں ہلال کے علاوہ فزارہ سے کثیر، اور بطون غطفان میں سے اشجع، جشم بن معاویہ بن بکر بن ھوازن سلول بن مرہ بن صعصعہ بن معاویہ اور معقل یہ بطون یمنیہ میں سے ہیں۔

اور عمرہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار میں سے ہیں، اسی طرح بنی ثور بن معاویہ بن عبادہ بن ربیعہ البکاء ابن عامر ابن صعصعہ، عدوان ابن عمرو ابن قیس ابن غیلان اور طرود یہ سب فھم ابن قیس کے بطن سے ہیں مگر یہ سب ہلال اور ہلال میں خاص طور سے اثبج میں شامل ہیں کیونکہ ان عربوں کے داخلے کے وقت سرداری اثبج اور ہلال کو حاصل تھی چنانچہ یہ انہی میں داخل ہو کر ان میں سے شمار ہونے لگے اور ان ہلالیوں میں سے ایک فرقہ ان لوگوں میں سے نہیں تھا جنہوں نے الیاذری یا جرجانی کے دور میں ''المیل'' کو عبور کیا اور یہ لوگ اس سے پہلے عبیدی کے دور حکومت میں برقہ کے اندر تھے اور وہاں پر صنہاجہ کے ساتھ ان کے بہت سارے اخبار اور واقعات ہیں، اور شیعہ مصر پریشان تھے، اور ان کو عبد مناف بن ہلال کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے جیسے کہ ان کے شاعر نے اپنے قول میں کہا ہے اور ہم نے ان کا قرب مانگا اور جزیل بغیر کسی عیب کے ان عربوں میں سے ہے جن کا جما ہوا بادل برسنے والا ہے، اور ایک گھر کا معاملہ صاف ہو گیا ہے ہم سے، اور ان کے درمیان طرود ہے جو کہ قلیل الخیر ہے جو اس کو قریب کرتا ہے، ایک ہی دفعہ میں تین ہزار آدمی مر گئے اور ہم میں سے چار آدمی ان کے جگروں کا علاج کر رہے تھے۔

اور ایک دوسرا شاعر اس طرح گویا ہے۔

اے میرے پروردگار! مخلوق کو شدید مصیبت سے پناہ دے، مگر تھوڑے سے لوگوں نے جنہیں کوئی پناہ بھی نہیں دیتا، پناہ لی ہے۔ اور قرہ مناف اور اس کے اصل دیم کو ان صحراؤں میں اور جنگلات میں جانے کے لئے خاص کر دے جن کی طرف تو اشارہ فرماتا ہے۔

پس اس شاعر نے ان کے نسب کو مناف میں سے شمار کیا ہے، ہلال میں سے نہیں اور مناف اسی طرح منفرد ہے بے شک وہ عبد مناف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

برقہ پر غلبہ:......حاکم کے عہد میں ان عربوں کا شیخ مختار بن قاسم تھا، حاکم نے جب یحییٰ بن علی اندلسی فلفول بن سعید ابن خزروک کی مدد کے لئے صنہاجہ کے خلاف طرابلس میں بھیجا جیسا کہ ہم بنی جزرون کے احوال میں اس کا ذکر کریں گے تو اس نے انہیں اپنے ساتھ چلنے پر تیار کیا چنانچہ وہ طرابلس پہنچ گئے اور یحییٰ بن علی کو شکست ہوئی اور برقہ کی طرف واپس لوٹے اور اس نے ان کے متعلق پیغام ارسال کیا مگر وہ رک گئے، پھر اس نے انہیں امان بھیجی تو ان کا وفد اسکندریہ پہنچا اور ۳۹۴ھ میں سب کے سب قتل کر دیئے گئے۔

اور ان کے ساتھ قرآن پاک کا معلم تھا جن کا نام ولید ابن ھشام تھا جس کی نسبت مغیرہ بن عبدالرحمان کی طرف کی جاتی ہے جو کہ بنی امیہ میں سے ہیں، اور اس کا گمان تھا کہ اس کے پاس ایسا موروثی علم ہے جو اس کے آباء واجداد کی حکومت کے اختیار میں ہے چنانچہ اس کی اس بات کو مزافتہ،

زناتہ اور لواتہ کے بربریوں نے قبول کر لیا اور اس کی شان میں گفتگو کرنے لگے چنانچہ بنوقرۃ اور اس کے لوگوں نے ۳۹۵ھ میں خلیفہ مقرر کر کے ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور برقہ شہر پر غالب آ گئے اور حاکم کے افواج نے ان کی طرف پیش قدمی کی تو انہوں نے ان کو زبردست شکست دی اور ولید ابن ھشام جوان کا ترک لیڈر تھا قتل ہو گیا۔

اور پھر وہ انہیں لے کر مصر آئے تو انہیں شکست ہوئی اور ولید سوڈان کے شہر النجاء کی سرزمین سے ملحق ہو گیا پھر اس کے عہد کی حفاظت نہ کی گئی اور مصر لا کر قتل کر دیا گیا اور بنی قرۃ کا جرم رائیگاں گیا اور انہیں معاف کر دیا گیا اور جب ۴۰۴ھ آیا تو انہوں نے صنہاجہ کے حاکم بادیس بن المنصور کا وہ ھدیہ جو افریقہ سے مصر آ رہا تھا روک کر کے لوٹ لیا اور برقہ پر ہلہ بول دیا چنانچہ وہاں گورنر پر غالب آئے اور وہ سمندر میں بھاگ گیا اور انہوں نے برقہ پر اپنا تسلط قائم کر لیا، اور پھر یہ اسی طرح برقہ میں رہے، اور جب ان کے ہلالی بھائیوں نے جو کہ زغبہ، ریاح، اثج اور وان کے اتباع سے متعلق ہیں جب انہوں نے افریقہ پر چڑھائی کی تو یہ لوگ بھی ان چڑھائی کرنے والوں میں سے تھے اور ان کے شیوخ میں سے ماضی بن مقرب تھا جن کا ذکر ہلال کے واقعات میں بیان ہوا ہے۔

ہلالیوں کے افریقہ داخل ہونے کی عجیب خبریں:...... اور ان ہلالیوں کا افریقہ میں داخل ہونے کے متعلق عجیب طرق سے خبریں بیان ہوئی ہیں۔ خیال کرتے ہیں کہ شریف بن ہاشم جو کہ حجاز کا حکمران تھا جسے شکر بن ابی الفتوح کہا جاتا ہے انہوں نے حسن بن سرحان کے ساتھ اپنی بہن ''جازیہ'' کا نکاح کر کے رشتہ داری قائم کی اور اس سے ان کا ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام ''محمد'' تھا، اور یہ کہ ان کے درمیان اور شریف کے درمیان ناراضگی اور جنگ چھڑ گئی۔ چنانچہ انہوں نے ''نجد'' سے افریقہ کوچ کرنے کا ارادہ کیا اور جازیہ کو واپس لینے کے لئے حیلے بنانے لگے چنانچہ جازیہ نے ان سے اپنے والدین کی زیارت کے متعلق اجازت مانگی تو اس نے انہیں والدین کی زیارت کروائی اور اس کو لے ان کے خیموں کی طرف گیا چنانچہ وہ ان دونوں کو لے کر وہاں سے راہ سفر اختیار کیا اور اس سفر کو اس سے پوشیدہ رکھا اور ان سے یہ بہانہ کیا کہ وہ صبح سویرے شکار کے لئے جا رہے ہیں اور شام کو شکار کرنے کے بعد گھر لوٹ آئیں گے، پس اسے ان کے سفر کے متعلق محسوس نہیں ہوا، یہاں تک کہ انہوں نے اس کے زیر قبضہ علاقے کو خیر آباد کہہ دیا اور ایسے مقام پر پہنچا جہاں ان پر اس کا کوئی حکم نہ چلتا تھا چنانچہ وہ اسے یہاں چھوڑ گئے پس وہ مکہ میں اپنی جگہ واپس آیا اور ان کے دل میں جازیہ کی محبت ایک بیماری بن کر داخل ہو چکی تھی، اور وہ بھی اس کی محبت میں اس کی طرح دکھ جھیلتی رہی یہاں تک کہ جدائی کی تاب نہ لا کر اس دنیا فانی کو خیر آباد کہہ دیا اور مر گئی۔

ہلالیوں کے واقعات کے بیان میں مبالغہ:...... اور بہت سے لوگ اس کے واقعات کو کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جس کے سامنے قیس اور کثیر کے واقعات ہیچ ہیں اور ان کے بہت سارے اشعار کو محکم طور پر اور متفقہ الاطراف روایت کرتے ہیں، حالانکہ اس میں جھوٹے، موضوع اور گھڑے ہوئے واقعات بھی ہیں، جن میں بلاغت کے کسی نکتہ کو نظر انداز نہیں کیا گیا ہاں صرف اس کے اعراب میں گڑ بڑ کی ہے، اور واقعات کے بیان میں بلاغت کو کوئی دخل نہیں جیسا کہ اس کتاب کے شروع میں ہم تحریر کر چکے ہیں۔

ہاں شہر کے خاص اہل علم حضرات اس کی روایت سے بے رغبتی کا اظہار کرتے ہیں اور اس کے اعراب میں خلل ہی کی وجہ سے اسے برا سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اعراب ہی بلاغت کی اصل ہے اور یہ ایسا نہیں ہے، اور ان اشعار میں بناوٹ کا بہت دخل ہے اور ان میں صحت روایت کے فقدان کی وجہ سے اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا، اور اگر ان کی روایت درست ہوئی تو اس میں زناتہ کے ساتھ ان کی جنگوں کے واقعات اور ان کے زمانے کے شواہد ہوتے اور ان کے بہت سارے جوانوں کے ناموں کا خبط اور ان کے احوال کا ضبط ہوتا لیکن ہم ان کی روایات پر اعتماد نہیں کرتے اور بسا اوقات بلاغت میں بصیرت رکھنے والا خود یہ بات سمجھ جاتا ہے کہ اس میں سے کچھ واقعات بناوٹی ہیں اور اس پر صناعت کی تہمت لگاتا ہے، اور یہی ان میں کوتاہی ہے، اور وہ لوگ جازیہ اور شریف کے واقعہ کے متعلق سلف سے خلف تک اور ایک نسل سے دوسری نسل تک متفق ہیں اور قریب ہے کہ اس واقعہ پر نکتہ چینی کرنے والا اور اس میں شبہ کرنے والا جنون اور خلل مفرط سے متہم ہو جاتے کیونکہ یہ واقعہ ان کے ہاں تواتر سے ثابت ہے۔

اور یہ شریف جس کے متعلق لوگ اشارے کرتے ہیں دراصل ''ہواشم'' میں سے تھا، اور وہ شکر بن ابی الفتوح الحسن بن ابی جعفر بن ہاشم بن محمد بن

موسیٰ بن عبداللہ ابی الکرام بن موسیٰ الجون بن عبداللہ بن ادریس ہیں اوران کے والد ابوالفتوح ہی وہ شخص ہے جنہوں نے حاکم عبیدی کے دور میں مکہ میں اپنے نام کا خطبہ دیا اور بنوالجراح جوشام میں طئی کے امراء ہیں ، نے اس کی بیعت کی اوران کے متعلق اپنے آدمی بھیجے تو یہ ان کے قبائل میں پہنچا تو تمام عربوں نے اس کی بیعت کی ، پھراس پر حاکم عبیدی کے افواج غالب آئے اور یہ واپس مکہ لوٹ آیا اور ۴۳۰ ھ میں فوت ہوکراس کا بیٹا ''شکر'' تخت نشین ہوگیا اور یہ وفات ہوا ، ۴۵۳ ویں سال میں اس کا بیٹا محمد حکمران بنا اوراسی محمد کے بارے میں یہ ہلالین گمان کرتے ہیں کہ یہ ہی اس جازیہ کے بطن میں سے تھا اور یہ بات علویوں کے احوال میں پہلے قلم بند ہوچکی ہے ، ابن حزم نے اس کا نسب کچھ اس طرح بھی بیان کیا ہے۔

شریف بن ہاشم کے نسب میں ابن سعید کا اختلاف:......ابن سعید کہتا ہے کہ وہ سلیمانیوں میں سے ہے ، جو کہ محمد بن سلیمان بن داؤد بن حسن بن الحسین السبط کی اولاد میں سے ہے جس کی بیعت ابوالزراب شیبانی نے ابن ''طباطبا'' کے بعد کی تھی اس کو ناہض بھی کہا جاتا ہے ، یہ مدینہ مین آیا اور حجاز پر اپنا تسلط قائم کیا اور مکہ کی امارت ان ہی کے گھر میں رہی یہاں تک کہ یہ ''ہواشم'' ان پر غالب آگئے جو کہ حسن وحسین کے قریبی دادا ہیں ، اور رہا ھاشم اعلیٰ تو وہ دیگر تمام شرفاء کے درمیان مشترک ہیں چنانچہ اس کے نام سے ایک کا دوسرے سے تمیز نہیں کیا جاتا ، اور مجھے اس کے عہد کے ہلالیون میں سے ایک نے جو میرا معتمد علیہ تھا بتایا کہ اسے ''شریف شکر'' کے علاقے سے واقفیت حاصل ہے اور یہ کہ وہ سرزمین ''نجد'' میں فرات کے قریب ایک علاقہ ہے اوراس دور میں اس کا ایک بیٹا بھی وہیں مقیم ہے۔ واللہ اعلم۔

صنہاجہ کا شہروں پر قبضہ:......اوران کا یہ بھی خیال ہے کہ جب جازیہ افریقہ کی جانب چلی گئی اور شریف سے جدا ہوگئی تو ان کی شادی ماضی بن مقرب سے کردی گئی جو کہ درید کے نوجوانوں میں سے ہے اور مستنصر نے جب انہیں افریقہ کی طرف بھیجا تھا اس نے افریقہ کے شہروں اور سرحدوں پر اس کے جوانوں کو مقرر کیا اوران کے امور کو ان کے ذمہ لگا دیا چنانچہ اس نے موسیٰ بن یحییٰ مرداس کو قیروان اور باجہ پر ، اغبہ کو طرابلس اور قابس پر اور حسن بن سرحان کو قسطنطنیہ پر مقرر کردہ تمام چیزوں پر قابض ہوئے تو رعایا کو شہریوں کو تکلیفوں اور ظلم وستم کا سامنا کرنا پڑا اور یہ مختلف ہاتھوں کی گردش کی وجہ سے تھا کیونکہ جب سے یہ عرب نسل موجود تھی کوئی ان کو منظم اور مرتب کرنے والا نہ تھا چنانچہ انہوں نے ان پر حملہ کرکے شہر سے باہر نکال دیا چنانچہ وہ مضافات میں جاکر قابض ہوئے اور بے چارے رعایا نے لوٹ مار فساد اور راستہ کی ناکہ بندی کی وجہ سے بڑی تکلیفوں کو برداشت کیا پھر اسی طرح رہا۔

زناتہ کی مدافعت:......اور جب صنہاجہ غالب ہوئے تو زناتہ نے ان کی مدافعت کی کوشش کی کیونکہ وہ صحرائی اور جنگلی ہونے کی وجہ سے بڑے بہادر اور جنگجو تھے ، چنانچہ انہوں نے ان سے زبردست جنگ کی اور افریقہ اور مغرب الاوسط سے ان کی طرف لوٹ آئے۔

اور صاحب تلمسان نے بنی خوز میں سے اپنے قائد ابوسعدی الیفرنی کو تیار کیا چنانچہ اس کے اور صنہاجہ کے درمیان جنگیں شروع ہوئیں یہاں تک کہ انہوں نے اسے الزاب کے مضافات میں قتل کردیا اور تمام مضافات پر قبضہ جمالیا چنانچہ زناتہ افریقہ اور الزاب میں ان کی مدافعت نہ کرسکے اوران کے درمیان جبل راشد اور مصاب کے مضافات میں جو کہ مغرب الاوسط کے علاقوں سے متعلق ہے ، ان کے درمیان گھمسان کا رن پڑا ، اور جب انہیں غلبہ حاصل ہوا اور جنگ رک گئی تو صنہاجہ نے ان سے نہایت ذلت آمیز صلح اس شرط پر کرلی کہ وہ اکیلے ہی نواحی کے مالک ہوں گے اور ان سے ان کا کچھ بھی تعلق نہ ہوگا۔

ناصر بن علناس کی شکست:......ان لوگوں میں معز بن زیری جو فاس کا حکمران تھا وہ بھی شامل تھا جو کہ مغراوہ میں سے تھا چنانچہ یہ سب لوگ ''الاربس'' میں اتر کر جمع ہوئے اوراس کی وجہ سے ریاح اور زغبہ بھی ان سے آملے ، چنانچہ معز بن زیری مغراوی نے ناصر اور صنہاجہ کے ساتھ خفیہ عداوت کی وجہ سے ایک چال چلی انہوں نے انہیں تمیم بن تمیم سے خیال کیا اوراسکو معز بن بادیس جو کہ قیروان کا حاکم تھا خیال کیا چنانچہ اس نے انہیں زبردست شکست دی پس عربوں اور زناتہ نے ناصر اوراس کے خزانوں کو اور زمین کو مباح سمجھ کر لوٹا۔ اوراس کا بھائی القاسم قتل ہوا۔ اور وہ قسطنطنیہ کی طرف فرار ہوگیا اور ریاح اس کے تعاقب میں تھا پھر وہ قلعہ میں داخل ہوا تو انہوں نے وہاں اس کا مقابلہ کیا چنانچہ قلعے کی دیواروں کو خراب کرکے چھتوں کو گرادیا اور وہاں کے شہروں مثلاً طنبہ اور مسیلۃ کو تباہ کرکے لوٹ لیا ، اور وہاں کے باشندوں کو خوفزدہ کیا اور جب گھروں بستیوں ، اور شہروں کی

طرف بڑھے تو انہیں چٹیل میدان بنا دیا گویا کہ وہ جنات کے کھنڈرات میں قافلوں کو ڈرایا، پانی کو روکا درختوں کو جلا ڈالا زمین میں فساد برپا کیا اور افریقہ اور مغرب میں صنہاجہ کے بادشاہوں اور شہروں کے منتظمین کو چھوڑ دیا اور ان کو حاکم بنا دیا جو ان کی جوانب کی نگہداشت کرتے تھے او ان کی گھات میں بیٹھتے، اور ان کے وطن میں ان سے خراج لیتے تھے۔

صنہاجہ کے باغیوں پر موحدین کا غلبہ:......اور ان کا ہمیشہ یہی رویہ رہا یہاں تک کہ ناصر بن علناس نے تنگ دل ہو کر قلعہ کی سکونت ترک کی اور ساحل پر ''بجایہ'' شہر کی حد بندی کی اور اپنا ذخیرہ بھی وہیں منتقل کر دیا اور اسی کو اپنی رہائش گاہ بنایا، اس کے بعد اس کا بیٹا منصور اس نسل کے ظلم وستم سے تنگ آ کر بھاگا اور پہاڑوں کی رکاوٹ اور راستوں کی مشکلات کے باوجود اپنی سواریوں کے ذریعے مضافات میں آ گیا اور قلعہ کو چھوڑ کر وہیں اقامت پذیر ہوا۔

اور باقی ماندہ ایام میں ان قبائل میں سے اثبج ہی کو سرداری کے لئے مخصوص کرتے تھے، پھر اثبج کی جمعیت منتشر ہوگئی اور صنہاجہ کے ختم ہونے سے ان کے ہاتھ سے بھی زمام حکومت چلا گیا۔

اور جب ۵۴۱ھ کے سالوں میں مغرب کی دوسری حکومتوں پر موحدین غالب آ گئے اور موحدین کے شیخ عبدالمؤمن نے آہستہ آہستہ افریقہ کی طرف پیش قدمی کی، الجزائر میں اس دور کے دو امیر ابوالجلیل بن شاکر امیر اثبج، اور حباس بن مسیفر جو کہ جشم کے جوانوں میں سے تھا اس سے ملے چنانچہ یہ انکے ساتھ بڑی خوشدلی سے پیش آیا اور انہیں ان کی قوم پر سردار بنا کر خود سیدھا آگے بڑھ گیا اور ۵۹ ویں سال میں ''بجایہ'' کو فتح کیا۔

پھر صنہاجہ کی دعوت پر ہلالی عربوں نے فساد شروع کیا ان میں ریاح کا امیر محرز بن زناد بن بادخ بھی تھا جو کہ علی بن ریاح کے ایک بطن سے تھا چنانچہ موحدین کی افواج انہیں ملیں ان کا قائد عبداللہ بن عبدالمؤمن تھا چنانچہ آپس میں انہوں تیسری مرتبہ موافقت کر لی اور ان میں اپنے راحلوں کو معلق کیا، اور موت کے منہ میں بھی انہوں نے اپنے قدم ثابت رکھے۔

ہلالیوں کی چوتھی بغاوت:......پھر چوتھی مرتبہ ان کی جمعیت ٹوٹ گئی اور موحدین ان پر غالب آ گئے اور ان کے اموال کو لوٹ کر آدمیوں کو غلام اور عورتوں کو لونڈی بنایا، اور قفص سبتہ تک ان کا تعاقب کیا۔ پھر اس کے بعد ان کو ہوش لوٹ آیا اور وہ موحدین کی قوت کے سامنے بے بس ہو گئے چنانچہ ان کی دعوت میں شامل ہو کر ان کی اطاعت میں لگ گئے، چنانچہ عبدالمؤمن نے ان کے قیدیوں کو رہا کر دیا اور پھر ہمیشہ اسی حالت پر قائم رہے اور موحدین انہیں اپنے ساتھ اندلس کے جہاد میں لے جاتے رہے اور بسا اوقات انہیں شعروں میں خطاب کرتے ہیں انہوں نے عبدالمؤمن سمیت ان کے بیٹے یوسف کو بھی انعامات سے نوازا، جیسے کہ ان کی حکومت کے حالات میں یہ بات بیان ہوئی ہے۔

اور یہ ہمیشہ اسی حال پر قائم رہے یہاں تک کہ بنوغانیۃ الموسوفیوں جو کہ میورقہ کے امراء تھے وہ حکومت سے نکل گئے اور اپنے جنگی جہاز بردار بیڑوں میں سمندر پار کر کے بجایہ کی جانب روانہ ہوئے اور ۵۸۱ھ میں منصور کی حکومت کے ابتداء میں اسے پالیا اور موحدین نے نافرمانی کرنے سے پردہ اٹھایا اور عربوں کو بھی نافرمانی کی دعوت دی چنانچہ ھیف اپنے ادیان کی طرف لوٹ آئے، اور ہلالیوں میں سے جشم، ریاح اور جمہو اثبج کے قبائل نے اس دعوت کو بہت جلد قبول کیا اور جس وقت موحدین کی عساکر نے ان کو ظلم سے باز رکھنے کے لئے افریقہ کی جانب حرکت کی تو زغبہ کے قبائل ان سے آ ملے، اور بنوغانیہ فاس چلے گئے ان کے ساتھ سب جشم اور ریاح کے لوگ تھے، ان کے ساتھ ان کی تمام مسوقی قوم اور ان کے متوفی بھائی مختلف مکانوں سے آ ملے اور اس دعوت عباسی کے دامن کو تھام لیا جس کے امراء مغرب میں بنوتاشفین تھے، انہوں نے اس دعوت کو اپنے قریبی قبائل میں پہنچایا اور پھر فاس میں اتر گئے۔

موحدین سے جنگ:......چنانچہ انہوں نے بغداد میں خلیفہ مستنصر سے اپنے لئے تجدید عہد کا مطالبہ پیش کیا اور اپنے کاتب عبدالبر بن فرسان کو اس کے پاس بصورت وفد بھیجا چنانچہ اس نے ابن غانیہ کو ان کا سردار بنا کر اسے موحدین کے ساتھ لڑنے کی اجازت دیدی۔

چنانچہ اس کے ساتھ بنی سلیم بن منصور کے قبائل جمع ہو گئے اور وہ ہلالیوں کی اجازت پر افریقہ آئے قراقوش ارمنی نے اس معاملے میں اس کی

مدد کی چنانچہ ہم اس کے احوال کو''المیر وتی'' کے حالات میں بیان کریں گے۔

علی بن غانیہ کے گرد عرب وعجم اور ملثمین کی تمام افواج جمع ہوگئیں چنانچہ اس نے مضافات پر اپنا قبضہ جمالیا اور بلاد جرید کو بھی فتح کر دیا اور قفصہ، توزر اور نفطہ کا مالک ہوگیا، اور اس کے لئے منصور کھڑا ہوا اور زناتہ، المصاعدہ اور زغبہ جو کہ ہلالین میں سے ہیں اور مغربی قومیں ہیں اور اسی طرح تمام اثبج کو لڑائی کے لئے کھینچ لایا چنانچہ وہ لوگ فحص عمرہ میں جو کہ قفصہ کے جہات میں ہے اس کے ہراوّل دستے پر حملہ آور ہوئے پھر وہ تونس سے آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھا چنانچہ انہیں شکست دی اور اس کی فوج کی جماعت میں شگاف پڑ گیا اور ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ انہیں برقہ کے صحراؤں کی طرف راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔

اور قسطیلیہ، قابس اور قفصہ کے شہر ان کے ہاتھ سے چھین لئے اور ہلالیوں میں سے جشم اور ریاح کے قبائل دوبارہ اس کی اطاعت کے لئے سرنگوں ہوگئے اور اس کی دعوت کی پناہ لی تو اس نے انہیں مغرب اقصیٰ کی طرف جلاوطن کر دیا اور جشم کو بلاد''تامستا'' اور ریاح کو بلاد''ھبط'' اور ازغار میں اتارا جو کہ''سواحل طنجہ'' سے''سلا'' تک کے علاقے کے قریب ہے، اور جس وقت سے ہلالی افریقہ اور اس کے مضافات پر غالب ہوئے ہیں،''تخوم'' بلاد زناتہ میں ہے اور مصاب کا سرزمین صحرائے افریقہ اور صحرائے مغرب الاوسط کے درمیان واقع ہے جہاں پر محلات ہیں جن کو انہوں نے تعمیر کیا ہے اور ان کے قبائل میں سے جو شخص''والی'' ہے اس کے نام سے موسوم ہیں۔

موحدین کے پیروکار:......اور بنو دیان، زناتہ جو کہ بنو عبدالواد ہیں، اور توجین، مصاب، بنوزردال اور بنو راشد موحدین کی حکومت کے ابتدا ہی سے ان کے پیروکار تھے اور وہ اپنے دوسرے امثال بنو مرین حیرہ کے مقابلے ان کے زیادہ قریب تھے، جیسے کہ آئندہ بیان ہوگا اور وہ مغرب الاوسط کے سبزہ زاروں اور ٹیلوں کے مالک تھے جہاں زناتہ کا کوئی بھی آدمی قریب نہ جاتا، اور وہ گرمی کے سفر میں ان کے وسط میں گھومتے تھے اس لئے کہ ان کے علاوہ کسی کو وہاں جانے کی اجازت نہ تھی، گویا کہ وہ موحدین کی افواج اور حامیوں میں سے تھے، اور اس زمانے میں ان کالین دین صاحب تلمسان کی جانب لوٹتا تھا جو کہ قرابہ کا سردار تھا، زغبہ کا یہ قبیلہ بنی بادین کے ساتھ اس وقت اترا تھا جب وہ اپنے ہلالی بھائیوں سے دست بردار ہوئے تھے اور ان کے گروہ کی طرف آئے تھے اور یہ تمام لوگ مصاب سے لیکر جبل راشد تک مغرب الاوسط کا قبلہ بن گئے حالانکہ اس سے پہلے ان کے حصہ میں قابس اور طرابلس آئے تھے۔

اولاد خزرون جو کہ طرابلس کے حکمران تھے ان کے ساتھ ان کی لڑائیاں ہوئیں اور سعید ابن خزرون کو قتل کر دیا اور یہ اس دوسرے وطن میں فتنہ ابن غانیہ کے ہمراہ آئے اور اس سے منحرف ہوکر موحدین سے مل گئے، ان کے اور بنی بادین کے درمیان ہمسائیگی، وطن کی حفاظت، دشمن کی تکلیف اور اس کے اچانک حملہ کرنے سے بچانے کے واسطے معاہدہ ہوا کیونکہ وہ ایک دوسرے کے پڑوس میں رہتے تھے، چنانچہ زغبہ صحراؤں اور بنو بادین ٹیلوں اور مضافات میں رہنے لگے، پھر ریاحیوں کا امیر مسعود بن سلطان بن زمام بلاد ھبط سے فرار ہوکر بلاد طرابلس میں آکر قبائل بنو سلیم میں سے زغب اور ذئب کے ہاں پناہ گزین ہوا اور وہاں سے قراقش ابن ریاح کے ہاں پہنچا اور طرابلس فتح کرتے وقت اس کے ساتھ گیا تھا اور وہیں انتقال کر گئے، اور المیر وتی کے مقابلے کے لئے اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھڑا ہوا اور اسے شکست فاش دے کر اس کی قوم کے بہت سارے افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

محمد بن مسعود کی قوم میں سے ایک جماعت نے بھی شکست کھائی جن میں اس کا صاحبزادہ عبداللہ، اس کا چچازاد بھائی حرکات بن ابی الشیخ بن عساکر بن سلطان اور شیوخ قرہ کا ایک شیخ بھی تھا چنانچہ یہ سب قتل کر دیئے گئے اور یحییٰ بن عامر صحراء میں اپنے گر جانے کی جگہ کی طرف فرار ہوئے، حاصل یہ کہ ہلال اور سلیم کے ان قبائل اور ان کے اتباع کے یہ احوال مسلسل ایسے ہی رہے۔

اب ہم ان کے احوال، ان کے کاموں کے نتیجہ کا تذکرہ کریں گے اور ان کے ایک ایک گروہ کا شمار کریں گے اور خاص طور پر اس کا ذکر کریں گے جو اس عہد میں اپنے قبیلے اور اثر کے لحاظ سے اہمیت کا حامل تھا، اور جو قبیلے ان میں سے فنا ہو چکے ہیں ان کے ذکر کو بھی سمیٹ دیں گے، اور اثبج کے تذکرے سے ہی ان کی ابتداء کریں گے کیونکہ صنہاجہ کے زمانے میں سب سے پہلے انہی کو سرداری کا شرف حاصل تھا۔ جیسے کہ ہم ذکر کر چکے ہیں، اس کے بعد ہم جشم کا تذکرہ کریں گے کیونکہ ان کا شمار بھی انہیں میں ہوتا ہے، اس کے بعد ریاح، زغبہ اور معقل کا بھی ذکر کریں گے کیونکہ یہ ہلال کے

دشمنوں میں سے ہیں۔ پھر اس کے بعد ہم سلیم کا ذکر چھیڑیں گے کیونکہ یہ ان کے بعد آئے ہیں۔ (اور اللہ ہی پیدا کرنے والا اور جاننے والا ہے)۔

اثبج اور ان کے بطون کے احوال جو کہ ہلال بن عامر سے ہیں اور چوتھے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں

ہلالیوں میں سے اثبج زیادہ تعداد اور زیادہ خاندان والے تھے، اور سب پر ان کو تقدم حاصل تھا اور ان میں سے ضحاک، عیاض، مقدم، عاصم، لطیف، درید اور کرفہ وغیرہ تھے جس قدر ان کے نسب سے ظاہر ہوتا ہے۔

درید کے خاندان:......دُرید کے دو خاندان تھے تو بہ اور عنز، اور وہ اپنے گمان کے مطابق یہ کہتے ہیں کہ اثبج ابی ربیعہ بن نھیک بن ہلال کا بیٹا ہے، پس اس طرح کرفہ اثبج کا بیٹا ہوا اور ان کی بڑی قوت اور جمعیت تھی، ان کے ٹھکانے مشرق سے جبل اور اس کے قبائل میں تھے۔ اور افریقہ میں داخل ہونے والے ہلالیوں میں یہ سب سے زیادہ قبائل والے تھے۔

درید اور کرفہ کے درمیان خونریزی:......افریقہ کے مضافات میں صنہاجہ کے قبضے کے باوجود جب اثبج کی حکومت افریقہ میں قائم ہوئی تو ان کے درمیان جنگ چھڑ گئی اور وہ اس طرح کہ قبیلہ درید کے حسن ابن سرحان نے قبیلہ کرفہ کے آدمی شاہ بن احیمر کو دھوکہ دے کر قتل کیا تو قبیلہ کرفہ والے اس کے درپے ہوئے پھر اس کی بہن ''جازیہ'' نے کسی بات پر اپنے شوہر ''ماضی بن مقرب بن قرۃ'' کو ناراض کیا اور اپنے بھائی سے جا ملی چنانچہ بھائی نے اسے شوہر کے پاس جانے سے روک لیا پس قرہ اور کرفہ کے قبائل حسن اور اس کی قوم کے خلاف جنگ لڑنے پر آمادہ ہو گئے اور قبیلہ عیاض نے ان کی بھرپور مدد کی چنانچہ حسن بن سرحان کے قتل ہونے تک اس جنگ کے شعلے بھڑک رہے تھے، حسن کو شابانہ بن احیمر کی اولاد نے اپنے باپ کا انتقام لے کر قتل کیا، پھر قبیلہ درید کو اس کے بعد قبیلہ کرفہ، عیاض اور قرہ پر غلبہ حاصل ہوا، اس طرح ان اثابج کے درمیان مسلسل جنگ ہی جاری رہی یہاں تک کہ ان کی حالت بدتر ہو گئی اور موحدین کی حکومت قائم ہو گئی اور ان کی حالت یہ تھی کہ اسی افتراق اور جنگی حالت میں تھے۔

اور صنہاجہ کے ساتھ چونکہ ان کے خاندانوں کی دوستی تھی پس جس وقت موحدین افریقہ پر قابض ہو گئے تو عاصم، مقدم، قرہ اور جشم میں جوان کے پیروکار تھے سب مغرب کی جانب منتقل ہو گئے جیسے کہ ہم آگے ذکر کریں گے۔

قبیلہ ریاح کا افریقہ پر غلبہ:......ان کے بعد قبیلہ ریاح کو افریقہ پر غلبہ حاصل ہوا اور قسطنطنیہ کے مضافات پر اس نے قدم جما لئے اور ان کا شیخ مسعود ابن زمام بھی مغرب سے ان کی جانب لوٹ آیا اور دواودۃ کے حکمرانوں اور حکومتوں پر غالب ہو گئے جس سے ان پر بہت برا اثر پڑا۔ پھر یہ باقی ماندہ اثابج پر بھی غالب ہوئے اور الزاب کی دیہاتوں میں اتر گئے اور جنگ سے ہاتھ کھینچ کر دیہاتوں اور قلعوں کو اپنا ٹھکانہ بنالیا۔

اور جس وقت ابوحفص کی اولاد نے دواودۃ سے عہد شکنی کی (جیسا کہ ان کے بیان میں آئے گا) تو بنو سلیم نے غصہ میں آکر ان کو قیروان میں اتار دیا، اور اثابج کے خاندانوں میں سے کرفہ کو اپنے لئے منتخب کیا جو کہ ریاح اور سلطان کے پیروکاروں سے برسرپیکار تھے۔

اس واسطے حکومت نے ان کے لئے جبل اور اس کے مشرقی جانب اور الزاب کے بہت سے مشرقی شہروں کا جہاں ان کے موسم سرما کے محلات آباد تھے، ٹیکس جاری کر دیا، یہاں تک کہ حکومت کی ''ہوا'' اکھڑ گئی اور اس کی جدت بوسیدہ ہو گئی تو ریاح ان پر غالب آ گئے اور ان میدانوں پر قبضہ کر لیا جہاں پر وہ کوچ کر رہے تھے۔ اور کرفہ جبل اور اس میں جہاں ان کی اپنی جاگیریں تھیں اتر گئے اسے اپنا وطن بنا کر متفرق ملت ہو کر رہنے لگے۔ اور بیشتر اوقات ان کے بعض لوگ سرحدوں کی طرف بھی کوچ کرتے تھے جیسا کہ ہم ان کے بطون کے متعلق ذکر کریں گے۔

قبیلہ کرفہ کے بطون:......اور وہ بہت سارے خاندان تھے ان میں سب سے پہلے بنو محمد بن کرفہ ہیں، جو کلبیہ کے نام سے مشہور ہیں، اور سہیب بن محمد بن کلیب کی اولاد، جو کہ ''الشبہ'' کے نام سے مشہور ہیں، اور صبیح بن فاضل بن محمد بن کلیب کی اولاد جو ''الصبحۃ'' کے نام سے معروف ہیں اور یہی اصل ہیں انہوں نے جبل اور اس کو جو کہ الزاب کے بالکل متصل یہودی ہو کر اپنا وطن بنا دیا ہے، اور پھر ثابت بن فاضل کی اولاد ہے جنہیں کرفتہ میں سرداری حاصل ہے، اور انہیں سلطان نے جاگیروں سے نوازا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور ان کے تین قبیلے ہیں اولاد مساعد، اولاد ظافر، اور اولاد

قطیفہ ،اور سرداری ان میں سے اولاد مساعد کے ساتھ مختص ہے، جو کہ علی بن جابر بن فتاح بن مساعد بن ثابت کی اولاد میں ہے۔

اور رہے بنو محمد اور ''مراونہ'' تو وہ اولاد نابت کے ٹھکانوں کے مقابلے میں جنگلات میں گھومنے پھرنے والے ہیں اور اپنے کھانے پینے کے لئے اولاد نابت اور اہل جبل سے غلہ ''تول'' کر لیتے ہیں اور بعض اوقات الزاب کے حکمران انھیں اپنے فوجی کاموں اور دیگر مقاصد کے لئے استعمال کر لیتا ہے۔

اور رہے ''درید'' تو وہ اثبج سے زیادہ معزز اور بلند مرتبے والے ہیں، اور اسی وجہ سے افریقہ میں داخل ہوتے وقت تمام اثابج پر حسن بن سرحان بن وبرۃ ہی کو سرداری حاصل تھی جو کہ ان کا ایک بطن ہے، اور ان کی رہائش گاہیں ولد العناب سے قسطنطنیہ، طارف مصقلہ اور اس کے بالمقابل جنگلات تک تھے۔

اور ان کے اور کرفہ کے درمیان وہ مشہور جنگ ہوئی تھی جس میں حسن بن سرحان قتل ہوئے تھے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اس کی قبر بھی وہیں ہے اور یہ بہت سارے بطون ہیں جن میں اولاد عطیہ بن درید، اولاد صرور ابن درید اور اولاد جار اللہ جو عبداللہ بن درید کی اولاد میں سے ہیں، اور ''توبہ'' بھی عبداللہ کے اولاد میں سے ہے اور وہ توبہ بن عطاف بن جبر بن عطاف بن عبداللہ ہیں اور نہیں ہلال کے درمیان بڑی ریاست اور سرداری حاصل تھی اور ان کے شعراء نے ان کی خوب مدح سرائی کی ہے، ان میں سے بعض شاعروں کا قول ہے۔

درید کو جنگلات کی سرداری ملی ہے اور وہ سخاوت سے سیراب ہیں، جس طرح پانی سے سیراب ہرزمین بہترین ہوتی ہے، میری اونٹنی مرۃ کے اوطان کی مشتاق ہے مگر ان کے ساتھ درید کے سب آدمی بھی ہے جنہیں وہ چھپائے ہوئے ہے، انہوں نے ہی اعراب کو عرب بنا دیا یہاں تک کہ وہ بلند مرتبہ کام کرنے کی وجہ سے عرب بن گئے اور وہ ان کے ادنیٰ کام کی بھی نفی نہیں کرتا اور انہوں نے کچھ مدت کے لئے آگ کا راستہ چھوڑ دیا حالانکہ گویا کہ ان کی سواریاں پتھروں سے قوت طلب کرتی تھی۔

اولاد عطیہ کی سرداری:......عطیہ کی اولاد کی سرداری کا زمام بنی مبارک بن حباس کی اولاد کے ہاتھوں میں تھی۔ قسطنطنیہ کی سرزمین میں ان کی سرداری تلہ ابن حلوف کو حاصل تھی۔ پھر وہ مٹا دیئے گئے اور تلہ ابن حلوف پر توبہ غالب آ گئے جو اپنے ٹھکانے طارف مصقلہ سے آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھتے رہے یہاں تک کہ اس کو اور جو اس کے ساتھ ہیں سب پر قبضہ کر دیا۔ پھر وہ جنگلات کے سفر سے عاجز ہوئے چنانچہ انہوں نے اونٹوں کو خیر آباد کہہ کر بکریوں اور گائیوں کو پالنا شروع کیا اور قرض دینے والے قبائل میں ان کا شمار ہونے لگا، اور بسا اوقات سلطان نے ان سے فوجی مدد طلب کی تو انھوں نے اپنی فوج سے اس کی مدد کی اور ان کی سرداری وشاح ابن عطوۃ بن عطیہ بن کمون بن فرج بن توبہ کی اولاد میں اور مبارک بن عابد بن عطیہ بن عطوہ کی اولاد میں تھی اور اس زمانے تک یہی حالت ہے، ان کے پڑوس میں، سرور اور جار اللہ کی اولاد ہے جو اپنے طرز وطریقہ پر گامزن ہیں۔

اور رہے اولاد وشاح تو ان کی سرداری اس زمانے میں سحیم بن کثیر بن جماعۃ بن وشاح اور احمد ابن خلیفہ بن رشاش بن وشاح کے درمیان منقسم ہے اور رہے مبارک بن عامر کی اولاد، تو ان کی سرداری بھی نجاح بن محمد بن منصور بن عبید بن مبارک اور عبداللہ بن احمد بن عنان بن منصور کے درمیان منقسم ہے جو کہ ان کو اپنے چچا راجح بن عثمان بن محمد بن منصور سے وراثت میں ملی تھی۔

اور جار اللہ کی اولاد کی سرداری ان میں سے عنان ابن سلام کی اولاد کو حاصل ہے اور رہے عاصم، مقدم، ضحاک اور عیاض پس وہ مشرف بن اثبج کی اولاد میں ہے، اور لطیف وہ ابن سرح بن مشرف ان کی اثابج کے درمیان بڑی قوت اور عدد تھی۔ اور عاصم اور مقدم موحدین کی فرمانبرداری سے آزاد ہو کر ابن غانیہ کے ساتھ جا ملے چنانچہ یعقوب ابن منصور نے انہیں مغرب کی طرف بھجوا دیا، اور ''تامستا'' نے ان کو خشم کے ہاں اتارا، ان کے حالات آگے آئیں گے، عیاض اور ضحاک افریقہ ہی میں اپنی رہائش گاہوں میں قائم رہے، عیاض کے لوگ جبل قلعہ پر نازل ہوئے جو کہ بنی حماد کا قلعہ ہے اور اس کے قبیلوں پر قابض ہوئے اور ان کی حکومت پر غالب آ کر ان سے ٹیکس وصول کرنے لگے اور ان کا ٹیکس سلطان لیتا تھا، اور انھوں نے اس پہاڑ میں سکونت اختیار کی جس کا طول مشرق سے مغرب تک اتنا ہے جتنا ثنیہ، غنیۃ کا بنی یزید ابن زغبہ کے وطن تک ہے اور ان کی سرداری اولاد دیفل میں ہے اور ان کے ساتھ ان کا ایک اور بطن بھی ہے جو کہ الزبر کے نام سے معروف ہیں اور ان کے بعد المرتفع اور الخراج بھی ان کے بطون میں سے ہیں۔

اور رہے مرتفع تو ان کے تین بطون ہیں، اولاد دتبان اوران کی سرداری کا زمام محمد بن موسیٰ کی اولاد میں ہے، اولاد حناش اوران کی ریاست بنی عبد السلام میں ہے، اور اولاد عبدوس، ان کی ریاست بنی صالح میں ہے اور اولاد دتبان اور اولاد جناش دونوں اولاد حناش کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔

اور رہے ''خراج'' تو ان کی سرداری زائدۃ بنی عباس بن خصی کی اولاد میں ہے، اور ''الخراۃ'' کے مغربی پڑوس میں اولاد صخر ہیں، اور اولاد ''رحمۃ'' بطون عیاض میں سے ہیں اور یہ ہلالی اثابج کے آخری وطن میں یزید ابن زغبہ کے پڑوسی ہیں۔

ضحاک کے بطون:......اور رہے ضحاک تو ان کے بہت سارے بطون تھے اوران کی سرداری ان کے دو امیروں میں بٹی ہوئی تھی اور وہ دونوں ابو عصبہ اور کلب بن منیع ہیں اور کلب موحدین کے پہلی حکومت کے وقت بنوعطیہ پر اپنے دونوں قبیلوں کی سرداری پر غالب آ گیا چنانچہ وہ بزعم ان کے مغرب کی جانب کوچ کر گیا اور ''سجلماسہ'' کے صحراء میں سکونت پذیر ہو گیا اور وہاں اس کے بڑے شاندار وقائع تھے یہاں تک کہ موحدین نے انہیں قتل کر دیا یا اندلس کی طرف جلاوطن کر دیا، اسی طرح ان کے واقعات بیان کرنے والے نقل کرتے ہیں، اوران کی کچھ خوراک الزاب میں باقی رہ گئی یہاں تک کہ مسعود ابن زمام اور زواودہ اس پر غالب آ گئے اور ان کو اپنے لوگوں میں داخل کیا۔ پھر یہ لڑائی سے عاجز آ کر بلاد الزاب میں اتر گئے اور وہاں شہر لے لئے اور اسی زمانے تک اسی طرح ہیں۔

بنولطیف کے بطون:......اور رہے بنولطیف تو ان کے بھی بہت سارے بطون ہیں، ان میں ''الیتامی'' بھی ہے کہ کسلان بن خلیفہ بن لطیف بن ذوی مطرف اور ذوی ابی الخلیل اور ذوی حلال بن معافی کی اولاد ہیں، اوران میں سے ''اللقامنۃ'' بھی ہے جو کہ لقمان بن خلیفہ بن لطیف کی اولاد میں سے ہے۔

اوران میں سے جریر بن علوان بن محمد بن لقمان کی اولاد ہیں اور نزار بن معن بن محیا بن جری بن علوان کی اولاد ہیں، اور جریر کے بارے میں یہ گمان کیا جاتا ہے کہ وہ محیا بن جری سے ہیں۔ اور مزنہ، دیفل بن محیا میں سے ہیں اور ابی کی جانب بنی مزنی کا نسب لوٹتا ہے جو اس وقت الزاب کے سلاطین ہیں۔

اوران کے لطیف کو بڑی کثرت اور تازگی حاصل ہے، پھر یہ جنگ سے عاجز آ گئے اور جب ان کے بادشاہ منتشر ہوئے اور جمعیت کم ہو گئی تو الدواودۃ نے ان پر مضافات میں غلبہ حاصل کر لیا، اور جمہور اثبج میں جو لوگ مغرب کی طرف جا سکتے تھے وہ مغرب کوچ کر کے چلے گئے اور ذلت اختیار کی ریاح اور دواودۃ ان پر غالب آ گئے چنانچہ یہ مجبوراً بلاد الزاب میں اتر گئے اور وہاں پر انھوں نے دوسن، غریبوا، تہودۃ، تنومہ اور بادس کی طرح قلعے اور شہر بنا لئے، اور وہ اس زمانے میں ان رعایا میں سے شمار ہوتے ہیں جو کہ الزاب کے حکمران کو ٹیکس ادا کرتے ہیں، اوران کے پرانی سرداری کے وقت سے ان کے کھجوروں کے باغات ہیں جنہیں انہوں نے کبھی اپنے سے جدا نہیں کیا اور وہ اس زمانے تک اسی طرح رہے ہیں۔ اور ''الزاب'' کے اندران کے محلات میں پڑوسیوں کے ساتھ مسلسل جنگیں ہوئیں لڑائیاں اور قتل وقتال جاری رہا اور الزاب کا گورنران میں سے بعض کے ذریعے بعض کو ختم کرتا ہے اوران سب سے اپنا ٹیکس پورا پورا وصول کرتا ہے۔ واللہ خیر الوارثین۔

اوران اثبج کے ساتھ العمورا ملتے ہیں، اور غالب گمان یہ ہے کہ وہ عمرو ابن عبد مناف بن ہلال قرۃ بن عبد مناف کے بھائی کی اولاد میں ہیں، اور عمر بن ابی ربیعہ بن نھیک بن ہلال کی اولاد نہیں ہے، اس لئے کہ ریاح، زغبہ اور اثبج ابی زبیعہ سے ہیں، اوران کے درمیان کوئی نسبت نہیں پائی جاتی، ہاں ان کے اور قرۃ اوران کے علاوہ جو بطون ہلال میں سے ہیں ان میں نسبت پائی جاتی ہے، تو یہ اس کی دلیل ہے کہ وہ عمرو بن عبد مناف کی اولاد ہیں یا وہ عمرو بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال میں سے ہوں گے اور وہ سب لوگ معروف ہیں، یہ ابن کلبی نے ذکر کیا ہے۔ اللہ اعلم بذا لک۔

اور یہ دو بطن ہیں۔ قرۃ اور عبداللہ اوران کو کسی ہلالی پر سرداری حاصل نہیں ہے اور نہ کوئی تر وتازہ چراگاہ حاصل ہے چنانچہ یہ اپنی قلت تعداد اور افتراق جماعت کی وجہ سے خانہ بدوشی کرتے ہیں، اور یہ پہاڑوں اور میدانوں میں بسیرا کرنے والے ہیں ان میں سوار بھی ہوتے ہیں مگر اکثر پیدل ہوتے ہیں اوران کا ٹھکانہ جبل اوراس کی مشرقی جانب میں جبل راشد تک ہے اور یہ سب کے سب حفنہ اور صحراء کی جانب ہے اور رہے ''تلول'' تو وہ اپنی قلت تعداد اور حکومت کے حامیوں کے خوف کی وجہ سے مدفوع ہیں، اس لئے زیادہ تر ان کو خشکی اور قحط سالی والے اوطان کے قریب پاتے ہیں۔

بطون بنی قرۃ:......اور رہے بنی قرۃ،توان کے بطون ہے تو بڑے وسیع پیمانے پر مگر وہ قبائل اور شہروں میں اکیلے اکیلے بکھرے ہوئے ہیں اوران کی سرداری بنوعبداللہ کوحاصل ہے،اور وہ عبداللہ بن علی اوران کے بیٹے محمد اور ماضی دو بطن ہیں اور محمد کے بیٹے عنان اور عزیز دو بطن ہیں اور عنان شکر اور فارس کے بیٹے دو بطن ہیں اور شکر کی اولاد میں سے یحییٰ بن سعید بن بسیط بن شکر بھی اس کا ایک بطن ہے۔

پس رہا اولاد فارس،اولاد عزیز،اور اولاد ماضی توان کے ٹھکانے جبل اوراس کے دامن میں ہے جوالزاب کی اساس کوجھانک رہا ہے اس طرح مغرب کی طرف عمرہ کی رہائش گاہوں تک ان کا وطن ہے اور یہ ریاح کے جوار میں ان کے تابع ہوکراس کی اولاد کے خادم بن کرزندگی کے دن گن رہے ہیں،خصوصاً دواودۃ کے ان کی میدانی رہائش گاہوں کے اصل متولی ہیں اور صاحب الزاب کے پڑوس کے نزدیک ہونے اوراس کی بادشاہت کی احتیاج کی وجہ سے ان پراس کی اطاعت ضروری ہے اوراس وجہ سے جب اسے قافلوں اورالزاب کے اندر بغاوت کی اطلاعات فکر میں ڈالتی ہیں تو وہ ان کواپنی ضرورت کے تحت استعمال میں لاتا ہے۔

شکر کی اولاد:......اور رہے شکر کی اولاد،درآنحالیکہ ان میں سب سے بڑی سرداری والے ہیں،تو وہ جبل راشد میں اتر گئے،یہ نوفریق تھے یہاں اتر کر جنگ شروع کی اوران میں سے محیا بن سعدی کی اولاد کواولاد زکریر پر غلبہ حاصل ہوا اوران کوجبل راشد سے ہٹادیا پھر یہ وہاں سے جبل کسال کی طرف کوچ کر گئے جوکہ اس کے محاذ میں مغربی جانب میں ہے اسے اپناوطن بنالیا اور طویل عرصہ گزرنے کے باوجود بھی ان کے درمیان مسلسل جنگیں جاری رہیں اور زغبہ کے دلیر نوجوانوں نے ان کے کئی وطن فتح کردیئے چنانچہ یحییٰ کی اولاد جبل راشد میں سوید ابن زغبہ اوران کے حلیفوں کے زیر انتظام رہنے والے بن گئے اور زکریر کی اولاد بنی عامر اوران کے اعوان کے زیر انتظام جبل کسال میں رہنے لگے،اور بسا اوقات یہ اپنے شہری اعوان کے ساتھ ان کی لڑائیوں میں زغبہ کے جنگلات میں گھس جاتے تھے جیسا کہ زغبہ کے حالات میں آنے والا ہے۔

اوران کا شیخ ہمارے قریبی زمانے میں یحییٰ کی اولاد میں سے عامر بن ابی یحییٰ بن محیا تھا،جس کوان میں بڑی عزت وشہرت حاصل تھی اور یہ عبادت اور حج کا طریقہ اختیار کئے ہوئے تھا،یہ مصر میں اپنے عہد کے بڑے شیخ الصوفیہ یوسف الکورانی سے ملے اوراس سے علم حاصل کیا اور ہدایت کا طریقہ تلقین کیا پھر اپنے قوم میں واپس لوٹا اوران سے اس کے طریقے پر عہد لیا چنانچہ ان کی قوم کے بہت سارے لوگوں نے ان کی تابعداری کی،اور اپنے پڑوس میں نضر کی وادی میں مفسدین سے لڑائی کی اوران سے جہاد کیا یہاں تک کہ انھوں نے چند دنوں تک ان کوشکار میں رکھا پھر قتل کردیا،اور اولاد زکریر کا شیخ یغمور بن موسیٰ بن بوزیر بن زکریر جوکہ درجے میں عامر کے برابر تھا اور شرافت میں اس سے بھی بڑھ کر تھا،لیکن عامر عبادت میں رنگ ہوکراس سے زیادہ سیاہ ہوگیا تھا۔ واللہ مصرف الامور والخلق۔

شجرۂ نسب

یحییٰ
بن
علی — بکار
بن — ابوالجلیل
جابر — ضحاک، عاصم، مقدم
بن
مفتاح
بن
مساعد
لطیفہ بن ظافر
ثابت
سرحان بن صبیح
فاضل
بن ضحاک
شبیب محمد
بن
طب
بن
عطیہ
کثیر بن عطیہ بن مردان بن

مظن
بن
محمد
بن
اکرمہ
الخراج بن خرج
مشرف
جرین، عرفہ
بن — توبہ بن عبداللہ بن درید
المرتفع عیاض
اشج — فارس عزیز ماضی مرہ عطیہ بن یاسر
بن — شکر بن عثمان بن محمد بن عبداللہ بن عمر بن عبد مناف
قرہ
ابی ربیعہ
بن — اس کی طرف العموز منسوب ہوتا ہے
نہیک — جیسا کہ اس کی تحقیق بیان ہو چکی ہے
بن
ہلال
بن
عامر

بنو جشم

بنو جشم کا تعارف:......اسی زمانہ میں مغرب میں قرہ، عاصم، مقدم، اثبج، جشم اور خلط قبائل موجود تھے اوران سب قبائل میں جشم سب پر غالب تھا اور اسی نام سے وہ مشہور تھے اوراس قبیلے کا تعلق جشم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن سے تھا اوران کی آمد مغرب میں اس وجہ سے ہوئی کہ جب موحدین

افریقہ پر غالب آ گئے تو اس وقت تمام عرب قبائل ان کے مطیع وفرمانبردار ہو گئے اور پھر ابن غانیہ کے فتنہ کے وقت موحدین سے منحرف ہو گئے اور منصور کے زمانہ کے ساتھ اطاعت کو وابستہ کر دیا تو انہوں نے ان جشم اور دیگر قبائل کو یہاں لے کر آیا اور انہیں مقام تامستا میں ٹھہرایا اور ریاح نے انہیں السبط میں اتارا، غرض جشم تامستا السبط الافسح میں اترا اور یہ مقام سلا اور مراکش کے درمیان اور مغرب اقصیٰ کے علاقہ کے وسط میں واقع ہے اور ان گھاٹیوں سے دور ہے جو جبل درن کے احاطہ کے لئے جنگلات تک پہنچاتی ہے۔

بنو جشم کا تسلط اور غلبہ:......بہر حال دیگر قبائل کی طرح قبیلہ جشم نے بھی اس مقام پر اقامت اختیار کر لی اور ان کی فوجیں مغرب میں خلط تک پھیل گئی اور سفیان اور بنو جابر میں سے موحدین کے باقی ماندہ دور میں سفیان کو اولاً جرمون میں سرداری حاصل رہی اور جب بنی عبدالمومن کی حکومت کمزور ہو گئی اور انہوں نے بزدلی دکھانی شروع کی تو ان کی ہوا اکھڑ گئی اور ان کی جمعیت بہت بڑھ گئی اور انہیں غالب آنے کا جوش آ گیا چنانچہ افرادی قوت کی زیادتی اور صحرائی زندگی کے قرب کی وجہ سے حکومت پر ان کا تسلط ہو گیا پھر انہوں نے اعیاض کے درمیان جو کچھ تھا اسے تباہ و برباد کر دیا۔

بنو مرین کی چڑھائی، بنو جشم کی حکومت کو استحکام:......جب بنو مرین نے بلاد مغرب میں موحدین پر چڑھائی کی اور اس کے بعد فاس اور اس کی بستی پر قبضہ کر لیا تو صحرائی زندگی کے قرب کی وجہ سے ان سے اور ریاح سے بڑھ کر سخت جنگ کرنے والا ان کا کوئی حامی نہ تھا، ان کے ساتھ کئی دفعہ جنگیں ہوئی جس میں بنو مرین نے ان کو پھنسا دیا یہاں تک کہ ان کا غلبہ ہو گیا۔

بالآخر انہوں نے اس کی بیعت کر لی، اور بنو مرین، بنت بنی مہلہل کے ذریعہ خلط کے سسر بنے اس کے بعد جشم کی سرداری مستحکم ہو گئی اور بنت بنی مہلہل کی وجہ سے ان کی افرادی قوت میں بھی اضافہ ہو گیا حالانکہ اس سے قبل موحدین کے زمانہ میں یہ کثرت صرف سفیان کے دور میں تھا پھر گردش زمانہ سے اس کی تیزی میں کمی آ گئی اور ان کے اندر بزدلی اور خوف نے گھر کر لیا اور وہ صحرائی زندگی اور چراگاہیں تلاش کرنے کا دور بھی بھول گئے اور ان کا قبیلہ ان قبائل میں شمار ہونے لگا جو ٹیکس اکٹھا کرنے کے ذمہ دار اور سلطان کے جاننے والے فوج میں ہوتے ہیں۔

جشم کے نسب میں مؤرخین کی رائے:......اب ہم ان چاروں فرقوں اور ان میں سے ہر ایک قبیلہ کے بارے میں تحریر کریں گے اور ان کے انساب کے بابت ذکر کریں گے،

دراصل یہ قبائل جشم میں شمار ہوتے ہیں اور لوگوں کے ذہنوں میں جو جشم موجود ہے وہ جشم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن ہے، اللہ تعالیٰ حقائق کو بہتر جانتا ہے، ممکن ہے کہ اس کے علاوہ بھی کوئی جشم ہو، مامون اور اس کے بیٹوں کے زمانہ میں اس قبیلہ کا معروف شیخ جرمون بن عیسیٰ تھا۔

بعض مؤرخین کی رائے یہ ہے کہ موحدین کے زمانہ میں اس کا نسب بنی قرہ میں تھا اور ان کے اور خلط کے درمیان مامون اور ان کے بیٹوں کے پیروکار موجود تھے پس اس وجہ سے سفیان، یحییٰ بن ناصر کا پیروکار بن گیا اور اس کا مراکش میں خلافت کا جھگڑا تھا، پھر رشید نے خلط کے شیخ مسعود بن حمیدان کو قتل کر دیا جیسا کہ اس کا ذکر آگے آئیگا۔

جرمون کی رشید سے علیحدگی اور اس کی وجہ:......پس یہ یحییٰ بن القاص کے پاس گئے اور سفیان رشید کے پاس، پھر کچھ عرصہ کے بعد مغرب میں بنو مرین غالب آ گئے اور ان کی موحدین کے ساتھ پے در پے کئی جنگیں ہوئیں، ۶۳۸ھ میں جرمون رشید سے الگ ہو گیا، الگ ہونے کے بعد وہ محمد بن عبدالحق امیر بنی مرین سے جا ملا، وجہ یہ تھی کہ اس نے ایک شب اس کے ساتھ شراب نوشی کی اور اتنی شراب پی لی کہ وہ آپے سے باہر ہو گیا اور نشہ کی حالت میں رقص کرتے ہوئے اس پر حملہ کر دیا جب ان کو ہوش آیا تو اسے اپنے کئے پر شرمندگی ہوئی اور پھر وہاں سے بھاگ کر محمد بن عبدالحق کے پاس پہنچ گیا، یہ واقعہ ۶۳۸ھ کا ہے، اس کے بعد ۶۳۹ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔

کعب کانون:......جرمون کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا کعب کانون سعید کے ہاں بلند مرتبہ پر فائز ہو گیا اور ۶۴۳ھ میں اس کے بنی مرین کی طرف جانے کی وجہ سے اس کا مخالف ہو گیا اور داز مور کی طرف واپس گیا اور سعید کی سرداری اور حکمرانی میں ہی اس پر قبضہ کر بیٹھا، یہ تو اپنی حرکت سے رک گیا لیکن کانون بن جرمون نے اس کا قصد کیا تو یہ اس کے آگے بھاگ اٹھا اور بھاگ کر تامزرکت کے پاس گیا اور اس کے انتقال سے ایک روز

پہلے خلط نے ایک جنگ میں قتل کر دیا اس کے بعد سفیان کے حکم سے اس کے بھائی یعقوب بن جرمون نے اسے قائم کیا اور محمد نے اپنے بھائی کانون کے بیٹے کو قتل کر دیا۔

اور پھر مرتضٰی کے ساتھ ۶۴۹ھ میں امان ایملو لین کی تحریک میں حاضر ہوا اور پھر سلطان کے پاس چلا گیا اس کے بعد اس کی فوج میں فساد پیدا ہو گیا یہ دوبارہ واپس لوٹ آیا، بنو مرین نے اسکا پیچھا کیا اور اسے شکست ہوئی، اس کے بعد مرتضٰی واپس آ گیا اور اسکو شکست کی معافی دیدی۔

پھر ۶۵۹ھ میں مسعود نے اس کو قتل کر دیا چنانچہ اس کے بھائی کانون کے دونوں بیٹوں کے ذمہ اس کے باپ کا بدلہ تھا اس لئے یہ دونوں بنی مرین کے سلطان یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ جا ملے اور مرتضٰی نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو آگے کیا مگر وہ اس کی حاکمیت کو برقرار نہ رکھ سکا جس کی وجہ سے اس کو ہٹا کر اپنے چچا عبیداللہ بن جرمون کو آگے کیا اور ساتھ عبدالرحمٰن بن مرین سے مل گیا، پھر مرتضٰی، بنی جابر کے مشہور شیخ یعقوب بن قیطون کے پاس گیا اور اس کے بدلہ میں یعقوب بن کانون سفیانی کو آگے کیا، پھر عبدالرحمٰن بن یعقوب نے ۶۵۴ھ میں دوبارہ بات کی تو اس کو پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔

اس کے بعد مسعود بن کانون نے سفیان پر ایک شیخ کو مقرر کیا اور یعقوب سے اس کے مقام کو چھین لیا یہاں تک کہ ۶۶۶ھ میں یعقوب بن عبدالحق کا انتقال ہو گیا اور وہ مسکورہ سے جا ملا اور پھر فتنہ جنگ کی آگ بھڑکا دی اور حطون بن یعقوب کو اس کی جگہ پر تقرر کر دیا یہاں تک ۶۶۹ھ میں اس کا انتقال ہو گیا اور پھر اس کی جگہ پر اس کا بھائی عیسٰی حاکم بن گیا جبکہ مسعود مسکورہ میں ۶۸۰ھ میں فوت ہو گیا، اس کے بعد اس کا بیٹا منصور بن مسعود سیکسوی کے ساتھ جا ملا یہاں تک کہ اس نے یوسف بن یعقوب کے زمانہ میں اس کو دوبارہ ملازمت دیدی، اور وہ ۷۰۶ھ میں تلمسان کے محاصرہ سے وہ اپنی فوج کے ساتھ اس کے پاس گیا۔

آل سفیان کی حکمرانی:......اس کے بعد سے مسلسل سرداری سفیان کی چلی آرہی ہے جو بنی جرمون میں ہے، بیان کیا جاتا ہے کہ سفیان کا قبیلہ اسفی کے نزدیک تامستا کے اطراف میں ٹھہرا ہوا تھا اور ساتھ ہی انہوں نے اس کے وسیع و عریض علاقہ پر قبضہ کر لیا اس وقت اس کے حاکم خلط تھے اور قبیلوں میں حرث اور کلابہ باقی رہ گئے تھے جو کہ سرزمین شوس اور اس کے جنگلوں میں چراگاہوں کو اور بلاد جاجہ جو مصامدہ میں سے ہے کے کھلے میدانوں کو تلاش کرتے پھرتے تھے یہی وجہ تھی کہ ان میں سختی اور جنگوئی کی صفت باقی رہ گئی اور ان کے تیراندازوں کا تعلق بنی مطارع سے تھا جو قبیلہ حرث سے تعلق رکھتا تھا اور مراکش کے گردونواح میں اس کا فتنہ وفساد کا ایک لمبا سلسلہ تھا۔

پس جب مراکش کے سلطان نے امیر عبدالرحمٰن بن فلفوس کو ۷۶۷ھ میں سلطان ابی کے پاس بھیجا تو اس نے انہیں پسند کر لیا اور انکی خوب عزت افزائی کی اور باقاعدہ فوجی پریڈ میں دستور کے مطابق ان کو آگے کیا، ان کا شیخ منصور بن یعیش تھا جن کا تعلق اولاد مطار میں سے تھا اس نے ان سب کو گرفتار کر لیا اور پھر بہت سوں کو قتل کر دیا اور باقی کو قید میں ڈال دیا، اس طرح زمانہ کے لئے یہ ایک عبرت و نمونہ بن گئے اس طرح ان کی شوکت ختم ہو گئی، اللہ تعالیٰ جو چاہے اس کی قدرت رکھتا ہے۔

قبیلہ خلط کا تعلق جشم سے:...... یہ قبیلہ جشم کے نام سے جانا جاتا ہے اور انکا تعلق جشم سے ہے اور ان کا شمار بھی جشم سے ہوتا ہے لیکن مشہور یہ ہے کہ خلط کا تعلق بنوالمشفق سے ہیں جو کہ بنی عامر بن عقیل بن کعب سے ہیں اور یہ سب کے سب بحرین میں قرامطہ کے پیروکار ہیں اور جب قرامطہ کی حکومت کمزور ہوگئی اور شیعوں کی دعوت سے بحرین پر بنوسلیم غالب آ گئے پھر ان پر عباسیوں کی دعوت سے بنو ابی الحسین غالب آ گئے جو کہ بنی تغلب میں سے تھا، اسی طرح بنوسلیم اور بنوالمشفق کے لوگ افریقہ کی طرف کوچ کر گئے جب کہ بنوعقیل بحرین کے نواح میں باقی رہ گئے یہاں تک کہ ان میں سے بنو عامر بن عوف بن مالک بن عامر بن عقیل تغلبیوں پر غالب آ گئے کیونکہ وہ مغرب میں عوام میں سے نسب کی تحقیق کرنے والے کے نزدیک تخلیط نسب کی وجہ سے جشم کی طرف منسوب ہوتے تھے اور جب منصور نے انہیں مغرب میں داخل کیا تو یہ تامستا کے کھلے میدان میں ہی ٹھہر گئے اور یہ لوگ تعداد میں بھی زیادہ تھے اور قوت میں بھی زیادہ، اور ان کا شیخ ہلال بن حمیدان بن مقدم بن محمد بن ہبیرہ بن عواج تھا۔

ہلال بن حمیدان:...... جب عادل بن منصور تخت حکمرانی پر بیٹھا تو انہوں نے اس کی مخالفت کی اور اس کے ساتھ جنگ کر کے اس کی فوجوں کو

شکست دی اور ہلال کو اس کی بیعت کے ساتھ ۶۲۵ھ میں مامون کے پاس بھیجا اور موحدین نے اس کی پیروی کی اور جب مامون آیا تو انہوں نے اس کی حکومت کی مدد کی اور ان کی دشمن سفیانی لڑائی کی وجہ سے یحییٰ بن العاص کی طرف چلے گئے جبکہ ہلال ہمیشہ ہی مامون کے ساتھ رہا یہاں تک کہ مامون کا انتقال ہو گیا پھر اس نے اس کے بیٹے رشید کی بیعت کی پھر اسے مراکش لے آیا اور وہاں سفیان کو شکست دیدی اور ان کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا اس کے بعد پھر ان کا انتقال ہو گیا۔

اس کے بعد اس کا بھائی مسعود حکمران بنا اور موحدین کی فوج کا سردار عمر بن اوقاریط رشید کا مخالف ہو گیا جبکہ وہ مسعود بن حمیدان کا دوست تھا بس اس نے اسے بھی سلطان کے خلاف اکسایا تو یوں وہ بھی اس کا مخالف بن گیا چنانچہ رشید نے اس کو اپنے پاس لانے کے لئے ایک چال چلی جس میں وہ کامیاب ہو گئے، اور وہ مراکش آیا تو رشید نے اس کی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ ۶۳۲ھ میں اس کو قتل کر دیا۔

خلط کی حکمرانی:......اس کے بعد اس کے بھائی ہلال کا بیٹا یحییٰ خلط کا حکمران بنا اور پھر اپنی قوم کی ایک جمعیت کے ساتھ یحییٰ بن القاص کے ساتھ گیا اور ان کے ساتھ اوقاریط کا بیٹا بھی تھا وہاں جا کر انہوں نے مراکش پر - ھ کر لیا جبکہ رشید سلجماسہ کی طرف روانہ ہو گیا اور یحییٰ نے محاصرہ کر کے مراکش پر قبضہ کر لیا اور پھر اس میں خوب فساد پھیلایا۔

پھر رشید ۶۳۲ھ میں مراکش آئے اور اس پر غلبہ حاصل کر لیا اور اوقاریط کے بیٹے کو اندلس میں جا ملا اور علی بن ہود نے خلط کے ہاتھوں بیعت کا اظہار کیا اور انہیں پتہ چل گیا کہ یہ اوقاریط کے بیٹے کی چال ہے یوں وہ ہلاکت سے نجات پا گیا اور یحییٰ بن القاص نے انہیں قلعے کی طرف بھگا دیا پھر انہوں نے رشید سے گفتگو کی تو اس نے ہلال کے دونوں بیٹوں علی اور وشاح کو گرفتار کر کے ۶۳۵ھ میں بازمور میں قید کر دیا پھر بعد میں رہا بھی کر دیا، پھر اس نے محبت کے اظہار کے بعد ان کے مشائخ سے غداری کی اور عمر بن اوقاریط کے ساتھ ان سب کو قتل کر دیا۔

اہل اشبیلیہ نے اسے اس کے پاس بھیجا پھر وہ سعید کے ہمراہ بنی عبدالواحد کے پاس گئے اور ان سے جنگ شروع کر دی یہاں تک وہ جنگ میں قتل ہو گیا جبکہ مرتضیٰ ہمیشہ ہی سے اس کے ساتھ دھوکہ اور حیلہ بازی کرتا رہا یہاں تک علی نے ۶۵۲ھ میں ان کے شیوخ کو گرفتار کر لیا اور عواج بن ہلال، بنی مرین کے ساتھ مل گیا، مرتضیٰ نے اس سے علی بن ابی علی کو آگے کیا کیونکہ یہ ان میں سردار گھرانے کا فرد تھا، پھر اعوج ۶۵۴ھ میں واپس لوٹ آیا اور علی بن ابی علی نے ان سے جنگ کی اور وہ اس جنگ میں قتل ہو گیا۔

پھر ۶۶۰ھ میں مرتضیٰ کے خلاف ام الرجلین کا واقعہ پیش آیا تو علی بن ابی علی، بنی مرین کی طرف واپس آ گیا اس کے بعد سارے خلط والے بنی مرین کی طرف آ گئے، ابتداً ان میں سرداری کا آغاز مہلہل بن یحییٰ سے ہوا پھر یعقوب بن عبدالحق نے ان سے رشتہ داری کی اور اپنی بیٹی کو اس سے بیاہ دیا جس سے اس کا ایک بیٹا سلطان ابوسعید پیدا ہوا یوں مہلہل ۶۹۵ھ میں اپنی وفات تک ان کا سردار رہا پھر اس کا بیٹا عطیہ ان کا سردار بنا اور یہ سلطان ابوسعید کے دور میں تھا اور اس کا ایک بیٹا ابوالحسن کے نام سے تھا جسے اس نے شاہ مصر ملک ناصر کی طرف سفیر بنا کر بھیجا اور جب ان کا انتقال ہو گیا تو زمام حکومت ان کے بھائی عیسیٰ بن عطیہ نے سنبھالی پھر اس کا بھتیجا زمام بن ابراہیم بن عطیہ نے مسند اقتدار سنبھالا تو انہوں نے اپنی اعلیٰ کارکردگی سے عزت وشرف اور قرب سلطانی کے اعلیٰ مقام کو حاصل کیا یہاں تک کہ اس کا انتقال ہو گیا اس کے بعد عنان حکومت اس کے بیٹے احمد بن ابراہیم چلاتے رہے یہاں تک کہ ان کا بھی انتقال ہو گیا۔

اس کے بعد سلیمان بن ابراہیم، اس کے بعد مبارک تخت نشین ہوئے اور وہ سلطان ابوعنان کے زمانہ اور اس کے بعد سلطان ابوسالم کے فوت ہونے کے بعد تک اسی حالت میں رہا جب کہ مغرب پر اس کا بھائی عبدالعزیز قابض ہو گیا اور پھر اس نے اپنے بیٹے ابوالفضل کو مراکش کی ایک جانب بطور جاگیر دیدیں جب کہ ان کے ساتھ اس وقت مبارک بھی تھا، جب ابوالفضل گرفتار ہو گیا تو ساتھ میں مبارک بھی گرفتار ہو گیا، پھر ان کو قید خانہ میں ڈال دیا گیا یہاں تک سلطان عبدالعزیز، عامر بن محمد پر غالب آ گئے پھر انہوں نے اسے قتل کر دیا اور ساتھ ہی مبارک کو بھی قتل کر دیا گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے بعد سے خلط مٹ گیا اور دوسو سال سے اس بسیط الافسح میں پھر کبھی سرسبزی اور خوشحالی نہ آئی اور زمانہ انہیں کھا گیا اور ان کی خوشحالی ختم ہو گئی۔ واللہ غالبٌ علیٰ کل امرہ۔

بنو جابر بن جشم

بنو جابر بن جشم کے احوال:.....مغرب میں بنو جابر کا تعلق بھی جشم سے ہی ہوتا ہے اور انہی میں سے شمار کرتے ہیں، بعض مورخین اس زمانہ کے ایک فرقہ سدرانہ سے تعلق کو بیان کرتے ہیں، بیان کیا جاتا ہے کہ یحییٰ بن ناصر کی جنگ میں ان کا بہت اثر ورسوخ تھا کیونکہ یہ بھی ان کے دوستوں میں شامل تھے اور ۶۳۳ھ میں یحییٰ بن ناصر کا انتقال ہو گیا تو رشید نے ان کے شیخ قائد بن عامر اور اس کے بھائی کو قتل کرنے کے لئے ایک جرنیل کو بھیجا اس کے بعد یعقوب بن محمد بن قیلون بھاگ گیا پھر اسے موحدین کے جرنیل یغلو نے قید کر لیا اس کے بعد یعقوب بن جرموق نے آ کر بنی جابر کے شیخ اسماعیل بن یعقوب قیطون کو حکمران بنادیا پھر بنو جابر جشم کے قبیلوں سے الگ ہو کر تیادلہ کے دامن کوہ میں آ گئے اور وہاں ان کے پڑوس میں آ کر رہائش پذیر تھے جو بربریوں میں سے قشہ اور ہعنا بہ میں تھے یہ لوگ تو کبھی السبط کے میدانوں میں آ جاتے اور جب کبھی انکو کسی سردار کا خوف لاحق ہوتا تو بربریوں کے معاہدہ کے مطابق پہاڑوں اور دیگر پڑوس کے علاقوں میں جا کر پناہ لیتے تھے۔

سلطان ابوعنان کے زمانہ میں حسین بن علی وردیغی ان کا سردار تھا ان کے انتقال کے بعد ان کا بیٹا اس کا قائم مقام بنا اور جب حسن بن عمر ۶۰ ےھ میں سلطان کے پاس سے سالم کی طرف گیا اور سلطان کی فوجیں ان کے مقابلہ پر آئیں تو انہوں نے ان کو اختیار دیدیا، پھر ابوالفضل بن سلطان ابی سالم مراکش سے فرار کے وقت ۶۸ ےھ میں ان سے جاملا اور سلطان عبدالعزیز نے ان سے مقابلہ کیا اور ان کو دبالیا تو وہ اپنی قوم کے صناکر اور بربریوں سے جاملا اور انہوں نے اسے مال پر اختیار دیدیا تو وہ اسے اس کے پاس لے گیا۔

امیر عبدالرحمٰن:.....امیر عبدالرحمٰن بغلوسن کے جنگوں کے دوران، عمر بن عبداللہ کے عہد میں جو مغرب میں قابض تھا ان کے ساتھ جاملا اور عمر نے اسے طلب کیا تو انہوں نے اس کو اپنے پاس سے نکال دیا اور اس جنگ میں ناصر کی نبرد آزمائی لمبی ہوگئی تو حکومت نے اس کو ناپسند کیا اور ناصر کو گرفتار کر کے قید خانہ میں ڈال دیا جہاں وہ کئی سال تک پڑا رہا پھر کافی عرصہ کے بعد ان کو قید سے رہائی ملی تو وہ مشرق سے واپس آ گیا تو وزیر ابوبکر بن غازی نے جو سلطان بن عبدالعزیز کے مقابلہ میں اپنے آپ کو ترجیح دیتا تھا اسے گرفتار کر کے قید خانہ میں ڈال دیا یوں سرداری کا سلسلہ ان سے دور ہوتا چلا گیا۔

بعض مؤرخین کی رائے:.....بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ دردیقہ بنی جابر میں سے ہیں جشم سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ سدراتہ ایک شاخ ہے جو دراصل بربریوں کے لوانہ کا ایک قبیلہ ہے اور ان کے پڑوس میں ہونے کی وجہ سے ان کے بربری ہونے پر استدلال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی اس حقیقت کو بہتر طور پر جانتا ہے۔

عاصم اور مقدم کا تعلق اثبج سے ہے:.....جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ قبیلے دراصل اثبج سے ہیں اور تامستا میں جشم کے ساتھ ہی اترے تھے اور انہیں عزت وشرف حاصل تھا لیکن جشم کی کثرت کی وجہ سے جشم ہی زیادہ معزز تھا کیونکہ سلطان کو ان پر طاقت حاصل تھی اور اس نے ان پر ٹیکس لگایا ہوا تھا۔

موحدین اور مامون کے زمانہ میں عاصم کا سردار حسن بن زید تھا جس کا یحییٰ بن ناصر کی جنگ میں بہت اثر ورسوخ تھا اور جب یحییٰ ۶۳۳ھ میں فوت ہو گیا تو رشید نے قائد اور عامر کے دونوں بیٹوں کے شیخ جو بنی جابر کے شیخ تھے کے ساتھ حسن بن زید کے قتل کا بھی حکم دیدیا چنانچہ یہ سب قتل کر دیئے گئے، پھر ابوعیاد اور اس کے بیٹوں کو سرداری مل گئی جو ان کے درمیان عہد ابن مرین، عیاد بن ابی عیاد سے چلی آ رہی تھی،

ابوعیاد کو النصرۃ میں برتری اور استقامت حاصل تھی اور وہ تلمسان کی طرف بھاگ گیا اور پھر وہاں سے ۷۰ ےھ میں واپس لوٹا، اس سے قبل ان کو یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ سرداری حاصل رہی اور اس کی حکومت مقدم کی حکومت ختم ہونے تک رہی اس کے بعد ان کے بیٹوں میں آئی جس کو وہ استقامت نصیب نہ ہو سکا، ان کی جہادی تقاریر بہت مشہور ہیں۔ واللہ خیر الوارثین۔

بنوریاح کی شاخیں

ریاح کی شاخوں کے حالات، جن کا تعلق ہلال بن عامر سے ہے:...... قبیلہ ہلال کے افریقہ میں داخل ہوتے وقت یہ قبیلہ دیگر تمام قبائل میں تعداد میں سب سے زیادہ اور عزت و شرافت میں سب سے معزز تھے اور جیسا کہ کلبی نے بیان کیا ہے کہ یہ ریاح بن ابی ربیعہ بن نہیک بن ہلال بن عامر تھے اس وقت اس قبیلہ میں سرداری موسیٰ بن یحییٰ الضنبری کو حاصل تھی جن کا تعلق مرداس بن ریاح کے بطون سے ہے، اس کے زمانہ میں ایک نوجوان فضل بن علی کے نام سے تھا جن کا ذکر ان کی اکثر جنگوں میں پایا جاتا ہے جو صنہاجہ کے ساتھ ہوئی تھی اور ان کے بطون عمر، مرداس اور علی تھے اور ان سب کا تعلق بنوریاح سے تھا اور سعید بن ریاح اور خضر بن عامر بن ریاح، اخضری تھے۔

اور مرداس کے بہت سے بطون ہیں داود بن مرداس اور ضنبر بن حواز بن عقید بن مرداس اور ان کے بھائی مسلم بن عقیل اور اس کی اولاد میں عامر بن یزید بن مرداس، اور ایک دوسرا بطن ہے جن میں موسیٰ بن عامر اور جابر بن عامر ہیں اور ان کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ لطیف میں سے ہیں جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، سودان اور مشہور اور بنومحمد بن عامر یہ تین بطون ہیں اور یہ اسم، سودان اور علی بن محمد سے ہیں، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مشاہرہ یعنی بنومشہور بن ہلال بن عامر، ریاح کے علاوہ کسی اور نسل سے ہیں۔

مرداس کی برتری:...... اور ان سب نسلوں میں مرداس کو ریاح پر ہمیشہ سے برتری اور سرداری حاصل رہی ہے جب کہ افریقہ میں داخلہ کے وقت یہ سرداری ضنبر یہ کو حاصل تھی پھر یہ سرداری زدادوہ کو ملی جو داود بن مرداس بن ریاح کے بیٹے ہیں اور اس بارے میں بنوعمر بن ریاح کا خیال ہے کہ ان کے باپ نے اس کی کفالت و تربیت کی ہیں جب کہ موحدین کے زمانہ میں ان کا سردار مسعود بن سلطان بن زمام بن وردیقی بن داود تھا جسے اس کی شدت وصلابت کی وجہ سے بلط کا لقب دیا گیا تھا۔

مسعود کا کوچ:...... جب منصور ریاح کو مغرب میں لایا تو اس وقت مسعود کی افواج اپنی جماعتوں کے ساتھ پیچھے رہ گئیں، یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب سلطان نے ان کی اطاعت کی آزمائش کی اور اسے اور اس کی قوم کو کنامہ کے محلات جو مقر کبیر کے نام سے مشہور ہیں کے درمیان سے لے کر غار البسیط الفسیح تک کے علاقہ میں اتارا جو کہ بحر اخضر کے ساحل تک چلا جاتا ہے پس یہ لوگ وہاں رک گئے اور ۵۹۰ھ میں مسعود بن زمام اپنی قوم کی جماعت کے ساتھ فرار ہو کر افریقہ چلا گیا پھر اس کے پاس بنوعساکر بھی آ کر جمع ہو گئے اور پھر وہاں سے طرابلس چلے گئے اور وہاں جا کر زغب وذئاب کے مہمان بنے، پھر اس کے بعد وہ قراقش کی خدمت میں چلے گئے اور طرابلس کی فتح میں اپنی قوم کے ساتھ شریک ہوا، جس کی تفصیلات ہم قراقش کی حالات میں بیان کریں گے پھر وہ وہاں سے ابن الغانیہ المیرو قی کے پاس واپس لوٹ آیا اور وہیں پر اپنی وفات تک مقیم رہا۔

محمد بن مسعود کی حکمرانی:...... مسعود کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے محمد نے عنان حکومت سنبھالی اور موحدین کے ساتھ میروقی کی جنگ میں ان کو سرداری اور نیابت حاصل رہی اور جب ابومحمد بن ابی حفص یحییٰ المروقی موحدین کے ساتھ ۶۱۸ھ میں بلاد جرید کے الحمہ پر غالب آیا اور بہت سارے عربوں کو قتل کیا تو ان مقتولین میں عبداللہ بن محمد اور اس کا چچازاد ابوالشیخ بن حرکات بن عساکر بھی تھا اور جب شیخ ابومحمد قتل ہو گیا تو محمد بن مسعود واپس افریقہ آئے اور پھر ان پر غلبہ حاصل کیا، اس کے بعد اشجع کے حلیف اور ضحاک اور لطیف کے سارے خانہ بدوش اس کے پاس آ گئے انہوں نے اس پر بھی غلبہ حاصل کیا یہاں تک کہ یہ خانہ بدوش سفر سے بھی درماندہ ہو گئے اور پھر الزاب اور سدرہ کی بستیوں میں پھیل گئے اور محمد بن مسعود اپنے سفر میں لگا رہا یوں اس کو اور اس کی قوم کو افریقہ کے نواح میں الزاب، قیروان، مسیلہ اور قصلیلہ کے صحرا نشینوں کی سرداری حاصل ہو گئی اور ۶۳۱ھ میں بنی سلیم اور ریاح کے عربوں میں سے یحییٰ بن غانیہ کا انتقال ہوا تو ساتھ ہی ان کی حکومت بھی ختم ہو گئی اور ابوحفص کی حکومت مستحکم ہو گئی۔

آل ابی حفص کی حکمرانی:...... آل ابی حفص میں یحییٰ بن عبدالواحد نے مراکش کے انگوروں کے خراب ہونے کے موقع پر خطبہ دیا اور یحییٰ بن غانیہ کے پیروکار جو بنی سلیم اور ریاح کے عرب تھے وہاں سے منتشر ہو گئے جس کی وجہ سے آل بی حفص نے ان کے قیام کو اپنے گذشتہ عناد اور ابن غانیہ

کی مدد کرنے کی وجہ سے بُرا سمجھا جیسا کہ ان کے حالات وواقعات میں تحریر ہے، چنانچہ انہوں نے انہیں حکومت کی مشائعت کے لئے چن لیا اور ان کے اور قبیلہ ریاح کے درمیان جنگ چھیڑ دی اور انہیں قیروان اور بلاد قسطیلیہ میں اتارا، اور یہ محمد بن مسعود کے لئے نشانی بھی تھا۔

ایک سال اس کے پاس مرداس کا وفد انصاف طلب کرتا ہوا مہمان بن کر آیا اور وہ لوگ اس کی نعمتوں پر بہت حریص تھے چنانچہ وہ ان کے بارے میں ان سے لڑ پڑے اور انہوں نے محمد بن مسعود کے چچا رزق بن سلطان کو اس کی اطلاع کر دی چنانچہ ان کے اور ریاح کے درمیان متعدد جنگیں ہوئیں یہاں تک کہ انہوں نے ان کو افریقہ کے مشرقی جانب کوچ کر دیا اور انہیں اس کی غربی جانب میں بدل دیا اور بنوسلیم میں سے کعوب اور مرداس نے قابس سے لے کر بونہ اور معطہ تک کے تمام مشرقی مضافات پر قبضہ کر لیا اور ساتھ ہی ساتھ زواوہ وتلول کے علاقہ سے قسطنینہ اور بجایہ کے مضافات ،زاب، ریغ اور دارکلا کے میدان اور ان کے درے پر بھی مالک ہو گئے ،محمد بن مسعود کی وفات کے بعد وہاں کی سرداری کا شرف موسیٰ بن محمد کو حاصل ہوا اور اسکو اپنی قوم میں دولت وثروت ،شہرت اور حکومت ہر طرح سے فوقیت وعزت حاصل ہوا۔

یحییٰ کی وفات اور محمد المنتصر کی بیعت: ...... یحییٰ بن عبدالواحد کے انتقال کے بعد ان کا بیٹا تخت خلافت پر متمکن ہوا لوگوں نے ان کی بیعت کی ،دراصل لوگوں کے دلوں میں ان کی عزت تھی اس کے بھائی ابراہیم نے ان کے خلاف خروج کیا اور زواودہ کے ہاں جا کر ان کے ساتھ مل گیا اور جہات قسطنیہ میں اس کی بیعت کر لی اور اس کو سردار بنانے پر متفق ہو گئے ،بعدازاں ۶۶۶ھ میں المنتصر کے مقابلہ میں نکلا تو یہ اس کے آگے بھاگ کھڑے ہوئے اور پھر اس کی ساری جمعیت منتشر ہو گئی اور ان میں سے بنوعسا کر بن سلطان اس کے پاس آئے جب کہ اس وقت ان کی سرداری مہدی بن عسا کر کے بیٹے کے پاس تھی انہوں نے ابراہیم بن یحییٰ کے ساتھ کیا ہوا عہد توڑا اور تلمسان بھاگ گئے اور وہ سمندر پار کر کے اندلس پہنچ گئے اور وہاں جا کر شیخ بن احمر کے پڑوس میں مقیم ہو گئے۔

موسیٰ کی وفات: ...... پھر موسیٰ بن محمد کا بھی انتقال ہو گیا تو لوگوں نے اس کے بیٹے شبل بن موسیٰ کو سردار بنایا،سرداری ملنے کے بعد اس نے ظلم کی انتہا کر دی اور ان کے دور میں ہر طرف فساد کا زور ہو گیا تو المنتصر نے اس کے عہد کو توڑ دیا اور اپنی افواج کو لے کر جن کا تعلق موحدین اور بنی سلیم کے عربوں میں سے تھا اور بنوعسا کر کے اولاد میں سے تھا اس کے مقابلہ پر آیا اس کے ہراول دستہ پر شیخ ابو ہلال عباد محمد النہتاتی تھا جو ان دنوں بجایہ کا امیر تھا۔

شیخ ابو ہلال کا دھوکہ: ...... اس نے ان کے خلاف ایک چال چلی وہ اس طرح کہ ان کے روساء نے شبل بن موسیٰ بن محمد بن مسعود کا شاندار انداز میں استقبال کیا جب کہ ان کے ساتھ درید بن تازیر بھی تھا جو کہ کرخہ کی اولاد نابت کا سردار تھا چنانچہ اس نے ان سب کو آتے ہی گرفتار کر لیا اور پھر انہیں قتل کر دیا اور ابن رابیہ کو پکڑ لیا جہاں انہوں نے اس کے بھائی ابو اسحٰق کی بیعت کی ،جبکہ قاسم بن بوزیر بن حفص القازع ان کے پاس حکومت کے خلاف نکلنے کا مطالبہ کرتے ہوئے گیا، جب اس نے خروج کیا تو ان کے دستے بکھر گئے اور ادھر ادھر منتشر ہو گئے اور اس کے آگے بھاگ کھڑے ہوئے چنانچہ اس نے الزاب کے آخر تک ان کا پیچھا کیا۔

شبل بن موسیٰ نے اپنے بیٹے سباع کو کم عمری ہی میں اس کے چچا کے پاس رکھا اور انہوں نے ہی اس کی کفالت کی جبکہ سباع نے بھی اپنے بیٹے کو کم سنی میں ہی اپنے چچا کے پاس چھوڑا اور اسی نے اس کی کفالت کی اور ہمیشہ سرداری بھی انہی کے پاس رہی اور یہ سب کے سب مغرب کے زمانے کے بادشاہوں کے ساتھ مل گئے اور محمد کی اولاد فاس میں یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ مل گئی اور سباع کی اولاد تلمسان میں غمیر اسن بن زیان کے ساتھ مل گئی انہوں نے ان کو قیمتی پوشاک اور سواریاں دیں پس انہوں نے رشوت لی اور لڑے اور حیلہ بازی کی اور آہستہ آہستہ اپنے ٹھکانوں کی طرف چلے گئے اور یوں الزاب کی اطراف جو کہ دارالکلا میں سے ہیں اور ریغ کے محلات ،سب پر قبضہ کر لیا، قبضہ کے بعد ان کو آپس میں تقسیم بھی کر لیا اور یہ ان کی حکومت کا آخری زمانہ تھا۔

ابن عتواء: ...... پھر یہ لوگ وہاں سے الزاب میں آ گئے ،اور ان کے حاکم وسردار ابوسعید عثمان بن محمد بن عثمان نے جو موحدین کے سرداروں میں ابن عتواء کے نام سے جانے پہچانے جاتے تھے انہوں نے ان سب کو اکٹھا کیا جبکہ اس کا ٹھکانہ مقرہ میں تھا، پس یہ لوگ الزاب میں ان کے ٹھکانہ پر گیا اور

پھراس پر حملہ کر کے غلطاوہ میں قتل کر دیا، اوراس زمانہ میں الزاب اوراس کے گردونواح پر قبضہ کر کے اس پر غالب آ گئے پھراس نے جبل اوراس کی اطراف کی پیش قدمی کی اور پھر وہاں کے تمام قبائل پر بھی غالب آ گئے پھر یہ اتل کی طرف آئے وہاں پران کے مقابلہ پر اولا دعسا کر جمع ہوگئی اور موسیٰ بن ماضی بن مہدی بن عسا کر نے ان پر غلبہ پالیا پھراس نے اپنی قوم اور بنی عیاض وغیرہ میں سے اپنے حلیفوں کو جمع کیا اور پھر جنگ کے لئے ایک دوسرے کی طرف بڑھے، شدید لڑائی کے بعد اولا دمسعود ان پر غالب آ گئی اور پھران کے سردار موسیٰ بن ماضی کو گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا اوران کے تمام مال واسباب پر قبضہ کرلیا اوران کے ملک پر اولا دمسعود کی حکمرانی ہوگئی، پھرانہوں نے حسن سلوک اوراچھے برتاؤ کے ساتھ اس کی تلافی کی جس کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں ان کے لئے محبت پیدا ہونا شروع ہوئی۔

زمینوں کی تقسیم: ......اورانہیں ان شہروں میں جاگیریں دیں جن پرانہوں نے بلا دجبل اور الزاب پر قبضہ کیا تھا پھران شہروں میں بھی جاگیریں دیں جو بسیط غربی میں واقع ہیں اور جبل اوراس کے اطراف میں ہیں اور یہ جگہ حضہ کے نام سے معروف ہیں اور وہ نقاوس، مقرہ اور مسیلہ ہیں، اور مسیلہ کی جاگیریں سباع بن شبل بن یحییٰ کے لئے مخصوص کی گئی اور بعد میں وہ جاگیریں علی بن سباع بن یحییٰ کے حصہ میں آئیں اور پھراس کے بیٹوں کے حصے میں آئیں اور مقرہ کی جاگیریں احمد بن عمر بن محمد کے لئے مخصوص ہوئیں جو کہ شبل بن موسیٰ بن سباع کا چچازاد بھائی ہے اور نقاوس اولا دعسا کر کے لئے ہی مخصوص ہوئیں۔

سباع بن شبل کی وفات: ......پھر سباع بن شبل بھی فوت ہوگیا پھراس کے بیٹے عثمان نے اس کی حکومت کو سنبھالا، عثمان عسا کر کے نام سے معروف تھے، سرداری کے بارے میں اس کے چچا علی بن احمد بن عمر بن محمد بن مسعود کے بیٹوں اور سلیمان بن سباع بن یحییٰ نے آپس میں جھگڑا کیا اور یہ جھگڑا بہت عرصہ تک چلتا رہا اورانہیں بجایہ کے نواح اور قسنطینیہ اور وہاں کے سردیکش، عیاض اوران جیسے دوسرے لوگوں پر غلبہ حاصل تھا اور آج کل اولا دمحمد کی سرداری یعقوب بن علی بن احمد کا حاصل ہے دراصل وہ اپنی عمر اور مرتبہ کے لحاظ سے زواودہ کا بڑا آدمی تھا اوراسکو بہت عزت وشہرت حاصل تھی اور سلطان کے ہاں بھی ان کا بڑا مقام تھا جوان کو موروثی طور پہ ملا تھا۔

اولا دسباع کی سرداری: ......اولا دسباع کی سرداری ہمیشہ سے علی بن سباع کی اولاد میں رہی ہے، وجہ یہ ہے کہ علی کی اولا دعزت وشہرت کے لحاظ سے بھی فوقیت رکھتی تھی اور تعداد کے لحاظ سے بھی اس کی کثرت تھی، یوسف بن سلیمان بن علی بن سباع کی اولاد میں سے ہے اور یحییٰ بن علی بن سباع کی اولاد اس کی مددگار ہے جبکہ اولا دمحمد قسنطینیہ کے ساتھ مخصوص رہا ہے اور مختلف حکومتوں نے انہیں وہاں کے بہت سے سبزہ زار جاگیریں دی ہیں اور اولا دسباع بجایہ کے نواح کے ساتھ ہی ہمیشہ سے خاص رہا ہے اوران کو بجایہ اوراس کے مضافات کا علاقہ عربوں کے ظلم وستم سے بچانے کے لئے ان کو حاصل تھا تا کہ وہ لوگ ان شاندار پہاڑوں اور راستہ پر غلبہ نہ پاسکیں اور یہ راستے چراگاہوں کے متلاشیوں کے لئے نہایت دشوار گذار ہیں اور ریغ اور دارکلا کی تقسیم ان کے اسلاف کے زمانہ سے ہو چکی ہیں۔

اور الزاب کی مغربی جانب پر اولا دمحمد اور اولا دسباع بن یحییٰ کا تصرف رہا ہے حالانکہ یہ پہلے ابوبکر بن مسعود کے زیر قبضہ رہا جب اس کی حکومت کمزور ہوگئی تو اولا دعمر کا سردار علی بن احمد اور اولا دسباع کا سردار سلیمان بن علی نے اسے خرید لیا اوراس کی وجہ سے ان دونوں کے درمیان مسلسل جنگ ہوتی رہی چنانچہ وہ اولا دسباع بن یحییٰ کی جولانگاہ میں آ گیا اور یوں سلیمان اوراس کا بیٹا اس پر غالب آ گیا چنانچہ انہوں نے اس کے بعد وسطی جانب کو زیادہ آباد کیا اوراس کا بڑا شہر سکرہ میں اولا دمحمد کے لئے ہیں جب کہ یعقوب بن علی کواس کے عامل پر غلبہ اور عزت حاصل رہا ہے وہ اکثر اوقات اپنی حکومت اپنے وطن اوراس کے گردونواح کو اعراب کے فساد سے بچانے کے لئے یہاں چلا آیا تھا۔

الزاب کی مشرقی جانب کے بڑے شہروں میں بادس اور تنومہ قابل ذکر ہیں جو اولا دنابت کے لئے مخصوص رہا ہے جو کہ کرما کے روساء میں شمار ہوتے ہیں کیونکہ یہ مقام ان کی جولانگاہوں میں شامل ہیں اور ریاح سے اس کا کوئی تعلق نہیں البتہ الزاب کے گورنرا کثر اوقات اپنی فوج کے لئے ریاح کے مصاحب میں ان کے بڑے سردار کی اجازت سے اس سے ادھورا اور نامکمل ٹیکس لیتے ہیں اور یعقوب اور ریاح کی تمام شاخیں زواودہ کے پیروکار ہیں اور وہ ان کے ہاتھ کا دیا ہوا کھاتے ہیں اور علاقہ میں ان کی کوئی حکومت نہیں جس پر وہ قابض نہ ہوں۔

اور ان میں سبا سے زیادہ طاقتور اور افرادی قوت کے لحاظ سے زیادہ سعید، مسلم اور اخضر کی شاخیں ہیں جو جنگلوں اور ریگستانوں میں چراگاہوں کی تلاش سے دور رہتے ہیں اور جب زواودہ آپس میں ایک دوسرے سے لڑتے ہیں تو یہ ان سے مذاق کرتے ہیں اور ایک کو چھوڑ کر دوسرے سے معاہدہ کرتے ہیں اور سعید کبھی تو اولاد محمد کے حلیف بن جاتے ہیں اور پھر اس معاہدہ کو توڑ دیتے ہیں جبکہ مسلم اور اخضر ہمیشہ سے اولاد سباع کے حلیف رہے ہیں اسی طرح وہ ابن ابی حامین کے بھی حلیف رہے ہیں۔

سعید کی سرداری: ......اولاد یوسف بن زید کی سرداری سعید کے ہاتھ میں رہی ہے اور ان کا تعلق میمون بن یعقوب بن عریف بن یعقوب بن یوسف کی اولاد سے ہیں اور ان کی مددگاروں میں اولاد عیسیٰ بن رحاب بن یوسف نمایاں ہیں اور وہ اپنے خیال میں بنی سلیم کی طرف منسوب ہوتے ہیں جو کہ اولاد قرس سے ہیں۔

جب کہ ان کے نسب کے متعلق صحیح بات تو یہ ہے کہ وہ معاہدہ اور وطن کے لحاظ سے ریاح سے تعلق رکھتے ہیں اور عرب کے یہ گروہ اولاد یوسف کے ساتھ رہتے ہیں اور مخادمہ عیوث اور فجور کے ناموں سے جانے پہچانے جاتے ہیں

مخادمہ: ......مخادمہ اور عیوث، مخدم کے بیٹوں میں سے ہیں اور مشرف بن اثبج کی اولاد سے ہیں۔

فجور: ......البتہ فجور میں سے کچھ کا تعلق بربریوں، لواتہ اور زناتہ سے ہیں جو ان کی ایک شاخ ہے اور ان میں سے کچھ بغاوت میں سے ہیں اور بغاوت کا تعلق بطون حرام میں سے ہیں، آگے اس کی تفصیل ہم بیان کریں گے۔

زناتہ: ......ان کا تعلق طور لواتہ سے ہیں جیسا کہ ہم بنی جابر اور تبادلہ میں اس کا ذکر کیا ہے اور ان میں سے بہت سے لوگ بنی احمر کے دور کے سلطان الزنادی کی طرف بھی منسوب ہوتے ہیں اور جہاد کے بارے میں ان کے کارنامے بہت مشہور ہیں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان میں سے بہت سے لوگ مصر اور صعید میں رہتے ہیں اور اولاد محمد کے زواودہ حلیف، زکاب بن سودات بن عامر بن صعصعہ کا ہی ایک شاخ ہیں جو ریاح میں شمار ہوتے ہیں اور یہ لوگ اس کے ساتھ سفر کرتے ہیں اور چراگاہیں تلاش کرتے رہتے ہیں اور ان کا ان کے حلیفوں اور مددگاروں میں ایک خاص مقام ہے۔

اور اولاد سباع کے حلیف مسلم اور اخضر ہیں، پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مسلم کا تعلق اولاد عقیل بن مرداس بن ریاح سے ہے اور مرداس بن ریاح کو بعض حضرات زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی طرف بھی منسوب کرتے ہیں لیکن بعض حضرات اس کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا تعلق زبیر بن المھایہ سے ہیں جو کہ بطون عیاض میں سے ہیں جیسا کہ ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں اور ان کی سرداری جماعت بن مسلم بن حماد بن مسلم اور اولاد دعسا کر بن حامد بن کسلان بن غیل بن جماعت اور اولاد زواودہ بن موسیٰ بن قطران بن جماعت کے درمیان ہیں۔

اخضر: ......اخضر کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ یہ خضر بن عامر کی اولاد میں سے ہیں اور یہ عامر بن صعصعہ نہیں کیونکہ عامر بن صعصعہ کے سب بیٹوں کے انساب مشہور ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے، ہوسکتا ہے کہ اولاد ریاح میں سے کوئی دوسرا عامر ہو اور شاید عامر بن زید بن مرداس ہو جن کا ذکر ان کے بطون میں آیا ہے، ان میں سے پہلے اخضری، مالک بن طریف بن مالک بن حفصہ بن قیس بن عیلان کے بیٹے ہیں جنکا ذکر صاحب الاغانی نے بھی کیا ہے۔

اخضر کی وجہ تسمیہ: ......بیان کیا جاتا ہے کہ سیاہ ہونے کی وجہ سے ان کا نام اخضر رکھا گیا اور عرب اسود کو اخضر کہتے ہیں دراصل مالک بہت گندم گوں تھا اور اس کے بیٹے بھی اس کے مشابہ تھے اس وجہ سے وہ اخضر کے نام سے معروف ہو گئے۔

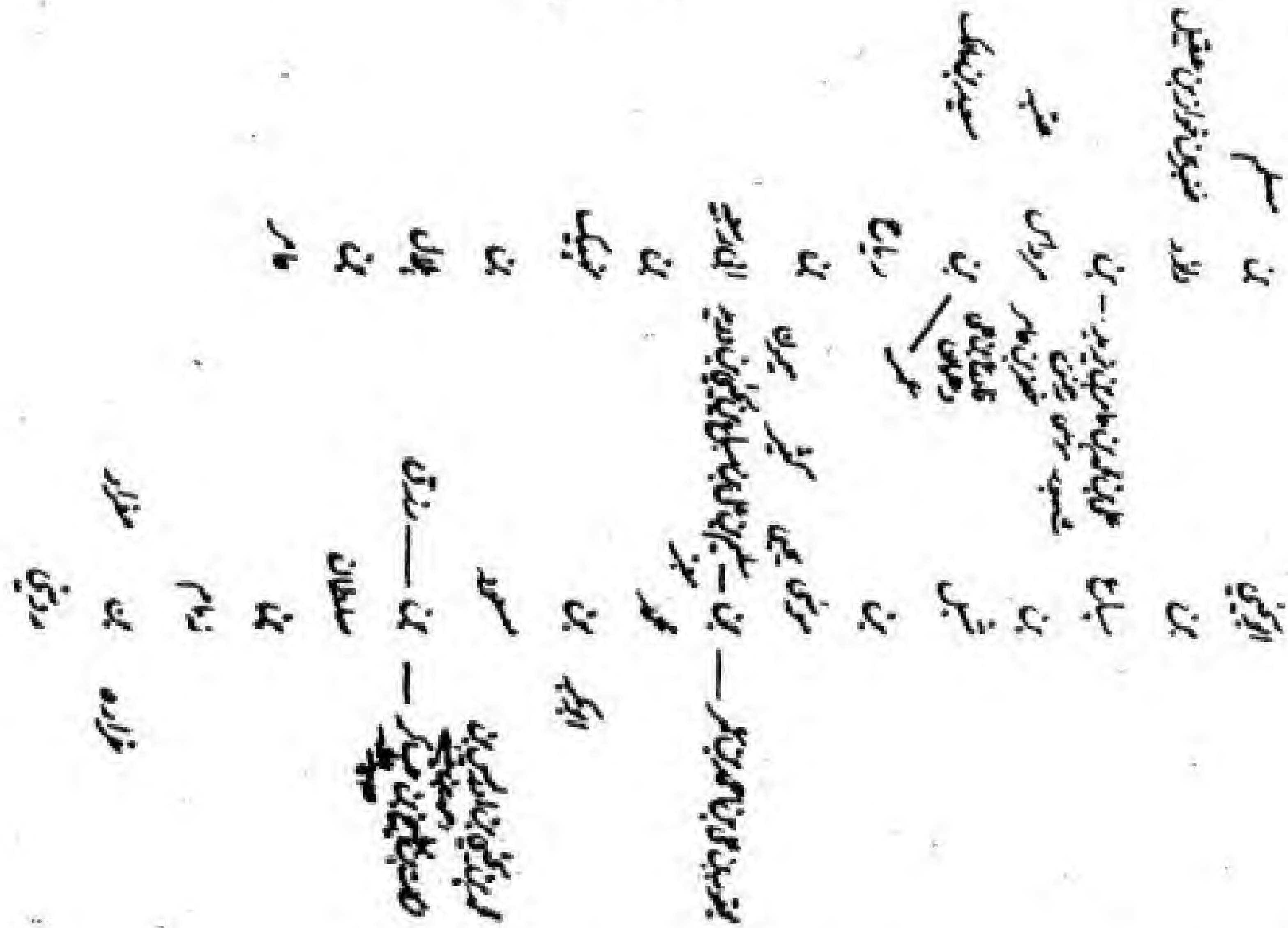
اور ان کی سرداری تامر بن علی بن تمام بن عمار بن خضر بن عامر بن ریاح کے ہاتھوں رہی اور مرین اولاد تامری سے مخصوص ہیں جو عامر بن صالح بن عامر بن عطیہ بن تامر کی اولاد میں سے ہیں اور اسی طرح ریاح بن عمرہ بن اسد بن ربیعہ کا ایک بطن ہے جو نزار میں سے ہیں اور وہ لوگ اپنی اونٹنیوں کے ساتھ سفر کرتے رہتے ہیں۔

بلاد ہبط میں اترنے والے ریاحی: ...... منصور نے ریاحیوں کو بلاد ہبط کے جس جگہ پر اتارا تھا وہ اپنے سردار مسعود بن زمام کے چلے جانے کے بعد وہیں مقیم ہو گئے یہاں تک کہ موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا، اور جبکہ مامون کے زمانہ میں ان کا سردار عثمان بن نصر تھا جسے اس نے ۶۳۰ھ میں قتل کر دیا، اور جن دنوں مغرب کے مضافات میں بنو مرین کا غلبہ ہو گیا تو موحدین نے اپنی فوجوں کے ساتھ ریاح کے خلاف ان کے لشکر کو بھی روانہ کیا چنانچہ یہ لوگ ان کے ارگرد حفاظت کے لئے کھڑے ہو گئے

بنو عسکر بن محمد بن محمد بھی جن کا تعلق بنی مرین سے تھا اپنے بھائیوں بنی حمامہ بن محمد کے ساتھ لڑتے جو ان کے سابقہ بادشاہوں میں سے ہے تو یہ ان کے ساتھ آ ملتے اور ان کے درمیان ایک جنگ میں عبدالحق بن مجید بن ابی بکر بن جماعت ابوالملک اور اس کا بیٹا ادریس قتل ہو گئے اور انہوں نے بنی مرین سے اس خون کا بدلہ لینے کی اپنے دلوں میں پکا ارادہ کر لیا اور کئی دفعہ ان کے خون بہائے اور انہیں قتل کیا اور باقیوں کو قید میں ڈالا اور آخر میں سلطان ابو ثابت عامر بن یوسف بن یعقوب نے ۷۰۷ھ میں ان سے بھرپور جنگ کی اور ان کے لشکر کو قتل کرتے ہوئے ان کا تعاقب کیا یہاں تک یہ لوگ گھاٹیوں اور مرج مستجر کے درمیان ٹیلوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے اور ان کی تعداد بھی کم ہو گئی اور وہاں یہ لوگ بھی دیگر قبائل کے ساتھ گھل مل گئے یوں دیگر اقوام کی طرح مٹ مٹا گئے۔

اللہ تعالیٰ ہی زمین اور اس کے اوپر بسنے والی چیزوں کا وارث ہے اور وہ سب سے بہتر وارث ہے اور اس کے سوا کوئی رب اور معبود نہیں ہے۔ وھو نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

شجرۂ نسب



ریاح کے عالم بالسنہ سعادت کے احوال اور اس کا انجام

سعادت کی پرورش: ...... اس کا تعلق ریاح کے قبیلہ مسلم سے تھا اور اس کی ماں کو لوگ خصیبہ کہہ کر پکارتے تھے جو کہ عبادت اور تقویٰ میں نہایت بلند مقام پر تھی چنانچہ اس کی پرورش بھی زہد و عبادت کے پاکیزہ ماحول میں ہوئی اس کے بعد یہ مغرب کی طرف چلا گیا اور تازہ کے نواح میں پہنچ کر اس دور کے صالحین اور فقہاء اور شیخ ابواسحٰق تسولی سے ملا اور اس سے علم حاصل کیا اور کافی عرصہ تک ان کی صحبت سے فیض یاب ہوتا رہا، اور علم فقہ میں مہارت حاصل کر کے ریاح کے وطن واپس آیا اور الزاب کے شہر طولہ میں مقیم ہوا اور اپنے عزیز و اقارب دوستوں اور جان پہچان والوں کی بری عادتوں کو بدلنے میں مصروف ہو گیا۔

لوگوں کی اطاعت گذاری: ...... چنانچہ ان نیک کاموں کی وجہ سے انکی شہرت ہو گئی اپنی قوم کے ساتھ ساتھ دوسری قوم کے لوگ بھی ان کے مطیع وفرمانبردار اور خادم بن گئے ان کی باتوں پر عمل کرنے والے ساتھیوں میں سب سے مشہور ابو یحییٰ بن احمد، جو زواودہ میں بنو محمد بن مسعود کا شیخ تھا، عطیہ

بن سلیمان بن سباع جو اولاد سباع بن یحییٰ کا سردار تھا اور عیسیٰ بن یحییٰ بن ادریس جو اولاد ادریس کا شیخ تھا اور اولاد عسا کر بھی انہیں میں سے تعلق رکھتا تھا اور حسن بن سلامہ جو اولاد طلحہ بن یحییٰ بن درید بن مسعود کا شیخ تھا اور ہجرس بن علی جو یزید بن زغبہ کی اولاد میں سے تھا، نیز ان کے علاوہ قبیلہ عطاف کے بھی بہت سے حضرات ان کے پیروکاروں میں شامل ہو گئے اور ان کی اپنی قوم کی بہت سے افراد اس کے پیروکار تھے یوں اس کی پیروکاروں کی تعداد بکثرت ہوگئی اس طرح وہ اقامت سنت اور تغییر منکر کا کام کرنے لگ گیا اور ساتھ ہی ساتھ اس نے ڈاکوؤں پر بھی سختی شروع کر دی، نیز اس نے ایک اور اچھا کام یہ کیا کہ انہوں نے الزاب کے گورنر منصور بن فضل مزنی سے مطالبہ کیا کہ وہ رعایا کے ٹیکس اور تاوان وغیرہ کو معاف کر دیں لیکن گورنر منصور نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور ساتھ ہی اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب نہ ہوا در میاں میں اس کے اصحاب حائل ہو گئے اور انہوں نے اقامت سنت اور شہادت پر اس کی بیعت کی، ابن مزنی نے انہیں جنگ کرنے کی اجازت دیدی اور اپنی قوم میں ان کے ہم پایہ افراد کو اس کام کے لئے بلایا، اس زمانہ میں علی بن احمد بن عمر بن محمد جو کہ اولاد محمد کا سردار تھا اور سلیمان بن علی بن سباع جو کہ اولاد یحییٰ کا سردار تھا انہوں نے زواودہ کی سرداری تسلیم کر لی اور سعادت اور اس کے ساتھیوں کی مدافعت کے لئے ابن مزنی کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا،

ان دنوں ابن مزنی اور الزاب کا معاملہ صاحب بجایہ سے تعلق رکھتا تھا جو کہ بنی حفص میں سے تھا اور صاحب بجایہ امیر خالد بن امیر ابوزکریا تھا اور اس کی حکومت کا نگران ابوعبدالرحمٰن بن عمر تھا، چنانچہ ابن مزنی نے اس سے مدد مانگی تو اس نے فوجوں کے ساتھ اس کی مدد کی اور ساتھ اہل طولقہ کو بھی اشارہ کر دیا کہ وہ سعادت کو گرفتار کر لیں۔

سعادت کی پیش قدمی:......سعادت نے وہاں سے نکل کر ایک جانب جا کر ایک الگ مکان بنالیا اور وہ اور اس کے ساتھی وہاں رہنے لگے پھر انہوں نے اپنے دیگر ساتھیوں کو جو پڑاؤ کئے ہوئے تھے جمع کیا اور انہیں سقیہ کہا کرتا تھا پھر انہوں نے اس جمعیت کو لے کر بسکرہ جا کر ۷۰۳ھ میں ابن مزنی کا محاصرہ کر لیا اور انہوں نے وہاں کھجوروں کے درختوں کو کاٹ دیا لیکن وہ اسے فتح نہ کر سکے تو وہ وہاں سے چل دیئے پھر انہوں نے ۷۰۴ھ میں دوبارہ اس کا محاصرہ کر لیا مگر پھر بھی کامیاب نہ ہو سکے۔

سعادت کا قتل:......پھر سعادت کے زواودی اصحاب ۷۰۵ھ میں اپنے سرمائی مقامات میں گئے اور سعادت نے اپنے زاویہ جو الزاب طولقہ میں تھا وہاں چھاؤنی قائم کی اور جو فوجی ملیلی اور ناجعہ سے پیچھے رہ گئے تھے ان سب کو جمع کیا اور پھر انکے ساتھ کئی روز تک انکا محاصرہ کیا، ابن مزنی اور شاہی فوج جو بسکرہ میں مقیم تھی انہوں نے سعادت اور اس کے اصحاب پر ملیلی میں حملہ کر دیا چنانچہ دونوں گروپوں کے درمیان سخت جنگ ہوئی جس میں سعادت قتل ہو گیا اور ساتھ ہی اس کے بہت سے اصحاب بھی مارے گئے اور اس کے سر کو ابن مزنی کے پاس لے جایا گیا۔

سعادت کے ساتھیوں کی پیش قدمی:......سعادت کے انتقال کی خبر سرمائی مقامات میں موجود ان کے اصحاب کو پہنچی تو وہ فوراً الزاب کی طرف چل پڑے اور ان کے سردار ابو یحییٰ بن احمد بن عمر شیخ اولاد محرز اور عطیہ بن سلیمان شیخ اولاد سباع اور عیسیٰ بن یحییٰ شیخ اولاد عسا کر اور محمد بن حسن شیخ اولاد عطیہ سب کے سب ابی یحییٰ بن احمد کی طرف بھاگ گئے اور پھر بسکرہ میں مصروف پیکار ہو گئے اور اس کے کھجوروں کے درخت کاٹ دیئے گئے۔

ابن مزنی نے اپنے زواودی مددگاروں کو پکارا تو علی بن احمد شیخ اولاد محمد اور سلیمان بن علی شیخ اولاد سباع ان کے پاس آ گئے اور یہ دونوں ان دنوں زواودہ کے بڑے آدمی تھے اور اس کا بیٹا علی شاہی فوجوں کے ساتھ نکلا اور ۷۱۳ھ میں صحراء میں دونوں گروپوں کی زبردست جنگ ہوئی جس میں پڑاؤ کرنے والے ان پر غالب آ گئے اور اس جنگ میں علی بن مزنی قتل ہو گیا جب کہ علی بن احمد گرفتار ہو گیا اور اسکو قیدی بنا کر اپنے ساتھ لے گئے پھر عیسیٰ بن احمد نے اپنے بھائی ابو یحییٰ بن احمد کا لحاظ کرتے ہوئے اس کو رہا کر دیا، یوں سنت کے ان پیروکاروں کی پوزیشن مستحکم ہوگئی۔

پھر ابو یحییٰ بن احمد اور عیسیٰ بن یحییٰ کا انتقال ہو گیا اور ان سنیوں میں سے اولاد محرز کے قبائل بھی گئے اور سنیوں نے احکام وعبادات کے متعلق فتویٰ دینے والے کے متعلق گفتگو کی اور ان کی نظر ابوعبداللہ محمد بن ارزق پر پڑی اس نے بجایہ کے عظیم المرتبت شیخ علی ابو محمد زواودی سے علم حاصل کیا تھا پس وہ تو اس کے پاس گئے اور اس نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور ان کے ساتھ چلا آیا اور اولاد طلحہ کے شیخ حسن بن سلامہ کے ہاں مہمان بن کے اترا،

اس کے بعد سارے سنی اس کے پاس جمع ہو گئے اور پھر علی بن احمد سے ایک طویل عرصہ تک نبرد آزما رہے اور اس وقت سلطان ابوتاشفین موحدین کے اوطاق میں ان کے عرب دوستوں کولایا کرتا تھا اوران کے پاس عطیات بھیجا کرتا تھا تا کہ ان سے دوستی قائم رہے اور ہر سال ابوارزق فقہیہ کے لئے ایک معین عطیہ بھیجتے، اور ابن ارزق تو مسلسل اس منصب پر قائم رہا یہاں تک کہ ان پر علی بن احمد شیخ اولا دمحمد غالب آ گیا اور حسن بن سلامہ کا انتقال ہو گیا اور ریاح سے سنیوں کے کام کا خاتمہ ہو گیا۔

اس کے بعد ابن ارزق بسکرہ آیا تو یوسف بن مزنی نے اسے سنیوں کے امور سے الگ کرنے کے لئے قضاء کی دعوت دی تو اس نے اس کی بات مان لی اور وہ اس کے ہاں اترا تو اس نے اسے بسکرہ کی قضاء سپرد کر دی یہاں تک کہ وہ اس ذمہ داری کے ساتھ ہی اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔

پھر علی بن احمد کچھ عرصہ کے بعد سنیوں کی دعوت لے کر اٹھا اور اس نے ۷۴۰ھ میں ابن مزنی کے لئے فوج جمع کی اور پھر بسکرہ میں پڑاوڈالا اور اہل ریغ نے بھی اسے مدد دی اور یہ محاصرہ کئی ماہ تک رہا مگر وہ اسے فتح نہ کر سکا پھر وہ وہاں سے چلا آیا تو اس نے یوسف مزنی سے گفتگو کی اور وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست بن گئے یہاں تک کہ علی بن احمد کا انتقال ہو گیا اور سعادت کے اولاد میں سے اس کے بیٹے اور پوتے باقی رہ گئے جن کی ہر طرح سے رعایت کرنا ابن مزنی پر واجب تھا، نیز ریاح کے صحرانشینوں نے انہیں پہچان لیا اور رہگذاروں کی جماعتوں نے انہیں گذرنے بھی دیا یوں یہ زوادوہ باقی رہ گئے اور کبھی کبھی ان میں سے بعض لوگ اقامت دعوت کا شوق ظاہر کرتے اور دین اور تقویٰ کے بغیر اقامت دعوت کرنے لگتے اور اس سے ارتقاء میں جو نقصانات پیش آتے اسے وہ چھپاتے جس سے ان کی حقیقت معلوم ہو جاتی، یوں ان کی کوشش ناکام ہو جاتیں، اور حاصل شدہ مال پر آپس میں لڑتے اور بغیر کسی بات پر چودھری بنتے حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی تمام امور کا متولی ہے اور خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک ہے اور وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے۔

زغبہ اوراس کی شاخیں

زغبہ اوراس کی شاخوں کے حالات:...... یہ قبیلہ ریاح کا بھائی ہے، ابن کلبی بیان کرتا ہے کہ زغبہ اور ریاح، یہ دونوں ابی ربیعہ بن نہیک بن ہلال بن عامر کے بیٹے ہیں اوران کا نسب بھی اسی طرح ہے، کہتے ہیں کہ وہ اس زمانہ کے ان لوگوں میں سے ہیں جن کا خیال ہے کہ عبداللہ نے ان کو جمع کیا ہے لیکن ابن کلبی نے اس طرح کی کسی بات کو ذکر نہیں کیا ہے اور شاید اس طرف ان کی نسبت اس وجہ سے کی گئی ہے کہ انہوں نے ہی اس کی کفالت کی ہے، ویسے بھی عرب میں انساب کے معاملہ میں اس قسم کی باتیں پیش آتی رہتی ہیں کہ بیٹے اپنے چچایا کفالت کرنے والے کی طرف ہی منسوب ہو جاتے ہیں واللہ اعلم۔

بیان کیا جاتا ہے کہ انہیں افریقہ میں داخل ہوتے وقت بڑا غلبہ اور کثرت حاصل تھی اورانہوں نے طرابلس اور تابش پر بھی غلبہ حاصل کیا تھا اور وہاں سعید بن خزرون کو جو مغراوہ کا بادشاہ تھا طرابلس میں قتل کر دیا گیا، یہ لوگ بہت عرصہ تک اسی قوت اور غلبہ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ موحدین افریقہ پر غالب آ گئے اور ابن غانیہ نے ان پر حملہ کر دیا، اس کے بعد ہلال بن ریاح اور جشم کے قبائل بھی اس کے پاس آ گئے اور زغبہ ابن غانیہ سے منحرف ہو کر موحدین کے ساتھ مل گئے اور ابن غانیہ نے اس کے اتباع کے مقابلہ میں مغرب الاوسط کی حمایت میں زناتہ کے بادس کے ساتھ اتحاد کر لیا اور پھر مسیلہ اور قبیلہ تلمسان کے درمیان جنگلوں میں مسلسل کئی جنگیں ہوئیں اور پھر بنو یادیں اور زناتہ کے تلوں میں ان پر غالب آ گئے۔

زناتہ کا مغرب الاوسط پر قبضہ:...... جب زناتہ نے مغرب الاوسط کے علاقہ پر قبضہ کیا اوراس کے شہروں میں داخل ہو گئے تو زغبہ بھاگ کر تلوں میں داخل ہو گئے اوراس پر غلبہ حاصل کر لیا اوراس کے بہت سے باشندوں کو معاہدہ میں جکڑنے اوران کو صحراء سے نکالنے کی وجہ سے انہیں تکلیف سے دوچار کیا یوں ان کے حامی اور جتھے باہر نکل گئے اور بھاگ کر معقل کے پڑوسی عرب کے پاس آ گئے اور زغبہ کے جو لوگ ان کے جنگلوں میں پیچھے رہ گئے تھے ان پر غلبہ حاصل کر لیا اور پھران پر ٹیکس لگا دیا اور یہ ٹیکس ان کے اونٹوں سے حاصل کرتے، کبھی تو ان کے جوان اونٹوں کو لے لیتے جس سے ان

کو کافی تکلیف ہوتی چنانچہ اس ذلت کو دور کرنے کے لئے باہمی معاہدہ کیا۔ اوراس کے بطون میں سے بڑا حصہ ثوابہ بن جوشہ نے لیا جن کا تعلق سدید قبیلہ میں سے ہے اوراس کا ذکر ہم آگے کریں گے۔

بہر حال انہوں نے ان کو اس صحرائی وطن سے نکال باہر کیا اور پھر ان کی حکومت مضبوط و مستحکم ہوگئی اور جب ان کے ہاں فساد و خرابی پیدا ہونا شروع ہوگیا تو عربوں کو ان کے وطن تلول کے متعلق برانگیختہ کر دیا گیا پس وہ اپنے صحراء کی طرف واپس لوٹ آیا لیکن حکومت نے ان پر تلول کے دروازے بند کر دیئے اوران کے غلبہ کی رفتار کو روک لیا جس کی وجہ آگے بڑھنا ان کے لئے مشکل ہوگیا، ان کے گھوڑے کمزور ہوگئے اوران کی حالت بہت خراب ہوگئی اورفوجوں نے ان پر ٹیکس لگائے۔

زناتہ کی برتری کا خاتمہ:...... یوں زناتہ کا رعب لوگوں کے دلوں سے ختم ہوگیا اوران کی حکومت کمزور ہوگئی اور ملک کے اندر بھی ان کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عاصبیہ اورخوارج بھی اٹھ کھڑے ہوگئے اور انہوں نے تلول جانے کے لئے جنگ کا راستہ اپنایا اوراس پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی چنانچہ انہوں نے زناتہ سے جنگ کی اور بلآخر ان پر غالب آگئے اور حکومت نے انکو مغرب الاوسط کے نواح اور شہروں میں بہت سی جاگیریں دیں، پس ان کی سواریاں ان پر چلنے لگیں یوں وہ ہر طرف سے اس پر قابض ہوگئے جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے، اور زغبہ کے یہ بطون یزید، حصین، مالک، عامر اور عروہ سے ہیں اور انہوں نے مغرب الاوسط کو آپس میں تقسیم کرلیا جس کو ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

بنی یزید کے احوال:...... بنی یزید کو زغبہ میں افرادی قوت کی زیادتی اور شرف کے لحاظ سے بڑا مقام حاصل تھا اور حکومتوں کو بھی ان کا خیال رہتا تھا یہی وجہ ہے کہ عربوں میں سے سب سے پہلے حکومتوں نے تلول اور ضواحی انہیں جاگیر میں دیا اور موحدین نے انہیں ارض حمزہ میں جاگیر دی جو بجایہ کی ان جگہوں میں سے ہے جو بلاد ریاح اور اتابج کے قریب ہیں چنانچہ ان لوگوں نے وہیں پر سکونت اختیار کی اوران گھاٹیوں پر چلے گئے جو تلول حمزہ، دھوس اور ارض بنی حسن اوراس کے ٹیلوں اور ریقا اور صحراء تک پہنچاتی ہیں اور حکومت کو اس پروپیگنڈوں کے ذریعہ بجایہ پر غلبہ حاصل ہوا جو صنہاجہ اور زواودہ نے کیا اور جب بجایہ کی فوجیں ان کے ٹیکس سے عاجز آگئیں تو انہوں نے ان کو جنگ کرنے کے لئے محاذ پر بھیج دیا چنانچہ ان لوگوں نے اس فریضہ کو نہایت احسن طریقہ سے انجام دیا یوں حکومت کے نزدیک ان کی عزت مزید بڑھ گئی ان کے بہت سے لوگوں نے ان جگہوں پر جاگیریں حاصل کیں اور پھر انہیں اپنے ممالک کے ساتھ شامل کرلیا اور جب زناتہ کی ہوا اکھڑ گئی اور عربوں کے ساتھ ان کے اختلافات کا سمندر موجزن ہوا تو بنی یزید نے ان اوطان کی ملکیت کو اپنے لئے مخصوص کرلیا اوران کی تمام جہات پر قبضہ کرلیا اور خراج اوراس کے ٹیکس کے مطالبہ کو تقسیم کر دیا اور یہ سلسلے اس زمانہ تک یوں ہی چلے آرہے ہیں۔

بنی یزید کی شاخیں:......ان کی بہت سی شاخیں ہیں ان میں سے حمیان بن عقبہ بن یزید، جواب، بنو کرز، بنو موسیٰ، دابعہ اور خشنہ ہیں اور یہ سب کے سب بنو یزید بن عیسیٰ بن زغبہ اور عکرمہ بن عیسیٰ سے ہیں جو ان کے کشتی دستوں میں سے ہیں اور بنی یزید کی سرداری اولاد لاحق اور پھر اولاد معانی کے لئے تھی پھر یہ سعد بن مالک بن عبدالقوی بن عبداللہ بن سعید بن محمد بن عبداللہ بن مہدی بن یزید بن عیسیٰ بن زغبہ کے گھرانے میں آگئی اوران کا خیال یہ ہے کہ مہدی بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق ہے اور یہ ایسا نسب ہے جس کی سرداری اپنے قبیلہ کے سوا کسی کو نہیں مانتی اور یہ بات پہلے بیان ہو چکی ہے۔

بعض لوگوں نے اس کو سلول کی طرف منسوب کر دیا ہے اور وہ بنو مرہ بن صعصعہ ہیں جو عامر بن صعصعہ کا بھائی ہے مگر یہ بات درست نہیں ہے، نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بنی سلول اور بنی یزید دونوں بھائی ہیں اوران سب کو اولاد فاطمہ کہا جاتا ہے، اور بنو سعد کی تین شاخیں ہیں بنو ماض بن رزق بن سعد، بنو منصور بن سعد اور بنو زغلی بن رزق بن سعد، اور بنو زغلی کو مسافروں اور ڈیرہ داروں پر خاص سرداری حاصل تھی، دراصل یہ ریان بن زغلی کی تھی پھر اس کے بعد اس کے بھائی دیفل کے لئے، پھر ان دونوں کے بھائی ابوبکر کے لئے تھا پھر اس کے بیٹے ساسی بن ابی بکر کے لئے رہا پھر اس کے بیٹے معتوق بن ابی بکر کے لئے، اوراس زمانہ میں اس کا سردار ہے ان کا انتقال ۹۱ےھ میں ہوگیا پھر اس کا بیٹا اس کا جانشین ہوا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

بنو یزید کے حلیف:......ان کے حلیفوں میں بنو عامر بن زغبہ بھی ہیں جو ہمیشہ میدان جنگ میں ان کے ساتھ سفر کرتے ہیں اور جنگلوں میں ان کی

مدد کرتے ہیں اور مستنصر بن ابی حفص کے زمانہ میں ریاح اور زغبہ کے درمیان اور موسیٰ بن محمد بن مسعود اور اس کے بیٹے شبل کے زمانہ میں ان کے درمیان طویل جنگیں ہوئیں اور بنو یزید نے پڑوس میں ہونے کی وجہ سے اس میں بھرپور حصہ لیا اور بنو عامر اس جنگ میں اس کے حلیف تھے اور مدد کرنے کی صورت میں انہیں کھیتی کا خراج ملتا تھا جسے وہ لوگ قرارہ کہتے ہیں اور اس میں کھیتی کے ہزار تھیلی ہوتے ہیں۔

خراج ملنے کی وجہ:......اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ابوبکر بن زغلی کو ریاح نے وطن حمزہ کے دھوس پر جنگ کے زمانہ میں غالب کیا تو اس نے بنی عامر سے مدد مانگی تو اولاد شافع، صالح بن بالغ کی قیادت میں اور بنو یعقوب، داؤد بن عطاف کی سرکردگی میں اور حمید، یعقوب بن معروف کی قیادت میں اس کے پاس آئے اور وہ اپنے وطن چلا گیا اور وہاں جا کر ان سب کے لئے کھیتی ایک ہزار تھیلے مقرر کیا، یوں بنو عامر مسلسل اسی حالت میں رہے۔

جب یغمراسن بن زیان، تلمسان اور اس کے نواح پر قابض ہوا اور زناتہ تلول اور سبزہ زاروں میں داخل ہوئے تو معقل نے ان کی سرزمین پر بہت فساد پھیلائے اور یغمراسن بنی عامر کے ساتھ صحراء بنی یزید میں ان جگہوں پر آیا اور انہیں ان کے پڑوس میں معقل کے متعلق مختلف تدابیر اختیار کرتے ہوئے انہیں صحرائے تلمسان پر اتار دیا پس یہ لوگ وہاں پر اترے اور بنی یزید کی شاخ حمیان بھی اس کی تقلید کرتے ہوئے وہیں پر اترے کیونکہ وہ چراگاہوں اور وادیوں کے متلاشی تھے اور ایک جگہ پر مستقل سکونت اختیار کرنے والے نہیں تھے، پس یوں وہ اس عہد میں بنی عامر میں شمار ہونے لگے اور بنو یزید نے اس کی سرسبز زمینوں پر قبضہ کر لیا اور ان کے اکثر لوگوں نے اس کو اپنا وطن بنا لیا اور ان کی اکثریت نے اب جنگلوں میں سفر کرنا چھوڑ دیا۔

بنی یزید بن عیسیٰ کی شاخوں میں سے بنو حشین، بنو موسیٰ، بنو معانی اور بنو لاحق زغبہ ہیں اور انہیں اور بنو معانی کو بنی سعد بن مالک اور بنو جواب اور بنو کرز اور بنو مربع جنہیں مرابعہ کہا جاتا ہے سے قبل سرداری حاصل تھی اور یہ سب کے سب اس عہد میں بنو حمزہ سے تعلق رکھتا ہے اور مرابعہ کا ایک قبیلہ اس زمانہ میں تونس کے مضافات میں چراگاہیں تلاش کرتا پھرتا ہے اور زغبہ کے باعث ان پر غالب ہے۔

بنو حصین

اولاد حصین کے احوال:......حصین بن زغبہ کی اولاد مغرب میں بنی یزید کے پڑوس میں رہتے تھے دراصل یہ ایک قبیلہ تھا جو وہاں پر مقیم ہو گیا تھا اور تیطری کے الجعامی کا سبزہ زار ان کے لئے تھا اور مدینہ کے نواح میں ثعالبہ کے ٹھکانے تھے جن کا تعلق بطون بعوث میں سے تھا اور وہ ان سے رشوت وصدقات وصول کیا کرتے تھے۔

جب مدینہ کے علاقہ سے بنی توجین کا اقتدار ختم ہوا اور بنی عبدالواد ان پر غالب آیا تو انہوں نے حصین کے ساتھ ذلت کا معاملہ کیا اور ان پر خراج اور ٹیکس لگا دیا اور انہوں نے قتل کے ذریعہ ان کا پیچھا کیا اور انہیں مشقتوں کے ذریعہ توڑ کے رکھ دیا اور انہیں مقاومت کے ذریعہ قبائل کے شمار میں لے آئے اور اس وقت تمام زناتہ پر بنی مرین کا غلبہ تھا جس کی تفصیلات ہم آگے بیان کریں گے۔

اور یہ ان کی حکومت کے سب سے بڑے اطاعت گذار تھے اور سلطان ابوعنان کی وفات کے بعد ابوحمو موسیٰ بن یوسف کے عہد میں بنو عبدالواد کو دوبارہ عربوں کی غلبہ اور زناتہ کی ناکامی کی ہوا چلی اور ان کی حکومت کو دوسری حکومتوں کی طرح کمزوری نے گھیر لیا اور حصین قبیلے کے لوگ تیطری میں قیام پذیر ہوئے جو اشیر کا پہاڑ ہے اس پر قبضہ کر کے محفوظ ہو گئے اور ابوزیان جو سلطان ابوحمو کا چچازاد بھائی تھا جب اس سے قبل وہ بادشاہ بنا تو وہ بنی مرین کے حصار کو کاٹتا ہوا تونس چلا گیا اور اپنے باپ کا مطالبہ کرتا ہوا اور ساتھ ہی ساتھ اپنے چچازاد بھائی سے جنگ کرتا ہوا باہر نکلا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ وہ قبائل حصین میں سے اعوج میں اترا اور جب حکومتوں کی بیعت توڑنے والوں اور ظلم وستم کے طریقوں سے علیحدگی اختیار کرنے والوں نے اسے اپنے سے زیادہ اور بہتر تیر انداز پایا تو انہوں نے اس کا مناسب احترام کیا اور رہنے کے لئے اچھا ٹھکانہ دیا اور پھر اس کی بیعت کی اور پھر اپنے بھائیوں اور روساء زغبہ بن سوید اور بنی عامر سے خط وکتابت کی اور پھر انہوں نے اس کی ہاتھ پر بیعت کی اور سلطان ابوحمو کی فوجیں اور بنی عبدالواد ان کی طرف گئے تو وہ جبل تیطری میں قلعہ بند ہو گئے چنانچہ وہ ان پر ٹوٹ پڑے اور سلطان ابوحمو اپنی فوجوں کے ساتھ انکی طرف پیش قدمی

کی اور اس کو گرفتار کر کے اس کو قتل کر دیا اور اس سے حکومت حاصل کر لی اور زغبہ نے بھی جو کچھ اس سے چاہا تھا حکومت کے آخری ایام میں حاصل کر لیا اور میلاد پر قبضہ کر کے جاگیریں حاصل کر لیں اور ابوزیان ریاح کی طرف واپس آ گیا اور اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ مصالحت کر کے ان کے ہاں مہمان ٹھہرا، اس طرح حصین کے لئے صرف عزت و منزلت کا نشان ہی باقی رہ گیا اور مدینہ کے نواح اور بلاد صنہاجہ میں انہوں نے جن چیزوں پر قبضہ کر لیا تھا وہ حکومت نے حصین کو جاگیر کی طور پر دیدی۔

حصین کی شاخیں: ......بیان کیا جاتا ہے کہ حصین کی دو معروف شاخیں ہیں جندل اور خراش، جندل سے اولاد سعد خفر بن مبارک بن فیصل بن سنان بن سباع بن موسیٰ بن کمام بن علی بن جندل ہیں اور ان کی سرداری بنی خلیفہ بن سعد میں علی اور ان کے سردار خشیعہ بن جندل کے لئے تھی اور جندل پر خلیفہ کی اولاد سے قبل ان کو سرداری حاصل تھی جب کہ اب ان کا سردار علی بن صالح بن دیاب بن مبارک بن یحییٰ بن مہلہل بن شکر بن عامر بن محمد بن نشعہ ہے۔

اور خراش میں سے مسعود بن مظفر بن محمد الکامل، ابن خراش کی اولاد ہے اور اس زمانہ میں اس کی سرداری رحاب بن عیسیٰ بن ابی بکر بن زمام بن مسعود کو حاصل تھی اور خرج بن مظفر کی اولاد کو بنی خلیفہ بن عثمان بن موسیٰ بن خرج کے ہاں سرداری حاصل تھی اور طریف بن معبد بن خراش کی اولاد معابدہ کے نام سے مشہور تھی اور ان کی سرداری عریف کی اولاد کے ہاتھ میں رہی، بعض اوقات خراش میں سے مظفر کی اولاد بنی سلیم کی طرف منسوب ہو جاتی ہے اور انکا خیال ہے کہ مظفر بن محمد الکامل بن سلیم میں سے آیا تھا اور ان کے ہاں مہمان اترا تھا اللہ تعالیٰ ہی اس بات کی حقیقت کو جانتا ہے

بنو مالک بن زغبہ کی شاخیں اور اس کے حالات: ......بنو مالک بن زغبہ کی تین شاخیں ہیں سوید بن عامر بن مالک، اور عطاف کی دو شاخیں ہیں جو کہ عطاف بن ردی بن حارث کے بیٹے کی اولاد ہیں اور دیلم بن حسن بن ابراہیم بن ردی مابل سوید کی اولاد میں سے ہیں اور حکومت سے قبل بن یادین کے اجڈ تھے اور انہیں بنی عبدالواد کے ہاں امتیازی حیثیت حاصل تھی اور اس زمانہ میں انہیں ہراۃ، بطحاء اور ہوارہ کا خراج حاصل تھا۔

اور جب بنو یادین مغرب میں اوسط کے تلول اور دیگر شہروں پر غالب آئے تو بنوتوجین کو تلول کے ایک حصہ قفلی اور مغرب میں سعیدہ کے درمیان سے مشرق میں مدینہ تک سرداری حاصل تھی اور ساتھ ہی قلعہ بن سلامہ، منداس اور انشریس اور دریتہ اور ان کے درمیان کا علاقہ بھی حاصل تھا چنانچہ اس کے پڑوسی بھی ان کے ساتھ مل گئے اور جب بنی عبدالواد تلمسان پر قابض ہوئے اور اس کے میدانوں اور اس کے اردگرد کے علاقوں پر غلبہ حاصل کر لیا تو یہ سوید دوسرے زغبہ کی نسبت ان کے اچھے حلیف اور دوست بن گئے۔

سوید کی شاخیں اور ان کے حالات: ......سوید کی شاخوں میں فلمہ، شبابہ، مجاہر اور جوشۃ قابل ذکر ہیں جو کہ سب کے سب بنی سوید سے تعلق رکھتے ہیں اور حساسہ، شبابہ کی ایک شاخ ہے جو کہ حسان بن شبابہ اور غفیر اور شافع اور ان کے ساتھیوں بنوسلیمہ بن مجاہر اور بورحمہ اور بوکامل اور حمدان بنو مقررین مجاہر تک جاتا ہے۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ مقرران کا دادا نہیں ہے اور سب سے پہلے انہیں بوکامل نے چھوڑا ہے اور انہیں اپنے زمانہ میں اور یغمراسن اور اس سے پہلے اولاد عیسیٰ بن عبدالقوی بن حمدان میں سرداری حاصل تھی اور یہ کل تین آدمی تھے مہدی، عطیہ اور طراد، اور ان پر سرداری کے لئے مہدی کا انتخاب ہوا اس کے بعد پھر اس کا بیٹا یوسف بن مہدی اس کے بعد اس کا بھائی عمر بن مہدی کا انتخاب ہوا اس کے علاوہ یغمراسن نے یوسف بن مہدی کو بلاد بطحاء اور سیرات میں جاگیریں دیں اور عنتر بن طراد بن عیسیٰ نے بھی مراری البطحاء میں جاگیر دی اور وہ اپنی رعایا سے خراج لیتا تھا اور لوگ اس کے اس عمل کو بری نظر سے نہیں دیکھتے تھے اور لوگ برا نہیں مناتے تھے بعض اوقات وہ سفر میں باہر جاتا تو عمر بن مہدی کو تلمسان اور مشرق کے نواح میں اپنا جانشین بنا دیتا تھا اور اس دوران ان کے گشتی دستوں اور چراگاہوں کی متلاشیوں سے ان کے جنگل خالی ہو جاتے جو جوشۃ، فلمہ اور ان کے ساتھیوں غفیر اور شافع کے بطون سے تعلق رکھتے تھے۔

جوان اونٹوں کا خراج: ......اس کے بعد معقل ان پر غالب آ گئے اور انہوں نے ان پر اونٹوں کا خراج عائد کر دیا چنانچہ وہ یہ خراج ادا کرتے، اور

معقل کے شیوخ میں سے خراج لینے کا ذمہ ابن الریشر بن نہار بن عثمان بن عبیداللہ کا تھا، اور بعض کہتے ہیں کہ نہار کا بھائی علی بن عثمان تھا اور بعض کہتے ہیں کہ عامر بن جمیل نے معقل کے لئے جوان اونٹ اس لئے مقرر کئے تھے کہ انہوں نے دشمن کے مقابلہ پر اس کی مدد کی تھی اور یہ سلسلہ بہت عرصہ تک چلتا رہا یہاں تک کہ اس سلسلہ کو زغبہ کے آدمیوں نے توڑا اور اس سلسلہ میں معقل کے آدمیوں سے عہد شکنی کی اور پھر اونٹ دینے کا سلسلہ روک دیا۔

خراج روکنے کی وجہ:...... مجھے یوسف بن علی اور پھر غانم نے اپنی قوم کے شیوخ کے حوالہ سے بتایا ہے کہ اونٹوں کے خراج دینے کا سبب یہی تھا اور اس کو روکنے کی وجہ یہ ہوئی کہ معقل کہتے ہیں کہ یہ خراج ان کے درمیان ایک کے بعد دوسرے کو ملا ہے، جب عبیداللہ کو حکومت ملی تو اس نے اپنے نائبوں کو اکٹھا کیا جو کہ بنی جوشہ سے تعلق رکھتا تھا انہیں خراج روکنے کی ترغیب دی چنانچہ انہوں نے اختلاف کرتے ہوئے انہیں مشرق کی طرف دھکیل دیا اور ان کے قبیلوں اور علاقوں کے درمیان حائل ہو گیا اس طرح ان کے درمیان جنگ چھڑ گئی اور یہ جنگ طویل ہو گئی جس میں بنی جوشہ اور بنی مرتح کے بہت سارے جوان مارے گئے اور بنو عبیداللہ نے اپنی قوم کی طرف سے بنی معقل کے لئے یہ اشعار بھیجے جس کا ترجمہ یہ ہے:

اگر تم نے دشمن کے مقابلہ میں ہماری مدد نہ کی تو جو مصیبت ہم پر پڑی ہے اس کی یاد تمہیں رسوا نہ کریں، ہم نے ابن جوشہ اور مرتح کے سردار کو قتل کیا ہے اور یہ بات ہمارے کارناموں میں سرفہرست ہے۔

پھر وہ سارے جمع ہو کر اپنی قوم کی طرف آئے اور زغبہ کے قبائل وہاں سے بھاگ گئے اور بنو عبیداللہ اور ذوی منصور اور ذوی حسان میں ان کے بھائی جمع ہوئے، اس زمانہ میں انہوں نے زغبہ سے اونٹوں کا خراج ہٹا دیا پھر ان کے اور یغمراسن کے درمیان جنگ ہوئی اور اس جنگ میں عمر بن مہدی اور ابن حلوا قتل ہوئے اور صلح کے ذریعہ بلاد عبدالواد کے تلول اور سبززاروں سے انہیں اتار کر اس جنگل میں لے آئے جو بنی توجین کے ٹھکانوں کے سامنے ہے چنانچہ وہ بنی عبدالواد کے خلاف ان کے حلیف بن گئے اور یہ لوگ بالکل سفر کے قابل نہ تھے اس لئے وہ بطحاء کے میدانوں میں اتر گئے اور شبابہ، مجاہر، غفیر، شافع، بورھمہ اور بوکامل کے تمام بطون چل پڑے اور حسین بن عمارہ اور اس کا بھائی سوید اضواحی ہران میں اترے چنانچہ وہاں ان پر خراج اور ٹیکس لگا دیئے گئے اور یہ لوگ ٹیکس دینے والی رعایا میں شامل ہو گئے جب کہ عثمان بن عمر نے سوید اکے باغیوں کے معاملہ کو سنبھالا، پھر کچھ عرصہ کے بعد ان کا انتقال ہو گیا تو اس کے بیٹے مامون نے اس کے کام کو سنبھالا لیکن کچھ عرصہ کے بعد اس پر اس کا بھائی سعید غالب آ گیا اور بنی عامر بن زغبہ اور سوید کے درمیان ایک لمبے عرصے تک جنگ کا سلسلہ چلتا رہا اور ان پر زیان حکومت کو ختم کرنا مشکل ہو گیا اور یوسف بن یعقوب تلمسان کے ساتھ جنگ کرنے کو گیا اور وہاں پر اس کا قیام طویل ہو گیا تو سعید بن عثمان بن عمر بن مہدی جو کہ انکا سردار تھا وہ اپنے عہد کی وجہ سے اس کے پاس گیا اور جا کر اس کی مجلس مین حاضر ہو گیا اس نے انہیں یہاں آنے پر خوش آمدید کہا اور اس کا شاندار طریقے سے استقبال کیا لیکن اندر ہی اندر اس کے قتل کا ارادہ کیا اور جب اس کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ بھاگ کر اپنی قوم کے پاس آ گیا اور یہاں آ کر اس نے تلول کے مضافات اور السرسو کے ملک میں جو بلاد توجین کے سامنے ہے لوگوں کو جمع کیا اور عکرمہ بن یزید کا ایک طائفہ بھی اس کے پاس آ گیا لیکن وہ سفر کرنے سے عاجز آ گئے تو اس نے انہیں السرسو کے سامنے جبل کریکرہ میں اتارا اور ان پر ٹیکس لگا دیا اور یوسف بن یعقوب کے انتقال تک یہی صورتحال رہی اور آل یغمراسن کا اقتدار مسلسل قائم رہا۔

ابوتاشفین کے احوال:...... جب ابوتاشفین بن موسیٰ بن عثمان بن یغمراسن حکمران بنا تو عریف بن یحییٰ نے اپنے ساتھیوں کو تلاش کیا جو حکومت سے قبل اس کے ساتھ تھے پھر اسے بعض ملکی اختلافات نے پریشان کر دیا اور اس اختلاف کا سرغنہ اس کا غلام ہلال تھا جو کہ اس پر حاوی تھا جو عریف کے رتبہ کی وجہ سے اس سے بغض رکھتا تھا پس عریف بن یحییٰ بن مرین کے پاس چلا گیا جو مغرب اقصیٰ کے بادشاہ ہیں اور ۲۰ ےھ میں سلطان ابوسعید کے ہاں اترا اور ابوتاشفین نے اپنے چچا سعید بن غنان کو گرفتار کر لیا چنانچہ وہ تلمسان کی فتح سے پہلے قید خانہ میں مر گیا اور اس کا بھائی میمون بن عثمان اور اس کے بیٹے ملک مغرب میں اترے اور بنی مرین کے بادشاہ نے اس کی آمد پر اس کی عزت افزائی کی اور اس کو اپنا مقرب بنایا اور اس کے قیام کے لئے اس کو اچھی قیام گاہ دی اور اس کے بعد اس کے بیٹے سلطان ابوالحسن نے اسے اپنے خلوتوں کا راز دار اور مشیر بنا لیا اور وہ انہیں ہمیشہ سے تلمسان میں آل زیان کے خلاف برانگیختہ کرتا رہا، اور سلطان کے ہاں عریف کے رتبہ نے میمون بن عثمان اور اس کے بیٹوں کو وہاں سے نکال دیا چنانچہ وہ اس کے بھائی

ابو علی کے پاس تاقیلات میں چلے گئے اور مستقل وہیں پر اقامت اختیار کر لی یہاں تک کہ وہیں پر میمون کا انتقال ہو گیا۔

سلطان ابوالحسن کی پیش قدمی اور ابوتاشفین کا قتل: ...... پھر سلطان ابوالحسن نے مغرب کی قوموں کو ساتھ لے کر تلمسان کی طرف گیا اور تلمسان میں زیان کو روک لیا پھر قوت کے زور سے ان پر حملہ آور ہوا اور ان کے ملک کو تباہ و برباد کر دیا اور سلطان نے شددنہ کے پاس ابوتاشفین کو قتل کر دیا اور مغرب اقصیٰ وادنیٰ کے علاقوں میں اور اندلس میں موحدین کی سرحدوں تک اس کا چرچا ہو گیا پھر اس نے زناتہ کو متحد کیا اور انہیں تخت لواتہ کے پیچھے چلنے کو کہا اور بنی عبدالواد کے حلیف بنو عامر جو کہ زغبہ سے تعلق رکھتا تھا جنگل کی طرف بھاگ گیا جیسا کہ ہم اس کا تذکرہ کریں گے۔

سلطان ابوالحسن کی طرف سے نامزدگی: ...... اس کے بعد سلطان ابوالحسن نے عریف بن یحییٰ کی قوم کے مقام کو اپنی رعایا کے تمام زغبی اور معقلی عربوں پر فائز کر دیا اور اس نے میمون بن سعید کو سوید کی چراگاہوں کے متلاشیوں پر سردار مقرر کیا پھر وہ سلطان کی آمد کے موقع پر تاسالہ میں ۳۲ےھ میں وفات پا گیا اس وقت تلمسان فتح نہیں ہوا تھا اس کے بعد اس کا بھائی عطیہ حکمران بنا پھر وہ تلمسان کی فتح کے بعد چند ماہ حکومت کر کے فوت ہو گیا اور سلطان نے لوزما بن عریف کو سوید اور دیگر بنی مالک پر سردار مقرر کیا اور اس کی حکومت کی حدود میں جہاں جہاں صحرائی لوگ رہتے تھے وہاں پر ان کی سرداری مقرر کر دی اور ان سے صدقات اور ٹیکس لینے کا سلسلہ شروع کر دیا اور وہ صحرائی قوموں کی طرح رکے رہے اور ان کے روساء اور اس کے چچازاد مسعود بن سعید نے اس کی شوریٰ کی اقتداء کی اور بنی عامر سے جاملا اور صرارشتہ کی آواز پر وہ اس کے بیٹے ابوعبدالرحمٰن کو سلطان کی خدمت میں لائے اس طرح اس نے اور زمار نے لوگوں کو جمع کیا اور پھر انہیں شکست دی جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔

عریف نے سلطان ابوالحسن، افریقہ میں اس کے دور میں موحدین کے بادشاہوں اور اندلس کے بنی احمر اور قاہرہ کے ترک بادشاہوں کے پاس بھی سفر کیے اور وہ ہمیشہ اسی پوزیشن پر رہے یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن کا انتقال ہو گیا۔

سلطان ابوعنان کا دورِ حکومت: ...... جب سلطان ابوعنان تلمسان پر غالب آ گیا تو اس نے اس کو اپنی طرف آ جانے کی وجہ سے سوید کے عہد کی رعایت کی چنانچہ اس نے اور زمار بن طریف نے زغبہ کے دیگر روساء سے اسے ممتاز حیثیت دی اور السرسو اور قلعہ بن سلامہ اور توجین کے بہت سے شہر جاگیر میں دیئے اس دوران ابوعریف بن یحییٰ کا انتقال ہو گیا تو اس نے اسے جنگل سے بلایا اور اسے اس کے باپ کی جگہ پر ارکینہ میں اپنی نشستگاہ کے قریب بٹھایا اور اس کے بعد وہ ہمیشہ اسی پوزیشن پر رہا اور اس نے اس کے بھائی عیسیٰ کو اس کی قوم کے صحرائی لوگوں پر اور پھر بنی عبدالواد پر سردار بنایا۔

زمام بن عریف کے احوال: ...... سلطان بن ابوعنان کے بعد پھر حکومت ابوحمو موسیٰ بن یوسف بن عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن ابی یغمر اسن کے ذریعہ ان بادشاہوں کی طرف مائل ہو گئی جو اعیاض میں مقیم تھے اور اس میں صغیر بن عامر اور اس کی قوم نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کیونکہ ان کی آل زیان سے دوستی تھی اور بنی مرین کا ان پر کوئی احسان نہ تھا پس انہوں نے تلمسان اور اس کے نواح پر قبضہ کر لیا اور انہوں نے سوید بن میمون بن سعید بن عثمان اور تاب اور زمار بن عریف کو سرداری دی، انہوں نے اپنی عبادت گذاری اور حسنِ انتظام سے اپنی سرداری کو عروج بخشا اور وادی ملویہ میں جو بنی مرین کی سرحدات میں سے ہے ایک قلعہ بنایا اور اس دور میں وہیں قیام پذیر رہا، بنی مرین کے تمام بادشاہ اس کی عزت اور لحاظ کرتے تھے کیونکہ وہ ان کے اسلاف کا خاص آدمی رہا ہے اور وہ ان کو شوریٰ میں ترجیح دیتے تھے اور دیگر علاقوں کے ملوک اور روساء کے ساتھ خاص معاملات میں شامل رکھتے تھے پس اس وجہ سے عربوں کے شیوخ اور علاقوں کے روساء اور مضافات کے ملوک اس کے پاس آتے تھے اور اس کے دونوں بھائی ابوبکر اور محمد اپنی قوم کے ساتھ جا ملے اور پھر میمون پر حملہ کر دیا اور اپنے آدمیوں اور غلاموں کے ذریعے اسے دھوکہ سے قتل کرنے کی سازش کی اور صحرائی لوگوں کی سرداری کو اپنے ساتھ خاص کر لیا اور پھر بنو حصین بن زیان نے سلطان ابوحمو کے چچازاد کو بادشاہ مقرر کیا جس کی تفصیلات ہم آگے ذکر کریں گے۔

زمار بن عریف کی جنگ کے لئے پیش قدمی: ...... اس کے بعد انہوں نے اسے ۷۶۷ھ میں جنگ کے لئے بھیجا تو اس وقت عربوں کا رعب قائم ہوا تھا جب ان کو جوش آیا تو انہوں نے مغرب میں اوسط کے علاقہ تلول کو روند ڈالا اور وہ اسے بچانے سے عاجز آ گئے اور وہ اس کے راستوں میں گھس گئے اور انہوں نے اس کے روکنے میں کوتاہی نہیں کی اور اس میں سائے کی طرح آہستہ آہستہ چلے چنانچہ زغبہ نے طوعاً و کرہاً سلطان کے دیگر

علاقوں پر اسکو تقویت دینے کے لئے اس پر قبضہ کر لیا یہاں تک کہ زناتہ سے بہت سے علاقے خالی کروالئے اور وہ سمندر کے ساحل کی طرف چلے گئے اور ان میں سے ہر ایک نے شکست کھائی۔

اور بنو یزید پہلے کی طرح بلاد حمزہ اور بنی حسن پر غالب آ گئے اور انہوں نے خراج کو روک لیا اور مدینہ کے اطراف کی جاگیروں پر بنو حسین ہمیلمانہ کی نواح پر اور دیالم اور زینہ پر عطاف قابض ہو گئے البتہ سوید، جبل اور نشریس پر قابض نہ ہو سکے کیونکہ اس کا راستہ دشوار گذار تھا اور اس میں تو جین کی ایک چھوٹی سی جماعت باقی رہ گئی جن کی سرداری اولاد عمر بن عثمان کے پاس تھی جن کا تعلق جشم کے بنی تغرین میں سے تھا۔

اور بنی عامر، تاسالہ اور میلافہ سے صیر ور کیذرۃ الجبل تک غالب آ گئے اور سلطان نے شہر پر کنٹرول کر لیا اور ابو بکر بن عریف کو کلمتو اور محمد بن عریف کو مازونہ جاگیر میں دیا اور لوگوں نے دیگر مضافات کو ان کے لئے چھوڑ دیا چنانچہ وہ سب پر قابض آ گئے اور جلد ہی شہروں پر بھی اس کا مکمل کنٹرول ہو گیا اور اس زمانہ تک وہ اسی پوزیشن میں رہا۔

دیگر اقوام کے حالات: ......سوید کی شاخوں میں ایک شاخ بطحاء کے نواح میں ہے جو کہ ہبیرہ کے نام سے مشہور ہیں اور لوگ انہیں مجاہد بن سوید کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ مقداد بن اسود کی اولاد میں سے ہیں اس لحاظ سے ان کا تعلق قضاعہ سے ہے، بعض کا خیال ہے کہ وہ کندہ کے ایک بطن تجسیب سے ہیں واللہ اعلم

سوید کے چراگاہوں کے متلاشی جماعتوں میں ایک جماعت صبیح کے نام سے بھی جانے پہچانے جاتے ہیں اور ان کو صبیح بن مالک بن علاج کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اس زمانہ میں ان کو بڑی قوت حاصل تھی اور افرادی لحاظ سے بھی یہ لوگ زیادہ تھے اور وہ تنگ حالت میں سفر کرتے تھے ورنہ اپنی جگہ پر قیام کرتے تھے۔

حرث بن مالک: ......یہ عطاف اور دیلمی ہے اور عطاف کا ٹھکانہ ملیانہ کے سامنے ہے اور ان کے گشتی دستوں کی سرداری یعقوب بن نصر بن عروہ بن منصور بن ابی الذئب بن حسن بن عیاض بن عطاف بن زیان بن یعقوب اور اس کے چچازاد بھائی علی بن احمد اور ان کے صاحبزادوں کو حاصل تھی اور ان کے ساتھ براز کا ایک گروپ بھی جوانج کی ایک شاخ تھی، سلطان نے ان کو جبل دراک کا ٹیکس اور وادی شاب جاگیر میں دی اور وہ ان کے اور سوید اور نشریس کے ٹھکانہ کے درمیان حائل ہو گیا جب کہ ان کے پاس بلاد زینہ بھی ہیں جو کہ قبلۃ الجبل میں واقع ہے اور اس کی ریاست ابراہیم بن زروق بن رعایہ کو حاصل تھی جو مزروع بن صالح بن دیلم سے تعلق رکھتا تھا اور سعد بن ابراہیم کو سرداری حاصل تھی، سلطان ابوعنان نے اسے گرفتار کر لیا اور عریف بن یحییٰ نے اس کا ساتھ دیا اور اسے اس کے خلاف بھڑکایا چنانچہ وہ بحالت قید، قید خانہ کے اندر ہی فوت ہو گیا۔

حرث بن مالک کی شاخیں: ......ان کی کئی شاخیں ہیں جن میں بنو زیادہ بن ابراہیم بن روی الدہابقہ اولاد بلال بن حسن اور بنو نوال بن حسن قابل ذکر ہیں اور یہ سب دیلم بن حسن کے بھائی ہیں اور ابن عکرمہ، مزاد عکلے اولاد میں سے ہیں اور یہ عکارمہ کے نام سے مشہور ہیں اور عطاف اور دیالم کی تعداد سوید سے کم ہے اور بنی عامر سے جنگ میں ان کا ہاتھ رہا ہے کیونکہ مالک کے نسب میں عطیہ کا ایک مقام ہے اور سوید کو ان پر کثرت تعداد کی وجہ سے فوقیت حاصل ہے اور دیالم کے ڈیرے جنگل میں ان سے بہت دور ہیں اور تلول کی جانب میں ان کے ٹھکانوں کے سامنے ہیں۔

حرث کی شاخوں میں سے ایک شاخ غریب کے نام سے بھی مشہور ہیں جو کہ ڈیرے دار قبیلہ ہے اور مختلف ٹھکانوں کا مالک ہے سلطان انہیں بموقع تنگی طلب کرتا ہے اور ان سے خراج لیتا ہے اور وہ گھاٹیوں اور بکریوں کے مالک ہیں اور ان کی سرداری مزروع بن خلیفہ بن خلوف بن یوسف بن بکرہ بن منہاب بن مکتوب بن منیع بن مغیث بن محمد الغریب بن حارث میں ہے جو کہ ان کا دادا ہے اور سرداری میں غریب کی مدد یوسف کی اولاد کرتی ہے اور یہ سب کے سب بنی منیع کی اولاد ہیں اور دوسرے غریب اجڈ ہیں اور ان کی سرداری اولاد کامل کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی خلق وامر کا مالک ہے۔

شجرۂ نسب

بنو عامر

بنو عامر بن زغبہ

بنو عامر بن زغبہ کے حالات:......بنو عامر بن زغبہ کے مسکن مغرب الاوسط سے تلمسان کے سامنے معقل کے قریب زغبہ کے ٹھکانوں کے آخر میں تھے جب کہ اس سے پہلے ان کے ٹھکانے مشرق کی طرف بنی یزید کے ساتھ تھے اور وہ حمزہ، دہوس اور بنی حسن کے ٹھکانوں میں موسم گرما میں اپنی خوراک کے سلسلہ میں دوسروں پر فوقیت رکھتے تھے اور ان کے لئے بنی یزید کے علاقے میں ٹیکس لگا ہوا تھا جو کہ اس زمانہ میں وہاں کے رہنے والوں میں مشہور ومعروف تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ یہ ٹیکس اس وقت سے ان کے اوپر لگا ہوا تھا جب انہیں اس وطن پر غلبہ حاصل تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ابوبکر بن زغلی جنگ میں ریاح کے ساتھ تھا اور انہوں نے اسے اپنے وطن سے دہوس پر غالب کر دیا چنانچہ اس نے بنی عامر سے مدد طلب کی اور پھر بنی یعقوب داؤد بن عطاف اور بنی حمید یعقوب بن معروف اور شافع بن صالح بن بالغ کے پاس آئے اور پھر انہوں نے ریاح کو عزکان میں غالب کر دیا، اور ساتھ ان کے لئے بنی یزید کے ملک پر ہزار تھیلے خراج لگایا جو مسلسل ان کے ذمہ لگا رہا۔

جب یغمراسن نے ان کو تلمسان کی حفاظت کے لئے ان جگہوں پر منتقل کیا تو اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ معقل اور اس کے وطن کے درمیان رکاوٹ بن جائیں چنانچہ یہ لوگ وہاں ٹھہر گئے اور موسم سرما میں ان کے جنگلوں میں پھرتے رہے اور موسم گرما اور موسم بہار میں تلول کی طرف چلے جاتے۔

بنو عامر بن زغبہ کی شاخیں:......ان کے تین بطون ہیں، بنو یعقوب بن عامر، بنو حمید بن عامر اور بنو شافع بن عامر، بنو شافع بن عامر کو بنو مطرف اور شکارہ بھی کہا جاتا ہے اور ہر ایک کے چھوٹے بڑے دیگر شاخیں ہیں، بنو حمید کے بھی دوسرے قبیلے ہیں ان میں سے بنو حمید ہیں، اور عبید میں سے الحجز ہے اور وہ بنو حجاز بن عبید ہیں اور اس کے بیٹے حجرش اور ہجیس ہیں، اور پھر حجرش کے دو بیٹے ہیں محمد اور ریاب، محمد ولاد ہیں جو ولاد بن محمد کہلاتے ہیں اور

ریاب سے بنوریاب ہیں اور اس زمانہ میں مشہور ومعروف ہیں اور عبید سے عقلہ ہیں یعنی بنوعقیل بن عبید، اور محاوزہ، بنومحرز بن حمزہ بن عبید ہیں۔

اور بنی یعقوب کو یغمراسن اور اس کے صاحبزادے داؤد بن ہلال بن عطاف بن رواد بن ریکش بن عیاد بن منیلے بن یعقوب کے زمانہ سے سرداری حاصل تھی اسی طرح بنوحمید بھی ان کے شیخ ہیں لیکن وہ ان میں سے شیخ بن یعقوب کا ردیف ہے جبکہ بنوحمید کی سرداری اولاد ریاب بن حامد بن جوش بن حجاز بن عبید بن حمید کو حاصل تھی جو کہ الحجز کے نام سے معروف تھے۔ اور یغمراسن کے زمانہ میں یہ سرداری معرف بن سعید بن ریاب کو حاصل تھی جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے دراصل وہ داؤد کا ردیف تھا۔

عثمان اور داؤد کے درمیان اختلاف:...... بیان کیا جاتا ہے کہ عثمان اور داؤد بن عطاف کے درمیان ناراضگی پیدا ہوگئی اور عثمان کی ناراضگی داؤد سے اس وجہ سے پیش آئی کہ اس نے امیر ابوزکریا بن سلطان ابی اسحٰق کو جو آل ابی حفص سے تھا تلمسان سے بھاگتے وقت خلیفہ تونس کے خلاف خروج کا مطالبہ کرنے کی اجازت کیوں دی حالانکہ عثمان بن یغمراسن اس کی بیعت میں شامل تھا چنانچہ اس نے اسے واپس لانے کا ارادہ کیا تو داؤد نے اس بارے میں معاہدہ توڑنے سے انکار کر دیا اور اس کے ساتھ چلا گیا یہاں تک کہ زواودہ کے شیخ عطمیہ بن سلیمان سے جاملا۔

اس کے بعد اس نے بجایہ اور قسطنطیہ پر قبضہ کیا اور داؤد بن ہلال نے اس کے کارناموں کا خیال کرتے ہوئے بلاد حمزہ میں اسے ٹھکانہ دیا جسے کدارہ کہتے ہیں۔

داؤد بن ہلال کے احوال:...... جبکہ داؤد کا وہاں میدانوں میں قیام تھا یہاں تک کہ ان کے پاس تلمسان میں یوسف بن یعقوب آیا اور اس کا لمبا عرصہ تک محاصرہ کئے رکھا چنانچہ داؤد اصلاح احوال کے لئے ان کے پاس گیا تو حاکم بجایہ نے اسے یوسف بن یعقوب کے نام ایک خط دیا جس کی وجہ سے وہ نہایت پریشان ہوا۔

جب وہ اپنی سفارت سے واپس آیا تو اس نے اس کے پیچھے زناتہ میں ایک سوار دستہ بھیجا جس نے مقام سد میں پہنچ کر بنی یبقی کے ہاں اس پر شبخون مارا اور اسے قتل کر دیا اس کے بعد اس کی قوم کی سرداری اس کے بیٹے سعید نے سنبھالی اور تلمسان سے محاصرہ کی پریشانی کو ختم کیا اس سے قبل وہ بنی مرین کا وسیلہ تھا جس کی وجہ سے بنوعثمان بن یغمراسن نے ان کی رعایت کی چنانچہ انہوں نے اس کو اور اس کی قوم کو ان کے ٹھکانوں کی طرف واپس لوٹا دیا اور ان کی اس معاملہ میں معرف بن سعید کی اولاد دھوکہ کھا گئی جو بنی مرین کی سرداری میں ان سے مقابلہ کرتی تھی اور ہر ایک اپنے ساتھی کے مقام سے پریشان اور بیزار تھا اور بنومعرف کج روی اور مخالفت سے پاک ہونے کے باعث حکومت کے اقبال واعزازات سے مخصوص تھے اور سعید بن داؤد اس غیرت اور انعامات کی وجہ سے بنی مرین کے پاس چلا گیا اور پھر ان کے بادشاہ سلطان ابوثابت کے پاس اس امید کے ساتھ گیا کہ وہ ان پر حملہ کرے مگر اسے اپنے ارادے میں کامیابی نہ ہوئی چنانچہ وہ اپنی قوم کی طرف واپس آ گیا۔

اس کے باوجود یہ لوگ قبیلے کی صورت میں اکٹھے رہتے تھے اور ہمیشہ ان کے درمیان ایک دوسرے کے خلاف چغلی کا سلسلہ چلتا رہتا تھا یہاں تک کہ ابراہیم بن یعقوب بن معرف نے سعید بن داود پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے قتل کا بدلہ ماضی بن ردان نے ابراہیم بن یعقوب بن معرف کی اولاد سے لیا اور اولاد ریاب نے اس کا مقابلہ کیا چنانچہ بنی عامر کے درمیان اس کی وجہ سے جدائی ہوگئی اور یہ لوگ دو قبیلوں میں بٹ گئے۔

ابراہیم بن یعقوب اور اس کے بیٹے کی سرداری:...... بنویعقوب اور بنوحمید اور ابوحمو موسیٰ بن عثمان کے دور کی بات ہے جو کہ آل زیان میں سے تھا اور سعید کے بعد بنویعقوب کی سرداری اس کے بیٹے عثمان کے ہاتھ میں آئی پھر کچھ عرصہ کے بعد ابراہیم بن یعقوب جو کہ بنوحمید کا شیخ تھا کا انتقال ہو گیا اس کے بعد اس کا بیٹا عامر بن ابراہیم اس کی قوم میں اس کا جانشین مقرر ہوا، وہ بڑا دلیر اور عقلمند شخص تھا اور ہر طرف اس کی شہرت تھی وہ عریف بن یحییٰ سے قبل مغرب میں آیا اور سلطان ابوسعید کا مہمان بنا اور پھر اسے اپنی بیٹی کا رشتہ دیا اور عامر نے اس کے ساتھ اس کی شادی کر دی اور پھر اسے اس کے ہاں بھجوا دیا اور اسے بہت سا مال دیا اور عثمان ہمیشہ ہی کبھی صلح کے ذریعہ اور کبھی ملاقات کے بہانے اس سے بدلہ لینے کی جستجو کرتا رہا یہاں تک کہ ایک دن آخر کار اس نے اسے دھوکہ سے اس کے گھر میں اس کو قتل کر دیا۔

اس کام میں وہ قباحت پائی گئی جس کو عرب ناپسند کرتے ہیں چنانچہ فریقین نے آخر تک ایک دوسرے سے قطع تعلق کر لیا، اور بنو یعقوب بن حمید کے ساتھ اپنی جنگ میں سوید کے حلیف بن گئے پھر سوید کے گشتی دستے عریف بن یحییٰ کو بنی مرین کے پاس اس کی جگہ پر جا ملے۔

عامر بن ابراہیم: ..... عامر بن ابراہیم نے اپنی قوم کے ساتھ بنی یعقوب پر خوب زیادتی کی جس کی وجہ سے وہ مغرب کی طرف چلے گئے اور پھر آخر تک وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن کی فوجیں آئیں، اور ان کا سردار عثمان ہلاک ہو گیا جسے عریف بن سعید کی اولاد نے عامر بن ابراہیم کے بدلہ میں قتل کیا اس کے بعد اس کا چچازاد بھائی ہجر بن عالم بن ہلال حکمران بنا اور یہ اس کی زندگی میں اس کا معاون و مددگار تھا پھر اس کا بھی انتقال ہو گیا تو اس کے بعد اس کی سرداری اس کے چچا سلیمان بن داؤد نے سنبھالی اور جب سلطان ابوالحسن تلمسان پر غالب آیا تو بنو عامر بن ابراہیم صحراء کی طرف بھاگ گیا اور اس دور میں ان کا شیخ اس کا بیٹا صغیر تھا۔

سلطان ابوالحسن نے از سر نو عریف بن یحییٰ کے ہاتھ بنو حمید کی تمام شاخوں اور ریاب کی بیعت کا مطالبہ کیا وہ صغیر کی مخالفت کر کے اس کے بھائی سلطان کے پاس چلے گئے اور اس نے اس پر ان کے چچازاد عریف بن سعید کے بیٹے یعقوب بن عباس بن میمون بن عریف کو سردار مقرر کیا، اس کے بعد صغیر کا چچا عمر بن ابراہیم اس کے پاس گیا تو اس نے ان کو سردار مقرر کر دیا اس کے بعد بنو عامر بن ابراہیم، زواودہ کے ساتھ جا ملے اور یعقوب بن علی کے ہاں مہمان کے طور پر اترے پھر اس کے بعد وہ ہمیشہ وہیں رہے یہاں تک کہ انہوں نے داعی بن ہیدور کے ساتھ جنگ کی آگ بھڑکا دی، حکومت اور دیالم کے ساتھ کینہ اور بغض رکھنے والوں نے اس کی مدد کی اور میمون بن غنم بن سوید کی اولاد، عریف اور اس کے بیٹے کے مقام کی وجہ سے حکومت سے ناراض ہو گئی اور زمار بھی انہی میں سے تھا، پس ان دونوں نے مل کر اس داعی کے ہاتھوں پر بیعت کر لی اور سلطان، زمار کی طرف جنگ کے لئے بڑھا تو وہ تمام عربوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں آیا اور ان پر ٹوٹ پڑا اور انکی فوج کو تتر بتر کر دیا اور مقیر بن عامر اور اس کے بھائی جنگلوں کی طرف فرار ہو گئے اور بھاگتے بھاگتے اس قدر دور چلے گئے کہ انہوں نے رتبلا پہاڑ بھی پار کر لیا جو عربوں کی جولا نگاہوں کے آگے ایک دیوار ہے اس نے اپنے بھائی ابوبکر کو بھی کمزور کر دیا اور سلطان کے ساتھ افریقہ چلا گیا اور جنگ قیروان میں اس کے ساتھ شامل ہو گیا، پھر کچھ عرصہ کے بعد اپنی قوم کی طرف واپس آیا اور یہ سب لواتہ بن یغمراسن کی جانب لوٹ آئے اور اس نے اپنے قبائل کو ابوسعید عثمان بن عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن یغمراسن کا خادم بنا دیا جو کہ جنگ قیروان کے بعد ۷۵۰ھ میں تلمسان میں صاحب حکومت تھا وہاں پر اس کو اور اس کی قوم کو اونچا مقام حاصل تھا۔

سوید اور بنو یعقوب کی مغرب روانگی، اور سلطان کا انتقال: ..... اس کے بعد سوید اور بنو یعقوب مغرب کی طرف چلے گئے یہاں تک کہ سلطان ابوعنان کے ہراول دستہ میں آ گئے اور جب بنو عبدالواد قتل ہو گئے اس کے بعد ان کی جمعیت بکھر گئی اور صغیر حسب عادت صحرا کی طرف بھاگ گیا اور وہیں قیام کر کے خوارج کا انتظار کرنے لگا اور بنی معرف بن سعید میں سے اس کی قوم کے اکثر افراد اس کے ساتھ آ ملے اور معقل میں اولاد حسین نے ۷۵۵ھ میں سلطان ابوعنان کی مخالفت کی اور پھر سلجماسہ میں انہوں نے جنگ کی چنانچہ اس نے اس کا مقابلہ کیا اور ایک موقع پر بنی مرین کی فوجیں ان پر حملہ آور ہوئیں، یہ لوگ اس وقت نکور میں غلہ حاصل کر رہے تھے چنانچہ یہ لوگ ان کے اموال کو لوٹ کر لے گئے اور خوب خون ریزی کر کے ان کے آدمیوں کو قتل کر دیا، اس کے بعد یہ لوگ ہمیشہ صحراء میں ادھر سے ادھر بھاگتے رہے اور سوید اور بنو یعقوب میدانوں میں اپنی جگہوں پر رہتے تھے اور سلطان کے ہاں بھی انہیں بہرہ حاصل تھا یہاں تک کہ سلطان ابوعنان کا انتقال ہو گیا۔

ابوحمو موسیٰ بن یوسف: ..... اس کے بعد ابوحمو موسیٰ بن یوسف جو کہ سلطان ابوسعید عثمان بن عبدالرحمٰن کا بھائی تھا تلمسان میں اپنی قوم کی حکومت طلب کرتا ہوا آیا اور یہ اس وقت سے تونس میں ٹھہرا ہوا تھا کہ جب ابوعلی نے ان کی حکومت پر قبضہ کیا تھا، اس کے بعد مقیر، زواودہ کے وطن کی طرف کوچ کر گیا اور یعقوب بن علی کے ہاں جب وہ سلطان ابوعنان کے مخالف تھا مہمان بن کر اترا اور پھر اس نے اسے موحدین کی حاکمیت سے نکال کر ابوحمو کی پناہ میں دے دیا تاکہ وہ تلمسان کے ٹھکانے اور وہاں پر رہنے والے بنی مرین کے پاس لائے چنانچہ انہوں نے اس کے ساتھ ایک آلہ بھیجا اور مقیر اور سولہ بن یعقوب بن علی اور زیان بن عثمان بن سباع اور اس کا بھتیجا شبل جو اس کے بھائی ملوک کا بیٹا ہے اسے لے گئے اور ان کے ساتھ جنگل میں رہائش پذیر ریاح دعار بن عیسیٰ بن رماب بمع اپنی قوم کے تھا اور یہ لوگ ان کے ساتھ ان کے ملک کی سرحد پر پہنچے اس کے بعد ریاح دعار بن عیسیٰ

اور شبل بن ملوک تو واپس آ گئے اور وہ سید ھے آگے کو بڑھ گئے، انکے ساتھ سوید کی فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی جس میں بنی عامر کو غلبہ حاصل ہوا اور شیخ سوید بن عیسیٰ بن عریف ان دنوں قتل ہو گیا اور اس کا بھائی ابوبکر قید ہو گیا۔

پھر علی بن عمر بن ابراہیم نے اس پر احسان کرتے ہوئے اس کو رہا کر دیا، ابھی یہ خبر فاس میں پہنچ نہیں پائی تھی کہ وہاں پر سلطان ابوعنان کا انتقال ہو گیا اور لوگ ان کے جنازہ سے واپس آ رہے تھے پھر ابوحمو مغرب والوں کو تلمسان پر لے آئے اور اس پر قبضہ کر لیا اور بنی مرین کی فوجیں اس پر غالب آ گئیں اور پھر وہاں پر اس کی حکومت منظم ہو گئی پھر دو سال کے بعد مقیر کا انتقال ہو گیا، دراصل وہ قبیلے کی ایک جنگ کو جو آپس میں ہو رہی تھی اس کو ختم کرنے کے ارادے سے سفر کر رہا تھا کہ کہیں سے بلا ارادہ اسے نیزہ کا پھل آ کر لگا جو اس کے آر پار ہو گیا جس سے وہ فوری جاں بحق ہو گیا۔

خالد بن عامر کی سرداری:......اس کے بعد اس کی قوم کی سرداری اس کے بھائی خالد بن عامر کو منتقل ہوئی جب کہ مقیر کا بیٹا عبداللہ اس کا مددگار تھا اور تمام زغبہ والوں نے سلطان ابوحمو اور بنی مرین کے لئے فاس کو خالی کر دیا جب کہ اس سے قبل ان کے درمیان جنگ جاری رہتی تھی چنانچہ اس نے سوید، بنی یعقوب، دیالم اور عطاف کے سب لوگوں سے کام لیا یہاں تک کہ ابوحمو کے چچا ابوزیان بن سلطان ابوسعید کا فتنہ اٹھا، آگے ہم ان کے حالات میں اس کا ذکر کریں گے، اس فتنہ نے اہل زغبہ کے ہاں جوش مارا چنانچہ وہ ابوحمو کے مخالف ہو گئے اور سوید کے امیر محمد بن عریف کو اس الزام کی بناء پر گرفتار کر لیا کہ وہ اپنے معاملہ میں مداہنت سے کام لیتا ہے۔

چنانچہ اس کا بھائی اور اس کی قوم کے دیگر افراد ۷۷۲ھ میں مغرب کے حکمران عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن کے پاس چلے گئے اور وہ اپنی قوم میں آ کر اپنے اپنے ٹھکانوں پر قابض ہو گئے اور بنو عامر اور ابوحمو صحراء کی طرف چلے گئے اور وہ کافی عرصہ تک صحراء میں پھرتے رہے، ابوحمو کے پاس خالد کے بارے میں اس کے چچاؤں اور عبداللہ بن عسکر بن معرف بن یعقوب اور ابراہیم بن یعقوب کے بھائی معرف نے شکایت کی اور یہ عبداللہ سلطان کا جاسوس تھا جس سے خالد کے دل میں خرابی پیدا ہو گئی تھی اور اس نے اس کے عہد کو توڑ دیا تھا چنانچہ اس نے اس سے علیحدگی اختیار کر کے سلطان عبدالعزیز کی طرف چلا گیا تھا۔

پھر بنی مرین کی فوجیں آئیں اور پھر سلطان ابوحمو اور اس کے عرب ساتھیوں پر حملہ آور ہوئیں، عبدالعزیز کا انتقال ۷۷۴ھ میں ہو گیا تو وہ اور اس کے بھائی مقیر کا بیٹا مغرب کی طرف چلے گئے اور بنی یعقوب کے سردار ساسی بن سلیم بن داود کے ساتھ جا ملے اور اس کی قوم بنی یعقوب نے محمد بن عریف کے صاحبزادوں کو قتل کر دیا جس سے انکے درمیان جنگ شروع ہو گئی اور ساسی اور اس کی قوم مغرب میں آ گئی اور حملہ کی آس لئے خالد کے ساتھ رہنے لگے، اور بنی مرین کی دادخواہی سے ناامید ہو گئے کیونکہ ان کے درمیان جنگ جاری تھی چنانچہ ۷۷۶ھ میں اپنے ٹھکانوں کی طرف واپس آ گئے۔

سلطان ابوحمو کی فوجیں اس کے بیٹے ابوتاشفین کے ساتھ انکے مقابلہ پر نکلیں اور سوید اور دیالم اور عطاف بھی اس کے ساتھ گئے اور قلعہ کے سامنے وادی مینا میں ان پر ٹوٹ پڑے اور عبداللہ بن مغیر اور اس کے بھائی ملوک نے اپنے دیگر رشتہ داروں کو قتل کیا اور باقی شکست خوردہ آدمی صحرا کی طرف بھاگ گئے اور دیالم اور عطاف کے ساتھ مل گئے اور پھر سب جمع ہو کر سالم بن ابراہیم کے پاس گئے جو کہ ثعالبہ کا سردار اور متیجہ کا حکمران تھا اور یہ لوگ ابوحمو کی غصہ کی وجہ سے ان سے خوف کھاتا تھا چنانچہ انہوں نے صرف اس کی مخالفت کرنے پر اکتفا کیا اور امیر ابوزیان کی طرف ریاح کے ٹھکانے میں ایک جگہ آدمی بھیجا چنانچہ وہ اس کے پاس آیا اور انہوں نے اس کی اطاعت کی اور پھر سالم نے اسے جزائر پر قبضہ کروا دیا پھر انہی ایام میں خالد کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد اس کی حکومت کمزور پڑ گئی اور مسعود بن مقیر، بنی عامر کا حکمران بن گیا۔

مختلف قبائل کا سلطان کی طرف واپسی:......ابوحمو، سوید اور بنی عامر میں موجود اپنے دوستوں کو ساتھ لے کر اس کے پاس گیا اور سالم بن ابراہیم کو اپنا خادم بنایا اور ابوزیان ریاح کے ٹھکانے میں گیا اور جنگ میں مسعود بن عامر اپنی قوم کے ساتھ مل گیا اور ساسی بن سلیم، یعقوب بن علی اور اس کی قوم کے ساتھ جا ملا جن کا تعلق زواودہ سے ہے پھر اس کے بعد یہ سب کے سب سلطان کی خدمت میں واپس آئے پھر اس کے پاس وفد بھیجا چنانچہ سلطان نے ان سب کو امان دیدی اور مسعود اور ساسی کے متعلق انہوں نے خوش آمدید کا اظہار کیا لیکن دل کے اندر ان کے لئے برے خیالات کو چھپا کر رکھا پھر اس نے بنی عامر اور سوید کو مصیبت میں ڈال دیا تو انہوں نے اس کی بات کا جواب اس طرح دیا کہ ان کے خلاف ایک چال چلی اور اپنے

بیٹے تاشفین کوان کی قوم سے صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجا یہاں تک کہ انہوں نے جمع ہو کر مسعود اور اس کے دس بھائیوں کو جو بنی عامر بن ابراہیم میں سے تھا گرفتار کر لیا اور ابوتاشفین اور دیگر سب عرب ساتھی بنی یعقوب کی طرف چلے گئے۔ سوید نے وادی مینا میں ان سب کے لئے گھات لگائی لیکن بنی عامر نے صبح کے وقت ان کی جگہ پر حملہ کر دیا اوران کے سارے مال واسباب لوٹ لائے اس کے بعد ان کے شکست خوردہ لوگ اپنی جان بچا کر صحرا کی طرف بھاگ گئے۔ ابوتاشفین نے بنی راشد کے ساتھ انہیں روکا توان کے باقی بچ جانے والے لوگ بھی وہاں سے چلے گئے اور ساسی بن سلیم اپنی قوم کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ صحرا کی طرف بھاگ گیا اور پھر وہاں سے نصر بن عروہ کے ہاں مہمان ہوئے، بنی عامر کی سرداری مقیر کے چچا سفیان بن ابراہیم بن یعقوب کو حاصل رہی اور اس کے معاون عبداللہ بن عسکر بن معرف بن یعقوب کو ملی۔

دراصل وہ سلطان کا خاص آدمی تھا پھر مغرب کے حکمران نے سلطان ابوالعباس احمد بن ولی ابوسالم کوز مار بن عریف کے قبیلہ سے مسعود اور اس کے بھائیوں کے متعلق سفارش کے لئے بھیجا حالانکہ زمار نے ابوحمو اور اس کے بھائیوں کو اس سے قبل مصیبت میں ڈالا تھا پس ابوحمو نے اس کی سفارش کی وجہ سے انہیں رہا کر دیا اس کے بعد وہ دوبارہ مخالف ہو گئے اور پھر صحرا کی طرف چلے گئے اس کے بعد ابراہیم بن یعقوب کے اولاد میں سے بہت سے لوگ انکے پاس جمع ہو گئے اور دوسری طرف بنی یعقوب کی شکست خوردہ فوجوں کی ایک مختصر جماعت بھی اپنے اپنے مسکنوں سے نکل کر اپنے سردار ساسی بن سلیم کے پاس اکٹھا ہو گئے، اور سب کے سب عروہ کے ساتھ اترے اور اس کے بھائیوں نے اس دور کے حکمران سلطان ابوالعباس کے پاس دشمن کے خلاف مدد حاصل کرنے کے لئے ایک وفد بھیجا چنانچہ اس نے ان کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا اور وفد کو عطیات اور ہدایا بھی دیئے اور خوش کن وعدوں کے ساتھ ان کو رخصت کیا لیکن ابوحمو اس بات کو سمجھ گیا کہ اس نے اپنے جاسوسوں کو یہ کہہ کر روانہ کیا کہ کسی طرح اس کو دھوکہ سے قتل کر دیں۔

اس کے بعد اس نے افریقہ کے حکمران سلطان ابوالعباس کے پاس علی بن عمر بن ابراہیم کو جو خالد بن محمد کا چچازاد بھائی تھا اور بنی عامر میں سے ابوحمو کے مخالفین کی ایک بڑی جماعت بھی بھیجی اوران کے ساتھ سلیمان بن شعیب بن عامر بھی تھا پس وہ تونس میں اس سے مدد طلب کرتے ہوئے اس کے پاس گیا تو اس نے ان کے مطالبہ کو قبول کیا اوران کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کیا اور ان سے وعدہ کیا پھر یہ لوگ اپنی قوم کی طرف واپس آ گئے۔

پھر علی بن عمر دوبارہ ابوحمو کی خدمت میں گیا اور اس نے انہیں بنی عامر سے مقدم کیا اور سلیمان بن ابراہیم کی اولاد جو صحراء میں رہتے تھے بنی یعقوب کے ساتھ ابوبکر بن عریف کے قبیلہ میں اترے اور اس زمانہ سے یہ سب لوگ اسی طرح مقیم رہے۔ اللہ تعالیٰ ہی رات اور دن کا اندازہ کرنے والا ہے۔

شجرۂ نسب

ساسی
سلیم
داؤد
بلال
عطاف
رواد
کریش
عیالو
ینیع
یعقوب
تنغارہ بن شافع

عثمان بن سعید
یعقوب بن العباس

مقیر
عامر
ابراہیم
یعقوب
معرف
سعید
رباب

خالد
سلیمان
عریف بن زیان
علی بن عثمان بن داؤد بن عبداللہ

حامد
عمر بن زیان بن مسعود بن شداد
مجرش
بن محمد
احمد
حماز
عبید
حمید
عامر
مطرد

عروہ بن زغبہ

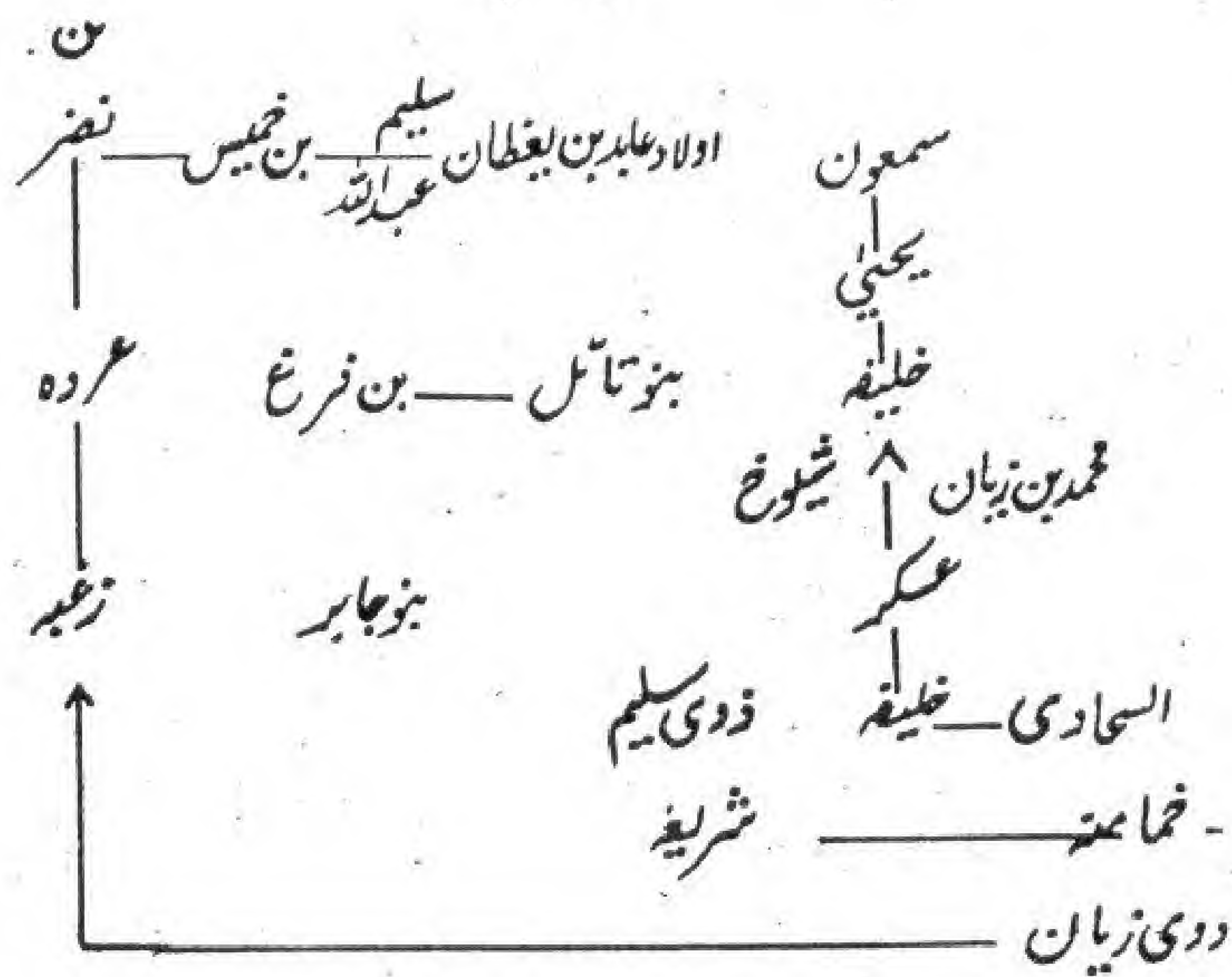
عروہ بن زغبہ کی شاخیں:......عروہ بن زغبہ کی دوشاخیں ہیں، نضر بن عروہ اور خمیس بن عروہ، اور خمیس کی تین شاخیں ہیں عبیداللہ، فرغ اور یقظان، اور فرغ کے بطن سے بنو قائل ہیں جو کہ یحییٰ کی اولاد کے حلیف ہیں جو کہ قبیلہ معمور سے ہیں اور یہ لوگ جبل راشد میں قیام پذیر تھے، بنو یقظان اور عبیداللہ سوید کے حلیف ہیں جو کہ ہمیشہ سفر میں ان کے ساتھ ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ اقامت بھی اختیار کرتے ہیں اور ان کی سرداری اولاد عابد میں رہی ہے، جو کہ راشد کے بطن سے ہے۔

نضر بن عروہ:......نضر بن عروہ کی رہائش جنگل میں تھی اور وہ ریت میں گھاس تلاش کرتے پھرتے تھے اور دیالم، عطاف اور حصین کی حکمرانی میں تلول کے اطراف اوران کے اوطان کی سرحدوں کی طرف چلے جاتے تھے اوران کی کوئی حکومت اور جاگیر نہیں کیونکہ یہ تلول میں اپنی زبان اور زغبہ کے دوسرے بطون کی وجہ سے داخل ہونے سے عاجز تھے البتہ انہوں نے جبل مستند کے کناروں پر جو کہ ریاح کے وطن کے قریب ہے قبضہ کیا ہوا تھا وہاں بزز ناتہ اور عمرہ کے لوگ رہائش پذیر تھے ان پر مسلسل کئی سالوں سے عربوں کا غلبہ رہا ہے چنانچہ اس پر قبضہ کر کے نضر نے ٹیکس لگا دیا اور انکو رعایا اور خادم بنالیا۔

بعض اوقات ان میں سے کچھ لوگ جو سفر کرنے سے معذور ہوتے ہیں بربریوں کے گھروں میں آجاتے ہیں اوران کی شاخیں اولا دخلیفہ، خمائنہ ،شریعہ، سحاوی، زدی زیان اور اولا دسلیمان ہیں اوران سب کی سرداری خلیفہ بن نضر بن عروہ کی اولاد کو حاصل رہی ہے۔ اوراس دور میں یہ محمد بن زیان بن عسکر بن خلیفہ بن عسکر کو حاصل رہا ہے اوراس کے معاون ومددگار سمعون بن ابو یحییٰ بن خلیفہ بن عسکر کو حاصل تھی اور اکثر صحرائی لوگ جبل مستند میں رہائش پذیر تھا اوران کی سرداری اولا دناجعہ کو حاصل تھی اور یہ نضری ہمیشہ سے زغبہ کے حلیف رہے ہیں کبھی کبھی حرب اور حرمین کے بھی حلیف بن جاتے تھے جب وہ سوید کے ساتھ نبرد آزما ہوتے ہیں۔

(میں نے ان کے مشائخ سے سنا ہے کہ وہ ان کا باپ نہیں بلکہ یہ ایک وادی کا نام ہے جہاں قدیم زمانہ میں ان کا معاہدہ ہوا تھا) بعض اوقات یہ بنی عامر کے سردار بن جاتے تھے مگر ایسا شاذ ونادر ہی ہوتا تھا البتہ بنی عامر کے بہت ہی قریبی حلیف رہے ہیں اور بعض اوقات پڑوسی ہونے کے ناطے ریاح کی مدد کرتے تھے مگر ایسا کم ہی ہوتا ہے اور ریاح کے صحرائی لوگوں کے ساتھ زیادہ رہنے کی وجہ سے مسلم اور سعید جیسوں کو پکڑ لیتے ہیں اور بعض اوقات جنگل میں ان کے درمیان جنگیں بھی ہو جاتی ہیں جن میں زغبہ کی بعض شاخوں کی خون ریزی بھی ہو جاتی ہے، وللہ الخلق و الامر وھو رب العالمین۔

شجرۂ نسب



تین قبائل

ذوی عبیداللہ، ذوی منصور، ذوی حسان: ......اس زمانہ میں یہ قبائل دیگر قبائل عرب میں اپنی افرادی قوت اور مغرب اقصیٰ کے جنگلات میں اپنے ٹھکانوں کے لحاظ سے سب سے بڑا تھا ان کی رہائش زغبہ کے بنوعامر کی قیام گاہوں کے پڑوس میں تھی جو کہ تلمسان کے سامنے ہیں اور مغرب کی جانب سے بحر محیط تک جا پہنچتے ہیں اس کی تین شاخیں ہیں، ذوی عبیداللہ، ذوی منصور اور ذوی حسان، ذوی عبیداللہ بنی عامر کے پڑوسی ہیں اوران کے ٹھکانے تلمسان اور تاوریت سے بلاد درعہ تک ہیں چنانچہ یہ ملویہ سے سلجماسہ تک اور درعہ اوراس کے مقابل میں تل کے علاقہ تازی، عساسہ، مکناسہ، فاس اور بلاد تادلہ اور مقدور پر قابض ہیں اور ذوی حسان کے ٹھکانے درعہ سے بحر محیط تک ہیں اوران کے شیوخ بلاد قول میں آتے ہیں جو کہ سوس کا دار الخلافہ ہے اور یہ سوس اوراس کے مضافات پر قابض ہیں اور سب کے سب ریت میں ملثمین کے ٹھکانوں یعنی کدالہ، مسوفہ اور ملتونہ تک چراگاہیں تلاش کرتے پھرتے تھے اور یہ ہلالیوں کے ساتھ تھوڑی سی تعداد کے ساتھ مغرب میں داخل ہوئے تھے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی تعداد دوسو بھی نہیں تھی ان کو بنوسلیم نے روک کر انہیں عاجز کر دیا چنانچہ یہ لوگ زمانہ قدیم سے ہلالیوں کے ساتھ ہو گئے تھے اوران کے ٹھکانوں کے آخر میں ملویہ، رمال اور تافیلات کے قریب پڑاؤ کیا اور پھر قریبی جنگلوں میں موجود زناتہ کی ہمسائیگی اختیار کی جس سے ان کی تعداد زیادہ ہوگئی اور پھر مغرب اقصیٰ کے صحراؤں میں راتوں کو چلے اوراس کی ریت کو آباد کیا اوراس کے ویرانوں کو جلا بخشی اور یہ لوگ وہاں پر زناتہ کے حلیف تھے اور افریقہ میں ان کی تعداد بہت تھوڑی رہ گئی جو کہ بنی کعب بن سلیم میں شامل ہوگئی اور انہوں نے ان کو اپنے ہاں شامل کر لیا یہاں تک کہ یہ بادشاہ کے خدمت گار اور عربوں کو جمع کرنے میں ان کے معاون و مددگار بن گئے۔

زناتہ اور دیگر اقوام کے محلات: ......جب زناتہ بلاد مغرب پر غالب آ گئے اور پھر شہروں میں داخل ہو گئے تو معقل کے یہ لوگ جنگلوں میں مقیم ہو گئے پھر یہ لوگ ان کے ہمسر ہو کر آگے بڑھے اور صحراء کے ان محلات پر قبضہ کر لیا جنہیں زناتہ نے ان جنگلوں میں تعمیر کرایا تھا جیسے مغرب میں سوس کے محلات، مشرق میں توات اور جودہ اور تامنطیت اور دارکلاں اور تاسبیت اور بنکورارین کے محلات ہیں اوران میں ہر ایک انفرادی حیثیت رکھتا ہے اوران میں سے متعدد محلات تو ایسے ہیں کہ جن میں کھجوروں کے درخت اور نہریں ہیں اوران میں اکثر باشندے زناتہ کے ہیں اوران کے درمیان سرداری پر اکثر جنگیں ہوتی رہی ہیں۔

پس معقل کے عرب ان اوطان کو اپنی جولانگاہوں میں عبور کر گئے اوران پر ٹیکس لگائے چنانچہ اس سے ان کے لئے اتنا خراج جمع ہو جاتا تھا کہ جیسے یہی بادشاہ ہے اور بادشاہوں کی صف میں شمار ہونے لگا، اس سے قبل وہ ملوک زناتہ کو صدقات دیا کرتے تھے اور انہیں خون ریزی اور ظلم کی وجہ سے پکڑتے تھے اوران کو سفر کے لئے استعمال کیا کرتے تھے اوراس کے لئے جس کو چاہتے استعمال میں لاتے تھے۔

دیگر قبائل کا اکٹھا ہونا: ......اور یہ عرب، اطراف مغرب سے اوراس کی چراگاہوں میں اترنے والوں سے غیر محفوظ رہتے تھے اور سلجماسہ کے راہزنوں اور دوسرے بلاد سوداں کے مسافروں کو اذیت سے دوچار کیا کرتے تھے کیونکہ مغرب میں موحدین اوراس کے بعد زناتہ کے دنوں میں دین کو عزت حاصل تھی اور سرحدیں بند تھی اوران کے حامیوں کی کثرت تھی اوراس کے مقابلہ میں انہیں حکومتوں سے جاگیریں بھی حاصل تھی اوران میں اثبج کے مسلم، سعید بن ریاح اور عمود کے قبائل بھی تھے ان کے بارے میں پہلے بیان ہو چکا ہے، یہ لوگ تعداد کے لحاظ سے کم تھے البتہ سب کے ایک ساتھ جمع ہو جانے کی وجہ سے ان کی تعداد میں کثرت آ گئی اوران کے ساتھ فزارہ اور اشمع کے بڑے بڑے قبائل بھی آ ملے اس کے علاوہ کرفہ کا شنطہ، عیاض کا مہایہ اور حصین کا شعراء اور اخضر کا صباح اور بنی سلیم وغیرہ کے قبائل بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔

ان قبائل کے انساب کے بارے میں مختلف رائے: ......جمہور کے نزدیک ان کے انساب پوشیدہ اور مجہول ہیں، ہلال کے ابتدائی انہیں بطون ہلال میں سے شمار کرتے ہیں مگر ان کی یہ بات درست نہیں اوران کا اپنا خیال یہ ہے کہ ان کا نسب اہل بیت میں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تک پہنچتا

ہے لیکن ان کی یہ بات بھی درست نہیں کیونکہ ہاشمی اور ابوطالب کا خاندان صحرائی اور چراگاہیں تلاش کرنے والے لوگ نہیں تھے واللہ اعلم۔

البتہ صحیح اور درست بات یہ ہے کہ ان کا تعلق یمنی عربوں سے ہے کیونکہ ان میں دو شاخیں ایسی ہیں جو ہر ایک اپنا نام معقل رکھتا ہے اور ابن کلبی وغیرہ نے ان دونوں کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کا تعلق قضاعہ بن مالک بن حمیر سے ہے اور وہ معقل بن کعب بن علیم بن خباب بن عبداللہ بن کنانہ بن بکر بن عوف بن غدرہ بن زید اسلات بن افیدہ بن تور بن کعب بن دیرہ بن ثعلب بن حلوان بن عمران الحاف بن قضاعہ ہے۔

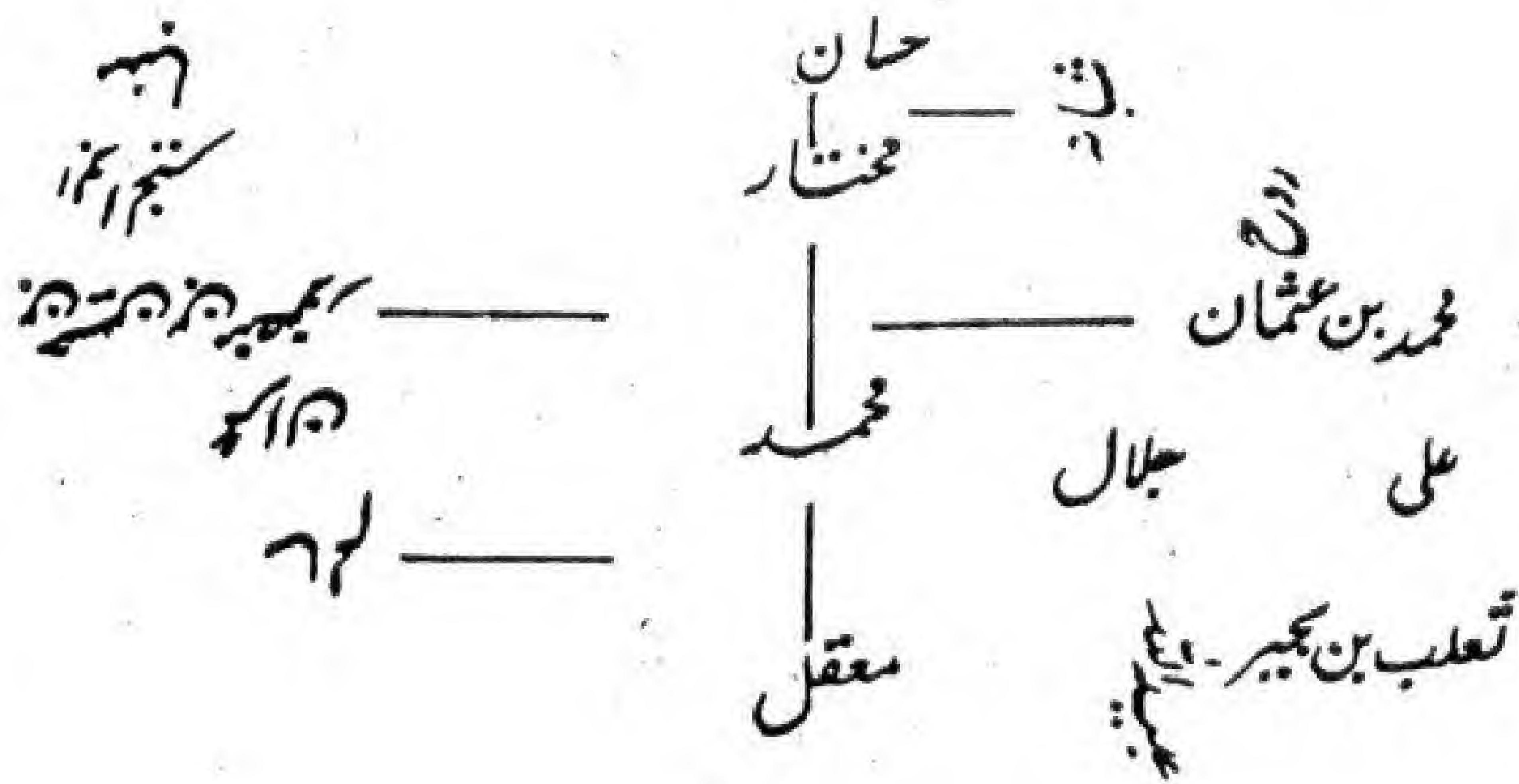
دوسرا ابی الحرث بن کعب بن عمر بن علہ بن جلد بن مذحج بن اود بن یشجب بن عریب بن زہر بن کہلان سے ہے اور وہ وہی معقل ہے کہ جس کا نام ربیعہ بن کعب بن الحرث ہے، اور مناسب یہ ہے کہ وہ دوسری شاخ سے جو مذحج سے متعلق ہے اور اس کا نام ربیعہ تھا۔

اور مؤرخین نے اسے افریقہ میں داخل ہونے والے ہلال کی شاخ سے شمار کیا ہے کیونکہ بنی الحرث بن کعب کے مسکن بحرین کے قریب ہیں جہاں یہ عرب افریقہ میں داخل ہونے سے قبل عرافہ کے ساتھ رہتے تھے اور اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ جب ابن سعد نے مذحج کا ذکر کیا تو بتایا کہ وہ یمن کے پہاڑوں کی طرف رہائش پذیر تھے اور ساتھ ہی انہوں نے ان کی شاخوں میں سے زبید اور مراد کا ذکر کیا اور یہ بھی ذکر کیا کہ انہیں میں سے و بر یہ فرقہ کا افریقہ میں آنا جانا رہتا تھا اس طرح انہوں نے جن لوگوں کا ذکر کیا وہ معقل کے لوگ تھے جو کہ افریقہ میں ہیں اور یہ مغرب اقصیٰ میں رہنے والے لوگوں کا فرقہ ہے۔

معقل کے بارے میں: ...... ان کے بڑے نسابوں نے ذکر کیا ہے کہ ان کے جد معقل کے دو بیٹے تھے سچر اور محمد، پھر سچر کے دو صاحبزادے تھے عبیداللہ اور ثعلب، اور پھر عبیداللہ سے ذوی عبیداللہ کی ولادت ہوئی اور یہ ان کا سب سے بڑا شاخ ہے جبکہ ثعلب سے ثعالبہ پیدا ہوئے جو کہ الجزائر کے نواح میں بسیط متیجہ میں رہتے ہیں۔

محمد کے ہاں مختار، منصور، جلال، سالم اور عثمان پیدا ہوئے، مختار بن محمد کے ہاں حسان اور شبانہ کی ولادت ہوئی اور پھر حسان سے ذوی حسان پیدا ہوا اور اس ذوی حسان سے اہل سوس ہیں اور شبانہ سے شبانات ہیں جو کہ وہاں ان کے پڑوس میں رہتے ہیں اور جلال، سالم اور عثمان الرقیطات سے ذوی حسان کے صحرائی لوگ ہیں جو ان کے ساتھ چراگاہیں تلاش کرتے ہیں، منصور بن محمد کے حسین، ابوالحسن، عمران اور شب بیٹے ہیں اور ان سب کو ذوی منصور کہا جاتا ہے اور یہ مذکورہ تینوں بطون میں سے ایک ہیں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم بغیبہ و احکم۔

شجرۂ نسب



ذوی عبیداللہ کا مسکن: ...... یہ بنی عبدالواد کے زمانہ اقتدار سے بنی عامر بن زغبہ کے پڑوسی ہیں اور ان کے ٹھکانے تلمسان کے درمیان سے وجدہ کے سمندر تک ہیں، دوسری طرف وادی علویہ کے سنگم اور وادی صامن القبلہ کے ابتداء تک ہیں اور جنگلوں میں ان کا سفر قوات اور تمنطیت کے محلات

تک ہوتا ہے اور بعض اوقات وہ ذات الشمال سے تاسایت اورتوا کرین کی طرف بھی مائل ہو جاتے ہیں اور یہ تمام علاقے سوڈان تک بہترین علاقوں میں شمار ہوتے ہیں۔

ذوی عبیداللہ کے حالات:......اس زمانہ میں ان کے اور بنی عامر کے درمیان جنگیں ہوتی رہی ہیں اقتدار اور حکومت سے قبل بنی عبدالواد کے ساتھ بھی اس طرح کی جنگیں ان کے درمیان ہوتی تھی اور یہ بنی مرین کے حلیف نہ تھے البتہ المنبات جو ذوی منصور میں سے ہیں وہ بنی عبدالواد کے حلیف تھے اور یغمر اسن اس پر اکثر حملے کرتا رہتا تھا اوران کو نقصان پہنچاتا رہتا تھا یہاں تک کہ پڑوس میں ہونے کی وجہ سے وہ ان کے ساتھ ہو گئے اور حکومت ان پر غالب آ گئی چنانچہ انہوں نے صدقہ اور خیرات دیئے اور جنگوں میں سلطان کے ہمسفر رہے اور انکا یہ عمل مسلسل رہا یہاں تک کہ جب حکومت کے اندر کمزوری پیدا ہوئی تو ان لوگوں نے اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے تلول کو اپنا وطن بنالیا اور وجدہ، ندرومہ، بنی برناس، مدیونہ اور بنی سوس میں سلطان سے جاگیریں حاصل کیں حالانکہ اس سے پہلے ان کو ان جگہوں کا خراج حاصل ہوتا تھا چنانچہ ان مقامات کے ٹیکس کا بڑا حصہ انہیں مل گیا اس طرح کوئی مسافر ان کی اجازت اور ٹیکس کی ادائیگی کیئے بغیر ان دونوں شہروں کے درمیان سفر نہیں کر سکتا تھا، اوران کی دو شاخیں تھی المعراج اور الخراج۔

الخراج کا نسب اوراس کے حالات:......یہ خراج بن مطرف بن عبیداللہ کی اولاد سے تھا اوران کی سرداری عبدالملک اور فرج بن علی بن ابی الریش بن نہار بن عثمان بن خراج کی اولاد، اور عیسیٰ بن عبدالملک، یعقوب بن عبدالملک کی اولاد کو حاصل تھی اور سلطان ابوالحسن کے زمانہ میں یعقوب بن یغمور کو سرداری حاصل تھی اور جب اس نے تلمسان پر قبضہ کیا تو عبیداللہ نے اس کے لئے ان لوگوں سے کام لیا۔

یحیٰی بن العز، بنی برناس کے جوانوں میں سے تھا جو اس پہاڑ پر رہائش پذیر تھا جو کہ وجدہ پر جھانکتا ہے اور اسے حکومتوں کے ہاں اولیت حاصل تھی چنانچہ اس نے سلطان ابوالحسن سے رابطہ استوار کیا اور اسے اس صحراء کے محلات پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی چنانچہ اس نے فوج کے ساتھ اسے ان عربوں کے ساتھ بھیجا اور یہ ان کے ساتھ صحراء میں داخل ہو گیا اوران محلات پر قبضہ کرلیا۔

عبیداللہ کا حملہ اور یحیٰی کا قتل:......عبیداللہ کو اپنے املاک کے چھن جانے کا نہایت افسوس ہوا تو اس نے اس پر زوردار حملہ کیا اور اسے اس کے خیمے میں قتل کر دیا اور سلطان کی اس فوج کو بھی لوٹ لیا جو اس کے ساتھ تھی اور یعقوب بن یغمور بھاگ گیا اور پھر وہ اپنے بقیہ ایام صحراء ہی میں مفرور رہا پھر بنی عبدالواد کی حکومت واپس آ گئی تو انہوں نے اپنی حکومت میں رکاوٹ پیدا کردی چنانچہ وہ اسی حالت میں رہا اوراس کا بیٹا طلحہ اس کا قائم مقام بنا اور یعقوب کی مخالفت کے ایام میں وہ الخراج کا سردار تھا

اس کے بعد اس کے پاس اہل بیت میں سے منصور بن یعقوب بن عبدالملک اوراس کا بیٹا اور ابوحمراء آیا اوراس کے ہاں اس کی عزت زیادہ تھی اور میل ملاقات میں ان کو اولیت حاصل تھی چنانچہ اس نے اسے ان پر سردار مقرر کر دیا اور اس دور میں ان کی سرداری رحو بن منصور بن یعقوب بن عبد الملک اور طلحہ بن یعقوب کے درمیان منقسم تھی جس کا ذکر ابھی گذر چکا ہے اور بعض اوقات توان کے درمیان اس معاملہ میں جھگڑا بھی پیش آتا رہا ہے۔

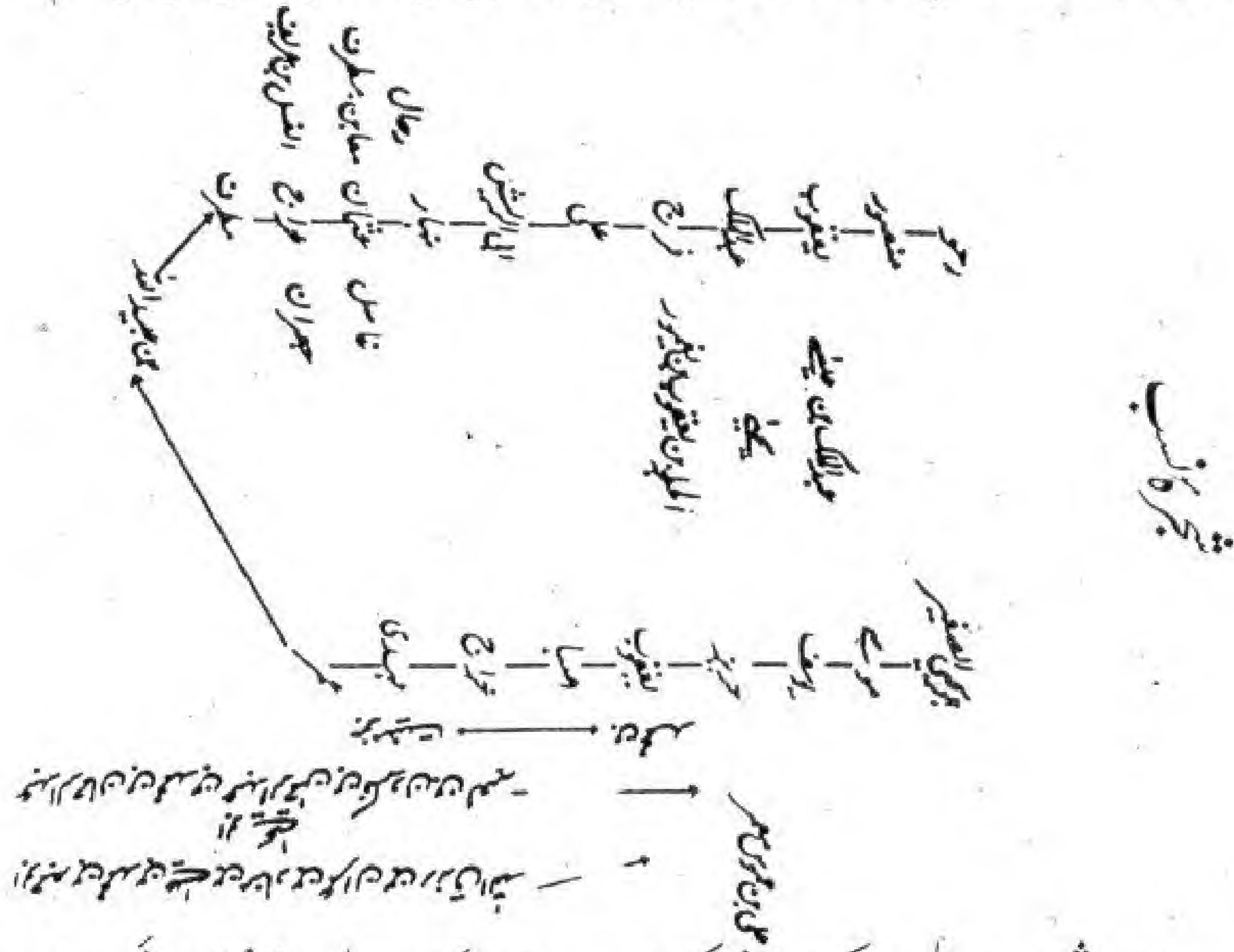
خراج کی شاخیں:......ان کی بہت ساری شاخیں ہیں ان میں الجمادنہ ہیں جن کا تعلق جعوان بن خراج سے ہیں اور الغسل ہیں اوران کا تعلق غاسل بن خراج سے اور المطارفہ ہیں جن کا تعلق مطرف بن خراج سے ہیں اور المہابیہ ہیں اور انکا تعلق عثمان بن خراج سے ہے اور انہی میں ان کی سرداری ہے اوراس کا ذکر ہم کر چکے ہیں نیز ان کے ساتھ النابعہ بھی ہیں اور انہیں المفایہ بھی کہتے ہیں یہ کبھی المہابیہ بن عیاض کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور کبھی المہابیہ بن مطرف کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔

المعراج کے حالات:......المعراج، المعراج بن مہدی بن محمد بن عبیداللہ کی اولاد سے ہیں اوران کی اقامت الخراج سے مغرب کی جانب ہیں اور یہ بنی منصور کے پڑوسی ہیں اکثر وہ بنی مرین کی خدمت کرتے ہیں اوران کی جاگیریں اور ٹھکانے ان کے قبضہ میں ہیں جبکہ عبدالواد کی طرف ان کا آنا جانا کبھی کبھار ہی ہوتا ہے،

ان کی سرداری یعقوب بن صہبا بن خراج کی اولاد ہیں، مرین بن یعقوب اور مناد بن رزق اللہ بن یعقوب اور فکرون بن محمد بن عبدالرحمن بن

یعقوب کی اولاد کو حاصل ہے اور یعقوب، حریز بن یحییٰ الصغیر بن موسیٰ بن یوسف بن حریز کی اولاد میں سے ہیں اور یہ سلطان عبدالعزیز کے زمانہ میں ان کا سردار تھا اور جب ان کا انتقال ہو گیا تو اسکے بیٹے کو سردار بنایا گیا۔

اور مناد کی اولاد میں سے ابو یحییٰ الکبیر بن مناد بھی تھا جو ابو یحییٰ الصغیر سے پہلے ان کا سردار تھا اور انہی کی طرف نسبت کر کے انہیں صغیر کہا گیا اور ان میں سے ابو حمید، محمد بن عیسیٰ بن مناد بھی ہے جو اس زمانہ میں سردار کا معاون و مددگار تھا اور یہ ابو صغیر یحییٰ کی اولاد سے تھا اور وہ قاصیہ، اہل الرال اور مسلمین کے لئے جنگل جنگل پھرنے والا تھا۔ واللہ مالك الملوك لارب غيره ولا معبود سواه وهو نعم المولى ونعم النصير .



ثعالبہ کے احوال:......ثعالبہ، ثعلب بن علی بن بکر بن صغیر کی اولاد سے ہیں جو کہ عبید اللہ بن صغیر کا بھائی ہے اور وہ اس زمانہ میں متیجہ کا حکمران تھا اور متیجہ الجزائر کے میدانوں میں سے ایک میدان ہے اور اس زمانہ میں حصین کے جو ٹھکانے ہیں ان میں وہ پرانے زمانوں سے مقیم تھے اور ان کی آمد اس جگہ پر اس وقت ہوئی جب وہ عبید اللہ بن عامر کے ٹھکانے تھے اور بنی عامر، سوید کے ٹھکانوں میں رہتے تھے اور اس زمانے میں ان کے ٹھکانے مشرقی تلول سے متصل تھے یہ لوگ کزول کی جانب سے داخل ہوئے اور آہستہ آہستہ مدینہ کے مضافات کی طرف بڑھتے گئے اور پھر جبل تیطری میں اتر گئے اور یہ اشیر کا وہ پہاڑ ہے جس میں ایک بڑا شہر آباد تھا اور جب بنو برجین تلول پہنچے اور وانشریس پر قابض ہو گئے تو محمد بن عبدالقوی نے مدینہ کی طرف اور اس پر قبضہ کر لیا اور ان کے درمیان خوب جنگیں ہوئی اور جب ان کے پاس ان کے سردار گئے تو وہ ان سے راضی ہو گئے پھر انہیں گرفتار کر لیا اور پھر ثعالبہ کے دیگر افراد سے جنگ ہوئی انہوں نے بہت سارے لوگوں کو قتل کیا اور ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اس کے بعد وہ تیطری میں ان پر غالب آ گیا اور انہیں متیجہ کی طرف دھکیل دیا اور حصین کے قبائل کو تیطری میں اتارا اور بحیثیت رعایا کے ان کے ساتھ مقیم تھے اور باقاعدگی کے ساتھ خراج اور ٹیکس ادا کیا کرتے تھے اور جب چاہتے ان کو وہ زبردستی اپنے ساتھ جنگوں میں لے جاتے تھے۔

اولاد سباع کی سرداری:......پھر ثعالبہ متیجہ کے میدان میں ملکیش کی رعایا میں شامل ہو گئے جو کہ صنہاجہ میں شامل تھا پھر انہوں نے ملک پر قبضہ کر کے اس کو اپنی ملکیت میں کر لیا اور انہیں ملک پر اقتدار بھی حاصل تھا جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔

یہاں تک کہ بنو مرین نے مغرب اوسط پر فتح حاصل کر کے ملکیش کی حکومت کو وہاں سے ختم کر دیا تو ثعالبہ نے متیجہ کے میدان کو مخصوص کر کے اس پر قابض ہو گئے اور ان کی سرداری سباع بن ثعلب بن علی بن بکر بن صغیر کی اولاد کو حاصل ہوئی، اور ان کا خیال ہے کہ جب سباع موحدین کے پاس جاتا تو اس کی پگڑی کی مد پر عزت بڑھانے کے لئے ایک دینار رکھتے تھے جو کئی دینار کے وزن کا ہوتا تھا۔ اور میں نے اپنے بعض سرداروں سے سنا ہے کہ یہ لوگ امام مہدی کی عزت کرنے کی وجہ سے انہیں اکثر و بیشتر انعامات بھی دیتے تھے، ایک دفعہ وہ ان کے پاس سے دوڑتا ہوا گذرا تو انہوں نے

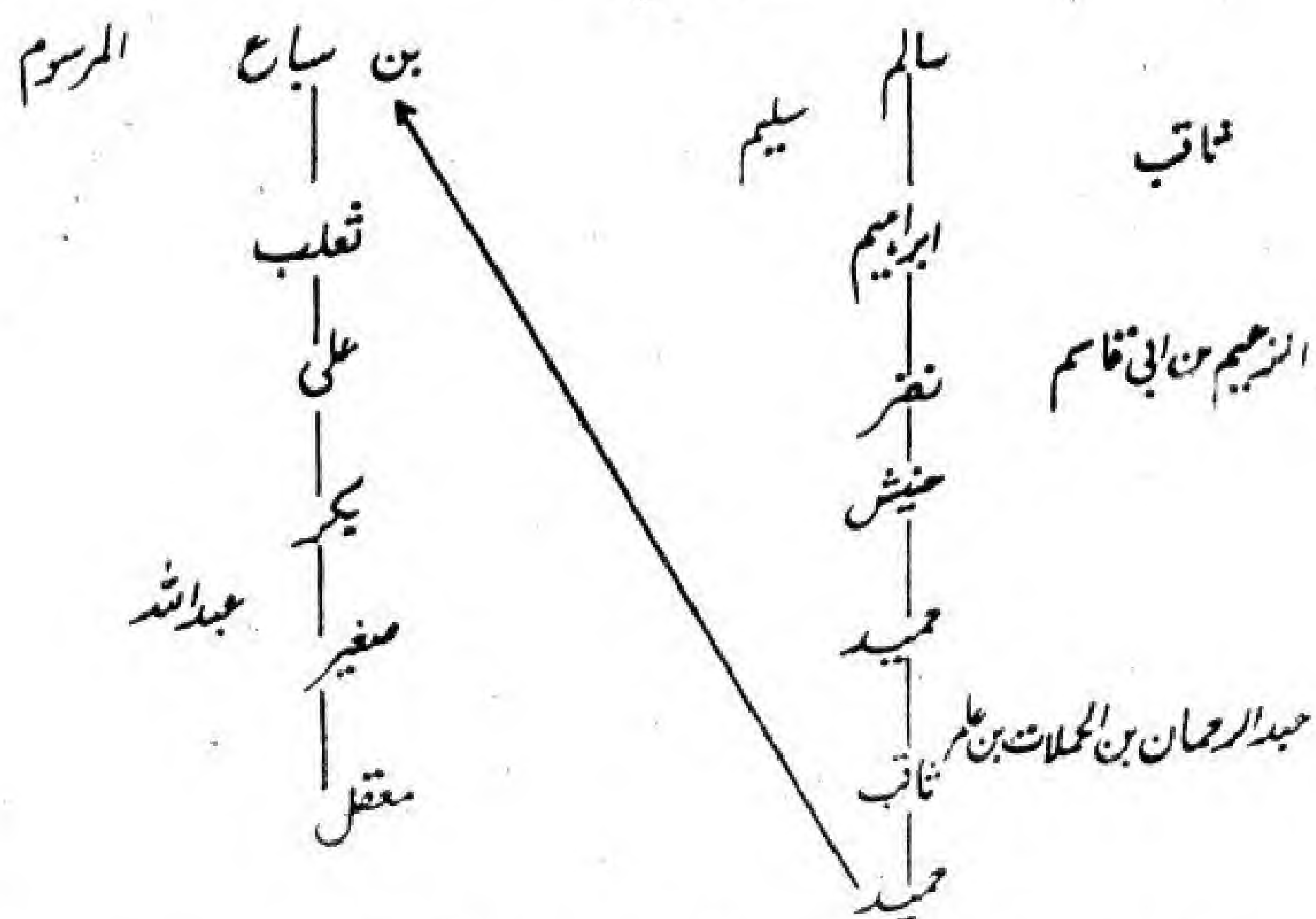
اس پر حملہ کر دیا۔

اولاد سباع کی سرداری اولاً بنی یعقوب بن سباع میں قائم رہی پھر جنبش کی اولاد کی طرف آ گئی پھر سلطان ابوالحسن بنی عبدالواد کے ممالک پر غالب آ گیا تو انہیں مغرب کی طرف لے گیا اور ان کی حکومت ابوالحملات بن عائد بن ثابت کو حاصل ہو گئی جو کہ جنبش کا چچازاد بھائی تھا وہ آٹھویں صدی کے درمیان سلطان ابوالحسن کے علاقہ الجزائر میں (جو تونس کا علاقہ ہے) اترتے وقت طاعون جارف ہلاک ہو گیا تو اس نے ابراہیم بن نصر کو وہاں کا بادشاہ بنا دیا اور ان کی سرداری ہمیشہ ہی اس کے پاس رہی۔

آخر کار وہ مغربیوں پر سلطان ابوعنان کے قبضہ ختم ہونے کے بعد انتقال کر گیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے، پھر انکی سرداری اس کے بیٹے سالم نے سنبھالی اور یہ لوگ بکش کو ٹیکس ادا کرتے تھے اور باقاعدگی کے ساتھ ٹیکس ادا کیا کرتے تھے۔

ابوحمو کے حالات:...... یہاں تک کہ ۷۶۰ھ میں ابوحمو کے خلاف ابوزیان اور حصین کے بغاوت کے زمانے میں عربوں کی عزت خراب ہو گئی جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے، اس زمانہ میں ان کا سردار سالم بن ابراہیم بن نصر بن حنیس بن ابی حمید بن ثابت بن محمد بن سباع تھا چنانچہ اس نے اس جنگ میں خوب قتل وغارت کی جب ابوحمو نے معاہدہ کیا تو اس معاہدہ کو اس نے کئی بار توڑا پھر جب بنی مرین تلمسان پر غالب آ گئے تو وہ اس کے ساتھ ہو گیا اور اس کے قاصد اور وفد مغرب میں ان کے پاس گئے، جب سلطان عبدالعزیز فوت ہو گیا تو ابوحمو اپنی حکومت کی طرف واپس آ گیا اور پھر اس کے بعد ان پر مختلف مصیبتیں نازل ہونے لگیں چنانچہ سالم نے اس سے خوف زدہ ہو کر ابوزیان کو طلب کیا اور اسے الجزائر کا حاکم بنا دیا پھر ۷۷۹ھ میں ابوحمو اس کے مقابلہ میں گیا تو اس نے اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور سالم اپنی فوج کو ابوزیان سے الگ کر کے واپس آ گیا۔

سالم بن ابراہیم کا قتل:...... پھر ابوحمو اس کے مقابلہ پر گیا اور جبل منیجہ میں تھوڑی سی مدت کے لئے اس کا محاصرہ کر لیا اور اسے اپنے وعدے کا پابند کیا پھر جب اس نے وعدہ خلافی کی تو وہ اسے گرفتار کر کے قیدی بنا کر تلمسان لے گیا اور نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا پھر اس کا نشان تک ختم ہو گیا اور اسے وہ ریاست بھی نہ ملی جس کے ثعالبہ کبھی اہل ہی نہ تھے پھر اس نے اس کے بھائیوں، قبیلے اور خاندان کو قتل کرنے، قید کرنے اور تباہ و برباد کرنے کے لئے تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ سب اس دنیا سے ختم ہو گئے، واللہ یخلق مایشاء۔



ذوی منصور:...... منصور بن محمد کی اولاد، معقل کا بڑا اور اکثریتی حصہ ان پر مشتمل ہیں مغرب اقصیٰ کی سرحدیں ان کے ٹھکانے ہیں جو ملویہ اور درعہ کے درمیان واقع ہیں اور ان کے چار خاندان ہیں، اولاد حسین اور اولاد ابوالحسین یہ دونوں سگے بھائی ہیں، اور العمارنہ عمران کی اولاد ہیں اور المنبات، منبا کی

اولاد ہیں یہ دونوں سگے بھائی ہیں، اوران دونوں خاندانوں کے تمام آدمیوں کو احلاف کہتے ہیں، اور ابوالحسن کی اولاد سفر کرنے سے مجبور ہیں اس لئے وہ ان محلول میں ٹھہرے ہوئے ہیں جو انہوں نے جنگل میں تامیلات اور تیکوارین کے درمیان بنائے ہیں اور حسین کی اولاد ذوی منصور میں اکثریت ہیں اس وجہ سے انھیں ان پر برتری حاصل ہے اور بنی مرین کے زمانہ میں ان کی سرداری خالد بن جرمون بن حرار بن عرفہ بن فارس بن علی بن عبدالواحد بن یحیٰ اس کے بھائی زکریا پھر اس کے چچازاد احمد بن رحو بن غانم پھر اس کے بھائی یعیش اور پھر اس کے چچازاد یوسف بن علی بن غانم کو حاصل تھی،

یوسف بن یعقوب کے حالات:...... پھر یعقوب بن عبدالحق اور اس کے بیٹے یوسف کے زمانے میں بنی مرین کے ان کے ساتھ کئی معرکے ہوئے، اور عنقریب بنی مرین کے حالات میں یوسف بن یعقوب کا ذکر آئے گا، کہ وہ مراکش سے آ کر صحرائے درعہ میں ان پر کیسے حملہ آور ہوا، اور جب اس نے تلمسان کا محاصرہ کرتے ہوئے مشرق میں قیام کیا تو اس نے معقل کے ان عربوں کو مغرب کے اطراف میں درعہ اور ملویہ کے درمیان تادریرت تک اپنا مددگار بنایا تو اس زمانہ میں عبدالوہاب اور یوسف کے درمیان کئی جنگیں لڑی گئیں جن میں سے ایک جنگ میں عبدالوہاب ہلاک ہو گیا اس کے بعد یوسف بن یعقوب کا بھی انتقال ہو گیا۔

چوتھے طبقے میں سے بنی سلیم و بنی منصور کے حالات

سب سے پہلے ہم بنی کعب کا ذکر اوران کے حالات سے آغاز کرتے ہیں۔

بنو سلیم بطون:...... بنو سلیم کا بطن مضر کے وسیع ترین بطون میں سے ایک وسیع اور بڑی جمعیت والا بطن ہے اوران کے ٹھکانے نجد میں ہیں۔ اور بنو سلیم بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس ہے اوران میں بہت سے قبائل ہیں۔

اور جاہلیت میں ان سرداری، بنی شرید بن ریاح اور بنی ثعلبہ بن عطیہ بن صقاف بن امرئ القیس بن بہنہ بن سلیم کو حاصل اور عمر بن الشرید مضر کا بڑا آدمی تھا اور اس کے بیٹے ضمرا اور معاویہ تھے اور صخر، خنسا، کا باپ تھا اور اس کا خاوند، عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ صحابی تھا۔ خنساء اس کے ساتھ جنگ قادسیہ میں شامل ہوئی تھی۔

اور سلیم کے بطون میں سے عطیہ، امل اور ذکران الدین رضی اللہ عنہ ہیں جن کے خلاف رسول کریم ﷺ نے اسوقت بدعا کی تھی۔ جب انہوں نے اصحاب کو دھوکے سے قتل کیا تھا پس ان کا تذکرہ ختم ہوا اور خلافت عباسیہ کے زمانے میں بنوسلیم کو بغاوت کرنے میں بڑی شوکت حاصل تھی یہاں تک کہ عباسیوں کے ایک خلیفہ نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ ان سے شادی نہ کرنا۔ اور یہ مدینہ پر حملہ کرتے تھے۔ اور بغداد سے ان کی طرف فوجیں جاتی تھیں اوران پر حملہ کرتی تھیں اور جنگل میں بھاگتے تھے۔

فتنہ قرامطہ:...... اور جب قرامطہ کا فتنہ اٹھا تو یہ بنو عقیل بن کعب کے ساتھ اور طاہر اور اس کے بیٹوں کے حلیف بن گئے قرامطہ میں سے بحرین کے امراء تھے۔ پھر جب قرامطہ حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ تو شیعوں کی دعوت پر بنوسلیم۔ بحرین پر غالب آ گئے۔ اس وجہ سے کہ قرامطہ بھی انہی کی دعوت پر تھے پھر بنو اصغر بن تغلب بنی بویہ کے ایام میں دعوت عباسی کے ذریعے۔ بحرین پر غالب آ گئے اور انہوں نے بنوسلیم کو وہاں سے نکال باہر کیا، پس یہ صعید مصر میں چلے گئے۔

اور المتنصر نے اپنے وزیر اروزی کے تحت انہیں مغربن بادیس سے لڑنے کے لئے افریقہ بھیج دیا جیسا کہ ہم پہلے اسے بیان کر آئے ہیں پس یہ بلائیوں کے ساتھ چلے گئے اور برقہ اور اطراف طرابلس میں ایک مدت تک مقیم رہے پھر جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے یہ افریقہ چلے گئے۔ اور اس عہد میں افریقہ اور اس کے اردگرد میں چار بطون تھے ذگب، ذباب حبیب اور عوفہ۔

زغب:...... زغب کی نسبت کے متعلق ابن کلبی کہتا ہے کہ وہ زغب بن نصر بن صقاف بن امرئ القیس بن بہرین سلیم ہے اور ابو محمد التیجانی جو رحامہ میں تونسیوں کے مشائخ میں سے ہے کہتا ہے کہ وہ زغب بن ناصر بن صقاف بن جریر بن ہلاک بن صقاف ہے اور اس کے خیال میں ابوزہاب اور

زغب الاصغر وہ لوگ ہیں جو افریقہ میں بنی سلیم کے مقابل میں سے ہیں اور ابوالحسن بن سعید کہتا ہے کہ وہ زغب بن مالک بن بہنہ بن سلیم ہے جو حرین کے درمیان تھے اور اب وہ افریقہ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ ہیں۔

ذباب:......اور ذباب بن مالک بن بہنہ کے نسب کو اللہ تعالیٰ ہی صحیح طور پر بہتر جانتا ہے اور ابن سعید اور التیجانی نے ان کو ایک دوسرے کے قریب بیان کیا ہے اور شاید یہ ایک ہی ہے اور ابن سعید نے ایک جدّ ساقط کر دیا ہے۔

حبیب:......اور حبیب جو ہے وہ ابن بہنہ بن سلیم ہے اور ان کے ٹھکانے ارض برقہ سے لیکر جو افریقہ کے نزدیک ہے۔ اسکندریہ کے ہیت سے عقبہ صغیرہ تک ہیں یہ وہاں اپنے بھائیوں کے افریقہ میں داخل ہونے کے بعد رہنے لگے اور ان میں سے پہلے غرب کے حکمران بنو حمید بنے جو اجرابیہ اور اس کی اطراف میں رہتے تھے اور وہ کئی تھے جنہیں حاجی ڈراتے اور شحاح کی طرف واپس جاتے اور ان کی خاصی تعداد تھی اور انہیں ہیت میں عزت حاصل تھی کیونکہ برخہ کی شادابی ایک چراگاہ بن گئی تھی اور ان کے مشرق میں عقبہ کبرہ تک تیز رفتار اونٹنیاں اور جنگجو لوگ تھے اور سرداری بنی عزاز کے ان دونوں قبیلوں میں تھی جو عزت کے نام سے جانے جاتے تھے اور حبیب کے تمام قبائل لمبے علاقے پر قابض ہو گئے تھے اور انہوں نے اس کے شہیدوں کو یاد کیا تھا۔

اور اس میں ان کے شیوخ کے علاوہ سلطنت اور مملکت باقی نہ رہی اور ان کی ملازمت میں بربری اور یہودی کاشتکاری اور تجارت کرتے تھے اور ان کے ساتھ رواحہ اور فزارہ کی قومیں بھی تھیں اور اس زمانے میں اعراب شیوخ میں سے برقہ میں ابوذوہیب نے بہتر شہرت پائی لیکن مجھے اس کا نسب معلوم نہیں کہ وہ کن میں سے تھا اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ الغرۃ میں سے تھا اور کچھ اسے بنی احمد میں سے کہتے ہیں اور کچھ اسے فزارہ سے بیان کرتے ہیں۔ وہاں پر ان کی تعداد کم تھی اور غلبہ حبیب کو حاصل تھا پس ان کے غیر کو سرداری کیسے مل سکتی تھی۔

عوف:......وہ ابن بہنہ بن سلیم ہے اور ان کا علاقہ فاس کی وادی سے بونہ تک ہے اور ان کے لوگ ان کے ساتھ دو بڑے پہاڑ کی طرح ہیں۔ اور عراق کے دو بطن ہیں بنو یحییٰ اور حصن اور شیخ الکعوب حمزہ عمر وغیرہ متاخرین کے اشعار میں بیان ہوا ہے اور یحییٰ اور عراق دو بھائی ہیں اور بنی یحییٰ کے تین بطون ہیں حمیر اور دلاج اور حمیر کے دو بطن کروم اور ترحم سے الکعوب میں بنو کعب بن احمد بن ترحم، اور حصن کے دو ہیں، بنو ملی اور حکیم اور حمران سب کے حالات بطن دار بیان کریں گے اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے ہلالیوں کے پیچھے جاتے ہوئے برقہ میں مقیم ہو گئے تھے۔

اور جب قاضی ابوبکر العزی اور اس کے باپ کی کشتی ڈوب گئی تو وہ ان کے ہاں مہمان اترے اور بچ کر ساحل پر پہنچ گئے تو وہاں پر انہوں نے بنو کعب کو پایا تو وہ ان کا مہمان بنا اور جیسا کہ اس کے سفر کے حالات میں بیان کیا گیا ہے اور ان کے شیخ نے ان کی عزت کی اور اسوقت طرابلس اور قابس اور اس کے گرد نواح میں غانیہ اور قراقش العزق کی جنگ ہو رہی تھی جیسا کہ ہم ان کے حالات بیان کریں گے اور بنو سلیم ان لوگوں میں سے تھے جو ان کے پاس حوبان العرب اور اوتاب القبائل سے جمع ہو گئے تھے پس یہ گروہ در گروہ ان کے پاس چلے گئے اور ان کی ان کے ساتھ لڑائی اور قراقش نے کعوب کے اسی آدمی قتل کر دیئے اور وہ ہی برقہ کی طرف بھاگے اور انہوں نے بطون سلیم میں سے ریاح سے اور حمیر کے ویکل سے مدد مانگی پس انہوں نے ان کی بات مانی۔ یہاں تک کہ علیا نہ اس جنگ کو قراقش اور اس کے بعد غانیہ کے مرنے کی جگہ لے آیا۔

حفصی کی حکومت:......حفصی کی حکومت کو افریقہ میں بڑا رسوخ حاصل تھا اور جب قراقش ختم ہو گئے اور ابن غانیہ کی جنگ ابومحمد بن ابوحفص کے ساتھ شروع ہو گئی تو بنی سلیم افریقہ کے شاہ تخت ابومحمد کی طرف لوٹے۔

اور ابن غانیہ ریاح کے زوادوہ میں تھے اور ان کے سردار مسعود البلط مغرب سے بھاگ کر اس کے ساتھ مل گیا اور اس کے بیٹے امیر ابوزکریا نے افریقہ کی حکومت کو اپنے لئے خاص کیا۔ تو یہ سب کی طرف لوٹ آئے اور اسفوف زوادوہ کے ساتھ ہو گئے اور جب ابن غانیہ کی حکومت ختم ہو گئی تو اس نے ریاح کو افریقہ سے نکالنے کا پختہ ارادہ کیا۔ اس لئے کہ وہ فسادی تھے پس وہ شخص اس اور علاق کو لایا۔

یہ دونوں بنو عوف بن سلیم کے بطون سے ہیں جو ساحلوں اور قابوس کے کناروں پر رہتے ہیں اس لئے ان کے ساتھ ہمدردی کی اور اس کی

حکومت ان دنوں اولاد جامع میں تھی اور اس کے بعد اس کے بیٹے یوسف اور اس کے بعد ہنان بن جابر جامع کو ملی اور علاقہ کی سرداری کعوب ہی سے اس کے سردار ابن یعقوب بن کعب کی اولاد کو حاصل تھی اور ان کے افریقہ میں داخلے کے وقت علاق کی حکومت المعر اور اس کے بیٹوں میں سے رافع بن حماد کو حاصل تھی۔

اور اس کے بیٹے رافع بن حماد کو حاصل تھی اور اس کے اس کے دادا کا جھنڈا بھی تھا۔ جس کے ساتھ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تھا۔ اور ان کے خیال میں بنو کعب کا داداہ ہے پس سلطان نے ان سے مدد طلب کی۔ اور انہیں کے میدان میں اتارا اور انعام سے نوازا اور انہوں نے ریاح کے زواودہ سے منکب میں لڑائی کی حالانکہ اس سے پہلے انہیں پورے افریقہ پر تسلط تھا۔

اور انہیں شیخ ابو محمد بن حفص کے زمانے میں محمد بن مسعود بن سلطان کی جائیداد کے قلعے حاصل تھے بس مرداس ایک سال اس کے پاس آیا اور بُرے ارادے نے انہیں بدل کر رکھا اور انہوں نے زواودہ کو اپنے ماتحت خوشحال دیکھا تو ان کو لالچ سوجھی اور ان کے اموال کو ضبط کرنے کا ارادہ کیا اور جنگ کی اور غالب آ گئے اور رزاق بن سلطان کو قتل کر دیا اور جنگ جاری رہی پس جب امیر ابوزکریا ان کے پاس گیا تو اس نے ان کے ہاں لالچ کی وجہ سے قبولیت پائی پس یہ زواودہ کی جنگ کے لئے ایک مضبوط جماعت بن گئے اور تیاری شروع کر دی اور ان کے ریاح کے درمیان بار بار جنگیں ہوتیں یہاں تک کہ انہوں نے افریقہ سے ان کے مکانات کی طرف نکال دیا جو اس عہد تلول قسنطنیہ اور بجایہ سے الزاب اور اس کے مضافات تک ہیں پھر انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور سب نے وہاں رہائش اختیار کی جہاں ان کی قوم نے ان کو جگہ دی۔

اور بنو عوف نے افریقہ کے دیگر علاقوں پر قبضہ جمالیا اور سلطان نے ان سے حسن سلوک کیا اور عطیات کے رجسٹر میں ان کے نام لکھ دیئے۔ اور بطور جاگیر کوئی چیز انہیں نہیں دی اور دوستی کے لئے اولاد جامع اور اس کی قوم کو مختص کیا اور وہ بھی اس کے ساتھ مخلص تھے اور افریقہ کے نواح میں زواودہ اور ریاح پر اس کے غلبہ اور انہیں وہاں سے امرا اور بجایہ اور قسنطینہ کو نواح کی طرف نکال باہر کرنے کی تدبیر مکمل ہو گئی۔

اور لمبا زمانہ حکومت کی اور حکومت اور العنیز ہ کے بارے ان کے حالات بند اور فیصلہ میں تبدیلی آ گئی اور سلطان نے اپنے علاق کے ساتھ ان کا فساد ڈلوا دیا اور فتنہ پیدا ہو گیا اور حکومت میں اولاد جامع کا جو مقام تھا اس سے مرارس کا شیخ عنان بن جابر ناراض ہو گیا اور غصہ ہو کر ان کے پاس سے چلا گیا اور اپنی چراگاؤں کی تلاش کرنے والی جماعت اور ان کے دوستوں کے ساتھ ملا ریاح میں مغرب کے نواعز اور اس کے قریبی علاقوں میں مقیم ہو گئے۔

اور حاکم افریقہ کے مخلص دوست ابو عبداللہ ابوالحسن نے اسے اس کے فعل پر سزا دی اور کہا، انہوں نے عربیہ میں لمبے بیابانوں کو قطع کیا اور جنگل کو چڑھتے ڈھلتے طے کیا اور عفی اور سواد کے درمیان بقیہ پانی کو بھول گئے ہیں کیا اس میں موسلا دھار بارشیں چمکی ہیں، تو عنان نے اس کے جواب میں کہا:

میرے دو دوستوں سلع اور حاجر کے درمیان ہوج عنانج میں تیز رفتار اور لاغر اونٹنیوں پر آ وہ پھر وہ مراکش میں خلیفہ سعید بن عبدالمومن کے پاس چلا گیا اور اسے افریقہ اور آل ابی حفص کے خلاف ابھارنے لگا اور راستے ہی میں مر گیا اور ''سلا'' مقام پر دفن ہوا اور النضر کے درمیان مرداس کا یہی حال رہا۔ یہاں تک کہ امیر ابوزکریا فوت ہو گیا۔

المستنصر کی حکومت:......امیر ابوزکریا کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا المستنصر بادشاہ بنا اور کعوب، سلطان سے اپنی قوم کے متعلق عہدے کی وجہ سے غالب آ گئے اور اس عہد میں ان کا سردار عبداللہ بن شیخ تھا۔ پس اس نے برداس کے بارے میں سلطان کے پاس چغلی کی اور ابو جامع اس کی چغلی کو پہنچانے والا تھا۔

اور دیگر علاقوں نے اس کے خلاف بڑھنے کا عزم کیا اور جمع ہو گئے اور انہوں نے مرادسیوں سے جنگ کی اور ان کے اوطان میں ان پر غالب آ گئے اور انہیں افریقہ سے نکال دیا اور جنگل کی طرف چلے گئے اور آجکل بھی وہ صحرا نشین ہی ہیں اور الرمل کی طرف آ کر قلول کے اطراف سے سلیم یا ریاح کے احکام کے تحت غلہ حاصل کیا اور مرابع کعوب کے ریاح میں تلول میں ٹھہرنے کے دنوں قسنطینہ کے گرد ونواح ہیں ان کا خاص قدم ہوتا ہے اور جب وہ اپنے اہم مقام کی طرف جاتے ہیں تو برداس کے قبیلے دور دراز کے دیرنے میں بھاگ جاتے ہیں اور معاہدہ کرتے ان سے ملتے ہیں اور انہوں نے نورا، نفطہ اور بلاد قصطیلہ پر ٹیکس لگایا ہوا ہے جو وہ انہیں ادا کرتے ہیں۔

کیونکہ وہ ان کی سرداری میں مرداس حصین، ریاح اور دلاج کے دیگر بطون میں مضبوط ہوگی اور حکومت کے نزدیک ان کی شان بلند ہوگئی اور وہ دوسرے بنوسلیم بن منصور سے مفر ہوگئے اور ان کی سرداری یعقوب بن کعب کے اولاد میں قائم ہوگئی، اور وہ بنو شیخ بند طاہر اور بنوعلی میں اور شیخ بن یعقوب کے بیٹوں میں سے پہلے عبداللہ کو تقدم حاصل ہے پھر اس کے بھائی ابراہیم کو پھر عبدالرحمن کو جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا اور بنوعلی سرداری میں ان کی مدد کرتے تھے اور ان میں سے بنوکیثر بن یزید بن علی بھی تھے اور کعب ان کے درمیان الحال کے نام سے مشہور تھے کیونکہ وہ حج کر چکے تھے اور سلطان المستنصر کے زمانے میں اس کے ساتھ شیخ الموحدین ابوسعدالعودالرطب کے ساتھ تھے اور جنہوں نے اسے مرتبہ اور مال دیا تھا اور سلطان نے اسے چار بیٹیاں بطور جاگیر دیں جو اس نے اپنے بیٹے کو دے دیں، جو صقافس، افریقہ اور الجرید کی جانب تھیں اور اس کے سات بیٹے تھے جن میں سے چار اجر، ماضی علی اور محمد کی ماں ایک تھی اور تین یزید برکات اور عبدالغنی ایک ماں سے تھے۔

پس احمد نے اولاد شیخ سے کعوب پر سرداری کرنے کے بارے میں ان سے جھگڑا کیا اور سلطان ابواسحاق سے رابطہ کرلیا، اور انہیں اس بات کی وجہ سے ناراض کیا پس وہ بلانے والے کے ظاہر ہونے کے وقت اس کے ساتھ مل گیا۔

اس کے حالات جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہے۔ اور احمد فوت ہوگیا اور اس کے اولاد جانشین ہوئے اور اس کے بیٹے بہت تھے بنو قاسم کی ایک عورت عرفہ سے ابوالیل اور ابوالفضل تھے اور حکیمہ سے قائد، عبید مندیل، عبدالکریم السری کلیب حمد الملک اور عبدالعزیز تھے جب احمد کا انتقال ہوا تو حکومت پر ابوالنقل قابض ہوگیا اس کے بعد اس کے بھائی ابوالیل بن احمد نے اور اس کے بیٹوں کی سرداری ان کی قوم پر غالب آگئی اور انہوں نے اپنے بھائیوں کے تمام بیٹوں سے کیا اور لمبے عرصہ تک ان پر سرداری کرتا رہا جب دعی بن ابی عمارہ کا معاملہ ہوا تو فضل بن یحیٰی محلاغ ناامید ہوگیا۔

اور سلطان ابواسحاق پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا جب کہ ہم اس مقام پر اس کا ذکر کریں گے اور ابوحفص اور اس کا چھوٹا بھائی قلعہ سنان میں گئے جو افریقہ کے قطعوں میں سے ایک ہے اور ابواللیل بن احمد کو اس کے بچانے اور اس کی حکومت کو قائم کرنے میں بہت بڑا کردار تھا۔

پس اس نے اس کے ساتھ اچھائی کا معاملہ کیا۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے اسے دعی کے مقابلہ میں حکومت دی تو اس نے اس کی سرداری کو اس کی قوم پر مضبوط کر دیا، پس ابواللیل نے ان کی حکومت کو تقویت پہنچائی۔ اور منکب میں اولاد شیخ سے لڑائی کی اور ان کے آخری آدمی عبدالرحمن بن شیخ کو بجایہ میں جاملا جب امیر ابوزکریان سلطان ابی اسحٰق نے اس کے چچا سلطان ابوحفص کی سلطنت سے اسے جائیداد دی پس وہ راستے کا خرچ کرتے ہوئے تیونس کی طرف گیا اور اس کی حکومت کے حاصل کرنے کی رغبت دلاتا اس کے پاس گیا اس سے مقصد اپنی حاکمیت کا استحکام تھا۔ مگر مقصد کے حصول سے پہلے مر گیا اور بجایہ میں دفن ہوا اور اس کے مرنے کے ساتھ ہی اولاد تخہ کی سرداری کا خاتمہ ہوگیا۔

کعوب کی سرداری:...... اور کعوب میں ابواللیل سردار مقرر ہوئے اور اس کے اور سلطان ابوحفص کے درمیان خوف کی فضا پیدا ہوگئی۔ تو اس نے اپنی جگہ کعوب پر محمد بن عبدالرحمن بن شیخ کو مقدم کی اور کئی روز تک اس سے جنگ کی یہاں تک کہ اس نے اطاعت اختیار کر لی جب ان کا انتقال ہوا تو اس کے بیٹے احمد جانشین ہوئے اور اس کی سرداری قائم رہی اور سلطان ابوعصید نے اسے ہٹا دیا تو اس کے قید خانے ہی میں ہلاک ہوگیا اور اس کا بھائی عمر بن ابواللیل حکمران بنا اور اس کے ساتھ ہراج ابن عبید بن احمد بن کعب نے کی یہاں تک کہ ہراج ہلاک ہوگیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

اور جب عمر ہلاک ہوگیا۔ تو اس کی قوم کی سرداری اس کے بھائی احمد بن ابواللیل نے سنبھالی، اور اس نے مولاھم اور حمزہ کی جو اس کے بھائی عمر کا بیٹا تھا اور عمر ایک کمزور اور عاجز آدمی تھا پس مہلہل کے لڑکو نے چچا قاسم سے جھگڑا کیا اور وہ حمد، سکیا، مرغم، طلب اور عون شامل تھے جو دوسرے لوگوں میں شامل تھے ان کے نام مجھے یاد نہیں پس انہوں نے لوگوں کو یہ تربیت دی کہ ان کی قوم یہ کسی کو صفت حاصل نہیں اور ابواللیل کے بیٹے حمد سے لڑائی برقرار رکھی۔ اور مسلسل ان کو پریشان کرتے رہے۔

ہراج:...... اور جب ہراج بن عبید بن احمد ظاہر ہوئے اور ان کی سرکشی اور بغض انتہا کو پہنچی اور اس کا بہت برا نتیجہ عوام کے سینوں میں ان کے متعلق پیدا ہوا، پس وہ ۷۰۵ھ میں تونس چلا گیا۔ اور جمعہ کے روز مسجد میں موزے پہن کر داخل ہوگیا تو لوگوں نے موزے پہن کر مسجد میں آنے پر برا منایا اور اسے بعض نمازیوں نے بھی اس بارے میں کہا تو اس نے جواب دیا کہ میں موزوں کے ساتھ سلطان کے قالین پر چلا جاتا ہوں پس میں انہیں جامع

مسجد میں پہن کر کیوں نہیں آ سکتا ہوں پس لوگوں نے اس بات کو اچھا نہیں سمجھا تو انہوں نے اسی وقت اس پر حملہ کیا اور مسجد ہی میں اسے قتل کیا اور اپنے فعل سے حکومت کو راضی کر دیا اس کا یہ واقعہ مشہور ہے اور اس کے بعد سلطان نے اس کے بھائی کیسان اور اس کے عمزاد تبیل بن مندیل بن احمد کو قتل کر دیا اور کعوب کی سرداری محمد بن ابی یعلی کے مرید اور ہراج بن عبید مولا ہم اور حمزہ عمر کے بیٹوں نے سنبھالی اور صحرا کی سرداری، اور بنو سلیم افریقہ میں اپنے چچازادوں مہلیل بن قاسم اور ان کے امثال سے مزاحمت کے لئے مخصوص ہوگئی اور مخول ان کے علاوہ تھے۔

اور ۷۰۷ھ میں احمد ابو اللیل اور اس کے بھائی کا بیٹا سلطان کے باغی ہوگئے اور عثمان بن ابوزبوس نے اس کے وطن ذباب سے بلایا تو وہ اس کے پاس آیا اور تونس پر حملہ کیا اور نحدیۃ العفرہ کے باہر پڑاؤ کیا اور وزیر ابوعبداللہ بن برزیکن ان کے مقابلہ میں نکلا پس اس نے انہیں شکست دی اور احمد بن ابو اللیل کو خادم بنایا پھر اسے گرفتار کر کے تونس میں قید کر دیا یہاں تک کہ وہ ہلاک ہوگیا۔

اس کے بعد ۷۰۸ھ میں مولا ہم ابن عمر گیا تو اسے بھی اس کے ساتھ قید کر دیا یہاں تک اس کا بھائی حمزہ امیر ابوالیف، خالد بن امیر زکریا کے پاس گئے جو افریقہ کی مغربی سرحد کا حکمران تھا ابوعصد کے انتقال کے وقت۔ اور اس کے ساتھ ابوعلی بن کثیر، یعقوب بن فرس اور بنی سلیم کے بڑے بھی تھے۔ اور انہوں نے ابوالبقا کو الحضرۃ کی حکومت کے بارے میں غیرت دلائی اور اس کے صحبت میں آ گئے اور اس نے اس کے بھائی مولا ہم کر دیا تو نس میں سلطان کے وقت ۷۱۰ھ میں۔

جیسا کہ ہم اس کے حالات آگے بیان کریں گے پھر حمزہ سلطان، ابو یحییٰ زکریا ابن اللحیانی سے ملا اور اس نے اس پر مسلسل احسانات گنے پس اس نے اسے دیگر عربوں پر فوقیت دیدی یہاں تک کہ اس کے بھائی نے اس پر حسد کیا اور سلطان کے پاس چلا گیا اور الحضرۃ اور دیگر بلاد افریقہ پر اس کے قبضہ کے بعد ۷۲۷ھ میں بجایہ کا حاکم بن گیا پس سلطان نے اسے اپنی حکومت کے لئے چن لیا اور حمزہ نے اس کا مقابلہ یا اور وہ اس کے قرابتداروں کو یکے بعد دیگرے اس کے پاس لے آیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے اور اس کے بھائی نے سلطان کی خیرخواہی میں فریب کاری کی اور حمزہ نے اس کام میں اس کی مدد کی اور اس کی خیانت کی خبر مشہور ہوگئی تو سلطان نے اسے اور اس کے بیٹے منصور اور اس کے زہیب زعدان کو پکڑ لیا اور مغرار بن محمد بن ابو اللیل نے سلطان کے پاس اپنے چچازاد عون بن عبداللہ بن احمد اور احمد بن عبدالواحد اور عبید اور ابو ہلال بن محمود بن فاد اور نامی بن ابی علی بن کنز اور محمد بن یکن اور ابوزید بن عمر بن یعقوب اور ہوارہ سے فیصل بن زغراع کی چغلی کی تو انہیں اس وقت ۷۲۲ھ میں قتل کر دیا گیا۔

اور اس کے اعضاء حمزہ کے پاس بھیج دیئے گئے تو اس کے غصے میں اضافہ ہوگیا اور ابوتاشفین سے یغمراسن کے عہد میں تلمسان کی فوجوں کے ساتھ ملا اور اس کے ساتھ محمد بن سلطان لحیانی بھی تھا جو ابوخربہ کے نام سے مشہور ہے اسے حکومت کا سربراہ مقرر کیا اور ابوتاشفین نے انہیں زناتہ کی فوجوں کے ساتھ مدد دی اور یہ افریقہ کی طرف جنگ کے لئے گئے پس سلطان ان کے مقابلے میں نکلا اور انہیں ہمیشہ نے شکست دی۔

اور اس کے بعد ہمیشہ ہی وہ سلطان ابو یحییٰ کے پاس بہت حفصی کے اوعیاص سے تربیت یافتہ آدمی لاتا اور ابوتاشفین حاکم تلمسان زناتہ کی فوجوں کے ساتھ ان کی مدد کرتا رہا اور ان کے درمیان کئی دفعہ جنگیں ہوئیں جو برابر رہیں۔ جیسا کہ ہم اس کی جگہ پر اس کا ذکر کریں گے۔ یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن اور اس کی قوم جو بنی مرین میں سے تھے تلمسان اور غرب اوسط پر ۷۳۰ھ میں غالب آ گئے اور انہوں نے بنی عبدالواد اور دیگر زناتہ قصی حمزہ کا جنگ کے اغار سے تعاقب کیا اور وہ جنگ میں ناکام ہو کر سلطان ابو یحییٰ نے اس کی سفارش کو قبول کیا اور اس کے جرائم اسے معاف کر دیئے اور اسے خاص مقام دیا پس اس نے اس کی بہت ہمت افزائی کی اور اس کے سالار محمد بن عبدالحکیم نے افریقہ کی طرف بڑھنے میں اس کی مدد کی اور صحرائی اعراب غالب آ گئے اور حکومت کی پوزیشن مضبوط ہوگئی اور حمزہ ۷۴۰ھ میں ابوعون نصر بن ابی علی عبدالسلام کے ہاتھوں جو کثیر بن زید کی اولاد سے تھا مارا گیا اس کا ذکر ابھی بنی علی کے تذکرہ میں ہو چکا ہے جو بنی کعب کے بطون میں سے ہے، ایک جنگ میں اسے نیزہ لگا جس نے اس کا کام تمام کر دیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے عمر نے قشتقیقہ کی مدد سے ان کی حکومت سنبھالی لیکن ابو اللیل دیگر بھائیوں اور رشتہ داروں پر غالب آ گیا اور وہ بنی کعب اور دیگر بنی یحییٰ کا اکیلا ہی حکمران بن بیٹھا اور اس کے ہمسر بنو مہلہل اس سے جدا کرتے تھے اور اس سے حکومت لینے کے خواہشمند تھے اور معن بن مطاعن فزاری جو اس کے پاس کا وزیر تھا حکومت میں اس کا مددگار تھا۔

اور اسنے اپنے چچا حمزہ کے مرنے کے بعد سلطان سے علیحدگی اختیار کی اور تہمت لگائی کہ ابوعون کے انہوں نے قتل ہی سے دراصل یہ کام حکومت کی امداد سے ہوا تھا۔

پس انہوں نے تونس سے مقابلہ کیا اور اس کے محاصرہ کے لئے اولاد مہلہل اور ان کے امثال کو اکٹھا کرلیا۔ پھر اختلاف کر کے ملک سے چلے گئے۔ اور طالب بن مہلہل اور اس کی قوم سلطان کی طرف چلے گئے اور اس نے ان کا پیچھا کیا اور قیروان میں ان پر حملہ کیا اور ان کے سردار اس کے بیٹے امیر ابوالعباس کے پاس اس کے محل میں گئے جو اس کے بیٹے کے خلاف خروج کرنے میں اسے شامل کرتے تھے اور ان میں ان کا وزیر معن بن مطاعن بھی تھا پس اس نے اسے گرفتار کر کے قتل کردیا اور باقی لوگ بھاگ گئے اور دوبارہ اطاعت اختیار کرلی اور ضمانت دی۔

سلطان ابو یحییٰ:......اور جب سلطان ابو یحییٰ فوت ہوگیا اور اس کے بیٹے عمر نے حکومت سنبھالی تو یہ اس سے منحرف ہو گئے۔ اور اس کے بھائی ابو العباس کی مدد کی جو الجرید کا حاکم اور ولی عہد تھا۔ اپنے سواروں کے ساتھ، اس کے ساتھ تونس کی طرف جنگ کرنے گئے پس ابوالعباس تونس میں داخل ہوا تو اس کے بھائی ابوالہول بن حمزہ کو بھی قتل کردیا اور اس طرح ان کو مدد دی۔

اور خالد افریقہ سے حکومت کے سرکردہ لوگوں اور سرداروں پر مشتمل ایک روز لیکر حاکم مغرب سلطان ابوالحسن کے پاس گیا اور جب وہ ملک پر قابض ہوگیا تو اس نے راستوں میں فساد کرنے اور ٹیکس لینے سے ان کے ہاتھوں کو روک دیا۔

اور ان شہروں کو بھی چھین لیا جو ان کے پاس بطور جاگیر تھے اور ان کو بلاد مغرب اقصیٰ کے معقیلوں اور زغبیوں کے اعراب کے ساتھ ملا دیا پس انہیں اس کا یہ دباؤ مشکل ہوا اور بگڑ گئے اور اسے بھی ان سے بدگمانی ہوگئی، اور فسادی جنگلوں سے اطراف پر حملہ کرنے لگے پس اس نے یہ بات ان کی طرف منسوب کی اور تونس میں خالد بن حمزہ اور اس کا بھائی احمد اور خلیفہ بن عبداللہ بن سکین اور خلیفہ بن ابی زید جو حلیم کے شیوخ میں سے تھے اس کے پاس گئے اور ان کے متعلق اس کے پاس شکایت کی گئی کہ انہوں نے بنو ابوحفص میں سے اولاد کیانی کے بعض اعیاض کو داخل کیا ہے۔

جیسا کہ اس کے سفر میں بیان ہوا ہے اور ہم اسے اس کے موقع پر بیان کریں گے پس اس نے انہیں گرفتار کرلیا اور انکی اطلاع قبیلے میں پہنچ گئی پس اسنے انہیں قسطنطنیہ اور بریدین جنگ شروع کردی اور برنابی میں آل عبدالمومن کے بقیہ لوگوں پر غالب آ گئے جو ابوالعباس ادریس کی اولاد تھے جس کا لقب ابوادریس تھا اور مراکش میں انکا آخری خلیفہ تھا اور مغرب میں اس کا غلبہ تھا اور اس کا نام احمد بن عثمان بن ادریس تھا پس انہیں خلیفہ مقرر کر کے اس کی بیعت کرلی اور اسپر اتفاق کیا اور ان کے ساتھ ان کے چچا مہلہل کے بیٹوں نے جنگ شروع کردی اور وہ مدت کا جو ہال تھا اور ان میں سے اس کا بیٹا محمد جانشین بنا پس اس نے اپنی قوم سے مدد مانگی اور تمام لوگوں نے زناتہ کے ساتھ جنگ کرنے میں اس سے اتفاق کیا اور سلطان ابو الحسن تونس سے ۴۹ ھ کے آغاز میں ان کے مقابلے میں گیا تو وہ اس کے آگے بھاگ کھڑے ہوئے اور وہ قیروان میں اُترا انہوں نے پھر اس سے جنگ کی اور اس کی جمعیت کو منتشر کردیا اور اس کے ان کپڑوں سے تھیلے بھر لئے اور سلطان کی شوکت ختم کردی اور اس کی حکومت کی دھار کند کردی اور زناتہ کی پوزیشن گرگئی اور قوس ان پر غالب آ گئی اور ابوالعیل بن حمزہ فوت ہوگیا اور عمر اپنے بھائیوں کے مقابلے سے عاجز آ گیا اور اس کا بھائی سرداری کے لئے خاص کیا گیا پھر اس کے بعد انکا بھائی مخصوص ہوگیا اور سلطان ابواسحاق بن ابو یحییٰ پر حاکم غالب آ گیا اور عربوں کے ہاتھ الضاحیہ تک پھیل گئے اور حکومت نے انہیں جاگیریں دے دی یہاں تک کہ وہ الضاحیہ پر غالب آ گئے اور انہوں نے ان کو شہروں اور کے خراج اور صحرا و سبزہ زاروں کی جاگیر وں اور تلوں اور جرید سے حصہ دیا اور وہ حکومت کے اعیاص کے درمیان ابھارنے لگے۔

اور وہ الحضرۃ میں چڑھائی کے لئے لائے گئے کیونکہ وہ انہیں حکومت کا مزہ نہیں چکھنے دیتے تھے اور سلطان انہیں ان کے ہمسروں اولاد مہلہل بن قاسم بن احمد کے مقابلے میں بھیجتا اور اس کی ضروریات کو پورا کر کے ان کے درمیان جنگ کرادیتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے امت کو ذلت کے گڑھے سے نکالنے اور خوف اور بھوک کے دکھ سے نجات دینے اور موت کی ظلمتوں سے نور استقامت کی طرف کا ارادہ کیا۔

اور سلطان امیر المؤمنین ابوالعباس اصرایدہ اللہ کو خلافت کی وراثت حاصل کرنے کے لئے بھیجا۔ تو اس نے الحضرۃ کے لوگوں کو بھیجا پس وہ اس کے دارالامارت سے جو مغربی سرحد پر تھا چل بڑے اور صحرائی لوگوں کا امیر اور منصور بن حمزہ اس کے پاس آئے یہ ۱ےے ھ کا واقعہ ہے۔ جب سلطان

ابواسحٰق فوت ہوا جوالحضرۃ کا حاکم اور خلافت وجماعت کی لاٹھی کا مالک تھا اوراس کے بعد اس کے بیٹے خالد نے حکومت سنبھالی۔

اور افریقہ کی طرف گیا اور تونس میں زبردستی داخل ہوگیا اور الحضرۃ پر دوسال بعد غالب آ گیا۔ اوراس نے عربوں پر غالب آنے کی وجہ سے اپنی دھار کو تیز کرلیا اوران کے ہاتھوں کو ظلم سے روک دیا پس منصور کو حکومت سے بیزاری ہوتی اورامیر ابویحییٰ زکریا بن سلطان نے ان کے جدا کبر ابن یحییٰ امیر مقرر کیا جو عربوں میں کئی سال سے رہ رہا تھا جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔

اور ۷۳۳ھ میں اس کوتونس پر چڑھالا یا مگر تونس فتح نہ ہوسکا اور انہیں کچھ بھی کامیابی حاصل نہ ہوئی اور منصور نے اپنی حالت کا ذکر سلطان سے کیا اور خیر خواہی کے چہرہ سے نقاب اٹھایا اوراس کا قبیلہ اس کے برے کنٹرول سے اور حمد سے اسے تنگ آ چکا تھا پس اس کے بھائی ابواللیل کا بیٹا محمد اس کے پاس گیا اوراس سے نیزہ مارکراس کا کام تمام کردیا۔ اور وہ اسی روز ۷۵۵ھ میں فوت ہوگیا۔

اوراس کی جمعیت منتشر ہوگئی۔ اوران کے بعد حکومت کی ڈوران کے بھتیجے صولہ بن خالد بن حمزہ نے سنبھالی اوراس کی مدد ابن عمر کی اولاد کرتی رہی، پس اس نے سلطان کی خدمت اور خیر خواہی کی کچھ کوشش کی مگر پھر نافرمانی اختیار کی۔

اور اختلاف کی حقیقت سے پردہ اٹھایا اور مسلسل تین دفعہ اس کا یہ حال ہوا اور سلطان نے اسے اوراس کی قوم کوان کے ہمسروں اولاد مہلہل پر فتح دلائی اوران کی سرداری محمد بن طالب کے لئے تھی۔ پس صحرا کی سرداری ان کے پاس واپس آ گئی۔ اوراس نے انہیں منبع عطا اختیار دے دیا اور عربوں پران کے رتبوں کو بلند کردیا۔ اور ابن عمر ابواللیل کی اولاد بھی اس کے ساتھ ملی۔ اور دیگر ایام میں اولاد حمزہ اختلاف میں لگی رہی اور ۷۸۰ھ میں سلطان بلاد جرید کی طرف گیا تا کہ بہلا پھسلا کران کے سرداروں کے سامنے پیشکش کرے اور انہیں اطاعت کا راستہ اختیار کرنے پر آمادہ کرے پس وہ لوگ ان روٗسا کی مدد اور شرائط کے مطابق اسے وہاں سے ہٹانے لگ گئے۔ اس کے بعد اس کے پاس عرب کے درمیان اور صحرا کے ذیاب سے فوجیں واپس آ گئیں اور وہ ان سب پر غالب آ گیا اوراس نے انہیں اس کے اطراف سے نکال باہر کیا اور یہ ان روٗسا کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ کامیاب ہوگیا اوران میں سے کچھ بھاگ گئے اور کچھ گرفتار ہوگئے۔

یہ ان کے ذخائر اور محلات پر قابض ہوگیا اوراس نے اولاد حمزہ اوران کے حلیفوں کو حکیم المفر سے باہر نکال دیا، اور مغرب کی جیت سے اپنے سرحدوں کو پار کر گئے۔ اور فساد کے بعد معزز ہوگئے۔ اور بندوں پر رحمت کے دروازے کھل گئے اوران عربوں کو اقتداء اور حکومت پر ایسا غلبہ حاصل تھا کہ اس تک کوئی غلبہ نہ پہنچ سکتا اوران کی طبیعت میں بڑی نفرت اور تکبر تھا کیونکہ وہ پہلے زمانے سے واقف نہ تھے۔

اور زہی وہ صدقات دیگر عہد اقل سے مقابلہ کرتے تھے اس کی شہادت مرتدین اوران کے حلیفوں کے واقعات سے ملتی ہے جو وہ اپنے امثال کے ساتھ جائز رکھتے تھے حالانکہ اس عہد میں صدقہ سختی اور عزت کے ساتھ حق کا خواہاں تھا اوراس کے رہنے میں زیادہ حقارت اور مذلت نہیں تھی اور بنو عباس کے زمانے میں جب حکومت مضبوط ہوگئی اور جتھے داروں پر سختی کی جانے لگی۔

تو اس کا مقصد انہیں بلاد نجد اور تہامہ اوران کے درے سے بیابان میں بھجوانا تھا اور عبیدیوں کے زمانے میں حکومت کو ضرورت تھی کہ وہ انہیں اس جنگ کی طرف مائل کرے جوان کے اور بنوعباس کے درمیان جاری تھی، اور جب وہ اس کے بعد برقہ اور افریقہ کے علاقوں کی طرف گئے تو وہ حکومت کی پناہ میں کھلے پھرتے تھے اور جب بنوابوحفص نے انہیں انتخاب کیا تو وہ ذلت اور رسوائی میں ان کے ساتھ تھے یہاں تک کہ زناتہ کے ابو الحسن اوراس کی قوم سے قیروان میں ان کی جنگ ہوئی تو وہ دوسرے عربوں کے لئے مغرب کی حکومتوں کے مقابلے میں عزت کے راستے پر چلے، پس معقل اور زغبہ نے زناتہ کے بادشاہوں پر ظلم کیا۔ اور مار کھانے کے بعد ان کی تلاش میں حد سے بڑھ گئے تا کہ غالب آنے والوں کو اس قسم کی زیادتی سے روک سکیں، واللہ مالک۔

قاسم بن مرا ابن احمد سلیم عالم بالسنہ قاسم بن مرا کے حالات

نسب نامہ:...... یہ شخص، کعوب میں سے احمد بن کعب کی اولاد میں سے تھا اوراس کا نام قاسم بن مرا ابن احمد تھا، اور یہ ان میں عابد اور متقی تھا، اور یہ

اپنے دور کے شیخ العلماء ابو یوسف الدھانی سے قیروان میں ملا، اور اس سے علم حاصل کیا اور اس کی صحبت اختیار کی اور پھر اپنی قوم میں اپنے شیخ کے طریق کے مطابق تقویٰ اور سنت کی مقدور پابندی کرتا ہوا لا گیا۔

اور اس نے عربوں کی حالت کو دیکھا کہ وہ راستوں میں فساد اور بغاوت کرتے ہیں تو اس نے ان میں بری باتوں سے روکنے کا ارادہ کیا سنت کو قائم کرنے کا عزم کیا۔ اور اس نے اپنے خاندان کو جو اولا د احمد میں سے تھا اس طرف دعوت دی کہ وہ اس کے ساتھ مل کر اس بارے میں جنگ کریں۔ پس اولا د ابواللیل نے جو اس کے راز دار تھے اسے مشورہ دیا کہ وہ اپنی قوم سے یہ مطالبہ نہ کرے، عنقریب وہ اس کی دشمنی پر تیار ہو جائیں گے۔ اور اس کا کام خراب ہو جائے اور انہوں نے اسے کہا کہ وہ یہ مطالبہ سلیم کے دیگر لوگوں سے کرنے اور وہ ان لوگوں کے مقابلے میں خاص طور پر اس کے چوکیدار ہوں گے۔

جو اس پر حملہ کرنا چاہیں گے پس صحرا میں سے مختلف قسم کے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے جو اس کے راستے پر چلتے اور اس کی پیروی کرتے اور اس کے ساتھ رہتے تھے۔ اور ان کا نام جنادہ تھا۔ اور اس نے قیروان اور اس کے بلاد ساحل میں راستوں کی اصلاح کی دعوت کا کام شروع کیا۔ اور اسے جس قزاق کے متعلق اطلاع ملی، کہ وہ راستوں میں ڈاکے ڈالتا ہے وہ اسے قتل کرنے کے لئے اس کا پیچھا کرتا اور اس نے مشہور قزاقوں کے ساتھ جنگ کی اور ان کے مال اور خون کو جائز قرار دیا یہاں تک کہ اس نے تمام قزاقوں کو اچھی طرح بھگا دیا۔

اور اس وجہ سے آل حصن پر اس کا بول بالا ہو گیا اور افریقہ میں تونس، قیروان اور بلاد الجرید کے درمیان راستے ٹھیک ہو گئے اور اس کی قوم نے اس کی دشمنی پر پکا کر لیا۔ اور بنو مہلہل قاسم بن احمد کے بعض آدمیوں نے سلطان تونس امیر بن حفص کو مشورہ دیا کہ اس آدمی کی دعوت حکومت اور جماعت کے لئے بے عزتی کا سبب ہے۔ مگر اس نے ان کی بات پر کوئی توجہ نہ دی اور ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا پس وہ اس کے ہاں سے اس کے قتل کے ارادہ سے نکلے اور ایک روز اسے اپنے دستور کے مطابق اپنے کاموں میں مشورہ کے لئے بلایا۔

اور اس کے ساتھ اپنی قوم کے صحن میں کھڑے ہو گئے پھر وہ اس سے الگ ہو کر مشورہ کرنے لگے اور اسے پیچھے سے محمد بن مہلہل نے نیزہ مار دیا جو ابو عذ یتین کے لقب سے مشہور تھا اور وہ قتل ہو کر منہ اور ہاتھوں کے بل گر پڑا اور اولا د ابواللیل نے غصہ میں آ کر اس کے خون کا بدلہ طلب کیا تو اسی دن سے بنو کعب کے قبائل میں افتراق پیدا ہو گیا، حالانکہ اس سے قبل وہ آپس میں متحد تھے اور اس کے بعد اس کا بیٹا اس کے راستے پر چلا یہاں تک کہ وہ بھی ۷۰۶ھ میں آل حصن کے ایک جوان کے ہاتھوں مارا گیا۔ اور بنو ابواللیل مسلسل قاسم بن مرا کے خون کا بدلہ طلب کرتے رہے یہاں تک کہ ان میں عمر بن ابواللیل کے بیٹے حمزہ اور مولا ہم ظاہر ہو گئے اور انہیں اپنے قبیلوں کی سرداری مل گئی۔ اور ایک روز اولا د مہلہل بن قاسم نے جنگل میں اپنے سرمائی مقام پر حمزہ اور مولا ہم کے بارے اجتماع کیا اور ان کے چچا قاسم بن مرا کے بیٹے شاق نے ان سب کو دھوکے سے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔

اور ان سے طالب بن مہلہل کے سوا کوئی آدمی نہ بچ سکا کیونکہ وہ ان کیساتھ موجود نہیں تھا۔ اس دن سے ان دونوں قبیلوں کے درمیان جنگ میں اضافہ ہو گیا۔ اور بنی سلیم کے قبائل تقسیم ہو گئے اور حکومت کی اطاعت اور اختلاف میں ایک دوسرے کی مدد کرنے لگے اور اس وقت تک اسی ڈگر پر قائم ہیں۔ اور آجکل بنو مہلہل کی سرداری محمد بن طالب بن مہلہل اور اس کے بھائی یحییٰ کو حاصل ہے واللہ وارث الارض ومن علیہا وھو خیر الوارثین۔

بنو حصن بن علاق: ...... بنو حصن، بطون علاق میں سے ہے اور حصن یحییٰ بن علاق کا بھائی ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اور یہ بھی دو بطن ہیں۔ بنو سلی اور حکیم اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حکیم، حصن سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس کی گود میں پرورش پا کر اس کی طرف منسوب ہو گیا ہے اور حکیم کے کئی بطن ہیں جن میں سے بنو ظریف بن حکیم بھی ہیں۔ جو عائز شلہ عبہ نعیر حبر بن مقدام بن ظریف اور زیاد بن ظریف کی اولاد ہیں اور ان میں سے بنو وائل بن حکیم اور بنو طرد د بن حکیم بھی ہیں، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ طرد سلیم کا قبیلہ نہیں بلکہ وہ منبس سے تعلق رکھتا ہے۔ جو ہلال بن عامر کا ایک بطن ہے اور کہتے ہیں کہ ان میں سے زید العجاج بن فاضل بھی ہے جس کا ہلال کے جوانوں میں ذکر آتا ہے۔

طرد د کے متعلق: ...... طرد د کے متعلق صحیح بات یہ ہے کہ وہ بنی فہم بن عمر بن قیس بن عیلان بن عدوان میں سے ہیں اور انہی میں شمار ہوتے ہیں اور طرد د الدلاج کے حلیف تھے، پھر انہوں نے ان سے تعلق کو ختم کر لیا۔ اور آل ملاعب کے حلیف بن گئے اور حکیم کے بطون میں سے آل حسین نوال مقعد

اورالجمیعات بھی ہیں لیکن مجھے معلوم نہیں کہ اُن کا نسب کیسے متصل ہوتا ہے اوران میں سے بنونمیر بن حکیم بھی ہیں اور نمیر کے دوبطن ہیں ملاعب اوراحمد اوراحمد میں سے بنومحمد اور بطین ہیں اور ملاعب میں سے بنو بیکل بن ملاعب ہیں اوروہ اولاد زمام اورالفرنات اوراولا داورقائد ہیں۔

اوراولا دقائد میں سے الصرح المدافعت اوراولا دیعقوب بن عبداللہ کثیر بن حرقوص بن قائد ہیں، اورحکیم اوراس کے دیگر بطون کی سرداری انہی کے پاس ہے اور حکیم اس زمانے میں سوسہ اوراجسم کے درمیان رہتا ہے۔اوران میں سے النابعہ کبھی بنوکعب کے اورکبھی اولاد ابواللیل کے اورکبھی ان کے ہمسروں اولاد مہلہل کے حلیف ہوتے ہیں اوران کی سرداری بنویعقوب بن عبدالسلام بن یعقوب ہیں ہے۔

جوان کا سردار ہے اوراللحیانی کے حالات بدتر ہوگئے اورافریقہ کے مغرب سرحد بجایہ اورقسطنیہ میں سلطان ابویحییٰ کے پاس آ گیا اوراس کی بہادر فوج کے ساتھ آیا اور جب اسنے شاہ تونس کو زیراثر کیا۔تو اس نے اسے اس کی قوم پر سرداری عطا کی اوراس کی نظر میں اسے بلند کیا اور بنوکعب کو اس بات سے غصہ آ گیا تو اعشاش قبیلے کے حمزہ نے حمد بن حامد بن یزید کو اس کے خلاف ابھارا تو اس نے اسے مشوری کی جگہ پرقتل کرایا۔

اورنہم کو سرداری ملی اوراس کے بعد اس کے چچازاد محمد بن مسکین بن عامر بن یعقوب بن قوس تک ان کی سرداری پہنچی۔اوراس کے چچازادوں میں سے ایک جماعت اس کی مدد کرتی یا اس کے ساتھ لڑائی میں حصہ لیتی تھی۔اورانمیں ھیم بن سلیمان بن یعقوب بھی شامل تھا جو جنگ طریف میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ شامل ہوا تھا اوراُس اس جنگ میں اس کی بہت شہرت ہوگی اوران میں یعقوب بن عبدالسلام کے بیٹے ابوالمعول اورابوالقاسم بھی شامل تھا اور ابوالمعول اسوقت سے جب بنوسلیم نے اسے قیروان میں حف دیا تھا سلطان ابوالحسن کا خیرخواہ تھا اوراسنے اسے قیروان پرحملہ میں اولاد مہلہل کے ساتھ شامل کیا تھا پس وہ ان سب کے ساتھ سوسہ چلا گیا اوران میں بنویزید بن عمر یعقوب اوراس کا بیٹا خلیفہ بھی شامل تھا اورابوسلطان ابو یحییٰ کے پورے زمانے میں محمد بن مسکین اپنی سرداری پر قائم رہا اور وہ اس کا دوست اورنہایت خیرخواہ اوراس کے ساتھ رہتا تھا۔اور جب وہ انتقال کر گیا تو اس کے بھائی خلیفہ بن عبداللہ بن مسکین کا بیٹا اس کا قائم مقام بنا اور وہ ان اشیاخ ہی سے ایک تھا۔سلطان ابوالحسن نے جنگ قیروان کی طرف دعوت دینے پر گرفتار کیا تھا۔پھر اس نے اسے قیروان میں محصور ہونے کی حالت میں رہا کردیا۔

اوراس کے بعد اسے سلطان کے ہاں خصوصیت حاصل تھی اور جب جنگ قیروان کے بعد عرب مضافات پر غالب آ گئے تو سلطان خلیفہ نے اسے یہ جگہ بطور جاگیر دیدی اور وہ اس کی ملکیت میں رہی اورخلیفہ کی وفات ہوگئی تو ان کی سرداری حکیم قبیلے میں سے اس کے چچازاد عار بن محمد بن مسکین نے سنبھالی پھر محمد بن جنیبیہ بن خالد نے بو بنوکعب سے تعلق رکھا تھا اسے قتل کردیا اوراسے یعقوب بن سلطان نے قتل کردیا پھر ۵۵ےھ میں جہاد دید میں دھوکہ سے محمد نے اسے قتل کردیا۔

پھران کی حکومت منتشر ہوگی اوراس زمانے ہی ان کی سرداری احمد بن عبداللہ بن مسکین المقب بہ ابومعنویز جوخلیفہ مذکور کا بھتیجہ تھا کے درمیان اور عبداللہ بن محمد بن یعقوب جو ابوالھول مذکور کا بھتیجہ تھا کے درمیان قائم ہوگئی اور جب سلطان ابوالعباس نے تونس پر قبضہ کیا تو سوس کو ان کے ہاتھوں سے چھین لیا جس کی وجہ سے احمد ناراض ہوگیا اورصولہ بن خالد بن حمزہ کی حکومت کی طرف چلا گیا جو اولاد ابواللیل میں سے تھے اورانہوں نے اختلاف اور جنگ کی راہ اختیار کی اور بہت دور تک چلے گئے۔اوروہ اس زمانے میں الضواحی سبزازروں سے دھتکارے ہوئے ہیں اور جنگل کی طرف چلے گئے ہیں، اور عبداللہ بن محمد جوالرلوی کا لقب اختیار کئے ہوئے ہیں وہ سلطان کی طرف آ گیا اوراس نے اولاد مہلہل کے ساتھ اپنی حکومت اور مدد پر پختہ معاہدہ کرلیا پس اس کی فوج میں اس کی سرداری کی عظمت قائم ہوگی اور وہ اس زمانے تک اسی حالت پر قائم سے پھر ابومحنونہ سلطان کی خدمت میں واپس کیا اور حکیم کی ریاست ان دونوں درمیان تقسیم ہوگی اور وہ اس عہد تک اسی حالت میں ہے اور حکیم کے بھائیوں بنوعلی کے لئے اولاد صورہ کے بطون ہیں اوران دونوں کو عوف بن محمد بن علی حصن اوراولادنمی اور بدرانہ اوراولادام احمد اورالحضر ۃ اورمعاقذ اورالجمیعات اورالحمز ہ اورالمسابہتۃ آل حسین اور مجری اکٹھے کرتے ہیں اور بھی کہاجاتا ہے کہ مجری سلیم سے تعلق نہیں رکھتے کیونکہ وہ بطون کندہ میں سے اوراس عہد میں ان کا شیخ ابواللیل بن احمد سالم بن عقبہ شبل بن صورۃ بن مرغی بنی حسن بن عوف ہے۔

اوران کے ہم کسبوں میں سے المراعیہ ان کی مدد کرتے ہیں جو مرعی بن حسن بن طوف کی اولادمیں اوران کے ٹھکانے قابس کے نواح میں اجسم

اور المبارکہ کے درمیان واقع ہیں اوران کی چراگاہوں کے مثلاثی کعرب کے حلیف ہیں یا اولاد ابوللیل کے بعد اولاد مہلھل کے اور اکثر اوقات وہ اولاد مہلہل کے حلیف ہوتے ہیں ''واللہ مقدر الامر لا رب سواہ''

ذباب بن سلیم:......ہم ان کے نسب کے اختلاف کو بیان کر چکے ہیں اور یہ ذباب بن ربیعہ بن زعب الاکبر کی اولاد سے ہیں اور ربیع ذباب لاصغر کا بھائی ہے اور اس عہد میں اس لفظ کو (ز) کے ظمر کے ساتھ اور اجل ابی اور الشاطی نے (ز) کے کمرہ کے ساتھ لکھا ہے اور ابومحمد التیجانی نے بھی اپنے سفر نامہ میں اسطرح لکھا ہے اور ان کے ٹھکانے کابس اور طرابس کے درمیان برقہ تک ہیں اور ان کے کئی بطون ہیں جن میں سے اولاد اجر بن ذباب بھی ہیں اور ان کے ٹھکانے قابص اور طرابس کے مغرب میں عیون اجال تک جوحسن کے پڑوسی ہیں اور عیون دجال میں، بلاد زعب میں جو بطون ذباب میں سے ہیں۔

اور بنو یزیدان جگہوں میں احمد کی اولاد کے ساتھ شریک ہیں۔مگر یہ ان کا باپ نہیں اور نہ ہی یہ کسی آدمی کا نام ہے بلکہ یہ ان کے حلیف کا نام ہے جسکی وجہ سے وہ مدلول زیارت کی طرف سے منسوب ہوگئے ہیں جیسا کہ التیجانی بیان کیا ہے۔

یہ چار بطون ہیں العتیب یعنی بنوصہب بن جابر بن قائد بن رافع بن ذباب اوران کے جادی بھائی یعنی بنوجدان بن جابر انوجہ یہ اس سفیان کا بطن ہے اوران میں سے کچھ لوگوں کو آل سفیان نے ان کے مواطن مسالا سے نکال لیا تو انہوں نے ان سے معاہدہ کرلیا اوران کے ساتھ ہی فروکش ہوگئے اور اصابعہ ایک زائد انگلی والے آدمی کی طرف منسوب ہیں اور التیجانی نے بیان نہیں کیا کہ یہ ذباب کے کس بطن سے ہیں اوران میں سے انوائل بھی ہیں یعنی بنوعائل بن عامر بن جابر اوران کے بھائی نسان بن عامر اوران کے بھائی اولاد وشاح بن عامر اور تمام ذباب کی سرداری انہی میں ہے اور یہ دوعظیم بطن ہیں انمعامید یعنی بنومحمود بن کوسبن بقیر بن وشاح اوران کے ٹھکانے قابس اور نغوسہ کے درمیان سے الضواحی اور جہاں تک ہیں اور اس کے عہد میں انکی سرداری بن حجاب بن محمود میں ہیں جو اولاد مساع بن یعقوب بن رجاب کے لئے ہے اور دوسرا بطن الجواری ہے۔

یعنی بنوحمید بن جاریہ بن وشاح اوران کے ٹھکانے طرابلس اور اس کے مضافات تاجورا، زاحہ، اور زرزور، اور اس کے ساتھ ساتھ ملتے جلتے علاقوں تک ہیں اور اس کے عہد میں انکی سرداری بن مرعم بن صابری بن عسکری علی بن مرعم میں ہے اور اولاد وشاح میں سے دو اور چھوٹے بطن ہیں

جوالجواری اور المحامدہ کے ساتھ شامل ہیں اور یہ دونوں الجواریہ ہیں یعنی بنوحراب بن وشاح اور العمور کا بطن بن عمر بن وشاح ہیں التیجانی کا العمور کے متعلق یہی خیال ہے اور ہلال؛ بن عامر کا بھی العمور کا ایک بطن ہے جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر کیا ہے ان کا خیال ہے کہ ذباب کے عمور انہی میں سے ہیں اور انہوں نے ذباب کے ساتھ خاص طور پر اپنے ٹھکانے کو اکٹھا کرلیا ہے اور یہ سلیم میں سے نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی اس کی حقیقت کو بہتر جانتا ہے اور وشاح کی اولاد میں سے بنوحریر بن تمیم بن عمر بن وشاح بھی ہیں۔

جن میں قائد بن حریز عب کے مشہور شہسواروں میں سے تھا اوراس کے اشعار اس عہد تک ان میں داستان کی طرح مشہور ہیں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ المحامید میں سے تھا یعنی قائد بن حریز بن حربی محمود بن طوب اور یہ بنوزباب قراقش الغزی اور ابن غانیہ کے شیعہ تھے اوران دونوں کا بہت اثر تھا اور قراقش نے ایک اور الجواری سردار کو قتل کردیا اور پھر ابن غانیہ کی وفات کے بعد امیر ابوزکریا اور اس کے بعد اس کے اہل بیعت کی خدمت میں چلے گئے اور وہ لوگ جنہوں نے الداعیین ابی عمارہ کی حکومت کو قائم کیا اور اس کا ان پر شبہ ہونا اس لئے تھا کہ وہ مخلوع کی جگہ پر ان کا امیر نہ بن جائے اور یہ اپنے آقا اور اس کے بیٹوں کی وفات کے بعد ان کی طرف بھاگ آیا اوران کے ہاں مہمان اترا یہاں تک کہ ابن ابی عمارہ کا وہاں سے گذر ہوا تو اس نے اسے تمام حالات بتائے تو انہوں نے تلبیس کرنے پر اتفاق کیا اور اس کے اسباب کو عربوں کے سامنے عرب زین کر کے بیان کیا تو انہوں نے اسے قبول کرلیا اور اس میں مرغم بن صابر نے بڑا پارٹ ادا کیا اوراس کی حکومت کا مکمل ہونا اور تخت خلافت اور اس کے خون سے لتھڑ نا اللہ کی تقدیر تھی جیسا کہ حکومت کے حالات بیان میں کیا جاتا ہے اور سلطان ابوحفص ان پر اعتماد کرتا تھا پس اس نے انہیں عمارہ کی دعوت پر طلب کیا تو یہ اس کے مخالف ہوگئے اور اس نے انکے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اپنے سالار ابوعبداللہ الغزاری کو بھیجا اور انہوں نے اس کے بھتیجے ابوزکریا سے مدد مانگی ان دنوں وہ افریقہ میں بجایا اور مغربی سرحد کا حاکم تھا اور انمیں سے عبدالملک بن رجاب بن محمود اس کے پاس گیا۔

تو وہ ۶۸۷ھ میں اس کی مدد کو اٹھا اوران لوگوں نے اہل قابس سے جنگ کی اورانہیں شکست دی اورخونریزی ان پر غالب آ گیا اورانہیں افریقی وطن سے روک دیا اورامیر ابوزکریا القرۃ کی طرف لوٹا اور مرغم بن صبر بن عسکر، الجواری کا سردار تھا جسے سقلیہ نے ۸۳ھ میں سواحل طرابلس سے قید کرلیا اور اہل برشلور کے پاس فروخت کردیا پس ان کے بادشاہ نے اسے خریدلیا۔اور وہ ان کے پاس قیدی بنکر رہا۔

یہاں تک کہ عنان بن ادریس جو ابودلوس لقب کرتا تھا۔اور بنی عبدالمؤمن کا چیدہ خلیفہ تھا اس کے پاس گیا اور موحدین کی دعوت میں ادریس جو ابودلوس لقب کرتا تھا اور بنی عبدالمؤمن کا چیدہ اس کے پاس گیا اور موحدین کی دعوت میں اس کے حق میں کی طلب کے لئے افریقہ جانے کی اجازت چاہی پس شاہ برشلونہ نے اس کے اور مرغم کے درمیان معاہدہ کرادیا۔

اوران دونوں کو بھیج دیا اور یہ سائل طرابلس پر اترا اور مرگم نے ابن دلوس کے لئے دعوت کو قائم کیا اوراس کی قوم نے اس پر حملہ کردیا اور ۸۸ھ میں طرابلس کا کئی روز تک محاصرہ کئے رکھا پھر انہوں اس کے محاصرہ کے لئے فوج کو چھوڑدیا اور وطن کے خراج کے لئے سفر کر گئے اوراس سے فراغت حاصل کرلی اور یہ ان کے معاملہ کی انتہا تھی اور ابودلوس مدت تک ان کے اوطان میں گھومتا رہا اور آٹھویں صدی کے آغاز میں کعوب نے اسے بلایا اور اسے سلطان ابوعصید حفصی کے زمانے میں تونس لے آئے۔اوراس کا محاصرہ کرلیا۔

مگر انہیں کامیابی نہ ہوئی اور وہ نواح طرابلس میں واپس آ گیا اور ایک مدت تک وہاں ٹھہرا رہا پھر مصر چلا گیا یہاں تک کہ انتقال کر گیا جیسا کہ اس بات کا تذکرہ قیروان میں سلطان الوالحسن کے ساتھ اس کے بیٹے کے واقعات میں بیان ہوگا اور انجواری اور المحامید اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ قابس اور طرابلس کے علاقوں سے حکومت ختم ہونے لگی اوران کے آس پاس حکومت قائم ہوگئی اورانہوں نے پہاڑوں اور میدانوں میں رہنے والی قوم کو غلام بنایا اوراس شہر والوں نے اپنے شہروں کی حکومت قائم کی اور بنو مکی، قابس میں اور بنو ثابت طرابلس میں حکمران بن گئے جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے اور وشاح کی حکومت دونوں شہروں میں تقسیم ہونیسے تقسیم ہوگیا پس الجواری نے طرابلس اوراس کے مضافات اور نزور ،غریان،اور مغر کو سنبھال لیا اور المحامید،قابس،بلادتعویہ،اورصرب کے حکمران بن گئے اور ذباب کے اور بھی بطون ہیں۔

ذباب کے بطون:......جو جنگل میں چراگاہیں تلاش کرتے ہیں اوران کی رہائش مشرقی جانب ان وشیاحیوں سے بہت دور ہیں جن سے آل سلیمان بن حبیب بن رابع بن ذباب بھی ہے جس کے ٹھکانے مغر اور غریان کے سامنے ہیں اوران کی سرداری نعر بن زائد کی اولاد میں ہے اور آج کل باقل بن حماد بن نصر کو حاصل ہے اوراس کے دوسرے بطن کے درمیان سالم بن رھب تک چلی جاتی ہے اورانکی رہائش گاہیں مرانہ سے لھد اور مسلانہ تک تین ہیں اور آل سالم کے قبائل حامد، عالم،علادنہ،اور اولادمرزوق ہیں اورانکی سرداری مرزوق کے بیٹے کی اولاد میں ہے جن کا نام ابن معلیٰ ابن معراق بن قلیتہ بن قوس بن سالم ہے اور آٹھویں صدی کے آغاز میں یہ غلبون بن مرزوق کو حاصل ہے اس کے بیٹوں ں میں قائم رہی آجکل وہ حمید بن نسان بن عثمان بن غلبون کو حاصل ہے

جماعت برقہ اور مشانبہ:......علاونہ میں سے ایک جماعت برقہ اور مشانبہ ہے جو عربوں کے پڑوس میں رہتی ہیں جو ہوارہ کے رہنے والو میں سے ہیں اور زباب نے اپنے مواطنمیں قبلہ کی جیت سے ناصرہ کشاکش کی اور وہ ناصرہ بن صفاف بن امرئ القیس بن بہتہ بن سلیم کے بطون میں سے ہیں:اگرچہ زعب ابوزباب ملک بن خفاف سے تعلق رکھتا ہے جیسا کہ التجاہ کا خیال ہے بس یہ ناصرہ کے بھائی ہیں اور یہ بات غلط معلوم ہوتھی ہے کہ کوئی قوم بھائیوں اوراپنے نام سے مشہور ہوں خواہ وہ ناصرہ ہی ہوں جیسا کہ ابن کلبی کا خیال ہے اور یہ بات زیادہ درست ہے کہ یہ لوگ زباب وغیرہ کے سوا ناصرہ کے نام سے مختص ہوں اور ایسا پردہ پوشی بطون میں سے بہت ہوتا ہے ,واللہ اعلم

ناصرہ کے ٹھکانے:...... ان کے ٹھکانے بلادفزان اور دوان میں ہیں اور زیاب کے حالات ہیں اور مشرق میں الضرۃ کے ھمسائے وہ لوگ ہیں، جن کا ذکر ہم نے کیا ہے،اوران کے چراگاہوں کے تلاش کرنے والوں نے خوب لوٹ مار غارتگری کرکے معیشت کو تباہ کردیا ہے،اور آبادی خراب ہوگئی ہے اور آجکل اس جگہ پر رہنے والے اکثر عربوں کے نمک خور ہیں اور جب انہیں معاشی تنگی ہوجاتی ہے تو وہ اونٹوں گدھوں کے ذریعے زمین

پھرتے ہیں اور قبلہ کی سمت میں کھجوروں کے درختوں کے علاقوں میں چلے جاتے ہیں۔ ان میں سے کچھ وہ ہیں جو اجلہ اور سنتیریہ کے میدان میں رہتے ہیں اور کچھ اس کے پیچھے صحرا اور بیابان میں رہتے ہیں جو سوڈان کے ٹیروس میں ہے اور برقہ بھی ان عربوں کے سردار ابوزنب ہے جو بنی جعفر میں سے ہیں اور مغرب کے حاجی ان کے بیت اللہ سے الگ رہنے اور ان کی جماعتوں کے لئے خوراک لانے کی وجہ سے ان کی اچھائی کی مدح کرتے ہیں۔ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ۔

ان کا نسب:......اور ان کے نسب کے متعلق مجھے معلوم نہیں کہ وہ عرب کی کونسی اولاد سے ہیں اور مجھے ذباب کے با اعتماد آدمیوں نے خریض بن شیخ ابی ذباب سے بتایا ہے کہ وہ برقہ کے کعوب تجابا ہیں۔ اور ہلالیوں کے نسابوں کا خیال ہے کہ وہ ہلال بن عامر کے بھائی کی اولاد ہیں اور یہ بات بنی مسیلم کے ذکر کے آغاز میں بیان ہو چکی ہے اور بعض نسابوں کا خیال ہے کہ وہ اور کعوب الضرۃ سے ہیں۔

اور الضرۃ ھیت سے ہے اور الضرۃ کی سرداری اولا داحمد کے لئے ہے اور انکا سردار زنب ہے اور المانیہ ہوارہ میں سے ان کے پڑوسی ہیں اور مجھے سلام بن ترکیہ شیخ اولا دمقدم نے بتایا ہے جو عقیہ میں ان کا پڑوسی ہے: کہ وہ مراقہ بطون سے جو ہوارہ کے بقیہ ہیں، محققین کو اسی رائے پر پایا ہے۔ اس کے بعد مصر میں آنے والے بہت سے اہل برقہ سے ملا۔ اور یہ عربوں کے چوتھے طبقے کا آخری طبقہ ہے اور اس کے اختتام سے ابتدائے پیدائش تک عربوں اور ان کی نسلوں کے مقلدین میں دوسری کتاب ختم ہوگئی ہے۔ اور تیسری کتاب میں بربریوں کے حالات کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

واللہ ولی العون،

تیسری کتاب بربری اور معزی قوم کے حالات اور ان کی حکومت کا ذکر

آدمیوں کی یہ قوم، مغرب کے قدیم باشندے ہیں جنہوں نے پہاڑں، میدانوں، ٹیلوں، سبزہ زاروں اور اس کے شہروں اور مضافات کو بھر دیا۔ اور یہ پتھروں، مٹی، پتوں درختوں، بالوں، اور اون سے گھر بناتے ہیں اور ان کے سردار چراگاہوں کی تلاش میں سفر کرتے ہیں اور ان سفروں میں سبزہ زاروں سے گذر کر صحرا اور ریگستانوں میں نہیں آتے۔

اور ان کی آمدنی بکریوں اور گایوں سے ہوتی ہے۔ اور گھوڑے عام طور پر سواری اور بچے حاصل کرنے کے لئے ہوتے ہیں اور بسا اوقات ان میں سے کمزور لوگوں کی معاش کاشتکاری اور چرنے والے جانور اور سبزہ زار ہوتی ہے۔ اور معزز مالکوں اور سفر کرنے والے کی معاش، اونٹوں کے بچے دینے نیزوں کے سایوں اور رسیوں میں ڈالنے میں ہے۔ اور ان کا عام لباس اور سامان اون کا ہوتا ہے۔

اور وہ دھاری دار چادریں اوڑھتے ہیں اور ان کی زبان عجمی ہے جو اپنی نوع کے اعتبار سے ممتاز ہے اسی لئے وہ اس نام کے ساتھ مخصوص ہیں کہتے ہیں کہ جب افریقش بن قیس بن صیفی نے مغرب اور افریقہ سے جنگ کی اسوقت وہ تابعہ کے بادشاہوں میں سے تھا۔ اور اس نے شاہ جرجیش کو قتل کیا اور شہر تعمیر کئے۔ اور ان کا خیال ہے کہ افریقہ کا نام اس کے نام پر رکھا گیا ہے۔

اور جب اس نے اس عجمی قوم کو دیکھا اور ان کی عجمی زبان کو سنا اور ان کے اختلاف اور تنوع کو دیکھا تو اس سے متعجب ہو کر کہنے لگا۔ کہ تمہاری بربریت کس قدر زیادہ ہے پس ان کا نام بربر پڑ گیا۔ اور عربی زبان میں بربرۃ ان ملی جلی آوازوں کو کہتے ہیں جو سمجھ نہ آسکیں کہتے ہیں جب شیر سمجھ میں نہ آنے والی آوازوں کے ساتھ دھاڑ کہتے ہیں بربر الاسد۔

اس قوم کے شعوب وقبائل اور بطون کے متعلق علماء النساب اسباب پر متفق ہیں کہ ان کو دو جڑیں اکٹھی کرتی ہیں۔ برنس اور مادغیس کا لقب ابتر ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے قبیلہ کو البتر کہتے کہا جاتا ہے اور برنس کے قبیلے کو برانس کہتے ہیں اور دونوں وہ معابر کے بیٹے ہیں اور نسابوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا یہ دونوں ایک باپ کے بیٹے ہیں، اور ابن حزم نے ایوب بن ابی یزید صاحب الحمار سے بیان کیا ہے کہ وہ ایک باپ کے ہیں کیونکہ یوسف بن الوراق نے اس سے یہی روایت کی ہے اور سالم بن سلیم ملماطی اور صابی سرور الکومی اور کہلان بن ابی لو، جو بربریوں کے

نساب ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ برانس بتر مازیغ بن کنعان کی نسل سے ہیں اور''البتر'' بر بن قیس بن عیلان کے بیٹے ہیں۔ بعض اوقات یہ روایت ایوب بن ابی یزید سے بھی نقل ہوئی ہے مگر ابن حزم کی روایت اصح اور زیادہ قابل اعتماد ہے۔

برانس کے قبائل:......نسابین کے نزدیک برانس کے قبائل کو سات جڑیں اکٹھا کرتی ہیں ان کے نام یہ ہیں ازداجہ، معمودہ، عجیسہ، کامہ سنہاجہ اور ادریغہ اور سابق سلیم اور اس کے اصحاب نے، لمطہ، سکورہ اور کزولہ کا بھی اضافہ کیا ہے، اور ابو محمد بن حزم بیان کرتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ سنہاج اور لمطہ ایک عورت کے بیٹے تھے۔ جسکے بعسکی کہتے ہیں۔ اور ان دونوں کے متعلق معلوم نہیں کہ ادریگ نے اس عورت سے شادی کی ہو۔

اور اس سے اس کے لئے حوار کو جنم دیا ہو۔ ان کے متعلق عام طور پر ہی مشہور ہے کہ یہ دونوں ھوار کے ماں جائے بھائی ہیں اور ابن حزم بیان کرتا ہے کہ ادریغ کے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ کندہ کے مثنیٰ بن سکاک کا بیٹا ہے مگر یہ جھوٹ ہے۔ اور کلبی کہتا ہے کہ کتامہ اور صنہاجہ بربری قبائل میں سے نہیں بلکہ یہ یمانی قبائل میں سے ہیں۔ اور ان کو، افریقس بن صیفی نے افریقہ میں اپنے محافظوں کے ساتھ چھوڑا تھا اور یہ ان کے بارے میں تمام اہل تحقیق کے مذاہب کا خلاصہ ہے۔

اور ازواجہ میں سے مسطاطہ ہے اور معمودہ میں سے غمارہ ہے۔ جو غار بن مصطاف بن ملیل بن معمود کے بیٹے ہیں۔ اور ادریعہ میں سے ھوارہ، ملک، معد اور قلان ہے اور ھوارہ بن ادریغ سے ملیلہ ہے اور بنو کہلان ہیں اور ملک بن ادریغ سے صطط ورفل اسیل اور مسراقہ ہیں اور ان سب کو مہانہ بنو لہان بنو لھان بن ملک کہا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ ملیلہ ان میں سے ہے اور معد ادریغ سے ماواس زمور کیا مصرای ہے اور قلان بن ادریغ سے مصاتہ، رسلیف میانہ اور فل ملیلہ ہے۔

پوکلان	ملیلہ	رموز۔کیا
صنہاجہ	بن	ماواس بن مضر
لمطہ	ھذال	مصرای
بن قلان	بن	صنہاجہ
عجیسہ	ادریغ	مسطانیہ بن دردواجہ
سکورہ	بن	دردبتہ۔لمطہ
زواودہ بن کتامہ	برنس	
غمارہ بن سطاف بلیل بن مصمود	بن	
	بربر	

المتبر کے قبائل:......یہ مادغیس الابتر کے بیٹے ہیں ان کو چار جڑیں اکٹھا کرتی ہیں، اداسہ نفوسہ ضریہ اور بنولوالا کبر اور یہ سب کے سب بنو زحیک بن مادغیس ہیں۔ اور اداسہ اداس بن زحیک کے بیٹے ہیں اور ان کے سب بطون ھوارہ میں ہیں اس لئے کہ کل اداس نے زحیک بن ادریغ کے بعد اس سے شادی کی تھی۔

جو اس کے چچا برنس والد ھوارہ کا بیٹا۔ اور اداس ھوارہ کا بھائی تھا۔ اور اس کے سب بیٹوں کا نسب ہوارہ میں داخل ہے اور وہ یہ ہیں سفارہ اندازہ نزولہ، ضریہ فعداغہ اور طیطہ اور ترفعتہ یہ سب کے سب اداس بن زحیک بن بادغیس کے بیٹے ہیں اور آج کل وہ ہوارہ میں ہیں

لوالا کبر:......اور اولا کبر سے دو عظیم بطن ہیں، نغراوہ یعنی نفراد بن بوالا کبر کے بیٹے اور لواتہ لوالاصغر کے بیٹے اور لواتہ سے سرداتہ ہیں بوقسطط بن لوالاصغر کے بیٹے اور سرداتہ کا نسب مغراوہ میں داخل ہے ابو محمد بن حزم کہتا ہے کہ مغراوہ نے ام سرطنہ سے شادی کی تو سرداتہ، بنی مغراوہ کے ماں جائے بھائی بن گئے۔ اور اس کا نسب ان سے مل جل گیا۔

نفرادہ:......اورنفرادہ سے بھی بہت بطون میں بویہ ہیں ولھاصہ،غساسہ،زھلہ،سوماتہ،درسیف مرنیزہ،زانیمہ ورکول،مرسیتہ،وردغردس اورورد ان اور یہ سب کے سب تطوفت کے بیٹے ہیں جونفرادہ سے تھے اورابن سابق اوراس کے اصحاب نے مجر،مکلا تہ کا اضافہ کیا ہے۔اور کہتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ مکلا تہ بربر میں سے نہیں ہے بلکہ حمیر میں سے ہے جوچھوٹی عمر میں تطوفت کے پاس آ گیا تو اس نے اسے متبنیٰ بنالیا اور وہ مکلا تن رعان بن کلاع بن مسعد بن حمیر ہے

ولھاصہ:......اورولھاصہ جونفرادہ میں سے ہے اس کے ولھاصہ کے دونوں بیٹوں پرغاس اوروجیہ سے بہت سے بطون ہیں۔اور برغاش سے طون اور رمجوسہ ہیں۔اور وہ احال،جو،بورغیش،وانجذ،کرطیط اور ماانجول بینت دمجوج بن بیزغاش بن ولھاص بن تطوفت بن فرادہ کے بیٹے ہیں ابن اسحاق اوراس کے اصحاب کہتے ہے کہ بنو بیزغاش،لواتہ سے ہیں اورسب کے سب حبال اوراس میں رہتے ہیں

وجیہ:......اوروجیہ سے مدترین،تریر،اورتبوفت،سکرا،لقوس ہیں جووجیہ بن ولھاص بن لطّوفت بن نفرادہ کے بیٹے ہیں۔

ضریہ:......اورضریہ ضری بن زحیک بن مادیغیس الاتر کے بیٹے ہیں۔اوران کو دوعظیم جڑیں اکٹھا کرتی ہیں یعنی بنوتمصیت بن ضری،اور بنو یحییٰ بن ضری اورسابق اوراس کے اصحاب کہتے ہین کہ بطون تمصیت بطون یحییٰ سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ وہ نسب ضریہ سے مختص ہیں۔

تمصیت:......اوربطون تمصیت سے مطماطہ اورصطغورہ ہیں اوروہ لحومیہ،لمایہ مطفرہ،مربنہ،مغیلہ،معزودہ کشانہ دوتہ اور مدیونہ ہیں اور یہ سب کے سب فاتن بن مضیت،بن ضری کے بیٹے ہیں اور بطون یحییٰ سے تمام زناتہ سمکان اور درصطف ہیں اور درصطف سے مکناسہ،اوکنر اور درتناج ہیں جو درصطف بن یحییٰ کے بیٹے ہیں۔

مکناسہ:......اورمکناسہ سے ورشیفہ اورور بر ہیں اورمغلیت سے قضارہ مولات ھراب اوررفلابس ہیں اورملز سے لولالین،برتر،لعیلثن جزیرا اورفرعان ہیں۔اورورتناج سے،مکنسہ مطاسہ کرسط،سردجہ ھناط ہیں اورفولال اورتناج بن درصطف کے بیٹے ہیں۔

سمکان:......اورسمکان سے زواغہ اورزوادہ ہیں جوسمکان بن یحییٰ کے بیٹے ہیں اورابن حزم زوادہ کواس کے بطون میں شمار کرتا ہے اور یہی واضح بات ہے اور وطن بھی اسی کی گواہی دیتا ہے پس غالب بات یہی ہے کہ زوادہ سمکان بن یحییٰ کے بیٹے ہیں اورابن حز زوادہ کوبطون کتامہ میں شمار کرتا ہے اور زوازہ کوسمکان میں شمار کرتا ہے یہ ایک مشہور قبیلہ ہے۔

زواغہ:......اور بنوزواغہ سے بنوماجز بنوواطیل اورسمکین ہیں اوران کا مکمل بیان ان کے تذکرے کے موقع پرآئے گا انشاءاللہ اور یہ اس قوم کے قبائل کے متعلق اجمالی بیان ہے اوراس کی تفصیل ان کے تفصیلی حالات میں ضروری طور پر بیان ہوگی۔

اورگذشتہ اصم میں سے کسی کی طرف ان کا نسب لوٹتا ہے اس بارے میں نسابوں میں بہت اختلاف ہے انہوں نے اسمیں لمبی بحث کی ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرات ابراہیم علیہ اسلام کے بیٹے نشان کی اولاد میں سے ہے اوراس کا ذکر حضرت ابراہیم علیہ اسلام کے تذکرہ کے موقع پر ہوگا۔اور دوسرے کہتے ہیں کہ بربرلمنی ہیں اوروہ کہتے ہیں کہ اوزاع لمن میں سے ہے اورمسعودی ان کوغسان وغیرہ سے قراردیتے ہیں اور یہ لوگ سیل تندوتیز کے وقت متفرق ہو گئے تھے اوربعض کہتے ہیں ابرھر دوالھار نے ان کومغرب میں پیچھے چھوڑ دیا تھا اوربعض کہتے ہیں کہ یہ لخم اور جذام میں سے ہیں جن کی مردوگاہ ہیں فلسطین میں تھیں اوروہاں سے انہیں ایک ایرانی بادشاہ نے نکالا تھا۔

اورحمریہ مصر پہنچے تو مصری بادشاہوں نے انہیں اترنے سے روک دیا پس یہ دریائے نیل کوعبورکر کے شہروں میں پھیل گئے اور ابوعمون عبدالبر کہتا ہے کہ بربرکئی قبائل نے یہ ادعا کیا کہ وہ نعمان بن حمیر بن سبا کی اولاد میں سے ہیں،جوزمانہ فروٹ میں بادشاہ تھا۔اوراس نے اپنے بیٹوں کو بلاکر کہا کہ میں تم میں سے کچھ بیٹوں کومغرب کوآبادکرنے کے لئے بھیجنا چاہتا ہوں توانہوں نے اس بارے میں اس سے گفتگو کی اوروہ ان کا سردار بنااوراس نے ان میں سے لمت ابولمتونہ مسغو ابومسونہ مرط ابوہیسکورہ اضاک ابوصنہاجہ لمط انولمط اورایلان ابوہیلانہ کوبھیجا۔پس ان میں سے بعض جیل دون ہیں اور

بعض سوس ہیں۔

اور بعض درعہ میں اتر پڑے اور لمط کزول کے ہاں اترا اور اس کی بیٹی سے شادی کر لی اور ع جانا یعنی ابوز ناتہ وادی شلف میں اترا اور بنو ورتجین اور مغرب کی جیت سے اطراف افریقہ میں اترے اور مقر فک طنجہ کے قریب اترا اور ابوعمر بن عبدالبر اور ابومحمد بن حزم نے اس کا انکار کیا ہے اور دوسرے کہتے ہیں کہ یہ سب قوم جالوت میں سے ہیں۔

اور علی بن عبدالعزیز جرجانی اپنی کتاب الانصاب میں کہتا ہے کہ جن لوگوں نے یہ بات کہی ہے کہ یہ جالوت کی اولاد میں سے ہیں اس قول کے سوا اور کوئی قول اس کے درجے تک نہیں پہنچتا لیکن انہوں نے جالوت کا نسب بیان نہیں کیا کہ وہ کن میں سے تھا، اور ختبہ ابن کا نزدیک وہ نور بن ہربیل بن جدیلان بن جالود بن ردیلان بن خطی بن زیاد بن زحیک بن بادیغیس الابتر ہے اور اس طرح اس سے یہ بھی منقول ہے کہ وہ جالوت بن ہربال بن جالود بن دینال بن قحطان بن فارس ہے اور ابن ختبہ کہتا ہے کہ فارس مشہور آدمی ہے اور سب بربر کا باپ ہے نسابین کہتے ہیں کہ بربر بہت سے قبائل ہیں جو یہ ہیں ہوارہ پ زناتہ، ضریہ، مغیلہ زکوحہ نفزہ کتامہ رواتہ عمارہ، مصمودہ صدینہ یزدران ردنجین صنہاجہ مجکسہ اور دار کلان وغیرہ اور دوسرے مورخین سے جن میں طبر وغیرہ شامل ہے بیان کیا ہے کہ بربر کنعان اور عالیق کے بدمعاش لوگ ہیں پس جب جالوت قتل ہو گیا۔

قتل جالوت کے بعد:......تو یہ لوگ شہروں میں پھیل گئے اور افریقیس نے مغرب سے جنگ لڑی تو وہ انہیں سواحل شام سے لے گیا اور انہیں افریقہ میں آباد کیا اور ان کا نام بربر رکھا اور بعض کہتے ہیں کہ بربر حمام بن لوح بن بربر بن تملا بن مازخ بن کنعان بن حمام کی اولاد میں سے ہیں اور بعض کہتے ہیں یہ عمالقہ میں سے ہیں جو بربر بن تملا بن مارب بن قاران بن عمر بن عملا قبن ولاد بن ارم بن سام سے ہیں پس اس قول کے مطابق وہ عمالقہ ہیں اور مالک بن مرحل کہتا ہے کہ بربر حمیر مفر اور قبط اور عمالقہ اور کنعان اور قریش کے مختلف قبائل ہیں جو شام میں ایک دوسرے سے ملے اور مشورہ کیا تا فریقس نے بکثرت کلام کرنے کی وجہ سے ان کا نام بربر رکھا اور مسعودی اور طبری اور اسمٰعیل کے نزدیک ان کے خراج کا سبب یہ ہے کہ افریقوں نے انہیں افریقہ کی فتح کے لئے اکٹھا کیا اور ان کا نام بربر رکھا اور وہ اس کا شعر پڑھ رہے تھے۔

''جب میں نے کنعان کو تنگی کے علاقے سے مرفہ الحالی کے لئے بھیجا تو اس نے شور و غل کیا'' ابن کلبی کہتا ہے کہ لوگوں کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ بربر کو شام سے کس نے نکالا بعض کہتے ہیں حضرت داؤد علیہ السلام نے وحی کے ذریعے انہیں نکالا۔ آپ کو حکم دیا گیا اے داؤد بربر کو شام سے نکال دو۔

یہ زین کا جذام ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ انہیں یوشع بن نون نے نکالا اور بعض کہتے ہیں کہ انہیں افریقش نے نکالا اور بعض کہتے ہیں کہ ایک تبابعی بادشاہ نے انہیں نکالا اور البکری کے نزدیک بنی اسرائیل نے انہیں جالوت کے قتل کے وقت نکالا اور مسعودی اور البکری کہتے ہیں کہ یہ جالوت کی موت کے بعد مغرب کی طرف بھاگ گئے اور مصر جانا چاہا تو قبیلوں نے انہیں جلاوطن کر دیا اور یہ افرنج اور اکارقہ کی جنگ کے وقت، برقہ افریقہ اور مغرب میں ٹھہر گئے اور انہوں نے ان کو صعیلہ سردانیہ میورفہ اور اندلس میں گذر کر دیا۔ پھر وہ اس بات پر رضامند ہو گئے۔ کہ شہر افرنجہ کے لئے ہوں گے۔

اور وہ جنگلوں میں کئی زمانوں تک خیموں رہے اور اسکندر سے سمندر اور طنجہ اور سوس تک شہروں میں آتے رہے یہاں تک کہ اسلام آ گیا۔ اور ان میں سے کچھ لوگ یہودی اور عیسائی بن گئے اور کچھ مجوسی بن گئے بوشمس ولمر اور بتوں کی عبادت کرتے تھے۔

اور ان کے بادشاہ اور سردار بھی تھے اور ان کے اور مسلمانوں کے درمیان قابل ذکر معرکے ہوئے ہیں اور الصولی اور البکری کہتا ہے کہ شیطان نے بنی حام اور بنی سام کے درمیان اختلاف ڈال دیا تو بنو حام مغرب کی طرف چلے گئے اور وہاں وہ آباد ہوئے اور نیز وہ کہتا ہے کہ جب حام اپنے باپ کی دعا سے سیارہ رنگ ہو گیا تو شرمندگی کی وجہ سے مغرب کی طرف بھاگ گیا اور اس کے بیٹوں نے اس کا پیچھا کیا اور وہ چار سو سال کا ہو کر مر گیا اور اس کے بیٹوں میں سے بربر بن کسلاجیم بھی تھا پس مغرب میں اس کے بیٹوں کے اولاد ہوئی اور وہ کہتا ہے کہ جب بربر مارب کتامہ اور صنہاجہ سے نکلے اور مغرب کے دو یمنی قبیلے ان کے ساتھ آ ملے اور وہ کہتا ہے کہ ہوارہ لمطہ، اور لواتہ، حمیر بن سباء کے بیٹے ہیں اور ہانی بکور الفریسی اور سابق بن سلیمان مطماطی اور کہلان بن ابی لوی اور ایوب بن ابی یزید وغیرہ جو بربر کے نسب میں کہتے ہیں کہ بربر کے دو قبیلے ہیں

بربر کے دو قبیلے:......وہ یہ ہیں البرانس اورالتر، جو بربوبن قیس بن عیلان کی اولاد سے ہیں اورالبرنس بربرتحوبن ایزج بن حموح بن دیل بن شرط بن ناح بن دویم بن واحہ بن مار یگ بن کنعان بن حام کے بیٹے ہیں اور یہی وہ قول ہے جس پر بربر کے نسابین اعتماد کرتے ہیں ہیں اور طبوی کہتا ہے کہ بربر بن قیس بربری قبائل میں اپنی گمشدہ لونڈی کا اعلان کرانے نکلا اس کے ساتھ اس نے شادی کی اور اس کے ہاں اولاد ہوئی اور بربر کے دوسرے نسابون کے نزدیک وہ اپنے بھائی عمر بن قیس سے بھاگ کر باہر چلا گیا اس بارے میں اس بہن شماض کہتی ہے۔

ہررونے والے اپنے بھائی پر روئے جیسے میں بربر بن قیس پراورع رہی ہوں اس نے اپنے خاندان کا بوجھ اٹھایا ہوا تھا اور اس کی ملاقات کے بغیر اونٹ کمزور ہوگئے اور شماض کی طرف یہ اشعار بھی منسوب کے گئے ہیں۔

اور بربر نے حمارے ملوک سے دور گھر بنایا اور جہاں کا اس نے ارادہ کیا وہاں چلا گیا۔ بربر پر عجمی سکے پن نے بوجھ ڈالا حالانکہ بربر، مجاز میں عجمی نہیں تھے گویا میں اور بربر اپنے گھوڑوں کے ساتھ کبھی نجد میں نہیں ٹھہرے اور نہ ہی ہم نے لوٹ اور غنیمت کا مال تقسیم کیا ہے''

اور علماء بربر نے عبیدہ بن قیس عقبلی کے یہ اشعار بھی پڑھے ہیں اے وہ شخص جو عرفہ میں ہمارے درمیان سعی کر رہا ہے ٹھہر جا اللہ تعالیٰ نے اچھے راستوں کی طرف تیری رہنمائی کرے میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہم اور بربری مرتے دم تک بھائی ہیں اور یہ ہے ہمارا اصل جو بڑا کریم ہے اور قیس بن عیلان دنیا میں ہمارا اور قرع ان کا باپ ہے اور جنگ میں وہ جھمگ بار کی پیاس کر بجھا دیتا ہے پس ہم اور وہ کمینے دشمنوں کے علی الرغم مضبوط رکن اور بھائی ہیں اور جب تک لوگ باقی ہیں بربران کا مددگار ہے۔

اور وہ ہمارے لئے ایک مضبوط سہارا ہے اور وہ دشمنوں کے لئے سرخ نیزے اور تلواریں تیار کرتا ہے جو جنگ کے روز کھوپڑیوں کو توڑ دیتا ہے اور بربرطبن قیس مضری قبیلہ ہے اور فرع میں بھی اس کا جب نسب ہے اور قیس ہر ملک میں دین کا قوام ہے اور نسب کی حفاظت کے معاملے میں معد کا بہترین آدمی ہے اور قیس کو وہ بزرگی حاصل ہے کہ جس کی وجہ سے اس کی اقتداء کی جائی ہے اور اس کے پاس تیز دھار تلوار ہے''۔

اور اس طرح یزید بن خالد نے بربریوں کی حمایت میں جو اشعار کہے وہ بھی پڑھے جاتے ہیں''اے وہ شخص جو ھم سے ہمارے نسب کے متعلق پوچھتا ہے قیس عیلان پہلے طاقتور آدمی کے بیٹے ہیں ہم طاقتور بربر کے بیٹے نہیں جس نے بزرگی کو پہنچانا اور بزرگی میں داخل ہوا۔ اور اس نے بزرگی کی بنیاد رکھی اور اس کے چقماق نے آگ لگادی اور وہ ہر مصیبت میں ہمیں کافی ہوگیا۔ اور قیس بربر سے اور بربر قیس سے عزت حاصل کرتا ہے اور ہمیں قیس پر فخر ہے کہ وہ ہمارا جدّ اکبر ہے اور قیس عیلان کا مرکز اور بھلائیکی طرف رہبری کرنیوالا ہے، اور میری قوم (بربر) کے لئے یہی کافی ہے کہ اس نے نیزوں سے زمین پر قبضہ کرلیا۔

اور ہم تلواروں کو اس شخص کی کھوپڑی پر مارتے ہیں جو حق سے روگردانی کرتا ہے۔ اور میری طرف سے بربر کو یہ مدح پہنچا دو جو جواہرات سے بنائی گئی ہے''۔

البکری وغیرہ نے روایت کی ھیکہ بربریوں کے نسب بیان کرنیوالوں کے نزدیک مضر کے دولڑ کے تھے۔ الیاس اور عیلان جنکی ماں رباب بنت جیدہ بن عمر بن معد بن عدنان تھی۔ پس عیلان بن مضر کے ہاں قیس اور دھمان پیدا ہوئے اور دھمان کی اولاد بہت قلیل اور وہ قیس کے اہل بیت سے ہیں جنہیں بنوامامہ کہا جاتا ہے اور ان کی ایک بیٹی تھی جس کا نام البھابنت دھمان تھا۔ اور قیس بن عیلان کے چار بیٹے تھے۔

عمر اور سعدان کی ماں کا نام مزنہ بنت اسد بن ربیعہ بن زناتہ تھا۔ اور براور شماص کی والدہ تمر تھی یعنی بنت مجدل بن عمار بن معمو تھی اور ان دنوں بربر کے قبائل شام میں رہتے تھے۔ اور ساکن میں عربوں سے ہمسائیگی رکھتے تھے۔

اور انہیں پانیوں اور چراگاہوں میں شریک کرتے تھے اور ان سے رشتہ داری کرتے تھے، پس بربر بن قیس نے اپنے چچا کی بیٹی اجا بنت دھمان سے شادی کی تو پھر بھائیوں نے اس سے حسد کیا اور اس کی ماں تمر عقلمند عورتوں میں سے تھیتو اسے ان بھائیوں سے خوف محسوس ہوا تو اس نے خفیہ طور پر اس کے ماموں کو اطلاع دی اور ان کے ساتھ اپنے بیٹے اور اس کی بیوی کے ساتھ بربر کے علاقے کی طرف کوچ کرگئی۔ اس وقت وہ فلسطین اور اکناف شام میں رہائش پزیر تھے پس ابکھاء نے برب بن قیس کے لئے دو بیٹوں علوان اور مارغیس کو جنم دیا۔ علوان بچپن میں ہی فوت ہوگیا اور مارغیس زندہ رہا

اور اس کا لقب ابتر تھا۔

اور وہ بربریوں میں النبر کا باپ ہے اور تمام زناتہ اس کی اولاد میں سے ہیں مؤرخین کا بیان ہے کہ مارغیس الاتبر نے باحال بنت الماس بن محمد بن مجدل بن عمار سے شادی کی تو اس نے زحیک بن مارغیس کو جنم دیا اور ابوعمر بن عبدالبر کتاب التمہید فی الانساب میں بیان کرتا ہے کہ لوگوں نے بربر کے انساب متعلق بہت اختلاف کیا ہے اور ان کے متعلق سب باتوں میں سے راجح بات یہ ہیکہ وہ قبط بن حام کی اولاد میں سے ہیں اور جب وہ مصر میں اترا تو ان کا بیٹا مغرب کی طرف چلا گیا۔ تو وہ مصر کے مضافات میں ٹھہر گیا۔ اور یہ برقہ بحر اخضر تک ہے اور بحر اندلس کے ریگستانوں کے ختم ہونے تک یہ سوڈان سے جا ملتے ہیں اور ان میں سے بوانہ سرزمین طرابلس میں رہتے ہیں اور اس کے قریب ہی نفرہ اُتر پڑے پھر راستے انہیں قیروان اور رس کے درے تاہات سے طنجہ اور سجلما مہ سے سوس اور اقصی تک لے آئے اور وہ منہاجہ، کتامہ، کلاوہ، فطواکہ، اور مرطاق کے قبائل تھے اور بعض مورخین نے بیان کیا ہے۔

سلطان نے بنی حام اور بنی سام کے درمیان اختلاف پیدا کر دیا اور ان میں لڑائیاں ہوئی جن میں سام اور اس کے بیٹوں کو شکست ہوئی اور سام مغرب کی طرف چلا گیا اور مصر آیا اور اس کے بیٹے منتشر ہو گئے اور وہ سیدھا مغرب کی طرف چلا گیا۔

یہاں تک کہ سوس اقصی میں پہنچ گیا اور اس کے بیٹے اس کی تلاش میں پیچھے چلے اور اس کے بیٹوں کو لے کر ایک جگہ پہنچا اور وہ اس کے حالات سے بے خبر ہو گئے اور وہ وہیں رہنے لگے اور اس میں پلے بڑھے اور ایک جماعت ان کے پاس پہنچ کر ایک جگہ ٹھہر گیا اور وہ بھی وہاں پھلا پھولا اور حام کی عمر الکبری کے بیان کے مطابق ۴۴۳ سال تھی اور دوسرے کہتے ہیں کہ اس کی عمر ۵۳۱ سال تھی اور سہیلی کہتا ہے کہ یمن بعرب بن قحطان ہے نیز کہتے ہیں کہ اس نے سام کو قوط بن یافث کی اولاد میں سے جرمی کے بعد مغرب کی طرف جلاوطن کیا تھا یہ بربر کے انساب کے متعلق آخری اختلاف ہے

اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ یہ تمام مذاہب، مرجوح، حق وصواب سے دور ہیں اور یہ قول کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں حقیقت سے بہت دور ہے کیونکہ داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا ہے اور بربر جالوت کے فرمانے کے ہیں اور اس کے اور حضرت اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام جو جانفشاں کے بھائی ہیں وہ بات نہیں پائی جاتی جو ان کے خیال میں ہے دس آباء پائے جاتے ہیں۔

جن کے ذکر ہم نے کتاب کے شروع میں کیا ہے اور ان کے درمیان اس طرح سے نسل کا پھیلنا اور بڑھنا بھی بڑے بعد کی بات ہے اور یہ قول کہ وہ جالوت اور عمالیق کی اولاد ہیں اور دیار شام سے آ کر یہاں منتقل ہوئے ہیں ایک ساقط قول ہے بلکہ ایک بیہودہ بات ہے کیونکہ جیسی قوم حواصم و عوام پر مشتمل ہو اور جس نے زمین کے اطراف کو بھر دیا ہو کسی دوسری جگہ اور محصور علاقے سے نہیں آ سکتی۔

بربری اپنے علاقوں میں مصروف ہیں اور ان کے ملک طویل صدیوں پہلے اپنے اشعار سے مخصوص ہیں پس کون سی چیز ہمیں ان کی اولیت کے بارے ان بیہودہ اور باطل باتوں کا محتاج بنا سکتی ہے اور اس طرح تو عرب و عجم کی ہر قوم کے متعلق ایسی باتوں کا محتاج ہونا پڑے گا۔

اور افریقش جس کے متعلق مورخین کا خیال ہے کہ وہ انہیں یہاں لایا ہے اور خود بیان کیا ہے اور اس نے انہیں یہاں موجود پایا اور اس کی کثرت اور گونگے پن سے متعجب ہوا اور اس نے کہا کہ کوئی ایسی قوم نہیں جو اس کی طرح بڑھے پھولے اور یہ قول کہ وہ حمیر میں سے ہیں جو نعمان کی اولاد میں سے ہیں یا مغرب میں سے ہیں جو قیس بن عیلان کی اولاد میں سے ہیں جو ایک جھوٹی بات ہے جس سے علماء اور نسابین کے امام ابومحمد ابن حزم نے باطل قرار دیا ہے۔

اور کتاب الجمراۃ میں بیان کیا ہے کہ بربر کے بعض قبائل نے دعوی کیا ہے کہ وہ یمن اور حمیر میں سے ہیں اور بعض بربر بن قیس کی طرف سے منسوب ہوتے ہیں بلاشبہ یہ تمام باتیں جھوٹ ہیں اور نسابوں قیس بن عیلان کے بیٹے بر کے نام کو سمجھنا ہی نہیں اور حمیر کے لئے پلاد بربر کی طرف جانے کا کوئی راستہ ہی نہیں ہے یہ سب مورخین یمن کے جھوٹ ہیں اور ابن قتیبہ نیجو کیا ہے کہ جالوت کی اولاد میں سے جالوت قیس بن عیلان کی اولاد میں سے ہے یہ حقیقت سے دور بات ہے کیونکہ قیس بن عیلان معد کی اولاد میں سے ہے اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور معد بخت کا معاصہ اور جب بخت نصر عرب پر مسلط ہو گیا اس کے بارے میں بخت نصر سے خوف محسوس کرتے ہوئے اسے شام لے گئے

بخت نصر کون: ...... بخت نصر وہ ہے جس نے بیت المقدس کو حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے تعمیر کرنے کے ۴۵۰ سال بعد ہی تباہ و برباد کیا تھا اور امور بھی حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد اتنی مدت ہی ہو سکتی ہے پس اس کا بیٹا قیس جالوت کا باپ کیسے ہو سکتا ہے جو داؤد کا معاصر تھا یہ حقیقت سے حد درجہ اور بات ہٹ اور خیال میں ابنقتیبہ کی غفلت اور وہم ہے اور حق وہ ہے جو ان کے بارے میں کسی اور چیز پر پھر سے نہیں کرتا اور یہ کنعان بن حام بن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔

جیسا کہ ہم پہلے مخلوقات کے انساب میں بیان ہو چکا ہے اور ان کے نام ماریغ ہے اور ان کے بھائی اور یکش اور فلسطین ہیں۔ اور ان کے بھائی بنو کسلیم بن مصرایم بن حام ہیں۔ اور ان کا بادشاہ مشہور علامت رکھتا ہے اور ان فلسطینیوں اور بنو اسرائیل کے درمیان شام میں قابل ذکر جنگیں ہوئیں اور بنو کنعان اور وا کریکش فلسطین کے پیروکار تھے۔ پس تیرے وہم میں اس کے سوا اور کوئی بات نہ اور یہی بات درست اور صحیح ہے۔

جس سے انحراف نہیں کیا جا سکتا۔ اور عرب نسابین کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ بربر کے جن قبائل کا ذکر ہو چکے ہیں سوائے صنہاجہ اور کتامہ کے سب بربریں سے ہیں اور عرب نسابوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے اور مشہور یہ ہے کہ وہ یمنیوں میں سے ہیں اور جب افریقش نے افریقہ سے جنگ کی تو ان کو یہاں اتار دیا اور بربر کے نساب اپنے بعض قبائل کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ وہ لواتے کی طرح عربوں میں سے ہیں۔

ان کا خیال ہے کہ وہ حمیر ہیں سے ہیں اور ہوارہ کے متعلق ان کا خیال ہے کہ وہ اسکاسک کے کندہ میں سے ہے اور زناتہ جیسوں کے متعلق ان کا خیال ہے کہ وہ عمالقہ میں سے ہیں، پس انھوں نے انھیں بنی اسرائیل سے آگے دیکھا۔ اور بعض وقت وہ ان کے متعلق خیال کرتے ہیں، کہ وہ تبابعہ کے بقایا لوگوں میں سے ہیں اور عمارہ زوادہ اور مکلاز کے متعلق ان کے تمام انسابوں کا خیال ہے کہ وہ حمیر میں سے ہیں۔ جیسا کہ ہم اس کا تذکرہ ان کے قبائل کی تفصیل کے وقت کریں گے مگر یہ سب سب غیر ثقہ باتیں ہیں اور حق بات وہ ہے جس کی گواہی مواطن اور گونگے پن نے دی ہے، کہ وہ عربوں سے الگ ہیں ہاں عربوں کے نساب اور ضنہاجہ اور کتامہ کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ وہ عرب ہیں۔ اور میرے نزدیک یہ ان کے بھائیوں میں سے ہیں۔ ''واللہ اعلم''۔

اب ہم ان کے انساب اور اولیت کے متعلق آخر میں پہنچ چکے ہیں پس ہم ان کے قبائل کی تفصیل اور ایک موقع کے بعد دوسری قوم کے ذکر کی طرف رجوع کرتے ہیں اور انہی کے ذلر پر اکتفاء کرتے ہیں جنھیں حکومت یا شہرت حاصل تھی۔ باہم میں ان کی نسل پھیلی اور اسے اس عہد میں اور اس سے قبلا برانس اور البتر میں شمار کیا گیا، اور ہم قبیلہ زاران کے حالات کو بیان کریں گے، جیسا کہ ہم تک ان کے حالات ہیں اور ہم ان کا احاطہ کریں گے ''واللہ المستعان''

بربر افریقہ اور مغرب میں بربریوں کے مواطن کے متعلق دوسری فصل

مغرب کی وجہ تسمیہ: ...... پس بات کو سمجھ لیجئے کہ مغرب کا لفظ اپنی اصل وضع کے لحاظ سے اسم اضافی ہے۔ جو اس جگہ پر دلالت کرتا ہے جو اس کے مشرق کی طرف اضافت کرنے سے معلوم ہو اور مشرق وہ ہے جو مغرب کی طرف اضافت کرنے سے معلوم ہو اور کیونکہ عرف بن اسماء کو معین جہات اور مخصوص علاقوں سے مخصوص کرتا ہے اور اہل جغرافیہ کی توجہ زمین کی ہیت اور اس کے اقالیم کی تقسیم اور اس کی آبادی و خیرابی اور اس کے پہاڑوں اور سمندروں اور اس کے اہل کے مساکن کی طرف ہوتی ہے۔

جیسے بطلیموس اور جاوز اور صاحب صقیہ جسکی اس عہد کی مشہور کتابت جوز مین اور ممالک کی بحث کے متعلق ہے منسوب ہے، مغرب ایک جانب ہے جو جوانب کے درمیان ممیز ہے۔ پس مغرب کی جہت سے اس کی حد بحر محیط ہے۔

جو پانی کا غصہ ہے اور اس کا نام زمین کے منکشف علاقے کے احاط کی وجہ سے محیط ہے جیسا کہ ہم کتاب کے شروع میں بیان کر چکے ہیں اور اسی طرح اس کو زیادہ سبز رنگ ہونے کی وجہ سے بحر اخضر بھی کہتے ہیں نیز اس کو ظلمات بھی کہتے ہیں کیونکہ سطح زمین پر سورج سے منعکس ہونے والی

شعاعوں کی روشنی اسمیں کم ہوتی جاتی کیونکہ یہ زمین سے دور ہے پس یہ ظلمات والا ہو جاتا ہے اور روشنی کے فقدان کی وجہ سے وہ حرارت کم ہو جاتی ہے جو بخارات کو تحلیل کرتی ہے۔

پس بادل ہمیشہ ہی اس کی سطح پر تہ بہ تہ اور گہرے ہوتے ہیں اور عجمی اسے بحر اوقیانوس کا نام دیتے ہیں اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ اس سے یہی مراد لیتے ہیں جو ہم غصہ سے لیتے ہیں اور اسیطرح اسے بحر البلایہ بھی کہتے ہیں اور یہ ایک ناپیدا کرنا سمندر ہے جسمیں کشتیاں ہواراستوں اوران کی نیابت کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ساحلوں سے حد نظر سے دور نہیں جاسکتیں۔اور محدود سمندروں میں کشتیاں،لوگوں کے بکثرت تجارت کی وجہ سے معروف ہواؤں کے ساتھ چلتی ہیں۔

پس ہوا اپنی جگہوں سے چلتی ہے اوراس کے چلنے کی جگہ کی حداس کی سمت میں ہوتی ہے پس ہر ہوا کی حدان کے نزدیک معروف ہے اوراسے معلوم ہو جاتا ہے کہ ہوا کے ساتھ اس کا چلنا فلاں سے ہوگا اور اپنے مقصود اور سمت کے مطابق وہ ایک ہوا سے دوسری ہوا کی طرف چلا جائے گا اور یہ بات بڑے سمندر میں مفقود ہوتی ہے پس جب کشتیاں اس میں چلتی ہیں تو بھول جاتی ہیں اور فنا ہو جاتی ہیں اس لیے اس کا سور دھوکے اور خطرے میں ہوتا ہے پس مغرب کی طرف سے غرب کی حد بحر محیط ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اوراس پر بہت سے شہر ہیں کے شہر،صت اور نول ہیں۔

اور یہ سب بربر کے مساکن اوران کے مضافات ہیں اور جہاز،ساحل کے پیچھے سے ساحل نول تک پہنچ جاتے ہیں اوراس سے خطرہ کے سوا آگے نہیں بڑھتے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور شمال کی طرف سے اس کی حد بحر روم ہے اوراس سے بحر محیط نکلتا ہے جو مغربی ممالک کے طنجہ اور اندلس کے شہر طریف کے درمیان ایک تنگ خلیج میں چلتا ہے۔جسے زقاق کہتے ہیں جس کی چوڑائی آٹھ میل سے کچھ اوپر ہے اوراس پر ایک پل بنا ہوا ہے جس پر سمندر کا پانی چڑھ جاتا ہیں۔

پھر یہ بحر روم،مشرق کی سمت میں چلا جاتا ہے یہانتک کہ ساحل شام اوراس کی سرحدوں اور انطاکیہ اور العلایا اور طرسوس اور المصیصہ اور طرابلس اور صور یا اور اسکوز رتک پہنچ جاتا ہے اوراس کی زیادہ وسعت شمال کی سمت میں ہوتی اوراس کی یہ وسعت شمال کی طرف مسلسل بڑھتی جاتی ہے یہانتک کہ وہ اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ اس کا طول پانچ اور چھ ہزار میل ہے جس میں مورقہ،میرقہ،یابسہ،صقلیہ،افریطش،سردانیہ اور قبرصمیں جزائر پائے جاتے ہیں۔

اور جنوب کی طرف اس کی چوڑائی کا یہ حال ہے کہ وہ ایک طرف سے نکلتا ہے اور پھر چلنے میں مختلف ہو جاتا ہے کبھی جنوب میں دور تک اور کبھی شمال میں ہیں دور تک پھر جنوب کی طرف لوٹ آتا ہے۔

اور یہ بات ساحلی ممالک کی عرض بلد میں حائل ہو جاتی ہے اوراس طرح ہوتا ہے کہ عرض بلد،اس کے قطب شمال کی طرف اس بلندی کو کہتے ہیں جواس کے افق پر ہوتی اوراس طرح وہ اس کے بعد کا نام ہے جواس کے اہل کے سروں کی سمت اور دائرہ موزل النہار کے درمیان ہوتا ہے اوراس کا سبب یہ ہے کہ زمین گیند کی شکل کی ہے اور آسمان بھی اس کے اوپر اسی طرح ہے اور افق بلد وہ غرق ہے جو زمین و آسمان میں سے دیکھی اوران دیکھی والی چیزوں کے درمیان پایا جاتا ہے اور فلک دو قطبوں والا ہے اور جب ان میں سے ایک آبادی کے اوپر بلند ہوتا ہے اور دوسرا اتنا ہی ان سے نیچے ہو جاتا ہے اور زمین کی آبادی زیادہ تر شمال میں ہے اور جنوب میں کوئی آبادی نہیں جیسا کہ اس کے مقام پر اسے بیان کیا جا چکا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قطب جنوبی کے مقابلے میں قطب شمال آبادی والوں کے اوپر ہے اور گول چیز کی سطح پر چلنے والا جب ایک سمت میں دور چلا جاتا ہے۔تو گول سطحی چیز کی سطح اس کے سامنے آتی ہے۔اور جب تک اس کے بالمقابل آسمان کی سطح ظاہر نہ ہو تو افق میں قطب کے دوری کا اضافہ ہو جاتا ہے۔جیسے وہ شمال میں دور ہوتا ہے۔اور جب جنوب کی طرف لوٹتا ہے تو دوری کم ہو جاتی ہے۔

پس ستبہ اور طنجہ جواس سمندر پر خلیج کی ابنائے پر واقع ہے۔ان کا عرض اس کے مطابق ہوتا ہے پھر سمندر جنوب کی طرف بڑھتا ہے تو تلمسان کا عرض بن جاتا ہے پس جنوب میں بڑھتا ہے تو دھران کا عرض بنا ہے جو فاس سے تھوڑا دور ہوتا ہے کیونکہ فاس کا عرض (لح) ہے یہی وجہ ہے کہ مغرب اقصیٰ میں آبادی شمال میں مغرب اوسط کی آبادی سے ستبہ اور فاس کے درمیان سے زیادہ چھوٹی ہے اور یہ قطر،بحر روم کے جنوب کی طرف مڑنے کی وجہ

سے سمندروں کے درمیان جزیرہ کیطرح ہے۔ پھر دوران کے بعد سمندر اپنی سمت سے مڑ جاتا ہے اور یہ تونس اور الجزائرہ کا عرض بن جاتا ہے۔

جو خلیج زقاق سے نکلنے کے وقت اس کی سمت اول کے مطابق ہوتا ہے پھر یہ شمال میں بڑھتا ہے۔ تو بجایہ اور تونس کا عرض بن جاتا ہے جو غرناطہ، مریداور مالقہ کی طرف کی مثل ہوتا ہے پھر وہ جنوب کی طرف لوٹتا ہے تو طرابس اور قابس کا عرض بن جاتا ہے جو ستبہ اور طنجہ اول کے مطابق ہوتا ہے پھر یہ جنوب کی طرف بڑھتا ہے تو فاس اور توزکی شل برقہ کا عرض بن جاتا ہے۔ پس وہ اسکندریہ کا عرض بن جاتا ہے مگر وہ معاکش اور اغمات کی مثل نہیں ہوتا ہے پھر وہ شمال میں قطافہ کی طرف سواحل شام میں اپنی سمت انتہا کی طرف جاتا ہے۔

اور اسی طرح جنوبی کنارے میں اس کے خلاف ہوتا ہے اور ہمیں شمال کنارے میں اس کے حال کے متعلق علم حاصل نہیں اور سواحل کے ساتھ اس سمندر کا عرض سات کلومیل یک بڑھ جاتا ہے یا اسی طرح سواحل افریقہ اور جنوب کے درمیان ہوتا ہے جو شمالی کنارہ میں ہیں۔ واقعہ مغرب اقصی اور جنوب اوسط سواحل مشہور خلیج کے قریب ہیں۔

اور سب کے سب طنجہ ستبہ، بارس، عساسہ، ھنین، دھران، الجزائیر، بجایہ، بونہ، تونس، سوسہ مھد یہ صنھا فس، قابس، طرابس سواحل برقہ اور اسکندریہ کیطرح اس کے اوپر واقع ہیں یہ اس بحر روم کا بیان ہے جو شمال کی طرف ہے مغرب کی حد ہے اور قبلہ اور جنوب کی سمت کی طرف سے اس کی حدود ہے بھر بھرے اور جھکے ہوئے پہاڑ ہیں جو بلاد سوڈان اور بلاد بربر کے درمیان روک ہیں۔ اور عرق کے خانہ بدوش جنوب صحرائی لوگوں کی جان پہچان کا ذریعہ ہے اور

عرق: ...... یہ عرق جنوب کی جہت سے مغرب پر ایک دیوار ہے جو بحر محیط سے شروع ہوتی ہے اور مشرق کی جہت میں ایک ہی سمت میں چلی جاتی ہے۔ یہانتک کہ اسے نیل سے ملاتا ہے جو مغرب جنوب سے مصر کی طرف جاتا ہے۔ وہاں پر یہ دیوار ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس کا عرض دن بدن کی مسافت یا اس سے زیادہ ہوتا ہے اور مگر اب اوسط کی جھت میں اسے پتھر یلی زمین آملتی ہے۔

جس کو عرب الحمادہ کہتے ہیں۔ جو کر وتر سے بلاد ریغ اور اس کے درے جنوب کی جہت میں چلی جاتی ہے اور بعض بلاد جزیرہ بھی جو کھجوروں اور نہروں والے ہیں۔ بلاد مغرب میں شمار ہوتے ہیں جسے مغرب اقصی کے سامنے بلاد بودہ اور تمنطیت اور مغرب اوسط میں نسایت اور نیکوارین اور طرابس کے سامنے غزامین، جزان اور دران ان میں سے ہر اقلم آبادی پر مشتمل ہے جو بستیوں اور کھجوروں نہروں والے ہیں جن میں سے ہر ایک کی تعداد سوتک پہنچتی ہے۔ پس لوگ اس عرق سے جنوبی کنارے کی طرف بکثرت چلے گئے جو بعض سالوں میں صنہاجہ کے شامیوں کے میدانوں میں پہنچتے ہیں اور شمار کنارے میں مغرب کے سفر کرنے والے جنگلی انمراب کے میدان ہیں اور ان سے قبل یہ بربر کے میدان تھے۔ جیسا کہ ہم اس کے بعد جنوب کی جہت سے مغرب کی حد بیان کریں گے اور اس عرق کے علاوہ مغرب پر ایک اور دیوار بھی ہے جو تلول کے قریب ہے اور یہ وہ پہاڑ ہے جو ان تلوی کی سرحدیں ہیں جو بحر محیط کے پاس برنیق تک چلے جاتے ہیں جو بلاد برقہ میں سے ہے وہاں یہ پہاڑ ختم ہو جاتے ہیں۔

اور مغرب سے ان کی ابتدا جبال درن سے ہوتی ہے اور پہاڑوں کے درمیان جو تلول اور عرق کے درمیانی علاقے کو گھیرے ہوئے ہیں میدان اور جنگل میں جن کی اکثر پیداوار درخت ہیں اور تلول کے قریب بلاد الجرید ہیں جہاں کھجوریں اور نہریں پائی جاتی ہیں اور عرض سوس میں مراکش کے سامنے تر ددانت اور قوپان کی بستیاں اور دیگر کھجوروں نہروں اور کھیتوں والے متعدد آباد شہر جاتے ہیں اور فاس کے جانب سجلماسہ اور اس کی بستیاں اور درعہ کی مشہور بستی پائی جاتی ہیں۔

اور تلمسان کی جانب کھجوروں اور نہروں والے متعدد محلات پائے جاتے ہیں اور تاہرت کے جانب بھی ایسے ہی محلات پائے جاتے ہیں اور اسی طرح مشرق سے مغرب تک آگے پیچھے شہر پائے جاتے ہیں ان سب کا زیادہ قریب جبل راشد جو نہروں اور کھجوروں والے ہیں پھر بجایہ کے جانب دار کلی کا شہر ہے یہ سنجر کا واحد آباد شہر ہے جس میں بہت کھجوریں پائی جاتی ہیں اور اس کی جانب تلول کے بلاد دریغ کے کے تین سے زائد شہر جو اس وادی کے کناروں پر ترتیب کے ساتھ چلے جاتے ہیں جو مغرب سے مشرق کی طرف جاتی ہے اور ان سب شہروں میں کھجوریں نہریں بستیاں اور کھیتیاں پائی جاتی ہے۔

پھر تونس کی جانب بلاد الجرید ہیں۔ جونفطہ، گونداور قفصہ ہیں۔اور نفزہ کو بلاد قسطنطنیہ کہتے ہیں۔ جو بہت آباد اور متمدن ہیں۔اور نہروں اور کھجوروں پر مشتمل ہیں۔ پھر سوسہ کیجانب قابس ہے جو سمندر کے کنارے افریقہ کے بڑے بڑے شہروں میں سے ہے۔اور یہ ابن غانیہ کا دار الخلافہ تھا جیسا کہ ہم بعد میں اس کا ذکر کریں گے۔

یہ بھی نہروں کھجوروں اور کھیتوں پر مشتمل ہے پھر طرابلس کی جانب خزان اور ودان میں متعدد نہروں اور کھجوروں والے محلات ہیں اور افریقہ کی زمین میں یہ سب سے پہلا شہر ہے جسے مسلمانوں نے اس وقت فتح کیا۔ جب حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہما ان سے جنگ کی۔ پھر برقہ کی جانب باغات ہیں جن کا ذکر مسعود نے اپنی کتاب میں کیا؟

اور جنوب کی جہت میں ان کے ماوراء جنگلات اور ریگستان ہیں جہاں نہ کھیتی ہوتی ہے نہ چراگاہ یہاں تک کہ یہ اس عرق تک پہنچتے ہیں جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔اور اس کے درے متلثمین کے میدان ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ کہ بلاد سوڈان تک پیاس لگانے والے جنگلات ہیں۔اور ان بلاد اور ان پہاڑوں کے درمیان جو تلول کی دیواریں متلون مجاز میدان پائے جاتے ہیں جن کا مزاج ہوا۔ پانی اور پیداوار کے لحاظ سے کسی تلول کا اور کبھی صحرا کا سا ہوتا ہے۔اور ان شہروں میں قیروان بھی ہے اور جبل اوراس ان کے وسط میں حائل ہے اور بلاد ضغنہ ہیں۔

جہاں الزباب اور التل کے درمیان طنجہ واقع ہے اور اس میں مغرہ اور مسلیہ ہیں اور ان میں السر ہے اور تلمسان کی جانب جہاں تاھرات ہے اس میں جبل دیر ہے اور فاس کیجانب ان میدانوں میں حائل اختلاف کی وجہ سے مختلف ہے۔

اہل جغرافیہ کے عرف میں اہل قلزح کا سمندر ہے۔ جو بحر یمن سے نکلتا ہے اور شمال کی سمت اور باغرات کی طرف جاتا ہے اور مغرب کی طرف چلتا چلتا قلزم اور سویز پر جا کر ختم ہوتا ہے۔اور وہاں سے ان کے اور بحر روم کی سمت کے درمیان دو دن کے سفر کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے یہ ان کے نزدیک مغرب کا آخر ہے اور اس میں برقہ اور مصر کے علاقے بھی شامل ہو جاتے ہیں اور مغرب ان کے نزدیک ایک جزیرہ ہے جسے تین طرف سمندروں نے گھیرا ہوا ہے جیسا کہ آپ اسے دیکھ رہے ہیں۔

اور اس زمانے کے اس علاقے کے اپنے والوں کے عرف کے مطابق اس میں مسر اور برقہ کے علاقے شامل نہیں ہوتے بلکہ یہ صرف طرابلس اور اس کے ماوراء مغرب کی جھت تک مخصوص ہے اور یہی بات قدیم زمانے دیار بربر اور ان کے مواطن کے متعلق تھی اور مغرب اس سے مشرق کیجانب سے وادی ملویہ سے، بحر محیط کے کنارے تک اور مغرب کیجانب سے جہاں دو دن تک ہے جو زیادہ تر اہل درن اور ببرغوطہ اور غمارہ کے المصامدہ کے دیار ہیں اور غمارہ کا آخر طویہ میں ہوتا ہے جو عناسہ کے پاس ہے اور ان کے ساتھ صنہاجہ مضغرہ اور اوریہ وغیرہ کے لوگ ہیں جیسے غربی جانب سے ملکر بحر کبیر اور شمالی جانب سے بحر روم اور درن جسے بلد پہاڑ اور مشرق کیجانب سے جبال تازا گھیرے ہوئے ہیں کیونکہ سمندروں کو روکنے کے لئے پیدائش کے تقاضے کے مطابق پہاڑ سمندر کے قریب ہوتے ہیں اور جبال مغرب کے اکثر باشندے المسامدہ میں سے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ صنہاجہ میں سے ہیں اب باقی رہ گئے مغرب میں ازغا، تاسنا، تاولہ اور دکالہ کے میدان تو انھیں بربریوں کے ان مسافروں نے آباد کیا ہے جو جشم اور ریاح سے وہاں آتے ہیں اور مغرب کے ایک حصے میں ایسی قومیں رہتی ہیں جنھیں ان کے کالق کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا اور وہ حصہ ایک جزیرہ یا ملک کی طرم بن گیا ہے جیسے پہاڑ اور سمندر گھرے ہوئے ہیں اور اس کا دار الخلافہ فاس ہے اور اس میں عظیم دریا گزرتا ہے جو وادی ام ربیع کے نام سے مشہور ہے اور وہ اتنا بڑا دریا ہے کہ بارشوں میں اس کی وسعت کی وجہ سے اسے عبور نہیں کیا جا سکتا، اور اس کی مد سمندر تک چلی جاتی ہے۔

اور قریباً ستر میل تک پہنچتی ہے اور وہ ازبور کے نزدیک بحر کبیر میں جا گیرتا ہے اور اس کا منبع جبال درن میں ہے جہاں سے یہ دریا نکلتا ہے جو قبلہ کی طرف چلا جاتا ہے اور درعسہ کے کھجوروں والے علاقے سے گزرتا ہے جو نیل کے پودوں کو اس کے درخت سے نکالنے کی صنعت سے مخصوص ہے اور اس علاقے میں کھجوروں والے محل ہیں جو دامن کوہ ہیں بنائے گئے ہیں، پھر یہ دریا بلاد سوس کی طرف جا کر ریگستان میں داخل ہو جاتا ہے۔

اور دریائے لمویہ، اقصیٰ کے آخر میں ہے۔اور یہ ایک عظیم دریا ہے جس کا منبع زازی کے سامنے کے پہاڑوں میں ہے۔اور یہ غاسہ کے پاس بحر روم میں جا گرتا ہے اور اس کے کنارے دیار مکناسہ ہیں۔ جو قدیم سے ان کے نام سے معروف ہیں۔اور اس دور میں اس جگہ پر زناتہ کی دیگر تو دریا کے

بالائی حصے تک محلات میں رہتی ہیں اوران کے پڑوس اور دیگر نواح میں بربرقومیں رہتی ہیں۔

جن میں سے سب سے مشہور طالسہ میں مکناسہ کے بھائی ہیں اوراس دریا کے دہانے سے ایک اور دریا نکلتا ہے۔ جو قبلہ کی طرف چلا جاتا ہے۔ اور عراق کو اس کی سمت سے مطع کرتا ہوا البردہ تک پہنچ جاتا ہے اور پھر اس کے بعد تمیطت تک جاتا ہے اوراس دور میں کبیر کہتے تھے اوراس پر محلات بھی تھے پھر یہ جنگل میں جا گرتا ہے اوراس کے جنگلوں میں چلتا چلتا اس کے ریگستان میں گھس جاتا ہے۔

اور بودہ کے مشرق میں جو عراق کے ماوراء ہے۔ تصاپست کے صحرائی محل ہیں اور نساپیت کے مشرق میں جنوب تک نیکوارین کے محلات ہیں۔ جوایک وادی میں تین سو سے زائد ہیں جو ایج وادی میں تین سو سے زائد ہیں پس وہ وادی مغرب سے مشرق کی طرف چلی جاتی ہے۔ اوراس میں زناتہ کی اقوام آباد ہیں اور مغرب اوسط، زیادہ تر زناتہ کا مقام ہے جو مغراوہ اور بنی قزرون کا مقام تھا اوران کے ساتھ یدیونہ، مغیلہ کومیہ مطفرہ اور مطماطہ رہتے تھے۔

پھر ان کے بعد وہ بنی دماتو اور بنی یلومی کا مقام نہاب پھر بنی عبدالواداورتوجین کا ٹھکانہ بنا جو بنی مدین سے تھے اوراس عہد میں اس اس کا دار الخلافہ تلمسان تھا اور مشرق کی جانب سے اس کے پڑوسی بلاد صنہاجہ میں سے الجزائر، متیجہ اور المریہ اور بجایہ کے آس پاس کے علاقے تھے۔ اوراس عہد کے تمام قبائل زغبی عربوں سے مغلوب تھے اور بنی دالیل کی وادی شلف سے ایک بڑا دریا گزرتا تھا جس کا منبع بلاد صحرا میں بلد راشد میں تھا۔

اوراس عہد میں اتل میں داخل ہوجاتا ہے اور جو بلادحصین میں سے ہے پھر وہ مغرب کی طرف چلا جاتا ہے اوراس میں مغرب کی دوسری وادیاں مینا ب وغیرہ جمع ہوجائیں۔ یہاں تک کہ وہ مستغانم اور کلمیشن کے درمیان بحر روم میں جا گرتا ہے اوراس کے دہانے سے ایک اور دریا پھوٹتا جو جبل راشد سے مشرق کی طرف چلا جاتا اور الزاب سے گزرتا ہوا تو اونفرادہ کے درمیان شیخ میں جا گرتا اوراس دریا کا نام اوادی شدی تھا اور بلاد بجایہ اور قسطنطنیہ یہ زوادہ، کتامہ، محیسہ اور ہموار کے مقام تھے اور آج کل یہ عربوں کے دیار ہیں۔

اور تمام افریقہ طرابلس تک کشادہ میدان تھے نونفرادہ بنی یفرن اور نفوسہ اور بربریوں کے لاتعداد قبائل کے دیار تھے۔ اوران کا دارالخلافہ قیروان تھا اور یہ اس عہد میں سلیم جے عربوں کے میدان ہیں اور بنی یفرن اور ہموارہ ان کے ماتحت ہیں۔ جوان کے ساتھ ہی بدوی ہے اور عجمیوں کی زبان بھول گئے اور عربوں کی زبان بھول گئے اور عربوں کی زبانیں بولنے لگے اور تمام حالات میں ان کے اشعار کو اپنانے لگے اوراس عہد میں ان کا دارالخلافہ تونس تھا۔

اوراس میں سے ایک بڑا دریا گزرتا ہے جو وادی مجرد کے نام سے مشہور ہے جس میں وہاں کی دیگر وادیاں بھی جمع ہوجاتی ہے اور تونس کے مغرب سے ایک دن کے فاصلے پر زرت مقام پر وہ بحرادم میں جا گرتا ہے اور برقہ کے مشہور تباہ برباد ہوچکے ہیں اوراس کی حکومت کا خاتمہ ہوچکا ہے اور لواتہ اور ہموارہ اور دیگر بربریوں کا مقام ہونے کے بعد وہ دوبارہ ان کی جولانگاہ بن گیا ہے اوراس کے بعد زدیلہ اور برقہ کی طرف تجارتی شہر اور خوبصورت محلات، پس اب وہ دوبارہ ویرانہ اور جنگل بن گئے ہیں گویا کبھی یہ آباد ہی نہ تھے واللہ اعلم۔

بربراقوام کے فضائل: ...... بربرقوم کے اس قدیم وجدید لوگوں کے ان انسانی فضائل اور شریفانہ خصائص کا تذکرہ جن کی وجہ سے وہ ملک وسلطنت کی بلندیوں تک پہنچے۔

ہم نے بربرقوم کے حالات وفود تعداد اکثرت قبائل واقوام اوراس کے علاوہ ہزاروں سال سے بادشاہوں اور حکومتوں کے ساتھ ان کے مقابلوں کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے شام میں بنی اسرائیل کے ساتھ جنگیں کیں پھر وہاں سے نکل کہ افریقہ اور مغرب کی طرف چلے گئے۔

نیز انہوں نے سب سے پہلے مسلمانوں کے ہراول دستوں سے جنگ کی پھر وہ ان کے دشمنوں کے خلاف ان کے حبیب ومددگار بن گئے اور اسلام سے پہلے اور بعد اوراس میں لوہی کاہوں کی قوم کو عزت وحکومت حاصل تھی۔ یہاں تک کہ عرب ان پر غالب آ گئے۔ اور مکناسہ نے بھی پہلے مسلمانوں کی پیروی کی۔ پھر انہوں نے ان کو رد کر دیا۔ اورانہیں مغرب اقصیٰ کی جانب اکٹھا کر دیا اورانہوں نے عقبہ ابن نافع کے آگے فرار اختیار کیا پھر ہشام کے ہراول دستے ارض مغرب میں ان پر غالب آ گئے۔

ابن ابی زید کا بیان ہے کہ بربر نے افریقہ میں بارہ دفعہ ارتداد اختیار کیا۔ اور ہر دفعہ مسلمانوں سے جنگ کی اور موسیٰ بن نصیر کے زمانے سے قبل ان کا اسلام لانا ثابت نہیں ہوتا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے اس کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔ اور انہوں نے صحرا میں جو شہر اور سجلماسہ میں جو قلعے اور نقرات اور بخور ار بن اور فتح اور مصاب اور رواکل اور بلا دریغہ اور التراب اور نفرادہ اور الحمہ اور غدامس میں جو محلات بنائے ان کا تذکرہ ہم کر چکے ہیں۔

پھر انہوں نے جنگیں کیں اور حکومتیں حاصل کیں اور پانچویں صدی میں افریقہ میں ان کے اور بنی ہلال کے عربوں کے درمیان جنگیں ہوئیں اور انہیں آل حماد کی حکومت کے ساتھ قلعہ میں لتوتر کے ساتھ تلمسان اور تاہرت میں جو موالات اور انحراف تھا اور آخر یدبنو مادین موحدین اور ان کے دستوں کی مدد سے بلاد مغرب میں ان پر غالب آ گئے۔

اور بنی مرین نے عبدالمومن کے قبیلے پر چڑھائی کرنے کے لئے جو کارنامے دکھائے تھے یہ تمام واقعات اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ قوم زمانے پر غالب رہی اور ان سے خوف کھایا جاتا رہا اور یہ سخت جنگجو اور کثرت تعداد والی ہے اور اقوام عالم میں سے عربوں رومیوں ایرانیوں یونانیوں کی مددگار رہی لیکن جب اس کو فنا نے آلیا اور حکومت سلطنت کی خوشحالی جو انہیں بار بار ملتی رہی اس نے انہیں معدوم کر دیا تھا۔

ان کی جماعت کم ہوگئی اور قبائل فنا ہو گئے اور وہ حکومت کے خادم اور ٹیکس کے غلام بن گئے اور بہت سے لوگوں نے اس وجہ سے ان کی طرف منسوب ہونے کو برا خیال کیا وگرنہ جیسا کہ میں نے سنا ہے کہ فتح کے وقت اور یہ برکہ کا امیر کسیلہ تھا اور زناتہ بھی ایسے ہی تھے یہاں تک کہ ان کے امیر وزعار بن مولات کو قید کر کے مدینے میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا اور اس کے بعد ہوارہ اور صنہاجہ اور ان کے بعد کتامہ نے مغرب و مشرق میں حکومتیں قائم کیں اور بنو عباس وغیرہ سے ان کے گھروں میں جنگیں کیں۔

فضائل انسانی: ...... اب رہا ان کا فضائل انسانی سے آراستہ ہونا اور فضائل حمیدہ میں رغبت کرنا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی فطرت میں جو کریمانہ اخلاق ودیعت کئے تھے وہ اقوام کے درمیان شرف و رفعت کا زینہ اور مخلوق سے مدح و ثنا کے حصول کا ذریعہ تھے جیسے پڑوسی کی عزت کرنا مہمان کی حفاظت کرنا عہد کا پاس رکھنا ذمہ داری کا خیال رکھنا اچھے کاموں پر ڈٹ جانا مصائب میں ثابت قدم رہنا عیب سے چشم پوشی کرنا انتقام سے بچنا مسکین پر رحم کرنا بڑوں سے نیکی کرنا اہل علم کی توقیر کرنا لوگوں کا بوجھ اٹھانا غریب پروری کرنا مہمان نوازی کرنا مصائب پر مدد کرنا بلند ہونے دینا ان باتوں میں لوگوں نے بہت کارنامے دکھائے جنہیں خلف نے سلف سے نقل کیا ہے۔ اگر کہیں وہ لکھے ہوتے تو قوموں کے لئے نمونہ ہوتے اور تیرے لئے یہی بات کافی ہے وہ ان اوصاف حمیدہ سے متصف تھے اور ان کے لیڈران کے باعث سب پر فائق تھے اور قبض و بسط کی حالت میں مخلوق ہیں۔ ان کے احکام نافذ ہو گئے۔ اور طبقہ اولیٰ میں ان کے مشاہیر بلکین بن زیری صنہاجی جو افریقہ میں عبدیوں کا عامل تھا اور محمد خزری اور اس کا بیٹا الخیر اور عروبہ بن یوسف کتامی جو عبداللہ شیعی کی دعوت کا قائم کرنے والا اور شاہ ملتونہ یوسف بن تاشفین شیخ الموحدین اور صاحب الامام المہدی عبدالمومن بن علی تھے۔

اور طبقہ ثانیہ میں ان کے عظیم آدمی جو ان کی حکومتوں کے درمیان جھنڈے کی طرف سبقت کرنے والے اور مغرب اقصیٰ اور اوسط میں اپنی حکومت کے لئے معاہدے کرنے والے یعقوب بن عبدالحق اور سلطان بن مرین اور یغمر سن بن زمان سلطان بنی عبدالواد محمد بن عبدالقوی اور زمانہ جو بنی توجین کا بڑا آدمی تھا۔

اور ثابت بن مندیل امیر مغراوہ اصل شلف اور زمار بن ابراہیم جو بنی راشد کا بیٹا تھا جو اپنے زمانے میں اپنی عزت کی بنیاد رکھنے اور اپنی قوم کو اس کے مطابق تیار کرنے کے لئے آپس میں مقابلہ کرتے تھے۔ اور وہ ان خصائل میں بڑے راسخ اور تجربہ کار تھے اور حکومت سے پہلے اور بعد ان کے واقعات مشہور ہو چکے تھے۔ اور بربریوں اور دوسرے لوگوں سے نقل کے لحاظ سے صحت و شہرت میں تواتر کی حد تک پہنچ چکے تھے۔ اور احکام شریعت کے قائم کرنے اور ان پر عمل کرنے اور دین کی مدد کرنے کے بارے میں ان سے منقول ہیں کہ انھوں نے بچوں کے لئے کتاب اللہ کے معلم تیار کئے اور فرائض کے متعلق پوچھے اور اپنے صحراؤں میں آئمہ نماز کی پیروی کی اور اپنے قبیلوں کے درمیان ایک دوسرے کو قرآن مجید پڑھایا اور فقہ کے حاملین کو اپنے قضایا میں حکم بنایا اور سمندر میں جہاد کے لئے بہترین چھاؤنی ڈالی۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جانوں کو بیچا اور دشمن سے جہاد کیا۔ یہ باتیں ان کے رسوخ ایمان اور صحت اعتقاد اور دیانت کی پختگی پر دلالت کرتی ہیں۔ اور ان کی عزت کا مدار اور ان کی حکومت و سلطنت کی طرف لیجانے والی ہیں۔

اور اس کے کام میں ان کے سرخیل یوسف بن تاشفین اور عبدالمؤمن بن علی اور ان کے بیٹے اور پھر ان کے بعد یعقوب بن عبدالحق اور اس کے بیٹے تھے۔ اور انھیں علم جہاد کے متعلق انتظام کرنے، مدارس بنانے کا انتظام کیا۔

زاویے تیار کرنے اور پڑاؤ بنانے اور سرحدوں کو بند کرنے اور خدا کی راہ میں مال و جان کے قربان کرنے اور اہل علم سے ملاقات کرنے اور اپنی مجالس میں انھیں بلند مقام دینے اور شریعت کی پیروی میں ان سے گفتگو کرنے اور احکام اور جنگوں اور انبیاء کی سیرتوں اور اولیاء کے حالات کے مطالعہ کرنے میں ان کے ارشادات کی اطاعت کرنے اور ان کو مجالس احکام کے سامنے پڑھنے اور مظلوموں کی شکایت سننے اور رعایا سے انصاف کرنے اور ظالموں کو مارنے اور اپنے گھروں کے صحن میں مسجدیں بنانے اور اپنے شدید اختلاف میں انہیں نمازوں اور تسبیحات سے آباد کرنے اور صبح و شام کتاب اللہ کی تلاوت کرنے اور مسلمانوں کی سرحدوں کو مضبوط کرنے اور فوجوں کو تیار کرنے اور بے شمار اموال کو خرچ کرنے کا بڑا خیال رہتا تھا اور یہ تمام امور اس بات کے گواہ ہیں کہ انھوں نے اپنے پیچھے بہت کارنامے چھوڑے اور ان میں فوراق کا وقوع اور مابین کا ظہور اسلئے تھا۔

کہ ان میں پاکیزہ نفس محدث اولیاء اور وہی علوم کے ممالک موجود تھے۔ اور تابعین اور ان کے بعد کے ائمہ اور کاہن جو پیدائشی طور پر اسرار غیبیہ اور خارق عادت اور عجیب و غریب باتوں کی اطلاع دیتے تھے۔

بربری اقوام کے حالات

فتح اسلامی سے قبل و بعد بنی اغلب کی حکومت:...... تاریخ افریقہ اور مغرب میں یہ بات مشہور ہے کہ بربر قوم کے قبائل حد سے متجاوز ہے اور ان کے ارتداد اور معرکوں کے واقعات میں ابن ابی الرقیق سے منقول ہے کہ جب موسیٰ بن نصیر نے سعوم کو فتح کیا۔ تو اس نے ولید بن عبدالملک کی طرف مراسلہ بھیجا کہ ہم نے آپ کے لئے ایک لاکھ آدمیوں کو اسیر بنایا ہے۔ تو ولید بن عبدالملک نے اس کی طرف جوابی مراسلہ بھیجا میرے خیال میں یہ تیرا ایک سفید جھوٹ ہے۔ اگر تو اس بات میں سچا ہے تو امت کا محشر ہے۔ یہ قوم ہمیشہ سے بلاد مغرب طرابلس تک اور ملکہ اسکندریہ تک آباد رہے ہیں۔

جو بحر روم اور بلاد سوڈان میں اس زمانے سے موجود ہے جس کا آغاز اور ماقبل کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوتا اور وہ سب مجوسی تھے۔ مغرب و مشرق کے تمام عجمیوں کا یہی حال ہے البتہ بعض اوقات وہ مغلوب ہونے کے بعد غالب آنے والی اقوام کا مذہب اختیار کر لیتے ہیں کئی مرتبہ یمن کے شاہوں نے ان لوگوں سے جنگ کی جیسا کہ بعض مورخین نے بیان کیا۔ پس وہ ان کے غلبہ سے دلبرداشتہ ہو گئے اور ان کے دین کو اختیار کر لیا۔

ابن کلبی کا بیان:...... وہ کہتے ہیں کہ حمیر نے یمنی قبائل کے ساتھ ملکر مغرب پر سو سال حکومت کی اور اسی نے افریقہ اور صقلیہ کے شہر بنائے اور انھوں نے سمندر کے باعث اس کے قریبی سبزہ زاروں میں عظیم الشان شہر بنائے جن کے آثار اس عہد تک باقی ہیں جیسے سبطلہ، جلول، مرناق، طاقہ اور زناقہ وغیرہ جنہیں بعض عرب مسلمانوں نے غالب آنے کے بعد تباہ و برباد کر دیا اور ان لوگوں نے اس زمانے میں جس چیز کی عبادت کی جاتی تھی ان کا مذہب اختیار کر لیا حالانکہ وہ عیسائی تھے اور ان سے مصالحت کی خوشی میں انھیں جزیہ ادا کیا۔ بربریوں کو الضواحی اور حمایتی شہروں میں بڑی طاقت حاصل تھی جن سے لڑائی کے بارے میں کوئی نہیں سوچتا اور نہ ہی رومی اور افریقی ان کے میدانوں میں انھیں زک پہنچا سکتے تھے۔

بعد میں اہل اسلام نے ان کے شہروں میں ان پر حملہ کیا اور روم پر غالب آ گئے وہ قسطنطنیہ کے بادشاہ ہرقل کو جزیہ ادا کیا کرتے تھے جیسے اندلس کا حکمران جو الغوط میں سے تھا اسے ٹیکس دیتے تھے۔ جب رومی ان سب اقوام پر غالب آ گئے تو انھوں نے نصرانی دین کو اختیار کر لیا۔

قبیلہ فرنجہ:...... یہ لوگ افریقہ کے حکمران تھے رومیوں کو ان کی حکمرانی میں سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوا۔ بلکہ سب کچھ افرنجی فوج کو حاصل تھی، فتوحات کے باب میں جو کچھ رومیوں کا ذکر فتح افریقہ کے متعلق مشہور ہے یہ سب مبالغہ آمیز باتیں ہیں چونکہ اہل عرب ان دنوں افرنج سے واقف نہ تھے اور یہ لوگ ملک شام میں صرف رومیوں سے لڑے ان کا خیال تھا کہ وہی نصرانیوں پر غالب ہیں اور اہل عرب سے ان واقعات کو ہو بہو اسی طرح نقل کر دیا گیا ہے پس اس طرح جو لوگ افریقہ میں تھے وہ بربریوں پر غالب تھے اور جو لوگ ان کے شہروں پر غالب تھے وہ افرنجی تھے اسی طرح بعض اوقات ان

بربریوں نے یہودیت کو اختیار کر لیا تھا اور انھوں نے اسے بنی اسرائیل سے اس وقت لیا جب ملک شام کے قریب ان کی حکومت مضبوط ہوگئی اور ان کا بادشاہ بھی انہی میں سے تھا جیسے عربوں کی پہلی فتح کے وقت اہل جبل اور اس کا قبیلہ جراثت عرب کا مقتول تھا یا جیسے نفوسہ جو افریقی بربریوں میں سے تھا۔ اور فندلادقہ، مدیونہ، بہلولہ اور غیاثہ تھے اس طرح بنو باز ار مغرب اقصیٰ کے بربریوں میں سے تھا حتیٰ کہ ادریس الا کبر انساجم نے مغرب میں باقیماندہ تمام ادیان اور ملل کو ختم کر دیا۔

پس دین اسلام سے قبل افریقہ اور مغرب میں بربر، افرنجی بادشاہوں کے ماتحت تھے اور یہ لوگ دین نصرانیت پر تھے اور یہ لوگ رومیوں کے ساتھ متفق تھے مسلمانوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ۳۹ھ میں افریقہ پر حملہ کر دیا اور اسے فتح کر لیا اور عبداللہ بن ابی طرح جو قبیلہ بنی عامر بن بن لوی میں سے تھا ان لوگوں پر غالب آ گئے تو افریقہ میں افرنجی بادشاہ جریر نے تمام رومیوں اور فرنجیوں کو جمع کیا اور مضافات سے بربریوں اور ان کے بادشاہ کو اکٹھا کیا پس اس نے ایک لاکھ بیس ہزار نفوس پر ایک لشکر تیار کیا اور اس کے ساتھ مسلمانوں پر چڑھ آئے، ان دنوں مسلمانوں کی تعداد صرف بیس ہزار نفوس پر مشتمل تھی بالآخر جنگ ہوئی تو عربوں نے انھیں ذلت آمیز شکست دی اور سبیطلہ پر قبضہ کر لیا، انکے بادشاہ گریگور کو قتل کر دیا اور سبیطلہ کو تباہ و برباد کر دیا مسلمان ان کے اموال پر قابض ہو گئے اور بادشاہ گریگور کی بیٹی اس کے قاتل عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو مال غنیمت کے طور پر ملی۔

مسلمانوں نے شکست دینے کے بعد اس سے یہ عہد کیا تھا کہ وہ اسے ضرور ملے گی پس وہ فتح کی خبر لیکر خلیفہ اور مسلمانوں کی جماعت کے پاس مدینہ پہنچا اور افریقہ کے قلعوں کی طرف گیا مسلمان غارت گری کرتے ہوئے میدانوں میں چلے گئے، مسلمانوں اور الضواحی کے بربریوں کے درمیان قتل عام اور قیدی بنانے کے واقعات رونما ہوئے یہاں تک ان کا بادشاہ وزمار بن صقلاب بھی مسلمانوں کی قید میں تھا جو قبیلہ بنی جزر کا جد اعلیٰ تھا ان دنوں وہ مخوراہ اور دوسرا زناتہ کا امیر تھا۔

مسلمانوں نے اسے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حضور پیش کیا: ...... اس نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں دین اسلام کو قبول کر لیا آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر احسان کر کے اسے آزاد کر دیا اور اسے اس کی قوم کا امیر مقرر کر دیا اور ایک قول یہ بھی مشہور ہے کہ جب وہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ اور فرنجیوں نے امان طلب کیا اور صلح کی پناہ لی انھوں نے ابن سرح کے لئے سونے کے تین سو قنطار کی پیش کش کی اس بات پر کہ وہ عربوں کو ان کے علاقوں سے لیکر کوچ کر جائے تو ابن سرح نے ایسا ہی کیا سلمان مشرق کی طرف لوٹ آئے اور اسلامی فتنوں میں ملوث ہو گئے۔

معاویہ ابن ابی سفیان کی خلافت پر اتفاق: ...... معاویہ بن خدیج السکرنی نے ۴۵ھ میں افریقہ کو فتح کرنے کے لئے مصر سے ایک بہت بڑا لشکر روانہ کیا ادھر شاہ روم نے قسطنطنیہ سے سمندر میں انھیں روکنے کے لئے ایک لشکر بھیجا مگر کوئی بات نہ بنی۔

اس طرح عربوں نے سارے اجسم میں انھیں شکست دی اور جبولا کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا بعد میں معاویہ بن خدیج مصر کی طرف واپس لوٹ آیا معاویہ بن ابی سفیان نے اس کے بعد افریقہ میں عقبہ بن نافع کو امیر مقرر کر دیا انھوں نے قیروان کی حد بندی کر دی اس طرح فرنجیوں کی حکومت میں تفرقہ پڑ گیا اور وہ قلعوں کی طرف چلے گئے اور بربری اس کے مضافات میں باقی رہ گئے۔

یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت: ...... یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں اس نے افریقہ پر ابوالمہاجر مولی کو گورنر مقرر کیا ان دنوں بربر قوم کی سرداری اور یہ بن کیسلہ بن لمزم کو حاصل تھی جو البرانس کا سردار تھا۔ اس کا حلیف سکردید بن رولی بن ماروت تھا جو اروبہ میں سے تھا اور یہ نصرانی تھا یہ دونوں فتح کے اوائل میں ہی مسلمان ہو گئے پھر ابوالمہاجر مولی کی حکمرانی کے وقت دوبارہ مرتد ہو گئے اور ان دونوں کے پاس ابرانس اکھٹے ہو گئے اور ابوالمہاجر مولی ان سے مقابلے کے لئے ان کی طرف گیا۔ مقام عیون تلمسان پر ان دونوں کی مڈ بھیڑ ہوئی بالآخر ابوالمہاجر نے انھیں شکست فاش دی اور کسیلہ کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گئے کسیلہ نے اسلام قبول کر لیا تو اسے آزاد کر دیا گیا۔

پھر ابوالمہاجر مولی کے بعد عقبہ آیا تو اس نے ابوالمہاجر کے ساتھیوں پر غصے کی وجہ سے اسے ایک طرف ہٹا دیا پھر اس نے ماغانہ اور ملیس کی

طرح افرنجہ کے قلعوں کو بھی فتح کرلیا اور بربر کے بادشاہوں نے الزاب اور تاھرت میں اس سے مقابلہ کیا پس اس نے انھیں فوج در فوج دبا کر رکھ دیا اور مغرب اقصیٰ میں داخل ہوگیا غمارہ نے اس کی اطاعت قبول کرلی ان دونوں کا امیر بلیان تھا پھر وہ ولی اور جبال درن کی طرف گیا۔

اور المصامدہ کو قتل کیا، دوران جنگ انھوں نے جبال درن میں اس کا محاصرہ کرلیا اور زناتہ کی فوجیں ان کے مقابلے پر گئیں۔ جو مغراوۃ کے قبول اسلام کے وقت خالص اسلامی فوجیں تھیں۔

پس انھوں نے عقبہ سے مصامدہ کو ہٹادیا۔ اوران کے شہروں پر قبضہ کر کے خوب خونریزی کی اور انھیں اسلام کی اطاعت اختیار کرنے پر مجبور کردیا پھر وہ لشامی صنہاجہ سے لڑنے کے لئے بلادسوس کے ورے مسوفہ سے لڑا ان کا انتظام کر کے واپس لوٹ آیا اس دوران کسیلہ مع اپنے لشکروں کے اس کی قید میں تھا۔ بلادسوس سے لوٹ کر اس نے اپنی فوجوں کو قیروان کی طرف روانہ کردیا اور خود تھوڑی سی فوج کے ساتھ اپنے مستقر میں ٹھہرا رہا۔

اس نے کیسلہ اور اس کی قوم کے ساتھ مراسلت کی تو انھوں نے گواہ بھیجے۔ اس نے موقع کو غنیمت جان کر اسے اس کے ساتھیوں سمیت قتل کردیا اور کیسلہ پانچ سال تک افریقہ کا بادشاہ بنا رہا، وہ قیروان میں اترا اور صاحب اولاد اور بوجھ والے لوگ عربوں سے باقی رہ گئے تھے انھیں امان دیدی اور بربریوں پر اس کی بادشاہی گراں گذری۔

عبدالملک کا دورِحکومت:......عبدالملک کے دورحکومت میں قیس بن زہیر عقبہ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے ۶۷ھ میں جنگ کرنے کے لئے آیا کیسلہ نے ان کے مقابلے کے لئے باقیماندہ بربریوں کو اکٹھا کیا اور قیروان کے نواح میں دونوں لشکروں کی مڈبھیڑ ہوئی اور فریقین کے درمیان گھمسان کی جنگ ہوئی بالآخر بربری شکست کھا گئے اور کسیلہ اور اس کے بے شمار لوگ بھی اس کے ساتھ مقتول ہوئے، عربوں نے ممفہ اور ملویہ تک ان کا تعاقب کیا اس جنگ میں بربریوں کے سوار اور جوان قتل ہوئے اور ان کی شان وشوکت خاک میں مل گئی اور فرنجہ کی حکومت کمزور پڑ گئی بربری زہیر اور عربوں سے سخت خائف تھے انھوں نے قلعوں میں جا کر پناہ لی۔ زہیر انھیں دھونس دھمکا کر مشرق کی طرف لوٹ آیا اور برقہ میں شہید ہوگیا۔

افریقہ میں انتشار کی آگ بھڑک اٹھی اور بربریوں میں افتراق پیدا ہوگیا اور ان کی حکومت سرداروں میں بٹ گئی ان دنوں سب سے عظیم الشان حامل کاہنہ دھیا بنت مانیہ بن شفیان تھی جو جبل کی ملکہ تھی اور اس کی قوم جراوۃ تھی جو البتر کے بادشاہ اور لیڈر تھے۔ عبدالملک نے اپنے عامل مصر حسان بن نعمان غسانی کو بھیجا اور اسے افریقہ میں جا کر جہاد کرنے کا حکم دیا، اور اس کی مدد کے لئے ایک لشکر بھی عامل مصر کے ساتھ روانہ کیا وہ ۷۹ھ میں اپنے لشکروں کے ساتھ افریقہ پہنچا اور قیروان میں داخل ہوگیا اور قرطاجنہ سے جنگ کر کے اسے بزور قوت فتح کرلیا اس میں جو افرنجی باقی رہ گئے تھے وہ صقلیہ اور اندلس کی طرف چلے گئے۔ پھر اس نے بربریوں کے بادشاہ کے متعلق لوگوں سے دریافت کیا تو لوگوں نے اسے کاہنہ اور اس کی قوم جراوہ کے متعلق بتایا تو اس نے ان کی طرف کوچ کیا اور وادی سکیانہ میں اترا۔

بربری بھی اس کے مقابلے کے لئے آئے دونوں لشکروں میں ایک زبردست جنگ ہوئی بالآخر مسلمانوں کو شکست ہوئی بہت سے لوگ مقتول ہوئے خالد بن یزید قیس اسیر ہوگئے۔ کاہنہ اور بربری مسلسل حسان اور عربوں کے تعاقب میں لگے رہے یہاں تک کہ انھوں نے عربوں کو قابس کی طرف سے بے دخل کردیا اور حسان طرابلس کی عملداری میں آ گیا تو اسے قیام کے متعلق عبدالملک کا مراسلہ ملا تو اس نے وہاں اقامت اختیار کرلی اپنا الگ عالی شان محل تعمیر کرایا اور اس عہد سے واقفیت حاصل کرلی۔

پھر کاہنہ اپنی جگہ پر واپس لوٹ آئی اور اپنے اسیر خالد سے عہد کیا کہ وہ اس کی بیٹی کے ساتھ دودھ پیئے، وہ افریقہ اور بربر میں پانچ سال تک حکمران رہی، عبدالملک نے حسان کو مدد کے لئے بھیجا تو وہ ۷۴ھ میں افریقہ واپس آیا اس دوران کاہنہ نے تمام شہروں اور جاگیروں کو تباہ و برباد کردیا۔ اور طرابلس سے طنجہ تک متصل بستیوں میں صرف ایک ہی جائے پناہ تھی۔

بربریوں کو یہ بات بہت ہی گراں گذری تو اس نے حسان سے امان طلب کیا حسان نے انھیں امان دیدی اور اس نے ان میں تفرقہ پیدا کرنے کی راہ پائی وہ ان کے مقابلے میں گیا اور وہ بربریوں کی ایک فوج میں تھی۔ پس بربریوں نے شکست کھائی اور کاہنہ جبل اور اس کے ایک غیر معروف مقام پر قتل ہوگئی بربریوں نے اسلام اور اطاعت پر امان طلب کرلی اور اس بات پر کہ ان میں سے بارہ ہزار مجاہدین اس کے ساتھ ہونگے انھوں نے یہ

بات قبول کر لی اور اسلام لے آئے۔اس نے کاہنہ کے بڑے بیٹے کو اس کی قوم جراوہ اور جبل کا سردار بنادیا تو انھوں نے کہا کہ ہم نے ان کی اطاعت اختیار کی ہے اور اس کے پاس جاکر اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

حسان کی قیروان واپسی:......اس کے بعد حسان قیروان کی طرف لوٹ آیا اور ایک رجسڑ لکھا۔اور بربریوں سے خراج پر صلح کی۔افریقی عجمیوں، برابر اوابرانس میں سے جو لوگ نصرانیت پر قائم رہے ان پر خراج عائد کیا۔افریقہ اور مغرب کے درمیان اختلافات رونما ہوئے اور اکثر شہر خالی ہو گئے۔

موسیٰ بن نصیر کی قیروان آمد:......موسیٰ بن نصیر افریقہ کا حکمران قیروان کی طرف آیا اس نے ان کے اختلاف کو دیکھ کر ایک تدبیر اختیار کیا وہ دور کے عجمیوں کو قریب کے عجمیوں کی طرف لایا اور بربریوں میں خونریزی کی اور مغرب پر غالب آ گئے اور بربریوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اس نے طنجہ پر طارق بن زیاد کو حاکم بنایا اور اس کے ساتھ ستائیس ہزار عرب اور بارہ ہزار بربری اتار دیئے اور طارق بن زیاد کو حکم دیا کہ وہ بربریوں کو قرآن اور فقہ کی تعلیم دیں پھر بقیہ بربریوں نے ۱۰۱ھ میں اسماعیل بن عبداللہ بن ابی المہاجر کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔

ابو محمد بن ابی زید کا بیان:......ابو محمد کہتے ہیں کہ بربریوں نے طرابلس سے طنجہ تک بارہ دفعہ ارتداد اختیار کیا تھا جب طارق بن زیاد اور موسیٰ بن نصیر مغرب پر غالب آنے کے بعد اندلس کی طرف گئے تو بربریوں کا اسلام مضبوط ہوا اس سے پہلے ان کا دین اسلام قبول کرنا گویا کہ ایک مذاق تھا۔طارق بن زیاد کے ساتھ بربریوں کے بہت سے جوان بھی اندلس کی طرف گئے تھے اس نے انھیں جہاد کا حکم دیا یہ لوگ فتح تک اس کے ساتھ رہے اس وقت مغرب میں دین اسلام بہت مضبوط ہو چکا تھا اور بربریوں نے بھی دین اسلام کے احکامات کو اس وقت دل وجان سے قبول کر لیا تھا ان لوگوں میں جو ارتداد ایک عام عادت بن چکی تھی وہ اسے بھی بھول گئے حتیٰ کہ ان میں دین اسلام کی باتیں راسخ ہو گئیں۔

پھر ان لوگوں نے خارجیت کو اختیار کر لیا بربریوں نے اسے ان عربوں سے سیکھا جنہوں نے نقل مکانی کی تھی عربوں نے خارجیت کے بارے میں عراق میں سنا تھا بعد میں خارجیوں کے کئی فرقے بن گئے اباضیہ اور صفریہ کے کئی طریق بن گئے اور یہ بدعت بہت ہی قلیل عرصے میں پھیل گئی عرب کے منافق سرداروں نے اسے بہت مضبوط کیا اور اس طرح یہ فتنہ بربریوں میں بھی عام ہو گیا۔

جو بعد میں حکومت کے خلاف حملہ کرنے کا ذریعہ بن گیا پس وہ ہر جانب نکل گئے اور بربر کے خارجی لوگوں کو اپنے مخلوط قائد کی طرف دعوت دینے لگے اور لوگوں کے سامنے خارجیت کا پرچار کرنے لگے اور باطل کو حق کے ساتھ خلط ملط کر دیا یہاں تک کہ ان کے بوئے ہوئے پودوں کی جڑیں مضبوط ہو گئی بعدہ بربریوں نے عربوں پر حملہ کر دیا اور یزید بن مسلم کے ساتھ بعض ناچاقیوں کی وجہ سے ۱۰۲ھ میں انھیں قتل کر دیا۔

عبداللہ بن حجاب کی ولایت میں بغاوت:......بربریوں نے ھشام بن عبدالملک کے دور حکومت میں عبداللہ بن حجاب کی ولایت میں بغاوت کر دی کیونکہ عبداللہ بن حجاب کی فوجیوں نے بلادسوس کو پامال کیا تھا اور بربریوں میں خونریزی کی تھی اور لوگوں کو قیدی بنا کر خوب مال غنیمت حاصل کیا تھا اور مسوفہ تک فتح کرتا ہوا چلا گیا عبداللہ بن حجاب کے فوجیوں نے بربریوں کا قتل عام کیا اور بہت سوں کو قیدی بنالیا اس طرح بربریوں پر ان کا رعب جم گیا۔

بعد میں بربری دلبرداشتہ ہو کر عبداللہ بن حجاب کے خلاف بغاوت کر دی اور میسرۃ المطغری نے طنجہ عمرو بن عبداللہ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور عربوں کے غلام عبداللہ علی بن خریج افریقی کی بیعت کر لی جو اصل میں رومی تھا اور صغری خوارج کا لیڈر تھا اور عرصہ دراز تک وہ ان کے امور کا ذمہ دار رہا۔میسرہ نے اپنے خارجی صفری مذہب کی طرف دعوت دیتے ہوئے خود اپنی خلافت کی بیعت کی پھر اس کا کردار خراب ہو گیا تو بربریوں کو اس کے افعال پر غصہ ہوا تو انھوں نے اسے قتل کر دیا اور خالد بن حمید زناتی کو اپنا امیر بنالیا۔

ابن عبدالحکیم کا بیان:......ابن عبدالحکیم کہتے ہیں کہ خالد بن حمید زناتی قبیلہ ہتورہ میں سے تھا جو دراصل زناتہ کی ایک شاخ تھی پس اس نے عربوں کی طرف جنگ کرنے کے لئے فوج بھیجی ادھر عبداللہ بن حجاب نے بھی ان سے مقابلہ کے لئے لشکر بھیجا ان کے ساتھ خالد بن ابی حبیب بھی تھا، وادی شلف میں دونوں لشکروں کی مڈبھیڑ ہوئی بالآخر عربوں کو شکست ہوئی خالد بن ابی حبیب اور ان کے ساتھی قتل ہو گئے اس جنگ کو اسراب کہا جاتا ہے اور

شہر میں بغاوت پھیل گئی جس کی وجہ سے لوگوں کے معاملات خراب ہو گئے۔

عبداللہ بن حجاب کی معزولی: ...... ہشام بن عبدالملک کو جب اس بارے میں اطلاع ملی تو اس نے عبداللہ بن حجاب کو معزول کر دیا اور کلثوم بن عیاض قشری کو ۱۲۳ھ میں حاکم بنا کر بھیجا اس کے ساتھ بارہ ہزار شامیوں کا لشکر بھی روانہ کیا ساتھ ہی مصر، برقہ اور طرابلس کی سرحدوں کو کلثوم بن عیاض قشری کی مدد کے لئے ایک رقعہ لکھ کر روانہ کر دیا۔

پس یہ لوگ افریقہ اور مغرب کی طرف گئے یہاں تک کہ وادی طنجہ میں پہنچ گئے جو سبسر کی ایک وادی ہے خالد بن حمید زناتی اپنے ساتھ لاتعداد بربریوں کو لیکر کلثوم بن عیاض کے مقابلے میں نکلا اور بربریوں نے کلثوم بن عیاض کے ہراول فوج کو شکست دینے کے بعد اس سے مڈبھیڑ کی اس طرح فریقین کے درمیان ایک خونریز جنگ ہوئی اور کلثوم بن عیاض قشیری قتل کر دیا گیا۔ ان کے قتل کی خبر سن کر اس کی فوج آگ بگولہ ہوگئی اور شامی فلج بن بشر قشیری کے ساتھ اندلس کی طرف چلے گئے اور مصری اور افریقی قیروان کی طرف کوچ کر گئے، ہشام بن عبدالملک کو جب یہ اطلاع ملی تو اس نے حنظلہ بن سفیان کلبی کو بھیجا اور وہ ۱۲۴ھ میں قیروان آیا۔

ھوارہ ان دنوں حکومت کے باغی تھے اور عکاشہ بن ایوب اور عبدالواحد بن یزید اپنی اپنی قوم کے لیڈر تھے۔ ھوارہ اور اس کے بربری پیروکاروں نے حنظلہ بن سفیان کے لشکر پر حملہ کر دیا حنظلہ نے انھیں ایک عبرتناک شکست دی اور ایک سخت جنگ کے بعد قیروان پر غلبہ حاصل کر لیا حنظلہ بن سفیان نے عبدالواحد بن یزید کو قتل کر دیا اور عکاشہ بن ایوب کو قیدی بنالیا اس دوران مقتول ہونے والوں کو جب شمار کیا گیا تو ان کی تعداد ایک لاکھ اسی ہزار تھی حنظلہ نے یہ سارے حالات ہشام بن عبدالملک کے پاس لکھ کر بھیجے۔ لیث بن سعد نے یہ حالات سنے تو فرمایا مجھے غزوہ بدر کے بعد کسی جنگ میں شامل ہونا پسند نہیں ہے مگر مجھے غزوہ قیروان اور احسام بہت زیادہ محبوب ہے ان حالات کے بعد مشرق میں خلافت کمزور پڑ گئی اور بنوامیہ کے فتنے اور مروان کے ساتھ شعیہ اور خوارج کے واقعات کی وجہ سے اس کی حکومت تباہ ہوگئی اور نوبت بایں جا رسید کہ حکومت بنوامیہ سے نکل کر بنوعباس کے ہاتھ میں چلی گئی اور پھر عبدالرحمٰن بن حبیب نے اندلس سے آکر افریقہ پر قبضہ کر لیا۔

۱۲۶ھ میں حنظلہ بن سفیان نے اس پر غلبہ حاصل کر لیا اور نصف افریقہ مسلمانوں کے پاس واپس آگیا اس دوران بربریوں کی بیماری بڑھی اور خارجیوں کا معاملہ بھی پیچیدہ ہو گیا تو خارجیوں نے مختلف اطراف سے بغاوت کر دی اور تمام داعیان بدعت کے ساتھ حکومت پر حملہ کر دیا ان کا امیر ثابت بن وریدون مع اپنے لشکروں کے باجہ پر غالب آگئے، عبدالجبار اور حرث ہواری نے ملکر طرابلس پر حملہ کر دیا یہ دونوں اباضیہ کی رائے رکھتے تھے۔

طرابلس کے عامل بکر ابن عیسیٰ قیسی جب انھیں صلح دینے کے لئے آیا تو انھوں نے اسے قتل کر دیا ایک طویل مدت تک قتل و غارت گیری چلتی رہی اسماعیل بن زیاد ی نے بربریوں کے قتل میں بڑا جوش دکھایا اور ان میں خوب خونریزی کی بعد میں اسماعیل بن زیاد نے ۱۳۵ھ میں تلمسان پر چڑھائی کی اور اس کو فتح کر لیا اور مغرب پر یلغار کر کے وہاں کے تمام بربریوں کو ذلیل و خوار کیا۔

ورجومہ اور قبائل نفزادہ کا فتنہ: ...... ۱۴۰ھ میں عبدالرحمٰن بن حبیب ابوجعفر کی اطاعت سے منحرف ہو گیا تو اسے اس کے دو بھائیوں الیاس اور عبدالوارث نے قتل کر دیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا حبیب بن عبدالرحمٰن حکمران بنا تو اس نے اپنے باپ کے قصاص کا مطالبہ کیا تو قصاص میں الیاس قتل کر دیا گیا اور عبدالوارث ورجومہ کے ساتھ جا ملا ور جومہ کے امیر عاصم بن جمیل نے اسے پناہ دیدی۔

دلہاصہ کے امیر یزید بن سکوم نے بھی اس سلسلے میں اس کی پیروی کی، عاصم بن جمیل نے قیروان پر حملہ کر دیا تو حبیب بن قابس کو تو عاصم نے نفزادہ میں اس کا تعاقب کیا۔ اس وقت عبدالملک بن ابوالحید ۃ جو قیروان میں موجود تھے۔ عاصم نے اسے قتل کر دیا اس کے بعد عاصم بن جمیل ورجومہ قیروان اور باقی افریقہ پر قابض ہو گئے اور وہاں پر مقیم تمام قریشیوں کو قتل کر دیا اور اپنے چوپایوں کو جامع مسجد میں باندھا اس طرح اہل قیروان بہت ہی سخت آزمائش میں مبتلا ہو گئے، طرابلس کے اباضی بربریوں نے ورجومہ اور نفزاوہ کے اس فعل کو بہت ہی برا سمجھا پس وہ اکٹھے ہو کر ابوالخطاب کے پاس گئے اور ورجومہ اور نفزادہ کے خلاف خروج کیا ان کے ساتھ زناتہ اور حوارہ کے باقیماندہ بربری بھی شامل ہو گئے ابوالخطاب نے ان کو ساتھ لیکر قیروان پر چڑھائی کر دی عبدالملک بن ابوالجبد ۃ اور باقیماندہ ورجومہ اور نفزادہ کو قتل کر دیا۔ اور ۱۴۱ھ میں وہ قیروان پر قابض ہو گیا۔ اس نے عبدالرحمٰن بن سین کو

قیروان کا حاکم بنادیا جو قادسیہ میں ایرانیوں کا امیر تھا۔

ابوالخطاب طرابلس کی طرف گیا اور مغرب جنگ سے شعلہ بداماں ہوگیا، ۱۴۲ھ میں مکناسہ میں سے صفریہ مغرب کی جانب اکٹھے ہوئے اور انھوں نے عیسیٰ بن یزید اسود کو اپنا امیر بنایا اور سجلماسہ شہر کو اپنا اڈہ بنایا۔

افریقہ کا نیا والی محمد بن اشعث: ...... ابوجعفر منصور کی طرف سے محمد بن اشعث افریقہ کا والی بن کر آیا تو ابوالخطاب اس کے مقابلے کے لئے آیا اور مقام سرت میں اس سے جنگ کی بالآخر ابوالخطاب نے محمد بن اشعث کو شکست دی اور بلادریفا میں بربریوں کا قتل عام کیا

عبدالرحمن بن رستم قیروان سے مغرب الاوسط میں تاھرت کی طرف فرار ہوگیا تو لمایہ، لواتہ، رجالہ اور نفزادہ کے اباضی بربریوں کے کئی گروہ اس کے جھنڈے تلے جمع ہوگئے انھوں نے ۱۴۴ھ میں اس شہر کی حد بندی کردی، محمد بن اشعث نے افریقہ پر کنٹرول حاصل کردیا تو بربری اس سے خوف زدہ ہوگئے۔ قبیلہ زناتہ میں سے بنو یفرن اور بربریوں میں سے مغیلہ تلمسان کے نواح میں منتقل ہوگئے انھوں نے بنو یفرن کے ابوقرہ نامی ایک شخص کو اپنا لیڈر منتخب کرلیا۔ ۱۴۸ھ میں اس کی خلافت پر بیعت کرلی گئی۔

طنجہ کے عامل اغلب بن سود تمیمی نے ان سے جنگ کرنے کے لئے ان کی طرف کوچ کیا جب ان کے قریب پہنچا تو ابوقرہ بھاگ گیا تو اغلب بن سود تمیمی مقام الزاب میں اتر گیا۔ پھر اس نے تلمسان پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن اس کی فوج واپس آگئی تو وہ بھی واپس آگیا۔

عمرو بن حفص کے زمانے میں بربریوں کی بغاوت: ...... بربریوں نے عمرو بن حفص کے زمانے میں بغاوت کردی، ۱۵۱ھ میں بربریوں نے ابوحاتم یعقوب بن حبیب بن مرین بن یسطوفت کو اپنا امیر مقرر کیا اور بارہ ہزار فوجوں کے ساتھ طنجہ پر حملہ کر کے عمرو بن حفص کو ہلاکر رکھ دیا کچھ عرصہ کے بعد ابوقرہ چالیس ہزار صفریہ اور عبدالرحمن بن رستم بارہ ہزار اباضیہ اس طرح مسور بن حانی دس ہزار جوانوں اور جویر بن مسعود اپنے مدیونی پیرو کاروں اور عبدالملک بن سکر دید صنہاجی دو ہزار جوانوں کے ساتھ عمرو بن حفص کے مقابلے پر آئے اور ان کا سخت محاصرہ کرلیا تو اس نے مخالفت کی ایک چال چلی اور اپنے بیٹے کو چار ہزار جوان دیئے جو الگ ہو کر طنجہ سے چلے گئے پھر اس نے عبدالرحمن بن رستم کی طرف ایک فوج بھیجی۔ عمرو بن حفص کی فوج نے ابن رستم کو شکست دی ابن رستم شکست کھا کر تاھرت میں داخل ہوگیا اس کے بعد عمرو بن حفص ابوحاتم اور اس کے بربری اباضی ساتھیوں پر حملہ کردیا تو وہ عمرو بن حفص کے مقابلے کے لئے چلے آئے ابن حفص انھیں ہانک کر قیروان کی طرف لے گیا اور ابوحاتم اور اس کے بربری ساتھیوں سے ایک سخت جنگ ہوئی لیکن عمرو بن حفص کو اس جنگ میں شکست ہوئی عمرو بن حفص قیروان سے واپس آگیا مگر بربریوں نے ان کا محاصرہ کرلیا اس وقت بربریوں کی تعداد تریپن ہزار تھی جن میں تقریباً ۳۵ ہزار سوار تھے وہ سب اباضی بربری تھے محاصرہ بہت ہی طویل ہوگیا بالآخر ۱۵۴ھ میں عمرو بن حفص قتل کردیا گیا اس کے بعد اہل قیروان نے ابوحاتم کی من مانی شرائط پر اس سے صلح کرلی اس کے بعد ابوحاتم قیروان سے کوچ کر گیا۔

افریقہ کا نیا والی یزید بن قبیصہ بن مہلب: ...... ۱۵۴ھ کے اواخر میں یزید بن قبیصہ افریقہ کا والی بن آیا تو کچھ اندرونی خلفشار کی وجہ سے ابوحاتم عمر بن عثمان فہری ان کے مخالف ہوگیا اور وہ یزید بن قبیصہ کے خلاف صف آراء ہوگئے پس طرابلس میں یزید بن قبیصہ اور ابوحاتم عمر بن عثمان کے لشکر کے مدمقابل ہوئے اس جنگ میں بربریوں کو شکست ہوئی اور ان کا سربراہ ابوحاتم قتل کردیا گیا۔ تو عبدالرحمن بن حبیب بن عبدالرحمن جو ابوحاتم کے اصحاب میں سے تھا وہ بھاگ کر کتامہ چلا گیا۔ یزید قبیصہ نے مخارق بن غفار الطائی کو اس کے تعاقب میں بھیجا تو اس نے تقریباً آٹھ ماہ تک ان کا محاصرہ کئے رکھا بالآخر بربریوں نے اس کے آگے ہتھیار ڈال دیئے، اس نے بربریوں کو قتل کردیا کچھ بربری بھاگ کھڑے ہوئے یزید بن قبیصہ کے افریقہ آنے کے بعد یہاں کے حالات پرسکون ہوگئے اس کے بعد تین سال تک قیروان کے حالات درست رہے۔

قبیلہ ورنجومہ کی بغاوت: ...... ۱۵۷ھ میں قبیلہ ورنجومہ نے یزید بن قبیصہ کے خلاف بغاوت کا علم بلند کیا اور انھوں نے ابوذرجونہ کو اپنا امیر بنالیا پس یزید بن قبیصہ ابن محراۃ مجصلی کے قبیلے کو لیکر ان کی طرف نکلا لیکن بربریوں نے انھیں شکست دی تو یزید کے بیٹے مہلب نے اس سے اجازت طلب کی مہلب ان دنوں ورنجومہ پر حملہ کرنے والی فوج کا سالار تھا یزید بن قبیصہ نے اپنے بیٹے کو اجازت دیدی اور علاء بن مروان مجلسی کو مہلب بن

یزید کی مدد کے لئے اس کے ساتھ روانہ کیا مہلب بن یزید نے ان پر حملہ کردیا اور انہیں بری طرح قتل کیا۔

قبیلہ نفزادہ کی بغاوت:...... ۱۶۱ھ میں نفزادہ نے یزید بن قبیصہ کے وفات کے بعد اس کے بیٹے کی سلطنت میں بغاوت کردی اور صالح نصیر سفری کو اپنا امیر بنا کر اباضیہ کے تطریہ کی طرف لوگوں کو دعوت دینے لگے داؤد بن یزید نے اپنے چچا زاد بھائی سلیمان بن الصحہ کو دس ہزار کا شکر دیکر نفزادہ کے افکار کی روک تام کے لئے بھیجا نفزادہ سلیمان بن الصحہ کے مقابلے کے لئے ڈٹ گئے فریقین کے درمیان ایک زبردست جنگ ہوئی سلیمان بن الصحہ نے انھیں شکست دی اور بربریوں کا قتل عام کیا صالح بن نصیر وہاں سے اپنا بچا کچھا لشکر لیکر مقام شغنباریہ میں جمع ہو گئے سلیمان بن الصحہ نے ان کا تعاقب کر کے انھیں دوبارہ شکست دی اور قیروان کی طرف واپس آ گیا۔ پس افریقہ کے بربری خارجیوں کی ہوا تھم گئی اور ان کی بدعات میں ضعف پیدا ہو گیا۔

حاکم تاھرت اور حاکم قیروان میں مصالحت:...... ۱۷۱ھ میں حاکم تاھرت عبدالرحمٰن بن رستم نے حاکم قیروان روح بن حاتم بن قبیصہ بن مہلب کے ساتھ مصالحت پر آمادہ ہو گیا تو روح بن حاتم نے اس کے ساتھ صلح کر لی اس طرح بربریوں کا زور ٹوٹ گیا اور وہ غالب آنے والے حکمرانوں کے مطیع ہو گئے اور دین کی اطاعت کرنے لگے اور قیروان میں دین اسلام کا قدم مضبوط ہو گیا تو حکومت نے بربریوں پر ٹیکس لگا دیا۔

خلیفہ ہارون رشید سے قبل ۱۷۵ھ میں ابراہیم بن تغلب تمیمی نے افریقہ اور مغرب کی حکومت سنبھالی۔ اس نے اپنے دور حکومت میں لوگوں سے حسن سلوک کیا اور بگاڑ کی اصلاح کی اور اتحاد پیدا کیئے تمام لوگ اس سے راضی ہو گئے اور بغیر کسی تنازعہ کے آزادانہ حکومت کرتا رہا اس کے بیٹے خلف سے سلف تک اس حکومت کے وارث ہو گئے۔

کتامہ:......کتامہ نے لوگوں کو رافضیت کی دعوت دی اور اغلب کے خلاف خروج کیا ان دنوں عبیداللہ مہدی کا داعی بن کر کھڑا ہوا یہ افریقہ میں عربوں کی آخری دور حکومت میں وقوع پذیر ہوا تھا عربوں کے بعد کتامہ نے وہاں اپنی مستقل حکومت قائم کر لی کتامہ کے بعد مغرب کے بربریوں نے اپنی حکومت قائم کر لی اور مغرب افریقہ میں عرب کی حکومت عنقاء ہو گئی بربریوں نے لوگوں کو مستقل طور پر اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی۔

تبری بربر اور ان کے قبائل کے حالات:...... تبری بربریوں کا جدِ اعلیٰ مادغیس الابتر تھا اور زحیک اس کا بیٹا تھا اور اسی سے تبری بربریوں کی شاخیں نکلی ہیں بربریوں کے مورخین اس کے چار بیٹوں کا ذکر کرتے ہیں نفوس، اداس، ضرا اور لوا، پس اداس ہوارہ میں چلا گیا، کہا جاتا ہے زحیک نے اپنے بیٹے اداس کو دودھ چھڑانے سے قبل اس کی ماں کے پاس ہوارہ میں چھوڑ آیا تو وہ اپنی ماں کی طرف ہو گیا اس کی ماں چونکہ ہواری تھی اسلئے اداس کی نسبت بھی ہوارہ کی طرف ہونے لگی اس طرح بطون اداس ہوارہ میں شامل ہو گئے، ہم ضرا اور لوا کا ایک ایک کر کے ذکر کریں گے نفوس کا ایک ہی بطن ہے جسکی طرف قبیلہ نفوسہ منسوب ہے یہ بربریوں کے وسیع ترین قبائل میں سے ایک ہے جس میں بنی زمور، بنی مکسور اور ماطوسہ کی طرف بہت سے قبائل ہیں ان میں سے اکثریت کا وطن جہات طرابلس اور اس کے قرب وجوار میں ہے وہاں ایک پہاڑ بھی ان کے نام سے منسوب ہے یہ پہاڑ طرابلس کی جانب سے تین دن کی مسافت پر ہے آج بھی قبیلہ نفوسہ کے بقیہ لوگ وہیں آباد ہے فتح سے قبل صبر شہر بھی ان کے وطن میں شامل تھا۔

قبیلہ نفوسہ کے جوانوں میں سے ایک اسماعیل بن زیاد بھی تھا جس نے عباسی خلافت کے شروع میں ۱۳۲ھ میں قابس پر غلبہ حاصل کیا اور ان میں سے اس عہد تک متفرق جماعتیں مصر اور مغرب کے مضافات میں پھیلی ہوئی ہیں۔

قبائل نفزادہ کے بطون اور ان کے گردش احوال کا بیان:...... نفزادہ نطوفت بن نفزادہ بن لوالا کبر بن زحیک کے بیٹے ہیں ان کے بطون میں غساسہ، فرنسہ، زحیلہ، سومانہ، زاتیمہ، ولہاصہ، مجرہ اور درسیف وغیرہ ہیں ان کے بطون میں سے ایک مکلاتہ تھا اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ یمنی عربوں میں سے تھا جو صغر سنی میں تو طفت کے پاس آیا تو اس نے اسے متبنیٰ بنالیا اور یہ بربریوں میں سے نہیں تھا مکلاتہ کے بہت سے بطون ہیں ان میں سے چند یہ ہیں بنی وریاغل، کزنانہ، بنی یعلتن، بنی دیمان، رطوق اور بنی برزناسن قابل ذکر ہیں۔

بربری نسابوں جیسے سابق مطماطی وغیرہ کے نزدیک بنی غساسہ بھی انہی میں سے ہیں اور ولہاصہ کے بطون سے ورتدین بن داحیہ بن ولاصہ اور

ورفجومہ بن غیرنماس بن ولہاصہ ہیں اور ورفجومہ کے بطون سے زکولہ، رجالہ، لذکاک بن ورفجوم وغیرہ ہیں نفزادہ کے بطون سے ورفجومہ خوبصورت سخت جنگجو اور صاحب قوت ہیں۔

جب عبدالرحمٰن بن حبیب نے ابوجعفر منصور کی اطاعت سے انحراف کیا تو اس کے دو بھائیوں الیاس اور عبدالوارث نے اسے قتل کر دیا عبدالرحمٰن کے بیٹے نے ان دونوں سے اپنے باپ عبدالرحمٰن کے قصاص کا مطالبہ کیا تو عبدالوارث بھاگ کر ورفجومہ کے پاس چلا گیا اور ورفجومہ کے عامل عاصم بن جمیل کے مہمان بنا اور وہ عاصم کے پناہ میں رہ کر لوگوں کو ابوجعفر منصور کی طرف دعوت دینے لگا اور نفزادہ کے پاس جمع ہو گئے نفزادہ کے جوانوں میں عبدالملک بن ابی الجعد اور یزید بن سکوم بھی تھا جو اباضی خارجی تھا انہوں نے ۱۴۰ھ میں قیروان پر حملہ کر دیا تو حبیب بن عبدالرحمٰن وہاں سے فرار ہو گیا بعد میں عبدالملک بن ابی الجعد نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا اور قیروان پر غالب آ گئے انہوں وہاں اقامت پذیر قریشیوں کو قتل کر دیا اور مسجدوں کو اپنے گھوڑوں کا اصطبل بنالیا جب ان کی بدعتیں حد سے زیادہ ہو گئی تو طرابلس کے اباضی بربریوں نے ان کے افعال کو بہت ہی برا گردانا، ہوارہ اور زناتہ نے اس میں بڑا کردار ادا کیا۔

اباضی بربری عرب کے ایک نوجوان خطاب بن سمح کے پاس جمع ہو گئے اور طرابلس پر ہلہ بول دیا یہاں تک کہ ۱۴۱ھ میں وہ قیروان پر بھی غالب آ گئے اور عبدالملک بن ابی الجعد کو پکڑ کر قتل کر دیا اور اس کی قوم نفزادہ اور وربجومہ میں بڑے پیمانے میں خونریزی کی۔

قیروان کا عامل:......جب ابوالخطاب نے عبدالرحمان بن رستم کو قیروان کا عامل مقرر کیا تو یہ لوگ طرابلس میں واپس آ گئے ان دونوں مغرب جنگ سے بھڑک اٹھا تھا اور وربجومہ کا فتنہ مزید بڑھ گیا تھا یہاں تک کہ ۱۴۶ھ میں محمد بن اشعث ابوجعفر منصور کی طرف سے عامل بن کر آیا اس نے بربریوں کا قتل عام کیا اور وربجومہ کے فتنے کی آگ کو ٹھنڈا کیا جیسا کہ پیچھے بیان گزر چکا ہے۔

عمرو بن حفص کی وفات:......عمرو بن حفص نے ۱۵۱ھ میں طنبہ شہر کی حد بندی کر دی اور ورفجومہ کو آباد کیا اسلئے کہ وہاں اس کے پیروکاروں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ عمرو بن حفص کی وفات کے بعد ۱۵۷ھ میں یزید بن حاتم افریقہ آیا تو انہوں نے اس کے خلاف خروج کیا اور ورجونہ کو اپنا لیڈر بنایا یزید بن حاتم نے اپنے بیٹے کو ایک لشکر دیکر ان کی طرف بھیجا تو انہوں نے بنی وربجومہ میں خوب خونریزی کی۔

بنی نفزادہ نے یزید بن حاتم کے خلاف بغاوت کی اور لوگوں کو اباضی دین کی طرف دعوت دینے لگے انہوں نے صالح بن نصیر کو اپنا امیر بنالیا تو ابن یزید اور ان کے درمیان ایک جنگ ہوئی بالآخر ابن یزید نے انہیں بری طرح قتل کر دیا ان دنوں افریقہ میں خوارج کا رعب اور بربروں کا خوف جاتا رہا اور بنو وربجومہ میں تفرقہ پیدا ہو گیا ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور وہ مختلف قبائل میں بٹ گئے۔

رجالہ ان میں ایک وسیع بطن تھا اندلس میں بنوامیہ کا ایک جوان الرجالی تھا جو قرطبہ کا ایک کاتب تھا اس زمانے میں مرجامہ میں ان کے کچھ فرقے باقی تھے مرجامہ میں ایک بستی ان کی طرف منسوب ہے۔

بنو وربجومہ میں باقیماندہ ولہاصہ وغیرہ اس عہد میں متفرق گروہ بن چکے تھے یہ لوگ ساحل تلمسان کا مشہور ترین قبیلہ تھا جو قومیہ میں شامل ہیں نسب خلط کے اعتبار سے ان میں شمار ہوتے ہیں آٹھویں صدی کے وسط میں ان میں سے عبدالملک نے ایک مستقل ریاست قائم کر لی اور بنو عبدالواد تلمسان کے گرد و نواح میں غالب آ گئے تو سلطان کے نام سے بادشاہ بن بیٹھا اور سلطان نے عثمان بن عبدالرحمٰن کو پکڑ کر اسے تلمسان کے زمین دوز قید خانے میں ایک عرصہ تک قید رکھا بعد ہ اسے قتل کر دیا۔

ولہاصہ کے مشہور قبائل میں سے ایک قبیلہ بونہ کے میدان میں رہتا تھا جو سواری لباس اور زبان و دیگر شعار میں عربوں کی نقل کیا کرتا تھا ان کا شمار بھی جزیہ ادا کرنے والے قبائل میں ہوتا ہے ان کا سردار بنی عریف میں سے تھا اس عہد میں حازم بن شداد بن جزام بن نصر بن مالک بن عریف کی اولاد میں سے ہے۔

بطون نفزادہ کا انجام:......نفزادہ کے بطون میں سے ایک زاتیمہ ہے جن کے بقیہ لوگ اس عہد میں ساحل برسک میں رہتے ہیں ان میں سے

ایک غاسہ بھی ہے جن میں کچھ لوگ اس عہد میں ساحل بوطہ میں سکونت پذیر وہاں سمندر کے کنارے ایک قصبہ ہے جو مغرب کے بحری جنگی جہازوں کے لنگر انداز ہونے کی جگہ ہے۔

بنی ذحیلہ کے بقیہ لوگ اس زمانے میں بادس کے نواح میں رہتے ہیں اور غمارہ میں شامل ہیں ان میں سے ہمارے ایک بڑے بزرگ ابو یعقوب بادسی بہت بڑا ولی اللہ تھا بنی زحیلہ دیگر لوگ مغرب میں رہتے ہیں۔ بنی مرنیسہ کا کوئی مسکن معلوم نہیں ان کی اولاد افریقہ میں عرب قبائل کے درمیان بنی ہوئی ہے۔ بنی سوماتہ کے بقیہ لوگ قیروان کے نواح میں آباد ہیں جن میں فندر بن سعید نام کے عہد خلافت میں قرطبہ کا قاضی تھا واللہ اعلم۔

نفزادہ کے بقیہ بطون کا اس عہد میں کوئی قبیلہ اور وطن معلوم نہیں ہوا البتہ بلاد قسطینہ میں کچھ بستیاں ان کی طرف منسوب ہے جہاں پر افرنج کے معاہد رہتے ہیں جنہوں نے فتح کے وقت سے جزیہ دے کر اسے اپنا وطن بنالیا ہے اور ان کی اولاد اس عہد میں وہاں آباد ہے اور بنی سلیم وزغبہ کے بہت سے جلاوطن بھی ان کے ساتھ رہتے ہیں جو جنگلات اور جاگیروں کے مالک ہیں ان علاقوں کا معاملہ خلافت کے زمانے سے توزر کے عامل سے متعلق ہے۔

جب حکومت کا سایہ ان کے سروں سے سمٹا اور شہروں میں عصبیت پیدا ہوئی تو ہر بستی نے اپنی الگ الگ حکومت قائم کر لی اور توزر کا پیشرو ان کو اپنی رعیت میں شامل کرنے کی کوشش کرنے لگے بعض بستیوں کے باشندوں نے ان کی بات مان لی اور بعض نے انکار کر دیا حتیٰ کہ سلطان ابو العباس کی حکومت ان پر سایہ فگن ہوگئی اور وہ سب کے سب اس کی اطاعت میں شامل ہوگئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تبری بربریوں میں لواتہ قوم کے حالات: ...... لواتہ تبری بربریوں کی ایک بڑی شاخ ہے جو لواء الاصغر اور لواء الاکبر بن زحیک کی طرف منسوب ہے لواء الاصغر نفزادہ کے باپ کا نام ہے بربری جمع سے جب عموم مراد لیتے ہیں تو الف اور ت کو زیادہ کر دیتے ہیں اور لواء سے لوات بن جاتا ہے جب عربوں نے اسے معرب کیا تو اسے مفرد پر حمل کیا اور اس کے ساتھ جمع کی ھا، ملا دی۔

ابن حزم نے بیان کیا ہے کہ بربری نسابوں کا خیال ہے کہ سدراتہ، لواتہ اور مزاتہ قبطیوں میں سے ہیں مگر درحقیقت یہ بات درست نہیں ہے۔ لواتہ کی بہت سے شاخیں ہیں جیسے مدراتہ بن نیطط بن لوا، عزورہ بن ماصلت لواء سابق اور اس کے اصحاب نے عزورہ کے سوا بنی ماصلت کے اور قبائل بھی شمار کئے ہیں جو بنی زائد بن لوا کی طرح آکرہ جزمانہ اور نقاعہ ہیں ان کے اکثر بطون مزانہ میں ہیں بربر نساب مزانہ میں بہت سے بطون شمار کرتے ہیں جیسے ملایان، مرتہ لحیچہ، دمکہ اور مدرنہ وغیرہ، مسعودی کا بیان ہے کہ یہ لوگ برقہ کے نواح میں اپنے مراطن میں سفر کرتے رہتے ہیں۔

ابو یزید کے فتنہ میں انہوں نے بہت کارنامے دکھائے ہیں اور جبل میں ان کی بہت بڑی قوم آباد ہے جس نے بنی کملان کے ساتھ ابو یزید کی حکومت کے معاملے میں مدد کی تھی۔ اس عہد میں ھوارہ اور کتامہ کے یہ لوگ جبل میں سکونت اختیار کئے ہوئے ہیں حکومت جبل ٹیکس دہندگان قبائل سے ٹیکس وصول کرنے میں ان سے مدد طلب کرتی ہے پس وہ بہت اچھی طرح سے اس کا کام کرتی ہے جن دستوں کی ڈیوٹی لگائی جاتی تھی وہ انھیں سلطان کی فوج میں لے آتے تھے۔

جب حکومت کا سایہ سمٹا تو ان میں سے بنی سعادہ اولاد محمد کی جاگیروں میں آگئے جو زواودہ میں سے تھا تو انہوں نے بھی ان سے وہی کام لئے جو حکومت جبل ان سے لیتی تھی پس انہوں نے انہیں جزیہ جمع کرنے کے لئے خادم اور لڑنے والی فوج بنالیا اور یہ لوگ ان کی رعایا کے حصے بن گئے۔

بنی ماصلت کے باقی لوگوں کو جاگیریں نہ ملیں منصور بن مزنی نے انھیں اپنے کام میں شامل کر لیا لیکن جب منصور بن مزنی حکومت سے جدا ہو گیا تو یہ لوگ زلاب میں چلے گئے۔ اسوجہ سے عرب فوج لشکر در لشکر ان کے پاس جمع ہونے لگے اور وہ اس عہد تک اپنے پہاڑوں میں پناہ لئے ہوئے ہیں عربوں کے خوف سے وہ میدانوں میں بھی نہیں آتے ان میں سے بنی بادلیس نے بلاد نقاوس پر خراج لگایا ہوا ہے جو پہاڑوں کی وسعت میں گھرا ہوا ہے کیونکہ اس کے مضافات میں ان کا غلبہ تھا جب یہ لوگ سرمائی مقامات کی طرف آتے تو لواتہ اپنے قلعوں میں لوٹ آتے تھے جو عربوں پر گراں گذرتی تھی۔

لواتہ کا ایک قوم تاھرت کے نواح میں قبلہ کی طرف رہتی تھی وہ جبل کے درمیان وادی میناس میں پھرتی ہے یہ بات مشہور ہے کہ قیروان کا ایک امیر انہیں اپنے ساتھ ایک غزوہ میں لے گیا ان کا سردار اورع بن علی بن ھشام تھا۔

ابوجعفر منصور کے خلاف بغاوت: ...... جب حمید بن فضل صاحب تر ہوت نے منصور کے خلاف بغاوت کی تو اس نے خلفائے شیعہ کو ثالث بنایا تو انہوں نے اس کی مدد کی اور اس کے گمراہ مذہب کے بارے میں اس کی مدد کی یہاں تک کہ ابوجعفر منصور نے اسکو مغلوب کرلیا اور اس کے بعد ۳۳۶ھ میں حمید بن فضل اندلس چلا گیا تو منصور نے لواتہ پر چڑھائی کردی۔

ابن الرفیق کا بیان ہے کہ ابوجعفر منصور نے وہاں پر آثار قدیمہ میں ان محلات کو دیکھا جو تین پہاڑوں پر کھڑے ہوئے پتھروں سے بنائے گئے تھے ان محلات کو اگر دور سے دیکھا جائے تو قبروں کی چوٹیوں کی طرح نظر آتے ہیں ابوجعفر منصور نے وہاں ایک کتبہ دیکھا ابوسفیان السر وعزس نے اس کی تشریح اس طرح کی کہ اس شہر کے لوگوں نے حکومت سے غداری کی تو اس عہد کے حکومت نے مجھے ان لوگوں کی بغاوت کو کچلنے کے لئے بھیجا تو مجھے ان پر فتح حاصل ہوئی تو میں نے یادگار کے طور پر یہ عمارت تعمیر کی ہے۔

ابن الرفیق کا بیان: ...... ابن الرفیق نے بیان کیا ہے کہ بنو وجد یحیٰی زناتہ کے قبائل میں سے تھے اور ان کے منداس مواطن میں لواتہ کے پڑوسی تھے عجمی لوگ ان کے درمیان وادی میناس اور تاھرت میں سکونت پذیر تھے ان کے درمیان ایک عورت کی وجہ سے فتنہ پیدا ہوگیا بنو وجد یحیٰی نے اس عورت کا نکاح لواتہ سے کردیا تو انہوں نے اسے جنگل کی عار دلائی تو اس نے اپنی قوم کی طرف ایک خط تحریر کیا ان دنوں ان کا سردار غسان تھا پھر ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو اکسایا اور زناتہ سے مدد مانگی تو زناتہ نے انہیں علی بن محمد یغرنی کے ذریعے مدد دی اور دوسری جانب سے مطماطہ ان کی مدد کے لئے چل پڑا ان دونوں ان کا امیر عزانہ تھا یہ سب اکٹھے ہوکر جنگ کے لئے لواطہ کی طرف گئے ان کے درمیان سخت جنگ ہوئی جن میں سے ایک جنگ میں ہلاک ہوگیا اور مغربی جانب سے السر سو نے ان پر حملہ کردیا انہیں ہانکتا ہوا دارک نامی پہاڑ کی طرف لے لیا جو تاھرت کے مقابل میں واقع تھا تو ان کے قبائل پہاڑوں میں پھیل گئے ان قبائل کا شمار جزیہ ادا کرنے والوں میں ہوتا تھا۔

جبل دارک ان دنوں یعقوب بن موسیٰ کی اولاد کی جاگیروں میں سے تھا جو ورغہ اور عطاف کا سردار تھا۔ اسی طرح لواتہ کے بطون بھی اسی پہاڑ میں سکونت پذیر تھا ان میں بنو سکی بھی ہیں جو اس عہد میں قابس کے روسا ہیں اسی طرح ان میں لواحات مصر بھی ہیں یہ لوگ جبل دارک کے اس کنارے میں رہتے تھے جو مصر کے درمیان میں ہے۔

السر سو جب ان محلات کے قریب آیا تو ان کے سردار بدر بن سالم نے ترکوں کے خلاف بغاوت کردی انہوں نے اس کی طرف لشکر بھیجا اور بدر بن سالم کے بہت ساتھی خوف کی وجہ سے چھپے ہوئے تھے بدر بن سالم خود برقہ کی جانب فرار ہوگیا اب وہ عربوں کی پناہ میں وہاں موجود ہے۔

بنی زناتہ کے بقیہ قبائل: ...... بنی زناتہ کے باقیماندہ قبائل مراکش کے قریب تاولہ کے نواح میں مقیم ہیں وہاں ان کی آبادی شمار سے زیادہ ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ جابر کے نواح میں رہتے ہیں جو عرب جشم میں سے تھا زناتہ کے بقیہ قبائل ان میں گھل مل گئے اور انہی میں شمار ہونے لگے ان میں کچھ قبیلے مصر صعید شادیہ اور ملاحین کی بستیوں میں رہتے ہیں اسی طرح ان میں سے ایک قبیلہ بجایہ کے نواح میں رہتا ہے جو لواتہ کے نام سے معروف ہیں انہوں نے تاکرارت کے ایک وسیع میدان میں پڑاؤ ڈال دیا اور اسے کھیتی باڑی اور اپنے جانوروں کے چراگاہ کے طور پر استعمال کرنے لگے۔ اس عہد میں ان کا امیر راجح بن صواب کی اولاد میں سے ہے سلطان کی طرف سے ان لوگوں پر ایک مقرر کردہ جزیہ عائد ہے۔

لواتہ کی اس قوم نے اپنی ایک فوج بھی تیار کرلی تھی ان کی طرح ان کے اور بھی بہت سے قبائل ہیں جو ان کے بطون میں شامل ہیں جو دیگر قبائل کے درمیان منقسم ہیں۔

تیری بربریوں کے بنی فاتن کے حالات: ...... بنی فاتن کے بطون یہ ہیں مصغرہ، مغیلہ، مطماطہ، ملزوزہ، مکناسہ اور دونہ، یمایہ، صدینہ، کرینہ یہ سب فاتن بن مصیب بن حریس بن زحیک بن سادغیس الابتر کی اولاد میں سے ہیں ان میں سے ہر ایک کے حالات ہم ایک ایک کرکے بیان کریں گے۔

بنی مصغرہ: ...... بنی مصغرہ، بنی فاتن کے دیگر قبائل سے تعداد میں زیادہ ہیں ان کی اکثریت اسلام کے زمانے سے مغرب میں رہتی ہیں انہوں نے

ارتداد کی نشر و اشاعت میں خوب خوب کردار ادا کیا جب اسلام بربریوں میں آیا تو یہ لوگ فتح اندلس کے لئے چلے گئے ان کے ساتھ دیگر اقوام بھی وہاں ٹھہر گئیں جب خارجیوں کے دین نے بربریوں میں سرایت کی تو مصغرہ نے صفریہ کا مذہب اختیار کر لیا ان کا سردار میسرہ تھا لیکن وہ حقیر کے نام سے معروف تھا۔

جب عبیداللہ بن حجاب ہشام بن عبدالملک کی طرف سے افریقہ کا حکمران بنا تو اس نے اسے حکم دیا کہ وہ مصر سے بنی مصغرہ کی طرف جائے تو عبیداللہ بن حجاب ۱۱۴ھ میں ان کی طرف آیا اور عمر بن عبداللہ مرادی کو طنجہ اور مغرب اقصیٰ کا گورنر مقرر کیا اور عمر کے بیٹے اسماعیل کو سوس اور اس کے ماوراء علاقے پر گورنر مقرر کیا ان دونوں والیوں کی حکومت بہت ہی سکون و اطمینان سے چلنے لگی اس کی وجہ عمر بن عبدالرحمن رازی اور اس کے بیٹے کی حسن سلوک کی وجہ سے ہوا، عمر بن عبدالرحمن مرادی بربریوں کے حالات کو برا ماننے لگے۔

مگر عمر بن عبدالرحمن مرادی نے ان سے کسی چیز کا بھی مطالبہ نہیں کیا وہ ہر ممکن انھیں متفق رکھنے کی کوشش کرتے یہاں تک کہ بکری کے بچوں سے شہد رنگ کی کھال بنانے کے لئے بکریوں کا ایک غلہ ذبح کر دیا لیکن پھر بھی بربری ان کے احکام کی خلاف ورزی کرتے رہے بالآخر عمر بن عبدالرحمن نے ان کے اموال میں تباہی مچائی اور ان کا قتل عام کیا عمر کے ان اقدامات کی وجہ سے مصغرہ کا میسرہ الحسن غضبناک ہو گیا اور ان کے طنجہ کے امیر عمر بن عبدالرحمن مرادی کے قتل پر اکسایا۔ بربریوں نے ۱۲۵ھ میں اسے قتل کر دیا اس کی جگہ میسرہ نے عبدالاعلیٰ جورومی الاصل تھا کو حکمران بنایا عبدالاعلیٰ عرب کے موالی میں سے تھا اور خارجیت کی جڑ تھا اور صفریہ کے نظریات رکھتا تھا میسرہ نے اسے طنجہ کا حاکم مقرر کر کے خود سوس چلا آیا۔

سوس کے عامل اسماعیل نے اسے قتل کر دیا جس کی وجہ سے مغرب جنگ کی آگ سے بھڑک اٹھا اور خلفاء مشرق پر اس کی حکومت ختم ہوگئی اس کے بعد اسماعیل وہاں کے باشندوں کو اپنی اطاعت میں نہ لا سکا۔ حجاب کے بعض بربری خالد بن ابی حبیب کے ہر اول دستے میں شامل ہو کر جنگ کی ،اسماعیل نے ان پر غلبہ حاصل کر کے خالد کو قتل کر دیا اندلس کے بربریوں کو جب اس بارے میں معلوم ہوا تو انھوں اپنے عامل عقبہ بن الحاج سلولی پر حملہ کر دیا اسے معزول کر دیا اور اس کی جگہ عبدالملک بن قطر فہری کو اپنا امیر مقرر کر لیا۔

ہشام بن عبدالملک کو جب اس بارے میں معلوم ہوا تو اس نے کلثوم بن عیاض مری کو افریقہ کا عامل مقرر کیا اور اس کے ساتھ بارہ ہزار شامی فوج بھی روانہ کی ۱۲۳ھ میں کلثوم بن عیاض بربریوں سے جنگ کے لئے طنجہ کے مضافات میں مقام اسبو پر پہنچا تو بربریوں نے میسرۃ کو اپنا لیڈر متعین کیا اور اس کی ماتحتی میں کلثوم بن عیاض سے جنگ کی انھوں نے کلثوم بن عیاض کو شکست دی اور اسے پکڑ کر قتل کر دیا۔

مصری اور افریقی قیروان کی طرف واپس آ گئے ہر جہت میں خوارج ظاہر ہو گئے اور مغرب خلفاء کی اطاعت سے دستکش ہو گیا یہاں تک کہ میسرۃ فوت ہو گیا، اس کے بعد بربریوں کے بنی مصغرہ کی سرداری یحییٰ بن حارث نے سنبھالی جو محمد بن خزر اور مغراوہ کا جانشین تھا اس کے بعد مغرب میں ادریس کا ظہور ہوا اس نے بربریوں کو منظم کیا اس بارے میں داریہ نے بڑا کردار ادا کیا۔

ابراہیم بن غلبہ عامل قیروان کی سازش سے مالک نے ادریس کے خلاف بغاوت کر کے ہارون رشید کی اطاعت اختیار کر لی بعد میں ادریس نے مالک سے صلح کر لی اس صلح کی خبر سے مصغرہ کی ہوا اکھڑ گئی اور ان کی جمعیت پریشان ہو گئی تو حکومت نے ان پر اپنے دامن پھیلا دیئے۔

بنی مصغرہ کے بعض قبائل فاس اور تلمسان کے درمیان آباد تھی یہ لوگ دعوت موحدیہ کے وقت سے میہ کے حلیفوں میں داخل تھی موحدین کی عہد میں ان کا سردار خلیفہ کی اولاد میں سے تھا اس نے ان لوگوں کے لئے ساحل سمندر میں ایک قلعہ تعمیر کرایا جس کا نام تادنت تھا جب عبدالمومن کی حکومت زوال پذیر ہوئی اور بنومرین مغرب پر غالب آ گئے تو یعرون بن موسیٰ بن خلیفہ نے یعقوب بن عبدالحق کی دعوت سے ان کی حکومت قائم کی اور ندرومہ پر غالب آ گیا تو یغمراسن بن زیان یعرون بن موسیٰ کے مقابلے پر آیا اور ندرومہ کی امارت یعرون بن موسیٰ سے چھین لی کچھ عرصے کے بعد یعقوب بن عبدالحق یغمراسن بن زیان کے مقابلے کے لئے آیا ایک سخت جنگ کے بعد یعقوب دوبارہ ندرومہ پر غالب آ گیا اور اسے فوجوں سے بھر دیا اور معرون بن موسیٰ کو وہاں کا عامل مقرر کر دیا پھر یغمراسن بن زیان نے اس سے صلح کر لی۔

مصغرہ کے قبائل میں سے ایک قوم جبل فاس میں مقیم تھی اس طرح ان کے بہت سے قبائل سجلماسہ کے نواح میں بھی سکونت پذیر تھے اور مصغرہ

کے بعض قبائل مغرب کے محلات میں آباد تھے انھوں نے عربوں کے طریقے کے مطابق کھجوروں کے درخت لگائے ان میں سے سجلماسہ کی جانب توات سے تمنطیت میں بربریوں کے ساتھ رہتے تھے مصغرہ میں سے بعض بربری تلمسان میں آباد تھے وہاں انھوں نے قریب قریب محلات تعمیر کئے جو دیکھنے میں ایک بہت بڑا شہر معلوم ہوتا تھا ان کا سردار بنی سید میں سے ہے جو ان کا ایک بادشاہ ہے اس کے شہر کے مشرق میں کچھ فاصلے پر پے در پے کئی بستیاں آبادی تھی ان میں سے آخری بستی جبل راشد سے ایک دن کی مسافت پر ہے ان بستیوں کے باسیاں بنی عامر کے میدانوں میں ہے جو بنی زغبہ میں سے ہیں۔

ان لوگوں نے اپنے بیٹوں کی خوش بختی اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ان پر قبضہ کیا یہاں تک کہ یہ بستیاں ان لوگوں کی طرف منسوب ہونے لگی، ان محلات سے مشرق کی جانب پانچ دن کی مسافت پر ایک نمناک جگہ ہے جو جنگل میں ضم ہو جاتی ہے جو قلیعہ والی کی نام سے معروف ہے جسے بنی مصغرہ کے قوموں نے آباد کیا صحرا سے تھکے ہارے لوگ وہاں جا کر ٹھنڈک حاصل کرتے ہیں بنی مصغرہ کے بقیہ لوگ مغرب الاوسط اور افریقہ کے مضافات میں آباد ہیں۔

بنی لمایہ:...... بنی لمایہ کے کئی بطون ہیں یہ مصغرہ کے بھائیوں میں سے ہیں، بنی لمایہ کے چند قبائل یہ ہیں زکرمار، مزیزہ، ملیزہ اور بنو مذیمن ان کی اکثریت مغرب الاوسط میں سموسہ نامی مقام پر آباد ہیں یہ لوگ افریقہ اور مغرب کی طرف سفر کرتے رہتے ہیں جب خارجی دین بربریوں میں سرایت کرنے لگا تو ان لوگوں نے اباضیہ کا نظریہ اپنا لیا اور اس کی طرف منسوب ہونے لگے اور اسے اپنا دین بنا لیا ان لوگوں کی دیکھا دیکھی ان کے ہم وطن پڑوسیوں نے بھی جو ہوارہ اور لواتہ میں سے تھے اباضیہ کو اپنا دین بنا لیا یہ لوگ ارض السرسو میں منداس اور زواغہ کے مغرب میں رہتے تھے اور مطماطہ، مکناسہ اور زناتہ سب کے سب جوف اور شرق میں آباد تھے یہ تمام کے تمام خارجی تھے البتہ ان میں کچھ لوگ اباضیہ کے نظریات بھی رکھتے تھے عبدالرحمٰن بن رستم مسلمانوں میں سے تھا وہ اس رستم کے اولاد میں سے تھا جو قادسیہ میں ایرانیوں کا سالار تھا وہ فتح کرنے والے ہراول دستے کے ساتھ افریقہ آیا بعد میں اس نے اباضی خارجیوں کا مذھب اختیار کر لیا وہ بنی میہ کا حلیف تھا جب اباضیہ نے قیروان میں ورفجومہ کے افعال پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے طرابلس کی جانب جہت بندی کی تو وہ اباضیہ کے امام الخطاب عبدالاعلیٰ بن سمح مغافری کے پاس جمع ہو گئے اور طرابلس پر قبضہ کر لیا پھر انہوں نے قیروان پر بھی قبضہ کر لیا اور عبدالملک بن ابی الجعد کو قتل کر دیا اور ورفجومہ اور باقیماندہ مغراوہ میں خوب خونریزی کی۔

۱۴۱ھ میں قیروان پر عبدالرحمٰن بن رستم کو جانشین بنانے کے بعد ابوالخطاب اور اس کے اباضی ساتھی واپس آ گئے جب ابوجعفر منصور کو ان تمام حالات کا علم ہوا تو اس نے محمد بن اشعث کو ایک بڑا فوجی لشکر دیکر افریقہ روانہ کیا اور اسے وہاں پر خوارج کے ساتھ جنگ کرنے کا کام سپرد کیا۔

محمد بن اشعث ۱۴۴ھ میں افریقہ آیا اور طرابلس کے قریب اس کی ملاقات ابوالخطاب اور اس کی فوج سے ہوئی محمد بن اشعث نے اس کے لشکر پر ہلہ بول دیا اور ابوالخطاب کو قتل کر دیا۔ عبدالرحمٰن بن رستم کو جب ابوالخطاب کے لشکر کی شکست اور قتل کا علم ہوا تو اپنے بیوی بچوں کو لیکر مغرب الاوسط میں بربری اباضیوں سے جا ملا اور بنی لمایہ کے ہاں پناہ لی کیونکہ اس کے اور بنی لمایہ کے درمیان ایک معاہدہ تھا انھوں نے اکٹھے ہو کر اس کی خلافت پر بیعت کر لی اور منصور کے شہر کو خیر باد کہہ کر چلے گئے یہ لوگ جبل کزول ایساح کے دامن میں منداس کے ٹیلوں پر تاہرت شہر کی تعمیر شروع کر دی اور وادی میناس میں اس کی حد بندی کی جہاں سے چشمہ پھوٹتے ہیں اور قبلہ بطحی سے گذرتے ہوئے وادی شلف میں جا گرتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن رستم نے اس شہر کی بنیاد رکھی اور اس کی حد بندی کی، بعد میں اس کی حد بندی میں وسعت پیدا ہوئی گئی، کچھ عرصے بعد عبدالرحمٰن کی وفات ہو گئی تو اس کا بیٹا عبدالوہاب حکمران بنا جو اباضیہ کا لیڈر تھا یہ ہوارہ کے ساتھ طرابلس میں جنگ کرنے کے لئے گیا جہاں اس کے باپ کی طرف سے عبداللہ بن ابرہیم بن اغلب حکمران تھا عبدالوہاب نے اپنی اباضی بربری فوجوں کو لیکر اس کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ ابراہیم بن اغلب فوت ہو گیا۔

اس کے بعد عبداللہ بن اغلب اپنی امارت کے لئے قیروان آیا عبدالوہاب نے اس سے اس شرط پر صلح کی کہ صباحیہ اس کے لئے ہوگا اس کے بعد عبدالوہاب مقوسہ کی طرف واپس آ گیا اور عبداللہ بن اغلب قیروان کا امیر بن گیا۔

عبدالوہاب نے اپنے بیٹے میمون کو حکمران بنایا جو اباضیہ صفریہ اور واملیہ کا لیڈر تھا واصیلہ میں اس کے پیروکاروں کی تعداد تیس ہزار تھی جو سفر کرنے

والے اور خیموں میں رہنے والے تھے تاہرت میں ہمیشہ رستم کے بیٹوں کی حکومت رہی ان کے مغراوی اور بنی یفرن پڑوسیوں نے تلمسان پر قبضہ کرلیا اورانہیں اوارسہ کی اطاعت میں داخل ہونے پر آمادہ کیا اور ۳۷۱ھ میں زناتہ کو گرفتار کرلیا۔

۶۷۱ھ میں عبداللہ شیعی افریقہ اور مغرب پر غالب آ گیا بعد میں تاہرت پر بھی غلبہ حاصل کرلیا اوران کے بادشاہ کو گرفتار کرلیا اور عبداللہ کی دعوت مغربین میں پھیل گئی۔

ابوحمید دراس بن صولان الہیصی سے تاہرت پر حاکم مقرر کرنے کا عہد کیا وہ ۸۷۱ھ میں مغرب کی طرف گیا اور لمایہ، ازولجہ، لوایہ، مکناسہ اور مطماطہ کے اباضی بربریوں سے مشورہ میں لگ گیا اور انھیں رافضیوں کے دین پر آمادہ کیا اور وہاں خارجی مذہب کا شیخ بن گیا یہاں تک کہ وہاں خارجی مذہب کو مستحکم کردیا پھر اسماعیل منصور بن صلاص بن حبوس کے زمانے میں وہاں کا والی بنا، کچھ عرصے کے بعد خیر بن محمد بن حزر کے پاس چلا گیا جو زناتہ میں امویوں کا داعی تھا۔

تاہرت کا نیا عامل:......اس کے بعد ابوجعفر منصور نے میسور الخصی کو تاہرت کا عامل مقرر کیا جو احمد بن الرحالی کا پروردہ تھا حمید اور خیر نے تاہرت پر چڑھائی کردی اور میسور کو شکست ہوئی انہوں نے تاہرت پر غلبہ حاصل کر کے احمد بن الرحالی اور میسور کو گرفتار کرلیا کچھ عرصے کے بعد انہیں رہا کردیا اس کے بعد تاہرت ہمیشہ شیعوں کی عمل داری میں رہا، زناتہ نے کئی باراس پر غلبہ حاصل کیا بنی امیہ کی فوج نے سفرادی امیر مغرب زیری بن عقبہ کے ماتحت ان سے جنگیں کی یہاں تک کہ ان کی حکومتوں کا خاتمہ کردیا اور مغرب کی حکومت کمتونہ کے پاس چلی گئی پھران کے بعد موحدین کی حکومت آ گئی اورانہوں نے ایران پر قبضہ کرلیا اور قابس کی جانب سے بنو غانیہ نے ان سے بغاوت کی اور ہمیشہ موحدین کی سرحد پر حملہ کرتے رہے اور افریقہ اور مغرب الاوسط میں غارت گری کرتے رہے یہاں تک کہ جب ساتویں صدی کے بیس سال پورے ہوئے تو وہاں کے باشندے اٹھ گئے اور فضا خالی ہوگئی اوران کے نشانات مٹ گئے۔

قبائل لمایہ:......بنی لمایہ کے کچھ فرقے قبائل میں منقسم ہوکر باقی رہ گئے ان میں سے ایک قبیلہ جزیہ ہے جن کے نام سے ساحل قابس کے سامنے ایک سمندری جزیرہ موسوم ہے اہل صقلیہ کے نصرانیوں نے وہاں کے مسلمانوں سمیت اس پر قبضہ کرلیا بعد میں اہل صقلیہ نے ان لوگوں پر جزیہ عائد کیا اور ساحل سمندر میں القشتیل نام کا ایک قلعہ تعمیر کرایا حفص حکومت کی جانب سے ایک فوج نے ان لوگوں کے ساتھ عرصہ دراز تک مقابلہ جاری رکھا یہاں تک کہ آٹھویں صدی کے اڑتیسویں سال میں سلطان ابوبکر کے دور خلافت میں مخلوق بن الکماد کے ہاتھوں یہ جزیرہ فتح ہوگیا۔

اس عہد تک وہاں دعوت اسلامی مضبوطی سے قائم ہے البتہ وہاں کے بربری قبائل ہمیشہ سے خارجی مذہب پر عمل پیرا رہے اور اپنے عقائد کے اصول وفروع کو پڑھتے پڑھاتے رہے۔

بنی مطماطہ:......فارس تمطیت کی اولاد میں سے ہے اور مصغرہ اور لمایہ کے بھائی ہیں اس کے بہت سے قبائل ہیں سابق مطماطی اوراس کے ساتھی نسابوں نے بیان کیا ہے کہ مطماط کا نام مصکاب ہے مطماط ان کے ہمسر ہیں ان کے قبائل لواء میں سے ہے۔اس کا ایک بیٹا بھی تھا جس کا نام ونشیط تھا۔

لواء کے چار بیٹے تھے ورماس، میلاغر، وریکول اور یلیص، یلیص کی کوئی اولاد نہ تھی باقی تینوں کے اولاد تھے ان ہی میں سے مطماطہ کے تمام قبائل نکلے ہیں ورماس کے اولادوں میں کلدام، سیدہ اور قیدر ہیں سیدہ اور قیدر کی کوئی اولاد نہیں تھی البتہ کلدام کے اولادوں میں عصفراص سلیمایاں، سافخان ، وریقی، وصدی اور قطایان عمر ہیں یہ پانچوں اپنی ماں کے نام سے مشہور ہیں عصفراص کے لئے زہاص اور نہراص، وریل حامد اور سکوم ہیں جنہیں بنو یلیکشان کہا جاتا ہے اور یہ لوگ اپنی ماں کے نام سے معروف ومشہور ہیں اس طرح زہاص سے بلست اور بصلا تین ہیں۔بلست سے ورسقلاسن سکر، محمد مکریل دکوال، مریصلاسن، بان یولی، سمساسن، سامر، ملوسن مجمد نافع عبداللہ اور عرادانین ہیں۔

یلاعب بن لوانن مطماطہ کے بیٹے ومیا اور تانیہ ہیں تانیہ سے ماھرسکن، وریغ عجلان مقام اور قرہ ہیں دمیا سے ورتجی اور محدیل ہے اور درتجی سے مغرین، دبورسیکم اور عجیس ہیں محدیل سے ماکور اشکول، کفلان، مذکور، مظارہ اور ابورہ ہیں یہ تمام قبائل مختلف علاقوں میں اقامت پذیر ہیں۔

ان میں سے کچھ فاس اور صغر کے درمیان ایک پہاڑ میں رہتے ہیں جو ان لوگوں کے نام سے معروف ہے ان قبائل میں سے کچھ لوگ جہات قابس اور اس کے مغرب عین حامیہ پر تعمیر شدہ شہر میں آباد ہیں جو انہی کے نام سے موسوم ہیں اس عہد میں اس شہر کو حمہ مطماطہ کہتے ہیں۔

باقیماندہ قبائل متفرق ہیں ان کی اکثریت تاھرت کے نواح میں جبل کزول اور وانشریس کے پاس تلومنداس میں آباد ہیں اور وہ لوگ یہاں صنہاجہ کی حکومت کے قیام کا عزم رکھے ہوئے ہیں بادیس منصور کے ساتھ حماد بن بلکین کی جنگ میں انہوں نے بہت بڑا کردار ادا کیا ان دنوں ان کا امیر عزانہ تھا عزانہ کی لواتہ کے بربریوں کے ساتھ کئی جنگیں ہوئی اور جب عزانہ فوت ہوگیا تو مطماطہ میں سے اس کے بیٹے زیری نے حکومت قائم کی کچھ عرصے کے بعد صنہاجہ اس کی حکومت پر غالب آ گیا زیری وہاں سے بھاگ کر سمندر پار منصور بن ابی عامرہ گیا تو اس نے زیری کے ساتھ حسن سلوک کیا اور اسے بربری امراء کے طبقے میں شامل کرلیا یہاں تک کہ زیری منصور بن ابی عامر کے حکومت میں چھا گیا منصور کے ہاں اس کی بڑی قدر و منزلت تھی کچھ عرصے کے بعد اس کا انتقال ہوگیا تو اس کا بیٹا مظفر اور بھائی عبدالرحمٰن ناصر اس کے مقام کو بلند کرنے اور اس کی حکومت کو چلانے لگے محمد بن ہشام بن عبدالجبار کے بغاوت کے وقت وہ اپنے بربری امراء سمیت نعمانی عربوں میں ابو عامر کے ساتھ غائب ہوگیا محمد بن ہشام نے جب اس کی حکوت کی کمزوری اور ناعاقبت اندیشی کو دیکھا تو مہدی کے ساتھ شامل ہوگیا اور اندلس میں بربری فتنہ کے وقوع پذیر ہونے تک اس کے ساتھ رہے یہاں تک کہ وہاں اس کی وفات ہوگئی۔

مطماطہ کے مشاہیر میں سے سابق بن سلیمان بن حراث بن مولات بن دو یاسر ہے جو ہماری معلومات کے مطابق بربریوں کا بڑا نسب والا ہے اور آخری لوگوں میں عبیداللہ مہدی کا کاتب خراج عبداللہ بن ادریس ایک مشہور آدمی گذرا ہے۔

موطن منداس:......منداس کے تین بیٹے تھے شرارہ، کلثوم اور تیکم، راوی بیان کرتا ہے کہ جب مطماطہ کی حکومت مضبوط ہوگئی تو ان کے سردار اراص بن عصفر اص نے منداس کو اس کے وطن سے جلاوطن کر دیا اور اس کی حکومت پر غلبہ حاصل کرلیا بعد میں منداس کے بیٹوں نے اس کے وطن کو آباد کیا اور ہمیشہ وہیں مقیم رہے۔

اس عہد میں یہ قوم جبل اوتیش میں آباد تھے مگر بنی زناتہ میں سے بنوتو جین نے قبیلہ منداس پر حملہ کر دیا اور ان پر غلبہ حاصل کرلیا بعد میں یہ لوگ ٹیکس دینے والے قبائل میں شمار ہونے لگے۔

بنی مغیلہ:......بنی مغیلہ مطماطہ اور لمایہ کے بھائی ہیں ان کے بھائی ملزورہ کا شمار بھی بنی مغیلہ میں ہوتا ہے اس طرح دونہ اور کشانہ کا شمار بھی اسی میں ہوتا ہے جو دوسرے علاقوں میں آباد تھے ان میں دو بڑے قبیلے تھے ایک قبیلہ مغرب الاوسط میں شلف سمندر میں گرنے کی جگہ آباد تھا اسی سمندر کے ساحل سے عبدالرحمٰن الداخل اندلس جاتے ہوئے گذرا تھا اس قبیلے میں ایک شخص گذرا جس کا نام ابوقرہ مغیلی تھا جس نے صغریہ خوارج کا مذہب اختیار کیا ہوا تھا اس نے چالیس سال تک امن و مان سے حکومت کی بعد میں بنوعباس کے حکومت کے آغاز میں اس کے اور امراء عرب کے درمیان قیروان میں جنگیں ہوئی اس نے طنجہ سے بھی جنگیں کی اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بنی مطماطہ میں سے تھا۔

اس طرح ان میں سے ایک ابوحسان تھا جس نے اسلام کے دور آغاز میں افریقہ پر حملہ کیا اور ابو حاتم بن یعقوب بن لہیب بن مرین بن یطوفت جو بنی مازوز میں سے تھا اس نے بھی ۱۵۰ھ میں ابوحسان کے ساتھ قیروان پر حملہ کیا اور فتح حاصل کرلی جیسا کہ ان کے مؤرخین میں سے خالد بن فراش اور خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اس طرح ان کے امراء میں سے موسیٰ بن خلید ملیح بن علوان اور حسان بن زروال بھی تھا اسی طرح ان میں ایک شخص دلول بن حماد تھا جو یعلیٰ بن محمد الیفرنی کے دور حکومت میں اس کا امیر تھا اسی شخص نے سمندر سے بارہ میل کے فاصلے پر ایکری کی حد بندی کی تھی لیکن اس زمانے میں وہ بستی تباہ ہوچکی ہے صرف کھنڈرات باقی رہ گئے ہیں اس علاقے میں بنی مغیلہ کا کوئی قبیلہ اور جمعیت باقی نہیں رہی۔

بنی مغیلہ کا دوسرا بڑا قبیلہ مغرب اقصیٰ میں آباد تھا یہ لوگ صدینہ کی پیروی میں ادریس بن عبداللہ کی دعوت پر متحد ہوگئے اور بربریوں کو اس کی

اطاعت پر آمادہ کرنے لگے اور مسلسل اسی طریقے پر عمل پیرا رہے یہاں تک کہ ادراسہ کی حکومت کمزور ہوگئی ان کے بقیہ لوگ اپنے مواطن میں فاس صفرون اور مکناسہ کے درمیان آباد ہیں۔

بنی مدیونہ: ......بنی مدیونہ فاتن کے اولاد میں سے ہے اور مطماطہ، لمایہ اور مغیلہ کے بھائیوں میں سے ہیں ان کی اکثریت تلمسان کے نواح میں جبل راشد کے درمیان اس پہاڑ میں آباد ہیں جو ان کے نام سے معروف ہیں یہ لوگ اس پہاڑ کے مضافات میں سفر کرتے ہیں ان کے پڑوسیوں میں بنو یلوی اور بنو یفرن مشرق کی جانب آباد ہیں اور مغرب کی جانب سے ان کا پڑوسی مکناسہ ہے اور ساحل سمندر کی جانب سے کومیہ اور ولہاصہ ان کے پڑوسی ہیں۔

ان کے قابل ذکر ان جوانوں میں سے ایک جریر بن مسعود ہے جو ان کا سردار تھا وہ ابوحاتم اور قرہ کی جانب سے جنگ میں شریک تھا فتح کے بعد ان کے بہت سارے لوگ اندلس چلے گئے۔ یہاں ان کی طاقت مضبوط ہوگئی اندلس میں ان کے سردار ہلال بن ابزباسعاسع مکناسی نے عبدالرحمٰن الداخل کے خلاف بغاوت کی پھر تھوڑے ہی عرصے کے بعد اس کی اطاعت قبول کر لی لیکن عبدالرحمٰن الداخل نے بعد میں اس کو پکڑ کر چند دنوں تک قید میں رکھا اور پھر قتل کر دیا اس کے قتل کے بعد اس کی قوم نے انہی میں سے ایک شخص فابتہ بن عامر کو اس کی جگہ اپنا امیر مقرر کر لیا۔

بنو توجین اور بنو راشد: ......بنو توجین اور بنو راشد زناتہ میں سے ہیں جس زمانے میں یہ لوگ مغرب الاوسط کے مضافات میں غالب آ گئے تھے ان دنوں بنی مدیونہ کی شان وشوکت ختم ہو چکی تھی تو زناتہ نے ان علاقوں کو اپنے مواطن کے مضافات میں داخل کر لیا اور ان پر غلبہ حاصل کیا اس کے بعد بنی مدیونہ کے لوگ وہاں سے دوسرے علاقے میں کوچ کر گئے جہاں جبل سالہ اور جدجدہ ان کے نام سے معروف ہیں ان کے نواح اور صغروی کے درمیان ایک قبیلہ مغیلہ ان کا پڑوسی ہے۔

بنی کومیہ: ......یہ قدیم صطغورہ کے نام سے معروف ہیں جو مطایہ اور مصغرہ کا ایک قبیلہ ہے اور یہ فاتن کی اولاد میں سے ہیں ان کی تین شاخیں ہیں جن سے ان کے قبائل متفرع ہوتے ہیں ندرومہ، مغارہ اور بنو یلول ندورمہ کے بہت سارے قبیلے ہیں جن میں بعض یہ ہیں مغوطہ حرسہ، مردہ مصمانہ اور مراتہ۔

اس طرح بنی یلول کے بہت سے قبیلے ہیں مسیفہ، ریتوہ ہنشہ ہموارہ اور دالغہ قابل ذکر ہیں مغارہ کے دو قبیلے ہیں ملتیلہ اور بنو جاسہ ہیں یہ لوگ مغرب الاوسط میں اکدمیہ کے مواطن ارسکون اور تلمسان کے اطراف ساحل سمندر میں آباد ہیں ان کی آبادی بہت زیادہ اور وہاں ان لوگوں کو شان وشوکت بھی حاصل ہے جن دنوں ان لوگوں کے المصادمدہ کے خلاف مہدی کی مدد کی تو یہ موحدین کے ایک عظیم ترین قبائل میں تھا بعض اوقات عبدالمؤمن کے قبائل نے ان کی مصاحبت اختیار کی تھی عبدالمؤمن صطغورہ کے اولاد میں سے ہیں ان کا شجرۂ نسب کچھ اس طرح ہے عبدالمؤمن بن علی بن مخلوف بن یعلیٰ بن مردان بن نصر بن علی بن عامر بن الاسر بن موسیٰ بن عبداللہ بن وریغ بن صطغورہ ہے بعض مورخین نے صطغورہ سے آگے سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا ہے صطغورہ بن یقور بن مطماطہ بن ہودج بن قیس میلان بن مصر ہے ابوعبدالواحد المخلوع بن یوسف بن عبدالمومن کی تحریر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ سلسلہ نسب بنا بنایا ہے کیونکہ یہ نام بربریوں کے ناموں سے بہت مختلف ہے کیونکہ سب عربی نام ہے صطغورہ کو مطماطہ کی طرف منسوب کرنا تخلیط ہے کیونکہ تمام نسابوں کے نزدیک صطغورہ اور مطماطہ دونوں بھائی ہیں۔

عبدالمومن اپنے قبیلے میں ایک عزت دار شخص تھا اس کا وطن تاکرارت ہے وہ وہاں سے حصول علم کے لئے تلمسان پہنچا اور وہاں کے اہل علم حضرات میں ابن صاحب الصلوٰہ اور عبدالسلام ابرنسی سے فیض حاصل کیا اور اپنے دور میں فقہ السوئی کے نام سے مشہور ہو گیا اس کی نسبت سوس کی طرف تھی ان دنوں اسے مہدی کا لقب نہیں دیا گیا تھا اس نے مشرق سے مغرب کی طرف سفر کرتے ہوئے اپنے آپ کو خلق خدا کی رہنمائی کے لئے وقف کر دیا بعد میں اسے اشعری سلسلے میں امامت اور رسوخ حاصل ہوگئی اسی نے اشعری سلسلے کو بلاد مغرب میں پھیلایا۔

اسی نے تلمسان کے جوانوں کو طلب علم کا شوق دلایا کہ وہ اس سے طریق کو اخذ کریں بہت سارے لوگوں نے ان سے علم حاصل کیا۔ عبدالمومن بن علی ان سے علم حاصل کرنے کے لئے تیار ہوگیا۔ اور محمد بن لارت المہدی سے ملاقات کے لئے الجایہ پہنچا اور انہیں دوبارہ تلمسان آنے کی دعوت دی اور انہیں تلمسان کے طالبعلموں کا مراسلہ پہنچایا۔

اس کے بعد عبدالمومن بن علی سفر وحضر میں محمد بن لفرت المہدی سے استفادہ حاصل کرنے لگا اور اپنے چند اصحاب کو لیکر شیخ محمد بن نورت المہدی کے ساتھ مغرب میں چلا گیا اور خوب علم حاصل کیا شیخ نے اس کے خداداد فہم وفراست کی وجہ سے اسے مزید خصوصیت اور قرب سے نوازا اور اس کی تعلیم کا خاص خیال رکھا یہاں تک کہ عبدالمومن شیخ محمد بن نورت المہدی کے مخصوص احباب میں شمار ہونے لگا شیخ اس پر بہت مہربان ہو گیا اور اس کی خلافت کی امید کرنے لگا

مغرب کی طرف دوران سفر شیخ جب ثعالبہ کے ٹھکانے کے پاس سے گذرے تو بطور عطیہ شیخ کی سواری کے لئے ایک خوبصورت گدھا لایا گیا تو شیخ محمد بن لارت المہدی اپنے سے عبدالمومن بن علی کو اس گدھے پر سواری کا زیادہ حقدار سمجھتا تھا اور اپنے اصحاب سے کہتا کہ عبدالمومن کو اس گدھے پر سوار کراؤ وہ تمھیں خوبصورت گھوڑوں پر سوار کرائے گا۔

جب مرغہ نے شیخ محمد بن نورت کی بیعت کی اور المصامدہ اس کی بیعت پر متفق ہو گئے تو اس نے لمتونہ سے مراکش میں جنگ کی ایک روز جنگ کے دوران ایک ہزار مؤحدین مقتول ہو گئے تو کسی نے شیخ محمد بن نورت المہدی کو یہ خبر سنایا کہ ایک ہزار مؤحدین مقتول ہو گئے ہیں تو شیخ نے ان سے دریافت کیا کہ عبدالمومن کس حال میں ہے تو اس شخص نے جواب دیا کہ وہ اپنے سیاہ گھوڑے پر خوب لڑ رہا ہے تو شیخ نے کہا جب تک عبدالمومن بن علی زندہ ہے اس وقت گویا کوئی آدمی ہلاک نہیں ہوا۔ شیخ محمد بن نورت المہدی نے اپنی وفات کے وقت وصیت کی کہ اس کے وفات کے بعد اس کی خلافت عبدالمومن بن علی کو دی جائے۔

ان لوگوں نے شیخ کی موت کو پوشیدہ رکھا اور اس کی حکومت کے معاہدے کو موخر کیا یہاں تک کہ شیخ ابوحفص جو کہ ہنتانہ اور مصامدہ کے سردار تھے نے اس سے مصاحبت کی صراحت کی اور اس کے متعلق امام کی وصیت کو نافذ کیا تو اس نے حکومت سنبھال لی اور مسلمانوں کی خلافت اور موحدین کی سرداری کو اپنے لئے مختص کر لیا۔

کچھ عرصے بعد وہ مغرب کی فتح کے لئے گیا تو وہاں کے لوگوں نے اس کی اطاعت کی تو وہ وہاں سے لوٹ کر ریف کی طرف چلا گیا پھر بطویہ بطامطالہ پھر بنی ریناسین پھر مدیونہ اور پھر کومیہ اور اس کے پڑوسی ولہامہ کے پاس گیا چنانچہ ان قبائل نے اس کی اطاعت کی جسکی وجہ سے اس کی حکومت مضبوط ہو گئی یہاں تک کہ اس نے مراکش فتح کر لیا اور اپنی قوم کو مراکش کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا تو اس کی قوم نے تخت خلافت کو برقرار رکھنے اور اپنی سرحدوں کی دفاع کے لئے مراکش کو اپنا وطن بنالیا۔

قوم زواوہ اور زواغہ:...... یہ تبری بربریوں کے بطون سے سمکان بن یحیٰی بن ضری بن رجیک بن مادغیس الاتبر کی اولاد میں سے ہیں اور بربریوں میں ان سے زیادہ قریب ترین قبیلہ زناتہ ہیں کیونکہ ان کا باپ سمکان کا بھائی ہیں۔

زواوہ بھی ان کے بطون میں سے ہیں ابن حزم کہتے ہیں کہ زواوہ قبیلہ کتامہ میں سے ہیں البتہ بربری النساب اسے سمکان کی اولاد میں شمار کرتے ہیں میرے نزدیک یہی بات زیادہ اصح ہے ایک کہاوت کتامہ کے ساتھ عبداللہ کے شیعہ ہونے سے ملتی ہے۔

بربری نسابوں نے ان کے بے شمار بطون ذکر کئے ہیں اس عہد میں ان کے معروف ومشہور قبائل میں سے چند درج ذیل ہیں بنو بجرہ بنو مابکلات بنوستران، بنومانی، بنوبوعردان، ہوتورغ، بنویوسف، بنوعیسٰی، بنوشعیب، بنوصدقہ بنوغیربن اور بنوکشطولہ ہیں قوم زواوہ بجایہ کے نواح میں کتامہ اور صنہاجہ کے مواطن کے درمیان بلند وبالا اور دشوار گذار پہاڑوں میں آباد ہیں اس زمانے میں وہاں زان کے درخت علامتی طور پر لگائے گئے تھے جن کے ذریعے لوگوں کو راستے کا علم ہوتا وگرنہ وہاں صحیح سمت پر چلنا اور اپنے ٹھکانے تک پہنچنا بہت مشکل تھا۔

زواوہ میں سے بہت سارے لوگ بنی فرلوسن اور بنی سرا کے درمیان تدلس ایک انتہائی مضبوط قلعہ ہے اس میں آباد تھے اس قلعے کی وجہ سے ان لوگوں کو حکومت وقت پر غلبہ حاصل تھا یہاں کہ انھیں خراج دینے میں اختیار حاصل تھا، صنہاجہ کی جنگ کے ایام میں ان لوگوں نے قابل ذکر کارنامے انجام دیئے اور ان کا ایک معروف شخص حکومت پر غالب آ گیا تو بادس بن منصور اس کے ساتھ ہو گیا کچھ عرصے کے بعد بنوحماد نے ان لوگوں سے مقابلہ کر کے بجایہ کی حد بندی کر دی تو یہ لوگ ایک طویل عرصے تک حکومت وقت کے مطیع رہے۔

بنی یراین:...... بنی یراین کی سرداری بنو عبدالصمد میں سے ایک شخص کے ہاتھ پر تھی مغرب الاوسط کے سلطان ابوالحسن کے بنی عبدالصمد کے سردار سے خط و کتابت رکھتے تھے اس کا نام شمسی تھا اس کے دس بیٹے تھے جس کی وجہ سے اس کی آؤ بھگت اور عزت واحترام ہوئی تھی اور یہ بنی یراین کی حکومت پر قابض ہو گئے۔

سلطان ابوالحسن نے اپنے بیٹے یعقوب کو ابوعبدالرحمن کو بھاگتے وقت گرفتار کرنے کے لئے بھیجا تو یعقوب نے ابوعبدالرحمن کو پکڑ لیا اور اسے قتل کر دیا۔ اس وقت بنو یرا ابن بطحہ کے حازن کے پاس گئے اوانھوں نے اس سے اپنا نام پوشیدہ رکھا اور اسے اپنے بیٹے کے خلاف خروج کرنے کی دعوت دی تو شمسی ان کے عزائم کو پورا کرنے کے لئے تیار ہو گیا اور اپنی قوم کو اس کی اطاعت پر آمادہ کیا تو سلطان ابوالحسن نے اس قوم کے پاس اموال بھیجے لیکن جب سلطان ابوالحسن کو ان کے مکر وفریب کا علم ہوا تو اس نے ان سے کئے ہوئے عہد کو توڑ دیا اور بلاد عرب کی طرف چلا گیا عرصہ قلیل کے بعد بنی یراین اپنی قوم کے ایک وفد کے ساتھ سلطان ابوالحسن کے پاس آئے تو سلطان نے ان کی غایت درجہ تعظیم وتکریم کی اور عطایا سے انھیں نوازا۔

بنی زواغہ:...... بنی زواغہ کے تین بطون ہیں دمر بن زواغ صرواطیل بن زحیک بن زواغ اور بنو عاضر جو درس سمکان میں بکھرے ہوئے ان میں سے کچھ لوگ طرابلس کے نواح میں پھیلے ہوئے ہیں وہاں پر ایک پہاڑ ان کی طرف منسوب ہے جو دمر کے نام سے مشہور ہے اسی طرح قسطنطنیہ کے جہات میں زواغہ کا ایک قبیلہ آباد ہے ایک قبیلہ فاس کے نواح میں پایا جاتا ہے۔

مکناسہ اور بنی ورصطف کے حالات:...... ورصطف، جانا اور سمکان یہ تینوں بھائی ہیں ان کے تین بطون ہیں مکناسہ، ورتناجہ اور اوکتہ اور کتہ کو مکنہ بھی کہا جاتا ہے پھر بنو ورتناجہ کے چار بطون ہیں سدرجہ، مکسہ، مطاسہ اور کرسط سابق اور اس کے اصحاب نے ان کے بطون میں حناطہ اور فولالہ کا بھی اضافہ کیا ہے اسی طرح انھوں نے مکنہ کے بطون میں بن ورطنن، بنی ولانین، بنی مزین بنی برین اور ہی بوعال کو شمار کیا ہے۔

سابق اور اس کے اصحاب کے بقول مکناسہ کے بہت سارے بطون ہیں جن میں سے چند قابل ذکر ہے وصولات، بوحاب، بنو ورخلاس، بنو وردنوس، قیعارہ، نبعہ اور ورقطنہ۔

ورصطف کے تمام بطون مکناسہ کے بطون میں شامل ہیں ان کے مواطن وادی ملویہ پر ولان سے سجلماسہ کی بلندی یہ ساحل سمندر تک ہے ان میں سے بعض کے مواطن تزا اور لقول کے نواح کے درمیان بھی ہے ان کا سردار بنی ابایرون کا ایک شخص ہے جس کا نام محدول بن ناقریس بن فرادلیس بن دنیف بن مکناسہ ہے ان میں بہت سارے لوگ اندلس میں چلے گئے انھیں وہاں سرداری حاصل تھی ان میں سے شیعا بن عبدالاحد نے ۱۵۱ھ میں عبدالرحمن الداخل کے خلاف بغاوت کی اور اپنے آپ کو حسن بن علی کی اولاد سے شمار کر کے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دینے لگا۔

مصالہ بن حبوس نے منازل سے عبداللہ شبعی سے رابطہ کیا جو اس کے عظیم ترین دوستوں میں تھا تعبس نے اسکو مغرب کا حکمران بنایا تو مصالہ بن حبوس نے فاس، سجلماسہ کو فتح کیا جب اس کی وفات ہوگئی تو عبداللہ شبعی نے اس کے بھائی پر صلتین بن حبوس وتاہرت اور مغرب کی حکومت میں اپنا نائب مقرر کیا پھر وہ وفات پا گیا تو اس نے اپنے بیٹے کو اپنا قائم مقام بنایا چنانچہ وہ شیعہ مذہب سے منحرف ہو گیا۔

اور عبدالرحمن ناصر کی دعوت کو عام کرنے لگا اور اپنی جماعت میں سے بنی حرزہ کیساتھ مروانی حکومت پر اتفاق کر لیا پھر اندلس کی طرف کوچ کر گیا اور عبدالرحمن ناصر اور اس کے بیٹے کے دور حکومت بعض ریاستوں کا والی بنا اور ایک دفعہ تلمسان کا والی بھی بنا اس کے بعد کچھ عرصے کے بعد اس کی وفات ہوگئی وفات کے قبل اس نے اپنے بیٹے یصل بن حمید کو اپنا نائب مقرر کیا تو اس نے اپنے عم زاد کے ساتھ اموی حکومت کے زیر سایہ اس کے اموال سے بہت زیادہ فائدہ اٹھایا یہاں تک مظفر بن ابی عامر بن مغرب کی طرف گیا تو اس نے یصل بن حمید کو سجلماسہ کو حاکم مقرر کیا ایک طویل عرصے کے بعد مکناسی حکومت بنی ابی نزول میں تقسیم ہوگئی اور مکناسہ کی سرداری سجلماسہ کے بنی واسول بن مصلان بن ابی زول میں رہ گئی اور تازاہ تو سول، ملویہ اور ملیلہ کی جہات میں بنی مکناسہ کی سرداری ابن ابی الوافیہ بن نائل بن ابی الضحاک بن ابی نزول میں رہ گئی اسلام میں ان دونوں فریقوں کو حکومت اور سرداری حاصل تھی اس وجہ سے یہ بادشاہوں میں شمار ہوتے ہیں۔

بنی واسول کی حکومت اور مکناسی بادشاہوں کے حالات:...... سجلماسہ کے رہنے والے مکناسی اسلام کے آغاز ہی سے صفری خوارج کے

دین پر عمل پیرا تھے جیسے انہوں نے مغرب ائمہ سے ان دنوں سیکھا تھا جب یہ لوگ مغرب کی طرف آئے تو اسی مذہب پر پابند رہے ان دنوں مغرب کے اطراف میں میسرہ کا فتنہ بھڑک اٹھا جب اس مذہب پر چالیس آدمی اکٹھے ہو گئے تو انھوں نے حفاء کی اطاعت ترک کر دی اور عیسیٰ بن یزید اسود کو اپنا حاکم بنایا اس نے سجلماسہ کی حد بندی کر دی اور باقیماندہ مکناسہ بھی ان کے دین میں شامل ہو گئے تھوڑے ہی عرصے کے بعد وہ اپنے امیر سے ناراض ہو گئے اور اس کے احکامات میں نکتہ چینی کرنے لگے یہاں تک کہ ان لوگوں نے اپنے امیر کو باندھ کر پہاڑ کی چوٹی پر قید کر دیا اور ۱۵۵ھ میں وہ ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد یہ لوگ اپنے بڑے بڑے روساء میں سے ابوالقاسم سمکو بن واسول بن مصلان بن ابی نزول کی امارت پر متفق ہو گئے۔

اہل علم کی تلاش:......اس کے والد کو اہل علم سے بہت زیادہ انس تھا ان دنوں اہل علم کی تلاش میں سرگرداں شہر رسول میں گیا اور تابعین سے ملا اور عکرمہ مولیٰ ابن عباس سے ملا کر بہت زیادہ علم دین سیکھا اور اپنے وطن میں جا کر اپنی قوم کو عیسیٰ بن یزید کی بیعت پر آمادہ کیا تو اس کی قوم نے عیسیٰ بن یزید کے ہاتھ پر بیعت کر لی وہ ان کے امور کے ذمہ دار بن گئے یہاں تک کہ دس سال کے بعد ۱۶۷ھ میں اس کی وفات ہو گئی اس کا مذہب اباضی صفری تھا اس نے اپنے دور حکومت میں منصور اور بنی رباس کے مہدی کے لئے خطبے دیئے اس کی وفات کے بعد لوگوں نے اس کے بیٹے کو اپنا حاکم مقرر کیا ۱۹۴ھ میں لوگ اس سے بدظن ہو گئے اور اسے معزول کر دیا اور اس کی جگہ اس کے بھائی الیسع بن ابی القاسم اور کسہ بن منصور کو اپنا حاکم بنایا اس نے سجلماسہ کے بنی سور پر مسلسل ۳۴ سال حکومت کی اور یہ بھی صفری تھا اور کے دور حکومت میں اس نے سجلماسہ کو خوب ترقی دی اور کارخانوں اور محلات کے نقشے بنائے دوسری صدی کے وسط میں وہ ان محلات میں منتقل ہو گیا۔

اس کے بعد اس نے بلاد صفر پر قبضہ کر لیا اور عبدالرحمٰن بن رستم حاکم تاہرت کی بیٹی اردی سے اپنے بیٹے مدرار کی شادی کی جب ۲۰۸ھ میں اس کی وفات ہو گئی تو اس کا بیٹا مدرار حاکم بنا اس کا لقب منتصر تھا اس کے دور خلافت بھی بہت طویل تھی اس کے دو بیٹے تھے دونوں کا نام میمون بن مدرار تھا مگر دوسرے کا نام عبدالرحمٰن بن مدرار تھا بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ یہ دوسرا بیٹا ایک فاحشہ عورت سے تھا۔

اس نے اپنے باپ کے خاص بیٹا ہونے کا جھگڑا کیا اور دونوں بھائیوں کے درمیان تقریباً تین سال تک مسلسل جنگ ہوئی ان دونوں کے باپ کو ماغیہ کی امارت حاصل تھی اس کے دوسرے بیٹے نے اپنے باپ سے مقابلہ کر کے اس پر غلبہ حاصل کر لیا اور اسے پکڑ کر سجلماسہ سے باہر نکال دیا اپنے باپ کو معزول کر کے تھوڑے ہی عرصہ تک وہ حاکم بنا رہا مگر اس کے بدکرداری کی وجہ سے لوگ اس سے نالاں ہو گئے اور اسے امارت سے معزول کر دیا تو وہ درعہ کی طرف آ گیا تو لوگوں نے مدرار کو دوبارہ اپنا حاکم بنا لیا تھوڑے ہی عرصے کے بعد اس نے صاغیہ کی امارت اپنے بیٹے میمون بن مدرار کو دیدی یہ چونکہ عبدالرحمٰن بن رستم کی بیٹی سے تھا اس لئے لوگوں نے اسے معزول کر دیا اور میمون بن مدرار جو فاحشہ عورت کے بطن سے تھا اسے دوبارہ اپنا حاکم بنا لیا جو امیر کے نام سے معروف تھا۔

مدرار اور اس کے بیٹوں کی وفات:......۲۵۲ھ میں مدرار ۴۵ سال تک حکومت کرنے کے بعد فوت ہو گیا اس کے بعد اس کا بیٹا میمون بھی قلیل عرصے تک امارت کے امور سر انجام دینے کے بعد وفات پا گیا اس کے بعد اس کا بیٹا محمد حاکم بنا جو اباضی مذہب کا پیروکار تھا وہ بھی کچھ ہی عرصے کے بعد وفات پا گیا چنانچہ وہاں کے لوگوں نے الیع بن فتصر کو حاکم مقرر کیا جب اس نے خلافت کے امور کو سنبھالا تو عبیداللہ شیعی اور اس کا بیٹا ابوالقاسم اس کے دور حکومت میں سجلماسہ آئے تو المعتقد نے ان دونوں کے وہاں آنے پر اسے دھمکی دی چونکہ عبیداللہ شیعی اور اس کا بیٹا ابوالقاسم اطاعت میں تھا مگر پھر بھی اس نے المعتقد دھمکی کے رعب میں انھیں پکڑ کر قید کر لیا ابو عبداللہ شیعی نامی ایک شخص بنی اغلب پر غالب آ گیا اور اس نے رقادہ پر قبضہ کر لیا اس کے بعد وہ عبیداللہ شیعی اور اس کے بیٹے کی رہائی الیسع بن منتصر کے مقابلے پر گیا ادھر الیسع بھی مکناسہ قوم کو لیکر ابو عبداللہ شیعی کے مقابلے کے لئے میدان میں آیا مگر ابو عبداللہ شیعی نے اسے ایک عبرتناک شکست دیکر سجلماسہ کو فتح کر لیا الیسو بن منتصر کو پکڑ کر قتل کر دیا اس کے بعد ابو عبداللہ شیعی نے عبیداللہ شیعی اور اس کے بیٹے ابوالقاسم کو قید سے نکالا اور سجلماسہ کے باشندوں سے ان دونوں کے خلافت پر بیعت لی پھر عبیداللہ شیعی نے سجلماسہ پر ابراہیم غالب المراسی کو حاکم مقرر کیا اور خود افریقہ چلا گیا اس کے جانے کے بعد سجلماسہ کے امراء ابراہیم غالب المراس کے مخالف ہو گئے اور اسے اور اس کے تمام کتامی ساتھیوں کو ۲۹۸ھ میں قتل کر دیا۔

سجلماسہ کے امراء نے فتح بن میمون بن مدرار کو اپنا امیر مقرر کیا اس کا لقب میمون اور واسول تھا یہ اباضی مذہب کا پیرو کار تھا تیسری صدی کے آخر میں اس کی وفات ہوگئی تو اس کا بھائی احمد بن میمون حکمران بنا اس کے دور حکومت میں وہاں کے لوگ بہت ہی خوشحال تھے مگر مصالہ بن جوس نے کتامہ اور مکناسہ کی فوج کے ساتھ ۳۰۹ھ میں اس پر چڑھائی کردی اور مغرب پر قبضہ کرلیا اور سجلماسہ کو فتح کرلیا اور اس کے حاکم احمد بن میمون بن مدرار کو گرفتار کرلیا اس کے بعد مصالہ بن جوس نے اپنے عم زاد المعتز بن محمد بن ہارون بن سادر بن مدرار کو سجلماسہ کا امیر مقرر کیا ابھی اس نے حکومت سنبھالی بھی نہ تھی کہ اس نے داعی اجل کو لبیک کہا اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالمنتصر محمد بن المعتز حاکم بنا چنانچہ اس نے دس دن تک امور خلافت کو سرانجام دیا اس کے بعد اس کی وفات ہوگئی اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا المنتصر سمکو دو ماہ تک حاکم رہا اس کی صغرسنی کی وجہ سے اس کی دادی تدابیر امر کرتی تھی قلیل عرصے کے بعد اس کے عم زاد محمد بن فتح بن میمون نے اس کی حکومت پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کرلیا۔

بنوعبداللہ نے ابن ابی العاضیہ اور تاھرت کے فتنہ کی وجہ سے اس پر تباہی ڈالی۔ محمد بن فتح نے بنی عباس کی دعوت کے برخلاف لوگوں کو اپنی طرف دعوت دینی شروع کردی اور اہل سنت کے مذہب کو اپنا لیا اور خارجی مذھب کو خیر باد کہا یہاں تک شاکر باللہ کے لقب سے مشہور ہوگئے اور اپنے نام کا سکہ بنوایا جس کا نام الدراھم الشاکریہ رکھا۔

ابن حزم کا بیان ہے وہ بڑا ہی انصاف پسند بادشاہ تھا ایک مدت کے بعد بنوعبید نے اس سے جنگ کرنے کی تیاری کی اور فتنہ بھڑک اٹھا تو جوہر الکاتب المغر لدین اللہ کتامہ اور صنہاجہ اور ان کی فوجوں کے ساتھ بلاد مغرب میں چڑھائی کے لئے گیا ایک معمولی جنگ کے بعد سجلماسہ فتح کرلیا تو محمد بن فتح وہاں سے بھاگ کر تاسکرات کے قلع کی طرف آیا جو سجلماسہ سے چند میل کے فاصلے پر واقع تھا اور وہیں اقامت اختیار کرلی چند دنوں کے بعد لباس اور حیلہ بدل کر سجلماسہ میں آیا تو مصفر یہ اور ندریہ کے چند آدمیوں نے اسے پہچان لیا اور جوہر الکاتب کو محمد بن فتح کے سجلماسہ آنے کی اطلاع دی تو جوہر الکاتب نے اسے گرفتار کرلیا اور اسے حاکم فاس احمد بن بکر کے ساتھ قیدی بنا کر قیروان لے آیا۔

اہل مغرب ان دنوں شیعہ کے خلاف ہوگئے اور وہاں امیہ کی بدعت چل پڑی اور قبیلہ زناتہ نے حاکم المنتصر کی اطاعت اختیار کرلی اور انھوں نے سجلماسہ پر حملہ کر کے شاکر باللہ کی اولاد سے اپنا بدلہ لیا تو المنتصر باللہ نے ان کے اس کارنامے پر فخر کرنا شروع کیا پھر ابومحمد نے اس پر حملہ کردیا اور اسے پکڑ کر قتل کردیا اور خود اس کی جگہ حاکم بن گیا المعتز باللہ کو جب اس بات کی اطلاع ملی تو وہ ایک مدت تک خاموش رہا ان دنوں مکناسہ بہت کمزور ہو چکا تھا مگر زناتہ بلاد مغرب میں بہت زیادہ طاقتور ہوگیا۔

حرزون بن فلفول کی کامیابی: ...... یہاں تک کہ حرزون بن فلفول نے جو ملوک مغراوہ میں سے تھا سجلماسہ پر چڑھائی کردی تو اس کے مقابلے پر المعتز باللہ کو آگے بڑھایا حرزون بن فلفول اسے ایک بڑی شکست دی اور اسے قتل کردیا اور اس کے شہر اور مال و دولت پر قابض ہوگیا اور فتح کے خط کے ساتھ اس کے سر کو قرطبہ کی خدمت میں بھیجا تو منصور بن ابی عامر نے ایک گنبد میں اس کے لئے قبر کھودی اور دفن کردیا اور حرزون بن فلفول کو سجلماسہ کا حاکم بنایا تو اس نے ہشام کی دعوت کو سجلماسہ کے کونے کونے میں پھیلایا۔ یہ ہشام کی پہلی دعوت کو مغرب میں پھیلایا گیا تھا اور بنی مدرار اور مکناسہ کی حکومت مغرب سے عنقاء ہوگئی۔

مکناسہ کے ملوک تسول بنوابوالعافیہ کی حکومت کے حالات: ...... بنو مکناسہ، ملویہ کرلیف، ملیالہ تازا اور تسول کے نواح میں آباد تھے ان سب کی سرداری بنی ابو باسل بن ابی الضحاک بن ابی نزول کے ہاتھ میں تھی انہی لوگوں نے کرلیف اور رباط تازا کے شہر کو آباد کیا ایک طویل عرصے تک وہ اسی حالت میں رہے تیسری صدی کے آغاز میں ان کی سرداری مصالہ بن حبوس اور موسیٰ بن ابی العافیہ بن ابی باسل کو حاصل تھی اس کے دور حکومت میں ان کی قوت اور غلبہ زیادہ بڑھ گیا اور انھوں نے تازا کے اطراف سے الکامی تک کے بربری قبائل پر اپنا سکہ جمالیا۔ ان کے اور ادارسہ جو کہ مغرب کا ایک بادشاہ تھا کے درمیان کئی معرکے ہوئے اور یہ لوگ ان کے مضافات کے لوگوں کو بکثرت قتل کرتے کیونکہ ان دنوں مغرب میں ادارسہ کی حکومت کمزور ہو چکی تھی۔

جب عبیداللہ نے مغرب پر قبضہ کرلیا اور اس کی حکومت مضبوط ہوگئی تو یہ لوگ اس کے مددگار اور پیروکار بن گئے مصالہ بن حبوس کا شمار اس کے

مایہ ناز جرنیلوں میں ہونے لگا۔ عبیداللہ نے مصالہ بن حبوس کو تاھرت اور مغرب الاوسط کا حاکم بنادیا ۳۰۵ھ میں مصالہ بن حبوس نے مغرب اقصیٰ پر چڑھائی کردی اور فاس اور سجلماسہ پر غلبہ حاصل کرلیا تو یحییٰ بن ادریس جو فاس کا امیر تھا وہ وہاں سے بھاگ کر عبیداللہ کی اطاعت میں آ گیا تو عبیداللہ نے اسے فاس کی امارت دوبارہ سونپ دی حالد نے اپنے عم زاد موسیٰ ابوالعافیہ امیر مکناسہ کو تازا تسول اور کرلیف کی حکومت کے ساتھ ساتھ مغرب کے بقیہ مضافات اور شہروں کی امارت بھی سونپ دی۔

اور مصالہ بن حبوس قیروان کی طرف چلا آیا موسیٰ بن ابی العافیہ نے مغرب کی حکومت پر کنٹرول حاصل کرلیا جب اس نے حاکم فاس یحییٰ بن ادریس کے خلاف مدد کی تو وہ اس کے خلاف ہوگیا ۳۰۹ھ میں موسیٰ بن ابی العافیہ نے یحییٰ بن ادریس کو گرفتار کرلیا تو اس کی جمع پونجی کو ضبط کرلیا اور اسے اپنی عملداری سے بے دخل کردیا تو اس نے اپنے عم زادوں کے پاس بصرہ کی طرف کوچ کیا موسیٰ بن ابی العافیہ نے فاس پر ریحان کتامی کو حاکم مقرر کیا اس دوران بلاد مغرب میں ابن ابی العافیہ کی حکومت مضبوط اور طاقتور ہوگئی۔

۳۱۳ھ میں محمد بن قاسم بن ادریس نے فاس پر چڑھائی کردی وہ بڑا دلیر آدمی تھا اس نے اپنے نیزہ بازوں کو محفوظ مقامات میں چھپا دیا اور فاس میں اس وقت داخل ہوئے جب وہاں کے لوگ غافل تھے اور فاس کے امیر ریحان کتامی کو قتل کردیا وہاں کے لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

کچھ دنوں کے بعد محمد بن قاسم بن ادریس ابن ابی العافیہ سے جنگ کرنے کے لئے اس کی طرف پیش قدمی کی چنانچہ محض از اماد میں فاس اور تازا کے درمیان ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوئے جو اس زمانے میں وادی مطاحن کے نام سے معروف تھا پس دونوں لشکروں کے درمیان ایک سخت معرکہ ہوا اس جنگ میں ابن ابی العافیہ کا بیٹا منہال موسیٰ بن ابی العافیہ کا بیٹا مارا گیا اور جنگ ابن ابی العافیہ کے حق میں رہی محمد بن قاسم بن ادریس کی فوج شکست کھا کر فاس کی طرف بھاگا تو فاس کے عدوہ القرون کے عامل عامد بن حمدان نے اس سے خیانت کی اور ابن ابی العافیہ کو اطلاع دیکر اسے فاس میں آنے کی دعوت سی اور اسے شہر پر قبضہ دلا دیا۔

ابن ابی العافیہ نے بعد میں اندلس پر چڑھائی کردی اور غلبہ حاصل کرلیا وہاں کے عامل عبداللہ بن ثعلبہ بن محارب بن محمود کو قتل کردیا اس کی جگہ اس کے بھائی محمد کو حاکم مقرر کیا اور محمد بن قاسم کو طلب کیا محمد بن قاسم بن ادریس اپنے اہل وعیال کو چھوڑ کر فرار ہوگیا اور فصیل سے اترتے وقت گر پڑا تو اس کی پنڈلی ٹوٹ گئی وہ اندلس میں چند راتیں روپوش رہا اور پھر خفیہ طور پر مر گیا۔

ادھر حامد بن حمدان ابن ابی العافیہ کے سطوت سے ڈر گیا اور مہدیہ چلا گیا اس دوران موسیٰ بن ابی العافیہ فاس اور دیگر مغربی شہروں پر چھا گیا۔

ادارسہ کی جلاوطنی: ...... اس نے ادارسہ کو وہاں سے جلاوطن کردیا اور بصرہ کے نزدیک اسے اپنے قلعے میں جانے پر مجبور کردیا اور اپنے جرنیل ابوالفتح کو اس کے محاصرے پر مقرر کردیا اس کے بعد ابن ابی العافیہ نے اپنے بیٹے مدین کو مغرب اقصیٰ میں خلیفہ بنا کر تلمسان کی طرف روانہ ہوا اور عدوۃ الاندلس پر طول بن ابی یزید کو عامل مقرر کیا چند دنوں کے بعد محمد بن ثعلبہ نے اسے معزول کردیا اور تلمسان پر چڑھائی کر کے اس پر قبضہ کرلیا۔

جب مغرب میں خلیفہ ناصر کی دعوت پھیلی تو موسیٰ بن ابی العافیہ نے اس کی مقاربت اختیار کرلی اور شیعوں کی اطاعت چھوڑ کر ناصر کے لئے منبروں پر خطبہ دینے لگا کچھ عرصے کے بعد عبداللہ مہدی نے اپنے جرنیل حمید بن یصلت مکناسی کو موسیٰ بن ابی العافیہ کی طرف بھیجا چنانچہ حمید بن یصلت مکناسی نے اس کے حرم پر چڑھائی کردی تو موسیٰ بن ابی العافیہ نے مقام مخص سون میں حمید بن یصلت مکناسی سے مقابلہ کیا چند دنوں کی معرکہ آرائی کے بعد حمید یصلت نے ابن ابی العافیہ کو ایک عبرتناک شکست دی اور ابن ابی العافیہ تسول کی طرف فرار ہوگیا ابن ابی العافیہ کے شکست کی خبر سنکر اس کا جرنیل ادارسہ کے قلعے سے محاصرہ ختم کر کے فرار ہوگیا تو حمید بن یصلت مکناسی کے نوجوانوں نے ان کا تعاقب کر کے انھیں شکست دی اور ان کے اموال کو لوٹ لیا پھر حمید بن یصلت تیز رفتاری کے ساتھ فاس کی طرف روانہ ہوا وہاں کا عامل پہلے ہی فرار ہو چکا تھا حمید بن یصلت مکناسی نے حامد بن حمدان جو کہ اس کے اپنے جرنیلوں میں سے تھا کوفہ کا عامل مقرر کیا اور حمید افریقہ آ گیا اس نے مغرب پر اپنا سکہ جما لیا اس دوران عبیداللہ کی وفات کے بعد اہل مغرب شیعوں کے خلاف ہوگئے تو احمد بن بکر بن عبدالرحمن بن سہل جذامی نے حامد بن حمدان پر چڑھائی کر کے اسے قتل کردیا اور اس کے سر کو موسیٰ بن ابی العافیہ کی طرف بھجوایا حامد بن حمدان کے قتل کے بعد ابن ابی العافیہ دوبارہ مغرب پر غالب آ گیا۔

موسیٰ بن ابی العافیہ کی جلاوطنی:......کچھ عرصے کے بعد القاسم شیعی کے جرنیل میسور خصی نے بلاد مغرب پر چڑھائی کردی تو ابن ابی العافیہ اس کے مقابلے سے بھاگ کر قلعہ الکای میں پناہ لے لی تو میسور نے فاس جا کر اس کا محاصرہ کرلیا اور وہاں کے عامل احمد بن بکر کو معزول کر کے گرفتار کرلیا اور اسے مہدیہ کی طرف بھجوایا تو اہل فاس نے اس کے ساتھ خیانت کرنے میں جلدی کی تو اس نے اپنی سیکورٹی کے لئے حسن بن قاسم لواتی کو اپنا لیڈر مقرر کیا اور میسور خصی نے ایک مدت تک ان کا محاصرہ جاری رکھا یہاں تک کہ وہ صلح کے لئے رضامند ہو گئے انھوں نے بذات خود اطاعت اور خراج ادا کرنے پر راضی ہو گئے تو میسور خصی ان کے مذکورہ شرائط پر آمادہ ہو گئے تو حسن بن قاسم لواتی کو فاس کی ولایت پر قائم رکھا۔

اس کے بعد میسور ابن ابی العافیہ سے جنگ کرنے کے لئے گیا تو ان دونوں کے درمیان مڈبھیڑ ہوئی یہاں تک کہ میسور خصی اس پر غالب آ گیا اور اس کے بیٹے غوری کو گرفتار کرلیا اور اسے مہدیہ کی طرف جلاوطن کر دیا اور موسیٰ بن ابی العافیہ کو مغرب کی عملداری سے برطرف کر کے ملویہ اور وطاط کے موراء بلاد صحراء میں جلاوطن کر دیا۔ اور وہ قیروان کی طرف لوٹ آیا۔ جب وہ بارشکول کے پاس سے گذرا تو وہاں کے عامل کے پاس اظہار محبت سے تحائف لیکر گیا تو اس نے اس کی دولت چھین لی اور اس کی جگہ ابوالعیش بن عیسی کو حاکم بنایا۔

موسیٰ بن ابی العافیہ کی واپسی:......ان دنوں موسیٰ بن ابی العافیہ صحراء سے اپنی مغرب کی عملداری میں واپس آ کر اس پر قبضہ کرلیا اور اندلس پر ابو یوسف بن محارب ازدی کو حاکم مقرر کیا اس نے عدوۃ اندلس کو آباد کیا اور وہاں جو قلعہ ماط تھا موسیٰ بن ابی العافیہ نے اسے مزید مضبوط کرلیا اور ناصر سے مدد طلب کی تو اس نے اپنے جنگی بیڑے سے اسے مدد بھیجی تو اس نے تلمسان پر چڑھائی کردی چنانچہ ابوالعیش وہاں سے فرار ہو کر بارشکول میں پناہ لے لی بعد میں موسیٰ ابن ابی العافیہ نے بارشکول پر غلبہ حاصل کرلیا تو ابوالعیش وہاں سے بھی فرار ہو کر تکور چلا گیا وہاں اس قلعہ میں پناہ لی جو اس نے اپنی حفاظت کے لئے تعمیر کیا تھا موسیٰ ابن ابی العافیہ نے تکور چڑھائی کردی اور طویل عرصے تک اس کا محاصرہ کئے رکھا بعد میں وہ اس شہر پر غالب آ گیا اور صاحب عبداللہ دیع بن صالح کو بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا اور ان کے شہر کو تباہ و برباد کر دیا۔

پھر ابن ابی العافیہ نے اپنے بیٹے مدین کو ایک لشکر دیکر روانہ کیا تو اس نے ابوالعباس کا قلعہ میں محاصرہ کرلیا یہاں تک کہ ابوالعباس نے اس کے ساتھ صلح کرلی۔

مدین اور خیر بن محمد کی نا اتفاقی:......موسیٰ ابن ابی العافیہ مغرب اقصیٰ میں طاقتور اور مضبوط ہو گیا اور اس کی عملداری محمد بن حزر شاہ مغراوہ اور مغرب اوسط کے حکمرانوں کی عملداری کے ساتھ مل گئی انہوں نے اپنی عملداری میں دعوت اموی کو پھیلایا۔ اس کے بعد ابن ابی العافیہ نے اپنے بیٹے مدین کو اپنی قوم کا امیر بنا کر بھیجا تو ناصر نے اسکو اپنے بیٹے کی عملداری پر بھی حاکم بنا دیا ان کے درمیان ذاتی ناچاقیوں کی وجہ سے خرابی پیدا ہو گئی یہاں تک کہ دونوں جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گئے تو ناصر نے اپنے قاضی مقدر بن مسعد کو ان کے حالات کا جائزہ لینے اور ان کی نا اتفاقی کو دور کرنے کے لئے بھیجا تو ناصر کی مرضی کے مطابق یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچا۔

مدین کی وفات:......مدین کا بھائی بوری منصور کی فوج سے احمد بن بکر ضرامی عامل فاس کے ساتھ بھاگ کر مدین سے آ ملا اور احمد بکر بھیس بدل کر فاس چلا گیا اور وہاں اقامت اختیار کرلی اور وہاں کے مقرر عامل حسن بن قاسم لواتی پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر دیا۔ بوری نے اپنے بیٹے کی عملداری کو اپنے دوسرے بیٹے معتز کے ساتھ تقسیم کر دیا اور ناصر کی طرف چلا گیا تو ناصر نے اس کے بیٹے منصور کو اس کی عملداری پر حاکم مقرر کر دیا جب بوری کی وفات ہو گئی تو منصور اور ابوالعیش ناصر کے پاس گئے تو اس نے ان کی بہت آؤ بھگت کی جیسے وہ انکے باپ کے ساتھ کرتا تھا تھوڑے ہی عرصے کے بعد مدین کی بھی وفات ہو گئی تو ناصر نے اپنے بیٹے منقذ کو اس کی عملداری پر حاکم بنا دیا۔

بنی مغراوہ کی شان وشوکت:......پھر فاس اور اس کے مضافات میں بنی مغراوہ غالب آ گئے اور مغرب میں ان کی شان وشوکت بڑھ گئی ان کی عملداری مضبوط ہو گئی انھوں نے مکناسہ کو فاس کے اطراف اور مضافات سے بے دخل کر دیا تو وہ لوگ اپنے وطن میں چلے گئے اس کے بعد اسماعیل بن الثوری اور محمد بن عبداللہ بن مرین اندلس کی طرف گئے اور وہاں فروکش ہو گئے یہاں تک کہ واضح کے ساتھ منصور کے دور حکومت میں وہاں سے آ گئے

بڑھ گئے تو ان کے باغی ذری بن عطیہ نے سر اٹھایا تو واضح اس کی سرکوبی کے لئے مغرب کی طرف گیا اور مغرب میں غلبہ حاصل کر لیا اور اس کو اپنے وطن کی طرف لوٹا دیا اس کے بعد مغرب اوسط پر ملکین بن زیری غالب آ گیا تو مغراوہ کے ملوکہ بن حزز نے اس پر غلبہ حاصل کر لیا چنانچہ وہاں مقیم ملناسہ بنی مزید کے مطیع اور فرمانبردار رہے اور اس کے مددگار بن گئے۔

فاتح یوسف بن تاشفین:......اسماعیل بن ثوری حماد کی ان جنگوں میں جو اس نے بادیس کے ساتھ کیں اس میں ہلاک ہو گیا تو اس کی حکومت موسیٰ کی اولاد میں وراثت کے طور پر چلتی رہی یہاں تک کہ مرابطین کی حکومت کا ظہور اور یوسف بن تاشفین مغرب کے مضافات پر غالب آ گیا چنانچہ قاسم بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن موسیٰ بن ابی العافیہ نے ان پر چڑھائی کر دی اور اہل فاس اور زناتہ سے مدد مانگی امدادی سفر میں مرابطین کی فوجوں سے جنگ کی اور ان کو شکست دی تو یوسف بن تاشفین نے اپنے مقام سے ان پر چڑھائی کر دی اور قلعہ فازاز کا محاصرہ کر لیا اور قاسم بن محمد نے ملناسہ اور زناتہ کی فوجوں کو شکست دی اور زبردستی فاس میں داخل ہو گیا پھر ملناسہ کے مضافات پر چڑھائی کر کے وہاں کے قلعے میں داخل ہو کر قاسم بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن موسیٰ بن ابی العافیہ کو قتل کر دیا۔

موسیٰ بن ابی العافیہ کی حکومت کی تقسیم اور منتقلی:......مغرب کی ایک تاریخ میں مذکور ہے کہ ابراہیم بن موسیٰ کی وفات ۴۰۵ھ میں ہوئی اس کے بعد اس کے بیٹے عبداللہ ابو عبدالرحمٰن کو حاکم بنایا گیا وہ ۴۳۰ھ میں فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے محمد کو حاکم بنایا گیا محمد کی وفات ۴۴۶ھ میں ہوئی تو اس کے بیٹے قاسم کو حاکم بنایا گیا ۴۶۳ھ میں لمتونہ نے اس پر حملہ کر دیا مغراوہ کے حکومت کے خاتمہ کے ساتھ ملناسہ کی حکومت بھی مغرب سے کافور ہو گئی ان کے مواطن میں کچھ لوگ جبال تازا میں آباد تھے اگر چہ حکومتوں نے ان کے ساتھ سخت قسم کا برتاو کیا لیکن یہ لوگ بڑے غیرت مند اور متحمل مزاج تھے انہیں حکومت کی مدد کرنے اور فوجوں کو جمع کرنے کے وقت بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ ان میں حمالیہ اور ملناسہ بھی تھے اس عہد میں یہ لوگ افریقہ اور مغرب اوسط کے نواح میں قبائل کے اندر منتشر ہیں، واللہ اعلم بالصواب۔

البرانس و ہوارہ:......سب سے پہلے ہوارہ کا ذکر عرب اور بربری نسابوں کی متفقہ رائے یہ ہے کہ ہوارہ ابرانس کے بطون سے ہے البتہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ یمن کے عربوں میں سے ہیں اور بعض دیگر لوگوں کا خیال ہیکہ ہوارہ قضاعہ کے بطن عاملہ میں سے ہیں کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہوارہ کا تعلق مسور بن سکاسک بن وائل بن حمیر کی اولاد سے ہے مسورہ بن سکاسک اس کا نسب یوں بیان کرتے ہیں کہ ہوارہ بن ادریغ بن ضنون بن المثنی بن مسور اس کے نزدیک ہوارہ صنہاجہ لمطہ کزولہ اور ہسکورہ سب کے سب بنو یزہل کے نام سے معروف ہیں مسوران سب کا جدِ اعلیٰ ہے جو البستر کی طرف گیا اور بنی زحیک بن مادیغیس الابتر کے ہاں اقامت اختیار کر لی۔

اس کے کل چار بھائی تھے او۔خرا، اداس اور نفوس انہوں نے اپنی بہن بصکی العرجار بنت زحیک کو اس نے بیاہ دیا تو اس کے مثنیٰ وسط پیدا ہوا تھوڑے ہی عرصے بعد اس کی طلاق ہو گئی تو ابن زعزاع نے اس سے شادی کی یہ مثنیٰ کے ماں کی طرف سے بھائی ہیں وہ سب اسی نام سے معروف ہیں مؤرخین کہتے ہیں کہ مثنیٰ بن مسور کے ہاں حبوز پیدا ہوا اور حبوز کے ہاں ریغ پیدا ہوا۔ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ریغ بن برنس اور اسی سے ہوارہ کے تمام قبائل پہنچائے جاتے ہیں مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ اس کا نام ہوارہ اس وجہ سے ہوا کہ منسور مغربی ممالک میں جب داخل ہوا تو اس نے کہا لقد تہورنا کہ ہم ہلاک ہو گئے لیکن میرے نزدیک یہ بناوٹی اور منگھڑت باتیں ہیں جسکی کوئی اصل نہیں اس کی وجہ سابق اور اس کے بربری انساب بیان کرتے ہیں کہ اداس بن زحیک کے تمام بطون ہوارہ میں داخل ہیں دراصل ہوارہ نے زحیک کو ام اداس کے پاس تربیت کے لئے چھوڑا اور زحیک ام اداس کے گود میں پروان چڑھا اور پہلے واقعہ کے مطابق زحیک ہوارہ کا جد ہے کیونکہ مثنیٰ اس کا جد اعلیٰ ہے اور ابن بصکی زحیک کی بیٹی ہے جو زحیک کی پانچویں پشت میں ہے چنانچہ وہ اسے کس طرح اپنی بیوی کے پاس چھوڑ کر مر سکتا ہے یہ بعید از عقل ہے، بربری نسابوں کے نزدیک دوسری بات پہلی بات سے اصح ہے۔

ہوارہ کے بطون:......ہوارہ کے بطون لاتعداد ہیں اور ان میں اکثریت بنو نبر کی ہے ہوارہ میں ایک شخص ادریغ بہت زیادہ مشہور و معروف ہے اس کی شہرت اور کبرسنی کی وجہ سے سب اسی کی طرف منسوب ہو گئے۔

ادریغ کے چار بیٹے ہیں ہوارہ مغر، قلدن اور مندران چاروں کے بھی بہت سارے بطون ہیں سفر کے بطون میں سے ماؤس، زمور کیاد اور مسوئی قابل ذکر ہے سابق مطماطی اوراس کے اصحاب نے مغر کے بطون میں کچھ مزید اضافہ کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ورجین منداسہ اور کرکودہ بھی مغر کے بطون میں قابل ذکر ہیں۔ قلدن کے بطون میں ضماسہ، ورصلیف، بیانہ اور دبل قابل ذکر ہیں اس طرح بطون مندر میں سے ملیلہ، سطط، ورفل اسیل اور سراقہ قابل ذکر ہیں بطون ہوارہ میں بنوکہلان اور ملیلہ اس کے بطون میں داخل ہیں بربری نسابوں کے بقول ہوارہ کے بطون میں عریان ورغہ، زکارہ مسلاتہ مجریس اور ورنیفن بھی ہیں سابق اوراس کے اصحاب کے نزدیک بنوکہلان اور ورجین مغر کے بطون میں داخل ہیں اس طرح بنی کہلان کے بطن سے بنی کسی، ورتا کسط، متبورہ اور ہمیوارہ ہیں۔

ہوارہ کے مواطن:......ہوارہ کی اکثریت اوران کے نسب میں داخل ہونے والے ان کے برانسی اور صمغری بھائیوں کے مواطن فتح کے آغاز سے طرابلس کے گردنواح میں مقام برقہ میں تھے جیسا کہ مسعودی اور الکبری نے ذکر کیا ہے ان میں سے کچھ لوگ ریگستان کو عبور کر کے جنگل کے علاقوں میں چلے گئے اور لمطہ سے بھی آگے چلے گئے جو ملمین کی قبائل میں سے ہیں وہ سب اپنے نسب ہسکارہ سے معروف ہیں اور واقعہ ارتداد اور اس کی جنگوں میں ان کے بہت سے کارنامے ہیں پھر خارجیت کے ظہور کے وقت بھی ان لوگوں نے خارجیت کے قیام کے لئے بہت زیادہ قربانیاں دیں بالخصوص اباضی خارجیوں نے بہت زیادہ قربانیاں دیں۔

عبدالواحد بن یزید اور عکاشہ فزاری کی شکست:......اباضی خارجیوں میں سے عبدالواحد بن یزید اور عکاشہ فزاری نے حنظلہ کے خلاف بغاوت کا علم بلند کیا اور فریقین کے درمیان گھمسان کی جنگیں ہوئیں بالآخر حنظلہ نے ۱۲۴ھ میں عبدالواحد بن یزید اور عکاشہ فزاری کو ایک عبرتناک شکست دی اور دونوں کو پکڑ کر کچھ عرصہ تک قید میں رکھا اور بعد میں قتل کر دیا۔

یزید بن حاتم کے خلاف بغاوت:......۱۲۶ھ میں یحییٰ بن فوناس نے یزید بن حاتم کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا یحییٰ کے پاس اس کی قوم کے بہت سارے دیگر لوگ اکٹھے ہو گئے، ساتھ ہی طرابلس کے امیر عبداللہ بن سمط کندل کو سمندر کے ساحل سے اس پر چڑھائی کے لئے بھیجا مگر یزید بن حاتم نے انھیں بری طرح شکست دی اور عام ہوارہ اس جنگ میں کثیر تعداد میں قتل ہوئے ان میں عبدالرحمٰن بن حبیب کیساتھ اس کے جرنیلوں میں سے مجاہد بن سلم بھی تھا۔ پھر ان میں کچھ شہرت یافتہ نوجوان طارق کے ساتھ اندلس گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔

ہوارہ کے باقی ماندہ لوگوں میں بنوعامر بن وہب تھے جو ملتونہ کے زمانے میں اس کی اولاد کا امیر تھا اس طرح بنی ذوالنون بھی تھے جو ان کے ہاتھوں سے علاقہ چھین کر اس پر قابض ہو گیا۔

ابراہیم بن اغلب پر چڑھائی:......۱۹۶ھ میں ہوارہ نے ابراہیم ابن غلب پر حملہ کر دیا طرابلس کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا پھر ابراہیم بن اغلب نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو ایک لشکر دیکر ان کے مقابلے کے لئے بھیجا تو اس نے انھیں شکست دی اور ان کا قتل عام کیا بعضوں کو جلاوطن کر دیا۔

تو وہ لوگ عبدالوہاب بن رستم کے پاس جمع ہو گئے عبدالوہاب بن رستم نے ان لوگوں کے لئے دارالامارۃ سے طرابلس تک ایک وسیع وعریض میدان آباد کیا ان لوگوں کے ساتھ نفوسہ کے قبائل بھی تھے۔ کچھ عرصے کے بعد ان لوگوں نے طرابلس میں ابوالعباس کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ اس کا باپ ابراہیم بن اغلب قیروان میں فوت ہو گیا۔ اس نے اپنے بیٹے کے لئے ایک وصیت نامہ لکھا چنانچہ ابوالعباس نے ان لوگوں کو صحرا دینے کی شرط پر صلح کی اس کے بعد عبدالوہاب بن رستم نفوسہ کی طرف آ گیا ان لوگوں نے اپنے لشکر کے ساتھ صقلیہ میں جنگ کی اور اس کو فتح کر لیا پھر ان لوگوں نے ابویزید النکاری کے ساتھ ملکر جنگوں میں بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے اس جنگ میں نمایاں طور پر کارنامے انجام دینے والا بنوکہلان تھا۔

اسماعیل منصور کی چڑھائی اور بنی کہلان کے متفرق قبائل کے مواطن:......تھوڑے ہی عرصے کے بعد ان کا امیر ابویزید النکاری فوت ہو گیا تو اسماعیل منصور نے ان پر حملہ کر دیا اور خوب قتل وغارت گری کی یہاں تک کہ بنوکہلان کے تذکرے ختم ہو گئے پھر بعد کی حکومتوں نے ان پر سختیاں شروع کر دی اور یہ لوگ ہر طرف سے ٹیکس گذار قبائل میں شمار ہونے لگے اس عہد میں ان میں سے کچھ مصر میں متفرق قبائل آباد ہیں جنھوں نے

اکراہ عبارہ اور سادبہ کو اپنا وطن بنالیا اور کچھ لوگ برقہ اور اسکندریہ کے درمیان آباد ہیں اور المثانیہ کے نام سے معروف ہیں۔

الحرہ جو سلیم کے بطون لہث سے ہیں یہ لوگ افریقہ کے ارض تلول تکبسہ، مزحاصہ اور باجہ میں سفر کرتے تھے اس دوران انھوں نے وہیں سکونت اختیار کر لی اور گھوڑوں کی سواری اور اونٹ جمع کرنے اور جنگیں کرنے اور قبائیلوں میں گرمی وسردی کا سفر کرنے کے لحاظ سے بنی سلیم کی چراگاہ تلاش کرنے والے عربوں میں شمار ہونے لگے ان لوگوں نے اپنی مادری زبان بربری کو فراموش کر دیا اور عرب کی فصیح زبان کو اپنا لیا قلیل عرصے میں یہ لوگ عربوں کے ساتھ اس طرح گھل مل گئے کہ کوئی شخص بھی ان کے اور عربوں کے درمیان فرق نہیں کر سکتا تھا۔

ان میں سب سے پہلے جو قبیلہ تبسہ کے قریب آباد تھا وہ قبیلہ ورنفین تھا اس عہد میں ان کی امارت یفرن بن حناش کی اولاد میں ہے ان سے قبل ان کی سرداری ساریہ کے پاس تھی جو بطون ورنفین میں سے تھا ان کے مواطن مزحاصہ اور تبسہ کے گردنواح میدان ہیں۔

ان کے مشرقی جانب ایک اور قبیلہ آباد تھا جس کا نام قیصرون ہے اور ان کی سرداری بنی مرض کے قبیلے سے ہے جو زعازع اور حرکات کی اولاد میں سے تھا ان کے مواطن محض آبہ اور ارنس کے نواح میں ہے ان کے ساتھ مشرقی جانب ایک اور قبیلہ آباد تھا جو نصروہ کے نام سے معروف ہیں ان کی سرداری الرمانہ کے گھرانے میں سلیمان بن جامع کی اولاد کو حاصل ہے۔

اس طرح قبیلہ دربہامہ کے مواطن تبسہ سے جامہ تک وہاں سے جبل زنجار سے ساحل تونس کے میدانوں تک ہے ان کے ساحل میں فیروس اور باجہ کے مضافات ہواز کا ایک قبیلہ ہے۔ جو بنی سلیم کے نام سے معروف ہیں۔

ان کے ساتھ نصری عربوں کا ایک بطن ہے جو ہذیل سے ہیں اور ان کا جداعلی مدرکہ بن الیاس ہے یہ لوگ حجازی وطن سے ہلالی عربوں کے ساتھ ان کے بلاد مغرب میں داخل ہوتے وقت آئے تھے انھوں نے افریقہ کے اس علاقے کو اپنا وطن بنالیا اور ہوارہ سے گھل مل گئے اس طرح ان میں ریاح کا ایک بطن تھا جو ہلال سے تھا وہ عتبہ بن مالک بن ریاح کی طرف منسوب ہیں اسی طرح ان کے ساتھ مرداس بنی سلیم کا ایک بطن تھا جو بنی حبیب کے نام سے معروف ہیں یہ لوگ دیگر ہوارہ کی طرح اس زمانے میں بھی ٹیکس گذار ہیں افریقہ کے بادشاہ نے ان پر ٹیکس کی تنخواہیں مقرر کی ہیں جو علاقے کے نمبرداروں نے مقررہ قوانین کے تحت خراج کے دفتر میں ان کے ذمے لگائی ہوئی ہوتی ہیں جب بادشاہ نے جنگ کے لئے افراد مانگے تو ان پر ضروری ہے کہ وہ بادشاہ لشکر میں افراد بھیجے جو بادشاہ کی چھاونی میں فوج کے جانے کے وقت حاضر ہوں ان کے روساء کی رائے اٹل ہوتی ہیں انھیں حکومتوں اور صحرائی لوگوں کے درمیان ایک مقام حاصل ہے

وہ طرابلس کے نواح میں سفر کر کے ہوارہ کے ساتھ رابطہ پیدا کرتے ہیں عربوں نے ان کو تقسیم کر دیا جب سے وہ حکومت کے سائے سے باہر آئے تو یہ ان پر غالب آگئے اور جزیہ کے لئے ان کو غلاموں کی طرف قابو کر لیا اور چراگاہیں تلاش کرنے اور جنگ کے وقت برہنہ اور رقلہ کی طرح کام لیتے ہیں۔ مجریس طرابلس کی ایک بستی زرنہ میں آباد ہے ہوارہ کی ایک قبیلہ طرابلس کے آخری دور حکومت سرت اور برقہ کے اطراف میں آباد تھے انہیں سراتہ کہتے ہیں ان لوگوں کو وہاں عزت وشرف حاصل ہے اور عربوں کے ٹیکس ان پر بہت تھوڑا ہے یہ لوگ عزت کے ساتھ جزیہ ادا کرتے ہیں اور یہ لوگ تجارت کے لئے مصر سکندریہ افریقہ کے بلاد اجریہ اور سوڈان میں بکثرت سفر کرتے ہیں۔

قابس اور طرابلس کے مقابل جو دو پہاڑ متصل ہیں عزبی جانب میں سب سے پہلے دمر سکینہ کا پہاڑ ہے جس پر لواتہ کی فوجیں آباد ہیں اور مغربی جانب سے کا پھیلاؤ فاس اور صفاقس تک ہے اور مشرق جانب نفوسہ کی قومیں آباد ہیں اس پہاڑ کی لمبائی سات دن کی سافت ہے اور مشرق میں اس کے ساتھ جبل نفوسہ مل جاتا ہے جہاں نفوسہ مغراوہ اور سدراتہ کی بہت بڑی قوم آباد ہیں اور وہ مغرب کی جانب تین دن کی مسافت پر ہیں اس کی لمبائی بھی سات دن کی سافت کے برابر ہے اس کے مشرق جانب سے جبل سلاتہ مل جاتا ہے اس پہاڑ کو ہوارہ کے قبائل سراتہ اور برقہ نے آباد کیا ہوا ہے یہ جبال طرابلس کا آخری پہاڑ ہے اور یہ پہاڑ ہوارہ نفوسہ اور لواتہ کے مواطن میں سے ہیں۔

اس پہاڑ کے ایک طرف خطاب ملوک زدیلہ اور برقہ ایک بہت بڑا شہر ہے اور زدیلہ ان کا دارالسلطنت ہے اسے زدیلہ بن خطاب کہا جاتا ہے ایک عرصہ کے بعد یہ شہر برباد ہو گیا تو وہاں کے لوگ کوچ کر کے خزاں آگئے جو بلاد صحراء میں سے ہے ان لوگوں نے اسے اپنا وطن بنالیا وہاں انھیں

بادشاہی اور حکومت حاصل تھی۔

قراموش الغزی الناصری کی آمد:...... تھوڑے ہی عرصے کے بعد وہاں قراموش الغزی الناصری آ گیا جو صلاح الدین ایوبیؒ کے تقی الدین کا غلام تھا اس نے خزاں کو فتح کر لیا اور وہاں کے عامل محمد بن خطاب بن یصلتن بن عبداللہ بن صنفل بن خطاب کو گرفتار کر لیا جو ان لوگوں کا آخری بادشاہ تھا قراموش الغزی الناصری نے اس سے اموال کا مطالبہ کیا مگر اس نے اسے اپنا دولت دینے سے انکار کر دیا تو قراموش الغزی الناصر نے اسے اس قدر سخت سزا دی کہ وہ ہلاک ہو گیا اس طرح ہوارہ کے بنی خطاب کے حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

بلاد مغرب میں ہوارہ کے قبائل:...... بلاد مغرب میں ہوارہ کے بے شمار قبائل آباد ہیں جن مواطن میں یہ لوگ رہتے ہیں وہ انہی کے نام سے مشہور ہو جاتا ہے فتوحات سے قبل انھیں جو عزت و شرف حاصل تھی وہ فتوحات کے بعد جاتی رہی اور وہ ہر طرف سے خراج ادا کرنے والے غلام بن گئے فتوحات سے قبل ان کی تعداد بہت زیادہ تھی مگر فتوحات کے بعد ان کی تعداد گنتی کے رہ گئے تو یہ لوگ وادیوں میں بکھر گئے مغرب اوسط میں ایک پہاڑ ہوارہ کے نام سے معروف ہے جس کا نام بطحاء ہے اس پہاڑ پر سراتہ اور ہوارہ کے دیگر بطون آباد ہیں ان کے امیر بنی اسحاق میں سے ہے۔

یہ پہاڑ ان سے پہلے بنی یلومین کے عملداری میں تھا مگر جب ان کی حکومت ختم ہو گئی تو ہوارہ نے اسے اپنا وطن بنا لیا ان کی سرداری بنی عبدالعزیز میں تھی پھر اس کے عم زادوں میں ایک آدمی اپنے اخلاق واطوار کی وجہ سے نمایاں ہوا تو اسے عامل بنایا گیا اس طرح ہوارہ کی سرداری بنی اسحٰق کی اولاد میں چلتی رہی۔

ان کے بڑے سردار محمد بن اسحاق نے اپنی طرف منسوب ایک قلعہ کی حفاظت کی تھی محمد بن اسحٰق کے بعد ان کی سرداری اس کے بھائی حیول نے دراثت میں حاصل کر لی بعد میں حیول کی اولاد میں سرداری منتقل ہو گئی یہاں تک کہ مغرب اوسط میں بنی عبدالواد کی حکومت آ گئی تو انھوں نے سلطان سے رابطہ قائم کیا اور اس کے قوانین کی پاسداری کرنے لگے ابوتاشفین جب بنی ورجین پر غالب آ گئے تو اس نے اپنے ملوک میں سے یعقوب بن یوسف بن حیون کو ان پر قائد مقرر کیا اور بنی ورجین پر ٹیکس عائد کیا یعقوب بن یوسف نے ان کے شہروں پر قبضہ کیا اور ان کے معزز لوگوں کو ذلیل کیا

بنی مرین کا مغرب اوسط پر غلبہ:...... جب بنی مرین مغرب اوسط پر غالب آ گئے تو سلطان ابوالحسن نے بنی عبدالواد کے لئے عبدالرحمٰن بن یعقوب کو عامل مقرر کیا اس کے بعد محمد بن عبدالرحمٰن بن یعقوب کو عامل بنایا گیا پھر اس کے قبیلے کی حالت بدتر ہو گئی تو وہ پہاڑوں پر چلے گئے ان دنوں بنی عبدالواد کی حکومت دوبارہ نمودار ہوئی اور بنی اسحاق کے اولادوں کی حکومت عنقاء ہو گئی۔

البرانس کے بطون میں سے ازداجہ، مسطاسہ اور عجیسہ کے حالات:...... ازداجہ جو وردا جی کے نام سے بھی معروف ہیں یہ البرانس کے بطون میں سے ہیں لیکن بربری نساب انھیں زناتہ میں سے شمار کرتے ہیں اور وزراجہ ہوارہ میں سے ہیں یہ دونوں الگ الگ بطون ہیں مغرب اوسط میں ان کے مواطن دہران کے اطراف میں ہیں جہاں انھیں بڑی اکثریت حاصل ہے انھیں فتن حروب میں بڑی عزت وشرف حاصل ہے مطاطہ بھی ان کے ساتھ شام ہیں بعض لوگوں کا گمان ہے کہ مطاطہ بھی انھیں بطن سے ہے اور یہ بات بھی مشہور ہے کہ وہ وزداج کے بھائی مطاس کا بھائی ہے۔ ان کے جوانوں میں قابل ذکر نوجوان شجرہ بن عبدالکریم مطاسی اور ابودیسم بن خطاب تھے ابودیسم ساحل تلمسان سے اندلس آیا اور وہیں اقامت اختیار کر لی۔

ازداجہ میں سے بنوشفق:...... ازداجہ کا ایک بطن بنوشفق تھا وہ دہران کے پڑوس میں آباد تھے یہ لوگ وہاں محمد بن ابی عون اور محمد بن عبدون کے ساتھ رہتے تھے چنانچہ ان لوگوں نے بنی سکن پر چڑھائی کر دی اور دہران پر قبضہ جما لیا یہاں تک کہ مبال تک دہران میں حکومت کی اور دعوت اموی کو خوب خوب پھیلایا مگر جب شیعوں کی دعوت ظاہر ہوئی اور عبیداللہ مہدی نے تاہرت پر قبضہ کر لیا تو اس نے کتامہ میں سے دواس بن موالاۃ کو وہاں کا عامل مقرر کر دیا اس طرح بربریوں نے بھی ان کی اطاعت اختیار کر کے شیعہ دعوت کو پھیلانے میں کردار ادا کیا تھوڑے ہی عرصے میں بنی سکن بھی ان کی دعوت میں شامل ہو گئے اور ان کی اطاعت قبول کر لی۔

محمد بن ابی عون کا فرار ہو جانا:...... جب بنی سکن نے بھی عبیداللہ مہدی کی اطاعت قبول کر لی اور شیعوں کی دعوت کو پھیلانے میں مصروف عمل

ہو گئے تو محمد بن ابی عون وہاں سے فرار ہو گیا اور دواس، صولات السحب اور معراق چلا گیا ایک عرصہ تک یہ جنگ کی چکی میں پیستے رہے بعد میں دوبارہ دواس کی حد بندی کی گئی اور وہاں کے مغز بن محمد بن ابی عون کو دوبارہ حاکم بنالیا تو وہ پہلے سے بھی اچھی حکومت بن گئی۔

ابوالقاسم بن عبداللہ کے زمانے میں محمد بن ابی عون نے یغمر اسن بن ابی سحمہ کو حاکم مقرر کیا تو بربریوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی تو ابن ابی العافیہ نے موقع پا کر مغرب اوسط پر چڑھائی کر دی لیکن محمد بن ابی عون اور ابوالقاسم میسور نے اس کا محاصرہ کر لیا انھیں ابن ابی العافیہ کو ایک عرصہ تک قید میں رکھا بعد جب وہ مروانی دعوت کے پیروکار بن گیا تو اس کو مغرب اوسط سے جلاوطن کر دیا۔

بربریوں کی بغاوت: ...... تھوڑے ہی عرصے کے بعد ابی یزید کا فتنہ پیش آیا تو بربریوں نے عبیدیوں کے خلاف بغاوت کر دی اور زناتہ کی پوزیشن مضبوط ہو گئی تو وہ بھی مروانیوں کے دعوت میں مصروف عمل ہو گئے۔

ازداجہ پر چڑھائی: ...... ناصر نے لیلیٰ بن ابی محمد نفزی کو مغرب کا حاکم بنا دیا پس ان محمد بن ابی عون اور قبیلہ ازداجہ کو اپنی اطاعت میں لانے کے لئے فریب کاری سے کام کیا کیونکہ ان دونوں قبیلوں کے درمیان مجاورت کی وجہ سے عداوت پائی جاتی تھی ازداجہ پر چڑھائی کر کے انھیں جبل کیدرہ میں محصور کر دیا پھر ان پر غلبہ حاصل کر کے ان کی جماعت کو منتشر کر دیا۔

پھر وہاں پر حملہ کر کے اس کو فتح کر لیا اور ان کے درمیان عداوت کی آگ بھڑکا دی اس طرح ان کی عملداری ختم ہو گئی اور ان کی سرداری اندلس میں چلی گئی یہ لوگ بھی وہیں جا کر آباد ہو گئے ان کے مزین میں حزرون بن محمد، منصور بن ابی عامر اور اس کا بیٹا مظفر مغرب کی طرف چلا گیا مگر قبیلہ ازداجہ ذلت ورسوائی کے ساتھ لیلیٰ بن ابی محمد کے سرکردگی میں رہنے لگے اور جزیہ قبیلہ عجیسہ کو بربریوں میں کثرت اور غلبہ حاصل ہے یہ صنہاجہ کے پڑوسی میں ان کے باقیماندہ لوگ اس عہد میں تیونس کے پہاڑوں میں آباد ہیں اور ان میں سے کچھ لوگ جبل قلعہ میں آباد ہیں ان کا فتنہ ابی یزید میں بہت بڑا کردار ادا کیا پھر جب منصور نے انہیں شکست دی تو انہوں نے کتامہ کے ایک قلعہ میں پناہ لے لی مگر منصور نے وہاں بھی ان پر چڑھائی کر دی اور قلعہ کی انیٹ سے انیٹ بجادی۔

حماد بن بلکین کی آمد: ...... منصور کے بعد حماد بن بلکین نے شہر بنانے کے لئے ایک جگہ تلاش کی اور اس نے اس ٹوٹے پھوٹے قلعے کا انتخاب کیا اور اس کی حد بندی کر کے اسے مزید وسیع کیا ایک عرصہ تک وہ شہر آل حماد کا دار الخلافہ کہلاتا رہا مگر جب عجیسہ کے ساتھ جنگیں ہوئی تو اس شہر کی رونق ختم ہو گئی اور ایک مدت تک عجیسہ اس شہر کو پُر رونق نہ بنا سکے انھوں نے کئی بار شہر کو آباد کرنے کی کوشش کی مگر ان کی کوشش رائیگاں جاتی رہی۔

ان کے بادشاہ پر اعیاض کو چڑھالائے اس نے تلوار سے ان کی خوب خاطر مدارت کی یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گئے اور قلعہ کو تباہ و برباد کر دیا اس کے بعد وہاں عملداری اعیاض کے ہاتھ میں آگئی جو ہلالی عربوں میں سے تھا مگر اب بھی بلاد مغرب میں عجیسہ کے بہت سارے قبائل پھیلے ہوئے ہیں۔

البرانس میں سے اوربہ کے حالات اور ان کا ارتداد وانقلاب: ...... تبری بربریوں میں جن بطون کو کثرت حاصل تھی ان میں سے ایک اوربہ بھی تھا یہ بڑی قوت اور طاقت والے تھے اور یہ اوربہ بن برنس کی اولاد میں سے ہیں۔ اس کے بہت سارے بطون میں جن میں سے کچھ یہ ہیں بجایہ، نفاسہ، بخذ، زہوجہ، مزجانہ، رغیوتہ اور دلقوسہ ہیں فتح کے موقع پر ان سب کا امیر ستر د بن رومی بن بارزت بن بزریات تھا اس نے ان کے درمیان پورے ۷۳ سال سرداری کی اور بعد میں اس کی وفات ہو گئی۔

اس کی وفات کے بعد ان کی سرداری کیلہ بن لزم اور بی ان کا سردار بنا جب ابن مہاجر تلمسان آیا تو اس وقت کیسلہ بن لزم اپنی اور بی فوجوں کے ساتھ مغرب اقصیٰ میں آیا ہوا تھا ان کے درمیان ایک معرکہ ہوا بالآخر ابن مہاجر نے کیسلہ بن لزم پر غلبہ حاصل کر لیا تو ابوالمہاجر نے دین اسلام قبول کیا تو ان لوگوں نے دین اسلام کو اختیار کر لیا اور مسلمان بن گئے تو اس لئے کیسلہ بن لزم کو معاف کر دیا گیا اور اس کے اصحاب کے کیساتھ حسن سلوک سے پیش آیا۔

عقبہ کی آمد: ...... یزید کے دور حکومت میں عقبہ تلمسان آیا تو ابوالمہاجر کے اصحاب نے اس سے کینہ رکھا اس کے باوجود ابوالمہاجر عقبہ کے ساتھ

حسن سلوک کے لئے آگے بڑھا لیکن عقبہ نے اس کے حسن سلوک کو ٹھکرا دیا اور مغرب پر چڑھائی کر دی اس کے ہر اول دستے کا سالار زہیر بن قیس بلوی تھا نرنجہ کے بہت سارے بربری جو اس کے ساتھ شامل ہو گئے تھے ان لوگوں نے زہیر کی قیادت میں جنگ کی چنانچہ اس جنگ میں انہی لوگوں کو فتح حاصل ہوئی۔

غمارہ کے امیر بلیان نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے لئے تحفے تحائف بھیجے اور اس کو بربریوں کی کمزوریوں سے آگاہ کر دیا عقبہ علاقوں اور شہروں کو فتح کرتا ہوا ساحل سمندر تک پہنچ گیا اس کے بعد ایک فاتح کی حیثیت سے کامیاب و کامران لوٹ آیا اس جنگ میں اس نے کیلہ بن لزم کو قیدی بنا لیا تھا عقبہ ہمیشہ اس کی توہین وتحقیر کرتا رہتا تھا ایک بار اس نے کیلہ کو حکم دیا کہ وہ اس کے سامنے بکری کی کھال اتارے لیکن کیلہ نے یہ کام اپنے غلاموں کو دے دیا عقبہ چاہتا تھا کہ یہ کام کیلہ بذات خود کرے تو اس نے اسکو ڈانٹ کر کہا کہ تم خود یہ کام کرو تو کیلہ غضبناک ہو گیا اور وہ بکری کی طرف لپکا جب وہ بکری میں ہاتھ گھسیڑتا تو اپنی داڑھی پر ہاتھ مل لیتا تو عرب کہتے اے بربری یہ کیا ہے تو وہ کہتا یہ مزدور کا کام ہے تو عربوں کے ایک شیخ نے ان لوگوں سے کہا کہ یہ بربری تمہیں دھمکیاں دیتا ہے جب ان باتوں کی اطلاع ابوالمہاجر کو ہوئی تو اس نے عقبہ کو اس بات سے روک دیا اور کہنے لگا کہ رسول ؐ عرب کے جابروں سے دوستی کے خواہاں تھے اور تو ایک ایسے آدمی کا قصد کرتا ہے جو اپنی قوم میں جابر اور عزت دار ہے اور شرک سے قریب العہد ہے۔

ابوالمہاجر نے عقبہ سے کہا کہ وہ کیلہ سے عہد لیکر چھوڑ دے اور عقبہ کو کیلہ کے انتقام سے ڈرایا مگر عقبہ نے ابوالمہاجر کی بات کو اہمیت نہ دی۔ چنانچہ جب وہ اپنی جنگ سے واپس لوٹا اور طنبہ پہنچا تو اس نے اپنے مقصد کے کامیابی پر یعنی ملکوں کو فتح کر کے اور بربریوں کو ذلیل وخوار کر کے رکھ دیا تو اس نے اپنی فوج کو قیروان کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا اور خود تھوڑی سی فوج لیکر تہودہ کی طرف چلا، تا کہ وہاں حفاظتی گروہ کو اتار دے فرنجہ نے جب یہ دیکھا تو اس نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور کسیلہ بن لزم سے اس بارے میں مراسلت کی اور اسے بتایا کہ یہ اس کے لئے ایک انتقام لینے کا بہترین موقع ہے کسیلہ بن لزم نے اس موقع کو بہت ہی قیمتی جانا۔

عقبہ اور اس کے اصحاب کی شہادت:...... کیلہ بن لزم نے اپنے عم زادوں پیرو کاروں اور بربریوں کو اس کے بارے میں اطلاع دی چنانچہ یہ سب لوگ متفق ہو کر عقبہ کے تعاقب میں چل پڑے یہاں تک کہ انھوں نے تہودہ مقام میں انھیں جالیا، بربریوں نے اپنے نیاموں کو توڑ دیا اور فریقین کے مابین ایک معرکۃ الاراء جنگ ہوئی عقبہ کے ساتھ تین سو کے قریب کبار صحابہ اور تابعین تھے ان بدبختوں نے ان سب کو بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا ان میں ابوالمہاجر بھی تھا وہ اور اس کے اصحاب کیلہ کے قید میں ہو گئے۔

آج تک الزاب میں عقبہ اور اس کے اصحاب کی قبریں موجود ہیں عقبہ کی قبر کو اونچا کر کے اس پر چونا گچ کر دیا گیا اور وہاں ایک مسجد تعمیر کی گئی جو عقبہ کے نام سے معروف ہے یہ جگہ مقدس مقامات میں شمار ہوتی ہے کیونکہ اس میں شہید ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کی قبریں موجود ہیں جن لوگوں کی مٹھی بھر دیئے ہوئے جو کے برابر کا ثواب کو کوئی شخص نہیں پہنچ سکتا۔ اس وقت قید ہونے والے صحابہ میں محمد بن اوس انصاری اور یزید بن خلف العیسی اور ان کی ایک جماعت کو فقصہ کے حاکم ابن المصادر نے بعد میں فدیہ ادا کر کے رہا کرا لیا چنانچہ یہ لوگ زہیر بن قیس کے ساتھ شامل ہو گئے اس نے انھیں امان دی اور یہ لوگ قیروان میں داخل ہو گئے زہیر بن قیس افریقہ میں مقیم باقی ماندہ عربوں کے پانچ سال کے لئے امیر بن گئے چند ہی دنوں کے بعد یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا سانحہ پیش آیا۔

زہیر بن قیس کی مروانیہ کے ساتھ مقام مرج راہط میں جنگ ہوئی اور الگ زبیر کی جنگیں بھی ہوئیں جس کی وجہ سے خلافت کمزور ہو گئی اور مغرب میں دوبارہ جنگ کی آگ بھڑک اٹھی اور زناتہ اور البرانس میں ارتداد پھیل گیا۔

عبدالملک بن مروان کی تخت خلافت:...... عبدالملک بن مروان کے دور حکومت میں اس نے اس فتنہ کو ختم کرنے کا عہد کیا اور بلاد مشرق سے فتنہ کی آگ کو ختم کر دیا ان دنوں زہیر بن قیس عقبہ کی شہادت کے وقت سے وہاں مقیم تھا عبدالملک بن مروان نے عقبہ اور اس کے ساتھیوں کا انتقام لینے کے لئے ایک منظم لشکر زہیر بن قیس کی طرف روانہ کیا چنانچہ زہیر بن قیس ہزاروں عربوں کو لیکر بربریوں سے دوبدو مقابلہ کرنے کے لئے ان کے

شہروں کی طرف جا پہنچا۔ ادھر کیلہ بن لزم نے زہیر کے مقابلے کے لئے بہت سارے بربریوں کو اکٹھا کر لیا قیروان کے نواح میں دونوں لشکر مد مقابل ہوئے اور ایک شدید جنگ کے بعد زہیر بن قیس نے بربریوں کو ایک ذلت آمیز شکست دی کیلہ اور بے شمار بربری قتل ہو گئے باقی بربریوں نے راہ فرار اختیار کی لیکن عربوں نے رماجنہ اور ملویہ تک ان کا تعاقب کیا بالآخر بربریوں نے قلعوں میں پناہ لی۔

اروبہ کو ان لوگوں کے درمیان عزت و شرف حاصل تھی ان کی اکثریت مغرب اقصیٰ کے شہروں میں آباد ہو گئے اور انھوں نے مغرب میں دلیلی شہر پر غلبہ حاصل کر لیا مگر اس عہد میں ان کا کوئی تذکرہ باقی نہیں رہا۔ قیروان فوجوں نے مغرب میں اپنا تختہ اقتدار جما لیا یہاں تک کہ محمد بن عبداللہ بن حسن بن الحسن نے منصور کے زمانے میں ان کے خلاف بغاوت کی لیکن اس کو مدینہ میں قتل کر دیا گیا پھر اس کے بعد اس کا عم زاد حسین بن علی بن حسن المثلث بن حسن المثنیٰ بن حسن البسط مکہ سے تین میل کے فاصلے پر مقام فخ میں قتل ہو گیا اور اس کے بہت سے ساتھی بھی مارے گئے۔

ادریس بن عبداللہ کی دعوت پر اتفاق:...... حسین بن علی بن حسن کی قتل کے بعد ادریس بن عبداللہ مغرب کی طرف بھاگ گیا اس وقت دلیلی میں ان کا امیر اسحٰق بن محمد بن عبدالحمید تھا اس نے ادریس کو پناہ دی اور بربریوں کو اس کی دعوت پر اکٹھا کیا۔ زوغہ، لواتہ مراتہ، غماۃ نفزہ، مکناسہ، غمارہ اور کافہ کے بربریوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اس کی فرمانبرداری کرنے لگے اس طرح بلاد مغرب میں اسکو مکمل طور پر حکومت حاصل ہو گئی اور اس طرح حکومت وراثت کے طور پر اس کے اولاد میں ایک طویل عرصہ تک چلتی رہی۔

البرانس کے بطون میں سے کتامہ کے حالات:...... بربری نسابوں کے نزدیک کتامہ، کتام بن برنس کی اولاد میں سے ہیں قبیلہ مغرب میں تمام بربری قبائل سے زیادہ جنگجو طاقتور اور حکومت میں زیادہ اثر انداز تھے۔ اور اسے کتم بھی کہا جاتا ہے بعض بربری نسابوں کا خیال ہے کہ یہ حمیر سے ہے یہ بات ابن کلبی اور طبری نے بھی بیان کی ہے ان کا پہلا بادشاہ فریقش بن صیفی تھا جو ملوک تبابعہ میں سے تھا اسی نے ہی افریقہ کو فتح کیا تھا اسلئے اس کا نام افریقش مشہور ہو گیا، کہا جاتا ہے کہ حمیر میں سے صنہاجہ اور کتامہ آج تک مغرب کے نواح میں پایا جاتا ہے لیکن ان میں سے اکثریت فتنہ ارتداد کے ختم ہو جانے کے بعد قسطنطنیہ کے اطراف میں بجایہ کی سرحدوں تک اور قبلہ کی جانب سے مغرب میں جبل اور اس تک پھیلے ہوئے ہیں ان کے مواطن میں قابل ذکر شہر ابکجان، سطیف، باغایہ اور فاس ہیں اور ونیکست، میلہ قسطنطنیہ سیکرہ قل اور ججیل اور اس سے سمندر کے کنارے تک بجایہ اور بونہ کے درمیان اس کے ساتھ پھیلے ہوئے ہیں۔

ان کے بطون میں سے بہت سارے غرسن اور یسودہ بن کم بن یوسف، البد، دنہاجہ اور متوسہ اور رسین یہ سب بنو یسودہ بن کتم کی طرف منسوب ہیں۔ مصالہ، قلان، ماوطن اور معاذ غرسن بن کتن کے بیٹے ہیں اور لہیفہ جمیلہ اور مسالتہ بنادہ بن غرسن کے بیٹے ہیں اس طرح لطایہ، اجانہ، غسمان اور ادباست تیطاسن بن غرسن کی اولاد میں سے ہیں اس طرح ملوسہ ایان بن غرسن بن غرسن سے ہیں۔ کتامہ میں سے بنو یستیتن، ہشتیوہ، مصالہ اور بنی قسطنیہ ہے ابی حزم نے ان تمام بطون کو شمار کیا ہے اور پہلی روایت کے مقابلے میں یہ روایت اصح ہے۔

ابن الرقیق کی روایت:...... مغرب اقصیٰ کے ان بطون میں سے بہت سارے اپنے مواطن سے باہر ہیں مگر ملت کے ظہور کے وقت اور مغرب زیر قبضہ آ جانے تک یہ لوگ ہمیشہ وہیں پر ہیں ابن الرقیق کی تاریخ میں انھوں نے بیان کیا ہے کہ بلاد مغرب میں ان لوگوں کی اکثریت تھی اس وجہ سے وہاں کی حکومت نے انھیں کبھی بھی پریشان نہیں کیا مگر جب ان لوگوں نے شیعہ دعوت کے لئے اپنا کردار ادا کیا تو وہاں کی حکومت نے ان دنوں ان لوگوں کو بہت پریشان کیا اور تکلیفیں دی۔

المغز کی عملداری:...... جب کتامیوں نے مغرب پر غلبہ حاصل کر لیا تو انہوں نے بلاد مشرق پر چڑھائی کر دی اور اسکندریہ مصر اور شام پر قبضہ کر کے قاصر کی حد بندی کر دی المغز جو ان کا چوتھا خلیفہ تھا وہ وہاں جا کر فروکش ہو گیا اس کے ساتھ کتامہ بھی اپنے قبائل کے ساتھ قاصرہ جا کر رہنے لگا کچھ عرصہ میں وہاں ان کی حکومت مضبوط ہو گئی وہ وہاں خوشحالی اور تکبر میں ہی ہلاک ہو گئے البتہ ان ہم وطنوں میں جبل اور اس کچھ لوگ برائے نام وہاں رہ گئے تھے لیکن یہ لوگ ٹیکس گذار قبائل کے سوائے چند قبائل کے جو ٹیکس ادا نہیں کرتے تھے ان میں سے بنی زویدی اہل جبال جیمل اور زوادہ

اپنے اپنے پہاڑوں میں پناہ لئے ہوئے تھے۔

سدویکش اوران کے مواطن میں کتامہ کے بقیہ لوگوں کے حالات: ......یہ قبیلہ اس عہد قسطنیہ اور بیں اور ماضی میں ہمیشہ سدویکش کے نام سے معروف تھا ان کی بستیاں کتامہ کے مواطن میں قسطنیہ بجایہ کے درمیانی میدانوں میں ہیں ان کے بہت سارے بطون ہیں جن میں سے چند یہ ہیں سیلین، سکوال، طرسون، طرغیان، مولیت، بنی فتنہ، بنی لمایہ، کایارہ بجی زغلان، النورہ، بنی مزدان، وارسکن، بنی عیار، لماتہ، مکلاتہ اور ریفہ ہیں۔

ان تمام قبائل کی سرداری بنوسواد کو حاصل ہے جو ایک صاحب بصیرت جفاکش اور جنگجو تھا یہ تمام بطون اوران کے عیال ٹیکس گذار ہیں۔ سدویکش کے تمام قبائل کتامہ سے متنفر تھے کیونکہ ایک طویل عرصہ سے کتامہ پر رافضی مذاہب اختیار کرنے اور حکومتوں سے عداوت رکھنے کی وجہ سے نکیر کی جاتی تھی اسلئے یہ قبائل اپنے آپ کو کتامہ کی طرف منسوب ہونے سے اعراض کرتے تھے بسا اوقات یہ لوگ اپنے آپ کو مضر کے سلیم کی طرف منسوب کرتے مگر یہ نسبت درست نہیں درحقیقت یہ لوگ کتامہ کے بطون سے ہیں صنہاجہ کے مؤرخین نے ان لوگوں کا سلسلہ نسب کتامہ تک پہنچایا ہے اس بات کی شہادت اس وطن سے بھی ملتی ہے جسے انہوں نے افریقہ میں آباد کیا تھا۔

ان کے نسابین اور مؤرخین بیان کرتے ہیں اولاد سواق کا وطن بنی بوخضرہ کے قلعے میں تھا جو قسطنیہ کے نواح میں تھا وہیں سے نکل کر یہ لوگ دیگر جہات میں پھیل گئے اولاد سواق کا تعلق علاوہ سواق سے ہیں جو یوسف بن حمو بن سواق کی اولادوں میں سے ہیں اور اولاد سواق کو قبائل سدویکش پر سرداری حاصل تھی یہ سرداری توحدین کی حکومت کے ظہور تک قائم تھی ان کا سردار علی بن علاوہ تھا اس کی وفات کے بعد یہ منصب اس کے بیٹے طلحہ بن علی کو دی گئی اس کے بعد یحییٰ بن علی کو سردار بنایا گیا اس کے بعد مندیل علی اور عرات زین سردار بنا جو طلحہ بن علی کے رشتہ داروں میں سے تھا۔

سلطان ابویحییٰ کے خلاف بغاوت: ......اس صدی کے دسویں سال سلطان ابویحییٰ کی بیعت ہوئی تو ناز یر نے اسی اطاعت سے انحراف کیا اور بجایہ میں ابن خلوف کی اطاعت اختیار کرلی تو اس کے عوض میں اس کا چچا مندیل آگے آگیا پھر اس نے اولاد یوسف کے بدلہ میں ان سب کو سلطان ابو یحییٰ کی بیعت اور اطاعت کے لئے رضامند کرلیا اس کے بعد سلطان ابویحییٰ نے بجایہ پر چڑھائی کر کے اس پر غلبہ حاصل کرلیا اور ابن خلوف کو قتل کردیا اور اولاد یوسف غالب آگئی اور بنوعلاوہ سے جنگ کی اور انھیں وطن سے جلاوطن کردیا۔

چنانچہ اولاد علاوہ عیاض کی طرف آگئے جو ہلال کے قبائل میں سے تھے انہی کے قریب ایک پہاڑ پر آباد ہوگئے اس طرح سدویکش کی سرداری اولاد یوسف میں رہی اس عہد میں ان کے چار قبائل میں بنومحمد بن یوسف بن المھدی اور بنی یوسف، سید الملوک عباس عیسیٰ اور الستہ یوسف کی اولاد میں سے ہے ان کی ماں تاعزیزت ہے اس طرح اولاد محمد العزیزوں کی طرف منسوب ہے اور بجایہ کے نواح میں آباد ہیں۔

مہدی اور ابراہیم کی اولاد قسطنیہ کے نواح میں آباد ہیں اس عہد تک سرداری ہمیشہ ان چاروں قبائل میں رہی ہے کبھی کبھی وہ متفرق ہوجاتے اور کبھی کبھی اکٹھے ہوجاتے تھی بنو یوسف کی سرداری عبدالکریم بن مندمل بن عیسیٰ بن العدربن کے پاس تھی ان چاروں قبائل کے سب بطون سرداری کے لحاظ سے متفرق اور آزاد تھے ان دنوں بنوعلاوہ جبل عیاض میں آباد رہی۔

بنومرین کا افریقہ پر غلبہ: ......جب بنومرین افریقہ پر غالب آگئے تو سلطان ابوعنان اولاد یوسف سے ناراض ہوگئے اوران پر موحدین کی طرف میلان رکھنے کی تہمت لگائی اور سدویکش سے سرداری لیکر مہنی کو دیدی جو ناز یر بن طلحہ کے اولادوں میں سے تھا وہ بنوعلاوہ میں سے تھا اولاد یوسف نے اسے قبول کرلیا تو اولاد علاوہ جبل عیاض سے اپنی جگہ پر لوٹ آیا ان دنوں ان کا سردار عدوان بن عبدالعزیز بن ردوق بن علی بن علاوہ تھا مگر جب اس کی وفات ہوگئی تو ان لوگوں کی سرداری کے لئے کسی اور کا انتخاب نہ ہوسکا۔

سدویکش کے بطون میں سے ایک بطن بعض قبائل پر سرداری کرنے میں بنوسواق کی مدد کرتا تھا وہ بنوملکلین میں سے ہیں ان کے مواطن سلطان ابو یحییٰ کی سلطنت میں ہیں اسی کو اپنی قوم پر سرداری حاصل تھی اور اس بطن کو خدمت میں بڑا مقام حاصل تھا۔ پھر اس کے بعد اس کا بیٹا امیر ابوحفص کی وفاداری میں سبقت لے گیا اور ہمیشہ اسی کے ساتھ رہتا تھا یہاں تک کہ بنومرین نے قابس پر حملہ کردیا تو اس نے بنومرین کے ساتھ جنگ کی چنانچہ سلطان

ابوالحسن نے مخالفت کی وجہ سے اسے قتل کر دیا تو اس کے منصب پر اس کے بیٹے عبداللہ کو بٹھایا گیا اس نے حسن وخوبی کے ساتھ سرداری کی اسے سلطان کی بارہ گاہ میں بڑا مقام حاصل تھا ایک طویل عرصہ تک اس منصب پر فائز رہا بعد میں اسّی سال کی عمر میں فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا محمد بن عبداللہ حکمران بنا۔

کتامہ کے بقیہ لوگوں میں سے بنی ثابت کے حالات :...... بطون کتامہ اور ان کے قبائل میں القل پر جھانکنے والے پہاڑ میں رہنے والے لوگ بھی ہیں جو اولاد ثابت بن حسن بن ابی بکر کی سرداری سے معروف ہیں جو کہ بنی تلیان میں سے تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ ابی بکر وہ جد ہے جس نے موحدین کے زمانے میں اس پہاڑ پر رہنے والوں پر ٹیکس عائد کیا تھا حالانکہ اس سے قبل ان پر کوئی ٹیکس نہیں دیتا تھا۔

جب صنہاجہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور موحدین افریقہ پر غالب آ گئے تو یہ ابوبکر خلیفہ مراکش کے پاس اس کی حکومت کے آغاز میں بھاگ گیا اور ۷۱۱ھ میں طرابلس کی حکومت ابن عمر کے مفاد میں تھی پس جب سلطان بجایہ پر قابض ہو گیا اور ابن خلوف قتل ہو گیا تو ابن عمر تونس سے پھر اپنی حجابت پر آ گیا۔

حسن بن ثابت فرحیرہ میں وطن کے ٹیکس کے خاتمہ کے لئے پڑاؤ کئے ہوئے تھا اس نے اپنی جانب سے پیغام بھیجا اور یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب جبل میں اس کی سرداری کے آخری ایام تھے یہاں تک کہ اس نے بنومرین کی حکومت کو پالیا اور اس کے بعد اس نے ابن عبدالرحمٰن کو حاکم بنایا اور فاس میں سلطان ابوعنان کے پاس گیا اور جب سلطان ابوالعباس نے افریقہ میں نئے سرے سے اپنی حکومت قائم کی تو وہ ان پر غالب آ گیا اور ان کی سرداری کے تمام نشانات کو مٹا دیئے اور انہیں اپنی فوج اور نوکروں میں شامل کر دیا اور جبل میں اپنے عمال کو مقرر کر دیا، کیونکہ جبل اس کے ماتحت تھا اور اس کا ٹیکس سوالیوں اور قسنطنیہ میں اس کے پڑوس میں رہنے والی فوج کو ادا کیا جاتا تھا۔

اور کتامہ کے باقی ماندہ دیگر قبائل تدلس کے پہاڑیوں میں رہتے تھے اور یہ لوگ ٹیکس گذار لوگوں میں شمار ہوتے تھے اور ان میں سے بنی سنن ایک قبیلہ جبل قبلہ میں جبل پر اس میں رہتا تھا اور ایک اور قبیلہ الہبط کی طرف نصر بن عبدالکریم کے پڑوس میں رہتا تھا اور دوسرے قبائل مراکش میں رہتے ہیں جو وہاں پر صنہاجہ کے ساتھ اترے تھے اور اس عہد میں کتامہ کا نسب حکومت میں ایک مشہور چیز ہے کیونکہ رافضہ اور کفر یہ مذاہب کے اختیار کرنے کیوجہ سے چار سو سال بعد حکومتوں نے ان سے ناواقفیت کا اظہار کیا ہے یہاں تک کہ انکا ہم نسب سردار کا یہ حال ہو گیا ہے کہ وہ اس سے فرار اختیار کرتے تھے اور دوسرے قبائل کی طرف منسوب ہوتے تھے۔ والعزۃ للہ وحدہ۔

بطون کتامہ میں سے زوادہ کا ذکر:...... یہ بربریوں کی بطون میں سے سب سے بڑا بطن ہے اور ان کے مواطن، کتامہ کے مواطن سے متصل ہیں اور اکثر لوگ انکے نسب سے واقف نہیں اور بربریوں کے عام نسابوں کے نزدیک یہ بنی سمکان یحییٰ بن ضریس سے ہیں اور وہ زواغہ کے بھائی ہیں اور ابن حزم اور اس جیسے محقق نساب نے انہیں بطون کتامہ سے شمار کیا ہے اور یہی بات زیادہ درست ہے اور مواطن اس پر سب سے زیادہ واضح دلیل ہیں۔

خاندان ابرانس میں سے صنہاجہ کے حالات:...... صنہاجہ بربری قبائل میں سے سب سے بڑا قبیلہ تھا اور اس زمانہ میں اہل مغرب میں انہی کی اکثریت تھی اس کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ اس زمانہ کے بعد بھی کوئی میدانی یا پہاڑی علاقہ ان کے قبائل سے خالی نہ تھا یہاں تک کہ بعض لوگوں نے یہ گمان کیا صنہاجہ بربری گروہ کا تیسرا حصہ ہے یہی وجہ ہے کہ انہیں امراء کے خلاف بدزبانی کرنے اور خرچ کرنے میں ایک شان حاصل تھی جس کا کچھ تذکرہ بربریوں کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے اور ہم اس جگہ بھی ان کے بارے میں کچھ بیان کریں گے اور ان کے نسب کے بارے میں یوں کہا جاتا ہے کہ یہ صنہاج کی اولاد میں سے ہیں جس کا اصل نام خاک ہے جو کہ مشتق ہے بالزای اور کاف سے جو جیم کے مخرج کے قریب ہیں اس لئے عربوں نے اس کو معرب کیا اور الف اور نون کے درمیان ھا زائد کر کے اسکو صنہاک اور پھر قاف اور جیم کے قرب کی وجہ سے صنہاج بنا دیا اور بربری نسابوں کے نزدیک یہ خاندان ابرانس میں سے ہیں جو برنس بن برکی اولاد میں سے ہیں، اور ابن کلبی اور طبری بیان کرتے ہیں کہ صنہاج اور کتامہ دونوں قبیلہ حمیر سے ہیں جیسا کہ کتامہ کے حالات میں پہلے بیان ہو چکا ہے اور طبری نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ وہ صنہاج بن رصوکان بن میسور بن الفند بن افریقش بن قیس میں سے ہیں۔

مزید وضاحت :......اور بعض اہل انساب کا خیال ہے کہ وہ صنہاج بن المثنی بن المنصور بن المصباح بن یحصب بن مالک بن عامر بن حمیر الاصغر ہے جو کہ سبا سے ہیں ابن النحوی نے انکے شاہی مورخین سے اسی طرح نقل کیا ہے اور حمیر کے انساب میں بھی انکا ذکر گذرا ہے اس طرح نہیں جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے (واللہ اعلم بالصواب)

اور بحر حال محققین، انساب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان کا نسب نامہ اس طرح ہے صنہاج بن زعراع بن کمتا بن سدد بن عولان بن رصین بن بیرین بن مکیلہ بن ھیوس بن حلحال بن شرو بن مصرایم بن حال اور جزول الصمط وھکسور کو صنہاج کا بھائی خیال کرتے ہیں جبکہ ان چاروں کی ماں تصکی ہے۔

اور یہ چاروں انہی کی وجہ سے مشہور ہیں اور انکی ماں کا نسب تصکی بنت زحنیک بن فاذعین ہے اور اسے العرجاء بھی کہا جاتا ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ چاروں قبائل ماں شریک ہیں (واللہ اعلم) اور قبیلہ صنہاج کی بہت سی شاخیں ہیں جیسے بلکانہ، انجفہ، شرطنہ، لمتونہ، مسوفتہ کدالہ، مندلہ، بنووارث، اوغ بنو تیس، ہیں اور پھر انجفہ کے خاندان بہت کثیر ہیں ہم انہی کو بیان کرتے ہیں۔

انجفہ :......بعض اہل نساب اپنی ہی کتب میں اس طرح نقل کرتے ہیں کہ انجفہ کے خاندان میں سے بنونروارت، بنومشتالہ اور علوانتہ، ہیں اور یہی قریب الی الصواب ہیں اور دیگر بربری مورخین نے بیان کیا ہے کہ ان کے خاندان ۷۰ ستر تک ہیں اور ابن کلبی اور ابن طبری اسی طرح بیان کرتے ہیں کہ ان کے شہر صحراء میں چھ ماہ کی مسافت تک پھیلے ہوئے ہیں۔

کچھ بقیہ قبائل کے بارے میں :......اور صنہاجی قبائل میں سے سب سے بڑا قبیلہ بلکانہ تھا اور پہلا بادشاہ اسی قبیلے کے مواطن وسط مغرب اور افریقہ کے درمیان واقع تھے جو کہ شہر میں ہے اسی لئے یہ لوگ شہری کہلاتے ہیں جبکہ مسوقہ، استونہ، کدالہ اور سرطتہ کے ٹھکانے صحراء اور جنگلات تھے اور یہی ان کے دیہاتی کہلانے کا سبب بنا اور یاد رہے کہ انجفہ کے خاندان الگ ہیں جو کہ اکثر صنہاجہ کے خاندان ہیں اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے دوستی تھی مگر ہم اس دوستی اور آشنائی کے سبب کو نہیں جانتے۔

ان کی نامور شخصیات :......اور حکومت اسلامیہ میں انکی نامور شخصیات میں سے ثابت بن وزریوں نمایاں تھے جس نے اموی حکومت کے خاتمے پر ابوالعباس السفاح کے زمانے میں افریقہ پر حملہ کیا جبکہ عبداللہ بن سکر دیرلک اور عباد صادق جو حماد بلکین کے جرنیلوں میں سے ہیں اور سلیمان بن علیان جو بادیس بن ملکین کے امام تھے اور بنوجدون حماد اور یہ شخص دراصل حمدون بن سلیمان بن محمد بن علی بن علیم ہے اور علاوہ ازیں ان میں میمون بن جمیل جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے غلام طارق بن زیاد فاتح اندلس کی بہن کا بیٹا انہیں نامور شخصیات میں سے ہیں۔

تنبیہ :......صنہاجہ کے دو طبقوں میں حکومت تھیں۔

ا۔ پہلا طبقہ:۔

بلکانہ کا، جو افریقہ اور اندلس کے بادشاہ تھے اور دوسرا طبقہ ملثمین کے مسوقہ اور لمتونہ کا تھا جو مغرب کے بادشاہ تھے جو مرابطین کے نام سے موسوم ہیں اور انشاء اللہ انکے نسب کا آئندہ ذکر ہوگا (واللہ اعلم)

صنہاجہ کا پہلا طبقہ اوران کی سلطنت :......اس طبقہ کے لوگ ملکان بن کرت کے بیٹے تھے اور ان کے مواطن مسیلہ سے حمرہ تک اور جزائر ملونہ اور ملیانہ تک جو زغبہ کے بنی یزید حصین اور العطاف کے مواطن میں سے ہیں اور مواطن الثعالبہ اسی عہد میں سے ہیں اور ان کے ساتھ صنہاجہ کے بہت سے خاندان تھے اور ان کے ساتھ وہیں پر تنان، انوغہ، بنوعثمان، بنومزغنتہ، بنوجعد، ملکان بنویطونہ، بنویفرون اور بنوخلیل کی اولاد تھی اور ملکانہ کی بعض اولاد بجایہ کی جھات اور نواح میں تھی اور ان سب میں اکثریت ملکان کی تھی اور اغالبہ کے دور میں بڑا مناد بن منقوش بن صنہاج الاصغر تھا جو خاک بن کرت بن صنہاج الاکبر ہے یاد رہے کہ مؤرخین اندلس میں سے ابن النحوی نے مذکورہ بالا نسب نامے کو اس طرح بیان کیا ہے اور بعض مغربی مؤرخین نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ عناد بن منقوش افریقہ اور مغرب اوسط کی دونوں جانب کا بادشاہ تھا اور بنی عباس کی دعوت کو قائم کرنے اور اغالبہ کی حکومت کی

طرف رجوع کرنے والا تھا۔

زیری بن مناد کی مغراوۃ، زناتہ سے لڑائی :.....مناد بن منقوش کے بعد اس کے بیٹے زیری بن مناد نے اپنے باپ کی سلطنت سنبھالی جو بربریوں کے بڑے بڑے بادشاہوں میں سے تھا زیری بن مناد اور زناتی مغراوۃ کے درمیان وسط مغرب کی جانب سے اس کا ہمسایہ تھا طویل جنگوں کا سلسلہ چلا لیکن زیری ہمیشہ مغراوۃ پر غالب رہا اور اس غلبہ کا سبب شیعوں کی معاونت تھی یہی وجہ ہے کہ جب افریقہ میں شیعوں کی حکومت منظم ہوئی تو زیری بن مناد نے جا کر ان کے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا اظہار کیا تا کہ یہ اس عظیم ترین معاونوں میں سے ہو جائیں۔

لیکن مغراوہ اور زناتہ نے ہمت نہ ہاری اور محنت کر کے انتہائے مغرب اور درمیان مغرب میں اپنی دعوت کا سکہ جمایا اور یہ لوگ اندلس کے مروانی بادشاہ کی طرف مائل ہوئے اور مروانی دعوت کو بھی قائم کیا۔

دریں اثنا شعلے ان کے درمیان میں بھڑک رہے تھے یہاں تک کہ زیری نے اقصی مغرب پر لشکر کشی کی اور یہ زمانہ المعز الدین اللہ کا تھا تو المعز جوہر الکاتب کو زیری بن مناد کے ساتھ رہنے کا حکم دیا جوہر الکاتب اس کی شانہ بشانہ مدد کرتا رہا اس کی مدد کے باوجود زیری کے قدم کچھ دیر کو اکھڑ گئے اور یعلی بن محمد الیفرنی کو غلبہ حاصل ہوا لیکن یہ غلبہ برقرار نہ رہ سکا کیونکہ ان کے درمیان پھوٹ پڑ گئی اور زناتہ نے اپنے ہی چہیتے یعلی بن محمد الیفرنی پر زیری کی طرف مائل ہونے کا الزام لگایا لیکن یہ بڑی چالاک قوم تھی کہ اس پھوٹ پڑنے کے باوجود بھی اپنے دشمن سے ہار نہ مانی اور مصروف جنگ رہے حتی کہ انکے حامیوں سے جوہر قاس بھی اس میدان میں نازل ہوا (یاد رہے وہاں کا حاکم احمد بن بکر جزاتی تھا) جوہر قاس بڑا ہی ہوشیار شخص تھا اس نے آ کر زیری بن عناد کا محاصرہ کیا اور یہ محاصرہ ایک لمبے عرصے تک چلا اور اس محاصرے میں زیری بن عناد کا چین وسکون کھو گیا اور اس محاصرے میں اسے بڑی مشقت اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا لیکن مشکلے نیست کہ آسان نہ شود مرد باید کہ حراساں نہ شود کے تحت زیری نے ایک رات جاگ کر گزاری اور اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر قلعے کی فصیل پر چڑھ گیا اور خوب لڑا جس کے نتیجے میں خاص اس کے ہاتھوں فتح ہوا یہ تو زناتہ کی کہانی تھی رہا مغراوہ یہ گروہ بڑا بہادر تھا غالب ہونا اور مغلوب کرنا خوب جانتا تھا۔ انکے حالات پر نظر ڈالنے سے پہلے زیری بن مناد کے کچھ کارنامے ذکر کرتے ہیں۔

زیری بن مناد کی اسماعیل بن منصور سے دوستی :......جب ابو یزید کا فتنہ اٹھا اور اسی دوران قیروان اور مہدیہ میں عبیدیوں کی حکومت قائم ہوئی تھی اور اس وقت زیری بن مناد، ابو یزید کے اصحاب اور انکی اولاد کو خوارج کے مقابلے میں لے گیا اور عبیدیوں کی مدد کے لئے ایک گروہ قیران میں بھیجا اور اس گروہ نے شہر اشیر میں جو دامن کوہ میں قلعہ بند ہونے کے لئے اس کی حفاظت کی جسے زمانہ یطرا کہتے تھے جہاں پر حسن کے مواطن ہیں اور اسماعیل منصور کے حکم سے وہاں پر ایک قلعہ بنایا گیا تھا شہر اشیر مغرب کے بڑے بڑے شہروں میں سے ایک تھا اس کے بعد اس کی حد بندی میں وسعت پیدا ہو گئی اور آبادی بھی زیادہ ہو گئی اور دور دور سے علماء اور تاجر وہاں آ گئے اور جب اسماعیل منصور نے ابو یزید سے قلعے کفالہ میں مقابلہ کیا تو زیری اپنی قوم اور اپنے ساتھ مل جانے والی بربری فوج کے ساتھ اس مقابلہ میں شریک ہوا اور اپنے دشمن پر غالب آ کر اسے خوب قتل اور زخمی کیا اور اسے فتح حاصل ہوئی، جب منصور نے اس کے ایثار کو دیکھا تو منصور نے اس سے آشنائی پیدا کی اور جب زیری مغرب سے واپس ہوا تو اسے قیمتی تحفے دیئے اور اسے اپنی قوم کا سردار بنایا اور اسے شہر اشیر میں محلات، منازل اور حمام بنانے کی اجازت مرحمت فرمائی اور اسے تاہرت اور اس کے مضافات کی حکومت بھی دی اور زیری ہمیشہ عبیدیوں کا مددگار رہا اور مغراوہ سے مقابلہ کرتا رہا۔ جبکہ اس نے اسی دوران حکومت کی نخوت اور بلندی کے لئے زناتہ کے ہاتھوں سے حکومت اور انکے اموال چھین لئے تھے۔

اور اس کے دور میں شہر الجزائر جو ساحل سمندر بنی نرغہ کی طرف منسوب ہے اور مشہور ملیانہ جو شلف کے مشرقی کنارے پر ہے اور ملد دحہ بھی اس کے کنٹرول میں تھے اور یہ صنہاج کا خاندان ہے زیری کی حکومت میں زیری کی ہمیشہ زناتہ اور مغراوہ سے ٹکر رہی اور حاکم متنصر بھی ان کے ساتھ مل گیا اور محمد بن خیر بن خزر جو کہ ان کے حامیوں میں سے ہیں اس نے زیری سے مقابلے کے لئے تیاری کی تو اس نے اس پر الزام لگایا کہ یہ غدار ہے اور وہ اپنی قوم میں زیری کی سرداری کے لئے کام کر رہا ہے خیر اس کے ہم وطن جمع ہوئے اور محمد بن خیر اور زناتہ نے بھی اس کے مقابلے میں لوگوں کو جمع کیا تا کہ خوب ڈٹ کر مقابلہ ہو سکے زیری نے ان سے ہر ایک مقدم کے مقابلے میں اپنے بیٹے بلکین کو بھیجا۔

بلکین اپنے باپ کی طرح بڑا ہوشیار آدمی تھا اس نے ان کے ساتھ کرنے سے قبل ہی مقابلہ کیا پس ان کے درمیان سخت جنگ ہوئی اور زناتہ اور مغراوہ کے قدم اکھڑ گئے اور میدان پر قابو نہ پاسکے یہاں تک جب محمد بن خیر کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا اور اسے اس بات کا علم ہوا کہ اسے فوج نے گھیر لیا ہے تو اس نے اپنی تلوار بوجھ ڈال کر خود کشی کرلی بعد ازیں زناتہ کی فوج بکھر گئی اور انہیں بقیہ دن مسلسل شکست سے دوچار ہونا پڑا، لیکن لڑتے رہے حتی کہ قتل کر دیئے گئے اور انکی ہڈیاں زمانوں تک انکے قتل ہونے کے مقامات پر عبرت کا سامان بنی رہیں اور ان کے گمان کے مطابق انہیں سے دس سے زیادہ امیر ہلاک ہو گئے اور زیری نے ان کے سروں کو قیروان میں المعز کے سامنے پیش کیا تو اسے بے انتہا خوشی ہوئی اور اس نے قیروان میں منتصر کی حکومت کی خواہش کی کیونکہ اس کی وجہ سے انکی حکومت کمزور ہوئی تھی۔

زیری کا حاکم جعفر پر غلبہ: ...... زیری اور صنہاجہ مغرب کے جنگلوں میں بڑھتے گئے اور مسیلہ اور احزاب کا حاکم جعفر بن علی تھا اس کا غلبہ ہو گیا اس کی سلطنت کے طویل وعریض ہونے کی وجہ سے خلافت کا مقام بھی ان کے ہاں بلند ہو گیا زیری نے مغلوب ہونے کے بعد ابن جعفر بن علی جیسا باصلاحیت آدمی دیکھ کر مسیلہ سے افریقہ کی حکومت دینے کے لئے بلایا جبکہ وہ قاہرہ جانے کا عزم کئے ہوئے تھا تو اسے شکایتوں کی بناء پر گھبراہٹ پیدا ہوئی یہاں تک کہ جب اس نے المعز کو اپنے بعض غلاموں کے ساتھ بھیجا تو جعفر کو اپنے متعلق اور بھی خوف پیدا ہوا اور وہ مسیلہ سے بھاگ کر مغراوہ کے ساتھ جا ملا مغراوۃ نے موقع غنیمت جانتے ہوئے اس کی قدر کی اور اس کے ہاتھوں میں اپنی حکومت کی باگ ڈور دے دی اور اس نے ان میں حاکم منتصر کے طریقے کو قائم کیا تو مغراوہ نے اس پر لبیک کہتے ہوئے عمل کیا۔

زیری کا سر مغراوہ کے امیر کے سامنے اور اس کی شکست: ...... زیری نے مغراوہ کے مضبوط ہونے سے قبل ہی ان سے گفت وشنید کی اور وہ انہیں جنگ کے لئے ساتھ لے گیا اور انہوں نے شدید جنگ کی اور زیری اور اس کے گھوڑے کبابہ کو شکست ہوئی اور اس کی حامی فوج کے قتل ہونے سے یہ شکست بڑی اہمیت اختیار کر گئی اور اس کے بعد زیری کے سر کو کاٹ کر اپنے اسراء کی ایک جماعت کے ساتھ حاکم مستنفر کے پاس قرطبہ بھیجا یہ اسراء اس کے اطاعت گزار اور اس کی بیعت کے حامی اور اپنی قوم کو اس کی مدد کے لئے جمع کرنے والے تھے اور اس جماعت کا سردار یحییٰ بن علی تھا جو کہ جعفر کا بھائی ہے یاد رہے کہ زیری اپنی حکومت کے چھبیسویں سال ۳۶۰ھ میں فوت ہو گیا۔

بلکین بن زیری کی سلطنت: ...... المعز بلکین بن زیری نے اس کے پیچھے آدمی بھیجا تا کہ حکومت کے بارے میں مزید گفتگو کی جائے لیکن بلکین زناتہ سے جنگ کرنے میں مصروف تھا بہر حال المعز نے اسے صقلیہ کے سوا افریقہ کی حکومت دیدی صقلیہ کی حکومت اس سے پہلے بنو ابوالحسین کلبی کے پاس تھی جبکہ طرابلس کی حکومت کا والی عبداللہ بن یخلف کتامی تھا اور اس نے بلکین کے بجائے اس کا نام یوسف رکھا تھا اور اس کی کنیت ابو الفتح رکھی۔ اور قاسن، سجلماسہ اور سرزمین الھبط پر بھی قبضہ جمالیا اور وہاں سے بنوامیہ کے کارندوں کو دھتکار دیا۔

پھر سجلماسہ میں زناتہ کی فوجوں سے جنگ کی اور اس نے مغراوہ کے امیر خزر کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور بلکین نے وہاں قدرے رعب جمالیا کہ وہاں کے بادشاہوں کو اپنے سامنے بنی یعلی بن محمد الیفرانی وبنی عطیہ بن عبداللہ خزرو بنی خلفلول بن کرو یحییٰ بن علی بن حمدول صاحب بصرہ کی طرف کر دیا اور وہ سب کے سب اپنے عساکر کے ساتھ جزیرہ حجراء کی طرف گئے اور بلکین نے قریبی بادشاہ زناتہ اور ان روساء کو جو خلفائے بنوامیہ کے پاس اندلس میں قرطبہ جاتے تھے حکم دیا کہ وہ مطیع ہو جائیں اور مسلمانوں کی سرحدوں سے رباط کے بغیر علاقے کو خلفاء کے انتظام میں دے دیا۔

آل زیری بن مناد کی حکومت کے گردش احوال: ...... جب المعز نے مشرقی جانب کوچ کیا تو اس نے اپنے پیچھے رہنے والے ممالک اور حاکموں میں غور وفکر کیا اور اس بات پر بھی غور کیا کہ وہ مغرب کی حکمرانی کسی شخص کو دیں تا کہ اسے امن وامان اور مضبوطی حاصل ہو، غور وفکر کے بعد جب المعز کو تشیع کی سچائی پر اعتماد ہوا اور اس بات پر یقین ہوا کہ انہیں اپنی حکومت کے سنبھالنے میں بھی خوب استقلال حاصل ہے تو اس نے بلکین بن مناد کو حکمران مقرر کر دیا۔

بلکین کا اپنے باپ کا بدلہ لینا: ...... اور جب زیری کے فوت ہونے کی خبر اس کے بیٹے بلکین کو ملی تو وہ زناتہ پر حملہ آور ہوا پس ان کے درمیان

شدید جنگ ہوئی یہاں تک کہ زناتہ کو شکست ہوگئی اور بلکین نے اپنے باپ اور اپنی قوم کا بدلہ لے لیا بعدازیں بلکین سلطان محمد سے مل گیا اور سلطان محمد نے بلکین کی حکومت کو اشیر اور مغرب کے دیگر مضافات میں خوب مضبوط کیا اور بلکین کے ساتھ سیلہ اور الزاب اور جعفر کی باقی ماندہ عملداری بھی شامل کردی جسکی وجہ سے بلکین کی حکومت مضبوط اور وسیع ہوگئی اس کی طاقت کو دیکھ کر اہل حصوص جو کہ اسی کے لشکر فراتہ ،ھووارہ ،نفرہ سے تھے بربریوں نے خوب خون ریزی کی حتی کہ وہ زناتہ کی تلاش میں مغرب میں گھس گئے پھر بلکین کے لوٹنے پر سلطان نے افریقہ کی حکومت پیش کی جب وہ ۳۶۱ھ میں آیا تو سلطان نے اس کی بہت عزت کی اور کتامہ نے خوب حسد کیا پھر جب اس کی طرف گیا تو اسے اپنا جانشین مقرر کردیا جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔

نوٹ: ملاحظہ ہو کہ یہ افریقہ میں آل زیری کی پہلی حکومت تھی

بلکین کا دھل جانا:.....اوران عساکر میں سے سمندر کی بہت سی قوموں کی فوجیں جمع ہوگئیں جوان عساکر کے ساتھ مل گئی تھیں اور سمندران کو جعفر بن علی بن حمدون حاکم مسیلہ کے محل میں لے آ گیا اور اسی جعفر کو بلکین سے جنگ کرنے پر مامور کیا اور مزید حوصلہ بڑھانے کے لئے اسے سواونٹ بوجھ مال سے مدد کی حتی کہ ملوک زناتہ نے آپس میں معاہدہ کیا اور اکٹھے ہوکر جعفر کے پاس آ گئے اور سبتہ کے باہر انکی جنگ ہوئی ، جزیرہ سے منصور کی فوجوں کی مدد بھی جلد انکے پاس پہنچی اور یہ بات بھی عین ممکن تھی کہ زناتی دوستوں کی مدد کے لئے جبرالٹر کے راستوں سے سمندر میں گھس جائیں جبکہ بلکین تیطاوریز پہنچ گیا تھا اور اس کے پہاڑوں پر چڑھ گیا تھا اور اس نے اپنی فوج سے راستے بھی بند کردیئے۔

یہاں تک کہ جب اس نے سبتہ کے باہر انکی فوجوں کو دیکھا تو دھل گیا اور بلکین نے سبتہ کو منتشرفہ سے بھی دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ ان کے پڑاؤ میں مسلسل مدد پہنچ رہی ہے تو بلکین بول اٹھا کہ یہ ایک اژدھا ہے جس نے ہماری طرف اپنا منہ کھول دیا ہے اور بلکین نے واپس جاتے وقت اپنے عقب پر حملہ کیا اور اس کا مقام اس کے پیچھے بہت بعید تھا تو بلکین بصرہ کی طرف واپس لوٹ آیا اور بصرہ کو تباہ کردیا اور یہ مقام ملک بن اندلس کا دار السلطنت تھا جہاں پر ایک عظیم عمارت تھی۔

پھر بلکین کے لئے آسانی ہوئی اور اس کے لئے برغواتی جہاد کا راستہ کھل گیا تو اس نے انکی طرف پیش قدمی کی اور ان سے جہاد کرنے میں مشغول ہوگیا اور ان برغوائیوں کے بادشاہ عیسیٰ ابن ابی الانصار کو قتل کردیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کرینگے اور ان کے قیدیوں کو بھی قیروان کی طرف بھیج دیا اور مغرب کے نواح سے بنوامیہ کی دعوت کا خاتمہ کردیا۔

زیری بن مناد اور اس کے بیٹے کا کارنامہ:.....زیری بن مناد کے بعد اس کے بیٹے بلکین نے اس کی حکومت اور اسے الادلۃ کے عظیم لقب سے نوازا۔ اور خلعت فاخرۃ (عظیم پوشاک جو بادشاہ کی طرف سے عزت افزائی کے لئے دی جاتی ہے) انعام میں دی۔ اور جھازوں پر اپنے مقربین میں سوار کروایا اور فوج اور مال میں اس کے حکم کو نافذ کیا اور عمال میں اسے مکمل دسترس عطا کی۔

المتعز کی بلکین کو تین وصیتیں:.....اور المتعز نے بلکین کو تین وصیتیں کیں کہ وہ بربریوں سے کبھی تلوار نہ اٹھائے یعنی ہمیشہ ان سے جنگ کرے اور نہ صحرائی لوگوں سے ٹیکس اٹھائے اور المتعز کے اہل بیت یعنی اس کے چیلوں کو کبھی پیٹھ نہ دے اور عزت واکرام میں کمی نہ کرے اور اس بات کا بھی وعدہ لیا کہ وہ اس بیماری کو ختم کرنے کے لئے اور امویوں کے تعلقات کو اس سے قطع کرنے کے لئے مغرب سے جنگ کا آغاز کریگا۔ ان وصیتوں کے بعد ۳۶۲ھ میں قاہرہ چلا گیا اور بلکین صفاقس کے نواح سے اس کو رخصت کرنے کے بعد واپس لوٹ آیا۔

بلکین کی مغرب سے جنگ:.....بعدازیں قصر معد میں جو کہ قیروان میں ہے نازل ہوا اور قیروان کی حکومت سے کمک حاصل کرنے کے بعد مغرب سے جنگ کا قصد کیا پس اس نے صنہاجہ کی فوج کے ہمراہ مغرب سے جنگ کی اور اپنی حد کراس کرتا ہوا مغرب کی طرف کوچ کر گیا اور مغرب اوسط کا حکمران ابن خزر اس کے آگے سجلماسہ کی طرف بھاگ گیا اور جب بلکین کو اہل قاہرہ کی بغاوت اور اس کے عاملوں کے نکالنے کی اطلاع ملی تو وہ تاہرت کی جانب گیا اور اسے تباہ و برباد کردیا پھر جب اسے معلوم ہوا کہ زناتہ تلمسان میں جمع ہوئے ہیں تو وہ انکی طرف گیا لیکن وہ اس کے آگے بھاگ گئے اور بلکین نے موقع غنیمت جانتے ہوئے تلمسان کا محاصرہ کیا حتی کہ وہاں کے رہنے والوں نے اس کی حکومت کو تسلیم کرلیا اور اس نے انہیں شہر

اشیر کی طرف منتقل کر دیا اور اسے معد کا خط ملا جس میں اسے مغرب سے آگے بڑھنے سے روک دیا گیا تھا لیکن اس خط کو پڑھنے کے بعد واپس ہوا اور ۳۶۷ھ میں بلکین ترار بن المغر سے اس بات کی چاہت کی کہ وہ طرابلس اور سرت بھی اس کی حکومت میں شامل کر دیں بلکین اسی کام کے لئے اس کے پاس گیا تو ترار بن المغر نے اس کی بات مان لی اوران مقامات میں اس کی سلطنت قائم کر دی گئی جبکہ عبداللہ بن یخلف کنامی کے وہاں سے کوچ کرنے سے قبل ہی بلکین کی حکومت قائم کی گئی تھی۔

بلکین کا مغرب کی طرف دوبارہ جانا: ...... پھر بلکین مغرب کی طرف چلا گیا اور زناتہ اس کے ہاں سے مفرور ہوئے بلکین نے اس کو نعمت جانا۔

منصور بن بلکین کی حکومت: ...... اور جب بلکین فوت ہو گیا تو اس کے غلام ذگبل نے اس کے بیٹے منصور کو اطلاع بھجوائی جو اشیر کا والی اور اپنے باپ کا ولی عہد تھا جس نے اس کے بعد صنہاجہ کی حکومت کی ڈور تھام لی اور صیرہ بن اقرا اور اسے عزیز نزار بن معد نے افریقہ اور مغرب کی حکومت بھی اس کے سپرد کر دی۔ اور منصور اپنے باپ کے طریقوں کا پابند تھا۔

اور اس نے اپنے بھائی ابوالبہار کو تاہرت اور دوسرے بھائی یطوف کو اسیر کا حکمران بنایا اور حکمران بناتے ہی اس کی شجاعت پرکھنے کے لئے ۳۷۶ھ میں اسے مغرب اقصیٰ کی طرف فوجوں کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے زناتہ کے ہاتھوں سے آزاد کروا کر واپس چلے اور اسے یہ خبر بھی ملی کہ زناتہ نے سجلماسہ اور فاس پر قبضہ کر لیا۔

یطوفت کی شکست: ...... یطوفت بڑے جوش وخروش سے زناتہ کی طرف گیا زیری بن عطیہ مغراوی جس کا لقب قرطاس تھا اور یہ فاس کا امیر تھا ان دونوں کے درمیان مقابلہ ہوا تو یطوفت کو شکست ہوئی اور اشیر کی طرف واپس آ گیا بعد ازیں منصور نے اسے مغرب کی جنگ سے دور کر دیا اور اسی حال میں ابن عطیہ بن خزرون اور بدر بن یلیلی نے اس کا استقبال کیا۔

پھر منصور بن بلکین رفادہ کی طرف گیا اور عبداللہ بن الکاتب کو جو اس کا اور اس کے باپ کا خادم وعامل تھا مسلسل شکائتوں کی وجہ سے مارا جس سے وہ شدید زخمی ہوا اور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ۳۷۹ھ میں فوت ہو گیا رقادہ کے ایک باشندے یوسف ابن محمد نے اس کی جگہ سنبھالی لیکن اس کے بھی مخالف خطوط کی وجہ سے قدم نہ جمے اور قتل کر دیا گیا اور اسی وجہ سے انکے درمیان خوب خونریزی ہوئی حتیٰ کہ رقادہ مطیع ہو گئے۔

اشیر کا نیا حاکم: ...... اور منصور نے اپنے کارندوں کو انکی طرف بھیجا تاکہ امن قائم ہو اور اپنے بھائی حماد کو اشیر کا حاکم جدید بنا دیا۔

لیکن زناتہ سے جنگ کی آگ ٹھنڈی ہونے کے بجائے مزید بھڑک اٹھی لیکن زناتہ میں سے سعید بن خزروں منصور کے پاس آ گیا اور ہمیشہ اس کا اطاعت گذار رہا یہاں تک کہ ۳۸۱ھ میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا فلفلول بن سعید حکمران بنا اور ساتھ ہی ابوالبہار بن زیری ۳۸۹ھ میں بغاوت کی تو منصور نے اس پر خوب چڑھائی کی تو ابوالبہار اس کے خوف کیوجہ سے مغرب کی طرف بھاگ گیا۔ لیکن منصور نے اہل تاہرت کی مدد سے اس کا مزید تعاقب کیا۔ یہاں تک کہ اس کی فوج ختم ہو گئی اور منصور کو واپسی کا مشورہ دیا گیا تو وہ واپس آ گیا۔

ابوالبہار کی مزاحمت اور صلح: ...... اور ابوالبہار شعلے کی طرح جل رہا تھا اپنی اس شکست کیوجہ سے یہاں تک کہ اس نے ابو عامر اندلس کو مدد کے متعلق پیغام بھیجا تو عامر نے فاس میں دعوت اموی کے نگران زیری بن عطیہ زناتی کو خط لکھا جو کہ زناتہ میں سے ہیں اور کہا کہ اس کے ساتھ ایک دفعہ احسان کیا جائے تو زیری نے اس کی مدد کی اور وہ دونوں ایک مدت تک ساتھ رہے ایسے تعلق کے ساتھ کہ جب بدر بن یلیلی نے جنگ کی تو ان دونوں نے اسے شکست دی اور فاس کے اردگرد کے مالک بن گئے پھر ۳۸۳ھ میں ان کے درمیان اختلاف پیدا ہوا تو ابولبہار اپنی قوم میں آیا اور سوچا کہ منصور سے صلح کے بغیر چارہ کار نہیں لہٰذا یہ منصور کے پاس ۳۸ ھ میں قیروان پہنچ گیا تو اس نے اس کی عزت افزائی کی اور انعام واکرام دیا اور اسے تاھرت کی حکمرانی دی پھر تین سال بعد ۳۸۵ھ میں منصور کی وفات ہو گئی۔

بادیس بن منصور کی سلطنت: ...... جب منصور فوت ہو گیا تو اس کی حکومت اس کے بیٹے بادیس بن منصور نے سنبھالی اور اس نے چچا یطوفت کو

تاہرت کی حکمرانی دی اور انہی فوج کو اپنے دو چچا یطوفت اور حماد کے ساتھ زناتہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا اور یہ دونوں کچھ زیادہ بہادر بھی نہ تھے جس کی وجہ سے زناتہ سے شکست کھا کر انکے آگے بھاگ گئے اور اپنی حکومت اشیر میں پہنچ گئے اور چونکہ بادیس بھی اپنے باپ کی طرح مضبوط انسان تھا ڈٹا رہا یہاں تک کہ ۳۸۹ھ میں زناتہ کے معروف آدمی زیری بن عطیہ کے مقابلے میں گیا اور پیچھے اپنے چچا یطوفت کو اشیر کا والی مقرر کیا لیکن افسوس کہ متعلقین میں سے ملکس، زادی، حلال اور معتز وعزم نے اس کی مخالفت کی اور یطوفت کی فوج کو لوٹ لیا اور کچھ انمیں سے منتشر ہو گئے تو ابولبہار جو کہ منصور کا قابل تعریف دوست تھا ان کے کارناموں کی وجہ سے بیزاری کرتے ہوئے پہنچا تو بادشاہ بادیس بن منصور کو فلفول بن سعید کے ساتھ جنگ میں مشغول پایا تو ابوالبہار نے حماد کو بنی زیری کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیج دیا تو ان دونوں گروہوں نے جو کہ بادیس کے ساتھ اور حماد کے ساتھ جنگ کر رہے تھے یعنی فلفول بن سعید اور بنی زیری نے آپس میں جوڑ پیدا کیا تو ان دونوں نے بھی اتحاد کا راستہ اختیار کیا اور بادیس حماد کی طرف آ گیا تو بادیس اور حماد نے فلفول بن سعید اور بنی زیری کو شکست دی اور ماکس کو باحمۃ الکلاب میں گرفتار کر لیا لیکن بادیس کو بھی اپنی اولاد کی قربانی دینا پڑی حتی کہ وہ بھی اسی جنگ میں قتل کر دیئے گئے جیسا کہ ابن حزم نے بیان کیا ہے اور انکی لاشوں کو جبل سنوہ میں لے گئے اور حماد نے مسلسل انکے ساتھ لڑائی کی اور ان سے اس شرط پر صلح کی کہ وہ اندلس سے جنگ کریں گے تو ۳۹۱ھ میں وہ عامر کے پاس چلے گئے۔

زیری بن عطیہ کی وفات:......اور زیری بن عطیہ مغراوی، ماکس کی وفات کے جو کہ اسی اثناء میں فوت ہوا تھا اس کے نو دن بعد مر گیا۔

بادیس جب مطمئن نہ ہوا تو اپنے چچا حماد کے پاس فلفول کی جنگوں میں مدد طلب کرنے واپس گیا تو اہل مغرب اپنے حکمران کی عدم موجودگی کی وجہ سے بہت پریشان ہوئے حتی کہ زناتہ نے فائدہ اٹھاتے ہوئے خوب فساد برپا کیا اور راہ گیروں کو بھی خوب نقصان پہنچایا اور مسیلہ اور اشیر کا بھی محاصرہ کر لیا جب بادیس نے یہ سب کچھ سنا تو اپنے چچا حماد کو انکے مقابلہ میں بھیجا اور خود ۳۵۱ھ میں اس کے پیچھے پیچھے گیا تو حماد نے اسوقت تک مغرب پر قبضہ کر لیا تھا اور زناتہ پر خوب خونریزی کی اور قلعہ شہر کی بھی حد بندی کی۔

پھر بادیس نے اپنے چچا سے یہ چاہا کہ وہ تحس اور قسطنطینہ کی حکومت میان جائے اور نفاعیہ کے حالات کا جائزہ لے لیکن حماد نے انکار کیا اور مخالفت بھی کی تو بادیس نے حماد کے بھائی ابراہیم کو متنطنہ کی طرف بھیجا لیکن اس نے بھی مخالفت کی تو بادیس نے ان دونوں پر چڑھائی کی پھر انکی تلاش میں شلف کی طرف گیا اور فوج کا کچھ حصہ بھی شلف میں انکی تلاش کے لئے اتار دیا اسکو اور فوج کو دیکھتے ہوئے بنو توجین بھی اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے اور اس کی مدد کے لئے کھڑے ہوئے اور ان کے امیر عطیہ بن داخلین اور بدر بن اغمان بن المعتز نے ان لوگوں سے بہت اچھا سلوک کیا لیکن حماد اور ابراہیم چونکہ مخالف تھے اسلئے ان دونوں نے داخلین کو قتل کیا اور انکے ساتھ کوئی رعایت نہ کی پھر بادیس نہر واصل واتسرسو، وکز ول پر اترا، تا کہ ان کو گرفتار کرے لیکن حماد قلعے کی طرف واپس آ گیا تو بادیس نے اس کا تعاقب کیا اور قلعے کے اندر ہی ان سے مقابلہ کیا اور زبردست کر لیا۔

بادیس کی وفات:......اس دوران بادیس اپنے اصحاب کے درمیان مصریہ کے مقام پر سویا ہوا تھا کہ اچانک ہی طبعت ساتھ چھوڑنے کی وجہ سے فوت ہو گیا اور یہ ۴۰۶ھ کی بات ہے۔

پھر اس کی فوج بادیس کو لکڑیوں پر اٹھا کر واپس لوٹے اس حال میں کہ افسوس اور ملال کی کوئی انتہا نہیں تھی۔

المعز بن بادیس کی سلطنت:......اور جب بادیس کی وفات کی اطلاع ہوئی تو اس کے آٹھ سالہ بیٹا المعز کی ساری فوج نے بیعت کی باوجود یکہ وہ چھوٹی عمر میں تھا، حماد اس کی کمی عمری کو دیکھتے ہوئے مسیلہ اور اشیر میں داخل ہو گیا۔

اور اپنی فوج کو جنگ کے لئے تیار کیا حتی کہ باغایۃ کا بھی محاصرہ کر لیا المعز نے اس خبر کے سنتے ہی ان پر چڑھائی کر دی اور باغایہ کو فتح کرتا ہوا آگے بڑھا یہاں تک کہ حماد نے اس کم سن بچے کے ہاتھوں شکست کھائی اور اس کی فوج بھی مطیع وفرمانبردار ہوگئی۔ المعز نے اس کے بھائی ابراہیم کو گرفتار کر لیا لیکن حماد بھاگ گیا اور حماد نے صلح کا پیغام بھیجا کہ ہم سے صلح کر لی جائے المعز اس شرط پر راضی ہوا کہ وہ اپنے بیٹے کو صلح کے لئے بھیجے گا۔

چنانچہ ۴۰۸ھ میں اس کا بیٹا القائد ابن حماد پہنچا اور صلح کی بہت پختہ امید کیساتھ آیا تھا المعز نے ان سے صلح کی اور حماد سے المسیلہ وطنہ اور انواب

مداشیر اور تاھرت اوراس کے علاوہ جو مغرب کے شہروں میں سے اس نے فتح کئے تھے چھوڑنے کے لئے کہا چنانچہ اسی طرح ہوا اور القائد بن حماد المعز دربار سے بہت سے انعامات لینے کے بعد رخصت ہوا، اورلڑائی ان کے درمیان بالکل ختم ہوگئی۔

زاوی کا استقبال اور کچھ دولت کے بارے میں:......المعز نے بہت شہرت حاصل کی یہاں تک کہ زاوی بن زیری بھی کھینچتا ہوا اس کے دربار میں حاضر ہوا اور یہ ۴۱۰ھ کی بات ہے المعز نے اس کا بڑی شان وشوکت سے استقبال کیا اور پیادہ پا چل کر اسکو سلام کہا اور اس کی مہمان نوازی کے لئے محلات کو مفروش کیا گیا اور اسے عظیم القدر انعامات دیئے گئے۔

المعز بہت مضبوط ہوا حتی کہ افریقہ اور قیروان میں اس کی حکومت مسلسل چلی اور یہ بربری افریقیوں کی سب سے بڑی خوشحال حکومت تھی۔

مال ودولت کی کوئی پرواہ نہ تھی خرچ کرنے کے بھی خوب کشادہ دل تھے ابن الرقیق نے ولائم، ہدایا والجنائز والعطیات وغیرہ کے ایسے حالات لکھے جو کہ ان کے متعلق بیان کئے گئے، واقعات کی تصدیق کرتے ہیں کہا گیا ہے کہ صندل کی ڈبیہ باغایۃ کے گورنر نے سواونٹ کا بوجھ مال دیکر خریدی تھی اور اورانکے بعض بڑے گھرانے اسقدر غنی تھے کہ عودھندی کو سونے کی کیلوں کے بدلہ میں لیتے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بادلیس نے اپنے زمانہ میں فلفول بن مسعود زناتی کو تیس اونٹ کو بوجھ مال اور اسی ۸۰ تخت دیئے تھے یہ صفاقس کی جانب بعض صاحلی عملداریوں کا عشر پچاس ہزار قفیر ہوتا تھا وغیرہ وغیرہ۔

المعز کی رافضیوں سے مخالفت:......اور جیسا کہ جنگوں کا بیان چل رہا تھا کہ المعز اور زناتہ کے درمیان جنگیں برپا ہوئی تھیں اور ان سب میں المعز کو غلبہ ہوتا تھا اس کی خاص وجہ المعز کا رافضی مذہب سے انحراف تھا اور وہ سنی مذہب کا پیروکار تھا پس اس نے اپنی حکومت کے آغاز میں اپنے مذہب سنی ہونے کا اعلان کیا اور رافضہ پر لعنت ڈالی پھر ایک انتہائی جوش میں اپنے گھوڑے تابہ پر سوار ہوا اور کہا کہ جو بھی رافضہ سے ملے گا وہ اسے قتل کردے گا چنانچہ اس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے نام پر مدد مانگی اور عوام نے اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے شیعوں پر حملہ کردیا اور انھیں بری طرح قتل کیا اور اس روز رافضہ کے داعی بھی قتل کئے گئے جس کیوجہ سے قاہرہ کے خلفاء غضبناک ہوگئے اور انکے وزیر ابوالقاسم جرجانی نے اس سے گزارش کرتے ہوئے مخاطب کیا لیکن المعز نے اس کے خلفاء پر تجاوز کیا یہاں تک کہ ان دونوں کے درمیان خوب لڑائی ہوئی اور المعز کے اس عدم رعایت کی وجہ سے ۴۴۰ھ میں متنصر کے عہد میں جو ان کے خلفاء میں سے تھا ان کے لئے دعا کرنا ختم ہوگیا اور متنصر اسقدر متشدد ہوا کہ المعز کے جھنڈوں کو جلادیا اور اس کا نام کپڑوں اور نقش ونگار اور سکوں سے مٹادیا۔

اور قائم بن قادر جو خلفائے بغداد میں سے تھا اس کے لئے دعا کی اور متنصر کے پاس قائم کا پیغام آیا اور داعی ابوالفضل بن عبدالواحد تمیمی کے ساتھ دوستانہ خط بھی آیا لیکن متنصر نے اسے بھی پھینک دیا۔

اور متنصر مغرب میں عبیدیوں کا خلیفہ تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جو ہلالیوں میں سے قرامطہ کے ساتھ تھے اور انھیں میں ریاح زغبہ اور اثبج تھے اور یہ کام اس کے وزیر ابومحمد الحسن بن علی الباروزی کی مشارکت سے ہوا اور متنصر اور اس کے حامیوں نے شہروں میں آکر راستوں اور بستیوں کو خراب کردیا یہ سب کچھ المعز کے اسقدر جوش کی وجہ سے ہوا کہ بعد میں اس سے سنبھالا بھی نہ گیا تو المعز نے اپنی فوجوں کو ان کے مقابلے میں بھیجا تو اس کو بھی شکست ہوئی اور جبل حدران میں المعز کی فوج سے خوب لڑائی ہوئی حتی کہ اس نے قیروان میں پناہ لی لیکن ان لوگوں نے اس کا بھی محاصرہ کرلیا اور اسے ایذا دینے لگے اور شہروں میں ان کا فساد کرنا اور رعایا کو مجبور کرنا بہت طویل ہوگیا۔ یہاں تک کہ افریقہ برباد ہوگیا۔

المعز کا زوال وعروج اور وفات:......جب المعز بالکل مجبور ہوگیا تو ۴۴۹ھ میں اپنے محافظ مونس بن یحیٰی الصزی امیر ریاح کے ساتھ قیروان سے نکلا اور اس کی حفاظت میں اس کی بیٹی سے نکاح کرلیا اور مہدیہ چلا گیا اور وہیں حالات کی سختیاں برداشت کرتا رہا اور بیکار پھرتا رہا اور اسی اثناء میں اس کا بیٹا تمیم بھی وہاں آیا پس وہ بھی اپنے باپ کیساتھ مقیم ہوا لیکن یہ بات یاد رہے کہ بادشاہ المعز کا یہ دور زوال کا تھا اور جنگیں چاروں طرف جاری تھی کہ رفتہ رفتہ اس کا زوال ختم ہوتا گیا اور ۴۵۳ھ میں اس کی وفات ہوگئی۔

نوٹ:......میرے گمان کے مطابق چونکہ المعز کا یہ بیٹا تمیم بن المعز اس نکاح سے پہلے کا ہے جو کہ اس نے مہدیہ آنے سے پہلے کیا اور غالباً یہ اس کے دوسری بیوی تھی۔

تمیم بن المعز کی حکومت:......المعز کی وفات کے بعد اس کی حکومت اس کے بیٹے تمیم نے سنبھالی اور عرب چونکہ پہلے سے جنگوں میں لگے ہوئے تھے اور افریقہ کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے یہاں تک کہ وہ افریقہ پر غالب آ گئے اور تمیم کے پاس صرف فصیل کے اندر کا علاقہ تھا مگر وہ ہوشیاری اور چالاکی سے ان کے درمیان مخالفت پیدا کروا دیتا اور ایک کو دوسرے سے لڑوا دیتا کہ اسی اثناء میں حمو بن ملیل برغواطی حاکم صفاقس نے اس پر چڑھائی کر دی تو تمیم بن معز نے اس کا بے جگری سے مقابلہ کیا لیکن عرب بھی چونکہ حمو بن ملیل سے کسی بات پر انتقام لینا چاہتے تھے لہٰذا وہ بھی حمو بن ملیل کے خلاف لڑے جس کی وجہ سے اسے شکست ہوئی اور یہ ۴۵۵ھ کا واقعہ ہے۔

حمو یہاں سے شکست خوردہ ہو کر سوسہ چلا گیا اور اسے فتح کر لیا پھر حمو نے اپنی فوجوں کو تونس کی طرف بھیجا تو انہوں نے ابن خراسان کا محاصرہ کرنے کا کارنامہ انجام دیا تو وہ امیر قابض اور اس کے مطیع ہو گئے۔

پھر حمو نے اور پیش قدمی کی اور انہی فوجوں کو قیروان کی طرف بھیجا لیکن وہاں پر المعز سے قائد بن میمون صنہاجہ حاکم مقرر تھا پس اس کی وہاں کامیابی نہ ہو سکی بلکہ ہوا دا سپر غالب آ گیا اور یہ مہدیہ کی طرف چلا گیا پس تمیم نے اس کی طرف فوجوں کو بھیجا تو حمو ناصر کے ساتھ جا ملا پھر چھ دن بعد حمو بن ملیل صفاقس واپس آیا تو اس کے لئے مہنی بن علی امیر زغبہ سے قیروان خرید لیا تو اس پر اور اس کے قلعے پر اسے ۴۷۰ھ میں حاکم بنا دیا اور اس دوران میں تمیم اور ناصر حاکم قلعہ کے درمیان جنگیں ہوتی رہیں اور ناصر کو عربوں کی حمایت حاصل تھی وہ بلاد افریقہ میں تمیم بن المعز کی فوج کو پامال کرنے کے لئے ناصر کو اس کے قلعے میں بلاتے تھے اور ناصر بعض اوقات افریقہ کے کسی شہر پر قبضہ کر لیتا تھا پھر عرب لوگ اس کے یہاں اس کے گھر پر آتے تھے یہاں تک کہ ۴۷۰ھ میں دونوں نے صلح کر لی اور تمیم نے اسے اپنی بیٹی دیکر اس سے رشتہ داری کر لی اور ۴۷۲ھ میں تمیم نے قابس پر حملہ کیا جہاں پر ماضی بن صنہاجہ اپنے بھائی ابراہیم کے بعد والی تھا تو تمیم نے اس شہر کا محاصرہ کر لیا اور پھر اسے چھوڑ دیا اور عربوں نے ۴۷۶ھ میں مہدیہ میں اس کے حاکم سے مقابلہ کیا تو اس نے عربوں کو شکست دی تو وہ قیروان میں داخل ہو گئے لیکن وہاں بھی مقیم نہ رہ سکے اور اس شہر سے نکال دیئے گئے اور اس زمانہ میں قیروان کا مالک نصری تھا جس نے ۴۸۰ھ میں مہدیہ پر فوج کشی کے لئے بھیجا اور وہاں پر تین سو کشتیوں اور تیس ہزار جانبازوں کے ساتھ اترے اور مہدیہ اور زویلہ پر غالب آ گئے مہدیہ اور زویلہ کے لٹنے کے بعد تمیم نے انہیں ایک لاکھ دینار دیکر مہدیہ کو ان کے قبضہ سے چھڑا لیا اور اس کی طرف واپس آ گیا بعد ازیں تمیم ۴۸۹ھ میں قابس پر غالب آ گیا اور قابس کو اپنے بھائی عمر بن المعز سے چھین لیا جس کی اہل قابس نے قاص بن ابراہیم کی موت کے بعد بیعت کی تھی تمیم اور آگے بڑھا اور ۴۹۳ھ میں صفاقس پر قبضہ کر لیا اور حمو بن ملیل وہاں سے نکل کر قابس آ گیا اور اسے لکی بن کامل الوہمانی نے پناہ دی یہاں تک کہ وہ وہیں پر مر گیا اور ریاح نے زغبہ اور افریقہ پر ۴۶۷ھ کے قریب غلبہ پا لیا اور یہ کافی پہلے کی بات ہے اور پانچویں صدی میں بطون ریاح میں سے اخضر نے تاجہ شہر پر غلبہ پا لیا۔

تمیم کی وفات:......اور تمیم بن المعز اپنی شان و شوکت کی انتہائی کرتا ہوا ۵۰۱ھ میں فوت ہو گیا۔

یحییٰ بن تمیم کی سلطنت:......اور جب تمیم بن المعز فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا یحییٰ والی بنا اور انکی سلطنت کا آغاز اقلیبیہ کی فتح سے ہوا اور اس پر ابن محفوظ باغی نے غلبہ حاصل کر لیا اور اہل صفاقس بھی محفوظ کے بیٹے ابوالفتوح کے باغی ہو گئے۔

تو تمیم نے ان کے اندر پھوٹ پیدا کرنے کے لئے ایک لطیف تدبیر اختیار کی کہ دوبارہ عبیدیوں کی اطاعت اختیار کر لی اور نصاری اور بحری بیڑوں سے جنگ کرنے میں اپنے عزائم کو صرف کر دیا اور ان چیزوں کے حصول میں حد درجہ کوشش کی اور فوجوں کو دارالحرب کی طرف لوٹا دیا۔

یہاں تک کہ نصرانیوں نے اسے سمندر کے پیچھے یعنی بلاد افریقہ جنوہ اور سہ دانیہ سے جری کا لقب دیا اور اس بارے میں یحییٰ کے کارنامے بہت روشن ہیں، اور اس کی وفات کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ۵۰۹ھ میں اچانک اپنے محل میں فوت ہو گیا۔

علی بن یحییٰ کی سلطنت:......اور جب یحییٰ بن تمیم فوت ہوگیا تو اس کا بیٹا علی بن یحییٰ حکمران بنا اہل صفاقس نے اس کا خوب خیر مقدم کیا اور ابی بکر بن ابی جابر جو کہ خفارہ میں سے ہے۔ اپنی فوج اور اپنے ہم پایہ عرب امراء کے ساتھ حاضر خدمت ہوا اور یہ صنہاجہ امراء عسا کر میں سے سب سے بڑا امیر تھا ان سب لوگوں نے اس سے بیعت کی بعد ازیں علی تونس کے محاصرہ کے لئے گیا تو تونس کے حاکم احمد بن خریان نے اس کی شان وشوکت سے مرعوب ہو کر اس کی اطاعت میں داخل ہوگیا تو علی نے جبل اور سلات کو فتح کیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی قوم کے گذشتہ امراء کے مقابلہ میں طاقتور تھا پس اس نے میمون بن زیاد صخری معاری کے ساتھ امراء عرب کی ایک فوج بھیجی تو انہوں نے اسے فتح کر لیا اور وہاں کے تمام لوگوں کو قتل کر دیا اور دستور کے کیمطابق مصر کے خلیفہ کا ایلچی پیغامات اور ہدایا کے ساتھ پہنچ گیا پھر ۵۱۱ھ میں وہفاس میں رافع مکن کے محاصرہ کے لئے گیا اور اس کے لئے قبائل بارغ نے جو بنی علی میں سے ہیں اور ریاح کا ایک بطن میں اپنے نام لکھائے جیسا کہ اسے رافع کے حالات میں بیان کرینگے پھر رجار حاکم صقلیہ کے درمیان محلات رجار میں جنگ چھڑ گئی اور رافع بن کامل اپنے بحری بیڑے کے ساتھ اس کی مدد کر رہا تھا جو علی بن یحییٰ نے بحری بیڑے سے کام لیا تھا اور جنگ کی تیاری کرنے لگا اور اسی اثناء میں ۵۱۵ھ میں فوت ہوگیا (واللہ اعلم بالصواب)

حسن بن علی کی سلطنت:......جب علی بن یحییٰ فوت ہوگیا تو اس کے بعد اس کا بیٹا حسن بن علی حکمران بنا جس کی عمر اس وقت بارہ سال تھی۔ اور اس کے غلام مندل نے اس کی حکومت کی ذمہ داریاں سنبھالی صندل کی وفات کے بعد اس کے غلام عوفق نے ذمہ داری سنبھالی، اور اس کے باپ نے رجار کے ساتھ خوف کے وقت مراسلت کی تھی جس میں اسے مرابطین ملوک مغرب سے ڈرایا گیا تھا کیونکہ ان کے درمیان مراسلت ہوتی رہتی تھی اتفاق سے احمد بن لیمون جو مرابطین کے بحری بیڑے کا سالار تھا اس نے صقلیہ سے جنگ کی اور اس میں سے ایک بستی کو فتح کر لیا اور اس کے باشندوں کو ۵۱۶ھ میں قیدی بنالیا اور ان کو قتل بھی کر لیا۔

پس رجار کو اس کا شبہ تک نہ ہوا کہ یہ سب کچھ حسن کی طرف سے ہے پس اس کے بحری بیڑے مہدیہ کی طرف آ گئے، اور اس کے سپہ سالار عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز اور جرجی بن مخائیل انطا کی تھے اور جرجی نصرانی تھا جو مشرق سے ہجرت کر کے آیا تھا، اور اس نے زبان سیکھی اور اس میں ماہر ہوا، اور شام میں انطاکیہ میں شائستگی حاصل کی پس تمتن نے اسے منتخب کر لیا اور وہ اس پر چھا گیا، اور یحییٰ اس سے مشورہ کیا کرتا تھا پس تمیم جب فوت ہوگیا، تو جرجی نے رجار کے ساتھ ملنے کے لئے حیلہ اختیار کیا اور اس کے ساتھ مل گیا اور اس کے ہاں صاحب رتبہ ہوا، جب اس نے مہدیہ کے گھیراؤ کا پختہ ارادہ کر لیا تو اس کو اس کی طرف محاصرہ کرنے کے لئے روانہ کر دیا، وہ تین سو کشتیوں کے ساتھ روانہ ہوا اور وہاں نصرانیوں کی بہت تعداد موجود تھی جن میں ایک ہزار سوار تھے اور حسن بھی ان کے ساتھ جنگ کرنے کی تیاری کر رہا تھا۔ اور اس نے جزیرہ قومرہ کو فتح کر لیا تھا اور مہدیہ کی طرف چلے اور ساحل پر ٹھہرے اور خیمے لگائے، اور قصر دھانین اور جزیرہ اعلس پر قبضہ کر لیا اور اسی جزیرہ میں بار بار جنگیں ہوئی یہاں تک کہ مسلمانوں نے ان پر غلبہ پالیا اور ان میں مسلسل خونریزی کرنے کے بعد صقلیہ واپس آ گئے، اور محمد بن لیمون جو مرابطین کا سپہ سالار تھا اپنے بحری بیڑے کے ساتھ پہنچا اور اس نے صقلیہ کے گرد ونواح میں فساد برپا کر دیا اور رجار نے جنگ کو دوبارہ مہدیہ کی طرف لوٹنے کا حکم دیا پھر یحییٰ بن العزیز کا بحری بیڑا مہدیہ کے محاصرہ کے لئے پہنچ گیا اور اس کی فوجیں خشکی میں اپنے سالار مطرف بن علی بن محمد ون فقیہ کے ساتھ پہنچ گئیں پس اس کے بعد حسن نے حاکم صقلیہ سے صلح کر لی اور پھر انہوں نے اس سے بحری بیڑے کی مدد طلب کی۔

حسن کا رجار سے استعانت کرنا:......اور حسن نے بھی رجار کے بحری بیڑے کی مدد طلب کی تو رجار نے حسن کو مدد دی اور مطرف اپنے علاقے کی طرف چل دیا۔

حسن کا مہدیہ پر مسلسل قبضہ اور رجار کی حسن سے بغاوت:......حسن نے مہدیہ پر قبضہ کئے رکھا تو رجار نے حسن سے بغاوت کر دی اور حسن سے جنگ کے لئے ابھر آیا اور وہ مسلسل غازیوں کو اس طرف روانہ کرتا رہا یہاں تک کہ اس کے بحری بیڑے کا سالار جرجی بن مناسل ۵۴۳ھ میں مہدیہ پر غالب آ گیا اور اپنے بحری بیڑے کی تین سو کشتیوں میں وہاں پہنچا۔ اور اس نے ان کی مدد کرنا چھوڑ دی اس لئے کہ وہ ان کی مدد کو آئے تھے۔ اور حسن کی فوج مدد خواہی کے لئے معزز بن زیاد کے پاس گئی، جو علی بن خراساتوس'' کے حاکم کا ساتھی تھا۔ مگر اسے کوئی دادخواہی نہ ملی اور مہدیہ

سے بالکل رہ گئے اور وہ وہاں سے چل پڑا اور لوگوں نے اس کا پیچھا کیا اور دشمن نے بغیر کسی رکاوٹ کے شہر پر قبضہ کرلیا۔

اور جرجی نے محل کو اسی حالت میں پایا جیسا کہ حسن نے اس کو چھوڑا تھا اور حسن نے چھوٹی موٹی چیزوں کے علاوہ کوئی چیز نہیں اٹھائی، اور شاہی دفاتر کو بھی چھوڑ کر گیا تھا پس اس نے لوگوں کو امان دی اور انہیں اپنی حکومت کے ماتحت رکھا اور بھگوڑوں کو ان کی جگہ واپس کر دیا اور بحری بیڑے کو صفاقس کی طرف روانہ کردیا اور اس نے اس پر قبضہ کرلیا اور حاکم صقیلہ رجار نے تمام علاقوں پر قبضہ کرلیا اور وہاں کے رہنے والوں پر جزیہ مقرر کردیا اور ان پر حکمران مقرر کردیا۔

پھر موحدین کے شیخ عبدالمومن جو کہ مہدیہ کے دور میں انکا خلیفہ تھا انکو کفار کے چنگل سے آزادی دلائی اور مہدیہ پر نصاریٰ کے قبضہ کے بعد حسن ابن یحییٰ ریاحی اھل عرب اور ان کے سردار محرز بن زیاد دفاعی جو کہ حاکم قلعہ تھا سے جا کر مل گیا لیکن وہاں اس کی کوئی ھمت افزائی نہ ہوئی چنانچہ اس نے مصر میں حافظ عبدالمجید کے ہاں آنا چاہا تو جرجی نے اسے اس بات کے لئے تیار کیا چنانچہ اس نے مغرب کی طرف رخت سفر باندھا اور بونہ چلا آیا جہاں پر حارث ابن منصور اور اس کا بھائی عزیز رہائش پذیر تھے۔

پھر وہاں سے قسنطینہ چلا گیا وہاں پر سبع بن العزیز رہتا تھا جو کہ بجایہ کے حاکم یحییٰ کا بھائی تھا اس کی طرف اس نے پیغام ارسال کیا کہ اسے الجزائر پہنچادے وہاں پر وہ ابن العزیز کا مہمان ٹھہرا تو اس نے اس کی خوب مہمان نوازی کی اور اسکو پڑوس میں رکھا یہاں تک کہ موحدین نے مغرب اور اندلس پر قبضہ جمانے کے بعد ۵۴۷ھ میں الجزائر کو بھی فتح کیا تو وہ وہاں سے فرار ہوکر عبدالمومن کے ہاں چلا گیا چنانچہ عبدالمومن اس کے ساتھ نہایت خوشدلی اور عزت سے ملا اور اس کو اپنے ساتھ شامل کرلیا اور اپنے ہمراہ پہلی جنگ میں انہیں بھی افریقہ لے گیا اور پھر ۵۵۰ھ میں دوسری جنگ میں بھی لے گیا، پس اس نے المھد وتہ سے فیصلہ کن جنگ لڑی اور کئی مہینے تک ان کو محصور رکھا اور بالآخر ۵۵۵ھ میں اسے فتح کرلیا اور حسن کو وہیں پر آباد کرلیا اور وحیش کی ساری جاگیر ان کو دے دی چنانچہ وہ وہاں پر آٹھ سال تک مقیم رہا پھر عبدالمومن کے بیٹے یوسف نے اسے بلالیا تو وہ اپنے تمام اھل وعیال کے ساتھ مراکش کی طرف چلا گیا اور بربریوں کے راستے میں تامستا میں ۶۳۶ھ میں خالق حقیقی سے جاملا واللہ وارث الارض ومن علیھا وھو خیر الوارثین ورب الخلائق اجمعین۔

بنو خراسان

صنہاجہ کے حالات اور صنہاجہ کی حکومت کے آغاز اور اموال گردش اور انجام:...... یاد رہے کہ جب عرب قیروان پر غالب آگئے اور المعز مشرف باسلام ہوا اور مہدیہ کی طرف کوچ کر گیا تو اس وقت افریقہ میں جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے اور مراحل عرب نے علاقوں اور عملداریوں کو تقسیم کیا چنانچہ بہت سے علاقوں مثلاً اھل سوسہ، صفاقش اور قابس نے آل بادیس کے بادشاہوں کے زیر تسلط رہنے سے انکار کردیا چنانچہ اہل افریقہ کی تمام عوام نے قلعہ بنی حماد کے بادشاہوں کے جانب کوچ کیا جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور تونس المعز کی حکومت سے کٹ گیا اور وہاں کا سردار ناصر بن علناس کے پاس چلا گیا تو اس نے اس پر عبدالحق بن عبدالعزیز بن خراسان کو حاکم مقرر کردیا، کہا جاتا ہے کہ وہ بھی اھل تونس سے تھا مگر زیادہ راجح بات یہ ہے کہ وہ دراصل قبائل صنہاجہ سے تھا چنانچہ اس نے ان کی زمام حکومت کو سنبھالا اور انہیں ان کی حکومت میں شامل کرلیا اور ان کے پاس گیا اور نہایت حسن سلوک سے ان سے پیش آیا، گردو پیش کے عرب کی تکلیفوں سے ان کو بچانے کے لئے مقررہ ٹیکس پر صلح کی اور تمیم مہدیہ سے ۴۵۸ھ میں اپنی فوج کے ھمراہ مغرب گیا اس کے ساتھ یقی بن علی جو کہ زغبہ کا امیر تھا وہ بھی تھا، پس انہوں نے چار مہینے تک تونس کا سخت محاصرہ کئے رکھا اور بالآخر ابن خراسان ان سے صلح کرنے پر آمادہ ہو گئے اور ان کی اطاعت کے لئے سر تسلیم خم کردیا

چنانچہ ان کو معاف کردیا گیا۔ اور اس کا بیٹا احمد بن عبدالعزیز اپنے چچا اسماعیل بن عبدالحق سے بہت زیادہ ذمہ دار اور ابوبکر سے قرابت کے لحاظ سے اس کی حکومت کو بہت عمدہ طریقے سے سنبھالنے والا تھا لیکن وہ اپنی جان کے خوف کیوجہ سے وہاں ٹھہرا حتیٰ کہ احمد سرداروں کی سیرت سے خروج کر کے تعلق کی طرف گیا اور اس نے انہیں خوب دبایا اور یہ بھی معلوم رہے کہ وہ بنی خراسان کے مشاہر رؤسا میں سے تھے اور اس کے کارناموں میں سے یہ

بھی ہے کہ اس نے چھٹی صدی کے آغاز میں بڑی ہوشیاری سے تونس کو اپنے ساتھ کر لیا اور اس کا مکمل کنٹرول کیا اور فصیلیں بنائی اور رستوں کی اصلاح کے لئے عربوں کو کام پر لگایا تو اس کی حالت بہت اچھی ہوگئی۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ علماء کا ہم نشین اور انکا محبوب تھا اور علی بن یحییٰ بن تمیم نے ۵۱۰ھ میں اس کا مقابلہ کیا اور اس پر تنگی کر دی اور اپنی غرض پورا کرنے کے لئے اسکو ہٹایا تو وہ ہٹ گیا پھر حاکم بجایہ عزیز بن منصور کی فوجوں نے اس کا مقابلہ کیا تو وہ اس کے مطیع بن گئے اور وہ مسلسل والی تونس رہا یہاں تک کہ ۵۲۲ھ میں مطرف بن علی بن حمدون جو یحییٰ بن عزیز کا سالار تھا بجایہ سے فوجوں کے ہمراہ افریقہ گیا اور اس کے عام شہروں پر قبضہ کر لیا اور تونس پر غالب آیا اور آخر وہاں کے والی احمد بن عبدالعزیز کو نکال دیا اور اسے اہل وعیال سمیت بجایہ لے آیا اور عزت افزائی کے طور پر ابن منصور کو جو یحییٰ بن عزیز کا چچا تھا تونس کا حاکم بنایا اور وہ مرنے تک وہاں کا والی رہا بعدازیں اس کا بھائی ابوالفتوح اس کے مرنے تک وہاں کا حکمران رہا اور یہ سلسلہ آگے تک نہ چل سکا جس کی وجہ ابوالفتوح کے بیٹے محمد کی حکمرانی اور اس کے دور میں اس کا کردار ہوتا تھا کہ جو اس کے معزول ہونے کا سبب بنا لہٰذا اس کی جگہ اس کا چچا معد بن منصور حکمران بنا۔

یہاں تک ۵۳۷ھ میں مہدیہ اور اس کے سواحل پر جو سوسہ اور صفاقس اور طرابلس کے درمیان میں ہیں نصاری کا غلبہ ہو گیا اور حسن بن علی کو وہاں سے نکالنے کے بعد وہ صقلیہ کے حکمران کے ماتحت ہو گئے۔

معد کی دہشت اور اہل تونس کی تیاری:......اور جب معد بن منصور کی حکمرانی طویل ہوتی گئی تو اہل تونس اس کے خوف سے دہشت زدہ ہو کر جنگ کی تیاری میں لگ گئے اور اپنے والی پر معتمد ہو گئے اور انکی اس محنت اور ایمانداری کی وجہ سے انکے باغی بھی منتشر ہو گئے لیکن بعض اوقات انھوں نے سرکشی کر کے حملہ بھی کیا اور انکے حامی جیدہ کو قتل کر دیا اور ان کے خواص پر بھی زیادتیاں کی گئیں ان سب چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا بھائی یحییٰ بجایہ سے گیا اور بحری بیڑے میں سوار ہو گیا اور عزیز بن داما ل کو جو صنہاجہ کے سرکردہ لوگوں میں سے تھا اپنا نائب بنا کر چھوڑ گیا اور وہ ان کے درمیان قیام پذیر رہا اور وہ اس پر حملے کر رہے تھے اور معلقہ میں انکے پڑوس میں محرز بن زیاد امیر بنی علی تھا جو ریاح کے خاندان میں سے تھا اس نے معلقہ پر قبضہ کر لیا تھا امیر بنی علی ایک مرد شجاع تھا اس کے اور اہل تونس کے درمیان جنگ برابر رہتی تھی اور دونوں کے درمیان شدید لڑائی رہتی تھی اور محرز اہل تونس کے خلاف حاکم مہدیہ کی فوجوں سے مدد لیتا تھا یہاں تک کہ مہدیہ پر فتح حاصل ہو گئی اور انکے درمیان بلد میں جنگ چھڑ گئی اور اہل باب سولیقہ اور اہل باب جزیرہ کے درمیان بھی لڑائی ہوئی اور یہ اپنے امور میں قاضی عبدالعلم بن امام ابوالحسن کی طرف رجوع کرتے تھے۔

اور جب عبدالمومن بجایہ قسطنطنیہ پر غالب آیا تو وہ عرب تھے پس وہ مراکش کی طرف لوٹ لیا تو عربوں نے جو کچھ افریقیوں سے سلوک روا رکھا تھا اس کی شکایت افریقی رعایا کی طرف سے اس کے پاس پہنچیں تو اس نے موحدین کی فوج کے ساتھ اپنے بیٹے عبداللہ کو بجایہ سے افریقہ کی طرف بھیجا تو اس نے ۵۲ھ میں تونس سے جنگ کی اور اس کے بعد وہ محفوظ ہو گئے اور محرز بن زیاد اور عرب قوم ان کے ساتھ داخل ہو گئی اور وہاں پر ان کی فوج اکٹھی ہو گئی اور پھر وہ موحدین کے مقابلہ میں نکلے اور ان پر ٹوٹ پڑے اور انہیں تونس سے بھگا دیا جبکہ اس دوران ان کا امیر عبداللہ بن خراسان ہلاک ہو گیا اور اس کی جگہ علی بن احمد بن عبدالعزیز پانچ ماہ تک امیر بنا رہا جس وقت عبدالمومن نے تونس پر چڑھائی کی تو وہ اس کا امیر تھا چنانچہ وہ اس کی اطاعت میں آ گئے جیسا کہ ہم موحدین کے حالات میں بیان کریں گے۔

اس کے بعد علی بن احمد بن خراسان اپنے اہل واعیال کے ساتھ مراکش چلا گیا اور پھر راستے ہی میں ۵۴ھ میں انتقال ہو گیا اور محرز بن زیاد معلقہ سے الگ ہو گیا اور پھر اس کی قوم اس کے پاس اکٹھی ہو گئی اور عربوں نے موحدین کی مدافعت کی اور وہ قیروان میں اکٹھے ہو گئے اور عبدالمومن کو جنگ سے مغرب کی طرف واپسی میں اس کی اطلاع ملی، تو اس نے فوری ان کی طرف فوج بھیجی اور انہیں قیروان میں گھیر لیا اور پھر ان پر ٹوٹ پڑے اور انہیں قتل کیا اور قیدی بنا لیا اور ان کے امیر محرز بن زیاد کو گرفتار کر لیا گیا اور پھر اسے قتل کر کے اس کی لاش کو صلیب دیا گیا۔

ملوک قفصہ بن الرند کے حالات اور ان کی حکومت کے آغاز واحوال:......جب عربوں نے افریقہ پر غلبہ پا لیا اور صنہاجی نظام حکومت کمزور پڑ گیا اور المعز قیروان سے مہدیہ کی طرف چلا گیا تو قفصہ میں صنہاجہ کا ایک عامل عبداللہ بن محمد بن الرند تھا اور اس کا اصل حرمہ تھا جو کہ بنی صدغیان

سے تھا اور ابن نخیل، بنی مرین میں سے جو مغراوہ میں سے تھا اور اس کا قیام جو یسین نغرادہ میں تھا پس اس نے قفصۃ کا کنٹرول سنبھال لیا اور وہاں سے فساد کو دور کیا اور عربوں سے خراج پر صلح کر لی اس کے بعد تمام راستے پر امن ہو گئے اور تمام حالات ٹھیک ہو گئے اور پھر اس نے اپنی خاص حکومت قائم کر لی اور ۴۵ ھ حکم کی بجا آوری کو اپنے گلے سے اتار دیا اور مسلسل اسی حالت میں رہا اور توزر، قفصہ، سوس، الحامہ، نفزادہ اور قسطنطنیہ کے بقیہ مضافات نے اس کی بیعت کر لی پس اس کی حکومت اور سلطنت مضبوط ہو گئی، اور یہ اہل علم کی تعظیم کرنے والا تھا، اور پھر اس کا انتقال ۶۵ ھ میں ہو گیا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا المعتز حاکم بنا جس کی کنیت ابو عمر تھی اور لوگوں نے بھی اس کی اطاعت اختیار کر لی چنانچہ اس نے اس کا کنٹرول سنبھال لیا اور تمام اموال کو جمع کیا اور لوگوں سے نیک سلوک کیا اور پھر نمودہ، جبل ہوارہ اور دیگر بلاد قصطیلہ اور اس کے مضافات پر غالب آ گیا اس کے بعد ۵۴ ھ میں عبدالمومن نے اس سے جنگ کی اور ان کو حکومت کرنے سے روک دیا اور انہیں بجایہ لے جایا گیا پس وہاں المعتز کا ۵۷ ھ میں ۱۱۴ سال کی عمر میں انتقال ہو گیا اور عبدالمومن نے قفصہ پر نعمان بن عبدالحق المتنانی کو حاکم بنایا اور پھر سلان بیمون اجانا الکنسیفی کے ذریعہ اسے معزول کر دیا، پھر اس کو بھی عمران بن موسیٰ صنہاجی کے ذریعہ معزول کر دیا، انہوں نے علی بن عبدالعزیز بن المعتز کو تلاش کرنے کے لئے لوگوں کو ادھر ادھر بھیجا اور وہ ایک جگہ درزی کا کام کرتا تھا پس وہ ان کے پاس آیا اور انہوں نے موحدین کے عامل عمران بن موسیٰ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور انہوں نے علی بن عبدالعزیز کو اپنا امیر بنایا چنانچہ اس نے حکومت کا انتظام سنبھالا، یوسف بن عبدالمومن نے ۶۳ ھ میں اسے اس کے بھائی مسید ابوزکریا سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے اس کا محاصرہ کر کے اسے تنگ کر دیا اور پھر اسے پکڑ لیا اور پھر اسے اہل و عیال سمیت مراکش بھیج دیا اور اسے سلا شہر کا اشغال کا افسر مقرر کر دیا یہاں تک اسی ذمہ داری کے ساتھ انتقال ہو گیا۔

بنی جامع کے حالات:......اور جب عرب افریقہ میں پہنچے اور انہوں نے المعز کو الصواحی پر غلبہ کر دیا اور قیروان میں اس سے جنگ ہوئی اور فاس میں المعز بن محمد اور لمویہ صنہاجی حاکم تھے اور اس کا بھائی ابراہیم اور ماضی قیروان میں المعز کی فوجوں کے امیر تھے پس اس نے ان دونوں کو اپنے عہدے سے معزول کر دیا اور وہ ناراض ہو کر مونس بن یحییٰ کے پاس چلے گئے۔ اور یہ پہلا آدمی تھا جس نے عربوں پر مکمل دسترس حاصل کیا۔ پھر یہ لوگ ابراہیم کے دنیا سے چلے جانے تک اس کے پاس رہا۔ اور اس کی جگہ اس کا بھائی ماضی تحت نشین ہوا جو بہت ظالم اور کردار کے بہت برے تھے۔

پس اہل قابس نے انہیں اس دنیا سے رخصت کر دیا اور یہ واقعہ تمیم بن المعز کے زمانہ میں پیش آیا اور انہوں نے سلطان کے بھائی عمر کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ عربوں کی بات مان لیں پس امیر منافشہ بکر بن کامل بن جامع نے جو دھمان کا رہنے والا تھا اور جو بنی علی میں سے ریاح کا حصہ تھا اس کی باگ ڈور سنبھال لی اور مثنیٰ بن تمیم اپنے والد سے علیحدہ ہو کر اس کے پاس چلا گیا تو اس نے جواب دیا اور اس کے ساتھ مہدیہ جا کر مقابلہ کیا یہاں تک وہ اسے زیر نہ کر سکا اور اس کی بری عادتوں سے آگاہی حاصل کی اور مہدیہ کو خیر باد کر دیا اور قابس کی اطاعت اور اپنی برادری میں دھمان کی حکومت میں اسی حال میں رہا یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا اور اس کے بعد حکمرانی رافع نے سنبھالی اور اس کی حکومت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی گئی اور یہ وہ آدمی ہے کہ جس کی حکومت کے کارناموں میں سے کرعروسین کی حد بندی کرنا ہے اور اس کے زمانہ حکومت تک اس کا نام ایوانوں کی دیواروں پر تحریر ہے اور جب علی بن یحییٰ نصاریٰ کو بحری بیڑے کا امیر مقرر کیا گیا۔

اور پھر ذوی قبائل عرب کو بحری بیڑوں کا امیر بنایا گیا تو ۱۱۴ ھ میں اس نے قابس پر حملہ کر دیا اور ابن ابی الصلحت نے کہا کہ پانچ عرب قبیلوں میں سے تین حکمرانی کرنے والے سید، محمد اور محرہیں اور پانچ میں سے چوتھے اکابر بنی مقدم ہے۔ اس نے محض قیروان میں انہیں پناہ دی اور رافع قیروان کی طرف بھاگ نکلا اور اس کے خاندان نے اس کا انکار کیا۔ پھر دھمان کے بزرگوں نے اس کی بات کو نظر انداز کر دیا اور انہوں نے علاقوں کو تقسیم در تقسیم کر لیا اور قیروان میں رافع کو حکمران اور اسے مضبوط تر بنایا اور علی بن یحییٰ نے اپنی فوجوں اور عرب مدونہ کو قیروان میں رافع سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا اور وہ ان سے جنگ کرنے کے لئے بھرپور تیاری کے ساتھ نکلا اور رافع کے فوجوں کے ساتھ جنگ کو جاتے ہوئے اثنائے راہ دنیا سے کوچ کر گئے اور پھر میمون بن زیاد صخری نے رافع بن مکن کو سلطان سے صلح کرنے پر تیار کیا اور وہ انکے مابین اصلاح کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

اور قابس سے بنی جامع کے آخری حکمران کا فرار:......پس اس نے صلح کر لی اور ان کے درمیان لڑائی ختم ہو گئی۔ اور شہید بن کامل نے

قابس کو سنبھال لیا۔ ابن نخیل نے کہا کہ اسی نے قصر عروسین کا نقشہ تیار کیا اور شیدی نے سکہ چلایا تھا اور اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن رشید تخت نشین ہوا۔ اور اس پر اس کے غلام یوسف کا بہت پہنچ تھا پھر محمد اپنے سرداروں کے ساتھ باہر گیا اور اپنے بیٹوں کو یوسف کے پاس چھوڑ گیا۔

یوسف نے اسے باہر نکال دیا تو وہ رجار کی پناہ میں چلا گیا اور اہل قابس نے اس پر چڑھائی کر دی اور انہوں نے اسے ان سے دور کر دیا تو وہ اپنے بھائی کے ساتھ رہا اور اس کا بھائی عیسیٰ بن رشید اسے ملا تو اس نے اسے اپنے تمام حالات سے آگاہ کیا تو رجار نے اس وجہ سے ان کا کئی دنوں تک محاصرہ کئے رکھا اور بنی جامع میں سے آخری حکمران اس کا بھائی مدافع رشید بن کامل تھا۔ اور جب المومن نے مہدیہ صفاقس اور طرابلس پر غلبہ حاصل کیا تو اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کی سرکردگی میں ایک لشکر قابس کی طرف روانہ کیا تو مدافع بن رشید قابس سے بھاگ نکلے اور اسے موحدین کے حوالہ کر گیا اور طرابلس کے عربوں کے ساتھ مل گیا۔ تو انہوں نے اسے دو سال تک امان دی پھر یہ قابس میں عبدالمومن کے ساتھ جا ملا تو اس نے اس کا بہت اکرام کیا اور بنی جامع سے مخالفت کرنے والوں کا صفایا ہو گیا۔

رجار کا طرابلس اور صفاقس پر فتح حاصل کرنا: ...... طرابلس پر صقلیہ کا بادشاہ رجار نے اپنے سالار اعلیٰ جرجی بن مخائیل الظا کی کے ذریعے ۵۴۰ھ میں کامیابی حاصل کی اور اس نے مسلمانوں کو وہاں رہنے دیا اور ان پر نگران متعین کیا اور وہ نصاریٰ کے عہد میں کچھ زمانے تک رہے پھر ابویحییٰ بن مطروح جو شہر کے امیروں میں سے تھے شہر کے امراء اور مالداروں کے ساتھ گیا اور ان کو نصاری پر چڑھائی کرنے میں شامل کر دیا وہ بھی سب ایک ساتھ ہو گئے اور ان پر چڑھائی کر دی اور انہیں آگ سے جلایا گیا۔

اور جب عبدالمومن مہدیہ پہنچا اور ۵۵ ھ میں اسے زیر کیا تو ابویحییٰ بن مطروح اور اہل طرابلس کے بااثر لوگ اس کے پاس گئے تو اس نے ان کی بہت حوصلہ افزائی کی اور اس نے ابن مطروح کو حاکم بنایا اور نہیں ان کے شہر کی طرف واپس لوٹا دیا اور یہ بڑھاپے تک ان کا حاکم رہا اور یوسف بن عبدالمومن کے بعد عاجز ہو گیا اور حج کی سعادت حاصل کرنے کا شوق ہوا تو سید ابوزیری بن ابی حفص محمد بن عبدالمومن عامل تونس نے اسے حج کرنے کے لئے بھیج دیا اس نے ۸۶ھ میں بحری راستے کے ذریعے سفر کیا اور اسکندریہ میں جا کر مقیم ہو گئے اور صفاقس کے حکمران بنی بادیس کے عہد میں صنہاجہ میں تھے۔

یہاں تک کہ المعز بن بادیس نے اس پر اپنے دست راست منصور برغواطی کو امیر بنایا اور وہ بہت بہادر شہسوار تھا اسے افریقہ پر عربوں کے غلبہ کے زمانے میں بغاوت کرنے اور المعز نے مہدیہ کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا تو اس کے چچازاد حمو بن ملیل برغواطی نے چڑھائی کر دی اور اسے فریب سے حمام میں قتل کر دیا تو اس کے عرب حلیف ناراض ہو گئے اور انہوں نے حمو کا گھیراؤ کر لیا یہاں تک کہ اس نے ان کے لئے اتنا دولت خرچ کیا کہ وہ اس سے صلح پر رضامند ہو گئے اور حمو بن ملیل صفاقس کا مضبوط حاکم بنا گیا اور جب المعز کا انتقال ہو گیا تو اسے مہدیہ پر چڑھائی کرنے کا ارادہ ہوا تو اس نے اپنی عرب فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کر دیا اور تمیم نے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا حمو اور اس کے ہمراہی ۵۵ھ میں بری طرح شکست سے دوچار ہوئے پھر اس نے اپنے بیٹے یحییٰ کو صفاقس کے گھیراؤ کے لئے روانہ کیا تو اس نے کئی دنوں تک اس کا گھیراؤ کئے رکھا۔

پھر وہ وہاں سے چلے گئے اور تمیم بن المعز نے ۹۳ھ میں اس پر حملہ کیا اور کامیابی سے ہمکنار ہوئے اور حمو مکن بن کامل قابس کے حاکم کے پاس گیا تو اس نے اسے امن دی اور صفاقس تمیم کی ملکیت میں آ گیا اور اس کا بیٹا اس کا امیر بنا اور جب نصاری نے مہدیہ پر غلبہ حاصل کیا اور رجار کے سالار اعلیٰ جرجی بن میخائیل ۴۳ھ میں اس پر غالب آئے تو اس کے بعد انہوں نے صفاقس پر قبضہ کیا تو وہاں کے رہنے والوں کو ملک بدر کر دیا۔ اور عمر بن ابی الحسن القربانی کو اس کے مرتبے کی وجہ سے حاکم مقرر کیا اور اس کے والد ابوالحسن کو گرفتار کر کے صقلیہ لے آئے اور افریقہ کے جن جن ساحلوں پر رجار نے فتوحات حاصل کیں وہاں پر وہ ان کو زندہ رکھتا تھا اور اس کا یہی انداز تھا۔ اور ان میں سے کئی کو ان پر نگران مقرر کر دیتا تھا اور ان میں عدل وانصاف کرتا تھا عمر بن ابوالحسن اپنے شہر والوں کا نگران بنا رہا اور اس کا والد ان کے پاس رہتا تھا پھر صفاقس میں بسنے والے نصاریٰ نے مسلمانوں سے دشمنی شروع کر دی اور انہیں ایذا پہنچائی اور ابوالحسن کو صقلیہ میں جب یہ خبر پہنچی تو اس نے اپنے فرزند عمر کو لکھا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس موقع سے فائدہ اٹھائے اور مسلمانوں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ کی فرنبرداری کرے۔

عمر نے ان کے ساتھ ۵۱ھ میں ان پر چڑھائی کر دی اور انہیں قتل کر دیا اور نصاریٰ نے اس کے بدلے اس کے والد ابوالحسن کو ختم کر دیا اور اس وجہ سے ان کے خلاف باقی ساحل والوں نے بغاوت کر دی اور جب عبدالمومن نے رجار کے ذریعے مہدیہ کو حاصل کیا تو عمر اس کے ہاں پہنچا اور اپنی وفاداری کا اقرار کیا تو اس نے عمر کو صفاقس کا گورنر بنا دیا اور وہ ہمیشہ اس کا گورنر رہا اس کے بعد اس کا بیٹا عبدالرحمٰن امیر بنا یہاں تک کہ یحییٰ بن غانیہ نے قبضہ کر لیا۔ اور قبضہ کرنے کے بعد اسے حج پر بھیجنے کی فرمائش کی تو اسے حج کرنے کے لئے روانہ کر دیا اور پھر وہ وہاں سے واپس نہیں لوٹے۔

افریقہ سے عبدالمومن نے تمام شر و فساد کا خاتمہ کر دیا:...... جب ابورجا لخمی نے عربوں کی لڑائی کو اور ہوادی اور المعز کو قیروان سے مہدیہ کی جانب بھیجا اور ان پر قبضہ جمع لیا تو اس کے ساتھ ظالموں کی ایک ٹولا آ ملا اور وہ جبل شعیب میں قلعہ قرسینہ میں ٹھہرا ہوا تھا اور بنزرت کے علاقے میں دو جماعت بستی تھی جن میں ایک جماعت لخمی تھی اور دوسرا الورد کی قوم تھی اور ان دونوں میں اختلاف پھوٹ پڑے تو انہوں نے الورد کی طرف خبر بھیجی کہ وہ ان کے معاملے کو ختم کرا دیں تو وہ ان کے شہر میں پہنچ گیا تو وہ سب ان کے پاس جمع ہو گئے اور اسے قلعہ بنزرت میں داخل کر دیا اور اس کو اپنا امیر بنا لیا تو اس نے عرب سے ان کی حفاظت اور انہیں ان کے قرب جوار سے دور کر دیا۔

بنو مقدم اثبج میں سے تھے اور دھمان، ریاح کے ایک شاخ سے تھا اور یہ لوگ ان کے نواح پر کنٹرول رکھتے تھے تو اس نے ان سے خراج پر صلح کی اور ان کی مصیبت کو ان سے ٹال دیا جس کی وجہ سے ان کے سلطنت مستحکم اور طاقت ور ہوگئی اور اس نے اپنا نام امیر رکھا اور کارخانوں و عمارات کو مضبوط کیا اور سدون کی آبادی کی کثرت ہوگئی یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا اور اس کی تخت نشینی اس کے فرزند طراد کو ملی اور وہ بہادر اور جنگجو تھا جس کی وجہ سے عرب اس سے بہت ڈرتے تھے جب اس کا انتقال ہوا تو اس کا بیٹا محمد بن طراد امیر بنا اور اس کے بھائی مقرن نے انہیں ایک مہینہ حکومت کرنے کے بعد اسے مساہرہ میں قتل کر دیا اور بنزرت کی حکمرانی پر قابض ہوئے اور اس نے اپنا نام امیر رکھا اور عربوں سے اپنے دارالخلافہ کو محفوظ کیا اور جوانوں سے اچھا برتاؤ کیا اور اس کی حکومت بہت وسیع ہوگئی اور شعراء نے اس کے لئے قصیدے لکھے اور اس میں اس کی خوب تعریف کی تو اس نے انہیں زر و جواہرات سے نوازا۔

اور اس کے فوت ہونے کے بعد اس کے بیٹے عبدالعزیز نے تقریباً دس سال حکمرانی کی اور سلطنت کو اپنے آباؤ اجداد کے طرز پر چلایا پھر اس کے بعد اس کا بھائی موسیٰ نے بھی انہی اصولوں پر چار سال تک حکمرانی کی پھر اس کے بعد ان دونوں کے بھائی عیسیٰ کو حکومت ملی اور انہی کے نقش قدم پر حکمرانی قائم رکھی اور جب اس نے عبداللہ بن عبدالمومن سے تونس میں جنگ کیا تو وہ اسے چھوڑ کر چلا گیا اور راستے میں جب ان کے پاس سے گذرا تو اس نے اس کی مہمان داری کرنے کی بڑی کوشش کی اور اس کی خدمت میں لگ گیا۔ اور اس سے عرض کی کہ اسے اپنے شہر کا امیر بنا دے تو اس نے اس کی درخواست منظور کر لی اور ابوالحسن الہرغی کو والی بنا دیا اور جب عبدالمومن ۵۴ھ میں افریقہ آیا تو اس نے اس کی رعایت کرتے ہوئے اسے جاگیر دی اور وہ اس کے رعایا کے لوگوں میں شامل ہو گیا۔

ورغہ کے قلعہ میں بدوکس بن علی صنہاجی منصور کے دوستوں میں سے تھا جو بجایہ اور قلعہ کا والی تھا اس نے اسے طاقتور اور مضبوط کیا اور اس کے معاملہ کی ابتداء یہاں سے شروع ہوتی ہے کہ عزیزان لڑائیوں کے دوران جو اس کے اور عربوں کے ساتھ ہوئی اس پر بدل گیا اور اس نے اپنی جانب بہادری اور سلطان کی جانب انکساری کو منسوب کیا تو اسے میرے متعلق ڈر پیدا ہو گیا اور بجایہ چلا گیا تو اس کے شیخ محمود بن نزال الرلفی نے اس کا بہت اکرام کیا اور اپنے پاس پناہ دی۔ اہل ورغہ نے اس کی محمود کے پاس جا کر شکایت کی اور یہ قبائل بربر میں سے زاشمیہ کے دو مختلف قبیلوں سے تعلق رکھتے تھے اور وہ دونوں قبائل اولا دمدنی اور اولا دلاحق میں سے تھے اس نے عدد سکن بن ابی علی کو اس معاملے کی تحقیقات کرنے کے لئے بھیجا اور وہ قلعہ میں ان کے ساتھ رہا پھر اس نے کچھ شر پسندوں کو جمع کیا جو کہ قلعہ کے آس پاس رہتے تھے اور اس نے انہیں بھی قلعہ میں اپنے ساتھ رکھا اور اولا دمدنی کا پوری طرح ساتھ دیا اور اولا دلاحق کو شکست ہوئی اور انہیں قلعہ سے باہر کر دیا اور خود وہاں پر قابض ہو گئے اور ہر طرف سے لوگ ان کے پاس جمع ہوتے گئے یہاں تک کہ اس کے پاس پانچ سو کے قریب شہسوار جمع ہو گئے اور اس نے ان کی قرب و جوار میں خون ریزی کا بازار گرم کیا اور بنزرت میں بنی الورد سے اور بن علال سے طبریہ میں خونی معرکہ ہوا۔

اور محمد بن سباع امیر بنی سید کو بھی دنیا سے رخصت کر دیا اور قلعہ لوگوں سے بھر گئے تو اس نے لوگوں کے لئے شہر بسایا اور عزیز نے بجایہ سے اپنی افواج کو اس کی جانب روانہ کیا اس خونی معرکے میں فوج کے سالار قتل ہو گئے اور اس کا نام غیلاس تھا کچھ عرصہ بعد جب یہ انتقال کر گئے تو اس کے بیٹے منع نے حکومت سنبھالی اور بنو سباع اور سعید نے اپنے بھائی محمد کا بدلہ لینے کے لئے ان کا گھیراؤ کیا اور گھیراؤ میں طوالت کی وجہ سے اس کے حالات خراب ہو گئے تو انہوں نے قلعہ پر چڑھائی کر دی اور وہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ اس جنگ میں مارے گئے اور جو باقی رہ گئے وہ اسیر ہو گئے۔

مدافع بن علال قیسی کی حکومت:......مدافع بن علال قیسی ان کا امیر تھا جب عربوں کے افریقہ میں داخل ہوئے تو اس سے جو پریشانی لاحق ہوا تو وہ طبریہ میں مامون ہو گئے اور اس نے قلعے کو اور مضبوط کیا اور اپنے بیٹوں اور چچا زادوں کے ساتھ وہاں پر اپنی حکمرانی قائم کی یہاں تک کہ بحرین میں وادی حروہ میں الریاحیین کے مقابلے میں ابن بزون لخمی کو فوج کے ساتھ روانہ کیا اور ان کے مابین لمبے عرصے تک لڑائی جاری رہی اور قیروان بن مخوس نے منزل رحمون میں ایک قلعہ تعمیر کروایا اور اسے مضبوط سے مضبوط تر کیا مختلف علاقوں اور قبائلوں سے فوجی جمع کرنا شروع کیا اور یہ اس زمانے کی بات ہے جب اہل تونس نے اسے باہر نکال دیا اور لوگوں نے اس کو اپنا حکمران بنا لیا پھر انہوں نے اس کی غلط رویہ کی وجہ سے اسے حکمرانی سے معزول کر دیا تو وہ اپنے وطن سے چلا گیا۔

اور رحمون میں ٹھہرا اور خود قلعہ کو محراب دار بنایا اور تونس پر متعدد بار حملہ کر کے قتل و غارت گری کا بازار گرم رکھا اور وہاں فساد پھیلایا تو انہوں نے محرز بن زیاد سے کہا کہ وہ ان کی دادرسی کرے اور تعاون کرے تو اس نے اس کے ساتھ بھرپور تعاون کیا اور اس کی خبر طبریہ کے امیر ابن علال کو پہنچی تو اس نے اس کے داماد کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور اسے غفوش میں لے آیا اور انہوں نے فساد پھیلانے میں ایک دوسرے کی خوب مدد کی اور ان دونوں کی انتقال ہونے کے بعد ان کے بیٹوں نے حکومت سنبھالی یہاں تک کہ عبدالمومن نے ۵۴ھ میں افریقہ میں جاری بے چینی اور فساد اور شورش کو ختم کر دیا۔

عماد بن نصر اللہ کلاعی کی شورش:......اور اس طرح منزل رقطون میں جوزاغوں کے صوبے میں حماد بن حنیفہ لخمی حکمران بنے ابن علال، ابن غفوش اور ابن بیزون کی طرح ان کے فوت ہونے کے بعد ان کے بیٹوں نے حکومت سنبھالی یہاں تک کہ عبدالمومن نے ان سب کو ختم کر دیا اور عماد بن نصر اللہ کلاعی قلعہ شغصباریہ میں ٹھہرا ہوا تھا اور اس کے پاس مختلف علاقوں کی ایک فوج اکٹھی ہو گئی اور یہ واقعہ اس وقت ہوا جب لوگوں نے اسے اپنا امیر چن لیا اور تونس والوں نے اسے نکال دیا اور اس کے غلط رویے کی وجہ سے اپنی امیری سے ہاتھ دھونا پڑا اور وہ ملک سے فرار ہو گئے۔

اور رحمون میں جا کر دم لیا اور الخیایا کے ساتھ اپنے لئے ایک مضبوط قلعہ تعمیر کیا اور تونس پر وقتاً فوقتاً حملہ آور ہوتے رہے جس سے وہ بہت تنگ آ چکے تھے انہوں نے محرز سے کہا کہ وہ آس کے خلاف جنگ میں ان کی فوجی مدد کریں اس درخواست پر اس نے مدد کی اور جب حاکم ابن علال کو یہ خبر پہنچی تو اس نے اس کے ساتھ دوستی کر لی اور اسے اپنے ملک قلعہ گفوش میں لے آیا اور فساد برپا کرنے میں ایک دوسرے کے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔ اور جب ان دونوں کے فرزندان حکمران بنے تو عبدالمومن نے ۵۴ھ میں افریقہ پہنچ کر اس شورش کو دبا دیا اور اس کا مکمل صفایا کر دیا۔

اور شیک الاریس ابن قلعہ نے جو عرب کا رہنے والا تھا اس سے تعاون کی درخواست کی اور اس پر اس نے حملہ کر دیا اور انہیں اریس سے بھاگنے پر مجبور کر دیا اور ان پر مالی جرمانہ مقرر کیا جو ان کے انتقال ہونے تک ادا کرتے رہے اور اس کے بعد جب اس کا بیٹا جانشین ہوا تو وہ بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر عمل کرتے ہوئے جرمانہ ادا کرتے رہے یہاں تک کہ وہ عبدالمومن کی بیعت کرنے میں مجبور ہو گیا اور یہ واقعہ ۵۵۴ھ میں ہوا۔

آل حماد کا اُشیر سے فرار اور بادلیس کا اس پر قبضہ کرنا:......یہ حکومت آل زیری کی حکومت کا ایک جز ہے اور منصور بلکین نے اپنے بھائی حماد کو مسیلہ اور اشیر کا امیر متعین کیا اور وہ اپنے بھائی یطوفت اور چچا ابوالبہار کے ساتھ باری باری حکمرانی کرتا تھا پھر اس نے ۸۷ھ میں بادلیس کے عہد حکومت میں اپنے بھائی منصور سے علیحدہ حکمرانی قائم کی اور اسے ۹۵ھ میں زناتہ کے ساتھ جو مغراوہ اور بنی یفرن میں سے اس پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا تھا اور اس کے ساتھ یہ معاہدہ کیا کہ وہ اسے اشیر اور مغرب اوسط کا علاقہ اور ہر وہ شہر جو وہ حاصل کرے گا اس کی سلطنت میں شامل کرے گا اور یہ کہ وہ اس سے آگے نہیں ہو گا اور اس لڑائی میں اس نے زناتہ میں زبردست قتل و غارت گری کی اور اسے فتح کر لیا اور اس نے ۹۸ھ میں جبل کتامہ میں

قلعہ کا نقشہ تیار کرایا اور اس کا نام جبل عجیسہ ہے اور اس زمانے میں وہاں پر ہلالی عربوں کے عیاض قبیلہ کے لوگ آباد تھے اور اس نے اہل حمزہ اور اہل مسیلہ کو بھی وہاں لے آیا اور ان دونوں شہروں کو صفحہ ہستی سے مٹادیا اور مغرب سے جراوہ کو بھی یہاں لا کر بسایا اور تعمیرات شروع کر دی اور چوتھی صدی میں اسے شہر بنادیا اور بنیادوں اور فصیلوں کو اچھی طرح مضبوط کیا اور اس میں زیادہ سے زیادہ مسجدیں بنوائیں اور سرائے تعمیر کروائے اور وہاں کی آبادی تہذیب وتمدن میں بہت آگے تھی۔

تشنگان علوم اور فنون کے ماہرین نے حرفت وصنعت کے کارخانوں کو چمکانے کے لئے سرحدوں، قاصیہ اور دور دراز کے علاقوں سے اس طرف آئے اور بادیس کے زمانے میں ہمیشہ ہی حماد، الزاب اور مغرب اوسط کا حاکم اور زناتہ کی جنگوں کا سالار تھا۔ اشیر اور قلعہ میں اس کا آنا زناتہ کے حاکم اور ان کی صحرائی قوم کو جو تلمسان اور تاہرت کے علاقوں میں رہتے تھے ناراض ہو گئے اور بنوزہیری نے بادیس کے خلاف اپنے آخری ایام کے وقت ۳۹۰ھ میں جنگ لڑی اور وہ راوی، ماسکن اور ان کے دونوں بھائی تھے ماسکن اور ان کے دونوں بیٹوں کو مار دیا اور اس نے راوی اور اس کے بھائیوں کو جبل سنوہ کی طرف بھاگنے پر مجبور کر دیا اور وہ سمندری راستے کے ذریعے اندلس فرار ہو گئے۔

پھر بادیس کے معتمدوں اور عجمی رشتہ داروں نے حماد کو مرتبہ ملنے پر حسد کرنے لگے جو اسے بادیس کے ہاں ملا تھا اور ان دونوں کے مابین تعلقات اتنے خراب ہو گئے کہ بادیس نے اسے حکم دیا کہ وہ تیجست اور قسطنطنیہ کی حکمرانی اپنے بیٹے المعز کے حوالہ کر دے تو حماد نے اس کا حکم ماننے سے انکار کر دیا اور بادیس کے خلاف ہو گئے اور رافضہ کو ختم کر دیا اور سنت کا پرچار کیا اور شیخین سے دوستی نبھائی اور عبیدیوں کو مکمل طور پر ترک کر دیا اور آل عباس کی دعوت دینے لگا۔

یہ واقعہ ۴۰۵ھ کا ہے اور اس نے باجہ پر حملہ کر دیا اور بزور طاقت اسے شکست دی اور اہل تونس کے ساتھ مشارقہ اور لقطی کے خلاف پیروپیگنڈہ کیا تو انہوں نے ان سے جنگ کی بادیس نے اس سے جنگ لڑنے کا چیلنج کیا اور اس نے قیروان سے اپنی فوجوں کو تیار کیا اور حماد کے اکثر لوگ جیسے بنی ابی دلیل اور زناتہ میں سے معرہ اور بنی حسن جو صنہاجہ کے بڑے لوگ ہیں اور حماد کو آخر بھاگنے پر مجبور کر دیا اور بادیس نے اشیر کو حاصل کر لیا۔

بادیس کا آل حماد کا تعاقب کرنا:......حماد نے اشیر سے فرار ہو کر شلب میں بنی دالیل سے جاملا اور بادیس اس کا پیچھا کر رہا تھا یہاں تک کہ اس نے مواطین میں السرسو کا گھیراؤ کر لیا جو زناتہ کے شہر میں سے ہیں اور عطیہ بن تعلتن اپنی عوام کے ساتھ جو بنی توجین میں سے ہیں اس کے پاس آیا کیونکہ حماد نے اس کے والد کو قتل کیا تھا اور اس کا چچازاد بدر بن لقمان بھی اس کے ساتھ ساتھ آیا جو کہ المعترین میں سے تھا بادیس نے ان دونوں سے مدد مانگی اور حماد کے خلاف جنگ میں مدد کی درخواست کی تو اس کے بعد بادیس وادی شلب کی طرف روانہ ہوا اور وہاں اس سے معرکہ ہوا اور اس کے کچھ لوگ اس سے آملے اور وہ اس سے شکست کھا کر قلعہ کی طرف بھاگ گیا بادیس اس کے پیچھے پیچھے تھا اور اس نے مسیلہ کا گھیراؤ کیا اور حماد قلعہ میں پناہ لی اور بادیس نے قلعہ کا محاصرہ جاری رکھا اور دوران محاصرہ سونے کی حالت میں ۴۰۶ھ میں انتقال ہو گیا۔

اور صنہاجہ نے اس کے آٹھ سال کے بچہ المعز کی اطاعت کر لی اور انہوں نے اشیر میں حملہ کر دیا اور کرامت بن منصور کو انہیں روکنے کے لئے روانہ کیا مگر وہ انہیں روک نہ سکے اور حماد نے اس پر چڑھائی کر دی اور وہ بادیس کو اپنی تابوت سمیت اٹھا کر قیروان میں اس کے مدفن میں لے آئے اور المعز کی مکمل اطاعت کر لی اور اس نے قفصہ میں حماد پر حملہ کر دیا اور حماد حملہ سے ڈر گیا تو اس نے اپنے بیٹے قائد کو اس کے اور المعز کے مابین ناراضگی ختم کرنے اور صلح کرنے کے لئے بھیجا تو وہ ۴۰۸ھ میں قیمتی تحفہ تحائف لیکر قیروان پہنچا اور اس نے المعز سے صلح کی درخواست کی تو وہ مان گئے اور وہ اپنے باپ کے پاس واپس آ گئے۔

اور ۴۱۹ھ میں حماد کا انتقال ہو گیا، حماد کے انتقال کے بعد اس کے بیٹا قائد نے اس کی حکومت کو سنبھالا اور وہ مزاجاً بہت سخت گیر تھا اس کے بھائی یوسف نے اسے مغرب میں اور یعلان کو حمزہ پر مقرر کیا حمزہ ایک شہر ہے جیسے حمزہ بن ادریس نے بسایا تھا اور ۴۳۰ھ میں حماد بن زیری بن عطیہ شاہ فاس سے جو مغراد میں سے تھا اس پر حملہ کر دیا تو قائد بھی اس سے لڑنے کے لئے میدان میں کود پڑا اور زناتہ میں مال تقسیم کئے۔ اور حمامہ کو بھی احساس ہو گیا تو اس نے اس سے صلح کر لی اور اس کی بیعت کر لی۔ اور فاس واپس آ گئے۔

محسن کی حکمرانی اور اس کا قتل :......۴۴۳ھ میں المعز نے قیروان سے اس پر حملہ کر دیا۔ اور لمبے عرصے تک اس کا گھیراؤ کئے رکھا پھر قائد نے اس سے معاہدہ کر لیا اور پھر اشیر کی طرف واپس آ گئے اور جب قائد سے المعز کی ناراضگی حد سے بڑھ گئی تو اس نے عبیدیوں کی بیعت کر لی اور انہوں نے اسے شرف الدولہ کا خطاب دیا اور وہ ۴۴۶ھ میں مر گیا اور اس کا بیٹا محسن جانشین ہوا اور وہ بڑا مغرور تھا اس وجہ سے اس کا چچا یوسف ناراض ہو کر مغرب روانہ ہو گیا اور حماد کی اولادوں کو قتل کر دیا اور محسن نے اس کی تلاش میں بلکین کو روانہ کیا جو محمد بن حماد کا چچازاد تھا اور عربوں میں سے خلیفہ بن بکیر اور عطیہ الشریف کو اس کے ہمراہ روانہ کیا اور ان دونوں کو حکم دیا کہ بلکین کو راستے میں ختم کر دیں۔

یہ بات انہوں نے بلکین کو کہہ دی اور سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ہم تینوں مل کر محسن کو قتل کر دیں جب محسن کو اس کی خبر ملی تو وہ ہوشیار ہو گیا اور قلعہ کی طرف فرار ہو گیا تو انہوں نے اسے گرفتار کر لیا تو بلکین نے اسے اس کی حکمرانی کے نویں مہینے میں اس دنیا سے رخصت کر دیا اور ۴۴۷ھ میں وہ حکمران بنے وہ بہت بہادر سردار اور انتہائی عقلمند اور ظالم تھا اور محسن کا وزیر جس نے بلکین کی قتل کی ذمہ داری لی تھی وہ خود قتل ہو گیا اور اس کی حکومت کے زمانے میں جعفر بن ابی زماز مقدم، بسکرہ میں مارا گیا کیونکہ اسے اس کی وعدہ خلافی کا علم ہو گیا تھا اس کے بعد اس نے اہل بسکرہ سے صلح کر لی۔

بلکین کی پیش قدمی :......پھر اس کا بھائی مقاتل بن محمد کا انتقال ہو گیا اور اس پر اس کی بیوی نامیرت بنت علفاس بن حماد نے الزام لگایا تو اس نے اسے مار دیا۔ اس پر اس کا بھائی ناصر بھڑک اٹھا اور اس نے اُس سے بدلہ لینے کا ارادہ کیا اور بلکین زیادہ تر مغرب کی طرف لڑنے کے لئے جاتے تھے اور معلوم ہوا کہ یوسف بن تاشفین اور مرابطین نے المصامدہ پر قبضہ کر لیا تو وہ ۴۵۴ھ میں اس سے جنگ کرنے گیا تو مرابطین بھاگ نکلے اور بلکین دیار مغرب میں داخل ہوئے اور فاس میں جا کر ٹھہرا۔

اور وہاں کے روسا اور امراء کو بیعت شرط پر بلایا اور واپسی پر قلعہ کی طرف آ گئے تو اس کے چچازاد ناصر نے اپنی بہن کیقتل کا بدلہ لینے کے لئے یہ وقت بہتر جانا اور صنہاجہ کے لوگوں نے بھی اس کی بھرپور مدد کی کیونکہ انھیں دور دراز کے علاقوں میں جا کر لڑنے اور دشمنوں کے علاقوں میں جا کر تکلیف دہ مراحل سے گزرنا پڑتا تھا تو اس نے اسے ۴۵۴ھ میں تسالہ کے مقام میں قتل کر دیا اس کے بعد خود اس کا حکمران بنا اور ابوبکر بن الفتوح کو وزیر بنایا اور مغرب کی ولایت اپنے بھائی کو دی اور اسے بلبار روانہ کیا اور حمزہ کی ولایت اپنے بھائی ورمان کو دی اور اپنے بھائی خزر کو مقارس کا والی مقرر کیا اور المعز نے اس کی فصیل کو گرا دیا۔

ناصر کی حکمرانی :......پھر ناصر نے اس کی دوبارہ تعمیر کرا دی اور قسطنطینہ میں اپنے بھائی بلباز کو امیر متعین کیا اور الجزائر اور سوس الاحاج کی ولایت اپنے بیٹے عبداللہ کو اور اپنے بیٹے یوسف کو اشیر کا والی مقرر کیا اور حمو بن بلبل برغواطی نے صفاقس سے اُسے اپنی بیعت کے متعلق لکھا اور اس کے پاس تحفہ تحائف بھیجا اور اہل قسطنطینہ بھی یحییٰ بن واطاس کی سربراہی میں اس کے پاس آئے اور اپنی بیعت کا اعلان کیا تو انہیں انعامات سے نوازا گیا اور ان کو اپنے علاقوں میں واپس بھیج دیا اور ان کی حکمرانی یوسف بن خلوف صنہاجہ کو دی اس طرح اہل تونس اور اہل قیرواب بھی اس کی عملداری میں داخل ہو گئے اور جب سے بلکین مارے گئے اہل بسکرہ نے جعفر بن ابی رماز کی سربراہی میں آل حماد کی اطاعت چھوڑ دی تو انہوں نے اپنے شہر کی حکمرانی اپنے لئے خاص کر لی اور بنو جعفر ان کے امیر بنے تو ناصر نے اس کی طرف خلف بن حیدرہ کو جو اس کا وزیر تھا اور بلکین کا بھی وزیر تھا ان لوگوں سے جنگ کی اور اسے بزور شمشیر کامیابی حاصل کی اور بنی جعفر کو ایک جماعت کے ساتھ قلعہ میں لے آیا اور ناصر نے انھیں جان سے مار دیا پھر صنہاجہ کے لوگوں کے شکایت پر خلف بن حیدرہ کو بھی اس دنیا سے رخصت کر دیا۔

اور جب اسے بلکین کے بارے میں علم ہوا تو اس نے اپنے بھائی معمر کو والی بنانا چاہا اور ان سے اس بات کی صلاح کی تو ناصر نے اسے بھی مار دیا اور اس کے بدلہ میں احمد جعفر ابن اخلع کو حاکم بنایا پھر ناصر مغرب کی طرف متوجہ ہوا تو علی بن رکان نے ان کی سلطان تافربوست کے خلاف جنگ کی اور یہ خود بلکین کے قتل کے وقت اپنے عجیر بھائیوں کی طرف فرار ہو گیا اور انہوں نے وہاں شب خون مارا اور اس پر غلبہ حاصل کر لیا اور ناصر مسیلہ سے واپس لوٹے اور ان کو اس کی حرکت پر سزا کا مستحق ٹھہرایا اور وہ بہت نادم ہوئے اور ان پر بزور طاقت قبضہ کر لیا اور علی بن رکان کو خود اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیا اس کے بعد ہلالی عربوں کے مابین خوب خون ریزی ہوئی اور انج کے عوام ریاح کے خلاف شکایت لیکر گئے تو وہ اپنے صنہاجہ اور زناتی لشکروں کے

ساتھ ان کی مدد کرنے کو گئے اور اربس میں جا کر ٹھہرے اس کی وجہ سے یہ ایک دوسرے کے ساتھ جنگ لڑے۔

ناصر کو شکست اور صلح پر آمادگی:...... زناتہ نے ابن المغر بن زیری بن علیہ اور تمیم بن الغر کی مدد سے اسے اور اس کی قوم کو شکست دی اور جب ناصر کو شکست ہوئی تو اس کے تمام حربی سامان کو لوٹ لیا گیا اور اس حملہ میں اس کا بھائی قاسم اور اس کا کاتب مارا گیا۔ ناصر اپنے شکست خوردہ ساتھیوں کے ساتھ قسطنطینہ کی طرف فرار ہو گیا اور قلعہ میں آ کر ٹھہرا اور اس کا لشکر ابھی کاس کے قریب پہنچا تھا کہ اس نے اپنے وزیر ابن ابی الفتوح کو صلح کا پیغام لیکر روانہ کیا اور آخر کار ان دونوں کے درمیان صلح طے پایا اور ناصر نے اس کی تمام شرائط کو پورا کیا پھر اس کے پاس تمیم کا سفیر آیا اور اس نے وزیر ابن ابی الفتوح کی شکایت کی وہ تمیم کے ساتھ ملا ہوا ہے تو اس نے اپنے وزیر ابن ابی الفتوح کو الٹا لٹا کر قتل کر دیا اور منتصر بن خزرون زناتی، مغاربہ اور ترکوں کی لڑائی کے زمانے میں مصر گیا اور طرابلس پہنچا تو اس کو معلوم ہوا کہ بنی عدی کو اثبج اور زغبہ نے افریقہ سے اخراج کر دیا

ناصر کی دوبارہ حکمرانی اور مختلف علاقوں کی فتح:......اور اس نے انہیں بلاد مغرب میں لالچ دیکر ان کو اپنے ساتھ ملایا اور مسیلہ میں جا کر ٹھہرا اور یہ اشیر میں چلا گیا تو ناصر اس سے لڑنے کے لئے روانہ ہوئے تو وہ صحراء کی طرف فرار ہو گیا پھر واپس آ گئے اور ناصر نے اس سے صلح کرنے کے لئے پیغام بھیجا تو اس نے اس کی تمام شرائط اور ضروریات پوری کر دی اور اسے الزاب اور ریغہ کے آس پاس کچھ علاقوں کا مالک بنا دیا اور عروس بن ہندی جو بسکرہ کے امیر ہے اس کو اپنے کئے ہوئے وعدہ کی طرف توجہ دلائی اور اس کو یہ کام سپرد کیا کہ وہ اس سے دھوکہ کرے اور منتصر بسکرہ گیا تو احمد اور عروس بن ہندی نے منتصر کی مہمان داری کی اور اسے کھانے کی دعوت دی اور منتصر جب کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے تو انہوں نے اپنے نوکروں کو اشارہ کیا تو انہوں نے اسے تیروں سے چھلنی کر دیا اور بقیہ ساتھی فرار ہو گئے اور اس کا سر قلم کر کے ناصر کے پاس بھیج دیا اور ناصر نے اس کی لاش کو قلعہ میں لٹکا دیا اور بجایہ میں اس کے سر کو لٹکایا تا کہ دوسروں کے لئے عبرت ہو اور زناتہ کے بہت سے امراء و شرفاء مارے گئے اور مغراوہ میں ابوالفتوح بن حنوش امیر بنی بادیس مجلس اور منتصر بن حماد سب لوگ مارے گئے۔

اس کے بعد اس نے عامل ملیانہ پر حملہ کر دیا اور مغراوہ میں بنی ورسیفان کے بزرگ بھی قتل ہو گئے اور بادشاہ نے اس کے پاس خط بھیجا کیونکہ وہ عربوں کی معاملے میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس طرف توجہ نہ دے سکا تو انہوں نے منتصر پر حملہ کر کے اسے مار دیا اور اس کے سر قلم کر کے ناصر کے پاس بھیج دیا تو اس نے اس کے سر کو بھی منتصر کے سر کے ساتھ لٹکا دیا اور اہل الزاب نے اسے خبر بھیجی کہ عمر اور مغراوہ نے غداری کرتے ہوئے اثبج کی مدد کی تو اس نے اپنے بیٹے منصور کو لشکروں کے ساتھ روانہ کیا اور اس نے منتصر بن خزرون کے سپرد علاقوں میں داخل ہو کر شہر کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا اور اپنی فوج کو وارکلا شہر کی طرف روانہ کیا اور یہ مال غنیمت اور قیدیوں کو لیکر واپس آ گئے اور اسے خبر ملی کہ زناتہ میں سے بنی توجین نے عدی کے ساتھ فساد پھیلانے اور لوٹ مار کرنے میں اس سے تعاون کیا تو اس وقت مناد بن عبداللہ اس کا حاکم تھا تو انہوں نے اپنے بیٹے منصور کو ایک زبردست لشکر کے ساتھ اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا تو انہوں نے بنی توجین کے حاکم اور اس کا بھائی زیری اور اس کے چچا اغلب اور حمامہ ان سب کو پکڑ لیا اور بعد میں مخالفت کی وجہ سے ان سب کو قتل کر دیا گیا۔

قصر اللؤلوہ کی تعمیر جو دنیا کے عجیب وغریب محلات میں سے ایک ہے:...... ۶۰ ھ میں ناصر نے جبل بجایہ پر قبضہ کر لیا تو انہوں نے ایک شہر کا نقشہ بنوایا اور اس کا نام ناصریہ تجویز کیا وہاں پر اس نے ایک قصر اللؤلوہ کے نام سے ایک محل تعمیر کروایا جو کہ دنیا کے عجیب وغریب محلوں میں سے ایک تھا اور وہاں پر لوگوں کو بسایا اور وہاں کے رہنے والوں سے ٹیکس معاف کر دیا اور ۶۱ ھ میں خود وہاں رہائش پذیر ہو گئے اور اس دوران اس کی حکومت ہر اعتبار سے مضبوط ہو گئی اور اسے بادیس کی حکومت پر فوقیت حاصل ہو گئی جو کہ مہدیہ میں ان کے بھائی تھے اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ عربوں کے فتنہ کی وجہ سے اس کی حکومت غیر مستحکم ہو گئی اور ان پر پے در پے حملے ہونے لگے تو عمائدین حکومت ان پر انگلیاں اٹھانے لگے تو آل حماد کو فوقیت حاصل ہو گئی اور اس کی حکومت کی شان وعزت بڑھ گئی تو اس نے شاندار اور خوبصورت عمارتیں تعمیر کروائیں اور بڑے بڑے شہروں کو محفوظ اور مضبوط کیا اور مغرب کی طرف جنگ کے لئے روانہ ہو گئے اور دور دور کے علاقوں کو فتح کرتے ہوئے چلا گیا۔

ناصر کا انتقال اور اور منصور کی حکمرانی:......اور ۸۱ ھ میں ان کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے منصور بن ناصر کی حکمرانی قائم ہوئی اور

۴۸۳ھ میں بجایہ آیا اور وہاں ٹھہر گئے اور بجایہ کو ایک مضبوط قلعہ بنا کر اپنی حکومت کا دارالخلافہ بنایا اور وہاں کے محلات کو از سرِ نو مزین کیا اور جامع مسجد کو توسیع دی۔ اور منصور عورتوں کا دلدادہ تھا اور اسی نے بنی حماد کی حکومت کو شہرت دی اور جدید عمارتوں کے نقشے تیار کروائے اور کارخانے لگوائے اور باغات وغیرہ لگوائے اور قلعہ میں شاہی محل اور مینار، قید خانہ وغیرہ تعمیر کروایا اور بجایہ میں قصر اللولوہ اور قصہ میمون اور بلباز ناصر کے عہد حکومت کے وقت قسنطینہ کا امیر تھا اور اس نے منصور کی ابتدائی حکومت کے وقت اپنے لئے حکمرانی کو مخصوص کرنا چاہا تو اس نے ابویکنی بن محصن بن عابد کو ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا اور اس نے قسنطینہ کو فتح کر لیا اور بلباز کو قید کر کے قلعہ روانہ کر دیا۔

اور اس کامیابی پر انہیں قسنطینہ اور بونہ کی حکمرانی عطا کی اور وہ قسنطینہ کا ۴۸۷ھ میں حکمران بنا اور اس نے اپنے بھائی ابن موتہ کو تمیم بن المعز کے پاس مہدیہ کی طرف روانہ کیا اور اسے بونہ کی حکمرانی کی پیش کش کی اور اس نے اس کے ساتھ اپنے بیٹے ابوالفتوح بن تمیم کو ریفلان کے ساتھ بونہ پہنچا اور انھوں نے مغرب اقصیٰ میں مرابطین کے پاس خط بھیجا اور عربوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور منصور کو گرفتار کر کے قلعہ میں بند کر دیا پھر قسنطینہ میں اس کی فوجوں سے لڑائی ہوئی اور ابن ابی یکنی ذرا کمزور پڑ گئے تو وہ جبل میں چلا گیا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا۔

بیوی کا قتل اور ماخوخ سے دشمنی: ...... صلصیل بن احمر قسنطینہ میں اثبج کی فوجوں کے ساتھ وارد ہوا اور صلصیل منصور کو قسنطینہ پر دوبارہ سنبھالنے کے لئے لایا اور وہ مال وزر کے عوض منصور کو دوبارہ حکمران بنانے میں کامیاب ہو گیا اور ابی یکنی اپنے قلعے میں ہی ٹھہرا رہا اور قسنطینہ پر بار بار حملہ کرتا رہا تو منصور کے لشکروں نے اس کے قلعہ کو محاصرے میں لے لیا اور آخر کار زبردست خون ریزی کے بعد ابی یکنی کو قتل کر دیا اور زناتہ میں بنو رمانو ایک طاقتور قوم تھی اور زناتہ کی حکمرانی بھی انہیں کے پاس تھا اور اس وقت ان کا امیر ماخوخ تھا ان کے اور آل حماد کے مابین رشتہ داری کا تعلق تھا ان کی ایک بیٹی ناصر کی منکوحہ تھی اور دوسری بیٹی منصور کی بیوی تھی جب ان دونوں اقوام کے مابین فتنہ شروع ہوا تو منصور خود صنہاجہ کی فوجوں سے جنگ میں شریک رہا اور ماخوخ نے بھی اس کے مقابلے میں فوجوں کو اکٹھا کیا اور زناتہ کے ساتھ اس سے جنگ کی اور اس جنگ میں منصور کو شکست کا مزا چکھنا پڑا اور بجایہ کی طرف بھاگ نکلا اور ماخوخ کی بہن جو اس کی بیوی تھی وہ بھی ماری گئی تو ماخوخ اور اس کے مابین دشمنی بڑھ گئی اور وہ لمتونہ سے تلمسان کے امیر کے پاس پہنچا اور انہیں سے بلاد صنہاجہ کے خلاف مدد طلب کی اس وقت مغرب میں یوسف بن تاشفین نے غلبہ حاصل کیا اور اس کی حکومت کافی مستحکم ہو گئی تو وہ تلمسان کی حکومت کی طرف گیا اور لیلیٰ کی اولاد نے ۴۷۳ھ میں اس پر قبضہ کر لیا۔

تو منصور نے اس پر حملہ کر دیا اور ماخوخ کے قلعوں اور سرحدوں کو نیست و نابود کر دیا اور اس کے چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا تو اس نے یوسف بن تاشفین کو روانہ کر کے صلح کی درخواست کی تو اس نے صلح کا معاہدہ کر لیا۔ اور بلاد صنہاجہ مرابطین کو اپنے ملک میں امان دی تو اس نے اپنے بیٹے امیر عبداللہ کو بھیجا تو مرابطین وہ ملک چھوڑ کر مراکش فرار ہو گیا اور اس نے مغرب اوسط پر غلبہ حاصل کر لیا اور اس نے الجبات کا گھیراؤ کیا اور اس پر قبضہ جما لیا اور اس طرح قرابت پر بھی قبضہ کر لیا اور اس کے عوام کو معافی دی اور اپنے والد کے پاس واپس آ گئے۔

ماخوخ سے لڑائی: ...... اس کے بعد ماخوخ کے مابین لڑائی ہوئی اور اس لڑائی میں اس کا بھائی قتل ہو گیا اور ابن ماخوخ شکست کھا کر تلمسان بھاگ گیا اور ابن سعمر نے اس کی حکومت دوبارہ حاصل کرنے کے لئے اس کی بھرپور مدد کی اور انھوں نے الجزائر میں پہنچ کر دور دراز ان سے مقابلہ کیا اور تلمسان کے حکمران محمد بن سعمر کو امیر مقرر کیا اور جلد از جلد اشیر کو قبضہ کرنے میں کامیاب ہوئے اور منصور تمام صنہاجہ اور عربوں کے ساتھ ۴۹۶ھ میں بیس ہزار لشکروں کی جمعیت میں تلمسان سے مقابلہ کرنے گیا اسطقسہ سے مقابلہ ہوا اور اپنے آگے فوج روانہ کی اور خود ان کے پیچھے آیا اور تاشفین تلمسان کو چھوڑ کر للقالہ فرار ہو گیا اور منصور کی فوج اسے شکست دینے میں کامیاب ہو گئے اس کے بعد وہ جبل صخرہ کی طرف آ گیا اور منصور کی فوجوں نے تلمسان میں فساد برپا کیا تو وہ اس کی طرف چلا گیا وہاں پہنچ کر انھوں نے امن قائم کیا اور اسی دن صبح کے وقت قلعہ روانہ ہو گیا۔

بادلیس کی حکمرانی: ...... اس کے بعد زناتہ میں غارتگری کی اور انہیں الزاب اور مغرب اوسط کے علاقے میں بھاگ جانے پر مجبور کر دیا اور خود بجایہ کی طرف لوٹ آئے اور اس کے قرب و جوار کے علاقوں پر حملہ کر کے قبائلوں پر غلبہ حاصل کیا اور ان کے مضبوط پہاڑوں یعنی بنی عمران اور بنی تازروت اور منصوریہ اور ضبر تیج اور ناظوار اور حجر اطوق، ان سب کو خالی کرایا اور ان کے لوگوں کو وہاں سے نکال دیا اس وجہ سے کہ کہیں یہ لوگ ان کے مقابلے میں

مضبوط اور طاقت ور نہ ہو جائے اور انکے لئے مشکلات پیدا نہ کریں اس طرح اس کی حکومت طاقت اور خطرات سے محفوظ ہوگئی جب مرابطین نے اندلس پر غلبہ پایا تو معزالدولہ بن صمارح مریہ سے آکر منصور کا مہمان بنا اور اس نے اسے داس کا والی بنایا۔

اور ۹۸ھ میں ان کا انتقال ہو گیا تو اس کا بیٹا بادیس وہاں کا حکمران بنا جو بہت بہادر اور ماہر حرب اور بہت ہی دانا آدمی تھا اس نے اپنے والد کے زمانے کے وزیر عبدالکریم بن سلمان کو اپنے عہدے سے ہٹا دیا اور قلعہ سے نکل کر بجایہ پہنچ گیا اور بجایہ کے امیر کو بھی معزول کر دیا اور ایک سال پورا ہونے سے پہلے ہی مر گیا اس کے بعد اس کا بھائی جانشین ہوئے جن کو جزائر سے برطرف کر دیا تھا اور حمل کی طرف ملک بدر کر دیا تھا اور قائد علی بن حمدون اس سے جدا ہو گیا اور اس نے لوگوں کو انعام و اکرام سے نوازا تو لوگوں نے اس کی اطاعت قبول کی اور زناتہ سے اتحاد کر لیا اور ماخوخ سے رشتہ داری قائم کر کے اسے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور اس کی حکومت طویل عرصے تک قائم رہی اور وہ عہد امن سکون اور چین کا زمانہ تھا۔ اور علمائے کرام اس کے دربار میں مناظرے کیا کرتے تھے اور وہ علمائے کرام کی قدر کرتے تھے۔

آل حماد کے آخری حکمران حارث کی حکومت کا خاتمہ:......وہ بحری بیڑوں کے ذریعے جربہ پر حملہ آور ہوئے اور وہاں کے لوگوں نے اس کی حکمرانی کو قبول کیا اور اس کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد اس نے تونس پر چڑھائی کی اور اس کے حاکم احمد بن عبدالعزیز نے اسے آخر کار صلح پر رضامند کر لیا اور اس کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے زمانے میں عربوں نے قلعہ پر چڑھائی کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا اور قلعہ کے باہر جو کچھ ملا اسے لیکر واپس چلا گیا۔

اور الحمیہ نے ان سے مقابلہ کیا تو یہ ان پر کامیاب ہو گئے اور انھیں ملک بدر کر دیا۔ پھر عرب چلے گئے تو عزیز کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے اپنے بیٹے یحییٰ اور اپنے قائد علی بن حمدون کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا اور اس نے قلعہ میں داخل ہو کر امن قائم کیا اور عربوں کو پناہ دی اور انھیں رضامند کیا اور انکی شکایات کا ازالہ کیا اور عزیز کے دور حکومت میں یحییٰ اپنی فوج کے ساتھ بجایہ واپس آ گئے۔

اور اسی طرح موحدین کا مہدی مشرق سے واپس آتے ہوئے ۴۱۲ھ میں بجایہ پہنچا اور اس نے وہاں سے تمام برائیوں کا خاتمہ کر دیا اور عزیز کو اس کی شکایت کی تو اس نے اس کے خلاف سازشی منصوبہ بنایا تو وہ صنہاجہ کے بنی وریاکل کی طرف بھاگ نکلا جو وادی بجایہ کا حصہ ہے انھوں نے اسے امان دی اور مہمان بنا کے رکھا اور وہاں رہ کر تعلیم دینے لگا۔ اور عزیز نے اسے فوراً بلا لیا تو انھوں نے اسے جانے نہیں دیا اور اس کی حفاظت کے لئے لڑائی بھی لڑی گئی پھر وہ وہاں سے مغرب کی طرف نکل گیا۔

۴۱۵ھ میں عزیز کا انتقال ہو گیا تو اس کے بعد اس کا بیٹا یحییٰ جانشین بنا اور کمزوری کی حالت میں اس کا عہد طویل ہو گیا اور وہ عورتوں کا شیدائی تھا اور ان کی حکومت ختم ہونے کے وقت بھی وہ صنہاجہ میں شکار کھیلنے میں مصروف تھے اور اس نے ابن حماد کو بھیجا اور اس کو سکہ دینار میں تھا جس کی تین لائنیں تھی اور ہر طرف سے ایک گول دائرہ کے ایک جانب یہ آیت تھی۔

واتقو ایومًا ترجعون فیه الی اللّٰه ثم توفی کل نفس ما کسبت وهم لا یظلمون. اور سطریں یہ تھیں. لا اله الا اللّٰه محمد الرسول اللّٰه یعتصم بحبل اللّٰه یحیٰ بن العزیز باللّٰه الامیر المنصور. اور دوسری جانب کے دائرے میں یہ تھا

بسم اللّٰه الرحمن الرحیم.

یہ دینار ناصریہ میں ۵۴۳ھ میں تیار کیا گیا اور اس کی سطر میں امام عبداللہ المقتفی الامر اللہ امیر المؤمنین العباس بھی لکھا ہوا تھا اور وہ ۴۴۳ھ میں اس کی تلاش میں قلعہ پہنچا اور جو کچھ وہاں ملا وہ سب مال غنیمت سمجھ کر لے گیا اور بنوزارا بن مروان نے اس کی حکم عدولی کی اور اس کے خلاف ہو گیا تو اس نے مطرف بن علی بن حمدون فقیہ کی قیادت میں ایک لشکر روانہ کیا تو اس نے بزور شمشیر کامیابی حاصل کی اور ابن مروان کو قید کر لیا اور اسے اس کے پاس بھیج دیا۔

تو اس نے اسے الجزائر میں پابند سلاسل کر دیا اور قید ہی میں اس کا انتقال ہو گیا اور مطرف نے اپنے بیٹے کی سرکردگی میں ایک فوج تونس روانہ کی اور اس نے اس پر غلبہ حاصل کیا اور اس کے بعد مہدیہ میں مقابلہ ہوا اور اس میں کامیاب نہ ہو سکا اور بجایہ کی طرف بھاگ نکلا اور مہدیہ کو نصاریٰ نے فتح کر لیا اور جب حسن نے مہدیہ جانے کا ارادہ کیا تو اسے الجزائر بھیج دیا اور وہاں اس کے بھائی قائد کے ساتھ ٹھہرا۔

حارث کا قتل: ......جب موحدین نے بجایہ پر چڑھائی کی تو قائد الجزائر چھوڑ کر فرار ہوگیا تو انھوں نے حسن کو اپنا حاکم مقرر کیا اور عبدالمومن نے اسے پناہ دی اور یحییٰ بن عبدالعزیز نے اپنے بھائی سبع کو موحدین کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور اس نے شکست کا نوالہ پی کر بھاگ گیا اور موحدین نے بجایہ کو فتح کرلیا اور یحییٰ سمندری راستے سے صقلیہ پہنچ گیا جہاں سے وہ بغداد جانا چاہتا تھا پھر وہ بونہ واپس آ گیا اور اپنے بھائی حارث کا مہمان بنا تو اس نے اسے اس طرح اپنے ملک چھوڑ کر بھاگنے کا طعنہ دیا تو وہ قسنطینہ چلا گیا اور اپنے بھائی حسن کے پاس ٹھہرا اس دوران موحدین نے قلعہ پر حملہ کر دیا اور قلعہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہوگئے اور اثبج میں سے جوش بن عزیز اور ابن الاحاس اس کے ساتھ تھے اور موحدین نے قلعہ میں داخل ہوکر غارتگری کی اور قلعہ کو نیست نابود کر دیا۔

پھر یحییٰ نے ۵۴۷ھ میں عبدالمومن کی اطاعت قبول کرلی اور قسنطینہ کو چھوڑ دیا اور اس نے اپنی جان کی امان کی شرط لگائی اور اس نے اس کی شرط پوری کر دی اور اس کو مراکش میں آباد کر دیا اور ۵۵۸ھ میں مسیلا چلا گیا اور قصر بنی عشیرہ میں رہنے لگا اور اسی سال ان کا انتقال ہوا اور آصل حمادی کا آخری حکمران بونہ کا حاکم حارث صقلیہ فرار ہوگیا اور صقلیہ کے حاکم سے مدد مانگی تو اس نے اس کی مدد کی اور بونہ کے حاکم دوبارہ اس کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوا اس کے بعد موحدین نے پھر حملہ کیا اور بونہ کو فتح کرلیا اور حارث کو باندھ کر مار دیا اور اس طرح بنی حماد کی حکومت کا صفایا ہوگیا اور ماکسن کے قبائل میں سے وادی بجایہ میں صرف اوزاع قبیلہ کے اور کوئی باقی نہیں بچا۔

بادیس بن حیوس بن فاکس کی طویل حکمرانی: ......ان کا تعلق غرناطہ سے ہے جب بادیس بن منصور بن بلکین بن زیری بن مناد ابن باد نے ۳۸۵ھ میں افریقہ میں اپنی سلطنت قائم کی تو حماد کو اشیر اور یطوفت کو تاہرات کا والی مقرر کیا۔ اور امیر فارس زیری بن عطیہ خلیفہ ہشام کے حکم پر قرطبہ سے جہاں تک صنہاجہ کی حکمرانی چلتی تھی وہاں تک زناتہ کے فوجوں کے ساتھ گیا اور تاہرات میں جا ٹھہرا۔ اور بادیس نے اپنی افواج محمد بن ابی العون کی تلاش میں نکالی تاہرات میں ان سے لڑائی ہوگئی اور صنہاجہ کو اس لڑائی میں ناکامی ہوئی تو بادیس خود ان سے لڑنے کے لئے گیا۔ اور خلفول بن سعید بن خزرون امیر طنبہ اس کے خلاف ہوگیا پھر زہری بن عطیہ اس کے ڈر سے بھاگ نکلا اور مغرب کی طرف چلا گیا اور بادیس بھی واپس آ گئے اور اپنے چچوں اور اولادوں کو اشیر میں حماد اور اس کے بھائی یطوفت کے پاس چھوڑا۔

اور انھوں نے ۳۸۷ھ میں بادیس کے خلاف مقابلے کرنے کا قصد کیا تو انھوں نے حماد کو رمہ میں چھوڑ دیا اور جو کچھ اس کے پاس مال و زر تھا اس پر قبضہ کرلیا اور جب یہ پیغام ابوالبہار بن زہری کو پہنچا۔ یہ سب بادیس کے ساتھ ملا ہوا تھا تو اسے ڈر محسوس ہوا۔ تو ان کے ساتھ ہوگیا اور وہ سب لوگوں نے اس کے خلاف محاذ بنالیا اور اس وقت بادیس، فلفول بن یانس کے ساتھ مقابلے میں مصروف عمل تھے اور ان کے مابین اختلافات اور دشمنی کا دائرہ وسیع ہوگیا اس دوران وہ فلفول پر غالب آ گیا تو انھوں نے ان سے صلح کرلی اور ابوالبہار بادیس کی طرف لوٹ آئے تو اس نے اسے امان دی اور اس سے معاہدہ کرلیا پھر وہ ۳۹۱ھ میں حماد کے پاس چلا گیا اور انھوں نے ان سے مقابلہ کیا تو اور ان کو زیر کرلیا اس دوران جنگ میں ماکسن اور اس کا بیٹا مارا گیا اور زاوی، ساحل ملیانہ میں جبل شنوق کی طرف چلا گیا اور سمندری راستے اندلس میں اپنے بیٹوں اور عمزادوں کے ہاں چلا گیا اور منصور بن ابی عامر کے مہمان بنا جو کہ وہاں کا حکمران تھا تو اس نے ان کی بہت مہمان داری کی اور اس سے بہت عزت و اکرام سے پیش آیا۔

اور اس کو اپنی حکومت کو مضبوط کرنے کے لئے اپنا مشیر خاص بنایا اور انھیں زناتہ اور بربریوں میں شامل کر دیا جنھوں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ فتح یاب ہوا تھا اور یہ لوگ سلطانی اور اموالی فوجوں اور عرب قبائل میں سے تھے ان لوگوں کی وجہ سے اندلس میں صنہاجہ کی حکومت طاقت ور ہوگئی۔

جب منصور بن عامر کی حکومت کمزور ہوگئی تو حکومت کی ذمہ داری کا بوجھ میں نے اٹھالیا اور جب اس کی عنان اقتدار ہاتھ سے نکل گیا اور اس وقت اندلس میں بربریوں اور وہاں کے باشندوں کے مابین فساد پیدا ہوگیا تو زادی نے ان جنگوں میں ہوشیاری سے کام لیا اور قرطبہ میں اس نے اور صنہاجہ، زناتہ، اور بربریوں نے مقابلہ کیا اور اپنے خلفیہ المستعین سلیمان بن الحکیم بن سلیمان ناصر کا ساتھ دیا جس کی انھوں نے پہلے سے بیعت کی ہوئی تھی پھر وہ قرطبہ میں حملہ آور ہوئے اور وہاں داخل ہوکر وہاں کے باشندوں کو قتل کیا اور وہاں کے امراء و شرفاء پر مختلف الزامات لگائے اور قرطبہ میں لوٹ مار کے بعد زاوی اپنے والد زہری بن مناد کے سر پر سوار ہوئے جسے قصر قرطبہ کی دیواروں کا بانی کہا جاتا ہے اس کو وہاں سے پکڑ کر اپنی عوام میں

لے آیا تا کہ اسے یہاں دفنا سکے۔

پھر ملویہ میں سے بنی حمود کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔اور بربریوں کی حکومت کمزور پڑھ گئی اور اندلس میں جنگ کے شعلے بھڑک رہے تھے اور ہر طرف فتنہ فساد برپا تھا اور اس دوران بربری امراء اور ارکان حکومت نے انواح اور امصار میں جا کر ان پر چڑھائی اور وہاں غلبہ حاصل کر لیا اور صنہاجہ السرۃ میں محدود ہو گیا اور اس کے آس پاس کے علاقوں پر غلبہ پالیا تھا اور زاوی ان دنوں بربریوں کا ساتھ دے رہا تھا اس نے غرناطہ میں داخل ہو کر اسے اپنا دارالخلافہ اور اپنی قوم کا جائے پناہ بنالیا پھر اس کے دل میں بربریوں سے بدلہ لینے کا خیال پیدا ہوا اور اپنے کئے ہوئے انجام سے خوف زدہ ہوا اور حکومت نے بھی اس کی بات نہ مانی تو اس نے رخت سفر کا قصد کیا اور ۴۱۰ھ میں بیس سال کی خاموشی کے بعد قیروان میں اپنے بادشاہ کے پاس پناہ لی اور اس نے المعز بن بادیس کو جو اس کے بھائی بلکین کا پوتا تھا۔

افریقہ سے بھی بڑی ملک والی حکومت عطاء کی اور المعز نے بھی اس سے اچھا برتاؤ کیا اور اسے حکومت کا سب سے بڑا مرتبہ دیا اور اسے پچوں اور خواصوں سے زیادہ مقام دیا اور اس کو اپنے محل میں ٹھہرایا اور بیگمات سے ان کی ملاقات کرائی اور اس نے اپنے بیٹے کو اپنا نائب بنایا تو اہل غرناطہ نے اس کی مخالفت کر دی اور انھوں نے حیوس کی طرف اس کے چچازاد ماکسن بن زہری کو بھیجا اور جب غرناطہ میں پہنچا تو وہ اس کے خلاف ہو گیا اور وہ وہاں کا خلیفہ بن گیا جو اندلس کے بڑے بادشاہوں میں سے تھا اور وہ ۴۲۹ھ میں مر گیا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا بادیس بن حیوس نے عنان اقتدار سنبھالا جس کا لقب مظفر تھا اور حاکم مریہ عامری نے ۴۲۹ھ میں اس پر حملہ کر دیا تو بادیس نے غرناطہ سے باہر نکل کر اس کا مقابلہ کیا اسے شکست دینے میں کامیاب ہوئے اور اس کی حکمرانی طویل عرصے تک قائم رہی اور دیگر بادشاہوں نے بھی اس کی خوب مدد کی اور اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا دیا اور جن حکمرانوں نے ان سے مدد کی درخواست کی ان میں سے محمد بن عبداللہ البرزالی بھی تھا۔اس نے اس وقت تعاون کی درخواست کی جب اسماعیل بن قاضی بن عیاد نے اپنے والد کے ساتھ اس کا گھیراؤ کیا تھا تو بادیس نے اس کی بھر پور مدد کی اور ۴۳۱ھ میں دارخواہ کے پاس ابن بقیہ اور اس کے ساتھ ادریس بن حمود کا جرنیل جو مالقہ کا امیر تھا بھیجا یہ لوگ آدھے راستے سے ہی لوٹ آئے اور اسماعیل بن قاضی عیاد نے اپنے دارخواہ کے ساتھ ان لوگوں کو پکڑنے کا پلان بنایا تھا تو اس نے ان لوگوں کا پیچھا کیا اور بادیس کے پاس جا پہنچا تو ان لوگوں نے آپس میں مقابلہ کیا اور اسماعیل کی فوج کو بھاگنے پر مجبور کر دیا اور یہ اکیلا رہ گیا تو صنہاجہ نے اس کو قتل کر دیا۔

اور اس کا سر کاٹ کر ابن حمود کے ہاں لایا گیا۔اور وقادر بن ذوالنون جو طیلہ کا حکمران ہے۔ابن عباد اور اس کے مددگاروں کے ظلم کا حساب لینا چاہتا تھا اور بادیس وہ حاکم ہے جس نے غرناطہ کو ایک شہر میں تبدیل کیا اور حدود اربعہ متعین کیا اور وہاں قصر اور قلعے وعمارتیں اور کارخانے تعمیر کروائے اور انھیں مضبوط کیا جن کے آثار اس زمانے تک باقی ہیں اور ۴۴۹ھ میں اس کا انتقال ہو گیا اور مغرب میں مرابطین کی حکومت اہمیت اختیار کر گئی۔

اور یوسف بن تاشفین کی حکومت مستحکم ہو گئی اس کے مرنے کے بعد اس کا پوتا عبداللہ بن بلکین بن بادیس نے حکومت سنبھالی اور مظفر نے غلبہ حاصل کیا تو اس نے اپنے بھائی تمیم کو مالقہ کی حکمرانی دیدی اور مالقہ کی حکومت یوسف بن تاشفین کے اندلس جانے تک اچھی طرح چل رہا تھا اور وہ جب غرناطہ میں ۴۸۳ھ میں ٹھہرا تو عبداللہ بن بلکین مقید ہو گیا اور اس کے تمام اسباب حرب اور مال لوٹ لیا گیا اور اس کے ساتھ اس کے بھائی تمیم مالقہ سے گرفتار کر کے اس کے ساتھ قید کر دیا اور ان دونوں کو اپنے ساتھ اندلس لے گئے اور اس نے عبداللہ اور تمیم کو سوس اقصیٰ میں پہنچایا اور وہاں انھیں کچھ زمین دیکر ٹھہرایا اور اس کی حکمرانی کے زمانے میں ہی فوت ہو گئے اور بنو ماکسن جو اس زمانے میں طنجہ کے اہل میں سے ہے،اس وقت بلکانہ کی اور صنہاجہ کی افریقہ اور اندلس کی حکومتیں کمزور ہو گئی۔

صنہاجہ کی دوسری نسل کا مغرب، اندلس اور افریقہ میں سلطنت کا قیام: ...... یہ صنہاجہ کی دوسری نسل ہے کہ انھیں مغرب میں عملداری حاصل تھی یہ لوگ صحرائی ریگستانوں کے دور دراز جنگلات میں رہتے تھے اور فتح حاصل کرنے سے پہلے یہاں بستے تھے جن کے ابتدائی حالات کے بارے میں کچھ معلوم نہیں اور یہ لوگ سبززاروں سے صحرا چلے گئے اور ٹیلوں کی سخت ترین زندگی کو چھوڑ دیا اور اس کے مقابلے میں انھوں نے جانوروں کے دودھ اور گوشت حاصل کیا کیونکہ یہ لوگ آبادیوں سے دور رہنا پسند کرتے تھے اور تنہا رہنا ان کی فطرت تھی اور کسی کے حملہ آور ہونے کی وجہ سے خوف

محسوس کرتے تھے تو وہ حبشہ کے زرخیز علاقے میں پڑاؤ ڈالا اور بلاد سوڈان اور بلاد بربریوں کے درمیان علاقے میں آباد ہوگئے اور آبادی میں نسل در نسل اضافے ہوتے رہے اور انکی آبادی کی تعداد بہت بڑھ گئے اور کنذالی سے ان کے بہت سے قبائل ہوگئے، لمتونہ، مسوقہ، وتریکہ، ناہ کا، زغادہ، اور صنہاجہ کے بھائی عطہ یہ سب قبیلے مغرب میں بحرمحیط سے طرابلس اور برقصہ کی طرف غدامس تک آباد ہوتے گئے۔

اور لمتونہ کے بہت سے شاخیں پھیل گئے جن میں بنوورتنطق، بنوزمال، بنوصولان اور بنوناسجہ اور صحرا میں ان کے وطن کرم کے نام سے معروف ہے اور یہ سب مغرب بربریوں کی طرح مجوسی مذہب کے ہیں اور یہ میدانوں میں ہمیشہ سے رہ رہے ہیں اور اندلس کو قبضہ کرنے کے بعد اسلام قبول کیا اور عتونہ اس وقت ان کا سربراہ تھا اور انھیں عبدالرحمٰن بن معاویہ الداخل کے عہد حکومت میں بڑی ریاست ملی بعد میں وراثت میں ان پر مختلف بادشاہوں نے حکمرانی کی جن میں تلاکاکین، ورتکا اور اکن بن ورتنطق جو ابوبکر بن عمر کا دادا جو کہ ان کی حکومت کے ابتداء میں لمتونہ کا امیر تھا شامل ہیں اور انھوں نے ان صحرائی علاقوں پر غلبہ حاصل کیا اور وہاں کے سوڈانی باشندوں سے لڑائی کی، اور انھیں دین اسلام میں لانے کی کوششیں کیں ان میں سے بعض لوگوں نے اسلام قبول کیا اور جنھوں نے اسلام قبول نہیں کیا وہ جرمانہ دے کر اپنا بچاؤ کیا تو انھوں نے ان جرمانوں کو قبول کیا اور تلاکاکین کے بعد وہاں تبولوثان حاکم بنا۔

لمتونہ پر حکمرانی:......ابن ابی زرع کا قول ہے کہ لمتونہ میں پہلے پہل تبولوثان نے صحرا پر فتح حاصل کی اور صحرائی علاقوں کے باعث تمام معلومات اکٹھا کی اور سوڈان کے لوگوں پر ٹیکس عائد کیا اور وہ ایک لاکھ فوج کی جمعیت رکھتا تھا اور اس کا انتقال ۲۲۲ھ میں ہوا اور اس کے انتقال کے بعد اس کے بیٹا تمیم نے ۳۰۶ھ میں حکومت قائم کیا۔ اور صنہاجہ نے اس کو قتل کرکے اس کی حکومت ختم کردی۔

اور دوسرے حضرات کا قول ہے جن میں زیادہ مشہور قول تیزا اور ابن دانش بن بیزاکا ہے اور بعض حضرات دونوں قول روایت کرتے ہیں کہ ابن ہزار نے عبدالرحمٰن ناصر اور اس کے فرزند حکیم المنتصر کے عہد میں چوتھی صدی میں پورے صحرائی علاقوں پر غلبہ حاصل کیا تھا اور عبیداللہ اور اس کے فرزند ابوالقاسم جو شیعہ خلفا میں سے تھا اور وہ اپنے عہد حکومت کے وقت ایک لاکھ فوج کی جمعیت ان کے پاس تھی اور اس کی حکمرانی دو ماہ تک قائم رہی اور اس دوران لگ بھگ بیس سوڈانی حکمرانوں نے اس کی بیعت کی اور اسے ٹیکس ادا کرتے تھے اس کے بعد اس کا بیٹا جانشین بنا اور یہ حکومت کمزور پڑھ گئی اور ان کی ریاست مختلف گروہ میں تقسیم ہوگئی۔

ابن زرع کہتے ہیں کہ تمیم بن یلتان کی حکومت اکیس سال کے بعد تقسیم ہوگئی اور اس دوران عبیداللہ جو ناشرت لمتونہ کے نام سے معروف تھے حکومت کو سنبھالنے کی کوشش کی اور لوگ انھیں حاکم بنانے پر متفق ہوگئے اور عوام نے ان کا ساتھ دیا۔ یہ بہت نیک اور دین دار آدمی تھا اور اس نے حج کا شرف بھی حاصل کیا اور اپنی حکمرانی کے تیسرے سال ایک مقابلے کے دوران انتقال ہوگیا اور انکی حکومت کے بعد دیگرے اس کے داماد یحییٰ بن ابراہیم کندامی، اور اس کے بعد یحییٰ بن تلاکاکین نے عنان اقتدار سنبھالا سب سے پہلے اس دوسرے نسل کی مغرب اور اندلس میں بڑی سلطنت قائم ہوئی اور اس کے بعد افریقہ میں بھی سلطنت قائم ہوئی۔

ابوبکر بن عمر کی فتوحات:......ملثمین اپنے صحراؤں میں گزربسر کررہے تھے اور یہ مجوسی مذہب کے ماننے والے تھے۔ یہاں تک کہ تیسری صدی میں وہاں دین اسلام متعارف ہوا اور انھوں نے اپنے ہمسایہ سوڈانیوں سے دین کے معاملے پر لڑائی کی اور انھیں اپنا زیر اثر بنالیا اور ان کی حکومت مستحکم ہوگئی بعد میں اختلاف کی وجہ سے یہ حکومت کمزور ہوگئی اور ان سے ہر ایک قبیلہ نے اپنی سرداری کا اعلان کردیا اور لمتونہ کا سردار بنی ورتانطق بن منصور مصالحہ بن منصور بن مزالت بن امیت بن رتمال بن ثلمیت تھا جو کہ لمتونہ ہے اور جب سردار یحییٰ بن ابراہیم کندالی کے پاس آیا تو اس نے بنی ورتانطق سے رشتہ داری قائم کی اور انھوں نے ایک دوسرے کا بھرپور تعاون کیا، جب یحییٰ بن ابراہیم کندالی تعطیلات گزارنے کے لئے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ۴۴۴ھ میں وطن سے باہر چلا گیا اور واپسی پر قیروان میں مالکی مذہب کے شیخ ابوعمران فاسی سے ملاقات ہوئی اس ملاقات میں ان سے زیادہ سے زیادہ فائدے حاصل کئے اور زبانی فتوے لئے اور امیر یحییٰ کو حکومت کے سلسلے میں اچھے مشورے دیئے اور پند ونصیحت سے نوازے اور انھوں نے اسکو اچھی طرح سے سنا اور اس مشورے کو اپنے لئے غنیمت جانا اور اپنے ریاست کے لئے قاضی کی درخواست کی تو شیخ ابوعمران فاسی نے اپنے ایک

شاگردکو ان کے ساتھ کردیا لیکن انھوں نے اپنے علاقے کی خشک سالی کو بطور عذر پیش کیا تو ابوعمران فقیہ نے ان کے لئے فقیہ محمد کاک ابن ابوالملمطی کو سجلماسہ میں پیغام بھیجا کہ ان کے لئے ایک ایسا آدمی ڈھونڈے جن کو بھوکا رہنے کی عادت ہو اور اپنی معاش کے بارے میں اپنے آپ کو اس علاقے کی طرز کے مطابق چلا سکے۔ تو اس نے عبداللہ بن یاسین بن لک الجزولی کو ان کے ساتھ روانہ کیا اور ان لوگوں کو قرآن کی تعلیم سے آراستہ کرنے لگا اور وہاں اسلامی مذہب کی تبلیغ کرنے لگا۔

پھر یحیٰی بن ابراہیم کا انتقال ہو گیا اور انکی حکومت کمزور ہوگئی تو انھوں نے عبداللہ بن یاسین کو وہاں سے بھگا دیا اور ان سے تعلیم حاصل کرنا ترک کردیا تو انھوں نے بھی اس سے دوری اختیار کی اور لمتونہ کے امراء میں سے یحیٰی بن عمر بن تلاکاکین نے اس کا ساتھ دیا اور ان کے ساتھ رہ کر تقوی اور پرہیزگاری اور عبادت کو اپنا شعار بنایا اور جب اس کو ابوبکر نے گرفتار کرلیا تو وہ لوگوں سے علیحدہ ہو کر ایک پہاڑ کے ٹیلے میں رہنے لگا جو دریائے نیل کے درمیان میں واقع ہے اور پھر وہاں سے درختوں کی بہتات والی دلدلی جگہ میں عبادت میں مصروف ہو گئے اس دوران ان کے ساتھ ایک ہزار آدمیوں کی جمعیت اکٹھی ہوگئی تو ان کے شیخ عبداللہ بن یاسین نے ان سے کہا کہ تم ایک ہزار آدمیوں سے ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس لئے ہمیں یہاں رہ کر اللہ سے دعا کرنی چاہئے اور تمام لوگوں کو اس بات پر راضی کرنا چاہئے۔

تو انھوں نے شیخ کی بات رد کر دی اور نکلنے کے لئے تیار ہو گیا اور قبائل لمتونہ، کثالہ اور مہموسہ میں جن لوگوں نے انکار کیا ان سے مقابلہ کیا اور آخر کار سچائی کی طرف لوٹ آئے اور صراط مستقیم پر چلنے لگا اور انھوں نے مسلمانوں کی دولت سے صدقات زکوٰۃ لینے کی اجازت دی اور ان کا مرابطین نام رکھا اور وہاں کی حکمرانی عربوں میں سے امیر یحیٰی بن عمر کو عطا کی اور وہ خود صحرائی ریگستانوں کو عبور کرتا ہوا بلاد درعہ اور سجلماسہ میں پہنچ گیا اور انھوں نے اپنے صدقات وغیرہ انھیں دیئے اور واپس آ گئے پھر وکاک اللمطی نے انھیں خط لکھا جس میں بنی والودین نے مسلمانوں پر جو ظلم و ستم ڈھائے رکھا اس کے بارے میں تفصیل سے لکھا جو سجلماسہ کے مغراوی روسا میں سے تھے اور اس نے ان کو وہاں کے حالات درست کرنے کے لئے مدد طلب کی۔

تو وہ ۴۴۵ھ میں اونٹوں پر سوار ہو کر کثیر تعداد میں فوجوں کی جمعیت کے ساتھ صحراء کی طرف چل پڑے اور درعہ میں پہنچا وہاں ایک چراگاہ تھا اس جگہ پر ان دونوں کے درمیان خونریز معرکہ ہوا اور ابن ابودین کو بری طرح شکست ہوئی اور وہ ابن والودین خود بھی مارا گیا اور انکی فوج بھاگنے لگی تو ان کا تعاقب کیا گیا اور انکے تمام چوپاؤں اور اونٹوں اور تمام اموال پر قبضہ کرلیا پھر وہ سجلماسہ گئے اور وہاں پر تمام مغراووں کو قتل کردیا اور وہاں تمام فساد کو ختم کر کے امن قائم کیا اور ٹیکس معاف کردیا اور ایک آدمی کو اس کا نگران مقرر کیا اور خود صحرا میں لوٹ آئے اور یہاں تک ۴۴۷ھ میں یحیٰی بن عمر کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی ابوبکر نے حکومت سنبھالی اور اس نے مرابطین کو مغرب پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا تو اس نے ۴۴۸ھ میں بلاد سوس کے ساتھ مقابلہ کیا اور ۴۴۸ھ میں ماسہ اور تارودانت پر غلبہ حاصل کیا۔

اور وہاں کا حاکم لقوط بن یوسف بن علی مغراوی تاولا کی جانب فرار ہو گیا اور بنو یفرن کے پاس جا کر پناہ حاصل کی اور وہاں لقوط بن یوسف مغراوی اور امیر عمات انکے ساتھ مارا گیا اور اس کی بیوہ زینب بنت اسحاق نفرادیہ نے دوسری جگہ شادی کرلی اور زینب بنت اسحاق نفرادیہ اپنی خوبصورتی اور عقلمندی میں بہت شہرت رکھتی تھی اور یہ لقوط بن یوسف کے نکاح سے پہلے یوسف بن علی بن عبدالرحمٰن بن وطاس کے نکاح میں تھی جو دریکہ کا شیخ تھا اور یہ بلاد مصامدہ میں مغارز کی سلطنت میں ہیلانہ کی بیوی تھی اور جب بنو یفرن نے دریکہ کو فتح کرلیا اور عمات پر غلبہ حاصل کیا تو لقوط نے زینب سے نکاح کرلیا اور اس کے بعد ابوبکر بن عمر نے اس سے نکاح کرلی۔

پھر اس نے ۴۵۰ھ میں مرابطین کو برغواطہ سے جنگ کرنے کے لئے کہا اس کے بعد سلیمان بن حرو مرابطین کا امام متعین کیا تاکہ وہ دینی معاملے اور قضا کے متعلق معلومات کے لئے ان سے رجوع کرے اور ابوبکر بن عمر اپنی حکمرانی کے وقت سے مسلسل ان کے ساتھ جنگ کرتا رہا اور بالآخران کو ختم کرنے میں کامیاب ہوئے اور مغرب سے ان کی تبلیغ کا اثر زائل ہو گیا پھر ابوبکر نے لواتہ چڑھائی کردی اور اسے طاقت کے زور پر قبضہ کرلیا اور ۴۵۲ھ میں وہاں کے تمام زناتوں کا صفایا کردیا۔ ابھی انھوں نے مغرب کو مکمل طور پر حاصل نہیں کیا تھا کہ بلاد صحراء میں لمتونہ اور مسوفہ کے مابین اختلافات کی خبر پہنچی اور وہاں ان کے عزیز واقارب اور روسا و شرفاء کثیر تعداد میں آباد تھے۔ اس لئے ڈرتے تھے کہ ان دونوں کے درمیان تعلقات

اختلاف کی وجہ سے ختم ہو جائے اس لئے وہاں جانے کے لئے نکل پڑے۔

یوسف بن تاشفین کی فتوحات:......اور ۴۵۳ھ میں بلکین بن محمد بن حماد نے جو کہ قلعہ کا حاکم تھا مغرب پر حملہ کر دیا تو ابو بکر صحرا کی جانب بھاگ نکلا اور اس نے مغرب میں اپنے چچازاد یوسف بن تاشفین کو امیر مقرر کیا اور اس کے حق میں اپنی بیوی زینب بنت اسحاق سے دستبردار ہو گیا اور اپنی قوم کے پاس پہنچا اور اس نے ان کے مابین جو اختلاف تھا اس کو ختم کر دیا اور سوڈانیوں سے جنگ کرنے کا راستہ ہموار ہو گیا اور اس نے تقریباً نوے شہروں پر قبضہ کیا اور یوسف بن تاشفین مغرب کے مضافات میں ٹھہرا اور قلعہ کے امیر بلکین فاس آیا اور اس کو مجبور کر کے اپنی بیعت کروائی اور واپس آ گیا۔ اس وقت یوسف بن تاشفین اپنے مرابطین افواج کے ساتھ نکلا اور اس نے مغرب کے علاقوں پر قبضہ کیا پھر ابو بکر مغرب میں لوٹ آئے تو یوسف بن تاشفین نے حکومت اس کے سپرد کرنے سے انکار کر دیا اور زینب بنت اسحاق نے اسے بتایا کہ وہ حکومت میں حصہ چاہتا ہے اور اسے صحرا کا علاقہ دیدے تو حاکم ابو بکر نے اس کے ارادے کو بھانپ لیا اور اس کے ساتھ جنگ کرنے سے گریز کیا اور حکومت اس کے حوالے کر دی اور اپنے علاقے میں لوٹ آئے اور ۴۸۰ھ میں واپس آتے ہی ان کا انتقال ہو گیا۔

یوسف بن تاشفین کے کارنامے:......یوسف بن تاشفین نے ۴۵۴ھ میں مراکش شہر کی حدود اربعہ کو قائم کیا اور وہاں مسجد کے چاروں طرف فصیل تعمیر کروایا اور مال جمع کرنے کے لئے ایک کنواں کھودوایا اور اس کے بعد ۴۵۶ھ میں اس کے بیٹے علی نے اس کی فصیلوں کو اور مضبوط کیا اور یوسف نے مراکش میں اپنی فوجوں کو منظم کیا اور مصامدی قبیلوں سے ان کے وطن جبل ورن میں لڑنے کا قصد کیا اور مغرب کے قبیلوں میں سے ان سے زیادہ طاقت ور قبیلہ نہیں تھا کیونکہ ان کی فوجوں کی تعداد بکثرت تھی پھر اس نے مغرب میں مغراوہ، بنی یفرن، اور زناتہ کے قبائل والوں کو اپنا مطیع بنا لیا اور انھوں نے عوام پر جو ظلم کئے تھے انھیں ختم کر دیا، اور مذکورہ قبائل سے بہت ناراض تھے اور اس نے پہلے پہل قلعہ فازاز پر حملہ کیا جہاں پر بنی یخفس کا مہدی بن توالی تھا، صاحب نظم الجواہر کا قول ہے کہ یہ زناتہ کی ایک شاخ ہے اور ابو تولی اس قلعہ کا امیر تھا۔

جب مکناسہ کے حکمران مہدی بن یوسف کرنالی نے اس سے فوجی امداد کی درخواست کی کیونکہ وہ فاس کے حکمران معنصر مغراوی کا دشمن تھا تو اس نے مرابطین کی فوج کے ساتھ مل کر فاس پر حملہ کر دیا اور معنصر مغراوی کی فوج نے کچھ دیر تک مزاحمت کی لیکن مزاحمت دیرپا جاری نہ رکھ سکا اور اس کی فوج منتشر ہو گئی تو یوسف فاس میں داخل ہوئے اور وہاں کے تمام قلعوں پر قابض ہو گئے اور چند ایام تک وہاں ٹھہرے اور وہاں کے امیر بکار بن ابراہیم پر فتح حاصل کر کے اسے قتل کر دیا پھر سبک رفتاری کے ساتھ مغراوہ کے سر پر سوار ہوئے اور سخت معرکہ کے بعد اس پر قبضہ جما لیا اور وانودین مغراوی کی اولاد میں سے جو بھی وہاں تھے سب مارے گئے اس شاندار کامیابی کے بعد فاس میں دوبارہ واپس آ گئے۔

اور ۴۵۵ھ میں عمارہ کی طرف جا پہنچا اور ان سے مقابلہ کیا اور انکے بہت سے شہروں کو فتح کرنے میں کامیاب رہے اور بعد میں طنجہ کی طرف لوٹا وہاں پر سکوت برغواطی، حاجب حاکم سبتہ اور حمویہ کے موالی موجود تھے پھر وہ قلعہ فازاز میں چڑھائی کرنے کے لئے واپس آیا تو معنصر نے اسکو فاس جانے سے منع کیا تو اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے سردار کو قتل کر دیا اور یوسف بن تاشفین نے مکناسہ کے حکمران مہدی بن یوسف سے درخواست کی کہ وہ اسے فاس پر حملہ کرنے کے لئے فوج بھیجے اس دوران معنصر نے اس راستے میں حائل ہو کر تلاشی دینے کو کہا تو اس نے اس کے ساتھ مقابلہ کیا اور معنصر کی فوجوں کو شکست دی اور اس معرکے میں معنصر قتل ہو گئے اور اس کے سر کو کاٹ کر اس کے دوست حاجب سکوت برغواطی کے ہاں بھیج دیا اور اہل مکناسہ نے یوسف بن تاشفین سے تعاون مانگا تو اس نے فاس کے گھیراؤ کرنے کے لئے لمتونہ کی فوجیں روانہ کی اور انھوں نے فاس کا محاصرہ کر کے اس کے رسد کے راستے اور اشیاء ضرورت کی فراہمی بند کر دی اور وہ اس محاصرے سے تنگ آ کر لڑنے پر مجبور ہو گئے آخر کار انھیں شکست ہوئی اور فاس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد زناتہ قاسم بن محمد بن عبدالرحمٰن جو موسیٰ بن ابی العافیہ کی نسل سے تھا اور یہ تازا، اور نسول کے حکمران تھے، تو انھوں نے مرابطین کی فوجوں پر حملہ کیا اور وادی سمیر میں سخت خون ریزی ہوئی اور زناتہ فتح حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے اور بہت سے مرابطین مارے گئے۔

جب اس کی خبر یوسف بن تاشفین کو ہوئی تو وہ بلاد فازاز میں مہدی کے قلعہ کا گھیراؤ کرنے میں مصروف تھا تو ۴۵۶ھ میں وہاں سے وہ مرابطین کی فوج بھی آ پہنچی اور بلاد مغرب میں ٹھہری پھر اس نے بنی مراسن، قبولا اور بلاد درغہ پر ۴۵۸ھ میں قبضہ کیا اور پھر ۴۶۰ھ میں غمارہ کو حاصل کیا اور

۴۶۲ھ میں فاس سے لڑا اور طویل وقت تک اس کو گھیرے میں رکھا پھر اسے بزور طاقت و شمشیر قبضہ کرلیا۔ اور مغراوہ، بنی یفرن، اور مکناسہ قبیلوں کے لوگ فرار ہوکر جنگلوں میں چھپے رہے اور ان کی تعداد تین ہزار کے قریب تھے ان سبوں کو تلاش کر کے، مار دیئے گئے۔ اور مقتولین کی کثرت کی وجہ سے ہر ایک کے لئے قبریں کھودنا محال ہوگیا اس لئے ایک بڑا گڑھا کھودا گیا اور ان سبوں کو ایک ساتھ دفنا دیا اور ان میں سے جو قتل ہونے سے بچ گئے وہ فرار ہوکر بلاد تلمسان کی طرف نکل گئے۔

حاجب سکوت برغواطی کا قتل اور اس کے بیٹے کی گرفتاری:......اور اس نے ان فصیلوں کو توڑنے کا حکم دیدیا جو قرومین اور اندلسیین کے مابین حد فاصل تھیں اور اس نے ان دونوں شہروں کو ایک کر دیا اور اس کے چاروں طرف فصیل بنادی اور وہاں کے لوگوں کو زیادہ مسجد میں تعمیر کرنے پر راضی کیا اور ان کے لئے نقشے بنوائے اور ۴۶۳ھ میں وادی ملویہ کی طرف روانہ ہوا اور وہاں کے شہروں اور وطاط کے قلعوں پر قبضہ جمالیا۔ پھر ۴۶۵ھ میں دمنہ کی طرف متوجہ ہوا اور وہاں بھی شدید مزاحمت کے بعد آخرکار کامیابی ملی پھر غمارہ کا قلعوں میں سے قلعہ علودان پر قبضہ کیا اور پھر ۴۶۷ھ میں وہ جبال عیناثہ اور بنی ملکود کی جانب روانہ ہوا جو تازا کی سرحدوں کے درمیان میں ہے ان پر بھی قابض ہوگئے پھر مغرب کی حکومت اس کے بیٹوں اور ان کے امراء میں منقسم ہوگئی پھر معتمد بن عباد نے اسے دعوت جہاد دی تو اس نے حاجب سکوت برغواطی اور اس کے قوم کی مرتبے کی وجہ سے انکار کیا کیونکہ وہ سبتہ کی حمودی سلطنت کے یار تھے پھر ابن عباد نے اس کے پاس دوبارہ پیغام بھیجا تو اس نے اپنے سالار صالح بن عمران کو لمتونہ کی فوجوں کے ساتھ روانہ کیا تو سکوت حاجب نے طنجہ کے باہر نکل کر اپنی قوم اور اپنے بیٹے ضیاء الدولہ کے ساتھ اس سے مقابلہ کیا اور حاجب کو ناکامی ہوئی اور حاجب سکوت خود اس لڑائی میں مارے گئے اور اس نے حاجب کے بیٹے ضیاء الدولہ کو گرفتار کرلیا۔

یوسف بن تاشفین کی مزید پیش قدمی:......اور صالح بن عمران نے یوسف بن تاشفین کو اپنی کامیابی کے بارے میں پیغام بھیجا پھر حاکم یوسف بن تاشفین نے ۴۷۲ھ میں اپنے سالار کومزولی بن تلکان بن محمد بن ورکورت عشری کو لمتونہ کی فوجوں کے ساتھ مغرب اوسط میں تلمسان کے بادشاہ مغراوہ کے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا اس وقت وہاں عباس بن یحییٰ حاکم تھا جو لیلیٰ بن محمد بن خیر بن محمد خزر کی نسل سے تھا تو انھوں نے مغرب اوسط پر حملہ کر کے اسے فتح کرلیا اور بلاد درناطہ میں وارد ہوئے اور لیلیٰ بن امیر عباس پر چڑھائی کر کے اسے قتل کر دیا اور پھر واپس آگئے پھر یوسف بن تاشفین تقریباً تین سال کے بعد الریف کا قصد کیا اور وہاں پہنچ کر یوسف، ملیلہ اور الریف کے بقیہ شہروں اور برقاس پر قابض ہوگئے پھر اس نے تلمسان شہر کو قبضہ کیا اور وہاں کے حاکم مغرادہ کو مار دیا اور اس کے ساتھ تمام مغرادوں کو بھی مار دیا گیا اور محمد تیغمر المستونی کو وہاں مرابطین فوجوں کے ساتھ بھیجا تاکرارت شہر میں پہنچ کر اس کی حد بندی کی اور اس کے بعد اس نے تنیس، دہران، جبل اور دانشریس کو الجزائر تک قبضہ کیا اور مراکش سے واپسی پر ۴۷۵ھ میں مغرب میں واپس آگیا۔ محمد بن تیغمر اپنی وفات تک تلمسان کا حاکم رہا اور اس کے بعد اس کا بھائی تاشفین نے حکومت سنبھالی پھر طاغیہ نے سمندر کے پیچھے سے بلاد مسلمین کو تنگ کرنا شروع کردیا۔

اس نے طلیلہ کا گھیراؤ کرلیا جہاں پر قادر بن یحییٰ بن دالنون مقیم تھا اور اس گھیراؤ کی وجہ سے وہ تنگ آچکے تھے تو اس نے ۴۷۸ھ میں اس نے اس شرط کے ساتھ معاہدہ کرلیا کہ اسے بلسیہ کا مالک بنادے تو اس نے نصرانیوں کی ایک فوج انکے ساتھ بھیجی اور بلنسیہ میں داخل ہوکر اس کے حکمران ابو بکر بن عزیز کے فوت ہونے کے وقت طلیطلہ پر حملہ کر کے اس پر قابض ہوگیا اور طاغیہ بلاد اندلس میں پہنچ گیا اور حریف کے فرضۃ المجاز میں خیمہ زن ہوئے اور اس کے حکمران نے اہل اندلس کو اپنا مطیع بنالیا اور ان سے ٹیکس کا مطالبہ کیا تو انھوں نے اسے ٹیکس ادا کیا پھر اس کے بعد اس نے سرقسطہ پر چڑھائی کی اور ابن ہود کا محاصرہ کرلیا اور یہ محاصرہ طویل ہوگیا اور اس پر کامیابی کی امید بڑھ گئی تو محمد بن عباد نے یوسف بن تاشفین کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ اندلس میں مسلمانوں کی مدد کرنے اور طاغیہ کے خلاف جنگ کرنے کا اپنا وعدہ نبھائے اور اندلس کے تمام علماء اور امراء نے بھی یوسف بن تاشفین کے پاس پیغام بھیجا تو وہ اس کے خلاف جنگ کے لئے رضامند ہوئے اور اس نے مرابطین کی فوج کے ساتھ اپنے بیٹے المعز کو سبتہ فرضۃ المجاز کی طرف روانہ کیا اور وہاں اس نے حملہ کیا اور ابن عباد نے اپنے بحری جہازوں کے ذریعے اس کا محاصرہ کیا اور ربیع الثانی ۴۷۶ھ میں وہاں داخل ہونے میں کامیاب ہوئے و راس نے ضیاء الدولہ کو مقید کرلیا اور اسے مغرب میں لاکر مار دیا اور اپنے والد یوسف بن تاشفین کو اپنی کامیابی کا پیغام ارسال کیا۔

اس کے بعد ابن عباد اپنی فوجوں اور مرابطین کو سمندری راستے کے ذریعے جنگ کے لئے روانہ ہوئے اور فاس پہنچ کر اس پر حملہ آور ہوئے تو اس کے بیٹے الراضی نے جزیرہ خضرا کو چھوڑ دیا تا کہ وہ میدان حرب بن سکے۔

اور اس نے مرابطین کی فوجوں اور مغرب کے قبیلوں کیساتھ سمندر پار کیا اور ۴۷۰ھ میں جزیرہ میں جا پہنچا اور معتمد بن عباد اور ابن افطس امیر بطلیوس نے اس سے مقابلہ کی اور جلالقہ کے حاکم ابن اوفونس نے بھی اس کا مقابلہ کرنے کے لئے نصرانیوں کو جمع کیا اور بطلیوس کے علاقہ زلاقہ میں مرابطین سے خونریز معرکہ ہوا اور مسلمانوں کو ۴۸۱ھ میں زبردست کامیابی حاصل ہوئی اور اس فتح کے بعد مراکش واپس آ گئے۔

اور اشبیلیہ میں محمد و مجون بن سیمونن بن محمد بن درکعوت پر نظر رکھنے کے لئے فوجوں کی ایک جماعت وہاں چھوڑ آیا جس کا والد الحاج کے نام سے شہرت رکھتا تھا، اور محمد مشرق اندلس میں طاغیہ کو شکست دینے والے بڑے سالاروں میں سے تھا اور ابن الحاج جو یوسف بن تاشفین کا سالار تھا مرابطین کی فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کر کے نصاریٰ کو بہت بری طرح شکست دی اور امیر مرسیہ ابن رشیق کو جدا کر دیا اور دانیہ تک پہنچا دیا اور علی بن مجاہد بجایہ کی طرف فرار ہو گیا اور ناصر بن عباس کے پاس پناہ لی اور اس کی خوب مہمان نوازی کی اور بلنسیہ کا قاضی ابن حجاف، محمد بن الحاج کو قادر بن ذوالنون کے خلاف بڑھکایا تو انھوں نے اس کے ساتھ فوج روانہ کیا اور بلند پر قابض ہو گئے اور ابن ذوالنون ۴۸۵ھ میں مارے گئے اور جب طاغیہ کو اس کے متعلق معلوم ہوا تو اس نے بلنسیہ پر چڑھائی کی اور مسلسل اس کا گھیراؤ جاری رکھا اور آخر کار اس کو فتح کر لیا پھر مرابطین کی فوجوں نے اس پر قبضہ جمالیا۔

ابن عباد کا یوسف بن تاشفین سے اختلاف:......امیر یوسف بن تاشفین نے مزدلی کو اس کا حکمران متعین کیا اور جب ۴۸۶ھ میں یوسف بن تاشفین دوبارہ بلنسیہ پہنچا تو وہاں کے امراء، رؤساء و شرفاء نے ان سے ملاقات کرنے سے گریز کیا کیوں کہ ان پر جزیہ مقرر کیا گیا تھا، جب یوسف بن تاشفین کو یہ بات معلوم ہوئی تو انھوں نے جزیہ معاف کرنے کا وعدہ کیا جب وہ چلا گیا تو ابن عباد کے علاوہ سب نے ان سے علیحدگی اختیار کی اور لوگوں کو ابن عباد کے خلاف اکسایا تو اس نے ابن رشیق کو پکڑ کر قید کر دیا اور ابن عباد اس فتنہ کو ختم کرنے میں کامیاب ہوئے اور جب مریہ میں اس کی فوج پہنچی تو ابن حمارح نے وہاں سے فرار اختیار کیا اور بجایہ میں ناصر بن منصور کے پاس پناہ لی اور طوائف کے حکمرانوں نے اس کی مدد نہ کرنے کا فیصلہ کیا تو اس کی نیت بدل گئی اور اندلس اور مغرب کے علماء، فقہاء، اور اہل شوریٰ نے اسے حکومت سے معزول کرنے اور ان سے حکمرانی چھین لینے کا فتویٰ جاری کیا اور اہل مشرق والوں کے پاس غزالی، اور طرطوشی جیسے علماء نے یہ فتویٰ لیکر گئے تو وہ غرناطہ کی طرف گیا اور وہاں کے حکمران عبید اللہ بن بلکین بن بادیس اور اس کے بھائی تمیم کو مالقہ سے معزول کر دیا کیونکہ وہ دونوں بھائی یوسف بن تاشفین کے ساتھ دشمنی کی وجہ سے طاغیہ کے ساتھ دے رہے تھے اور ان دونوں کو مغرب میں بھیج دیا اس دوران ابن عباد اس سے ڈرنے لگے اس نے ان سے ملاقات کرنے سے اعتراض کیا اور دونوں کے مابین اختلاف کے خبریں پھیل گئی۔ یوسف بن تاشفین ستبہ چلا گیا اور وہاں قیام کیا اور امیر سیر بن ابی بکر بن محمد ورکوت کو اندلس کا والی مقرر کر کے وہاں روانہ کیا اور یوسف بن تاشفین واپس لوٹے تو ابن عباد ان کے استقبال کرنے نہیں آئے تو امیر المسلمین ناراض ہو گئے اور اسے ناگوار گزرا اور اس نے ابن عباد کو امیر یوسف کی اطاعت اور امارت چھوڑنے کو کہا تو ان کے مابین اختلاف پیدا ہو گیا اور اس کو برطرف کر دیا۔

مختلف حکمرانوں کی معزولی:......اسی طرح اولاد ماعون کو قرطبہ سے اور یزید الراضی کو رندہ اور قرمونہ سے معزول کر دیا اور ان سب علاقوں کو اپنے قبضے میں لینے کے بعد دونوں کو قتل کر دیا اور بعد میں اس نے اشبیلیہ جا کر معتمد کا گھیراؤ کیا اور اس کی رسد کا راستہ بند کر دیا تو اس نے طاغیہ سے تعاون کی درخواست کی تو طاغیہ نے اس کو اس گھیراؤ سے بچانے کا قصد کیا مگر کامیاب نہ ہو سکا اور لنتونہ کے دفاع نے اس کی طاقت ختم کر دی اور مرابطین نے ۴۸۴ھ میں اشبیلیہ میں چڑھائی کر کے بزور طاقت قابض ہو گئے اور معتمد کو پکڑ کر قید میں ڈال دیا اور اسے بعد میں مراکش لے آیا اور وہ اغمات میں اپنے مرنے تک یوسف بن تاشفین کے قید خانے میں پڑے رہے پھر وہ بطلیوس پر حملہ آور ہوئے اور وہاں کے امیر عمر بن افطس کو گرفتار کر کے قیدی بنالیا اور ۴۸۹ھ میں بقر عید کے دن اسے اور اس کے دونوں بیٹوں کو قتل کر دیا کیونکہ یوسف بن تاشفین کے دل میں یہ بات راسخ ہو چکی تھی اور اپنے ذرائع سے بھی اس بات کی تصدیق ہو چکی تھی کہ باپ بیٹے طاغیہ کے ساتھ دے رہے ہیں پھر ۴۹۰ھ میں یوسف بن تاشفین تیسری مرتبہ گیا اور طاغیہ نے اس پر حملہ کیا اور محمد بن الحاج کی فوج کا راستہ روکنے کے لئے مرابطین کی فوج روانہ کی اور اس معرکے میں نصاریٰ کو شکست ہوئی اور

مسلمانوں نے غلبہ پایا۔

پھر یحییٰ بن ابی بکر بن یوسف بن تاشفین ۴۹۳ھ میں پہنچا تو محمد بن الحاج سیر بن ابی بکران کے ساتھ شامل ہو گیا اور اندلس کے تمام علاقوں پر قبضہ کیا اور المستعین بن ہود کی عملداری میں نصاریٰ کا ساتھ دینے کی وجہ سے سرقطہ کے علاوہ اور کوئی علاقہ باقی نہیں بچا۔

اور بلنسیہ کے حکمران امیر مزدی نے برشلونہ شہر پر حملہ کر دیا اور قتل وغارت کرتے ہوئے وہاں تک قبضہ کر لیا جہاں تک اس سے پہلے کوئی قبضہ نہ کر سکا۔ اور پھر واپس لوٹے اور اندلس کو یوسف بن تاشفین کی حکومت میں ختم کر دیا۔

اور طوائف الملو کی کی حکمرانی ختم ہوگئی اور حاکم یوسف بن تاشفین نے اندلس کے دونوں اطراف کے علاقوں پر قابض ہو گئے اور مرابطین یکے بعد دیگرے ناکام ہونے لگے اور یوسف بن تاشفین کو امیر المسلمین کا خطاب دیا گیا اور بغداد کے حکمران مستنصر عباسی کے پاس عبداللہ بن محمد العرب المعامی الاشبیلی اور اس کے بیٹے قاضی ابوبکر کو روانہ کیا تو انھوں نے اپنی ہوشیاری اور چالاکی سے اس انداز سے بات کی اور اس سے کہا کہ مغرب اور اندلس کی حکومت ان کے حوالے کر دیں اور وہ ان کی باتوں میں آ کر مغرب اور اندلس کی حکومت ان کے حوالے کر گیا اور یہ بات بادشاہ کے ایک خط میں تحریر جن کو لوگ ہاتھوں میں لئے پھر رہے ہیں۔ اور امام غزالی اور قاضی ابوبکر طرطوشی نے اسکو نصیحت کی کہ اپنے رعایا کے ساتھ صحیح انصاف کرے اور کسی کے ساتھ ظلم نہ کرے اور جتنا ہو سکے عوام کی بھلائی کریں اور اللہ کے حکم کے مطابق فتویٰ جاری کرے۔

یوسف بن تاشفین کی رحلت:...... پھر ۴۹۹ھ میں چوتھی بار یوسف بن تاشفین اندلس میں داخل ہوئے۔ اور اس سے پہلے بنی حماد کے حالات میں ہم ذکر کر چکے ہیں کہ منصور بن ناصر نے ۴۹۷ھ میں تلمسان پر اس وقت حملہ کر دیا تھا جب انکے اور تاشفین بن تیغمر کے مابین اختلاف پیدا ہوا تھا اور اس نے ان کے زیادہ تر شہروں کو قبضہ کر لیا تھا تو یوسف بن تاشفین اس سے صلح کرنے پر مجبور ہوئے اور انھوں نے اس سے معاہدہ کیا اور تاشفین کو تلمسان سے معزول کر کے اسے خوش کیا اور دونوں کی طرف سے بلنسیہ سے عزدلی کو روانہ کیا اور اس کے عوض میں ابومحمد بن فاطمہ کو بلنسیہ کا حاکم بنایا اور بلاد نصرانیہ میں بھی انھوں نے بہت سے لڑائیاں لڑی اور پانچویں صدی کے آخر میں دنیا پر حکمرانی کرنے والے اور تاریخ میں اپنا نام درج کرانے والے یوسف بن تاشفین اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

موحدین نے تمام مغرب اوسط پر غلبہ حاصل کر لیا:...... یوسف تاشفین کے انتقال کے بعد حکومت کی ذمہ داری اس کے بیٹا علی بن یوسف نے اٹھائی جو ایک بہترین حکمران اور ان کا دور امن، سکھ اور چین کا تھا اور اس کی حکومت ہمیشہ کافروں پر غالب رہتی تھی اور جب وہ اندلس پہنچا تو انھوں نے وہاں دشمنوں کے علاقے میں خوب قتل وغارتگری کی اور اپنی طاقت کا لوہا منوایا اور اندلس پر قبضہ کر کے وہاں تمیم کو اس کا والی مقرر کیا اور طاغیہ نے امیر تمیم کے ساتھ چھیڑ خانی کی تو تمیم نے انھیں عبرت ناک شکست کا مزا چکھایا پھر علی بن یوسف اندلس گئے تو طلیطلہ اور بلاد نصاریٰ پر غلبہ حاصل کر کے واپس آ گئے۔ اور اس نے ابن ردمیر کو سرقسطہ بھیجا ابن ہود اس سے جنگ کرنے کے لئے نکلا ناکامی ہوئی اور ابن ہود مارے گئے۔

اور ابن ردمیر نے شہر کا گھیراؤ کیا اور تنگ آ کر شہر والوں نے اس کی اطاعت قبول کی پھر ۵۰۹ھ میں برقہ کا واقعہ وقوع پذیر ہوا اور اہل جنوہ نے اس پر کامیابی حاصل کی اور شہر کو اس سے مکمل خلاصی دلوائی اور مرابطین کے سالار مرتاتا قرطست نے اس کو دوبارہ آباد کیا اور جب علی بن یوسف کی حکومت مضبوط تر ہوئی اور اس کی عزت ومرتبہ میں اضافہ ہوا تو اس نے اپنے بیٹے تاشفین کو ۵۲۶ھ میں غرب اندلس کا حکمران بنایا اور اسے قرطبہ اور اشبیلیہ کی طرف بھیجا اور اس کے ساتھ زبیر بن عمر کو روانہ کیا۔

اور ابوبکر بن ابراہیم مسوتی کو شرق اندلس کا حکمران بنایا اور اسے بلنسیہ کی طرف بھیجا اور اس نے ابن غانیہ مسوتی کو جزائر دانیہ اور مسورقہ کی حکمرانی دی اور اس کا عہد حکومت میں بہت پر امن رہا اور جب اس کا اقتدار زمانہ چودہ سال کا ہوا تھا کہ امام مہدی کا ظہور ہوا اور وہ موحدین کی جماعت کا سربراہ تھا اور جسد عالم دین اور مفتی تھے اور مدرس بھی تھے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے تھے اس بنا پر اسکو فاسقوں اور ظالموں نے بجایۂ، تلمسان اور کناسہ میں بہت تنگ کیا اور جب امیر علی بن یوسف نے مناظرہ کے لئے بلایا تو وہ اس کی مجلس میں سب درباریوں کے سامنے اپنے مقابلے میں

آنے والے فقہاء پر غلبہ پایا اور ہرغہ کے پاس چلا گیا جو مصامدہ میں سے تھی اور علی بن یوسف نے اسی کے منشور کو سمجھ لیا تو انھوں نے ہرغہ سے کہا کہ اس کو حاضر کرے تو ہرغہ نے انکار کیا تو اس نے اس کے پاس فوج روانہ کیا تو وہ اس پر حملہ آور ہوئے اور ہنتاتہ اور تمیم نے اس کو پناہ دینے اور اپنے کئے ہوئے وعدہ کو پورا کرنے کی قسم کھائی اور ۵۲۴ھ میں انتقال ہوگیا۔

اور عبدالمؤمن بن علی الکومی نے جو کہ مہدی کے بہت قریب تھے اور اسی بارے میں وصیت بھی کر گیا تھا تو انھوں نے اس کے مرنے کے بعد عنان اقتدار سنبھالا اور مصامدہ سے معاہدہ ہوگیا اور انھوں نے مراکشیوں سے بھی بہت سی جنگ لڑی اور اندلس میں لمتونہ کی حکومت کمزور ہوگئی اور موحدین کی حکومت جیت گئی اور مغرب کے بربریوں میں یہ بات مشہور ہوگئی اور علی بن یوسف ۵۳۷ھ میں مرگیا۔ اور اس کے بعد اس کے بیٹے تاشفین نے حکومت کی بھاگ ڈور سنبھالی اور اندلس کے دونوں کناروں والوں نے اس کی اطاعت قبول کی، جس طرح سے انھوں نے موحدین کی حکومت کو قبول کیا تھا اس سے اس کی شان و مرتبہ بڑھ گیا۔ اور جب عبدالمؤمن نے جبال مغرب میں جنگ کی اور تاشفین اپنے فوجوں کے ساتھ لڑنے کے لئے میدان میں نکلے اور لڑتے لڑتے تلمسن میں جا پہنچے اور عبدالمومن اور موحدین نے کہف الضہاک کے مقام میں اس کا راستہ روکنا چاہا اور وہاں اسے بجایہ کے حکمران یحییٰ بن عبدالعزیز نے اپنے سالار طاہر بن کباب کو صنہاجہ کی مدد کے لئے بھیجا اور انھوں نے موحدین کے ساتھ مل کر خوب لڑا اور فتح کر لیا۔

اور طاہر بن کباب مارے گئے اور تاشفین اور مصاحبین دہران کی طرف فرار ہوگیا اور موحدین نے اس کا پیچھا کیا اور چاروں طرف سے اس کا محاصرہ کرلیا اور آخرکار کامیابی حاصل کرتے ہوئے مغرب اوسط پر موحدین کا قبضہ ہوگیا اور انھوں نے لمتونہ سے لڑائی کی پھر مراکش میں اس کے بیٹے ابراہیم نے اپنی حکمرانی سے استعفیٰ دیدیا اور اس کے چچا اسحاق بن علی یوسف بن تاشفین نے حکومت کو سنبھالا اس طرح موحدین اور وہ اپنے ساتھیوں اور فوجوں کیساتھ نکلا تو موحدین نے اسے ہلاک کردیا اور ۵۵۱ھ میں عبدالمومن اور موحدین اندلس پہنچے اور اس پر قابض ہوگئے اور اسی طرح لمتونہ پر چڑھائی کی تو وہاں کے امراء اور فوج شکست کھا کر بھاگ نکلے اور جزائر شرقیہ، میورقہ، اور یالبہ میں سب جگہوں سے شکست کھانی پڑی اور افریقہ پہنچ کر انھوں نے از سر نو حکومت تشکیل دی۔

اور مرابطین کی حکومت کی ابتداء کدالہ سے ہوئی جو ملثمین کے قبیلے سے تعلق تھا اور جب یحییٰ بن ابراہیم کا انتقال ہوگیا تو ان کا اپنا امام عبداللہ بن یاسین سے اختلاف پیدا ہوگیا تو وہ ان کو چھوڑ کر لمتونہ جا پہنچا اور اس سے اپنا تعلق ختم کردیا اور وہ اللہ کی عبادت میں مشغول ہوگئے۔

دولت ابن غانیہ

قابس اور طرابلس کے اطراف میں ابن غانیہ کی حکومت:...... مرابطین کی حکومت کا آغاز قبائل ملثمین میں سے کدالہ سے ہوا یہاں تک کہ یحییٰ بن ابراہیم فوت ہوگیا تو ان کا اپنے امام عبداللہ بن یاسین پر اختلاف ہوگیا اور وہ ان کو چھوڑ کر لمتونہ کی طرف نکل گیا اور اس نے اپنی دعوت کو چھوڑ دیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں اور وہاں پر اس نے زہد و عبادت کو اختیار کرلیا۔

یہاں تک کہ عبداللہ بن یاسین نے لمتونہ کے سردار گوانے بنی ورتانطق کے یحییٰ بن عمر اور ابوبکر بن عمر کے داعی کو جواب دے دیا اور ان کی قوم کے بہت سے لوگوں نے ان کی اتباع کی اور اس کے ساتھ دیگر قبائل ملثمین نے بھی کوشش کی اور مسوفہ میں سے بہت سے آدمی مرابطین کی دعوت میں شامل ہو چکے تھے اور انہیں اس وجہ سے حکومت پر غلبہ حاصل تھا

یحییٰ المسوفی کا مقام اور بہادری:...... یحییٰ المسوفی کا شمار ان بہادر لوگوں میں ہوتا تھا اور اپنی قوم میں اپنے مرتبہ کی وجہ سے یوسف بن تاشفین کے ہاں بھی اسے ایک اعلیٰ مقام حاصل تھا اتفاقاً اس نے ایک لڑائی میں لمتونہ کے کچھ آدمیوں کو قتل کردیا جس کے نتیجہ میں دونوں قبیلے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے اور یحییٰ المسوفی صحراء کی طرف بھاگ نکلا لیکن یوسف بن تاشفین نے مقتول کا فدیہ ادا کیا اور علی کو کچھ سال غائب رہنے کے بعد اس کی فرارگاہ سے واپس بلالیا اور اس کا نکاح اپنے گھرانے کی ایک عورت غانیہ سے کردیا اس لئے کہ غانیہ کے باپ نے اس کو یہی وصیت کی تھی، پس غانیہ

نے یوسف بن تاشفین کی کفالت میں محمد اور یحییٰ کو جنم دیا اور علی بن یوسف نے ان دونوں کے حق کی رعایت رکھی۔

یحییٰ اور محمد کی امارت اور مرابطین کی حکومت کا خاتمہ:......علی بن یوسف نے یحییٰ کو غربی اندلس کی امارت دیکر اسے قرطبہ بھیج دیا اور محمد کو ۵۲۰ھ میں جزائر شرقیہ، میورقہ، منورقہ اور یابسہ کا امیر بنادیا اس کے بعد مرابطین کی حکومت کا ستارہ ڈوب گیا۔

موحدین کے اقتدار کا آغاز:......اندلسی وفد عبدالمومن کے پاس گیا اور اس نے ان کے ساتھ ابواسحاق براق بن محمد المصمودہ کو بھیجا جو موحدین میں سے تھا اور اسے لمتونہ کی جنگ کا امیر بنایا جیسا کہ ان کے حالات میں مذکور ہے اس نے اشبیلیہ پر قبضہ کرلیا اور یحییٰ کو اپنا فرمانبردار بنانے کا مطالبہ کر دیا اس کے ساتھ ساتھ اس کو قرطبہ سے جیان اور قلعہ جانے کا فرمان جاری کر دیا۔

پس یحییٰ نے قرطبہ کو خیر آباد کہا اور غرناطہ کے لئے کمر بستہ ہوگیا اور وہاں کے لوگوں کو لمتونہ کی اطاعت ترک کرنے اور موحدین کی اطاعت اختیار کرنے پر برانگیختہ کرنے لگا۔

یحییٰ کی وفات اور اس کے بیٹوں میں کرسی کے اقتدار کی جنگ:......۵۴۳ھ میں یحییٰ کا انتقال ہوگیا اور اس کی تدفین مقبرہ بادلیس میں ہوئی اور محمد بن علی اپنی وفات تک والی بنا رہا اور اس کے بعد اس کی حکومت کو شہزادہ عبداللہ نے سنبھالا لیکن جلد ہی اس کا بھی انتقال ہوگیا پھر اس کے بھائی اسحاق بن محمد بن علی نے مسند اقتدار کو شرف بخشا۔

بعض حضرات کا کہنا یہ ہے کہ اسحاق اپنے بیٹے محمد کے بعد والی بنا اور اس نے اپنے بھائی عبداللہ کو اس غیرت کی بنا پر قتل کر دیا کہ اس کو اپنے باپ کے ہاں ایک قدر و منزلت حاصل تھی پس دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور خود حاکم بن بیٹھا یہاں تک کہ ۵۸۰ھ میں موت کے حوالہ ہوا، اور اس نے اپنے پیچھے آٹھ لڑکے چھوڑے جن کے اسماء یہ ہیں: محمد، علی، یحییٰ، عبداللہ، غازی، سیر، منصور، اور جبارہ۔

آخر کار اس کا بیٹا محمد اقتدار پر فائز ہوا اور جب وہ یوسف بن عبدالمومن بن علی بن الزبرتیر کی اطاعت کو جانچنے اور حقیقت حال معلوم کرنے گیا تو اس کی یہ پذیرائی اس کے بھائیوں کو ایک آنکھ نہ بھائی اور انہوں نے اسے گرفتار کر کے محبوس بنالیا، اس واقعہ کے بعد علی بن محمد بن علی نے حکومت سنبھالی اور ابن الزبرتیر کو واپس بھیجنے میں پس و پیش کرنے لگے۔

خلیفہ یوسف قسری کی شہادت اور بحری بیڑے پر خاندان غانیہ کا قبضہ:......جب انکو یہ خبر ملی کہ خلیفہ یوسف قسری بارکش کے جہاد میں شہید ہوگئے ہیں تو وہ اس کے اور بحری بیڑے کے آڑے آگئے، بعدازاں خلیفہ کے صاحبزادہ یعقوب نے حکومت سنبھالی اور ابن الزبرتیر کو قید کرلیا اور وہ ان کے بحری بیڑے کو ۳۲ ٹکڑوں میں تقسیم کر کے سمندر کے دوش پر سوار ہوئے اور اس سفر میں اس کے ساتھ اس کے بھائی یحییٰ عبداللہ اور غازی بھی ساتھ تھے۔

بجایہ پر حملہ:......اس نے میورقہ پر اپنے چچا ابوالزبرتیر کو حاکم مقرر کر کے بجایہ کا رخت سفر باندھا اور رات کو اس وقت جبکہ اہل بجایہ خواب غفلت میں تھے ان پر حملہ کر دیا اس وقت بجایہ کا حاکم سید ابوالربیع بن عبداللہ بن عبدالمومن تھا اور بایمیلول اس کے بیرونی راستے پر واقع تھا، اہل شہر نے اس کے سامنے کوئی پس و پیش نہیں کی اور انہوں نے صفر ۵۸۱ھ میں اس پر قبضہ کرلیا اور سید ابوموسیٰ بن عبدالمومن کو قید خانہ میں ڈال دیا جو افریقہ سے واپسی پر مغرب کے سفر پر گھوڑے دوڑانے کے لئے تیار تھا چنانچہ اس نے ان کے دارالامراء اور موحدین کے قبضہ میں جو کچھ مال و دولت تھا وہ سب اکٹھا کیا اور والی قلعہ مراکش کا ارادہ کر رہا تھا جو کہ بجایہ کے حالات معلوم کر رہا تھا پس وہ واپس آگیا اور سید ابوالربیع کا دست بازو بن گیا لیکن علی بن غانیہ نے ان دونوں پر چڑھائی کر کے ان کو شکست دیدی اور ان کے اموال پر قبضہ کرلیا اور ان کو سرکاری مہمان خانہ یعنی قید خانہ میں ڈال دیا اور ان کو تلمسان لے گیا، یہ دونوں وہاں پر سید ابوالحسن بن ابی حفص بن عبدالمومن کے ہاں اترے چنانچہ وہ تلمسان کو مضبوط کرنے اور اس کی فصیلوں کی مرمت کروانے پر لگ گیا اس وجہ سے یہ دونوں حاکم تلمسان کی طرف سے سید پرومان السکرہ کے ہاں ٹھہرے، ادھر علی بن محمد بن غانیہ نے اموال میں خیانت کی اور انہیں ذوبان العرب اور ان کے ساتھ مل جانے والے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔

علی بن محمد بن غانیہ کا الجزائر، مازونہ اور قلعہ پر حملہ و فتح:......اس کے بعد علی بن محمد بن غانیہ نے جزائر کا رخت سفر باندھا اور وہاں پہنچ کر اس کو فتح کرلیا اور وہاں پر یحییٰ بن ابوطلحہ کو حاکم بنایا پھر اس نے مازونہ کو بھی فتح کیا اور ہوتے ہوتے ملیانہ تک پہنچ کر اس کے تخت کا بھی مالک بن گیا اور ملیانہ میں بدر بن عائشہ کو سیاہ وسفید کا مالک بنا کر قلعہ کی طرف روانہ ہوگیا اور تین دن تک قلعہ کا محاصرہ کیا اور پھر آخر کار بزور بازو اس میں داخل ہوگیا۔

قسطنطنیہ پر ناکام حملہ اور منصور کو آگاہی:......ابن غانیہ نے قسطنطنیہ کا عزم کیا مگر اس کو فتح کرنے میں ناکامی ہوئی اور دوسری طرف وفود عرب اس کے پاس آکر جمع ہونے لگے اور فریادرسی کی درخواست کے ساتھ ساتھ اپنے لاؤلشکر کے ساتھ جمع ہو گئے، ادھر منصور کو جب یہ اطلاع ملی تو اس وقت منصور سبیہ میں تھا جو جنگوں سے واپسی پر اس کا گڑھ تھا، منصور نے سید ابوزید بن ابی حفص بن عبدالمومن کی تلاش میں خشکی میں اپنا لشکر بھیجا اور اسکو مغرب اوسط کا امیر بنادیا، اور بحری بیڑے کا سالار احمد صقلی کو بنا کر سمندر میں بھیجا اور اس بیڑے کی امارت کے فرائض ابومحمد بن ابراہیم بن جامع کے سپرد کئے اور ہمہ جہت سے لشکروں نے مارچ کرنا شروع کردیا۔

اہل جزائر کا حملہ، بدر بن عائشہ کی گرفتاری اور قتل:......ادھر اہل جزائر یحییٰ بن ابی طلحہ اور اس کے مصاحبوں پر حملہ کردیا اور ان میں سے سید ابوزید کو طاقت اور فوج کا سرچشمہ بنایا اور ابوزید نے ان کو مقام شلف پر قتل کیا اور یحییٰ کو معاف کردیا اسلئے کہ اس نے اپنے چچا طلحہ کی مدد کی تھی اور بدر بن عائشہ نے ملیانہ سے لوگوں کو قیدی بنایا اور فوج نے اس کا تعاقب کیا تو اس کے ساتھ مڈبھیڑ ہوگئی اور اسے جنگ کے بعد بربریوں کے ساتھ اس وقت گرفتار کرلیا جب وہ اسے آگے لے جانا چاہتے تھے چنانچہ وہ اس کو لے کر السید ابوزید کے سامنے پیش کردیا تو السید ابو یزید نے اس کے قتل کا احکام جاری کردیئے۔

منصور کے بحری بیڑے کا بجایہ پر حملہ:......بحری بیڑہ بجایہ کی طرف روانہ ہوا اور اس نے یحییٰ بن غانیہ پر حملہ کردیا، یحییٰ (اپنے اس مقام کی وجہ سے جو اسے قسطنطنیہ کے محاصرہ میں حاصل ہوا تھا) اپنے بھائی علی کی طرف بھاگ گیا کیونکہ اس نے محاصرہ قسطنطنیہ میں اہل قسطنطنیہ کا ناطقہ بند کرکے اسپر قبضہ کرلیا تھا۔

سید ابوزید کی آمد:......سید ابوزید اپنے لشکروں کے ساتھ بجایہ کے بیرونی راستوں پر براجمان ہوا اور سید ابوموسیٰ کو اپنی قید سے رہا کردیا اور پھر دشمن کی تلاش میں روانہ ہوا، پس وہ قسطنطنیہ کو اس پر قبضہ کرکے اسے چھوڑ کر آگے بڑھ گیا اور صحراء میں بہت تیزی کے ساتھ اپنے نقل وحرکت کو جاری رکھنے میں مصروف ہوا لیکن موحدین اس کے تعاقب میں تھا یہاں تک کہ وہ مغرہ اور نفارس پہنچ گیا۔

موحدین کا بجایہ آنا اور علی بن غانیہ کا مختلف علاقوں پر حملہ:......اس کے بعد موحدین بجایہ آگئے اور وہاں پر سید ابوموسیٰ نے سید ابوزید سے مدد مانگی، ادھر علی بن غانیہ نے قفصہ کا قصد کیا اور پھر وہاں جا کر اس پر قبضہ کرلیا علاوہ ازیں بورق اور قصطیلہ سے جنگ کی مگر ان کو فتح کرنے میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا پھر طرابلس کی طرف متوجہ ہوا جہاں پر قراقش الغزی المطغری موجود تھا۔

قراقش الغزی المطغری کے کچھ حالات:......قراقش کے کچھ واقعات ابومحمد التیجانی نے اپنے سفرنامہ میں ذکر کئے ہیں ان میں سے ایک یہ واقعہ ہے کہ صلاح الدین حاکم مصر نے اپنے بھتیجے تقی الدین کو مغرب میں بھیجا تا کہ جتنے شہروں کو فتح کرنا اس کے لئے ممکن ہو وہ ان کو فتح کریں تاکہ وہ نورالدین محمود زنگی حاکم شام کے مطالبہ سے بچنے کے لئے ان میں پناہ لے سکے، نورالدین کے وزراء میں اس کا چچا صلاح الدین بھی شامل تھا انہوں نے فتح کرنے میں جلد بازی کی چنانچہ وہ اس کے جنگی دستوں سے ڈرگئے۔

پھر تقی الدین راستے ہی سے قراقش ارمنی کے بعد اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ ایک کام کی وجہ سے واپس آگیا اور ابراہیم بن فراسکین دارالمعظم کے ہتھیاروں کو اپنے آقا ملک معظم بن ایوب برادر صلاح الدین کے لئے چھوڑ کر بھاگ گیا جبکہ ادھر قراقش سنتریہ پہنچ گیا اور اس نے اسے ۵۸۶ھ میں فتح کرلیا اور وہاں پر اس نے صلاح الدین اور اپنے استاذ تقی الدین کا خطبہ دیا اور ان دونوں حضرات کو فتح کے بارے میں تحریر کیا اور پھر انہوں نے زویلہ کو فتح کیا اور بنو خطاب اھواری پر سلطنت فزان میں غلبہ پالیا اور یہ اس کے چچا محمد بن خطاب بن سلتن بن عبداللہ بن صغل بن

خطاب کی بادشاہی تھی اور وہ ان کا آخری بادشاہ تھا اس کا دارالخلافہ زویلہ تھا جو زویلہ بن الخطاب کے نام سے مشہور تھا اس نے اس کو گرفتار کرلیا اور پھر اس کے مال واسباب پر قبضہ کرلیا یہاں تک کہ اس کو موت آ گئی یوں وہ شہروں کو فتح کرتا رہا اور آخر کار طرابلس پہنچا اور اس کے بادشاہ ذیاب بن سلیم نے اجتماع کیا اور اس نے نفوسہ پر حملہ کیا اور اس پر بھی قبضہ کرلیا اور پھر عربوں کے اموال کو چھڑا لیا۔

اور ریاح میں زواودہ کے شیخ مسعود بن زمام مغرب سے فرار کے وقت اس سے آملا جیسا کہ اس کا تذکرہ ہو چکا ہے اور اس نے ان کے لئے عطیہ مقرر کیا اور خود طرابلس اور اس کے ماوراء کا بادشاہ بن گیا۔

قراقش کا تعلق ارمن سے تھا اور اسے مظفری اور ناصری کے القاب سے یاد کیا جاتا تھا اور مظفری اس لئے کہا جاتا تھا کہ وہ مظفر کا مملوک تھا جبکہ ناصری کہنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ ناصر صلاح الدین کے لئے خطبہ دیا کرتا تھا اور وہ اپنی نصف النہار میں ولی امیر المومنین لکھا جاتا تھا اور وہ مددگار ہونے کی علامت اپنے قلم کے ساتھ خط کے آخر میں ان الفاظ کے ساتھ لکھتا تھا وثقت باللہ وحدہ،

اور ابراہیم بن قراقش اس کا ساتھی تھا اس لئے کہ وہ عربوں کے ساتھ قفصہ گیا اور اس نے اس کی تمام قیامگاہوں اور گھروں پر قبضہ کرلیا اور سرداران قفصہ یعنی بنوزند کے ساتھ خط وکتابت کی اور انہوں نے اس کو شہر میں قدرت اور قوت حاصل کرنے میں مدد دی اس لئے کہ وہ لوگ بنوعبد المومن سے منحرف اور بے زار ہو چکے تھے چنانچہ آخر کار شہر میں داخل ہوا اور دولت عباسیہ اور صلاح الدین کے خطبہ پڑھا، معاملہ یہاں تک پہنچا کہ اس کو منصور نے فتح قفصہ کے موقع پر قتل کر دیا جیسا کہ ہم موحدین کے حالات میں اس کا ذکر کریں گے۔

طرابلس میں ابن غانیہ کی عوامی حمایت اور اس کی حکومت:...... جب علی بن غانیہ طرابلس پہنچ کر قراقش سے ملا تو دونوں کا موحدین کے خلاف باہمی تعاون کا معاہدہ طے پا گیا اور ابن غانیہ عرب کے تمام بنوسلیم اور ان کے پڑوس میں رہنے والے برقہ کی طرف مائل ہو گیا اور انہوں نے اس کو اپنی سلطنت میں شامل کرلیا اور اس کے پاس موحدین کی اطاعت سے روگردانی کرنے والے بعض قبائل ہلال جیسا کہ جشم، ریاح اور اثبج آکر جمع ہو گئے۔

اور زغبہ نے ان کی مخالفت کر کے موحدین کا ساتھ اور بقیہ ایام ان کی اطاعت میں اکٹھے رہے اپنی قوم میں سے ابن غانیہ کے ساتھ اطراف بقاع میں سے لمتونہ اور مسوفہ کی ایک جماعت آملی اور اس کی حکومت قائم ہوگئی اور اس علاقے میں نئے سرے سے اس کی قوم کو غلبہ حاصل ہو گیا تھا اور اس نے از سر نو ملکی قوانین کو مرتب کیا اور آلات حرب تیار کئے اور الجرید کے بہت سے شہروں کو فتح کیا اور ان میں دولت عباسیہ کو قائم کیا پھر اس نے اپنے بیٹے اور کاتب عبدالمومن کو شجاعان میں سے خلیفہ ناصر الدین المستضئی کے پاس بھیجا تا کہ اس کی قوم یعنی مرابطین نے جیسا بیعت اور اطاعت کا سلوک پہلے کیا تھا اب اس کی تجدید کریں، اور اس سے نصرت کا بھی خواہاں ہوا، خلیفہ نے پہلے کی طرف اسے قوم کی امارت سپرد کر دی اور خلیفہ کے دیوان سے مصر اور شام کی طرف شاہی حکم نامہ پر یہ لکھا گیا کہ وہاں پر خلیفہ کا نائب صلاح الدین یوسف بن ایوب ہوگا۔

قراقش اور ابن غانیہ کا دولت عباسیہ کے قیام پر اتفاق اور قراقش کی قابس پر فتح:...... جب یہ حکم نامہ صلاح الدین کے بارے میں صادر ہوا تو ابن غانیہ مصر آیا اس وقت صلاح الدین نے اس کو قراقش کی طرف چٹھی لکھ کر دی اور پھر دعوت عباسیہ کے قیام پر دونوں متفق ہو گئے اور ابن غانیہ نے قابس کے محاصرہ میں اس کی مدد کی اور قراقش نے اسے سعید بن ابوالحسن کے قبضہ سے چھڑا کر فتح کرلیا اور اس پر اپنے غلام کو حاکم بنایا اور اس میں اپنے ذخائر رکھے اور بزور بازو اسے فتح کرلیا پھر بڑھتے بڑھتے توزر کی طرف گیا اور قراقش اس کے معاونین میں سے تھا اور اس نے توزر کو بھی تخت وتاراج کیا۔

منصور کو اطلاع اور منصور کا تونس پہنچنا:...... جب منصور کو افریقہ میں ابن غانیہ اور بلاد جرید میں قراقش کی کارروائیوں کی اطلاع ملی تو وہ ۵۸۸ھ میں مراکش سے اس فساد کو ختم کرنے کے لئے اور جن مقامات پر انہوں نے غلبہ حاصل کیا تھا ان کو چھڑوانے کے لئے اٹھا اور تونس میں جا کر ڈیرے ڈال دیئے اور اہل تونس کو مخالفین کے غلبہ سے راحت دی اور اپنے ہراول دستے میں سید ابو یوسف یعقوب بن ابوحفص عمر بن عبدالمومن کو بھیجا اور اس کے ساتھ عمر بن ابی زید بھی تھا جو موحدین کے سرکردہ حضرات میں سے تھا۔

ابن غانیہ کی موحدین کے مقابلہ میں فتح: ......جب ابن غانیہ نے اس صورتحال کو دیکھا تو اس نے اس کے ساتھ اپنی فوج اور لشکر کے زور سے جنگ کی جس میں موحدین کو شکست ہوئی اور ابن ابی زید اور ان کی جماعت قتل ہوگئی اور علی بن الزبرتیر دوسرے لوگوں کے ساتھ قید ہوگیا اور دشمن کی املاک ان کے ساز وسامان سے بھر گئیں اور جلد باز لوگ تونس پہنچے اور منصور نے ان کی طرف پیش قدمی کی اور شعبان میں الحامہ کے باہر ان پر حملہ آور ہوگیا اسی دوران ابن غانیہ اور قراقش حومہ الوقر میں بھاگ گئے اور قراقش اہل قابس کے پاس گیا اور قابس ابن غانیہ کے بجائے خالص قراقش کا آدمی تھا چنانچہ انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کرلی اور ان کے سب اصحاب نے بھی فرمانبرداری اختیار کی اس لئے وہ مراکش آئے۔

منصور کا تورز کی طرف کوچ کرنا: ......منصور نے تورز کا ارادہ کیا تو وہاں تورز میں ابن غانیہ کے جو یار ومددگار موجود تھے انہوں نے منصور کی اطاعت اختیار کرلی، اس کے علاوہ اہل تورز نے بھی منصور کی اطاعت کا اعلان کرنے میں دیر نہ لگائی۔

منصور کا محاصرہ قفصہ اور اہل قفصہ کی مصالحت: ......منصور نے جب تورز سے واپس آکر قفصہ کا محاصرہ کیا تو انہوں نے اس کی حکومت کو تسلیم کرلیا اور وہاں پر جو فوج موجود تھی وہ قتل ہوگئی اور اپنے مقتولین میں ابراہیم بن قراتگین بھی تھا اور منصور نے باقی معاونین پر احسان کرتے ہوئے رہا کردیا اور اہل شہر کو امان دیدی اور وہاں کی زمینوں کو بطور مساقات کے ان کے پاس رہنے دیا، پھر اس نے عربوں سے جنگ کی اور ان کو خوب لوٹا اور ان سب کو جمع کیا یہاں تک کہ وہ اس کی اطاعت کا دم بھرنے لگا، اور ذوالمراس جو ان میں بڑا فتنہ پرور تھا مغرب یعنی جشم، ریاح اور عاصم کی طرف بھاگ گیا، اس کا ذکر ہم پہلے کرچکے ہیں۔

منصور کی واپسی اور علی بن غانیہ کا قتل: ......۵۸۴ھ میں منصور مغرب کی طرف واپس آگیا اور ابن غانیہ مع قراقش کے بلاد الجرید پر حملہ کرنے کی تیاری میں دوبارہ مشغول ہوگئے یہاں تک کہ علی ۵۸۴ھ میں نفزادہ کے ساتھ ایک جنگ میں اپنے اختتام کو پہنچا اور اسے ایک انجانہ تیر آلگا جس نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا اور اسے وہیں دفن کردیا گیا اور اس کی نشانات قبر کو مٹادیا گیا اور اس کی اعضاء کو میورقہ لاکر دفن کردیا گیا۔

اس کے بعد اس کے بھائی یحییٰ بن اسحاق بن محمد بن غانیہ نے زمام اقتدار کو اپنے ہاتھ میں لیا اور اس نے اپنے بھائی علی کے طریق کے مطابق چلنا شروع کیا اور قراقش کی مدد اور دوستی کے لئے روانہ ہوا پھر ۵۸۶ھ میں قراقش نے موحدین کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم کرلیا تو یہ ان کی طرف تونس ہجرت کرگیا اور سید ابوزید بن ابی حفص بن عبدالمومن نے اسے قبول کرلیا اور یہ اس کے ساتھ مقیم رہا پھر بھاگ کر قابس آگیا۔

قراقش کا دھوکہ بازی سے موحدین کو قتل کرنا،

قراقش اور یحییٰ کے درمیان پھوٹ: ......اور پھر قابس آکر اس نے فریب کاری سے داخل ہوکر ایک جماعت کو قتل کردیا اور ذیاب اور کعوب کے شیخ پر جو بنی سلیم سے تھے حملہ کرکے ان میں سے ستر آدمیوں کو قصر العروسین میں قتل کردیا جن میں محمود بن طرق، ابوالمحامید، اور حمید بن جاریہ ابو الجواری بھی شامل تھے اور پھر اس نے طرابلس پر حملہ کرکے اسے فتح کرلیا اور بلاد الجرید کی طرف واپس آگیا اور اس کے اکثر شہروں پر قبضہ کرلیا یوں یحییٰ بن غانیہ کے درمیان فساد کا آغاز ہوا۔

یحییٰ نے جب اس کا تعاقب کیا تو قراقش نے جبال میں پناہ لی اور ان کے اندر گھس گیا پھر صحراء کی طرف بھاگ گیا اور ودان میں جا ٹھہرا اور ہمیشہ وہیں رہا یہاں تک کہ ابن غانیہ نے اس کے بعد کچھ مدت تک اس کا محاصرہ کیا اور ذیاب کا بدلہ لینے والوں نے اس پر حملہ کردیا اور اس کے بیٹے کو موحدین کے مقابلہ میں قتل کردیا اور یہ مستنصر کی حکومت تک حضرۃ میں رہا اور پھر ودان کی طرف بھاگ گیا اور فتنہ برپا کرنے لگا تو کام کے بادشاہ نے ۵۵۶ھ میں اسے ٹھکانے لگانے کے لئے اپنے آدمی کو بھیج دیا۔

اور ابن غانیہ الجرید پر غالب آگیا اور یاقوت نے دستبرداری کا اعلان کردیا ادھر قراقش نے اس کو بھگانے کے لئے آدمی مقرر کئے، التیجانی نے اپنے سفرنامہ میں اس طرح تحریر کیا ہے۔

اس کے بعد یاقوت طرابلس چلا گیا اور وہاں پر اس نے ابن غانیہ سے مقابلہ کیا اور جب محاصرہ طویل ہوگیا تو یاقوت نے انتہائی طور پر مدافعت

کواختیار کیالیکن یحییٰ نے میورقہ کے بحری بیڑے کو بھیجا تو اسے اس کے بھائی عبداللہ نے بحری بیڑے کے دو دستوں سے مدد دی پس وہ طرابلس پر غالب آ گیا اور اس نے یاقوت کو میورقہ کی طرف روانہ کردیا اور وہاں اسے قید کردیا بالآخر موحدین نے اس کو پکڑلیا۔

میورقہ کے حالات:...... جب علی بن غانیہ بجایہ کی فتح کے لئے گیا تو اس نے اپنے بھائی محمد اور علی بن الزبرتیر کو اپنے اپنے قید خانوں میں چھوڑ دیا پس جب اولاد غانیہ اور بہت سے الحامیہ کا فساد ختم ہوا تو اہل جزیرہ کے قلعہ سے ایک جماعت الزبرتیر کے پاس گئی اور وہ محمد کی دعوت میں اٹھ کھڑا ہوا اور انہوں نے القصبہ کا محاصرہ کرلیا یہاں تک کہ وہاں کے باشندوں نے ان سے محمد بن اسحاق کے رہا کرنے پر رضامندی ظاہر کی اس طرح محمد بن اسحاق جیل خانہ سے رہا ہوا تو حکومت پر اس کی اجارہ داری قائم ہوگئی اور وہ موحدین کی حمایت میں داخل ہوگیا۔

دوسری طرف علی بن الزبرتیر کے ساتھ یعقوب منصور کے پاس حاضر ہوا اور عبداللہ بن اسحاق ان کی مخالفت کر کے میورقہ کی طرف چلا گیا تو وہ افریقہ سے سمندر کے راستے صقلیہ چلا گیا انہوں نے اسے بحری بیڑے سے امداد دی اور وہ اس وقت میورقہ پہنچا جب اس کا بھائی منصور کے پاس پہنچا چنانچہ اس نے میورقہ پر قبضہ کرلیا اور پھر ہمیشہ اس کا والی رہا اور اس نے اپنے بھائی علی کو طرابلس میں مدد بھیجی جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔

پھر انہوں نے اس کی طرف یاقوت کو بھیجا پس اس نے اسے زبردستی قید کرلیا یہاں تک کہ ۵۹۹ھ میں موحدین اس پر غالب آ گئے اور یہ قتل ہوا اور یاقوت مراکش کی طرف روانہ ہوا اور وہیں پر اس کا انتقال ہوا۔

ادھر جب ابن غانیہ طرابلس سے فارغ ہوا تو تاشفین نے اپنے چچازاد بھائی غانی کو اسکا حاکم بنایا اور خود قابس جانے کا ارادہ کیا تو وہاں پر عامل بن عمر تافراکین موحدین کے عامل کو پایا جسے حاکم تونس شیخ ابوسعید بن ابی حفص نے ان کے پاس بھیجا تھا پس وہاں کے باشندوں نے اس سے درخواست کی (کیونکہ قراقش کا نائب ان کے پاس سے بھاگ گیا تھا) کہ ابن غانیہ کو طرابلس میں گرفتار کیا جائے پس اس نے قابس سے جنگ کر کے ان کی سرکوبی کی یہاں تک کہ انہوں نے اس شرط پر اس سے امان طلب کرلی کہ وہ ابن یافرامس کا راستہ چھوڑ دے انہوں نے اس بات کو مان کر صلح کرلی اور شہر پر اس کا قبضہ کروادیا، یہ قبضہ ۵۹۱ھ میں ہوا اور انہیں سات ہزار دینار تاوان برداشت کرنا پڑا۔

مہدیہ پر قبضہ اور محمد بن عبدالکریم کا قتل:......اس کے بعد ۵۹۷ھ میں مہدیہ کا ارادہ کیا اور اس پر غالب آ گیا اور وہاں پر باغی محمد بن عبدالکریم الکرابی کو اپنے انجام تک پہنچادیا۔

محمد بن عبدالکریم:...... یہ مہدیہ میں پروان چڑھا اور وہاں کی مرتد فوج میں شامل ہوگیا یہ کوفی الاصل تھا اور بہت دلیر تھا اس نے اپنی فوج میں پیادوں اور سواروں کو اکٹھا کیا اور اطراف میں مفسد اعراب پر حملہ کرنے لگا اس کے اس کام سے عربوں کے دلوں میں ہیبت ڈال دی لیکن یہ اپنے اس کام سے جلد اکتا گیا لوگ اس کے لئے اپنے دست دعا دراز کرنے لگے۔

ابوسعید بن ابی حفص منصور کی طرف سے اس کے آغاز حکومت میں افریقہ آیا اور اس نے مہدیہ پر اس کے بھائی یونس کو حاکم بنایا، محمد بن عبدالکریم نے غنائم کے دوحصوں کا مطالبہ کردیا لیکن یونس نے اس کا انکار کردیا اور محمد بن عبدالکریم نے یونس کو مصیبتوں میں ڈال دیا اور اس کو جیل خانہ میں بند کر کے سزا دی، ابن عبدالکریم نے خفیہ طور پر سازش تیار کی اور اس سازش میں خواص بھی شامل تھے اور ابوعلی یونس پر حملہ کر کے ۵۹۵ھ میں گرفتار کرلیا یہاں تک کہ اس کے بھائی ابوسعید نے پانچ سو خالص دینار کے سکوں کے بدلہ میں ابوعلی یونس کو چھڑالیا، اس طرح ابن عبدالکریم مہدیہ میں مستقل طور پر قابض ہوگیا اور اس نے اپنی دعوت چلانی شروع کردی اور اپنا لقب متوکل علی اللہ مقرر کیا۔

والی افریقہ کی ابن عبدالکریم سے تونس میں جنگ:...... پھر سید ابوزید بن ابی حفص عمر بن عبدالمومن افریقہ کا والی بن کر آیا اور ۵۹۶ھ میں تونس کے مقام پر ابن عبدالکریم نے اس کے خلاف لشکر کشی کی لیکن حلق الوادی کے مقام پر ابن عبدالکریم کی فوج میں گڑبڑ پیدا ہوگئی، اور اس کے مقابلہ میں موحدین کے لشکروں نے میدان گرم کیا اور انہوں نے اس کو شکست دی اور ایک طویل محاصرہ کے بعد محصورین نے محاصرہ چھوڑنے کی درخواست کی اور انہوں نے اس کی بات کو مان لیا اور پھر وہاں سے آ کر فاس میں یحییٰ بن غانیہ کا محاصرہ کرلیا اور اس سے ایک حد تک نبرد آزما رہا، پھر حفصہ کی

طرف روانہ ہوا اور ابن غانیہ اس کا تابع بن کر نکلا پس ابن عبدالکریم اس کے مقابلہ میں شکست کھا گیا اور دوبارہ مہدیہ میں پہنچ گیا۔

ابن غانیہ کا محاصرہ مہدیہ اور ابن عبدالکریم کی وفات: ...... ابن غانیہ نے اس صورتحال کو دیکھ کر مہدیہ کا محاصرہ ۵۹۷ھ میں کر لیا اور سید ابو زید نے فوج کے دو دستوں سے اس کو مدد فراہم کی یہاں تک ابن عبدالکریم نے اس سے اطاعت کا مطالبہ کر دیا اور اس کی طرف نکلا لیکن ابن غانیہ نے اسے گرفتار کر لیا اور وہ اس کی قید ہی میں راہی عدم ہو گیا اس طرح ابن غانیہ مہدیہ پر قابض ہو گیا اور اس کے ساتھ طرابلس، قابس، صفاقس اور الجرید بھی اس کے قبضہ میں آ گئے۔

ابن غانیہ کا افریقہ کی غربی جانب اور دیگر شہروں پر چڑھائی: ...... ابن غانیہ اس فتح کے بعد افریقہ کی جانب غربی کی طرف متوجہ ہوا اور باجہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا اور وہاں پر منجنیق نصب کر کے اس کو بزور بازو فتح کر لیا اور فتح کے نقشہ میں شہر کو تہس نہس کر دیا اور باجہ کے عامل عمر بن غالب کو ٹھکانے لگائے اور وہاں کے بھگوڑے اربس، شقبناریہ کے مقامات پر جا کر پناہ گزیں ہوئے اور باجہ کو تباہ حال چھوڑ دیا، کچھ مدت کے بعد اہل باجہ سید ابوزید کی امان میں وہاں واپس آئے لیکن ابن غانیہ نے دوبارہ اس پر چڑھائی کر دی، قسطنطنیہ کے مقام پر سید ابوزید کے بھائی سید ابوالحسن نے اس کے ساتھ مقابلہ کیا اور موحدین کو شکست ہوئی اور ابن غانیہ نے ان کی لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا پھر ابن غانیہ بسکرہ کی طرف گیا اور وہاں پر قابض ہونے کے بعد وہاں کے باشندوں کے ہاتھ کاٹ ڈالے اور ابوالحسن نے محافظ ونگران کو گرفتار کر لیا اس کے بعد بلنسیہ اور قیروان پر بھی قبضہ کیا اور اہل بونہ نے بھی اس کی بیعت کر لی اور ساری فتوحات اور قبضوں کے بعد مہدیہ کی طرف لوٹ آیا اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔

تونس کا محاصرہ اور فتح: ...... اس کے بعد تونس کا محاصرہ کرنے کا ارادہ کرنے لگا اور پھر ۵۹۷ھ میں اس کی طرف کوچ کیا اور ابن غانیہ نے مہدیہ پر اپنے چچازاد بھائی علی بن غازی کو عامل بنایا جو کہ کافی بن عبداللہ بن محمد بن علی بن غانیہ کے نام سے معروف ومشہور ہے، ابن غانیہ تونس کے باہر جبل احمر کے پاس اترا اور اس کے بھائی نے حلق الوادی میں پڑاؤ ڈالا، ان حضرات نے اہل شہر کو اپنی فوج کی مدد سے تنگی میں ڈال دیا اور اس کی خندق کو پاٹ دیا اور آلات ومنجنیق نصب کر دیں، چھٹی صدی کے ختم پر چار ماہ کے محاصرہ کے بعد یہ تونس میں داخل ہو گئے اور سید ابوزید اور اس کے بیٹوں اور دوسرے موحدین جو اس کے ہمراہ تھے ان کو گرفتار کر لیا اور اہل تونس سے ایک لاکھ دینار تاوان لیا اور اس تاوان کی وصولی کے لئے اپنے کاتب ابن منصور اور ابو بکر بن عبدالعزیز بن سکاک کو ذمہ دار بنایا۔

ان حضرات نے لوگوں سے اس تاوان کا تقاضا کر کے اتنا خوفزدہ کیا کہ بہت سے لوگ موت تک پہنچ گئے اور انہوں نے قتل وقتال میں جلدی مچائی،، چمڑی جائے دمڑی نہ جائے،، بیان کیا جاتا ہے کہ اسماعیل بن عبدالرفیع تونس کا ایک بخیل تھا اس نے اپنے آپ کو ایک کنویں میں ڈال کر ہلاک کر لیا لیکن پھر بھی مال نہ دیا، اس قتل وقتال کے بعد باقیماندہ لوگوں سے تاوان کا مطالبہ ختم کر دیا۔

اس کے بعد نفوسہ کی طرف ابن غانیہ نے کوچ کیا اور سید ابوزید اس کی لشکر گاہ میں بند تھا اہل نفوسہ کے ساتھ اس جیسا سلوک کیا اور ان پر بھی دو دو دینار کا تاوان مقرر کیا۔

والی مراکش کا تونس کی طرف کوچ اور ابن غانیہ سے جنگ: ...... جو تکالیف اہل افریقہ کو ابن غانیہ اور ابن عبدالکریم سے پہلے پہنچ چکی تھیں ان کی اطلاع مراکش میں ناصر کو ملی جس کی وجہ سے ناصر بہت غضبناک ہو گیا اور ۶۰۱ھ میں اس کی طرف روانہ ہوا اور جب یحییٰ ابن غانیہ کو اطلاع ملی کہ ناصر اس کی طرف آ رہا ہے تو وہ تونس سے قیروان اور پھر قفصہ چلا گیا اور اہل عرب اس کے پاس جمع ہونا شروع ہو گئے اور انہوں نے اسے حملے اور دفاع کے لئے ہر چیز مہیا کی اور اس نے مغراوں کے تمام قلعوں داروں سے مقابلہ کیا اور ان کو سرنگوں کر دیا اور خود مطماطہ کی طرف منتقل ہو گیا۔

سب سے پہلے ناصر تونس کے مقام پر آیا پھر قفصہ اور اس کے بعد قابس میں پہنچا ابن غانیہ اس کی وجہ سے جبل دمر میں قلعہ بند ہوا اور مہدیہ کی طرف لوٹ گیا اور وہاں پر جا کر پڑاؤ ڈالا اور مہدیہ کا محاصرہ کرنے کے لئے آلات نصب کئے۔

شیخ ابومحمد عبدالواد بن ابی حفص کو ابن غانیہ کے ساتھ قتال کے لئے چار ہزار موحدین کا لشکر دے کر ۶۰۲ھ میں بھیجا اس کا مقابلہ نواحی قابس

میں سے جبل تاجرا کے مقام پر ابن غانیہ کے ساتھ ہوا اور اس نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے بھائی جبارہ بن اسحاق کو قتل کر دیا اور سید ابوزید کو اس کے قید خانہ سے آزاد کروایا پھر ناصر نے مہدیہ کو فتح کر لیا اور علی بن غازی اس کی دعوت پر مہدیہ آیا جس کو ناصر نے قبول کر لیا اور اس کو عظمت بخشی، اور اسے دستور کے مطابق اپنے غلام واصل کے ذریعے تحائف بھیجے اور دو جوڑے جو جواہرات سے بنے ہوئے تھے وہ بھی اسے پیش کئے، اور علی بن غازی ہمیشہ اس کے ساتھ رہا یہاں تک کہ جہاد کرتا ہوا شہید ہو گیا۔

ناصر نے مہدیہ پر موحدین میں سے محمد بن مغمور کو متولی بنایا اور خود تونس کی طرف واپس آ گیا پھر اس نے اس بات پر غور وفکر شروع کیا کہ افریقہ پر کس کو مقرر کرے کہ وہ اس کا دفاع کرے اور ابن غانیہ کے لشکروں سے اس کی حفاظت کرے، آخر کار اس نے شیخ ابومحمد ابن ابی حفص کو مقرر کیا، یہ ۶۰۳ھ کا واقعہ ہے جیسا کہ اس سے قبل مذکور ہوا ہے اس کے بعد ناصر مغرب کی طرف واپس آیا اور ادھر ابن غانیہ نے تونس میں موحدین کے ساتھ جنگ کا ارادہ کر لیا۔

موحدین کے ساتھ ابن غانیہ کی جنگ:......اس ارادہ کے بعد ذوبان العرب سے ذواودہ وغیرہ کو جمع کیا اور ان دنوں ذواودہ نے محمد بن مسعود بن سلطان کو بھیجا اور بنو عوف بن سلمہ کے موحدین کے پاس ایک مقام بنالیا تھا، نواحی تبسہ میں شبرو کے مقام پر جنگ ہوئی اور ابن غانیہ کے اتحادیوں کو شکست ہوئی اور وہ طرابلس کی طرف چلا گیا پھر ابن غانیہ ملثمین اور عرب کے لشکروں کو لے کر مغرب کی طرف روانہ ہوا اور سلجماسہ کے مقام پر پہنچا اور اس کے متبعین کے ہاتھ لوٹ کھسوٹ سے بھر گئے اور ملک میں فساد اور خرابی کو پھیلایا اور مغرب اوسط تک پہنچ کر زناتہ کے مفسدین نے اس سے ساز باز کر لی اور تلمسان کے حاکم سید ابوعمران موسیٰ بن یوسف بن عبدالمومن نے اس کے ساتھ لڑائی کا ارادہ کیا اور تاھرت کے مقام پر دونوں کا مقابلہ ہوا، ابن غانیہ نے اس کو شکست دی اور اسے قتل کر دیا اور اس کے پیشرو کو گرفتار کر لیا اور دوبارہ لوٹ کر افریقہ آ گیا، شیخ ابومحمد والی افریقہ نے موحدین کے لشکر کے ساتھ اس کے مقابلہ پر آئے اور غنائم کو ان کے ہاتھوں سے چھین لیا، ابن غانیہ نے اس صورتحال کو دیکھ کر طرابلس کے پہاڑوں میں پناہ گزیں ہوا، اور اس کا بھائی سید ابن اسحاق مراکش کی طرف ہجرت کر گیا، ناصر نے اس کے بھائی کو مراکش میں خوش آمدید کہا اور اس کا احترام واکرام کیا، پھر ابن غانیہ کے پاس عربوں کے قبیلے ریاح اور عوف اور ھیث اور قبائل بربر کے لوگ جمع ہونا شروع ہوئے، ابن غانیہ نے دوبارہ افریقہ میں داخل ہونے کا عزم کیا اور شیخ ابومحمد والی افریقہ نے ۶۰۶ھ میں ان کی طرف پیش قدمی کی اور جبل نفوسہ کے مقام پر ان کے ساتھ لڑائی ہوئی لیکن اس اتحادی فوج کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا اور جو کچھ ان کے پاس اونٹ، گھوڑے اور اسلحہ تھا اس کو غنیمت بنالیا گیا اور اس دن محمد بن الغازی اور جوار بن یقرن کو موت کا ذائقہ چکھنا پڑا اور اس کا عمزاد جوابن ابی شیخ ابن عساکر بن سلطان کے کاتبین میں سے تھا وہ بھی ان کے ساتھ قتل ہوا، اور عرب کے قبیلہ ہلالی میں سے امیر قرہ سماد بن نخیل کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

ابن نخیل کی حکایت:......ابن نخیل کا بیان ہے کہ اس دن ملثمین کے لشکر میں سے موحدین نے اٹھارہ ہزار اونٹ غنیمت کے حاصل کئے اس واقعہ نے اس کی شدت اور قوت کو کمزور کر کے رکھ دیا اور قبائل نفوسہ اپنے کاتب ابن عصفور کی وجہ سے جوش میں بھڑک اٹھے اور انہوں نے اس کے دونوں بیٹوں کو قتل کر دیا اور ابن غانیہ نے تاوان لینے کے لئے ابن عصفور کو ان کے پاس بھیجا تھا اور ابومحمد افریقہ کے نواحی میں پناہ گزیں ہوا اور ان کو ان کا ساز وسامان دے دیا اور ان کے شیوخ کو پوشیدگی کے پردے میں ڈال دیا اور انکو تونس میں آباد کیا تاکہ ان کا نشان ختم ہو، اس طرح افریقہ کے احوال درست ہو گئے، اسی عرصہ میں ابومحمد کا انتقال ۶۱۸ھ میں ہو گیا اور السید ابوالعلاء ادریس بن یوسف بن عبدالمومن کو ابومحمد نے والی بنایا، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شیخ ابومحمد کی ہلاکت سے کچھ عرصہ پہلے السید ابوعلاء کو حاکم بنایا گیا تھا اس کی وفات کے بعد ثور بن غانیہ اور نجم میں نفاق اور فساد پیدا ہو گیا اس کی رعایا نے اس پر الزام لگایا، السید ابوالعلاء اس کی طرف نکلا اور قابس میں پڑاؤ ڈالا اور قصر عروسین میں قیام کیا اور درج اور غدامس کی طرف اپنے بیٹے سید ابوزید کو موحدین کا لشکر دیکر بھیجا اور دوسرا لشکر ابن غانیہ کے محاصرہ کے لئے ودان کی طرف بھیجا پس اس نے عربوں کو لرزہ براندام کر دیا اور عرب اٹھ کھڑے ہوئے، سید ابوالعلاء نے اس صورتحال کو دیکھ کر ان کا قصد کیا اور ابن غانیہ اس دوران الزاب کی طرف بھاگ نکلا لیکن سید ابوزید نے اس کا تعاقب کیا اور بسکرہ کے مقام پر اترا اور اس میں گھس گیا لیکن ابن غانیہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا اور مختلف اہل عرب اور بربروں کو جمع کیا، ایک دفعہ پھر

سید ابوزید نے موحدین اور قبائل ھوارہ کے ساتھ اس کا تعاقب کیا اور تونس کے باہر ۶۲۱ھ میں ان سے جنگ کی اور ابن غانیہ کو اپنے لشکروں سمیت شکست کا سامنا کرنا پڑا اور اس میں بہت سے ملثمین قتل ہو گئے اور موحدین کے ہاتھ مال غنیمت سے بھر گئیں، قبائل ھوارہ اور ان کے امیر حناس بن یعرہ بن وینفن کو اس حملہ میں ایک زخم اور مصیبت پیش آئی تھی اور سید ابوزید کو تونس میں اپنے باپ کی وفات کی خبر ملی تو وہ جلدی سے واپس لوٹا، اور بنو حفص کو افریقہ میں ان کے باپ شیخ ابومحمد بن اثال کے مکان میں لوٹا دیا گیا اور امیر ابوزکریا کو ان میں سے مستقل امیر بنا دیا گیا اور اس کو عبدالمومن کی سلطنت کی طرف نکال لیا اور اپنے بھائی ابومحمد عبداللہ کے قبضہ سے بھی حکومت کو لے لیا۔

اور امیر ابوزکریا یہ حفصی خلفاء کا جد ہے افریقہ میں ان کی حکومت مستحکم ہوگئی اور انہوں نے افریقہ سے ابن غانیہ کا بہت اچھا دفاع کیا اور اسے افریقہ کے اطراف و جوانب کی طرف بھگا دیا اور آہستہ آہستہ اس نے اپنا ہاتھ اہل افریقہ کو تکلیف دینے سے اٹھا لیا اور ابن غانیہ اہل عرب کے ساتھ جنگلوں میں مارا مارا پھرتا رہا، اور پھر عرب کے انتہاء سلجماسہ کے مقام پر پہنچ گیا اور اقصیٰ میں سلجماسہ اور عقبہ کبریٰ جا پہنچا جو دیار مصر کے سرحدوں کے ساتھ برقہ کی سرحدوں پر صاحب سویقہ پر غالب آ گیا اور متیجہ اور ملیانہ کے مابین مغراوہ بواجر پر حملہ کر دیا اور ان کے امیر مندیل بن عبدالرحمن کو قتل کر دیا اور جزائر کی فصیل پر اس کو پھانسی دیدی، اور ابن غانیہ فوج کی خدمت لیتا تھا جب وہ خدمت سے تنگ آ جاتا تو وہ اسے چھوڑ دیتا یہاں تک کہ ۶۳۱ھ میں پچاس سال اپنی امارت کے مکمل کر کے فوت ہوا بعض نے ۶۳۳ھ میں وفات لکھی ہے پھر اس کو دفن کر کے اس کی قبر کے آثار کو مٹا دیا گیا۔

کہا جاتا ہے کہ وادی الرجوان میں اویس نے اسے قتل کر دیا تھا اور اسے ملیانہ کی طرف وادی شلف میں لے گیا تھا اور یہ بھی مذکور ہے کہ اسے صحرائے بادیس اور مدینہ میں لے گئے جو کہ بلاد الزاب میں واقع ہے اور اس کے مرنے سے لمتونہ اور مسوفہ اور تمام بلاد افریقہ اور اندلس اور مغرب سے ملثمین کی حکومت ختم ہوگئی اور اس کی حکومت کے ختم ہونے سے صنہاجہ کی حکومت بھی ختم ہوگئی اور اس نے اپنے پیچھے بیٹیاں چھوڑیں جنہیں اس نے امیر ابوزکریا کے ساتھ عہد کی وجہ سے وہیں بھجوا دیا تھا امیر ابوزکریا کو ان کے والد کے انتقال کا علم ہوا چنانچہ امیر ابوزکریا نے ان سے اچھا سلوک کا برتاو کیا اور اپنے سامنے ان کی حفاظت کے لئے ایک محل تعمیر کروایا جو قصر البنات کے نام سے مشہور تھا اور وہ اس کی نگرانی میں اپنے باپ کی وصیت کے مطابق آسودہ حال ہو کر رہیں۔

اپنوں سے پرائے اچھے: ...... کہا جاتا ہے کہ ان لڑکیوں کے چچازاد نے ان میں سے ایک کے لئے نکاح کا پیغام بھیجا امیر ابوزکریا نے اس لڑکی کو پیغام بھیجا اور کہا کہ یہ آپ کا ابن عم ہے اور آپکا زیادہ حقدار ہے، اس لڑکی نے کہا اگر کوئی ہمارا چچازاد ہوتا تو اجنبی لوگ ہماری کفالت نہ کرتے، چنانچہ وہ سب بغیر شادی کے رہیں حالانکہ انہوں نے عمر کا کافی حصہ پایا تھا۔

آنکھوں دیکھا حال: ...... علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں کہ مجھے میری والد نے بتایا کہ اپنی زندگی میں انہوں نے ان لڑکیوں میں سے ایک لڑکی کو ۷۱۰ھ میں دیکھا جو نوے سال سے متجاوز تھی، اور ان کا بیان ہے کہ وہیں اس سے ملا تھا وہ بڑی شریف النفس، خوش اخلاق اور آسودہ حال تھی، (واللہ وارث الارض ومن علیھا)

ملثمین کے قبائل صاحب کتاب کے زمانہ میں: ...... یہ ملثمین اور ان کے قبائل اس عہد میں سوڈان کے پڑوس میں میدانوں میں رہتے تھے اور اہل سوڈان اور ان ریگستانی علاقے کے درمیان رکاوٹ ہیں جو مغربی اور افریقہ میں بربر کے شہروں کی سرحد ہے اور وہ اس زمانہ میں مغرب کی طرف بحر محیط کے ساحل سے اور مشرق کی سمت میں ساحل نیل تک متصل ہیں اور ان میں سے جو بھی ان کا بادشاہ بن کے کھڑا ہوا اسے ہلاکت کا سامنا کرنا پڑا اور وہ لمتونہ اور میورقہ میں قلیل ہیں جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں اور انہیں حکومتوں نے ختم کر دیا اور آفاق اور اقطار ان کو نگل گئے اور ان کو غلامی نے ختم کر دیا اور موحدین کے امراء نے ان سے میدان جنگ کو گرم رکھا اور ان کے جو صحراء تھے وہ اختلاف و افتراق کی وجہ سے اپنے پہلے حال پر باقی رہے اور اس وقت وہ ملوک سوڈان کے ماتحت ہیں اور انہیں ٹیکس دیتے ہیں اور ان کی فوجوں میں جا کر دشمنوں سے لڑتے ہیں اور اس کی بنیاد پر بلاد سوڈان سے مشرق تک، عرب کے سلع کے مناظر سے بلاد مغربین اور افریقہ تک ملی ہوئی ہیں پس ان میں سے کدالہ، سوس اقصیٰ کے مغرب میں ذوی حسان بن معقل کے سامنے

ہیں اور لمتونہ اور تر یکہ ذوی منصور اور عبداللہ بن معقل بھی اسی طرح مغرب اقصیٰ کے عرب ہیں وہ مسوفہ اور زغبہ کے سامنے ہیں، جو مغرب اوسط کے عرب ہیں اور عطہ، ریاح کے مقابلہ میں ہیں، اور الزاب وبجایہ اور قسطنطنیہ کے عرب ہیں اور قارکا افریقہ کے عرب سلیم کے مقابل ہیں۔

اور ان کے اکثر مویشی اونٹ ہیں جو ان کے معاشی اور بوجھ اٹھانے کے لئے اور سواری کے کام آتے ہیں اور گھوڑے یا تو ان کے پاس کم ہوتے ہیں یا بالکل نہیں ہوتے ہیں اور ان کا سفر ہمیشہ سبک رفتار اونٹوں پر ہوتا ہے اور انکا کام نجیب رکھتے ہیں اور جنگ میں سواری کا کام بھی انہی سے لیتے ہیں اور ان کی چال تیز ہوتی ہے اتنی تیزی کے ساتھ دوڑتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں اور بعض اوقات عربوں میں سے اہل قفر دان کے ساتھ جنگ کرتے ہیں خصوصاً ریاح کے جنگل بادیہ میں رہنے والے بنوسعید ان کے ساتھ معرکہ آراء رہتے ہیں اور جو ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے انہیں مغاریکی وادیوں میں تیر مارتے ہیں۔

اور جب سیاح ان کے قبیلوں میں آتے ہیں اور یہ ان کے تعاقب میں سوار ہو جاتے ہیں تو ان شہروں سے جدا ہونے سے قبل ہی ان کو پایئوں پر روک لیتے ہیں اور وہ ان سے بچ نہیں سکتے اور پھر ان کے درمیان سخت جنگ ہوتی ہے اور اہل عرب ان کے حملوں سے بسیار کوشش کے بعد ہی بچ سکتے ہیں لیکن ان میں سے بعض ہلاکت تک پہنچ جاتے ہیں۔ وللّٰہ الخلق والامر ۔

جب ہمارے سامنے ملوک سوڈان کا تذکرہ ہوا تو ہم اس عہد کے بادشاہوں کا ذکر کریں گے جو ملوک مغرب کے پڑوس میں رہتے ہیں وتعز من تشاء ۔

سوڈان کے بادشاہ: ......ان ملثمین سے ہٹ کے مغرب کے پڑوس میں رہنے والے ملوک سوڈان کے وہ احوال وواقعات جو ہم تک پہنچے ہیں، یہ سوڈانی اقوام دوسرے براعظم کے رہنے والے ہیں جو پہلے براعظم کے پیچھے آخر تک رہتی ہیں بلکہ آباد زمین کے آخر تک جو مغرب ومشرق کے مابین متصل ہیں مغرب وافریقہ میں بربر کے ہمسایہ ہیں اور وسط میں بلاد یمن اور حجاز کے پڑوس ہیں مشرق میں بصرہ اور دوسرے بلاد ھند کے مکین ہیں اور ان کی آبادی کئی اقسام اور قبیلوں اور شاخوں پر مشتمل ہیں، مشرق میں ان کا مشہور قبیلہ زنج اور حبشہ اور نوبہ ہیں اور اہل مغرب کا تذکرہ ہم بعد میں کریں گے اور ان کا نسب حام بن نوح تک جاملتا ہے، حبش میں حبش بن کوش بن حام کی اولاد رہتی ہیں۔

قبیلہ نوبہ کا نسب نامہ نوبہ بن کوش بن کنعان بن حام تک جاملتا ہے اور یہ المسعودی کے مطابق علامہ ابن عبدالبر نے یہ کہا ہے کہ نوبہ، نوب بن قوط بن مصر بن حام کی اولاد میں سے ہیں اور زنج، زنجی بن کوش کی اولاد سے ہیں اور باقی سوڈان قوط بن حام کی اولاد میں سے ہیں اور ان کو قبط بن حام بھی کہا جاتا ہے۔

ابن سعید نے سوڈانیوں کی ۱۹ اقوام شمار کی ہیں ان میں سے مشرق میں زنج، بحر ھند کے کنارے پر رہتی ہیں، جن کا شہر فنقیہ ہے اور وہ مجوس ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں، کچھ معتمد کی خلافت میں ان کا غلام زنگی لے پالک کے ساتھ سادات پر غالب آ گیا تھا، اور ابن سعید نے کہا ہے کہ ان کے متصل بربریوں کا شہر ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جن کا تذکرہ امرءالقیس نے اپنے شعر میں کیا ہے، اور اس زمانہ میں اسلام ان کے درمیان پھیل چکا ہے اور بحر ھند کے کنارے انکا شہر مقدشو تھا جس کو مسلمان تاجروں نے تعمیر کیا تھا اور ان کے مغرب وجنوب میں دمارم رہتے تھے جو ننگے بدن اور ننگے پاؤں رہتے تھے ، ابن سعید نے یہ بات بھی کہی ہے کہ یہ زنجی قبیلے والے بلاد حبشہ کی طرف خروج کر گئے تھے اور قبیلہ نوبہ، التتر کے عراق کی طرف نکلنے کے وقت گئے اور پھر واپس لوٹ آئے۔

ابن سعید کا یہ بھی قول ہے کہ ان کے ساتھ حبشہ متصل ہے اور یہ سوڈانی قوموں میں سے سب سے بڑی قوم ہیں اور بحر غربی کے کنارے ان کا ہمسائیگی یمن کے ساتھ ہیں ان میں سے یمن کا بادشاہ ذی نواس بھی ہے اور ان کا دارالسلطنت معکبرہ ہے۔

پہلے یہ نصرانی تھے، صحیح بخاری کے مطابق ان میں سے ایک آدمی نے ہجرت کے زمانے میں اسلام قبول کیا اور ان میں سے نجاشی وہ شخص ہیں جنہوں نے خود نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں اسلام قبول کیا اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے ہجرت مدینہ سے پہلے ان کی طرف ہجرت کی ، اور لفظ نجاشی ان کی زبان میں انکاش سے ماخوذ ہے، عربی دانوں نے کاف کو جیم سے بدل دیا اور یانسبتی کو ملحق کر دیا اور اہل عرب عجمی ناموں سے اسی

طرح تصرف کرتے ہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:...... بہت سے لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ نجاشی ملوک یمن کا لقب ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے اس لئے کہ اگر ایسا ہوتا تو آج تک یہ لقب مشہور ہوتا اس لئے کہ ان کی بادشاہی ان میں سے منتقل نہیں ہوئی اور اس زمانہ میں ان کے بادشاہ کا خطی ہے، صاحب کتاب کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ یہ نام بادشاہ کا ہو یا جس قبیلہ میں بادشاہت ہے اس کا نام ہو۔

اور ان کے مغرب میں ایک شہر داموت نامی واقع ہے اور وہاں پر ان کے بڑے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا اور اس کی بہت بڑی سلطنت تھی اور اس کے شمال میں ایک دوسرا بادشاہ تھا جس کا نام حق الدین محمد بن علی بن ولصمع تھا اور وہ شہر میں مسلم ہوگیا تھا اس کے اول زمانہ کا تذکرہ تواریخ میں نہیں ملتا، اور اس بادشاہ کا دادا ولصمع داموت کے بادشاہ کا فرمانبردار تھا اس بات کی وجہ سے خطی کو غیرت آ گئی اور اس نے ولصمع سے لڑائی شروع کر دی اور ان کے شہروں پر غالب آ گیا پھر فتنہ وفساد مسلسل رہا اور خطی کا معاملہ کمزور پڑ گیا تو بنو ولصمع نے اپنے شہروں کو خطی اور اس کے بھائیوں سے واپس لے لیا، مقام وفات پر قبضہ کر کے اس کو تباہ و برباد کر دیا۔

اور ہم کو یہ بات پہنچی ہیں کہ حق الدین ہلاک ہوگیا ہے اور اس کے بعد اس کا بھائی سعد الدین تخت شاہی پر بیٹھا، اور یہ لوگ مسلمان تھے کبھی تو یہ خطی کی فرمانبرداری کرتے اور کبھی نہ کرتے۔ واللہ مالک الملک،

ابن سعید نے کہا کہ ان کے متصل قبیلہ بجاوہ تھے ان میں نصاریٰ بھی تھے اور مسلمان بھی تھے اور بحر سوس میں سواکن کے مقام پر ان کا ایک جزیرہ ہے اور ان کے متصل نوبہ تھے جو زنج اور حبشہ کے بھائی بند تھے اور ان کا ایک شہر دنقلہ نیل کے مغرب میں واقع ہے اور انکے اکثر لوگ دیار مصریہ کے پڑوس میں رہتے تھے اور ان میں غلام بھی تھے اور ان کے متصل زغاوہ بھی تھے جو مسلمان تھے اور ان کی شاخوں میں تاجرہ نامی بھی تھے اور ان کے ساتھ الکانم نامی قبیلے بھی تھا اور وہ کثیر التعداد تھے اور ان پر اسلام کا غلبہ تھا اور انکا شہر جیمی تھا اور انکو بلاد صحراء سے فزان تک غلبہ حاصل تھا اور ان کو حکومت حفصیہ کے ساتھ شروع ہی سے مصالحت تھی اور ان کے مغرب میں کوکو تھے اور ان کے بعد نفالہ، تکرور، لمی، تمنم، جالی، کوری اور افکرار کے قبائل تھے اور یہ مغرب میں غانیہ تک بحر محیط کے ساتھ متصل ہیں۔

مغربی افریقہ میں تاجروں کا داخلہ اور کئی اقوام کا داخلہ:...... جب مغربی افریقہ فتح ہوا تو بلاد مغرب میں تاجر حضرات داخل ہوگئے اور ان میں کوئی بڑا بادشاہ بادشاہان غانیہ میں سے نہیں پایا اور وہ مغربی جانب میں بحر محیط کے ساتھ رہتے تھے اور وہ سب سے بڑی قوم تھی اور ان کی بڑی سلطنت تھی جس کا دار الحکومت غانیہ تھا اور دنیا کے بڑے شہروں میں سے دو شہر نیل کے کنارے واقع تھا اور اس کا اکثر حصہ آباد تھا ان کا تذکرہ کتاب رجار کے مولف اور صاحب المسالک والممالک نے کیا ہے اور ان کے مشرق میں ایک دوسری قوم آباد تھی جس کو ناقلین یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ صوصو یا سوسو کے نام سے معروف ہیں پھر اس کے بعد ایک قوم آباد تھی جو مالی کے نام سے معروف ومشہور ہیں پھر اس کے بعد کوکو کے نام سے ایک قوم آباد ہے جس کو کاغو بھی کہا جاتا ہے پھر ایک تکرور نامی قوم بھی آباد ہے۔

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ مجھے اہل غانیہ کے فقیہ اور علم دین اور شہرت کے اعتبار سے ایک عظیم ہستی شیخ عثمان نے بتایا کہ وہ اپنی آل اولاد کے ساتھ ۷۹۹ھ میں مقامات مقدسہ کی زیارت کرنے آیا تو اس نے اس قبیلہ کے ساتھ ملاقات کی تھی اور فرمایا کہ وہ تکرور زغای اور مالی انکاریہ کے نام سے موسوم ہیں پھر اہل غانیہ کمزور ہوگئے اور ان کی حکومت ختم ہوگئی تو ملثمین کی شان اور حکومت مضبوط ہوگئی جو ان اہل غانیہ کے جانب شمال سے ہمسایہ تھے جس طرف بربر کی اقامت گاہیں تھی جیسا کہ ہم نے تذکرہ کیا ہے اور انہوں نے سوڈان پر حملہ کر دیا اور ان کی چراگاہوں اور شہروں کو تہہ و بالا کر دیا اور ان سے ٹیکس وجزیہ کا مطالبہ کر دیا اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو اسلام کی طرف آمادہ کیا اور انہوں نے اسلام کو قبول کر لیا پھر اصحاب غانیہ کی حکومت کمزور ہوگئی اور ان پر اہل صوصو غالب آ گئے جو سوڈانی قوموں کے ساتھ تعلق رکھتے تھے، اور انکے پڑوس میں رہتے تھے اور ان اہل صوصو نے انکو غلام بنالیا پھر اہل مالی نے اپنے نواح میں سوڈانی قوموں کو زیادہ کثرت سے لائے اور پڑوسی قوموں پر زیادتی کی اور صوصو پر غالب آ گئے اور ان کے قدیم بادشاہی جو ان کے قبضہ میں تھی سب کے مالک بن گئے اور اہل غانہ عرب کی طرف سے بحر محیط تک مالک بن گئے اور وہ مسلمان تھے، اور اس

بات کا تذکرہ کیا جاتا ہے کہ ان میں سے سب سے پہلے جو مسلمان ہوا اس کا نام برمندانہ تھا اسی شیخ عثمان نے تحریر کیا ہے، اور اس بادشاہ نے حج کیا اور بعد کے بادشاہ اسی طریقے پر چلتے رہے۔

ماری جاطہ کون تھا؟ :...... اور ان کا بڑا بادشاہ جس نے صوصو پر قبضہ کیا تھا اور اس کے شہروں کو فتح کیا تھا اور بادشاہت ان کے ہاتھوں سے لے لی تھی اس کا نام ماری جاطہ تھا اور ماری کا معنی ان کی لغت میں وہ امیر جو سلطان کی نسل سے ہو اور جاطہ بمعنی اسد کے آتے ہیں اور پوتے کا نام ان کے نزدیک تکن ہے اور اس بادشاہ کا نسب نامہ ہم تک نہیں پہنچا اور مورخین کے مطابق اس بادشاہ نے ان پر ۲۵ سال حکمرانی کی۔

منساولی کی حکومت :...... جب یہ بادشاہ فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا بیٹا منساولی بادشاہ بنا اور منسا بمعنی سلطان کے اور ولی کے معنی ان کے لغت میں علی کے آتے ہیں اور یہ منساولی ان کے بادشاہوں میں سے ایک تھا اور اس نے ظاہر بیبرس کے عہد میں حج کیا پھر اس کے بعد اس کا بھائی واتی بادشاہ بنا، پھر اس کا بھائی خلیفہ بنا اور وہ ایک ماہر تیر انداز تھا اور یہ لوگوں پر تیر اندازی کرتا تھا اور ناحق ان کا خون بہاتا تھا لوگوں نے تنگ آ کر اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا اس کے بعد ماری جاطہ کے نواسوں میں سے ابوبکر نامی شخص بادشاہ بنا اور یہ اس کی بہن کا بیٹا تھا پھر یہ عجمیوں کے طریقے کے مطابق بادشاہ بنتے رہے اور ہم تک اس کا نسب اور اس کے والد کا نسب نامہ نہیں پہنچا۔

سبکرہ یا ساکورہ کون تھا؟ :...... پھر ان پر ان کے آزاد کردہ غلاموں میں سے ساکورہ نامی شخص بادشاہ بنا اور شیخ عثمان نے فرمایا کہ اہل غانہ کی لغت میں اس نام کو سبکرہ کے لفظ کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے اور اس بادشاہ نے ناصر کے دور حکومت میں حج کیا اور واپسی پر تاجورا کے مقام پر قتل ہوا، اور اس کی حکومت بہت بڑی تھی اور بہت وسیع تھی اور انہوں نے آس پاس کی قوم پر قبضہ کر لیا اور ,, بلاد کوکو ,, کو فتح کیا اور انہیں اہل مالی کی حکومت میں شامل کر دیا اور انکی حکومت مغرب میں، بحر محیط سے غانہ تک اور مشرق میں بلاد تکرور تک پھیلی ہوئی تھی اور ان کی بادشاہی مضبوط ہو گئی اور سوڈانی قومیں ان سے ڈرنے لگیں اور بلاد مغرب اور افریقہ سے تاجروں نے ان شہروں کا رخ کیا۔

الحاج یونس، ترجمان تکرور کا کہنا یہ ہے کہ کوکو، کو فتح کرنے والا منساموسیٰ کے جرنیلوں میں سغمنجہ تھا اور اس کے بعد مذکورہ شخص یعنی ساکورہ بادشاہ بنا اور یہ سلطان ماری جاطہ کا بیٹا تھا پھر اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن قو حکمران بنا پھر یہ بادشاہی اور حکمرانی ماری جاطہ کی اولاد سے اس کے بھائی ابوبکر کے بیٹوں میں منتقل ہو گئی اس طرح منساموسیٰ بن ابوبکر نے کرسی امارت کو سنبھالا، یہ ایک صالح اور عظیم بادشاہ تھا اور اس کے عدل وانصاف کے ڈنکے بج رہے تھے اور منساموسیٰ نے ۷۲۴ھ میں حج کیا اور اسکو موسم حج میں اندلس میں اپنا شاعر ابواسحٰق ابراہیم الساحلی ملا جو طویجن کے نام سے معروف تھا اور وہ اس کے ساتھ اس کی سلطنت میں آیا اور اسے بڑا تحفظ اور خصوصیت حاصل تھی اور یہی خصوصیت آج تک اس کی اولاد میں ورثے کی طور پر باقی ہے انہوں نے مغرب میں اپنے ملکوں کی سرحدوں میں اُثروک اپنا وطن بنایا اور واپسی پر اسے ہمارا حاکم المعمر ابوعبداللہ بن حدیجہ الکومی ملا جو عبدالمومن کی اولاد میں سے ہیں اور الزاب میں فاطمی ومنتظر کا داعی تھا اور وہ ان کی طرف عرب کی جماعت کو لایا پس وارکلا نے ایک چال چلی اور اسے گرفتار کر لیا پھر کچھ عرصہ کے بعد اسے چھوڑ دیا اور وہ قفر چلا گیا تا کہ سلطان منساموسیٰ سے ان کے خلاف لشکر لے کر حملہ کرے اور اسے خبر ملی کہ وارکلا حج کو جا رہا ہے تو یہ اس کی انتظار میں غدامس کے مقام پر ٹھہر گیا اور اسکو امید تھی کہ اس کے دشمن کے خلاف اس کی مدد کی جائیگی اور اس معاملہ میں اس کی معاونت ہو گی اس لئے کہ منساموسیٰ کی حکومت اس صحراء میں بہت مضبوط تھی جو کہ وارکلا کے شہر کے ساتھ متصل تھی اور اس کو حکومت کی مدد حاصل تھی پس اس کو وہاں پر پذیرائی ملی اور اس نے اس کے ساتھ مدد کرنے اور بدلہ لینے کا وعدہ کیا اور دوسرے شہر تک اپنے ساتھ رکھا۔

الحاج یونس کا بیان ہے کہ میں اور ابواسحٰق قوم کے سرداروں اور وزراء کی اچھی اچھی باتوں سے خوش ہو رہے تھے اور ہم ہر منزل پر شاندار کھانے اور سوئٹس ہدیہ میں دے رہے تھے اور کہا کہ بارہ ہزار خادمان خاص دیباج اور یمنی ریشم کی قبائیں پہنے اس کے آلات کو اٹھائے ہوئے تھے۔

اور مصر میں اس قوم کے ترجمان الحاج یونس کا بیان ہے کہ یہ بادشاہ منساموسیٰ اپنے ملک سے ۸۰ اونٹ سونے کے لایا اور ہر اونٹ تین قنطار کا تھا، راوی بیان کرتا ہے کہ انکو نوکرانی اور نوکر اپنے وطن میں اٹھاتے تھے اور دور دراز کا سفر جیسے سفر حج وہ سواریوں پر ہوتا تھا۔

عجیب وغریب محل کا قصہ:......ابوخدیجہ کا بیان ہے کہ ہم منسا موسیٰ کے ساتھ اس کے ملک کے دارالخلافہ میں واپس آئے تو اس نے بادشاہ کی نشست کے لئے ان کے علاقے میں ایک مضبوط بنیاد والا عجیب وغریب گھر بنانے کا ارادہ کیا جو کلس کے ساتھ روشن کیا گیا، پس ابواسحٰق الطویجن نے اسے ایک مربع شکل گنبد بنا کر دیا اور اس نے اس میں اپنی تمام مہارت کو استعمال کیا اور یہ ایک عظیم کاریگر آدمی تھا اور اس نے اس پر کلس لگائے اور اس کو خوب رنگین بنایا تھا پس یہ ایک مضبوط عمارت بن گئی تھی اور بادشاہ کو بھی یہ بات ایک اچھنبا معلوم ہوئی اس لئے کہ ابواسحٰق کے دیار میں عمارت گری کی صنعت کمیاب تھی تو بادشاہ نے اس کو بارہ ہزار مثقال سونا معاوضہ میں دیا جوان قیمتی تحائف اور سالانہ عطیات کے علاوہ تھا جو اس کو بادشاہ کی طرف ملتا رہتا تھا اور منسا موسیٰ اور مغرب کے بادشاہ کے درمیان بنی عامر کے سربراہ سلطان ابوالحسن کے زمانہ سے دوستی تھی اور مصالحت تھی اور دونوں سلطنتوں کے ذمہ داران اس دوران ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے رہتے تھے۔

اس حاکم مغرب نے اپنے وطن کی متاع اور لوگوں میں مشہور تحائف میں اسے نیا پایا جیسا کہ ہم اپنے موقع پر ذکر کریں گے اور اس کو علی بن غانم المعفل اور اپنی بادشاہت کے سرداران کے ساتھ بھیجا، اور یہ تعلقات ان دونوں کے بعد بھی چلتے رہے جیسا کہ آگے آرہا ہے، اور منسا موسیٰ کی یہ حکومت ۲۵ سال رہی۔

منسا موسیٰ کے بعد اس کی نسل میں بادشاہی کا دور:......منسا موسیٰ کی وفات کے بعد مالی بادشاہت کا نگران منسا مغا بنا جو منسا موسیٰ کا بیٹا تھا، اور مغا کا معنی ان کے نزدیک ''محمد'' ہے، اور اپنی حکومت کے چار سال پورے ہونے پر منسا مغا کا انتقال ہو گیا اس کے بعد سلطنت کی بادشاہت کا تاج منسا سلیمان بن ابی بکر کے سر پر رکھا گیا جو موسیٰ کا بھائی تھا، اور اس نے ۲۴ سال حکومت کی، اس کی ہلاکت کے بعد اس کا بیٹا منسا بن سلیمان بادشاہ بنا اور ۹ سال حکومت کرنے کے بعد انتقال کر گیا اور اس کے بعد ماری جاطہ بن منسا مغا بن منسا موسیٰ بادشاہ بنا، اور اس نے ۱۴ سال حکومت کی اور یہ ان کا سب سے بڑا حکمران تھا جس نے انہیں تکالیف اور مصائب میں مبتلا کیا اور حرم میں فساد پھیلایا، اور مغرب کے بادشاہ نے اپنے عہد میں سلطان ابوسالم بن سلطان ابوالحسن کو ایک قابل ذکر تحفہ ۷۶۲ھ میں دیا۔ اور اس میں ارض مغرب کا ایک عظیم الجثہ جانور تھا جو ''زرافہ'' کے نام کے ساتھ معروف ہے اور لوگ مدتوں تک اس کے مختلف قسم کے زیورات اور اس کے جثے اور اوصاف کے متعلق ایک زمانے تک رطب اللسان رہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ مجھے قاضی ابوعبداللہ محمد بن وانسول جو اہل سجلماسہ سے تعلق رکھتے تھے اور ان کے شہروں میں سے ''کوکو'' کی سرزمین کو اپنا وطن بنایا تھا اور ۷۷۶ھ میں انہوں نے اسے قاضی بنایا تھا، ان بادشاہوں کے متعلق بہت کچھ بتایا جو میں نے لکھا ہے، اور مجھے بتایا کہ اس مذکورہ بادشاہ یعنی جاطر نے ان کی سلطنت میں فساد پھیلایا اور ان کے ذخائر کو خراب کیا اور ان کی بادشاہی ختم ہونے کے قریب ہو گئی، اور راوی کا کہنا یہ ہے کہ اس کی تبذیر واسراف کا یہ حال تھا کہ اس نے وہ سونے کا پتھر بیچ ڈالا جو ان ذخائر میں سے تھا جو ان کو اپنے باپ سے ملا تھا، اور اس پتھر کا وزن بیس قنطار تھا حالانکہ ابھی اس کی ڈھلائی نہیں کی گئی تھی اور کان سے لانے کے بعد اس کو آگ پر صاف نہیں کیا گیا تھا اور لوگ اس کو عمدہ ذخائر اور غرائب میں سے سمجھتے تھے اس لیے کہ اس جیسا دوسرے خزانوں میں بہت نادر اور کمیاب تھا، اس فضول خرچ بادشاہ جاطر نے اس کو مصر کے ان تاجروں کے سامنے پیش کیا جو اس کے شہر میں آتے تھے، تو انہوں نے اسے نہایت کم قیمت میں اس سے خرید لیا اور اس نے اپنے بادشاہوں کے ذخائر کو فسق وفجور میں بیدریغ خرچ کیا۔

شاہی نیند:......اور راوی بیان کرتا ہے کہ اس کو نیند کی بیماری تھی اور یہ بیماری اس علاقے کے عام لوگوں اور خصوصاً رؤساء کو لاحق ہوتی تھی، اسے عام طور پر نیند کی بے ہوشی رہتی تھی، اور حالت یہاں تک پہنچ جاتی کہ اس کو افاقہ بھی نہ ہوتا اور وہ بہت کم جاگتا تھا، اور یہ بیماری بیمار کو نقصان دیتی ہے، اس بادشاہ جاطر کی یہ بیماری یہاں تک پہنچی کہ اس کو ہلاک کر دیا، راوی کا بیان ہے کہ یہ بیماری اس کو دو سال تک رہی اور ۷۷۵ھ میں یہ ہلاک ہو گیا۔

موسیٰ کی حکمرانی:......اور اس کے بعد اس کا بیٹا موسیٰ حکمران بنا، اور اس نے دوبارہ عدل وانصاف سے حکومت کو چلایا اور لوگوں کے حالات کا جائزہ لینے لگا اور اپنے باپ کے طور طریقوں سے بالکل الگ ہو گیا، اور وہ آج تک ہدایت اور راہنمائی کی ایک امید ہے، اور اس کی حکومت پر اس کا وزیر ماری جاطہ کا غلبہ ہے، ماری بمعنی وزیر کے ان کی لغت میں، اور جاطہ کا معنی گزر چکا ہے یعنی اسد، اور وہ وزیر اب سلطان کے لئے ایک دیوار ہے اور اس نے

اپنے آپ کو بادشاہت میں مستقل سمجھ رکھا ہے فوجوں اور لشکروں کی تیاری بھی خود ہی کرتا ہے، اور ان کے بلاد میں سے مشرقی جانب کے علاقوں پر اس کا قبضہ ہے اور ''کوکو'' کی سرحدوں سے آگے تک تجاوز کر چکا ہے، اور اس نے تکرت اور اس کے ماوراء ملثمین کے علاقوں میں لشکر روانہ کئے ہیں جس نے وہاں کی حکومت کے آغاز ہی میں جنگ کی ہے اور ان کا ناطقہ بند کر دیا ہے پھر فوج وہاں سے چلی گئی اور اب انھوں نے ھدیتہ اور تکریت کا محاصرہ کر رکھا جو وارکلا کے شہر سے ۷۰ میل کے فاصلے پر مغربی سمت میں ہے اور اس میں ملثمین کا ایک آدمی ہے جو سلطان کے نام سے مشہور ہے اور ان پر سوڈانیوں کے الحاج کے طریق پر کاربند رہنا لازم ہے، اور اس کے درمیان اور امیر الزاب اور وارکلا کے درمیان مصالحت اور مراسلة جاری رہتی ہے۔

اور اہل مالی کا دارالحکومت ایک وسیع زرعی اور آباد علاقہ ہے، جس کے شہر آباد ہیں، اور وہ اس وقت مغرب، افریقہ اور مصر کی سمندری سواریوں کی قرارگاہ ہے، اور ہر کونے کونے سے ساز و سامان اور اشیاء یہاں آتی ہیں پھر ہم کو اس زمانے کے متعلق یہ بات پہنچی ہے کہ منسا موسیٰ کا انتقال ۸۹ھ میں ہوا تھا اور اس کا بھائی منسا مغا اس کے بعد حکمران بنا اس کو تقریباً ایک سال کے بعد قتل کر دیا گیا اور اس کے بعد صند کی حکمران بنا، ام موسیٰ نے صند کی وزیر سے شادی کر لی تھی، اور چند ماہ بعد ماری جاطہ کے گھر سے اس پر حملہ ہوا پھر وہ ان کے پیچھے کافروں کے ملک سے نکل گیا اور ان کے پاس ایک محمود نامی آدمی آیا، جو منسا قو بن منسا ولی ابن ماری جاطرا اکبر کی طرف منسوب ہے، اور اس نے بادشاہی پر قبضہ کر لیا اور اس کی حکمرانی کا آغاز ۹۲ے ھ سے ہوا اور اس کا لقب منسا مغا تھا (و الخلق و الامر للہ وحدہ)

صنہاجہ اور ہوارۃ کے بھائی بندوں لمطۃ، کزولۃ اور ہسکورہ بن تصکی کے حالات:...... ماقبل میں یہ بات گزر چکی ہے کہ یہ تین قبائل صنہاجہ کے بھائی ہیں اور ان تینوں کی ماں تصکی الوجاء بنت زحیک بن ماذغین ہے اور صنہاجہ کا تعلق عامیل بن زعزاع کی اولاد سے ہے اور ہوارہ اور یغ کی اولاد میں سے ہیں اور وہ برنس کی طرف سے اس کا بیٹا ہے اور دوسرے لوگوں کے نسب کی ہمیں تحقیق نہیں ہے۔

ابن حزم کا کہنا یہ ہے کہ صنہاجہ اور لمطۃ کا باپ معروف نہیں ہے اور یہ تینوں قبائل سوس اور اس کے متصل بلاد صحرا، جبال درن میں رہتی ہیں جو اس کے میدانوں اور پہاڑوں کے پیچھے ہے۔

لمطہ کا تذکرہ:......لمطہ کی اکثریت صنہاجہ کے ملثمین کے ہمسایہ ہیں اور ان کی کثیر شاخیں ہیں اور ان میں سے اکثر سفر کرنے والے دیہاتی ہیں اور سوس کے مقام پر ان کے دو قبیلے ''زکن'' اور ''لغس'' آباد ہیں۔ جن کا شمار معقل کے ذی حسان میں سے ہوتا ہے، اور باقی لمطہ صحرا میں ملثمین کے ساتھ رہتے ہیں۔ اور ان کا بڑا قبیلہ تلمسان اور افریقہ کے درمیان رہتا ہے جس میں سے فقیہ واکاک بن زیری بھی ہے جو ابوعمران فارسی کا دوست تھا، اور سجلماسۃ کے مقام پر رہتا تھا اور اس کے تلامذہ میں سے عبداللہ بن یاسین بھی ہے جو حکومت لمتونیۃ کا حکمران تھا جیسا کہ گزر چکا ہے۔

کزولہ:......کزولہ کے بہت سے قبائل ہیں اور ان کا بڑا قبیلہ ''سوس'' میں آباد ہے اور یہ لمطہ کی ہمسائیگی میں رہتے ہیں اور ان کی آپس میں نوک جھونک بھی ہوتی رہتی ہے، اور ان میں سے آج کل ارض سوس کا سفر کرنے والے بھی ہیں، اور ان کی ''معقل'' کے ساتھ کئی جنگیں ہوئی ہیں جو سوس میں ان کی اقامت سے پہلے لڑی گئی تھیں، پس جب یہ سوس میں داخل ہو گئے تو ان پہ غالب آ گئے اور اب وہ ان کے خادم حلیف اور رعایا ہیں۔

ہسکورہ:......اس زمانے میں یہ مصامدہ میں شمار ہوتے ہیں اور دعوت موحدین کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور کثیر اقوام اور بہت زیادہ قبیلوں والے ہیں اور ان کی اقامت ان پہاڑوں پر ہیں جو درن سے تادہ تک جانب مشرق سے اور قبلہ کی جانب سے درعہ تک متصل ہیں، اور فتح مراکش سے پہلے ان کے بعض حضرات دعوۃ مہدی میں شریک تھے مگر مکمل طور پر بعد میں اس دعوت میں شامل ہوئے اس لئے بہت سے لوگ ان کو موحدین میں شمار نہیں کرتے اور اگر شمار بھی کریں تو یہ سابقین میں سے نہیں ہیں اس لئے کہ اول مرحلہ میں انہوں نے امام کی مخالفت کی تھی، اور امام کے ساتھ اور امام کے پیروکاروں اور مددگاروں کے ساتھ جنگیں بھی کی تھیں، اور یہ ان کی مخالفت اور عداوت کرتے تھے اور اعلانیہ ان پر لعنت کرتے تھے اور ان کے خطباء جمعہ کی نمازوں میں کہتے تھے ''لعن اللہ ھنتاتہ وتینملل وھرغہ وھرزجۃ'' پھر جب یہ مضبوط اور پختہ ہو گئے تو ان کو وہ سبقت کرنے کی فضیلت اور امتیاز حاصل نہ ہو سکا جو ہنتاتہ اور تینملل اور ھرغہ وھرزجہ کو حاصل تھا اور پھر بھی اس دعوت پر مستقیم ہو گیا جب مراکش فتح ہو گیا۔

اور ھسکورہ کے بطون وقبائل متعدد تھے ان میں سے مصطاوۃ، بمغرامۃ ،فطواکۃ ،زمراو،انتیفت ،بنونقال ،بنورسکونت اور دیگر ہیں مجھے ان سب کے نام مستحضر نہیں ہیں اور موحدین کی حکومت کے آخر میں ان کی سرداری عمر بن قعار یط المنتب کے ہاتھ میں آئی جس کا ذکر مامون کے حالات میں ہے،اور رشید بن عبدالمؤمن میں سے جو مراکش میں موحدین کے خلفاء میں سے تھا۔

پھر اس کے بعد مسعود بن کلداسن تھا جو دبوس کے کام کا منتظم اور اس کا مددگار تھا،اور میں اسے بنو مسعود بن کلداسن کا جد خیال کرتا ہوں جن کے رؤسا اس عہد میں فطواکہ میں سے تھے جو اس گھرانے میں سرداری کے مسلسل ہونے کی وجہ سے بنوخطاب کے نام سے معروف ہیں اور جب موحدین کی حکومت ہوگئی اور وہ جشم کے عربوں کی اطاعت سے ہٹنے والے اور باغیوں کی پناہ گاہ تھے پھر وہ درست ہو گئے اور ٹیکسوں کی ادائیگی کرنے لگے اور شاہی فوجوں میں بھرتی ہونے لگے جیسا کہ دوسرے مصامرہ کا یہی حال تھا۔

انتیفت:......ان کی سرداری اولاد ''ہنو'' میں تھی اور یسف بن کنون انہی میں سے تھا،اس نے اپنے لئے تاقیوت نامی ایک قلعہ بنوایا اور اس میں محفوظ ہو گیا اور پھر اس کے بیٹے علی اور مخلوف کے سپرد ہوا۔اور وہ ۷۰۲ھ میں علی الاعلان اطاعت سے خروج کر گیا لیکن پھر اس نے رجوع کیا اور یہ وہی شخص ہے جس نے ۷۰۷ھ میں ابوثابت کے زمانے میں مراکش پر ظلم کرنے والے یوسف بن ابی عباد کوز بردستی گرفتار کرلیا تھا،(جیسا کہ ہم اس کے حالات بیان کریں گے)پس مخلوف نے اسے گرفتار کرلیا اور اسے اختیار دیا اور اس کا تقرب طاعۃ سے حاصل ہوا۔اور اس مخلوف کے بعد ہلال بن مخلوف بادشاہ بنا اور یہ حکومت اور ریاست ان کے خاندان میں آج تک منتقل ہوتی چلی آرہی ہے۔

بنونقال:......ان کی ریاست اور سرداری ''ترومیت'' کی آل اولاد میں تھی اور سلطان ابوسعید اور اس کے بیٹے ابوالحسن کے زمانے میں ان میں سے علی بن محمد بڑا سردار تھا،اور اس کا ذکر اختلاف اور امتناع میں بڑی شہرت رکھتا ہے۔اور سلطان ابوالحسن نے اپنی ولایت کے آغاز میں اس شخص کے مکان کا محاصرہ کرنے کے بعد اس کو اس کے محل سے اتارا تھا،اور اسے اپنے ماتحت وزراء میں شامل کر دیا تھا، یہاں تک کہ وہ تونس کے مقام پر قیروان کے واقعہ کے بعد ''طاعون جارف'' میں ہلاک ہو گیا،اور اس کے بعد اس کے بیٹے اپنی قوم کے معاملات کے نگران بنے یہاں تک کہ ان کا خاتمہ ہوا اور ان کی سرداری آج تک ان کے اہل بیت اور چچازادوں میں باقی ہیں۔

فطواکہ:......ان کی شاخیں اور بطون کثیر ہیں اور ان میں سرداری بھی بہت زیادہ عالی شان رہی ہے۔اور بادشاہ کے خصوصی مقرب اور اس کی خدمت کرنے والے تھے،موحدین کی حکومت کے خاتمہ کے بعد سے بنوخطاب کا رجحان بنوعبدالحق کی طرف ہو گیا،اور ان کے ہاتھ میں اپنی قیادت وسیادت دیدی اور انہوں نے اوپر سرداری کے لئے بنی خطاب میں اپنے شیوخ کو مختص کیا اور ان کا شیخ سلطان بن یوسف بن یعقوب کے زمانہ میں محمد بن مسعود تھا اور اس کے بعد اس کا بیٹا عمر شیخ بن گیا اور عمر کی وفات ۷۴۰ھ میں اپنے محل مکان پر ہوئی،اور اس کا چچا موسیٰ بن مسعود اس کے بعد والی بنا اور سلطان نے جب اس کو اپنی توقع کے خلاف دیکھا تو اس سے ناراض ہوا اور اس کو گرفتار کرلیا اور اس کی رہائی ۷۰۷ھ میں ہوئی۔اور اس کے بعد ھسکورہ کی بادشاہت محمد بن عمر بن محمد بن مسعود کے پاس رہی،اور جب بنورین کی حکومت مضبوط ہوگئی اور مصامدہ کی حکومت ختم ہوگئی تو ان کے عہد کے بعد مرین نے اپنے رؤسا کو ان کا ٹیکس وصول کرنے کے لئے مقرر کیا کیونکہ وہ ان کے خاندان میں سے تھے اور ھنتاتہ میں اولاد تونس کے اندر ان سے بڑا کوئی رئیس نہیں تھا،اور یہ بنوخطاب ھسکورہ میں تھے پس انہوں نے مراکش کی حکمرانی اور ولایت کو آپس میں بانٹ لیا،اور اس کا والی محمد بن عمر موسیٰ بن علی اور اس کے بھائی محمد (جو کہ شیوخ ھنتاتہ میں سے تھا) کے بعد بنا۔اور ان میں یہ ولایت چلتی رہی یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن قیروان کے مقام پر مصیبت سے کچھ عرصہ پہلے انتقال کر گیا اور اس کا بیٹا ابراہیم سلطان ابوالحسن کے پاس جاتے ہوئے تلمسان جا پہنچا۔پھر جب ابوعنان نے اپنی طرف دعوت دی تو یہ اپنے محل کی طرف واپس آیا اور اپنے باپ کی طرح اطاعت کرنے لگا اور اس کے چچا عبدالحق کی وجہ سے ابوعنان نے اس کی رعایت کی اور اسے مراکش کی عملداریوں کا کام سونپا،مگر یہ اس کے جھگڑوں میں کچھ کام نہ آیا یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن مراکش آپہنچا،اور یہ اس کے بڑے داعیوں میں سے تھا اور اس نے اس کی مدد میں بڑی بہادری دکھائی جب سلطان ابوالحسن فوت ہو گیا تو اس کو ابوعنان نے گرفتار کر کے جیل خانہ بھیج دیا پھر اس کو ۷۵۳ھ میں تلمسان کے حملہ کے دوران قتل کر دیا،اور اس کے بعد اس کے بھائی منصور بن محمد نے بادشاہت کو سنبھالا یہاں تک کہ ۷۶۱ھ میں

عبدالرحمٰن بن ابی یغلوسن مراکش کا بادشاہ بنا، پس اس نے اس کو آگے رکھا اور اس کو گرفتار کر کے اس کے چچازاد بھائی بجو بن العلام بن مرہ بن مسعود بن خطاب کے گھر میں قید کر دیا، جو اس کے حامیوں میں سے تھا، وہ اور اس کا باپ محمد بن عمر کی اولاد سے اپنی جان کے خوف کی وجہ سے بنی مرین کی طرف آ گئے، تا کہ ان کو حکومت کی تربیت دیں، جب انہوں نے اس کو اپنے گھر میں قیدی ہونے کی وجہ سے اس پر قدرت پائی تو اس پر حملہ کر دیا اور اس کو قتل کر دیا اور ساتھ ہی اس کے بیٹوں کو بھی قتل کر دیا سلطان نے اس کام کی وجہ سے ناراضگی کا اظہار کیا اور کچھ عرصہ اس کو قید رکھا پھر اس کو چھوڑ دیا اور یہ آج تک ریاست ہسکورہ کا آزاد حکمران ہے، واللہ قادر علی من یشاء۔

صنہاجہ کا تیسرا طبقہ:......اس طبقہ میں کوئی بادشاہ نہیں تھا اور وہ اس زمانے کے قبائل مغرب میں سب سے زیادہ تھا۔ اور ان میں سے بعض لوگ جبال درن کے مشرقی حصہ میں تازی اور تادلا کے درمیان اور معدن بنی فاران میں اس گھاٹی پر رہتے تھے جو ''آرکوسلوین'' تک پہنچاتی جو بلادنخل سے تعلق رکھتی تھی اور اس چوٹی کا گذر مغرب میں جبال ان کے بلاد اور بلاد صامدہ سے ہوتا تھا اور یہ جبال درن کے قریب سے گزرتی ہے، پھر انہوں نے ان پہاڑوں کی چوٹیاں تعمیر کیں اور اس گھاٹی سے ان کے مواطن قبلہ کی طرف مڑ جاتے ہیں اور آرکوسلوین پر منتہی ہوتے ہیں پھر مغرب کی طرف آرکو سلوین سے درعہ تک لوٹ کر جاتے ہیں جس کی انتہا سوس اقصیٰ کے نواح تک ہوتی ہے اور ان کے شہر ''تارودانت'' اور ''ایعزی'' سے فونانی وغیرہ تک جا پہنچتے ہیں اور یہ سارے ''صناکہ'' کے نام سے مشہور ہیں جو صنہاجہ سے بدلا ہوا ہے، اور صاد کو زا کی بعد دیگر اہل عرب نے جیم کو کاف سے بدل دیا ہے جو متوسط المخرج کے اہل عرب کے نزدیک اس زمانے میں دامن کاف اور قاف اور مابین کاف اور جیم کے۔ اور یہ نطق سے معرب ہے اور صنہاجہ کو عربی قبائل کے درمیان کثرت اور شدت کے ساتھ مدافعت کا جذبہ اور قوۃ دفاع حاصل ہے، اور ان کو تادلہ پر قوت طاقت کی وجہ سے جھانکنے کی صلاحیت حاصل ہے، اور اس زمانے میں ان کی ریاست اور سرداری عمران صنا کی اولاد میں ہیں اور انہیں حکومت کا اعزاز اور معزم کی فرمانبرداری اور ھضیمۃ سے قوت مدافعت حاصل ہے اور ان کے ساتھ ''خباتہ'' کے قبائل متصل ہیں جن میں سے کچھ سفر کرنے والے ہیں جو ''خص'' کے مقام پر رہتے ہیں بارش کے مقامات تلاش کرتے ہیں اور ان کے بلاد کے نواح ینفامیین میں جو قبیلہ مکناسہ میں سے ہیں، وادی ام ربیع تک جو تامستا سے شمالی جانب، جبل درن کے دونوں طرف ہے، اور ان کی ریاست ھیبری کی اولاد میں ہے جو ان کے مشاہیر میں سے ہیں، اور ان کو معزم اور تاوان کی عادت ہے اور ذلت کو چاہتے اور قصد کرتے ہیں اور ان کے ساتھ عروہ ام ربیع کے قبائل دکالہ وسط مظرب میں مراکش تک متصل ہیں، اور جہت مغرب میں ان کے ساتھ بحر محیط کے ساحل پر قبیلہ بناحیہ ازمور متصل ہے، اور دوسرا قبیلہ جو بہت بڑی تعداد میں ہے وہ وطن، مذہب، ٹیکس اور پیسہ کے لحاظ سے مصامدہ کے ذیل میں آتا ہے، اور ان کی سرداری آج کے زمانے میں عزیز بن بیورک کو حاصل ہے ارز اور زنانہ جو ان کی حکومت کے اوائل میں سردار تھا اس کا ذکر آئندہ آئے گا، اور آج کل ان کے عقب میں بنو بطال معروف ہیں۔

صنہاجہ کے دیگر قبائل:......اور صنہاجہ کے قبائل میں سے کچھ دوسرے قبائل جبال تازا سے جبل لکائی تک رہتے ہیں جو جبال مغرب میں سے ہیں وہ قبائل یہ ہیں بطویہ، بغاصہ اور بنوراتین، اور بنو لکائی کے نام سے معروف ہیں وہ ان کا ایک قبیلہ ہے۔ اور وہ وعدہ کے مطابق ٹیکس دیتا ہے اور بطویہ کے تین بطون ہے، بطویہ جو تازی پر رہتا ہے، و بنی ریاغلی علی ولدالمز مہ اور اولاد علی جو تافرسیت پر قیام پذیر ہے، اور اولاد علی کا بنو عبدالحق کے ساتھ تو معاہدہ ہے جو بنی مرین کے بادشاہ ہیں، اور ام یعقوب بن عبدالحق ان میں سے تھی پس اس نے ان کو وزیر بنایا۔ اور ان میں سے طلحہ بن علی بھی ہے اور اس کا بھائی عمر بھی جیسا کہ ان کی بادشاہی کے ذکر میں آئے گا۔ اور وہ، بحر روم کے ساحل سے جبال درن اور جبال ریف کے درمیان مغرب کے میدان سے متصل ہے جہاں حماد کے مساکن ہیں اور ان کا ذکر آگے آئے گا، صنہاجہ کے دوسرے قبائل جو پہاڑوں اور وادیوں اور میدانوں میں مٹی اور پتھروں کے گھروں میں رہائش پذیر ہیں وہ یہ ہیں، فشتالہ، سطر، بنورریاکل، بنوحمید، بنومزکلدہ، بنوعمران، بنودرکون، بنورتزر، ملوانہ، بنوامرد۔ اور ان کا وطن بورغ اور ''امرکو'' ہیں، اور یہ کاشتکاری اور کپڑا بننے کا پیشہ اختیار کرتے ہیں اس لئے صنہاجہ البز کے نام سے معروف ہیں اور یہ ٹیکس گزار قبائل میں سے ہیں، اور ان کی زبان اکثر عربی ہے آج کل کے دور میں، اور یہ جبال غمارہ کے پڑوسی ہیں۔ اور ان کی طرف میں جبال غمارہ کے متصل جبل سریف واقع ہے جو صنہاجہ بنی زروال کا وطن ہے، اور بنو مغالہ کوئی معاش کا کام نہیں کرتے اور صنہاجۃ العز کہلاتے ہیں کیونکہ اس کی پہاڑوں کی حفاظت کا یہ تقاضا ہے اور

آزمور کے صنہاجہ جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں ان کو صنہاجۃ الذل کہا جاتا ہے، اور یہ بھی کہا جاتا ہے جو بعض بربریوں کا خیال ہے کہ صنہاجہ کہ بنوودید اور بنو یزناسن اور باطویہ ماموں ہیں۔ یزناسن کا اصل اجناسن ہے جس کا معنی لغت عرب میں الجالس علی الارض یعنی زمین پر بیٹھنے والے کے ہیں۔

ان مصامدہ کے حالات جو قبائل بربر میں سے تھے اور مغرب میں ان کی حکومت وسلطنت کی ابتداء اور گردش احوال:...... یہ مصامدہ مصمود بن یونس بن بربر کی اولاد میں سے تھے اور یہ قبائل بربر میں سے سب سے زیادہ تعداد والے تھے اور ان کے بطون برغواطہ اور غمارۃ اور اہل جبل درن ہیں، طویل زمانوں سے یہ مغرب اقصی کے باشندے ہیں، اسلام سے کچھ عرصہ پہلے ان میں سے برغواطہ کو تقدم حاصل تھا پھر یہ تقدم آج تک مصامدہ جبال درن کی طرف منتقل ہو گیا، برغواطہ کو اپنے زمانے میں ایک بادشاہی حاصل تھی اور اہل درن کی ایک دوسری حکومت اور بادشاہی تھی جیسا کہ ہم ذکر کریں گے، اب ہم ان شاخوں اور ان کی حکومتوں کے وہ حالات بیان کرتے ہیں جو ہم تک پہنچے ہیں۔

بطون مصامدہ سے برغواطہ اوراس کی بادشاہی کے آغاز اور گردش ایام کا تذکرہ:...... یہ مصامدہ میں سے پہلی قوم ہیں اور ان کو اسلام کے اوائل میں تقدم اور کثرت حاصل تھی، اور یہ مختلف بکھرے ہوئے قبائل تھے اور ان کی اقامت گاہ خصوصاً مصامدہ کے درمیان تامستا کے میدانوں اور بحر محیط کے سبزہ زار سلا سے آزمور، انفی اور اسفی تک تھی، اور ہجرت کی دوسری صدی کے شروع میں ان کا بڑا طریف ابوصالح تھا، اور میسرۃ الخفیر کے جرنیلوں میں سے طریف المطغری بھی تھا جو دعوۃ صفریہ کا منتظم تھا اور ان دونوں کے ساتھ معزوز بن طالوت بھی تھا پھر میسرہ اور صفریہ کی بادشاہی کا خاتمہ ہو گیا اور تامستا کی بادشاہی طریف کے پاس باقی رہی یہاں تک کہ اس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا اور لوگوں کے لئے نئے قوانین بنائے پھر وہ ہلاک ہوا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا صالح حکمران بنا اور یہ اپنے باپ کے ساتھ میسرہ کی جنگوں میں شامل تھا، اہل علم اور صالح لوگوں میں سے تھا، پھر اس نے آیات الٰہیہ سے روگردانی کرتے ہوئے دعویٰ نبوت کر دیا، اور اس نے ان کے لئے ایک دین بنایا جس پر اہل تامسنا اس کی ہلاکت کے بعد بھی چلتے رہے اور دین کتب مؤرخین میں معروف ہے، اور اس بات کا داعی تھا کہ اس پر قرآن نازل ہوتا ہے اور وہ اہل تامستا پر کئی ایک سورتیں پڑھتا تھا اور سورتوں میں سے سورۃ الدیک، سورۃ الجمل، سورۃ الفیل، سورۃ آدم، سورۃ نوح اور بہت سارے انبیاء کی سورتیں اور ہاروت و ماروت کی سورت اور سورۃ ابلیس، غرائب دنیا کی سورۃ اور ان کے دعویٰ کے مطابق اس میں بہت علم تھا، اس نے تحلیل اور تحریم کا کام بھی انہی سورتوں میں کیا اور قوانین اور قصص بھی بیان کئے اور اس کے متبعین ان سورتوں کی نماز میں تلاوت کرتے تھے اور یہ اس کو صالح المومنین کے نام سے پکارتے تھے، اسی طرح ''البکری'' نے زمور بن صالح بن ہاشم بن وراد سے بیان کیا ہے، جو اپنے بادشاہ ابوعیسیٰ بن ابی الانصار کی طرف سے ۳۵۲ھ میں حاکم مستنصر خلیفہ قرطبہ کے پاس آیا تھا اور اس کے تمام حالات کو داؤد بن عمر بسطاسی نے واضح کیا ہے، اس کا کہنا یہ ہے کہ اس صالح کا ظہور ہشام بن عبدالملک کی حکومت میں ۱۲۷ھ میں ہوا تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس نے ظہور ہجرت کے آغاز میں ہوا تھا، اور وہ اس بات کا داعی اس لئے بنا تھا کہ اس کو حضرت نبی کریم ﷺ سے اس وقت عناد اور دشمنی ہو گئی تھی جب اس کو نبی کریم ﷺ کی عظمت اور شان کی اطلاع ملی تھی، لیکن پہلا قول اصح ہے۔ پھر اس نے گمان کیا کہ وہ مہدی اکبر ہے جو آخری زمانے میں نکلے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھی ہونگے اور اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے، اور اس داعی نبوت کا نام عرب میں صالح تھا اور سریانی میں مالک اور عجمیوں میں عالم اور عبرانی میں ''روبیا'' اور بربری میں ''وربا'' جس کے معنی ہیں لیس بعدہ نبی یعنی اس کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ ۴۷ سال کی عمر میں حکومت کرنے کے بعد مشرق کی طرف نکل گیا اور ان سے وعدہ کیا کہ وہ ساتویں حکومت میں واپس آئے گا اور اپنے بیٹے الیاس کو اپنے دین کی وصیت کی، اور بنوامیہ میں سے اندلس کے حکمران کے ساتھ دوستی کی بھی نصیحت کی اور اس بات کی بھی نصیحت کی کہ جب ان کی حکومت مضبوط ہو جائے تو وہ اپنے دین کا اظہار کر دے۔

صالح کے بعد اس کا بیٹا الیاس باپ کے کاموں کا متولی بنا اور وہ ہمیشہ اسلام ظاہر کرتا رہا اور اپنے باپ کی وصیت کے مطابق کلمہ کفر کو چھپائے رکھا اور پاکباز اور عبادت گذار تھا، اپنی حکومت کے پچاسویں سال ہلاک ہوا اور اس کے بعد اس کا بیٹا یونس ان کا بادشاہ بنا اور اس نے اپنے دین کو واضح کیا اور کفر کی طرف دعوت دینی شروع کی۔ اور ہر انکاری کو قتل کر دیا یہاں تک اس نے تامستا اور اس کے اردگرد کے شہروں کو جلا ڈالا، کہا جاتا ہے کہ اس

نے ۳۰۸ شہروں کو جلا ڈالا تھا، اور وہاں کے رہنے والوں کی مخالفت کی وجہ سے ان سے جنگ کی، اور ان میں سے تاملو کاف مقام پر بعض لوگوں کو قتل کیا اور یہ ایک راستے کے درمیان میں ابھرا ہوا پتھر تھے، اور اس نے ۷۷۰ افراد قتل کئے۔

زمور نے کہا کہ یونس نے مشرق کی طرف رخت سفر باندھا اور حج کیا لیکن اس کے خاندان میں سے کسی نے بھی نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد کبھی حج کیا اور یہ اپنی بادشاہت کے ۴۴ سال میں فوت ہوا اور اسطرح یہ بادشاہی یونس کے بیٹوں سے منتقل ہوگئی، اور پھر ان کا والی ابوغفیر محمد ابن معاد بن الیسع بن صالح بن طریف بنا اور اس نے برغواطہ کی بادشاہی پر قبضہ کر لیا، اور اپنے آباؤ اجداد کے دین کو اپنایا، اس کی شان وشوکت زیادہ ہوگئی اور اس کی سلطنت بڑی ہوگئی، اور اس کی بربر کے ساتھ مشہور جنگیں ہیں، جن کی طرف سعید بن ھشام المصمودی نے اپنے اشعار میں اشارہ کیا ہے وہ ہے (۱) اے محبوبہ جدائی سے قبل ہمیں پختہ اور یقینی اطلاع دیدے (۲) اور یہ امت ہلاک اور گمراہ ہو چکی ہے اور انہوں نے لوٹ کھسوٹ کی ہے انہیں شیریں پانی نہ ملے (۳) یہ کہتے ہیں کہ ابوغفیر نبی ہے اللہ تعالیٰ کاذبوں کی اصل کو ذلیل کرے (۴) کیا تو نے کسی بخیل کے گھر متعلق دیکھا اور سنا نہیں کہ ہم ان کے گھوڑوں کے پیچھے لگے (۵) اور عورتیں رہ رہی تھیں اور کئی عورتوں نے نامکمل بچے یعنی جنین کو گرا دیا۔ (۶) اہل تامستا کو اس وقت پتہ چلے گا جب وہ قیامت کے روز قلع ہو کر آئیں گے (۷) وہاں پر یونس اور اس کے باپ کے بیٹے بربریوں کو حیران ہو کر کھینچتے ہوں گے (۹) بس یہ دن تمہارا دن نہیں بلکہ یہ راتیں ہیں جو تم کو میسر ہیں۔

ابوغفیر نے ۴۴ شادیاں کیں اور اس کے بیٹے بھی اتنے یا ان سے زیادہ تھے، اور یہ تیسری صدی کے آخر میں ہلاک ہوا جب اس کی حکومت کا ۲۷ سال تھا، اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالانصار عبداللہ بادشاہ بنا اور اپنے باپ کے نقش قدم پر چلا، اور یہ بہت زیادہ داعی تھا۔ اور زمانے کے بادشاہ اس سے ڈرتے تھے اور اس سے تعلقات پیدا کرتے تھے اور اس سے مصالحت کا برتاؤ کرتے رہے، وہ شلوار پہن کر چادر اوڑھتا تھا، اور سلا ہوا کوئی دوسرا کپڑا نہیں پہنتا تھا اور پگڑی بھی نہیں باندھتا تھا، اور اس کے شہر میں مسافروں کے سوا کوئی پگڑی نہیں باندھتا تھا اور وہ پڑوس کی حفاظت کرنے والا اور ان کے معاہدوں کو پورا کرنے والا تھا، اور اس کی وفات چوتھی صدی کے ۴۱ سال میں ہوئی جب اس کی بادشاہت کے ۴۴ سال پورے ہوئے اور اس کو ''امسلاخت'' کے مقام پر دفن کیا گیا۔ اس کے بعد اس بیٹا ابومنصور عیسیٰ ۲۲ سال کی عمر میں حکمران بنا اور اپنے آباؤ اجداد کے طرز پر چلتے ہوئے نبوت اور کھانت کا دعویٰ کیا۔ اس کی حکومت بھی مضبوط ہوگئی اور اس کی بادشاہت کا خوب چرچا ہوا اور قبائل مغرب اس کے سامنے سرنگوں ہوگئے۔

زمور کا بیان ہے کہ ابومنصور کو اس کے باپ نے جو وصیتیں کی تھیں وہ یہ تھیں کہ ''اے میرے بیٹے! تم اپنے اہل بیت میں سے ساتویں حکمران ہو، مجھے امید ہے کہ صالح بن طریف تمہارے پاس آئے گا''۔ رموز نے کہا کہ اس کا لشکر تقریباً تین ہزار غواطہ پر مشتمل تھا اور ۱۰ ہزار دوسرے لوگ تھے جیسا کہ جراوہ، زواغہ، برانس مجکصہ، مطغر، دمر، مطھاطہ، اور بنووارزکیت، اور اسی طرح ان دس ہزار میں بنویفرن، اصادہ ریحانہ، ایزمن، رصافہ، انمصز ارہ بھی تھے جو ان کے دین پر تھے۔ اور ان کے بادشاہوں نے کبھی بھی آلات کو نہیں لیا۔ ''کلام زمور ختم ہوا''۔ اور فلوک عدد تین نے برغواطہ سے جنگ وجہاد کرنے میں اور ان کے بعد ادارستہ اور امویہ اور شیعہ نے بڑے کارنامے سرانجام دیئے ہیں اور جب جعفر بن علی نے اندلس سے مغرب کی طرف پیش قدمی کی اور منصور بن ابی عامر نے ۳۶۶ھ میں اس کی پیروی کی اور اس نے بصرہ میں پڑاؤ ڈالا۔ پھر اس کے بھائی یحییٰ میں اختلاف ہو گیا اور جند اس کے بھائی بند اور زنانہ کے امراء ان پر حملہ آور ہوئے، جعفر نے اس معاملے سے علیحدگی اختیار کی اور اپنے آپ کو برغواطہ کے جہاد کی طرف متوجہ کر دیا۔ اور اس کو اپنے اچھے اعمال میں شمار کرتا تھا۔ اہل مغرب اروع اندلسی فوجوں کے ساتھ ان کے ساتھ انہی کے شہروں کے وسط میں چڑھائی کی اور اسے شکست ہوئی اور یہ خود اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ بچ نکلا، اور اپنے بھائی کو بصرہ میں جاملا، پھر منصور کے پاس اس کے بلانے پر چلا گیا اور اپنے بھائی یحییٰ کو مغرب کی عملداری کے لئے چھوڑ گیا، پھر صنہاجہ نے ان کے ساتھ اس وقت لڑائی کی جب بلکین بن زیری نے ۶۸ھ میں مغرب میں جنگ کی۔ اور زناتہ اور وارزواستہ کے باغ کی طرف اس کے سامنے بھاگ گئے، اور اس کے درختوں میں چھپ گئے اور وہ ان سے جہاد کرتا ہوا برغواطہ کی طرف لوٹا آیا۔ اور ان پر چڑھائی کی، اس نے وہاں پر ابومنصور عیسیٰ بن ابی الانصار کے ساتھ اس کی اپنی قوم میں جنگ کر کے شکست سے دوچار کیا اور ابومنصور قتل ہو گیا اور بلکین نے وہاں پر خون ریزی کی اور ان کے قیدیوں کو قیروان کی طرف روانہ کر دیا۔ اور خود مغرب میں ٹھہرا رہا اور وہاں پر رہتے ہوئے ۷۲ھ تک دفاع کرتا رہا پھر مغرب سے واپس لوٹتے ہوئے قیروان کے راستے میں ہلاک ہو گیا۔

اور ابو منصور کے بعد جو بادشاہ بنا مجھے اس کے بارے میں کچھ خبر نہیں ملی، اور پھر ان کے ساتھ منصور بن ابی عامر کے لشکروں نے بھی جنگ کی جب عبدالملک بن المنصور نے اپنے آزاد کردہ غلام واضح کو مغرب پر حکمران بنایا اور اس وقت واضح زیری بن عطیہ کی جنگ سے ۳۸۹ھ میں واپس آرہا تھا، واضح نے اپنے سے پہلے لشکروں اور اس پاس کے امراء اور اہل حکومت سے برغواطہ کی لڑائی کے ذریعے کامیابی حاصل کرلی۔ اور ان میں قتل وقتال اور گرفتاری کا اثر ہوا۔ اور پھر ان کے ساتھ بنو یفرن نے اس وقت جنگ کی جب ابو یعلی ابن محمد الیفرنی نے اس کے بعد بلاد مغرب کی طرف واقع ''سلا'' کی جانب مستقل حکومت قائم کرلی تھی۔ اور انہوں نے جنگوں کے بعد زیری بن عطیہ المغراوی کے بیٹوں کے معاملے سے اس کو الگ کرلیا۔ اور یعلی کی حکومت پانچویں صدی کے اوائل تک تمیم بن زیری بن یعلی تک چلتی رہی۔ اور ان کا وطن برغواطہ کے ہمسائیگی میں ''سلا'' نامی شہر تھا۔ اور اس تمیم بن زیری بن یعلی کو ان حضرات کے جہاد میں بڑا اثر ورسوخ حاصل تھا، اور یہ ۴۲۰ھ کی بات ہے۔ تامستا کے مقام پر ان پر غالب آگئے اور تامستا کی حکومت کو اس وقت سنبھالا جب ان میں قتل وقتال اور پکڑ دھکڑ کا بازار گرم کریں۔

پھر یہ لوگ اس کے بعد اپنے اپنے قیام پر واپس آگئے یہاں تک لمتونہ کی بادشاہت قائم ہوگئی، اور یہ اپنے صحرائی مواطن سے نکل کر بلاد مغرب کی طرف کوچ کر گئے، اور انہوں نے سوس اقصیٰ کے بہت سے قلعوں اور جبال مصامدۃ میں جائے پناہ بنایا، اور پھر ان کے سامنے تامستا اور طریف غربی کے ساتھ جہاد برغواطہ آشکارا ہوا۔ اس وقت لمتونہ کے مرابطین میں امیر ابوبکر بن عمر نے (جو ان کی قوم میں سے تھا) ان پر چڑھائی کی۔ اس کی ان کے ساتھ کئی جنگیں ہوئیں، ان میں سے ایک جنگ میں صاحب الدعوۃ عبداللہ بن یاسین الجزولی ۴۵۰ھ شہید ہوئے۔ اور یہ ان کی حکومت کے خاتمے پر بادشاہی کا مالک تھا۔ ابو حفص عبداللہ، ابو منصور عیسیٰ بن ابی الانصار عبداللہ بن ابی نمفیر محمد بن معاد بن الیسع بن صالح بن طریف کی نسل میں سے تھا، وہ ان جنگوں میں ہلاک ہوگیا، اور اس پر ان کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا، اور ان کی نسل کا خاتمہ مرابطین کے ہاتھوں ہوا۔'' والحمدللہ رب العالمین''

ایک غلط فہمی کا ازالہ:...... بعض لوگ ان برغواطہ کے نسب میں غلطی کرتے ہوئے ان کو قبائل زناتہ میں شمار کرتے ہیں اور بعض دوسرے لوگوں کا کہنا ہے کہ صالح یہودی تھا اور شمعون بن یعقوب کی اولاد میں سے تھا، ''برباط'' کے مقام پر اس کی پرورش ہوئی اور پھر اس نے مشرق کی طرف رخت سفر باندھا، اور عبداللہ المعتزلی کے پاس پڑھا اور پھر جادو میں مشغول ہوگیا، اور کئی فنون کو جمع کیا۔ اور مغرب میں آکر تامستا کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ اور وہاں پر جاہل قبائل بربر کو پایا۔ اور ان کے لئے زہد کو ظاہر کیا۔ اور اپنی زبان سے ان کو مسحور کردیا۔ اور ان کو جھوٹ موٹ باتیں بتائیں تو ان لوگوں نے اس کی پیروی کرنا شروع کردی۔ پھر اس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کردیا۔ اور اس کی پرورش کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس کو ''برباطی'' بھی کہا جاتا ہے۔ جو کہ باباط ہے اور یہ بلاد اندلس میں سے محض شریش کی ایک وادی ہے۔ اہل عرب نے اس نام کو بدل کر برغواط کردیا۔ یہ تمام باتیں صاحب نظم الجواہر وغیرہ نے نقل کی ہیں جو بربر کا نسب نامہ بیان کرتے ہیں۔ اور یہ واضح ترین غلطیاں ہیں اور اس قوم کا تعلق زناتہ سے نہیں تھا۔ اور اس بات کی گواہی یہ ہے کہ ان کی اقامت گاہ اور ہمسائیگی ان کے بھائیوں مصامدہ کے ساتھ تھی۔ اور صالح بن طریف ان میں معروف آدمی تھا اور اس کا تعلق کسی دوسرے قبیلے سے نہیں تھا۔ اور قبائل اور ارد گرد پر قبضہ اس کی جڑ کاٹ دینے سے مکمل نہیں ہوتا۔ جس نے اپنے آپ کو کسی غیر قوم کے نسب میں داخل کرلیا ہو۔ اور یہی اللہ کا اپنے بندوں میں طریقہ ہے۔ اور اس آدمی کے نسب کا تعلق برغواطہ ہی سے ہے۔ اور برغواطہ مصامدہ کی شاخوں میں سے ایک شاخ اور معروف قبیلہ ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔ واللہ ولی التوفیق۔

بطون مصامدہ میں سے غمارہ اور ان کی بادشاہی اور ان کی گردش ایام کا تذکرہ:...... مصامدہ کے گروہوں میں سے اس گروہ یعنی غمارہ کا تعلق غمار بن مصمود کی اولاد سے ہے اور بعض نے کہا کہ غمار بن مسطاف بن ملیل ابن مصمود اور بقول بعض غمار بن اصاد بن مصمود کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور بعض عوام کا کہنا یہ ہے کہ یہ عرب ہیں اور ان کے پہاڑوں کی طرف بھاگ کر آئے ہیں اور اپنا نام غمارہ رکھ لیا ہے، اور یہ ایک عوام کا مذہب ہے، اور ان کے قبائل بے شمار ہیں۔ اور بنو حمید، متیوہ، بنونال، اعضاوۃ، بنوزروال، مجکسۃ ان میں سے مشہور گروہ ہیں۔ اور غساسہ سے لیکر بسائط مغرب کی دائیں طرف بحر رومی کے ساحل پر جبال طریف کی اقامت گاہ بنانے والے یہ آخری لوگ ہیں۔ بس نکور، بادس، اور تیکیساس، تیطاوین اور بستہ اور قصر سے طنجہ تک پانچ روز یا اس سے زائد کا سفر ہے، اور انہوں نے بلند پہاڑی چوٹیوں کو اپنا مسکن بنایا، جو دیوار کی طرح چوڑائی میں پانچ مراحل تک

آپس میں ملی ہوئی ہیں اور یہاں تک کہ قصر کتامہ کے میدانوں اور وادی ورغہ سے آگے گذر جاتے ہیں جومغرب کے میدانوں میں سے ہیں، جہاں سے آنکھیں آگے نہیں دیکھ سکتیں، اوران کے کناروں میں پرندے بلکہ الو بھی اترتے ہیں اوران کی چوٹیوں اور کشادہ راستوں میں سے مسافروں کے راستے، جانوروں کی چراگاہیں، کھیتیاں اور باغات کے درخت نکلتے ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ غمارہ مصامدہ میں سے ہیں اوراس نسب محیط کا باقی رہنا بعض گروہوں کے لئے علامت ہے۔ جومصمودہ کے نام سے معروف ہیں اور سبتہ اور طنجہ کے درمیان رہتے ہیں، اورانہی کی طرف وہ قصر مجاز بھی منسوب ہوتا ہے جس سے خلیج بحری گزر کر بلد طریف کی طرف جاتا ہے، بحرغربی یعنی محیط کے سبزہ زاروں پر بسنے والے شعوب مصامدہ کے برغواطہ کے سکونت گاہوں کے ساتھ ان کے اوطان کا متصل ہونا ان کے لئے بڑا مددگار ہے، اور یہیں سے ان کے ساتھ دکالۃ اور برغواطہ کے قباء، مصامدہ کے قبائل درن اوراس کے ماورا بلاد قبلہ تک متصل ہوجاتے ہیں، اکثر مصامدہ مغرب اقصیٰ کے پہاڑوں میں رہنے والے لوگ ہیں اوران کے علاوہ دوسرے لوگ بسائط میں رہتے ہیں، اور فتح کے وقت سے ہی غمارہ ان مواطن میں رہ رہے ہیں اوراس سے پہلے کا حال معلوم نہ ہوسکا۔

فتح کے زمانے سے مسلمانوں کی ان کے ساتھ جنگیں ہوئیں اوران میں سے سب سے بڑی جنگ موسیٰ بن نصیر کی تھی، جس نے ان کو اسلام پر آمادہ کیا تھا اوران کے بیٹوں کو قیدی بنایا تھا، اوران کی ایک فوج کو طارق کے ساتھ طنجہ کے مقام پر اتارا تھا۔ اوراس زمانے میں ان کا امیر یلیان تھا اور یہ یلیان وہ آدمی ہے جس کے پاس موسیٰ بن نصیر گیا تھا اور جنگ اندلس میں اس کو ترغیب دی تھی، اوراس کا پڑاؤ سبتہ کے مقام پر تھا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے، اور یہ ''نکور'' پر قبضے سے پہلے کی بات ہے اور اسلام کے بعد غمارہ نے دوسروں کے لئے حکومتیں قائم کیں، اوران کے اندر جھوٹے داعیان نبوت بھی پیدا ہوئے اور خوارج بھی ہمیشہ محفوظ ہونے کے لئے ان کے پہاڑوں کا قصد کرتے رہے، جیسا کہ ہم ذکر کریں گے۔

سبتہ اوراس کے حکمران عصام کا تذکرہ:......(علامہ ابن خلدونؒ اپنی عادت مبارکہ کے مطابق ماقبل میں ''سبتہ'' کا ذکر آنے کی وجہ سے اب یہاں سے اس کا تذکرہ مختصراً بیان فرمارہے ہیں۔ مترجم)

سبتہ اسلام سے پہلے کے قدیم شہروں میں سے ہیں۔ اور آج کل غمارۃ کے بادشاہ ''یلیان'' کی قیام گاہ ہے، جب موسیٰ بن نصیر نے اس پر چڑھائی کی تو اہل شہر نے جزیہ دینے کا یقین دلایا۔ اور موسیٰ بن نصیر نے ان پر جزیہ مقرر کیا اوران کے بیٹوں کو بطور گروی کے رکھا، اور طارق بن زیاد کو طنجہ کے مقام پر اتارا اوراس کے ساتھ پڑاؤ ڈالنے کے لئے فوج کو بھیجا پھر طارق کو اندلس کی طرف بھیجا اوران پر فوج بھیجی اور فتح ان کے ہم سروں کو ہوئی جیسا کہ گزر چکا ہے، اور جب ''یلیان'' ہلاک ہوگیا پھر میسرہ الحقیر کی خارجی ضلالت کا فتنہ اٹھا، اوراس نے غمارہ کے بہت سے بربریوں کے ساتھ صلح کی وجوہ سے ملا تھا پھر عربوں نے اس کو تعمیر کیا طنجہ کی امارے سے سبتہ پر حملہ کردیا اور عربوں کو وہاں سے نکال کر قیدی بنالیا اوراسے برباد کیا، اس کے بعد وہ شہر خالی ہوگیا، پھر ان کے بہادروں اور قبائل کے سرداروں میں سے ماجکس نامی آدمی وہاں پر آکر ٹھہرا اوراسی وجہ سے اس کو مجکسہ بھی کہتے ہیں پس مجکس نے اس کو تعمیر کیا اور لوگ اس کی طرف لوٹ کر آنے لگے اوراس نے اسلام قبول کرلیا، اور اہل علم سے سماعت شروع کردین یہاں تک پہنچا کہ اس کا انتقال ہوا اوراس کا بادشاہی کا متولی اس کا بیٹا عصام بنا اور ایک زمانے تک بادشاہ رہا، اس کی موت کے بعد اس کا بیٹا ''مجیر'' بادشاہ بنا اور اپنی موت تک بادشاہ رہا پھر اس کا بھائی ''رضی'' بادشاہ بنا اور بعض نے اس کو بیٹا شمار کیا ہے، اور وہ بنوادریس کی بہت اطاعت کرتے تھے جیسا کہ ہم ذکر کریں گے، اور جب ناصر کو سربلندی اور شان وشوکت حاصل ہوئی تو اس نے مغرب کی حکومت میں دلچسپی لی، اوران کی باگ ڈور جو بلا ھبط اور غمارہ کے بادشاہوں بنوادریس کے ہاتھ سے اس وقت چھین لی جب کتامہ اور زناتہ نے ان کو ان کی بادشاہی فارس سے باہر نکال دیا تھا، اور یہ دعوۃ ناصر کو لے کر کھڑے ہوئے اوراس کو اپنے گورنروں میں پھیلا دیا یہاں تک کہ وہ ناصر کے لئے سبتہ سے الگ ہوگئے، اورانہوں نے اس کو بنی عصام سے لینے کا مشورہ دیا۔ یعنی ناصر نے اس کی طرف اپنے جرنیل نجاح بن عفیر کی قیادت میں بحری بیڑوں اور فوجوں کو بھیجا، اوراس نے اسے ۳۱۹ھ میں فتح کرلیا اور بنی عصام نے سبتہ کو (ناصر) اس کے لئے چھوڑ دیا، اوراس کا مطیع بن گیا اور بنوعصام کی بادشاہی ختم ہوگئی، اور سبتہ پر ناصر کا قبضہ ہوگیا، یہاں تک کہ کچھ عرصہ بعد بنوحماد سبتہ پر قابض ہوگئے، اور وہاں ایک نئی حکومت قائم ہوگئی۔ (جیسا کہ ہم ذکر کریں گے)

نکور کے بادشاہوں بنوصالح بن منصور اور غمارہ میں ان کی بادشاہی اور حکومت اوران کی گردش ایام:...... جب فتح کے زمانے

میں مسلمانوں نے بلادمغرب اوران کی عملداریوں پر قبضہ کیا اوران کوتقسیم کر دیا۔تو خلفاء نے انہیں جہاد بربر کے لئے لشکروں کے ساتھ امداد دی۔اور ان میں تمام قبائل تھے۔اور پہلی فوج میں یمن کے عربوں میں سے صالح بن منصورالحمیری بھی تھا،اوروہ ''العبدالصالح'' کے ساتھ معروف تھا،پس نکور نے اس کو اپنے لئے مختص کرلیا،اور ۹۱ھ میں ولید بن عبدالملک نے اسے وہاں کی جاگیر دیدی۔یہ ''صاحب المقیاس'' کا بیان ہے،نکور کی حدود مشرق میں زواغہ اوعر جرادۃ بن ابی الحیس تک جا پہنچتی ہیں جو ۵ دن کی مسافت پر واقع ہے۔اوراس کے پڑوس میں مطماطہ اوراہل کبدانہ،مرسینہ،غساسہ اہل جبل ھرک اور قلوع رہتے ہیں،جو بنو ورتندی کے پڑوسی ہیں،اورمغرب میں غابرہ کے بنومروان،بنوحمید تک اور مسطاسہ،صنھاجہ تک چلا جاتا ہے،اوران کے پیچھے اور یہ،حزب فرحون،اور بنو ولید وزناقۃ،بنو یرنیان،بنو واسن ہیں جو قاسم کا گروہ ہیں،اور بحر جوفی نکور پانچ میل کے فاصلے پر ہے۔اس جگہ پر صالح نے اس وقت قیام کیا جب زمین اس کو بطور جاگیر ملی اوراس کی نسل کثیر ہوگئی،غمارہ اورصنہاجہ کے قبائل اس کے پاس اکھٹے ہوگئے،اوراس کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اورانہوں نے اس کی حکومت کو قائم کیا اوراس نے تمسامان پر بادشاہت قائم کرلی،اوران میں اسلام کا بول بالا ہوگیا،پھران کو اسلامی احکام گراں بار معلوم ہونے لگے اوروہ مرتد ہوگئے،اورانہوں نے صالح کو نکال دیا اوران پر ایک نفرہ کا آدمی حکمران بنا جو''رندی'' کے نام کے ساتھ معروف ہے،پھرانہوں نے توبہ کی اوراسلام کی طرف واپس آگئے اورصالح کو بھی واپس لے آئے،اور یہ ان میں ٹھہرا رہا،یہاں تک کہ ۱۳۲ھ میں تمسامان کے مقام پرفوت ہوگیا،اورپھراس کا بیٹا معتصم بن صالح حکمران بنا،جو بڑا شریف النفس اور عبادت گذار آدمی تھا۔اورانہیں خود نماز اور خطبہ پڑھاتا تھا،پھر یہ تھوڑے دنوں کے بعدفوت ہوگیا،پھراس کے بعداس کا بھائی ادریس بادشاہ بنا تواس نے وادی کے کنارے میں شہر نکور کی حد بندی کی اورابھی اسے مکمل نہیں کیا تھا کہ ۱۴۳ھ میں فوت ہوگیا،اس کے بعد اس کا بیٹا سعید حکمران بنا اوراس کی حکومت مضبوط ہوگئی اور یہ تمسامان کے مقام پر اترتا تھا،اوراس نے اپنی حکومت کے آغاز میں نکور کی حدبندی کی اوراس میں پڑاؤ ڈالا اور یہ وہی جگہ ہے جس کو آج ''المزمۃ'' کہتے ہیں۔جو دو نہروں کے درمیان ہے ان میں سے ایک نکور ہے اوراس کا منبع کزنایہ کے شہر میں ہے اوراس کا منبع اور وادی ورغہ کا منبع ایک ہے اوردوسری نہر میس ہے اس کا منبع بنو وریاغل کے شہر میں ہے اور یہ دونوں نہریں اکدال میں اکھٹی ہوجاتی ہیں پھر سمندر کی طرف متفرق رواں دواں ہوجاتی ہیں،اورنکور کے سامنے وہ اندلس میں سے ''برلیانہ'' ہے۔نکور کے مجوسیوں نے ۲۴۴ھ میں اپنے بحری بیڑوں کے ذریعے جنگ کی اوراس پر غالب آگئے اوراس کو دوسری بارلوٹا۔

پھروہ سعید برانس کے پاس جمع ہوئے اوران کو وہاں سے نکال دیا،اس کے بعد غمارہ نے سعید کے خلاف بغاوت کردی اوراسے معزول کردیا اور ''سکن'' نامی آدمی کو والی بنایا۔اورانہوں نے چڑھائی شروع کی پس اللہ تعالیٰ نے ان کو دشمن پر غالب کردیا اوردشمن کی جماعت میں تفریق ڈال دی او ران کا سردار قتل ہوگیا اوراس کی حکومت مستحکم ومنظم ہوگئی یہاں تک کہ ۱۸۸ھ میں اپنی حکومت کے ۳۷ سال میں فوت ہوگیا اورصالح بن سعید بادشاہ بنا اور استقامت واقتدار میں اپنے اسلاف کے مذہب کو اپنایا اوراس نے بربر کے ساتھ کئی جنگیں بھی لڑیں یہاں تک کہ ۲۵۰ھ میں ۶۲ سال حکومت کرنے کے بعدراہی عدم ہوا۔اوراس کے بعداس کا چھوٹا بیٹا سعید بن صالح بادشاہ بنا اوراس کے خلاف اس کے بھائی عبداللہ اور چچا رضی نے علم بغاوت بلند کیا،لیکن بہت سی جنگوں کے بعد یہ دونوں پر غالب ہوگیا،اوراپنے بھائی کو مشرق کی طرف جلاوطن کردیا اوروہ مکہ میں فوت ہوا اوراس نے اپنے چچا پر سسرالی رشتہ کی وجہ سے رحم کیا اور باقی اپنے چچاؤں اوردیگر قرابت داروں میں سے جوملتا گیا،جو جبل ابی الحسن کے رہنے والے تھے،اورانہیں اس کی کمزوری سے آگاہ کیا،اوراس کی لشکرگاہ پر شب خون مارا،اوراس پر غلبہ حاصل کرلیا۔اوران کے آلات وساز وسامان پر قبضہ کرلیا اور ہزاروں موالی کو قتل کردیا اورنکور کا محاصرہ کرلیا۔پھران پر دوبارہ حملہ کردیا اوران میں سے کئی لوگوں کو قتل کردیا اورسعادۃ اللہ نے تمسامان کی طرف بھاگ کر جان بچائی،لیکن سعید نے اس کے بھائی میمون کو گرفتار کر کے موت کے گھاٹ اتاردیا،پھر سعادۃ اللہ صلح کا طالب بن کر آیا،تواس نے سعادۃ اللہ کی مدد کی اور اس کو اپنے ساتھ نکور کو شہر میں اتارا۔پھر سعید نے اپنی قوم کے ساتھ اورغمارہ میں سے اہل ایالتہ کے ساتھ جنگ کی،اورمرینصہ،قلوع،جارہ اور بنی ورتندی کے ساتھ بھی جنگ کی اوراپنی بہن کے ذریعے سے احمد بن ادریس بن محمد بن سلمان کے ساتھ رشتہ داری قائم کی اسے اپنے ساتھ لے کر نکور میں اترا۔اوران اردگرد کے علاقوں میں سعید کی حکومت مضبوط اور ہموار ہوگئی۔یہاں تک کہ عبیداللہ مہدی نے اس کو اپنی حکومت کی طرف دعوت دی اور خط کے نیچے یوں لکھا۔

خط کا مضمون:......

(۱) اگر تم سیدھے رہو تو میں تمہاری بہتری کے لئے سیدھا رہوں گا۔ اور اگر تم نے مجھ سے انحراف کیا تو میری تمہارے قتل کو انصاف خیال کروں گا۔

(۲) اور میں تمہاری تلواروں پر غالب آنے کے لئے اپنی تلوار بلند کروں گا۔ اور میں اسے عفو کے لئے داخل کروں گا اور اسے قتل سے بھر دوں گا۔

پس اس کے شاعر احمس طلیطلی نے امیر سعید کے بھائی یوسف بن صالح کے حکم سے عبید اللہ مہدی کی طرف لکھا۔

(۱) بیت اللہ کی قسم تو نے جھوٹ بولا ہے اور تو اچھی طرح نہیں کر سکتا اور نہ اللہ تعالیٰ نے تجھے قول فیصل سکھایا ہے

(۲) اور تو صرف جاہل اور منافق ہے، جو جاہلوں کے لئے ایک مثال ہے۔

(۳) اور ہماری ہمتیں دین محمد ﷺ کے لئے بلند ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تیری ہمتوں کو پست فرمایا ہے۔

عبید اللہ نے تاہرت کے بادشاہ مصالہ بن حبوس کو لکھ بھیجا اور اسے اس کی طرف جنگ کے لئے روانہ کیا، اور اس نے ۳۰۴ھ میں جنگ کی اور یہ اس کے دور حکومت کا ۵۴ سال تھا۔ اور سعید نے اور اس کی قوم نے کئی دنوں تک لڑائی لڑی، پھر مصالہ نے ان پر غلبہ حاصل کر لیا اور ان کا قتل وقتال کیا اور ان کے سروں کو رقادہ بھیج دیا۔ اور ان کو رقادہ چکر لگوایا گیا اور ان کے باقیماندہ لوگ بحری راستے سے مالقہ کی طرف چلے گئے۔ اور ناصر نے ان کی خوب مہمان نوازی کی اور خوب عطیات دیئے اور ان کے اعزاز واکرام میں بہت مبالغہ کیا۔ اور مصالہ نکور میں چھ ماہ تک قیام پذیر رہا پھر تاھرت کی طرف واپس آ گیا اور اس پر کتامہ قبیلے کے دلول نامی شخص کو حکمران بنایا، اور فوج اس کے پاس سے متفرق ہوگئی، اور یہ جز بنو سعید بن صالح اور ان کی قوم کو مالقہ کے مقام پر پہنچی، اور وہ ادریس المعتصم اور صالح تھا ان میں سے صالح نے سبقت کرتے ہوئے کشتی پر سوار ہو کر اس کی طرف سفر شروع کر دیا، اور بربری لوگوں نے مرسیٰ تمسامان میں اکٹھے ہو کر ۳۰۵ھ میں اس کی بیعت کر لی، اور ان بربریوں نے اس کی کم عمری کی وجہ سے اس کو ''یتیم'' کا لقب دیا، اور ان لوگوں نے دلول پر حملہ کر دیا اور ان پر فتح حاصل کر لی اور ان کو قتل کر دیا، اور صالح نے ناصر کو فتح کے متعلق لکھ بھیجا، اور اس نے اعمال کے ذریعے دعوت کو قائم کیا اور ناصر نے اس کو ہدیئے، تحائف اور آلات بھیجے، اور اس کے پاس اس کے بھائی اور ساری قوم نے پہنچ کر اطاعت اختیار کر لی اور ہمیشہ اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں پر کار بند رہا یہاں تک ۳۱۵ھ میں اس کا انتقال ہوا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا عبد البدیع نامی امور سلطنت کا متولی بنا اور اس کا لقب ''المؤید'' تھا۔ اور مغرب میں عبیدیین کی دعوت کو قائم کرنے والے موسیٰ بن ابی العافیہ نے عبد البدیع پر حملہ کر دیا اور اس کا محاصرہ کر کے اس پر غلبہ پا لیا اور اس کو قتل کر ڈالا، اور شہر کو تباہ وبرباد کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی یہ ۳۱۷ھ کا واقعہ ہے، پھر شکست خوردہ فوج شہر کی طرف لوٹ آئی، اور ان کی حکمرانی کے لئے ابو ایوب اسماعیل بن عبد الملک بن عبد الرحمٰن بن سعید بن ادریس بن صالح بن منصور سامنے آیا، اور جس شہر کو صالح بن منصور نے بنایا تھا اس کو دوبارہ آباد کیا اور اس میں تین سال ٹھہرا رہا پھر جب اس کے آزاد کردہ غلام میسور ابی القاسم بن عبد اللہ صندل نے فاس میں پڑاؤ ڈالا تو اس نے صندل کو جنگ کے لئے روانہ کیا۔ پس اس نے صندل کے ساتھ فوج روانہ کی تو اس نے جراوہ کا محاصرہ کر لیا پھر وہ نکور واپس آ گیا، اور اسماعیل بن عبد الملک نے قلع اکدی میں پناہ لی اور صندل نے اس کے پاس اپنے طریق سے ایلچی بھیجا، اس نے انہیں قتل کر دیا پس وہ تیزی سے اس کی طرف روانہ ہوا اور آٹھ دن اس سے جنگ کر کے اس پر غالب آ گیا اس کو قتل کر کے قلعہ کے مال ودولت لوٹ لیا اور لوگوں کو قیدی بھی بنایا۔ اور کتامہ کے مرماز وا نامی آدمی کو اس پر اپنا خلیفہ بنایا اور صندل فاس پہنچ گیا پس اہل نکور نے رجوع سے کام لیتے ہوئے موسیٰ بن المعتصم بن محمد بن قرہ بن المعتصم بن صالح بن منصور کی بیعت کر لی، اور اس نے مرماز وا اور اس کے ہمراہیوں کو ساتھ لیا اور ان کی گردنوں کو مارا، اور ان کے سروں کو ناصر کے پاس بھیج دیا، پھر اعیاص میں سے اس پر عبد السمیع بن جرتم بن ادریس بن صالح بن منصور نے حملہ کر دیا اور اسے معزول کر کے ۳۲۹ھ میں نکور سے نکال دیا اور موسیٰ اپنے اہل وعیال کے ساتھ اندلس گیا اور اس کا بھائی ہارون بن روی اور اس کے چچا اور اہل بیت بھی اس کے ساتھ تھے، پس ان میں سے کچھ تو اس کے ساتھ ''مریہ'' میں اترے اور کچھ ''مالقہ'' میں اترے پھر اہل نکور نے عبد السمیع کے خلاف بغاوت کر دی اور اسے قتل کر دیا اور انہوں نے مالقہ میں سے جریج بن احمد بن زیاد اللہ بن سعید بن ادریس بن صالح بن منصور کو بلایا اور

وہ جلدی سے اس کے پاس آ گیا تو انہوں نے ۲۳۶ھ میں اس کی بیعت کر لی اور اس کے کام درست ہو گئے اور وہ اپنے سلف کے مذہب کا پیروکار بن گیا اور وہ حضرت امام مالکؒ کا پیروکار تھا یہاں تک کہ ۳۶۰ھ کے آخر میں اپنی حکومت کے پچیسویں سال فوت ہو گیا اور اس کی یہ حکومت اس کے بیٹوں میں مسلسل چلتی رہی یہاں تک کہ ان پر ازداجہ غالب آ گئے انہوں نے دہران پر غلبہ حاصل کیا اور ان کے امیر لیلیٰ بن ابی الفتوح ازداجی نے ۴۰۶ھ میں حملہ کیا اور ۴۱۰ھ میں قتل ہو گیا پس اس نے نکور میں ان پر غلبہ پالیا اور اسے برباد کیا اور تین سو چودہ سال بعد صالح کی ولایت کی موجودگی میں ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور لیلیٰ بن ابی الفتوح کے بیٹوں اور ازداجہ میں ۴۶۰ھ تک حکومت باقی رہی'' (واللّٰہ مالك الامور لا الٰہ الا ھو)''

غمارہ کے متنبّی (نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے) حامیم کا تذکرہ:...... یہ غمارہ خاندانی لحاظ سے ہی جاہل تھے اور صحرا میں رہنے کی وجہ سے یہ دینی احکام سے دور اور جہالت میں تھے خیر اور بھلائی کے کاموں سے دور تھے اور میں مکلبسہ حامیم بن من اللہ بن حریر بن عمر بن رحوز بن ازدوال بن مجکسہ نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر دیا، اور اس کی کنیت ابو محمد تھی اور اس کا باپ ابوخلف تھا، اور اس نے جبل حامیم جس کے نام سے یہ معروف ہے، ہریتطاوین کے مقام پر نبوت کا دعویٰ کیا، اور ان میں سے بہت سے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس کی نبوت کا اقرار کر لیا، اس نے ان کے لئے قوانین اور عبادات کے طریقے اور احکام تیار کئے اور ان کے لئے ایک قرآن مجید بھی بنایا جو ان پر ان کی زبان میں پڑھتا تھا، اور اس کے کلام میں سے یہ عبارت بھی تھی ''یامن تخلی البصر ،ینظر فی الدنیا،خلنی من الذنوب، یامن اخرج موسیٰ من البحر،امنت بحامیم وبابیہ ابی خلف من اللہ وآمن راسی وعقلی وما یکنہ صدری وما احاط بروحی ولحمی'' اور حامیم کی چچی جو ابوخلف من اللہ کی بہو وہ ایمان لے آئی، اس کے علاوہ وہ کاہنہ اور ساحرہ بھی تھی، اور وہ معمورہ کی جنگوں میں احواز طنجہ میں ۳۱۵ھ میں قتل ہوا۔ اور اس کے بیٹے کو سحر تھا، اور اس کا لقب المفتری تھا، اور اس کی بہو ساحرۃ اور کاہنہ تھی اور وہ اس سے جنگوں میں مدد طلب کیا کرتے تھے، اور اس کے بعد عیسیٰ کو غمارہ میں اعلیٰ مرتبہ حاصل تھا اور وہ اور اس کا قبیلہ بنو رحفو (جو وادی ''لاؤ'' اور روادی ''راس'' جو تیطاوین کے قرب میں ہے) ناصر کے پاس گئے۔ اور اسی طرح اس کے بعد عاصم بن جمیل ایزدجومی نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور اس کے واقعات مشہور ہیں، اور وہ اس عہد میں ہمیشہ ساحروں سے کام لیتے رہے، اور مجھے اہل مغرب کے شیوخ نے بتایا کہ ان میں اکثر جوان عورتیں جادو کا پیشہ اختیار کرتی ہیں، اور انہیں روحانی خبریں لانے کا علم حاصل تھا اور وہ جس ستارے سے چاہتے، یہ روحانی خبریں حاصل کرتے، اور جب اس پر قابض ہو جاتے تو اس روحانیت سے اسے گھیر لیتے تو کائنات میں جو چاہتے تصرف کرتے تھے۔ واللہ اعلم۔

ادارسہ کی حکومت

غمارہ میں ادارسہ کی سلطنت اور ان کی گردش ایام کے واقعات:...... جس وقت محمد بن ادریس نے اپنی دادی کنزہ کے مشورے کی بناء پر مغرب کی عملداریوں کو اپنے بھائیوں کے درمیان تقسیم کر دیا تو عمر بن ادریس ان عملداریوں میں سے تیکساس، ترغہ، بلاد صنھاجہ اور غمارہ کے ساتھ مختص تھا، اور قاسم کے ساتھ طنجہ، سبتہ، بصرہ اور آس پاس کے بلاد غمارہ مخصوص تھے۔ پھر عمر اس پر اس وقت غالب آ گیا جس وقت اس کا اپنے بھائی محمد کے ساتھ بگاڑ پیدا ہو گیا اور ان شہزوروں کو عمر نے اپنی عملداریوں کے ساتھ ملا لیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں پھر بنو محمد بن قاسم اپنی ان پہلی عملداریوں کی طرف لوٹ کر آئے اور ان کے مالک بن گئے، اور محمد بن ابراہیم بن محمد بن القاسم نے سبتہ کے قریب حجر النسر کے قلعہ کی حد مقرر کر کے اس کو بطور پناہ گاہ اور کارروائیوں کے لئے بطور سرحد کے مخصوص کر لیا اور فاس و مغرب کی عملداری محمد بن ادریس کی اولاد میں باقی رہ گئی، پھر ان میں عمر بن ادریس کی اولاد کو فتح نصیب ہوئی اور ان میں سے آخری بادشاہ یحییٰ بن ادریس بن عمر تھا اور یہ وہ شخص ہے جس نے مصالہ بن حبوس کے ہاتھ پر عبید اللہ الشیعی کی بیعت کی تھی، اور اس کو فاس پر حکمران بنایا پھر اسے ۳۰۹ھ میں ہٹا دیا، پھر ۳۱۳ھ میں بنو قاسم کے حسن بن محمد بن القاسم بن ادریس نے بغاوت کا علم بلند کر دیا۔ اور اس کو پیچھے لگانے کی جگہ پر نیزہ مارنے کی وجہ سے حجام کا لقب دیا گیا، اور وہ بہادر سردار تھا اور اہل فاس نے ریحان پر حملہ کیا اور حسن کو حاکم بنا دیا، اور موسیٰ نے اس پر چڑھائی کی اور اس کو قتل کر دیا۔ ابن ابی العافیہ نے فاس اور مضافات مغرب پر غلبہ حاصل کر لیا، اور ادارسہ کو جلاوطن کر دیا اور انہیں حجر النسر کے قلعے میں قلعہ بند کر دیا۔ اور جبال غمارہ اور بلاد ریف کی طرف مائل ہو گیا، اور غمارہ کو اپنی دعوت کے ساتھ

''تمسک'' میں بڑا رتبہ حاصل تھا، انہوں نے اس طرف ایک نئی حکومت قائم کی جسے انہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے تقسیم کرلیا، اوران میں سے سب سے بڑی حکومت بنومحمد اور بنوعمر کی تیکیسا زنور اور بلا دریف میں تھی، پھر ناصر عبدالرحمٰن سلطنت عدوہ اور شیعہ کی مدافعت کے لئے آگے بڑھا، تو ۳۱۷ھ میں بنومحمد سبتہ سے اس کے لئے دستبردار ہوگئے اور رئیس مجکسہ رضی بن عصام کے قبضہ سے اس کو حاصل کرلیا، اور رئیس مجکسہ دعوۃ ادارستہ کا قائم کرنے والا تھا، پس انہوں نے اس کو وہاں سے نکال دیا اراس کی ناصر اطاعت کرنے لگے اوراس کے ہاتھ سے بادشاہی کو چھین لیا۔ اور جب ابوالقاسم میسور مغرب کی طرف ابن ابی العافیہ کے ساتھ جنگ کرنے گیا اوراس وقت ان لوگوں کی طاعت ابن ابی العافیہ نے چھوڑ دی، اور مروانیہ کی دعوت دینے لگا، اور بنومحمد السبیل میسور کی مدد سے انتقام لینے کے لئے گئے، اوراس معاملے میں نکور کے حاکم بنوعمر نے اس کی مدد کی، اور جب ابن ابی العافیہ نے اپنی مصیبت کو کم خیال کیا، اور ۳۲۵ھ میں میسور کے مغرب سے لوٹنے کے زمانے میں صحرا سے لوٹ آیا، بنومحمد اور بنوعمر نے جنگ کی اوراس کے بعد وفات پا گیا، اور ناصر نے اپنے وزیر قاسم بن محمد بن طملس کو ۳۳ھ میں ان کے ساتھ جنگ کرنے کی اجازت دی۔ اور مغراوہ کے بادشاہوں محمد بن خزر اوراس کے بیٹے کو لکھا کہ وہ اس کی فوج کی مدد کریں جو ابن ابی العیش کی سرکردگی میں آ رہی ہے، ابوالعیش بن ادریس بن عمر نے جو ابن مصالہ کے نام سے معروف ہے اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کا مظاہرہ کیا اور اپنے ایلچیوں کو ناصر کی طرف بھیجا تو اس نے ان کو امان دیدی۔ اوراس نے اپنے بیٹے محمد ابی العیش کو وفد کی صورت میں اطاعت اور فرمانبرداری کے معاہدے کو پختہ کرنے کے لئے بھیجا، ناصر نے اس کے آنے پر لوگوں کو جمع کیا اور معاہدے کو پختہ کیا۔ اور بنومحمد کے باقی ادراسہ نے بھی انہی کے طریقے کو قبول کرلیا، اوران جیسے مطالبے کرنے لگے، تو ناصر نے سب بنومحمد کے ساتھ اسی طرح پختہ عہد کیا، اوران میں سے محمد بن عیسیٰ بن احمد بن محمد اور حسن بن القاسم بن ابراہیم بن محمد وفد بن کر گئے، جب سے حسن بن محمد (جو حجام کے لقب سے معروف تھا) نے ابن ابی العافیہ کے خلاف بغاوت کی تھی اس وقت سے بنوادریس اپنی سرداری کے معاملہ میں بنومحمد کی طرف رجوع کرتے تھے، پس انہوں نے موسیٰ بن ابی العافیہ کے فرار کے بعد قاسم بن محمد کو اپنا امیر بنایا جس کا لقب کنون تھا، اوراس نے فاس کو علاوہ دیگر بلاد مغرب پر قبضہ کرلیا اور شیعہ کی دعوت کو قائم کرنے لگا یہاں تک کہ ۳۳۷ھ قلع حجر النسر میں فوت ہوگیا۔ اوراس کے بعدان کی حکومت کو ابوالعیش احمد بن قاسم کنون نے سنبھالا جو جنگوں اور تاریخ کا عالم اور ایک شجاع و بہادر آدمی تھا۔ اور احمد الفاضل کے نام سے معروف تھا، اور مروانیہ کی طرف میلان رکھتا تھا، اس نے ناصر کے لئے دعا کی۔ اور اپنی عملداری میں اس کے لئے منابر پر خطبات دئے اور شیعہ کی اطاعت چھوڑ دی، اور سب اہل مغرب نے سجلماسہ تک اس کی بیعت کرلی اہل فاس کی بیعت کے وقت اس نے محمد بن حسن کو ان پر عامل مقرر کیا، محمد بن ابی العیش بن ادریس بن عمر ابن مصالہ اپنے باپ کی جانب سے ۳۳۸ھ میں ناصر کے پاس وفد بن کر گیا۔ اور حضرہ کے مقام پراس کو باپ کی وفات کی خبر ملی تو ناصر نے اسے اس کی عملداری کا امیر مقرر کر کے بھجوا دیا اور محمد کی غیر موجودگی میں ابوالعیش احمد بن قاسم کنون کے چچازاد عیسیٰ نے تیکسان کی عملداری پر حملہ کردیا اور اس میں داخل ہوکر ابن مصالہ کے مال کو اپنے قبضہ میں کرلیا۔ اور جب محمد الحضرہ سے واپس آیا تو غمارہ کے بربریوں نے عیسیٰ مذکور ابن کنون پر چڑھائی کردی اور اسے دہشت میں مبتلا کیا اوراس کو زخمی کر کے اس کا خون بہایا، اور بلاد غمارہ میں اس کے ساتھیوں کو قتل کیا اور ناصر نے اپنے جرنیلوں کو مغرب کی طرف بھیجا، اور یہ پہلا شخص تھا جس نے جرنیلوں کے طبقہ سے احمد بن یعلی کو فوج کے ساتھ ۳۳۸ھ میں بنومحمد کی طرف بھیجا، اوران کو تیطاوین کے ختم کرنے کے لئے بلایا لیکن وہ رک گئے، پھر وہ اس کے فرمانبردار بن گئے اور تیطاوین کے گرانے پر راضی ہوگئے، اور وہ ان کے پاس سے واپس آ گیا، تو انہوں نے بغاوت کردی اس نے حمید بن یصل المکناسی کو لشکر دیکر ۳۹ھ میں جلدی سے ان کی طرف روانہ کیا، اور انہوں نے اس پر وادی ''لاؤ'' میں چڑھائی کردی۔ اور پھراس نے ان پر دھاوا بول دیا، اس کے بعد انہوں نے اطاعت اختیار کرلی، اور ناصر نے طنجہ کو ابوالعیش امیر بنومحمد کے قبضہ سے چھین کر اس پر غلبہ حاصل کرلیا، اور یصل ناصر کی بیعت پر باقی رہا پھر ناصر کی فوجیں مغرب کے میدانوں پر چڑھ دوڑیں تو وہاں کے لوگوں نے اس کی اطاعت اختیار کرلی اور وہ مغراوہ کے امراء زناتہ، بنو یفرن اور مکناسہ کے قبائل میں اپنی دعوت دینے لگا جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں، بنومحمد کی حکومت کمزور ہوگئی اور ان کے امیر ابوالعیش نے ناصر سے جہاد کی اجازت طلب کی تو اس نے اس کو اجازت دیدی اوراس کے لئے جزیرہ سے سرحد تک ایک روز کی مسافت تک محلات بنانے کا حکم دیدیا، یہ تیس روز کی مسافت ہے، ابوالعیش روانہ ہوگیا اوراس نے اپنی عملداری پر اپنے بھائی حسن بن کنون کو نائب بنایا اور ناصر نے اس کے ساتھ مبرہ کے مقام پر ملا اوراس کے لئے ہر روز ایک ہزار دینا کا حکم نامہ جاری کردیا۔ اور وہ ۳۴۳ھ میں جہاد کے میدانوں میں

شہید ہوگیا، اور اس کے ساتھ اس کا جرنیل جوہر بھی گرفتار ہوگیا اور جب وہ مغرب سے واپس لوٹا تو حسن نے دوبارہ ناصر کی اطاعت اختیار کرلی یہاں تک کہ ۳۵۰ھ میں فوت ہوگیا اس نے مغرب کی سرحدوں کو بند کرنے اور اس میں اپنی دعوت کو مضبوط کرنے کا ارادہ تیز کردیا، اور اس سلسلے میں اس نے اپنے ان دوستوں کے عزائم کو بھی جلا بخشی جن کا تعلق ملوک زناتہ سے تھا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ ان کے بعد زہری اور بلکین کے درمیان چپقلش پائی جاتی تھی پھر ۳۶۲ھ میں بلکین بن زیری نے مغرب میں پہلی جنگ کی اور زناتہ میں سخت خونریزی کرنے کے بعد دیار مغرب مین دور تک گھس گیا اور حسین بن کنون شیعوں کی دعوت دینے لگا اور اس نے مروانیہ کی اطاعت چھوڑ دی پس جب بلکین واپس آیا تو اپنے وزیر محمد بن قاسم بن طلمش کے ساتھ العدوٰہ کی طرف گیا اور اپنی بہت سی فوج اور دستوں کو پیچھے چھوڑ گیا اور ان کا ایک فوجی دستہ سبتہ میں داخل ہوگیا اور انہوں نے حاکم سے مدد طلب کی تو اس نے اپنے مولیٰ غالب کو (جو بہادری میں بہت مشہور تھا) بھیجا اور اسے اعانت کے لئے اموال اور فوجیں بھی دیں اور اسے حکم دیا کہ وہ ادارسہ کو ان کے مقام سے اتار دے اور وہ انہیں لے کر اس کی طرف گیا، اور اس نے کہا ''اے غالب! ایسے آدمی کی طرف جاؤ جسے زندہ کامیاب ہونے یا مردہ معذور ہونے کے سوا، واپس آنے کی اجازت نہیں ہوتی''۔

اور حسین بن کنون کو بھی اس بات کی اطلاع مل گئی تو وہ بصرہ شہر چھوڑ کر گیا اور سبتہ کے قریب اپنے قلعہ حجر الست میں اپنے ذخائر واموال اور قابل حفاظت چیزوں کو اٹھا کر لے گیا۔ اور غالب نے بعض منصوریوں کے ساتھ جنگ کی اور کئی روز تک ان کے درمیان جنگ ہوتی رہی پھر غالب نے غمارہ کے بربری سرداروں اور اس کی معاون فوجوں میں اموال تقسیم کئے تو وہ بھاگ گئے اور اس کو اور جبل النسر کے قلعہ کو چھوڑ گئے غالب نے اس سے جنگ کی اور حکم نے حکومت کے عربوں اور سرحدوں کے جوانوں سے مدد دی اور انہیں اپنے وزیر یحییٰ بن محمد بن ابراہیم التجیبی کے ساتھ ۳۶۳ھ میں اس کے گھرانے اور فارموں کے ساتھ بھیجا، وہ غالب کے ساتھ قلعہ پر اکھٹے ہوگئے اور قلعہ اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ پھر اس نے بلا دریف کے باقیماندہ ادارسہ پر احسان کیا اور انہیں بھگا کر منتشر کردیا اور تمام ادارسہ کو ان کے قلعوں سے نیچے اتار لیا۔ اور فاس جا کر اس پر قابض ہوگیا اور محمد بن علی قشوش کو عدوۃ القرومین میں اور عبدالکریم بن ثعلبہ بذامی عدوہ الاندلس میں عامل مقرر کیا اور غالب حسن بن کنون اور دیگر ملوک ادارسہ کے ساتھ قرطبہ واپس آگیا اور اس نے مغرب کے حالات کو درست کیا اور شیعہ کی بیخ کنی کی یہ ۳۱۴ھ کا واقعہ ہے اور حکم نے ان کا استقبال کیا اور قرطبہ میں ان کی آمد کا دن حکومت کا سب سے پررونق دن تھا اور اس نے حسن بن کنون کو معاف کردیا اور اس سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کیا۔ اور مغاربہ کے سات سو بہادروں کے نام رجسٹر میں لکھے اور اس نے تین سال بعد حسن سے عنبر کے ایک عظیم ٹکڑے کے بارے میں سوال کرکے اس کو متہم بنایا اور وہ ٹکڑا اس کے دور حکومت میں مغرب کے ساحل سے اس کے پاس آیا تھا اور اس نے اس کا ایک گاؤ تکیہ بنایا تھا جس سے ٹیک لگا کر وہ آرام حاصل کرتا تھا، پس اس نے حسن سے کہا کہ وہ اس کو اٹھا کر اس کے پاس لے آئے تا کہ وہ اس کی رضا کے مطابق فیصلہ کرے مگر اس نے اپنے چچازادوں کی اس شکایت کو تسلیم نہ کیا جو وہ خلیفہ کے پاس حسن کی بداخلاقی اور بے حد اصرار کی شکایت کرتے تھے، پس اس نے اسے ہٹا دیا اور اس کے پاس عنبر کے ٹکڑے کے سوا جو کچھ تھا وہ لے لیا، اور مغرب کا معاملہ حکم کے سامنے درست ہوگیا، اور اس کے امراء بلکین کی مدافعت میں اس کی مدد کی اور وزیر منصوری نے جعفر بن علی کو مغرب پر امیر مقرر کیا اور یحییٰ بن محمد بن ہاشم کو واپس بلا لیا اور حسن بن کنون نے تمام ادارسہ کو ان کے اخراجات کے بوجھ کی وجہ سے مشرق کی طرف جلاوطن کردیا اور ان پر یہ پابندی عائد کی کہ وہ واپس نہ آئیں پس انہوں نے ۳۶۵ھ میں مریہ سے سمندر کو عبور کیا اور قاہرہ میں عزیز کے پڑوس میں جا کر قیام کیا جو پورے ساز وسامان سے آراستہ تھا اس نے ان کی بہت عزت کی اور ان سے نصرت کا وعدہ کیا پھر اس نے حسن بن کنون کو مغرب کی طرف بھیجا اور آل زیری بن مناد کی طرف قیروان میں اس کی مدد کے لئے لکھا پس اس نے مغرب میں جا کر اپنی طرف دعوت دی اور منصور بن ابی عامر نے اس کی مدافعت کے لئے فوج بھیجی پس یہ اس پر غالب آگئے اور اسے گرفتار کرلیا اور اسے اندلس کی طرف بھیج دیا۔ اور وہ راستے ہی میں قتل کردیا گیا۔ جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے اور تمام مغرب سے ادارسہ کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا یہاں تک کہ بلاد غمارہ اور سبتہ اور طنجہ میں حمود کو دوبارہ حکومت مل گئی جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ۔

سبتہ اور طنجہ میں حمود اور موالی حمود کا دور حکومت اور ان کی گردش احوال:...... جب حکم نے ادارسہ کو عدوہ سے مشرق کی طرف جلاوطن کردیا اور مغرب کے دیگر بلاد سے بھی ان کے آثار ہٹا دیئے اور غمارہ اور مروانیہ کی اطاعت پر قائم ہوگئے اور مغرب نے اندلسیوں کی فوج کو مطیع بنالیا اور

حسن بن کنون ان کی حکومت کی طلب میں واپس آ گیا اور منصور بن ابی عامرہ کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا اور ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور ادارسہ کے قبائل منتشر ہو گئے اور روپوش ہو گئے، یہاں تک کہ انہوں نے اس نسب کے اشارہ سے بھی علیحدگی اختیار کر لی اور ان کی نوع بادیہ نشینی میں بدل گئی، اور عمر بن ادریس کو اولادیں میں سے دو آدمیوں نے بربریوں کے ساتھ اندلس کا قصد کیا وہ دو آدمی علی اور قاسم تھے جو محرر بن میمون بن احمد بن علی ابن عبداللہ بن عمر بن ادریس کے بیٹے تھے جس کا دلیری اور شجاعت میں بڑا شہرہ تھا اور جب عامری حکومت کے خاتمہ کے بعد اندلس میں بربریوں کا فتنہ اٹھا اور بربریوں نے سلیمان بن حکم کو امیر مقرر کر کے ''المستعین'' کا لقب دیا تو اس نے حمودہ کے ان دو بیٹوں کو مخصوص کر لیا اور انہوں نے بھی اس کی حکومت کی طرف بہت اچھی طرح توجہ دی یہاں تک جب وہ قرطبہ میں اس کی حکومت پر قابض ہو گیا اور اس نے مغاربہ کو حکومتیں دیں تو اس نے علی بن حمود کو بھی طنجہ کی حکومت اور اس کے باپ کی دیگر عملداریوں کا حاکم مقرر کیا اور اس نے وہاں پر اقامت اختیار کی اور ان کے ساتھ اپنے عہد کو دہرایا پھر اس نے بغاوت کر کے اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی اور اندلس کی طرف چلا گیا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔

علی بن حمود کی قرطبہ پر حکومت اور ادریس کی طنجہ اور مضافات پر حکومت:...... اس سے علی بن حمود نے قرطبہ کی حکومت کو سنبھالا اور طنجہ کی امارت اپنے بیٹے یحییٰ کو دی پھر یحییٰ اپنے باپ کے انتقال کے بعد اپنے چچا قاسم سے جھگڑا کرتے ہوئے اندلس چلا گیا اور اس کے بعد اس کے بھائی ادریس نے طنجہ پر اور اس کے دیگر مضافات پر بلکہ عدوہ پر (جو غمارہ کے مواطن میں سے ہے) خود مختار حکومت قائم کر لی پھر وہ اپنے بھائی یحییٰ کی وفات کے بعد مالقہ چلا گیا پس اس نے ان کی حکومت کے آدمیوں کو طلب کیا اور اپنے بھتیجے حسن بن یحییٰ کو سبتہ اور طنجہ میں حاکم مقرر کیا اور ''نجا'' خادم کو اس کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اس کی نگرانی کرتا رہے اور جب ادریس فوت ہو گیا اور ابن بقیہ نے مالقہ پر اپنی پختہ حکومت قائم کرنے کا ارادہ کر لیا تو اس نے حسن بن یحییٰ کے لئے نجا خادم کو طنجہ سے بھیجا اس نے مالقہ پر قبضہ کر لیا اور اس کی خلافت میں اپنی حکومت منظم کر لی اور سبتہ کی طرف واپس لوٹ آیا اس نے حسن کو غمارہ کے مواطن میں امارت دیدی اور جب حسن فوت ہو گیا تو نجا اندلس کی طرف مخصوص حکومت قائم کرنے کے ارادے سے گیا ادریس نے صقالبہ کے موالی میں سے قابل اعتماد آدمی کو جانشین بنایا۔ اور وہ غور و فکر کرتا رہا جہاں تک کہ بنو حمودہ کے موالی میں سے حاجب سکوت برغواطی نے حکومت قائم کر لی، اور یہ شیخ حدادہ کے غلاموں میں سے تھا جسے اس نے اپنی جہالت کے ایام میں برغواطہ کے قیدیوں میں سے خریدا تھا پھر یہ علی بن حمود کے پاس آ گیا پس اس نے طبعی شرافت کو اختیار کیا یہاں تک کہ ان کی علیحدہ حکومت قائم کر لی اور طنجہ میں ان کی کرسی اقتدار پر بیٹھ گیا اور قبائل غمارہ نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور مرابطین کی حکومت تک اس کی حکمرانی قائم رہی۔

یوسف بن تاشفین کا غلبہ:...... ۴۷۱ھ میں ابن تاشفین نے غلبہ کر لیا اور اس نے حاجب سکوت کو فاس میں مغراوہ کے خلاف مدد کرنے کو کہا اور مغرب کے آخری میدان سے بلاد رمنہ کی طرف چلا گیا جو بلاد غمارہ کے قریب ہے۔ اور یوسف بن تاشفین نے ۴۷۱ھ میں ان سے جن کی اور حاجب سکوت کو ان کے خلاف مدد کرنے کو کہا پس اس نے اس کے دشمن کے خلاف مدد دینے کا ارادہ کر لیا پھر اس کے بیٹے الفائل الرای نے اسے مدد کرنے سے روک دیا پس جب یوسف بن تاشفین اہل رمنہ سے فارغ ہوا تو ان پر ٹوٹ پڑا اس نے غمارہ کے قلعوں میں سے قلعہ علودان کو فتح کر لیا اور مغرب نے اس کے سامنے اطاعت اختیار کر لی تو اس نے اپنی توجہ حاجب سکوت کی طرف کی اور ممتونہ کے سرداروں میں سے صالح بن عمران کی قیادت میں فوج کو اس کے مقابلہ میں بھیجا، رعایا نے ان کے آنے خوشی منائی اور وہ ان پر ٹوٹ پڑے اور جب حاجب سکوت کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے قسم کھائی کہ رعایا کا کوئی آدمی ان کے ڈھولوں اور نقاروں کی آواز نہ سنے اور وہ وہاں سے طنجہ شہر میں چلا گیا، جو اس کی عملداری کی سرحد پر واقع ہے اور اس کی جانب سے اس کا بیٹا ضیاء الدولہ المعز وہاں پر حاکم تھا وہ ان کے مقابلے کے لئے باہر نکلا اور طنجہ کے باہر دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا اور سکوت کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور مرابطین کی فوجوں نے گھمسان کی جنگ لڑی اور اس کی جان ان کی تلواروں کی دھاروں پر نکل گئی اور وہ طنجہ میں داخل ہو گئے اور اس پر قبضہ کر لیا۔ ضیاء الدولہ سبتہ چلا گیا۔

یوسف بن تاشفین کا طاغیہ کے خلاف جہاد اور بنی حمود کی حکومت کا خاتمہ:...... جب طاغیہ نے بلاد اندلس پر حملہ کیا اور ابن عاد نے اپنے ایلچی کو امیر المؤمنین یوسف بن تاشفین کے پاس بھیجا کہ وہ طاغیہ کے ساتھ جہاد کرنے اور مسلمانوں کے دفاع کے وعدے کو پورا کریں اور تمام

اہل اندلس نے اسے جہاد پر امادگی کے خطوط لکھے اور اس نے ۳۷۶ھ میں اپنے بیٹے القرز کو مرابطین کے لشکر میں ''سبتہ فرضہ اعجاز کی طرف بھیجا، اس نے جا کر خشکی میں پڑاؤ ڈالا، اور ابن عباد کے بحری بیڑوں نے ضیاء الدولہ کو سمندروں کی جانب سے گھیر لیا اور سبتہ میں داخل ہو گیا اور ضیاء الدولہ کو گرفتار کر لیا، اور اسے المعز کی طرف بھیجا، المعز نے ان کے فاس کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ سے اس سے مال کا مطالبہ کیا، اور اسے مقررہ وقت پر قتل کر دیا اور س کے ذخائر پر مطلع ہوا اور ان ذخائر میں یحییٰ بن علی بن حمود کی انگوٹھی بھی تھی اور اس نے اپنے باپ کو فتح کی اطلاع لکھ بھیجی، اور بنو حمود کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور بنی غمارہ سے ان کے آثار اور سلطنت ختم ہو گئی اور وہ باقیماندہ ایام میں ملتونہ کی اطاعت کرنے لگے۔

خلیفہ عبدالمؤمن اور ابن محمد کتانی کی کیمیا گری، دعویٰ نبوت اور مختلف شعبدے:......جب مغرب میں مہدی کا ظہور ہوا اور اس کی وفات کے بعد موحدین کی حالت مضبوط ہو گئی تو اس کا خلیفہ عبدالمؤمن اپنی بڑی بڑی جنگوں میں ان کے ملک میں جانے لگا، اس نے ۵۳۷ھ میں اور اس کے بعد مغرب کو فتح کر لیا اور یہ واقعہ مراکش پر قبضہ کرنے سے پہلے کا ہے، جیسا کہ ہم ان کے حالات میں ذکر کریں گے، اور انہوں نے اس کا پیچھا کیا لشکر اور سبتہ سے جنگ کی مگر اسے فتح نہ کر سکے اور فتح میں رکاوٹ بننے والا ان کا قائد عیاض تھا، جو اس عہد میں اپنے دین، آباؤ اجداد اور علم و منصب کی وجہ سے ان کا بہت مشہور سردار تھا، پھر مراکش کے فتح کے بعد ۵۴۱ھ میں سبتہ بھی فتح ہو گیا، اور جب بنو عبدالمؤمن کی حکومت کمزور ہو گئی اور اس کی ہوا اکھڑ گئی اور قاصیہ میں بہت بغاوت ہو گئی تو ان میں ابن محمد کتامی نے ۶۲۵ھ میں انقلاب پیدا کر دیا اور اس کا باپ لوگوں کو چھوڑ کر قصر کتامہ میں الگ تھلک رہنے لگا اور وہ کیمیا گر تھا، اس سے اس کے بیٹے محمد نے کیمیا گری سیکھی تھی اور اس کا لقب ابوالطوا جن تھا اس نے سبتہ کی طرف رخت سفر باندھا اور بنو سعید کے پاس آ کر اترا، اور کیمیا گری کا دعویٰ کر دیا، الغوغاء نے اس کی پیروی کی، پھر اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا اور مختلف قسم کے قوانین بنائے اور کئی قسم کے شعبدے دکھلائے، اور اس کے پیروکاروں کی بہت کثرت تھی پھر انہیں اس کی خباثت کا علم ہو گیا تو انہوں نے اس کے عہد کو توڑ دیا اور سبتہ کی فوجوں نے اس پر چڑھائی کر دی تو یہ وہاں سے بھاگ نکلا اور ایک بربری نے اسے دھوکے سے قتل کر دیا پھر مغرب کے شہروں اور میدانوں پر بنو مرین کا غلبہ ہو گیا، اور ۶۶۸ھ میں بنو مرین مراکش کے تخت حکومت پر قابض ہو گئے اور قبائل غمارہ نے ان کی اطاعت سے انکار کر دیا اور بھتیجے سے اختلاف کی وجہ سے اطاعت کرنے سے علیحدہ رہے اور ان کی اطاعت نہ کرنے کی وجہ سے سبتہ نے بھی بنو مرین کے ملوک کی اطاعت اختیار نہ کی۔ اور ان کا معاملہ شوریٰ تک پہنچا اور ان کے مشائخ میں سے فقیہ ابوالقاسم العزفی نے ترجیح دی جیسا کہ ہم عنقریب ان کے تمام حالات ذکر کریں گے، اور دوسروں نے بھی اطاعت میں ان کے پیچھے پیچھے خوشی اور ناخوشی داخل ہو گئے، بنو مرین نے ان کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور ان پر عامل مقرر کیا اور ان کے پیچھے سبتہ چلے گئے، اور ۷۲۷ھ میں العزفیین کے قبضہ سے حکومت کو لیا جیسا کہ ہم ان کی حکومت کے بیان میں ذکر کریں گے، اور اس وقت ان کو بڑی کثرت اور عزت حاصل ہے اور ان کے حالات نہایت اچھے ہیں اور وہ حکومت کے مستحکم ہونے کی وجہ سے اطاعت بھی کرتے ہیں اور ٹیکس بھی دیتے ہیں اور جب وہ بزدلی دیکھاتے ہیں اور حکومت کے ساتھ جنگ کرنے میں مشغول ہوتے ہیں، تو حکمران ان کی طرف الحفرۃ سے فوج بھیجتا ہے، یہاں تک کہ وہ اطاعت کرنے لگتے ہیں اور انہیں پہاڑوں کی دشواری کی وجہ سے غلبہ اور تحفظ حاصل ہے اور حکومت کے شریف لوگوں میں جو شخص ان کے پاس جاتا ہے تو وہ اسے پناہ دیتے ہیں اور اس پہاڑ کے حکمران یوسف بن عمر اور اس کے بیٹے ہیں جنہیں اس میں عزت و ثروت حاصل ہے، اور انہوں نے وہاں پر کارخانے اور پودے لگائے ہوئے ہیں اور سلطان نے سبتہ کے رجسٹر میں ان کے لئے عطیات مقرر کئے ہوئے ہیں اور انہیں طنجہ کے میدان میں دوستی پیدا کرنے کے لئے جاگیریں دی ہوئی ہیں۔ (وللّٰہ الخلق والامر بیدہ ملك السموات والارض)

مصامدہ کے گروہوں میں سے مغرب اقصیٰ میں اہل جبال درن اور ان کے غلبہ اور آغاز وانجام کا بیان:......مغرب کی انتہا میں یہ پہاڑ دنیا کے عظیم ترین پہاڑوں میں سے ہیں کیونکہ ان کی جڑیں تحت الثریٰ یعنی زمین کے نیچے گہرائی تک پہنچی ہوئی ہیں اور شاخیں آسمانوں تک، اور ان کی لمبائی نے فضاء کو بھر دیا ہے اور ان کی قطاریں مغرب کے سبزہ زار پر تکونی دیوار کی طرح ہیں جو اسفی کے قریب سے بحر محیط کے ساحل سے شروع ہوتے ہیں اور مشرق میں دور تک چلے گئے ہیں کہتے ہیں کہ ان کی انتہا برنیق کے سامنے ہوتی ہے جو برقہ کے علاقہ میں ہے۔ اور یہ جگہ مراکش کے قریب ہے اور یہ ایک دوسرے کے آگے پیچھے صحرا کی طرح ''القل'' تک چلے جاتے ہیں اور اس میں ایک گھوڑ سوار تامستا اور سواحل مراکش

سے ایک جانب چلتے ہوئے بلاد سوس تک پہنچ جاتا تھا، اور قبلہ کی طرف سے درعہ کے آٹھ یا اس سے زائد مراحل پر واقع ہے، جس میں دریا بہتے ہیں اور زمین کا بڑا حصہ بالوں سے ڈھکی ہوئی معلوم ہوتی ہے، اور اس کے درمیان درختوں کے سائے ہیں اور یہاں پر بہت کھیتیاں ہیں اور دودھ والے جانور ہیں، اور حیوانات اور شکار کی چراگاہیں بہت وسیع ہیں، اور درختوں کے پیدا ہونے کی اچھی جگہیں ہیں اور ٹیکس بہت زیادہ جمع ہوتا ہے اور اسے مصامدہ کی قوموں نے آباد کیا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا اور انہوں نے وہاں پر قلعے محلات اور عمارات بنوائی ہیں اور دنیا کے دیگر علاقوں سے بے نیاز ہیں پس آفاق کے تاجر اور ارد گرد شہروں کے لوگ ان کے پاس آتے ہیں اور وہ آغاز اسلام سے لیکر بلکہ اس سے بھی پہلے سے ان پہاڑوں میں آنے والے ہیں اور انہوں نے ان میں سے کئی صوبوں کو وطن بنالیا ہے، جن میں متعدد قبائل اور گروہوں کی وجہ سے متعدد سلطنتیں اور عملداریاں پائی جاتی ہیں اور الگ الگ قوموں کی وجہ سے ان کے نام بھی الگ الگ ہیں اور انکے شہروں کی انتہا ثنیۃ المعدن ہوتی ہے جو بنی فازاز کے نام کے ساتھ معروف ہیں جہاں سے صناطہ کے اوطان شروع ہوتے ہیں اور ان مواطن میں مصامدہ کے بہت سے قبائل آباد ہیں جن میں ھرغہ، ھنتاتہ، تینمال، کدمیوۃ، کنفیسہ، وریکہ، رکراکتہ، مزمیرہ، دکالہ، دحاحہ، اصادن، بنوواز کیت اور ایلانہ شامل ہیں اور ایلانہ کو ھیلانہ بھی کہا گیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایلان ابن بر ہیں جو مصامدہ کے سسرال ہیں اور ان کے خلفاء اور نائب تھے، اور صادن کے گروہوں میں سے مسفادہ اور ماغوس ہیں اور انہی مسفاوۃ میں سے دغاغہ اور یوطانانان ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ غمارہ، رہون اور اموال کا تعلق بھی اصلون سے ہیں واللہ اعلم۔

اور یوں بھی کہا گیا ہے کہ ''حاحہ'' کے گروہوں میں سے زکن، ولخص الظواعن آج کل ارض سوس میں ذوی حسان کے حلیف ہیں جو معقلی عربوں میں سے ارض سوس پر قابض ہیں، اور بطون کنفیسہ میں سے قبیلہ سکسیوۃ بھی ہے جو ان تک پہنچا ہوا ہے جیسا کہ ہم بعد میں ذکر کریں گے، اور انہیں اپنے قلعے کی مضبوطی کی وجہ سے اپنے قبیلے پر اعزاز حاصل ہے اور اپنے برغواطی بھائیوں کے نحلہ مذہب کے مخالف تھے اور ان کے مشاہیر میں سے کسیر بن وسلاس بن شملال بھی ہے جو اصادہ سے تعلق رکھتا ہے اور یہ موطا امام مالک کے راوی یحییٰ بن یحییٰ کے دادا ہیں، اور یہ اندلس میں داخل ہوا اور فتح کے وقت طارق کے ساتھ دوسرے مشاہیرین کی طرح حاضر تھا، اور اندلس میں ٹھہر گیا۔ اور ان کی اولاد کا ذکر حکومت اموی کے ذکر میں آتا ہے، اور اسلام سے قبل ان میں کئی بادشاہ گزرے ہیں اور ان کی مغرب کے بادشاہوں لمتونہ کے ساتھ جنگیں ہوئی ہیں، یہاں تک کہ مہدی پر ان کا اتفاق ہو گیا اور یہ اس کی حکومت کو قائم کرنے لگے اور انہیں عظیم حکومت حاصل تھی جو انہیں عدد تین کے لمتونہ سے اور افریقہ میں صنہاجہ سے ملی اور یہ بات مشہور و معروف ہے، اور اب ہم اس کا ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

جبال درن میں مہدی کے ابتدائی حالات

موحدین کا بنی عبدالمؤمن کے ذریعے افریقہ میں حکومت قائم کرنا:...... جبال درن میں مصامدہ کو ہمیشہ سے عظیم شان و شوکت اور ان کی جماعت کو کثرت اور ان کو جنگی قوت حاصل ہے اور مصامدہ کو عقبہ بن نافع اور موسیٰ بن نصیر کے ساتھ جنگوں میں بھی بڑا رتبہ حاصل رہا یہاں تک وہ اسلام پر قائم ہو گئے، جیسا کہ یہ بات مشہور و معروف ہے، یہاں تک کہ لمتونہ کی حکومت ان پر سایہ فگن ہوئی اور اس حکومت میں ان کا رتبہ بلند ہو گیا اور اہل سلطنت اور حکومت میں انہیں بڑا مقام حاصل ہوا یہاں تک کہ جب انہوں نے مراکش شہر کی حد بندی کی تو انہوں نے ان کو اپنے درن کے مواطن کے پڑوس میں اتارا، تا کہ وہ دوسرے لوگوں سے ممتاز رہیں، اور آسانی سے اطاعت نہ کرنے والوں کو مطیع بنا کر رکھیں۔ اور اس حکومت کے آغاز اور علی بن یوسف کے عہد میں ان کے مشہور امام محمد بن تومرت کا ظہور ہوا جو موحدین کی حکومت کا حکمران اور مہدی کے نام سے مشہور تھا، جو اصل میں بطون مصامدہ کے ھرگہ قبیلے سے تعلق رکھتا تھا، اس کے باپ نے اس کا نام عبداللہ اور تومرت رکھا اور بچپن میں اس کا لقب امغار بھی تھا، اور وہ محمد بن عبداللہ بن وحلیہ بن یامصال بن حمزہ بن عیسیٰ تھا جیسا کہ ابن رشیق نے ذکر کیا ہے اور ابن القطان نے اس کی تحقیق کی ہے، اور بعض مؤرخین مغرب نے ذکر کیا کہ یہ محمد بن تومرت بن تیطاوین بن سافلا بن مسیغون بن ایکلدلیس بن خالد تھا۔

محمد بن تومرت کے حالات اور اس کی علم دوستی اور علماء کے ساتھ ملاقاتوں کا حال:...... اور بہت سے مؤرخین کا گمان ہے کہ اس کا

نسب اہل بیت سے تھا اور وہ محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ھود بن خلاد بن تمام بن عدنان بن سفیان بن صفوان بن جابر بن مطاین رباح بن محمد تھا جو سلیمان بن عبداللہ بن حسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب کی اولاد میں سے تھا جو ادریس اکبر کا بھائی اور اس کے بہت سے گھر والوں نے اس کے نسب کو مصامدہ اور اہل سوس میں بیان کیا ہے اور اس سلیمان کے متعلق ابن نخیل نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے اور وہ مغرب میں اپنے بھتیجے ادریس کے پاس چلا گیا اور تلمسان میں جا اترا اور اس کی اولاد مغرب میں پھیل گئی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ سوس کا ہر''طالبی''اس کی اولاد میں سے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ادریس کے ان قرابتداروں میں سے جو اسے مغرب میں آملے تھے، اور رباح جو اس نسب کا ستون ہے وہ ابن یسار ابن عباس بن محمد بن حسن ہے، دونوں صورتوں میں طالبی کی نسبت ھرغہ میں واقع ہوتی ہے جو مصامدہ کے قبائل میں سے ہے اور اس کی جڑیں ان میں پیوست ہیں اریہ ان کے دھڑے کے ساتھ شامل ہے ان کا قبیلہ خلط ملط ہو گیا اور انہی سے منسوب ہو گیا اور انہیں میں شمار ہونے لگا اور اس کے اہل بیت بڑے زاہد وعابد اور درویش تھے۔ اور یہ محمد علم حاصل کرتے اور اہل علم سے محبت رکھتے ہوئے جوان ہوا، اور اسے''آسافو''کہتے تھے جس کے معنیٰ روشنی کے ہیں اس لئے کہ وہ مساجد میں رہنے کی وجہ سے بکثرت قندیلیں جلایا کرتا تھا، اور اس نے پانچویں صدی کے شروع میں علم کی جستجو میں مشرق کا سفر کیا اور اندلس سے ہوتے ہوئے قرطبہ میں داخل ہوا جو اس وقت علم کا مرکز تھا، پھر وہ اسکندریہ چلا گیا اور پھر حج کرنے کے بعد عراق میں داخل ہو گیا اور تمام علما اور بڑے بڑے دانشوروں سے ملاقات کی اور اس سے لوگوں نے علم کا استفادہ کیا، اور وہ تو بیان کرتا تھا کہ اس کی قوم کو اس کے ہاتھ پر حکومت ملے گی کیونکہ ان دنوں کاہن اور نجومی مغرب میں ایک حکومت کی پیشین گوئی کر رہے تھے اور لوگوں کے گمان کے مطابق محمد کی ملاقات ابوحامد الغزالیؒ سے ہوئی اور ان سے اظہار خیال کیا تو انہوں نے اس کو اسلام کے خلاف فساد کرنے والی حکومت کے خلاف اکسایا۔ اور امت کو جمع کرنے والے اور ملت کو قائم کرنے والے سلطان کے ارکان کو پراگندہ کرنے پر برانگیختہ کیا۔

اور یہ واقعہ اس وقت کے بعد کا جب اس سے اس کے چچا نے ان قبائل اور جماعتوں کے متعلق سوال کیا جو شان وشوکت رکھتی ہیں، اور اس نے ان قبائل میں اپنی مراد کے پانے اور دعوت کے غالب آنے میں امر الٰہی کی تکمیل کرتے ہوئے پرورش پائی اور یہ امام اسی خواہش کو لئے ہوئے مغرب کی طرف ٹھاٹیں مارتا ہوا سمندر اور دین کا روشن شعلہ بن کر واپس آیا اور مشرق میں اہل سنت کے اشعری علماء سے بھی ملاقات کی اور ان سے علم حاصل کیا اور عقائد سلفیہ کے تعاون اور اہل بدعت کے سینوں سے عقلی دلائل کے ذریعے دفاع کرنے میں ان کے طریقے کو اچھا قرار دیا، اور متشابہ آیات واحادیث میں ان کی رائے کو اختیار کیا حالانکہ اہل مغرب تاویل کرنے میں ان کی اطاعت کرنے سے علیحدگی اختیار کئے ہوئے تھے، اور سلف کی اقتداء میں تاویل کے ترک کرنے پر اور متشابہات کے اقرار کرنے میں ان کی رائے کو اختیار کئے ہوئے تھے، اس نے اہل مغرب کو تاویل کے بارے میں سمجھایا۔

محمد بن تومرت کے بعض عقائد اور تدریس میں مشغولیت:...... اور ان کو تاویل کا قول اختیار کرنے پر ابھارا اور تمام عقائد میں مذہب اشعریہ اختیار کرنے پر برانگیختہ کیا اور ان کی امامت اور ان کی تقلید کے واجب ہونے کا اعلان کیا اور ان کی رائے کے مطابق عقائد میں المرشدہ اور التوحید جیسی کتابیں تالیف کیں، اور امامیہ شیعہ کی طرح امام کی عصمت کا بھی قائل تھا اور اس نے اس سلسلے میں اپنی کتاب''الامامیۃ''تالیف کی جس کا آغاز اس نے اپنے قول''اعز مایطلب''سے کیا اور یہ ابتدائیہ ہی اس کی کتاب کا لقب بن گیا اور وہ بلاد مغرب کے پہلے شہر طرابلس میں اپنے اس مذہب کا اہتمام کرتے ہوئے آیا، علماء مغرب نے اس سے جو انحراف کیا تھا اس پر نکیر کی اور اپنی طاقت کے مطابق امر ونہی کرنے اور تدریس علم میں مشغول ہو گیا یہاں تک کہ ان اعمال کی وجہ سے جن کو اس نے صالح سمجھا تھا اس کو تکالیف برداشت کرنا پڑیں اور جب وہ بجایہ میں داخل ہوا تو ان دنوں وہاں پر امراء صنہاجہ میں سے عزیز بن منصور بن ناصر بن علناس بن حماد قیام پذیر تھا، پس اس نے اسے اور اس کے اتباع کو سختی سے روکا اور ایک دن راستوں میں ہونے والے بعض منکرات کو ختم کرنے کے درپے ہو گیا جس کی وجہ سے وہاں پر ایک خوفناک حالت پیدا ہو گئی، جسے بادشاہ اور خواص نے ناپسند کی اور انہوں نے اس کے متعلق مشورہ کیا تو یہ وہاں سے خوفزدہ ہو کر نکل کھڑا ہوا اور ملالۃ چلا گیا جہاں ان دنوں قبائل صنہاجہ میں سے بنو وریکل موجود تھے جنہیں عزت اور قوت حاصل تھی پس انہوں نے اسے پناہ دی اور بجایہ کے سلطان نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کو اس کے سپرد کر دیں مگر انہوں نے انکار کر دیا اور اس کے ساتھ درشتی سے پیش آئے، اور یہ بنو دریاکل کے پاس ٹھہر کر مدتوں ان کو پڑھاتا رہا اور جب یہ فارغ ہوتا تو دیار ملالۃ کے قریب

راستے کے درمیان میں ایک چٹان پر بیٹھ جاتا اور وہ چٹان اس زمانے میں مشہور تھی، اور وہیں پر اس کا سب سے بڑا ساتھی عبدالمؤمن بن علی اپنے چچا کے ساتھ حج کو جاتے ہوئے اسے ملا اور اس نے اپنے ساتھی کو اپنے علم کی وجہ سے تعجب میں ڈال دیا اور اُس نے اپنے عزم کو بدل دیا اور اس کے ساتھ اپنے آپ کو مختص کر لیا اور اس سے علم حاصل کرنے کے لئے تیار ہو گیا اور مہدی جب مغرب کی طرف گیا تو یہ اس کے ساتھ تھا، اور مہدی وانشریس چلا گیا، اور اس کے ساتھیوں میں سے بشیر نے اس کی مصاحبت کو اختیار کیا پھر وہ تلمسان چلا گیا اور لوگوں نے اس کے حالات سنے پس قاضی نے اسے بلایا اور اسے اس کے مذہب کے بارے میں ڈانٹا اور علاقہ والوں کی مخالفت کرنے کی وجہ سے اسے سرزنش کی اور اس نے خیال کیا کہ اس بات سے ہٹ جانا ہی انصاف کی بات ہے لیکن اس نے یہ بات قبول نہیں کی، اور اپنے طریق پر قائم رہتے ہوئے فاس اور پھر مکناسہ کی طرف چلا گیا اور وہاں پر لوگوں کو بعض برائیوں سے منع کیا پس شریر لوگوں نے اس پر حملہ کر دیا اسے مار پیٹ کر غمگین کر دیا اس کے بعد یہ مراکش روانہ ہو گیا اور وہاں پر اقامت اختیار کر کے اپنا کام کرنے لگا۔

محمد بن تومرت مہدی کی علی بن یوسف اور اس کی بہن کے ساتھ ملاقات:......ایک دن مراکش میں علی بن یوسف کے ساتھ نماز جمعہ کے موقع پر جامع مسجد میں ملا، اور اسے نصیحت کرتے ہوئے سخت سست کہا اور اس کے بعد ایک دن علی بن یوسف کی بہن (الصورة) کے ساتھ ملا جو اپنی قوم ملثمین کے طریقے کے مطابق ننگے سر عورتوں کے لباس میں تھی تو اس نے اسے ڈانٹا اور وہ اس کے ڈانٹنے کی وجہ سے روتی ہوئی اپنے بھائی کے پاس آئی، شہر کے فقہاء کو جب اس کی شہرت کی خبر ملی تو وہ اس کے متعلق باہم بات چیت کرنے لگے اور وہ اس کے متعلق غصے اور حسد سے بھرے ہوئے تھے، کیونکہ وہ متشابہ کی تاویل میں مذہب اشعری کو اختیار کئے ہوئے تھا، اور سلف کے مذہب پر ان کے جمود اختیار کرنے کی وجہ سے ان پر نکیر کرتا تھا، اور اس کے خیال کے مطابق جمہور نے اسے تجسیم کے عقیدے کی تلقین کی تھی، اور وہ اشعریہ کے ایک قول کے مطابق ان کی تکفیر کرتا تھا اس لئے کہ مآل کار تکفیر میں اشعریہ کا ایک قول تھا، پس انہوں نے امیر کو اس کے خلاف اکسایا تو امیر نے اسے ان حضرات کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے بلایا اور یہ ان پر غالب آ گیا، اور وہ مجلس سے باہر آ گیا اور ان کو لڑتا چھوڑ گیا پس وہ اس دن اغمار چلا گیا، اور اپنی عادت کے مطابق بری باتوں سے روکنے لگا، وہاں کے لوگوں نے علی بن یوسف کو اس کے خلاف بھڑکایا اور اس کے حالات سے برا شگون لیا، پس وہ اور اس کے شاگرد وہاں سے نکل گئے، اس نے اپنے ساتھیوں میں اسماعیہ بن ایکیک کو بلایا اور وہ اس کی قوم میں سے بہادر شخص تھا، اور اس کو لیکر جبال مصامدہ میں سے منجاۃ کی طرف نکل گیا، اور سب سے پہلے مسفیوہ گئے اور پھر ھنتاتہ پہنچ گئے، اور ان کے اشیاخ میں سے عمر بن یحییٰ بن محمد بن وانودین بن علی کع سے ملے جو شیخ ابوحفص کہلاتا تھا، اور بنی ھنتاتہ میں اس کا گھر ''بنو فاصکاف'' کے نام کے ساتھ مشہور تھا، اور ان کے بارے میں نسب بیان کرنے والوں کا کہنا یہ ہے کہ فاصکاف وانودین کا دادا تھا، اور ھنتاتہ کو ان کی زبان میں ''ینتی'' کہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ عمر ینتی کے نام سے معروف تھا، اور اس کے نسب کی تحقیق ان کی سلطنت کے بیان میں آئے گی، پھر مہدی ان کو چھوڑ کر ایکیلین چلا گیا جو بلاد ھرغہ میں ہے، اور وہ اپنی قوم کے ہاں مہمان بن کر ٹھہرا، یہ ۵۱۵ھ کا واقعہ ہے اور اس نے عبادت کے لئے ''رابطہ'' بنایا اور اس کے اس طلباء اور قبائل اکٹھے ہو کر آئے یہ ان کو بربری زبان میں المرشدہ اور توحید کی تعلیم دیتا تھا، اور اس کی بڑی شہرت ہو گئی، اور علمی گروہ نے اس کو امیر علی بن یوسف کی مجلس میں پایا اور وہ مالک بن وہیب تھا جس نے اسے اکسایا تھا اور نجومی تھا جو ستاروں سے اندازہ لگاتا تھا اور کاہن لوگ یہ باتیں کرتے تھے کہ مغرب میں بربروں کی ایک قوم کی بادشاہی آنے والی ہے، جس میں دو علوی ستاروں اور ایک ستارے کے قران سے مچھلی کی شکل میں تبدیل ہو جائے گی اور یہ ان کے احکام کا تقاضا ہو گا اور امیر اس بات کی توقع رکھتا تھا پس اس نے کہا کہ اس آدمی سے کہو تم کو بچائے کیونکہ وہ سوتی کے ردی مسجع کلام میں صاحب قرآن اور مربع درہم والا ہے جسے لوگ ایک دوسرے سے نقل کرتے ہیں اس کی اصل عبارت یہ ہے'' اور اس نے اپنے پاؤں میں بیڑی ڈالی ہے تاکہ تجھے ڈھول نہ سنائی دے'' اور میں اسے مربع درہم والا خیال کرتا ہوں۔

مہدی کی امیر علی بن یوسف کے دربار میں طلبی اور منکرین سے جنگ وجدل:......علی بن یوسف نے اس کو طلب کیا لیکن وہ موجود نہ تھا، تو اس نے سواروں کو مہدی کی تلاش میں بھیجا، مگر وہ ان کے ہاتھ میں نہ آیا اور سوس کے عامل ابومحمد لمتونی نے اس کے جلد قتل کرنے کے لئے بعض ھرغہ کے آدمی بھیجے، اور ان کے بھائیوں نے ان کو ڈرایا، اور انہوں نے امام کو قلعہ میں منتقل کر دیا، اور جس نے اس کے معاملے میں مداخلت کی اسے قتل

کردیا، اوراس نے مصامدہ کو بیعت علی التوحید اور تجسیمین کے ساتھ قتال کی دعوت دی، هنتانہ میں ابوحفص عمر بن یحییٰ اور ابو یحییٰ بن تکیت اور یوسف بن وانودین اور ابن یغمور تھے اور تینملل میں سے ابوحفص عمر بن علی اصناک اور محمد بن سلیمان اور عمر بن تافراکین اور عبداللہ بن منویات تھے، جب قبیلہ هرغہ سارے کے سارا اس کی سلطنت میں داخل ہوگیا پھران کے ساتھ گدمیوہ اور گنفیسہ بھی داخل ہو گئے اور جب بیعت مکمل ہوئی تو لوگوں نے اس کو مہدی کا لقب دیا۔ اوراس سے پہلے اس کا لقب امام تھا، اوروہ اپنے ساتھی طلباء اوراہل دعوت کو موحدین کہتا تھا اور جب اس کے پچاس سال پورے ہوگئے تو ان کا نام ''آیت الخمسین'' رکھا، سوس کے عامل ابوبکر بن محمد اللمتونی نے هرغہ میں ان کے مکان پر چڑھائی کردی تو انہوں نے اپنے هنتانہ اور تینملل کے بھائیوں سے مدد چاہی تو وہ ان کے پاس اکٹھے ہو گئے اور لمتونی فوج پر حملہ کردیا۔ اور یہ فتح کا مقدمہ تھا، اور امام نے ان سے اس بات کا وعدہ کیا تھا پس انہوں نے اس بارے میں غور وفکر شروع کیا اور سب کے سب اس کی دعوت میں شامل ہوگئے اور لمتونی فوجیں یکے بعد دیگرے ان کے مقابلے میں کئی بار آئیں مگر انہوں نے ان کو منتشر کردیا اور وہ اپنی بیعت کے تین سالوں میں جبل تینملل میں منتقل ہوگیا اور اسے اپنا وطن بنالیا اور اس نے ان کے درمیان اور وادی نفیس کے قریب اپنا گھر اور مسجد بھی بنائی اور مصامدہ میں سے جس شخص نے اس کی بیعت کرنے میں تخلف کیا اس نے اس سے جنگ کی یہاں تک کہ وہ فرمانبردار بن گئے پس اس نے سب سے پہلے ''هزرجہ'' کے ساتھ قتال کیا اور کئی بار ان پر حملہ آور ہوا اور انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کرلی پھر اس نے هسکورہ کے ساتھ جنگ کی اور ان کے ساتھ ابودونہ اللمتونی بھی تھا پس یہ ان پر غالب آگیا اور پھر واپس لوٹ کر آیا اور بنوواز کیت نے اس کا پیچھا کیا تو موحدین نے ان پر حملہ کرکے انہیں قتل کیا اور قیدی بھی بنایا، پھر اس نے بلد عمدامة سے جنگ کی اور اس نے اسے فتح کرلیا اور اس نے اپنے ساتھیوں میں سے شیخ ابومحمد عطیہ کو چھوڑا، انہوں نے اہل بلد عمدامہ کے ساتھ دھوکہ کیا اور انہوں نے اس کو قتل کردیا پھر اس نے ان سے قتل وقتال کیا اور ان کو تہہ وبالا کیا اور تینملل کی طرف واپس آگیا، اور وہاں پر رہائش اختیار کرلی، یہاں تک کہ بشیر کا معاملہ پیش آیا جس نے موحد کو منافق سے جدا کردیا۔ اور وہ لمتونہ کو ''حشم'' کہتے تھے، پس اس نے ان سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا اور مصامدہ کے تمام اہل دعوت کو اکٹھا کرلیا اور ان پر چڑھائی کردی اور انہوں نے ''کیک'' کے مقام پر اس سے جنگ کی اور موحدین نے اسے شکست دی اور اغمات تک ان کا تعاقب کیا، وہاں پر بکر بن علی بن یوسف اور ابراہیم بن قائماست کے ساتھ ہوکر لمتونہ کی فوجوں نے جنگ کی اور موحدین نے ان کو شکست دی اور ابراہیم کو قتل کیا اور ان کا مراکش تک تعاقب کیا اور بحیرہ پر چالیس ہزار فوج نے پڑاؤ ڈالا جس میں ۴۰۰ شاہ شوار تھے اور باقی پیدل فوج تھی، اور علی بن یوسف نے فوج کو اکٹھا کیا۔ اور باب ایلان سے ان کے پڑاؤ کے چالیس روز بعد ان سے لڑنے کے لئے نکلا اور ان کو شکست دی، ان میں خوب خون ریزی کی اور قیدی بنائے اور بشیر کے اپنے ساتھیوں میں سے کچھ گم ہوگئے اور هیلانہ میں خوب قتل عام ہوا۔

مہدی کا انتقال:......اوراس روز عبدالمؤمن کی خوب آزمائش ہوئی اور اس کے چار ماہ بعد مہدی کا انتقال ہوا اور وہ تاویل سے عدول کرنے اور عقیدہ مجسمہ کی طرف مائل ہونے کی وجہ سے لمتونہ پر تعریض کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو موحدین کہتا تھا، اور وہ بڑا پاکباز تھا، اور عورتوں کے پاس نہ آتا تھا، اور پیوند لگی قمیض پہنتا تھا، اور اسے زہد وعبادت میں ایک مقام حاصل تھا اور اس نے امامیہ شیعہ سے اتفاق کرتے ہوئے امام کو معصوم قرار دینے کے سوا اور کوئی بدعت اختیار نہیں کی۔

عبدالمؤمن کی حکومت

مہدی کے خلیفہ عبدالمؤمن اوراس کے چاروں خلفاء کے احوال اوران کا انجام:......جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں کہ جب ۵۲۲ھ میں مہدی فوت ہوگیا تو اس نے اپنے بعد اپنے سب سے بڑے ساتھی عبدالمؤمن بن علی الکومی کے متعلق وصیت کی کہ وہ اس کی حکومت کو سنبھالے، اور ہم اس سے پہلے عبدالمؤمن کی قوم کے تذکرہ کے وقت اس کا نسب وغیرہ ذکر کرچکے ہیں، اس نے تینملل میں اس کے گھر کے پاس اسی کی مسجد میں مہدی کو دفن کردیا، مہدی کے ساتھیوں کو پھوٹ پڑنے کا خوف تھا اور اس بات کا بھی ڈر تھا کہ مصامدہ عبدالمؤمن کی حکومت پر ناراض ہوں گے اس لئے کہ عبدالمؤمن مصامدہ میں سے نہیں تھا اس وجہ سے انہوں نے حکومت کے معاملہ کو مؤخر کردیا یہاں تک کہ لوگوں کے دلوں کے میں دعوت کی بشاشت

رچ بس جائے اورانہوں نے مہدی کی موت کو پوشیدہ رکھا اور تین سال تک اس کی بیماری کے متعلق خلاف واقعہ جھوٹے واقعے بیان کرتے رہے، اور نماز میں اس کے طریقے کو قائم رکھا، اور روزانہ کے ورد میں بھی اس کے طریقے پر قائم رہے، اور اس کے ساتھی ایک گھر میں چلے جاتے جیسا کہ اس کو عبادت کے لئے مختص کیا ہوا ہے۔ پھر اس کی قبر کے اردگرد بیٹھ جاتے اور اس کی بہن زینب کے سامنے اپنے حالات کے متعلق گفتگو کرتے رہتے اور پھر جس کام کا پختہ ارادہ کرتے اس کو پورا کرنے کے لئے باہر آجاتے، اور عبدالمؤمن ان کو تلقین کرتا رہتا حتی کہ جب ان کی حکومت مستحکم ہوگئی اور سب کے دلوں میں دعوت جاگزیں ہوگئی تو انہوں نے اپنے حالات سے پردہ اٹھایا اور عشرہ میں سے جو آدمی باقی رہ گئے تھے انہوں نے عبدالمؤمن کے حکمران جتانے میں مدد کی اور اس میں سب سے زیادہ اہم کردار شیخ ابوحفص نے ادا کیا اور ھنتاتہ اور باقیماندہ مصامدہ نے اس پر غلبہ حاصل کرنے کا ارادہ کیا تو ان لوگوں نے مہدی کی موت کے متعلق اطلاع دیدی اور اپنے ساتھی یعنی عبدالمؤمن کے بارے میں مہدی کی وصیت اور دوسرے ساتھیوں کا عبدالمؤمن کے لئے اطاعت گزار ہونے کے بارے میں بھی بتادیا۔

اور یحییٰ بن یغمور نے امام سے روایت کی ہے کہ وہ اپنی نمازوں کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے ''اللھم بارک لی فی الصاحب الافضل'' سارے لوگ راضی ہوگئے اور ۲۴ھ میں تینملل کے شہر میں اس کی بیعت پر اور اطاعت پر جمع ہوگئے اس طرح عبدالمؤمن موحدینؒ کا سربراہ بن گیا۔ اور اس نے دور دور تک جنگیں کیں اور اس نے تادلا پر حملہ کیا اور وہاں پر کچھ آدمیوں کو قتل کیا پھر اس نے درعہ سے جنگ کی اور ۲۷ھ میں ان پر غالب آ گیا اور پھر تاشعبوت کے خلاف لڑائی لڑی اور اس کو فتح کرلیا، اور اس کے والی ابوبکر بن مزروال اور اس کے ساتھ غمارہ کے لوگوں بنی ونام اور بنی مزردع کو قتل کیا، پھر لوگ فوج در فوج ان کی دعوت کی طرف آنے لگے اور مغرب کے دیگر علاقوں میں بربریوں نے ملتونہ کے خلاف بغاوت کردی تو علی بن یوسف نے اپنے بیٹے تاشفین کو ۶۳ھ میں ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا پس وہ ارض سوس کی جانب ان کے پاس آیا اور اس نے کزولۃ کے قبائل کو اکٹھا کیا اور انہیں اس کے ہراول دستے میں رکھا۔

موحدین نے ان کی پہلی جماعت سے جنگ کی اور اسے شکست دی اور تاشفین بغیر جنگ کئے واپس آ گیا اس کے بعد کزولہ موحدین کی حکومت شامل ہوگئے۔

عبدالمؤمن کی بلاد مغرب سے جنگ اور تاشفین کا انتقال:...... عبدالمؤمن نے بلاد مغرب سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا اور اس نے ۳۴ھ سے لیکر ۴۱ھ تک طویل جنگ لڑی اور اس تینملل سے اس بارے میں گفتگو نہ کی یہاں تک کہ جب مغربیوں نے فتح اور غلبہ حاصل کرلیا تو پھر تینملل سے اس کی طرف نکل کر گیا اور تاشفین اپنی فوج کے ساتھ اس کے مقابلے میں نکلا اور لوگ اس سے بھاگ کر عبدالمؤمن کی طرف چلے جاتے اور وہ پہاڑوں میں جہاں کھانے کے لئے کثیر تعداد میں پھل اور گرمی حاصل کرنے کے لئے لکڑیاں ہوتی تھی چلتا چلتا جبل غمارہ تک جا پہنچا اور مغرب میں جنگ اور مہنگائی کی آگ بھڑک اٹھی اور تاوان دینے سے رعایا رک گئی۔ اور طاغیہ نے عدوہ میں مسلمانوں کو زخمی کیا اور اس دوران عدوتین کا بادشاہ علی بن یوسف امیر ملتونہ ۵۳۷ھ میں انتقال کر گیا اور اس کے بیٹے تاشفین نے حکومت کی باگ ڈور سنبھال لی اور وہ اپنی انہی جنگوں میں مصروف تھا کہ اس کا محاصرہ اور احاطہ کرلیا گیا اور اس کے باپ کے بعد بنی لمتونہ اور مسوقہ کے درمیان فتنہ پیدا ہوگیا اور امراء مسوقہ جیسا کہ براز بن محمد، یحییٰ بن تاکفت، یحییٰ بن اسحاق المعروف باتکمار جو تلمسان کے والی تھے وہ دہشت زدہ ہوگئے، اور عبدالمؤمن سے جا ملے اور ملتونہ کے معاہدہ کو توڑ دیا، اور باقیماندہ مسوقہ کے معاہدہ کو بھی ختم کردیا، اور عبدالمؤمن اپنی حالت پر برقرار رہا، اس نے سبتہ سے جنگ کی مگر اسے سر نہ کرسکا اور اس کے دفاع میں قاضی عیاض نے بڑا کردار ادا کیا جو معروف و مشہور آدمی ہے، اور ان دنوں قاضی عیاض اپنے دین آباؤاجداد اور منصب کے اعتبار سے ان کا رئیس تھا، یہی وجہ ہے کہ آخری ایام میں حکومت اس سے ناراض ہوگئی اور وہ سبتہ سے جلاوطن ہوکر تادلہ میں فوت ہوگیا جہاں وہ دیہات میں قضا کا کام کرتا تھا، اور عبدالمؤمن اپنی جنگوں میں دیر تک مصروف رہا، اور جبال غیاثہ اور بطویہ تک پہنچ کر ان کو فتح کرلیا پھر ملویہ آ کر اس کے قلعوں کو فتح کرلیا، پھر اس نے بلاد زناتہ کی طرف پیش قدمی کی اور قبائل مدبونہ اس کی اطاعت کرنے لگے، یوسف بن دانودین اور ابن یرمور کی نگرانی کے لئے اس نے موحدین کا ایک لشکر بھیجا۔ تلمسان کا عامل محمد بن یحییٰ بن فانو التونی اور زناتی فوجوں کے ساتھ نکلا اور ان کو موحدین نے شکست دی اور ابن فانو کو قتل کردیا اور زناتہ کی فوج منتشر ہوگئی اور وہ اپنے شہروں کی طرف لوٹ گئے، ابن تاشفین نے تلمسان پر ابوبکر بن مزدلی کو والی بنا کر ریف میں عبدالمؤمن کے مکان پر بنی

و ماونوا کے امراء ابوبکر بن مافوخ اور یوسف بن یدر کو بھیجا اور ان کے ساتھ موحدین کے لشکر میں ابن یغمور اور ابن وانودین کو بھیجا انہوں نے بلاد عبد الواد اور بنو بلومی میں خوب خون ریزی کی اور انہیں قیدی بنایا۔ لمتونی فوجوں نے ان کی مدد کی اور رومی سالار زبر تیر بھی ان کے ساتھ تھا پس یہ لوگ منداس میں اترے اور سفر یلومی اور بنو عبد الواد میں زناتہ ان کے خلاف اکٹھے ہوگئے، اور ان کا سردار حمامہ بن مطہر تھا نیز بنو نیکاسن اور بنی ورسفیان اور بنو توجین بھی اکٹھے ہوگئے اور انہوں نے بنو و ماونوا پر حملہ کر کے ان کے قبضے سے غنائم کو چھڑوا لیا، اور ابوبکر بن ماخوخ اپنی قوم کے چھ سو آدمیوں کے ساتھ قتل ہوگیا، اور موحدین اور ابن وانودین جبال سیرات میں قلعہ بند ہوگئے، اور تاشفین بن ماخوخ ملتونہ اور زناتہ کے روبرو عبد المؤمن کے ساتھ جا ملا اور اس کے ساتھ تلمسان کی طرف گیا پھر سیرات کی طرف چلا گیا اور لمتونہ اور زناتہ کے محلوں کا قصد کیا اور ان پر حملہ کر دیا۔ اور پھر تلمسان کی طرف واپس آیا اور جبل بی ورنید کی دو چٹانوں کے درمیان پڑاؤ ڈالا، اور تاشفین اصطفصف کے مقام پر ٹھہرا اور حاکم بجایہ یحییٰ بن عبد العزیز کی طرف سے جرنیل طاہر بن کباب کی نگرانی میں صنہاجہ کی مدد کو پہنچ گیا اور انہوں نے صنہاجہ کی مصیبت کی وجہ سے تاشفین اور اس کی قوم کی مدد کی اور اس کے پہنچنے کے دن موحدین کی اقامت گاہ پر حملہ کر دیا۔ اور وہ لوگوں کو لمتونہ پر فوراً حملہ کرنے کے متعلق بتایا اور ان کا امیر ابن موحدین سے جنگ کا عادی بنا رہا تھا اور اس نے کہا۔

''میں صرف تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں تا کہ تم کو تمہارے قاسم عبد المؤمن سے بچاؤں اور میں اپنی قوم کی طرف واپس چلا جاؤں گا'' اس کی اس بات کی وجہ سے تاشفین کو غصہ آ گیا اور اسے جنگ کی اجازت دیدی، اور اس نے قوم پر حملہ کر دیا اور انہوں نے بھی سوار ہو کر اس سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا، اور یہ اس اور اس کی فوج کا آخری دور تھا اور تاشفین نے اس سے پہلے اپنے ایک جرنیل کو ایک بڑی فوج کے ساتھ روم کے ساتھ لڑائی کے لئے بھیجا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، اس نے بنوسفوس اور زناتہ پر حملہ کر دیا جو میدانوں میں تھے اور وہ غنائم لے کر واپس آ رہا تھا کہ عبد المؤمن کی فوج کے موحدین نے ان کا راستہ روکا اور ان کو قتل کر دیا اور زبر تیر بھی قتل ہوا اور سولی پر لٹکایا گیا اور پھر اس نے بلاد بنی و مانوا کی طرف ایک دوسرا لشکر بھیجا، جس نے تاشفین بن ماخوخ اور اس کے ساتھ موحدین نے جنگ کی اور واپسی پر بجایہ کی فوج کی راہ میں حائل ہوگئے اور اس سے بہت کچھ حاصل کیا اور تاشفین کو یہ جنگیں پے در پے آئیں، اس نے وھران کی طرف کوچ کا ارادہ کر لیا اور اپنے ولی عہد بیٹے ابراہیم کو لمتونہ کی ایک جماعت میں مراکش کی طرف بھیجا اور اس کے ساتھ کاتب احمد بن عطیہ کو بھی بھیجا اور خود ۳۹ھ میں وہران کی طرف چلا گیا اور وہاں ایک ماہ تک اپنے بحری بیڑے کے سالار محمد بن میمون کا انتظار کرتا رہا یہاں تک مریہ سے دس بحری بیڑوں کے ساتھ پہنچ گیا اور اس نے ان کو تاشفین کے پڑاؤ کے قریب بھیج دیا۔ اور عبد المؤمن بھی تلمسان سے چل نکلا اور اس نے اپنی ہراول فوج میں شیخ ابوحفص عمر بن یحییٰ اور زناتہ میں سے بنی و مانوا کو بھیجا، پس وہ بلاد بنی یلومی اور بنی عبد المؤمن اور بنو ورسفین اور بنو توجین کی طرف چلے گئے اور ان کے اندر خوب خونریزی کی یہاں تک کہ وہ ان کی دعوت میں شامل ہوگئے اور عبد المؤمن کے پاس ان کے رؤساء کا ایک وفد آیا جس میں سید الناس ابن امیر الناس شیخ بنی یلومی بھی تھا، پس وہ اہین سے اچھی طرح ملا اور انہیں وہران کی طرف موحدین کی فوج میں لے گیا، پس انہوں نے لمتونہ کو ان کے پڑاؤ میں فتح کر لیا اور انہیں منتشر کر دیا اور تاشفین نے ایک ٹیلے پر پناہ لی تو انہوں نے اس کا گھیراؤ کر لیا اور اس کے اردگرد آگ جلا دی یہاں تک کہ ان کو رات نے آ گھیرا اور تاشفین قلعے سے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اور پہاڑ کے کنارے پر گر پڑا۔ اور ۲۷ رمضان ۳۹ھ کو انتقال کر گیا اور اس نے تاشفین کے سر کو تینملل کی طرف بھیج دیا اور فوج کا دستہ وہران کی طرف چلا گیا اور وہ اہل دہران کے ساتھ محصور ہوگئے یہاں تک کہ پیاس نے ان کو مصیبت میں ڈال دیا۔

عبد المؤمن کی حکومت کو تسلیم کرنا اور عبد المؤمن کا تکرادت پر حملہ:...... ان سب نے اس سال عید الفطر کے دن عبد المؤمن کی حکومت کو تسلیم کر لیا اور لمتونہ کی شکست کے ساتھ تاشفین کے قتل کی خبر تلمسان پہنچی اور ان میں ابوبکر بن یحییٰ، سیر بن الحاج اور علی بن فیلو بھی دیگر سرداروں کے ساتھ شامل تھے، جو لمتونی وہاں موجود تھے وہ ان کے ساتھ بھاگ گئے اور عبد المؤمن نے تاکرادت میں جس شخص کو بھی پایا اس کو قتل کر دیا حالانکہ انہوں نے اپنے ساتھ سرداروں کو بھیجا تھا،

پس یصلیتن جو بنی عبد الواد کے سرداروں میں سے تھا، ان سے جنگ کی اور ان سب کو قتل کر دیا، اور جب عبد المؤمن تلمسان پہنچا تو اس نے اہل تاکرادت کو لوٹا اس لئے کہ ان کی اکثریت نوکروں پر مشتمل تھی اور اہل تلمسان کو معاف کر دیا، اور اس نے سلیمان بن محمد بن وانودین کو تلمسان کا حاکم بنا کر فتح کے ساتویں سال وہاں سے روانہ ہوگیا، اور بعض نے کہا کہ یوسف بن وانعودین کو حاکم بنایا۔

اور بعض مؤرخین نے کہا ہے کہ عبدالمؤمن نے مسلسل تلمسان کا محاصرہ کئے رکھا اور امداد اسے پہنچتی رہی اور وہیں پر اسے سجلماسہ کی بیعت کی اطلاع ملی پھر اس نے مغرب کی طرف کوچ کا عزم اور ارادہ کیا اور ابراہیم بن جامع کو تلمسان کے محاصرہ پر چھوڑا۔ اور اس نے ۵۴۱ھ میں فاس کا قصد کیا جہاں پر تاشفین کے تلمسانی دستے کا یحییٰ الصحراوی قلعہ بند تھا، عبدالمؤمن نے ان سے جنگ کی اور مکناسہ کے محاصرہ کے لئے فوج بھیجی پھر خود اس کے پیچھے چلا گیا اور موحدین کی ایک فوج کو فاس میں چھوڑ گیا جس کے سردار ابوحفص اور ابوابراہیم تھے جو مہدی کے ان ساتھیوں میں شامل تھے جو عشرہ سے تعلق رکھتے تھے پس انہوں نے سات ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر ابن العبیانی نے انہیں شہر کی بلند جگہوں سے داخل کر دیا، اور رات کو موحدین کو داخل کر دیا اور صحراوی طنجہ کی طرف بھاگ گیا اور وہاں ابن غانیہ کے پاس اندلس چلا گیا۔

عبدالمؤمن کو فاس کے متعلق اطلاع ملی جبکہ وہ مکناسہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا تو عبدالمؤمن واپس فاس آ گیا اور ابراہیم بن جامع کو اس کا حاکم مقرر کیا اور یحییٰ بن یغمور کو مکناسہ کے محاصرہ کا متولی بنایا اور مراکش کی طرف چلا گیا اور جب ابراہیم بن جامع نے تلمسان کو فتح کر لیا تھا تو عبدالمؤمن کی طرف کوچ کر گیا اور عبدالمؤمن اس وقت فاس کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔

راستے میں اسے امیر بنی مرین مخضب بن عسکر ملا اور انہوں نے اس امیر سے اور اس کے ساتھیوں سے تکالیف اٹھائی تھیں، تو عبدالمؤمن نے عامل تلمسان یوسف بن وانودین کو لکھ بھیجا کہ وہ فوج تیار کر کے ان کی طرف بھیجے پس اس نے بنی عبدالواد کے شیخ عبدالحق بن منغفاد کے ساتھیوں کو بھیجا، جنہوں نے بنی مرین پر حملہ کر دیا، اور مخضب نے ان کے امیر کو قتل کر دیا۔

عبدالمؤمن کی مراکش روانگی:......اور جب عبدالمؤمن نے فاس مراکش کی طرف کوچ کیا تو اسے راستے میں اہل سبتہ کی بیعت کی خبر پہنچی تو اس نے ھنتاتہ کے مشائخ میں سے یوسف بن مخلوف کو ان کا حاکم مقرر کر دیا اور خود ''سلا'' کے پاس سے گزرا اور تھوڑی سی جنگ کے بعد اسے فتح کر لیا اور وہاں ابن عشرہ کے گھر میں اترا، پھر مراکش کی طرف چلا گیا، اور شیخ ابوحفص کو برغواطہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا پس شیخ ابوحفص نے ان میں خوب خون ریزی کی اور واپس آ گیا اور عبدالمؤمن کے ساتھ اس کے راستے میں ملا اور سب کے سب مراکش پہنچ گئے اور ''لمطہ'' کی فوج بھی ان کے ساتھ شامل ہوگئی تھی، موحدین نے ان پر حملہ کر دیا اور ان میں خوب قتل عام کیا اور ان کے اموال اور عورتوں کو لوٹ کر لے گئے اور مراکش میں نو ماہ تک رہے اور ان کا امیر اسحاق بن علی بن یوسف تھا، لوگوں نے اسحاق کے بچپن ہی میں اس کی اس وقت بیعت کر لی جب اس کے والد کے انتقال کی خبر پہنچی، اور جب ان کا محاصرہ طول پکڑ گیا اور بھوک نے ان کو تکلیف میں ڈال دیا تو وہ موحدین کے مقابلے میں نکلے اور شکست کھائی اور موحدین نے ان تعاقب کر کے انہیں قتل کیا۔

اور ۵۴۱ھ کے شوال کے آخر میں شہر میں داخل ہوگئے اور عام مسلمان قتل ہوگئے، اور اسحاق اپنی قوم کے سرداروں کے ساتھ ''قصبہ'' کی طرف بھاگ نکلا اور پھر انہوں نے موحدین کی حکومت کو تسلیم کر لیا اور اسحاق کو عبدالمؤمن کے سامنے حاضر کیا گیا تو موحدین نے اسے اپنے ہاتھوں قتل کر دیا اور اس کام میں ابوحفص بن واکاک نے بڑا کردار ادا کیا اور اسی طرح ملثمین کا نشان مٹ گیا اور تمام بلاد مغرب پر موحدین کا قبضہ ہو گیا۔

محمد بن عبداللہ بن ہود کی موحدین کے خلاف بغاوت:......پھر محمد بن عبداللہ بن ھود کے نام سے معروف، و مشہور باغی نے سوس کی جانب سے سلا کے عوام میں سے اٹھ کر ان موحدین کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کا لقب ''الھادی'' تھا اور اس نے ''ماسہ'' کی چوکی پر غلبہ حاصل کر لیا اور پھر ہر طرف سے شریر لوگ اس کے پاس آنے لگے اور دنیا کے جاہلوں کے منہ اس کی طرف پھر گئے اور اہل سجلماسہ اور درعہ اور قبائل دکالہ ''رکراکہ'' قبائل تامستا اور ھوارہ نے اس کی دعوت کو اختیار کر لیا اور اس کی ضلالت تمام عربوں میں پھیل گئی پھر عبدالمؤمن نے موحدین کی ایک فوج یحییٰ انمار المسوفی کی نگرانی کے لئے بھیجی جو تاشفین بن علی کی رعایا میں سے اس طرف آ گیا تھا اور اس نے ماسہ کے اس باغی کے ساتھ جنگ کی اور شکست کھا کر عبدالمؤمن کے پاس واپس آ گیا پھر عبدالمؤمن نے شیخ ابوحفص عمر بن یحییٰ اور موحدین کے اشیاخ کو بھیجا اور انہوں نے خوب تیاری کی اور ماسہ کی فوج کے مقابلے میں اٹھ کھڑے ہوئے اور باغی بھی ساٹھ ہزار پیدل اور سات سو سواروں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں آیا لیکن موحدین نے ان کو شکست سے دوچار کیا، اور ذوالحجہ ۵۴۱ھ میں ان کا داعی تبعین کی کثرت کے باوجود جنگ میں مارا گیا، شیخ ابوحفص نے ابوجعفر بن عطیہ کی تحریر میں جو ایک مشہور انشا

پرداز ہے، عبدالمؤمن کی طرف فتح کی چٹھی لکھی اوراس کا باپ ابواحمد، علی بن یوسف اوراس کے بیٹے تاشفین کا کاتب تھا۔ پس وہ موحدین کے قبضہ میں آ گیا لیکن عبدالمؤمن نے اسے معاف کر دیا، اور جب وہ فاس آیا تو ابواحمد نے بھاگ جانے کا ارادہ کرلیا لیکن اس نے اسے راستے میں ہی گرفتار کرلیا اس نے عذر کیا تو اس نے اس کے عذر کو قبول نہ کیا اور قتل کر دیا۔

کاتب ابواحمد کا تذکرہ:......اوراس کا بیٹا احمد مراکش میں اسحاق بن علی کا کاتب تھا، سلطان کی معافی نے اسے ان لوگوں میں شامل کر دیا جنہیں اس نے اس خباثت میں شامل کیا تھا اور شیخ ابوحفص کے ذی وجاہت لوگوں میں شامل ہو گیا اور شیخ نے اس کو تحریرات لکھنے کے لئے طلب کیا تو اس نے شیخ کی بات کو قبول کرلیا، اور عبدالمؤمن نے اس کی تحریر اور کتابت کی مدح سرائی کی پس اس نے پہلے اس سے تحریرات لکھوائیں پھر اس کا مرتبہ عبدالمؤمن کے ہاں بلند ہو گیا اور عبدالمؤمن نے اس کو وزیر بنالیا اور حکومت میں اس کی شہرت دور دور پھیل گئی، اوراس نے فوجوں کی کمان کی اور اموال کو جمع اور خرچ کیا اور سلطان کے ہاں اس کو وہ رتبہ حاصل ہو گیا جو اس کی حکومت میں کسی کو حاصل نہ تھا، یہاں تک کہ اس کے متعلق شکایت ہوئی کہ وہ جہاد میں بہت نرمی کرتا ہے اوراسی میں اس کی موت واقع ہوئی اور ۵۳۳ھ میں خلیفہ نے اسے الگ کر دیا اور جیسا کہ مشہور ہے کہ اسے سلطان نے قید خانہ میں ڈال کر قتل کر دیا۔

شیخ ابوحفص کی ماسہ سے واپسی اور مختلف علاقوں پر حملے:......جب شیخ ابوحفص ماسہ کی جنگ سے واپس آیا تو اس نے مراکش میں چند روز آرام کیا پھر جبال درن میں ماسہ کے داعی کی دعوت کے علمبرداروں سے جنگ کرنے کے لئے چلا گیا، اس نے اہل نفس اور ھیلانہ پر حملہ کر دیا اوران میں خوب قتل عام کیا اور قیدی بنائے، یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت اختیار کرلی اور یہ واپس آ گیا پھر اس نے سہکورہ کی طرف سفر کا ارادہ کیا اوران پر حملہ کر کے ان کے قلعوں کو فتح کرلیا پھر اس نے سجلماسہ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کرلیا اور مراکش کی طرف واپس آ گیا پھر تیسری بار برغواطہ کی طرف گیا تو انہوں نے ایک باراس سے جنگ کی پھر اسے شکست دے دی اور مغرب میں جنگ کی آگ بھڑک اٹھی اور اہل سبتہ نے بغاوت کر دی اور یوسف بن مخلوف تینمللی کو باہر نکال کر اسے اوراس کے موحد ساتھیوں کو قتل کر دیا، اور قاضی عیاض سمندر کو عبور کر کے یحییٰ بن علی بن غانیہ کے پاس اندلس چلا گیا اور اس نے خضراء کے مقام پر ملاقات کر کے سبتہ کے والی کا مطالبہ کر دیا، اس نے قاضی عیاض کے ساتھ یحییٰ بن ابی بکر الصحر اوی کو بھیجا جو عبدالمؤمن کے ساتھ جنگ کے وقت فاس میں موجود تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ قاضی عیاض وہ طنجہ چلا گیا اور سمندر پار کر کے اندلس گیا اور قرطبہ میں ابن غانیہ سے جاملا اوراس کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا، ابن غانیہ نے اسے قاضی عیاض کے ساتھ سبتہ کی طرف بھیجا اوراس نے اس کی ذمہ داری کو سنبھال لیا اوراس کا ہاتھ ان قبائل تک پہنچ گیا جنہوں نے برغواطہ اور دکالہ میں، موحدین کو شکست دینے کے وقت سے ان کی اطاعت چھوڑ دی تھی اور یہ سبتہ میں ان سے جاملا، اور ۵۴۳ھ میں عبدالمؤمن بن علی ان کے مقابلہ میں نکلا اوران کے شہروں پر قبضہ کر کے ان کی بیخ کنی کر دی یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت اختیار کرلی اور یحییٰ الصحر اوی اور لمتونہ سے برأت کا اظہار کر دیا، اور اپنے خروج کے چھ ماہ بعد واپس مراکش آ گیا اور الرغبہ نے یحییٰ الصحر اوی کے معاملے میں اس سے رابطہ کیا تو اس نے یحییٰ کو معاف کر دیا اور مغرب کے احوال درست ہو گئے اور اہل سبتہ نے دوبارہ اطاعت اختیار کرلی تو اس نے ان کی یہ بات قبول کی اوراسی طرح اہل سلا نے کیا تو اس نے ان سے بھی درگذر کر دیا اوران کی فصیل کے گرانے کا حکم دیدیا۔'' واللہ اعلم''

فتح اندلس:......عبدالمؤمن نے اپنی توجہ کو اندلس کی طرف مبذول کیا اوراس کے واقعات میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ اس نے تاشفین بن علی کے قتل اور فاس میں موحدین کے ساتھ جنگ کرنے کے بارے میں ملثمین سے رابطہ کیا اوران کے بحری بیڑے کا سپہ سالار علی بن عیسیٰ بن میمون تھا اس نے لمتونہ کی اطاعت چھوڑ دی اور جزیرہ قادس میں چلا گیا اور عبدالمؤمن کو فاس کے محاصرہ کے وقت ملا، اوراس کی دعوت میں داخل ہو گیا اور قادس کی جامع مسجد میں اس کے لئے خطبہ دیا تھا اور اندلس میں یہ پہلا خطبہ تھا جو عبدالمؤمن کے لئے ۵۴۰ھ میں دیا گیا، اور مرتلہ کے حاکم اور اندلس میں دعوۃ کو قائم کرنے والے احمد بن قسی نے ابوبکر بن حبیس کو قاصد بنا کر عبدالمؤمن کی طرف بھیجا، اس نے تلمسان میں عبدالمؤمن سے ملاقات کی اور اپنے سردار کا خط دیا، خط میں مہدی کی تعریف لکھی تھی اس کو عبدالمؤمن نے اچھا نہ سمجھا اور خط کا جواب نہ دیا مطلیوس، باجہ اور مغربی اندلس کے حکمران

سداری بن وزیر کواحمد بن قسی پر بڑا غلبہ حاصل تھا،اوراس سداری بن وزیر نے احمد بن قسی کو مرتلہ پر غالب کیا،احمد بن قسی ،علی بن عیسیٰ بن میمون کی مداخلت کی وجہ سے مراکش کی فتح کے بعد سمندر عبور کر کے عبدالمؤمن کے پاس چلا گیا اور سبتہ میں جا کر ٹھہرا، یوسف بن مخلوف نے اسے تیار کیا اوراس نے عبدالمؤمن سے مل کر اسے اندلس کی حکومت کے متعلق رغبت دلائی اور ملثمین کے خلاف برانگیختہ کیا،عبدالمؤمن نے اس کے ساتھ موحدین کی ایک فوج براز بن محمس المسوفی کی نگرانی میں بھیجدی،جو عبدالمؤمن کو تاشفین کے جملہ ساتھیوں میں سے دیکھتا تھا،اوراسے وہاں پر رہنے والوں لمتونہ کے ساتھ جنگ اور بغاوت کا افسر مقرر کردیا اوراسے موسیٰ بن سعید کی نگرانی کے لئے ایک اور فوج سے مدد دی اوراس کے بعد عمر بن صالح الصنہاجی کی نگرانی کے لئے ایک اور فوج بھیجی اور جب یہ اندلس پہنچے تو ابوالغمر بن عزون کے پاس اترے جو شریش کے باغیوں میں سے تھا، پھرانہوں نے لبلة کا قصد کیا وہاں پر باغیوں میں سے یوسف بن احمد البطوری تھا اس نے ان کی اطاعت اختیار کرلی پھرانہوں نے مرتلہ کا ارادہ کیا اور یہ احمد بن قسی کے موحد ہونے کی وجہ سے اطاعت گزار علاقہ تھا۔ پھرانہوں نے مثلب کا قصد کیا اوراسے فتح کرلیا اوراحمد بن قسی کو وہاں پر قادر بنادیا، پھرانہوں نے باجہ اور بطلیوس پر حملہ کیا تو ان کے حاکم سداری بن وزیر نے ان کی اطاعت اختیار کرلی پھر براز موحدین کے لشکر میں مرتلہ کی طرف لوٹا آیا یہاں تک سردی کا موسم ختم ہوگیا تو وہ اشبیلیہ کے مقابلہ میں نکلا،تو اہل طلیطلہ اور حصن القصر نے اس کی اطاعت اختیار کرلی اور باقی ماندہ باغی بھی اس کے پاس جمع ہوگئے اورانہوں نے خشکی اور سمندر کی جانب سے اشبیلیہ کا محاصرہ کرلیا، یہاں تک کہ اسے شعبان ۵۴۱ھ میں فتح کرلیا اور ملثمین وہاں سے قرمونہ کی طرف بھاگ گئے اوراسے ان میں جو آدمی بھی ملا اس کو قتل کردیا،اواس دخل اندازی میں اس نے گھبراہٹ میں بلا ارادہ عبداللہ بن قاضی ابوبکر بن العربی کو قتل کرنا چاہا،اورانہوں نے عبدالمؤمن بن علی کو فتح کی خبر لکھی اوران کے وفود قاضی ابوبکر کی قیادت میں مراکش مین عبدالمومن کے پاس آئے، اوراس نے ان کی اطاعت کو قبول کرلیا،اور تمام وفد کے شرکاء انعامات اور جاگیروں کے ساتھ ۵۴۲ھ میں واپس آگئے اور قاضی ابوبکر راستے ہی میں انتقال کرگئے ورفاس کے قبرستان میں دفن ہوئے،مہدی کے بھائی عبدالعزیز اور عیسیٰ اشبیلیہ کی فوج کا سردار تھا ان کا شہر پر بہت اثر پڑا اوران دونوں نے اہل شہر پر دست درازی کی اوران کے جان ومال کو مباح قرار دیا پھرانہوں نے حاکم سبتہ یوسف البطروحی پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو وہ اپنے شہر چلا گیا،اور وہاں پر جو موحدین موجود تھے ان کو وہاں سے نکال دیا اور دعوت کا رخ ان سے پھیر دیا،اوراس نے طلطلة اور حصن القصر کی طرف فوج بھیجی اوراس کا ہاتھ ان ملثمین تک پہنچ گیا جو عدوہ میں تھے اور ابن قسی شلب میں علی بن عیسیٰ بن میمون جزیرہ قادس میں اور محمد بن علی بن الحجام بطلیوس میں مرتد ہوگئے اور ابوالغمر بن عزون شریش اور ''رندہ'' اوران کی جہات میں موحدین کی اطاعت پر ثابت قدم رہا،اور ابن غانیہ جزیرہ خضراء پر غالب آگیا، اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ اہل سبتہ نے بغاوت کردی اور اشبیلیہ میں موحدین کا حال تنگ ہوگیا مہدی کے بھائی عبدالعزیز اور عیسیٰ اوران دونوں کا چچازاد یصلتین اپنے ساتھوں کے ساتھ اشبیلیہ سے نکل کر بیستر کے پہاڑوں میں چلے گئے،اور ابوالغمر بن عزون ان کے پاس آیا اور جزیرہ کا محاصرہ کرنے پران میں اتفاق ہوگیا یہاں تک انہوں نے اس جزیرہ کو فتح کرلیا اور وہاں جو لمتونی موجود تھے ان کو قتل کردیا، پھر مہدی کے بھائی مراکش چلے گئے،اور عبدالمؤمن نے یوسف بن سلیمان کو موحدین کی ایک فوج کے ساتھ اشبیلیہ روانہ کیا اور براز بن محمد کو خراج کی وصولی کے لئے باقی رکھا، یوسف فوج لیکر روانہ ہوا اوراس نے بطروحی کی عملداری میں بلبلہ اور طلیطلہ پر قبضہ کرلیا اور ابن قسی کے شلب میں یہی کام کیا، پھر یوسف نے طلبیرہ پر غارت گری کی اور حاکم شنتمریہ عیسیٰ بن میمون نے اس کی اطاعت اختیار کرلی اوران کے ساتھ مل کر جنگ کی اور حاکم بطلیوس محمد بن علی بن الحاج نے اسے تحائف بھیجے پس وہ قبول ہوگئے اوراس کا خیال رکھا گیا اور یوسف اشبیلیہ کی طرف واپس لوٹ آیا،اسی اثناء میں طاغیہ نے قرطبہ میں یحییٰ بن علی بن غانیہ پر سختی کی اوراس کی جہات پر اصرار کیا یہاں تک کہ بیاسہ اور ابدہ سے اسے معزول کردیا اور اشبونہ،طرطوشہ،کاردۃ،افراغۃ،شنتمریہ وغیرہ اندلس کے قلعوں پر غالب آگیا۔

ابن غانیہ سے مطالبہ، اقماطر کی خیانت، عبدالمؤمن کی مراکش واپسی:......ابن غانیہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے اپنے گھر میں اور آگے بڑھنے دے یا اس کے لئے قرطبہ کو خالی کردے اور ابن غانیہ نے براز بن محمد کو اس کے پاس بھیجا اور استجہ میں دونوں کی ملاقات ہوئی اور براز نے اس کو ضمانت دی کہ خلیفہ ان کی مدد کرے گا اگر وہ قرطبہ اور قرمونہ کو چھوڑ دے،اوراس کے ساتھ وہ راضی ہوگئے،اور معاہدہ پورا ہوگیا اور عبدالمؤمن کا خطاب پہنچ گیا،اور ابن غانیہ نے جیان کی طرف کوچ کیا اور طاغیہ کو وہاں پراتارا اور اقماطہ نے خیانت کی اوران کو ابن سعید کے قلعہ میں قید کردیا اور طاغیہ نے

جیان کو چھوڑ دیا، اور خود غرناطہ چلا گیا جہاں پر میمون بن یدلبتونی مرابطین کی ایک جماعت کے ساتھ مقیم تھا ابن غانیہ نے ارادہ کیا کہ اس حال میں بھی میمون بن بدر کو موحدین کے ساتھ اکسائے اور اس کی ہلاکت شعبان ۵۴۳ھ میں غرناطہ میں ہوئی اور آج کل اس کی قبر اس جگہ پر معروف ہے، اور طاغیہ نے قرطبہ کے بارے میں اس موقع کو غنیمت جانا اور اس پر چڑھائی کر دی اور موحدین نے ابوالعمر بن عزون کو اشبیلیہ کی حفاظت کے لئے بھیجا اور لبلة سے یوسف البطر وجی کی مدد اس کے پاس پہنچ گئی، اور عبدالمؤمن کو بھی اس کی خبر پہنچی تو اس نے یحییٰ بن یغمور کی نگرانی کے لئے اس کی طرف موحدین کی ایک فوج بھیجی اور جب وہ اس میں داخل ہو گیا تو طاغیہ وہاں سے نکل گیا اور باغیوں نے یحییٰ بن یغمور کی طرف جانے میں جلدی کی تا کہ عبدالمؤمن سے امان طلب کر سکے پھر انہوں نے مراکش میں اس سے ملاقات کی تو عبدالمؤمن نے ان کی بات کو قبول کر لیا اور ان کو معاف کر دیا، ۵۴۵ھ میں عبدالمومن ''سلا'' پر حملہ کرنے گیا اور اس نے وہاں اہل اندلس کو بلایا تو وہ اس کے پاس آ گئے اور ان سب نے اس کی بیعت کر لی، اور باغیوں کے سرکردہ لیڈر جیسے حاکم باجہ سدرامی بن وزیر اور باثورہ اور حاکم لبلہ بطروجی اور حاکم شریش ابن عزون اور رندہ اور حاکم بطلیوس ابن الحجام اور حاکم طلبیرہ عامل ابن منیب نے بھی حکومت سے علیحدگی اختیار کرنے کی شرط پر اس کی بیعت کر لی اور ابن قسی اور اہل شلب نے اس اجتماع سے اختلاف کیا، اور یہ بات بعد میں ان کے قتل کا سبب بنی، اور عبدالمومن مراکش کی طرف واپس آ گیا اور اہل اندلس اپنے شہروں میں واپس لوٹ گئے اور اس نے باغیوں کو ساتھ رکھا اور وہ ہمیشہ اس کے سامنے حاضر رہے۔

فتح افریقہ کے حالات:......عبدالمؤمن کو اطلاع ملی کہ امراء کے اختلاف اور عربوں کی افریقہ پر فساد کے لئے دست درازی نے اہل افریقہ کو اس کے خلاف برانگیختہ کر دیا ہے اور انہوں نے قیروان کا محاصرہ کر لیا ہے، اور اس بات کی خبر بھی پہنچی کہ موسیٰ بن یحییٰ الریاحی المومداسی نے باجہ شہر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا ہے تو اس نے شیخ ابوحفص، ابوابراہیم اور دوسرے مشائخ سے مشورہ کرنے کے بعد اور ان کی موافقت کے بعد افریقہ سے جنگ کرنے کے لئے ساز وسامان اکٹھا کر لیا، اور عبدالمومن ۵۴۶ھ کے آخر میں لڑائی کے معاملہ کو پوشیدہ رکھتے ہوئے مراکش سے چلا، یہاں تک کہ سبتہ پہنچ گیا، اور اہل اندلس کے احوال کی وضاحت طلب کی پھر سبتہ سے خفیہ طور پر مراکش کی طرف سفر ظاہر کرتے ہوئے نکلا، اور جلدی سے سفر کرتے ہوئے باجہ پہنچ گیا اور اہل جزائر کی غفلت کے وقت جزائر میں داخل ہو گیا۔ اور حسن بن علی حاکم مہدیہ اس کے پاس آیا اور اس نے اسے اپنے ساتھ رکھ لیا، اور ''ام العلو'' میں صنہاجہ کی فوجوں نے اسے روکا تو اس نے ان کو شکست کا مزہ چکھایا اور دوسرے دن بجایہ پر حملہ کر کے اس میں داخل ہو گیا اور یحییٰ بن العزیز دو بحری بیڑوں میں سوار ہو کر آ گیا جنہیں اس نے اس کام کے لئے تیار کیا تھا، اور اس کے ذخائر اور اموال کو اٹھا کر قسطنطنیہ چلا گیا، یہاں تک کہ اس کے بعد عبدالمومن کے امان دینے کی وجہ سے وہاں سے آ گیا اور مراکش میں فوجی وظیفہ اور حفاظت کے ساتھ زندگی گزارتا رہا اور پھر فوت ہو گیا۔

عبداللہ بن عبدالمومن کی القلعہ کی طرف روانگی اور موحدین کی زبردست فتح:......عبدالمومن نے اپنے بیٹے عبداللہ کی سرکردگی میں موحدین کی فوجوں کو القلعہ کی طرف روانہ کیا، جہاں پر جوشن بن العزیز صنہاجہ کی فوجوں کے ساتھ مقیم تھا، عبداللہ قلعہ میں گھس گیا اور وہاں پر موجود آدمیوں کو قتل کر دیا اور ان کے گھروں کو جلا دیا، جوشن بھی اسی بھگدڑ میں قتل ہو گیا، کہا جاتا ہے کہ وہاں پر اٹھارہ ہزار افراد قتل ہوئے، اور موحدین کو بہت سارے غنائم حاصل ہوئے اور کثیر تعداد میں قیدی بھی ان کے ہاتھ لگے، جب افریقہ میں رہنے والے عربی قبائل اثبج، زغبہ، ریاح اور قسرہ کو علم ہوا تو انہوں نے باجہ کے باہر ڈیرے ڈال دیئے اور اپنے بادشاہ یحییٰ بن العزیز کے دفاع کے لئے مشورہ کیا، اور پھر سطیف کی طرف کوچ کر گئے، عبداللہ بن عبدالمومن نے اپنے موحدین ساتھیوں کے ساتھ ان پر چڑھائی کر دی، اور ادھر عبدالمومن مغرب سے واپس آ چکا تھا، اور متیجہ میں ٹھہرا ہوا تھا، جب اس کو خبر ملی تو اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو امداد کے لئے بھیجا، پھر دونوں فریقوں میں سطیف کے مقام پر تین دفعہ جنگ ہوئی، پھر عربوں کی فوج تباہ و برباد ہو گئی اور ان کی عورتوں کو قیدی بنا لیا گیا اور ان کے اموال کو لوٹا گیا اور ان کے بیٹوں کو بھی اسیر بنایا گیا۔

عبدالمومن کی مراکش واپسی:......عبدالمومن ۵۴۷ھ میں مراکش واپس آ گیا، اور افریقی عربوں کے سردار اس کے پاس بخوشی وفد بن کر گئے تو اس نے ان سے حسن سلوک کا معاملہ اور برتاؤ کیا، اور ان کو اپنی قوم کی طرف واپس بھیج دیا، اور اس نے فاس پر اپنے بیٹے سید ابوالحسن کو حاکم بنایا اور یوسف بن سلیمان کو اس کا وزیر بنایا اور تلمسان پر اپنے بیٹے سید ابوحفص کو حاکم مقرر کیا اور ابومحمد بن وانودین کو اس کا وزیر مقرر کیا، اور بجایہ پر سید ابومحمد عبداللہ کو حاکم

مقرر کر دیا اور یخلف بن الحسن کو اس کا وزیر بنادیا، اور اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا ولی عہد بنادیا، اس سے مہدی کے بھائیوں عبدالعزیز اور عیسیٰ کے دلوں کے ارادے بدل گئے اور وہ بغاوت کے ارادے کو دلوں میں چھپائے ہوئے مراکش چلے گئے اور انہوں نے بعض بیوقوفوں کو اپنے کام میں شامل کر لیا جنہوں نے عمر بن تافراکین پر حملہ کر دیا اور ''القصبہ'' میں اس کو اپنے مکان میں قتل کر دیا۔ ان دونوں کے پیچھے وزیر ابوجعفر بن عطیہ پہنچ گیا اور اس کے پیچھے عبدالمومن بھی آ گیا اور اس نے بغاوت کی آگ کو ٹھنڈا کر دیا اور مہدی کے دونوں بھائی اور جو لوگ اس بغاوت میں شامل تھے وہ قتل ہو گئے۔ واللہ اعلم

بقیہ اندلس کی فتح:......عبدالمومن کو ۵۴۹ھ میں مراکش میں اطلاع ملی کہ حاکم اشبیلیہ یحییٰ بن یغمور نے وھبی کی بغاوت کی وجہ سے اہل لبلۃ کو قتل کر دیا اور اس سلسلے میں ان کی معذرت کو قبول نہیں کیا، اور عبدالمومن نے یحییٰ بن یغمور پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے اسے اشبیلیہ کی حکومت سے معزول کر دیا اور ابومحمد عبداللہ بن ابی حفص بن علی الینمللی کو وہاں کا حاکم مقرر کر دیا، اور قرطبہ میں ابوزید بن بکیت کو حاکم مقرر کر دیا، اور عبداللہ بن سلیمان کو بھیجا جو ابن یغمور کو گرفتار کر کے ''الحضرۃ'' کے مقام پر لے آیا اور عبدالمومن نے اسے اس کے گھر میں نظر بند کر دیا، یہاں تک کہ اسے اپنے بیٹے سید ابوحفص کے ساتھ تلمسان بھیجا اور اندلس کا معاملہ درست ہو گیا، اور میمون بن بدر اللمتونی موحدین کے لئے غرناطہ سے نکل گیا تو انہوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور حاکم سبتہ سید ابوسعید عبدالمومن کے اپنے باپ کے ساتھ معاہدہ کی وجہ سے غرناطہ کی طرف آ گیا، اور ملثمین مراکش چلے گئے اور سید ابوسعید نے مریہ شہر میں پڑاؤ ڈالا، یہاں تک کہ جو نصرانی مریہ میں تھے وہ امان پر وہاں آ گئے، اور اس وقت وزیر ابوجعفر بن عطیہ بھی موجود تھا اور اس سے پہلے شرق اندلس کے باغی ابن مردیش نے ان کو امداد دی تھی اور طاغیہ بھی اس کے ساتھ تھا، اور سارے مدافعت اور مقابلہ کرنے سے عاجز آ گئے پھر ۵۵۱ھ میں اشبیلیہ کے شیوخ عبدالمومن کے پاس گئے اور عبدالمومن کو یہ ترغیب دی کہ وہ اپنے کسی بیٹے کو ان پر حاکم بنا دے، تو اس نے اپنے بیٹے سید ابو یعقوب کو اشبیلیہ کا حاکم بنا دیا، اور اس کی حکومت کا آغاز طبریہ کے باغی علی الوھبی کے مقابلہ کے ساتھ ہوا، اور اس کے ساتھ اس کا وزیر ابوجعفر بن عطیہ بھی تھا، یہاں تک کہ اس نے اطاعت اختیار کر لی پھر وہ علی بن وزیر اور ابن قسی پر غالب آ گیا اور اس نے ۵۵۲ھ میں تاشفین لمتونی کو مرتلہ سے بر طرف کر دیا اور ملثمین کو طاقتور کرنے والوں میں سے ابن قسی بھی تھا اور فتح کی تکمیل ہو گئی، پھر سید ابو یعقوب اشبیلیہ کی طرف لوٹ آیا، اور ابوجعفر بن عطیہ مراکش کی طرف لوٹ گیا اور وہیں اس پر مصیبت بھی آئی اور اس کو وہیں قتل کیا گیا، اس کے بعد عبدالمومن نے عبدالسلام الکومی کو وزیر بنایا اور اس نے اس سے رشتہ داری بھی قائم کر لی اور ہمیشہ اس کی وزارت پر قائم رہا۔

بقیہ افریقہ کی فتح:......جب ۵۵۳ھ میں عبدالمومن کو یہ اطلاع ملی کہ طاغیہ نے اس کے بیٹے سید ابو یعقوب پر اشبیلیہ کے باہر حملہ کر دیا ہے اور موحدین کے شیوخ اور ان کی حفاظت کرنے والے اور ابن عزون اور ابن الحجام جیسے آدمی شہید ہو گئے ہیں تو وہ جہاد کے لئے اٹھا اور ''سلا'' میں جا ٹھہرا، اور اسے افریقہ کی بغاوت کی اطلاع ملی، اور مہدیہ میں نصاریٰ کے معاملے نے اسے پریشان کر دیا پس جب فوج ''سلا'' پہنچی تو اس نے شیخ ابوحفص کو مغرب میں اپنا جانشین بنایا اور فاس پر یوسف بن سلیمان کو حاکم مقرر کیا اور چلتا ہوا مہدیہ جا پہنچا جہاں پر اہل صقلیہ کے عیسائی رہتے تھے پس عبد المومن نے اسے ۵۵۵ھ میں بغیر لڑائی کے صلح سے فتح کر لیا اور تمام ساحلی علاقوں مثلاً صفاقس اور طرابلس کو دشمن کے ہاتھوں سے بچا لیا، اور اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو مہدیہ کے محاصرے کی جگہ سے قابس کی طرف بھیجا اس نے قابس کو ریاح کے ایک گروہ دھمان قبیلے کے بنی کامل سے چھڑا لیا جو اس پر قابض تھے، اور اس نے قفصہ کو ابنی الورد کی قید سے الورزرعہ کو بنی بروکس کے قبضہ سے اور طبرقہ کو علال کے قبضہ سے اور جبل زغوان کو بنوحماد ابن خلیفہ کے قبضہ سے اور شقبناریہ کو بنوعیاد بن نصر اللہ کے قبضہ سے اور مدینۃ الاربص کو عرب قابضین کے ہاتھوں سے چھڑا لیا جیسا کہ صنہاجہ کی حکومت میں ان باغیوں کے حالات میں مذکور ہیں، اور جب فتح مکمل ہو گئی تو اس نے ۵۵۶ھ میں مغرب کا ارادہ کیا اور اسے اطلاع ملی کہ افریقہ میں عربوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی ہے تو وہ موحدین کا ایک لشکر لے کر ان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا، اور یہ جلدی سے قیروان کی طرف گئے اور عربوں پر حملہ کر دیا اور ریاح کے گروہوں میں سے بنوعلی کے سردار محرز بن زیاد الفارغی کو قتل کر دیا جو ان کا سرکردہ لیڈر تھا۔

شرق اندلس کے باغی ابن مردنیش کے حالات:......عبدالمومن کو افریقہ میں اطلاع ملی کہ مشرقی اندلس کا باغی محمد بن مردنیش مرسیہ سے نکل کر جیان چلا گیا ہے اور وہاں کے والی محمد بن علی الکومی کی اطاعت اختیار کر لی ہے اور پھر اس کے بعد قرطبہ گیا اور وہاں سے کوچ کر کے قرمونہ کے

ساتھ دھوکا کر کے ان کا حاکم بن بیٹھا ہے پھر قرطبہ کی طرف واپس آ گیا، ابن بکیت اس کے ساتھ جنگ کے لئے نکلا تو ابن بکیت نے اس کو شکست دیکر قتل کر دیا ہے، اور اندلس کے گورنروں کو فتح افریقہ کے متعلق لکھا اور اس نے ان سے مسلسل رابطہ رکھا اور جبل فتح کی طرف چلا گیا، اہل اندلس اور وہاں پر جو موحدین تھے وہ سارے اس کے پاس اکٹھے ہو گئے، اس کے بعد مراکش کی طرف لوٹ آیا اور اپنے لشکروں کو جہاد کے لئے بھیجا اور ان لشکروں کی طاغیہ کے ساتھ لڑائی ہوگئی جس کے نتیجے میں طاغیہ کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

ابن ہمشک کا تذکرہ اور اس کی موحدین کے ساتھ لڑائی: ...... اور سید ابو یعقوب نے ابن مردنیش کے رشتہ دار ابن ھشمک کے قبضہ سے لیکر قرمونہ پر قبضہ کر لیا، حاکم اشبیلیہ سید ابو یعقوب اور حاکم غرناطہ سعید دونوں نے خلیفہ کی زیارت کرنے کے لئے مراکش کا سفر کیا اور ابن ھمشک نے غرناطہ کا قصد کیا اور اس نے وہاں کے بعض رہائشیوں کی مداخلت سے رات کو حملہ کر دیا اور اس پر غالب آ گیا اور موحدین اس کے قصبہ میں محصور ہو گئے اور عبدالمومن ان کو بچانے کے لئے مراکش سے نکلا اور ''سلا'' تک پہنچ گیا، اور سید ابو سعید آیا اور اس نے سمندر پار کر کے اشبیلیہ عبداللہ بن ابو حفص سے ملاقات کی اور ان سب نے غرناطہ پر حملہ کر دیا ابن ھمشک نے ان پر حملہ کر کے انہیں شکست دیدی اور ابو سعید مالقہ کی طرف لوٹ آیا، عبدالمومن نے اپنے بیٹے سید ابو یعقوب کو موحدین کا لشکر دیکر اس کے پیچھے اس کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ اور انہوں نے غرناطہ پر حملہ کر دیا اور ابن مردنیش نصاریٰ کے گروہ کے ساتھ ابن ہمشک کی مدد کے لئے پہنچ چکا تھا، اور موحدین نے ان کے ساتھ محض غرناطہ میں جنگ کی اور ان کو شکست سے دو چار کیا، اور ابن مردنیش مشرق کی طرف بھاگ گیا، اور ابن ھمشک جیان چلا گیا لیکن موحدین نے اس سے جنگ کی۔

سید ابو یعقوب کا دعویٰ اور عبدالمومن کی وفات: ...... اور دونوں سرداروں (یعنی سید ابو یعقوب اور سید ابو سعید) قرطبہ آئے اور قرطبہ میں قیام کیا یہاں تک کہ سید ابو یعقوب نے ۵۸ھ میں اپنے بھائی محمد سے حکومت لینے اور ولی عہد کا دعویٰ کرنے کے لئے مراکش گیا سلویہ مراکش پہنچ گیا اور اپنے باپ خلیفہ عبدالمومن کے ساتھ نکلا جب اس نے جہاد کا ارادہ کیا، اور اسی سال یعنی ۵۸ھ میں جمادی الآخرہ میں ''سلا'' کے مقام پر عبدالمومن کی موت واقع ہوئی اور اس کی قبر تینملل کے مقام پر مہدی کے پہلو میں بنی۔ ''واللہ اعلم''

خلیفہ ابو یعقوب یوسف بن عبدالمومن کی حکومت: ...... جب عبدالمومن کا انتقال ہو گیا تو سید ابو حفص نے تمام موحدین کے اتفاق اور خصوصاً شیخ ابو حفص کی رضامندی سے اپنے بھائی ابو یعقوب کے لئے لوگوں سے بیعت لی، اور خود اپنی وزارت میں مستقل ہو گیا اور وہ مراکش کی طرف لوٹ آئے، اور یہ سید ابو حفص اپنے باپ عبدالمومن کا بھی وزیر رہ چکا تھا، اور عبدالمومن نے اس کو عبدالسلام الکومی کی مصیبت کے وقت وزیر بنایا تھا، اور افریقہ سے ۵۵ھ میں واپس آ گیا، اور ابو العلی بن جامع عبدالمومن کے سامنے وزارت کے کاموں کو سرانجام دیتا تھا یہاں تک کہ جب عبد المومن کا انتقال ہوا تو ابو حفص نے اپنے بھائی ابو یعقوب کے لئے بیعت لی۔

پھر عبدالمومن کی وفات کے بعد اس کا بیٹا سید ابو الحسن حاکم فاس بھی فوت ہو گیا جب کہ حاکم بجایہ سید ابو محمد ''الحضرۃ'' کی طرف جاتے ہوئے ابھی راستے ہی میں تھا، پھر ابو یعقوب نے ۶۰ھ میں سید ابو سعید کو غرناطہ سے بلایا جب وہ آیا تو سید ابو حفص نے ''سبتہ'' میں اس کے ساتھ ملاقات کی، پھر اس وقت خلیفہ ابو یعقوب نے اس کے ساتھ اپنے بھائی سید ابو حفص کو موحدین کے لشکر کے ہمراہ اندلس کی طرف بھیج دیا، جب اسے اطلاع ملی کہ مردنیش نے قرطبہ پر غلبہ پالیا ہے اور اس نے اس کام کے لئے زغبہ، ریاح اور اثبج کے قبائل کو اکٹھا کیا تھا، پھر سید ابو حفص نے سمندر پار کیا اور ابن مردنیش کا قصد کیا اور ابن مردنیش نے بھی اپنی فوج اور اپنے عیسائی مددگاروں کو اکٹھا کر لیا اور موحدین کی فوج نے ''فحص مرسیہ'' کے مقام پر اس کے ساتھ جنگ لڑی اور ابن مردنیش اور اس کے ساتھیوں کو منہ کی کھانی پڑی، اور وہ سبتہ سے مرسیہ کی طرف بھاگ نکلے، موحدین نے وہاں پر پڑاؤ ڈالا اور اس کے اردگرد بستیوں پر قبضہ کر لیا۔

سید ابو حفص اور سید ابو سعید ۶۱ھ میں مراکش کی طرف واپس آ گئے، اور ابن مردنیش کے فتنہ وفساد کی آگ ٹھنڈی پڑ گئی، اور خلیفہ نے بجایہ پر اپنے بھائی السید ابو زکریا کو خلیفہ بنایا اور اشبیلیہ پر شیخ ابو عبداللہ بن ابراہیم کی حکومت کا اعلان کر دیا، پھر اس سے حکومت لیکر اپنے بھائی السید ابو ابراہیم کو حکومت کا تاج پہنایا، اور شیخ ابو عبداللہ کو اس کا وزیر مقرر کر دیا، قرطبہ پر اپنے بھائی سید ابو اسحاق کو اور غرناطہ پر سید ابو سعید کو حاکم مقرر کیا، پھر موحدین نے

خطوط میں علامت کے طور پر خلیفہ کی یہ تحریر دیکھی اور اس کو اختیار کرلیا اوہ علامت یہ تھی۔ ''الحمد للہ وحدہ''۔ اور موحدین نے خلیفہ کی اس علامت کے ساتھ امام مہدی کے بعض مخاطبات میں موافقت پائی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہی علامت ان کی حکومت کے آخر تک برقرار رہی۔

فتنہ غمارہ:.....۶۲ھ میں خلیفہ ابو یعقوب نے غمارہ کے پہاڑوں کی طرف اس وقت کوچ کیا جب وہاں پر فتنہ وفساد برپا ہوا، جس کا بڑا کردار سبع بن منغفاذ نے ادا کیا، اور اس فتنہ میں ان کے پڑوسی صنہاجہ نے ان سے مقابلہ کیا تھا، امیر ابو یعقوب نے شیخ ابوحفص کی نگرانی کے لئے موحدین کے لشکر کو بھیجا، پھر غمارہ اور صنہاجہ کا فتنہ بڑھ گیا تو امیر ابو یعقوب بنفس نفیس ان کے مقابلہ کے لئے نکلا اور ان پر حملہ کر کے ان کو جڑ سے اکھاڑ دیا اور سبع بن مفغفاذ کو قتل کر کے ان کی بیماری اور فساد کو ختم کر کے رکھ دیا، اور اپنے بھائی سید ابوعلی الحسن کو سبتہ اور باقیماندہ علاقوں پر حاکم بنایا۔ ۶۳ھ میں موحدین نے تجدید بیعت اور امیر المومنین کے لقب پر اجتماع کیا اور اس نے افریقی عربوں کو جنگ کی دعوت اور ترغیب دی اور ان کی طرف ایک قصیدہ اور خط لکھا جو لوگوں میں مشہور ہے اور انہوں نے جو جواب دیا اور اس کے پاس وفد بھیجا وہ بھی معروف ہے۔

اندلس کے حالات:.....جب عدوہ کی حکومت خلیفہ ابو یعقوب کی امارت میں منظم ہوگئی تو اس نے اپنی توجہ اندلس اور جہاد کی طرف کردی اور اسے دشمن کی غداری کی خبر ملی، اللہ تعالیٰ نے اس دشمن کو ترجالہ شہر میں، پھر یابرہ شہر میں، پھر شبرینہ کے قلعہ میں، پھر بطلیوس کے قریب قلعہ جلمانیہ میں پھر بطلیوس شہر میں ہلاک کیا۔ ابو یعقوب نے شیخ ابوحفص کو موحدین کی فوج کے ساتھ بھیجا اور وہ ۶۴ھ بطلیوس کو محاصرہ سے بچانے کے لئے نکلا اور جب وہ اشبیلیہ میں پہنچا تو اس کو اطلاع ملی کہ موحدین نے بطلیوس کے مقام پر ابن الرنک کو شکست سے دوچار کیا ہے جس نے ابن اذفونش کی مدد سے ان کا محاصرہ کر رکھا تھا ابن الرنک ان کے قبضہ میں قیدی بن کر آ گیا ہے اور جراندہ الجلیقی ''حصنہ'' کی طرف بھاگ نکلا ہے تو شیخ ابوحفص نے قرطبہ جانے کا ارادہ کیا اور ابراہیم بن ھمشک نے جیان سے اپنی اطاعت اور ابن مردنیش کو چھوڑ دینے اور اپنے اکیلا ہوجانے کی اطلاع بھیجی، کیونکہ ابراہیم اور ابن مردنیش کے درمیان بغض اور فساد پیدا ہوگیا تھا۔ ابن مردنیش نے ابراہیم کے ساتھ جنگ کا اصرار کیا، اور بار بار اس سے لڑائی کی تو اس نے ابوحفص کو اپنی اطاعت کی اطلاع کردی، اور شیخ ابوحفص نے یہ بات خلیفہ کو لکھ بھیجی، اور دربار خلافت میں اندلس کے اطراف میں نصاریٰ کے فتنہ وفساد کی بھی اطلاع کردی، اور اپنے بھائی اور اس کے وزیر ابوحفص کو موحدین کے لشکر کے ساتھ جلدی سے روانہ کیا، اور مراکش سے ۶۵ھ میں نکلا اور اس کے ساتھ اس کا بھائی السید ابوسعید بھی دوسرے موحدین کیساتھ شریک تھا یہ اشبیلیہ پہنچ کر اپنے بھائی ابوسعید کو بطلیوس بھیجا اور اس نے طاغیہ سے صلح کرلی، اور واپس لوٹ آیا اور پھر یہ سب مرسیہ کی طرف چلے گئے اور ابن ھمشک بھی ان کے ساتھ تھا، ان سب نے ابن مردنیش کا محاصرہ کرلیا، اور اہل ورقہ نے موحدین کی دعوۃ پر حملہ کردیا سید ابوحفص نے مرسیہ پر قبضہ کرلیا، اس کے بعد ''بسط'' شہر کو بھی فتح کرلیا اور اس کے چچازاد محمد بن مردنیش کے حاکم نے اطاعت کو اختیار کرلیا جس کی وجہ سے اس کا ایک بازو بچھڑ گیا یعنی اس کے معاونین میں کمی آ گئی۔

مراکش میں خلیفہ کو اطلاع ہوگئی تو اس کے پاس افریقہ سے حاکم بجایہ ابوزکریا اور حاکم تلمسان سید ابوعمران کی قیادت میں عربوں کے گروہ در گروہ آنے لگے، اور ان کی آمد جمعہ کے دن ہوئی، تو یہ ان کے ساتھ اور باقیماندہ جماعتوں کے ساتھ ملا، اور اندلس کی طرف چل نکلا، اور مراکش پر اپنے بھائی سید ابوعمران کو اپنا جانشین بنایا پس ۶۷ھ میں قرطبہ میں پڑاؤ ڈالا۔ پھر اشبیلیہ کی طرف کوچ کر گیا اور اس جگہ سید ابوحفص نے جنگ سے لوٹتے ہوئے اس کے ساتھ ملاقات کی، اور جب ابن مردنیش کا محاصرہ طویل ہوگیا تو اسے شک ہوگیا اور اس نے ان سب پر حملہ کردیا، اور اس کے بھائی ابوالحجاج نے اطاعت کو جلدی سے قبول کرلیا اور اس کا انتقال اسی سال رجب کے مہینے میں ہوا۔ اور اس کا بیٹا ہلال اطاعت میں داخل ہوگیا، اور سید ابوحفص مرسیہ کی طرف سے گیا اور اس میں داخل ہوگیا، اور ہلال اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلا اور اس نے اسے خلیفہ کی طرف اشبیلیہ بھیج دیا۔

ہلال بن مردنیش کی خلیفہ کی بیٹی سے شادی:.....پھر خلیفہ دشمن کے شہروں کی طرف جنگ کرتا ہوا گیا اور ''وبدۃ'' کے مقام پر کئی روز ٹھہرا رہا، اور پھر وہاں سے مرسیہ کی طرف چلا گیا، اور پھر اس کے بعد ۶۸ھ میں اشبیلیہ کی طرف واپس لوٹ آیا اور ہلال بن بردنیش کو اپنے ساتھ رکھا اور اس کو اپنا داماد بنالیا، اور اپنے چچا یوسف کو بلنسیہ پر حاکم بنادیا اور اپنے بھائی السید ابوسعید کے سر پر غرناطہ کا تاج رکھ دیا پھر اس کو اطلاع ملی کہ دشمنوں نے قومس الادرب کے ساتھ مسلمانوں کے شہروں کی طرف خروج کیا ہے، پس وہ ان سے مقابلہ کرنے کے لئے نکلا اور قلعہ ریاج کی جانب میں ان پر حملہ کردیا

اور ان میں خوب خونریزی کی اور اشبیلیہ کی طرف لوٹ آیا، اور ''القلعہ'' کے مقام پر قلعے تعمیر کرنے کا حکم دیا، تاکہ اس کے اطراف کو محفوظ کر سکے یہ قلعہ اس وقت سے بے آباد پڑا تھا جب ابن حجاج کی کریب بن خلدون کے ساتھ مورہ کے مقام پر لڑائی ہوئی تھی، اور از مان المنذر بن محمد اور اس کا بھائی عبد اللہ بنو امیہ کے امراء میں سے تھے۔

سید ابوحفص کا انتقال: ...... پھر ابن اذفونش نے بغاوت کر کے مسلمانوں کے شہروں پر حملہ کر دیا تو خلیفہ نے فوج کو اکٹھا کیا اور سید ابوحفص کو اس کی طرف بھیجا تو اس نے اس کے ساتھ اس کے گھر کے صحن میں لڑائی کی اور قنطرۃ السیف کو فتح کر لیا، اور ہر طرف اس کی فوج کو شکست دی، پھر خلیفہ نے اشبیلیہ سے ۵۷۱ھ میں مراکش کی طرف رخت سفر باندھا اور اس کو اندلس کی طرف گئے ہوئے پانچ سال ہو چکے تھے اور قرطبہ پر اپنے بھائی الحسن کو حاکم بنایا اور اشبیلیہ پر اپنے بھائی علی کو حکمران بنا دیا اور مراکش میں طاعون پھوٹی جس کے نتیجے میں سادات میں سے ابوعمران، ابوسعید اور ابوزکریا ہلاک ہو گئے اور شیخ ابوحفص قرطبہ سے آتے ہوئے راستے میں انتقال کر گیا اور ''سلا'' کے مقام پر مدفون ہوا۔

خلیفہ نے اپنے دونوں بھائیوں السید ابوعلی اور السید ابوالحسن کو بلا بھیجا، اور ابوعلی کو سجلماسہ پر حاکم مقرر کر دیا، اور ابوالحسن قرطبہ کی طرف واپس لوٹ گیا، اور اپنے سید ابوحفص کے دونوں بیٹوں میں ابوزید کو غرناطہ پر اور ابومحمد عبداللہ کو مالقہ پر حاکم بنایا، اور ۵۷۳ھ میں اپنے وزراء پر بنی جامع میں حملہ کر دیا اور ان کو ''ماردۃ'' کی طرف جلاوطن کر دیا اور ۵۷۵ھ میں غانم بن محمد بن مردنیش کو بحری بیڑے کا امیر بنایا اور اسے جنگ کے لئے اشبونہ بھیج دیا، اس نے وہاں پر غنیمت حاصل کی اور واپس آ گیا اور اسی سال میں اس کے بھائی السید الوزیر ابوحفص کا جہاد میں شجاعت دکھانے کے بعد اور دشمن کو خوب قتل کرنے کے بعد انتقال ہو گیا اور اس کے دو بیٹے اندلس سے آئے اور خلیفہ کو طاعنہ کی بغاوت کی خبر دی، اور اس نے جہاد کا ارادہ کر لیا اور افریقہ کے عربوں سے جہاد کی استدعا کرنے لگا۔

قفصہ کی بغاوت اور رجوع: ...... علی بن معز جو طویل کے نام سے معروف تھا اور اس کا تعلق بنی الرند کی اولاد سے تھا جو قفصہ کا شاہی خاندان تھا، اس نے ۵۷۵ھ میں بغاوت کر دی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں، خلیفہ کو اس کی اطلاع ملی تو وہ مراکش سے تیزی کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کے ارادے سے آیا اور بجایہ کی طرف چلا گیا، علی بن المنتصر جس کو عبدالمومن نے قفصہ سے معزول کیا تھا اس کی خلیفہ کے پاس یہ رپورٹ پہنچی کہ وہ اپنے باغی رشتہ دار سے رابطہ کئے رکھتا ہے اور عربوں کو خطاب کرتا ہے خلیفہ نے اس کو گرفتار کر لیا، اور اس کے پاس اس رپورٹ کے گواہ اس کی تقاریر اور خطبات تھی، پس جو کچھ اس کے پاس تھا وہ اس سے چھین لیا اور قفصہ کی طرف چل نکلا اور وہاں پر جا کر پڑاؤ ڈالا، اور اس کے پاس عربوں کے ریاح قبیلہ کے شیوخ وفد بن کر آئے اور اطاعت کا اعلان کیا اس نے ان کی اطاعت کو قبول کر لیا اور اس نے علی بن المعز کی دستبرداری تک قفصہ کا محاصرہ کئے رکھا اور وہ تونس واپس لوٹ گیا اور عربی لشکروں کو مغرب کی طرف بھیجا افریقہ اور الزاب پر اپنے بھائی سید ابوعلی کو اور بجایہ پر سید ابوموسیٰ کو حاکم بنایا اور الحضرۃ کی طرف خود واپس آ گیا۔

معاودۃ الجہاد'' جہاد کا تسلسل: ...... جب خلیفہ ۵۷۷ھ میں قفصہ کی فتح سے واپس آیا تو اس کا بھائی السید ابواسحٰق اشبیلیہ سے اور السید ابوعبدالرحمٰن یعقوب مرسیہ سے اور تمام موحدین اور اندلس کے رؤساء اس کو مبارکباد دینے کے لئے وفد بن کر آئے اس نے ان کے ساتھ اکرام کا سلوک کیا اور وہ اپنے شہروں کو واپس لوٹ گئے، اسے اس کی اطلاع ملی کہ محمد بن یوسف بن وانودین اشبیلیہ سے موحدین کے ساتھ دشمن کے علاقے میں گیا ہے تو وہ ''یابرہ'' شہر میں آیا اور وہاں پر حملہ کر کے اس کے اردگرد کو غنیمت بنالیا اور اس کے بعض قلعوں کو فتح کرتا ہوا واپس آیا، اور پھر اشبیلیہ کی طرف واپس گیا اور اشبیلیہ میں بحری بیڑے کے سالار عبداللہ بن اسحاق بن جامع نے اہل اشبونہ کے بحری بیڑے سے سمندری لڑائی لڑی اور ان کو شکست فاش سے دوچار کیا اور غنیمتوں کے ساتھ ساتھ قیدیوں اور بیس جاگیروں کو بھی اپنے قبضے میں لے لیا۔ پھر اس کو خبر ملی کہ اذفونس بن شانجہ نے قرطبہ میں پڑاؤ ڈال رکھا ہے اور غرناطہ، نردہ اور مالقہ کی طرف تباہی پھیلائی ہے، پھر خلیفہ نے استجہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا اور شنغیلۃ کے قلعوں پر قبضہ کر لیا اور وہاں پر نصاریٰ کو آباد کیا اور واپس آ گیا، سید ابواسحٰق باقی لوگوں کے ساتھ جنگ کے لئے نکلا اور قلعہ میں چالیس روز تک قیام کیا پھر اس کو خبر ملی کہ اذفونش نے طلیطلۃ سے اس کی مدد کے لئے خروج کیا ہے تو وہ واپس لوٹ آیا، اور محمد بن یوسف بن وانودین اشبیلیہ سے موحدین کے لشکروں کے ساتھ نکلا اور طلبیرہ جا ٹھہرا، اور جب

اہل طلبیرہ اس کی طرف نکلے تو اس نے ان پر حملہ کر دیا اور غنائم لے کر واپس لوٹ آیا، پھر خلیفہ ابو یعقوب نے دوبارہ جہاد کرنے کا ارادہ کیا اور اندلس پر اپنے بیٹوں کو حاکم بنایا اور انہیں فوج اکٹھی کرنے کے لئے آگے بھیجا، اور اپنے بیٹے ابو اسحٰق کو پہلے کی طرح اشبیلیہ پر حاکم بنایا اور اپنے بیٹے ابو یحییٰ کو قرطبہ پر اور اپنے بیٹے ابو زید الحرضانی کو غرناطہ پر اور اپنے لڑکے سید ابو عبداللہ کو مرسیہ پر حاکم مقرر کیا اور خود ۵۷۹ھ میں سلا کی طرف نکل گیا، اور وہاں پر اس کی ملاقات ابو محمد بن ابی اسحاق بن جامع کے ساتھ عربوں کے لشکروں سمیت افریقہ سے آتے ہوئے ہوگئی، اور یہ فاس کی طرف چل پڑا۔ اور اپنی ہراول فوج میں هنتاتہ، ینتملل اور عربوں کے دستے کو بھیجا اور صفر ۵۸۰ھ میں سبتہ سے سمندر کو پار کر کے جبل الفتح میں اترا اور پھر اشبیلیہ کی طرف گیا جہاں اس کی ملاقات اندلس کی فوج سے ہوگئی، اور اس نے محمد بن وانودین سے ناراض ہو کر اسے غافق کے قلعوں کی طرف جلا وطن کر دیا اور خود جنگ کرتا ہوا شنترین پہنچا اور چند ایام اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر اس کے محاصرہ کو چھوڑ دیا اسی روز لوگ وہاں سے جانے لگے اور نصاریٰ جب قلعہ سے باہر آئے تو خلیفہ کو تیار نہ پایا تو اس نے اور اس کے جو ساتھی وہاں موجود تھے انہوں نے جہاد کا ارادہ کیا اور شدید جھڑپ کے بعد واپس آ گئے۔ اور اس دن خلیفہ کا انتقال ہو گیا، کہا جاتا ہے کہ اسے گھمسان کی جنگ میں ایک تیر آ لگا اور بعض نے کہا کہ اسے ایک بیماری لگ گئی تھی (عفا اللہ عنہ)

خلیفہ کے بیٹے یعقوب المنصور کی حکومت:...... جب خلیفہ ابو یعقوب کا انتقال ۵۸۰ھ میں شنترین کے قلعہ میں ہو گیا تو اس کے بیٹے یعقوب کی بیعت کی گئی اور وہ لوگوں کو ساتھ لے کر اشبیلیہ واپس آیا اور بیعت کو مکمل کیا اور ابو محمد عبد الواحد بن ابی حفص کو وزیر بنایا، اور لوگ اس کے بھائی السید ابو یحییٰ کے ساتھ جنگ کے لئے نکلے اور اس نے بعض قلعوں پر قبضہ کر لیا اور کفار کے شہروں میں قتل وقتال کا بازار گرم کر دیا، پھر سمندر عبور کر کے ''الحضرۃ'' پہنچ گیا، تو اس کے ساتھ ''قصر مصمودہ'' میں السید ابو زکریا بن السید ابو حفص زغبہ کے مشائخ کے ساتھ تلمسان سے آتے ہوئے مل گیا، اور یہ مراکش چلا گیا اور وہاں پر جا کر برے کاموں کو ختم کیا اور عدل وانصاف کا بول بالا کیا اور احکام کے نفاذ میں مشغول ہو گیا اور اس کے دور حکومت میں ابن غانیہ کی شان اور حالئی واقعات میں سے سب سے پہلا واقعہ تھا۔

ابن غانیہ کے حالات کا بیان:...... جب دشمن نے جزیرہ میورقہ پر غلبہ پالیا اور اس کا والی ہلاک ہو گیا تو علی بن یوسف بن تاشفین مشیر مجاہد کے ساتھیوں میں تھا، اور میورقہ کے باشندے بغیر بادشاہ کے باقی رہ گئے اور مبشر نے علی بن یوسف کی طرف قاصد بھیجا، حالانکہ دشمن اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھا، پھر جب جزیرہ میورقہ پر دشمن نے قبضہ کر لیا اور اسے لوٹا اور جلایا اور تباہ و برباد کیا تو اس نے علی بن یوسف کو اس کا والی بنا کر بھیجا اور انور بن ابو بکر لمتونہ کے جری جوانوں میں سے تھا خلیفہ نے اس کے ساتھ اپنے لشکر کے پانچ سو گھوڑ سوار بھیجے، اس کی غضبناکی نے انہیں خوفزدہ کر دیا اور سمندر سے دور ایک دوسرا شہر بنانے کا ارادہ کیا لیکن انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا، تو اس نے ان کے ایک سردار کو قتل کر دیا تو وہ اس پر حملہ آور ہوئے اور اس کو قید کر دیا، اور یہ علی بن یوسف کی طرف اس کو لے گئے تو علی نے ان کو اس سے نجات دی اور ان پر محمد بن علی ابن یحییٰ المسوفی کو حاکم بنایا جو ''ابن غانیہ'' کے ساتھ مشہور تھا، اور اس کا بھائی یحییٰ اندلس کے مغرب پر امیر تھا، اور اشبیلیہ میں آیا ہوا تھا، اور اس کے بھائی محمد کو قرطبہ پر عامل مقرر کیا اور علی بن یوسف نے اس کو خط لکھا اور محمد کو میورقہ کی طرف بھیجنے کا حکم دیا، اس کے نتیجے میں محمد نے قرطبہ سے میورقہ کی طرف سفر کیا اور اس کے ساتھ اس کی اولاد عبداللہ، علی اسحاق، زبیر، ابراہیم اور طلحہ سعی تھے، اور عبداللہ اور اسحاق اپنے چچا یحییٰ کی پرورش میں تھے اور چچا نے ان دونوں کو متبنّیٰ یعنی منہ بولا بیٹا بنا لیا، اور جب محمد بن علی بن غانیہ میورقہ پہنچا تو انور کو گرفتار کر لیا اور اسے ہتھکڑیاں لگا کر مراکش کی طرف بھیج دیا، اور وہ دس سال تک اس حالت میں رہا۔

یحییٰ بن غانیہ اور علی بن یوسف کا انتقال اور لمتونہ کی حکومت کا خاتمہ:...... اور یحییٰ بن غانیہ وفات پا گیا، اور اس نے اپنے محمد کے بیٹے عبداللہ کو غرناطہ کا والی بنایا تھا اور اپنے بھائی اسحاق بن محمد کو قرمونہ کا حاکم مقرر کیا تھا، پھر علی بن یوسف انتقال کر گیا اور لمتونہ کی حکومت کمزور پڑ گئی اور ان پر موحدین غالب آ گئے اس کے بعد محمد نے اپنے دونوں بیٹوں عبداللہ اور اسحاق کو بھیجا اور وہ دونوں اس کے پاس بحری بیڑے میں آ گئے اور لمتونہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

محمد کی اپنے بیٹے کو وصیت اور محمد کا خلیفہ کا مطیع بن جانا اور ابن غانیہ کا بلاد الجرید میں آمد اور شہروں پر قبضہ:...... محمد نے اپنے بیٹے عبداللہ کو وصیت کی اور اس کے بھائی اسحاق نے اس کے ساتھ باہم مقابلہ کیا اور لمتونہ کی ایک جماعت کو اس کے قتل کرنے کے لئے داخل کیا تو اس

جماعت نے اس کواوراس کے باپ محمد کوقتل کر دیا، پھران سب نے مل کر اسحاق پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو اسحاق نے ان پر شک کا اظہار کیا اور سمندری فوجوں کے امیر لب بن میمون نے ان کے معاملہ میں مداخلت کر دی، اوران پر اچانک حملہ کر کے ان کو گھروں میں بند کر کے قتل کر دیا، اور اسحاق کی بیعت ۵۴۶ھ میں مکمل ہوگئی، اور یہ اسحاق میورقہ کا امیر بن گیا، سب سے پہلے تعمیر اور شجرکاری کی طرف متوجہ ہوا اور لوگ اس کی بری حکومت کی وجہ سے اس سے تنگ آ گئے، اوراس سے لب بن میمون بھاگ کر موحدین کی طرف چلا گیا، پھر آخر میں جنگ کی طرف واپس آ گیا اور وہ خلیفہ ابو یعقوب کے لئے قیدی اور ایلچی بھیجتا تھا یہاں تک کہ ۵۸۰ھ میں خلیفہ کی وفات سے پہلے فوت ہوگیا، اور اپنے پیچھے تیرہ بیٹے چھوڑے جن کے نام یہ ہیں، محمد، علی، یحییٰ، عبداللہ، الغازی، سیر، منصور، جبارۃ، تاشفین، طلحۃ، عمر، یوسف اور حسن، اوراس کا بیٹا محمد حکمران بنا۔ اور خلیفہ ابو یعقوب کی طرف اپنی اطاعت کا پیغام بھیجا، خلیفہ نے علی بن الزبرتیر کواس کی اطاعت کے امتحان کے لئے بھیجا، اوراس بات کواس کے بھائیوں نے محسوس کر لیا۔ اوران کو خلیفہ کے انتقال کی خبر بھیجی اوراس کے بیٹے منصور کی حکمرانی کی جب اطلاع ملی تو انہوں نے ابن الزبرتیر کو گرفتار کر لیا اوران کے بحری بیڑے میں سوار ہو کر بجایہ کی طرف چلے گئے اوراس نے اپنے بھائی طلحہ کو میورقہ کا حاکم مقرر کیا۔ اوراپنے بحری بیڑے میں رات کے وقت بجایہ آیا اوراس وقت السید ابوالربیع اور سید ابو موسیٰ عمران بن عبدالمومن حاکم افریقہ کو گرفتار کر لیا، اوراپنے بھائی یحییٰ کو حاکم مقرر کر کے خود الجزائر کی طرف روانہ ہوا اور جا کر اسے فتح کر لیا اور وہاں پر اپنے بھائی طلحہ کے بیٹے یحییٰ کو حاکم بنایا اوراس کوابن غانیہ کے خلاف جنگ کا امیر مقرر کر دیا اور بحری بیڑوں کی قیادت کے لئے محمد بن ابی اسحاق بن جامع کو مقرر کیا، اوراس کی نگرانی کے لئے ابو محمد عطوش اور احمد الصقلی کو مقرر کیا، سید ابوزید تلمسان پہنچ گیا اوران دنوں سید ابوالحسن تلمسان کا والی تھا، اوراس نے تلمسان کی حفاظت کے لئے بڑا اچھا انتظام کیا تھا۔ پھر وہ اپنی فوج کے ساتھ تلمسان سے کوچ کر گیا اور رعایا میں عام معافی کا اعلان کر دیا۔

اہل ملیانہ نے ابن غانیہ پر حملہ کر کے اسے شہر سے باہر نکال دیا، اور بحری بیڑوں نے الجزائر کی طرف پیش قدمی کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور یحییٰ بن طلحہ کو گرفتار کر لیا، اور بدر بن عائشہ کو ''ام العلوٗ'' سے لایا گیا اوران سب کو ''شلف'' کے مقام پر قتل کر دیا گیا، اور احمد الصقلی جو بحری بیڑے کا سالار تھا، اس نے بجایہ کی طرف پیش قدمی کی اوراس پر قبضہ کر لیا، یحییٰ بن غانیہ اپنے بھائی علی سے قسطنطنیہ کے محاصرے کے وقت ملا، اوراس کو محاصرہ سے ہٹا دیا اور سید ابوزید ''تکلات'' پہنچ گیا اور السید ابوزید اس کی قید سے نکل گیا اور وہاں پراس سے ملا پھر دشمن کی تلاش میں نکل پڑا اور قسطنطنیہ کو چھوڑ کر صحرا کی طرف چلا گیا، اور موحدین نے اس کی پناہ گاہ ''ونقاوس'' تک اس کا پیچھا کیا پھر بجایہ کی طرف واپس آ گئے، اور سید ابوزید بجایہ میں ٹھہر گیا اور علی بن غانیہ نے قفصہ کا ارادہ کیا اوراس پر قبضہ کر لیا، اور توزر میں پڑاؤ ڈالا مگر اسے کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ اور طرابلس چلا گیا، اور غزی الصنہاجی نے ابن غانیہ کی فوج سے بعض قبائل عرب کے ساتھ نکل کر ''اشیر'' پر قبضہ کر لیا، اور سید ابوزید نے ان کی طرف اپنے بیٹے ابوحفص عمر کو بھیجا اوراس کے ساتھ غانم بن مردنیش بھی شریک تھا۔ انہوں نے غزی الصنہاجی اوراس کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا اوران کے ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا، غزی قتل ہوگیا اوراس کا سر بجایہ میں لا کر نصب کر دیا گیا، اوراس کا سید ابوحفص کے ساتھ اس کے بھائی عبداللہ نے ملاقات کی، اور بنوحمدون پر ابن غنیۃ کے معاملہ میں شرکت تہمت کی وجہ سے ان کو بجایہ سے ''سلا'' کی طرف جلاوطن کر دیا گیا، اور خلیفہ نے السید ابوزید کو بجایہ سے بلایا۔ اوراس کی جگہ سید ابوعبداللہ کو حاکم مقرر کیا، اور الحضرہ کی طرف لوٹ آیا اور اسی دوران اس کو یہ اطلاع ملی کہ ابن الزبرتیر نے میورقہ پر قبضہ کر لیا، اوراس کے واقعات میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ امیر یوسف بن عبدالمومن نے اسے بنی غانیہ کواپنی حکومت کی طرف دعوت دینے کے لئے میورقہ بھیجا، کیونکہ ان کے بھائی محمد نے اسی معاملے میں اسی طرح کی گفتگو کی تھی تو جب ابن الزبرتیر ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے اپنے بھائی پراس کی حالت کو تبدیل کر دیا اور اکٹھے ہو کر اسے گرفتار کر لیا۔ اوراپنے حکمران بھائی علی کو بنایا اور بحری بیڑوں پر بیٹھ کر بجایہ کی طرف چلے گئے، پھر جب فضا ان لوگوں سے خالی ہوگئی تو ابن الزبرتیر نے اپنے معاملہ میں غور وفکر کیا اور العلوج میں سے ان کے موالی نے اسے اس کی قید سے رہائی دلانے کے لئے مداخلت کی کہ وہ ان کے اہل وعیال سمیت ان کے علاقے تک ان کو آزاد کر دے تو اس نے ان کی مراد کو پورا کر دیا، اور قفصہ پر بغاوت کر کے محمد بن ابی اسحاق کو قید کی جگہ سے چھڑوایا اور سارے کے سارے حضرۃ میں جمع ہوگئے، علی بن غانی کو طرابلس میں اپنی قیام گاہ پر خبر ملی، تو اس نے اپنے بھائی عبداللہ کو صقلیہ بھیج دیا، اور وہ صقلیہ سے سوار ہو کر میورقہ گیا اوراس کی کسی بستی میں پڑاؤ ڈالا، اور شہر پر قبضہ کرنے کے لئے حیلہ بازی سے کام لیا اور آخرکار شہر پر غالب آ گیا، اوراس نے فتنہ کی آگ افریقہ میں بھڑکا دی، اور علی بن غانیہ بلاد الجرید پہنچا اوراس کے اکثر حصے پر قبضہ کر لیا۔

ابن غانیہ کے قبضہ کی منصور کو اطلاع، ابن غانیہ کی فوجوں کو شکست، اور ملثمین کا قتل: ...... جب قفصہ پر ابن غانیہ کے قبضہ کی خبر منصور کو پہنچی وہ مراکش سے ۸۲ھ میں نکلا اور فاس پہنچ کر آرام کیا، اور "رباط تازی" کی طرف چل پڑا، پھر وہاں سے "القلعہ" گیا اور پھر تونس روانہ ہو گیا، ابن غانیہ کے پاس جو اعراب اور ملثمین تھے ان سب کو اس نے جمع کیا اور حاکم طرابلس قرقش الغزی بھی اس کے پاس آ گیا تھا، منصور نے سید ابو یوسف ابن سید ابوحفص کی حفاظت کے لئے اپنے لشکر بھیجے، اور سید ابو یوسف نے ان کے ساتھ عمرہ کے مقام پر جنگ کی، اور موحدین کی فوج تباہ حال ہوگئی، اور علی بن الزبرتیر اور ابوعلی بن یغمور کے قتل ہونے سے جنگ ختم ہوگئی اور وزیر عمر بن ابی زید گم ہو گیا، اور انکا ایک دستہ قفصہ پہنچ گیا، اور ان میں خوب خون ریزی کی، اور باقی لوگ جان بچا کر تونس کی طرف بھاگ گئے اور منصور ان واقعات میں ہونے والے نقصان کی تلافی کے لئے نکلا اور قیروان جا اترا، اور پھر جلدی سے العامۃ کی طرف گیا اور فریقین نے آپس میں مشورہ کیا اور آگے بڑھے تو ابن غانیہ اور اس کی فوجوں کو شکست سے دوچار کیا، اور ابن غانیہ معرکہ سے اپنی جان بچا کر بھاگ نکلا اور اس کا ساتھی قراقس بھی اس کے ساتھ تھا، اور ابن غانیہ کے بہت سے ساتھیوں کو بھی قتل کر دیا، اور منصور نے قابس پر حملہ کر کے اس کو فتح کر لیا، اور ابن غانیہ کے رشتہ داروں اور اس کی دو بیویوں کو سمندری راستے سے تونس کی طرف منتقل کر دیا اور خود منصور نے توزر کا رخ کیا اور اس کو فتح کرنے کے بعد اس کو وہاں پر جو ملا اس کو قتل کر دیا، پھر قفصہ کی طرف واپس آ کر کچھ دن تک ان سے لڑتا رہا یہاں تک کہ ان لوگوں نے اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا، اور منصور نے اہل شہر کو امان دی اور قراقس کے ساتھیوں کو جلاوطن کر دیا اور تمام ملثمین اور ان کے مددگار لشکروں کو قتل کر ڈالا اور شہر کی فصیلوں کو گرا دیا اور خود تونس کی طرف واپس آیا، اور سید ابوزید کو افریقہ کا حاکم بنا کر ۸۴ھ میں مغرب کی طرف لوٹ گیا اور مہدیہ کے قریب سے گزرا اور "تاہرت" کے راستے پر چلا گیا، اور بنی توجین کا امیر عباس بن عطیہ تلمسان کی طرف اس کا رہبر تھا، اور اس کے چچا سید ابواسحٰق نے کسی بات کی وجہ سے (جو اس کو پہنچی تھی اور اس کو یاد تھی) اس کو تلمسان سے ایک طرف ہٹا دیا، پھر اس نے مراکش کی طرف رخت سفر باندھا، پھر اس کو خبر ملی کہ اس کے بھائی سید ابوحفص حاکم مرسیہ، جس کا لقب رشید تھا، اور اس کے چچا سید ابوالربیع حاکم تادلا کو جب عمرہ کی جنگ کی خبر ملی تو انہوں نے خلافت پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا ہے جب وہ دونوں اس کے پاس مبارکباد دینے آئے تو اس نے فاتح فوج کو ان کی گرفتاری کا حکم دیدیا اور پھر ان دونوں کو قتل کر دیا اور السید ابوالحسن بن سید ابوحفص کو بجایہ پر حاکم بنا دیا، اور یحیٰ بن غانیہ نے قسطنطنیہ کا ارادہ کیا تو سید ابوالحسن نے بجایہ سے اس پر حملہ کر کے اس کو شکست دی اور قسطنطنیہ میں داخل ہو گیا، اور ابن غانیہ بسکرہ کی طرف چلا گیا اور جا کر اس کے نخلستان کو کاٹ ڈالا اور اس کو بزور بازو فتح کر لیا، پھر اس (ابن غانیہ) نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا لیکن اس میں کامیابی حاصل نہ کر سکا اور پھر بجایہ کا سفر کر کے اس کا محاصرہ کر لیا، اور اس نے جو فساد اور خرابی پھیلائی اس کا ہم انشاء اللہ تذکرہ کریں گے، (واللہ اعلم)

ابن غانیہ کی لڑائی کے واقعات: ...... جب شلب کے مرکز پر دشمن کے غلبے کی خبر اور اشبیلیہ کے مقام پر لشکر کے اوپر حملے کی خبر اور چھوٹے چھوٹے لشکروں کے گردونواح پر حملے کی خبر اور بہت سارے بجایہ کے قلعوں کو فتح کرنے کی خبر منصور کو پہنچی تو اس کے ساتھ سید ابو یوسف بن ابی حفص حاکم اشبیلیہ نے گفتگو کی، اور لوگوں کو جہاد پر آمادہ کیا، اور ۸۶ھ میں قصر مصمودہ کی طرف نکلا اور وہاں پر جا کر آرام کیا اور طرش کے قلعہ پر حملہ کیا اور اس کو فتح کر لیا اور پھر لوٹ کر اشبیلیہ آ گیا، پھر ۸۷ھ میں اشلب کے محلات پر حملہ کیا اور اس کو فتح کر لیا اور اپنے راستے میں ایک دوسرے قلعے کو فتح کرنے کے بعد ابن وزیر اس کے پاس آیا، پھر اپنی جنگ مکمل کرنے کے بعد اس کے سامنے واپس آ گیا اور اپنے بیٹے ناصر کے لئے وصیت لکھی، اور اس کے پاس ۸۸ھ میں حاکم افریقہ سید ابوزید آیا، اور اس کے ساتھ مشائخ عرب میں سے ہلال اور سلیم بھی تھے، اس نے ان دونوں کے ساتھ حسن سلوک اور اکرام کا معاملہ کیا اور ان کے وفود اپنے شہروں کو لوٹ گئے، پھر منصور کو ۹۰ھ میں ابن غانیہ کے افریقہ میں فساد مچانے کی اطلاع ملی تو منصور نے اس کی طرف نکلنے کا ارادہ کر لیا اور مکناسہ تک جا پہنچا، پھر اس کو وہاں اندلس کے اہم معاملے کی خبر ملی تو اس نے اپنا رخ اندلس کی طرف پھیر دیا اور ۹۱ھ میں قرطبہ پہنچ گیا اور وہاں پر تین دن تک آرام کیا۔

ناصر کی جنگوں کے حالات: ...... ناصر کو جب یہ اطلاع ملی کہ دشمن بلنسیہ کے اکثر قلعوں پر قابض ہو گیا ہے تو یہ بات ناصر کے قلق اور اضطراب کا باعث بنی اور اس نے شیخ ابومحمد بن ابوحفص کو خط لکھ کر جنگ کے بارے میں مشورہ کیا اس نے جنگ سے انکار کیا اور یہ اس کا مخالف بن گیا اور ۹۰ھ میں

مراکش سے نکل گیا، اور اشبیلیہ جا کر ٹھہرا اور جنگ کی تیاری شروع کر دی پھر اشبیلیہ سے نکلا اور ابن اذفونش کے شہروں کا قصد کیا اور قلعہ شلبطرہ اور ثلج کو اپنے راستے میں فتح کر لیا، اور طاغیہ نے قلعہ ریاح میں جنگ کی۔ جہاں یوسف بن قادس مقیم تھا اور طاغیہ نے یوسف کا گلا گھونٹنا چاہا تو وہ مصالحت کرنے پر تیار ہو گیا اور پھر ناصر تک پہنچ گیا اور جا کر اس کو قتل کر دیا اور عقاب نامی معروف جگہ پر جانے کے لئے تیاری کرنے لگا اور طاغیہ نے بھی اس کے لئے تیاری کر لی اور مدد کرنے کے لئے طاغیہ برشلونہ کے مقام پر اس کے پاس آیا، اور مسلمانوں کی پسپائی ہوئی، ۶۹۰ھ میں صفر کے آخر میں مصیبت اور آزمائش میں مسلمان مبتلا ہو گئے، اور پھر مراکش سے واپس پلٹ آیا اور ایک سال بعد شعبان میں فوت ہو گیا اور ابن اذفونش نے اپنے چچازاد البیوج حاکم یموں سے کہا کہ ناصر کی مدد کرے اور مسلمانوں کو شکست سے دوچار کر دے، تو حاکم لیون نے ایسا ہی کیا پھر وہ مسلمانوں کے علاقوں پر غارت گری کی کاروائی کے بعد اندلس واپس چلے گئے اور سید ابوزکریا بن ابی حفص بن عبدالمومن نے اشبیلیہ کے قریب ان سے جنگ کی اور انہیں شکست دی اور مسلمان وہاں پر سر بلند ہوئے اور مسلسل یہی حالت رہی۔

ابن الفرس کا تذکرہ: ...... عبدالرحیم بن عبدالرحمن بن الفرس اندلس کے علماء کے طبقہ سے تعلق رکھتا تھا اور ''المھر'' کے نام سے مشہور تھا، ایک دفعہ وہ منصور کی مجلس میں آیا اور ایسی گفتگو کی جس سے وہ اپنی حکومت کے انجام کے متعلق ڈر گیا اور یہ مجلس سے نکل کر ایک مدت تک روپوش رہا اور منصور کی وفات کے بعد بلاد کزولہ میں ظاہر ہوا اور امامت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا، اور اس بات کا بھی دعویٰ کیا کہ وہ وہی قحطانی ہے جس کا ذکر حضرت نبی اکرم ﷺ کے ارشاد میں ہے فرمایا کہ: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک قحطان سے ایک آدمی نہ نکلے گا جو لوگوں کو اپنے عصا سے چلائے گا اور زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہے۔'' اور اس کی طرف یہ شعر بھی منسوب کئے جاتے ہیں (۱) عبدالمومن بن علی کے بیٹوں سے کہہ دو کہ عظیم حادثہ کے واقع ہونے کی تیاری کر لو (۲) قحطان کا سردار اور عامل آچکا ہے جو بات کی انتہا تک پہنچنے والا ہے اور حکومتوں پر غالب آنے والا ہے (۳) اور لوگ اس کے عصا کے فرمانبردار ہیں اور وہ امر ونہی کے ساتھ ان کو چلانے والا ہے، اور وہ علم وعمل کا سمندر ہے (۴) اور انہوں نے اس کی حکومت کی طرف سبقت کی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا مددگار ہے اور اللہ تعالیٰ ٹیڑھا پن اختیار کرنے والوں کو نا کام کرنے والا ہے۔''

ناصر نے ان کی طرف لشکر بھیجے، جنہوں نے ابن الفرس کو شکست دیدی اور اس کو قتل کر دیا پھر اس کا سر مراکش بھیجا گیا، جہاں اس کو نصب کیا گیا۔

مستنصر بن ناصر کی حکومت: ...... جب محمد الناصر فوت ہو گیا تو ۶۱۱ھ میں اس کے بیٹے یوسف کی بیعت ہوئی جبکہ یوسف کی عمر سولہ سال تھی اور اس کو مستنصر باللہ کا لقب دیا گیا، ابن جامع اور موحدین کے مشائخ نے اس پر غلبہ پالیا اور اس کے معاملے کو سرانجام دینے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے، اور مستنصر باللہ کی کم سنی کی وجہ سے ابو محمد بن شیخ ابو حفص کی افریقہ سے بیعت میں تاخیر ہو گئی، اور وزیر ابن جامع نے حیلہ سازی سے کام لیا، اور عبدالعزیز بن ابی زید حاکم اشغال بھی اس حیلہ سازی میں شریک تھا اور پھر اس کی بیعت پہنچ گئی اور مستنصر باللہ جوانی کے تقاضا کے مطابق تدبیر کرنے سے اعراض کرتا رہا، اور اس نے اپنی حکومت کی عملداریوں پر سادات کو حاکم مقرر کر دیا چنانچہ اس نے منصور کے بھائی سید ابوابراہیم کو فاس کا حاکم مقرر کر دیا جس نے الظاہر کا لقب اختیار کیا اور اس کی کنیت ابوالمرتضیٰ تھی، اور اشبیلیہ پر اپنے چچا سید ابواسحاق الاحول کو حاکم مقرر کیا اور الفنس نے ان قلعوں پر قبضہ کر لیا جن کو موحدین نے چھینا تھا، اور اس پر مستنصر نے اندلس کے محافظوں کو شکست دی اور اس کا قاصد ابن الفخار وفد بن کر آیا ابن جامع نے اس سے صلح کرنے کی تدبیر سوچی تو ابن الفخار نے اس سے صلح کر لی پھر مستنصر نے ابن جامع کو اس وقت وزارت سے ہٹا دیا جب ابن ابی زید فوت ہوا اور اس میں ابوزید بن یوجان کی کوشش بھی شامل تھی، اور ابو یحییٰ الھزرجی کو وزیر بنالیا اور ابوزید بن یوجان کو تلمسان کی حکومت سے معزول کر کے ابوسعید بن المنصور کو وہاں کا حاکم بنا دیا، اور ابوزید کو مرسیہ کی طرف بھیج دیا جسے وہاں قید کر لیا گیا اور منصور کا زمانہ صلح وآشتی سے گزر رہا تھا کہ ۶۱۳ھ میں فاس کے اطراف میں بنو مرین غالب آگئے تو سید ابوابراہیم والی فاس، موحدین کی فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ میں گیا تو انہوں نے اس کو شکست دی اور گرفتار کر لیا پھر بعد میں اسے پہچان کر چھوڑ دیا۔ پھر حاکم افریقہ ابو محمد ابن ابی حفص کے انتقال کی خبر پہنچی تو اس نے منصور کے بھائی ابوعلی کو افریقہ کا حاکم مقرر کر دیا۔ جو اشبیلیہ کا حاکم تھا اس کو معزول کر دیا اور ابن مثنیٰ کی کوششوں سے سلطان کے خاص آدمی کو افریقہ کا حاکم بنایا اور جیسا کہ ہم بنو ابی حفص کے حالات میں ذکر کریں گے، اور پھر فاس کی جانب سے عبیدیوں کا ایک ایک آدمی نکل آیا جو ''عاضد'' کی طرف منسوب تھا اور ''المھدی'' کے نام سے

موسوم تھا، منصور کے بھائی سید ابوابراہیم حاکم فاس نے اپنے پیروکاروں کی طرف پیغام بھیجا، اور ان کے لئے مال و دولت خرچ کیا، تو انہوں نے ''معہدی'' نامی آدمی کو گرفتار کرلیا اور اس کو لیکر سید ابوابراہیم کے پاس آئے تو اس نے اس کو قتل کردیا ۱۹ ھ مستنصر نے اپنے چچا ابومحمد کو جو ''العادل'' کے نام سے مشہور تھا، مرسیہ پر حاکم بنایا اور اس کو غرناطہ سے معزول کردیا، اور ۲۰ ھ میں مستنصر کا انتقال ہوا۔ اور معاملات پیچیدہ ہوگئے جیسا کہ ہم بیان کرینگے۔ (واللہ اعلم)

منصور کے بھائی مخلوع کی حکومت: ...... جب ۲۰ ھ کے اضحیٰ میں مستنصر کا انتقال ہوگیا تو ابن جامع اور موحدین نے جمع ہوکر منصور کے بھائی سید ابومحمد عبدالواحد کی بیعت کرلی، چنانچہ سید ابومحمد نے حکومت کو سنبھالا اور ابن اشرفی سے مال کا مطالبہ کا حکم جاری کردیا، اور اپنے بھائی ابوالعلی کو افریقہ پر نئے سرے سے حکومت قائم کرنے کے لئے لکھا حالانکہ مستنصر نے اس کی معزولی کا اشارہ دیدیا تھا۔ پس اسے مردہ ہونے کی حالت میں حکومت مل گئی، جس کے بعد اس کا بیٹا ابوزید المشمر حکومت پر مستقل طور پر قابض ہوگیا جیسا کہ ہم افریقہ کے حالات میں ذکر کریں گے اور مخلوع نے ابن یوجان کے رہا کرنے کا حکم جاری کردیا، چنانچہ اس نے ابن یوجان کو رہا کردیا۔ پھر ابن جامع نے اسے اس کام سے روکا، اور اس کے بھائی ابواسحاق کو بحری بیڑے میں میورقہ کی طرف جلاوطن کرنے کے لئے بھیجا جیسا کہ المستنصر نے وفات سے پہلے اسے بھیجا تھا، اور مرسیہ کا والی ابومحمد عبداللہ بن المنصور تھا اور ابن یوجان نے اس کو حکومت پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا اور اسے بتایا کہ اس نے خود منصور سے ناصر کے بعد اس کی خلافت کی وصیت کو سنا تھا، اور لوگ ابن جامع کو پسند نہیں کرتے تھے، اور اندلس کے والی بنو منصور نے اس کی بات کو غور سے سنا، اور وہ اپنے چچا کی بیعت میں متردد تھا پس اس نے اپنی طرف دعوت دینی شروع کردی اور اپنا نام عادل رکھ لیا اور اس کے بھائیوں ابوالعلی حاکم قرطبہ، ابوالحسن حاکم غرناطہ اور ابوموسیٰ حاکم مقلقہ نے خفیہ بطور پر اس کی بیعت کرلی، اور ابومحمد بن ابی عبداللہ محمد بن ابی حفص بن عبدالمومن جو کہ ''البیاسی'' کے نام سے معروف تھا، اور حاکم جیان تھا، جب اسے مخلوع نے اپنے چچا ابوالربیع بن ابی حفص کے بدلے میں معزول کردیا تو اس نے باغی ہوکر عادل کی بیعت کرلی، اور عادل کے بھائی ابوالعلی حاکم قرطبہ کے ساتھ اشبیلیہ کی طرف چلا گیا، جہاں پر مخلوع اور منصور کا بھائی عبدالعزیز مقیم تھا، تو ابومحمد ان کی دعوت میں شامل ہوگیا اور البیاسی کا بھائی ابوزید بن ابی عبداللہ بھی عادل کی بیعت سے رکا رہا اور مخلوع کی اطاعت کو مضبوطی سے اختیار کئے رکھا، اور عادل مرسیہ سے نکل کر اشبیلیہ کی طرف چلا گیا اور ابوزید بن یوجان کے ساتھ اشبیلیہ میں داخل ہوگیا، یہ خبر مراکش تک پہنچ گئی اور موحدین کا مخلوع کے بارے میں اختلاف ہوگیا، اور انہوں نے ابن جامع کے معزول کرنے اور اس کو ہسکورہ کی طرف جلاوطن کرنے میں جلدی کی اور ہنتانہ کی حکومت ابوزکریا یحییٰ بن ابی یحییٰ الشہید ابن ابی حفص نے اور تینملل کی حکومت یوسف بن علی نے سنبھال لی، اور بحری بیڑے پر ابواسحٰق بن جامع کو امیر مقرر کردیا، اور عادل نے بحری بیڑے کو بھیجا تاکہ جبرالٹر سے گذرنے نہ دے، اور مخلوع نے ہسکورہ سے نکلتے وقت ابن جامع سے سرگوشی کی کہ وہ اس کے متعلق وہاں سے کوئی حیلہ سازی کرے لیکن اس کی یہ بات پوری نہ ہوسکی اور وہ ایک خفیہ مکان میں ربیع الاول ۲۱ ھ میں قتل ہوگیا اور موحدین نے عادل کی بیعت کرلی۔

عادل بن منصور کی حکمرانی کے حالات: ...... جب عادل کو موحدین کی بیعت اور ابن زکریا ابن الشہید کا قصہ مخلوع کے متعلق خط پہنچا اور اس نے البیاسی کی تبدیلی کے ساتھ اس کا موازنہ کیا تو عادل نے اس کی بغاوت کرکے اپنی طرف دعوت دینی شروع کردیا اور ''الظافر'' کا لقب اختیار کرلیا اور اپنے کام میں مشغول ہوگیا، اور اپنے بھائی ابوالعلی کو محاصرہ کے لئے بھیجا لیکن وہ اسے زیر نہ کرسکا اور بعد میں ابوسعید بن شیخ ابی حفص کو بھیجا لیکن وہ بھی ناکام رہا اور اندلس کے احوال عادل کے خلاف ہوگئے، اور اشبیلیہ و مرسیہ پر نصاریٰ کی لوٹ مار بکثرت ہوگئی حالانکہ وہ خود وہاں پر مقیم تھا اور موحدین کے لشکروں کو طلیطلہ میں شکست کا سامنا کرنا پڑا، اور اس کے خواص نے اسے ابن یوجان کے خلاف بھڑکایا اور اس نے سبتہ کا رخ کیا اور اندلس میں البیاسی کا معاملہ ترقی کرگیا اور نصاریٰ اس کے کام پر غالب آگئے تو عادل نے عدوہ کا رخ کیا، اور اپنے بھائی ابوالعلی کو اندلس پر حاکم بنادیا، اور جب عادل حجاز کے علاقے میں تھا تو اس کے پاس عبو بن ابی محمد بن شیخ ابی حفص نے اس کے پاس آکر اس سے کہا کیف حالک؟ آپ کا کیا حال ہے تو اس نے یہ شعر پڑھا: ''جب ابن منصور کو اس کے حال کا علم ہوگا تو زمانہ اس کے پاس ہمدردی کرتے ہوئے آئے گا۔'' عبو بن ابی محمد نے اس شعر کی تحسین کی اور اسے افریقہ کا حاکم بنادیا اور اپنے چچازاد سید ابوزید کو آنے کے متعلق لکھا، اور وہ ''سلا'' پہنچ گیا اور وہیں مقیم رہا اور حیشم کے شیوخ کے متعلق اطلاع

بھیجی اور ابن یوجان کو امیر الخلط ہلال بن حمیدان بن مقدم کے ساتھ خصوصیت اور اس کی توجہ حاصل تھی، ابن جرمون ''ابوسفیان'' نے پہنچنے میں دیر کی اور خلط اور سفیان کی آپس میں لڑائی شروع ہوگئی، اور عادل نے جلدی سے مراکش کا رخ کیا اور وہاں داخل ہوگیا اور ابوزید بن ابی محمد بن ابی حفص کو وزیر بنالیا، اور ابن یوجان کے لئے حالات تبدیل ہوگئے اور اس کی نیت خراب ہوگئی، اس نے ہنتانہ اور تینملل میں ابن الشہید اور یوسف بن علی کی حکومتوں پر قبضہ کرلیا۔

پھر ہسکورہ اور خلط کے علاقے بھی مخالف بن گئے، اور انہوں نے مراکش کے گردونواح میں بغاوت کردی اور ان کی طرف ابن یوجان گیا لیکن کچھ حاصل نہ ہوا اور انہوں بلاد دکالۃ میں فساد برپا کردیا، عادل نے ان کی طرف موحدین کا لشکر ابراہیم بن اسماعیل بن شیخ ابوحفص کی نگرانی میں بھیجا، اور یہ ابراہیم وہ شخص ہے جس نے افریقہ میں شیخ ابومحمد کی اولاد کے ساتھ جھگڑا کیا جیسا کہ ہم ذکر کریں گے لیکن اس نے شکست کھائی اور قتل ہوگیا ابن الشہید اور یوسف بن علی نے ہسکورہ کی مدافعت کے لئے اور لشکر جمع کرنے کے لئے اپنے اپنے قبیلے کا رخ کیا، اور دونوں نے عادل کو معزول کرنے اور یحییٰ بن الناصر کی بیعت کرنے پر اتفاق کرلیا، اور انہوں نے مراکش کا ارادہ کیا اور محل میں گھس کر اس کو لوٹا اور عادل کا انتقال ۲۴ھ میں عید الفطر کے ایام میں گلا گھٹنے سے ہوا۔

مامون بن منصور کی حکومت اور یحییٰ بن ناصر کا اس کی مزاحمت کرنے کا بیان: ......جب مامون کو پتہ چلا کہ موحدین اور عربوں نے اس کے بھائی کے خلاف بغاوت کردی ہے، تو اس نے اشبیلیہ میں اپنی دعوت کا آغاز کیا، تو اس کی بیعت شروع ہوئی اور اندلس کی اکثریت نے اس کی بیعت کرلی، حاکم بلنسیہ اور مشرقی اندلس کے حاکم السید ابوزید نے بھی مامون کی بیعت کرلی، اور اس سے پہلے ہم بیان کرچکے ہیں کہ موحدین نے عادل کے خلاف بغاوت کرکے اس کو محل میں قتل کردیا تھا، اور اس کے بھائی ناصر کے بیٹے یحییٰ کی بیعت کرلی اور یحییٰ نے ابن یوجان کے ساتھ خفیہ طور پر مکاتبت کی اور حکومت کی خرابی اور فساد کے لئے کام کرنا شروع کردیا اور ہسکورہ میں مداخلت کی اور اس وقت عرب مراکش پر غارت گری میں مشغول تھے، اور انہوں نے موحدین کے لشکروں کو شکست سے دوچار کردیا تھا اور ابن الشہید نے ابن یوجان کے متعلق ایک تدبیر سوچی اور اس کو اس کے گھر میں قتل کردیا، اور یحییٰ اپنی فسادگاہ میں چلا گیا، پھر موحدین نے عادل کو معزول کردیا اور مامون کی بیعت کرلی، اور اس میں ابوعبداللہ العزیز اور سید ابوحفص بن ابی حفص نے بڑا اہم کردار ادا کیا تھا، پھر یحییٰ بن ناصر اور ابن الشہید کو ان کے متعلق اطلاع ملی تو انہوں نے ۲۶ھ میں مراکش آکر انہیں قتل کردیا، فاس اور تلمسان کے حکمران محمد بن ابی زید بن یوجان اور سبتہ کے حکمران ابوموسیٰ بن المنصور اور حاکم بجایہ، اس کے بھائی کے بیٹے ابن الطاس نے مامون کی بیعت کرلی، اور حاکم افریقہ نے بیعت کرنے میں پس وپیش سے کام لیا اور جیسا کہ ہم ذکر کریں گے کہ اس کا سبب امیر ابوزکریا کی حکومت کو مضبوط کرنا تھا، اور یحییٰ بن ناصر کی دعوت پر سوائے افریقہ اور سجلماسۃ کے کوئی قائم نہ رہا، اور البیاسی نے قرطبہ پر چڑھائی کرکے اس کو اپنے قبضے میں لے لیا، پھر اس نے اشبیلیہ پر چڑھائی کی اور وہاں پر مامون اور طاغیہ کے ساتھ لڑائی کی اس کے بعد قجاطہ اور مسلمانوں کے دیگر قلعوں سے اس کے لئے دست بردار ہوگیا مامون نے اشبیلیہ کے گردونواح میں انہیں شکست دی اور البیاسی نے قرطبہ جاکر ڈیرا ڈالا تو انہوں اس پر حملہ کردیا، اور اس نے المدور نامی قلعہ میں پناہ پکڑی۔ اس کے ساتھ اس کے وزیر ابویبورک نے دھوکہ کیا، اور اس کا سر لیکر اشبیلیہ کے مقام پر، مامون کے پاس پہنچ گیا، پھر محمد بن یوسف بن ہود نے بغاوت کی اور مرسیہ پر قبضہ کرلیا اور مشرقی اندلس کے بہت سے حصوں پر بھی قبضہ کیا جیسا کہ ہم ذکر کریں گے، اور مامون نے اس پر چڑھائی کرکے اس کا محاصرہ کرلیا مگر اسے اس محاصرہ میں کامیابی حاصل نہ ہوئی اس لئے اشبیلیہ کی طرف واپس آگیا،

اور ۲۶ھ میں اہل مغرب کی درخواست پر مراکش گیا اور انہوں نے اس کی بیعت کرلی، اور اس کو امیر الخلط ہلال بن حمیدان نے بلایا، اور طاغیہ نے نصاریٰ کی فوج سے مدد طلب کرلی، اور اس سے طے کیا کہ مامون اس کی جو شرائط قبول کرے گا اس کے مطابق معاملہ کرے گا اور پھر وہ عدوہ کی طرف چلا گیا اور اہل اشبیلیہ نے ابن ھود کی بیعت کرنے میں جلدی کی اور یحییٰ بن ناصر نے اسے روکا تو مامون نے اسے شکست دی، اور اس کے ساتھ جو موحدین اور عرب تھے انہیں قتل کردیا اور یحییٰ بن جس نے ہنتانہ میں پناہ لی، پھر مامون ''الحضرۃ'' میں داخل ہوگیا اور اس نے موحدین کے مشائخ کو بلایا اور ان کے کاموں کا تذکرہ گن گن کر ان کے سامنے کیا۔ اور ان کے سوسرداروں کو پکڑ کر قتل کردیا اور شہروں میں اپنا یہ پیغام بھیجا کہ سکہ اور خطبہ سے

مہدی کا نام مٹا دیا جائے اور اذان میں بربری زبان میں اس کے عیبوں کو بیان کیا جائے اور طلوع فجر میں یہ زیادتی اور اضافہ کیا جائے۔''اصبح وللہ الحمد'' اور اس قسم کے دیگر طریقے جو مہدی اور عبدالمومن کے ساتھ مختص تھے اور ان طریقوں پر اس کے بیٹوں نے بھی عمل جاری رکھا تھا، اور ان سب کاموں سے رکنے کا اشارہ کیا، اور مہدی نے معصوم کے اوصاف بیان کرنے میں تشنیع سے کام لیا، اور اس میں اعادہ کیا اور ہمیشہ ان کو جاری رکھا، اور آنے والے نصاریٰ کو مراکش میں ان کی شرط کے مطابق گرجا گھر بنانے کی اجازت دیدی تو انہوں نے وہاں پر ناقوس بجائے، اس کے بعد اندلس پر ابن ھود کا قبضہ ہو گیا تو اس نے سارے موحدین کو وہاں سے نکال دیا اور عوام نے انہیں ہر جگہ قتل کر دیا۔

اور منصور کے بھائی کا بیٹا سید ابو ربیع بھی قتل ہو گیا حالانکہ مامون نے اسے قرطبہ کا والی بنا کر چھوڑا تھا، اور امیر ابوزکریا بن ابی محمد ابن شیخ ابی حفص افریقہ میں خود حکمران بن گیا، اور ۶۲۷ھ میں مامون کی اطاعت سے دستبردار ہو گیا، اور اس نے اپنے چچا محمد الحرضانی کے لڑکے السید ابو عمران کو بجایہ کا حاکم بنایا اور اس کے ساتھ امیر ابوزکریا کا بھائی ابوعبداللہ اللحیانی بھی بھیج دیا، یحییٰ بن ناصر نے اس کی طرف چڑھائی اور شکست کھائی پھر دوسری بار بھی شکست کا سامنا کیا اور اس نے یحییٰ کے ساتھیوں کو قتل کر دیا، اور ان کے سروں کو الحضر ہ کی فصیلوں پر نسب کر دیا، اور یحییٰ بن ناصر بلا د درعہ اور سجلماسہ چلا گیا، پھر اس کے بھائی موسیٰ نے مامون کے خلاف بغاوت شروع کر دی اور سبتہ میں اپنی دعوت شروع کر دی اور ''المؤید'' کے ساتھ موسوم ہونے لگا۔

جب مامون مراکش سے چلا تو اسے راستے میں اطلاع ملی کہ بنی فازان اور مکلاتہ کے قبائل نے مکناسہ کا محاصرہ کر لیا ہے، اور اس کے نواح میں فتنہ وفساد برپا کر دیا ہے اس خبر پر مامون نے ان کا رخ کیا اور ان کے محامل کو ہٹا دیا اور وہ سبتہ کی طرف روانہ ہو گیا اور تین ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اور اس کے بھائی ابوموسیٰ نے ابن ھود کے لئے حاکم اندلس سے مدد چاہی تو اس نے اپنے بحری بیڑوں سے اس کی مدد کی اور یحییٰ بن ناصر نے مامون کے برخلاف الحضر ہ کا قصد کیا اور سفیانی عرب اور ان کے مشائخ جرمون بن عیسیٰ اور ان کے ساتھ شیخ ھنتاتہ ابو سعید بن وانودین بھی حضرہ میں داخل ہو گئے، اور اس میں فساد برپا کر دیا، مامون نے سبتہ کو چھوڑ کر الحضر ہ کا ارادہ کیا اور اپنے راستے پر وادی ام ربیع کے مقام پر ۶۳۰ھ کے اوائل میں فوت ہو گیا، اور اس کے جاتے ہی اس کا بھائی السید ابوموسیٰ ابن ھود کی اطاعت میں داخل ہو گیا اور اسے سبتہ میں قوی بنا دیا اور وہاں پر اس کی حکومت کو قائم کر دیا۔ واللہ اعلم

رشید بن مامون کی حکومت کے حالات: ...... مامون کی وفات کے اس کے بیٹے عبدالواحد کی بیعت کی گئی اور اسے رشید کا لقب ملا، اور انہوں نے رشید کے باپ کی موت کو چھپائے رکھا اور تیزی سے مراکش کی طرف روانہ ہو گئے، اور مراکش میں ابو سعید بن وانودین کو خلیفہ بنانے کے بعد یحییٰ بن ناڑ کے ساتھ ان کی راستے میں مڈبھیڑ ہو گئی، انہوں نے اس کو شکست دی اور اس کے اکثر ساتھیوں کو قتل کر دیا، اور رشید نے مراکش پر حملہ کر دیا، تو انہوں نے کچھ دیر توقف کیا لیکن پھر اس کی طرف نکل کر گئے اور رشید کی بیعت پر پختہ ہو گئے، اس کا چچا ابو محمد سعد بھی اس کے پاس آ گیا اور اسے حکومت میں اعلیٰ مقام دیا گیا، تمام تدابیر اور حل وعقد کے کام اس کے سپرد تھے، اور رشید کے حضرہ کو مستقر بنانے کے بعد ھسا کرہ کا سردار عمر بن وقاریط، مامون کی اولاد السید اور اس کے بھائیوں کو لے کر آیا اور یہ سب اھل اشبیلیہ کی بغاوت کے بعد اشبیلیہ سے آئے تھے اور اپنے چچا ابوموسیٰ کے پاس سبتہ میں ٹھہر گئے۔

اور جب ابن ھود سبتہ پر قابض ہو گیا تو وہاں سے الحضر ہ میں آ گئے اور ھسکورہ پر ان کا گذر ہوا، ابن وقاریط مامون سے بہت محتاط رہتا تھا اور اس کا خیال تھا کہ وہ اس کی طرف واپس نہیں آئے گا، چنانچہ اس نے ان بچوں کی صحبت کو عار اور شرم محسوس کیا اور رشید کے پاس آ گیا تو رشید نے اس کو قبول کر لیا، اور سید ابو محمد سعد اور اس کے ساتھی خلط کے سردار مسعود بن حمدان کے ساتھ اس کی ملاقات کو معلق کر دیا، اور جب سید ابو محمد فوت ہو گیا تو ابن وقاریط اپنی قوم میں اور پناہ گاہ میں چلا گیا اور اس نے اختلاف شروع کیا، اور یحییٰ بن ناصر کی دعوۃ میں شمولیت اختیار کر لی، اور اس کے لئے قبائل موحدین نکلے اور رشید ۶۳۱ھ میں ان کا مقابلہ کرنے کے ارادے سے نکلا اور حضرہ پر اپنے داماد ابوعلی ادریس کو نائب بنایا اور پہاڑ پر چڑھ کر یحییٰ اور اس کے لشکروں پر ھزرجہ میں ان کی قیام گاہ پر حملہ کر دیا، اور ان کے مرکز پر قبضہ کر لیا پھر رشید حضرہ کی طرف لوٹ گیا، اور یحییٰ بن ناصر کے بہت سے موحدین ساتھیوں نے اس سے امان طلب کیا تو اس نے ان کو امان دیا اور یہ سارے الحضر ہ چلے گئے، اور ان کا بڑا ابوعثمان سعید بطن زکریا الکدموی تھا اور باقی اس کے پیچھے پیچھے آ گئے لیکن انہوں نے یہ شرط طے کی کہ مامون نے جو مہدی کے طریقے ختم کئے تھے، رشید دوبارہ ان طریقوں کو جاری کر دے، پس وہ رسوم دوبارہ شروع ہو گئیں، ان لوگوں میں ابوبکر بن یعزی الیتیمللی، شیخ تینملل یوسف بن علی بن یوسف کے قاصد، اور ابویعلی بن عزوز کے قاصد محمد بن

یرزیکن الھنتاتی بن کر آئے اور یہ اپنے سرداروں کے پاس قبولیت حاصل کر کے لوٹے پھر یہ دونوں الحضر ہ لوٹے اوران کے ساتھ یحییٰ کا بڑا بھائی موسیٰ بن ناصر بھی آیا اوران کے پیچھے پیچھے ابومحمد بن ابی زکریا بھی آیا اور دعوۃ مھدیہ کے رسوم کے اعادہ کو فراموش کر دیا، مسعود بن حمدان خلطی لو عمر بن وقاریط نے آپس کی دوستی کی وجہ سے بھڑکایا اوراس کی جمعیت میں اضافہ ہو گیا۔

کہتے ہیں کہ ان دونوں متبعین اور جماعتوں کو چھوڑ کر ''الخلط'' کی تعداد بارہ ہزار سے زیادہ تھی، اور وہ اطاعت کرنے اور آنے میں سستی کرنے لگے رشید نے انہیں بلانے کے لئے یہ کام کیا کہ اپنی فوج کو اپنے وزیر ابومحمد کی نگرانی میں بھیج دیا یہاں تک کہ ابن حمدان کے لئے فضا خالی ہو گئی اوراس کے شکوک وشبہات بھی زائل ہو گئے اوراس کے پاس آیا لیکن اس نے الحضر ہ جانے کے لئے جلدی کا مظاہر کیا اوراس کے ساتھ عمر بن وقاریط کا چچا معاویہ بھی آیا پس اس نے معاویہ کو گرفتار کر کے اس وقت قتل کر دیا اور مسعود بن حمدان کو المجلس الاکلافی میں بات چیت کے لئے بلایا اوراس کو وہاں پر اپنے ساتھیوں سمیت گرفتار کرلیا، اوراس کو خوفناک آواز اور چکر لگانے کے بعد قتل کر دیا، اور رشید نے ان میں اپنی دلی حسرت اور خواہش کو پورا کیا اور اس نے اپنے وزیر اور لشکر کو باجہ سے بلایا تو وہ آتے گئے، اور جب ان کی قوم کو ان کے قتل ہونے کی خبر پہنچی تو انہوں نے یحییٰ بن ھلال بن حمیدان کو اپنا سردار بنایا، اور باقی گردونواح پر حملہ کر دیا اور دعوۃ یحییٰ کو لازم پکڑا اورانہوں نے اسے اس کی جگہ قاصیۃ الصحر اسے بلالیا۔

اور عمر بن وقاریط نے اس بارے میں مداخلت کی اور ''الحضر ہ'' کے محاصرے کے لئے چل پڑے اور فوج انکے ساتھ قتال کرنے کے لئے نکل پڑی۔ اوران کے ساتھ عبدالصمد بن یلولان بھی تھا۔ ابن وقاریط اپنی فوج میں واپس آیا اور وہ شکست کھا گئے اور نصاریٰ کی فوج کا احاطہ کیا گیا اوران کو قتل کیا گیا اور الحضر ہ کی صورت حال خراب ہو گئی اور خوراک ختم ہونے کے قریب ہو گئی اور رشید نے جبال موحدین کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا اوراس کی طرف نکل گیا اور پھر وہاں سے سجلماسہ آیا اوراس پر حکومت قائم کی۔ اور مراکش کا محاصرہ سخت ہو گیا اور قراقش کو یحییٰ بن ناصر نے اوراس کی قوم جو ھسکورہ میں رہتی تھی اور خلط نے ملکر فتح کرلیا اور وہاں ان کی حکومت چلنے لگی، اور خلافت کے احوال بدل گئے۔ اور سلطان پر سید ابوابراہیم بن ابی حفص جس کا لقب ''ابی کاقہ'' تھا، نے غلبہ حاصل کرلیا اور ۶۳۳ھ میں رشید سجلماسہ سے مراکش کے لئے رخت سفر باندھ کر کھڑا ہوا۔ اوراس نے جرمون بن عیسیٰ اوراس کی سفیانی قوم سے گفتگو کی تو وہ وادی ربع کو پار کر گئے، اور یحییٰ نے اپنی فوج کے ساتھ مقابلے کا ارادہ کیا، پھر دونوں فریقوں میں جنگ ہوئی اور یحییٰ کو اپنی فوج سمیت شکست کا سامنا کرنا پڑا اوران میں بہت زیادہ قتل وقتال ہوا اور رشید فتح مند ہو کر الحضر ہ میں داخل ہو گیا اور یحییٰ بن وقاریط نے خلط کو مشورہ دیا کہ وہ حاکم اندلس ابن ھود کی مدد کرے اوراس کی دعوت کو اختیار کرلے تو انہوں نے یحییٰ کی بیعت توڑ دی۔ اورانہوں نے اپنا وفد عمر بن وقاریط کے ساتھ ابن ھود کے پاس بھیجا تو وہ وفد وہاں پر ٹھہر گیا اور رشید مراکش سے نکلا اور خلط نے اس کے آگے آگے فرار اختیار کیا، اور فاس کی طرف چلا گیا اوراس نے اپنے وزیر سید ابومحمد کو غمارہ اور فازاز کی طرف ٹیکسوں کو وصول کرنے کے لئے جلدی جلدی بھیج دیا۔ اور جب خلط نے یحییٰ بن ناصری نے بیعت توڑی تو وہ معقلی عربوں کے ساتھ جاملا، انہوں نے خلط کو پناہ دی اوراس کے ساتھ مدد کا وعدہ کیا۔ اوراس کے مطالبات پورے کرنے میں اس پر ظلم کیا اور بعض نے اس کے روکنے پر افسوس کا اظہار کیا اور تازی کے اطراف میں اس کے ساتھ غداری کی اور فاس کے مقام پر اس کا سر رشید کے پاس لایا گیا تو رشید نے اس کو مراکش بھیج دیا اور وہاں پر اپنے نائب ابوعلی بن عبدالعزیز کو ان عربوں کو قتل کا مشورہ دیا جواس کے پاس قید تھے اور وہ عرب یہ تھے، حسن بن زید، شیخ عاصم، اور عامر کے بیٹے قائد اور فائد شیوخ بن جابر، ابن عبدالعزیز نے ان کو قتل کر دیا اور الحضر ہ کی طرف ۶۳۴ھ میں واپس آ گیا، اور رشید کو یہ اطلاع ملی کہ حاکم درعۃ ابومحمد بن دانودین نے سجلماسہ پر قبضہ کرلیا ہے، اوراس کا سبب یہ بنا کہ رشید نے سجلماسہ کو خیر باد کہا تو وہاں پر یوسف بن علی بن یوسف الینملی کو وہاں کا حاکم بنایا تو اس حاکم نے بنی مردینش میں سے اپنے خالہ زاد یحییٰ بن ارقم بن محمد بن مردینش کو وہاں کا عامل بنادیا، تو صنہاجہ کے ایک باغی نے اس عامل پر حملہ کر دیا اوراس کو دھوکے سے قتل کر ڈالا۔ اوراس کا بیٹا ارقم باپ کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ پھر اس کو رشید کے معزول کرنے کا خوف پیدا ہوا تو اس نے بغاوت کر دی، اور رشید نے ۶۳۲ھ میں اس کی سرکوبی کے لئے چل نکلا، اور محمد بن دانودین اس کی جان بچانے کی مسلسل کوشش کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے اس پر قدرت پالی اور ارقم کو معاف کر دیا،

اور ابن وقاریط جب ۶۳۴ھ میں ابن ھود کی طرف روانہ ہوا تو ابن ھود کے بحری بیڑے میں سوار ہو گیا اور سلا جانے کا ارادہ کرلیا اوراس وقت رشید کا داماد سید ابوعلی سلا کا حکمران تھا، اور یہ ''سلا'' پر غالب آنے کے قریب ہو گیا ۶۳۵ھ میں اہل اشبیلیہ نے رشید کی بیعت کرلی اور ابن ھود کی بیعت

توڑ دی، اور ابوعمر بن الجد نے اس کارنامے کوسرانجام دینے کے لئے بڑا اہم کردار ادا کیا اس کے بعد بنی الحجاج سبتہ کی طرف چلے گئے، اور ان کا وفد ''الحضر ہ'' پہنچ گیا اور ان کے راستے میں سبتہ کے پاس سے گزرے تو وہاں کے باشندوں نے ان کی تقلید میں رشید کی بیعت کرلی، اور اپنے امیر الیانستی کو معزول کر دیا، جو ابن ھود کے خلاف بغاوت کرنے والا تھا اور پھر یہ ''الحضر ہ'' پہنچ گئے، اور رشید نے ان میں سے ابوعلی بن خلوص کو ان کا حاکم بنادیا اور اشبیلیہ سے عمر بن وقاریط گرفتار ہوکر پہنچا اور اس کو گرفتار کرنے پر قاضی ابوعبداللہ المومنانی نے ان کو ابھارا تھا، اور اس نے قاصد بن کر رشید سے ابن ھود کا رخ کیا تھا، اور ان کو ابن وقاریط پر قادر بنادیا، اور اس کو اپنے قاصدوں کے وفد میں رشید کے پاس بھیجا۔

پھر اس کو بازمور نے گرفتار کرلیا اور اس کو قتل کر دیا اور ھسکورہ میں اسے اونٹ پر گھمانے کے بعد پھانسی دی گئی اشبیلیہ اور سبتہ کا وفد واپس چلا گیا اور ابن رشید نے رؤسا خلط کو بلا کر انہیں گرفتار کرلیا اور اپنے لشکروں کو بھیجا، ان لشکروں نے ان کے ہتھیاروں اور قبیلوں کو لوٹ لیا، پھر ان کے مشائخ کو قتل کرنے کا حکم دیا اور ان کے ساتھ ابن وقاریط بھی قتل ہو گیا اور ان کی نسل ہی ختم ہو گئی اور ۶۳۶ھ میں محمد بن یوسف بن نصر بن احمر کی بیعت کی اطلاع بھی پہنچ گئی جس نے اندلس میں ابن ھود کے خلاف بغاوت کی تھی۔ اور ۶۳۷ھ مغرب میں فتنہ اور فساد میں شدت آ گئی، اور بنومرین مغرب کے میدانوں میں منتشر ہو گئے اور ان کے ساتھ ریاح باز غار اور ان کے شیخ عمان بن نصر نے قتال کیا اور ان کو بنومرین نے شکست دی اور ان میں خوب قتل وقتال کیا اور رشید نے ۶۳۵ھ سجلماسہ سے ابومحمد بن وانودین کو بلایا اور اس کو فاس، سجلماسہ، غمار، اور مغرب کے گردونواح کا حاکم بنایا۔ اور وہ اسی جگہ پر رہا۔ اور جب بنومرین مغرب میں منتشر ہو گئے تو ابومحمد بن وانودین نے ان کی طرف لشکر کشی کی اور ان کو شکست سے دوچار کیا۔ پھر اس نے دوسری اور تیسری بار بھی ان پر لشکر کشی کر کے ان کو شکست دی۔ اور دو سال تک ان کے ساتھ جنگ کرتا رہا اور پھر الحضر ہ کی طرف لوٹ آیا۔

اور جب مغرب میں بنومرین کا ظلم وستم حد سے بڑھ گیا اور انہوں نے مکناسہ پر دباؤ ڈالا یہاں تک کہ انہوں نے بنوحمامہ کو تاوان دیا۔ اور بنی عسکر کو پیچھے ہٹادیا اور بنومرین کا فساد مغرب کے نواح میں پھیل گیا، اور ۶۳۷ھ میں رشید نے اپنے کاتب ابن المؤمنانی کو ایک سردار منصور کے بھائی عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ شامل ہونے کی وجہ سے قتل کر دیا۔ اور اس کے ایک خط کی اس کو خبر ملی جو اس نے لکھا اور قاصد نے غلطی سے اسے خلیفہ کے گھر میں پھینک دیا اور اس کے بعد ۶۴۰ھ میں بعض کے خیال کے مطابق محل ایک نہر میں ڈوب کر رشید کا انتقال ہوا۔ اور کہا جاتا ہے کہ اسے جب پانی سے نکالا گیا تو اسے اس وقت بخار ہو گیا اور اسی بخار میں اس کا انتقال ہوا۔

سعید بن مامون کی حکومت کے حالات:...... جب رشید کا انتقال ہو گیا تو ابومحمد بن وانودین کے متعین کرنے سے رشید کے بھائی ابوالحسن السعید کی بیعت ہوئی اور اس نے المعتضد باللہ کا لقب اختیار کیا اور ابواسحاق بن سید ابوابراہیم اور یحییٰ بن عطوش کو اپنا وزیر بنایا اور اس نے موحدین کے تمام سرداروں کو گرفتار کر کے ان کے اموال کا صفایا کر دیا، اور جشم کے عرب رؤسا کو اپنا خصوصی ہم نشین بنایا، اور ان سب کے جمع ہونے کی وجہ سے حکومت پر غالب آ گیا اور سفیان کا شیخ کانون بن جرمون اس کی مجلس کا بڑا تھا، اور اس کی بیعت کے آغاز ہی میں حاکم سبتہ ابوعلی بن خلط البلنسی نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اسی طرح اہل اشبیلیہ نے کیا اور ان سب نے حاکم افریقہ امیر ابوزکریا کی بیعت کرلی، پھر سجلماسہ میں عبداللہ بن زکریا الھز رجی نے رشید کی بیعت ہونے والے دن کی کسی بات کی وجہ سے جو اس نے چھپا رکھی تھی، سعید پر حملہ کر دیا اور پھر امیر ابوزکریا کی بیعت کرلی، پھر اس کو حاکم تلمسان یغمراس بن زیان کا ھدیہ اسی سال پہنچا۔ پھر امیر ابوزکریا حاکم افریقہ نے اسی وجہ سے تلمسان پر حملہ کر دیا اور اس پر قابض ہو گیا اور پھر تلمسان پر یغمراس کو حاکم بنادیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے، اور السعید مراکش سے ۶۴۲ھ میں بلاد مغرب کے حالات کو درست کرنے گیا اور سعید بن زکریا الکدمیوں کے حالات بدل گئے اور تاتسفت کے مقام پر سعید نے جا کر الکدمیوی کو پکڑا اور اس کا بھائی ابوسعید العود الرطب بھاگ گیا، اور سجلماسہ جا پہنچے مراکش میں ان کے اموال کا خاتمہ ہو گیا اور اس نے سجلماسہ جانے کا ارادہ کیا اور اس کے والی عبداللہ الھز رجی کو اسباب الامتناع میں پکڑ لیا، ابوزید بن زکریا الکومیوی نے سعید سے خیانت کی اور اہل سجلماسہ کو اس کے خلاف بغاوت میں شامل کرلیا، اور شہر پر قابض ہو گیا اور سعید سے اس کے لئے مدد طلب کی وہ آیا اور اس نے الھز رجی کو قتل کر دیا اور ابوسعید العود الرطب تونس کی طرف بھاگ گیا، پھر سعید مغرب کی طرف واپس آیا اور سعید بن زکریا قتل ہو گیا اور وہ فاس کے وسطی علاقے المقر مدہ میں اترا، اور بنومرین کے ساتھ صلح کرلی، اور مراکش کی طرف چلا گیا اور جا کر ابومحمد بن وانودین کو گرفتار کرلیا اور اسے ازموز میں قید کر دیا، اور اس کے ساتھ یحییٰ بن مراحم اور یحییٰ ابن علوش کو ابن مراکسن کی نگرانی کے لئے قید

کرلیا تو اس نے قید سے بھاگنے کے لئے ایک تدبیر کی اور رات کو بھاگ کر کانون بن جرمون کی طرف بھاگ گیا، اور کانون بن جرمون نے اس کو سفیانی عربوں کے کچھ لوگوں کو سوار کروا کر بھیج دیا جو اسے اس کی قوم ہنتاتہ پہنچا دیں۔ اور سعید نے اس کے بعد مراسلت کی اور اسے ٹھہرایا اور عذر پیش کیا اور اسے جبلتہ کے قلعوں میں سے تاقیوت میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ ٹھہرنے میں مدد دی۔ پھر کانون بن جرمون اور سفیان نے سعید کے خلاف بغاوت کھڑی کردی اور بنو جابر اور خلط مخالفت میں اس کے پاس آ گئے اور مراکش سے نکل آیا منصور کے بھائی ابواسحاق بن سید ابوابراہیم اسحاق کو اپنا وزیر بنایا، اور اپنے بھائی ابوزید کو مراکش پر اور ان دونوں کے بھائی ابوحفص عمر کو سلا میں اپنا جانشین بنایا اور خود مراکش سے سبتہ پہنچ گیا، اور سعید کے لئے ابویحییٰ بن عبدالحق نے بنی راشد، بنی ورا اور سفیان کے لشکروں کو جمع کیا، یہاں تک کہ جب دونوں فریقوں کا سامنا ہوا تو کانون بن جرمون نے موحدین کی مخالفت کی اور ازمور کی طرف چلا گیا اور اس پر قبضہ کرلیا، سعید اس کا تعاقب کرتا ہوا واپس آ گیا، اور کانون بھاگ نکلا، اور سعید اس کی راہ میں رکاوٹ بنا اور اس پر حملہ کردیا، اور اس کی قوم سفیان کے بہت سے لوگوں کو قتل کردیا، اور اس کے مال مویشیوں پر قبضہ کرلیا اور کانون، بنومرین کے ایک دستے میں چلا گیا اور سعید نے الحضرہ کی طرف واپسی کا ارادہ کیا اور ۶۴۲ھ میں مکناسہ میں عوام سعید کے والی کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور اسے قتل کر ڈالا اور اس کے مشائخ کو سعید کے مرتبے اور شان وشوکت سے ڈرایا، اور دعوۃ کو حاکم افریقہ امیر ابوزکریا ابن ابی حفص کی طرف پھیر دیا، اور امیر کی طرف ان اہل مکناسہ نے اپنی بیعت کا پیغام بھیجا اور یہ سب کچھ امیر بنومرین ابویحییٰ بن عبدالحق کی مداخلت اور ان کے ساتھ اتفاق کرنے سے ہوا۔ اور انہوں نے ابویحییٰ بن عبدالحق کے ساتھ مال کی شرط لگائی جو انہوں نے اس کی حفاظت کرنے کے لیے دیا تھا، پھر انہوں نے اپنی رائے سے مراجعت کی اور اپنے صلحاء کو بیعت کے لئے وفد بنا کر بھیجا اور ان سے سعید راضی ہوگیا اور انہوں نے بھی سعید سے رضامندی کا اظہار کردیا اور اسی سال میں اہل اشبیلیہ اور اہل سبتہ نے بھی امیر ابوزکریا حاکم افریقہ کو اپنی اطاعت کی خبر دی، اور ابن خلاص نے اپنے بیٹے کو ھدیہ دیکر بحری بیڑہ میں بھیجا جو اس نے اسی کام کے لئے تیار کر رکھا تھا، لیکن وہ بحری بیڑہ بندرگاہ سے چلتے ہی ہلاک ہوگیا اور ۲۷ رمضان ۶۴۶ھ کو طاغیہ نے اشبیلیہ پر قبضہ کرلیا، اور جب تلمسان پر غلبے کے وقت سعید کو یہ بات معلوم ہوئی کہ اہل اشبیلیہ اور اہل سبتہ نے ابوزکریا کی بیعت کرلی ہے، اور اس نے یغمراسن کو دعوت دینے کے لئے پکڑ لیا ہے اس کے بعد جب اہل مکناسہ اور اھل سجلماسۃ کی بیعت کی خبر بھی آ گئی، تو اس نے تلمسان اور پھر افریقہ کی طرف سفر کرنے پر نظر دوڑائی اور ذی الحجہ ۶۴۵ھ میں مراکش سے نکل کھڑا ہوا۔ اور اس کے ساتھ کانون بن جرمون کی ملاقات ہوگئی، تو کانون نے دوبارہ اطاعت اختیار کرلی اور سیان قبیلہ کو اکٹھا کیا اور دیگر قبائل جشم کے ساتھ سعید کے دوسرے ساتھیوں میں آ گیا، اور جب سعید نے تازی مقام پر پڑاؤ ڈالا تو اسے بنومرین کے امیر ابویحییٰ بن عبدالحق کی طرف سے ایک وفد ملا، اور انہوں نے اس کی اطاعت کا اعلان کیا اور اپنی قوم کا ایک لشکر اس کی مدد کے لئے بھیجا۔

سعید کا انتقال:...... پھر سعید تلمسان کی طرف چلا گیا اور اس کی وفات تامزدکت میں ہی عبدالواد کے ہاتھوں صفر ۶۴۶ھ میں ہوئی، جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ واقعہ خلط کی مداخلت کی وجہ سے پیش آیا اور انہوں نے ''المحلہ'' پر قبضہ کر کے اپنے دشمن کانون کو قتل کر ڈالا اور لشکر نے مغرب کی طرف کوچ کیا اور عبداللہ بن سعید کے پاس اکٹھی ہوگئی اور تازی کے اطراف میں بنومرین نے ان کو روکا اور عبداللہ بن سعید کو قتل کردیا اور ایک دستہ مراکش چلا گیا اور انہوں نے المرتضیٰ کی بیعت کرلی جیسا کہ ہم ذکر کریں گے۔

منصور کے بھتیجے مرتضیٰ کی حکومت کے حالات:...... جب سعید کی وفات کے بعد لشکر کا ایک دستہ مراکش چلا گیا تو موحدین نے اس بات پر اتفاق کرلیا کہ منصور کے بھائی سید ابوحفص عمر بن السید ابی ابراہیم اسحاق کی بیعت کی جائے انہوں نے السید ابوحفص کو سلا سے بلایا اور ان کا وفد تامستا کے مقام پر ابوحفص کو اس کے راستے میں ملا اور اس کے ساتھ شیوخ عرب بھی تھے۔ تو ان حضرات نے اس کی بیعت کرلی اور اس نے ''المرتضیٰ'' کا لقب اختیار کیا اور یعقوب بن کانون کو بنی جابر پر اور اپنے چچا یعقوب بن جرمون کو سفیانی عربوں پر حاکم مقرر کیا اور اس سے پہلے اس کی قوم نے اس کو اپنا امیر بنالیا تھا، اور المرتضیٰ الحضرۃ میں داخل ہوا اور ابومحمد بن یونس کو اپنا وزیر بنالیا اور سعید کے خاص آدمیوں کو گرفتار کرلیا۔ پھر اس کا بھائی ابواسحاق دستے میں سے سجلماسہ کے راستے سے اس کے پاس پہنچ گیا، اور اس نے اپنے بھائی کو وزیر بنالیا، اور اس پر اعتماد کیا، اور ابویحییٰ بن عبدالحق اور بنومرین نے سعید کے فوت ہونے کے بعد رباط تازی کو ابی دبوس کے بھائی السید ابوعلی کے قبضہ سے لیکر اس پر اپنا قبضہ جمالیا تھا پھر انہوں نے فاس کے شہر پر ۶۴۷ھ میں قبضہ کرلیا جیسا کہ ہم بعد میں ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

ابوالقاسم العزفی کی بغاوت، مرتضٰی کا الحضر ہ جانا: ..... اسی سال سبتہ میں ابوالقاسم العزفی نے بغاوت کر دی اور سبتہ کے والی ابن الشہید کو حاکم افریقہ امیر ابوزکریا کی قرابت سے نکال دیا، اور مرتضٰی کی دعوت چلانا شروع کر دی جیسا کہ ہم حکومت حفصیہ اور بنی العزفی کے حالات میں ذکر کریں گے، اور ۶۴۹ھ میں موسیٰ بن زیان الونکاسی اور اس کا بھائی بنومرین کے قبائل میں سے وفد بن کر مرتضٰی کے پاس آئے، اور اس کو بنوعبدالحق کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے ابھارا تو یہ ان کے مقابلے کے لئے نکلے اور جب یملولن تک پہنچا تو یعقوب بن جرمون نے آپس میں صلح کی بات مشہور کر دی، تو انہوں نے کوچ کا ارادہ کیا اور خود ان کے دلوں پر چھا چکا تھا چنانچہ یہ منتشر ہو گئے اور ان کو بغیر مقابلے اور لڑائی کے شکست ہو گئی، اور مرتضٰی الحضر ہ جا پہنچا اور کسی اطلاع کی وجہ سے جو مرتضٰی کو ملی تھی، اس نے ابومحمد بن یونس کو وزارت سے معزول کر دیا، اور اپنے خواص کے ساتھ ''حبلۃ'' کے مقام پر ٹھہرا۔ اور اس کے ساتھیوں میں سے علی بن بدر نے ۶۵۲ھ میں ''سوس'' کی طرف راہ فرار اختیار کی اور اپنے عناد و بغض کا اعلانیہ اظہار کر دیا، اور سلطان نے اس کی طرف لشکر بھیجا لیکن وہ لشکر واپس آ گیا اور اس کو کامیابی نہ ہو سکی ۶۵۲ھ میں حکومت کا معاملہ دگرگوں ہو گیا اور اس نے اعراب الشبانات اور بنی حسان کو جمع کر لیا اور اموال کو اٹھایا اور جا کر ''تارودانت'' سے لڑائی کا آغاز کیا اور جو وہاں موجود تھے ان کا محاصرہ کر لیا، مرتضٰی نے جلدی سے انکی طرف موحدین کا لشکر بھیجا تو اس نے وہاں سے چلنے میں خیریت سمجھی اور وہاں سے چل دیا۔ پھر ان موحدین کے جانے کے بعد اپنی پہلی والی حالت کی طرف لوٹ آیا اور مرتضٰی کو ابن یونس ہونے کی وجہ سے اس کے ساتھ گفتگو کرنے کے ساتھ ابھارا اور مرتضٰی کو اس خط کی بھی اطلاع مل گئی جو ابن یونس نے اس کی طرف لکھا تھا۔

چنانچہ مرتضٰی نے ابن یونس اور اس کی اولاد کو گرفتار کر لیا پھر قتل کر دیا، اور اس سال خلط کے مشائخ کو مرتضٰی نے الحضر ہ کی طرف بلایا اور ان میں سے جو لوگ سعید کے قتل میں شامل تھے ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور اس دوران ابوالحسن بن یعلو موحدین کے پڑاؤ اور مرکز سے نکل کر تامستا کی طرف گیا تا کہ عرب کے احوال کو بیان کر سکے اور اس کے ساتھ یعقوب بن جرمون تھا اور اس کو مرتضٰی نے شیخ بنی جابر یعقوب بن محمد بن قیطون کے گرفتار کرنے کی وصیت کی تھی چنانچہ ابوالحسن نے یعقوب کو اور اس کے وزیر ابن سلم کو گرفتار کر لیا اور ان کو ہتھکڑیاں لگا کر ''الحضر ہ'' کی طرف بھیج دیا۔

مرتضٰی کی فاس روانگی اور اس کی شکست، اور عبداللہ العجوب بن یعقوب کی ہلاکت: ..... ۶۵۳ھ میں المرتضٰی نے فاس اور اس کے گردونواح کو بنی مرین کے ہاتھوں سے واپس لینے کے لئے مراکش میں سفر اختیار کیا اور بنی بہلول تک جا پہنچا، اور اس کی طرف بنومرین اور ان کے امیر ابویحییٰ نے لشکر کشی کی جس کے نتیجے میں موحدین کو اس جگہ ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا اور مرتضٰی شکست کھا کر مراکش لوٹ آیا، اور اپنے باقیماندہ ایام میں بنومرین پر نظر رکھتا رہا۔ اور العزفی نے سبتہ میں اور ابن الامیر نے طنجہ میں اپنی اپنی مستقل حکومتیں قائم کر لیں جیسا کہ ہم ان کے حالات میں ذکر کریں گے، اور ۶۵۵ھ میں مرتضٰی نے موحدین کا ایک لشکر ابومحمد ابن اضلاک کی قیادت میں بھیجا، اس کی مڈبھیڑ علی بن بدر سے ہو گئی اور علی بن بدر نے اس لشکر کو شکست سے دوچار کیا اور سوس میں اپنی حکومت کا اعلان کر دیا، اور اسی سال ابویحییٰ بن عبدالحق نے سجلماسہ پر قبضہ کر لیا اور اس کے والی عبدالحق بن اصکو کو اپنے ایک خادم محمد القطرانی کی مداخلت سے گرفتار کر لیا، اور اس کا باپ سلا کے نواحی علاقوں میں سے القطران میں تاجر تھا، عبدالحق نے اپنے ایک بیٹے محمد کو اس مہم میں بھیجا اور اپنے اہل خدمت میں سے اسے قریب کر لیا، اور پھر اس کے دل میں بغاوت کا خیال پیدا ہوا اور اس نے پہلے پہل معقل عربوں کی طرف میلان ظاہر کیا اور اس کے مخدوم کے پاس ان کی حاجت میں پہلے شریک ہوا پھر ابویحییٰ بن عبدالحق اس کو شہر میں قدرت دینے کے لئے داخل ہوا تو وہ اپنے سب ساتھیوں کے ساتھ آ گیا اور گفتگو کے لئے اپنے وفد کو شہر کی طرف قاصد بنا کر بھیجا محمد القطرانی نے عبدالحق اصکو کو گرفتار کر لیا اور اس کو ابویحییٰ بن عبدالحق کی طرف نکال دیا، اور اس کو مراکش کی طرف بھیج دیا اور قطران نے ابویحییٰ کے ساتھ ہی شرط کی تھی کہ وہ اسے سجلماسہ کا والی بنائے گا پس ابویحییٰ نے یہ شرط پوری کر دی، اور اس کے ساتھ بنی مرین کے آدمیوں کو بھی وہاں بھیجا اور جب یحییٰ بن عبدالحق کا انتقال ہو گیا تو محمد القطرانی نے انہیں باہر نکال دیا، اور خود سجلماسہ کا حاکم بن بیٹھا اور اس نے دوبارہ المرتضٰی کی دعوت کا پرچار کیا اور مرتضٰی سے معذرت کی، اور اس پر اپنی مستقل حکومت کی شرط لگا دی تو مرتضٰی نے احکام شریعہ کے سوا اس کی شرط کو پورا کر دیا، اور ابوعمر بن حجاج کو حضرۃ سے قاضی بنا کر بھیجا اور بعض سرداروں کو القصبہ میں رہنے کے لئے بھیجا، اور حفاظت کے لئے ایک قائد نصاریٰ سے بنا کر بھیجا، ابن حجاج القطرانی کے قتل کا حیلہ اور تدبیر اختیار کی اور نصاریٰ کے جرنیل نے اس کی ذمہ داری اٹھالی اور مرتضٰی کی دعوت کے لئے سجلماسہ کی حکومت کا ذمہ دار سید بن گیا،

اور اسی اثناء میں بنومرین کی حکومت مضبوط ہوگئی، اور یعقوب بن عبدالحق تامستا کے میدانوں میں اترا، مرتضٰی نے ان کی طرف موحدین کی فوج کو یحییٰ بن دانودین کی نگرانی میں بھیجا، جس کی وجہ سے وہ وادی ام ربیع کی طرف بھاگ گئے اور موحدین نے ان کا تعاقب کیا تو وہ ان کی طرف واپس آ گئے اور ان کے ساتھ بنوجابر نے دھوکا کیا اور ''ام الرجلین'' کے مقام پر موحدین کو شکست کا سامنا کرنا پڑا، خلط کے شیخ علی بن ابی عل بنومرین کے ساتھ جاملا اور انہوں نے اپنے وطن کی طرف کوچ کر دیا، اور مرتضٰی نے سفیان کے قبائل پر یعقوب بن جرمون کو لیڈر بنادیا اور اس کے بھائی کانون کا بیٹا محمد قوم کی سرداری میں یعقوب کا مقابلہ کرتا تھا اور اس نے اس سے تنگی کو محسوس کی اور اس کو قتل کرڈالا اور کچھ عرصہ بعد اس کے بھائیوں مسعود اور علی نے انتقام کی آواز اٹھائی اور اس کو قتل کرڈالا، پھر مرتضٰی نے یعقوب کے بیٹے عبدالرحمٰن کو ولی بنایا اور یوسف بن وارزک اور یعقوب بن علوان کو اس کا وزیر بنایا، لیکن عبدالرحمٰن لذات اور مزوں میں مشغول ہوگیا اور رہزنی کرنے لگا پھر اطاعت کو ختم کر کے بنومرین کے ساتھ جاملا تو مرتضٰی نے اس کی جگہ اس کے چچا عبیداللہ بن جرمون کو حاکم بنایا اور اس کی نسبت ابوزمام تھی۔

پھر عبیداللہ کے عاجز ہونے کی وجہ سے اس کے بھائی مسعود کو حکمران بنایا اور امراء خلط میں سے عواج بن صلال مرتضٰی کی اطاعت کو اختیار کرنے اور بنومرین سے جدا ہونے کے لئے مرتضٰی کے پاس وفد بن کر گیا، پس اس نے مراکش میں اپنے ساتھیوں سمیت پڑاؤ ڈالا اور اس کے پیچھے پیچھے عبدالرحمٰن بن یعقوب بن جرمون نے آ کر عواج کو گرفتار کرلیا، اور اس کو علی بن ابوعلی کے پاس بھیجا جس نے عواج کو قتل کردیا، اور اس نے اس کے ساتھ ساتھ عبدالرحمٰن بن یعقوب اور اس کے وزیروں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا، اور سفیان کی ریاست مستقل طور پر مسعود بن کانون کو ملی اور بنوجابر کی حکمرانی اسماعیل بن یعقوب بن قیلون کے پاس آئی۔

۶۶۰ھ میں واقعہ ام الرجلین سے یحییٰ بن وانودین کی واپسی کے وقت موحدین کی ایک فوج محمد بن علی ازلماظ کی نگرانی میں سوس کی طرف گئی اور علی بن بدر نے اس کے ساتھ جنگ کی پھر علی بن بدر نے اس کی فوج کو شکست دی اور اسے قتل کردیا، اس کے بعد مرتضٰی نے علی بن بدر کی جنگ کی ذمہ داری وزیر ابوزید بن بکیت کو سونپ دی اور جلدی سے ایک لشکر اس کے ساتھ روانہ کیا۔ اور ان میں نصرانی زعماء میں سے دنلب بھی تھا دونوں فریقوں میں جنگ شروع ہوگئی لیکن موحدین کو باوجود اپنی کثرت اور اچھے مقابلے کے ان پر غلبہ حاصل نہ ہوسکا اور ان سے دنلب کی سستی اور اس کے وزیر کی اطاعت سے خروج نے سب کچھ چھین لیا، اور اس نے یہ بات مرتضٰی کو لکھ بھیجی تو اس نے اس کو طلب کرلیا، اور ابوزید بن یحییٰ الکرمیوی کو اسے راستے میں روکنے اور قتل کرنے کا حکم دیدیا، اور ۶۲ھ میں یعقوب بن عبدالحق بنومرین کے لشکروں کے ہمراہ آیا، اور مراکش میں پڑاؤ ڈالا اور ان کے درمیان اور موحدین کے درمیان جنگ شروع ہوگئی جو کئی دن جاری رہی۔ اور اس جنگ میں عبداللہ العجوب بن یعقوب ہلاک ہوگیا تو مرتضٰی نے اس کے باپ کی طرف تعزیت نامہ بھیجا اور اس کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کا سلوک کیا، اور اس کے لیے خراج مقرر کیا جو ہر سال مرتضٰی اس کی طرف بھیجتا تھا، اس کے نتیجے میں وہ راضی ہوگیا اور ان کو چھوڑ کر کوچ کر گیا، واللہ اعلم

مرتضٰی کا انتقال اور اس کی حکومت کے واقعات

ابودبوس کی بغاوت اور مراکش پر اس کا قبضہ:...... العجوب کی وفات کے بعد جب بنومرین نے مراکش سے رخت سفر باندھا اور الحضرہ سے ان کا سپہ سالار سید ابوالعلی جس کا لقب ابودبوس بن السید ابی عبداللہ محمد بن سید ابی حفص بن عبدالمومن مرتضٰی کے پاس ایک شکایت کی وجہ سے بھاگ گیا تھا اور اس کے ہمراہ اس کا چچازاد سید ابوموسیٰ عمران بن عبداللہ بن الخلیفہ بھی تھا، یہ دونوں ھسکورہ کے سردار مسعود بن کلداس کو جا ملے اور اس نے پناہ دی پھر وہ فاس میں یعقوب بن عبدالحق کے پاس دادرسی کے لئے چلا گیا، اور اس کے ساتھ ذخیرہ ٹیکس میں تقسیم کی شرط طے کرلی اور اس کی مالی امداد کی، کہا جاتا ہے کہ اس کی مقدار پانچ ہزار عشری دینار تھے، اور اس نے علی بن علی الخلطی کے پاس اس کی مدد کرنے اور اس کو اسلحہ دینے کا پیغام بھیجا، اور علی بن علی الخلطی کے پاس لوٹ آیا تو اس نے اپنی قوم کے ساتھ اس کی امداد کی پھر یہ ھسکورہ کی طرف چلا گیا اور اپنے ساتھی مسعود ابن کلداس کے پاس جا ٹھہرا اس کی اطاعت کے لئے قبائل ھسکورہ اور ھزرجہ تیار ہوگئے۔ اور اس کے پاس صنہاجہ کے رئیس عزوز بن یبورک کو ازمور کے اطراف میں بھیج

دیا، اور وہ یعقوب بن عبدالحق کے حملے تک مرتضیٰ کی فرمانبرداری سے منحرف تھا، اور اس کے پاس سادات موحدین، جند اور نصاریٰ کی ایک جماعت وفد بن کر آ گئی، اور مرتضیٰ کو سفیان کے شیخ مسعود بن کانون اور بنی جابر کے شیخ اسماعیل بن قیلون کے بارے میں شبہ ہوا۔ اس نے ان دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا، اور ان دونوں کی قوموں کے اکثر افراد نے دبوس کی طرف جائے پناہ حاصل کی، اور اسماعیل کو اپنے قید خانے میں قتل کر دیا گیا جس کے نتیجے میں اسماعیل کا بھائی باغی بن گیا اور ان کے ساتھ جاملا۔

اور اس واقعہ کی بناء پر علوش بن کانون نے بھی اپنے بھائی مسعود بن کانون کے متعلق خطرے کی وجہ سے ان لوگوں کے ساتھ مل گیا، اور ابوالعلی نے مراکش کی طرف لشکر کشی کی اور جب اغمات کے مقام پر پہنچا تو وہاں پر وزیر ابوزید بن بکیت کو اپنے لشکر کے ہمراہ اغمات کی حفاظت کے لئے پایا، وہاں پر ان دونوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی ابن بکیت کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور اس کے اکثر ساتھی قتل ہو گئے۔ اس کے بعد ابودبوس نے مراکش کا قصد کیا اور علوش بن کانون نے ''باب الشریعۃ'' پر اس وقت غارت گری کر دی جب لوگ نماز جمعہ ادا کر رہے تھے، اور علوش ابن کانون نے ''باب الشریعۃ'' کے کواڑوں میں اپنا نیزہ گاڑھ دیا۔

۶۵ھ شروع ہوا اور ابودبوس کے اس دوران ہونے والے واقعات وحالات سے بے خبر ہو کر مراکش میں مرتضیٰ موجود تھا، اور مراکش کی فصیلیں محافظوں اور چوکیداروں سے خالی تھیں چنانچہ ابودبوس نے باب اغمات کا ارادہ کیا اور وہاں سے شہر کا احاطہ کیا اور اہل شہر کی غفلت کے دوران شہر میں گھس آیا اور پھر ''قصبہ'' کا ارادہ کیا اور ''باب طبول'' سے وہاں داخل ہو گیا، مرتضیٰ اپنے دو وزیروں ابوزید بن یعلو الکومی اور ابوموسیٰ بن عزوز الھنتاتی کے ساتھ بھاگ گیا، اور پھر ھنتاتہ چلے گئے، اور ان کو جمع کیا۔

اہل ھنتاتہ اس سے پہلے ان حضرات کو اپنی فرمانبرداری کا پروانہ بھیج چکے تھے، پھر مرتضیٰ نے کدمیوۃ کے لئے رخت سفر باندھا اور وہ کدمیوۃ کے راستے پر علی بن زکداز الونکاسی سے ملا، جو اپنی قوم کو چھوڑ کر اس کی طرف آ گیا تھا، اور ابھی تک اس کے پاس نہیں آیا تھا، مرتضیٰ اس کے پاس اتر پڑا اور پھر علی اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اور مرتضیٰ کے ساتھ کدمیوہ کی طرف روانہ ہو گیا، اور کدمیوہ میں اس کا وزیر ابوزید عبدالرحمٰن بن عبدالکریم رہتا تھا، اس نے وہاں پر پڑاؤ ڈالنے کا ارادہ کیا لیکن ابن سعداللہ نے اس کو منع کیا، چنانچہ یہ شفتاوہ کی طرف چلا گیا جہاں اس نے کئی سواریوں کو دیکھا علی بن زکداز نے یہ سواریاں اس کو بطور تحفہ کے پیش کر دیں، اور ابن وانودین کو لکھا کہ وہ باجہ سے اور عطوش کو پیغام بھیجا کہ وہ رکراکتہ سے اپنے لشکروں کے ہمراہ آ کر اس سے مل جائیں، پس وہ دونوں الحضرۃ کی طرف چل پڑے۔

ابودبوس کی حکومت اور مراکش کی طرف واپسی:......ابودبوس نے علی بن زکداز کو پیغام بھیجا جس میں اس کو اپنے پاس آنے کی ترغیب دی اس وجہ سے مرتضیٰ کو شک ہو گیا اور وہ ازمور چلا گیا، اور وہاں ابن عطوش نے قبضہ کیا ہوا تھا اور وہ اس کا داماد تھا لیکن اس نے اس کو گرفتار کر لیا، اور ابودبوس نے ابن علوش کو اس واقعہ سے آگاہ کیا، تو ابودبوس نے اپنے وزیر سید ابوموسیٰ کو حکم دیا کہ وہ ذخیرہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے اس سے خط وکتابت کرے تو اس نے کسی چیز کے ذخیرہ ہونے سے انکار کر دیا اور اس پر حلف اٹھایا اور رحم کی درخواست کی تو ابودبوس نے اس کے ساتھ رحم اور مہربانی کا معاملہ کیا اور اس کو اپنے عہدے پر باقی رکھنے پر آمادہ ہو گیا اور اپنے وزیر سید ابومسعود بن کانون کو بھیجا کہ وہ اسے اس کے پاس لے آئیں، پھر بعض سرداروں کے مشورے سے قتل کرنے سے رک گیا، اور پھر دوبارہ السید ابوموسیٰ کو اس کے قتل کرنے کے بارے میں لکھا، ابودبوس کی حکومت مستحکم ہو گئی اور اس نے ''واثق باللہ'' اور ''معتمد علی اللہ'' کے لقب اختیار کئے، اور سید موسیٰ اور اس کے بھائی سید ابوزید کو وزیر بنایا، اور ان پر خوب انعام واکرام کیا، اپنی ریاستوں کے متعلق تدبیر اور غور وفکر میں مشغول ہو گیا، اور رعایا سے ٹیکسوں کو ختم کر دیا مسعود بن کداسن اور ابودبوس کے درمیان کچھ وحشت اور منافرت پیدا ہو گئی تھی جس کے ختم کرنے کے لئے ابودبوس نے مسعود بن کداسن کی طرف سفر کیا، اور عبدالعزیز بن عطوش سفیر بن کر اس کے پاس آیا ابودبوس کو معلوم ہوا کہ یعقوب بن عبدالحق نے ''تامستا'' میں پڑاؤ ڈالا ہوا ہے، چنانچہ اس نے حمیدی بن مخلوف ھسکوری کو تحفہ دیکر اس کی طرف بھیجا، اس نے اس تحفہ کو قبول کر لیا اور ان کے درمیان معاہدہ پختہ ہو گیا اور ابودبوس وطن واپس آ گیا اور حمیدی واثق کی طرف چلا گیا، اور اس نے مسعود بن کلداسن کی اطاعت میں عبدالعزیز بن علوش کے پاس پہنچنے پر اتفاق کیا، اور ابودبوس، ابوموسیٰ بن عزوز کو ''بلادحاحہ'' پر حکمران بنانے کے بعد

مراکش لوٹا آیا، راستے میں اسے یہ خبر ملی کہ عبدالعزیز بن سعید نے اپنی بادشاہی کا اعلان کر دیا ہے اور اس میں اس کے ساتھ ابن یکیت اور ابن کلد اسن بھی شریک ہیں، اور اس نے اپنے خلیفہ سید ابوزید بن السید ابی عمران سے اس بارے میں سوال کیا اور اس کو اپنی سنی ہوئی بات کی خبر دی اور اس کو عبد العزیز کے گرفتار کرنے اور قتل کرنے کا حکم دیا اس وزیر نے حکم کی بجا آوری کی۔

ابودبوس کی سوس کی طرف روانگی، اور اس کی بعض جنگوں کا تذکرہ:...... اس کے بعد ابودبوس نے سوس کو قابو میں لانے کے لئے اس کی طرف سفر کیا، اور وہاں پر ابن بدر کے حامیوں کو ختم کر دیا، اور یحییٰ بن وانودین قبائل سوس کو متنفر کرنے کے لئے کزولۃ، لمطہ، کنفیہ، اور صناکہ وغیرہ سے سفر کر کے آیا اور وہ منازل پر اترتا تھا اور قبائل کو متنفر کرتا تھا، اور جبلو ہ "تاردونت" کے پاس سے گزرا تو اس نے تاردونت کو ایک خالی جنگل پایا جس کے باہر مٹی کے برتنوں کے سوا کچھ نہ تھا، اور اس نے علی بن بدر کے داماد اور رشتہ دار حمیدی کے پاس وادی سوس میں تیسخت کے قلعہ کے قریب پڑاؤ ڈالا، جو صنہاجہ قوم کا تھا اور ان پر ابن بدر نے حملہ کر کے ابودبوس کی فوجوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور حمیدی نے ابودبوس کو نکالنے کے لئے علی بن زکداز کے پاس جانے کے لئے سفر کیا اور اسکو ایک ہزار دینار دیئے، اس وجہ سے اس کو جلدی فتح حاصل ہوئی اور اس نے ان کے خونوں کے ساتھ نجات پائی۔ اور اس سے مال کا مطالبہ کیا جاتا رہا اور یہ ابن زکداز کے پاس گرفتار رہا، اور ابن بدر اپنے قلعہ میں رکا رہا پھر ابن بدر نے اطاعت کا اعلان کیا اور اپنا اطاعت نامہ بھیج دیا، واثق، الحضرۃ کی طرف لوٹ گیا اور ۶۵ھ میں اس میں داخل ہو گیا اور اس کے بعد اس کو یعقوب بن عبدالحق کی بغاوت کی خبر ملی۔ اور اس کے حملے کی بھی اطلاع ملی تو واثق نے ابوالحسن بن قطرال اور یغمراسن کے قاصد ابن ابی عثمان کے ساتھ تلمسان کی طرف تحائف بھیجے، اور ان کے ساتھ مراکش سے ابن ابی مدیون السکاسنی رہبر بن کر نکلا، اور ان کے نشان قدم پر سجلماسہ تک چلتا رہا، اور سجلماسہ میں یحییٰ بن یغمراسن موجود تھا، اس نے ان کو بعض قیدیوں کے ساتھ اپنے باپ کی طرف بھیج دیا، جب اس کو یہ بات پہنچی تو انہوں نے اس کو ملایانہ کی طرف پایا اور ابن قطرال تلمسان میں اس کا انتظار کر رہا تھا۔

یعقوب بن عبدالحق کی فتح اور بنوعبدالمومن کی حکومت کا خاتمہ:...... جب یعقوب بن عبدالحق کو یہ بات پہنچی تو وہ مغربی دستوں اور بنو مرین کے لشکروں سمیت مراکش کی طرف نکل پڑا۔ اور مراکش کے اطراف میں جا کر پڑاؤ ڈالا اور اہل اطراف نے اس کی فرمانبرداری کا اعلان کر دیا اور ابودبوس نے موحدین کے لشکروں کے ساتھ اس کی طرف رخت سفر باندھا، یعقوب نے ابودبوس کو وادی "اغفو" میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا پھر اس کے ساتھ جنگ میں مقابلہ کیا، اس کو میدان کارزار میں دھوکہ دیا جس کی وجہ سے ابودبوس کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور شکست کھا کر مراکش کا ارادہ کیا، قوم اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ اس کو گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا یعقوب بن عبدالحق نے جلدی کی اور مراکش میں محرم ۶۸ھ میں فاتح بن کر داخل ہوا۔ اور موحدین کے باقی سرکردہ افراد عبدالواحد بن ابی دبوس کی بیعت کے بعد اپنے قلعوں میں چلے گئے اور انہوں نے عبدالواحد کا نام المعتصم رکھا پانچ دن تک یہ وہاں رہے اور پھر ان سب کے ساتھ نکل کھڑا ہوا اور بنوعبدالمومن کی حکومت اور سلطنت اختتام کو پہنچی۔ (والبقاء للہ وحدہ)

ہسکورہ کے حالات، اہل ھسکورہ کی رہائش:...... قبائل مصامدہ میں سب سے زیادہ اکثریت والے اہل ھسکورہ تھے اور ان کے کثیر بطون یعنی گروہوں میں سے سب سے بڑا گروہ ھسکورہ ہے، اور جو گروہ ان کے علاوہ ہیں جیسا کہ نفیسہ انہیں حکومت نے اپنی موافقت اور اپنے معاہدات کے حاصل کرنے میں ختم کر دیا ہے، ان کے جوان مرد لوگ اپنے سے پہلے قوموں کے طریق پر چلتے ہوئے ہلاک ہو گئے، ھسکورہ کو اپنی کثرت اور غلبے کی وجہ سے موحدین میں ایک اعلیٰ درجہ اور اعزاز حاصل تھا، البتہ یہ دیہاتی لوگ تھے اور موحدین کی آسائشوں اور ان کی شادمانیوں میں شریک نہیں ہوتے تھے، اور جس پہاڑ میں انہوں نے اپنے لئے اس حال میں ٹھکانہ بنایا تھا، وہ جگہ اس کی چوٹیوں سے ذرا نیچے واقع تھی، اور اس پہاڑ کے ذریعے انہوں نے پرشور آفاق اونچے ٹیلوں اور بلند پہاڑوں سے پناہ لی تھی اور اس پہاڑ کی بلندی آسمانوں کو چھو رہی تھی، اور اس نے ستاروں کو اپنی مانگ میں لڑی بنایا ہوا تھا، اور بادلوں کو اپنی چادر میں لپیٹ دیا تھا، اور تند و تیز تاریک ہواؤں کو ٹھکانہ دیا تھا، اور آسمانی خبروں کی طرف اپنے کانوں کو لگا دیا تھا، اور اس نے اپنی چوٹیوں کے ذریعے سے بحرالاخضر پر سایہ کیا ہوا تھا، اور اس کی پشت پر بلاد سوس کا جنگل واقع تھا، اور باقی ماندہ ان کے پہاڑوں کو اپنی گود میں ٹھہرایا ہوا تھا۔

بنومرین کی مصامدہ پر حکمرانی اور عبدالواحد کا تذکرہ:...... جب موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا، اور بنومرین تمام مصامدہ کے حاکم بن گئے اور ان پر ٹیکس عائد کر کے انہیں ذلیل کر دیا تو وہ انکے غلبہ کے سامنے جھک گئے اور اطاعت کے لئے ان کے فرمانبردار بن گئے، اور ھسکورہ کے یہ

لوگ اپنے قلعے کی پناہ میں آ گئے اوران قلعوں کی مضبوطی کی وجہ سے قوی ہو گئے، پس نہ تو وہ ان کی خدمت میں داخل ہوئے اور نہ ان کی فرمانبرداری اختیار کی اور نہ ان کی دعوت کے جھنڈے کو بلند کیا، اور یہ صرف ان کی حکومت کی مخالفت اوران کی بات نہ ماننے کی وجہ سے تھے، اور جب فوجوں نے ان کی طرف لشکر کشی کی تو انہوں نے فرمانبرداری اور غیر واجبی ٹیکس دینے شروع کئے اوران کا سردار خالص اپنے لئے ٹیکس لینے کے باوجود ان کو اپنی حفاظت کے لئے تنگیوں میں ڈالتا، اور بسا اوقات ان کو بعض قبائل جبل اوسوس کے میدانوں کے قریب رہنے والوں کے پاس بھیجتا، اس طریقہ سے وہ اپنی قوم کے ایک فرد کے لئے ارض سوس کے رہنے والوں، عربوں کے لشکر اور کنفیسہ اور ھسکورہ سے لشکروں کو جمع کرتا، اور سفیان بطن حارث سے اور معقل بطن شبانات سے تعلق رکھتے تھے، اوران کا رئیس جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ عبدالمومن بن یوسف کے ختم ہونے اور عجمیوں کی لغت کو درست کرنے کے بعد عبدالواحد تھا، اوراس کو رعب و دبدبہ اور بہادری میں شہرت حاصل تھی اور وہ ۶۸۰ھ میں انتقال کر گیا، اور یہ بڑا صاحب علم آدمی تھا، اور اس کی کتابوں کو یاد کرنے والی ایک جماعت تھی اور فروع فقہ اس کو یاد تھیں، اور کہا جاتا ہے کہ احادیث مدونہ اس کے ریکارڈ میں محفوظ تھیں اور فلسفہ سے محبت کرتا تھا اور کتابوں کا مطالعہ کرتا تھا اور علم کیمیا، سیمیاء، سحر، اور شعبدہ بازی کی کتابوں کا مطالعہ کر کے ان کے نتائج پر حریص رہتا تھا، قدیم شریعتوں اوران پر نازل شدہ کتب سے واقف تھا، اور علماء یہود کے ساتھ اٹھ بیٹھتا تھا حتی کہ اس پر اپنے دین کے بارے میں اتہام لگایا گیا، اوراپنے دین کے بارے میں بے رغبتی کا نشانہ بنایا گیا۔ پھراس کے بعد اس کا بیٹا عبداللہ والی بنا جو اپنے باپ کے نقش قدم پر چلنے والا تھا خصوصی طور پر سحر اور صنعت کیمیا گری کے حصول کا اسے بہت شوق تھا، اور جب سلطان ابوالحسن اپنے بھائی عمر سے فارغ ہوا اور مغرب کے فتنے دب گئے، اوراس کے اطراف پر قبضہ کرلیا، اور فوجوں کے ساتھ اس کے قلعوں میں اتر پڑا اور سوس کے اعراب کی پیچھے سے مدد کرنے سے پہلے پہلے اس کے میدانوں اور علاقوں کو روند ڈالا، کیونکہ اسے ان کے علاقوں پر غلبہ بھی حاصل ہو چکا تھا، اوران کی اطاعت کا یہی تقاضا تھا، اوراس وجہ سے بھی کہ اس کے عمال نے ان کے درمیان اپنے لشکر کو ٹھہرایا ہوا تھا، عبداللہ السکسیوی نے فرمانبرداری کا اعلان کر کے اس سے جان چھڑوائی اوراس میں اپنے بیٹے کو رہن رکھا اور سلطان کے لئے ھدیہ اور ضیافت کی شرط لگائی جو اس نے قبول کر لی، اوراس سے راضی ہو گیا۔

عبداللہ السکسیوی کا تذکرہ:...... جب سلطان کو قیروان کے مقام پر مصیبت اور پریشانی کا سامنا تھا اور مغرب میں فتنوں نے سر اٹھایا ہوا تھا اور بلاد مراکش مشائخ سے خالی تھے تو مصامدی سرداروں نے مراکش کی طرف کوچ کرنے کا ارادہ کیا، اورانہوں نے آپس میں اتفاق کا پختہ معاہدہ کیا اور مراکش میں فتنہ وفساد کرنے پر اتفاق کر لیا، اس لئے کہ مراکش دارالامارۃ اور مضبوط وطاقتور لشکروں کے جمع ہونے کی جگہ تھا، اور عبداللہ السکسیوئی نے اس بات کے نفاذ کا ارادہ کر لیا اوراس نے تخریب مساجد کا کام اپنے ذمہ لے لیا اس لئے کہ ان لوگوں کے دل مساجد سے اچاٹ گئے تھے، اور وہ مساجد مشہور زمانہ تھیں۔ پھر فاس میں حکومت کے مستحکم ہونے اور سلطان ابوعنان پر بنومرین کے مجتمع ہونے سے ان کا عزم کمزور پڑ گیا اوران میں افتراق پیدا ہو گیا جیسا کہ بعد میں ذکر کیا جائے گا۔ اور ہر ایک نے اپنے ٹھکانہ میں پناہ حاصل کر لی۔

ابوعنان کا مغرب اوسط پر قبضہ اوراس کے دیگر حالات:...... جب ابوعنان اپنے باپ کے معاملے سے فارغ ہوا اور مغرب اوسط پر قبضہ کر لیا اور بنوعبدالواد اس پر غالب آ گئے، اور اندلس میں اس کا بھائی ابوالفضل بن مطرح اس وقت ملا جب اس کو فرمانبرداروں کی وجہ سے جلاوطن کر دیا گیا تھا وہ اپنا حق طلب کرنے کے لئے مغرب کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا تھا، تو سفیر نے اس کو مراحل سوس کی طرف روانہ کر دیا اوراس نے وہاں پر جا کر پڑاؤ ڈالا، اور عبداللہ السکسیوی سے ملا، تو اس نے اس کو پناہ دی اوراس کے معاملہ میں اس کی مدد کی، ابوعنان نے ان کی طرف فوجی حملہ کرنے کا ارادہ کیا اوراپنے وزیر فارس بن میمون بن وادرار کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کا امیر بنایا اور مغرب کے لشکروں کو نکال کر ۷۵۴ھ میں اس کے سامنے جا بٹھایا اور دامن کوہ میں اس کے محاصرہ کے لئے قاھرہ نامی شہر بنایا، اوراس کا گلا گھونٹنے لگا، اوراس کے قلعے کے ارکان اس کے راستوں پر ٹکرانے لگے، یہاں تک کہ وہ صلح پر آمادہ ہو گیا اوراس نے شرط لگائی کہ وہ ابوالفضل مصری کے معاہدے کو ترک کر دے اور وہ جہاں چاہے چلا جائے چنانچہ ابوعنان کی اس بات کو عبداللہ نے مان لیا اور حسب عادت اس سے صلح کر لی اوراس سے الگ ہو گیا۔ سلطان ابوسالم کے زمانے میں اس کے بیٹے محمد نے عبداللہ السکسیوی کے خلاف خروج کیا جو ان کی لغت میں ''ایزم'' سے معروف تھا جس کا معنی ''اسد'' یعنی شیر ہے، چنانچہ محمد عبداللہ پر غالب آ گیا اور عبداللہ نے مصامدہ

کے رئیس عامر بن الھنتاتی کے پاس جا کر پناہ لی اس لئے کہ اس کا اس کے ساتھ معاہدہ تھا، اور وہ مصامدہ کے سلطان کی طرف سے عامل تھا، چنانچہ عبد اللہ نے عامر سے فوج مانگی اور عامر نے اس کی مدد کرنے کا وعدہ کیا اور اسے ڈیڑھ سال کی مہلت دی یہاں تک کہ وہ وفد بن کر سلطان کے پاس گیا، اور جا کر اس سے اس سلسلے میں مدد کی درخواست کی۔

پھر اس کے دشمنوں میں سے بعض لوگ اس کی مدد کرنے کے لئے جمع ہو گئے اور دوسرے لوگ بھی جمع ہوئے اور حکومتی اہلکاروں سے خطاب کر کے ان کو اپنی مدد کرنے پر ابھارا۔ اور عبد اللہ نے لشکر کشی کی اور قاھرہ میں پڑاؤ ڈالا، اور وہ اپنے باپ اور اس کے بعض مددگاروں کا گلا گھونٹنے لگا، پھر اس کے بعض راز داروں نے اسے اندر داخل کیا، اور بعض خفیہ جگہوں کی خبر دی ان جگہوں سے یہ پہاڑ میں گھس گیا اور انہوں نے اس کے بیٹے ایزم پر حملہ کر دیا عبد اللہ نے اپنی قوم کو آواز دی اور محمد ان کے آگے آگے بھاگ اٹھا اور جبل کے گرد و نواح میں تلاسف کے مقام پر پکڑا گیا اور قتل کر دیا گیا، اور عبد اللہ نے اپنی حکومت واپس لے لی، اور اس کے پاؤں وہاں پر جم گئے یہاں تک کہ اس کے چچا زاد یحییٰ بن سلیمان نے اس وقت خفیہ تدبیر کی جب اس کو معلوم ہوا کہ وزیر عمر بن عبد اللہ نے سلطان مغرب کو اور عامر بن محمد نے ولایت مراکش کو اپنے قبضے میں لے لیا ہے۔ اور اس سے یحییٰ بن سلیمان نے اپنے باپ کا انتقام لیا اور وہ عبد اللہ کا چچا تھا۔ اور اس کو اپنی امارت اور حکومت کے ابتدائی ایام میں قتل کیا تھا، اور ۷۵ھ تک سکسیوہ پر بادشاہ بنا رہا، پھر اس پر ابو بکر بن عمر بن خرو نے حملہ کر کے اپنے بھائی عبد اللہ کا انتقام لیا اور اس کو قتل کر دیا، اور خود سکسیوہ کا حکمران بن گیا اور ان پر احسان کیا، پھر اس کی حکومت کے مستحکم ہونے کے چند سال بعد اس کے خاندان میں سے اس کے چچا زاد نے اس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔

(صاحب تاریخ فرماتے ہیں) مجھے یہ معلوم ہوا کہ اس کا نام عبد الرحمٰن تھا اس کے علاوہ اس کے باقیماندہ حالات مجھے نہیں ملے، اس لئے کہ اس کی بغاوت ۷۷ھ میں مغرب سے میری دوسری مرتبہ روانگی کے بعد ہوئی تھی، پھر مجھے اس کی حکومت کے بارے میں ثقہ آدمیوں نے اطلاع دی، اور بعد میں مجھے ۸۸ھ میں معلوم ہوا کہ یہ عبد الرحمٰن ابو زید بن مخلوف بن عمر اجلید کے نام سے معروف ہے جسے یحییٰ بن عبد اللہ بن عمر نے قتل کیا تھا اور یحییٰ نے الجبل کی حکومت پر قبضہ مستحکم کر لیا تھا اور آج تک وہی اس کا مالک ہے اور وہ ایزم بن عبد اللہ کا بھائی ہے۔ ''واللہ وارث الارض ومن علیها وهو خير الوارثين''

باقی ماندہ قبائل مصامدہ: ...... ان سات قبائل کے علاوہ باقی ماندہ قبائل مصامدہ جیسا کہ ھیلانہ، حاحۃ، دکالہ اور ان کے علاوہ دوسرے قبائل جنہوں نے الجبل کی چوٹیوں اور میدانی علاقوں کو اپنا مسکن بنایا تھا، ان کا اعداد و شمار کرنا مشکل ہے، ان میں سے دکالۃ نامی قبیلہ الجبل کے میدانی علاقے میں اندرونی طرف میں اس جگہ آباد ہے جو مغربی جانب سے مراکش سے الفجر تک متصل ہے اور وہاں پر ''رباط آسفی'' ہے جو بنو ماکر کے نام سے معروف ہے جو ان کے گروہوں میں سے ایک ہے اور لوگوں میں یہ اختلاف ہے کہ ان کا نسب مصامدہ سے جاملتا ہے یا صنھاجۃ سے ملتا ہے اور ان کے پڑوس میں غربی جانب کے اس میدان میں جو ساحل سمندر اور جبل درن کے درمیان مڑتا ہے وہاں پر ایک اور میدان ہے جو سوس تک جا پہنچتا ہے۔ اور وہاں پر ''حاحۃ'' قبیلے کے اکثر لوگ آباد ہیں اور ان لوگوں کی اکثریت سرخ پوشاکوں میں رہتی ہے جو ''ارجان'' نامی معروف درخت سے بنی ہوتی ہیں اور یہ لوگ ان درختوں اور ان کے بالوں سے بنے ہوئے گھروں میں پناہ لیتے ہیں، اور ان درختوں کے پھلوں سے اپنے سالن کے لئے تیل نچوڑتے ہیں اور وہ تیل اچھی خوشبو، اچھی رنگت اور عمدہ ذائقے والا ہوتا ہے، جسے گورنر بادشاہ کے گھر میں بطور ھدیئے کے بھیجتے ہیں، اور وہ گورنر اس تیل کو لیکر ان کے درباروں کا چکر کاٹتے رہتے ہیں۔

اور ان کے دوسرے ٹھکانے جو ارض سوس کے ساتھ متصل ہیں اور جبل درن سے قبلہ کی طرف ''دنست'' نامی شہر ہے جہاں پر ان پوستینوں کا بہت بڑا حصہ پایا جاتا ہے اور وہاں پر ان کے رئیس آ کر پڑاؤ ڈالتے ہیں، اور ان کی سرداری مغراوہ نامی معروف گروہ کے پاس ہے، اور ان کے شیخ سلطان ابو عنان کے زمانے میں ابراہیم بن حسین بن حماد بن حسین تھے، اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن ابراہیم بن حسین اور اس کے بعد اس کا چچا زاد خالد بن عیسیٰ بن حماد بادشاہ بنا اور سلطان عبد الرحمٰن بن بطوس کے مراکش پر قبضہ کے وقت ۷۶ھ تک ان کی بادشاہی باقی رہی، اور پھر ان کے اس بادشاہ یعنی خالد بن عیسیٰ کو بنو مرین کے سردار علی بن عمر الوتاجی نے قتل کر دیا جس کا تعلق بنو ویغلان سے تھا، اور اس کے بعد ان کی سرداری کس کو ملی؟ اسکا مجھے علم نہ ہوسکا،

اور ہمارے علم کے مطابق سارے دکالۃ بہت زیادہ ٹیکس وصول کرنے والے تھے۔ وللّٰه الخلق والامر وھو خیر الوارثین۔

واثق نے مصامدہ کے ایک رئیس سے جنگ کرنے کی تیاری کی، اوراس کے وزیر اور خلیفہ سید ابوزید بن سید ابوعمران تھا اس نے اس واثق کو خبر پہنچائی، اوراس کو قبضہ کرنے اوراس رئیس کو قتل کرنے کا حکم دیا جواس نے پورا کردیا، پھراس نے سوس کی تعمیر وترقی کے لئے رخت سفر باندھا، اور ہلال بن بدر نے اس کے فساد کو سوس میں ختم کردیا، اور یحیٰی بن وانودین کزولہ، لمطہ، کنفیسہ، صناکہ وغیرہ قبائل کو متنفر کرنے کے لئے آیا وہ جگہ جگہ جاتا اور قبائل کو متنفر کرتا، اوراس نے ''تادونت'' میں پڑاؤ ڈالا اور حمیدین کے پاس جااترا جو علی بن بدر کا داماد اور قریبی تھا اور وادی سوس میں تیسخت قلعہ میں رہتا تھا، اور یہ قلعہ صنہاجہ کا تھا پس ابن بدر نے ان کواس پر غالب کردیا اواس پر قبضہ کرلیا، ابودبوس نے اس سے جنگ کی اور کئی دن تک محاصرہ کے بعد آخراس کو شکست دی۔

محمد بن علی بن کدان نے ستر ہزار دینار پر ابودبوس کو نکالنے کے لئے مداخلت کی، جواسے ادا کیا کرے گا، اس وجہ سے اس نے فتح میں جلدی کی، اور ابودبوس جان بچا کر اپنے گھر چلا گیا، اوراس سے مال کا مطالبہ کیا گیا، اور وہ ابن ذکدان کے پاس قیدی بن کر رہا اور ابن بدر قلعہ میں اس پر قابو نہ پاس کا پھراس نے اطاعت کرلی اور اپنا اطاعت نامہ بھیج دیا، واثق اس کے بعد الحضرہ کی طرف واپس آگیا اور ۶۵ھ میں اس داخل ہوگیا اوراسے یعقوب بن عبدالحق کی بغاوت کی اطلاع ملی۔ اوراس نے اپنے تنخواہ دار کوابوالحسن بن قطرال اور یغمراسن کے قاصد ابن ابی عثمان کے ہمراہ تلمسان کی طرف بھیجا، اور مراکش سے ابن ابی مدیون الونکاسی نے راہنمائی کے طور پراس کی طرف خروج کیا، اوران کو سجلماسہ کی سرحد پر لے گیا، جہاں پر یحیٰی بن یغمراسن رہائش پذیر تھا، پس اس نے بعض متعلقین کواپنے باپ کے پاس بھیجا تو انہوں نے اس کو ملیانہ کی طرف پایا، اور ابن قطرال کو تلمسان میں ٹھہرا کر انتظار کرتا رہا، جب یعقوب ابن عبدالحق کواس بات علم ہوا تو بنومرین کی فوجوں کے ساتھ حملہ آور ہوا اور مراکش کے مضافات میں پڑاؤ ڈالا، گردونواح کے لوگوں نے اس کی اطاعت کی ابودبوس نے موحدین کی فوج کے ساتھ اس کی طرف لشکر کشی کی تو یعقوب نے اسے وادی اعفرتک آنے پر مجبور کردیا پھر ابودبوس نے جنگ کی ان کا میدان جنگ درہم برہم ہوگیا اوراس کا لشکر بھاگ گیا، اور شکست کھا کر مراکش کا ارادہ کرنے لگا اور قوم نے اس کا پیچھا کیا اوراس کو پکڑ کر قتل کردیا اس کے بعد یعقوب بن عبدالحق نے ۶۸ھ میں جلدی سے فاتح بن کر دمشق میں داخل ہوگیا اور موحدین کے باقی مشائخ اپنے قلعوں کی طرف بھاگ گئے اور بنوابودبوس کے ایک آدمی عبدالحق نامی کی بیعت کرلی اور پانچ دن کی مدت تک اس کا نام معتصم رکھا اور وہ بھی ان کے ساتھ چلا گیا اور بنوعبدالمومن کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ ''والبقاء للّٰہ وحدہ''

مراکش میں موحدین کی حکومت کے خاتمے کے مصامدہ حالات:...... جبال درن میں جب مہدی نے اپنی قوم یعنی مصامدہ میں اپنی دعوت کا آغاز کیا اوراس کی دعوت کی بنیاد تجسیم کی نفی کرنا تھا جس پر اھل مغرب کواعتماد تھا، اور شریعۃ میں متشابہ کی تاویل کو ترک کردیا تھا، اوراس نے مذہب تکفیر بالمثال کو اختیار کرتے ہوئے اس آدمی کے کفر کی صراحت کردی جواس مسئلے کا انکار کرے، اسی وجہ سے اس نے اپنی دعوت کا نام ''دعوۃ التوحید'' رکھا، اوراپنے متبعین کو موحدین کا نام دیا، اوراسی طرح ملثمین پر بھی چوٹ کی کیونکہ وہ مذہب تجسیم کے قائل تھے، اوراپنی دعوت کے متحکم ہونے سے پہلے جواس کی دعوت میں شامل ہوتا تھا اس کوایک مرتبہ دیتا تھا، اوراس کی دعوت کے متحکم ہونے کی دلیل فتح مراکش تھا، اوراس فتح سے قبل بقیا اہل سابقہ سے اس لقب کے ذریعہ مختص ہوتا تھا، اور وہ اہل سابقہ فتح مراکش سے پہلے آٹھ قبائل تھے ان کے ساتھ تعلق مصامدہ سے تھا، ھرغہ، (اور یہ امام مہدی کا قبیلہ تھا) ھنتاتہ، تینملل (اس قبیلہ نے جنگ اور حفاظت پر ھرغہ کے ساتھ بیعت کی تھی) کنفیسہ، ھزرجہ، کذمیرہ اور وریکۃ، اسی طرح موحدین کے آٹھ قبائل تھے، کومیہ (جو مہدی کے مخصوص ساتھیوں میں سے عبدالمومن کا قبیلہ تھا) اور یہ مہدی کی دعوت میں فتح سے پہلے داخل ہوگئے تھے اوران کی سبقت کی وجہ سے انہیں عبدالمومن کے ہاں برتری حاصل تھی پس یہ قبائل انہیں نام کے ساتھ مختص ہوگئے، اور حکومت کوانہوں نے سنبھالا اوراس کے تخت کواٹھایا اور وہ دیگر علاقوں میں حاکم کے قرب کی نسبت سے اس کے مذاہب وممالک میں خرچ کرنے لگے، اور جو باقی رہ گئے وہ موت کے خوف سے اپنی پناہ گاہوں میں باقی رہے اور حکومت کے بعد زناتہ سے قبل کے ساتھ باقی رہنے دیا، اورانہیں رعایا کے ٹیکس گزاروں میں شامل کردیا اور کبھی زناتہ اور کبھی دسور کے آدمی ان پر حکمرانی کرنے لگے (وفی ذلك عبرة وذكرىٰ لاولی الالباب، والملك لله يؤتيه من يشاء)

ہرغۃ:...... (مذکورہ بالا قبائل کا مختصر اُتذکرہ، یہاں سے مصنف شروع فرمارہے ہیں ازمترجم)

ہرغہ جوکہ امام مہدی کا قبیلہ تھا اب ان کے نشانات مٹ گئے ہیں اور ہر جانب سے القاصیہ میں داخل ہوگئے جبکہ ان کی دعوۃ کے قیام میں آزمائش کے لحاظ سے سخت قوم تھی، اوران کومہدی کے ساتھ قربت اور تعصب کی وجہ سے آگ میں داخل کردیا اوران میں سے مخلوط لوگ بچ گئے، اوران کی حکومت کی باگ ڈوران کے غیر یعنی مصامدہ کے نوجوانوں کے ہاتھوں میں تھی اور یہ کسی چیز کے مالک نہ تھے۔

تینملل:......اسی طرح تینملل کے قبیلے والے دعوۃ مہدی میں تعصب کرنے کے میدان میں ان کے بھائی تھے اور دعوۃ مہدی پرلوگوں کواکٹھا کرنے اوراس کی حکومت کوقائم کرنے میں بھی ان کے شانہ بشانہ شامل تھے یہاں تک کہ وہ ان کے پاس آگیا اوراپنا گھر بنایا اوران کے درمیان آکرمسجد قائم کی اوران کے قبضے کے مطابق غنیمت میں سے ان کا حصہ ملتا تھا، اورانہیں حکومت کی عمل داریوں میں دور دراز کے علاقوں میں بھیج دیا چنانچہ ان کے نوجوان ختم ہوگئے اور مصامدہ کے دوسرے قبائل ان پرحکومت کرنے لگے، اور آج تک امام کی قبران کے درمیان عظمت اور شان وشوکت کے ساتھ موجود ہے اوراس پرقرآن پاک کے پارے صبح وشام پڑھے جاتے ہیں اوراس کی زیارت کی جاتی ہے اوراجازت کی آسانی کے لئے اوراپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لئے اجنبی زائرین کے لئے پردہ لٹکایا جاتا ہے، حکومتی میلوں میں معروف طریقے کے مطابق اس کی زیارت پرصدقات پیش کئے جاتے ہیں اور وہ تمام مصامدہ کے ساتھ یہ پکا یقین رکھتے ہیں کہ ان کودوبارہ حکومت ملے گی، اوران کی حکومت اہل مشرق اوراہل مغرب پرغالب آجائے گی اور مین پر چھاجائے گی جیسا کہ مہدی نے ان سے وعدہ کیا تھا وہ اس کے اندر کسی قسم کا شک وشبہ نہیں کرتے۔

هنتاتہ:......قبیلہ ہنتاتہ حکومت میں ان مذکورہ بالا دوقبیلوں کے نقش قدم پرہے، اوران کے بعد جوبھی آیا ہے وہ ان کے نقش قدم پراوران کے تابع ہوکر آیا ہے، اس لئے کہ ان کو کثرت اور طاقت حاصل ہے، اوران کے سردار ابوحفص عمر بن یحییٰ امام کے ساتھیوں میں سے تھا اوراس کومصامدہ پرایک عزت اوراعزاز حاصل تھا، اوران کی افریقہ میں حکومت تھی جیسا کہ ہم ذکر کریں گے، پھران میں سے دونوں حکومتوں نے مخلوق پرغلبہ پانے کے لئے اتفاق کرلیا اور وہ اپنے معروف وطن یعنی جبال درن میں باقی رہ گئے، اور یہ وہ پہاڑ ہیں جومراکش کی سرحد کے ساتھ ملا ہوا ہے اوراس کوخودمختاری اور اطاعت کا درمیانی درجہ حاصل ہے، اوران کواپنے قلعوں کی وجہ سے اورمراکش کے قریب ہونے کی وجہ سے اپنی قوم میں ایک مرتبہ حاصل ہے جب بنو مرین نے مصامدہ پرغلبہ حاصل کرلیا تھا اور دعوت کے اسباب کوان سے روک دیا تھا توان کے رؤسا یعنی اولاد یونس کا ان کے ساتھ رویہ کچھ اچھا نہ تھا کیونکہ یہ بنی عبدالمومن کی حکومت کے آخری دور میں یہ ادنیٰ قسم کے لوگ تھے، چنانچہ انہوں نے ان کواچھائی اور میل جول کے لئے مخصوص کرلیا تھا۔

یوسف بن یعقوب بن عبدالحق کے زمانہ حکومت میں علی بن محمد ان کا بڑا سردار تھا اور قوم میں سے اس کا مخلص دوست تھا، اور ۶۷۷ھ میں کاتب ابن الملیانی کے ہاتھوں ایک خط کی وجہ سے مارا گیا اور وہ خط سلطان کے پاس اس کے بیٹے (جومراکش کا امیر تھا) کے ذریعے بھجوادیا تواس کی قید میں مصامدہ کے مشائخ کا ایک گروہ قتل کردیا گیا جن میں علی بن محمد بھی شامل تھا، پس سلطان اس کے لئے اپنی سواریوں میں کھڑا ہوگیا۔ اور ابن الملیانی کے بھاگ جانے کے بارے میں اس کے حکم کی وجہ سے جوجلد بازی اور کوتاہی ہوئی اس سلسلہ میں شرمندہ تھا جیسا کہ ہم سلطان یوسف بن یعقوب کے حالات وواقعات میں اس قصے کوذکر کریں گے۔ اور جب سلطان ابوسعید حکمران بنا تو مصامدہ کو جو بادشاہی اور حکومت کا اثر ورسوخ حاصل تھا، وہ جاتا رہا اور وہ حکومت کے مطیع اور فرمانبردار بن گئے، اور بنومرین کواپنے پہاڑوں کے ساتھ ان پردوبارہ حکومت حاصل ہوگئی اور یہ حکومت انہی میں باقی رہی۔ اور سلطان نے اپنی حکومت کے آغاز کے بعد موسیٰ بن علی بن محمد کومصامدہ کی حکومت اوران سے ٹیکس وصول کرنے کے لئے مقرر کیا اوراس کو حکمران بنانے کے بعد مراکش بھیج دیا، چنانچہ یہ کئی سالوں تک اس حکومت سے سیرابی حاصل کرتا رہا اوراس کے قدم حکومت میں راسخ ہوگئے، اوراس نے اپنے خاندان والوں کوولایت کا وارث بنادیا، اوراس وجہ سے ان کوحکومت میں ایک مرتبہ حاصل ہوگیا جس کی وجہ سے انہوں نے حکومت کا انتظام وانصرام کیا، اور وزارت کے لئے بھی نمائندے ہیں۔

موسیٰ کی وفات اور محمد بن علی کی سلطنت:......جب موسیٰ فوت ہوگیا، تو سلطان نے اس کے بعد اس کے بھائی محمد بن علی کوحکمران بنادیا، اور اسے بھی اپنے بھائی کے طریقے کے مطابق چلایا، یہاں تک کہ وہ بھی فوت ہوگیا، چنانچہ سلطان نے اس کے بیٹوں کومختلف قسم کی خدمات سونپ دیں، اور

ان میں عامر نامی شخص کو ان پر سردار بنادیا، اور جب سلطان ابوالحسن نے افریقہ کی طرف رخت سفر باندھا تو مصامدہ کے روٴسا اور دوسرے سرداروں کے ساتھ عامر بھی سلطان کے ہمراہیوں میں سے تھا، یہاں تک کہ جب ۷۴۹ھ میں قیروان کی مصیبت پیش آئی تو اس نے موحدین کے رسم ورواج کے مطابق اسے تونس میں پولیس افسر بنادیا تو سلطان نے اس کی وجہ سے تونس میں آرام پایا اور یہ اس کی مشکلات کو دور کرنے کے لئے کافی ہوگیا، اور جب وہ تونس سے روانہ ہوا تو اس کی کئی ازواج اور کشتیوں پر عامر کو دیکھنے کے لئے سوار ہوگئیں یہاں تک کہ جب تیز ہوا کے باعث سلطان ابوالحسن کا بحری بیڑہ غرق ہوگیا تو جس کشتی میں یہ سوار تھے اسے سمندری موجوں نے مریہ کی طرف پھینک دیا جو اندلس کی ایک سرحد ہے، اس واقعہ کے بعد سلطان کی بیٹیاں اس کو دیکھنے کے لئے مریہ میں آئیں، اور انہوں نے اپنی طرف سے اس کے بیٹے ابوعنان کو ملک مغرب بھیج دیا جو اپنے باپ پر غالب تھا۔

سلطان ابوالحسن کی بنی عبدالواد پر چڑھائی اوشکست اور سلطان کی وفات:...... سلطان ابوالحسن اس سمندری واقعہ فاجعہ کے بعد ۷۵۰ھ میں الجزائر کی طرف متوجہ ہوگیا اور بنوعبدالواد پر حملہ کردیا، اور انہوں نے اس کو شکست دی تو یہ مغرب روانہ ہوگیا اور مغرب کی طرف ویران زمین میں چل پڑا یہاں تک کہ سجلماسہ پہنچ گیا، اس کے بعد ابوعنان نے اس کا قصد کیا اور وہاں سے مراکش کی طرف چلا گیا جہاں پر اسکی دعوت کو لے کر مصامدہ اور جشم کے عرب اٹھ کھڑے ہوئے، اور انہوں نے لشکر اکٹھا کرلیا اور اس کی اپنے بیٹے ابوعنان سے ام ربیع کے جہات اور اطراف میں جنگ ہوگئی اور اس کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ ھنتاتہ کے پہاڑوں کی طرف بھاگ گیا، اور عامر کی عدم موجودگی میں عبدالعزیز بن محمد ان کا سردار تھا اور وہ اس سلطان کے خوص میں سے تھا، چنانچہ عبدالعزیز اسے اپنے گھر لے گیا، اور عبدالعزیز نے اور اس کی قوم سلطان کو پناہ دینے اور اس کے لئے موت کو قبول کر لینے پر مشور کیا اور انہوں نے اپنے قلعوں میں پناہ لے لی، سلطان ابوعنان تمام بنومرین کو لیکر مراکش کی طرف آگیا اور اس نے مراکش کے باہر پڑاوٴ ڈالا اور اس نے ان کے محاصرہ کے لئے فوجوں کو کئی ماہ تک جمع رکھا یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن کا انتقال ہوگیا جیسا کہ ہم بعد میں ذکر کریں گے پس انہوں نے اسکو لکڑیوں پر اٹھایا اور ابوعنان کے حکم کے مطابق اتر پڑے اس نے ان کی عزت کی اور اس وفاداری کے نتیجے میں انہیں اپنا قرب بخشا اور عبدالعزیز کو بادشاہی پر برقرار رکھا اور ان کے بڑے سردار عامر کو ''مریۃ'' سے طلب کرلیا، چنانچہ وہ سلطان کی لونڈیوں اور ازواج کو لے کر آیا، جو اس کے پاس امانت تھیں، سلطان نے اس کا استقبال عزت اور تکریم سے کیا اور اس کو اپنی خاص توجہ کا ایک حصہ عطا فرمایا۔

عامر کی مصامدہ پر حکمرانی، سلطان ابوعنان کا انتقال:...... عامر کے بھائی عبدالعزیز نے عامر کے لئے حکمرانی کو چھوڑ دی اور اسے اپنا نائب بنادیا پھر سلطان ۷۵۴ھ میں تمام مصامدہ پہ عامر کو حاکم مقرر کردیا، اور ان کا ٹیکس وصول کرنے کے لئے بھی مقرر کردیا تو اس نے اپنا یہ کام بخیر وخوبی سرانجام دیا، اور مراکش کے بہت سے مشکل کاموں سے سلطان کی جان چھڑادی، یہاں تک کہ اس نے اس کے کام کی تشہیر کی اور اس کی کفایت کرنے کی قدردانی کی۔ اس کے بعد سلطان ابوعنان کا انتقال ہوگیا اور اس کے وزیر حسن بن عمر الفودودی نے اس کے بیٹے سعید پر غلبہ پالیا چونکہ وہ وزیر اس کے بیٹے کے رتبے اور مرتبے کی وجہ سے اس سے حسد کرتا تھا، اور ان دونوں کے درمیان کینہ پایا جاتا تھا، جس کی وجہ سے وہ اس کے ساتھ سلطان کا بیٹا جس کا لقب ''المعتمد'' تھا وہ بھی روانہ ہوگیا اور اس کے باپ نے نوجوانی ہی میں اپنی وفات سے عامر کی نگرانی کے لئے مراکش کا حاکم مقرر کردیا تھا پس وہ اسے الجبل لے گیا یہاں تک کہ سلطان ابوسالم کی حکومت مستحکم ہوگئی، اور ۷۶۰ھ میں مغرب کی بادشاہت کا خودمختار حکمران بن گیا، تو عامر بن محمد اپنے قاصدوں کے ساتھ سلطان ابوسالم کے پاس وفد بن کر آیا، اور اپنے بھتیجے محمد المعتمد کو بھی وفد بنا کر بھیجا، سلطان نے اس کی سفارت قبول کی اور اس کی وفاداری کی قدردانی کی، اور وہ اس کے پاس ایک عرصے تک ٹھہرا رہا سلطان نے اس کو اپنی قوم کا حاکم مقرر کیا، پھر اس کے ساتھ تلمسان کی طرف نکل گیا، اور وہ اس کے پاس اس کی وفات سے پہلے تک مقیم رہا، تو سلطان نے اپنی بادشاہی کی جگہ اسے بھجوادیا، اور جب سلطان ابوسالم انتقال کرگیا تو اس کے بعد عمر بن عبداللہ بن علی مغرب پر خودمختار حکمران بن گیا، جیسا کہ ہم ذکر کریں گے، (انشاءاللہ)

عمر بن عبداللہ اور عامر کی دوستی:...... اس کے اور عامر کے درمیان دوستانہ تعلقات تھے اور اس شگاف اور کمی کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے پختہ عہد کرلیا اور بلاد مراکش کی حفاظت کے لئے عمر بن عبداللہ نے عامر پر اعتماد کا اظہار کیا اور یہ بھی معاہدہ کیا کہ وہ اس سے پہلے کسی کو حاکم مقرر نہ کرے اور وہ اس کام کا ذمہ دار تھا اور عمر بن عبداللہ نے عامر کو مراکش کی عملداریوں اور وادی ام ربیع تک کے علاقے کا نگران اور حاکم بنادیا دونوں نے

مغرب کو تقسیم کرلیا، اور سلطان ابوسعید کی اولاد میں سے ابوالفضل ابن سلطان ابی سالم اس کے پاس پہنچا۔ اور اسی طرح عبدالمومن بن سلطان ابوعلی بھی اس کے پاس گیا، تو اس نے عبدالمومن کو قید کرلیا اور ابوالفضل کو اپنی حکومت کا کچھ حصہ دیدیا جیسا کہ ہم ذکر کریں گے۔

پھر عمر اور عامر کے درمیان حالات خراب ہو گئے اور بنومرین کی فوج اور سب لشکروں کے ساتھ اس پر فاس کی طرف سے حملہ کردیا گیا، اور اس نے اپنی قوم سمیت الجبل میں پناہ لی، اور پھر اس کے بعد وہ خود حاکم بن بیٹھا اور عبدالمومن اپنے قید خانے سے بنومرین کے بلانے پر وہاں پہنچا، اس لئے کہ بنومرین اس کی حکومت قائم ہونے کی امید رکھتے تھے، اس لئے کہ اس نے ان کے بادشاہوں سے وزراء کو روک کر ان کو غمگین کردیا تھا، جب انہوں نے اس پر عامر کی ترجیح کو دیکھا تو ان سے بے توجہی برتی، اور پھر اس کے اور عمر کے مابین مغرب کے مضافات کی تقسیم پر صلح ہوگئی اور وہ واپس آ گیا، اور عامر مراکش کے نواحی علاقوں اور ان کی عملداریوں میں خودمختار بن گیا۔

عمر بن عبداللہ اور فارس بن عبدالعزیز کا قتل: ...... یہاں تک کہ جب عمر بن عبداللہ، سلطان ابوالحسن کے بیٹے عبدالعزیز کے ہاتھوں قتل ہوا جیسا کہ آگے اس کا تذکرہ آئے گا، تو ابوالفضل بن سلطان ابوسالم کے دل میں یہ خیال آیا کہ وہ عامر بن محمد پر حملہ کردے جیسا کہ اس کے چچا نے عمر بن عبداللہ پر حملہ کیا تھا اس نے اس بات کی نذر مانی اور اپنے اونٹوں کو لے کر اس کے گھر جبل میں چلا گیا، دوسری طرف ابوالفضل نے اپنے چچازاد عبدالمومن پر حملہ کردیا جو کہ مراکش میں قید تھا۔ اور اس وجہ سے اس کے اور عامر بن محمد کے درمیان جھگڑا زیادہ بڑھ گیا اور اس نے سلطان عبدالعزیز کو پیغام بھیجا اور وہ ۶۹ ھ میں اپنے لشکر سمیت فاس سے آ گیا، اور ابوالفضل نے بھاگ کر "تادلا" میں پناہ لی، لیکن اس کے چچا سلطان عبدالعزیز نے اسے گرفتار کر کے قتل کرڈالا جیسا کہ آگے آرہا ہے، اور سفارت میں عامر کو طلب کیا اس کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے اور اس نے اپنے قلعہ میں پناہ لے لی، اور پھر وہ اس کی خدمت میں پہنچ گیا، اور اپنے عزائم کو اور ارادوں کو جمع کیا، مراکش اور اس کی عملداریوں پر اپنی حکومت کے پروردہ علی بن اجلا کو مقرر کیا او اس نے اس کو اشارہ کردیا کہ وہ اپنی پناہ گاہ سے عامر اور اس کی قوم کے ساتھ جنگ کرے، چنانچہ عامر نے اپنی قوم کے ساتھ مدافعت اختیار کی لیکن اس نے ان پر حملہ کردیا اور بنومرین کے ایک حصہ پر قبضہ کر کے ان کو گرفتار کرلیا، اور اس معرکہ میں سلطان کے کاریگر لوگوں کو بھی گرفتار کر کے ان کو جیل خانہ میں ڈال دیا، اس طرح سلطان کے عزائم کو ابھارا، اور اپنی قوم بنومرین اور مغربی لشکروں کے ساتھ اس کی طرف لشکرکشی کی اور ان کا محاصرہ کر کے ان کو "کرپتا" کے قلعہ میں اتاردیا۔

پھر علی بن آقا نے ۷۱ ھ میں عامر پر غلبہ پالیا اور اس کا لشکر منتشر ہوگیا اور پہاڑ میں گھسنے کے وقت اس کو گرفتار کرلیا، اور اس کو قیدی بنا کر سلطان کے پاس لایا جس نے اسے قید کرلیا اور بیڑیاں ڈال کر الحضرۃ بھیج دیا۔ اور جب اس نے عیدالفطر کی نماز ادا کرلی تو اسے بلا کر ڈانٹا، اور پھر اس کے حکم کے مطابق اسے قتل گاہ تک لے جایا گیا اور وہاں پر کوڑوں کے ساتھ اور داغنے والے ہتھوڑے کے ساتھ مار مار کر زخمی کردیا یہاں تک اس کا انتقال ہوگیا، اور سلطان نے اس کی قوم پر اپنے بھائی عبدالعزیز کے بیٹے فاس کو حکمران بنادیا جو اس کے چچا کی ہلاکت کے موقع پر اس کے پاس آ گیا تھا۔ اور اس کے بیٹے ابویحییٰ کی اطاعت کی طرف سبقت کرنے کی وجہ سے الجبل میں جانے سے تھوڑا عرصہ پہلے اس کو معاف کردیا اور اس معافی کے بارے میں اس کے باپ نے اس پر مہربانی کرتے ہوئے مشورہ دیا تھا چنانچہ وہ سلامتی حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا، اور سلطان نے اسے اپنے خاص لوگوں میں شامل کرلیا پھر جب اس کے بعد فاس بن عبدالعزیز کا انتقال ہوا، اور ۷۶ ھ میں سلطان عبدالعزیز کی وفات کے بعد مغرب میں فتنہ کی آگ بھڑک اٹھی تھی اور مراکش کی عملداریاں سلطان عبدالرحمٰن ابن علی کی حکومت میں آ گئیں جس کا لقب ابویفلوس بن سلطان ابی علی تھا، اور اس کے پاس ابویحییٰ بن عامر آیا جس کو اس نے اپنی قوم کا سردار بنادیا۔ پھر اس پر الزام لگایا کہ وہ اپنے باپ کی حکومت کے وقت سے اموال کو اٹھا کر لے جارہا ہے، اور وہ اسے اس کی صفائی پیش کرنے کے لئے گیا اور ابن عامر چوکنا ہوگیا اور مصامدہ کے بعض قبائل سے جاملا جو سوس کے اطراف میں رہنے والے تھے۔ اور ان کے پاس جا ٹھہرا، اور اس کی وفات بھی ۸۵ ھ میں ان ہی میں ہوئی۔ (واللہ وارث الارض ومن علیھا)

کدمیوہ کی سرداری: ...... کدمیوہ، حکومت کے معاملہ میں ہنتاتہ اور تینملل کے پیروکار ہیں اور ان کا پہاڑ جبل ہنتاتہ کے کنارے پر واقع ہے اور موحدین کے زمانے میں ان کے سردار بنوسعداللہ تھے اور جب بنومرین، مصامدہ پر غالب آ گئے تو انہوں نے ان پر ٹیکس لگائے تو یحییٰ بن سعداللہ نے

انکار کیا اور عبدالکریم بن عیسیٰ اوراس کی قوم نے بنی مرین کی اطاعت کرنے پراس کی مخالفت کی اور فوجیں ان کی طرف آئیں یہاں تک کہ ۶۹۴ھ میں سعداللہ فوت ہوگیا۔

اور یوسف بن یعقوب کی فوجیں اس کے محاصرہ پراکٹھی ہوچکی تھیں پس انھوں نے اس کے قلعوں کو گرادیا اوراس کی قوم کو تابع بنالیا۔اور سلطان یوسف بن یعقوب نے عبدالکریم بن عیسیٰ کو جب سے اس کے باپ نے وصیت کی تھی چن لیا تھا اوراسے اس کا حاکم مقرر کردیا تھا پھراس نے مصامدہ کے سرداروں کو گرفتار کرلیا اوراسے بھی گرفتار ہونے والوں میں گرفتار کرلیا یہاں تک کہ ابن الملیانی نے اس کے چچا کی دشمنی کیوجہ سے ان کو ہلاک کرنے کی کاروائی کی جس نے اس خط کومشتبہ کردیا جو سلطان کی زبان سے اس کے والدامیر مراکش کولکھا گیا۔چنانچہ عبدالکریم بھی قتل ہونے والوں کے ساتھ قتل ہوگیا۔

اوراس کے ساتھ بنوعیسیٰ علی،منصوراوراس کا بھتیجا عبدالعزیز،محمد بھی قتل ہوگئے اور سلطان اس بات سے غضبناک ہوگیا اورابن الملیانی اس کے ڈیرے سے نکل کر تلمسان کے محاصرہ کے لئے چلا گیا اوراس میں داخل ہوگیا پھر کدمیوہ کی حکومت عبدالحق نے سنبھالی۔اور جب مراکش اور باقی ماندہ مصامدہ پرعامر کی حکومت مضبوط ہوگئی تو اس نے عبدالحق کے معاہدے کوتوڑ دیا اور مخالفت کرنا شروع کردی اور السکسیوی جوحکومت کے شروع سے ہی فتنہ کا بانی تھا اس کی مداخلت کا نوٹس لینا بھی چھوڑ دیا چنانچہ وہ ۷۵۷ھ میں اپنی قوم اور سلطان کے مراکشی مشائخ کے ساتھ اس کی نگرانی کے لئے گیا اور اس کے اوپرزبردستی داخل ہوکراسے قتل کردیا اور کدمیوہ کو فتح کرلیا اور بنوسعداللہ فاس چلے گئے اور وہاں مقیم ہوگئے یہاں تک کہ جب سلطان ابوسالم اپنے بھائی ابوعنان کے بعد سمندر میں داخل ہوکراپنی حکومت کے طرف گیا اور غمارہ کے ہاں اترا تو یوسف بن سعداللہ اس کے پاس آیا اوراس سے اپنی پچھلے وعدے کواور بھی مضبوط کروایا۔

چنانچہ جب اس کے لئے شہر پر قبضہ کیا اوراس کی مستقل حکومت ہوگئی تو اس نے اس کے قربت کا خیال کرتے ہوئے اسے اس کی قوم کا حاکم مقرر کردیا۔پھر وہ سلطان ابی سالم کے زمانے تک اپنی حکومت کرتا رہا اور مراکش کا عامل محمد بن ابی العلی تھا جو سلطان کے خاص لوگوں سے تھا اور مغرب کے حکمرانوں کے گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔

اس لئے وہ مراکش کے قرب جوار کے رہنے والوں پر مدد کے لئے اعتماد رکھتا تھا اوراس کے پاس اس بارے میں ایک خط آیا اور وہ مراکش کے طرف چلا گیا جہاں اس نے یوسف بن سعداللہ کو قتل کردیا اور ابن ابی العلی سے وعدہ خلافی کی پھراسے بھی قتل کردیا اوراسے اس کے بیٹے عبدالحق کے ساتھ ملادیا اور تھوڑے سے عرصے کے لئے کدمیوہ سے سرداری جاتی رہی پھر دوبارہ بنوسعداللہکی طرف واپس آگئی۔

وریکہ:...... یہ ہنتاتہ کے پڑوسی ہیں اوران کے درمیان پرانے زمانے سے متواتر جنگیں ہورہی ہیں۔اور بدلہ کے بغیر خون بہہ رہے اور سال بھران کے درمیان جنگ جاری رہتی ہے اس وجہ سے اس جنگ میں فریقین کے بہت سے آدمی ہلاک ہوگئے۔یہاں تک کہ ہنتاتہ نے اپنی حکومت کے زور سے وریکہ کو فتح کرلیا۔واللہ تعالیٰ اعلم بغیبہ وہوعلی کل شئی قدیر

بنی عبدالمومن کے خاتمہ کے بعد بنی بدرہ کے حالات:......ابومحمد بن یونس ہنتاتہ کے موحدین کے وزراء میں سے تھا اوراس کو مرتضیٰ نے وزیر بنایا تھا پھراس سے ناراض ہوکراسے ۶۵۰ھ میں برطرف کردیا پھر مصلحتاً اس کو گھر میں نظر بند کردیا اوراس کی قوم اوراس کے قریبی لوگ اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔

اور یہ علی بن بدر کے رشتہ داروں میں سے تھا جو بنی باداسن کے رہنے والے تھے چنانچہ یہ سوسکی طرف بھاگ گیا اور ۶۵۱ھ میں علی الاعلان مخالفت کرنے لگا اور دامن کوہ میں تانصاحت کے قلعے میں اترا جہاں وادی سوس،ورن اور شید اوراس قلعے کو دور کرتی ہے اوراس نے تانصاحت کے قلعے کو صنہاجہ کے ہاتھوں سے چھین کراس پر قبضہ کرلیا پھراسے مضبوط کیا اوراس میں اپنے چچازاد بھائی ابومحمدین کولایا پھراس نے سوس کے میدان اور جاجا بنی حسان جواعراب کے قریب میں سے ہیں اس پرملویہ کے قرب وجوار تک ان کے وطنوں پر قبضہ کرلیا پھر وہ اسکی طرف روانہ ہوئے اوراس نے ان کے ذریعے سوس کے قرب وجوار میں فتنہ فساد اور تباہی پیدا کی اوراس کے بہت سے قبائل نے اس کی اطاعت اختیار کرلی اس وجہ سے اس نے ان

سے پورا ٹیکس وصول کیا پھراس کے بعد تاور دانت میں موحدین کے حاکم پرحملہ کر دیا اوراس پر راستوں کو تنگ کر دیا۔

تو اس کے حالات خراب ہو گئے اور وزیر ابومحمد بن یونس نے اس پر مداخلت کا الزام لگایا اور علی بن بدر کی طرف جو خط لکھا تھا اس کی اطلاع ملی تو مرتضٰی نے اسے قید کرنے کا حکم دیدیا اور ۶۵۲ھ میں اسے قتل کر دیا۔

علی بن بدر کے گردش احوال:...... اوراس نے ابومحمد بن اصال کوموحدین کی فوج کے ساتھ بلادسوس کی طرف جنگ کرنے بھیجا اوراسے اوراس فوج کا سپہ سالار بھی مقرر کیا چنانچہ یہ تاور دانت میں اترا تو علی بن بدر نے تیونودین کی قلعہ میں پناہ لی اور ابن اصناک نے اپنی فوج کے ساتھ اس پر حملہ کر دیا تو ابن بدر نے اسے شکست دیدی اوران کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور ابن اصناک شکست کھا کر مراکش کی طرف لوٹ آیا اور علی بن بدر اپنی مخالفت پر قائم رہا۔

پھر مرتضٰی نے محمد بن علی اور لحاط کوموحدین کی فوج کیساتھ ۶۰ھ میں اس سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تو علی بن بدر نے انھیں بھی شکست دیدی اور ابن لحاط قتل ہو گیا اوراس کے بعد مرتضٰی نے اپنے وزیر زید بن بکیت کوسوس کا حاکم مقرر کیا آخر کار اس نے بھی علی بن بدر پر حملہ کر دیا اور کچھ عرصہ ان دونوں کے درمیان جنگ ہوتی رہی اور زید بن بلکیت بھی بغیر کامیابی حاصل کئے واپس چلا آیا۔ اور بلادسوس میں ابن بدر کی پوزیشن مضبوط ہو گئی۔ اوراس نے الشبانات اور ذوی حسان کے اعرابیوں سے بہت کام لیا اوراس کے بیٹوں اور بنی کزولہ کے قبائل نے بھی اس کی اطاعت قبول کر لی۔

ابودبوس کے حالات:...... اور آپس میں ان کے درمیان بہت لڑائی ہوتی تھیں اور اکثر جنگوں میں ذوی حسان سے مدد طلب کی جاتی تھی اور جب ۶۶۵ھ میں ابودبوس نے مراکش کی جنگ جیت لی اور اپنے ملک کے حالات درست کرنے سے بھی فارغ ہو گیا تو اس نے سوس جانے کا ارادہ کر لیا اور مراکش سے روانہ ہو گئے اوراس نے جانے سے پہلے یحیٰی بن وانودین قبوئل اور پہاڑی لوگوں کو اکٹھا کرنے کے لئے بھیجا پھر وہ مسکروط سے سوس کے میدان تک پہاڑ سے میدان میں اترا اور بنی بادامن کا مہمان بنا جو کہ ابن بدر کا قبیلہ ہنوتودین سے دوفرسخ (یعنی ۶ میل کے فاصلے پر تھا اوراس نے تارو دنت میں تیز خت جانے کا ارادہ کیا اور ابن بدر کی بربادی اور فتنہ فساد کے آثار کو دیکھا اور جب یہ تیز خت کے قلعہ میں پہنچا تو اس کے میدان میں خیمہ زن ہو گیا اور ابن بدر کے محاصرہ کرنے کے لئے قبیلے کے لوگوں کو جمع کیا اور بوحمدین جو کہ علی بدر کا چچازاد بھائی تھا اس نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اور جب اس پر گھیرا (محاصرہ) تنگ ہو گیا تو علی بن زکدان جو بنی مرین کے مشائخ میں سے تھا وہ آیا اور یہ ابودبوس کے مددگاروں میں سے تھا اس لئے اس نے اسے اپنی اطاعت میں شامل کر لیا سلطان نے اس شرط پراس کی اطاعت قبول کر لی کہ تا کہ وہ اپنے قلعے سے علیحدگی اختیار کرے، پھر جنگ نے اسے جلدی میں ڈال دیا اور وہ ان پر فوج لے آیا تو انھوں نے قلعے کی پناہ لی اور دوسری طرف حمدین علی بن زکدان کے گھر کی طرف بھاگ گیا اور سلطان نے اسے اس کے قید کرنے کا حکم دیا اور سلطان نے قلعے پر قبضہ کر لیا پھر ابودبوس، علی بن بدر کے محاصرہ کے لئے چلا گیا اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اوراس پر منجنیقیں نصب کر دیں اور جب اس پر محاصرہ بہت سخت ہو گیا تو علی بن بدر نے بات کرنے اور دوبارہ اطاعت قبول کرنے میں اپنی خواہش کا اظہار کیا تو ابودبوس نے یہ بات قبول کر لی اور آخر کار سلطان نے اس کا محاصرہ چھوڑ دیا اور الحضر ۃ کی طرف لوٹ آیا۔

بنی بدر کی بادشاہی کا خاتمہ:...... اور جب ۶۸ھ میں بنومرین نے مراکش کو فتح کر لیا تو علی بن بدر نے خود کو فوقیت دی اور سوس پر قبضہ کر لیا اس کے علاوہ تاوردنت اور بستیوں اوراس کے باقی شہروں اور قلعوں پر بھی قبضہ کر لیا اور اعراب کے لئے اس نے اپنی تلواروں کے دھار کو تیز کر لیا چنانچہ انھوں نے اس پرحملہ کر دیا تو اسے اس میں شکست ہوئی اور ۶۶۸ھ میں یہ قتل ہو گیا اوراس کی حکومت کچھ مدت کے لئے اس کے بھیجتے عبدالرحمٰن بن حسن نے سنبھالی پھر وہ بھی فوت ہو گیا تو ان کی حکومت علی بن حسن بن بدر نے سنبھال اور جب ابوعلی بن سلطان ابی سعید سجلماسہ کے بادشاہ کی طرف اپنے والد کیساتھ معاہدہ کی درستگی کے لئے گیا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائیگا۔

تو وہ سجلماسہ میں اترا اور وہاں اس کی حکومت کومضبوط کیا پھراس نے آس پاس کے تمام طرفوں سے کام لیا تو انھوں نے اسے سوس کی حکومت کی شوق دلائی اور ابن بدر کے مالوں کا لالچ دیا تو اس نے سجلماسہ میں اس سے جنگ کی اور ابن بدر اس سے پہلے جبال نکیسہ کی طرف بھاگ گیا اور سلطان نے ابوعلی نے انصاحت میں اس کے قلعہ پر اور سوس کے باقی شہروں پر بھی قبضہ کر لیا۔ اوراس کے خزانوں کا صفایا کر کے سجلماسہکی طرف واپس آ گیا

پھر اس کے بعد سلطان ابوالحسن نے اس پر فتح حاصل کر لی اور اس طرح بنی بدر کی بادشاہی کا خاتمہ ہو گیا۔

اور عبدالرحمٰن بن علی بن حسن اس کے ساتھ ملکر اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا اور سلطان نے ارض سوس میں مسعود بن ابراہیم بن عیسٰی البریتانی کو لایا جو اس کے وزراء کے طبقے سے تعلق رکھتا تھا اور اسے ان علاقوں کا حاکم مقرر کیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا اور اس نے اس کے بعد اس کے بھائی حسون کو حاکم مقرر کیا یہاں تک کہ قیروان کی مصیبت آئی اور حسون کا بھی انتقال ہو گیا اور فوج وہاں سے منتشر یعنی جدا جدا ہو گئی تو بنی حسان اور السبانات کے عرب نے اس پر فتح حاصل کر لی اور انھوں نے اس کے قبائل پر ٹیکس لگائے اور جب ابوعنان اپنے باپ کے بعد مقرب کا با اختیار حاکم بن گیا تو اس نے اپنی فوجوں کو ۷۵۶ھ میں اپنے وزیر فارس بن ودراء کی نگرانی میں نوس میں جنگ کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے قبائل اور عربوں سے خدمت لی اور اس کے شہروں میں مشائخ بھی مقرر کئے اور اپنے وزارت کے مکان کے طرف لوٹ آیا اس وجہ سے مشائخ منتشر ہو گئے اور اس کے ساتھ مل گئے اور اس زمانے میں سوس کی حکومت بادشاہ کے سائے سے باہر رہ گئی۔

ملک سوس کی حدود اربعہ:...... یہ ایک بہت بڑا ملک ہے جو الجریدی جلاد کی چوڑائی کیطرح ہے۔ اور اس کی فضا (رونق) بحر محیط سے بحر نیل (مصر) کی ترائی تک قبلہ میں استواء کے پیچھے سے اسکندریہ تک ملا ہوا ہے اور یہ ملک جبال درن کے سامنے ہے جو قبیلوں بستیوں، کھتیوں، شہروں، پہاڑوں اور قلعوں والا ہے جو وادی سوس کو گھیرے ہوئے ہیں اور پہاڑ کے اندر سے کلاوہ اور سکسیورہ کے درمیان گرتا ہے اور اس کے میدانی طرف چلا جاتا ہے پھر مغربی طرف سے گزرتا ہوا بحر محیط میں جا گرتا ہے اور اس وادی کی دونوں جانب جو شہروں اور کھیتوں والی ہے بڑے بڑے قبیلے ایک دوسرے کے قریب رہتے ہیں اور وہاں کے باشندے اس میں گنے اگاتے اور پونڈے بناتے ہیں۔

اور جب یہ وادی پہاڑ سے میدان میں گرتی ہے تو اس سنگم پر تارودنت کا شہر ہے اور اس وادی کے سمندر میں گرنے کے مقام اور وادی اش کے گرنے کے مقام کے درمیان جنوب کی جانب ساحل سمندر پر دونوں کی مسافت کا فاصلہ ہے اور وہیں مرناسہ کے وہ مکانات ہیں جو فقیروں کے لئے وقف ہیں جہاں پر اولیاء کا آنا جانا اور عبادت کرنا ایک مشہور بات ہے اور عوام کا خیال ہے کہ فاطمی کا خروج وہاں سے ہو گا اور وہاں سے اس طرح سمندر کے ساحل پر جنوب کے طرف اولاد نعمان کا زاویہ (کونہ) دو دن کی مسافت کے فاصلہ پر ہے اور اس کے بعد کئی مرحلوں پر سرخ ندی کی چادر ہے اور یہ سردیوں میں معقل کی جولانگاہوں کی انتہا ہے اور وادی سوس کے سرے پر جبل زکنون ہے جو جبل کلادی کے سامنے ہے اور جبال درن کیسامنے جبال نکیسہ ہے۔

جو جبال ورغہ تک چلے جاتے ہیں اور مشرق میں ان میں سے آخری پہاڑ حمیدی کے نام سے مشہور ہیں اور جبال نکیسہ سے وادی نول اترتی ہے اور مغرب کے طرف گذر کر سمندر میں چلی جاتی ہے اور اس وادی پر تا کاوصت کا شہر جو جماعتوں (گروہوں) اور سامان کے اترنے کا اسٹیشن ہے اور وہاں پر ایک بازار ہے جس کا ایک دن میں دنیا کے تاجر نیت کر کے آتے ہیں اور وہ آج تک مشہور ہے اور ایک شہر جبال نکیسہ کے دامن میں کھود کر بنایا گیا ہے اس کے اور تا کاوصت کے درمیان دو دن کا سفر ہے اور ملک سوس لمطہ کے اترنے کے لئے میدان ہے اور لمطہ جبال درن اور کزولہ کے پاس واقع ہے اور وہ ریگستان اور جنگل کے پاس رہتے ہیں اور جب معقل نے اس کے میدانوں کو فتح کر لیا تو انھوں نے آپس میں انھیں رہنے کے لئے تقسیم کر لیا چنانچہ الشبانات جبال درن کے سب سے قریب ہیں ورقبائل لکمط ان کے حلیف ہیں اور کزولہ ذی حسان کے حلیف ہیں اور اس زمانے تک ان کی یہی صورت حال ہے۔

موحدین میں سے بنی حفص سلاطین افریقہ کے حالات:...... ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جبل درن اور اس کے اردگرد مصامدہ کے قبائل ہنتاتہ، تینملل، ہرغہ، کنفیہ، سکسیوہ، کدمیوہ، برزوجہ، وریکہ، ہزیرہ، حاجہ اور کلاویہ وغیرہ کی طرح اور بھی بہت سے قبائل ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا اور اسلام سے پہلے اور اسلام کے بعد ان میں بادشاہ اور سردار ہوئے ہیں اور ہنتاتہ ان کے بڑے قبائل میں سے ہیں۔

اور ان قبائل سے تعداد اور طاقت میں بھی بہت زیادہ ہے اور وہی مہدیہ کی دعوت کے قیام اور اس کی حکومت کی تیاری اور اس کے بعد عبدالمومن کی حکومت کے قیام کے لئے ابتداء کرنے والے ہیں جیسا کہ ہم نے مصامدہ کی زبان سے اس کے حالات میں بیان کیا ہے یہاں تک امام مہدیہ کے

زمانے میں ان کا بڑا سردار شیخ ابوحفص عمر بن یحییٰ تھا اور البیدق نے نقل کیا ہے کہ اس کا نام اس کی زبان میں فارکات تھا اور اس زمانے میں ہنتاتہ کہتے ہیں اس لئے کہ یہ ان کے جد امجد کا نام ہے اور وہ ان میں بہت بڑا آدمی تھا جس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا تھا اور وہ اپنی قوم میں پہلا شخص تھا جس نے امام مہدی کی تابعداری اختیار کی اور یوسف بن دانو دین اور ابو یحییٰ بن یکیت اور ابن یعمور وغیرہ اس کے بعد آئے اور وہ امام مہدی کے خاص دوستوں میں سے تھا اور امام مہدی کی دعوت کی طرف پہلے آنے والے دس آدمیوں میں شامل تھا اور وہ ان دس آدمیوں میں عبدالمومن کے بعد آئے اور عبدالمومن کو مہدی کا جمالی ہونے کے سوا اور کوئی برتری حاصل نہ تھی۔

اور مصامدہ میں ابوحفص یعنی ہنتاتہ ان کا اتنا بڑا سردار تھا جس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا تھا اور وہ موحدین میں شیخ کے نام سے مشہور تھا جیسے مہدی، امام کے نام سے مشہور تھا اور ابن نخیل وغیرہ موحدین نے اس کا نسب اس طرح بیان کیا ہے

عبدالمومن کا سلسلۂ نسب اور اس کی حکومت: ..... عبدالمومن بن یحییٰ بن محمد بن دانو دین بن علی بن احمد بن والال بن ادریس بن خالد بن الیسع بن الیاس بن عمر بن دافتق بن محمد بن نجیبہ بن کعب بن محمد بن سالہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قریشی نصب مصامدہ میں مل جل گیا ہے اور اس کی رشتہ داری اس پر غالب ہے جیسا کہ ایک قوم سے دوسری قوم میں ملنے والے خاندانوں میں ہوتا ہے جیسا کہ ہم کتاب کے شروع میں بیان کر چکے ہیں اور جب امام مہدی کا انتقال ہو گیا اور اس نے عبدالمومن کے متعلق اپنی حکومت کی وصیت کی اور وہ مصامدہ کی رشتہ داری سے دور تھا مگر اس میں مہدی کی بزرگی کا کچھ اثر تھا اس لئے اس نے مہدی کی موت کو پوشیدہ رکھا اور عبدالمومن نے مصامدہ نے اسے اپنی تابعداری کی اس طرح امتحان کی کہ تین سال تک امام کی موت کے متعلق بتانے میں توقف کیا پھر ابوحفص نے عبدالمومن سے کہا ہم تجھے اسی طرح آگے کریں گے جیسے امام تجھے مقدم کرتا تھا تو عبدالمومن کو معلوم ہو گیا کہ اس کی حکومت منعقد ہونے والی ہے پھر ابوحفص نے عبدالمومن کی بیعت کا اعلان کر دیا اور اس کو مقدم کرنے میں امام کے وعدے کو پورا کر دکھایا اور مصامدہ کو عبدالمومن کی فرمانبرداری کرنے پر تیار کیا مگر دو آدمیوں نے اس کے متعلق اختلاف نہ کیا اور عبدالمومن اور اس کے بیٹے بقیہ دنوں میں تمام اہم ضروری کاموں میں انہیں کی طرف رجوع کیا جاتا تھا اور انھوں نے دعوت کی مصیبتوں میں اس کی فائدہ کی اور اس نے انھیں اس کے پریشانی سے بے پرواہ کر دیا اور عبدالمومن اسے مواقف میں مقدم کرتا تھا چنانچہ وہ ان میں خوب تجربہ کار ہو گیا اور مراکش فتح ہونے سے پہلے ۳۷ھ میں عبدالمومن نے اسے مغرب اوسط پر حملہ کے وقت اپنے ہر اول دستہ میں بھیجا۔

اور تمام زناتہ، جیسے بنی دماتو، بنی عبدالواد، بنی رسیعان اور بنی توجین وغیرہ موحدین سے جنگ کرنے کے لئے منداس میں جمع تھے اور اس نے سخت قتل و غارت کرنے کے بعد مراکش میں عبدالمومن کے پہلے داخلہ کے وقت زناتہ کو دعوت پر رضامند کیا تو ماسہ میں ایک باغی نے اس کے خلاف بغاوت کی اور مختلف لوگوں کے منہ اس کے طرف پھر گئے اور اس کی گمراہی اردگرد کے علاقوں میں پھیل گئی اور اس کی پوزیشن خراب ہو گئی۔

تو اس نے شیخ ابوحفص کو اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے اس بیماری کا صفایا کر دیا اور اس کی گمراہی کے نشانات کو مٹا دیا اور جب عبدالمومن نے افریقہ جانے کا ارادہ کیا تو اس نے ابوحفص سے پیشگی کوئی مشورہ نہ لیا اور جب وہ افریقہ سے واپس آیا اور اپنے بیٹے محمد کو ولیعہد بنایا تو موحدین نے اس کی مخالفت کی اور اس کے بیٹے کی ولایت کا بڑا خیال کیا تو عبدالمومن نے ابوحفص کو اندلس سے اس کی جگہ بلایا اور موحدین کو اس کی بیعت پر رضامند کیا اور الحضرمی کے قتل کے طرف اشارہ کیا جو اس کے مخالفین کا سرغنہ تھا تو اس نے اسے بھی قتل کر دیا۔

اور اس کے بیٹے محمد کو ولیعہد بنانے کی کارروائی بھی مکمل ہو گئی پھر جب عبدالمومن نے ۵۴ھ میں مہدیہ کو فتح کرنے کے لئے دوبارہ افریقہ جانے کا **ارادہ کیا** تو اس نے مغرب پر شیخ ابوحفص کو اپنا جانشین بنایا اور وہ عبدالمومن کی ان وصیتوں کو بھی جو اس نے اپنے بیٹوں کے بارے میں کی تھیں سفر میں **اکٹھے** لے گیا اور امام کے دوستوں میں سے عمر بن یحییٰ اور یوسف بن سلیمان کے سوا کوئی آدمی باقی نہ رہا اور عمر تمہارے دوستوں میں سے ہے اور یوسف کو اس نے فوج دے کر اندلس کی طرف بھیجا تا کہ اس سے آرام حاصل کرے اور یوسف سے کہا کہ مصامدہ میں سے جسے تو پسند کرے اس کے ساتھ اسی طرح کرنا اور ابن مردنیش کو چھوڑ دے۔ جو اس نے تیرے لئے چھوڑا ہے اور اس کی قسمت کی بدنصیبی کا انتظار کر، اور عبدالمومن نے افریقہ سے عربوں

کو نکال دیا اور انہیں بلاد مغرب کی طرف جلا وطن کر دیا اور ضرورت پڑنے پر انہیں ابن مرونیش سے جنگ کرنے کے لئے حفاظت سے رکھا۔

یوسف بن عبدالمومن کی حکمرانی:......اور جب یوسف بن عبدالمومن بادشاہ بنا تو شیخ ابوحفص نے اس کی بیعت سے وعدہ خلافی کی اور موحدین اس کے وعدہ خلافی کی وجہ سے پریشان ہوئے یہاں تک کہ جو حکم اس کی سلطنت کی جگہ کے لئے جاری کیا تھا اس کا مقصد ظاہر ہو گیا اور وہ اس کی خوبیوں سے حیران رہ گیا اور اس سے مصافحہ کر لیا پھر اس کی خلافت سے رضامندی کا اعلان بھی کر دیا۔

اور یوسف اور اس کی قوم کے پاس بڑی بڑی خوشخبریاں تھیں اور اس نے ۵۶۳ھ میں امیر المومنین کا نام پسند کر لیا اور جب یوسف میں بن عبدالمومن بادشاہ بنا تو جبال غمارہ اور صنہاجہ میں بغاوت شروع ہو گئی جس میں سب نے بڑا کردار ادا کیا اور اس نے شیخ ابوحفص کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کی ذمہ داری سونپی پھر خود بھی جنگ کے لئے نکلا اور ان میں اچھی طرح قتل و غارت کر کے مکمل فتح حاصل کر لی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

اور جب اسے ۵۶۴ھ میں طاغیہ کے اندلس پر حملہ کرنے اور بطلیوس شہر کے ساتھ بدیانتی کرنے کا پتہ چلا تو اس نے اس شہر کو بچانے کے لئے وہاں جانے کا ارادہ کیا اور اس نے شیخ ابی حفص کی نگرانی کے لئے موحدین کی فوجوں کو آگے بھیجا اور خود قرطبہ میں اترا اور اس نے اندلس میں رہنے والے تمام سرداروں کو حکم دیا کہ وہ اس کے مشورہ کی طرف رجوع کریں پھر اس نے بطلیوس کو اس محاصرہ سے آزاد کرایا اور اس نے وہاں جہاد میں بہت کارنامے دکھائے اور ۵۷۱ھ میں جب وہ قرطبہ سے الحضرۃ کی طرف واپس آیا تو راستے میں سلا کے قریب فوت ہو گیا۔

اور اس کے بعد اس کے بیٹے بنی عبدالمومن کے سرداروں کے ساتھ اندلس، مغرب اور افریقہ میں باری باری حکومت کرتے رہے اس کے بعد منصور نے اپنی حکومت کے شروع میں اپنے بیٹے ابوسعید کو افریقہ کا گورنر بنایا اور اس کے واقعات میں سے وہ واقعہ بھی ہے جو سعدیہ میں عبدالکریم منتزی کے ساتھ پیش آیا جس کا ذکر ہم نے اس کے حالات میں کیا ہے۔ اور اس نے ابویحییٰ بن ابومحمد بن عبدالواحد کو وزیر بنایا اور وہ ۵۹۱ھ میں میدان جنگ میں اس کے ہراول دستہ میں شامل تھا چنانچہ اس نے مسلمانوں کی مصیبتوں کو ختم کیا اور اسے اس جنگ میں جو نفرت اور قرار حاصل ہوا اس سے اس کی شہرت ہو گئی اور وہ اس جنگ میں شہید ہو گیا۔ اور اس کی اولاد ہمیشہ بنی الشہید کے نام سے مشہور رہی ہے۔ اور وہ اس زمانے میں تونس میں مقیم ہیں۔

ناصر کی حکمرانی اور ابومحمد کے حالات:......اور جب ۶۰۱ھ میں ناصر کو یہ خبر ملی کہ بن غانیہ نے تونس فتح کر لیا تو یہ خبر ملتے ہی ناصر افریقہ پر حملہ کرنے کے لئے گیا تو اس نے تونس کو ابن غانیہ کے قبضہ سے واپس لے لیا پھر اس نے سعدیہ سے جنگ کی تو اعراب کے بھیڑیوں نے ایک دوسرے کی مدد کی اور ابن غانیہ نے ان اعراب کو جمع کر کے جب قابس میں اترا تو ناصر نے ان کی طرف ابومحمد عبدالواحد بن شیخ ابوحفص کو موحدین کی فوج کے ساتھ بھیجا چنانچہ اس نے ۶۰۲ھ میں قابس کے اردگرد تاجرا مقام پر ابن غانیہ پر حملہ کر دیا اور اس میں ابن غانیہ کا بھائی جبار قتل ہو گیا اور ابومحمد نے وہاں خوب قتل عام کیا اور قیدی بھی بنائے اور وہاں سے سید ابوزید بن یوسف بن عبدالمومن جو وہاں کا والی تھا اور تونس میں موجود تھا الگ کر دیا اور ابن غانیہ نے اسے قید کر لیا اس کے بعد ابومحمد ناصر کے پاس جہاں وہ معدیہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا واپس آ گیا اور اس کا واپس آنا معدیہ کی فتح کا ذریعہ بن گیا اور اس بات نے بھی ناصر کو افریقہ میں شیخ ابومحمد کی اصلاح پر رضامند کیا جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔

ابن غانیہ کا افریقہ پر حملہ:......اور جب ابن غانیہ اور اس کے پیروکاروں نے افریقہ پر حملہ کیا اور اس کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور اس نے تونس کا محاصرہ کر کے اس پر بھی قبضہ کر لیا تو تونس کے امیر ابوزید کو قید کر لیا تو ۶۰۱ھ میں ناصر مغرب کی طرف سے اٹھا اور تونس کو ابن غانیہ کے قبضہ سے واپس لے لیا اور انہیں تونس کے آس پاس سے بھی بھگا دیا اور اس نے مہدیہ کا محاصرہ کرتے ہوئے وہاں ڈیرہ ڈال دیئے اور وہیں غانیہ نے اپنے بیٹوں اور خزانوں کو وہاں اتار دیا اور اس دوران میں اپنی فوجوں کو بھی قابس میں لے آیا۔

چنانچہ ناصر نے اس کی طرف شیخ ابومحمد کو موحدین کی فوجوں کے ساتھ بھیجا اور اس نے قابس کی اطراف میں تاجرا مقام پر ابن غانیہ پر چڑھائی کر دی اور انہیں شکست دیدی اور ان کے ڈیرے پر اور ان کے پاس جو کچھ مال و اسباب تھے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں بہت زیادہ قتل عام کیا اور قیدی بنائے اور سید ابو زید کو ابن غانیہ کی قید سے آزاد کرایا اور واضح کامیابی حاصل کر کے ناصر کے پاس لوٹ آیا جہاں وہ مہدیہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور شہر والوں نے اس کی

شکست کے دن مال غنیمت اور قیدیوں کو دیکھا تو وہ حیران رہ گئے اور شرمندہ ہوئے اور انھوں نے امان طلب کیا اور مہدیہ کی مکمل فتح ہوگئی۔

پھر ناصر تونس کے طرف واپس آ گیا اور وہاں پر ۶۰۳ھ کے نصف تک ایک سال قیام کیا اور اس دوران میں اس نے اپنے بھائی سید ابو اسحاق کو طرابلس کے تعاقب اور انکے فتنہ فساد والی جگہوں کو مٹانے کے لئے بھیجا چنانچہ اس نے طرابلس کے پیچھے کے علاقے پر قبضہ کرلیا اور بنی دمر، مطماطہ اور نفوس میں خوب قتل وغارت کی اور سرت اور برقہ کے علاقے کے قریب پہنچ گیا اور سولقہ ابن مذکور تک جا پہنچا اور ابن غانیہ، برقہ کے ریگستان کی طرف بھاگ گیا اور لاپتہ ہوگیا اور سید ابو اسحاق تونس کی طرف واپس لوٹ آیا۔

اور ناصر نے مغرب کے طرف روانگی کا ارادہ کیا اور افریقہ پر خوشنودی کا اثر لوٹ آیا اور ان پر حفاظت کے پردے لٹکا دیئے اور ناصر کو معلوم ہوا کہ ابن غانیہ عنقریب افریقہ جا کر اس کی مخالفت کرے گا اور یہ کہ مراکش فریادرس سے بہت دور ہے اور وہاں ایک ایسے آدمی کا ہونا بہت ضروری ہے جو خلافت کی جگہ کو سنبھال سکے اور حکومت کی ضروریات کو پورا کرے۔

آخر کار اس نے ابو محمد بن شیخ ابی حفص کو منتخب کیا لیکن وہ اس پر کوئی ظلم نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اسے اور اس کے باپ کی ان کی حکومت میں بڑی عزت تھی اور بنی عبدالمومن کا معاملہ شیخ ابو حفص کے اتحاد دوستی اور اس کی مدد سے انجام کو پہنچا تھا اور اس کے والد منصور نے شیخ ابو محمد کو اس کے اور اس کے بھائیوں کے متعلق وصیت کی تھی اور جب وہ صبح کی نماز میں حاضر ہوتا تو اسے نماز پڑھانے کا کام سپرد کیا جاتا اور یہ خبر ابو محمد کو پہنچی تو وہ رک گیا اور ناصر نے اس سے بالمشافہ بات کی تو اس نے معذرت کی اور اس کی طرف اپنے بیٹے یوسف کو بھیجا تو اس نے اس کے پہنچنے پر اس کی تعظیم کی اور اسے اس شرط پر جواب دیا کہ وہ تین سال تک افریقہ کے معرکے پورا کر کے مغرب چلا جائے اور یہ کہ وہ ان پر موحدین کے آدمیوں کو منتخب کر کے مقرر کرے گا اور یہ کہ ترقی وتنزلی کے مقابلہ میں اس کی خرابی نہیں نکالی جائے گی تو اس نے اس کی شرط کو قبول کرلیا۔

یوسف کی سلطنت: ......اور لوگوں میں اس کی سلطنت کا اعلان کردیا گیا اور موحدین کے درمیان اس کا جھنڈا بلند کردیا گیا پھر ناصر مغرب کی طرف روانہ ہوگیا اور شیخ ابو محمد اس کے پاس سے بجایہ لوٹ آیا اور ۱۰ شوال ۶۹۳ھ کو ہفتہ کے روز تونس شہر میں حکومت کے تخت پر بیٹھا اور اپنے احکام جاری کردیئے ابو عبداللہ محمد بن نخیل کو اپنا کاتب بنایا۔

اور ابن غانیہ طرابلس کے قریب بستی کی طرف واپس لوٹ آیا اور اس نے سلیم اور ہلال کے عربوں میں سے اپنے مریدوں اور دوستوں کو جمع کیا اور ان میں محمد بن مسعود بھی اپنی ستم رسیدہ قوم کے ساتھ موجود تھا اور انھوں نے دوبارہ فتنہ فساد اور تباہی شروع کردی اور ۶۰۴ھ میں ابو محمد موحدین کی فوجوں کیساتھ ان کے مقابلے میں گیا اور بنو عوف جو سلیم قبیلے میں سے ہیں اس کے پاس جمع ہوگئے اور وہ مرداس اور علاق ہیں۔

چنانچہ بشیر نے ان سے مقابلہ کیا تو وہ دن بھر جنگ کرتے رہے اور جب مدد آ گئی اور دن کے آخری حصے میں ابن غانیہ کی فوج منتشر ہوگئی اور موحدین اور عربوں نے ان کا تعاقب کیا اور ان کے مالوں کو چھین لیا اور ابن غانیہ زخمی ہوکر اقصابرہ کے طرف بھاگ گیا اور ابو محمد فتح اور مال غنیمت حاصل کر کے تونس کی طرف واپس لوٹ آیا اور ناصر کے ساتھ فتح کے متعلق بات چیت کی اور سلطنت سے ہٹنے کے متعلق وعدے کو پورا کرنے کے بارے میں کہا تو ناصر نے اس کے ساتھ اچھی طرح بات بھی نہیں کی اور حکومت رہنے کے بارے میں مغرب کے معرکے کا بہانہ کیا اور یہ کہ وہ اس بارے میں نئے سرے سے غور کرے گا اور اس نے ابو محمد کی طرف مال، گھوڑے اور لباس انعام اور بخشش کے طور پر بھیجے جن کی قیمت ایک کروڑ دینار تھی ان میں بارہ ہزار آٹھ سو لباس تین سو تلواریں اور ایک سو گھوڑا تھا اس کے علاوہ اس نے سبتہ اور بجایہ سے بھی اسے چیزیں بھیجیں اور مزید دینے کا بھی اس سے وعدہ کیا اور خطوط کی تاریخ ۶۰۵ھ ہے چنانچہ ابو محمد علی اپنے حال پر قائم رہا اور اس کے بعد یحییٰ میورقی کے درمیان متواتر جنگیں ہوتی رہیں جن کا ذکر ہم آگے کریں گے۔

معرکہ تاہرت اور اس میں ابو محمد کا مال غنیمت حاصل کرنا: ......اور جب یحییٰ بن غانیہ معرکہ اشیر سے بھاگ گیا تو اسے خیال آیا کہ وہ تلمسان کے قریب بلاد زناتہ میں چلا جائے اور اس نے تلمسان کے والی شیخ ابی عمران بن موسیٰ بن یوسف بن عبدالمومن کے مراکش سے وہاں پہنچنے اور بلاد زناتہ کی طرف ٹیکس جمع کرنے کے لئے جانے کے ساتھ موازنہ کیا اور شیخ ابو محمد نے اس کے مقام سے اسے خبردار کرتے ہوئے لکھا کہ وہ اس کا سامنا

نہ کرے کیونکہ وہ اس کے مریدوں میں سے ہے تو اس نے اس بات کے ماننے سے انکار کر دیا اور تاہرت کی طرف روانہ ہو گیا اور وہاں ابن غانیہ پر حملہ کر دیا چنانچہ اس کی فوج منتشر ہو گئی اور زناتہ ایک قلعہ کے قریب ہو گئے اور سید ابو عمران قتل ہو گیا اور تاھرت کو لوٹ لیا گیا اور یہ اس کی آبادی کا آخری حصہ تھا اور بہت سے مال غنیمت ان کے ہاتھ لگے اور قیدیوں سے بھر پور ہو گئے اور وہ افریقہ کی طرف لوٹ آئے پھر شیخ ابو محمد نے اسے ایک جگہ پر روکا اور ان پر حملہ کر دیا اور ان کے ہاتھوں سے قیدیوں کو چھڑا لیا اور ان کے بقیہ مال غنیمت کو بھی لے گیا اور اس جنگ میں بہت سے ملثمین مارے گئے اور انکا ایک دستہ طرابلس کے طرف چلا گیا یہاں تک وہ واقعہ ہوا جس کا ذکر ہم آگے کریں گے

اور ابو محمد کے تاہرت کو ابن غانیہ کے ہاتھ سے چھڑانے اور واقعہ اشیر کے بعد ابن غانیہ طرابلس کی جانب چلا گیا اور اسے ملثمین کا ایک دستہ اور اس کے چند عرب دوست ملے جو الحجلی ، ریاحی زداودہ کی جنگوں میں اس کے ساتھ تھا اور انکا سردار محمد بن مسعود تھا چنانچہ ان کے مشورہ سے دوبارہ جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا۔

اور صبر وتحمل کا وعدہ کیا اور وہ ہر طرف عرب دوستوں کی تلاش میں نکل گئے تو ان کے پاس بہت سی فوجیں جمع ہو گئیں جن میں ریاح زغبہ ،شرید، عوف ذباب اور نعات شامل تھے چنانچہ انھوں نے اکٹھے ہو کر افریقہ میں داخل ہونے کی نیت کر لی دوسری طرف ابو محمد ان کے پہنچنے سے پہلے ہی وہاں پہنچ گیا اور وہ ۶۰۶ھ میں تونس سے نکلا اور تیزی سے ان کے طرف چلا اور جبل نفوسہ کے پاس ان کی جنگ ہوئی اور جب جنگ تیز ہو گئی تو ابو محمد نے اس کی عمارتوں اور خیموں کو تباہ کر دیا اور بنی عوف بن سلیم کے بعض گروہ ابو محمد کے پاس آ گئے اور ابن غانیہ کا میدان جنگ ویران ہو گیا اور موحدین نے اس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ رات کا اندھیرا پھیل گیا۔

اور ان کے پاس بہت سا مال غنیمت اور قیدی جمع ہو گئے اور عرب عورتیں بھی لائی گئیں جو کہ انھوں نے حملے اور بھاگنے کے وقت ان کو ان کے سامنے الگ الگ پیش کیا تھا چنانچہ وہ موحدین کے لئے مال غنیمت بن گئی اور پردہ نشین قیدی بن گئیں اور اس معرکہ میں ملثمین ،زناتہ اور عربوں کے بہت سے آدمی مارے گئے۔جن میں زداودہ کا شیخ البہ بن محمد بن مسعود البلط بن سلطان اور اس کا چچازاد حرکان بن شیخ بن عساکر بن سلطان اور شیخ بنی قرہ اور جراز بن ویفرن جو مغراوہ کا سردار اور محمد بن العاری بن غانیہ اور ان جیسے دوسرے لوگ بھی شامل تھے۔

اور ابن غانیہ بے سہارا شکست خوردہ اور تمام جگہوں سے مایوس ہو کر واپس لوٹ آیا اور ابو محمد اور موحدین فتحمند ہو کر لوٹے اور افریقہ میں ابو محمد کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس نے عام فساد کا خاتمہ کر دیا اور اس کے ٹیکس کو پورا وصول کیا اور اس کے جنگی معرکے طویل ہو گئے اور اس کے جھنڈے کو نہیں توڑا گیا،اور ناصر فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا یوسف المنتصر حاکم بنا اور اس کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے مشائخ نے اس پر حملہ کر دیا اور بنی مرین کے فتنے اور مغرب میں فتح حاصل کرنے میں مصروف ہو گئے چنانچہ اس نے شیخ ابو محمد سے افریقہ میں درخواست کی اور اس کے کام آنے اور اس کے ضبط احوال اور ملک کے قیام پر اعتماد کیا تو اس نے سے اس کے قرب وجوار پر باقی رکھا اور خرچہ کے لئے اس کی طرف احوال بھجوائے اور وہ ہمیشہ وہیں پر حاکم رہا یہاں تک کہ ۶۱۸ھ میں فوت ہو گیا۔

شیخ ابو محمد بن شیخ ابو حفص کی وفات:......شیخ ابو محمد فاتح کی وفات ۶۱۸ھ میں ہوئی اور شوریٰ میں موحدین کی حکومت دو فریقوں میں تقسیم ہو گئی ان میں سے ایک فریق عبدالرحمٰن بن شیخ ابو محمد کا تھا اور دوسرا اس کے چچازاد ابراہیم بن اسماعیل بن شیخ ابی حفص کا تھا چنانچہ وہ کچھ عرصہ کے لئے فکرمند رہے پھر اس کے بیٹے امیر ابو زید عبدالرحمٰن پر متفق ہو گئے اور اسے وعدہ عہد دیئے اور اسے اس کے باپ کی جگہ حکومت پر بیٹھایا چنانچہ بغاوت کم ہو گئی۔

اور اس نے حکومت کے قیام کے لئے اپنے ارادوں کو تیار کر لیا اور انعام و بخشش کی اور شاعروں کو انعامات دیئے اور ابو عبداللہ بن ابوالحسن کو اپنا کاتب بنایا المنتصر کو بڑی شان سے خطاب کیا اور اردگرد کے علاقوں کو اپنے موافق بنانے اور اطراف کی حفاظت کے لئے اپنی فوجوں کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ اسے المنتصر کا خط ملا جس میں حکومت سے تین ماہ تک معزول ہونے کا ذکر تھا چنانچہ ابوالقاسم العزفی کی مداخلت سے حمبون الرنداحی کی بغاوت رک گئی اور سرداروں نے العزفی کی حکومت پر اتفاق کر لیا اور دعوت کو مرتضٰی کے طرف پھیر دیا یہ ۶۴۷ھ کا واقعہ ہے اور دعوت کے بارے میں اہل طنجہ نے ان کی تابعداری کی اور ابن الامیر یوسف بن محمد بن عبداللہ بن احمد الھند انی نے وہاں اپنے آپ کو فوقیت دے دی اور اس سے پہلے وہاں ابو

علی بن اخلاص گورنر تھا۔

چنانچہ جب العزفی اور جیون الرنداحی کو حکومت ملی تو اس نے ان سے اقرار کیا وعدہ کیا پھر اس نے عباسی کے لئے خطبہ دیا اور دعا میں اپنے آپ کو اس کے ساتھ شریک کیا یہاں تک کہ بنومرین نے دھوکہ بازی سے قتل کر دیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کر چکے اور اس کے بیٹے تونس کے طرف چلے گئے اور ان کے ساتھ ان کا داماد قاضی ابوالضم عبدالرحمٰن بن یعقوب بھی تھا جو ان کی خالہ سباطہ کا بیٹا تھا۔

وہ اور اس کی قوم جلاوطنی کے دنوں میں طنجہ چلے گئے اور وہاں مقیم ہو گئے اور بنوالامین نے ان سے رشتہ داری کی اور ان کے ساتھ تونس کے طرف روانہ ہو گئے اور اس نے ابوالقاسم کی سیرت اور حکم نامے اور دستاویز کے متعلق اس کی بزرگی اور پہنچان کو معلوم کیا اور سلطان کے زمانے میں اسے قاضی کے کاموں میں لگا دیا اور اسے اس کام میں بہت شہرت حاصل ہوئی اور جب امیر ابی زکریا کی وفات کی خبر متعلیہ پہنچی، وہاں مسلمان بلرم شہر میں رہتے تھے اور سلطان نے ان کے ساتھ الجزائرہ کے حکمران سے شہر اور اس کے اردگرد کے علاقے کے متعلق اشتراک کا معاہدہ کر لیا تھا۔

چنانچہ انھوں نے وہاں رہائش اختیار کر لی یہاں تک کہ جب انھیں سلطان کی وفات کی خبر ملی تو نصاریٰ ان میں فساد پھیلانے میں جلدی کی اس لئے انھوں نے قلعے اور خوفناک جگہوں میں پناہ لیا اور ان پر بنی عباس کے ایک باغی کو امیر مقرر کیا۔

اور طاغیہ نے پہاڑ کے طرف سے صقلیہ کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ انھوں نے اس کی تابعداری اختیار کر لی پھر اس نے انھیں اپنی دعوت کے لئے سمندر پار بھیج دیا اور وہ جزیرہ مالطہ کے طرف چلا گیا۔ اور انھیں ان کے بھائیوں کے ساتھ ملا دیا اور طاغیہ، صقلیہ اور اس کے جزیروں پر قبضہ کر لیا اور اس نے وہاں سے اپنے کلمہ کفر سے کلمہ اسلام کو مٹا دیا۔

سلطان ابوعبداللہ المنتصر کی بیعت کے حالات اور اس دور کے واقعات: ......اور جب سلطان ابوزکریا بونہ کے باہر ۶۴۷ھ میں فوت ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں لوگوں نے اس کے بیٹے امیر ابوعبداللہ پر اتحاد کر لیا اور اس کے چچا محمد اللحیانی نے وزراء امراء اور باقی رہ جانے والے فوجیوں سے اس کی بیعت لی اور ابوعبیداللہ تونس کے طرف چلا گیا اور ۳ رجب کو الحضرۃ میں داخل ہوا اور اپنی آمد کے روز اس نے لوگوں سے نئے سرے سے بیعت لی اور المنتصر باللہ کا لقب اختیار کیا پھر چند مہینوں کے بعد اس نے لوگوں سے دوبارہ تجدید بیعت کر لی اور اپنی نشانی کی جگہ الحمدللہ اور یشکر اللہ کے الفاظ اختیار کئے اور اس نے اپنی حکومت کی ذمہ داری سنبھالی اور اپنے والد کے خاص آدمی خصی کافور کو گرفتار کر لیا جو اس کے گھر کی آمدنی اور خرچے کا ذمہ دار تھا پھر اس نے اسے مہدیہ کے طرف بھیج دیا اور خود چاروں طرف کارکنان سے بیعت لینے کے لئے چلا گیا چنانچہ ہر اطراف سے لوگوں نے ایک دوسرے کی تقلید کی اور اس نے عبداللہ بن ابی یہدی کو وزیر بنایا اور ابوزید توزری کو قاضی مقرر کیا جو اس کے چچا محمد اللحیانی کے بچوں کا استاد تھا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

امیر ابوزکریا کے بھائیوں کا ذکر: ......امیر ابوزکریا کے دو بھائی تھے ایک کا نام محمد تھا جو اس سے عمر میں بڑا تھا اور لمبی داڑھی کی وجہ سے اللحیانی کے نام سے مشہور تھا اور دوسرے کا نام ابوابراہیم تھا ان کے درمیان ایسا خلوص اور دوستی تھی جسے بیان نہیں کیا جا سکتا اور جب امیر ابوزکریا کا انتقال ہو گیا تو اس کے بیٹے ابوعبداللہ المنتصر نے حکومت سنبھالی اور اس نے محمد بن ابی یہدی کو اپنا وزیر بنایا جو اپنی قوم میں بڑا آدمی تھا چنانچہ اس نے ابوعبداللہ المنتصر کی کم عمری کی وجہ سے اس پر حملہ کرنے کا سوچا حالانکہ اس کی عمر بیس سال تھی اور اسے سلطان کی مزاحمت بڑی مشکل معلوم ہوئی کیونکہ سلطان کے پاس موٹے تازے عجمی غلام اور اندلس کے گھرانوں کے پرورش کئے ہوئے آدمی موجود تھے۔

اور اس کے والد نے ان میں سے کچھ آدمیوں کو منتخب کر کے ایک فوج کی جماعت ترتیب دی جنھوں نے موحدین پر فتح حاصل کیا اور حکومت میں ان کے مرکز میں ان سے مقابلہ کیا چنانچہ ابن ابی یہدی نے سلطان کے دونوں بھائیوں کو داخل کیا اور جو حکومت ان دونوں کے ہاتھ سے جا چکی تھی اس پر افسوس کیا۔ لیکن اسے ان سے اپنی آرزو پوری ہوتی نظر نہ آئی چنانچہ وہ محمد اللحیانی کے طرف لوٹا تو اس نے اس کی بات کو منظور کیا اور ابن ابی یہدی نے خفیہ طور پر اس کی بیعت کر لی اور اس سے مدد کا وعدہ کیا اور سلطان کو اپنے چچا اللحیانی کے طرف سے یہ خبر پہنچ گئی اور اس نے اسے اس کے بیٹے کی برائی سے آگاہ کیا اور اسی طرح قاضی ابوتوزری نے بھی اسے خیر خواہی کرتے ہوئے خبر دی اور ابن ابی یہدی نے جمادی الاخریٰ ۶۴۸ھ کی صبح کو سلطان

کے دروازے پر اپنی وزارت کی جگہ بنائی اور وزیرابی زید بن جامع کو گرفتار کرلیا اور وہ باہر آیا تو موحدین کے مشائخ بھی اس کے ساتھ تھے۔

چنانچہ انھوں نے ابن محمد اللحیانی کی اس کے گھر پر بیعت کی اور سلطان نے اپنے دوستوں کو سوار کرلیا اور جرنیل ظافر کوان کے ساتھ جنگ کے لئے عہدہ دار بنایا پھر وہ فوج اور اپنے دوستوں کے ساتھ نکلا اور شہر سے باہر عیدگاہ میں موحدین سے جاملا آخر کار اس نے ان کی فوج کو شکست دی اور ابن ابی یہدی اور ابن داز کندن مارے گئے اور ظافر موسیٰ سلطان کے چچا اللحیانی کے گھر کی طرف چلا گیا اور اسے اور اس کے بیٹے کو جو صاحب بیعت تھا قتل کردیا اور ان دونوں کے سروں کو سلطان کی طرف لے گیا اور راستے میں اس کے بھائی ابراہیم اور اس کے بیٹے کو بھی قتل کردیا اور اس نے موحدین کے گھر بار اور مال واسباب چھین لئے اور انھیں تباہ وبرباد کردیا تو فتنہ فساد اور بغاوت ٹھنڈی پڑ گئی اور سلطان نے فوج اور دوستوں پر شفقت کرتے ہوئے ان کو انعامات اور اعزازات دیئے اور ان سے حسن سلوک کیا پھر اس نے عبداللہ بن ابوالحسن کو جو حکومت کے شروع میں اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا دوبارہ بلالیا تو ابن یہدی اپنے عہدے سے علیحدہ ہوگیا کیونکہ اس کی زیادتی سے کمزور ہوگیا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے حالات کی طرف واپس آ گیا اور جب حالات صحیح ہوگئے تو سلطان سے اس کے غلام ظافر کی شکایت کی گئی اور انھوں نے ان فتوؤں کو ختم کردیا جو وہ بلاجرم اس کے چچا کو قتل کرنے کے لئے لایا تھا اور وہ اس سے خبردار ہوگیا اور حملہ سے ڈر گیا اس لئے زداودہ کے ساتھ جاملا اور اس کی شکایت میں اس کے غلام ہلال نے بڑا کردار ادا کیا۔ چنانچہ اس نے اسے اس کی جگہ مقرر کردیا۔ اور وہ بھاگ کر عربوں کے قرب وجوار میں رہنے لگا یہاں تک کہ اس کے حالات میں وہ بات ہوگئی جس کا ہم ذکر کریں گے۔ انشاءاللہ۔

سلطان کے ان کارناموں کا تذکرہ جو اس نے اپنے دور حکومت میں کیئے:......اس کا ایک کارنامہ یہ ہے کہ اس نے شاہی محلوں کے نقشے بنائے اور ۵۰ھ میں اس نے سب سے پہلے نزات کی طرف شکار کھیلنے کے لئے ایک شکارگاہ بنائی۔ چنانچہ اس نے زمین پر ایک باڑ بنائی جس کا احاطہ حد بندی سے باہر تھا اور اسمیں جنگلی جانوروں کا کوئی ریوڑ نہیں چر سکتا تھا۔ جب کہیں وہ شکار کے لئے نکلتا تو وہ اس باڑ کو قورا تک اپنے خاص غلاموں کی ایک جماعت کے ساتھ چھلانگ لگا کر جاتا اور سلطان کے ساتھ وہ دوست بھی نکلتے جن کے پاس کتے، باز، شکرے، سلوتی کتے اور چیتے ہوتے تھے۔ چنانچہ وہ انھیں جنگلی جانوروں پر چھوڑ دیتے اور انھوں نے شکارگاہ کے آگے چوڑائی میں ایک دیوار بنائی اور وہ باقی دن اس شکار سے اپنی ضرورت پوری کرتا اور یہ اس کے بڑے کاموں میں سے ایک کام تھا

پھر اس نے اپنے شاہی محل اور طالبیہ کے محل کے باغات میں دو دیواروں سے تعلق پیدا کردیا جو دس ہاتھ کی چوڑائی سے گزرتی تھی اور دس ہاتھ اونچی تھی۔ اور سلطان کی بیویاں ان باغات کی طرف نکلتے وقت لوگوں کی نگاہوں سے پردے میں رہتی تھی اور یہ ایک بڑا عظیم الشان محل تھا اور حکومت کے دور کا ایک ہمیشہ یادرہنے والا کارنامہ تھا پھر اس نے گھر کے صحن میں ایک بلند عمارت بنائی جو مصمودی زبان میں قبہ اساراک کے نام سے مشہور ہے اور یہ بلند عمارت وہ محل ہے جو بہت اونچا اور چاروں طرف کشادہ ہے اور اس کے دونوں جانب تین دروازے کے دونوں کواڑ (یعنی پٹ) بہت خوبصورت بنے ہوئے ہیں اور ہر کواڑ کو ایک مضبوط طاقتور جماعت بند کرتی اور کھولتی ہے اور اس کا بڑا دروازہ مغرب کی طرف ان سیڑھیوں تک پہنچاتا ہے۔

جو اوپر جانے کے لئے لگائی گئی ہے ان سیڑھیوں کی تعداد پچاس سے بھی زیادہ ہیں۔ اور دونوں اطراف کے دونوں دروازے دوراستے کی طرف پہنچاتے ہیں جو قورا کی دیوار تک لے جاتے ہوئے قورا کے میدان کی طرف لوٹ جاتے ہیں جس میں بادشاہ عید کی مجالس اور مختلف نمائندوں سے ملاقات کے لئے اپنے تخت پر بیٹھتا ہے۔ چنانچہ یہ بادشاہ کی عظمت اور حکومت کی شان وشوکت کے اظہار کا بہت بڑا محل ہے۔

محل ابوفہر کا ذکر:......اسی طرح اس نے سامنے صحن سے باہر ایک اور شاندار محل بنایا ہے جو پوری دنیا میں مشہور ہے اور وہ محل ابوفہر کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ جو چھت کے بنے ہوئے اور بغیر چھت کے بنے ہوئے باغوں پر مشتمل ہے ان باغات میں انجیر، زیتون، انار، کھجور اور انگور اور دوسرے مختلف قسم کے پھل اور درخت پائے جاتے ہیں اور ہر درخت کی قسم ایک خاص ترتیب کے ساتھ لگائی گئی ہے۔ یہاں تک کہ اس میں سرو کا درخت (جسمیں پھل نہیں آتے) کیلے اور جنگلی درخت لگائے گئے ہیں اور ان کے درمیان میں لیمون، نارنگیوں، بیری، خوشبودار پودوں، چنبیلی، خیری اور نیلوفر کے باغات ہیں۔

اور ان باغات کے درمیان اس نے ایک اور بہت کشادہ باغ بنایا ہے اور اسمیں چنار کی لکڑیوں سے پانی کے لئے ایک بند بنائی ہیں اور اسمیں ایک پرانے نہر سے پانی لایا جاتا ہے۔ جوزغوان اور قرطاجنہ کے چشموں کے درمیان واقع ہے اور یہ زمین کے نیچے سے چلتی ہے اور اس پر بڑی بڑی عمارتیں

بنائی گئی ہیں اور ایک بہت گہرے مضبوط بنیاد والا چوکور صحن والا کنوئیں سے نکلتی ہے اور جب اس میں زیادہ پانی ہو جائے تو اسے دوسری نہر میں منتقل کر لیا جاتا ہے جو قریب ہی چند گز کے فاصلے پر واقع ہے۔

پھر یہ پانی ایک حوض میں جا گرتا ہے۔ جب حوض بھر جاتا ہے اور موجیں آنے لگتی ہیں تو وہاں کھڑی کشتیوں میں سوار ہو کر سیر کی جاتی ہیں۔ جب ابن جمیل زیان بن ابی الحمالات مدافع بن ابی الحجاج بن سیر مرونشین بنسیہ کی حکومت میں خود مختار ہو گیا تو بلنسیہ کو سید ابو زید ابو حفص نے فتح کر لیا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب اندلس میں عبدالمؤمن کی عزت میں فرق آ گیا اور ابن عود نے بغاوت کی اور اُور جونہ ابن احمر نے بغاوت کر دی تو اندلس جنگ سے بے چین ہو گیا پھر ارغون کے بادشاہ نے بلنسیہ پر حملہ کر دیا اور اس کا محاصرہ کر لیا اور مسلمانوں کے محاصرے کے لئے دشمنوں کے پاس ۳۳ میں سات جنگیں ہوئیں تھیں جن میں سے دو بلنسیہ اور جزیرہ شعر اور شاطبہ اور ایک ایک جیان، بلطیرہ، مرسیہ اور لیلہ میں تھیں اور اہل جنوہ اس کے پیچھے سیقہ میں تھے پھر طاغیہ نے فشالہ پر قبضہ کر لیا جو قرطبہ کا شہر ہے اس کے ساتھ طاغیہ ارغون نے بلنسیہ اور الجزیرہ کے بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا اور بلنسیہ کے محاصرہ کے لئے اس نے انیسہ کا قلعہ بنایا جہاں اس نے اپنی فوج کو اتار کر واپس چلا آیا اور زیان بن مرونیش نے اس کی بقیہ فوج سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا تو اہل شاطبہ اور شعر جنگ کے لئے نکلے اور اس نے ان پر حملہ کر دیا۔

چنانچہ مسلمان منتشر ہو گئے اور ان سے اکثر مسلمان مارے گئے اور ابوالربیع بن سالم جو اندلس کا شیخ الحدیث تھا وہ بھی شہید ہو گیا اس اعتبار سے یہ ایک بہت بڑا سانحہ تھا اور بلنسیہ پر قبضہ کرنے کی تمہید تھی۔ پھر دشمن کی فوجوں نے کئی بار اس پر حملے کئے پھر رمضان ۳۵ھ میں طاغیہ ارغون نے اس پر حملہ کر کے اس کا محاصرہ کر لیا اور اسے بہت تکلیفیں پہنچائی اور عبدالمؤمن مراکش میں تھا وہاں اس کی عزت خراب ہوگئی دوسری افریقہ میں بنی ابی حفص کی حکومت قائم ہوگئی اور ابن مرونشین اور مشرقی اندلس کے باشندوں نے امیر ابو زکریا سے حملہ کرنے کی امید ظاہر کی اور انھوں نے الحضرۃ میں جمعہ کے روز اسے اپنی اپنی بیعتیں بھی بھیج دیں اور اس مجلس میں اس نے اپنا قصیدہ پڑھا جس میں اس نے مسلمانوں سے مدد مانگی ہے اور وہ قصیدہ یہ ہے۔

تو اپنے سواروں کو لیکر جو اللہ کے سوار ہیں اندلس پہنچ جا اور ہمیں اپنی ضرورت کے مطابق مدد کرنا کہ تجھ سے ہمیشہ مدد طلب کی جائے اور وہاں کے زخمی جو تکلیف برداشت کر رہے ہیں اس سے بچ سکیں اور انکی مصیبت روز بروز بڑھتی جارہی ہیں۔

یہ وہ جزیرہ ہے جس کے رہنے والے مصائب کا شکار ہو گئے ہیں اور انکے نصیب تباہ و برباد ہو گئے ہیں اور ہر صبح انکا ظالم دشمنوں کے لئے خوشی کا سبب بنتا ہے اور ہر شام حادثے کا مقابلہ کرنا راحت کو خوف اور خوشی کو غم میں بدل دیتا ہے اور بلنسیہ اور قربہ میں وہ سب کچھ ہو رہا ہے جس سے جان نکلی جاتی ہے اور شہروں میں کھلے عام شرک ہو رہا ہے اور اسلام کا نام ونشان مٹا دیا گیا ہے افسوس وہ مساجد جو دشمنوں کے لئے گرجے بن گئی ہیں اور وہاں سے نداء کے لئے گھنٹے بجائے جاتے ہیں ہائے افسوس قرآن شریف پڑھانے والے مدارس مٹ گئے ہیں۔

افسوس اس شہر کو جن کو آنکھوں کے لئے بہت خوبصورت اور نگا ہیں ان کے درختوں سے لطف اندوز ہوتی تھیں اب انکی یہ حالت ہے کہ ایک عجیب منظر پیش کرتا ہے جو قافلے کو روک لیتا اور بیٹھنے والے کو سوار کر دیتا ہے وہ عیش وعشرت کدھر گیا جس سے ہم داستانیں بناتے تھے اور وہ شاخیں کدھر گئیں جن سے ہم شہد حاصل کرتے تھے اس کی فوجوں کو ایک نافرمان نے تباہ کر دیا اور اس کی خرابی نقصان کرنے میں غفلت سے کام نہیں لیا اور اس کے لئے زمین خالی ہوگئی ہے اور اس کی ٹانگیں جس چیز تک نہیں پہنچ سکیں اسکو اس نے ہاتھ لمبا کر کے لیا ہے۔

اے مولیٰ کریم! جو کچھ دشمنوں نے تباہ و برباد کر دیا ہے تو اسے زندہ کر دے جیسے تو نے مہدی کے زمانے میں ان کی دعوت سے مٹی ہوئی چیزوں کو زندہ کر دیا تھا۔ میں حق کی مدد کے لئے پہل کرنے والا تھا اور میں نور ہدایت سے نور حاصل کرتے ہوئے رات گزارتا تھا۔

اے ناصر و منصور بادشاہ اپنے شہروں کو ان سے پاک کر دو کیونکہ وہ ناپاک ہیں اور جس کو دھوئے بغیر طہارت حاصل نہیں ہوتی اور طاقتور فوج کے ساتھ ان کی زمین کو کچل ڈال، یہاں تک کہ ہر سردار کے سر کو مل دے اور مشرقی اندلس کے لوگوں کی مدد کر جن کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہیں اور وہ برستی رہتی ہے۔

تجھے مبارک ہو ان کے گلشن کو کم مو، لمبی پشت والے گھوڑوں اور خطی نیزوں سے بھر دے اور فتح کا ایک وقت مقرر کر دے شاید دشمنوں کا وقت

قریب آ گیا ہے یا آنے والا ہے۔

چنانچہ امیر ابوزکریا نے ان کے داعی کی بات کو منظور کیا اور ان کی طرف اپنے بحری بیڑے کو کھانے، اسلحہ اور مال سے بھرپور ابویحییٰ بن الشہید بن اسحاق بن ابی حفص کے ساتھ بھیجا اور ان تمام چیزوں کی قیمت تقریباً ایک لاکھ دینار تھی۔ اور جب بحری بیڑا ان کی مدد کو آیا تو وہ محاصرہ کے غار میں پڑے ہوئے تھے۔

چنانچہ ابویحییٰ دانیہ کی بندرگاہ پر اترا اور وہاں سے انھیں مدد پہنچائی اور فاض کی طرف چلا آیا اور ابن مرونیش کی طرف سے کوئی بھی آدمی ان چیزوں کو لینے کے لئے اس کے پاس نہیں آیا پھر طنجہ کے لوگوں کا محاصرہ بہت سست ہو گیا تو خوراک ختم ہو گئی اس لئے بہت سے آدمی بھوک سے مر گئے جب شہرت حاصل کرنے کی آرزو ہوئی تو اس کی ایک طرف صفر ۶۳۶ھ میں ارغون کے بادشاہ نے لے لی اور ابن مرونیش وہاں سے نکل کر جزیرہ شغر کی طرف چلا گیا اور وہاں کے لوگوں سے امیر ابوزکریا کی بیعت لی پھر اہل مرسیہ کے پاس گیا۔ وہاں پر سال کے شروع میں ابوبکر عزیز بن عبدالملک بن خطاب کی بیعت ہو چکی تھی۔ چنانچہ ابن مرونیش نے اسی سال رمضان میں اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

اور ان کی بیعت امیر ابوزکریا کو بھیج دی اور بلاد شرقیہ اس کی تابعداری میں شامل ہو گئے اور ۶۳۷ھ میں ابن مرونیش کا وفد تونس سے اس کی طرف چلا آیا۔ یہاں تک کہ ابن ہود نے مرسیلہ پر برتری حاصل کر لی اور یہ وہاں سے نکل کر ۶۳۸ھ میں لنت الحصون کی طرف اس وقت تک طاغیہ برشلونہ نے ۶۳۹ھ میں مرسیلہ کو اس کے ہاتھ سے چھین لیا تھا تو وہ تونس کی طرف روانہ ہو گیا۔

الجوہری کے آغاز وانجام کے حالات: ...... اس آدمی کا نام محمد بن محمد الجوہری تھا اور یہ سبتہ اور غمارہ جو مغرب کے قرب وجوار میں سے تھے وہاں کے حاکم اکماذ هنتاتی کی خدمت کی وجہ سے مشہور تھا اور یہ بہت اچھا محاسب اور حکومت کا آرزومند تھا اور جب یہ تونس میں آیا اور سلطان کے دوستوں سے تعلق پیدا ہوا تو اس نے ان کاموں پر غور وفکر کیا جو اسے سلطان کے قریب اور اس کے مقام کے بلند کرنے والی ہوں تو اس نے افریقہ کے جنگلات میں رہنے والے بربری اہل خیال کے خراج کو غیر پیوستہ پایا جس کا رجسٹر میں کوئی اندراج وشمار نہیں تھا تو اسے پتہ چلا کہ یہ تو والیوں اور حاکم کا خوراک ہے۔ چنانچہ ان کی طرف جا کر خراج وصول کر کے سلطان کے پاس پہنچایا جس کی وجہ سے حاکموں کے درمیان اس کی شہرت ہو گئی۔

اور سلطان ابوزکریا اس کی طرف متوجہ ہوا اور اس کے مشوروں پر اعتماد کرنے لگا اور اسے اپنا خاص آدمی بنالیا اور اس نے ابوربیع کنفیسی جو ابن القریز کے نام سے مشہور تھا اس کی موت پر اتحاد کیا یہ شخص الحضرۃ میں بڑے کا کاروبار والا تھا۔

آخر کار سلطان نے اس کی جگہ اس کو حاکم مقرر کر دیا حالانکہ اس سرزمین میں موحدین کے مشائخ کا کوئی بڑا آدمی حاکم بنتا تھا چنانچہ سلطان نے اسے اس کی خدمت گزاری اور کفایت کیوجہ سے وہاں حاکم مقرر کر دیا جس سے اس کی آرزو پوری ہو گئی اور اسے اس نے اپنی خواہش تک پہنچنے کے لئے ایک وسیلہ شمار کیا اس کے بعد محمد بن محمد الجوہری نے شمشیر زنوں کا لباس تیار کیا اور سرحد کی نگرانی کے لئے گھوڑوں کو تیار کیا اور جنگلی لوگوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے ہتھیار جمع کیے تو اس دوران میں اسے ابوعلی بن نعمان اور ابوعبیداللہ بن الحسین کے پریشان ہونے پر افسوس ہوا۔ چنانچہ ان دونوں نے اس سے دشمنی شروع کر دی اور اس کے خلاف سلطان کو بہکایا اور اس کی سرکشی کے شر سے آگاہ کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن سلطان نے بعض مخالفین اور نافرمانوں کی پیش قدمی کے متعلق اس سے مشورہ مانگا تو اس نے سلطان سے کہا میرے پاس تیرے دروازے پر ہزاروں لشکر موجود ہیں تو ان کے ذریعہ ان لوگوں میں سے جس کو تیر مارنا چاہتا ہے مار دے تو سلطان نے اس سے منہ موڑ لیا اور اس کے متعلق جو شکایت کی گئی تھی اسے اس کا مصداق پایا پھر جب اس نے عبدالحق یوسف بن یاسین کو زکریا بن سلطان کے ساتھ بجایہ میں کاروبار کے لئے پیش کیا تو جوہری نے اسے بتایا کہ یہ سلطان نے اسد کی شکایت کی، وجہ کیا ہے اور اسے وصیت کی کہ وہ اس کے کام کاج کے بارے میں معلومات حاصل کرے اور اس کے خط کے مطابق عمل کرتا جائے۔

چنانچہ عبدالحق نے یہ بات امیر ابوزکریا کو بتا دی تو وہ بے چین ہو گیا اور جوہری کے سامنے آنے پر خفا ہوئے پھر اس کے بارے میں ہمیشہ اس قسم کی باتیں کی جاتی رہیں یہاں تک کہ اس پر فرد جرم عائد کر دی گئی اور امیر ابوزکریا نے ۶۴۹ھ میں اس پر حملہ کر کے اسے گرفتار کر لیا پھر اس کے امتحان کے

لئے اس کے دشمنوں ابن کان اور الندومی کے حوالے کر دیا۔ چنانچہ اس نے اپنے اوپر ہونے والے عذاب اور تکلیف پر صبر کیا اور ایک روز اس کے قید خانے میں مر گیا کہتے ہیں کہ خود اس نے اپنا گلا گھونٹ لیا تھا پھر اس نے جسم کو راستے کے درمیان میں پھینک دیا گیا تو اہل شماتت نے اس کے ساتھ کئی قسم کی بیہودگی کی۔

امیر ابوزکریا اور یغمر اسن کے حالات:......اور جب سے امیر ابوزکریا نے بنی عبدالمؤمن سے افریقہ کی حکومت حاصل کر کے مستقل طور پر سنبھالی اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے وہ مراکش میں الحضر ۃ کے بادشاہ سے مقابلہ کرتا تھا اور دعوت کی سند پر بیٹھا تھا اور اس کا خیال تھا کہ وہ جو کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے زناتہ کی مدد سے اسے مل جائے گا۔

چنانچہ روسائے زناتہ کو اس میں شوق دلایا اور ان سے بنی مرین، بنی عبدالواد، توجین، اور مغراوہ کے احیاء کے لئے خط و کتابت کرتا پھر یغمر اسن نے جب سے آل عبدالمؤمن کی تابعداری اختیار کی تھی اس وقت سے وہ عملی طور ان کی دعوت کو قائم کر رہا تھا اس لئے ان کے پاس چلا آیا تھا اور ان کے دوستوں کے ساتھ میل ملاپ اور دشمنوں کے ساتھ جنگ کرتا تھا۔ ان کے دوستوں میں سے رشید یغمر اسن سے بہت حسن سلوک کرتا تھا اور اخلاص کے ساتھ پیش آتا تھا اس کے علاوہ اس سے مزید دوستی بڑھانی چاہی پھر مغرب اور حکومت پر اس جیسے حملہ کرنے والے بنی مرین کی طرف راغب ہوئے اور اس کو خوش کرنے کے ارادے سے اس نے اسے مختلف قسم کے تحائف دیئے۔

اس وجہ سے سلطان ابوزکریا، یغمر اسن کے ساتھ رشید کے اس میل جول پر خفاء ہو گئے اور انھیں اپنے پڑوس میں ایک قریبی جگہ پر پابند کر دیا۔ تو اس دوران بنی توجین کا امیر عبدالقوی اور بنی مندیل بن عبدالرحمن امرائے مغراوہ کا ایک وفد اس کے پاس یغمر اسن کے خلاف مدد مانگتے ہوئے آیا۔ تو انھوں نے اس کام کو آسان کر دیا پھر اسے تلمسان کا بااختیار حاکم بننے کے لئے اچھی اچھی باتیں بتائیں اس وجہ سے اس نے زناتہ کو رضامند کیا دوسری طرف اس نے مراکش میں موحدین کے بادشاہ کو کچلنے کے لیے سواریاں تیار کیں اس کے علاوہ موحدین اور بقیہ دستوں اور فوجوں کو بھی تلمسان کی طرف جانے کے لئے تیار کر دیا نیز بنی مسلم اور ریاح کے جو اعرابی اس کی تابعداری میں تھے وہ بھی اپنی سواریوں کے ساتھ جنگ کے لئے نکل پڑے۔

چنانچہ انھوں نے حفاظتی فوج کو اتار دیا اور ۳۹ ھ میں وہ ایک بہت بڑی فوج اور عظیم لشکر کے ساتھ نکلا پھر اس نے عبدالقوی بن عباس اور مندیل بن محمد کے لڑکوں کو اپنے اپنے ملکوں سے آنیوالے لوگوں اور ذوبان اور رغبہ کے قبائل اور عربوں کی فوج کے ساتھ اپنی فوج کے آگے آگے بھیجا اور ان کے ملک کی سرحدوں میں ان سے مقابلہ کرنے کے لئے جگہ مقرر کی پھر جب وہ مغرب میں ریاح اور بنی سلیم کے میدانوں کے آخری کنارے پر تلمسان کے سامنے صحرائے زامر میں اترا تو عرب، سلطان کی ہمراہی میں چلنے سے سستی کرنے لگے اور انکار کرنے لگے تو امیر ابوزکریا نے ان کو جنگ کے لئے آمادہ کرنے اور ان کے ارادے کو جگانے کے لئے ایک خوبصورت سا بہانہ کیا پھر وہ اس کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ اس نے موحدین کی تمام فوجوں کے ساتھ شہر کے میدان میں تلمسان سے جنگ کی اور یغمر اسن اور اس کی فوجیں تیراندازی کرتے ہوئے سلطان کے مقابلہ میں نکلیں تو وہ منتشر ہو گئے اور دیواروں کی پناہ لینے لگے اور شہر پناہ کو بچانے کے لئے بے بس ہو گئے چنانچہ بلندی سے اچھی طرح جنگ ہوئی جب یغمر اسن نے دیکھا کہ شہر میں اس کا محاصرہ ہو گیا تو اس نے اپنے خواص میں چھپ کر تلمسان کے دروازوں میں سے نکل کر باب عقبہ کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔

جب موحدین کی فوجوں نے اسے روکا تو اس نے بھی ان کی طرف جانے کا پکا ارادہ کر لیا اور ان کے بعض بہادروں کو چت کر دیا تو انھوں نے اسے راستہ دیدیا پھر وہ صحرا میں چلا گیا اور ہر طرف سے فوجیں شہر کی طرف مڑ گئیں۔ پھر انھوں نے شہر میں داخل ہو کر عورتوں اور بچوں کا قتل عام کیا اور انکے مال واسباب چھین لئے تو فساد شروع ہو گیا جب اس نے یہ حالت دیکھی تو اس نے اس پریشانی اور تکلیف کو دور کر دیا جس سے جنگ کی حرارت ختم ہو گئی اس کے بعد امیر ابوزکریا اور موحدین نے ان لوگوں کے بارے میں غور خوض کیا جو اسے تلمسان اور مغرب اوسط کی حکومت سے رہے تھے

اور اسے بنی عبدالمؤمن کی دعوت اور اسکو ختم کرنے کے لئے اس کی سرحد پر اتار رہے تھے۔ تو ان کے امراء و شرفا نے اس بات کو اہم سمجھا دوسری طرف روسائے زناتہ نے اسے یغمر اسن کے مقابلہ میں کمزور سمجھتے ہوئے بھگا دیا اور انھیں یہ بھی معلوم تھا کہ یہ وہ سردار ہے جو نہ اپنے آپ کو زخمی کر سکتا ہے اور نہ اچانک کسی پر حملہ کر سکتا ہے اور نہ اپنے شکار کو روک سکتا ہے۔ پھر یغمر اسن نے ان کے چوکی کے ارد گرد لٹیروں کو بھیجا جنھوں نے لوگوں کے

مال واسباب چھین لیے تو انھوں نے کمین گاہوں سے اسے دیکھ لیا۔

پھر اس نے سلطان کے پاس ایک وفد بھیجا جس نے تلمسان اور افریقہ کے عوض درخواست کرتے ہوئے مراکش کے حاکم پر اتحاد کرنے کی تجویز پیش کی اور یہ کہ وہ یغمراسن کو محمد کی دعوت دے دیں تو اس نے یہ درخواست منظور کر لی پھر اس کی والدہ سوط النساء اس کے پاس عہد و پیمان کے لئے آئی تو اس کی بہت عزت افزائی کی اور اسے انعام سے نوازا اور اس کے آنے جانے کی تعریف کی پھر اس نے افریقہ کے بعض علاقے میں یغمراسن کے جانے پر پابندی لگائی اور اس سے خراج وصول کرنے کے لئے اپنے آپ کو حاکم کو اجازت دی اور جب اپنی آمد کے صرف سترہ دن بعد الحضر ۃ کی جانب روانہ ہوا تو راستے میں لوحدین نے اس کے دل میں یغمراسن کی فیاضی کا شک ڈال دیا پھر اسے بتایا کہ وہ زناتہ اور امرائے مغرب میں سے اس کے حاسدوں پر حملہ کر دے تا کہ وہ وہ اپنے ارادے سے توبہ کر لے جب انہوں نے اسے سلطان کا لباس پہنا دیا تو اس نے اس کی بات مان لی اور عبدالقوی بن عطیہ توجینی عباس بن مندیل مغراوی، منصور ملکیشی کو اپنی اپنی قوم کا سردار بنا دیا گیا اور انہیں ہتھیار بنانے یغمراسن کے دستور پر بادشاہی چلانے کی اجازت دے دی۔

چنانچہ انہوں نے اس کی اور موحدین کے قائدین کی موجودگی میں انہیں تیار کر لیا گیا پھر انہوں نے اس کے دروازے پران رسموں کو برقرار رکھا تو وہ اپنے ملک اور اس کی وسعت اپنے اپنی خواہش اس کی تکمیل اور اس کی حکومت کے سامنے مغرب کی تابعداری پھر رسمیں عبدالمومن کی دعوت کے سبب کامیاب وکامران تونس کی طرف چلا گیا آخر کار وہ الحضر ۃ میں داخل ہو کر اپنے تخت پر بیٹھ گیا اس لئے شاعروں نے اپنی فتح کے شعر پڑھے تو اس نے انہیں انعامات دیئے پھر لوگوں کی گردنیں اس کی طرف اٹھنے لگی

اہل اندلس کی دعوت:......ابوالولید کی اولاد میں سے ابومروان احمر الباجی اشبیلیہ میں موجود تھا اور حافظ ابوبکر جو بہت مشہور آدمی ہے اس کی اولاد میں سے ابوعمر بن الجد موجود تھا یہ اپنے باپ دادا کی عظمت اور بزرگی کے وارث تھے پھر خلفاء نے ان کے طریقوں پر چلایا اور یہ دونوں اپنے اپنے ملک کے متبوع ومطاع تھے۔

دوسری طرف ابوالقاسم، امیر زکریا کے تمام مددگاروں میں شامل ہو گیا اس نے اپنے بیٹے کو بھی اس بات کی وصیت کی یہاں تک کہ اس کے نفس نے حملہ کرنے اور بغاوت کرنے کی خواہش دلائی تو اس پر اس بات کا خوف چھا گیا کہ لوگوں میں اس کا گروپ اس بات کو مشہور کر دے گا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ سلطان نے تانبے کے نئے پیسے بنائے جو چاندی سے بنائے جاتے تھے اسی طرح اس نے مشرق کے سکے کی مشابہت اختیار کی تا کہ لوگوں کو بازاروں میں کاروبار اور ضروریات پورا کرنے میں آسانی ہو۔

دوسری وجہ یہ ہوئی کہ چاندی کے سکے کو لینے والے یہودیوں نے اس کے بنانے اور صرف کرنے میں خرابی پیدا کرنا شروع کر دی اور اس نے اپنے نئے سکے کا نام حندوس رکھا پھر لوگوں نے اسے بددیانتی سے خراب کر دیا تو معزز دولت مندوں نے اسے کم وزن بیان کیا تو اس میں تباہی اور بربادی پھیل گئی چنانچہ سلطان نے اس کی سزا میں سختی کر دی اور اس نے لوگوں کے ہاتھ کاٹے انہیں قتل کیا اور جو اس سکے کو لیتا شہر میں پڑ جاتا تو لوگوں نے اس بارے میں غور وفکر کر کے سلطان سے اس سکے کو ختم کرنے کے لئے کہا اور اس بارے میں طرح طرح کی باتیں ہونے لگیں جس سے فتنہ پیدا ہو گیا پھر عوام کو یہ بات برداشت کرنا پڑی کہ باہر سے جو شخص فتنہ کو بھڑکاتا ہے وہ قاسم بن ابی زید ہے۔

آخر کار سلطان نے یہ سکہ ختم کر دیا پھر اس کے چچازاد ابوالقاسم کی حالت نے اسے رنجیدہ کر دیا اور اسے اطلاع ملی تو اس کا روح جو اسے بغاوت کرنے کی ترغیب دیتا تھا اس کے متعلق اس پر خوف چھا گیا تو ۶۱ھ میں وہ الحضر اۃ سے بھاگ کر ریاح سے جاملا اور ان کے امیر شبل بن موسی بن محمد انیس زادودہ کے پاس چلا گیا چنانچہ اس نے اس کی حکومت کی اطاعت کی پھر اسے خبر ملی کہ سلطان اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کئے ہوئے ہے۔

تو وہ اس کے حملے سے ڈر گیا اور اس قبیلے سے عربوں کی حکومت بے چین ہو گئی تو ابوالقاسم نے ان کی بےچینی کو محسوس کیا اور اس بات سے خوفزدہ ہو گیا کہ جب سلطان اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کرے گا تو وہ اسے اس کے حوالے کر دیں گے پھر وہ وہاں سے تلمسان کی طرف چلا گیا اور سمندر پار کر کے اندلس میں رہنے لگا اس کے بعد اس نے بڑے کام کرنا شروع کر دیئے اور حکومت نے بھی اس کی خبر گیری کرنا شروع کر دی تو وہ مغرب کی طرف

چلا گیا پھر عرصہ دراز تک تینملل میں قیام پزیر رہنے کے بعد دوبارہ تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور وہیں انتقال ہو گیا پھر اس کی جگہ امیر ابواسحاق ابن احمر کی حمایت سے کھڑا ہوا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

مسیلہ کی طرف سلطان کے خروج کے حالات:......جب سلطان کو اس کے چچازاد قاسم بن ابی زید کے بارے میں اطلاع ملی کہ ریاح کی بیعت کے بعد وہ مغرب کی طرف چلا گیا ہے۔

اور انہوں نے اس کے ساتھ شہروں پر حملہ بھی کیا ہے تو وہ ۶۴ھ موحدین کی فوجوں کے ساتھ ملک کو سنوارنے میں اور اس سے فساد کے نشانات مٹانے اور عربوں کو طاغیہ سے آزاد کرانے کے لئے نکلا تو اس کے اطراف سے ہوتا ہوا بلاد ریاح میں پہنچا پھر ان پر قبضہ کر لیا اور ان کی سمتوں کو درست کیا تو شبل بن موسی اور اس کی زداودہ قوم جنگل کی طرف بھاگ گئے تب سلطان ریاح کے آخری ملک میں ٹھہر گیا تو وہاں اس سے بنی توجین کے امیر محمد بن عبدالقوی نے ملاقات کی اور اس ملاقات سے برکت حاصل کرتے ہوئے نئے سرے سے تجدید اطاعت کی چنانچہ اس نے بھی اس کے ساتھ اس کی طرح کا سلوک کیا پھر اسے بہت سے انعام اور سامان دیئے اور اسے کوتل گھوڑے سونے کی کشتیاں دیں اس کے علاوہ کتان اور بہترین روئی کے کپڑوں کے خیمے لگائے ان کے ساتھ مال، سواریاں، گھوڑے اور ہتھیار بھی دیئے پھر الزاب کی حکومت میں اسے اوماش کا شہر ہیڈ کواٹر کے طور پر جاگیر میں دے دیا اور وہ اپنے ملک کی طرف چلا آیا سلطان بھی تونس کی طرف واپس آ گیا لیکن اس کے دل میں ریاح کے بارے حسد تھا

یہاں تک کہ اس نے اپنی سوچ کا رخ اس کی طرف کر دیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے پھر دوسری بار وہ الحضرۃ میں اترا جو اس کے آقا ہلال کی وفات کی وجہ جو کہ قائد کے نام سے مشہور تھا اس کے علاوہ اسے سلطان کی طرح بہت پرانا مرتبہ حاصل تھا اور وہ بہادر سخاوت کرنے والا، خوش اخلاق، اہل علم، اور ضرورت مندوں کی طرف توجہ کرنے والا تھا اس کے اور بھی بہت سے اچھے کارنامے نقل کئے گئے ہیں جس سے اس کی بہت شہرت ہوئی اس وجہ سے سلطان کو اس کی وفات کا بہت دکھ ہوا۔

شبل بن موسی کے حالات:......دوسری طرف شبل بن موسی اور اس کی زداودہ قوم نے طاغیہ کو پریشان کرنے کے لئے بہت سے کام کئے اور اس گھرانے سے جو آدمی انکے ساتھ ملا انھوں نے اسے بادشاہ بننے کی رائے دی جیسا کہ پہلے ہم نے بیان کیا ہے انھوں پہلے امیر ابواسحاق کی پھر اس کے بعد اس کے چچازاد ابوالقاسم بن ابی زید کی پیروی کی تو ۶۴ھ میں سلطان ان کے مقابلہ کے لئے گیا اور ان کے ملکوں پر قبضہ کر لیا تو وہ صحرا میں چلے گئے پھر سلطان تونس کے طرف واپس آ گیا تب اس نے ابی ہلال عیاد حاکم بجایہ کو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا اشارہ کیا کہ وہ ان سے حسن سلوک اور دوستی کرے تاکہ وہ اس کے پاس آتے رہیں دوسری طرف تونس میں سلطان نے کعوب بن سلیم، زیاب اور بنی ہلال کے حلیف میں سے اپنے مددگاروں کو جمع کیا اور ۶۰ھ میں موحدین کی فوج کے ساتھ تونس سے نکلا تو بنوعساکر بن سلطان نے جو مسعود بن سلطان کے بھائی ہے اس سے ملاقات کی چنانچہ اس نے محمد بن عساکر کو اپنی قوم اور ریاح کے دوسرے علاقے میں امیر مقرر کر دیا تو بنومسعود بن سلطان صحرا کے طرف بھاگ گئے پھر سلطان نے نقادس تک اس کا پیچھا کیا اس کے بعد انھوں نے الزاب کی گھاٹیوں میں ڈیرہ ڈال دیا اور انھوں نے میدان میں داخل ہونے کے لئے اپنے قاصد کو ابی ہلال کے پاس بھیجا تو وہ اسے واپسی مائل کرنے کے لئے آنے جانے لگے چنانچہ اس نے اپنے ارادہ کو پورا کرنے کے لئے انھیں سلطان کے پاس جانے کو کہا تو انھوں نے اس کے اشارہ کو قبول کر لیا۔

پھر ان کا امیر شبل بن موسیٰ بن محمد بن مسعود اور اس کا بھائی سلطان کے پاس گئے تو اس نے انھیں اور درید بن تازیر کو گرفتار کر لیا جو کرفہ کے مشائخ میں سے تھا ان کا سامان چھین لیا اور انھیں قتل کر کے ان کے جسموں کو نقادس کے قریب ان بستیوں پر لٹکا دیا جہاں پر انھوں نے ابوالقاسم بن ابی زید کی بیعت کی تھی اور ان کے سروں کو بسکرہ کے طرف بھجوا دیا جہاں ان کو لٹکا دیا گیا پھر وہ لڑتا ہوا ان کے قبائل کے طرف چلا گیا اور ان کو الزاب کی گھاٹیوں میں ان کی جگہوں پر اتار کر وہاں ان کے ساتھ رہا آخر کار وہ اپنے سواریوں گھوڑوں اور خیموں کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو وسدریکش نے ان سب کو جمع کیا پھر بچوں اور متعلقین کے ساتھ کجاووں پر بیٹھ کر بھاگ گیا اور فوجیں انکا تعاقب کرتی رہی یہاں تک کہ وہ وادی شدسے آگے نکل گئے اور یہ وہ وادی ہے جو مغرب اوسط کے سامنے جبل راشد سے نکلتی ہے۔

اورالزاب سے گزرتی ہوئی مشرق کے طرف چلی جاتی ہے پھرسنجہ نفزادہ میں جا گرتی ہے جوکہ بلادالجرید میں واقع ہے چنانچہ جب ان کا قافلہ وادی سے گذر کراس بے رونق اور خشک گھاس والی جنگل اور سیاہ پتھریلی زمین میں چلے گئے جیسے الحمادہ کہتے ہیں تو فوجیں ان کے تعاقب سے واپس آ گئیں اس طرح سلطان اپنی جنگ سے کامیاب وکامران واپس آ گیا تو شعراء نے مبارک باد کے قصیدے پڑے۔

اورزداودہ کی جماعت ملوک زناتہ کے ساتھ جالملی دوسری طرف بنو یحییٰ بن دریدیغمراسن بن زیان کے پاس بنومحمد بن مسعود یعقوب کے پاس اترے چنانچہ انھوں نے ان کو بہت سارے عطیات اور انعامات دیئے اصطبلوں کو گھوڑوں اور قبیلوں کو اونٹوں سے بھر دیا پھر وہ اپنے ملکوں کے طرف واپس آ کر دارکلا اور ریغہ کے محلات قبضہ کرلیا اور انھیں سلطان کی حکومت سے علیحدہ کرلیا پھر وہ الزاب کے طرف چلے گئے تو اس کے حاکم نے وہاں کے لوگوں کو اکٹھا کیا اور یہ مقرہ کا ٹھکانہ تھا۔

پھراس نے الزاب کی حدود پران سے جنگ کی تو انھوں نے اسے شکست دیدی اوراس کا تعاقب کر کے بطاوہ کے قریب اسے قتل کردیا اس کے بعد انھوں نے الزاب، جبل اوراس اور بلادھجہ پرحملہ کردی تو حکومتوں نے انھیں یہ علاقے دے دیئے اور یہ ان کی ملکیت ہوگئی۔

طاغیہ افرنجہ اور تونس کے نصرانیوں سے اس کی جنگ کے حالات: ...... یہ قوم افرنجہ کے نام سے مشہور ہے اور عوام اسے افرانسہ شہر کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے افرانس کہتے ہیں ان کا نسب یافت بن لوح کے ساتھ جاملتا ہے اور یہ لوگ بحرروم کے شمالی کنارے پر رہتے ہیں جوجزیرہ اندلس اور خلیج قسطنطنیہ کے درمیان واقع ہے یہ مشرق کے طرف سے رومیوں اور مغرب کی طرف سے جلالقہ کے پڑوسی ہیں۔

انھوں نے رومیوں کے ساتھ ہی نصرانیت کو اختیار کرلیا تھا اور بادشاہ روم کی واپسی پران کی حکومت مضبوط ہوگئی پھرانہوں نے رومیوں کے ساتھ سمندر پار افریقہ چل کراس پر قبضہ کرلیا اوراس کے بڑے بڑے شہروں مثلاً سبیطلہ، جلولا قرطاجنہ، مزیاق اور باغایہ میں اتر پڑے پھر وہاں کے بربری قوم پر بھی فتح حاصل کرلئے تو انھوں نے ان کے دین کی اتباع کرلی اوران کی فرمانبردار بن گئے۔

جب اسلام آیا تو عربوں نے ان کے ہاتھوں سے افریقہ کے بقیہ شہروں کو مشرق کنارے اور سمندری جزائر مثلاً افریطش مالطہ، صقلیہ اورع تیورقہ کو چھین کر فتح حاصل کرلی۔ پھرانھوں نے خلیج طنجہ کو پار کیا اورالقوط، جلالقہ اور البشکنس پر برتری حاصل کر کے جزیرہ اندلس پر قابض ہوگئے اس کے بعد اس کی گھاٹیوں اور گھروں سے نکل کر ان افرنجہ کے میدانوں کی طرف آ کران پر بھی قبضہ کرلیا اوران میں فساد قائم کردیا پھر ہمیشہ ہی اون والے اندلس میں بنی امیہ کے آغاز میں اس طرح آتے رہے اور افریقہ کے جو حاکم ہے وہ اغالبہ میں سے تھے۔

اوران سے پہلے بھی مسلمانوں کو فوجیں بحری بیڑے اس کنارے سے ان کے پاس آتے تھے یہاں تک کہ وہ سمندری جزائر میں ان پر فاتح بن گئے پھر انھوں نے اپنے کنارے کے میدانوں میں ان سے جنگ کی اوران کے دلوں میں یہ عداوت ہمیشہ سے برقرار رہی اور وہ چھنے ہوئے علاقوں کی واپسی کا لالچ کرتے رہے۔

رولی حکومت کے عروج وزوال: ...... الربع ساحل شام کے بہت قریب واقع ہے جب رولی حکومت قسطنطنیہ اور رومہ پہنچی اور خرنجہ کی حکومت مضبوط ہوگئی تو انھوں نے مشرق میں اسے خلافت کا نام دیا پھر شام کے قلعوں اور سرحدوں پر فتح حاصل کرنے کے لئے ان پر حملہ کردیا اوران میں سے بہت سے قلعوں پر قبضہ کرلیا اور مسجد اقصیٰ پر بھی قبضہ کر کے اس میں مسجد کے بجائے ایک بہت بڑا گرجا بنایا اور کئی بار مصر اور قاھرہ سے بھی جنگ کی۔

صلاح الدین ابوایوب کردی کی بہادری: ...... اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حاکم مصر وشام صلاح الدین ابوایوب کردی کو چھٹی صدی کے درمیان میں مسلمانوں کے لئے رحمت اور اہل کفر کے لئے عذاب بنا کر بھیجا چنانچہ اس نے ان کے ساتھ بہادری سے جہاد کر کے جو کچھ انھوں نے قبضہ کیا تھا اسے واپس لے لیا اور مسجد اقصیٰ کو ان کے جھوٹ اور کفر سے پاک کیا پھر وہ اپنے جہاد کی کاموں میں فوت ہوگیا۔

رولی حکومت کا دوبارہ مصر پر قبضہ: ...... پھرانھوں نے دوبارہ حملہ کردیا اور ساتویں صدی میں حاکم مصروشام ملک صالح کے دور میں اور تونس میں امیر ابوزکریا کے زمانے میں مصر سے جنگ کی پھرانھوں نے دمیاط میں اپنے خیمے لگا کر اسے فتح کرلیا اور مصر کی بستیوں پر بھی برتری حاصل کرلی

تو اس دوران ملک صالح کا انتقال ہو گیا اور اس کا بیٹا معظم حکمران بن گیا پھر جس زمانے میں دریائے نیل میں طغیانی آ گئی اس وقت مسلمانوں کو جنگ سے فرصت ملی۔

چنانچہ انھوں نے الغیاض کو فتح کر کے پانی کی کثرت کو ختم کر دیا پھر اس نے ان کے ڈیرے کا محاصرہ کر لیا تو ان میں سے ایک عالم فوت ہو گیا اور اس نے ان کے سلطان کو جنگ سے بیڑیاں ڈال کر اپنے سلطان کے طرف بھیج دیا تو اس نے اسے اسکندریہ میں قید کر دیا پھر کچھ عرصہ کے بعد اس کے پاس سے گذرا تو اس نے مسلمانوں کو دمیاط پر قبضہ دلانے کی شرط پر اسے رہا کر دیا چنانچہ انھوں نے صلح کی شرط کے مطابق اپنا وعدہ پورا کر کے تھوڑی ہی عرصہ میں عہد شکنی شروع کر دی اور اس نے اپنے علاقے کے تاجروں کے مال کی کفالت کا خیال کرتے ہوئے ظلم کی نیت سے تونس پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔

پھر انھوں نے اللحیانی کو قرض دیا اور جب سلطان نے اسے ہٹا دیا تو انھوں نے بغیر کسی سبب کے اس کے مال کا مطالبہ کیا جو تین سو دینار تھا۔ چنانچہ انھوں نے غصے میں آ کر اپنے سردار کے پاس شکایت کر دی تو وہ بھی ان سے بہت ناراض ہو گیا پھر انھوں نے اسے تونس سے جنگ کرنے کی طرف رجحان دلائی کیونکہ وہاں بھوک اور جانوروں کی متعدی بیماری پھیلی ہوئی تھی۔

افرنج کے سردار انفرنسیس کے حالات :...... چنانچہ اس نے افرنج کے سردار انفرنسیس کو بھیجا جس کا نام سنلولیس بن یوسف تھا اور اس نے افرنجی زبان میں ریڈ فرنس کا لقب اختیار کیا تھا جس کے معنی بادشاہ فرانس کے ہیں پھر اس نے اس کو سلاطین نصاریٰ کی طرف بھیجا تا کہ وہ انھیں تونس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے نکالے اور اس نے خلیفۃ المسیح کی طرف بھی آدمی بھیجا تو اس نے سلاطین نصاریٰ کو اس کی مدد کرنے کی طرف اشارہ کیا اور اسی سلسلے میں گرجوں کے اموال بھی اسے مدد کے لئے دیئے۔

جنگ کے لئے اہل نصاریٰ کی تیاریاں :...... پھر بقیہ شہروں میں بھی نصاریٰ کی جنگ کی تیاری کی خبر مشہور ہو گئی اور مسلمان ممالک میں سے جن نصرانی بادشاہوں نے اسے جنگ کے متعلق جواب دیا وہ شاہ انکشار، شاہ اسکوسنا، شاہ نزول اور شاہ برشلوز تھے، جس کا نام ریدراکون تھا اسی طرح افرنجی بادشاہوں کی ایک اور جماعت نے بھی اسے جواب دیا، ابن اثیر نے یہ بات اسی طرح بیان کی ہے۔

انفرنسیس سے جنگ کرنے کے لئے سلطان کی تیاریاں :......اور مسلمانوں کو ان کے غصے نے پریشان کر دیا پھر سلطان نے اپنی سلطنت کے باقی علاقے میں اچھی طرح تیاری کرنے کا حکم دیا اور سرحدوں میں شہر پناہ کو ٹھیک کرنے اور خوراک ذخیرہ کرنے کا حکم دیدیا اور نصرانی تاجر مسلمانوں کے شہروں کے ساتھ معاہدہ کرنے سے کنارہ کشی کرنے لگے تو سلطان نے اپنے قاصدوں کو انفرنسیس کی طرف اس کے حالات کا جائزہ لینے اور اس کے ساتھ ایسی شرائط طے کرنے کے لئے بھیجا جس سے وہ اپنے ارادے سے باز آ جائے اور وہ اپنی شرائط کی تکمیل کے لئے اسی ہزار دینار کا سونا اٹھا کر لے گئے چنانچہ انفرنسیس نے ان کے ہاتھوں سے سونا لے لیا اور انھیں بتایا کہ جنگ ان کے علاقے میں ہو گی اس لئے جب انھوں نے اپنا مال طلب کیا تو وہ بہانہ کرنے لگے کہ اس نے مال لیا ہی نہیں تو ان کا معاملہ اس کے ساتھ حاکم مصر کے قصد کے پہنچنے کی طرح ہو گیا۔

سلطان کے سفیر انفرنسیس کے دربار میں :......سلطان کے سفیر جب ہدیہ وغیرہ لیکر انفرنسیس کے دربار میں پہنچا تو ان کو انفرنسیس کے سامنے لایا گیا۔ جب اس نے سفیر سے بیٹھنے کے لئے کہا تو اس نے انکار کر دیا اور اسے سلطان مصر کے درباری شاعر ابی مطروح کے یہ اشعار سنائے ''وہ جب فرنسیس کے پاس جائے گا تو اسے خیر خواہ وزیر کی سچی باتیں سنا دینا۔ کہ اللہ تعالیٰ تجھے مسیح کے عبادت گزار نصاریٰ کے قتل کا بدلہ دے۔ تو مصر میں حکومت کا شوق لیکر آیا تو خیال کرتا ہے کہ ڈھول بجانے سے بددل طاقتور ہو جاتا ہے۔ بس تیزی سے موت تجھے یہاں لے آئی۔ اور تجھے حقیقت نظر نہ آئی۔

اور تیرے تمام ساتھیوں کو تیری بیوقوفی نے قبر میں ڈال دیا۔ اور تیرے ستر ہزار آدمیوں میں سے ہر آدمی یا تو زخمی ہے یا قتل ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے ان باتوں کی سمجھ کی توفیق دے شاید عیسیٰ کو تم سے آرام محسوس ہو۔ تمھارا دشمن تمھارے آدمیوں سے زیادہ تمھارا خیر خواہ ہے۔ انہیں بتا دو کہ اگر انھوں نے بدلہ لینے یا کسی غلط ارادے سے دوبارہ آنے کی کوشش کی تو ابن لقمان کا گھر اپنی حالت پر موجود ہے۔ یعنی اسکندریہ میں ابن لقمان کی گھر میں اسے

قید میں رکھنے کی گنجائش باقی ہے''۔

ابی مطروح کے اشعار سن کر طاغیہ کا اور زیادہ سرکش بن جانا:......سفیر جب اشعار سنا چکے تو اس کے بعد طاغیہ کی سرکشی اور بغاوت میں اور بھی اضافہ ہوگیا۔لہٰذا سلطان نے تونس کی جنگ میں عہد شکنی سے معذرت کی اور بقیہ علاقوں سے سفیر کو اسی دن واپس بلالیا۔

چنانچہ سلطان کے سفیر واپس آ گئے۔اس کے بعد طاغیہ نے اپنی فوجوں کو جمع کیا اور ذوالقعدہ ۶۸ھ کے آخر میں اپنے بحری بیڑے میں سوار ہوکر تونس کی طرف روانہ ہوئے۔پھر وہاں صقلیہ میں جمع ہونا شروع ہوگئے۔پھر سلطان انکے ساتھ تونس کی بندرگاہ کا وعدہ کر کے خفیہ جنگی تیاریوں میں مصروف ہوگئے۔لوگوں کو دشمن کے بارے میں ہوشیار رہنے کا حکم دیا اور قریب ترین شہر میں جنگ کے لئے جانے کا اعلان کردیا۔

جب اراکین سلطنت بادشاہ کو مشورہ دے رہے تھے:......اس اعلان کے بعد سلطان نے الشوانی کو حالات معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا الشوانی کئی دن تک حالات معلوم کرتے رہے۔پھر قرطاجنہ کی بندرگاہ پر بحری بیڑے جمع ہونا شروع ہوگئے۔لہٰذا سلطان نے اندلس کے اہل شوریٰ سے اور موحدین سے انکے جانے،ساحل پر اترنے یا انھیں روکنے کے متعلق گفتگو کی تو بعض لوگوں نے انھیں اس وقت تک روکنے کا مشورہ دیا کہ ان کی خوراک کے ذخائر ختم ہوجائیں۔جس کے بعد وہ خود اس جگہ سے واپسی پر مجبور ہوجائینگے۔اور دوسرے لوگوں نے کسی اور طرح کا مشورہ دیئے۔لیکن سلطان نے پہلے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے انھیں واپس جانے کے لئے چھوڑ دیا۔پس وہ قرطاجنہ کے ساحل پر اترے اس سے پہلے روس کے اندلسی ساحل فوج اور رضا کاروں سے بھر چکے تھے جنکی مجموعی تعداد تقریباً چالیس ہزار تک تھی۔

تونس پر فرنگی سلاطین کا متحدہ یلغار:......نصاریٰ جب ساحل پر اترے تو وہ تقریباً چھ ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ تھے۔نیز انکے چھوٹے بڑے تین سو بحری بیڑے تھے اور وہ سات بادشاہ تھے۔جن میں انفرنسیس حاکم صقلیہ،جرون کے بھائی،جزرا اور علجہ کا حاکم جو طاغیہ کا ساتھی تھا جس کا نام الرینہ تھا۔ابوبکر کا حاکم،عام مؤرخین ان سب کو بادشاہ خیال کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ سب نے الگ الگ تونس پر چڑھائی کی تھی۔لیکن حقیقت حال کچھ اور ہے اور وہ یہ ہے کہ حملہ کرنے والا دراصل ایک ہی آدمی تھا جس کا نام طاغیہ فرنجہ تھا۔اس کے زیرکمان اس کے بھائی اور جرنیل تھے۔جن میں سے ہرایک کے پاس قابل اعتبار فوج تھی جسکی وجہ سے سب کو بادشاہوں والا درجہ حاصل تھا۔

سلطان کا فوج سمیت قلعہ بند ہوجانا:......فرنگی فوج طاجنہ کے شہر میں داخل ہوگئی۔جسکی وجہ سے سلطانی فوج کے اندر پریشانی پھیل گئی۔لہٰذا انھوں نے خراب فصیلوں کو درست کیا اور قلعوں کو ٹھیک کیا۔قلعہ کے چاروں طرف سلطان نے گہری خندق کھدوائی اور قلعہ بندی کو عافیت سمجھی۔

تونس کا طویل محاصرہ،دشمن کی شکست اور مسلمانوں کی فتح بندی:......شاہ فرنگی اور اس کے اتحادیوں نے تونس کو چھ ماہ تک محاصرہ میں رکھا۔اس دوران سسلی،وعدہ وغیرہ کی طرف سے انکے لئے بحری بیڑے،تازہ دم فوج،اسلحہ اور خوراک روانہ کیا گیا۔پھر عربوں نے ان سے مقابلہ کیا اور کامیاب ہوئے،کافی مال غنیمت ہاتھ لگا،مزید برآں انکے خفیہ ٹھکانوں کا علم بھی ہوگیا۔

الشوانی نے بحیرہ میں ماہر تیرانداز روانہ کئے۔انھوں نے انکی رسد کے تمام راستے بند کردیئے اور سلطان نے ہمسایہ ممالک سے فوجی امداد طلب کی۔جس کے بعد ہرطرف سے افواج روانہ کیا گیا۔حاکم بجایہ ابوھلال بھی آ گئے۔عربوں،سودیکش،دلھاصہ اور ھوارہ کی فوجیں بھی آگئیں۔حتیٰ کہ زناتہ کے سلاطین نے اس کی مدد کے لئے فوج بھیج دی۔

سلطان کا رضا کار فوج پر موحدین کو سالار لشکر بنانا:......اس کے بعد سلطان نے بقیہ تنخواہ دار اور رضا کار فوج پر سات موحدین کو سپہ سالار مقرر کیا۔جنکے نام حسب ذیل ہیں۔اسماعیل بن ابی کلاس عیسیٰ بن داؤد،یحییٰ بن ابی بکر،یحییٰ بن صالح،ابوہلال عیاد،حاکم بجایہ اور محمد بن عبو،پھر سب کے سرغنہ یحییٰ بن صالح اور یحییٰ بن ابی بکر کو بنایا۔اور مسلمانوں کی ایک لشکر عظیم خود رضا کارانہ طور پر جہاد کے لئے تیار ہوگئے۔

صلحاء،فقہاء اور درویش خود جہاد کے لئے نکلے،اس کے بعد سلطان نے مقربین کے ساتھ ایوانہ میں قیام کیا۔جنکے نام یہ ہیں۔شیخ ابوسعید جو

العود کے نام سے مشہور تھے۔ ابن ابی الحسن، قاضی ابوالقاسم بن البراء، اوراخو العیش وغیرہ ماہ محرم ۹ ھ میں منقف نامی جگہ پر جنگ لڑی گئی۔

جنگ میں مسلمانوں کی فتح اور سلطان پر الزام : ...... اس جنگ میں پہلے روز یحییٰ بن صالح اور جرون نے حملہ کیا اور فریقین کا بہت جانی نقصان ہوا اس کے بعد پڑاؤ پر دوبارہ حملہ کیا گیا یہ حملہ اس قدر شدید تھا کہ پانچ سو نصاریٰ قتل ہو گئے پھر مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوا۔

سلطان نے پڑاؤ کے ارد گرد خندق کھودنے کا حکم دیا جس پر فوری طور پر عمل ہوا شیخ ابو سعید نے خود بھی کھدائی کی۔ اور مرور زمانہ کے ساتھ مسلمان بدگمانی میں مبتلا ہو گئے اور سلطان پر تونس سے قیروان جانے کا الزام لگایا گیا

سلطان فرنجہ کی موت کے بارے میں مختلف اقوال : ...... اس جنگ کے بعد مسلمانوں کا دشمن شاہ فرنجہ کا انتقال ہو گیا۔ اس کی موت کے بارے میں مؤرخین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ طبعی موت مرا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ اسے جنگ کے دوران اچانک تیر لگا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ وبائی بیماری میں مبتلا ہو کر مر گیا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ سلطان نے ابن جرام دلامی کے ذریعہ اس کے پاس ایک زہر آلود تلوار بھیجی تھی جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ مگر یہ مؤخر الذکر قول زیادہ قابل اعتبار نہیں ہے۔

نصاریٰ کا شاہ فرنجہ کے بیٹے کے ہاتھ پر بیعت ہونا : ...... جب شاہ فرنجہ مر گیا تو نصاریٰ نے اس کی بیٹے (دمیاط کے ہاتھ پر بیعت کر لیا) چونکہ ان لوگوں کا انحصار علجہ پر تھا اس لئے انھوں نے المستنصر سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کیا اور اخراجات طلب کرنے لگے۔ چنانچہ سلطان نے انکی مدد کی سلطان نے ربیع الاول ۶۹ ھ میں ان سے صلح صفائی کی خاطر وفد روانہ کیا اور قاضی ابن زیبون کے توسط سے فریقین میں پندرہ سالہ معاہدہ طے پا گیا۔

اس کے بعد ابوالحسن علی بن عمر و اور احمد بن العماد، زیان بن محمد امیر، بنی توجین حاضر خدمت رہے۔ اور حاکم صقیلہ جرون نے بھی دشمنوں سے صلح کر لی۔ اور نصاریٰ اپنے بحری بیڑوں سمیت واپس جانے لگے لیکن راستے میں انکو آندھی اور سمندری طوفان نے آ گھیرا جسکی وجہ سے کافی جانی و مالی نقصان برداشت کرنا پڑا۔

دشمن کو دیئے گئے تاوان کا بوجھ رعایا پر : ...... سلطان نے دشمن کو جو تاوان دیا تھا اس کا بار گراں عوام پر ڈال دیا اور عوام نے خوشی خوشی مال سرکاری خزانے میں جمع کرا دیا۔ کہتے ہیں کہ وہ اموال دس اونٹوں کے بوجھ کے برابر تھا۔ نصاریٰ قرطاجنہ میں تیس منجنیقین بھی چھوڑ گئے تھے جو مسلمانوں کو ہاتھ لگا۔

اس کے بعد سلطان نے حاکم مغرب اور پڑوسی ممالک کے سلاطین کے پاس مسلمانوں کی دفاع سے متعلق بات چیت کے لئے وفد بھیجا تا کہ قرطاجنہ کو مغلوب کیا جا سکے۔ پس طاغیہ کی حکومت کمزور ہو گئی ہر جگہ طوائف الملو کی کا دور شروع ہو گیا اور حاکم صقیلہ، حاکم نایل، جنوہ اور سردانیہ نے حکومت سے علیحدگی اختیار کر کے الگ ریاست قائم کر لی اور مرکزی حکومت کمزور پڑ گئی۔

محمد بن الحسین کا امیر ابو زکریا سے رابطہ : ...... محمد بن ابی الحسین نے تونس کی طرف واپس آنے کے بعد اس نے شروع ہی میں امیر ابو زکریا سے رابطہ پیدا کر لیا۔ اور خواص میں شامل ہو گیا۔ جب المستنصر حاکم بنا تو اس نے چند دن تک اس کے ساتھ ہمدردانہ سلوک کیا۔ پھر اللحیانی کے واقعہ کے بعد اس سے بگڑ گیا۔ اور اسکو نو ماہ تک اس کے گھر میں نظر بند رکھا پھر رہا کر کے سابقہ عہدے پر بحال کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے دشمنوں سے بدلہ لینا شروع کیا۔ اور سلطان کے احکام پر اس کا غلبہ ہو گیا یہاں تک کہ ۹۱ ھ میں اس کی وفات ہو گئی۔

سعید بن یوسف بن ابی الحسین کا والی الحضرۃ بننا : ...... محمد بن الحسین کی وفات کے بعد اس کا چچازاد بھائی سعید بن یوسف بن ابی الحسین کو الحضرۃ کا والی بنایا گیا اس نے خوب دولت جمع کیا اور الحضرۃ سے بہت کچھ حاصل کیا۔ اور رئیس ابو عبداللہ مختلف علوم و فنون کا بڑا ماہر تھا اس کی ایک تالیف ترتیب الحکم ہے جو صحاح جوہری کے ترتیب پر ہے وہ اپنی ریاست میں مضبوط رائے، خوددار، بلند ہمت تھا۔

اس کے کچھ اشعار بھی ہیں جن سے التجانی وغیرہ نے چند اشعار نقل کئے ہیں۔ زیادہ مشہور وہ اشعار ہیں جو اس نے امیر ابو زکریا کی طرف سے

عثمان بن جابر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ہے۔ اس کا ایک بیٹا سعید تھا جو اپنے باپ کی زندگی میں فوت ہو گیا تھا۔ جسکی وجہ سے باپ پریشان ہو گئے۔ اور جب شیخ ابوسعید عثمان بن محمد ھنتانی جو العود الرطب کے نام سے مشہور تھا، فوت ہوا تو یہ اور بھی پریشان ہو گیا۔

سعید بن یوسف کے زمانے میں صاحب الاشغال کا سجلماسہ کی طرف فرار:...... سعید بن یوسف کے اراکین سلطنت میں سے ایک شخص عبدالعزیز بھی تھا۔ جو صاحب الاشغال کے نام سے مشہور تھا سعید کے زمانے میں جب صاحب الاشغال کے ساتھ ناروا سلوک کیا گیا تو یہ وہاں سے سجلماسہ کی جانب چلا گیا یہ ۴۱ھ کا واقعہ ہے۔ وہاں جا کر امیر ابوزکریا کی بیعت کر لی پھر اس نے اسکو بہت عزت دی اور اپنے اہل مجلس میں شامل کر لیا۔ اس کے بعد اس نے بنی نعمان کی مصیبت کے بعد اس کے بیٹے المستنصر کے ہاں وہ رتبہ حاصل کیا جس میں کوئی دوسرا شخص اس سے برابری نہیں کر سکتا تھا۔

اور ایسی ترقی کی کہ اس کی رائے بادشاہ کی رائے پر غالب آ گئی۔ اور لوگوں میں اپنی فہم و فراست کے ذریعہ نیک نامی پیدا کر لی ہر شخص اسکو عزت احترام اور قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ۳۷ھ میں سفر آخرت پر روانہ ہو گئے۔ اور رہتی دنیا تک کے لئے اپنا ذکر خیر چھوڑ گئے۔

باشندگان جزائر کی بغاوت اور فتح کے حالات :...... اہل جزائر نے جب زناتہ اور اہل مغرب کی حکومت کو کمزور پڑتے دیکھا تو انکے دل میں اپنا خودمختار ریاست قائم کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ لہٰذا انھوں نے دوسروں کے تابع بنے رہنے کے بجائے ایک خودمختار سلطنت قائم کر لی۔

سلطنت نے باغیوں کی سرکوبی کے لئے ۶۹ھ میں انکی طرف ابو ہلال عباد بن سعید ہنتاتی کو موحدین کی ایک فوج دیکر روانہ کیا۔ یہ جنگ ۷۱ھ تک جاری رہی لیکن باغیوں کی سرکوبی میں کامیاب نہ ہو سکے۔ ابوھلال اس مہم میں ناکام ہو کر بجایہ واپس آ گیا اور ۷۳ھ میں بنی وراء کے درمیان وفات پائی۔

سلطان کا باغیوں کے ساتھ ایک اور جنگ :...... پہلی مہم کی ناکامی کے بعد سلطان نے ۷۴ھ میں ان کے ساتھ ایک اور جنگ کا فیصلہ کیا اس کام کے لئے اس نے بری اور بحری فوج روانہ کی۔ تونس کی فوج کا سپہ سالار ابوالحسن بن یاسین کو مقرر کیا گیا۔ اور بجایہ کے عامل کو حکم دیا کہ وہ مزید فوج بھیج دے۔

چنانچہ اس نے ابوالعباس بن ابی العلام کی نگرانی میں فوج روانہ کر دیا بری فوجوں نے جزائر کو چاروں طرف سے سخت محاصرہ میں لیکر بزور بازو شہر فتح کر لیا قتل کا بازار خوب گرم کیا، گھروں کو لوٹا، شہر کے سرداروں کو گرفتار کیا۔ پھر انھیں پابہ زنجیر تونس لایا گیا۔ اور قصبہ میں قید کر دیا اس کے بعد سلطان نے جب وفات پائی تو واثق نے انھیں رہا کر دیا۔

جب سلطان مرض الوفات میں مبتلا ہو کر راہی عدم ہو گئے :...... الجزائر کی فتح کے بعد سلطان تونس سے شکار کے لئے باہر نکلا اور ریاست کے مختلف شہروں کا جائزہ لیا۔ اس سفر میں وہ مرض الموت میں مبتلا ہو کر گھر واپس آ گئے۔ دن بدن مرض بڑھتا گیا یہاںتک کہ لوگوں میں اس کی موت کی افواہیں پھیل گئیں۔ عیدالاضحیٰ ۵۵ھ کو لڑکھڑاتی قدموں کے ساتھ گھر سے نکل کر بہ ہزار دقت منبر تک گئے اور لوگوں کو تسلی دیکر گھر واپس آ گئے اور اسی رات کو رحلت کر گئے۔

رتبہ سلطان اور سیرت و کردار ایک نظر میں :...... یہ سلطان بہت بڑے مرتبہ کے مالک تھے انکی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی عدوتین سے القاصیہ کے سرحدی لوگوں نے دامن سلطان میں پناہ لینے کی خاطر دوستی کا ہاتھ آگے بڑھایا اور بڑے بڑے لوگ خصوصاً اندلس سے قادر السلام شعراء، ماہر کاتب، دیندار علماء، پرہیزگار بادشاہ اور ذی وقار حضرات اس کے بیٹے کی حکومت میں پناہ گزین تھے۔

یہ تمام لوگ مشرق و مغرب میں خلافت کے علاقوں کو مٹانے اور سلطان کی حکومت کے علاوہ بقیہ تمام حکومتوں کو ختم کرنے کی نیت سے جمع ہو گئے چنانچہ طاغیہ نے مشرق اور مغربی اندلس میں سلطنتوں کو ختم کر دیا۔ پس قرطبہ پر ۳۳ھ میں بلنسیہ پر ۳۶ھ میں اشبیلیہ پر ۴۶ھ میں قبضہ ہو گیا۔

حکومت اور اہل تونس کی خوشحالی:...... اہل مشرق نے ۵۶ھ میں عربوں اور اسلام کے دارالخلافہ بغداد پر قبضہ حاصل کیا اور بنو مرین نے بنی

عبدالمؤمن کی حکومت چھین لی۔ ۶۸ ھ میں موحدین کے دارالحکومت مراکش میں جمع ہوگئے۔ یہ سارے واقعات سلطان اوراس کے دورحکومت میں وقوع پذیر ہوئے ان کی حکومت ہراعتبار سے مضبوط ہوگئی۔فوجوں کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی عوام کے اندرخوشحالی اور فارغ البالی آ گئی۔

اس کے عہد حکومت میں تونس کے تہذیب وتمدن نے بہت زیادہ ترقی کی۔لوگ روزمرہ کی ضروریات پوری کرنے کے لئے عمدہ سواری، بہترین ملبوسات اوراچھے برتنوں کی طرف مائل ہونے لگے۔ یہ لوگ ان چیزوں کے بڑے اچھے اور ماہر کاریگر بھی تھے۔

الواثق یحییٰ بن المستنصر کی بیعت کے احوال :......سلطان المستنصر نے جب ۷۵ ھ میں وفات پائی تو موحدین اور دوسرے لوگوں نے اس کے والد کی وفات کے رات مشورہ کرکے اس کے بیٹے کی ہاتھ پر بیعت کرلی۔

اس کے بعد اس نے الواثق کا لقب اختیار کیا اور حکومت کرنے لگے اس نے تخت نشین ہوکر ظلم وستم کو ختم کردیا قیدیوں کو آزاد کیا، رعایا کو ہدیہ دینا شروع کیا، مساجد ومدارس کے لئے الگ فنڈ قائم کیا اور لوگوں پر ٹیکس کم کردیا۔ علماء وشعراء کی عزت افزائی کی۔ یحییٰ بن داؤد کو قید سے رہائی دیکر بڑا درجہ عطا کیا۔ اور عرصہ دراز تک بلند مرتبہ پر رہنے کی بعد یحییٰ بن عبدالملک غافقی نے اس سے یہ رتبہ چھین لیا۔

یہ اندلس کا رہنے والا تھا سوائے بہترین کتابت کے اور کوئی کام نہ جانتا تھا۔ پھر یہ ایک دن گھومتے ہوئے ابوالحسن کی خدمت میں چلا گیا۔ چنانچہ اس نے یحییٰ بن عبدالملک کو کتابت کا عہدہ عطا کیا۔ پھر ولایت دیوان لے گئے جہاں جاکر اس کی عظمت اور بھی بڑھ گئی۔ نیز اسی زمانے میں وہ واثق بن سلطان کے پاس آتا جاتا رہتا تھا۔ لہٰذا جب واثق نے کرسی اقتدار پر مضبوطی حاصل کرلی تو اس نے یحییٰ بن عبدالملک کے مقام کو اور بھی بڑھا دیا۔

اور شوریٰ کا مخصوص رکن بنالیا اور اس کو ایک خاص کتاب بھی دی۔ سعید بن الحسن اس کے اس مرتبہ کی وجہ سے حد سے زیادہ حسد کرتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سعید نے سلطان کو یحییٰ کے خلاف بھڑکایا۔ سلطان نے سعید بن الحسن کی باتوں میں آنے کے بجائے اس کو گرفتار کرلیا۔ اور چھ ماہ کے لئے قصبہ کے قید خانے میں ڈال دیا۔ پھر سلطان نے معلہ بن یاسین اور ابن حیاد وغیرہ کی طرف بری فوج کو روانہ کیا۔

اور موحدین میں سے ابوزید بن ابی العلام کو از بن ابی الحسن سے مال لینے اور اس کی آزمائش کے لئے مقرر کیا۔ چنانچہ ابوزید، ابن ابی الحسن سے برابر مال حاصل کرتے رہے چند دنوں کے بعد اس نے بے خودی کا مظاہرہ کیا۔ جب اس سے قسم لی گئی تو اس نے قسم اٹھالی۔ پھر اس کے بعد جب اس کے بہت زیادہ زدوکوب کیا گیا تو اس نے اقرار کیا کہ لوگوں کے پاس کچھ رقم بطور امانت رکھی گئی ہے۔ نشاندہی کے بعد وہ اموال بھی سلطانی قبضہ میں لے لیا گیا۔

ابن ابی الحسن کی وفات اور ابوالحسن الخیر کا حکومت پر قابض ہونا :......ابن ابی الحسن سے خفیہ خزانوں کی تلاش کئی طرح سے لی گئی۔ اور بہت زیادہ مارا پیٹا گیا یہاں تک کہ وہ اسی حالت میں ذوالحجہ کے مہینہ میں انتقال کرگیا۔ اور اس کے جسم کو ایک گمنام وغیر معروف جگہ میں دفن کردیا۔ اس کے بعد ابوالحسن الخیر حکومت وسلطنت کا مالک بن گیا۔ پھر اس نے اپنے بھائی ابوالعلاء کو بجایہ کا امیر بنا کر روانہ کیا۔ اس کی سرکشی، فخر وغرور ظلم وزیادتیوں کی وجہ سے عوام وخواص سب ہی پریشانی کا شکار ہوگئے۔ جس کا خمیازہ مرکزی حکومت کو بھگتنا پڑا۔

اہل بجایہ کا سلطان ابواسحٰق کی اطاعت میں داخل ہونے کے حالات :......سلطان المستنصر نے ۶۰ ھ میں ابوہلال عیاد بن سعید ہنتاتی کو بجایہ کا حاکم مقرر کیا اور اسے اس کے بھائی امیر ابوحفص سے حکومت دلائی چنانچہ انہوں نے بنی وراء کی ہلاکت تک یعنی ۷۳ ھ تک وہاں پر حکمرانی کی اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا محمد وہاں کا حاکم مقرر ہوا اور اس کو اپنے والد کی حکومت ہی میں بڑی قوت حاصل تھی، ادھر جب سلطان المستنصر کا انتقال ہوگیا تو اس کا بیٹا الواثق حکمران بنا تو محمد بن ابوہلال نے اس کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی اور بجایہ کی بیعت کے لئے وفد بھجوایا پھر ابوالحسن القائم الدولہ نے اپنے بھائی ادریس کو بجایہ کی حکومت کا انتظام سپرد کیا چنانچہ اس نے کاروبار مملکت کو سنبھال لیا اور مشائخ میں اپنا حکم چلانے لگا محمد بن ابی ہلال نے اس کی اس زیادتی کا برا منایا چنانچہ ادریس نے اس کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا تو محمد بن ابی ہلال کو اس کے اس ارادے سے خوف لاحق ہوگیا، اس نے اپنے بعض خاص دوستوں کو اس کے قتل میں شامل کیا اور سرداروں سے بھی اس معاملہ میں مشورہ کیا پس اس نے یکم ذوی

القعدہ ۷۷۷ھ کواس پرحملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو الگ کر کے دوسری جگہ پر پھینک دیا، اور یہ واقعہ سلطان ابی اسحٰق کے تلمسان اترنے کے وقت پیش آیا، جب اسے اپنے بھائی المستنصر کی وفات کی خبر ملی تو اس نے تھوڑی دیر تردد کے بعد اس کا بدلہ لینے اور اپنا حق لینے کا ارادہ کیا چنانچہ وہ تلمسان واپس لوٹ آیا اور یغمراسن بن زیان کے ہاں اترا چنانچہ اس نے اس کی آمد پر اس کا شاندار انداز میں استقبال کیا اور اس کی فیاضی کے متعلق مبالغہ آرائی کی اور اہل بجایہ اور ابن ابی ہلال نے بھی اپنا اپنا کام کیا، اس کے بعد سلطان ابو اسحٰق سے اس کی بات چیت ہوئی تو انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور اس کے پاس وفد بھیجا جس نے اسے حکومت کے متعلق اکسایا پس اس نے انہیں جواب دیا اور وہ ذوالقعدہ کے آخر میں وہاں آیا تو موحدین اور اہل بجایہ کے سرداروں نے اس کی بیعت کر لی اور محمد بن ہلال نے اس کی حکومت کو سنبھالا پھر اس نے اپنے فوجوں کے ساتھ قسطنطینیہ پر چڑھائی کر دی اور اس سے جنگ ہوئی اس وقت وہاں پر عبدالعزیز بن عیسیٰ بن داود بھی موجود تھا چنانچہ وہ اس جنگ میں فتح حاصل نہ کر سکا اور وہاں سے چلا گیا۔

جب واثق اور اسکے وزیر ابن المبر کو بجایہ میں سلطان ابواسحاق کے آنے کی اطلاع ملی تو اس نے فوجوں کو اس کے پیچھے جنگ کے لئے بھیجا اور اپنے چچا ابوحفص کو اس کا سالار مقرر کیا اور ابوزید بن جامع کو اس کا وزیر بنایا پس وہ تونس سے نکلا اور بجایہ میں اس کی فوج موجیں مارنے لگی اور واثق قسطنطینیہ کی طرف چلے گئے اور اس نے امیر ابواسحاق کو قسطنطینیہ جانے سے روکا پھر امیر ابوحفص کے خروج کے متعلق ابن الحمید کی رائے میں تردد پیدا ہو گیا اور اس نے اپنی فوج کو روکنے کا ارادہ کر لیا پس واثق نے ابوحفص اور اس کے وزیر ابن جامع کو تحریر کیا پس ان دونوں نے گفتگو کے بعد امیر اسحاق کے بلانے پر اتفاق کر لیا چنانچہ اسے اس کیا اطلاع بھیج دی گئی اور واثق کو بھی تونس میں اس کی خبر مل گئی اس وقت وہ محافظوں اور اپنے خاص دوستوں سے الگ ہو چکا تھا پس اسے حکومت کے ختم ہو جانے کا پکا یقین ہو گیا تو اس نے اپنے سرداروں کو بلایا اور اپنے چچا سلطان ابواسحاق کے لئے ماہ ربیع الاول ۷۸ھ کو حکومت چھوڑ دی اور قصبہ کے شاہی محلات کو چھوڑ کر دار القوری کی چلا گیا اور یوں اس کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

الحضرۃ پر سلطان ابواسحاق کے غلبہ کے حالات :......جب سلطان ابواسحاق کو بجایہ سے امیر ابوحفص اور ابن جامع کا خط ملا تو وہ کسی تاخیر کے بغیر ان کے پاس پہنچ گئے۔ پھر اسے اپنے بھتیجے واثق کے متعلق اطلاع ملی کہ اس نے تیونس میں خودمختاری کا اعلان کر دیا ہے تو سلطان ابواسحاق اور الحضرۃ کے دوسرے باشندے سب اس کے پاس پہنچ گئے۔

اور واثق کی فرمانبرداری اختیار کر لی۔ وہ اور محمد بن ہلال جو اس کی حکومت کے پیشوا تھے ذوالحجہ ۷۸ھ کے آخر میں الحضرۃ میں وارد ہوئے اور اس نے اپنی دربانی پر ابوالقاسم بن شیخ کا تب ابی الحسن کو اور امور سلطنت کے انجام دہی پر ابن ابی بکر کو مقرر کیا وہ خود اشبیلیہ سے اپنے بیٹے حسن کے ساتھ امیر ابوزکریا کے پاس گیا کیونکہ اس نے اس کے ساتھ ایک عہد کیا تھا اور حسن شرق کی جانب چلا گیا اور وہیں فوت ہو گئے۔ اور اس کا بیٹا ابوبکر الحضرۃ میں رہ گیا۔ چنانچہ امیر ابواسحاق نے اس کو اپنی سلطنت کا عامل مقرر کر دیا۔ اور جیسا کہ آپ اس سے پہلے پڑھ چکے ہیں کہ کار سلطنت کی انتظامیہ میں صرف موحدین ہی مقرر ہوتے تھے لیکن اس نے فضل بن علی کے ساتھ کیا ہوا معاہدہ کا لحاظ کرتے ہوئے اسکوالزاب کا حاکم مقرر کر دیا اور اس کے بھائی عبدالواحد کو قصطیلہ کا حاکم مقرر کیا پھر اس نے ابوالخیر کو گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا۔ اس قید و بند میں مختلف اذیتوں سے گذرنے کے بعد اس کا انتقال ہو گیا۔

ابواسحاق کے حکم پر محمد بن ابی ہلال کی گرفتاری اور قتل :......سلطان ابواسحاق کی حکومت جب مضبوط ہونے لگی تو اس نے مشکوک افراد کو قتل کرنا شروع کر دیا چنانچہ اس نے محمد ابن ابی ہلال کو گرفتار کر کے قتل کر دیا کیونکہ اسے اس کی حکومت میں فتنہ انگیزی کا خطرہ تھا اور بعض ذرائع سے کچھ باتیں بھی معلوم ہو گئی تھیں۔

واثق کی حکومت سے علیحدگی :......اور جب واثق حکومت چھوڑ کر دار القوری کی طرف چلا آیا اور وہاں کئی روز تک ٹھہرا رہا۔ اس کے ساتھ اس کے تین چھوٹے بیٹے فضل، طاہر طیب بھی تھے سلطان ابواسحاق کے پاس جب واثق کے متعلق یہ شکایت پہنچی کہ وہ بغاوت کا ارادہ رکھتا ہے اور اس کام میں اس نے فوج کے بعض عیسائی سرداروں کو بھی ملا رکھا ہے تو سلطان ابواسحاق پریشان ہو گیا اور اسکو بیٹوں سمیت گرفتار کر کے اپنے بھائی المنتصر کے جرم کی سزا میں قید کر دیا۔ پھر ماہ صفر ۷۹ھ میں سب کو قتل کروا دیا شر پسند عناصر کے خاتمہ کے بعد جب اس کی حکومت اور مضبوط ہو گئی تو اس نے امور حکومت اپنے بیٹے کو دیدی۔ یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ذکر آگے آئے گا۔

امیر ابو فارس بن سلطان ابو اسحاق کا حکمران بنا :......سلطان ابو اسحاق کے پانچ بیٹے تھے ابو فارس عبدالعزیز، ابو محمد عبدالواحد ابوزکریا یحییٰ خالد اور عمران ان میں ابو فارس سب سے بڑا بیٹا ہے۔ سلطان المنتصر نے ان کو اپنے دور حکومت میں انکے باپ کے ریاح کی طرف فرار ہو جانیکی وجہ سے محل کی ایک کمرے میں تمام سہولیات دیکر قید کر رکھا تھا پھر جب اس کا والد ابو اسحاق تخت سلطنت پر قابض ہو گیا تو اس نے بیٹے کو آزاد کر کے اپنا جانشین مقرر کیا۔

اس کے بعد جب طاغیہ نے حکومت پر حملہ کیا اور سرحدوں میں لوٹ مار مچانا شروع کر دیا تو اس نے سرداروں اور دوسرے افراد کو مغربین اور افریقہ کی جانب جانے کی اجازت دیدی ان میں سے اکثر حفصی حکومت کو مضبوط کرنے کی غرض سے تونس جانا چاہتے تھے چنانچہ جب حافظ ابوبکر نے اندلس کی خراب حالات کی وجہ سے لوگوں کو دوسرے جگہ جاتے دیکھا تو اس نے خلفائے تیونس کے ساتھ سابقہ معاہدوں کو یاد کر کے وہاں جانے کا ارادہ کر لیا اور تیونس چلے گئے۔

سلطان تیونس اس کے ساتھ بڑے عزت واحترام سے پیش آیا۔ اور حمام الہواء کے قریب اس کی ماں کا بنایا ہوا ایک مدرسہ میں مدرس مقرر کر دیا۔ اور اس کے بیٹے احمد اور ابوالحسن نے باپ کی تعلق کی وجہ سے سرکاری ماحول میں پرورش پائی اور بجائے دین کے دنیا حاصل کرنے کی فکر میں پڑ گئے۔ اور سرکاری عہدہ حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگے یہاں تک کہ سلطان ابو اسحاق کے بیٹوں کے ساتھ تعلق پیدا کر لیا اور انکی خدمات کرنے لگے۔

احمد بن سید الناس پر غداری کا شبہ اور اس کا قتل :......سلطان ابو اسحاق نے حکومت حاصل کرنے کے بعد اپنے بیٹے ابو فارس عبدالعزیز کو اپنا قائمقام بنانے کی غرض سے اس کی تربیت شروع کر دی۔ اس کے لئے ایک خاص آدمی احمد بن سید الناس کو منتخب کیا۔ اور مختلف قسم کے انعامات سے نوازا ساتھ ہی اس کو حاجب کا لقب بھی دیا۔ اس کے بھائی ابوالحسین سے احمد بن سید الناس کا یہ رتبہ دیکھا نہ گیا۔ جس کی وجہ سے بادشاہ احمد بن سید الناس نے ابوالحسن کو حکومت کے خلاف سازش کے لئے تیار کیا ہے۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ کردار عبدالوہاب بن قائد الکلامی نامی کاتب نے ادا کیا۔ چنانچہ بادشاہ انکی باتوں میں آ گئے اور ۶۷۹ھ ربیع کے آخر میں احمد بن سید الناس کو اپنے دربار میں بلا کر سر قلم کر دیا۔

احمد بن سید الناس کے بیٹوں کے ساتھ سلطان ابو اسحاق کی مصنوعی ہمدردی:......امیر ابو فارس کو جب یہ اطلاع ملی کہ ان کا استاد احمد بن سید الناس قتل ہو گیا ہے تو وہ اپنے باپ سلطان ابو اسحاق کے پاس آیا اور حالات دریافت کیے۔ جس پر بادشاہ نے اسے تسلی دی کہ حکومت کے ساتھ غداری کی بناء پر اسے قتل کر دیا گیا ہے ابوالحسین قتل ہونے سے بچ گیا اور عرصہ دراز تک گمنام رہے۔

اس کے بعد سلطان ابو اسحاق نے احمد بن سید الناس کے بیٹوں کے دل سے بغض وعداوت دور کرنے کی خاطر ان کو بجایہ اور اس کے اطراف کا امیر مقرر کر دیا۔

ابوبکر بن موسیٰ کو قسطنطنیہ کا حاکم مقرر کیا جانا :......ابن کامدائی کا ایک دوست ابوبکر بن موسیٰ کو سلطان ابو اسحاق نے قسطنطنیہ کا حاکم مقرر کیا اور یہاں پر مسلسل حکومت کرتے رہے لیکن بدقسمتی سے ابن وزیر کو اس سے حسد پیدا ہو گیا اور حکومت پر حملہ کرنے کی کوشش کرنے لگے اور یہ معاملہ سلطان ابو اسحاق کے سامنے لے جایا گیا سلطان ابو اسحاق حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے خاموشی سے اس معاملے کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے لگے۔

امیر ابو فارس کا قسطنطنیہ پر یلغار:......جب امیر ابو فارس ۶۷۹ھ میں اپنے دارالسلطنت کی طرف جانے لگے تو اس کا گذر قسطنطنیہ سے ہوا لیکن ابوبکر بن موسیٰ نے اس سے ملاقات نہیں کی بلکہ اس کے بجائے چند سرداروں کو اس سے ملاقات اور معذرت کے لئے امیر ابو فارس کے پاس بھیج دیا۔ امیر ابو فارس بجایہ سے دور چلا گیا تو ملک ارغون کاتب نے نصاریٰ کی ایک فوج کے ساتھ اس کے ملک پر حملہ کرنے کی تیاری شروع کر دی۔

اور قسطنطنیہ کی سرحد پر لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کا کام تیز کر دیا۔ امیر فارس کو جب اس کی اطلاع ملی تو اس نے ۶۸۱ھ ربیع کے شروع میں قسطنطنیہ پر فوج کشی کی اور شہر کا محاصرہ کر لیا تقریباً آدھا دن میں شہر فتح کر لیا اور بہت سے لوگ مارے گئے اور سرداروں کے سروں کو شہر کی فصیل پر نصب کر دیا گیا اور امیر ابو فارس نے شہری لوگوں کو تسلیاں دینا شروع کر دیا۔ اور فصیلوں اور پلوں کا جو حصہ ٹوٹ گیا تھا اس کی از سر نو تعمیر کا حکم دیکر اپنے محل چلا گیا اور وہاں سے اپنے والد سلطان ابو اسحاق کے پاس فتح عظیم کی خوشخبری بھیجی اور نصاریٰ کا بحری بیڑا القل کی بندرگاہ پر ابن وزیر کے وعدے کے مطابق آیا

لیکن اس سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا۔اور امیر ابو فارس تیسری فتح کے ساتھ بجایہ کی طرف چلا گیا۔

امیر ابوزکریا بن سلطان ابو اسحاق کی سپہ سالاری: ......سلطان ابو اسحاق سرکاری عہدوں کے لئے اپنے بیٹوں کا انتخاب کرتے تھے۔ چنانچہ رجب ۸۱ھ میں اپنے بیٹے امیر ابوزکریا یحییٰ کو موحدین کی ایک فوج کا سپہ سالار بنایا اور قفصہ کی نگرانی اور خراج وغیرہ وصول کرنے کے لئے وہاں بھیج دیا اور اس نے تمام کام حسن وخوبی کے ساتھ انجام دیکر رمضان میں تیونس کی طرف واپس آ گیا۔

امیر ابومحمد عبدالواحد بن سلطان ابو اسحاق کا ھوارہ کی طرف روانگی ......پھر سلطان ابو اسحاق نے اپنے دوسرے بیٹے ابومحمد عبدالواحد کو اپنی فوج کا سالار مقرر کیا اور ھوارہ کیجانب تاوان ختم کرنے ٹیکس جمع کرنے کی غرض سے روانہ کیا اور عبدالوہاب بن قائد الکلامی کو اس کے ساتھ ثالث بنا کر بھیجا امیر ابومحمد جب قیروان پہنچے تو ذباب میں دعی کے ظہور اور اس کے اموال کی خبر ملی تو اس نے سلطان کے پاس اطلاع بھجوائی اور اپنا کام شروع کر دیا۔ پھر دعی کا فتنہ رفع دفع کر کے تیونس کی طرف واپس چلا گیا۔

سلطان ابو اسحاق اور یغمراسن بن زیان کی ملاقات: ......جب سلطان ابو اسحاق اپنی حکومت حاصل کرنے کے لئے اندلس سے سمندر پار کیا اور تلمسان میں یغمراسن بن زیان کے ہاں ٹھہرا تو اس نے بادشاہ سے ملاقات کے لئے لوگوں کو جمع کیا اور جب اسے معلوم ہوا کہ یہ حکومت کا زیادہ حقدار ہے تو سب نے اس کے حق میں بیعت کر لیا۔ اور سب نے وعدہ کیا کہ اس کے دشمن کے ساتھ مقابلہ کرنے میں اور سرکاری کاموں میں اس کی مدد کریں گے چنانچہ جب سلطان ابو اسحاق الحضرہ پر قابض ہو گیا اور ملکی حالات کو سنبھال لیا تو یغمراسن نے اپنے بیٹے ابراہیم کو ایک دور کے ساتھ سابقہ عہد کی تکمیل کی طرف سے سلطان کے پاس بھیجا سلطان نے ان کا جو مطالبہ تھا اسے پورا کر دیا۔ اور کئی دونوں تک الحضرہ میں ٹھہرے رہے۔

ابوعمارہ کا ظہور اور اموال عجیبہ: ......احمد بن مرزوق ابوعمارہ بجایہ کے معززین میں شمار ہوتے تھے۔ اس نے بجایہ میں ہی پرورش پائی اور درزی کا کام کرتا تھا۔ لیکن خود کو بادشاہ خیال کرتا تھا کیونکہ اس کے خیال میں عارفین اسے اس کی خبر دیتے تھے۔ چند دنوں کے بعد ابوعمارہ اپنا وطن چھوڑ کر صحرائے سجلماسہ میں چلا گیا اور عربوں سے تعلقات پیدا کر لیے اور خود کو اہل بیت کی طرف منسوب کرنے لگا۔ اور یہ دعویٰ بھی کرنا شروع کر دیا کہ کانوں کو اپنی ہنرمندی سے سونے کے کان میں بدل سکتا ہے دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور انہوں نے سونا بنا کر دکھانے کا مطالبہ کیا لیکن یہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ تھا سونا نہ بنا سکے اور لوگوں کے سامنے ذلیل وخوار ہو گیا پھر لوگوں نے اس سے بے رغبتی برتنا شروع کر دیا۔

ابوعمارہ طرابلس میں: ......صحرائے سجلماسہ میں ابوعمارہ رسوا ہونے کے بعد طرابلس کی طرف چلا گیا اور ذباب کے ہاں رہائش اختیار کر لی۔ اس دوران میں ایک نوجوان نصیر نے جو واثق بن المنتصر کا غلام تھا اس کی ہمنشینی اختیار کر لی جب نصیر نے ابوعمارہ کی طرف دیکھا اس میں اسکو اپنا واثق بن المنتصر کے بیٹے فضل کی صورت دکھائی دی تو وہ رونے لگا اور اس کے پاؤں چومنا شروع کر دیا۔ ابوعمارہ کے دریافت کرنے پر نصیر نے ساری باتیں تفصیل سے بیان کر دیں۔ ابوعمارہ نے یہ سن کر کہا کہ تو نے مجھے اپنے دعویٰ میں سچا قرار دیا ہے لہٰذا میں تجھے دوسروں پر ترجیح دونگا۔ پھر نصیر خوش عرب سرداروں کے پاس اپنے آقا بیٹے کی منادی کرتا ہوا آیا یہاں تک کہ ان پر شک کرنے لگا۔ پھر باوس بن ابی عارہ کے پاس ان گفتگوؤں کے لئے آیا جو عربوں اور واثق کے درمیان ہوئیں تھیں اور ابن ابی عمارہ نے اپنی حکومت کے شبہ کے ازالہ کے لئے انہیں بیان کیا تو انہوں نے تصدیق کی اور مطمئن ہو گئے اور اس کی بیعت کر لی۔

محمد بن عیسیٰ کا اہل ھوارہ پر حملہ: ......محمد بن عیسیٰ جو عنق الفضہ کے لقب سے مشہور تھا طرابلس میں ناکامی کے بعد زیزداور ھوارہ کی طرف چلا گیا اور اہل ھوارہ پر حملہ کر دیا۔ پھر لماپہ اور زدادہ کا ٹیکس لیا اور بطون ھوارہ میں سے نفوسہ غریان ہنفرہ پر تاوان ڈالے اور انہیں وصول کیا۔ اس کے بعد قابوس پر چڑھائی کر دی۔ رجب ۸۱ھ میں عبدالملک بن مکی نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اس کے ساتھ عہد وپیمان کرتے ہوئے اس کی خلافت کا اعلان کر دیا۔ ساتھ قبیلے کے دوسرے لوگ بھی آ کر بیعت ہونے لگے۔ پھر اس نے بلادتوزر قصطیلہ پر حملہ کر کے وہاں کے لوگوں کو اطاعت پر مجبور کر لیا۔ اس کی خبر جب سلطان ابو اسحاق کو ملی تو اس نے تیونس سے اس کی جانب فوج بھیج دی جس کا ذکر ہم آگے چل کر کرینگے۔

امیر ابوزکریا کا محمد بن عیسیٰ کے ساتھ جنگ: ...... جب اطراف طرابلس میں دعی کا فتنہ بڑھ گیا تو سلطان ابواسحاق نے اپنے بیٹے امیر ابو زکریا کو ایک فوج دیکر اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ چنانچہ وہ تیونس سے نکل کر اہل قیروان کے ساتھ جنگ کر کے وہاں سے ٹیکس وتاوان حاصل کیا۔ پھر دعی کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے چل پڑے اور نمودہ تک پہنچ گئے۔ جب اسے یہ خبر ملی کہ دعی نے قفصہ پر قبضہ کرلیا ہے تو فوج کے اندر بددلی پھیل گئی ۔لہٰذا ابوزکریا تیونس کی طرف واپس آ گئے اور دعی بھی قفصہ سے اس کے تعاقب میں آ گئے اور قیروان میں خیمہ زن ہو گئے ساتھ ہی اردگرد کے علاقوں کے لوگوں نے اس کی اطاعت اختیار کرنا شروع کر دیا ان تمام باتوں کی شہرت جب تیونس میں سلطان ابواسحاق کے پاس پہنچی تو سلطان بہت ہی ملول ہو گئے اور ماہ شوال میں شہر کے باہر جا کر پڑاؤ کیا اور سلطنت کے تمام رعایا پر جنگ لازمی کر دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فوج کی تعداد میں کافی اضافہ ہو گیا۔ دعی بھی قیروان سے اس پر حملہ کرنے کے لئے آ گیا اس کے پاس فوج اور موحدین کے سردار آ گئے۔ پھر حکومت کا اہم شخص موسیٰ بن یاسین موحدین کے ایک بڑی جماعت کے ساتھ بادشاہ سے الگ ہو گئے۔ اور دعی سے جاملا جس کی وجہ سلطان ابواسحٰق کی حکومت ختم ہوگئی اور بجایہ کی طرف فرار ہو گئے۔

سلطان ابواسحاق بجایہ میں: ...... شوال ۸۱ھ میں سلطان ابواسحاق کی فوج منتشر ہوگئی۔ چنانچہ وہ چند خاص آدمیوں اور فوج کا ایک دستہ لے کر سوار ہو کر بجایہ جاتے ہوئے تیونس میں لمحہ بھر کے لئے رکا پھر اپنے کنبہ کے ساتھ کلب البرد چلا گیا۔ بارش برف باری اور خوراک کی کمی کی وجہ سے بہت مصیبتیں برداشت کی۔ جب قسطنطنیہ کے قریب آیا تو وہاں کے عامل عبداللہ بن فیان الہرغی نے اسے پناہ دینے اسے انکار کر دیا۔ لیکن اس علاقہ کے بعض نیک دل لوگوں نے اس کو کھانے پینے کا کچھ سامان فراہم کیا۔ پھر سلطان بجایہ کی طرف چلا گیا۔

الحضرۃ میں دعی کی آمد اور عہدوں کی بندر بانٹ: ...... دعی بن ابی عمارہ الحضرۃ میں آیا اور موسیٰ بن یاسین کو اپنی وزارت اور ابوالقاسم احمد کو اپنی حجابت کی ذمہ داری سونپی۔ ابی بکر بن الحسین کو گرفتار کرلیا۔ اور اس کا سارا مال ومتاع اپنی تحویل میں لے لیا پھر آخر میں گلا گھونٹ کر اس کا قصہ تمام کر دیا۔ اور بجایہ کا علاقہ عبدالملک بن مکی کو دیدیا۔ اور دوسرے علاقوں میں اپنی پسند کا امیر مقرر کر کے بجایہ کی جنگ کی طرف توجہ دینا شروع کر دیا۔

امیر ابوفارس کے دعی سے جنگ کی تیاری: ...... سلطان ابواسحاق ملک بدر ہو کر ذوالقعدہ کے مہینے میں بجایہ پہنچا تو اس کا بیٹا اس کے پاس آیا اور اس کے محل میں داخل ہونے سے روکدیا۔ تو وہ روض الرفیع میں فروکش ہوا اور اس نے اسے حکومت سے دستبردار ہونے کے لئے تیار کیا چنانچہ وہ اس کے حق میں دستبردار ہو گئے اور موحدین کے امراء اور بجایہ کے سرداروں کو اس پر گواہ بنایا اور اس کو کب میں اتارا اور ذوالقعدہ کے آخر میں لوگوں کو اس کی بیعت پر بلایا چنانچہ لوگوں نے اس کی ہاتھ بیعت کر لی۔ جب اس بات کی اطلاع علی اللہ کو ملی تو اس نے اپنے ریاحی اور سدویکش دوستوں میں اعلان کروادیا اور بجایہ سے دعی پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ ہوا۔

امیر ابوزکریا کو جانشین بنایا۔ اور ابوحفص اور اس کے دو بھائی بھی اس کے ہمراہ ہو کر دعی سے نکل پڑے۔

دعی اور امیر ابوفارس کے درمیان جنگ: ...... دعی کو جب امیر ابوفارس کے بارے میں یہ خبر ملی کہ اس نے اپنے باپ پر ترجیح حاصل کر لی ہے اور اس کے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہے تو اس نے حفصی گھرانے کے لوگوں کو گرفتار کرلیا اور ان کو قتل کے ارادہ کے بعد انہیں قید کر دیا۔ اور موحدین کی فوج کے ساتھ صفر ۸۲ھ میں تونس سے نکلا اور مرماجنہ پہنچ گیا اور دونوں فوجوں کا تین ربیع الاول کو آمنا سامنا ہوا۔ طرتافین میں خوب مقابلہ ہوا۔ لیکن بالآخر امیر ابوفارس نے شکست کھائی اور قتل ہو گیا۔

اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا۔ عبدالواحد عمر، خالد اور ابومحمد عبدالواحد کو دعی نے خود اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور انکے سروں کو تونس بھجوادیا جہاں انہیں تیروں پر چڑھا کر پھرایا گیا۔ پھر شہر کی فصیلوں پر نصب کر دیا گیا لیکن اس جنگ میں امیر ابوفارس کا چچا ابوحفص کسی طرح بچ بچا کر فرار ہو گیا۔ جب اس لڑائی کی خبر بجایہ والوں کو ملی تو وہاں کے باشندوں نے خانہ جنگی شروع کر دی اور سلطان ابواسحاق اور اس کا بیٹا امیر ابوزکریا تلمسان کی جانب کوچ کر گئے۔

امیر ابوزکریا کا تلمسان کی طرف فرار: ...... اہل بجایہ نے محمد بن السید کو اپنا سردار بنایا جو ان میں دعی کی اطاعت پر قائم تھا اور وہ اقتدار کے

دوران نکلا تو اسے جبل بنی عبرین بن زدادہ نے آلیا اور اسے گرفتار کیا اور امیر ابوزکریا تلمسان کی طرف فرار ہو گیا۔

سلطان ابواسحاق کا بجایہ میں قید اور قتل: ...... سلطان ابواسحاق اپنی جان بچا کر فرار نہ ہو سکے اور قیدی بن گئے۔ جونہی یہ خبر تونس پہنچی تو دعی نے محمد بن عیسیٰ بن داؤد کو روانہ کیا جس نے ربیع الاول ۶۲ھ کے آخر میں اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اس کی حکومت ختم ہو گئی۔

امیر ابوحفص قلعہ سنان میں: ...... امیر ابوحفص اپنے بھتیجے کی جنگ میں دعی کے ساتھ مرماجنہ میں حاضر تھا۔ جب فوج نے پسپائی اختیار کی تو اس نے پیدل چل کر اپنی جان بچائی اور قلعہ سنان کی طرف چلے گئے جو موضع جنگ کے قریب ہوارہ کی پناہ گاہ ہے اور اس کے وہاں جانے تک ان کے تین پروردہ آدمیوں ابوالحسن بن ابی بکر بن سید الناس اور الفازازی اور محمد بن ابی بکر بن خلدون نے پناہ لی جو مولف کا جد قریب ہے۔

امیر ابوحفص جب بچ بچا کر قلعہ سنان میں آ گئے تو جو لوگ دعی سے تنگ آ گئے تھے انہوں نے اس کے پاس شکایت کی تو ابوحفص نے دعی کے تین آدمیوں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور لاش کو سولی پہ لٹکا دیا۔ پھر اس نے موحدین کے سردار عبدالحق بن تافراکین کو دعی کے فتنہ کو بزور شمشیر دبانے کا حکم دیکر بھیجا چنانچہ اس نے فرار آدمیوں کو گرفتار و قتل کر دیا اور لوگوں نے قلعہ سنان میں امیر ابوحفص کے پاس جا کر اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ یہ ۸۳ھ کا واقعہ ہے۔

دعی کی حکومت کا زوال: ...... دعی کو جب اس بات کی خبر ملی کہ لوگ امیر حفص کے ہاتھ پر بیعت ہو رہے ہیں تو اسے اپنے ارباب اقتدار کے متعلق بدگمانی پیدا ہو گئی اور اس نے اپنی حکومت کے سردار ابوعمران بن یاسین اور ابوالحسن بن یاسین اور ابن واز دین اور حسن بن عبدالرحمن کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اس کے بعد دعی کی حکومت کمزور پڑ گئی اور زوال پذیر ہو کر ختم ہو گئی۔

سلطان ابوحفص کا دعی کے ساتھ فیصلہ کن معرکہ: ...... جب سلطان ابوحفص کا غلبہ ہو گیا اور عربوں نے اس کی ہاتھ پر بیعت کر لی۔ الحضرہ کے باشندوں نے جب اس کے متعلق باتیں سنیں تو وفد کی صورت میں اس کے پاس گئے اور وفاداری کا وعدہ کیا۔ جب دعی نے حملہ کیا تو لوگوں نے اسے ناپسند کیا اور تونس سے اس کے ساتھ جنگ کے ارادہ سے نکلا لیکن فوجیوں کے درمیان غلط افواہ پھیل جانیکی وجہ سے شکست کھا گئے۔ اور عوام نے سلطان ابوحفص کی اطاعت قبول کر لی۔ چنانچہ سلطان ابوحفص نے فوراً تونس پر حملہ کر دیا اور سموم کے قریب پڑاؤ کیا۔ دعی نے شہر سے باہر نکل کر اس سے مقابلہ کیا۔ اور کئی دنوں تک میدان میں لڑائی ہوتی رہی بالآخر امیر ابوحفص غالب آ گئے اور دعی شکست کھا کر میدان سے فرار ہو گئے۔

تونس پر سلطان ابوحفص کا تسلط اور دعی کا قتل: ...... سلطان ابوحفص ربیع الآخر ۸۳ھ کو شہر میں داخل ہوا اور آپ کے تخت حکومت پر قابض ہو گیا۔ اور تمام فتنوں کا سد باب کیا۔ اور دعی کی تلاش شروع کر دی جس کے بارے میں یہ اطلاع تھی کہ وہ تونس میں کسی جگہ روپوش ہے تلاش سیار کے بعد دعی پکڑا گیا اور سلطان کے سامنے حاضر کیا گیا سلطان نے اسے قید بامشقت کے بعد قتل کا حکم صادر کر دیا اس کے جسم کو شہر میں گھمایا گیا سر کو چورا ہے پر عبرت روزگار کے لئے لٹکا دیا گیا۔

سلطان ابوحفص کا المستنصر باللہ کے لقب سے ملقب ہو کر تخت نشین ہونا: ...... دعی کے قتل سے فراغت کے بعد لگام حکومت سلطان نے اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اور المستنصر باللہ کا لقب اختیار کر کے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ چنانچہ لوگ اس کے ہاتھ پر بیعت ہونے لگے اور طرابلس اور تلمسان سے اہل قاصیہ نے اور ان دونوں شہروں کے درمیانی علاقے کے لوگوں نے اپنا بیعت نامہ سلطان کی خدمت میں ارسال کر دیا سلطان نے شیخ ابوعبداللہ الفازازی کو فوج کا سپہ سالار مقرر کیا۔

سلطان کے عہد حکومت میں سمندری جزائر پر دشمن کا حملہ: ...... سلطان ابوحفص کے دور حکومت میں ایک عظیم واقعہ یہ پیش آیا کہ دشمن نے سمندری جزائر پر حملہ کر دیا۔ اور ان کے بحری بیڑے رجب ۸۸ھ میں جزیرہ جربہ میں آ کر ٹھہر گئے۔ ان دونوں جزائر کی ریاست محمد بن ہو شیخ ابوصبیہ اور شیخ النکارہ کے پاس تھی اور صقلیہ کے حکمران المراکیانے، ایک بن البریدہ کو جو ہر شلونہ کے سمندری ساحلوں کا بادشاہ تھا کا نائب بن کران پر چڑھائی کی۔ کہتے ہیں کہ غربان اور شوالی کے ستر بحری بیڑے تھے۔ اس نے انہیں کئی بار شکستہ کیا۔ پھر انہوں نے ان پر قبضہ کر لیا اور مال و اسباب کو

لوٹ لیا۔ اور وہاں کے باشندوں کو قیدی بنا کر لے گئے۔

صدی کے اختتام تک المرا کیا، اور الجزیرہ نصاری کے قبضہ میں رہا۔ پھر ۸۵ھ میں دشمن نے جزیرہ میورقہ پر قبضہ کرلیا۔ یہ لوگ جزیرہ میورقہ میں آئے اور ابی عمر بن حکیم ورد س سے پانی پینے کا بہانہ بنا کر اترنے کی اجازت طلب کی جب یہ لوگ ساحل پر آگئے تو وہاں طبل جنگ بجادیا اور تین دن تک لڑائی ہوتی رہی۔

میورقہ میں شدید لڑائی اور مسلمانوں کی شکست: ...... جب تیسرا دن ہوا اور شکست اس کی قوم پر چھا گئی تو طاغیہ نے فوج کے ساتھ حملہ کر دیا مسلمانوں نے پسپائی اختیار کرلی اور انہوں نے اپنے قلعہ میں پناہ لی اور جوانوں سمیت قلعہ بند ہو گئے۔ اور باقی ماندہ لوگوں نے خود کو دشمن کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا۔ دشمنوں نے علاقہ کے تمام قیمتی اور قابل قدر چیزوں کو اپنے قبضہ میں کرلیا۔

المہدیہ میں دشمن سے جنگ اور مسلمانوں کی کامیابی: ...... ۸۶ھ میں دشمن نے خزور کی بندرگاہ پر حملہ کر دیا اور فصیلوں کو توڑ کر شہر میں داخل ہو گئے اور جو کچھ ان کے ہاتھ لگا اٹھا کر لے گئے۔ اور باشندوں کو بھی قیدی بنا کر اپنا ساتھ لے گئے اور گھروں کو نذر آتش کر دیا، پھر تونس کی بندرگاہ پر حملہ آور ہوئے اور ۸۹ھ میں دشمن کے بحری بیڑے نے المہدیہ سے جنگ کی اور بہت زیادہ تعداد میں فوج لیکر تین بار حملہ کیا لیکن مسلمانوں نے سخت مقابلہ کے بعد پورے المہدیہ کو فتح کرلیا اور دشمن نے راہ فرار اختیار کرنے میں عافیت سمجھی۔

امیر ابوزکریا کا اجزائر، قسطنطنیہ پر قبضہ: ...... امیر ابوزکریا اپنی بلند ہمتی، قابلیت اور اہل علم کے ساتھ محبت کی وجہ سے حکومت کی صلاحیت حاصل تھی۔ اور جب یہ بجایہ میں اپنے والد کی [illegible] کے بعد بچ کر تلمسان پہنچا تو اپنے داماد عثمان بن یغمراسن کے پاس ٹھہرا۔ اور اس کے ساتھ ابوالحسن بن ابی بکر بن سیدالناس بھی آئے جو حادثہ کی جنگ سے بچ کر فرار ہو گئے تھے جب عرب امیر ابوزکریا کے ہاتھ پر بیعت ہوئے تو ابوالحسن اس سے الگ ہو گئے امیر ابوزکریا نے لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اور تلمسان سے شکار کا بہانہ کرکے داؤد بن ہلال اور عطیہ بن سلیمان کے پاس اترے۔ پس انہوں نے اس کی اطاعت قبول کرلی، اور یہ سب لوگ قسطنطنیہ کے اطراف میں چلے گئے۔ اور عرب اور سوریکش نے بھی اطاعت اختیار کرلی۔ اور البدر پر ۸۳ھ میں حملہ کرکے اپنے تسلط میں لے آیا۔ اور ۸۴ھ میں بجایہ میں داخل ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ قسطنطنیہ پر حکومت سے پہلے اس کو بجایہ پر حکمرانی حاصل تھی اور اجزائر کے باشندوں نے بھی اس کی اطاعت قبول کرلی اور یہ قریبی سرحدوں پر قابض ہو گئے۔

امیر ابوزکریا کا المنتخب لاحیاء دین اللہ کا لقب اختیار کرنا: ...... امیر ابوزکریا نے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد اپنے لئے المنتخب لاحیاء دین اللہ کا لقب اختیار کیا اور الحضرۃ کے خلیفہ جو اس کا چچا بھی تھا اس کا ادب ولحاظ کرتے ہوئے امیر المؤمنین کے نام کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد اس نے ابوالحسن بن سیدالناس کو حاجب مقرر کیا اور اس کی حکومت مضبوط ہوگئی۔ اور مغربی جانب اپنے بیٹوں کو عامل بنایا اور حکومت کے بڑے بڑے عہدوں کو اپنے آدمیوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر ۸۵ھ میں امیر ابوزکریا نے تونس پر حملہ کر دیا اور خوب قتل عام کیا اور شہر کی فصیلوں کو توڑ دیا اس کے بعد مسرات کی جانب روانہ ہو گئے۔

امیر ابوزکریا کا بجایہ کی طرف واپسی: ...... جب امیر ابوزکریا تلمسان سے اپنی حکومت کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے نکلا تو اس کا پڑوسی داؤد بن عطاف نے اسے اس ارادہ سے روکنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ نہ مانا۔ اس کے بعد داؤد بن عطاف نے دوبارہ حاکم تونس سے بیعت کی اور وہاں پر اپنے پروودہ علی بن محمد خراسانی کو بھیجا اور اس دوران میں علی بن توجین اور مغراد کا وسط مغرب میں ظہور ہوا، الحضرہ کے باشندے چونکہ امیر ابوزکریا سے اس کے غلط رویہ کی وجہ سے تنگ آ گئے تھے۔ اس لئے انہوں نے عثمان بن یغمراسن کو بجایہ کے بعد اس کے قلعہ سے جنگ کرنے میں شامل کیا۔ تاکہ وہ اسے اس کی اولاد کو واپس دلا دیں۔ چنانچہ اس نے ۸۶ھ میں بجایہ پر چڑھائی کی۔ اور کئی روز تک لڑائی جاری رہی مگر کامیاب نہ ہوسکا اور امیر ابوزکریا ۸۶ھ میں بجایہ کی طرف واپس آ گیا۔

سداوہ اور کتومہ کے مابین جنگ: ...... ایک روز تفویس کی کاروائی سے سداوہ اور کتومہ کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ جس میں سداوہ کے شیخ کا بیٹا

مارا گیا جس پر شیخ نے قسم کھائی کہ وہ خود کتومہ سے اس کا انتقام لے گا۔ اور توزر کا عامل محمد بن ابی مغر تھا جو موحدین مشائخ میں سے تھا اس نے کتومہ کی حمایت کی اور اس کے دشمن کے مقابلے میں مدد کی اور الحضرہ سے خط و کتابت کی اور اہل سواد کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اور اہل نفطہ اور نقیوس ان کے مقابلے میں اکٹھے ہو گئے۔

محمد بن ابی بکر توزر سے فوج لیکر نکلا اور انکے شہر میں انکے ساتھ جنگ کی اہل نفرادہ نے انکی مدد کی چنانچہ خوب قتل عام کے بعد بہت سے لوگوں کو قیدی بنا کر توزر لے گئے یہ ۸۶ھ واقعہ ہے۔

ابن ابی دبوس کا طرابلس پر فوج کشی:......ابن ابی دبوس نے مرغم بن صابر کو طاغیہ کے قید سے چھڑا کر آزاد کر دیا۔ جسے ۸۲ھ میں قیدی بنایا گیا تھا۔ اس نے مرغم سے اپنی مدد کا وعدہ لیا۔ اس کے لئے بحری بیڑے تیار کئے، اور فوج اور بہت سے سامان سے بحری بیڑوں کو بھر دیا پس وہ ۸۸ھ میں طرابلس میں اترے اور مرغم نے اپنی قوم کو جمع کیا اور انہیں ابن ابی دبوس کی اطاعت پر آمادہ کیا اور انہوں نے اس کے اور اس کی نصرانی فوج کے ساتھ البلاء سے جنگ کی اور تین دن تک شہر کو محاصرہ میں رکھا پھر نصارٰی اپنے بحری بیڑوں کے ساتھ واپس چلے گئے۔

اور البلاء کے قریب ترین ساحل پر لنگر انداز ہو گئے۔ اور ابن ابی دبوس اور مرغم بن صابر طرابلس کے محاصرہ کے لئے فوج اتارنے کے بعد طرابلس کے نواح میں چلے گئے اور وہاں کے رعایا سے تاوان وصول کیا۔ اس کے بعد مرغم اپنے بحری بیڑے میں واپس گئے اور ابن ابی دبوس اس کے ساتھ رہ گئے۔

ابوالحسن بن سیدالناس کے حالات:......یہ وہ شخص ہیں جو تلمسان میں امیر ابوزکریا سے جاملا تھا جس نے اس کی خوب خدمت کی جسکی وجہ سے امیر ابوزکریا نے اسکو حاجب مقرر کر دیا۔ بس اس کی ریاست، حجابت کے معاملہ میں ابوالحسن کی ریاست سے بہتر تھی کیونکہ بجایہ کی حکومت کی فضا موحدین کے ان مشائخ سے صاف ہو چکا تھا جو اس سے مزاحمت کرتے تھے۔ اور اس نے اپنے مخدوم کی حکومت کو نہایت شاندار طریقے سے چلایا، لوگ اس کی طرف متوجہ ہونے لگے۔ اور اس کی زمام حکومت اس کے ہاتھ میں رہی یہاں تک کہ ۹۰ھ میں اس کی وفات ہوگئی۔

ابوالقاسم بن ابی حیئ کی حکومت کا قیام:......ابوالحسن بن سیدالناس کے وفات کے بعد امیر ابوزکریا نے ابوالقاسم بن ابی حیئ کو اس کی جگہ پر مقرر کیا۔ یہ اندلس میں ایک مسافر کی حیثیت سے آتے تھے اور مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ اس نے ترقی کر کے خود کو سرکاری کاموں میں شامل کر لیا سیدالناس کے ہاتھ سے زمام حکومت اس کے ہاتھ منتقل ہوگئی اور اس وقت تک یہ اپنے عہدے پر برقرار رہا جب تک امیر ابوزکریا برسراقتدار رہا۔

الزاب کا امیر ابوحفص سے روگردانی اور امیر ابوزکریا سے اظہار اطاعت:......جیسا کہ اس سے پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ سلطان ابواسحاق نے الزاب پر فضل بن علی کو حاکم مقرر کیا تھا جو بسکرہ کے کبار میں سے تھے سلطان کی وفات کے بعد الزاب کے لوگوں نے دشمنوں کے ساتھ ساز باز کر کے اس پر حملہ کر دیا اور ۸۳ھ میں اسکو قتل کر دیا۔ اور البلاء میں اپنی حکومت قائم کرنے کی کوشش کی۔

لیکن بنی زبان کے مشائخ نے یہ کوشش ناکام بنادی اور بلا شرکت غیر اپنی شہر کی حکومت سنبھال لی۔ اور الحضرۃ کے حاکم امیر ابوحفص کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے اور انہوں نے دانیہ میں منصور بن فضل کے ساتھ جنگ کی۔ یہ شخص کرفہ میں اپنے بیٹے کی وفات کے وقت الحضرہ چلا گیا تھا اور یہ ان جماعتوں کے ہمسروں کے پاس گیا تو انہوں نے اسے سواری دی اور بہت سارے اموال بھی دیئے۔ پھر یہ ۲۷ھ میں بجایہ چلا گیا اور سلطان وہاں قیام پذیر رہا۔

اور اسے الزاب کی حکومت کی رغبت دلائی اور حاجب ابن ابی حیئ کو مختلف قسم کے ہدیہ دیئے اور اسے اس بات کے لئے تیار کیا کہ الزاب میں دعوت کو سلطان سے پھیر دے اور وہاں کا خراج بھی نہ دے۔ اس کے بعد اس کو الزاب کا حاکم مقرر کیا اور فوج بھی اس کے حوالہ کر دی۔ اس نے بسکرہ سے جنگ کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ وہاں کے مشائخ نے امیر ابوزکریا کی اطاعت کا اعلان کر دیا۔ اور اس کے پاس وفد اور بیعتیں ارسال کرنے لگے۔ اس کے بعد عرصہ دراز تک الزاب میں امیر ابوزکریا اور اس کے بیٹوں کی حکومت رہی۔ یہاں تک کہ وہ الزاب پر قابض ہو گیا۔

عبداللہ الفازازی اور ابن الشیخ کی وفات کے احوال: ...... عبداللہ الفازازی موحدین کے مشائخ میں سے تھا اور سلطان ابوحفص کے خاص دوستوں میں سے تھا سلطان نے اسے فوج کا امیر مقرر کیا تھا۔ اور اسکو جنگ کرنے سرحدی حالات کو درست کرنے کے لئے روانہ کیا اور تمام کام حسن وخوبی کے ساتھ انجام دیدیا۔ باغیوں کی سرکوبی کی اور ٹیکس وصول کیا اور یہی وہ شخص ہے جو اہل توزر کے مشائخ کی شکایت پر احمد بن بہول کو ان پر حکومت کرنے سے باز رکھا۔ اور اپنے آخری سفر میں تونس سے دودن کے فاصلے پر ۹۳ھ میں وفات پا گیا۔ اور اسی سال ابن الشیخ بھی وفات پا گئے۔ ابن الشیخ کی زندگی کے بارے میں ہم آپ کو آگے بتائیں گے کہ یہ شخص کن کن بادشاہوں کے زمانے میں سرکاری عہدوں پر فائز رہے۔

ابوالقاسم ابن الشیخ کا کاتب بننا: ...... ابن الشیخ ۲۶ھ میں ترک وطن کر کے دانیہ سے بجایہ آیا اور وہیں پر مستقل سکونت اختیار کر لی اور یہاں کے عامل محمد بن یاسین سے رابطہ پیدا کیا پھر اس نے اسکو اپنا کاتب بنالیا۔ جب ابن یاسین کو الحضرہ بلایا گیا تو ابن الشیخ بھی اس کے ساتھ تھا چنانچہ جب سلطان نے ابن یاسین کے سامنے ایک کاتب کی ضرورت کا اظہار کیا تو ابن یاسین نے اپنے کاتب ابوالقاسم ابن الشیخ کی بہت تعریف کی اور سلطان نے ایک دو دفعہ کی آزمائش کے بعد اسکو اپنی خدمت میں رکھ لیا۔

اور ابن ابی الحسن کو اسے آداب شاہی سکھانے کا حکم دیا۔ اور جب ابوالحسن فوت ہو گیا تو اس کی وفات کے بعد سلطان نے ابن الشیخ کو آخری ایام تک اپنے کام کے لئے رکھ لیا۔ پھر جب سلطان ابواسحاق کی حکومت آئی تو اس نے بھی اسے اس عہدے پر باقی رکھا۔ اور جب دعی حکومت پر قابض ہو گیا تو اسے کتاب العلانہ فی فواتح السجلات دیکر مشغیر کے علاقے کی طرف بھیج دیا۔

دعی کی قتل کے بعد ابن الشیخ کی مزید ترقی: ...... جب سلطان ابوحفص کو دوبارہ حکومت ملی اور دعی قتل ہو گیا تو ابن الشیخ کو اس رتبے کی وجہ سے جو اسے دعی کے ہاں حاصل تھا خوف پیدا ہو گیا تو اس نے صلحاء سلطان سے اس کی سفارش کی۔ جسے سلطان نے قبول کر لیا اور ابن الشیخ نے از خود سلطان سے درخواست کی کہ اسکو کسی خدمت کا موقع فراہم کیا جائے تو سلطان نے ابن الشیخ کو اپنا حاجب مقرر کیا اور ساتھ ہی کتاب العلانہ فی فواتح السجلات کی تنفیذ کا کام دیدیا۔ اور ابن الشیخ اپنی وفات تک اس عہدے پر قائم رہے۔ اور ۹۴ھ میں اس کی وفات ہوگئی۔

ابوعبداللہ کا کاتب مقرر ہونا: ...... سلطان کی ریاست موحدین کے مشائخ کی طرف راجع رہی یہاں تک کہ احوال پھر گئے اور حالات نے پلٹا کھایا۔ اس کے بعد سلطان ابوحفص نے ابوعبداللہ الجی کو اپنا کاتب وحاجب بنایا جو اخیار کی جماعت میں شمار ہوتے تھے اور یہ شخص حکومت کے اختتام تک ان عہدوں پر فائز رہے۔

سلطان ابوحفص کی وفات: ...... سلطان ابوحفص ہمیشہ غالب اور خوشحال رہے حتی کہ اس کی مدت پوری ہوگئی۔ ۹۴ھ ذوالحجہ کو اسے درد اٹھا اس کے بعد درد نے مزید شدت اختیار کر لی اور مسلمانوں کے معاملات نے اسے پریشان کر دیا۔ پھر اس نے ایام التشریق کے دوسرے دن اپنے بیٹے عبداللہ کے لئے خلافت کی وصیت کی اور ذوالحجہ کے آخر میں ۹۴ھ میں دار فانی سے دار البقاء کی طرف کوچ کر گئے۔

سلطان کا بیٹے کے حق میں وصیت اور اس کا نفاذ: ...... سلطان نے جب وفات سے پہلے بیٹے کے لئے خلافت کی وصیت کی تو اس وقت سلطان کا بیٹا بہت ہی چھوٹا تھا جسکی وجہ سے لوگوں میں مختلف باتیں ہونے لگیں جب ان باتوں کی اطلاع سلطان کو ملی تو انہوں نے شوریٰ کا اجلاس بلایا اور ولی ابی محمد جو ابوعصیدہ کے لقب سے مشہور تھا اس کے ساتھ ایک معاہدہ کیا۔ اور دونوں ہمیشہ اس عہد پر قائم رہے سلطان ابوحفص نے اس کے بیٹے پر موحدین کی نکتہ چینی کا ذکر کیا تو شیخ ابوعصیدہ نے سلطان کو مشورہ دیا کہ موحدین کے مشائخ اور سرداروں کی موجودگی میں اس کی سربراہی کا اعلان کر دیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

سلطان ابوعصیدہ کا المستنصر باللہ کی لقب سے تخت نشین ہونا: ...... جب سلطان ابوحفص رحلت کر گئے تو موحدین کے سردار، مددگار، فوج اور دوسرے سب لوگ قصبہ میں جمع ہو گئے اور انہوں نے ولیعہد سلطان ابوعبداللہ محمد کے ہاتھ پر ۲۴ھ ذوالحجہ ۹۴ھ کو بیعت کر لی اور اس کا لقب ابوعصیدہ تھا۔ سب لوگوں نے اسے پسند کیا۔ اور اس نے المستنصر باللہ کا لقب اختیار کیا۔ عبداللہ بن سلطان نے ابوحفص کو قتل کر کے اپنی حکومت کا

آغاز کیا۔اوراس نے محمد بن برزیکش کواپناوزیر بنایا جوموحدین کے مشائخ میں سے تھااور محمد الشخش کو حجابت اور سپہ سالاری کا عہدہ عطا کیا۔موحدین کی ریاست ابویحییٰ زکریا بن احمد کے پاس تھی جو کام اس کے ذمہ لگایا اس نے وہ تمام کام بخیر وخوبی پورا کیا۔

ابن الدباغ محمد الشخش کے معاون کی حیثیت سے : ......سلطان ابوعصیدہ دشمنوں کی قتل سے فراغت کے بعد جب بلا شرکت غیرے حکومت پر قابض ہو گیا تو الشخش بھی اس کے حجابت کا بااختیار منتظم بن گیا اوراس کام میں محمد بن ابراہیم بن الدباغ کواس کے معاون کی حیثیت سے مقرر کیا۔ پھر سلطان نے ابن الدباغ کو کتابت کا عہدہ بھی دیدیا۔اور کاروبار حکومت چلتے رہے۔ جب ۶۹۹ھ میں محمد الشخش فوت ہو گیا سلطان نے ابن الدباغ کواپنا حاجب مقرر کر دیا۔

عبدالحق بن سلیمان کی مصیبت کا حال: ......ابومحمد عبدالحق بن سلیمان ،سلطان ابوحفص کے زمانے میں موحدین کے سردار تھے سلطان کے زمانے میں اسے الحضرۃ کے تمام موحدین کی سرداری مل گئی تھی سلطان ابوحفص اپنے بیٹے کواپنا جانشین مقرر کرنا چاہتے تھے جس کا نام عبداللہ تھا لیکن موحدین نے بہت زیادہ اعتراض کرنا شروع کر دیا بعد میں ابوعصیدہ کو حکومت سونپ دی ،سلطان کے انتقال کے بعد جب ابوعصیدہ کی حکومت مضبوط ہوگئی تو اس نے عبداللہ کو قید میں ڈال دیا اور پھر اسکو قتل کر دیا۔اس کے بعد اس نے ابومحمد عبدالحق بن سلیمان کو گرفتار کر کے صفر ۶۹۵ھ میں حوالہ زنداں کر دیا اور قید خانے میں قتل ہو گئے۔

عبدالحق بن سلیمان کے بیٹوں کا فرار: ......عبدالحق بن سلیمان کے دو بیٹے تھے ایک کا نام محمد اور دوسرے کا نام عبداللہ تھا۔جب ان کے والد قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہا تھا تو اس وقت یہ دونوں بیٹے فرار ہو گئے ۔عبداللہ نے امیر ابوزکریا کے پاس پناہ لی اوراس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا محمد بھاگنے کے بعد مغرب اقصیٰ چلا گیا۔اور سلطان یوسف بن یعقوب کے پاس پناہ لی ،سلطان نے اس کی بہت عزت کی ،کچھ عرصہ وہاں قیام پذیر رہنے کے بعد دوبارہ اپنے وطن واپس چلا گیا۔

یہاں آنے کے بعد اس نے میدان سیاست سے خود کو الگ کر لیا ،تارک الدنیا بن کر صلحاء کی ہمنشینی اختیار کر لی ۔یہاں تک کہ اس نے ایسی شہرت حاصل کر لی کہ لوگ دور دراز سے اس کی خدمت میں حاضر ہو کر دعاؤں کی درخواست کرتے تھے۔خلفائے وقت نے اسکو اور عظیم رتبہ دیا اور سلاطین زناتہ کے پاس بھیجا اور جب سلطان ابوالحسن کی فوجوں نے جبل فتح سے جنگ کی تو وہ جبل فتح کی ایک جہاد میں شریک ہوا۔اور آٹھویں صدی کے آخر میں طاعون کی وبا پھیلنے کی وجہ سے وفات پا گئے۔

سلطان بنی مرین یوسف بن یعقوب کے حالات : ......سلطان ابوعصیدہ کی حکومت مضبوط ہونے کے بعد اس نے امیر ابوزکریا سے سرحدی علاقوں کو واپس لینے کا ارادہ کیا۔ان دنوں ،ابوزکریا کی حکومت اندرونی طور پر کمزور پڑ چکی تھی اور کافی لوگ باغی بن گئے تھے چنانچہ سلطان ابوعصیدہ نے ۶۹۰ھ میں الحضرۃ سے فوج لیکر اس پر چڑھائی کر دی۔اور میلہ تک پہنچ گئے۔اور وہیں سے رمضان میں الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا۔

اس کے بعد سلطان بنی مرین یوسف بن یعقوب نے تلمسان پر حملہ کر دیا۔تلمسان کے حاکم عثمان بن یغمراسن نے امیر ابوزکریا سے مدد مانگی تو اس نے اس کی مدد کے لئے موحدین کی بھاری فوج روانہ کی۔اور دونوں فوجوں کا آپس میں ٹکراؤ ہوا اوراس جنگ میں بنی مرین کی فوج نے شکست کھائی۔

یوسف بن یعقوب کا اپنے بھائی ابویحییٰ کو سالار مقرر کرنا : ......یوسف بن یعقوب بن بنی مرین کی فوجوں کو بجایہ کی جانب روانہ کیا اور اپنے بھائی ابویحییٰ کواس فوج کا سالار بنایا۔اس سے پہلے عثمان بن سباع بجایہ کے امیر سے الگ ہو کر اس کے پاس آیا اور اسکواس کی حکومت کے معاملات میں ترغیب دی جس پر عثمان بن سباع کی بہت عزت افزائی کی گئی۔اوراس کے ساتھ فوج دیکر بجایہ کی طرف روانہ کیا۔پھر وہاں سے بلاد سدویکش چلے گئے اور اطراف میں خوب تباہی وفساد پھیلایا پھر قبضہ کر لیا اس کے بعد تلمسان میں یوسف بن یعقوب کے پاس چلے آئے۔

سلطان ابوعصیدہ کو عثمان بن یغمراسن کی مدد کا حال معلوم ہونا: ......الحضرۃ کے حاکم سلطان ابوعصیدہ کو جب اس بات کی اطلاع ملی

کہ امیر ابوزکریا نے عثمان بن یغمر اسن کوامداد دی ہے تو اس نے انکے دشمن یوسف بن یعقوب کو یہ بات پہنچا دی اور اسے بجایہ پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دی اس بارے میں اس نے موحدین کے امیر ابوعبداللہ بن الکحار کواپنا سفیر بنایا۔

۷۰۰ھ میں دوبارہ اسی کو سفیر بنا کر بہت سے قیمتی تحفے دیکر یوسف بن یعقوب کے پاس بھیجا۔ اس دوسری سفارت میں وزیرالا ولہ عبداللہ بن بزکین کو بھی بھیجا۔ یوسف بن یعقوب نے بھی بہت سے تحائف دیکر سفیروں کو واپس کر دیا اور یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ یوسف بن یعقوب فوت ہو گئے۔

ہداج کے قتل اور کعوب کے فساد برپا کرنے کا بیان :...... جب سے کعوب نے امیر ابوحفص کا ساتھ دیا تو اس کے مال ودولت اور قدر منزلت میں اضافہ ہونا شروع ہو گیا جسکی وجہ سے وہ مغرور بن گیا اور مخلوق خدا کے ساتھ فتنہ وفساد کا ختم نہ ہونے والا سلسلہ شروع کر دیا۔ رہزنی اور لوٹ مار کواپنا پیشہ بنایا اور عوام ان سے بغض کرنے لگے جب ان کا رئیس ہداج بن عبید ۷۰۵ھ میں البلد آیا تو عوام نے اس کے متعلق بھی برے ارادے کر لئے اور واقعہ قتل اس طرح پیش آیا کہ ایک دن جوتوں سمیت نماز جمعہ کے لئے مسجد میں داخل ہو گیا

جب لوگوں نے اعتراض کیا تو اس نے کہا میں تو بادشاہ کے دربار میں بھی جوتوں کے ساتھ داخل ہوتا ہوں۔ مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔ اس پر لوگ مشتعل ہو گئے اور اس پر حملہ کر کے قتل کر دیا اور جسم کو مدینہ کی گلیوں میں گھسیٹا۔ لوگ اور بھی سلطان کے خلاف ہو گئے اس زمانے کے شیخ الکعوب نے عثمان بن ابی دبوس کو طرابلس سے بلا کر امیر مقرر کر دیا۔

کعوب کا الحضر ۃ پر حملہ اور شکست :...... شیخ الکعوب نے ابی دبوس کو امیر مقرر کرنے کے بعد الحضر ۃ پر فوج کشی کی۔ ابوعبداللہ یزرکین فوجوں کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لئے نکلا اور سخت مقابلے کے بعد ان کو شکست دیکر میدان جنگ سے فرار ہونے پر مجبور کر دیا۔ اور شیخ کعوب احمد اور عثمان بن ابی دبوس دونوں گرفتار ہو گئے۔ ان کو گرفتار کرنے کے بعد الحضر ۃ کی طرف بھیج دیا اور ہمیشہ کے لئے قید کر دیا یہاں تک کہ احمد نے ۷۰۸ھ میں قید خانے کے اندر وفات پائی اور شیخ کعوب احمد کی حکومت محمد بن ابی اللیل نے سنبھال لی۔

مولاہم بن عمر کی گرفتاری اور قید :...... یہ شیخ کعوب کے بھتیجے تھے جب یہ محمد بن ابی اللیل کے پاس وفد کی صورت میں الحضر ۃ گیا تو اس نے اسکو گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا۔ مولاھم بن عمر کی گرفتاری پر اس کے بھائی نے ملک کے طول وعرض میں ایک ہنگامہ برپا کر دیا اور لوگوں کو اس کے خلاف اکسانا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ لوگوں کی ایک بڑی جماعت بغاوت کے ارادے سے قصر شاہی پہنچ گئی وہاں خوب پتھراؤ کیا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ یہ مصیبت حاجب ابن دباغ کی وجہ سے آئی ہے۔

چنانچہ لوگ اس کو قتل کرنے کے درپے ہو گئے اور بات بادشاہ تک گئی پھر آپس کے گفت وشنید کے بعد ہنگامہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ یہ رمضان ۷۰۸ھ کا واقعہ ہے اور عرب مسلسل اپنی خرمستیوں میں گم رہے یہاں تک سلطان نے وفات پائی

اہل جزائر کی بغاوت اور ابن علان کا ان پر حکومت کرنا :...... المستنصر کے عہد حکومت میں باشندگان جزائر باغی ہو گئے تھے۔ اور موحدین کی فوجیں بزور قوت ان پر غالب آ گئے۔ اور سرداروں کو گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا یہاں تک المستنصر کی وفات کے بعد تونس ایک خودمختار ریاست بن گئی۔

اور جب امیر ابوزکریا مغزلی سرحدوں اور قسطنطنیہ کا مطلق العنان حکمران بنا تو موحدین کے زمانے میں الجزائر کا حکمران ابن الحکیم تھا اس نے ارکان دولت سے مشورہ کے بعد ابوزکریا کی اطاعت اختیار کر لی۔ ابن علان جزائر کے مشائخ میں سے تھا اور اس کے اندر سرداری کی صلاحیت بھی تھی لہٰذا اس نے خود کو حکومت کے لئے مخصوص کر لیا۔

امیر ابوزکریا کی وفات اور اس کے بیٹے ابوالبقاء کی بیعت :...... امیر ابوزکریا انتہائی درجہ کے ذہین محتاط اور تجربہ کار حکمران تھا وطن اور اہل وطن کی ضروریات کا احساس رکھنے والا تھا اور ہمیشہ اسی راستہ پر چلتے رہے حتیٰ کہ ساتویں صدی کے آخر میں وفات پا گئے۔ وفات سے پہلے اس

نے اپنے بیٹے ابوالبقاء کو اپنا جانشین بنایا تھا۔

۶۹۸ھ میں اسے قسطنطنیہ کا حاکم بنا دیا۔ امیر کی وفات کے بعد حاجب ابوالقاسم بن ابی حتی نے لوگوں سے اس کے حق میں بیعت لی۔ اور ابن ابی حتی اس کی حمایت میں قائم رہے یحییٰ بن ابی الاعلام کو وزیر بنایا گیا اور صنہاجہ پر ابوعبدالرحمٰن یعقوب کو امیر بنایا۔ موحدین کی سرداری یحییٰ بن زکریا کی جو حفصی قبیلے سے تھا۔

قاضی الغبوینی کی سفارت اور قتل کا واقعہ :...... جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ بنی مرین نے حاکم تونس کی مداخلت سے بجایہ پر چڑھائی کی تھی اور جب سلطان ابوالبقاء نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو اس نے تونس کے حاکم کے ساتھ تعلقات بہتر بنانے کے لئے رابطہ فہم شروع کر دیا۔ اس سلسلے میں اس نے یحییٰ بن زکریا کو سفارت کے امور دیکر ساتھ ہی قاضی ابوالعباس الغبوینی کو بھی روانہ کیا جو بجایہ کا ایک بڑا اور مشیر خاص تھا۔

جب پیغام پہنچانے کے بعد وفد بجایہ کی جانب واپس آ گیا تو سلطان کے جاسوسوں کو اس نے الغبوینی کے ساتھ دیکھا اور لوگوں کے درمیان یہ بات مشہور ہوگئی کہ اس نے الحضرۃ کے حاکم کو سلطان پر حملہ کرنے کے لئے تیار کیا ہے۔

اس بارے میں ظافر الکبیر نامی شخص نے بڑا کردار ادا کیا اور جو کچھ اس نے سلطان ابواسحاق کے ساتھ کیا تھا اس کا ذکر بھی کیا کہ اس نے بنی غبوینی کو سلطان کے خلاف تیار کیا تھا۔ جب سلطان نے یہ بات سنی تو ۷۰۴ھ میں اس کو گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا۔ پھر جب لوگوں نے اس کے قتل کا مطالبہ کیا تو ۷۰۵ھ میں منصور ترکی نے اسکو قید کی حالت میں قتل کر دیا۔

دربان ابن ابی جبی کی تونس کے لئے سفارت اور اس سے سلطان کی ناراضگی اور اس کو معزول کرنے کا بیان:...... جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب سلطان ابوالبقاء حکمران بنا تو بنی مرین کی فوجیں، حاکم تونس کی مداخلت سے وہ بجایہ کے مضافات میں آتی جاتی رہتی تھیں۔ پس انہوں نے اس کے نواح پر قبضہ کر لیا، ابن ابی جبی اپنی حجابت اور دربانی میں حکومت میں بااختیار تھا، لہٰذا ان کے احوال کی وجہ سے اس کا دل تنگ ہو گیا اور ان کے ساتھ حکومت کے رویہ نے اسے فکر مند کر دیا، اس نے خیال کیا کہ الحضرۃ کے حکمران کے ساتھ دوستی کرنے سے یہ اپنے عزائم سے رک جائیں گے۔

چنانچہ اس نے سلطان کے بااعتماد ہونے کی وجہ سے بذات خود یہ کام کرنے کا پکا ارادہ کر لیا، پس وہ ۷۰۵ھ میں بجایہ سے نکلا اور اپنے سلطان کا ایلچی بن کر الحضرۃ آیا تو حکومت اس سے خوش ہوگئی اور اس کے بھیجنے والے کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور شیخ الموحدین مدبر الدولہ ابو یحییٰ زکریا بن اللحیانی نے اس کی خوب تکریم کی اور اپنے ہاں مہمان ٹھہرایا،

اس طرح اس نے اس پیغام کے معاملہ سے اپنے دل کی حاجت اور ضرورت کو پورا کر لیا، اور جب سلطان ابوالبقاء کے رازداروں نے اپنے لئے سلطان کے پاس جانے کا راستہ خالی اور صاف دیکھا تو وہ اسے مشورہ دینے لگے اور ابن ابی جبی کی چغلیاں کرنے لگے۔ یعقوب بن غمر ڈرتے ڈرتے (بالآخر) اس (کام) کے لئے تیار ہو گیا، عبداللہ الرخامی جو ابن ابی جبی کا کاتب اور اس کا دوست تھا اس نے بھی اس کی پیروی کی، ابن طفیل اس کا قرابت دار ہونے کی وجہ سے لوگوں کو اس کے خلاف بھڑکاتا تھا اور ان کے دلوں کو اس کے لئے غصہ میں بھر دیتا تھا۔

اس طرح اس نے اس کے لئے ہر طرف عداوت بٹھا دی اور عبداللہ رخاصی سے اسے ناراض کروا دیا حالانکہ یہ اس کا دوست اور معاملات میں دست راست اور مداخل تھا۔ اس نے یعقوب بن غمر کے ساتھ مل کر اس کی چغلی اور شکایت لگانے کی ذمہ داری لی۔

یعقوب بن غمر نے اس میں بڑا کردار ادا کیا اور سلطان کے دل میں یہ بات بٹھا دی کہ ابن ابی جبی نے الحضرۃ کے حکمران کو اس (سلطان) کے ماتحت علی بن الامین عامل اور گورنر تھا جو ابن ابی جبی کا داماد تھا اور اسی نے اُسے وہاں کا گورنر بنایا تھا اس لئے سلطان اس سے شک میں پڑ گیا اور اس کے تونس سے واپس آنے کے بعد اس سے اجنبیوں جیسا معاملہ کرنے لگا (اور اس سے بدل گیا) (حتیٰ کہ) دونوں میں سے ہر ایک، دوسرے کے پہلے حملہ کر دینے سے ڈرنے لگا۔

تو ابن ابی جبی اپنے فرائض اور کاموں کو پورا کرنے اور سلطان کے ہاں اپنا راستہ صاف کرنے میں لگ گیا۔ پس وہ غمگین ہو گیا اور بجایہ سے حج

کو جانے کے لئے نکلا اور قسطنطنیہ اور بجایہ کے نواح میں رہنے والے قبائل کے پاس چلا گیا اور ایک مدت تک ان کے پاس مقیم رہا پھر تونس چلا گیا اور وہاں سلطان ابوعصیدۃ کی وفات اور ابوبکر شہید کی بیعت کے وقت تک ٹھہرا رہا، اور امیر ابوالبقاء کے تونس آنے پر اس کے پاس گیا اور اس سے ٹکراؤ کی لہر سے خلاصی پائی (اور بچ گیا) پھر مشرق کی طرف چلا گیا اور اپنا فرض ادا کرتا رہا اس کے بعد مغرب کی طرف لوٹ آیا اور افریقہ سے ہوتا ہوا تلمسان پہنچ گیا اور ابوحموکو بجایہ پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا جس کا تذکرہ ہم (آگے ان شاء اللہ تعالیٰ) کریں گے۔

ابوعبدالرحمٰن بن عمر کی دربانی اور اس کے امور کے انجام کا بیان:...... اس کا نام یعقوب بن ابوبکر بن محمد بن عمر السلمی ہے اور اس کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے، اس کے دادا محمد کے بارے میں ان کے گھر والوں نے مجھے بتایا کہ وہ شاطبہ میں قاضی تھے اور دشمن کے زمانے میں وہ جلاوطن ہونے والے مسافروں کے ساتھ تونس کی طرف نکلے اور سلطان ابوعصیدۃ کے زمانے میں الربض الجو میں ٹھہرے جبکہ ان کے بیٹے ابوبکر اور محمد قسطنطنیہ چلے گئے اور ابن اوقیان کے ہاں جو امیر ابوزکریا الاوسط کے زمانے میں موحدین کے مشائخ کی جانب سے وہاں کا گورنر تھا۔ اس نے ان دونوں کی بہت عزت وتکریم کی اور ابوبکر کو مقام قل کی عدالت کا کام سپرد کیا اور اسے اپنے لئے منتخب کرلیا،

وہ اپنے کام کے سلسلے میں الحضرۃ کی طرف بجایہ آیا کرتا تھا اس طرح اس نے ابوزکریا کے آزاد کردہ غلام اور اس کے گھر کے خاص آدمی مرجان الخصی سے تعلقات پیدا کر لئے اور امیر خالد کے لئے اس کی مدد سے خدمت طلب کی۔ اس کی والدہ سلطان کے باعزت لوگوں میں سے تھیں چنانچہ یہ ان کے ہاں صاحب مرتبہ ہوگیا اور اس کے بیٹے یعقوب نے محل کی پرورش کرنے والیوں اور اس کا خیال رکھنے والیوں (خادماؤں) میں سے ایک سے شادی کرلی اور اس معزز فضاء میں پروان چڑھا اور وہ دارالسلطان کے قہرمان الحاج فضل اور اس کے خواص کی صحبت سے وابستہ ہوگئے چنانچہ اس کے مرنے تک مکمل وقت اس کی خدمت میں لگے رہے۔

الحاج فضل ریشم کے عمدہ کپڑوں کے حصول کے لئے بکثرت اندلس آیا کرتا تھا اور اسی طرح تونس کا بھی اچھے اور بہترین کپڑوں کے حصول کے لئے سفر کرتا رہتا تھا۔

سلطان نے اپنی حکومت کے آخر میں اسے اندلس کی طرف بھیجا تو اس نے ابن عمر کو بھی ساتھ لے لیا، اور الحاج فضل وہیں فوت ہوگیا تو سلطان نے اس کے بیٹے محمد کو مخاطب کرنے سے اعراض کیا اور ابن عمر کو خطاب کا شرف بخشا، چنانچہ اسے اس کام کی تکمیل کرنے اور اس (یعنی محمد کو) کو ساتھ لانے کا حکم دیا پس وہ اور الحاج فضل کا بیٹا آیا تو سلطان نے ان کے کام کو اچھا نہ سمجھا ابن عمر اپنے ساتھی سے زیادہ سمجھدار تھا لہٰذا وہ اس کو بھلا اور اچھا لگا۔

وہ اس کی خدمت کی ذمہ داری پوری کرنے میں لگ گیا جس نے اسے سلطان کے ہاں مرتبہ اور ترقی دلا دی، لہٰذا اس نے اسے خراج اکٹھا کرنے پر لگا دیا پھر مقام اشغال کے مضافات اس کے سپرد کردیئے اور ابن ابی جبی اور عبداللہ رخاصی سے مزاحمت کی اور ان کو تنگ کیا تو وہ اس سے تنگ ہوگئے چنانچہ انہوں نے سلطان کو مصیبت پر غصہ دلایا تو اس نے اسے اندلس واپس بھجوا دیا تو وہ وہیں مقیم ہوگیا۔

پھر اس نے سلطان ابوالبقاء سے اپنے والد کی وفات پا جانے کے بعد مہربانی کرنے کی اپیل کی اور اپنی خدمت کا واسطہ دے کر سفارش کی تو اس نے اس کو بلالیا تو وہ الرنداحی کے دونوں بیٹوں علی اور حسین کے ساتھ آیا اور ان کیساتھ سمندر میں سفر کرتے ہوئے ابن ابی جبی کی الحضرۃ سے غیر حاضری میں بجایہ پہنچ گیا اور اس نے مقبول ہونے کی حالت میں سلطان کا سامنا کیا اور ابن ابی جبی کی مرجان کے ساتھ چغلخوری کی، یہاں تک کہ جو اس نے اس سے ارادہ کیا تھا وہ کام پورا ہوگیا، اور ابن ابی جبی کو ہٹا دیا جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں،

پس سلطان نے یعقوب بن عمر کو اپنا حاجب اور دربان بنالیا اور اشغال پر عبداللہ رخاصی کو سردار مقرر کیا، وہ اپنے مخدوم کے ساتھ رہنے کی وجہ سے دربانی کے امور سرانجام دینے میں بڑا مستعد تھا، سو وہ ابن عمر کا مددگار بن گیا اور اس کے سامنے خصوصیت اختیار کرگیا چنانچہ اس نے سلطان کو اس کے خلاف بھڑکایا اور اس کی عداوت اور قبیح کاموں کے متعلق اسے بتایا تو اس نے اسے ہٹا دیا اور مطالبہ کیا گیا اور امتحان اور آزمائش میں ڈالا اور میورقہ کی طرف جلاوطن کردیا یہاں تک کہ سلطان بنی مرین یوسف بن یعقوب نے اسے اس کی قید سے چھڑایا جبکہ اس نے اسے قید کیا، اور عبداللہ بن ابی مدین سے ناراضگی اور بگڑنے کے بعد اسے اشغال کی ذمہ داری سونپنے کے لئے طلب کیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے،

یوسف بن یعقوب اپنی امید کے پورا کرنے سے قبل ہی فوت ہو گیا اور رخاصی نے تلمسان میں اقامت اختیار کر لی اور وہیں اس کا مدفن بنا، یعقوب بن غمر نے اپنے کام کا بار اور بوجھ خود ہی اٹھایا اور وہاں پر قوت حاصل کی اور سلطان نے جوڑ توڑ کے کام اس کے سپرد کر دیئے، سو اس کی نگاہ میں مراتب گھومنے لگے اور وہ اپنی غرض کے مطابق کاموں کو چلانے لگا،

چنانچہ سب سے پہلے اس نے اپنے محسن مرجان کو مروا دیا اور اس نے سلطان کے سینے کو اس کے خلاف بغض سے بھر دیا اور اسے اس کی غیر حاضری سے ڈرایا تو اس نے اسے گرفتار کروا کر سمندر میں پھینکوا دیا کہ اسے کوئی مچھلی نگل لے، اور سلطان کی توجہ ابن غمر کے لئے خالی ہو گئی اور حل وعقد کے لئے وہ منفرد ہو گیا، یہاں تک کہ سلطان ابوالبقاء نے الحضرۃ پر قبضہ کر لیا اور یہ اس کے حکم سے تھا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے (ان شاء اللہ تعالیٰ)

ابن الامین کی قسطنطنیہ میں بغاوت، سلطان ابوعصیدۃ کی بیعت:...... یوسف بن الامین المہمد انی کو طنجہ میں بنومرین کے ابویحییٰ بن عبدالحق کے بیٹوں کے قتل کر دینے کے بعد (جیسا کہ ان کے حالات میں آئندہ اس کا (تفصیلی) ذکر آئے گا) المستنصر کے دور میں اس (یوسف) کے بیٹے تونس چلے گئے، سلطان نے سبتہ میں ابوعلی بن خلاص کے دور میں ان کے دعوت حفصیہ کے قیام کا وسیلہ ہونے کے باعث ان کا لحاظ کیا اور اس کے بعد بھی ان کا خیال رکھا یہاں تک کہ اس (سبتہ) پر العزفی نے غلبہ پالیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں اس کا ذکر کریں گے۔

پس وہ ان کے ساتھ بہت زیادہ عزت و اکرام اور شرافت سے پیش آیا پھر یہ لوگ انعامات، بخششوں اور مہربانیوں کے ساتھ الحضرۃ چلے گئے ان کا سردار بڑا بے وقوف اور متکبر تھا جس کی وجہ سے بسا اوقات اسے حکومت کی جانب سے ظلم اور تشدد کا نشانہ بننا پڑا مگر ان کا رحم کرنا ان پر ظلم کرنے سے مانع رہا اور اس کے بیٹے اس آسودگی اور نعمتوں میں پروان چڑھے۔

پھر سلطان فوت ہو گیا اور معاملات دگرگوں ہو گئے، اور زمانے کے حوادث اور آفتیں پھیل پڑیں اور علی ان میں سے غربی سرحد پر چلا گیا اور ابن ابی جبی کے ساتھ اس کے نسبی اور دامادی تعلقات پختہ ہو گئے۔

قسطنطنیہ میں حاجب ابن عمر کے ہاتھ پر سلطان ابوبکر کی بیعت:...... جب سلطان ابوالبقاء نے الحضرۃ پر حملہ کیا تو اس نے عبدالرحمٰن بن یعقوب بن مخلوف کو اپنی قوم کی سرداری کے ساتھ بجایہ کا حاکم بھی مقرر کر دیا جسے اس کے آباء وہاں سے سفر کرتے وقت نائب مقرر کیا کرتے تھے اور وہ المز وار اور اس نے اسے اپنے بھائی امیر ابوبکر کا جو قسطنطنیہ کا حاکم تھا حاجب مقرر کر دیا، پس وہ وہاں چلا گیا اور سلطان ابوالبقاء تونس میں اپنی خرمستیوں کیساتھ ٹھہر گیا، اور اس نے اپنی تلوار کی دھار تیز کر دی اور اس کی گرفت مضبوط ہو گئی، پس اس نے سدویکش کے جوانوں میں سے عدوان بن مہدی کو اور اثانج کے لوگوں میں سے ابن حریز کو بلا کر قتل کر دیا،

ارباب حکومت نے اس کے بارے میں آپس میں گفتگو کی اور اس کی خیانت سے خوفزدہ ہو گئے، اور حاجب بن عمر اور اس کے ساتھی منصور بن عامل الزاب نے اس کی حکومت سے جان چھڑانے کے لئے حیلہ بازی کی اور معزاوہ کے امیر راشد بن محمد کو غصہ دلایا جو ان کے پاس اس وقت گیا تھا جب بنی عبدالواد اپنے وطن پر غالب آئے تھے، چنانچہ انہوں نے اس کے شایان شان اس کی عزت وتکریم کی جس کی وجہ سے وہ بھی اس کے جھتے میں شامل ہو گیا، اور اس پر اور اس کی قوم پر ان کی آپس کی جنگوں کی چکی گھومتی رہی۔

اور سلطان ابوالبقاء خالد نے امیر زناتہ کے پاس الحضرۃ جاتے ہوئے اسے اپنے ساتھ رکھا تو ان میں سے کسی آدمی نے اپنے نوکر کو حاجب کی طرف بھیجا اور اس پر ایک خادم نے زیادتی کی تو اس نے اسی وقت اسے قتل کرنے کا حکم دیا جس سے امیر راشد بن محمد غصے میں آ گیا اور اسی وقت اپنے عزائم پر عمل کرتے ہوئے اپنے خیمے اکھاڑ لئے، چنانچہ اس کارروائی کی وجہ سے حاجب کو اپنے ارادے کی تکمیل کا موقع ملا،

اس طرح اس کا اور اس کے ساتھی کا حیلہ اپنے انجام کو پہنچا اور کامیاب ہوئے، اور سلطان کو بجایہ اور اس کے مضافات کے حالات نے پریشان کر دیا، اور وہ اس کے بارے میں راشد سے بہت خوفزدہ تھا، اور وہ دونوں کئی روز تک ایک دوسرے کے ذمہ لگاتے رہے یہاں تک سب اس کی طرف چلے گئے اور ابن غمر نے سلطان سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کے بھائی ابوبکر کو قسطنطنیہ کا حکمران بنائے تو سلطان نے اس کو حکمران بنا دیا اور اپنے ماموں زاد بھائی علی کو تیونس میں دربانی کا فریضہ انجام دینے میں اس کا نائب مقرر کر دیا اور وہ الحضرۃ کو چھوڑ کر قسطنطنیہ چلا گیا۔

اور منصور بن فضل الزاب میں اپنے کام پر چلا گیا رہی اس کے اختلاف کی بات تو وہ ہر عام وخاص کی زبان زد ہے، اور ابن عمر نے سلطان ابوبکر کی دربانی کا کام سنبھال لیا پھر اسے اپنے بھائی کے خلاف بغاوت کی سوجھی چنانچہ اس کے آثار ان پر واضح ہوئے جس کی وجہ سے سلطان ابوالبقاء کو ان کے متعلق شبہ پیدا ہو گیا اور اس شک وشبہ کو علی بن الغمر نے بھانپ لیا اور قسطنطنیہ چلا گیا اور سلطان ابوالبقاء نے فوج تیار کی، اور اپنے غلام کو اس فوج کا سالار مقرر کیا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جو ہم بیان کریں گے۔

ابن عمر نے اس کی معزولی کا اعلان کرنے میں جلدی کی، اور سلطان ابوبکر کو اس کی طرف (یعنی عہدہ کی طرف) دعوت دی تو انہوں نے قبول کیا اور پھر ابن عمر نے لوگوں سے اس کی بیعت لی اور ۷۱۱ھ میں بیعت کی تکمیل ہوگئی اور اس نے المتوکل کا لقب اختیار کیا، اور قسطنطنیہ کے باہر پڑاؤ ڈال لیا یہاں تک کہ اسے ابن خلوف کی کھلی مخالفت کی اطلاع ملی جس کا ذکر آگے ہم کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

بجایہ پر سلطان کے غالب آنے اور ابن خلوف کے قتل ہونے کے حالات: ...... یعقوب بن خلوف جس کی کنیت ابوعبدالرحمن تھی بجایہ کے نواح میں رہنے والی سلطان کی فوج میں صنہاجہ کا بڑا سردار تھا اور انہیں حکومت اور ان کی جنگوں اور ان کے دشمن کے دفاع میں بڑا مقام حاصل تھا، اور جب ۷۰۳ھ میں بنی مرین کی فوجیں ابویحییٰ یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ بجایہ میں آئیں تو اس نے ان جنگوں میں بڑے کارنامے دکھائے، اور امیر ابوزکریا اور اس کا بیٹا اسے بجایہ سے جب کہیں سفر پر جانا ہوتا تو اپنا جانشین مقرر کر لیتے تھے۔ اور ان کا لقب المزوار تھا۔

اور جب وہ فوت ہوا تو اس کا بیٹا عبدالرحمن اس کا جانشین ہوا اور سلطان ابوالبقاء خالد نے ۷۰۹ھ میں تونس پر چڑھائی کے وقت، بجایہ میں اسے اپنے اس مقام کی وجہ سے بڑا متکبر اور جھگڑالو واقع ہوا تھا، پس جب سلطان ابوبکر نے اسے اپنے اپنے ساتھ ملانے کے لئے اس کے بھائی کی اطاعت چھوڑنے کی دعوت دی اور عبدالرحمن بن عمر نے لوگوں سے اس کے لئے بیعت لی، تو لوگوں نے کہا کہ تم بجایہ کے والی اور اس کے مضافات کے گورنروں سے بھی بیعت لو، تو عبدالرحمن ابن عمر نے انکار کیا اور اپنے ساتھی کی دعوت کو ہی لیکر بیٹھ گیا اور ابن عمر پر لوگ اس کے مقام اور عزت کی وجہ سے حسد کرنے لگے۔

چنانچہ انہوں نے لوگوں کو جمع کر کے صاحب اشغال عبدالواحد بن قاضی ابوالعباس غماری اور صاحب دیوان محمد بن یحییٰ القالون کو جو کہ اہل مریہ میں سے تھا اور حاجب علی بجایہ کا حاکم بنا تو اس نے اسے اس نیکی کا بدلہ دیا اور اسے بلند مرتبہ عطا کیا اور اس کو خراج کے معاملات میں لگایا اور بجایہ کی کچہری کا منتظم مقرر کیا پس عبدالرحمن بن مخلوف نے اسے اور اس کے ساتھی کو گرفتار کر لیا اور لوگوں کو اکٹھا کر کے سلطان ابوالبقاء خالد کی دعوت کا اعلان کیا۔

سلطان ابوالبقاء خالد کی رحلت اور الحضرۃ پر سلطان ابویحییٰ بن اللحیانی کا قبضہ: ...... قسطنطنیہ میں جب سلطان ابوبکر کی بیعت ہوگئی تو سلطان ابوالبقاء کے حالات خراب ہو گئے تو اس نے قسطنطنیہ پر مقابلے کے لئے ایک لشکر روانہ کیا اس لشکر کا سالار سلطان ابوالبقاء کا غلام ظافر تھا جو کبیر کے نام سے پہچانا جاتا تھا، ظافر اپنے لشکر کو لیکر بجایہ پہنچا اور سلطان ابوالبقاء کے حکم کا انتظار کرنے لگا، جب سلطان ابویحییٰ زکریا بن احمد بن محمد بن اللحیانی مشرق سے واپس لوٹا تو وہاں کے حالات ناگفتہ بہ تھے اس نے وہاں کے لوگوں سے بیعت لی۔

چند دنوں کے بعد حاجب عبدالرحمن بن عمر، سلطان ابوبکر کی جانب سے تحفے تحائف لیکر ابویحییٰ بن اللحیانی کے پاس پہنچا اور اس سے مدد کی درخواست کی تو ابویحییٰ بن اللحیانی نے ان کی مدد کی یقین دہانی کرائی اس طرح بنوابواللیل میں سے کعوب نوجوان بھی ابویحییٰ بن اللحیانی کے پاس آئے ان کے ساتھ ان کی حکومت کا شیخ ابوعبداللہ محمد بن محمد المزدوری بھی تھا۔

ظافر کے لشکر پر حملہ: ...... ابویحییٰ بن اللحیانی نے ان تمام لوگوں سے ایک فوج تیار کی اور تیزی کے ساتھ الحضرۃ کی طرف کوچ کیا سلطان ابوالبقاء خالد نے ظافر کی فوج کے لئے بجایہ میں کمک بھیجی کمک پہنچنے سے قبل ہی سلطان ابویحییٰ بن اللحیانی کے لشکر نے ظافر کی فوج پر چڑھائی کر دی اور ایک معمولی سی لڑائی کے بعد ان پر غلبہ حاصل کر لیا اور ظافر کو قید کر لیا۔

اس کے بعد سلطان ابویحییٰ بن اللحیانی نے ۷۱۱ھ میں تونس پر حملہ کر دیا اور وہاں غلبہ حاصل کیا تو شہر کے لوگ اس سے خوفزدہ ہو گئے سلطان ابو

یحییٰ نے وہاں شیخ الدولہ ابوزکریا حفصی کو قتل کر دیا۔ شیخ الدولہ کے قتل کے بعد قاضی ابواسحاق بن عبدالرفیع سلطان ابو یحییٰ اللحیانی کے پاس گیا جو بڑا ہی خوددار اور بہادر اوصاف کے مالک تھے۔

سلطان ابو یحییٰ بن اللحیانی نے اسے دشمن کی مدافعت پر اکسایا مگر قاضی ابواسحاق نے اس کے ساتھ جنگ سے قطعی طور پر منع کر دیا اور بیماری کا عذر کیا اور حکومت سے علیحدگی اختیار کر لی۔

قاضی ابواسحاق بن عبدالرفیع کی گرفتاری: ......تھوڑی دیر بعد ابوعبداللہ المز دوری محل میں داخل ہوا اور قاضی ابواسحاق بن عبدالرفیع کو گرفتار کر لیا تو ابو یحییٰ کی بیعت عامہ ہوئی، سلطان ابو یحییٰ بن اللحیانی نے اپنے کاتب ابوزکریا یحییٰ بن علی بن یعقوب کو شرفاء کی موجودگی میں اپنا نائب مقرر کیا بنو یعقوب کا تعلق ایک علمی گھرانے سے تھا اس کے بعد سلطان الحضرہ سے بجایہ کی طرف آ گئے اس کے ساتھیوں ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن یعقوب بن الامین بھی حاکم طنجہ کے ساتھ گیا اور افریقہ میں قضاء کے امور کو سنبھالا بعد میں سلطان المستنصر نے اسے الحضرۃ کی قضاء کا کام سپرد کیا تو وہ اسے ٹھکرا کر شاہان مصر کے پاس چلا گیا۔ ابوعلی، عبدالواحد، یحییٰ اور محمد اس کے قریبی احباب میں سے تھے ان لوگوں کو سلطان ابوحفص کی حکومت میں بھی بڑا مقام حاصل تھا ان میں سے عبدالواحد الجریدہ کے خراج کا منتظم اعلیٰ تھا ۷۰۲ھ میں مقام توزر میں اس کی وفات ہوگئی۔

سلطان ابو یحییٰ بن اللحیانی کا کاتب: ......سلطان ابو یحییٰ بن اللحیانی نے موحدین کے سردار ابوزکریا یحییٰ کو اپنا کاتب مقرر کیا تو اس نے سلطان کے ہاں بہت ہی اونچا مقام حاصل کیا یہاں تک کہ سلطان اس کی وفاداری سے متاثر ہو کر اس کو اپنے ساتھ حج کی ادائیگی کے لئے لے گیا بعد میں جب سلطان نے خلافت سنبھالی تو اس نے ابوزکریا یحییٰ کو اپنا دربان مقرر کیا جب سلطان تونس میں چلا گیا تو اس نے ابوزکریا یحییٰ کو اس کے بھیجنے والے سلطان ابوبکر کے پاس بھیج دیا کیونکہ اس نے ابوزکریا یحییٰ کے متعلق سلطان ابوبکر سے وعدہ کیا تھا۔

ابن عمر کا حاکم بجایہ مقرر ہونا: ......جب ابن عمر حاکم بجایہ مقرر ہوا تو وہ ماضی کی طرح جنگ اور کفالت میں خودمختار بن گیا جس روز اس کی ملاقات عبداللہ بن ہلال سے ہوئی اسی روز سے وہ اپنے آپ کو ہر لحاظ سے بڑا سمجھنے لگا۔ ابن مخلوف نے اسکے ساتھ خط و کتابت کی اور تلمسان چلا گیا ابن عمر نے اس کے حال و احوال کو جاننے کے لئے اپنے عزائم کو طول دی اور حسن بن ابراہیم بن ثابت کو اس کے عہدے سے سبکدوش کر دیا مگر اس نے ابن عمر کی باتوں کو سنی ان سنی کر کے خراج جمع کرنے کے لئے نکل گیا۔

پھر سلطان نے اسے بھڑکایا اور قسطنطنیہ میں اپنی خودمختاری سے خوفزدہ کیا اس کے بعد سلطان اپنی فوجوں کے ساتھ حالات کا جائزہ لینے کے لئے قسطنطنیہ کی طرف نکلا جب وہ مقام برجیوہ میں پہنچا تو اسے عبداللہ بن ثابت ملا چنانچہ اس نے سلطان اور اس کے بھائی کو گرفتار کر لیا اور مال و دولت چھین لی۔

ایک قول یہ بھی مشہور ہے کہ سلطان نے قسطنطنیہ کی عملداری حسن بن ثابت کے پاس چلے جانے کے بعد ان کے تعاقب میں اپنے بعض غلاموں کو بھیجا اور ان کے ساتھ عبدالکریم بن مندیل کی عملداری کی طرف سدویکش کے جوانوں کو بھی بھیجا چنانچہ ان جوانوں نے عبدالکریم بن مندیل کو وادی قطن میں قتل کر دیا۔

ظافر الکبیر کی جلاوطنی: ......ظافر الکبیر شکست سے دوچار ہونے کے بعد عربوں کی قید میں تھا لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد عربوں نے اس پر احسان کر کے اسے رہا کر دیا تو وہ سلطان ابوبکر کے پاس چلا گیا چنانچہ سلطان نے اسے اپنے بھائی کی طرح رکھا اور اپنے قریبی رفقاء میں شامل کر لیا اور اسے قسطنطنیہ کا حاکم بنا دیا، ابوالقاسم بن عبدالعزیز ریاستوں سے الگ تھلگ تھا اس وجہ سے سلطان نے اسے کاتب مقرر کیا۔ تھوڑے ہی عرصے کے بعد سلطان ابوبکر نے ظافر الکبیر کو قسطنطنیہ سے بلا بھیجا اور بجایہ میں ابن عمر کے ساتھ امارت کے امور میں شامل کر لیا لیکن ابن عمر اس سے نالاں تھا اس نے سلطان سے ظافر الکبیر کی شکایت کی تو سلطان نے اسے بجایہ سے اندلس جلاوطن کر دیا۔

بنی عبدالواد کی فوجوں کے حالات: ......سلطان ابو یحییٰ نے ۷۱۹ھ میں بجایہ میں اپنی فوج کے شکست کھانے کے بعد اپنے غلاموں کے حالات معلوم کرنے کے لئے سعید بن بشر بن یخلف کو ابوحمو موسیٰ بن عثمان بن یغمراسن کے پاس بھیجا، اس دوران سلطان نے یوسف بن یعقوب کی وفات

کے بعد بنی مرین پر چڑھائی کر کے تلمسان پر قبضہ کرلیا اس طرح مغراوہ اور توجین کے مضافات اور الجزائر پر بھی غلبہ حاصل کرلیا اور وہاں کے باغی سردار ابن علان کو اس کے عہدے سے ہٹا دیا۔

اس کے بعد ابن مخلوف کے ہاتھوں سے اندلس بھی چھین لیا اور اسے بھی اپنی امارت میں شامل کرلیا تھوڑے ہی عرصے کے بعد ابن مخلوف کی وفات ہوگئی تو ابوحمو موسیٰ بن عثمان نے بجایہ کی حکومت حاصل کرنے کے لئے سلطان سے درخواست کی لیکن سلطان نے اس کی باتوں کو ٹال دیا اور اس کے تعلقات کو استوار کرنے کے لئے اسے اپنی طرف مائل کرنا چاہا لیکن موسیٰ بن عثمان اپنے ارادے سے باز نہ آیا، اس کے بعد صنہاجہ کے حاکم کی بھی وفات ہوگئی تو وہ لوگ بھی موسیٰ بن عثمان کی ہاں میں ہاں ملانے لگے اور وہ بھی بجایہ کی حکومت میں شامل ہونے کی تمنائیں کرنے لگے۔

ابوحمو موسیٰ بن عثمان کے ناپاک عزائم:......ابوحمو موسیٰ بن عثمان نے ابن ابی یحییٰ کو بجایہ کی امارت کے حصول کے لئے برانگیختہ کیا جو ماضی میں ابن مخلوف کا حاجب تھا اور حج سے واپس آ کر اس کے پاس ٹھہرا تھا چنانچہ ابن ابی یحییٰ نے اپنے چچا یوسف بن یغمر اسن کے بیٹے محمد اور اپنے چچا ابی عامر ابراہیم کے بیٹے مسعود اور اس کے غلام مسامح اور ابوالقاسم بن ابی یحییٰ کو بجایہ کی فوج کی نگرانی کے لئے روانہ کیا تو راستے میں ہی ابن ابی یحییٰ کی وفات ہوگئی، اس کے بقیہ ساتھیوں نے البلاء میں جنگ کی اور پھر وہاں سے شرقی جہات کی طرف چلے گئے اور وہاں خوب قتل وغارت گیری کی تو ابن ثابت کے سواروں نے وہاں داخل ہوکر ۷۱۳ھ میں اس پر قبضہ حاصل کرلیا ابن ابی یحییٰ کے لشکر نے وہاں سے لوٹ کر باوضعوں کے قلعے کو مضبوط کیا لیکن ابن ثابت کے سواروں نے وہاں بھی انھیں سکون کا سانس نہیں لینے دیا اور قلعے پر غلبہ حاصل کر کے اسے منہدم کر دیا اور ان کا سامان حرب لوٹ لیا۔

موسیٰ بن عثمان کا دوسرا لشکر:......اس کے بعد ابوحمو موسیٰ بن عثمان نے بجایہ کے محاصرے کے لئے دوسرا لشکر روانہ کیا جس کا سالار مسعود بن ابی عامر کو مقرر کیا چنانچہ انھوں نے ۷۱۵ھ میں اہل بجایہ سے قتال کیا تو محمد بن یوسف کی باقیماندہ فوج بھی اس کے ساتھ شامل ہوگئی لیکن بنوتوجین نے ابوحمو کے عزائم کی مخالفت کی اور اس کی فوجوں سے دو بدو لڑنے کے لئے میدان کارزار میں کود پڑے اور ابوحمو موسیٰ بن عثمان کی فوجوں سے جنگ کر کے انھیں ایک ذلت آمیز شکست دی اور ان کی چھاؤنی پر قبضہ کرلیا تو مسعود ابن ابی عامر اور اس کی فوج وہاں سے بھاگ گئی۔

محمد بن یوسف کا مقام:......مسعود بن ابی عامر کی شکست کے بعد محمد بن یوسف نے ابوحمو کی اطاعت سے منہ موڑ لیا اور اس نے بنوتوجین سے صلح کرلی تو بنوتوجین نے اس کے اخلاق واطوار سے متاثر ہوکر اس کی اطاعت وفرمانبرداری کا عہد کرلیا تو محمد بن یوسف کا پیغام اطاعت سلطان کے پاس پہنچا تو سلطان نے محمد بن الحاج کو اس کی طرف تحفے تحائف دیکر بھیجا اور اس کی مدد کرنے اور افریقہ سے یغمر اسن کو جو حصہ ملتا تھا وہ دینے کا وعدہ کیا اس دوران بنی عبدالواد بجایہ کی امارت اور اس کی حکمرانی سے غافل ہوگیا تو سلطان اپنی فوجوں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا۔

بجایہ میں ابن عمر کی خودمختاری کے حالات:......ابن عمر سلطان کی حجابت میں ہمیشہ خودمختار رہا وہ سمجھتا تھا کہ سلطان کی نکیل اس کے ہاتھ میں ہے اور سلطان کے احکام اس وقت تک نافذ نہیں ہوسکتے جب تک ابن عمر نہ چاہے ابن عمر ہمیشہ سلطان کو اس کے قریبی رفقاء کے متعلق ورغلاتا رہتا اور بسا اوقات سلطان کے خواص کو قتل بھی کر دیا کرتا تھا یا ان پر تاوان مقرر کر دیتا۔

۷۱۳ھ میں قسطنطنیہ کے ایک آدمی نے ابن عمر کے معاملات میں مداخلت کی کیونکہ ابن عمر نے جب قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا تھا اس وقت انھیں بہت پریشان کیا تھا وہ آدمی خودمختاری میں ابن عمر کا ثانی تھا تو محمد بن فضل نے جو ابن عمر کا حاشیہ بردار تھا بغیر کسی مشورہ کے اس کو قتل کر دیا ابن عمر جب صبح سلطان کے دربار پر اپنی جگہ پہنچا تو اس نے اس شخص کی لاش کو کپڑوں میں لپٹا ہوا پایا ابن عمر کو بتایا گیا کہ سلطان نے اس شخص کو قتل کرایا ہے تو ابن عمر کو اپنی خودمختاری پر شبہ پیدا ہوگیا اور سلطان سے خوفزدہ ہوگیا۔

چنانچہ اس نے سلطان سے دور رہنے اور سرحد میں اپنی خودمختاری کو قائم رکھنے کے لئے تدبیر کی تو اسنے سلطان کو ابن اللحیانی سے افریقہ کی امارت کو چھیننے کے لئے اکسایا سلطان نے اس کی تدبیر پر عمل کرتے ہوئے اپنی فوج اور سامان حرب کو لیکر ۷۱۵ھ میں قسطنطنیہ چلا گیا اور جنگ کرتا ہوا بلاد ہوارہ پہنچا اور پورے ایک سال کے بعد ۷۱۶ھ قسطنطنیہ کی طرف دوبارہ لوٹ آیا، اس دوران ابن عمر نے بجایہ میں اپنے زناتی دشمنوں کو نیست ونابود

کردیا اور خود مختار بن گیا اور سلطان کی حجابت پر محمد بن قالون کو مقرر کیا چونکہ محمد بن قالون اس کا حاشیہ بردار تھا اور اس کی خود مختاری کا خواہاں تھا۔

سلطان ابو یحییٰ کی خلافت سے الگ ہونے کے حالات:......سلطان ابو یحییٰ اللحیانی عمر رسیدہ، ماہر سیاستدان اور تجربہ کار آدمی تھا وہ اپنے آپ کو خلافت کا اہل نہیں سمجھتا تھا لیکن امیر ابوز کریا کے بیٹوں کے ساتھ خلافت کا استحقاق رکھتا تھا امیر ابوز کریا کی فوج میں اعیاض، زناتہ اور شول کے سرداروں کے شمول کی وجہ سے اس کی پوزیشن بہت مضبوط ہوگئی تھی ان میں سے کچھ لوگوں نے ابو یحییٰ اللحیانی کے ٹھکانوں پر حملہ کیا اور اس پر غلبہ حاصل کرلیا اور مغرادہ، بنی توجین کو اس پر قبضہ دلایا تو سلطان اللحیانی کی فوجیں ان سے گھبرا گئیں ۷۱۶ھ میں انھوں نے بلاد ھوارہ سے ٹیکس وصول کیا سلطان ابو یحییٰ اللحیانی نے خیال کیا کہ یہ لوگ تونس میں اس پر حملہ آور ہوں گے وہ اپنے محافظوں پر بہت زیادہ اعتماد کرتا تھا۔

چنانچہ اس نے دفاع کا کام عربوں کے سپرد کیا اور ان میں سے حمزہ بن عمر بن ابی اللیل کو عربوں کی ریاست سونپ دی سلطان اللحیانی نے اسے مکمل اختیار دیدیا اور مال ودیگر سامان حرب سے مستغنی کردیا تو عربوں کی مخالفت زیادہ ہوگئی اور انھوں نے افریقہ سے جانے اور خلافت چھوڑنے کا اتفاق کرلیا چنانچہ انھوں نے اموال اور دیگر ضروریات زندگی کو اکھٹا کرلیا اور بہت ساری کتابوں کو بھی فروخت کردیا اس کے بعد تونس سے قابس کی طرف روانہ ہوگیا ان کے ساتھ سلطان اللحیانی بھی شریک سفر تھا وہ لوگ قابس میں مقیم ہوگئے یہاں تک کہ تونس میں اس کے بیٹے کی بیعت ہوگئی۔

سلطان ابوبکر کا حملے کی تیاری:......۷۱۶ھ میں سلطان ابوبکر ھوارہ سے قسطنطنیہ واپس آیا تو اس نے تونس پر دوسری بار حملہ کرنے کی سرتوڑ کوشش کی فوجوں کو اکھٹا کیا اور ان کے اندر موجود خامیوں کا ازالہ کیا اس کے بعد محمد بن قالون کو اپنا جانشین مقرر کیا، اپنے سب سے بڑے حاجب ابن عمر کی طرف ایک مراسلہ بھیجا اور اس میں لکھا کہ وہ سلطان کو جنگ کے اخراجات پورے کرنے کے لئے مالی مدد دیں سلطان ابوبکر نے یہ مراسلہ منصور بن فضل موزنی کو دیکر روانہ کیا جب یہ ابن عمر کے پاس پہنچا تو ابن عمر نے سلطان کے اخراجات کا تخمینہ لگایا تو اسے اندازہ ہوا کہ سلطان کے پاس موجود وسائل اس کے اخراجات کے لئے کافی ہے تو ابن عمر نے منصور بن فضل موزنی کو اپنی حجابت پر مقرر کرلیا اور اسے جبل ادراس، الحصنہ، سدونکش، اور عیاض کی عملداریوں سے خراج وصول کرنے کے لئے روانہ کیا، ادھر سلطان ابوبکر ۷۱۷ھ میں قسطنطنیہ سے تونس کی طرف روانہ ہوا تو اسے راستے میں عربوں کے وفود ملے تو اس نے ان سے مدد طلب کی۔

سلطان ابو یحییٰ اللحیانی کا جانشین:......سلطان ابو یحییٰ اللحیانی تونس سے کوچ کر کے قابس چلا آیا اس نے تونس میں ابوالحسن بن داتودین کو اپنا جانشین مقرر کیا چند دنوں کے بعد ابوالحسن نے سلطان اللحیانی کو ایک خط لکھا اور اس میں سلطان ابوبکر کے تونس پر حملہ کرنے کے متعلق لکھا اور اپنے دفاع کے لئے سلطان اللحیانی کی مدد طلب کی تو سلطان اللحیانی نے اولا اس سے معذرت کی لیکن بعد میں اسے خوب امداد سے نوازا تو انھوں نے رئیس الدیوان سے نسبی تعلق پیدا کیا اور اس کے بیٹے ابوحزبہ محمد کو قید سے رہا کردیا۔

سلطان ابوبکر کی باجہ آمد:......سلطان ابوبکر جب باجہ پہنچا تو یہ لوگ تونس سے نکل گئے لیکن مولاھم ابن عمر بن ابی اللیل نے ان لوگوں کی مخالفت کی اور خود سلطان ابوبکر کے پاس گیا چونکہ یہ شخص حکومت سے ناراضگی رکھتا تھا اور ان پر مصائب آنے کا منتظر تھا چنانچہ ابن عمر بن ابی اللیل نے باجہ میں سلطان ابوبکر سے معاہدہ کرلیا اور سلطان کے باغ سنافرہ میں جا کر بیٹھ گیا وہ ابوحزبہ محمد اور اس کے اصحاب کے انتظار میں سلطان کی بیعت پر تردد کرنے لگا۔ ایک دوسرا واقعہ اس طرح بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب سلطان باجہ سے تیزی کے ساتھ چلا تو حمزہ بن عمر نے سلطان اللحیانی کے مددگاروں سے تونس میں ملاقات کی اور اس نے اللحیانی کے مددگاروں کو سلطان اللحیانی کی بیعت کرنے اور اس کے ساتھ جنگ میں شریک ہونے پر آمادہ کیا تو انھوں نے سلطان کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور اس کے ساتھ میدان جنگ میں چلا گیا سلطان ابوبکر سنافرہ کے باغ میں مقیم تھا اس نے بیعت کی خبر سنی تو ساتویں روز بیعت کی تکمیل سے قبل ہی وہاں سے بھاگ کر قسطنطنیہ چلا گیا اور مولاھم ابن عمر بن ابی اللیل بھی وطنہ کی سرحدوں سے لوٹ کر اس کے پاس چلا گیا، سلطان ابوبکر نے منصور بن فضل موزنی کو باجہ میں ابن عمر جو کہ اس بڑا حاجب تھا کے پاس بھیجا۔

ابوفربہ بن سلطان اللحیانی کی بیعت:......ابوفربہ بن سلطان اللحیانی اور موحدین کی ایک جماعت اسی سال تونس میں دوبارہ داخل ہوگئے تو

الحضرۃ میں اس کی بیعت عامہ ہوئی تو اس نے المستنصر کا لقب اختیار کیا اور اہل تونس نے فصیلوں کا احاطہ کرنے کے لئے اس سے مشورہ کیا تا کہ وہ باڑ بن جائے تو ابوفربہ نے ان کی بات مان لی اور فصیل کے احاطے کا کام شروع کرا دیا لیکن عربوں نے اپنے مطالبات سے اسے کمزور کر دیا اور اس پر طرح طرح کی شرائط ٹھونسنے لگے یہاں تک کہ سلطان ابوبکر نے ان پر دوبارہ چڑھائی کر دی۔

سلطان ابوبکر کا الحضرۃ پر حملہ:......جب سلطان ابوبکر تونس سے قسطنطنیہ کی طرف آیا تو اس نے اپنے جرنیل محمد بن سید الناس کو باجہ میں اپنے حاجب ابن عمر کے پاس بھیجا تو ابن عمر اس سے بددل ہو گیا سلطان نے بھی اس بات کو محسوس کیا لیکن اس نے چشم پوشی سے کام لیا اور ابن عمر نے مدد طلب کی تو ابن عمر نے فوج، ہتھیار اور خیمے جمع کئے اور ارباب حکومت میں سے ساتھ آدمیوں کو لشکر دیکر سلطان کی طرف روانہ کیا اور ان کے ساتھ زناتہ کے امراء میں سے عبدالحق بن عثمان کو بھی بھیجا جو اندلس سے کوچ کر کے ابن عمر کے پاس آیا تھا اور ان کے ساتھ محمد بن یوسف جو بنی عبدالواد کا سردار تھا کو اپنی قوم کے خواص کے ساتھ سلطان ابوبکر کے لشکر کی طرف روانہ کیا۔

۱۸ا۷ھ میں سلطان نے اپنی حجابت پر ابوعبداللہ القالون کو مقرر کیا اور افریقہ کے حالات کا اچھی طرح جائزہ لیا، اندلس میں ہوارہ کا بڑا سردار اپنی ایک جماعت کے ساتھ سلطان سے ملا انھوں نے سلطان کو بتایا کہ ابوفربہ بن اللحیانی باجہ سے مقابلہ کرنے کے بعد وہاں سے جنگ کے ارادے سے نکل گیا ہے چنانچہ سلطان نے تیزی کے ساتھ کوچ کیا اور ابوفربہ کے تعاقب میں قیروان کے قریب پہنچ گیا تو وہاں کے عامل اور مشائخ سلطان کے پاس آئے اور اس سے معاہدہ کر کے اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے تو سلطان اپنے دشمن کے تعقب سے لوٹ کر الحضرۃ کی طرف چلا آیا۔

راستے میں سلطان کو اطلاع ملی کہ محمد بن الفلاق کے پاس ابوفربہ نے پناہ لی ہے تو اس نے تیراندازوں کو میدان میں نکالا اور فوجوں کو حملہ کرنے کا اشارہ کیا تو انھوں نے محمد بن الفلاق کی فوجوں کو کچل دیا اور ان کی عام پناہگاہوں کو لوٹ لیا اور محمد بن الفلاق کو قتل کر دیا اسی سال سلطان الحضرہ میں داخل ہو گیا اور وہاں کے اندرونی حالات کو درست کیا میمون بن ابی زید کو فوج کا اعلیٰ افسر مقرر کیا۔

ابوفربہ بن اللحیانی کا تعاقب:......محمد بن الفلاق کے قتل کے بعد ابوفربہ وہاں سے فرار ہو گیا تو سلطان ابوبکر نے دوبارہ اس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ جہات ہوارہ میں مصبوح مقام پر انھیں جا لیا اور موحدین کے مشائخ میں سے ابوعبداللہ الشہید اور ابوعبداللہ بن یاسین کو قتل کر دیا اس طرح ضبہ میں سے کتاب ابی الفضل البجائی بھی مقتول ہو گیا اور شیخ الدولہ ابومحمد عبداللہ بن یعمور کو گرفتار کر لیا لیکن بعد میں سلطان نے اسے اور اس کی قوم کو درگزر کر دیا اور تونس کی طرف لوٹ آیا۔

سلطان ابویحیٰ اللحیانی کا فرار ہونا:......ابویحیٰ بن اللحیانی کو جب سلطان ابوبکر کے حملہ کرنے کی اطلاع ملی تو وہ موحدین اور ان عربوں کے ساتھ جنہوں نے اس کے بیٹے ابوفربہ کی بیعت کی تھی انھیں ساتھ لے کر طرابلس کی طرف چلا گیا، چند دنوں کے بعد اسے سلطان ابوبکر کے قسطنطنیہ چلے جانے کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے حاجب کو طرابلس کے قریب ٹھہرایا اس کے ساتھ جبرس بن مرغم بھی تھا جو الجواری کا بڑا سردار تھا انھوں نے بہت سارے قلعوں کو فتح کیا اور مال غنیمت جمع کرتا ہوا برقہ تک جا پہنچا ان کے ساتھ ابوفربہ بن اللحیانی کی شکست خوردہ فوج بھی آملی، چنانچہ انھوں نے ابوزکریا بن یعقوب کو مال و دولت دیکر عربوں کو اکھٹا کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے ان مالوں کو ذتاب اور علاان میں تقسیم کر دیا۔

ابوفربہ بن اللحیانی کی شکست:......سلطان ابوبکر کے قسطنطنیہ چلے جانے کے بعد ابوفربہ بن اللحیانی نے قیروان پر چڑھائی کر دی سلطان ابوبکر کو جب اس کی اطلاع ملی تو وہ قیروان کے دفاع کے لئے نکل پڑا ادھر ابوفربہ کو جب سلطان کے نکلنے کی خبر ملی تو وہ قیروان سے بھاگ کھڑا ہوا اور مقام فج النعام میں چلا گیا سلطان ابوبکر سخت غضبناک ہوا اس نے فج النعام میں ابوفربہ اور اس کے لشکروں پر حملہ کر دیا اور ابوفربہ کی فوجوں کے لئے زمین تنگ کر دی ان کی خوب قتل و غارت گیری کی بالآخر کر ابوفربہ بن اللحیانی نے وہاں سے بھاگ کر مہدیہ میں پناہ لی مہدیہ کے لوگ ابوفربہ کے باپ ابویحیٰ اللحیانی کے ہم نوا تھے اس لئے انھوں نے ابوفربہ کو پناہ دیدی اور وہ بچ گیا۔

ابویحیٰ اللحیانی کا نصاریٰ سے مدد طلب کرنا:......ابویحیٰ اللحیانی کو جب اپنے بیٹے کی شکست کی اطلاع ملی تو اہل نصاریٰ کے پاس ایک مراسلہ

بھیجا اوران سے درخواست کی کہ وہ اسے بحری بیڑے میں سوار کرا کر اسکندریہ پہنچادے چنانچہ نصرانیوں نے اس کے لئے چھ بحری بیڑے بھیجے تو ابویحییٰ اللحیانی نے اپنے اہل وعیال اور خواص کو ان جہازوں میں سوار کیا اور ضرورت کے لئے سامان لا دکر اسکندریہ جا پہنچا اس کے ساتھ اس کا حاجب ابوزکریا بن یعقوب بھی تھا اسکندریہ روانگی سے قبل ابویحییٰ اللحیانی نے پرانے قرابتداروں میں سے عبداللہ بن ابی عمران کو طرابلس میں اپنا جانشین مقرر کیا، اسکندریہ پہنچنے کے بعد وہ سلطان محمد بن قلاون کا مہمان ٹھہرا جو مصروشام کے ترکی بادشاہوں میں سے تھا وہ ابویحییٰ اللحیانی کو مصر لے آیا سلطان محمد بن قلاون ابویحییٰ اللحیانی کی آمد اور ملاقات سے بے حد خوش ہوا اور اسے بلند رتبہ عطا کیا اور جاگیریں بھی دیں یہاں تک ۷۲۸ھ میں وہاں اس کی وفات ہوگئی۔

سلطان ابوبکر کی تونس واپسی:......از سلطان ابوبکر فتح النعام میں ابوفریہ بن اللحیانی اور اس کی فوج پر حملہ کرنے کے بعد اسی سال ماہ شوال میں تونس میں واپس چلا گیا ان دنوں افریقہ کے لوگ اس کی اطاعت پر آمادہ ہوگئے اور مہدیہ اور طرابلس میں بھی سلطان ابوبکر کی دعوت عام ہوگئی۔

حاجب ابن عمر اور حاکم تلمسان ابوحمو کی وفات:......۷۱۵ھ میں حاجب ابن عمر بجایہ کا خود مختار حاکم بن بیٹھا تو سلطان قسطنطنیہ کی طرف منتقل ہوگیا اس کے بعد سلطان بجایہ کی امارت کو دوبارہ حاصل نہ کرسکا ۷۱۷ھ میں جب سلطان دوبارہ تونس آیا تو منصور بن فضل اس کے پاس گیا اور ابن عمر کے پاس اپنے جرنیل ابوعبداللہ محمد بن حاجب کو بھیجا اس کے بجایہ واپس آنے پر ابن عمر نے اسے اس کے محلات لوٹا دیئے اس دوران سلطان نے ابن عمر سے مدد طلب کی تو اس نے فوج اور آلات حرب سے سلطان کی مدد کی سلطان نے خوش ہوکر اسے بجایہ اور قسطنطنیہ کی امارت بھی عطا کردی ابن عمر ثغر اور اس کے مضافات میں خطبہ کے دوران سلطان کا نام ذکر کرتا اور سکہ میں اس کے نام پر اکتفا کرتے ہوئے خود مختار بن گیا تھا ان دنوں سلطان نے تونس اور اس کی جہات پر مکمل غلبہ حاصل کرلیا ابن عمر زناتہ کی فوجوں کو بجایہ سے ہٹاتا رہا۔

ابوحمو حاکم تلمسان محمد بن یوسف سے بلادمغراوہ اور توجین لینے اپنی فوجوں کو اس کے محاصرے کے لئے بھیجا کرتا اس نے وادی میں ایک قلعہ تعمیر کرایا جہاں وہ فوجوں کو محاصرے کی تربیت دیتا تھا لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد اس کی وفات ہوگئی تو اس کا بیٹا ۷۱۸ھ میں حاکم بنا جس کا نام ابوتاشفین تھا وہ اپنی عملداریوں کی درستگی کے لئے تلمسان نکلا تو محمد بن یوسف جبل دانسترلیس میں قتل ہوگیا چنانچہ ابوتاشفین دوبارہ وہاں سے تلمسان کی طرف واپس چلا آیا۔

انہی دنوں حاجب ابن عمر بیمار ہوگیا تو اس نے اپنے عم زاد علی بن محمد بن عمر کے متعلق اس کی امارت کی قسطنطنیہ میں اطلاع دی اور سلطان کے حکم پہنچنے تک اسے وہاں کا ولیعہد بنانے اور بجایہ کی حکومت قائم کرنے کی وصیت کی بستر علالت میں کچھ عرصہ گذارنے کے بعد ۷۱۹ھ میں اس کی وفات ہوگئی۔

علی بن محمد بن عمر کی امارت:......ابن عمر کی وفات کے بعد علی بن محمد بن عمر نے بجایہ کی امارت سنبھال لی ابن سید الناس خزانہ کے حصول اور اس کے ذخائر کی تلاش میں علی بن محمد بن عمر کے پاس پہنچا تو اس نے ابن سید الناس کو بہت سارے سونے اور چاندی کے ذخائر دکھائے اس کے بعد ابن سید الناس سلطان کے پاس پہنچا اس کے ساتھ علی بن محمد بھی تھا تو سلطان نے بخوشی اسے بہت کچھ عطا کیا وہ ایک عرصہ تک الحضرۃ میں مقیم رہا یہاں تک کہ اس کے اور عمر کے درمیان اختلافات پیدا ہوگئے بعد میں ابن عمر نے علی بن محمد بن عمر سے صلح کرلی، سلطان کو اس کے دشمن کی حکومت نے غضبناک کردیا تو وہ تونس واپس آیا سلطان نے اپنے غلام نجاح اور صلال کو اس کے قتل کا اشارہ کیا تو انھوں نے بستاقہ کے باہر اسے دھوکے سے قتل کردیا۔

قسطنطنیہ پر امیر ابوعبداللہ اور بجایہ پر امیر ابوزکریا کی امارت:......ابن عمر کی وفات کے بعد سلطان ابوبکر کو بجایہ کے حالات نے فکر مند کردیا تو اس نے اپنے بیٹے امیر ابوزکریا کو بجایہ کا امیر مقرر کیا اور دوسرے بیٹے امیر ابوعبداللہ کو قسطنطنیہ کی امارت عطا کی اور ان دونوں کی حجابت پر ابوعبداللہ بن القالون کو مقرر کیا جو ان دونوں کی صغرسنی کی وجہ سے خود مختار تھا اس نے فوجوں کو تربیت دی اور انھیں بجایہ میں دشمن کی مدافعت اور محاصرہ کرنے پر زور دیا اور خود ۷۲۰ھ کے اوائل میں فوج اور اصحاب کے جلوس میں کوچ کرگیا اس کے جانے کے بعد حجابت کا مقام خالی ہوگیا تو سلطان کے خواص میں سے ابوعبداللہ بن عبدالعزیز کردی اور الدخلہ باقی رہ گیا اور اشغال میں کاتب ابوالقاسم بن عبدالعزیز مقدم تھا چنانچہ وہ عزت وشان وشوکت کے

ساتھ تجر سے بجایہ واپس آیا۔

ابن القانون کی آمد اور بجایہ اور قسطنطنیہ میں ابن سید الناس کی حجابت:...... جب ابوعبداللہ بجایہ کی طرف لوٹا تو سلطان کے خواص نے اس کے متعلق چغلیاں کیں اور اس کے لئے مصائب کھڑے کئے ان میں سے المزدار بن عبدالعزیز نے صاحب الاشغال کی مداخلت سے بڑا کردار ادا کیا یہاں تک کہ انھوں نے سلطان کے ہاں اس کی چغلیاں کی تو سلطان اس سے بدظن ہو گیا اور اس نے محمد بن سید الناس کو بجایہ کا امیر مقرر کر دیا تو اس نے وہاں کا نظام بہت ہی بہتر بنا دیا بعد میں وہ حجابت پر مقرر کیا گیا۔

ابن القانون الحضرۃ جاتے ہوئے قسطنطنیہ سے گذرا تو اس نے وہاں رہنے کا ارادہ کیا لیکن وہاں کے مشائخ نے اسے الحضرۃ کی طرف بھیج دیا جب اس کی اطلاع سلطان کو ملی تو اس نے ابن القانون کو گرفتار کر لیا اور قسطنطنیہ کی حجابت بھی ابن سید الناس کو دیدی۔

ظافر الکبیر کی امارت:...... ظافر الکبیر امیر ابوزکریا کے غلاموں میں سے تھا ۷۱۳ھ میں ابن ثابت کی وفات کے بعد اسے قسطنطنیہ کا والی بنا دیا گیا تو ابن عمر اس کے مقام سے تنگ دل ہوا اس نے سلطان کو اس کے خلاف ابھارا تو سلطان نے اسے دو ہزار کا لشکر دیکر بلاد مغرب کی طرف بھیج دیا تو وہ سلطان ابوسعید کے ہاں ٹھہرا یہاں تک کہ ابن عمر کی وفات کے بعد وہ دوبارہ تونس کی طرف لوٹ آیا تو سلطان اس کے ساتھ عزت واحترام کے ساتھ پیش آیا تو سلطان نے اسے دوبارہ اپنے بیٹے ابوعبداللہ کی حجابت پر مقرر کیا تو اس نے وہاں کے انتظامات کو درست کیا اور اپنے خواص کو عہدے پر مامور کیا اور وہاں الحضرۃ کے جو خدام تھے انھیں ان کے شہروں کی طرف واپس بھیج دیا، امیر ابوعبداللہ کے ہاں ابوالعباس بن یاسین متصرف تھا اور کاتب ابو زکریا بن الدباغ خراج کا امیر تھا لیکن ظافر نے ان دونوں کی چھٹی کرادی اور ان عہدوں پر اپنے قریبی رفقاء کو مامور کیا۔

بنی عبدالواد کا فرار اور تیمزدکت کی تباہی کے احوال:...... جب ۷۳۱ھ میں سلطان ابوسعید فوت ہو گیا تو سلطان ابوالحسن نے تختۂ اقتدار کو سنبھالا تو اس نے ابوتاشفین کو ایک مراسلہ بھیجا اور اس سے کہا کہ وہ عنان کو گرفتار کرلے کیونکہ اس نے موحدین کے شہروں کو تباہ و برباد کیا اور ان پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے ہیں، مگر ابوتاشفین نے سلطان کے حکم کو پس پشت ڈال دیا اور ہٹ دھرمی سے اس کا جواب دیا۔

۷۳۱ھ میں سلطان ابوالحسن نے اس کی گستاخی کی سزا دینے کے ارادے سے شہروں کو طے کرتا ہوا تلمسان پہنچا تو ابوتاشفین کی فوجیں بجایہ سے چل کر سلطان کی فوج میں شامل ہوگئی۔ سلطان ابوالحسن نے بجایہ کے حالات معلوم کرنے اور ان کا محاصرہ کرنے کے لئے ایک لشکر روانہ کیا اس لشکر کا سالار محمد البطوی کو مقرر کیا جب یہ لوگ اپنے بحری بیڑوں کے ساتھ بجایہ پہنچے تو ابوتاشفین نے ان کا بہت ہی شاندار طریقے سے استقبال کیا۔

حاکم سجلماسہ ابوعلی کی بغاوت:...... سلطان ابوالحسن کے ساتھ ابوبکر بھی تھا جیسا کہ اس کے باپ اور امیر ابوزکریا کے مابین معاہدہ تھا سلطان ابو الحسن ان دنوں دشمن پر چڑھائی کے لئے مصروف تھا یہاں تک کہ اس نے ایک ماہ تک دشمن کا انتظار کیا مگر سردیوں کے شروع ہوتے ہی سلطان نے تاسالہ سے کوچ کر دی چند دنوں کے بعد سلطان کو ایک بری اطلاع ملی کہ حاکم سجلماسہ ابوعلی نے سلطان کے خلاف بغاوت کر دی جو سلطان ابوالحسن کا بھائی تھا، ابوعلی نے درعہ کے عامل کے پاس جا کر اس سے صلح کر لی اس بات پر کہ سجلماسہ میں اس کی پوزیشن ابھی کمزور ہے اس لئے عامل درعہ اس پر چڑھائی نہ کرے مگر صلح کے بعد موقع پا کر ابوعلی نے عامل درعہ کو قتل کر دیا۔

سلطان ابوالحسن کا تیمزدکت پر چڑھائی:...... جب سلطان ابوالحسن کو ان تمام حالات کا علم ہوا تو وہ ابوعلی کی اصلاح کی غرض سے بلاد مغرب پہنچا ان دنوں سلطان ابوبکر تونس سے اپنی فوج کے ساتھ کوچ کر چکا تھا سلطان ابوبکر کی عدم موجودگی کی وجہ سے سلطان ابوالحسن بجایہ پہنچا اور اپنے ہراول دستے کو بنی عبدالواد کے سرحدوں کی طرف بھیجا جو بجایہ کو گھیرے ہوئے تھا لیکن بنی عبدالواد نے سلطان کی فوج کو شکست دی پھر سلطان نے اپنی تمام فوج کو لیکر ایک ہی آن میں تیمزدکت پر چڑھائی کر دی تو وہاں کی فوج بھاگ گئی تو سلطان ابوالحسن نے چند دنوں تک وہاں قیام کیا اور ان کے مال ودولت اور سامان حرب پر قبضہ کر لیا اور ان کے شہر کو تباہ و برباد کر دیا یہاں تک کہ ان کے آثار کو بھی مٹا دیا۔

سلطان ابوالحسن کا سیلہ کی طرف کوچ:...... اس کے بعد سلطان ابوالحسن نے سیلہ کی طرف کوچ کیا جو گمراہی میں تیمزدکت کی مشابہت رکھتی تھی

سیلہ زواودہ میں سے اولاد سباع کا وطن تھا ان کے مشائخ سلیمان اور یحییٰ، علی بن سباع کے بیٹے تھے اور عثمان بن سباع اور اس کا بیٹا ابو تاشفین کی اطاعت اور فرمانبرداری میں سرگرداں تھے ابو تاشفین نے ان لوگوں کو بلاد سیلہ جبال مشنان، دانوغہ اور جبل عیاض کی جاگیریں دی ہوئی تھیں تو ان لوگوں نے ان جاگیروں کو اپنی عملداری میں بدل دیا جب سلطان ابوالحسن نے ان کی فوجوں کو بجایہ سے جلاوطن کر دیا اور ان کی سرحدوں کو گرایا تو یہ لوگ سیلہ میں آ کر آباد ہو گئے اب جب سلطان ابوالحسن سیلہ پہنچا تو ان لوگوں نے سلطان کی فوج پر ہلہ بول دیا اور ان کی فوجیں بلاد موحدین کو روندنے اور وہاں فساد برپا کرنے کے لئے چل پڑے۔

علی بن احمد کی اولاد سباع پر چڑھائی:......سلطان ابوالحسن ان تمام علاقوں میں اپنی دعوت پھیلانا چاہتا تھا اس کام کے لئے سلطان علی بن احمد جو اولاد محمد کا سردار تھا کو اولاد سباع سے جنگ کرنے کے لئے ورغلایا کیونکہ یہ لوگ اولاد سباع کے ہمسر اور ان سے عداوت رکھنے والے تھے چنانچہ علی بن احمد نے جنگ کرتے ہوئے سیلہ کی طرف کوچ کیا یہاں تک کہ اس نے وہاں غلبہ حاصل کر لیا اور ان کے اموال کو لوٹ لیا اور ان کے شہر کو تباہ و برباد کر دیا وہاں پہنچ کر علی بن احمد کو عبدالواحد بن سلطان اللحیانی کی پوزیشن کی اطلاع ملی تو اس نے عبدالواحد کو وہاں سے جلاوطن کر دیا۔

عبدالواحد بن سلطان اللحیانی کا ایک واقعہ:......عبدالواحد ۷۲۹ھ میں اپنے باپ سلطان ابو یحییٰ اللحیانی کی وفات کے بعد مشرق سے آیا اور مقام ذباب میں قیام کیا تو عبدالملک بن مکی نے اس کی بیعت کر لی جو قابس میں مشائخ کا رئیس تھا۔

ان دنوں افریقہ فوجوں اور محافظوں سے دور تھا کیونکہ تمام فوجیں سلطان کے ساتھ جا چکی تھیں حمزہ بن عمر نے اس موقع کو غنیمت جانا اور عبدالواحد بن سلطان اللحیانی کے پاس آ کر اس کی بیعت کر لی اور الحضرہ چلا گیا عبدالواحد بن سلطان اللحیانی، عبدالملک بن مکی کے ساتھیوں کے ساتھ البلاء کی طرف گیا اور وہیں اقامت اختیار کر لی، جونہی سلطان ابوالحسن کو اس بارے میں اطلاع ملی تو اس نے محمد بن البطوی جو اس کے خواص میں سے تھا ایک فوج دے کر عبدالواحد کے تعاقب میں روانہ کیا عبدالواحد کو جب اس کی اطلاع ملی تو وہ وہاں سے بھاگ کر تونس چلا گیا۔

حاجب محمد بن سید الناس:......محمد بن سید الناس کا باپ ابوالحسن بجایہ کے امیر ابوزکریا کا حاجب تھا جب ۷۲۹ھ میں ابوالحسن کی وفات ہو گئی تو اس نے اپنے بیٹے محمد کو سلطان کی زیر کفالت چھوڑا محمد بن سید الناس سلطان کے زیر سایہ پروان چڑھا اور اپنے باپ کے بعد ابن ابی الحسین اور الرحامی کی طرح حکومت کا حاجب بنا یہ دونوں محمد بن سید الناس کی عظمت کو پہچانتے تھے اور بڑائی میں اس کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے تھے اس کو ابن عمر کے زمانے کے سوا بچپن اور جوانی میں کبھی بھی بزرگی سے نہیں ہٹایا گیا جب سلطان ابو یحییٰ نے تونس کے حصول کے لئے قسطنطنیہ کی طرف کوچ کیا اور ابن عمر نے فوجیں اور ہتھیار تیار کئے اور اس کام کے لئے حاجب، وزراء اور جرنیل مقرر کئے تو محمد بن سید الناس بھی فوج کے ساتھ جرنیل بنا کر بھیجے گئے تھے اور یہ سلطان کا سفیر تھا اسے سلطان کے ہاں بڑا ہی مقام حاصل تھا۔

جب ابن عمر کی وفات ہو گئی اور سلطان نے بجایہ سے ابن قالون کو اس کے عہدے سے سبکدوش کر دیا تو محمد بن سید الناس کو بجایہ کی امارت سونپی چنانچہ اس نے زناتہ کی فوجوں سے خوب جرات مندی سے مقابلہ کیا اور بجایہ کی حفاظت کی اور بے شمار کارنامے سرانجام دیئے، زناتہ کے قائد موسیٰ بن علی بن زبوں اور محمد بن سید الناس کے درمیان چپقلش پائی جاتی تھی اس کی اصل وجہ ان میں ہر ایک سلطان کے ہاں اعلیٰ مقام حاصل کرنے کے خواہاں تھے سلطان نے ان دونوں کے ارادوں کو جان لیا۔

سلطان نے محمد بن سید الناس کو حجابت کا عہدہ سپرد کیا اور بجایہ میں محمد بن فرمون اور احمد بن مزید کو اپنا جانشین مقرر کیا تاکہ وہ دشمن کا دفاع کر سکے اور امیر ابوزکریا بن سلطان کی کفالت کا کام سرانجام دے سکیں۔

محمد بن سید الناس کا انجام:......محمد بن سید الناس جب سلطان کے پاس آیا تو اس نے اسے شاہی محلات میں ٹھہرایا اور اسے اپنے سلطنت کے امور آزادانہ طور پر تفویض کر دیئے تو وہ حد سے تجاوز کر گیا سلطان اس کی ہر غلطی اور کوتاہی کو درگزر کرتا رہا، بعد میں سلطان نے اس کی چند لغزشیں شمار کیں جو اس بات پر دلالت کرتی تھیں کہ محمد بن سید الناس دشمنوں کے بارے میں نرمی کر رہا ہے اور پس پردہ ان کی طاقت کو مضبوط کر رہا ہے لیکن اس

دفعہ بھی بجایہ کی سرحد کی حفاظت کی وجہ سے جو مقام اسے حاصل ہو چکا تھا اس وجہ سے درگزر کر دیا اور خود اپنے دیگر کاموں میں مشغول ہو گیا۔

سلطان ابوبکر نے جب بجایہ پر حملہ کیا اور تیمزدکت کو تباہ و برباد کیا تو اس کے قریبی رفقاء نے حاجب محمد بن سید الناس کے خلاف اسے اکسایا تو سلطان ابوبکر نے محمد بن سید الناس کو گرفتار کر لیا اور اس سے مال و دولت حاصل کرنے کے لئے اسے طرح طرح تکلیفیں دیں مگر محمد بن سید الناس نے اسے ایک درہم بھی نہیں دیا تھوڑے ہی عرصہ بعد سلطان نے اس سے بیزار ہو کر اسے قتل کر دیا اور اس کے مردہ جسم کو گھسیٹا گیا اور الحضرۃ کے باہر جلا دیا یہاں تک کہ اس کے جسم کے اعضاء راکھ ہو کر ہوا میں بکھر گئے۔

ابوالقاسم بن عبدالعزیز کا حاجب مقرر ہونا:......جب سلطان علی بن سید الناس کو گرفتار کیا اور اس کی خود مختاری کو ختم کیا تو اس نے اپنی حجابت کاتب ابوالقاسم بن عبدالعزیز کے سپرد کی، وہ حج سے اس وقت واپس آیا جب ابن مکی نے عبدالواحد بن اللحیانی کی بیعت کی چنانچہ ابوالقاسم تیمزدکت جاتے ہوئے راستے میں سلطان سے جا ملا اور الحضرۃ میں داخل ہونے تک سلطان کے ساتھ شریک سفر رہا ابوالقاسم نے علی بن سید الناس کو گرفتار کر کے حجابت دوبارہ اس کے سپرد کر دی۔

محمد بن عبدالحکیم کا جرنیل مقرر ہونا:......ابوالقاسم بن عبدالعزیز ایک بہت ہی کمزور آدمی تھا وہ امور جنگ نہیں سنبھال سکتا تھا اس کی اس عذر کو دیکھتے ہوئے سلطان نے امور جنگ کے تمام کام محمد بن عبدالحکیم کے سپرد کیا جو ان دنوں سلطان کا قریبی راز دار تھا اس طرح سلطان نے الحضرۃ کے عقب میں علاقہ تھا وہ محمد بن علی بن محمد بن حمزہ بن ابراہیم بن احمد کے سپرد کیا اس کا سلسلہ نسب بن الغزنی سے ملتا ہے جو سبتہ کے رؤساء میں سے ہیں اس کا دادا احمد جو ابوالعباس کی کنیت سے معروف تھا وہ علم دین اور رائے میں شہرت یافتہ تھا موحدین کے بعد ابوالقاسم سبتہ کا خود مختار سردار تھا۔

ابراہیم کا قتل اور علی بن حمزہ کا مقام:......ابوالقاسم کا ایک بھائی ابراہیم تھا سبتہ کے ایک شخص نے اسے قتل کر دیا تو ابوالقاسم الغزنی نے حلف اٹھایا کہ قاتل سے ضرور قصاص لے گا مگر قاتل وہاں سے بھاگ کر دیار مشرق میں چلا گیا اس کے بعد ابراہیم کے ہاں محمد بن ابراہیم کی ولادت ہوئی اس کے بعد محمد کے ہاں حمزہ بن محمد پیدا ہوا اور حمزہ کے ہاں علی بن حمزہ کی ولادت ہوئی۔

علی بن حمزہ نے سلطان ابوبکر کے دور حکومت میں غربی سرحدوں میں قراءت اور علم طب کا علم حاصل کیا اتفاقاً سلطان کو ایک دن بہت سخت درد ہوا تو اس نے تمام اطباء کو جمع کیا ان میں علی بن حمزہ بھی تھا یکے بعد دیگرے ہر طبیب نے سلطان کا علاج کیا مگر سلطان کو اس درد سے افاقہ نہ ہوا آخر میں علی بن حمزہ نے اس مرض کا معائنہ کر کے سلطان کے لئے ایک دوا تجویز کی اس دوا کے استعمال سے سلطان کو اس مرض سے نجات مل گئی تو اس دن سے سلطان نے علی بن حمزہ کو اپنا طبیب مقرر کر لیا اور اپنے ہاں اونچا مقام عطا کیا یہاں کے وہ سلطان کے راز داروں میں سے ایک تھا وہ سلطان کے دور حکومت میں حکیم کے نام سے مشہور ہوا اس کے بعد علی بن حمزہ کا بیٹا بھی اسی نام سے پہچانا جاتا تھا۔ اس نے قسطنطنیہ کے ایک گھرانے سے رشتہ داری کی تو سلطان نے اس کی شادی وہیں سے کرا دی اور اس کا اہل خانہ سلطان کے حرم سے مل گیا یہاں تک کہ علی بن حمزہ کا بیٹا محمد سلطان کے محل میں پیدا ہوا۔

محمد بن علی بن حمزہ کا مقام:......محمد بن علی نے امیر ابوبکر کے ساتھ سرکاری کفایت میں تعلیم و تربیت پائی اور جب جوان سال ہوا تو رئیس الدولہ یعقوب بن عمر نے اپنی توجہ اس کی طرف پھیری تو محمد بن علی نے سلطان کے خواص میں اعلیٰ مقام حاصل کر لیا اور اہل دربار میں سب سے زیادہ سرداری کا مستحق ٹھہرا جب سلطان نے افریقہ پر حملہ کیا تو اسے ایک فوج کی قیادت عطا کی تو اس نے اس جنگ میں اپنی بہادری اور فوجی قیادت کے جوہر دکھائے۔

ابن عمر کی وفات کے بعد ابن سید الناس باجہ سے بجایہ چلا گیا تو سلطان نے محمد بن علی کو باجہ کی سرداری سونپی اس نے خوب اچھے طریقے سے باجہ کی علمداری کو سنبھالا جب سلطان نے ابن سید الناس کے متعلق اپنے قریبی رفقاء سے مشورہ کیا تو انھوں نے سلطان سے کہا کہ ابن سید الناس کا معاملہ محمد بن علی کے سپرد کیا جائے تو سلطان نے ابن سید الناس کا مسئلہ محمد بن علی کے سپرد کر دیا محمد بن علی بن حمزہ نے ابن سید الناس کو گرفتار کر کے ریاض راس الطابیہ کے ایک کوٹھڑی میں بیڑیوں سے جکڑ دیا۔

محمد بن عبدالحکیم کا جنگی امور کا امیر مقرر ہونا:......محمد بن عبدالحکیم نے ابن سید الناس کی آزمائش اپنے ذمے کی اور اس سے تفتیش کے لئے

اسے ایک قلعہ میں لے گیا جہاں مجرموں اور دشمنوں سے راز حاصل کیا جاتا ہے ابن عبدالحکیم نے اس سے راز اگلوانے کے لئے اسے طرح طرح کی سزائیں دیں مگر کچھ بھی حاصل نہ ہوا حتیٰ کہ ابن سید الناس کا روح عالم برزخ میں چلا گیا، اس کے بعد سلطان نے ابن عبدالحکیم کو جنگی منصوبوں کے امور کا امیر مقرر کیا یہاں تک کہ محمد بن عبدالحکیم نے جنگی امور میں بہت بڑا مقام حاصل کر لیا۔

قفصہ کی فتح اور امیر ابوالعباس کی ولایت:...... جب غربی سرحدیں، الحضرہ اور اس کے قرب وجوار کے علاقے تقسیم ہو گئے تو اہل جرید کا غلبہ ختم ہو گیا تو ان کی حکومت اپنے مشائخ کے مشوروں سے چلنے لگی موحدین کے دور سے قبل بھی ان لوگوں کی یہی حالت تھی۔

عبدالمؤمن افریقہ آیا تو اس نے دیکھا کہ بنی الاند قفصہ پر، ابن طاؤس قسطنطنیہ پر اور ابن مطروح توزر پر ہر ایک اپنے اپنے مسند پر جمے ہوئے تھے اور اپنی خودمختاری کا اعلان کر چکے تھے، سلطان ابوبکر اپنی حکومت کے قیام کے بعد ان سے غافل ہو گیا تھا ایک عرصہ کے بعد سلطان نے ان باغی سرداروں کی سرکوبی کے لئے ۷۳۵ھ میں قفصہ پر حملہ کر دیا ان دنوں قفصہ کا سردار یحییٰ بن محمد بن علی بن عبدالجلیل بن العابد الشریدی تھا اور قفصہ میں خودمختار حاکم بن بیٹھا تھا، سلطان نے مختلف سمتوں سے قفصہ پر حملہ کیا اور منجنیق سے قفصہ پر سنگ باری شروع کر دی بالآخر اہل قفصہ نے تنگ آ کر سلطان سے امان طلب کیا تو سلطان نے انہیں امان دیدی اور ان کے رئیس ابن عبدالجلیل اور ان کے جوانوں کو الحضرہ کی طرف جلاوطن کر دیا ان کے بقیہ لوگ قابس کی طرف چلے گئے، اس کے بعد سلطان ابوبکر ابن مکی کے پڑوس پر حملہ آور ہوا تو اہل شہر نے سلطان کی اطاعت قبول کر لی تو سلطان نے ان لوگوں کے ساتھ انصاف معاملہ کیا اور ضرورت مندوں کو جاگیریں دیں پھر سلطان نے کئی آدمیوں کو اپنے مخصوص شہر امیر ابوالعباس میں رہائش کے لئے ترجیح دی اور انہیں قسطنطنیہ اور اس کے نواح کی امارت عطا کی اور موحدین کے مشائخ میں سے ابوالقاسم بن عتو کو اس کی حجابت پر مقرر کیا اور خود الحجرہ کی طرف واپس آ گیا۔

امیر ابوفارس اور ابوالبقاء کی سوسہ پر حکمرانی کے حالات:...... جب امیر ابوزکریا کی حجابت محمد بن فرحون نے سنبھالی اور آل یغمراسن کو دشمنوں نے جو تکالیف پہنچائی تو اس پریشانیوں نے سلطان کو دردمند کر دیا تو سلطان نے ان حالات کی درستگی کے لئے اور اپنی حکومت کی جڑوں کو مضبوط کرنے کے لئے سوسہ اور بلاد ساحلیہ پر اپنے دو بیٹوں کو امیر مقرر کیا ان میں سے ایک کا نام امیر ابوفارس عزوز تھا اور دوسرا ابوالبقاء خالد تھا اور ان کے ساتھ محمد بن طاہر کو بھی شریک کیا تا کہ بوقت ضرورت یہ دونوں اس سے مشورہ طلب کر سکے۔

محمد بن طاہر کا بھائی ابوالقاسم الحضرہ میں صاحب الاشتغال تھا ایک عرصہ کے بعد محمد بن طاہر کی وفات ہو گئی، اس کے بعد یہ دونوں سوسہ میں مقیم رہے یہاں تک کہ سلطان نے اپنے جرنیل محمد بن الحکم کو برطرف کر دیا اور اس کے قرابتدار محمد بن الزکزاک کو بھی برطرف کر دیا اسے محمد بن الحکم نے اپنے دور اقتدار میں رجیس کے آدمی سے امارت چھین کر اپنے قرابتدار محمد بن الزکزاک کو وہاں کا والی مقرر کیا تھا تو اس نے وہاں ایک عالی شان قلعہ تعمیر کرایا اور بہت ساری فوجیں تیار کر رکھی تھی لیکن جب سلطان نے اسے بھی برطرف کر دیا تو اس کی فوج کوئی کام...... آیا، اس کے بعد سلطان نے پانے بیٹے ابوالبقاء خالد کو وہاں کا امیر مقرر کیا اور امیر ابوفارس عزوز کو سوسہ کا حاکم مقرر کیا یہ دونوں اپنی موت تک وہاں حاکم تھے۔

محمد بن ابی عمران کا مقام:...... محمد بن ابی عمران، موسیٰ بن ابراہیم بن شیخ ابی حفص کی اولاد میں سے تھا اور یہ ابومحمد عبداللہ ابن عمہ الشیخ ابومحمد عبدالواحد کا نائب بن کر افریقہ کا حکمران مقرر ہوا تھا ابومحمد عبداللہ نے اپنی حکومت کے آغاز میں اسے مراکش سے خط لکھا تھا چنانچہ یہ وہاں آٹھ ماہ تک حکمرانی کرتا رہا اور ابومحمد عبداللہ کے قریبی رفقاء میں شامل تھا یہاں تک کہ اس کی وفات ہو گئی تو اس کے بیٹوں نے ابومحمد عبداللہ کی حکومت کے زیرسایہ پرورش پائی اس کا ایک بیٹا ابوبکر بھی تھا اس کی بہت شہرت تھی سلطان ابویحییٰ زکریا بن اللحیانی اس کی قرابتداری کا لحاظ کیا کرتا تھا اس نے اس کے بیٹے کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کیا اور تونس سے نکلتے وقت اسے اپنا جانشین بنایا اور ابویحییٰ زکریا بن اللحیانی نے پھر اسکندریہ جاتے وقت اسے طرابلس میں اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔

ابوفربہ سے صلح:...... ابوفربہ نے شکست کھانے کے بعد مہدیہ میں پناہ لی تو سلطان ابوبکر اس کے تعاقب میں گیا لیکن سلطان مہدی کو فتح نہ کر سکا تو

اس نے ابوفربہ سے صلح کر لی اور وہاں سے چلا آیا اس کے بعد سلطان کی مخالفت حمزہ بن عمر نے کی اور افریقہ میں اپنی فوج تیار کرنے میں مصروف ہو گیا تو سلطان کو اس کی مخالفت گراں گذری کیونکہ اس کی جمعیت روز بروز بڑھتی جارہی تھی چنانچہ عبداللہ بن محمد بن ابی عمران اپنی حکومت کے مقام سے طرابلس کے سرحد پر آیا اور سلطان تونس سے قسطنطنیہ چلا گیا اس کے ساتھ مولاھم ابن عمر بھی تھا۔

سلطان کا ابن ابی عمران پر حملہ: ...... سلطان کے خواص نے اس کے حاجب محمد بن یحییٰ بن قالون کی شکایت کی تو سلطان سے اسے برطرف کر دائی تو حمزہ بن عمر کا وزیر اور ابن قالون کا قریبی دوست معن بن مطاع کز ارن نے ابن ابی عمران کو لانے میں مداخلت کی اور جب سلطان ابن قالون کی فوج سے آگے نکل گیا تو شہر میں ایک منادی نے لوگوں کو ابن ابی عمران کی دعوت دینے لگا اور ابن ابی عمران نے سلطان کے خروج کے بعد دوسری دفعہ مداخلت کی اور الحضر ۃ پر قابض ہو گیا اور دو سال تک وہاں پر مقیم رہا، تو سلطان نے اپنی فوج کو اکٹھا کیا اور ان کے حامیوں کو دور کرنے کے بعد ۷۲۲ھ میں قسطنطنیہ سے کوچ کیا ادھر ابن ابی عمران بھی حمزہ بن عمر کی معیت میں سلطان سے جنگ کرنے کے لئے نکلا تو اس سلطان نے الرحلہ میں ان پر حملہ کر دیا ان کے ہراول میں محمد بن ابی منصور بن مزنی تھا لیکن سلطان کی فوج نے ان کا خوب قتل عام کیا اور ان پر غلبہ حاصل کر لیا اور بہت سارے لوگوں کو قیدی بنا یا سلطان ایک فاتح کی حیثیت سے آیا اور حمزہ بن عمر کو بھی گرفتار کر لیا۔

مولاہم ابن عمر اور اس کے ساتھیوں کا قتل: ...... جب سلطان نے ابن ابی عمران اور اس کے ساتھیوں پر غلبہ حاصل کر لیا تو اس نے مولاھم ابن عمر کے منشاء کے خلاف سلوک کیا تو اس کے اصحاب نے ایسی ایسی باتیں کیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بغاوت پھیلانا چاہتے ہیں اور سلطان کو یہ بھی اطلاع ملی کہ سلطان پر حملہ کرنے والوں میں مولاھم ابن عمر نے اپنے بیٹے منصور یا اپنے ربیب جعدان کو شامل کیا تھا تو سلطان آگ بگولا ہو گیا جعدان بن عبداللہ بن احمد بن کعب ھوارہ کے مشائخ میں سے تھا اس کے عم زاد عون بن عبداللہ بن احمد نے اسے بہت نصیحتیں کیں لیکن پھر بھی انہوں نے سلطان پر حملہ کر دیا تو سلطان کی فوج نے انھیں گرفتار کر لیا اور تونس کے قید خانے میں بند کر دیا اور سلطان الحضر ۃ کی طرف لوٹ آیا یہاں آ کر لوگوں سے از سر بیعت لی اور عربوں سے اس پر چڑھائی اور مولاھم ابن عمر اور اس کے ساتھیوں کے رہائی کا مطالبہ کیا لیکن سلطان نے ان کی ایک نہ سنی اور ان کو قتل کرنے کا حکم دیدیا۔

سلطان کا ابن ابی عمران پر حملہ: ...... مولاہم ابن عمر اور اس کے اصحاب کے قتل کے بعد ان کے مردہ جسموں کو حمزہ کے پاس بھیج دیا تو اسے بہت صدمہ ہوا اس نے اپنی قوم سے فریاد کی اور اپنے ساتھیوں کے قتل کا بدلہ لینے کا مشورہ کیا حمزہ جلدی سے الحضر ۃ کی طرف گیا اس کے ساتھ ابن ابی عمران بھی تھا سلطان ان کے آنے سے قبل ہی تونس سے قسطنطنیہ چلا گیا تو ابن ابی عران نے چھ ماہ تک تونس میں قیام کیا اور دوران سلطان ابوبکر نے قسطنطنیہ میں اپنی فوجوں کی تربیت میں خوب توجہ دی اور مکمل طور پر تیار ہو کر قسطنطنیہ سے چلا تو ابن ابی عمران نے ان پر حملہ کر دیا لیکن سلطان نے انھیں ایک عبرتناک شکست دی اور ان کا قتل عام کیا اس کے بعد ۷۲۳ھ میں تونس کی طرف لوٹ آیا۔

ابوفربہ اور موسیٰ بن علی کردی کی شکست: ...... جب حمزہ بن عمر اور ابن ابی عمران نے سلطان ابوبکر سے شکست کھائی تو حمزہ بن عمر نے ابن ابی عمران کو اپنی عملداری میں طرابلس بھیج دیا اور ابن سلطان اللحیانی کو مہدیہ میں ابوفربہ کی طرف بھیجا کیونکہ اسے مہدی میں بڑا مقام حاصل تھا چنانچہ اس نے ابن سلطان اللحیانی کو بنی عبدالواد کے سلطان کے وفود میں شامل کر دیا۔

ابوفربہ نے اس کے ساتھ تلمسان کی طرف کوچ کیا اور وہاں کے حاکم ابوتاشفین کے پاس جا پہنچا اور اسے بجایہ پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ کیا اور یہ کہ حاکم تونس بجایہ کی مدد کرنے سے غافل رہے گا تو اس نے ابوفربہ کے ساتھ ہزاروں فوج اور ساز وسامان دیا اور اس کا سالار موسیٰ بن علی کردی کو مقرر کیا تو اس نے تیزی کے ساتھ بجایہ کی طرف کوچ کیا ادھر سلطان ابوبکر کو ان کے تلمسان سے بجایہ کی طرف کوچ کرنے کی اطلاع مل گئی تو وہ تونس سے اپنی فوج کو لے کر ان کے مقابلے کے لئے نکلا یہاں تک کہ مقام رغیس میں پہنچ گیا اور موسیٰ بن علی کردی اور ابوفربہ کی فوج سے ڈٹ کر مقابلہ کیا یہاں تک کہ موسیٰ بن علی کی فوج کو شکست ہوئی اور زنانہ کی بہت ساری عورتیں قید ہو گئیں بعد میں سلطان ابوبکر نے ان تمام قیدی عورتوں کو رہا کر دیا ابو

فربہ اور موسیٰ بن علی کردی وہاں سے فرار ہو کر تلمسان کی طرف آ گیا۔

حمزہ بن عمر کی فوج کی شکست:...... ابوفربہ اور موسیٰ بن علی کردی کو شکست دینے کے بعد سلطان نے الحضرۃ کی طرف کوچ کیا تو اسے راستے میں یہ اطلاع ملی کہ حمزہ بن عمر کی سرکردگی میں قیروان کے نواح میں اکٹھے ہورہے ہیں تو وہ راستے سے لوٹ کر الشقۃ میں ان کے مقابلے کے لئے جا پہنچا اور ان پر حملہ کر دیا تو حمزہ بن عمر اپنے چند رفقاء کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا سلطان نے ان کی سرکوبی کے بعد الحضرۃ کی راہ لی اور وہاں سے تونس پہنچ گیا۔

حمزہ بن عمر اور اس کے بچے کچے ساتھیوں نے فوج کی علیحدگی کے وقت ان کا تعاقب کیا اس کے ساتھ ابراہیم بن شہید بن حفصی بھی تھا لیکن عامر ابوعلی بن کثیر ان کی خبر لیکر سلطان کے پاس پہنچا تو سلطان نے ان کے مقابلے کے لئے ایک چھوٹا سا لشکر روانہ کیا اس لشکر کا سالار عبداللہ عاقل تھا عربوں نے مقام شاذلہ میں ان پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ میدان کارزار گرم ہو گیا عبداللہ عاقل اور اس کی فوجوں نے حمزہ بن عمر کی فوج کا ڈٹ کر مقابلہ کیا بالآخر عربوں کو شکست ہوئی ان کا مال ومتاع لوٹ لیا گیا اور ان کی جمعیت ختم ہوگئی۔

سلطان ابوبکر پر حملے کی تیاری:...... جب ابوفربہ بن اللحیانی، حمزہ بن عمر اور بنی عبدالواد کی فوجیں شکست سے دوچار ہوئی تو ابوفربہ تلمسان چلا گیا تھوڑے عرصے کے بعد وہاں اس کی وفات ہوگئی، تو حمزہ بن عمر نے سلطان ابوبکر سے چند جنگیں کیں لیکن جب اس کو سلطان پر غلبہ حاصل نہ ہوسکا تو کعوب سلطان پر غالب آنے اور اس پر مزید حملہ کرنے سے بالکل مایوس ہو گیا تو حمزہ بن عمر اپنے چند دیگر ساتھیوں کو لیکر تلمسان کے حاکم ابوتاشفین کے پاس پہنچا اور اسے اپنی حالت زار سنا کر اس سے مدد طلب کی بالآخر حمزہ بن عمر کے ساتھیوں نے حاکم تلمسان ابوتاشفین کو اپنی مدد کے لئے آمادہ کرلیا۔

ابوتاشفین نے ان کی مدد کے لئے ایک فوج تیار کی جس کا سالار محمد بن موسیٰ کردی کو مقرر کیا اور حمزہ بن عمر کے ساتھیوں میں سے محمد بن قالون کو اپنا حاجب مقرر کیا اور موسیٰ کردی کو ایک فوج دیکر روانہ کیا تو ان لوگوں نے افریقہ پر چڑھائی کردی۔

سلطان ابوبکر کا تونس پر غلبہ حاصل کرنا:...... سلطان ابوبکر ذیقعدہ ۷۲۴ھ میں ان کی مدافعت کے لئے تونس سے نکلا اور قسطنطنیہ جا پہنچا وہ نے حمزہ بن عمر کی فوج کو تیاری سے پہلے ہی جالیا تو موسیٰ بن علی بن عبدالواد کی فوج کے ساتھ اس کے مقابلے پر نکلا اور فریقین کے لشکر بڑھ چڑھ کر اپنی بہادری کا مظاہر کررہے تھے، ادھر ابراہیم بن شہید اور حمزہ بن عمر نے سلطان کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھانے کے لئے تونس پر چڑھائی کردی اور رجب ۷۲۵ھ میں تونس پر غلبہ حاصل کرلیا اور موحدین کے مشائخ میں سے محمد بن داؤد کو باجہ کا امیر مقرر کیا اس کے بعد ایک رات کو سلطان کے بعد خاص آدمیوں نے حمزہ بن عمر پر حملہ کر دیا سلطان کے یہ اصحاب البلاء میں چھپے ہوئے تھے ان میں یوسف بن عامر بن عثمان جو اعیاص بن مرین میں سے تھا اور ابن حسان نقیب الشرفاء بھی تھا چنانچہ ان لوگوں نے حملہ کردیا مگر یہ لوگ حمزہ بن عمر اور ابن الشہید کی فوج پر غلبہ حاصل نہ کرسکے یہاں تک کہ پندرہ روز تک دونوں لشکروں میں مقابلہ ہوتا رہا بالآخر سلطان کے پیروکار قتل ہوگئے اس کے بعد حمزہ بن عمر اور ابن الشہید تلمسان کی طرف لوٹ آئے۔

سلطان ابوبکر نے قسطنطنیہ سے اپنی فوجوں کو تیار کرکے تونس پر چڑھائی کرنے کے لئے آئے تو حمزہ بن عمر اور ابن الشہید کے اصحاب وہاں سے فرار ہوگئے تو سلطان نے بغیر کسی مزاحمت کے تونس پر غلبہ حاصل کرلیا اور وہیں سکونت اختیار کرلی۔ ابوتاشفین کے لئے فضا سازگار ہوگئی اور اس کی حکومت مضبوط ہوگئی تو اس بجایہ میں فوج بھیج کر اس کا محاصرہ کرنے کا ارادہ کیا سلطان ابوبکر بجایہ کے تحفظ اور دفاع کے لئے اپنے خاص جرنیلوں اور وزراء سے باہمی مشورہ کیا کرتا تو اس کے ایک وزیر اول نے اسے خوب مدد کی اور فوجیں واسلحہ ودیگر جنگی ساز وسامان سے بہرہ ور کردیا وزیر اول بذات خود ایک بڑا طاقتور اور دوراندیش جرنیل تھا وہ انھیں جنگ میں ثابت قدمی اور جرأت مندی سے مقابلہ کرنے کی تاکید کرتا۔

ابوتاشفین جب بھی محسوس کرتا کہ سلطان ابوبکر بجایہ کے دفاع کے لئے یا جنگ کے لئے عزم کررہا ہے تو وہ سلطان کو کسی دوسرے کام میں مشغول کرادیتا جو اس کے عزم کو کمزور کردیتا اور اس کے حوصلے کو پست کردیتا اور اس کی گرفت کی لگام کو تھام لیتا اس سلسلے میں ابن عمر کا فتنہ سب سے بھیانک تھا وہ عربوں کو سلطان کی اطاعت سے روکتا اور الحضرۃ پر چڑھائی کے لئے برانگیختہ کرتا رہا۔

تیمززدکت کی تعمیر اور سلطان کی فوج کی شکست:...... ۷۲۵ھ میں ابوتاشفین نے حمزہ بن عمر اور ابراہیم بن شہید اور ان کے افریقی حلیفوں

کے لئے ایک لشکر تیار کر کے بطور امداد روانہ کیا اور اس لشکر کا سالار موسیٰ بن علی کردی کو مقرر کیا انھوں حمزہ بن عمر اور ابراہیم بن شہید کے ساتھ مل کر قسطنطنیہ سے جنگ کی اور ۶۲۶ھ میں اس کا محاصرہ کر لیا اس کے نواح میں غارت گری کی ان کے مال و دولت کو لوٹ لیا اس کے بعد یہ لوگ وادی بجایہ کی طرف چلے آئے اور بسکلات شہر کی حد بندی کی وہاں سڑک تعمیر کرائے، جبل قبالہ اور جدہ میں اپنے قدیم ترین قلعے کے نام پر ایک قلعہ تعمیر کیا جس کا نام تیمرزدکت تجویز کیا اس شہر کو رسد اور فوج سے بھر دیا اور دشمنوں سے مقابلے کے لئے مورچے قائم کئے، جس کی وجہ سے سلطان ابوبکر مضطرب ہو گیا، تو اپنی فوج کو حاکم ثغر محمد بن سید الناس کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ مل کر شہر پر حملہ کرنے کا آرڈر دیا اور یہ بھی کہا کہ شہر کی تخریب کے لئے موت تک کو قبول کر لیں چنانچہ قسطنطنیہ سے ظافر الکبیر ھوارہ سے عبداللہ عاقل اور بونہ سے ظافر السنان ۶۲۷ھ میں بن سید الناس کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے اور سب نے معاً شہر بسکلات پر چڑھائی کر دی مگر یہ لوگ شکست کھا گئے اور ظافر الکبیر قتل ہو گیا اس کے بعد ان کا بچا کچا فوج بجایہ کی طرف آ گئے شکست کے بعد ابن سید الناس ان لوگوں سے بدظن ہو گیا تو اس نے ان لوگوں کو بجایہ میں داخل ہونے سے روک دیا بعد میں یہ لوگ اپنی اپنی عملداریوں میں واپس چلے گئے۔

حاجب المزدار کی وفات:۔۔۔۔ یہ شخص المزدار کے نام سے معروف و مشہور ہے اس کا تعلق کرد قوم سے ہے جب تاتاریوں نے ان کے شہر زور پر قبضہ کر کے انھیں جلاوطن کر دیا تو ان کے رؤساء میں سے کچھ لوگ ایک وفد کی شکل میں بلاد مغرب میں پناہ لینے کے لئے آئے تھے ان میں سے کچھ لوگ تونس میں جا کر آباد ہو گئے اور کچھ بنی مرین اور بنی عبدالواد کی طرف چلے گئے تھے۔ المزدار بڑا بہادر، باوقار اور دیندار آدمی تھا حکومت میں اسے بڑا مقام حاصل تھا یہ ۶۲۱ھ میں سلطان کے پاس گیا تو اس نے ابی عمران کی جگہ حاجب مقرر کر دیا تو یہ کاتب ابوالقاسم سے حجابت کے متعلق مدد لینے لگا کیونکہ یہ حجابت کے آداب سے ناآشنا تھا یہ باہمت اور دلیر آدمی تھا اور ایک عرصہ تک حجابت کے فرائض کو حسن و خوبی انجام دیتا رہا یہاں تک کہ ۶۲۷ھ میں اس کی وفات ہو گئی۔

محمد بن سید الناس کا حاجب مقرر ہونا:۔۔۔۔ حاجب المزدار کی وفات کے بعد سلطان کا ارادہ تھا کہ وہ میرے جد اقرب محمد بن خلدون کو حاجب مقرر کرے لیکن انھوں نے اس عہدے کو لینے سے قطعی طور پر انکار کر دیا اور حاکم ثغر ابن سید الناس کو حاجب مقرر کرنے کا مشورہ دیا کیونکہ اس کے پیروکار بہت زیادہ تھے اور یہ کہ وہ بذات خود ایک خوددار اور باغیرت آدمی تھا۔

یہ بات مجھے میرے والد رحمہ اللہ اور میرے ایک دوست محمد بن منصور المزنی نے بذات خود سنایا ہے میرے دوست نے مجھے کہا کہ حاجب المزدار کی وفات کے بعد میں سلطان کے حکم سے تمہارے دادا کو سلطان کی چھاؤنی کی طرف بلانے کے لئے حاضر ہوا جب وہ تشریف لائے تو سلطان نے انھیں اپنے برآمدے میں داخل کر لیا اور انھیں حجابت کا عہدہ پیش کیا لیکن انھوں نے اس عہدے کو لینے سے انکار کر دیا تو سلطان نے کاتب ابو القاسم بن عبدالعزیز کو اپنی حجابت پر مقرر کیا۔

تو انھوں نے ۶۲۸ھ میں اپنے مخلص دوست محمد بن ابی الحسین بن سید الناس کو شغر سے اپنی طرف بلایا جب ابن سید الناس تشریف لے آئے تو اس نے اپنی حجابت پر محمد بن ابی الحسین بن سید الناس کو مقرر کر دیا چنانچہ اس نے عہدہ کو سنبھال لیا اور خوب احسن طریقے سے اسے سرانجام دیا۔

ابن قالون کا قتل:۔۔۔۔ سلطان نے اسے از سر نو بجایہ کا حاکم مقرر کیا اور اس کے بیٹے کو حجابت دی حجابت میں نیابت کے لئے محمد بن فردون کو بھیجا اس کے ساتھ اس کا کاتب ابوالقاسم المرید بھی تھا اس دوران بجایہ کے حالات ناگفتہ بہ تھا زناتہ کی فوجیں بجایہ پر حملہ کرتی اور وہاں کے لوگوں کو پریشان کرتی رہتی چنانچہ اس کی نااہلی کی وجہ سے سلطان نے اسے برطرف کر دیا۔

تو یہ ابن ابی عمران کے ساتھ جا ملا اس نے اس کے ساتھ کئی بالحضرہ پر چڑھائی کی اور تلمسان چلا گیا بعد میں ابراہیم بن شہید کے ساتھ دوبارہ آیا اور بہت سارے کارنامے سرانجام دیئے لیکن جب ابن الشہید کی حکومت کمزور پڑ گئی تو وہ ریاحی زواودۃ کے پاس چلا گیا اور ان کے رئیس علی بن احمد کے پاس مقام طولقہ میں امان حاصل کی، پھر بعد میں دوبارہ سلطان سے آملا تو سلطان نے اسے پناہ دی اور اسے اپنے قریب کیا تو اس نے سلطان سے امارت مانگی ابن سید الناس اس سے پہلے سلطان کے پاس جا پہنچا اور سلطان سے ابن قالون کے بارے میں تبادلہ خیال کیا جب ابن قالون سلطان کے پاس امارت

مانگنے کے غرض سے پہنچا تو اس نے اسے ابن سید الناس کے پاس بھیج دیا تو ابن سید الناس نے سلطان کے غلاموں میں سے ایک غلام شہیر اور فارح کو اس کے قتل کا اشارہ کیا اور قفصیہ کے مشائخ سے کہا وہ ابن قالون کے محافظوں کو اپنے قابو میں کرلیں تا کہ سلطان کے غلام اسے بآسانی قتل کرسکیں۔

چنانچہ جب ابن قالون شہر کی طرف نکلا تو سلطان کے غلاموں نے اس پر حملہ کر دیا تھوڑی دیر تک اس نے بھی اپنا دفاع کیا لیکن سلطان کے غلاموں نے اسے خنجر مار مار کر وہیں ٹھنڈا کر دیا۔

بونہ کے حاکم مسرور معلوجی کی وفات:......سلطان نے اپنے دور حکومت کے آغاز ہی سے اپنے غلام مسرور معلوجی کو حاکم مقرر کردیا تھا چنانچہ اس نے بونہ کی حکومت کو سنبھالا اور اس کی حکمرانی سے قوت حاصل کی وہ ایک بہادر اور جنگجو شخص تھا ساتھ ساتھ ظالم اور جابر بھی تھا وہ دلہاصہ سے جنگ کرنے کے لئے اپنی فوج اور ساز و سامان کے ساتھ وہاں پہنچا تو اہل دلہاصہ نے اس کی بھرپور جنگ کی یہاں تک کہ مسرور کی فوج شکست کھا گئی اور وہ قتل ہو گیا سلطان کو جب اس کے قتل کی اطلاع ملی تو اس کے مسرور معلوجی کے بیٹے ابوالعباس فضل کو بونہ کا حاکم مقرر کیا اور اپنے معلوجی غلام ظافر السنان کو اس کا حاجب برقرار کیا تو ابوالعباس فضل نے بونہ کی عملداری نہایت حسن وخوبی سے سرانجام دیا۔

سلطان کے بھائی امیر ابوفارس کا قتل:......جب سلطان ابوبکر تونس آیا تھا اس وقت اس کے ساتھ اس کے تین بھائی بھی آئے تھے ان میں ایک محمد، عبدالعزیز اور عبدالرحمٰن تھا ان میں سے عبدالرحمٰن فوت ہو گیا اور باقی دو زندہ رہ گئے تھے جنھیں آسودگی اور جاہ وحشمت میں بڑا وافر حصہ حاصل تھا، امیر ابوفارس کے دل میں رتبہ اور حکومت حاصل کرنے بہت خیال تھا۔

عبدالحق بن عثمان بن محمد بنی مرین کے سرداروں میں سے تھا یہ اندلس سے بڑے اشتیاق سے الحضرۃ آیا اور ۷۱۸ھ میں ابن عمر کی وفات سے کچھ دنوں پہلے اس کے پاس پہنچا مگر ابن عمر کی وفات کے بعد وہ سلطان کے پاس گیا تو سلطان نے سے خوش آمدید کہا اور اسے اور اس کے ساتھیوں کو وظائف اور جاگیروں سے نوازا ان کو کھیتی باڑی کے لئے زمینیں دیں اور سواری کے لئے کھلے میدان عطا کئے۔

یہ جنگوں میں سرداروں کی طرح بن ٹھن کر نکلا کرتا گویا کہ وہ کسی قوم کا سردار ہے اس کے اہل وطن نے اس کی بیعت کرلی تھی یہ شخص بڑا مغرور اور متکبر تھا ایک روز یہ حاجب ابن سید الناس کے پاس گیا تو اس نے اجازت دینے سے معذرت چاہی تو وہ غضبناک ہو کر چلا گیا اور امیر ابوفارس کے گھر کے پاس سے گذرا تو ابوفارس نے اسے بغاوت کرنے آمادہ کیا۔

۷۲۷ھ میں ایک دن یہ دونوں گھر سے نکلے اور ایک عرب قبیلے کے پاس سے گذرے تو قبیلے کے امیر نے انھیں اپنے ہاں مہمان بننے کی پیشکش کی تو امیر ابوفارس نے اس کی دعوت کو قبول کرلیا لیکن عبدالحق بن عثمان نے پیش کش قبول کرنے سے انکار کر دیا اور وہاں سے سیدھا تلمسان چلا گیا عرب قبیلے کے امیر نے ابوفارس کو قید کرلیا تو لوگوں نے امیر فارس کے قید کی اطلاع سلطان کو پہنچائی تو سلطان نے اسی وقت اپنے جرنیلوں میں سے محمد بن عبدالحکیم کو ایک فوج کا دستہ دیکر اس عرب قبیلہ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا ان لوگوں نے اس گھر کا محاصرہ کرلیا اور جان توڑ مقابلہ کیا لیکن عرب کے لوگوں نے امیر ابوفارس کو نیزوں سے قتل کر دیا بعد میں سلطان کی فوج نے ان لوگوں کو پکڑ کر قتل کر دیا اور امیر ابوفارس کو میت کو الحضرۃ لے آئے جہاں اسے دفن کر دیا گیا۔

جنگ ریاس اور سلطان ابوبکر کی شکست:......عبدالحق بن عثمان تلمسان میں ابوتاشفین کے پاس ٹھہرا اور اسے حفصی حکومت کے حصول اور اس کے مقبوضات پر قبضہ کرنے میں رغبت دلائی اس کے پیچھے پیچھے حمزہ بن عمر اور قبیلہ سلیم کے جوان ابوتاشفین سے مدد طلب کرنے کے لئے پہنچے چنانچہ ابوتاشفین نے ان لوگوں کی دادرسی کے لئے انھیں ایک لشکر دیکر روانہ کیا ان کا امیر موسیٰ بن علی کردی کو مقرر کیا ان کے اور سلطان ابوبکر کے مابین جنگ ہوئی تو سلطان کی فوج نے انھیں شکست دی اس کے بعد یکے بعد دیگرے ان کے اور سلطان کے درمیان متعدد جنگیں ہوئیں لیکن ہر بار ان کو شکست ہوئی یہ لوگ شکست کھا کر ابوتاشفین کے پاس چلے جاتے اور دوبارہ منظم ہو کر سلطان پر حملہ آور ہوتے۔

۷۲۹ھ میں یہ وفد اس کے پاس پہنچا تو ابوتاشفین نے اسے افریقہ کا امیر مقرر کیا اور انھیں زناتہ کی فوجوں کے ساتھ مدد دی اور ان کے اصحاب

میں سے یحییٰ بن موسیٰ کو ان کا سالار مقرر کیا۔ عبدالحق بن عثمان نے اپنے بیٹوں، غلاموں اور خاندان کے لوگوں کو ابوتاشفین کے پاس تلمسان میں بلا لیا اس کے بعد انھوں نے تونس پر حملہ کر دیا تو سلطان ان لوگوں سے نبرد آزما ہونے کے لئے کیا اور ۶۲۹ھ میں ہوارہ کے نواح میں مقام ریاس میں دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی تو سلطان کے فوجوں کے پاؤں اُکھڑ گئے اور وہ بھاگنے لگے تو عبدالحق بن عثمان کی فوج نے ان کا محاصرہ کر لیا اس کے بعد سلطان کے بہت سارے جرنیل اور رفیق خاص مارے گئے جن میں سب سے مشہور محمد المدیونی تھا اور جنگ میں سلطان کے دو بیٹے گرفتار ہوئے ان میں سے ایک کا نام احمد تھا اور دوسرے کا نام عمر تھا انھیں گرفتار کر کے تلمسان لایا گیا۔ تھوڑے سے عرصے کے بعد سلطان اور ابوتاشفین کے درمیان خط و کتابت ہوئی تو ابوتاشفین نے سلطان کے بیٹوں کو رہا کر دیا۔

جب سلطان ابوبکر جنگ ریاس سے فارغ ہوا تو وہ بونہ کی طرف اور وہاں سے بذریعہ بحری جہاز بجایہ پہنچا تو وہ اس بات سے سخت پریشان تھا کہ بنی عبدالواد اس کے مقبوضات کو حاصل کرنے کے لئے تگ و دو کر رہے ہیں ان دنوں سلطان کی طاقت ختم ہوگئی تھی تو اس نے اس سلسلے میں مغرب کے بادشاہ سلطان ابوسعید کے پاس جانے کے لئے غور و خوض کیا تا کہ اسے اپنے اسلاف کے گذشتہ تعلقات کی یاددہانی کرا کے اس سے بنی عبدالواد کے بارے میں مدد طلب کرے اور یہ کہ سلطان ابوسعید خود بنی عبدالواد کو ان کے ناپاک عزائم سے روکے چنانچہ سلطان ابوبکر نے اپنے بیٹے امیر ابوزکریا کو قاصد مقرر کیا اور اس کے ساتھ موحدین کے مشائخ میں سے ابومحمد عبداللہ بن تافراکین کو سلطان ابوسعید کے پاس بھیجا یہ دونوں جب عناسہ کی بندرگاہ پر اترے تو سلطان ابوسعید ان کی آمد پر بہت خوش ہوا اور اسے سلطان ابوبکر کا مراسلہ پیش کیا تو سلطان ابوسعید نے چند شرائط کے ساتھ ان کے دشمن سے جنگ کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔

چنانچہ اس نے ۶۳۱ھ میں سبتہ کے بڑی بیڑے کے سالار یحییٰ الرنداحی کو بہترین سامان حرب اور بہترین افواج کے ساتھ سلطان ابوبکر کی مدد کے لئے روانہ کیا اور سلطان ابراہیم بن ابی حاتم الغرنی کو اس کی نیابت پر مقرر کیا یہ لوگ سلطان ابوبکر کے پاس پہنچے اور اس کے دشمنوں سے مقابلہ کیا اور ان پر غلبہ حاصل کر لیا تب کہیں جا کر سلطان ابوبکر سکون و اطمینان محسوس ہوا اس نے ابوسعید کی فوجوں کی خوب خاطر تواضع کی بعد سلطان ابوبکر اور سلطان ابوسعید کے درمیان تعلقات پہلے سے زیادہ اچھے ہوگئے ان دونوں حکومتوں کی شان و شوکت آج بھی قابل فخر ہے اور زمانہ میں ہمیشہ اس کا تذکرہ رہے گا۔

(امیر ابوعبداللہ کی امارت)

صاحب قسطنطنیہ امیر ابوعبداللہ اور ان کے بیٹوں کی امارت :..... امیر ابوعبداللہ اپنے بھائیوں میں زیادہ افضل تھا اور والد کی عنایت ان پر خاص تھی اور والد صاحب نے ان پر پوری توجہ صرف کی اور اسے اپنی محبت کا محور د بنایا کیونکہ وہ اس بیٹے میں امیر بننے کی علامات شواملاک دیکھتا تھا اور لوگ بھی اسے اس کا حقدار سمجھتے تھے۔ یوں ہوا کہ ابن عمر غربی بجایہ اور قسطنطنیہ کی سرحدوں پر خود مختار حاکم تھا اور ان سے دور رکھتا تھا زناتہ کے دشمنوں کو جو ان سرحدوں کا مطالبہ کرتے تھے۔

جب ابن عمر غربی ۶۱۹ھ میں انتقال کر گیا تو سلطان نے اپنی سرحدوں پر نظر ڈالی اس کے بعد بجایہ پر اپنے بیٹے امیر ابوزکریا کو امیر کر دیا اور اس کی حجابت پر امن القانون کو مقرر کیا اور اسے اس کے ساتھ دشمن کی مدافعت کے لئے بھیج دیا اور قسطنطنیہ پر امیر مقرر کیا اور اس کے ساتھ احمد بن یاسین کو بھیجا یہ سب ۶۲۰ھ میں تونس سے چل پڑے، ہر کوئی اپنے اپنے ٹھکانوں میں جا پہنچے۔ ظافر الکبیر غرب سے آیا تو سلطان نے اسے قسطنطنیہ میں اپنے بیٹے کا حاجب مقرر کر دیا۔ آخر میں وہ ۶۲۷ھ میں تیم زردکت میں انتقال کر گیا۔ بعد میں اس کی حجابت کے لئے ابوالقاسم بن عبدالعزیز تونس سے آیا، انھوں نے چالیس (۴۰) روز قیام کیا پھر اس کے بعد الحضرۃ کی طرف واپس چلا گیا۔ بعد میں سلطان نے بجایہ کی حجابت کے ساتھ قسطنطنیہ بھی ابن سید الناس کو دیدی اور انھوں نے وہاں اپنے غلام ہلال کو نائب بنا کر بھیج دیا وہ غلام جو موسیٰ بن علی قائد بنی عبدالواد کو چھوڑ کر اس کے پاس آ گیا تھا۔

چنانچہ وہ غلام امیر ابوعبداللہ کی خدمت کرتا رہا۔ آخر جب امیر ابوعبداللہ اس کے پیچھے پیچھے آیا تو ابن سید الناس مصیبت میں گرفتار ہو گیا اور وہ خود

مختاری کرنے لگا تو سلطان نے اسکو کچھ رعایت دی، سلطان اپنے کاموں میں اسے مشورہ کرتا اور خلوت میں راز و نیاز کرتا اور سلطان نے قسطنطنیہ میں اس کے ساتھ معلوجین میں سے نبیل کو مقرر کیا جو اسم حجابت ادا کرتا۔

پھر بعد میں اس نے ۶۳۴ھ میں ظافر النسان کو تونس سے سامان کی تیاری اور جنگ کی قیادت کے لئے بلایا اور وہ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آیا ڈیڑھ سال تک قیام پذیر رہا پھر واپس چلا گیا اور پہلے کی طرح نبیل اس کی حجابت کا کام کرنے لگا اور اس نے یعیش کو فوجوں کی قیادت اور وطن کی حفاظت کے لئے بھیجا، اس نے ان سے مراسم خدمت اور حکومت کے مراتب تقسیم کے لئے اور امیر ابوعبداللہ کا یہی حال رہا اور اسی طرح انکا نام روشن ہوتا رہا کہ اچانک انتقال ہو گیا۔

۷۴۳ھ کے آخر میں۔ اس کے بعد ان کے بڑے بیٹے امیر ابوزید عبدالرحمٰن نے حکومت سنبھالی، سلطان ابوبکر نے اسے ان کے باپ کے حکام مقرر کو کر دیا تا کہ نبیل مولا ہم کی اس کی صغرسنی کی وجہ سے نگرانی کرتا رہے اور حکومت کے آخر ایام تک انکا یہی حال رہا اور اس کے حالات کا تذکرہ ہم ابھی کریں گی۔

عربوں کے حالات، حمزہ کی وفات، الحضر ۃ پران کے بیٹوں کی چڑھائی شکست اور معز وز بن ھر کا قتل اور اس طرح کے ہم مثل واقعات

......جب سلطان ابوالحسن تلمسان اور اس کی عملداریوں پر قابض ہو گیا۔ اس زیان کی جڑ کٹ گئی، زناتہ نے اس کی اطاعت اختیار کر لی، لوگ اس کے جھنڈے تلے آ گئے، قبائل نے اس کی اطاعت اختیار کر لی، دل اس کے رعب سے دھڑ کنے لگا تو حمزہ بن عمر افریقی ممالک کے متعلق رغبت دلاتے ہوئے اس کے پاس گیا اور اس سے قبل دیدنہ نے بھی ابوتاشفین کے ساتھ اسے ان ممالک کے بارے میں ترغیب دی تھی، اس نے حمزہ کی سرکشی اور مستی سے مایوس ہو کر اسے روکا اور سلطان کی مخالفت پر توبیخ وڈھانٹ ڈپٹ کیا اور اس نے اس کے لئے دوبارہ اطاعت اختیار کرنے اور اس کے مرضی کے مطابق کام کرنے کے لئے سفارش کا طرق اختیار کیا۔

حمزہ سلطان کے حکم اور اپنے ساتھی کی سفارش کو وسیلہ بنا کر سلطان کی طرف واپس آیا اور اسے یقین دھانی کرائی کہ وہ اپنی استقامت سے عربوں کے دلوں سے اختلاف کے مواد کو اکھاڑ پھینکے گا۔ سلطان نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور اسے خیرخواہی اور خلوص نیت کی تلقین کی۔

بعد میں حمزہ بن عمر ہمیشہ ہی اپنی فوج کے سالار محمد بن الحکیم کے مشورے کو صحیح نیت سے مانتا رہا اور سلطان اس سے راضی رہا، اس نے افریقہ اور اس کے عملداریوں پر غلبہ پا کر وہاں سے فساد کا قلع قمع کیا اور بدوؤں کے تمام اونٹوں کا صدقہ لیا اور تمام سرکش قبائل کو سرحدوں پر اطاعت اختیار کرنے اور خراج سے دست کش رہنے کے لئے جمع کر دیا اس قائد نے اس بارے میں بہت کارنامے کئے ہیں جن سے حکومت تہموار ہو گئی اور قاصیہ میں خود مختاری اختیار کرنے والے ذلیل ہو گئے اور اختلافات کا خاتمہ ہو گیا۔

اس نے ۶۳۵ھ میں مہدیہ پر قبضہ کر لیا اور ابن عبدالغفار المنتزی نے جو اہل رجیس میں سے تھا مہدیہ پر غلبہ پا لیا اور سمعہ پر قبضہ کر کے اس کے والی محمد بن عیدون کو جو اس کے مشائخ میں سے تھا گرفتار کر لیا اور انہیں مہدیہ کے قید خانہ میں ڈال دیا اور بعد میں سزا وغیرہ دلوا کر رہا کر دیا۔ اس کے بعد اس نے توزر سے جنگ کی حتیٰ کہ ابن پہلول نے عصبیت کے لئے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس نے بیٹوں کو یرغمال بنانے کے لئے کیا اور اس نے کئی بار بسکرہ سے جنگ کی اور یوسف بن منصور مزنی نے اسے اس عہد کی وجہ سے روکا جو سلطان ابوبکر اور اس کے مسلق کے درمیان ہوا تھا اور وہ سلطان ابوالحسن کی خدمت کے تعلق کی وجہ سے اسے خراج بھی دیتا تھا۔

ابن الحکیم خراج کے پورا ہونے کے بعد اس سے الگ ہو گیا اور ریغہ نانی شہر پر چڑھائی کر کے اس کے دارالخلافہ تغرت کو فتح کر لیا اس کے اموال وذخائر پر قبضہ کر لیا۔ پھر جبل کی طرف چلا گیا۔ اس کے بہت قلعوں کو فتح کر لیا۔ اس دوران حکومت نے پرزور تحریک چلائی مخالفوں کے خلاف ہر جانب سے اور سلطان کی فوجیں ہر علاقے میں گھس گئیں اس گھمسان لڑائی میں حمزہ بن عمر ۶۴۲ھ میں ابن عون بن ابی علی کے ہاتھوں اچانک نیزہ لگنے سے ہلاک ہو گیا۔

اس کے بعد ان کے بیٹوں نے حکومت سنبھالی، عمر انکا بڑا بیٹا تھا اور انھیں یہ بدگمانی ہو گئی تھی کہ حمزہ کا قتل حکومت کے ایما سے ہوا۔ وہ سب اکھٹے

ہو گئے مشورے کرنے لگے اور انھوں نے اپنے ہمسروں سے یعنی اولاد مہلہل سے مدد کمک طلب کی۔ انھوں نے ان کے ساتھ جتھ بندی (گروہ وجماعت) کی، اور ابن الحکیم نے ان پر سلطان کی زنانہ افواج کے ساتھ حملہ کیا تو انھوں نے اسے شکست دی اور انکے بہت سے سربراہ مارے گئے۔ اور وہ سب الحضرۃ کی طرف واپس آ گئے اور وہاں بہت ڈھونڈے اور انکا تعاقب کیا گیا۔ آخر کار وہ ان کے میدان میں اترا اور انھوں نے سات دن تک فوجوں سے جنگ کی۔ پھر بعد میں ان لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔

طالب بن مہلہل نے سلطان کی اطاعت اختیار کر لی اور وہ بھاگ گئے اور سلطان ماہ جمادی میں اپنی فوجوں وھوارہ عربوں کے دستوں کے ساتھ نکلا اور اس نے ان پر حملہ کر دیا قیروان کے نواح میں اقادہ مقام پر اور رمضان کے آخر میں الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا اور یہ شکست کھا کر جنگلوں کی طرف چلے گئے اور اپنے راستے میں امیر ابوالعباس کے پاس گزرے قوضہ میں اور انھیں ان کے باپ کی مخالفت میں رغبت دلانے گئے یہ کہ وہ اس سے الحضرۃ پر حملہ کروادیں۔

اس نے انھیں اس بارے میں مہلت دی آخر کار اس نے حمزہ کے وزیر المغر بن مطاع پر کامیابی حاصل کر لی جو نفاق اور جھوٹ کا سرغنہ تھا انھوں نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اس کے سر کو الحضرۃ کی طرف بھیج دیا اور وہاں اس کے سر کو نصب کر دیا گیا یہ کام انجام دینے کی وجہ سے سلطان کے ہاں اچھا مقام حاصل ہوا۔ اس کے بعد وہ الحضرۃ گیا۔ ایک محفل میں جس میں بڑے سردار اور حکومت کے کارکنان جمع تھے اس کی بیعت کر لی اور یہ ایک بڑے اجتماع کا دن تھا جس میں سب کے سامنے عہد کو پڑھا گیا اور وہ سلطان کے داعی بن کر وہاں سے نکلے اس کے بعد بنوحمزہ نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور اس پر قائم رہے۔

حاجب بن عبدالعزیز کی وفات اور ابومحمد بن تافراکین کی امارت:...... حاجب بن عبدالعزیز کا نام احمد بن اسماعیل بن عبدالعزیز الغالی اور کنیت ابوالقاسم تھی اور ان کے اسلاف اصل میں اندلسی تھے جو مراکش چلے گئے تھے اور زندگی گزار رہے تھے اور یہیں پر انھوں نے موحدین کی خدمت کی اور انکا باپ اسماعیل تونس میں ٹھہر گیا یہیں پر ابوالقاسم نے پرورش پائی بعد میں حاجب بن الدباغ نے انھیں اپنا کاتب بنالیا یعنی کلرک بنا دیا۔ اور جب سلطان ابوالبقاء خالد تونس میں آیا اور اس نے ابن الدباغ کو برطرف کر دیا تو عبدالعزیز نے حاجب بن عمر کی پناہ لی اس کے بعد تونس سے نکل کر قسطنطنیہ چلا گیا اور ظافر الکبیر وہاں ٹھہر گیا اس نے اسے خادم بنالیا آخر میں انھیں اندلس کی طرف جلاوطن کر دیا۔

ابن عمر نے اسے قسطنطنیہ میں ۷۱۳ھ میں اشغال کا حاکم مقرر کیا اور بیدو میں اپنی زندگی گزارتے رہے، ابن خاتون کی خدمت سے متعلق ہو گیا اس نے ان کو اشغال تونس پر عامل مقرر کر دیا پھر اس نے ابن قانون کے متعلق المز وار بن عبدالعزیز کے ساتھ چغلی کھائی تو ابن قالون ۷۲۱ھ میں بھاگ گیا اس کے بعد المز وار بن عبدالعزیز نے حجابت سنبھالی، ابوالقاسم بن عبدالعزیز المز وار کا معاون تھا کیونکہ المز وار حجابت کے اداب میں کمزور تھا۔

جب المز وار بن عبدالعزیز انتقال کر گئے تو ابوالقاسم بن عبدالعزیز نے حجابت کا رسوم کرتا رہا اس دوران ابن الناس بجایہ سے آ گیا، انھوں نے عہدہ سنبھال لیا اور ابن عبدالعزیز کے مقام سے بدا فروخت ہو گیا اور انھیں الحضرۃ سے نکال دیا اس کے بعد انھیں الحامہ کے مضافات کا والی بنا دیا۔ پھر جب عبدالواحد اللحیانی نے قابس کی جہات میں ظہور کیا تو یہ وہاں آ گیا، بعد میں جب سلطان نے تیمرزدکت کی طرف چڑھائی کی تو یہ اس کے ساتھ مل گیا اس کے بعد سلطان کے خواص میں شامل ہو گیا۔ چنانچہ اس نے ابن سید الناس کو برطرف کر دیا۔ ابن سید الباس نے الحضرۃ میں حجابت سنبھالی بعد میں ۷۴۴ھ کے شروع میں انتقال کر گیا۔

اس کے بعد سلطان نے شیخ الموحدین ابومحمد بن عبداللہ بن تافراکین کو اپنی حجابت پر مقرر کیا اور یہ بنوتافراکین موحدین کے ان گھرانوں میں سے تھے جو تیخلال اور ایت الخمیس میں رہتے تھے عبدالمؤمن نے ان کے بڑے سردار عمر بن تافراکین کو قابس کا بھی فتح کر لیا اور عبدالمؤمن اپنی غیر حاضری کے دنوں میں انکو مراکش پر امارت اور نمازوں میں اپنا نائب مقرر کرتا رہا۔

جب ۵۵۱ھ میں امام مہدیہ کے بھائی ادامغر کے بیٹوں عبدالعزیز اور عیسیٰ نے مراکش پر حملہ کیا تو وہ انکے پہلے حملہ کے دوران وہاں پر موجود نہ تھا اور جب عمر بن تافراکین کو نماز کے لئے بلایا گیا تو انھوں نے ان کو قتل کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو عوام کو پتہ چلا بعد میں عوام نے ان کو قتل کر دیا۔ پھر ان

کے بعد انکا بیٹا عبداللہ نیابت پر مقرر ہو گیا یہ شخص موحدین کے جوانوں اور مشائخ میں سے تھا۔

جب خلیفہ یوسف بن عبدالمؤمن نے قرطبہ پر اپنے بھائی سید ابواسحاق کو مقرر کیا تو اس کے ساتھ عبداللہ بن عمر بن تافراکین کو بھی موحدین کی ایک جماعت کے ساتھ مشورہ کے لئے بھجوایا ان میں یوسف بن وانودین بھی شامل تھا، عبداللہ ان سب میں نائق تھا۔ اس کے بعد انکا بیٹا عمر آیا، جسے اپنے مذہب میں اشغال اور اپنی جلالت کی وجہ سے دیکھا جاتا تھا۔

جب سید ابوسعید بن عمر عبدالمومن افریقہ کا والی بنا تو اس نے اسے قابس اور اس کے مضافات کا حکمران مقرر کر دیا بعد میں یحیٰی نے انکو ۵۹۲ھ میں برطرف کر دیا۔ پھر حکومت ومشائخ کے عظیم آدمیوں کا آخری آدمی عبدالعزیز تافراکین تھا جو مراکش میں موحدین کا اس وقت خلیفہ بنا جب انھوں نے ماموں کی بیعت کو توڑ دیا تھا انھیں صبح کی اذان کے وقت مسجد جاتے ہوئے راستے میں قتل کر دیا۔

کیونکہ وہ جماعتوں کا معائنہ کیا کرتا تھا اور مامون نے اس کے بھائی عبدالحق اور انکے بیٹوں احمد، محمد اور عمر کے بارے میں انکی رعایت کی، جب موحدین نے جنگ کی تو انکو گھبراہٹ ہوئی بعد میں عبدالحق حج کا توریہ کر کے کوچ کر گیا، سلطان المستنصر کے پاس چلا گیا، انھوں نے الحضرۃ میں اپنے مکان میں ٹھہرنے کی جگہ دی اور بعض اوقات انھیں الحامہ میں بیماری کا خاتمہ کرنے کے لئے بھیجا تاکہ بیماری ٹھیک ہو جائے۔

الحامہ کے مشائخ کے درمیان اسے اختلاف کی توقع بھی تھی مگر انھوں نے وہاں خوب دل لگا کر کام کیا اور مخالفین قتل ہو گئے اور بیماری کا خاتمہ ہو گیا۔ ابوہلال کے قتل کے بعد سلطان ابواکاق نے اسے بجایہ کا والی مقرر کر دیا اسنے وہاں خوب قوت حاصل کی لوگوں کو اپنی طرف مائل کیا اور جب وہ والی بنا تو ابن عمارہ نے دعویٰ کیا کہ اس نے عربوں کے مغلوب کرنے اور انکی عداوت کو روکنے کے لئے موحدین کی فوج میں بھیجا تھا ان میں سب منشاء قتل عام کیا اور وہ ہمیشہ امارت اور بڑائی میں مصروف رہا آخر کار فوت ہو گیا۔

اس کے بھائی عبدالعزیز کے بیٹے احمد، محمد اور عمر اس کے پیچھے پیچھے مغرب آ گئے اور الحضرۃ میں ایک اچھی جگہ میں قیام کیا بعد میں جاہ ونعمت سے سرفراز ہوئے اور احمد ان میں بڑا تھا سلطان ابوحفص نے انھیں قفصہ اور مہدیہ کا والی مقرر کیا پھر بعد میں انھوں نے استعفیٰ دیدیا تو استعفیٰ نامہ قبول کر لیا گیا۔ سلطان ابوعصیدہ جب الحضرۃ سے باہر جاتا تو اسے اپنا نائب مقرر کرتا آخر کار آٹھویں صدی کے آغاز میں تیسرے سال انتقال کر گیا۔ ان کے دونوں بیٹے ابومحمد عبداللہ اور ابوالعباس احمد نے حکومت کے زیر سایہ پرورش پائی۔

عبداللہ نے ابویعقوب بن رزوتین کی بیٹی سے رشتہ کیا تو اس نے عقد کر دیا۔ اس کے بعد بھائی احمد بن ابومحمد بن یعمور کی بیٹی سے رشتہ کیا تو اس نے عقد کر دیا۔ اور ابوفریہ بن اللحیانی نے ابومحمد عبداللہ کو چن لیا اور اس کی صحبت کو ترجیح دی اور وہ ہمیشہ اس کی صحبت میں رہا۔ اس کی بعد مصوح کی جنگ ہوئی اس نے بہت سے موحدین کو گرفتار کر لیا۔ سلطان ابوبکر نے اس پر احسان کیا اور یہ اس کی عنایت سے بلند مراتب حاصل کرتا رہا۔ بعد میں شیخ ابومحمد بن القاسم کے بعد ابومحمد عبداللہ کو موحدین کا شیخ بنا دیا۔

۷۴۲ھ میں۔ ابومحمد عبداللہ اپنے بیٹے امیر ابوزکریا (بجایہ کے والی) کے ساتھ مغرب کے بادشاہ کے پاس بنی عبدالواد کے خلاف وادطواہی کے لئے بھیجا۔ پس وہ سلطان کی خدمت میں گئے اور اپنی سفارت پیش کی اس کے بعد انبار نامی جگہ کی طرف چلا گیا اور وہ اپنی زندگی کے باقی ماندہ امام میں بھی مغرب کے بادشاہ کی طرف سفارت کے لئے مختص رہا۔ اور حاجب ابن سید الناس اس کے مقام سے جلتا تھا حسد کرتا تھا اور اسنے اس کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا تو سلطان نے اس کا دفاع کیا اور کہا اس کے دل میں اسکو مصیبت میں ڈالنے کا جو خیال تھا اس نے انکو یہاں تک پہنچا دیا۔

جب ابن عبدالعزیز حاجب اور ابن الحکیم قائد کے درمیان، تدبیر اور سلطان سے دوستی اور اس کے احکام کی تنفید کے کام تقسیم ہوئے تو وہ مشورہ اور تدبیر میں سب سے فائق تھا وہ اس کی طرف اشارہ کرتے اور اس کی رائے پر اعتماد کرتے تھے گویا کہ یہ چولہا کا تیسرا پایہ ہے۔ جب حاجب بن عبدالعزیز سلطان کے پاس گیا تو۔ انھوں نے خیال کیا کہ اس کی وفات ابن الحکیم کی تحذیر اور اس کی بری سفارش سے ہوئی ہے اور اس نے تونس کے میدان میں ۷۴۲ھ میں اس کے ساتھ مذاکرات کئے۔ جب عرب اس کے پاس آئے تھے جیسا کہ ہم قبل ازیں سلطان کے ان حالات میں بیان کر آئے ہیں جو بنی ابودبوس کے بعض آدمیوں پر غلبہ پانے کے بارے میں ہیں جو الحضرۃ میں قید تھے۔ خیانت نے اس کی زبان پر سلطان کی بذات خود

عربوں کی طرف خروج نہ کرنے کے متعلق شور ڈلوا دیا، یہ بات ابن عبدالعزیز نے اس کی موت کے وقت سلطان تک پہنچا دی اور خود برات کا اظہار کرتے ہوئے اس کے پاس آ گیا تو اس نے اسے یاد رکھنے والے کانوں میں ڈال دیا۔

اس کے بعد ابن الحکیم کی وفات ہوگئی جب وہ فوت ہوگیا تو شیخ الموحدین ابومحمد بن تافراکین والی بنا تو اس نے ابن الحکیم کی مصیبت کے متعلق اس سے گفتگو کی اور وہ اس کا انتظار کرتا تھا کیونکہ انکے درمیان محبت تھی۔ ابن الحکیم قاضیہ پر قبضہ کرنے کے سلسلہ میں الحضر ۃ سے غائب تھا اور اس نے جبل سے جنگ کی اور اسمیں گھس گیا، گھسنے کے بعد اس کا خراج حاصل کیا۔ اس کے بعد ریغہ کی طرف بڑھ کے تعزت سے جنگ کی جنگ کے بعد ان میں گھس گئے بعد میں فوج کے ہاتھ ان کی کمائی اور گھوڑوں سے بھر گئے اس کے بعد ابن عبدالعزیز کی وفات ہوئی۔

ابومحمد بن تافراکین کے حاجب بننے کی خبر ملی تو اس نے اس بات کو برا خیال کیا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ سلطان اس کی ولایت کے بارے میں عدول نہیں کرے گا اس لئے وہ اپنے کاتب ابوالقاسم وازروبری کو تیار کر رہا تھا کیونکہ قبل ازیں ابن عبدالعزیز اس ترجیح دیتے ہوئے امتیاز نہیں کیا تھا جو کچھ بھی ہوا اس کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔ اس نے بہت زیادہ شک کیا۔ اپنے اصحاب کو اکٹھا کیا اور بہت ہی جلد الحضر ۃ کی طرف چل دیا۔

سلطان نے ابومحمد بن تافراکین سے اس کی مصیبت کے متعلق مشورہ کیا اور خواص کو اس کی گرفتاری کے لئے تیار کیا اور یہ نصف ربیع ۴۴ھ کو الحضر ۃ آیا تو سلطان نے اس کے لئے ایک بڑا جلسہ کیا اور سلطان نے چوپاؤں اور غلاموں پر مشتمل تحائف پیش کئے، جب جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ سلطان کے وزراء اس کے ساتھ چلے اور وہ اپنے دروازے پر پہنچے تو اس نے خواص کو اشارہ کیا تو انہوں نے اسے پکڑ لیا اور اٹھا کر قید خانے میں لے گئے، اموال حاصل کرنے کے لئے عذاب دینے، اس نے اموال نکالا جہاں چھپایا ہوا تھا اور بادشاہ کے خزانے میں چار لاکھ کا خالص سونا اور اتنی ہی قیمت کے جواہرات جمع ہوئے آخر مال کا صفایا ہوگیا جب اس کا مال ختم ہوگیا تو اسی سال رجب میں قید خانے میں اس کا گلا گھونٹ دیا گیا اور یہ زمانے کے لئے عبرت بن گیا۔ اس کے بعد اس نے انکے بیٹوں کو ماں کے ساتھ مشرق کی طرف جلاوطن کر دیا، ان میں سے کچھ غربت ہی میں ہلاک ہوگئے اور وہ ان کے اصاغر کو کچھ دنوں کے بعد غلام بنا کر الحضر ۃ کی طرف واپس آ گیا۔

الجرید کی مکمل فتح اور جزیرہ جربہ پر احمد بن مکی کی ولایت کے حالات: ......حکومت جب سے بنی عبدالورد کے مطالبے اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے اضطراب سے دوچار ہوئی تھی الجرید کا معاملہ شوریٰ کے حوالہ تھا اور پورے شہر کے مشائخ خود مختار ہوگئے تھے پھر ان میں سے ایک آدمی نے حکومت کو سنبھال لیا تھا۔ محمد بن بہلول توزر کے مشائخ میں سے تھا اور حاکم بھی تھا خود مختار ہم اس کا ذکر بعد میں کریں گے۔ جب حکومت خود مختاری کی طرف مائل ہوئی تو سلطان نے حملہ کے لئے بھرپور تیاری کر لی۔

قفصہ میں مشائخ کے آثار مٹا دیئے اور اپنے بیٹے امیر ابوالعباس کو بلاد قصطیلہ کا والی مقرر کیا اور انھوں نے قفصیہ میں اپنی امارت کو استوار کرنے کے لئے قیام کیا شہر میں اس بات کے آزمانے کے لئے کہ اس کی اطاعت کے متعلق کیا اظہار کرتے ہیں وفد بھیجے۔ اپنے حاجب ابوالقاسم بن عتو کو نفطر کی طرف بھیجا تاکہ وہاں کے رئیس لوگ بنی مدافع کی اطاعت کی آزمائش کرے جو بنی خلف کے نام سے مشہور تھے کیونکہ یہ چار بھائی حکومت کی غفلت کے باعث نفطہ کے خود مختار رئیس بن گئے تھے اس نے انھیں برے عذاب دیئے اور وہ قلعوں میں پناہ گزیں ہوگئے جن کے بارے میں انکا خیال تھا کہ وہ ان کو روک دیں گے۔

لوگوں نے ان سے بیزاری کا اظہار کر دیا تو وہ ششدرہ گئے، انہوں نے سلطان کا حکم ماننے کے بارے میں معلومات کی تو انھیں عبرت کے لئے قتل کر کے کھجور کے تنوں پر صلیب دیدیا گیا اور جنگ سے قبل انکا چھوٹا بھائی علی تلوار سے بچ گیا۔ کیونکہ وہ خوج کی طرف چلا گیا تھا انکو موت سے پناہ دیدی گئی تھی اس کے بعد امیر ابوالعباس نے نفطر شہر کا اہل سلطنت میں شامل کر لیا اور ان والد صاحب نے از سرنو اس کی بیعت لی اور بہت سے نفزاوہ کو قابو کر لیا۔

جب نفطہ اور نفرادی کی تفتیش ہوئی تو اس کا خیال توزر کے، بادشاہ کی طرف گیا جو اختلاف وانشقاق کی جڑ تھا محمد بن بہلول اس کے برے حال سے ڈر گیا، اپنے دل کی بات کے متعلق ساتھی تلاش کرنے کے لئے قائد لاولہ محمد بن الحکیم کے پاس گیا تو وہ والہ ہوگیا۔ آخرکار دونوں کی وفات ایک ہی سال

میں ہوئی۔ اس کے بعد توزر کے حالات خراب ہو گئے اس کے بیٹے اور بھائی دونوں ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے بعد میں ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا اور اس کا بھائی ابوبکر الحضر ۃ میں قید تھا جسے سلطان نے اطاعت اور خراج کے پختہ عہد لینے کے بعد رہا کر دیا، اعلیٰ بعد کے یہ جا کر توزر پر قبضہ کر لیا۔

امیر ابوالعباس حاکم قفصہ اور شہر مقطیلہ نے ان سے معہودہ اطاعت کا مطالبہ کیا تو اس نے اپنی دلی خودمختاری کے متعلق اس سے جھگڑا کیا تو توزر اس کی امارت کے لینے میں چوڑی ہڈی بن کر اٹک گیا، توزر نے اس کے والد سلطان ابوبکر کو مخاطب کیا اور اس کے خلاف اکسایا تو اس نے ۴۵ے ھ میں ان سے جنگ کی تو وہ بھاگ کر قفصہ چلا گیا۔ اس کے پہنچنے کی اطلاع قفصہ کے سردار کو پہنچی تو سردار حیران رہ گیا اور انکے مددگار انھیں چھوڑ کر چلے گئے۔

اعلانیہ سلطان کی اطاعت اور ملاقات کی۔ اس کے بعد اپنا اور اپنے والد کا تب علی بن محمد المعمودی جو حکومت پر حاوی تھا بھاگ کر یوسف بن مزنی کی پناہ میں بسکرہ چلا گیا۔ سلطان جلدی سے توزر کی طرف گیا تو ابوبکر بن بہلول نے ان کے ہاتھ میں ہاتھ دیدیا اور ان کے دشمنوں میں شامل ہو گیا بعد میں انھیں اپنی کوتاہی پر ندامت ہوئی اور حکومت کی برائی محسوس کر لیا انھیں موت کی دھمکی دیکھی تو وہ الزاب چلا گیا۔

بسکرہ میں یوسف بن منصور کے ہاں پناہ لی۔ ان کی مہمان نوازی کی جس کا لوگوں میں بہت چرچا ہوا۔ جب سلطان نے توزر پر قبضہ کیا اور اپنی عملداری میں شامل کیا تو وہاں اپنے بیٹے امیر ابوالعباس کو امیر مقرر کیا تو لوگ ان سے بڑے خوش تھے۔ اس کے بعد سلطان مظفر منصور سے ہوتے ہوئے الحضر ۃ واپس چلا گیا اور مسلسل حکومت کرتا رہا۔ آخر کار اپنے بستر پر فوت ہو گیا۔ امیر ابوالعباس کی سلطنت بلاد جرید کے ساتھ متصل ہو گئی۔ ابوبکر بن بہلول نے کئی بار توزر پر حملہ کیا ان سب حملوں میں وہ موت سے بچ گیا۔ آخر کار ۷۴ے ھ میں لوگوں کی ہلاکت سے کچھ عرصہ پہلے بسکرہ میں فوت ہو گیا۔

اس کے بعد ابوالعباس نے اس کی جگہ سنبھالی وہ حالات کو ہمیشہ ساز گار بنا تا رہا اور حملہ آوروں کو رام کرتا رہا۔ قابس میں ابومکہ نے انکی سرکشی کی۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب عبدالملک اپنے حاجب عبدالواد اللحیانی کے ساتھ تونس واپس لوٹا اور ابن اللحیانی مغرب کی طرف چلا گیا اور وہ قابس میں ٹھہر گیا تو آل زیان کے بادشاہ کے جانے کے وقت اسے سلطان کے ساتھ اپنے معاملے کے متعلق شک ہوا تو اس نے گناہوں سے دست کش ہوتے ہوئے اپنے بھائی احمد بن مکی کو سلطان کے پاس سفارش بنا کر بھیجا تو انھوں نے انکی سفارش کی تو سلطان نے اسے دوبارہ اس کی ریاست دیدی اور وہ اطاعت پہ قائم ہو گیا۔ فتنہ اور سرکشی کے طریقوں سے الگ ہو گیا۔

احمد بن مکی کے پاس بڑا مال اور سامان تھا، اس کا دل ریاست اور مشرق کا بہت دلدادہ تھا وہ بہت اچھے اشعار بھی کہتا تھا، ان کا خط مشرقی طرز کا تھا جو نہایت عمدہ تھا ان سب باتوں کی وجہ سے امیر ابوالعباس کے دل کا میلان اس کی طرف تھا وہ اس کے گزشتہ آثار کے باعث اس کی مخالفت کو شہر کی نظر سے دیکھتا تھا، امیر ابوالعباس ہمیشہ ہی اس کی قریب وہی کے لئے چکر لگاتا رہا۔ آخر کار انھیں والدہ کی مجلس میں لے آیا جو مولانا سلطان کی بہن تھی، حج سے واپس آرہی تھی، انھوں نے اس کے دلی شکوک وشبہات کو دور کر دیا اور دوستی کا پختہ عہد کیا اور اسے اپنی لئے چن لیا۔ چنانچہ وہ اس کی امارت میں قابل رشک مقام پر آ گیا۔

، سلطان نے اسے جزیرہ کا امیر مقرر کر دیا اور انھیں انکی عملداری میں شامل کر دیا۔ اس کے بعد مخلوف بن الکماء کو برطرف کر دیا جس نے ۶۸۸ ھ میں فتح کیا تھا۔ احمد بن مکی وہاں آیا، اس کا بھائی عبدالملک قابس کا خود مختار حاکم بن گیا وہ دونوں اسی حالت میں رہے انھوں نے ابوالعباس کی امارت میں جو جزیرہ کے مضافات کا حاکم تھا اپنے عزائم کو نمایاں کیا وہ اسی حالت میں رہے ان سب کا تذکرہ آئندہ کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

وزیر ابوالعباس بن تافراکین کی وفات کے حالات :...... شیخ الموحدین ابومحمد بن تافراکین کو سلطان ابوبکر نے قائد بن الحکیم مصیبت کے وقت اپنی حجابت پر مقرر کر دیا اور اپنے دروازے کے اندر تمام معاملات کو بھی ان کے سپرد کر دیا۔ وزارت پر ان کے بھائی ابوالعباس احمد کو مقرر کیا۔ ابومحمد حجابت کے عہدے کی وجہ سے دروازہ نشین تھا اس نے فوجوں کو جنگ کی طرف بھیج دیا اور الضاحیہ کی امارت اپنے بھائی ابوالعباس کو دیدی اور انھوں نے کام سنبھال لیا۔ بنو سلیم حمزہ بن عمر کی وفات کے بعد اس کی اطاعت سے ناراض تھے تو انھوں نے اختلاف وعناد کا طریق اختیار کیا۔

اور ایک حمزہ کے حالات میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ انھوں نے الحضر ۃ پر چڑھائی کی تھی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ حجم قونس بن حکیم کی

اولاد میں سے تھا ان دونوں کے درمیان اختلاف چلتے رہے اس کے بعد سلطان نے اپنے بیٹے امیر ابوالعباس کی حجابت پر الجرید ہ کے مضافات پر ابوالقاسم بن عتو کو مقرر کیا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا اور یہ بزعم خویش شرفا میں تافراکین کا ہمسر تھا، اللہ تعالیٰ نے انھیں جو مقام دیا تھا اس پر حسد کرتا تھا۔

جب ابومحمد حاجب بنا تو وہ اس کے حسد اور کینے سے بھر گیا۔ اور س نے مؤرخین کا خیال کے مطابق بستی میں سجم کو ابوالعباس بن تافراکین سے انتقام لینے کے لئے داخل کیا اور انہوں نے جو کچھ بھی دیا تھا سب مشروط دیا تھا اور انھوں نے اپنی بات کو پوشیدہ رکھا۔ ابوالعباس بن تافراکین شئہ کے شروع میں فوجوں کے ساتھ ھواری کا خراج لینے کے لئے گیا ان کے پاس سجم اور قوم آئی انھیں خراج کے حصول میں بہت تنگ کیا تو انھوں نے ایک دن موقعہ پا کر ان پر حملہ کر دیا تو ان کی فوج مع گھوڑا اکباء نامی جگہ کی طرف بھاگ گئے بعد میں قتل ہو گیا اور میت کو الحضرۃ لا کر دفن کیا۔ اس کے بعد سجم نے کھلم کھلا مخالفت شروع کر دی پھر الرمال نامی جگہ کی طرف چلے گئے اور سلطان کی وفات تک اسی حالت میں رہا۔ انشاء اللہ اس کا ذکر آئے گا۔

بجایہ کے امیر ابوزکریا کی وفات:...... جب حاجب بن عمر کا انتقال ہوا تو سلطان ابوبکر نے اپنے بڑے بیٹے امیر ابوزکریا کو بجایہ کا امیر مقرر کیا، اسے اپنے حاجب محمد بن قالون کے ساتھ بجایہ روانہ کر دیا بعد میں امراء کو ان کی نگرانی میں رکھا پھر قالون تونس کی طرف آیا اور ساتھ ابن سیدالناس کو بھی لایا جب سیدالناس الحضرۃ کی حجابت پر مشتمل ہو گیا تو اس نے اپنی حجابت پر ابوعبداللہ بن فرمون کو مقرر کیا۔

جب ابوعبداللہ بن فرمون نے ابن سیدالناس اور ابن فرمون کو گرفتار کیا تو امیر ابوزکریا اپنی حکومت میں خود مختار ہو گیا اس کے بعد سلطان نے انہیں بجایہ کی حکومت سپرد کر دی اور انہوں نے اس کے پاس اپنے باپ امیر ابوزکریا الاوسط کے غلام ظافر السنان کو فوجوں کا ایک سالار بنا دیا اور کاتب ابوالسحاق بن علاق کو اس کا حاجب بنا کر بھیجا پھر دونوں مدت تک اس کے دروازے پر کھڑے رہے پھر بعد میں انہوں نے الحضرۃ کی طرف بھیج دیا۔ انکی حجابت کے لئے ابوالعباس احمد بن زکریا الرندی کو پیش کیا جس کا باپ الحل میں سے تھا وہ العلات کے صوفیا کے مذہب کی طرف منسوب ہوتا تھا عبد الحق بن سبعین کی کتابیں میں مطالعہ کرتا تھا۔

احمد نے بجایہ میں پرورش پائی اور بعد میں سلطان کی خدمت میں لگ گیا اور انہوں نے یہانتک کہ ترقی کی کہ امیر ابوزکریا نے ان کو عامل مقرر کر دیا آخر کار فوت ہو گیا۔

سلطان ابوبکر نے ان امراء کو اپنے بیٹے کی حجابت کے لئے ناپسند کیا، حجابت کے لئے الحضرۃ سے موحدین کے سردار اور سفیر ابومحمد بن تافراکین کو ۷۴۰ھ میں بھیجا تو انھوں نے حکومت کو درست کیا اور منظم سنبھالا، ان کی سلطنت کا رعب بڑھ گیا اور سفر کے لئے فوج تیار کی اور الحضرۃ کے مضافات کی طرف بھیج دیا، وہاں کے حالات کی تحقیق کرتا ہوا مسیلہ اور مقرہ کی سرحدوں تک جا پہنچا اور ایک سال پورا ہونے ہی والا تھا کہ بجایہ کے مشائخ انہیں ناراض کر دیا کیونکہ وہ رعب اور حجاب کو ناپسند نہیں کرتے تھے آخر کار سلطان کا دروازہ ان کے لئے سختی سے بند ہو گیا۔

قاضی ابن یوسف نے منہ کے بل گر کر تنگ دلی کے ساتھ بڑا پارٹ ادا کیا۔ اور بعد میں انھوں نے معافی مانگی تو معافی دیدی گئی، بعد میں الحضرۃ میں اپنی جگہ واپس آ گیا امیر ابوزکریا نے اپنے غلام کو حاجب ابوعبداللہ محمد بن فرمون کو ابن سیدالناس کے عہد میں بلایا، سلطان نے اسے مغرب کے بادشاہ کی طرف بحری بیڑے میں ایلچی بنا کر بھیجا جسے مسلمانوں کی مدد کے لئے بھیجا اس وقت جب سلطان ابوالحسن طریف کی طرف جا رہا تھا، انکا بھائی زید بن فرمون بحری بیڑے کا سالار تھا کیونکہ بجایہ کے سمندر میں اس کا سالار تھا، جب ابوعبداللہ بن فرمون اپنی سفارت سے واپس لوٹا تو اس نے ابوزکریا کے پاس قیام کی اجازت دے دی اور انہیں انکی حجابت پر مقرر کر دیا۔ آخر کار وہ فوت ہو گیا۔

اس کے بعد علاقہ میں ابن القشاش والی بنا پھر اسے معزول کر دیا گیا۔ ابوالقاسم بن علناس کو والی مقرر کیا جو کاتیوں کے طبقہ میں سے تھا اس عامر کے گھر سے تعلق پیدا کیا اور کونسل میں ترقی کرنے لگا آخر کار انہیں حجابت کام دیدیا گیا پھر بعد میں انھیں بھی معزول کر دیا گیا۔ اس کے بعد یحیٰی بن محمد المنت الحفرمی کو حاجب بنا دیا گیا ان کے والد اور چچا اندلس کے مسافروں کے ساتھ آئے تھے قاری بھی تھے اور اہل بجایہ نے ان کے چچا ابوالحسن سے علم قرات بھی سیکھے، ابوالحسن شاہی مسجد کا خطیب تھا۔ انھوں نے اپنے بھتیجے کی پرورش کی پرورش کے بعد کچہری میں کام پر لگا دیا اور انھیں ریاست پر حاکم

بننے کا بڑا شوق تھا تو اس نے ابوزکریا کے غلام کی چہیتی لونڈی ام الحکم سے رابطہ قائم کیا وہ اس کی خواہشات پر غالب آ گئی، اس نے اپنی المنت کو حجابت کے کام کے لئے لکھا تو انھوں نے وہاں کام پر لگا لیا اور انھوں نے سلطان کے سفر کی ضرورت اور مقامات کے اقوال کو درست کیا، ان کے لئے فوجیں تیار کیں، ان کی عملداریوں میں گھوما اس کے بعد یہ امیر ربیع الاول ۷۴۷ھ میں ایک مہلک مرض کی وجہ سے ایک سفر میں انتقال کر گیا۔

تاکرارت نامی جگہ جو بجایہ کے مضافات میں ہے اس کی حجابت پر مقرر کر دیا گیا ان کا بیٹا امیر ابوعبداللہ اس کے غلام فارح بن معلوجی بن سنداند لس کی گود میں تھا انھوں نے اسکو امارت کے لئے آنے پایا تو وہ اپنے غلام کے ساتھ خلیفہ کے حکم کا انتظار کرنے لگا، غلام اول حاجب ابوالقاسم بن علناس نے الحضرۃ جانے میں جلدی کی اور خلفیہ تک بات پہنچائی تو اس نے بجایہ پر اپنے بیٹے امیر ابوخوص کو والی مقرر کر دیا جو الحضرۃ میں انکے ساتھ تھا وہ بجایہ پہنچا لوگوں کی غفلت کے وقت داخل ہو گیا۔ خواص میں سے کمینے آدمیوں نے اسے تلوار کی دھار پر رکھ لیا وہ لوگوں کے حملے سے ڈر گیا اور انھوں نے بھی مشورہ کیا بعد میں ایک دن تمام لوگوں نے آنے والے امیر پر حملہ کرنے میں مدد کی، بعد میں انھوں نے ہتھیار لگا کر قبضہ کا چکر لگایا اور ابن مولا کی امارت کا اعلان کر دیا اور دیوار پر چڑھ کر گھر میں گھس گئے اسکو مارا کوٹا بعد میں اس کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور ان کا تمام سامان لوٹ لیا۔

لوٹنے کے بعد ان کو ایک بوسیدہ رسی کے ساتھ باندھ کر گھر سے نکالا تاکہ پھر اور مولاہم دونوں امیر عبداللہ محمد بن امیر کے گھر گئے، جب ان کو چھوڑ کر جاتے اور خلیفہ سے تعلق کرنے کا عزم کر چکا تھا، اس کے آنے والے چچا نے انھیں اجازت دیدی تو انھوں نے گھر میں بیعت کر لی پھر وہ دوسرے دن قصبہ کے محل میں لے آئے۔ لانے کے بعد انھیں اپنی حکومت کا مالک بنا دیا، ان کی حکومت کو انکے غلام فارح نے سنبھالا اور انھیں حاجب کا لقب دیا اور انکی مسلسل یہی حالت رہی۔

امیر ابوحفص کی امارت پر ابھی ایک ماہ ہی گزرا تھا کہ وہ اسی سال کے جمادی الاولیٰ کے آخر میں الجرۃ چلا گیا سلطان نے بجایہ کی حکومت حاصل کر لی، انہوں نے بجایہ کی طرف ابوعبداللہ بن سلیمان کو (کبار صالحین اور موحدین کے مشائخ میں سے تھا) تسکین دینے اور مانوس کرنے کے لئے بھیجا اور اس کے ساتھ ایک خط بھی بھیجا جسمیں اپنے پوتے امیر ابوزکریا کی تقرری کے لئے رضامندی طلب کی گئی تھی۔ بغداد میں ان کے دل پر سکون ہو گئے وہ ابن مولاہم کی امارت سے مانوس ہو گیا اور معاملات انجام کو پہنچ گئے۔

سلطان ابوبکر کی وفات اور بیٹے امیر ابوحفص کی امارت کے حالات:..... لوگ بھی سکون کی زندگی گزار رہے تھے اور لوگ ہر طرح کے امن وامان، عدل وانصاف، اور آسودگی اور عزت کے سایہ تلے پڑے ہی تھے کہ بدھ والے دن ۷۴۰ھ کو آدھی رات کے وقت تونس میں سلطان ابوبکر کے مرنے کی خبر آئی لوگ اپنے بستروں سے اٹھ کر قصر امارت کی طرف ایک دوسرے سے موت کی خبر پوچھتے ہوئے چل پڑے اور لوگوں نے ساری رات مدہوشی میں گزاری حالانکہ وہ مدہوش نہ تھے۔

امیر ابوحفص جلدی گھر سے اٹھ کر محل کی طرف آیا اور قبضہ کر کے بعد ان کے دروازوں پر بھی قبضہ کر لیا، ابومحمد بن تافراکین حاجب کو گھر سے بلایا اور ساتھ ہی موحدین کے مشائخ، غلاموں اور فوج کے آدمیوں کو بھی بلایا، حاجب نے امیر ابوحفص کی بیعت لی۔ دوسرے دن اس نے سرکاری طور پر ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا جسے ابومحمد نے قوانین کا ماہر ہونے کے باعث اچھی طرح ترتیب دیا تھا اس کے بعد اجلاس ختم ہو گیا۔ اس کے بعد ان کی بیعت تو ہو گئی ساتھ ساتھ اس کی خلافت بھی مضبوط ہو گئی۔

امیر خالد بن سلطان الحضرۃ میں مقیم تھا جب اس نے وفات کی خبر سنی تو اسی رات بھاگ گیا تو اسے مندیل بن کعوب کے لڑکوں نے گرفتار کر لیا، گرفتار کرنے کے بعد الجرۃ واپس لا کر قید کر دیا، اس کے والد صاحب محمد بن تافراکین نے پہلے کی طرح حجابت کا کام سنبھال لیا، آخر کار سلطان کے خاص لوگوں نے اس کے متعلق چغلیاں کرنی شروع کر دی اور اس کے خلاف بھڑکاتے رہے، اس کے حسد کا ذکر کرتے رہے اور ساتھ ساتھ اس کے باپ کے عہد میں حاجب اور امیر کے درمیان جو چپقلش پائی جاتی تھی اس کا ذکر بھی کرتے رہے، اس نے اپنے مرتبہ کے لحاظ سے ان سے حصہ لیا اور اس نے حاجب کو ڈرایا تو ان کے ساتھیوں سے جان چھڑانے کے لئے حملہ کیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بیان کریں گے۔

ولی عہد امیر ابوالعباس کے قیام امارت اور ابوالبقاء کا قتل:......امیر ابوالعباس کو ولی عہد بنادیا تھا سلطان ابوبکر نے جو جرید کا والی تھا۔جس کا بیان ۷۴۳ھ کے حالات میں گزر چکے ہیں، جب امیر ابوالعباس کے اپنے والد کی وفات اور اپنے بھائی کی بیعت کی اطلاع ملی تو اسے الحضرۃ کے باشندوں پر عہد شکنی کرنے کی وجہ سے بہت غصہ آیا اور انھوں نے طریوں کو اپنی حکومت کی مدد کے لئے بلایا انھوں نے اس کا جواب دیا اور وہ سب کے سب اس کے بھائی کی اطاعت کو چھوڑ کر انکی اطاعت میں آ گئے کیونکہ وہ عرب امارت ارباب حکومت اور دوسرے لوگوں پر اپنی تلوار کی دھار تیز رکھتا اور انھیں مارتا تھا۔

اس کے بعد انھوں نے الحضرۃ پر چڑھائی کی اس کا بھائی فلاس جوسوسہ کا حکمران تھا انھوں نے ہیروان کے لوگوں میں جنگ کی تو اس نے اطاعت اختیار کرلی اور ان کے مددگاروں میں شامل ہو گیا۔سلطان ابوحفص عمر نے اپنی فوج کو اکٹھا کیا اور کمزوریوں کو دور کیا،اس کے بعد شعبان کے مہینے میں تونس سے کوچ کر گیا تو اس کا حاجب ابومحمد بن تافراکین اپنی موت سے ڈر گیا اور بچاؤ کی تدابیر کرنے لگا،جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو حاجب ایک کام کے لئے تونس واپس چلا گیا اور رات کو سوار ہو کر مغرب کی طرف چلا گیا اس کے بعد سلطان کے اس کے بھائی بھاگ جانے کی اطلاع ملی تو وہ بھی بھاگ گیا۔

اس کے بعد میدان کارزار میں شور وغل ہو گیا کہ فلاں فلاں بھاگ گئے اس سے پہلے اپنا بھائی ابوالقباء کو اپنی قید سے رہا کر دیا، پھر اپنی حکومت کی ساتویں رات کو اپنے محل میں داخل ہوا اور آٹھویں دن امیر ابوحفص نے اس پر حملہ کر دیا،اس کے بعد شہر نے اس پر چڑھائی کردی کیونکہ عوام کے دلوں میں ان کے متعلق کینہ تھا اس لئے کہ ان کی عورتوں کو لے آیا تھا اور جوانی کے جنون میں رات کے وقت گھروں میں چلا جاتا تھا اور محاتو میں اپنی خواہشات کو پورا کرتا تھا۔

اس کے بعد اس نے اپنا بھائی امیر ابوالعباس پر حملہ کر دیا،نہایت جلدی کے ساتھ انکے سر کو نیزے پر چڑھادیا اور اس کے جسم کو فوج نے روند ڈالا اور یہ عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے عزت کا نشان بن گیا اور شہر میں وہ لوگ بھڑک اٹھے جو عام عرب سردار کے جوان تھے اور انکی گھبراہٹ کی وجہ سے جن لوگوں کو قتل ہونا مقدر تھا وہ لوگ قتل ہو گئے اور بہت سے لوگوں کو گھسیٹا ہوا سلطان کے دربار میں لیجایا گیا اور انکو قیدی بنالیا گیا ان قیدیوں میں سے ابوالحصول بن حمزہ بن عمر کو قتل کر دیا گیا۔

اس کے بعد انھوں نے اپنے دونوں بھائیوں خالد اور عزوز کو گرفتار کرلیا گیا اور مخالفین نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیدیا تو ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور یہ دونوں بعد میں مر گئے۔ان کے مرنے سے الحضرۃ میں انکی حکومت مضبوط ہوگئی۔اس کے بعد حجابت پر ابوالعباس احمد بن علی بن زین کو مقرر کیا جنکا تعلق کاتبوں کے طبقے سے تھا اور وہ مخشی حاجب کا کاتب تھا۔

اس کے بعد ظافر الکبیر کا کاتب بنانے سلطان ابوبکر اپنی حکومت کے شروع میں الحضرۃ پہنچا علی بن عمر نے ابن قالون حاجب کی ولدیت پر افسوس کیا اور سلطان نے ان کے متعلق گفتگو کی اس کے بعد انکو ہٹادیا اور قید خانے سے بھی رہا کر دیا پھر بعد میں وہ مغرب کی طرف چلا گیا،گیا سلطان ابن سعید کے پاس تو انہوں نے انکی خوب مہمان نوازی کی،اس کے بعد وہ الحضرۃ کی طرف واپس لوٹ گیا اور سلطان کے تمام عہد حکومت میں جلاوطن رہا۔

امیر ابوحفص نے اس کے بیٹے کو کاتب بنالیا ان کا اس کے ساتھ تعلق تھا۔جب ابی محمد بن تافراکین کے فرار کے بعد اس کی حکومت مضبوط ہوگئی تو اس نے اس کے باپ ابوالعباس کو اپنی حجابت پر مقرر کیا اور جنگ وفوج کا سالار اپنے باپ اور دادا کے غلام ظافر کو مقرر کیا جو انسان کے نام سے مشہور تھا انھوں نے اپنے مشورے اور راز کے لئے ان کو پسند کرلیا اس کے بعد اس نے ابوعبداللہ محمد بن فضل بن نوار کو اپنا کاتب بنایا جو تونس کے شریف گھرانوں کے فقہاء اور قضاۃ کے طبقہ سے تعلق رکھتا تھا اور انکے اسلاف بھی بڑے مشہور تھے اس کے بعد وہ سلطان کے پاس گھر آیا اور انھوں نے اپنے بیٹے کے لئے مکتب بنایا اور امیر ابوحفص نے ان لوگوں کے ساتھ جنھوں نے یہاں علم پڑھا اسے سنایا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ادکے ساتھ بڑی عنایت کرتا تھا،جب اس نے مستقل حکومت قائم کرلی تو وہ اس کا مستقل مشیر تھا اور اس کا حال اسی طرح رہا اور اس کی کیفیت کے بارے میں انشاءاللہ آگے ذکر کریں گے۔

افریقہ پر سلطان ابوالحسن کا غالب آنا،اور امیر ابوحفص کی وفات:......سب سے پہلے سلطان ابوالحسن نے تلمسان پر قبضہ کیا تھا،اس

سے پہلے بھی وہ افریقہ پر قبضہ کرنے کے بارے میں سوچا کرتا تھا اور سلطان ابوبکر کے متعلق گردش روزگار کا منتظر رہا کرتا تھا اور اس کی ترقی کے بارے میں اندرونی طور پر حسد کرتا تھا، جب اس کی وفات ہوئی وفات کے بعد اس کا حاجب محمد بن تافراکین اسے ملا تو اس نے افریقہ کی سلطنت کے متعلق اسے رغبت دلائی، وہاں سے جانے پر آمادہ کیا، اس کے لئے نئی کشتیاں بنائیں تو اس بات سے ان کے عزائم بیدار ہو گئے۔

پھر ولی عہد، اس کے دونوں بھائیوں کی وفات کی خبر اور جنگ کی خبر بھی پہنچ گئی، اس بات نے اسے غصہ دلا دیا، کیونکہ وہ انکی ولی وعہدی پر رضامند تھا اور ولی عہدی کے متعلق اس کے ہاتھ کی تحریر رجسٹر میں موجود تھی اور یہ واقعہ یوں ہوا کہ امیر ابوالعباس، ابوالقاسم بن عتو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا سلطان کے آخری ایام میں سلطان ابوالحسن کے پاس تحائف لیکر گیا اور ساتھ معاہدے کے رجسٹر بھی لے گیا، سلطان ابوالحسن کے والد کو آگاہ کیا، ان سے عہد کے نفاذ کا مطالبہ کیا۔

انھوں نے رجسٹر میں اپنے خط میں وہ بات لکھی وہ بات انھوں نے اپنے دائیں ہاتھ سے لکھا اور اس کے عہد کو پختہ کر دیا، جب اسکو ولی عہد کے مرنے کی اطلاع ملی تو وہ بہانے کرنے لگا تاکہ جو بات اس نے پختہ کی ہے اسے توڑ دے تو اس نے افریقہ کے لوگوں سے جنگ کرنے کی نیت کر لی اور تلمسان کے باہر پڑاؤ ڈال دیا۔

عطیات کئے اور کمزوریوں کو دور کیا اور کچھ ماہ صفر ۷۴۸ھ میں دنیا کے سامان کو سمیت گھسیٹا ہوا کوچ کر گیا۔

کعوب کے آدمیوں نے ان کے بھائی خالد کو اس کے پاس بھیجا کہ وہ جنگ کے روز اپنے ہلاک ہونے والے بھائی ابوالحول کے بدلہ کے لئے مدد مانگے تو انھوں نے انکی بات مان لی اور اسی طرح افریقہ سے اہل قاصیہ بھی ان کی اطاعت میں آ گئے۔

قابس کا امیر بن مکی اور توزر کا امیر ابن غلول اور قفصہ کا امیر ابن العابد اور الحامہ کا امیر ابن ابی عنان اور نفطہ کا امیر ابن الخلف ایک وفد میں ان کے پاس آئے اور بوھران میں ملے تو رغبت اور خوف سے ان کی بیعت کر لی اور امیر طرابلس ابن ثابت کی بیعت بھی ان کے سامنے پیش کی، جنکا کچھ دور تھا وہ یہی رہ گیا، پھر بعد میں الزاب کا امیر یوسف بن منصور بن مزنی بھی آیا انکے ساتھ زواودہ کے موحدین کے مشائخ بھی تھے، ان کے سردار یعقوب بن ابی تھا۔

بجایہ کے مضافات سے بنوحسن سے ملے تو ان کی خوب عزت وافزائی کی اور انھیں نہایت قیمتی عطیات وانعمات دیئے اور ان میں سے ہر ایک کو شہر کے عملداری پر مقرر کر دیا اور اہل جزئر کے ساتھ خراج کے لئے والی بھیجے کہ وہ سعود بن برساوی جو طبقہ وزراء میں سے تھا نگرانی کریں اور وہ تیزی کے ساتھ بجایہ کی طرف چلا گیا جب اس کی فوجیں بجایہ کے قریب آئیں تو وہ وہاں کے لوگوں نے نہایت اچھے انداز میں اپنا تحفظ کیا پھر جھکاؤ اختیار کیا۔

بجایہ کے امیر ابوعبداللہ محمد بن الامیر نے باہر نکال کر اس کی اطاعت اختیار کر لی، اس نے اسے بھائیوں سمیت مغرب کی طرف بھیج دیا اور اسے ندرومہ شہر میں بھیج دیا اور اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اسے اس کے ٹیکس سے حصہ دیا اور اس نے ٹیکس وصول کرنے کے لئے اپنے عمال اور خلفاء بھیجا اور خود قسطنطنیہ کی طرف چلا گیا۔ امیر ابوعبداللہ کے بیٹے اس کی پیش وانی کے لئے نکلے جن کے آگے اس کا بڑا بھائی ابوزید تھا وہ انکے پاس آیا اور انھیں مغرب کی طرف بھیج دیا اور انھیں وجدہ شہر میں بھیج دیا اور وہاں کا ٹیکس انھیں دیا اور انھوں نے اپنے عمال کو اور خلفاء کو قسطنطنیہ میں بھیج دیا اور انکی قرابت داروں کو جہاں پر قید تھے وہاں سے رہا کر دیا، ان رہا ہونے والوں میں ابوعبداللہ محمد، سلطان ابوبکر کا بھائی اور اس کے بیٹے، محمد بن امیر خالد اور اس کے بھائی اور بیٹے بھی شامل تھے اور انھوں نے انکو اپنے مددگاروں میں شامل کر کے الحضرۃ سے مغرب کی طرف بھیج دیا۔

ان کے پاس بنوحمزہ بن عمر اور انکی کعوب قوم کے مشائخ آئے اور انھوں نے انکو تونس سے اولاد مہلہل کے اونٹوں کے ساتھ مولی ابی حفص کے بھاگ جانے کی اطلاع دی مزید انھوں نے بیابان میں چلے جانے سے پہلے انھیں روکنے پر آمادہ کیا اور انکی تلاش میں فوجیں بھیجیں تاکہ وہ غلام حمو العسری کی نگرانی کریں اور بنی عسکری کے یحییٰ بن سلیمان کی نگرانی کے لئے دوسرے فوج کو تونس کی طرف بھیجی ان کے ساتھ ابوالعباس مکی بھی تھا اور فوجیں امیر ابوحفص کی تلاش میں چل پڑیں اور انہوں نے اسکو قابس کی جہات میں الحامہ کے علاقے میں پکڑ لیا اور ان پر حملہ کر دیا اور انھوں نے معمولی سا دفاع کیا، بعد میں وہ امیر ابوحفص کا گھوڑا کبا یہ جنگلی چوہیوں کے سوراخ میں گھس گئے اور پیادہ چلتے ہوئے ان سے اور ان کے غلام ظافر سے اندھیرا

پن دور گیا بعد میں ان دونوں کو گرفتار کر لیا گیا، فوج کے سالار نے ان دونوں کو اپنے ہاتھ سے باندھ دیا، جب رات ہوئی تو انھیں خیال آیا کہ کہیں اپنے آقا کے حضور پیش کرنے سے پہلے ہی عرب ان کو قید سے چھڑا نہ لیں، بعد میں ان دونوں کو قتل کر دیا اور ان کے سروں کو سلطان ابوالحسن کی حکومت میں پیش کیا گیا۔

فوج کا ایک دستہ جنگ سے قابس کی طرف بھاگ گیا تو عبدالملک بن مکی نے حکومت کے آدمیوں کو گرفتار کر لیا جن میں ابوالقاسم بن عتو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا اور صخر بن موسیٰ جو سدویکش کے جوانوں میں سے تھا اور دیگر عیان حکومت میں شامل تھے ابن مکی نے ان کو سلطان کے پاس بھیج دیا، اس نے ابن عتو، صخر بن موسیٰ اور علی بن منصور کے ہاتھ پاؤں مخالف اطراف سے کاٹ دیئے اور باقی آدمیوں کو قید کر لیا۔

فوجیں تونس کی طرف بڑھ گئیں پھر اس کے پیچھے پیچھے سلطان آیا اور اسی سال جمادی الآخر کے مہینے میں بڑے تزک واحتشام کے ساتھ الحضرۃ میں داخل ہوا اور آواز میں ماند پڑ گئیں، لوگ پرسکون ہو گئے، مفسد پردازوں کے ہاتھ رک گئے، بونہ کی ازیال کے سوا، موحدین کی حکومت کے خاتمہ ہو گیا۔

کیونکہ ہاں پر مولانا فضل بن مولانا ابوبکر کو دامادی کے مقام کی وجہ سے اور اپنے باپ کی وفات پر اس کے حاضر ہونے کی وجہ سے امیر مقرر کیا تھا۔ پھر سلطان قیروان کی طرف، سوسہ، مہدیہ کی طرف کوچ کر گیا اور وہاں کے اثر ار کا دورہ کیا اور شیعہ، صنہاجہ کے ملوک کے آثار اور عمارات پر کھڑا ہوا اور قبور کی زیارت سے برکت حاصل کی جب کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ قبور حابر تابعین اور اولیاء کی ہیں خلاصہ کلام یہ ہے کہ تونس کی طرف لوٹ آیا اور آخر شعبان میں تونس داخل ہوا۔

بونہ پر امیر ابوالعباس فضل کی امارت اور اس کے آغاز وانجام کے حالات:...... سلطان ابوالحسن نے سلطان ابوبکر کی وفات سے پہلے ان کی ایک بیٹی سے رشتہ کیا تھا اور اس سلسلہ میں عریف بن یحییٰ کو جو زغبہ میں سے بنی سوید کا سردار اور اس کا مشیر اور خاص راز دار تھا، ارباب حکومت کے ایک وفد کے ساتھ جو طبقہ کتاب اور موالی سے تعلق رکھتا تھا ان کے پاس بھیجا اور ان میں اس کی مجلس کا مفتی ابوعبداللہ السطی اور اس کی حکومت کا کاتب ابوالفضل عبداللہ بن ابی مدین اور امیر الحرم عنبر الخصی بھی شامل تھے۔

سلطان نے انکی مدد کی اور اپنی پیاری لونڈی غرونہ متبنقہ بہت اختیار کے ساتھ اس کا عقد کر دیا ان کی وفات سے پہلے ان کے بھائی فضل کے ساتھ ان کے پاس بھیج دیا اور اس کے ساتھ ابومحمد عبدالواحد بن الجماز بھی تھا جو موحدین کے بڑوں میں تھا انھیں راستہ میں سلطان کی وفات کی اطلاع ملی جب وہ سلطان ابوالحسن کے پاس آئے تو انھیں اچھی طرح قبول کر لیا اور فضل کے رتبہ کو بلند کر دیا اور اس کی حکومت کو درست کر دیا پس اس نے اس بات کے ذکر سے عرض کیا مگر اس نے دامادی کا تعلق اور سابقہ وعدے کا لحاظ کیا بعد میں بونہ پر امیر مقرر ہوا اور اس کی مدد کی جو اس کے باپ کے دور میں عملداری تھا۔

جب وہ وہاں سے تونس گیا تو وہاں انھیں اچھی جگہ دیکئی اور مولیٰ فضل اس کینے کی وجہ سے الگ ہو گیا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ وہ اس کے پاس جانے کی وجہ سے اور اس کی دامادی کے حق کی وجہ سے اس کے آباء واجداد کے ملک کو چھوڑ دیا اور وہ اپنی عملداری میں حملہ کرنے کی امید پر قیام پذیر ہو گیا۔ آخر کار انکا وہ حال ہوا جو انشاءاللہ تعالیٰ ہم بیان کریں گے۔

عربوں کے اہل دبوس کی بیعت اور قیروان میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ جنگ اور اس کے ساتھ ہونے والے واقعات کے حالات

جب سلطان ابوالحسن کے لئے افریقہ کی حکومت منظم ہو گئی تو عربوں نے اپنے بادشاہوں کو شہر بطور جاگیر دینے اور ٹیکس لگانے پر افسوس کا اظہار کیا غم وغصہ کی وجہ سے انھوں نے اپنے سر جھکا لیے اور ان کے غصہ کے سامنے عجز اختیار کر لیا اور گردش روزگار کا انتظار کرنے لگے۔

بعض اوقات کچھ بدو لوگ اطراف پر غارت گری بھی کرتے جنھیں سلطان ان کے بڑوں کی حرکت شمار کرنا اور بعض اوقات تونس کے مضافات پر بھی غارت گری کی اور چراگاہوں سے اونٹ وغیرہ ہانک کر لے گئے اس طرح دونوں جانبین کے درمیان فضا تاریک ہوگئی اور وہ قتل وغارت گری کرنے والی فوج سے ڈر گئے اور جنگ کی توقع کرنے لگے اور کچھ لوگ انگور کے موسم میں انکے پاس گئے جانے والے جوانوں میں سے خالد بن حمزہ اور اس کا بھائی احمد جو بنو کعب میں سے تھا اور خلیفہ بن عبداللہ جو بنی مسکین میں سے تھا اور خلیفہ بن ابو زید جو حکیم کے جوانوں میں سے تھا اور سلطان کے بارے میں ان کے خیالات بگڑ گئے ان کے برے افعال کی وجہ سے اور انھوں نے سلطان کے خلاف بغاوت کرنے میں عبدالواحد اللحیانی کو بھی شامل کرلیا۔

عبدالواحد کا واقعہ یہ ہے کہ وہ ۳۲ےھ میں تونس سے فرار ہونے کے بعد ابوتاشفین کے پاس چلا گیا اور وہاں عزت واحترام کے ساتھ مقیم رہا۔ جب سلطان ابوالحسن تلمسان کا محاصرہ کیا اور محاصرہ شدت اختیار کر گیا تو عبدالواحد نے ابوتاشفین سے پوچھا کہ وہ خروج کے لئے ان سے علیحدہ ہونا چاہتے ہے تو انھوں نے الوداع کر دیا اور وہ سلطان کے پاس چلا گیا۔

ابوالحسن کے پاس، اور ہمیشہ وہی انکے مددگاروں میں شامل رہا، آخرکار وہ افریقہ چلا گیا، جب اس کے اور کعوب کے درمیان درشتگی پیدا ہوگئی، انھوں نے بنی ابی حفص سے اعیاص کو طلب کیا، وہ عبدالمؤمن سے بچنے کے لئے انھیں حکومت کے لئے منتخب کرتے تھے تو انھوں نے اسے داخل کرلیا اور یہ اس بات سے پریشان ہوگیا اور سلطان کے حملہ سے خوف زدہ ہوگیا، اس کے بعد سلطان کو بھی اطلاع ملی تو انھیں گرفتار کرلیا اور انھوں نے اس کے ساتھ بلایا تو انھوں نے انکار کیا اور تہمت لگائی۔

پھر اس نے انھیں ڈانٹنے کے بعد قید کر دیا اور ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے الحضر ۃ کے میدان میں پڑاؤ ڈال دیا اور عطیات کے دینے میں دیر کر دی اور کمزوریوں کو دور کیا اور ان کے قبیلوں کو بھی اطلاع پہنچ گئی تو ناامیدی نے ان کی امید کے اسباب کو قطع کر دیا اور وہ گروہ بندی کرتے ہوئے چل پڑے اور اعیاص کی حکومت کے لئے اصلاح کرنے لگے اور ان کے سردار مہلہل کے لڑکے تھے جنھیں سلطان نے قبول اپنی رضامندی اور قبولیت سے مایوس کر دیا تھا۔

کیونکہ انھوں نے حد سے بڑھ کر موالی ابی حفص کی خیرخواہی کی تھی اور مدد کی تھی وہ جنگل میں چلے گئے اور المال میں داخل ہوگئے۔ قتیبہ بن حمزہ اور اس کی ماں ان کے پاس آئے اور ان کے ساتھ اپنے دونوں بیٹوں کی عورتیں بھی تھیں اور انھوں نے مہلہل کے لڑکوں کو عصبیت اور قرابت کا واسطہ دیا تو انھوں نے ان کی آواز پر لبیک کہا اس کے بعد قسطنطنیہ میں جمع ہوگئے اور مٹی اور خون کو اکسانے لگیت اور سلطان کی جنگ اور خوف کے ذہن گیر ہونے پر ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور موحدین کے اعیاص سے امارت کے لئے آدمی تلاش کرنے لگے۔

احمد بن دبوس توزر میں موجود تھا جو مراکش میں بنی عبدالمؤمن کا آخری خلفیہ تھا اور ہم جہات طرابس میں اس کے خروج اور سلطان ابوعصیدہ کے عہد میں عربوں کے ساتھ اس کے تونس پر حملہ کرنے کے حالات بیان کر چکے ہیں۔

پھر وہ منتشر ہوگئے اور عثمان قابس اور طرابس کی جہات میں باقی رہ گیا آخرکار وہ جزیرہ میں انتقال کر گیا۔ اس کے باپ عبدالسلام کے بیٹے کچھ وقت کے بعد الحضر ۃ میں مقیم ہوگئے اس کے بعد انھیں سلطان ابوبکر کے عہد میں وہاں قید کر دیا گیا پھر اس نے انھیں ابن الحکیم کے لڑکوں کے ساتھ اس کی مصیبت کے وقت اسکندریہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔

پس وہ اسکندریہ میں چلے گئے اور اپنی معاش کے لئے پیشے سیکھنے لگے۔ اس کے بعد احمد مغرب کی طرف واپس آ گیا اور توزر میں مقیم ہوگیا اور اس نے سلائی کا کام سیکھ لیا، جب عربوں نے اعیاص کو تلاش کیا تو اس کے بعض جاننے والوں نے اس کی عدم شہرت کے باوجود اس کے متعلق انھیں بتا یا وہ اس کے پاس جا کر انھیں لے آیا اور ہتھیار لیکر اس کے پاس گئے اور امیر بنا دیا اور موت پر اس کی بیعت کی۔

حج کے دنوں میں سلطان اپنی فوج کے ساتھ تونس سے ۸ ھ میں ان کے پاس آیا اور درے قینہ میں قیروان سے جنگ کی ان کے ساتھ، ان پر غلبہ پالیا اور وہ آگے آگے قیروان کی طرف بھاگ گئے پھر ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور ۲ محرم ۹ ھ کو موت کے طلبگار بن کر لوٹ آئے، اس کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور وہ قیروان میں داخل ہوگئے اور انھوں نے اس کے پڑاؤ کو سامان سمیت لوٹ لیا۔ اور اس کا محاصرہ کرلیا آخرکار انمیں

اختلاف پیدا ہو گیا اور وہ چھوڑ کر چلے گئے تونس کی طرف۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

تونس میں قصبہ کے محاصرہ کرنے پھر قیروان اور قصبہ کو چھوڑ جانے اور اس کے درمیان کے واقعات کے حالات

سلطان ابوبکر کی حجابت کے دنوں میں اپنے کام میں شیخ ابو محمد بن تافراکین خود مختار تھا اور بقیہ امور بھی اسی کے سپرد تھے جب سلطان ابوالحسن نے اسے اپنا وزیر بنالیا تو وہ انکو اپنے پسندیدہ کام پر نہ چلا سکا کیونکہ وہ اپنے کام پر نگران تھا اور وزراء کو کام تفویض کرنا اس کی شان نہ تھی اور اس کا خیال تھا کہ سلطان ابوالحسن اسے افریقہ کی حکومت سپرد کردیگا، بسا اوقات وہ خیال کرتے تھے کہ اس کے متعلق وعدہ کیا تھا اور اس کے دل میں حکومت کے متعلق بیماری تھی۔

عرب اس کے ساتھ اپنے دلی اختلافات اور حملہ کے متعلق باتیں کرتے تھے۔ جب سلطان ابوالحسن اور اس کی فوج پر غالب آنے کی خواہش پوری ہوگئی اور انھوں نے قیروان میں محاصرہ کرلیا تو ابن تافراکین سلطان کے خلاف خروج کرنے کی تدبیر کی کیونکہ اسے اور اس کی قوم سے نکارت واضح ہو جاتی تھی، اس نے عربوں کی ملاقات کے لئے اسکو بھیجا اور اسے اپنی بیعت کی باتیں سنا کر اطاعت پر آمادہ کریں اور انھوں نے اپنے سلطان کی حجابت سپرد کردی۔

پھر اسکو قصبہ کو محاصرہ کرنے کے لئے بھیجا اور تونس سے خروج کرتے وقت اپنے بیٹوں اور اپنی قوم کے سرداروں کو پیچھے چھوڑا اور سلطان کی فوج کو اپنا جانشین بنایا اور تونس کے جولوگ ان کے ساتھ تھے انھوں نے قصبہ میں پناہ لی اور عوام نے انھیں گھیر لیا مگر وہ قصبہ کو سر نہ کر سکے اور انھوں نے ہتھیار بنائے، لوگوں میں اموال کو تقسیم کیا اور ان میں معلوجین کے بشیر کی سرداری کو بڑی شہرت حاصل ہوئی۔

اس کے بعد امیر ابوسالم بن سلطان ابوالحسن مغرب سے آیا اور قیروان سے ہی خبر مل گئی تو اس کی فوج منتشر ہوگئی اور وہ تونس کی طرف واپس آ گیا اور یہ قصبہ میں ساتھ تھا۔ جب ابن تافراکین، قیروان کے حصار کے گڑھے سے نکلا تو انھوں نے تونس کے قصبہ پر قبضہ کرنے کا لالچ کیا اور اس کی مہر توڑ دی پھر سلطان ابن ابی دبوس ملا اور وہاں موجود لوگوں کی وجہ سے ابن تافراکین نے بہت تنگی برداشت کی اور وہاں جنھیں نصب کردیں مگر وہ کچھ کام نہ آئیں، وہ اس دوران میں قوانین کے اختلال اور کاموں کے اضطراب کی وجہ سے خود نجات حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ آخر کار ان کو سلطان کے متعلق خبر ملی کہ وہ قیروان سے سوسہ کی طرف چلا گیا۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ عربوں نے اس کی فوج پر حملہ کرنے کے بعد قیروان کا محاصرہ کرلیا اور اس کے محاصرہ میں شدت اختیار کرتے گئے۔ سلطان اور کعوب میں سے مہلہل کے لڑکوں اور بنی سلیم میں سے حکیم نے اس کے چھوڑنے کے متعلق دخل اندازی کی تو اس نے اموال کی شرط لگائی، اس کے باعث عربوں کی رائے میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ قیروان سے قتیبہ بن حمزہ اطاعت کے خیال سے اس کے پاس آیا تو اسکو قبول کیا اور اس کے دونوں بھائیوں خالد اور احمد کو رہا کردیا ان سے کوئی پہچان نہ کیا۔

پھر مہلہل کی اولاد میں سے محمد بن طالب، خلیفہ بن ابوزید اور قوس کی اولاد میں سے ابوالہول بن یعقوب ان کے پاس آئے اور وہ اپنی فوج سمیت ان کے ساتھ سوسہ کی طرف گیا اور ان پر حملہ کردیا وہاں سے اپنے بحری بیڑوں میں سوار ہو کر تونس کی طرف آیا، تونس میں ابن تافراکین کے پاس یہ خبر پہنچ گئی تو وہ اپنے اصحاب سے کھسک کر، کشتی پر سوار ہو کر ربیع ۷۴۳ھ میں اسکندریہ کی طرف چلا گیا۔

اس کے ساتھیوں نے صبح کو اسے گم پایا تو وہ مضطرب ہو کر تونس سے بھاگ گئے اور اہل قصبہ نے جو سلطان کے مددگار تھے باہر نکل کر اس پر قبضہ کرلیا اور خاص لوگوں کو تباہ کردیا اور سلطان ربیع الآخر میں اپنے بحری بیڑے سے وہاں اترا اور اس کے پاؤں وہاں جم گئے اور اگر اس کے بیٹوں نے مغرب میں جا کر اس کے اسباب کو قطع نہ کیا ہوتا تو وہ واپسی کی امید کرتا۔ اور عرب والوں اور ابن دبوس نے انکے ساتھ الحضرۃ پر چڑھائی کی اور سلطان

سے جنگ کی مگر وہ الحضر ۃ کو سر نہ کر سکے وہ مصالحت کی طرف آ گئے اور ان سے صلح کر لی، حمزہ بن عمران کے پاس آیا تو اس نے ان کو قید کر لیا اور آخر کار انھوں نے ابن ابو بوس گرفتار کر لیا اور قدرت دیدی وہ ہمیشہ اس کی قید میں رہا یہ آخر کار مغرب کی طرف چلا گیا اور وہ خود اندلس چلا گیا اس کا بیان انشاء اللہ آئے گا۔

سلطان نے تونس میں قیام کیا اور احمد بن مکی ان کے پاس گیا تو اس نے عبدالواحد بن اللحیانی کو شرقی سرحدوں طرابلس قابس، صفاقس اور جربہ کا امیر مقرر کر دیا اور اسے ابن مکی کے ساتھ بھیج دیا۔ وہ وہاں پہنچتے ہی طاعون جارف سے ہلاک ہو گیا، ابوالقاسم بن عتو کو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا امارت دیدی، یہ وہی شخص ہے جسے ابومحمد بن تافراکین کے اکسانے پر متعین کر دیا تھا جب اس کا اختلاف نمایاں ہو گیا تو ابن عتو کو دوبارہ عہدہ دیدیا اور بلا د قسطنطنیہ کا امیر بنا دیا اور انکو وہاں بھیجوا دیا اور وہ خود تونس میں مقیم ہو گیا۔ اس کا ذکر انشاء اللہ آئندہ آئیگا۔

امیر فضل کا بجایہ اور قسطنطنیہ پر قبضہ کرنا اوران کے امراء کا حکومت کو درست کرنے کے حالات

سلطان ابوالحسن کی حکومت کا مغرب میں یہ دستور رہا ہے کہ ہر سال کے آخر میں عمال کے وفد اپنے خراج اور اپنے اعمال کے محاسبہ کے لئے اس کے پاس آئے تھے وہ قاصیۃ المغرب سے اس سال بھی اس کے پاس آئے اور انھیں قسطنطنیہ کی جنگ کی خبر ملی اور الزاب کا عامل ابن مزنی بھی ان کے ساتھ اپنے خراج اور تحائف کے ساتھ آیا، ان کے ساتھ اس کا عم زاد تاشفین بن سلطان ابوالحسن بھی تھا جو جنگ طریف کے دن سے قید تھا۔

طاغیہ اور اس کے والد کے درمیان صلح ہوئی تو اس نے انکو رہا کر دیا۔ اس نے ان کے ساتھ اپنے جرنیلوں کی ایک پارٹی بھیجی جو ان کے ساتھ اس کے والد کے پاس آئے اور مغرب سے انکا بھائی عبداللہ بھی ساتھ آئے اور ان کے ساتھ ایک وفد سوڈانی کا سفارت کی غرض سے اہل مالی کا آیا اور یہ قسطنطنیہ میں جمع ہو گئے جب انکو سلطان پر حملہ کی خبر ملی تو انکی پریشانی میں اضافہ ہو گیا اور جو کچھ ان کے ہاتھوں میں تھا عوام کے بے وقوفوں نے ان سے چھیننے کا ارادہ کیا اور اہل شہر سے اپنی جانوں متعلق سرداروں کو خوف لاحق ہو گیا۔

تو انھوں نے بونہ سے ابوالعباس فضل کو اس کی عملداری کے لئے بلایا اور جب وہ قسطنطنیہ آیا تو ان تمام وفود اور عمال پر عوام نے حملہ کر دیا جو وہاں موجود تھے ان کے اموال لوٹ لیے لوٹ ماری کا دروازہ کھل گیا، کچھ آدمیوں کو ان میں سے قتل کر دیا، اور ابن مزنی کی معیت میں بسکرہ میں زدادوہ کے امیر یعقوب بن علی کی حفاظت میں سلطان کے بیٹے سلطان اور جلالقہ کے وفود کے ساتھ اوران کی خوب ابن مزنی نے مہمان نوازی کی اور عزت افزائی کی۔

آخر کار وہ رجب ۹ ھ میں تونس سلطان ابوالحسن کے پاس چلے گئے اور مولی فضل قسطنطنیہ کی طرف آ گیا، اس نے کھوئی ہوئی حکومت کو دوبارہ قائم کیا اور اپنی قوم کو اپنے عدل واحسان سے شاد کام کر دیا لوگوں کو، انعامات و جاگیریں دیں اور طاغیہ کے لوگوں کو اس نے دیکھا کہ وہ دعوت حفص کی طرف مائل ہیں تو وہ بجایہ چلا گیا جب وہاں پہنچا تو وہاں کے باشندوں نے ان عمال پر حملہ کر دیا جنھیں سلطان نے وہاں بھیجا تھا اور انھیں لوٹ لیا، ان کی مصیبت کو دیکھ کر حریفۃ الرفل کی طرف بھاگ گئے۔

فضل نے بجایہ میں آ کر حکومت پر قبضہ کر لیا اور اسے قسطنطنیہ اور بونہ کے ساتھ اپنی حکومت میں شامل کر لیا اور دوبارہ پہلے کی طرح القاب وآداب کو اختیار کر لیا اور عزم کر لیا الحضر ۃ کی طرف جانے کا اور ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ مغرب سے بجایہ اور قسطنطنیہ کے امراء کی آمد کی اطلاع آ گئی۔
واقعہ یوں ہے کہ جب امیر ابوعنان کو اپنے والد کے ساتھ جنگ کرنے اور اپنے بھتیجے منصور کے اپنے ملک کے لئے نئے دارالخلافہ کی طرف جانے کی خبر ملی اور اس نے محسوس کر لیا کہ اس کا باپ حصار کے گڑھے سے نکل رہا ہے قیروان میں حکومت پر اس نے قبضہ کر لیا اور اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی اور یوں ہی مغرب کی طرف چلا گیا اس کا ذکر انشاء اللہ کریں گے۔

اور اس نے امیر ابوعبداللہ محمد بن الامیر ابوزکریا کو بجایہ اور انباء کا والی تھا اس کی عملداری کی طرف بھجوایا اور مالی مدد دی اوران سے عہد کیا کہ وہ اس کے

والد کے مقابلے میں ان کا مددگار اور وہ اس کے اور خلوص کے درمیان مائل ہوجائے گا۔ جب وہ وہاں سے گزرے گا اس کے بعد ابوعبداللہ بجایہ کی طرف گیا اس سے قبل وہاں پہنچ کر اس کے چچا نے اس پر قبضہ کرلیا اور اس نے بجایہ میں انکے ساتھ جنگ کی اور عرصہ دراز تک محاصرہ کر رکھا اور نبیل مولیٰ ابن معلوجی مولیٰ امیر ابوعبداللہ جنگ کو چھوڑ کر اس کے پاس چلا گیا اس نے ان کے بعد ان کے بیٹوں کی کفالت کی اور وہ قسطنطنیہ کی طرف چلا گیا۔

جہاں اس سے پہلے فضل عامل تھا پس لوگوں نے ان پر حملہ کر دیا اور اسی وقت نبیل نے اندر داخل ہو کر شہر پر قبضہ کرلیا اور وہاں امیر بنی زید بن امیر عبداللہ کی دعوت دینی شروع کر دی اور امیر ابوعنان اور اس کے بھائیوں کو مغرب کی طرف لے گیا تھا۔ اس نے فارس میں فروکش ہونے کے بعد اپنے باپ کے متعلق چچا کیطرح پختہ عہد لینے کے بعد ان کے مقام امارت قسطنطنیہ کی طرف بھیج دیا وہ نبیل مولاھم کے پیچھے پیچھے آ گئے اور شہر میں داخل ہو گئے اور ابوزید اپنی امارت کی جگہ فروکش ہو گیا جیسا کہ وہ مغرب کی طرف کوچ کرنے سے پہلے فروکش تھا اور امیر ابوعبداللہ نے ہمیشہ بجایہ سے جنگ کی۔

آخر کار اس نے بجایہ پر شب خون مارا رمضان کی ایک شب کو بعض ان جیسے لوگوں کی مداخلت کے ساتھ جنہیں اس کے غلام نے داخل کیا تھا اور اس بارے میں فلاح نے ان کی کفالت کی، اس نے انھیں احوال دیئے اور انھوں نے شب خون مارنے کا وعدہ کیا، انھوں نے نیکی کے دروازوں میں سے نیکی کا دروازہ کھول دیا اور وہ اس میں داخل ہو گیا اچانک انکے کان میں ڈھول کی آواز سنائی دی اور سلطان اپنی نیند سے بیدار ہوا اور بجایہ کے پہاڑ پر چڑھ گیا۔

اپنے محل سے نکل کر اس کی کھائیوں میں گھس گیا یہاں تک کہ صبح ہوئی، ان پر حملہ کر کے ان کو انکے بھتیجے کے پاس بلایا گیا تو بھتیجے نے ان پر احسان کیا اور ان کو زندہ چھوڑ دیا اور انکو کشتی پر سوار کروا کر شوال ۷۴۹ھ میں بونہ شہر کی طرف بھجوا دیا اور اس کی قرابت کی وجہ سے بعض اعیاص کو پریشان و غم ہوا جنھوں نے ان پر حملہ کیا تھا وہ محمد بن عبدالواحد تھا جو ابوبکر بن امیر ابوزکریا کی اولاد میں سے تھا یہ اور انکا بھائی عمر الحضرۃ میں سے تھے عمر کی نظر قرابت پر تھی۔

جب یہ اضطراب پیدا ہوا تو وہ فضل کے پاس چلے گئے وہ انھیں بجایہ کی طرف سفر کرنے کے موقع پر بونہ میں چھوڑ گیا تو اس نے حکومت پر قبضہ کرنے کی سوچی مگر ابھی ان کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ عوام وخواص نے ان پر حملہ کر دیا اور وہ اسی وقت قتل ہو گئے اور فضل بونہ کی طرف آ گیا جبکہ ان کے آثار مٹ چکے تھے وہ اپنے محل میں داخل ہو گئے اور سفر کا عصا پھینک دیا۔

امیر ابوعبداللہ امیر ابوزکریا اپنے باپ کی جگہ امارت میں خود مختار امیر بن گیا بجایہ میں اور امیر ابوزید بن امیر عبداللہ قسطنطنیہ میں اپنے باپ کی امارت کی جگہ اور امیر ابوالعباس فضل بونہ میں اپنی امارت کی جگہ اور سلطان ابوالحسن تونس میں مستقل حاکم بن گئے۔ ان کے مزید حالات ہم بیان کریں گے۔

سلطان ابوالحسن کے مغرب کی طرف سفر کرنے کے بعد فضل کے تونس کی طرف چڑھائی کرنے کے حالات

ہم پہلے یہ بیان کر چکے ہیں کہ عرب سلطان ابودبوس کی اطاعت اختیار کرنے کے بعد سلطان ابوالحسن سے الگ ہو گئے اور دوسری بار اس پر چڑھائی کر دی انہیں قتیبہ بن حمزہ نے بڑا پارٹ ادا کیا اور اس کا بھائی خالد سلطان کے پاس گیا مہلہل کی اولاد کے ساتھ، اس کے بعد ان میں انتشار پیدا ہو گیا اور انکا سردار عمر بن حمزہ حج کے لئے نکلا تو قتیبہ اور اس کے اصحاب امیر فضل اپنے مقام امارت بونہ سے اپنے حق اور اپنے آباء واجداد کی حکومت کی واپسی کا مطالبہ کرتے ہوئے آئے تو اس نے انھیں جواب دیا اور ۹ھ کے آخر میں ان کے قبیلوں کے پاس پہنچ گیا تو انھوں نے تونس سے جنگ کی اور اس پر چڑھائی کر دی پھر اس سے جنگ کو ترک دیا۔

۵۰ھ کے آغاز میں اور وہاں سے چلے آئے گرمی کے آخر میں اور ابوالقاسم بنوعتو نے صاحب الجرید کو اپنی عملداری توزر سے بلایا اور وہ فضل کی اطاعت میں داخل ہو گیا اور اس نے تمام اہل جرید کو اطاعت پر آمادہ کیا اور اس کے بارے میں بنومکی نے اتباع کی اور افریقہ اپنی اطراف سے سلطان

ابوالحسن کے قبضہ سے نکل گیا اور وہ اپنے بحری بیڑوں میں سوار ہوکر انگور کے موسم میں مغرب کی طرف آیا ۷۵۰ھ میں، اور مولیٰ فضل تونس کی طرف چلا گیا جہاں ابوالفضل بن سلطان ابوالحسن موجود تھا جسے اس کے والد صاحب نے مغرب کی طرف سفر کرتے وقت عوام کے حملوں اور انکی گھبراہٹ سے بچنے کے لئے امیر مقرر کیا تھا اور وہ اطمینان اس وجہ سے تھا کہ اس نے عمر بن حمزہ کی بیٹی کے ساتھ اس کا رشتہ کیا تھا۔

جب حج کے ایام میں مولیٰ فضل کے جھنڈے تونس پر لہرائے تو دعوت حفص کے لئے شیعوں کی نبض چلنے لگی اور اس کے بعد عوام نے محل کا محاصرہ کرلیا اور پتھر مارے، ابوالفضل نے بنی حمزہ کو اپنے رشتہ کے تعلق کا واسطہ دیا تو ابواللیل اس کے پاس آیا ان کو اوران کے ساتھیوں کو نکال کر قبیلے کے پاس لے گیا، اس کے ساتھ بنو کعب کے جوانوں کو سوار کرا کر بھیجا۔

جنھوں نے اس کو ان کے دامن میں پہنچا دیا اور انکو وطن کی راہ بتائی اور فضل الحضرۃ میں داخل ہوا اور اپنے آباء واجداد کی خلافت کی نشست پر بیٹھا اور بنو مرین نے حکومت کے جن آثار کو مٹا دیا تھا اس نے ان کی تجدید کی اور مسلسل اس کی یہی حالت رہی، آخر کار اس کا وہ حال ہوا جو ہم ذکر کریں گے انشاء اللہ۔

فضل کی وفات، ابومحمد بن تافراکین کی کفالت، اختیار کے تحت اس کے بھائی ابو اسحاق کی بیعت کے حالات

جب ابوالعباس الحضرۃ میں داخل ہوکر خود مختار حاکم بن گیا تو الجرید سے واپس آتے ہی اپنے چچا ابوالقاسم کی نیابت میں اس نے احمد بن محمد بن عتو کو حجابت کا امیر مقرر کر دیا، جنگ اور فوج کا سالار اپنے خاص دوست محمد بن اشواش کو مقرر کیا، ابواللیل قتیبہ بن حمزہ دیگر امور میں اس پر حاوی اور مطالبات کرنے میں بڑی جری تھا۔

اور اس کے خاص دوست نے ان کی باتوں کو برا منایا تو انھوں نے برا منانے کی وجہ سے ان پر حملہ کر دیا اور وہ اپنے بھائی خالد کو، اس نے ابو القاسم بن عتو کو حجابت اور حکومت سپرد کی تھی اور حکومت کی باگ ڈور کے ہاتھ میں تھی پیغام بھیجا تو وہ سوسہ سے سمندری سفر کے ذریعے ان کے پاس آیا اور حالد بن حمزہ نے ترک عہد کے بعد اپنے خلاف مددگار بننے کی خواہش کی اور ابواللیل بن حمزہ نے بھی ان کے امور کے استحکام سے پہلے ان سے گفتگو کی اور اس نے سلطان پر غلبہ پالیا اور اسے سالار محمد بن اشواش کو معزول کرنے کا وعدہ دلایا۔

اس کے بعد ان کو بونہ کی فوجوں کا سالار بنا کر مال بھیج دیا، ابواللیل اور اس کے بھائی خالد دونوں کے درمیان جنگ کی آگ بھڑک اٹھی اور انکی جمعیت پریشانی میں مبتلا ہوجانے کے قریب تھی اور وہ اسی دوران جنگ کی آگ کو ہودے بھڑک رہے تھے اور فوجوں کو اکٹھا کررہے تھے کہ اچانک ان کا بڑا سردار عمر اور ابوعبداللہ بن تافراکین حج سے واپس آگئے۔

جب ابن تافراکین اسکندریہ آئے تو سلطان نے ان کے بارے میں اہل مشرق کی طرف پیغام بھیجا اور ملوک مصر نے ان سے کہا کہ وہ ان کے بارے میں پنچایت مقرر کرے، سقاروس کو جوان دنوں حکومت پر حاوی تھا ان کے خلاف پناہ دی اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے ان کا عمر بن حمزہ بھی اسی لئے نکلا اور ۷۵۰ھ کے آخر میں حجاج کی مجالس میں اکٹھے ہوئے اور دونوں نے افریقہ کی طرف واپس جانے اور معاملہ میں مدد کرنے کا معاہدہ کیا، واپس لوٹ آئے اور انھوں نے خالد اور قتیبہ سے صفر میں ملاقات ہوئی، قمر بن داویہ کے اشارے سے دونوں اکٹھے ہوگئے اور ان کے دلوں سے کینوں کو دور کیا اور سلطان کے خلاف سفارش کرنے پر اتفاق کیا۔

اس کے دوست قتیبہ نے ان کو واپس آنے کا پیغام بھیجا تو اس نے اس بات کو قبل کرلیا اور انھوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ حجابت اپنے باپ کے دوست اور حکومت کے بڑے آدمی ابومحمد تافراکین کے سپرد کرے، ابن عتو سے لیکر ان کو دیدیں مگر انھوں نے انکار کر دیا۔

ان کے قبیلے شہر کے باہر اتر پڑے اور انہوں نے سلطان کو انکی طرف جانے پر برانگیختہ کیا تا کہ اس عہد کو پورا کریں اور وہ شہر کے میدان میں کھڑا

ہو گیا، آخر کار انھوں نے اسکو گھیر لیا پھر انھوں نے گھر تک انکی اقتداء کی، ابن تافراکین کو شہر میں داخل ہونے کے لئے لبیک کہا اور وہ جمادی الاولی ۵۱ ھ کو شہر میں داخل ہو گیا اور مولی ابو اسحاق ابراہیم بن مولانا سلطان ابو بکر کو گھیر گیا اور اس کی مرضی کے مطابق عہد کر کے ان کو محل میں لے آیا اور تخت خلافت پر بٹھا دیا اور سب نے ان کی بیعت کی ان دنوں میں وہ جوان تھا اس لیے ان کی بیعت منعقد ہو گئی۔

اور اس رات میں ان کے بھائی فضل کو انکی خدمت میں پیش کیا گیا تو ان کو قید کر دیا اور نصف رات میں وہ جاں بحق ہو گیا اور اس کا حاجب ابوالقاسم بن عتو شہر کی جھگیوں میں روپوش ہو گیا اور کئی راتوں کے بعد اطلاع ملی تو ان کو گرفتار کر لیا اور آزمائش میں ڈال دیا اور وہ اسی آزمائش میں ہلاک ہو گیا۔

جہات کے عمال کو بیعت لینے کے لئے کہا گیا تو حاکم بن توزر ابن بہلول بھی اطاعت پر تیار ہو گیا اور تحائف وغیرہ بھیجے اور حاکم قفصہ اور نفلہ نے بھی اس کی اتباع کی ابن مکی نے انکی مخالفت کی اس کے بعد ابن تافراکین پر چڑھائی کرنے گیا کیونکہ اس نے سلطان کی کفالت بھی کی اور ان کو اس کی حکومت میں تصرف نہ کرنے دیا تھا اور اس پر حاوی ہو گیا تھا۔ اس کا زیادہ حالات انشاءاللہ بیان کریں گے۔

حاکم قسطنطنیہ کی چڑھائی، ابن مکی کی جماعت کے حالات اور گردش احوال:...... جب تونس پر ابو محمد بن تافراکین نے قبضہ کر لیا اور ابواسحاق کی بیعت کی خلافت لی اور اسپر حاوی ہو گیا تو امراء اس کے اثر ورسوخ کی وجہ سے ناراض ہو گئے اور ابن مکی بھی ان کی چغلی کی وجہ سے ناراض ہو گیا کیونکہ ان دونوں کے سلطان ابو بکر کے زمانے سے حسد پایا جاتا تھا اور اس نے اولاد سے اس کے خلاف مدد طلب کی جو کعوب کی ریاست میں اولاد ابواللیل کے حصہ دار اور امارت میں رسہ کشی کرنے والے تھے۔

جب انھوں نے صائمہ ابن تافراکین کو اولاد ابواللیل کی طرف اپنا ہمسر دیکھا تو انھوں نے اس کے متعلق اتفاق کیا اور قبائل علاان کے بنی حک کے ساتھ معاہدہ کر لیا اس کے بعد الضواحی پر چڑھائی کر دی اور غارت گری کرنے لگے پھر وہ حاکم قسطنطنیہ امیر ابوزید کے پاس افریقہ پر حملہ کرنے اور اس کے باپ کی حکومت کو غاصبوں سے چھڑانے پر اکسانے کے لئے کہا اس نے غلام میمون بن منصور ابی ھلل اور اپنے باپ کے غلاموں کی نگرانی کے لئے دو فوجی دستے بھیجے اور وہ قسطنطنیہ سے کوچ کر گئے اور ان کے ساتھ رواودہ کا سردار یعقوب بن علی بھی اپنی قوم وساتھیوں سمیت کوچ کر گیا۔

قاسم کے لئے ابو محمد تافراکین نے الحضرۃ سے ابواللیل کے ساتھ ایک فوج بھیجی اور یہ دونوں یعقوب بن سحیم کے ہاتھوں قتل ہو گئے جو اولاد قوس اور بنی حکم کے شیوخ تھے انکی فوج تونس واپس آ گئی اور قسطنطنیہ کی فوج علاقے میں پھیل گئیں اور انھوں نے معوراہ کے اوطان سے اموال اکٹھا کیا اور ابدہ تک چلے گئے اس کے بعد قسطنطنیہ کو لوٹ گئے اور اولاد ابواللیل کی جگہ ان کا بھائی خالد بن حمزہ حکمران بن گیا اور انھوں نے حکومت سنبھال لی، اس دوران ابوالعباس بن

مکی اپنے مقام ولادت فارس سے حاکم قسطنطنیہ مولی زید کے ساتھ خط وکتابت کرتا رہا اور عربوں کی فوجی ومالی امداد اور عطیات دینے کے لئے تیار کرتا رہا۔ جب موسم سرما ختم ہو گیا اور اولاد مہلہل کے ساتھ اس کے پاس گیا تو وہ ان کے ساتھ نہایت عزت واحترام کے ساتھ پیش آیا اور ان کی اپنی حجابت پر مقرر کر دیا اور اپنی فوجوں اور ہتھیاروں کو جمع کیا اس کے بعد کمزوریوں کو دور کیا۔

۵۲ھ میں قسطنطنیہ سے کوچ کر گیا، ابو محمد بن تافراکین نے سلطان ابواسحاق کو فوجیں اور ہتھیار مہیا کر دیئے، اس کی جنگ کا منتظم ابوعبداللہ محمد بن تزار کو بنایا جو فقہاء اور کاتبوں کے مشائخ کے طبقہ سے تعلق رکھتا ہے پر سلطان کے بیٹوں کو لکھنا اور قرآن مجید پڑھنا سکھاتا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور تیاری کے ساتھ تونس چلا۔

جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو محمد نے حملہ کر دیا، لڑائی چھڑ گئی اور سلطان ابواسحاق میدان کارزار میں بچ گئے اور ان کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور شکست کھا کر بھاگ گئے، لوگوں نے شام تک انکا تعاقب کیا اور سلطان تونس چلا گیا اپنا دوست ابو محمد بن تافراکین کے پاس اور وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے آ گئے اور انہوں نے کئی روز تک تونس سے جنگ کی مگر وہ نہ کر سکے پھر وہ قیروان کی طرف چلے گئے اور انھیں یہ اطلاع ملی کہ مغرب اقصیٰ کا بادشاہ سلطان ابوعبداللہ، ابو محمد بن تافراکین کی مدافعت سے قسطنطنیہ کی طرف چلا گیا ہے اور انہوں نے کمک مانگی ہے اور حیات نے قسطنطنیہ سے جنگ کی ہے۔

اس کے بعد کھیتوں کولوٹ لیا ہے اوران پراوراس کے میدانوں پر غارت گری کی ہے اورانہیں یہ بھی اطلاع ملی کہ وہ بنی مرین کی فوج سے قوت حاصل کر کے بجایہ کی طرف لوٹ آیا ہے۔ امیر ابوزید نے انکی سرحداوران کے دارالامارت قسطنطنیہ پرحملہ کرنے کاارادہ کرلیا۔

ابوالعباس بن مکی اوراولاد مہلہل نے ان کورغبت دلائی کہ وہ اپنے بھائیوں کے درمیان جواس کے پاس آتے تھے اوراس کے ساتھ مل کر جنگ کرتے ہیں جانشین مقرر کردیئے تو اس نے اپنے بھائی عباس کووالی مقرر کردیا اورانھوں نے ان کی بیعت کرلی اوراس کے حقیقی بھائی ابویحیٰ نے یہیں پر اقامت اختیار کرلی، اس کاتفصیلی بیان انشاءاللہ کریں گے۔ اوراس موقع پر امیر ابوزید قفصہ سے جلدی جلدی قسطنطنیہ کی طرف آ گیا۔

بجایہ کے حاکم کاابوعنان کے پاس جانا اوران پر، ان کے شہر پراوراپنے مقصود قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے کے حالات

امیر ابوعبداللہ حاکم بجایہ اورامیر ابوعنان کے درمیان بڑے تعلقات اوردوستی پائی جاتی تھی جب وہ تلمسان کاامیر تھا اورحفص اعیاص ندرومہ اور وجدہ میں اترے ہوئے تھے جسے جوانی کے تعلقات، حکومت اورسابقہ رشتہ داری کومضبوط کردیا تھا۔ وجہ یہی ہے کہ امیر ابوعبداللہ بن مرین کی طرف جھکاؤ رکھتا تھا۔ جنکی وجہ سے اس نے اپنی حکومت کی طرف راہ پائی تھی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب سلطان ابوالحسن تونس سے کوچ کرتے وقت اپنے بحری بیڑے میں گزرا تو اس نے امیر ابوعنان سے کٹے ہوئے معاہدے کی پاسداری کرتے ہوئے اہل سواحل کوحکم دیا کہ وہ سلطان ابوالحسن کو خوراک اور پانی نہ دیں۔

جب سلطان ابوعنان نے ۷۵۳ھ میں بنی عبدالواد پرحملہ کردیا، مغرب اوسط پرقابض ہوگیا اورانکی فوج بجایہ کی طرف بھاگ گئی تو اس نے امیر ابو عبداللہ کواشارہ کیا کہ جہات میں ان کوروکے اورگرفتار کرے تو اس نے ان کی بات

کو مان لیا اوراس نے جاسوس بھیجے جو بجایہ کے نواح میں مکین گاہوں میں محمد بن سلطان ابوسعید عنان بن عبدالرحمٰن اوراس کے بھائی ابوثابت زعیم بن عبدالرحمن اوران کے وزیر یحییٰ بن داؤد بن سلطان، کی گرفتاری کے لئے، تو انھوں نے گرفتار کر کے قید کرلیا اورانھیں سلطان ابوعنان کے پاس بھیج دیا۔

پھر وہ ان کے پاس آیا تو وہ ان سے بہت عزت واحترام کے ساتھ ملا اورخوب مہمان نوازی کی پھراس کے ساتھ مل کران لوگوں کے خلاف سازش کی جنھوں نے اس لڑائی کے مقابلے بجایہ کی حکومت کوچھوڑ کرمکناسہ المغرب کی حکومت دلانے پراکسایا اورکہا کہ یہ بات اپنے سوا اورکسی بے اعتماد آدمی پرظاہر نہ کر مگرانھوں نے مایوسانہ طور جواب دیا اوراس نے سلطان کی مجلس میں بنی مرین کے سرداروں کے سامنے رغبت کااظہار کیا تو اس نے انکی مدد کی اورانکاانعام بڑھادیا اورامیر ابوعنان نے اپنے غلام فارح کوبھیجا کہ وہ اس کے بیوی بچوں کو لے آئے اورابوعنان نے بجایہ پرعمر بن علی بن وزیر الطاسی کوامیر مقرر کردیا اور بنی واطاس کے خیال میں امیر لموتنہ علی بن یوسف کی طرف متوب ہوئے ہیں۔

ابوعنان نے نسب صنہاجی کی مجبوطی کی وجہ سے جواس کے اوراس کے اہل وطن کے درمیان پایا جاتا تھا انکو وہاں کی ولدیت کے لئے مخصوص کرلیا تو سب کے سب المریہ سے واپس لوٹ آئے۔ جب بجایہ میں فروکش ہوئے تو دعوت حفصی کے مددگاروں۔ وہاں کے ضہاجی اورموالی نے آپس میں مشورہ کیا۔ فرزیہ عمر بن علی اور بنی مرین کے پیروکاروں کے قتل کے متعلق ان کے جوانوں نے چپکے چپکے باتیں کہیں اورمنصور بن ابراہیم بن الحاج جو ضیاجہ کالیڈر رہے اپنی قوم کے جوانوں کے ساتھ فارح کے مشورہ سے اس بات کادرپے ہوگیا اورقصبہ اس کے گھر گئے تو منصور نے ان سے باتیں کرتے ہوئے نیزے سے حملہ کردیا اوردوسرے آدمی نے قاضی ابن مرکان کونیزہ ماردیا کیونکہ وہ بنی مرین کا پیروکار تھا۔

پھرانھوں نے عمر بن علی کاکام تمام کردیا اورقابض اپنے گھر چلا گیا اس کے بعد فارح کوگھبراہٹ لگ گئی اورسوار ہوکرآ گیا ان کے پاس اورایک آدمی نے حاکم قسطنطیہ مولیٰ ابوزید کی دعوت کی اورآواز لگائی تو اس کے پاس اطلاع پہنچی اورآنے پرآمادہ کیا اورکئی روزتک اس کام کوکرتا رہا پھراہل

بجایہ کے سرداروں نے حاکم مغرب کے حملہ کے خوف کی وجہ سے اس کی دعوت کرنے کے متعلق مشورہ کیا اس کے بعد انھوں نے فارح پر حملہ کر دیا۔

بڑا پارٹ ادا کیا اس بات میں ابن سید الناس کے غلام بلال اور محمد بن حاجب ابوعبداللہ بن سید الناس اور مشائخ نے مواص کے عامل کو بلایا جو بنی مرین میں سے تھا اور اس کا نام یحییٰ بن عمر مرین عبدالمؤمن تھا جو بنی ونکاس میں سے تھا وہ جلدی سے ان کے پاس آیا اور سلطان ابوعنان نے اپنے حاجب ابوعبداللہ محمد بن ابوعمر کو قوم کے ساتھ بجایہ کی طرف بھیجا اور وہ بجایہ میں ۵۴ھ کے آغاز میں داخل ہو گیا۔

اس کے بعد ضیاجہ چلے گئے اور ان کے بڑے کام کے آدمی تونس چلے گئے، اس نے مولیٰ بن سید الناس کے مضافات پر چھاپہ مارا کیونکہ ان کو اس کے متعلق بدگمانی ہوگئی تھی نیز اس نے قاضی محمد بن عمر کو گرفتار کر لیا کیونکہ یہ فارح کا پیرو کار تھا اور اس نے شہر کے عوام کے لیڈروں کو بھی گرفتار کر لیا اور قید کر کے مغرب کی طرف بھیج دیا اور اپنی توجہ وطن کی اصلاح کی طرف پھیر دی، اس نے عربوں کے بڑے آدمیوں، بجایہ و قسطنطینہ کے مضافات کے باشندوں کو بلایا اور زواودہ کا بزرگ یوسف بن مری اور التراب کا حاکم بھی ان کے پاس آئے اور اس نے اطاعت اختیار کرنے پر اس کے بیٹوں کو بطور یرغمال طلب کیا اور وہ انکے ساتھ مغرب کی طرف چلا گیا اور موسیٰ بن ابراہیم یرفیانی کو ابوعنان نے بجایہ پر عامل مقرر کیا اور یہ وزراء کے طبقہ میں سے تھا، انھیں وہاں بھیج دیا۔

وہ جب سلطان کے پاس گئے تو ان کے ساتھ بڑی نشست کی اور ان سے عزت و احترام کے ساتھ ملا اور بڑی جاگیریں و عطیات دیئے اور ان کے لئے اقرار نامہ جاری کیا ان سے اطاعت پر عہد لئے اور ان کی چیزیں گروی رکھیں، وہ اپنے گھروں کو لوٹ آئے اور اس نے ابن عمر کو اپنا حاجب بنایا اور بجایہ اور اس کے مضافات کا والی بنایا اور جنگ قسطنطینہ کا سال مقرر کیا اور وہ اسی سال کے رجب کے مہینے میں بجایہ میں داخل ہو گیا۔

سلطان نے موسیٰ بن ابراہیم سرویکش کی وبدولت، بنی بادرار کی ایک فوج کے ساتھ جو اس نے قسطنطینہ کو تنگ کرنے، وطن کا خراج لینے کے لئے تیار کی ہوئی تھی اترنے کا اشارہ کیا، یہ سب بجایہ میں صاحب کی نگرانی کے لئے جارہا تھا قسطنطینہ میں بنی مرین کے واقعہ سے ابوعمر تاشفین بن سلطان ابوالحسن قید تھا وہ اپنی قوم میں فاتۃ العقل اور جنونی کی وجہ سے مشہور تھا اور اس کا وظیفہ بڑھا دیا امرائے قسطنطینہ نے اس کے قید کے زمانے میں اور نسب کے مطابق ان سے سلوک کیا۔

جب بنی مرین کی فوجوں نے بنی یاوراد پر چڑھائی کی جو بجایہ کی عملداری کے آخر میں ہے اور انھوں نے قسطنطینہ اور وہاں کی جنگوں اور حصار کو ذلیل کر دیا ابوزید نے اس فاتۃ العقل ابوعمر کو بلانے کے لئے مقرر کیا جو بنی مرین کے جوانوں اور بنی یاوراد کی فوج میں تھے اور ان کو ہتھیار مہیا کر دیئے اور انھوں نے دوسروں سے گفتگو کی اور انکا سردار فد یادوستی کے لئے ان کے پاس آیا۔

امیر ابوزید کا حاجب نبیل، صنہاجہ سرویکش بونہ کے، زواودہ کے پاس گیا جو ان کی دعوت پر قائم تھے، اس نے ان کو اکٹھا کیا ان سب نے مل کر بجایہ پر چڑھائی کر دی، اس کی اطلاع بجایہ میں حاجب کو مل گئی تو اس نے زواودہ کو ان کے سرمائی صحرائی مقامات میں اطلاع بھیجی تو وہ ان کے پاس آ گئے۔

آخر کار تلول میں فروکش ہو گئے اس کے اور ابودینار بنی علی بن احمد کے پاس اس نے جا کر قسطنطینہ پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا اور وہ اپنی ایک ایک فوجی کے پاس گیا اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور وہ بجایہ سے ربیع ۵۰ھ نکلا اور ابوبکر اور ان کے ساتھیوں نے قسطنطینہ کی طرف لوٹتے ہوئے حملہ کر دیا اور بنی مرین، زواودہ اور سدویکش کے ساتھ مل کر حاجب نے حملہ کر دیا اور نبیل نے اپنے ساتھیوں سے جنگ کی مگر شکست کھائی اور بونہ کے اموال کا صفایا ہو گیا۔

اس کے بعد ابن ابوعمر اپنی فوجوں کے ساتھ قسطنطینہ کی طرف لوٹ آیا، سات دنوں تک وہاں مقیم رہا۔ پھر وہاں سے میلہ کی طرف چلا گیا اور یعقوب بن علی نے فریقین کی اس شرط پر صلح کروادی کہ وہ ابوعمر فاتۃ العقل پر قابو دلا دیں، ان کو اس کے بھائی سلطان ابوعنان کے پاس بھیجا تو اس نے ان کو ایک کمرہ میں جگہ دی اور ان پر پہرہ دار مقرر کر دیا اور حاجب اپنے عملداری کے نواح میں گیا اور مسیلہ تک پہنچ گیا اور وہاں کا خراج وصول کیا پھر وہ بجایہ کی طرف واپس گیا اسی سال ۵۶ھ کے آغاز میں قبضہ کر لیا قسطنطینہ پر چڑھائی کر کے اس کا محاصرہ کر لیا مگر اسکو زیر نہ کر سکا تو بجایہ کی طرف واپس آ گیا۔

پھر اس نے اگلا سال ۷۵۰ھ میں دوبارہ حملہ کیا، وہاں منجنیقیں نصب کر دیں مگر کچھ نہ کر سکا اور اس کی فوج میں سلطان کی وفات کی افواہ پھیل گئی تو منتشر ہوگئی اور انھوں نے اپنی منجنیقوں کو جلا دیا اور بجایہ کی طرف واپس آ گیا اور اس نے بنی یاورا کے دستوں کو موسیٰ بن ابراہیم پر خانی عامل سدویکش کی نگرانی کے لئے ٹھہرا لیا، آخر کار ان پر اور ان کی فوج پر حملہ نہیں ہوا۔ اس کا ذکر انشاء اللہ آگے کریں گے۔

جنگ طرابلس کا واقعہ، نصاریٰ پر اس کا غلبہ اور ابن مکی کی طرف واپسی: ...... طرابلس ایک سرحد ہے قدیم حکومتوں کے زمانے سے۔ جس کی حفاظت کی طرف طرابلس خصوصی توجہ دیا کرتی تھی کیونکہ وہ میدانی علاقہ ہے، اس کے مضافات، قبائل ہے خالی پڑے ہیں اکثر اس کی حکومت کے متعلق اہل صقلیہ کے نصاریٰ آپس میں باتیں کیا کرتے تھے اور میخائیل نے (اسلول رجاز کا حکمران تھا) ان سے بنی حرزوق کے ہاتھوں سے چھین کر اپنے قبضہ میں لے لیا تھا۔

بنی حرزوق، مغراوہ میں سے تھے، یہ انکی اور صنہاجہ کی آخری حکومت تھی اس کا بیان گزر چکا ہے اس کے بعد ابن مطروح نے طرابلس کو واپس لے لیا اور موحدین کی دعوت میں شامل ہوگیا۔ ایک زمانہ گزرنے کے بعد ابن ثابت اس کا خود مختار حاکم بن گیا۔

اس کے بعد ۷۵۰ھ میں اس کا بیٹا الحضرۃ سے الگ ہو کر اور دعوت کے آداب قائم کر کے اس کا والی بن گیا اور یہاں تاجر لوگ آیا کرتے تھے انھوں نے اس کی کمزوریوں پر اطلاع پائی اور ان کے ساتھ جنگ کرنے کا مشورہ کیا اور جنگ کے لئے جگہ بھی مقرر کر لی وہ ۷۵۵ھ میں یہاں آئے اور اپنے اپنے کاموں کے لئے شہر میں پھیل گئے، انھوں نے ایک شنبہ اسپر شب خون مارا اور اس کی فصیلوں پر چڑھ گئے ان پر قبضہ کر لیا اور انکے آدمیوں نے جنگ کا نعرہ لگایا حالانکہ وہ ہتھیار بند تھے پھر ڈر گئے اور اپنے بستروں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

جب انھوں نے ان کو فصیلوں پر قبضہ کئے ہوئے دیکھا تو انھیں اپنی جانیں بچانے کا خیال آیا اور ان کا پیش نظر ثابت بن محمد نے اپنے وطن کے اعراب کے خیمے میں پناہ لیکے اپنی جان بچائی مگر زخم کے باعث ہلاک ہوگیا اور اس کے دونوں بھائی اسکندریہ چلے گئے اور نصاریٰ نے اسے لوٹ لیا اور جو مال غنیمت ملے (مال متاع، اونٹ اور قیدی) وہ کشتیوں میں ڈال کر لے گئے اور وہاں اقامت پذیر ہوگئے۔

والی قابس ابوالعباس بن مکی نے فدیہ کی بات کی تو انھوں نے پچاس ہزار سونے خالص کی شرط لگائی۔ اس نے شاہ مغرب کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ رقم دیدے تو انھوں نے جتنی رقم ان کے پاس تھی جمع کر کے دیدی جب پوری نہیں ہو رہی تھی تو اس نے باقی رقم قابس، جامہ اور بلاد جرید سے لیا اور انکو دیدیا اور نصاریٰ نے اجن کو طرابلس پر قبضہ دیدیا اور وہاں سے کفر کا میل دور کیا اور سلطان ابوعنان نے بھی اسکو مال بھیج دیا کہ وہ ان لوگوں کو دیدے جنھوں نے اسکو مال دیا ہے اور وہ اسکندریہ کا فدیہ دینے میں منفرد رہے۔ مگر چند لوگوں کے سوا باقی حضرات نے مال لینے سے انکار کر دیا اور مال ابن مکی کے پاس رکھ دیا اور ابن مکی ہمیشہ اس کا امیر رہا۔ یہانتک کہ فوت ہوگیا، اس کا ذکر انشاء اللہ کریں گے۔

امیر المؤمنین سلطان ابوالعباس کی بیعت

اور قسطنطنیہ میں حکومت کے آغاز کرنے والے کے حالات: ...... امیر ابوزید نے اپنے باپ امیر ابوعبداللہ کے بعد اپنے دادا خلیفہ ابوبکر کی حکومت کو سنبھالا اور اس کے سب بھائی ان کے مددگار تھے اور مددگاروں میں امیر المؤمنین سلطان ابوالعباس بھی شامل تھا جو اپنے باپ کی وفات کے وقت سے دعوت حفص کے دینے میں منفرد تھا اور انکا خیال تھا کہ وراثت انکی ہے اور حکومت بھی، اور انھیں اپنے زمانے کے ولی کہا جاتا ہے اور صاحب بھی شامل تھا، ایک روز جب یہ سب بھائی اپنے اور پنے اسلاف کے دستور کے مطابق اولیاء سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کی ملاقات کو آتے رہتے تھے ان کے لئے دعا کر کے کہا کہ انشاءاللہ برکت اس گھرانے میں رہے گی۔ سب بھائیوں کی طرف اشارہ کیا اور اسی طرح حذاق منجم بھی دیتے تھے اور ابوالعباس میں انکو اسباب کے آثار وعلامات نظر آتے تھے۔

پھر جب ۷۵۳ھ میں اپنے بھائی ابوزید کے ساتھ جنگ ہوئی تونس میں تو وہ وہاں سے چلا گیا۔ افواہوں کے باعث قسطنینہ واپس جانے کا

ارادہ کرلیا تا کہ سلطان ابوعثمان سے دریافت کرے کہ اصل واقعہ کیا ہے۔ اس نے عملداری کے آخر میں چڑھائی کر دی جو بجایہ کی سرحدوں کے ساتھ ہے اس وقت اسباب کی طرف ان کو اولاد مہلہل نے رغبت دلائی تھی جو عربوں میں اس کا مددگار اور پیرو کار تھے۔

ابوالعباس بن مکی نے قابس کی عملداری کے حکمران کی مصاحبت کی کہ وہ اس کے بھائیوں میں سے کسی کو ان پر عامل مقرر کر دے اور محاصرہ کر کے تونس کو دوبارہ واپس لے تو انھوں نے اپنا بھائی مولانا عباس کو بھیجا، اس کے کام کے لئے ان کے پیچھے رہ گیا اور اس کے مددگاروں میں اس کا حقیقی بھائی ابو یحییٰ بھی شامل تھا ان دونوں نے قابس میں اقامت اختیار کر لی اور حاکم طرابلس محمد بن ثابت نے محاصرہ کے لئے اپنا بحری بیڑا بھیجا ہوا تھا امیر ابوالعباس اپنے ساتھیوں سمیت جزیرہ میں داخل ہو گیا وہاں سے سمندر میں گھس گئے۔

ابن ثابت کی فوج بھاگ گئی اور قلعہ کو چھوڑ گئی پھر سلطان قابس کی طرف واپس آ گیا اور عرب اولاد مہلہل نے تونس پر چڑھائی کر کے کئی روز تک اس کا محاصرہ جاری رکھا مگر اسے کچھ نہ کر سکا، وہ الجرید کے مضافات کی طرف واپس آ گیا، اس نے اپنے بھائی ابوزکریا یحییٰ کو ۵۵ھ میں سلطان کے پاس دادخواہ بنا کر بھیجا تو اس نے انکو خوش آمدید کہا اور ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا اور انعام دیا اور ان کے ساتھ وعدہ کیا وہاں سے اپنے وطن لوٹ آیا اور قسنطینہ کو چھوڑتے وقت حاجب ابوعمر کے پاس سے گزرا اور قاصیہ افریقہ میں اپنے بھائی کے پاس گیا اور دونوں اپنے اپنے حق کے طلب کرنے میں متفق ہو گئے۔

اس دوران ابومحمد بن تافراکین حاکم تونس، اولاد ابواللیل کے سردار خالد بن حمزہ کے درمیان خرابی پیدا ہوگئی تو وہ اپنے ہمسروں اور مہلہل کے پاس چلا گیا اور انھیں مدد کے لئے بلایا تو وہ اس کے پاس آ گیا اور خالد سلطان ابوالعباس کے پاس چلا گیا۔

انھوں نے ان کے ساتھ تونس پر چڑھائی کر دی ۵٦ھ میں ان کے ساتھ جنگ کی مگر وہ اسکو کچھ نہ کر سکا اور ان کو چھوڑ کر چلے گئے اس کے بعد اس کے بھائی ابوزید۔ نے ان کو بلایا تا کہ وہ بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ ان کی مدد کریں کیونکہ انھوں نے اس کے ساتھ اس بارے میں خط و کتابت کی تھی، اس کا محاصرہ تنگ ہو گیا تو اس نے ان کو جواب دیا بعد میں ان کے پاس خالد اپنی قوم کے ساتھ آیا۔

اس کے بعد امیر ابوزید خالد کے ساتھ تونس جنگ کرنے گیا اور انھوں نے اپنے بھائی ابوالعباس کو قسنطینہ پر نائب مقرر کر دیا۔ اور وہ قسنطینہ میں داخل ہو کر شاہی محلات میں جا اترے ایک مدت تک اس میں مقیم رہا۔ بنی مرین کی فوجوں نے الضاحیہ کو بھر دیا، آغاز کار میں ان کو خود مختار کی طرف دعوت دی اور حفاظت و مدافعت میں بہت زور لگایا کیونکہ انھیں توقع تھی کہ فوجیں ان پر حملہ کریں گی بجایہ کی جانب سے اور ۵٦ھ میں اس کی وہاں بیعت ہوگئی، اس کی حکومت قائم ہوگئی۔

اسی سال حاکم بجایہ عبداللہ بن علی سے قسنطینہ کا حصار ٹوٹ گیا، اس کا بھائی امیر ابوزید جب خالد کے ساتھ تونس کی طرف گیا، اور اس کے ساتھ جنگ کی تو اس کو کچھ کر نہ سکا اور واپس لوٹ گیا اور اس کا بھائی قسنطینہ کا خود مختار حاکم بن گیا، خود مختار حاکم بونہ کی طرف آیا اور اس نے ابومحمد تافراکین کو الحضرۃ کی طرف بھیجا اور ان کے لئے بونہ چھوڑ دیا اور جواب دے دیا اور امیر ابوزید نے چچا سلطان ابواسحاق کے لئے بونہ چھوڑ دیا۔ اور وہ خود تونس کی طرف چلا گیا تو انھوں نے ان کو بہت سے گھر وظائف اور انعامات دیئے اور وہ اپنے چچا کی کفالت پر قیام پذیر رہا، اس کا بیان مزید تفصیل سے آگے آئے گا۔

موسیٰ بن ابراہیم کا واقعہ اس کے بعد ابوعنان کا قسنطینہ پر قبضہ اور اس کے درمیان ہونے والے واقعات

سلطان ابوالعباس نے جب مستقل حکومت قائم کر لی اور بجایہ، بنومرین کی فوجیں اس کے مقابلے میں گئیں تو انھوں نے اپنے شہر کا شاندار دفاع کیا اور اہل ضاحیہ کو غلبہ کے آثار نظر آئے، اس کے بعد سدویکش کے جوانوں کو (مہدی بن یوسف کی اولاد سے تھے) شامل کر دیا اور ان کے ساتھ موسیٰ

بن ابراہیم کوان کے دستوں کو (بنی یاورار میں سے تھے) شامل کردیا اور انھوں نے میمون بن علی بن احمد کوانکی طرف دعوت دی اور وہ اپنے بھائی یعقوب سے منحرف تھا جو بنی مرین کا مددگار وخیرخواہ تھا۔

اور سلطان نے اپنے بھائی ابوزکریا یحییٰ کوفوجوں میں بھیجا اوران پر غارت گری شروع کردی دور دور تک، جب وہ قریب آئے سوار ہوکر وہ انکے پاس آئے، وہ آگے بڑھے تو رک گئے اوران کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اوران کا گھیراؤ ہوگیا، فوج کے سالار موسیٰ بن ابراہیم نے زخم کھا کر بھی خوب خونریزی کی اوران کے بیٹے زیان، ابوالقاسم اوران کے ساتھیوں نے جو بڑے جنگجو تھے خوب جنگ کی اوران کا تعاقب کیا قتل کرتے ہوئے اور لوٹ مار کرتے ہوئے یہاں تک کہ ان کی بیخ کنی ہوگئی اوران کا ایک گروہ بھاگ کر بجایہ پہنچ گیا اور سلطان ابوعنان سے ملاقات کی۔

اس کے بعد اطلاع ملی تو وہ اپنے سواروں کی خبرگیری کے لئے اٹھا، عطیات کے دفتر کا دروازہ کھولا اور وزراء کو جیات میں فوج اکٹھی کرنے کے لئے بھیجا اور فوج کو تیار کیا، کمزوریوں کو دور کیا۔ موسیٰ بن ابراہیم نے اس کے متعلق شکایت کی کہ وہ اپنے ارادے کو پورا کئے بغیر بجایہ میں بیٹھا ہے تو وہ ناراض ہوگیا اوران کو برطرف کردیا اس کی جگہ یحییٰ بن میمون بن معمود کو مقرر کیا اوراس کے بعد وہ ایک ماہ تک فوج کی تیاری میں لگا رہا۔

سلطان ابوالعباس نے اپنے بھائی ابویحییٰ کو چچا سلطان ابواسحاق کے پاس داد لینے کے لئے بھیجا۔ ابوعنان اپنی فوجوں کے ساتھ روانہ ہوگیا اور اپنا وزیر فارس بن میمون بن وددرار کو بھیجا اور وہ ربیع کے ماہ ۷۵۷ھ میں اس کے پیچھے پیچھے قسطینہ کی طرف گیا اوراس کے وزیر وددرار نے اس سے پہلے ان کے ساتھ جنگ کی اور جب وہ میدان میں اترا تو انھوں نے زمین کو اپنی فوجوں اور اہل شہر کے ساتھ ڈھانپ دیا وہ حیران رہ گیا اور بھاگے اور سلطان ابوالعباس نے قصبہ کی طرف جا کر تحفظ اختیار کرلیا عہد حاصل کرلیا اپنے متعلق بعد میں اس کے پاس گیا تو ان سے نہایت احترام کے ساتھ ملا اور اپنے برابر میں ایک قیمتی خیمہ لگوایا تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ انھوں نے عہد توڑ دیا، ان کو جہاز میں سوار کرواکر مغرب کی طرف بھیج دیا۔

وہاں ان کے لئے پہریدار مقرر کردیئے اوراس کے بعد انھوں نے بونہ کی طرف فوج بھیجی کیونکہ بونہ اس کی اطاعت سے سرکش ہوگیا تھا اور وہاں الحضرۃ کے عامل بھاگ گئے۔ جب وہ غالب آگیا تو اس نے قسطینہ پر منصور بن مخلوق کو امیر مقرر کیا جو بنی مرین سے پہلے بنی بابان کا شیخ تھا پھر انھوں نے اپنے ایلچیوں کو ابومحمد تافراکین کی طرف بھیجا کہ وہ اس کی اطاعت اختیار کرے اور تونس کی ولایت چھوڑ دے، ان کو واپس کردیا اور مولیٰ ابو اسحاق کو ابوالیل اوران کے ساتھی عربوں کے ساتھ نکال دیا کیونکہ اس کے مقابلے میں فوج کو تیار کرکے اور ضروری ہتھیار دیکر بھیجا تھا اور وہ خود تونس میں قیام پذیر ہوگیا۔

اس کے بعد ابوعنان نے ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اور اولاد مہلہل اس کام پر اکسانے کے لئے ان کے پاس آگئی تو اس نے ان کے ساتھ یحییٰ بن رحو بن تاشفین کی نگرانی کے لئے ایک فوج بھیجی اور دوسری فوج کو محمد بن یوسف کی نگرانی کے لئے بھیجا جو ایکم کے نام سے مشہور تھا، بنی احمر میں سے تھا جو اندلس میں بادشاہوں کے بیٹے تھے، بحری بیڑے لیکر پہنچ گئے اور انھوں نے تونس پر حملہ کردیا۔

ڈیڑھ یوم تک انھوں نے جنگ کی اور غلبہ انکا مقدر تھا اور ابومحمد بن تافراکین وہاں سے نکل کر مھدیہ چلا گیا اور بنی مرین کی فوجیں تونس میں قابض ہوگئیں رمضان ۷۵۸ھ میں ابومحمد بن تافراکین وہاں سے نکل کر یحییٰ بن رحو کی فوج میں شامل ہوگیا اور شہر میں داخل ہوا، اور شہر میں سلطان کے احکام کو نافذ کیا پھر اولاد مہلہل نے ان کو اولاد الیل اوران کے سلطان پر اچانک حملہ کرنے کی دعوت دی تو وہ اس کام کے لئے چلا گیا۔ اس دوران ابن احمر بحری بیڑے والے شہر میں ٹھہرے رہے۔

جب یعقوب بن علی کو سلطان ابوعنان کی ناپسندیدگی اور عربوں کے لئے اس کی تلوار کی تیزی اوران کو یرغمال کرنے کا مطالبہ اور خراج سے ان کے ہاتھوں کو روکنے کا علم ہوا تو اس نے اعلانیہ مخالفت شروع کردی، بعد میں انھوں نے مدارات کی مگر قبول نہیں کیا اور یعقوب الرمل چلا گیا، سلطان نے انکا پیچھا کیا تو اس نے ان کو درماندہ کردیا اوراس کے بعد ان کے شہری محلات وصحرائی محلات پر حملہ کرکے تباہ وبرباد کردیا پھر اس کے بعد وہ قسطینہ کی طرف آگیا اور وہاں سے افریقہ جانے کا ارادہ کیا۔

موسیٰ ابواسحاق اپنے عرب ساتھیوں کے ساتھ اس کی ملاقات کے لئے گیا اور قلعے تک پہنچ گئے پھر بنی مرین کے آدمی پیدل چل پڑے، پیدل

اس وجہ سے چلے کہ کہیں انھیں بھی افریقہ میں وہ مصیبت نہ پہنچ جائے جوان لوگوں سے پہلے کو پہنچی تھی اور آپس میں مشورہ کیا۔ پس وہ چوری چھپے مغرب کی طرف چلے گئے اور جب فوج چلی تو اس نے افریقہ آنے میں کوتاہی کی تو وہ اپنے بقیہ ساتھیوں کے ساتھ مغرب کی طرف واپس آ گیا اور عربوں نے اس کا تعاقب کیا ابو محمد بن تافراکین کومہدیہ سے نکل کر اپنی پناہ گاہ میں اسباب کی خبر مل گئی تو وہ تونس چلا گیا۔

جب بنی مرین اور اس کے عمال کی فوج پر دست درازی شروع کر دی تو وہ بحری بیڑے کی طرف بھاگے اور ابو محمد بن تافراکین الحضرۃ کی طرف چلا گیا، اس کی حکومت کو دوبارہ قائم کیا اور سلطان ابو اسحاق بھی امیر ابو زید کی فوج کے ساتھ بنی مرین کے تعاقب کرنے اور قسنطینہ سے جنگ کرنے کے بعد ان کے پاس چلا گیا اس نے ان کی عملداری کی سرحدوں تک ان کا تعاقب کیا اس کے بعد ابو زید قسنطینہ کی طرف واپس آ گیا اور کئی دنوں تک ان سے جنگ کرتا رہا مگر وہ اس پر قابو نہ پا سکا تو واپس آ گیا الحضرۃ کی طرف اور یہیں انکی وفات ہوئی اور اس کا بھائی یحییٰ بن زکریا اس سے قبل دادخواہ بن کر تونس گیا جس کا بیان گزر چکا ہے۔

پس جب انھیں پتہ چلا کہ قسنطینہ کا محاصرہ ہوا تو وہ ان کے ساتھ تعلق چھوڑ دیا اور ان کے غلاموں اور ان کے چاہنے والے لوگوں کا ایک دستہ بھی ان سے آ کر مل گیا اور ان کے ساتھ ہی رہے اور آخر کار اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے خیر وسعادت کے اسباب پیدا کر دیئے اور ابوعنان کی وفات کے بعد دوبارہ ابو العباس کو سلطان نے حکومت دیدی، اس نے عدل وانصاف، امن وامان اور عافیت واحسان کے ساتھ لوگوں کی دیکھ بھال کی، اور ظلم و زیادتی کا قلع قمع کر دیا، لوگ اور حکومت آسودہ حالی میں بڑھ گئے۔ جس کا ذکر ان شاء اللہ کریں گے۔

امیر ابو یحییٰ زکریا کی بغاوت اور ابوعنان کی حکومت میں شامل ہونا:...... حاجب ابو محمد نے الحضرۃ کی طرف واپس ہوتے ہی مہدیہ کو مضبوطی کرنے کی توجہ دی وہ مغرب اور اہل مغرب کی طرف سے متوقع حملوں کے لئے ایک بوجھ خیال کرتا تھا اور اس کی فصیلوں کو مضبوط کیا۔ اور اس کے خزانوں کو رسد واسلحہ سے بھر دیا اور احمد بن خلف اس کا دوست وہاں پر خود مختار حاکم تھا وہ دوبارہ ایک سال یا کچھ عرصہ رہا اس کے بعد ابو یحییٰ زکریا اس کی خود مختاری سے اکتا گیا، اس کے بعد احمد بن خلفاء نے اسپر حملہ کر کے ان کو قتل کر دیا۔

ابو العباس احمد بن مکی نے جربہ اور قابس کے حاکم کو پیغام بھیجا کہ وہ اس کی رسم حجابت کو ادا کرے کیونکہ وہ ابو محمد بن تافراکین سے دشمنی رکھتا تھا وہ ان کے پاس پہنچ گیا اور لوگوں نے مغرب کے حاکم سلطان ابوعنان کو خبر پہنچا دی اور اپنے دادخواہ کی امداد اور اپنی حکومت کی خرابی کے متعلق اکسایا اور ابو محمد بن تافراکین نے اس کی طرف فوج بھیجی تو وہ اس کے آگے بھاگ اٹھے اور مولیٰ ابو یحییٰ زکریا قابس چلا گیا۔

ابو محمد بن تافراکین نے محمد بن الحجاک کو امیر مقرر کیا کیونکہ وہ ابن ثابت کا قرابتدار تھا، اس نے ان کو حادثۂ طرابلس کے وقت چھین لیا تھا تو وہ ان کے پاس چلا گیا اور اس نے ان کو مہدیہ پر عامل مقرر کیا اور جب ابوعنان کو مہدیہ کے متعلق اطلاع ملی تو اس نے اپنے نوجوانوں اور جانبازوں سے بھرا ایک بحری بیڑا بھیجا، غلاموں اور خاص خاص لوگوں کو مقرر کیا تو وہ الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا، ابن الحجاک نے وہاں پہنچ کر قیام اختیار کیا اور وہاں بہت اچھے اچھے کام کئے جس کا تفصیلی بیان انشاء اللہ کریں گے۔

امیر زکریا نے قابس میں قیام اختیار کیا، ابو العباس بن مکی ان کو تونس لے آیا پھر انھوں نے ان کو زواودہ کے ساتھ بھیج دیا اور وہ یعقوب بن علی کے ہاں ٹھہرے، اس کے بعد وہاں اس کے بھائی سعید کی بیٹی سے رشتہ کیا، رشتہ کے بعد ان کو وہاں کا والی مقرر کر دیا۔ جب اس کا بھائی ابو اسحاق بجایہ پر غالب آیا تو اس نے ان کو سدویکش کا عامل مقرر کیا۔

بجایہ پر سلطان ابو اسحٰق کا قبضہ کرنا، دعوت حفص کا دوبارہ بجایہ کی طرف آنا:...... جب سلطان ابوعنان قسنطینہ سے مغرب کی طرف شام کے وقت آیا اور اس نے اگلے سال اپنے وزیر داؤد کی نگرانی کے لئے اپنی فوجوں کو قسنطینہ کی نواح میں افریقہ بھیجا اور اس کے ساتھ میمون بن علی احمد بھی تھا جس کو اپنی قوم زواودہ پر یعقوب سے حکومت ملی تھی اور شیخ اولاد سباع، یوسف بن عثمان بھی اس میں شامل تھا اور الزاب کا عامل یوسف بن مری بھی تھا چنانچہ اس نے جبات پر قبضہ کر لیا اور بونہ کے آخر تک جا پہنچا اور ان سے خراج لیا پھر مغرب کی طرف لوٹ آیا اور اس کی واپسی کے بعد ۵۹ ھ

سلطان ابوعنان فوت ہوگیا۔

اس کے بعد لوگ اس کے بھائی سلطان ابوسالم کی اطاعت پر کمر بستہ ہوگئے، اور اہل بجایہ اپنے عامل یحییٰ بن میمون سے ناراض تھے کیونکہ وہ بد اخلاق وسخت گیر تھا چنانچہ اس نے ابومحمد فراتکین کو بھیاس پر حملہ کرنے میں شامل کرلیا۔

کہتے ہیں کہ جب بجایہ گیا تو عوام نے یحییٰ بن میمون پر حملہ کردیا جو کہ سلطان کے زمانہ سے چلا رہا ہے، چنانچہ اس نے اس میں گرفتار ہوگیا اور کشتیوں پر سوار ہوکر الحضر ۃ پہنچ گیا، ابومحمد بن تافراکین ان کو عزت کے ساتھ اور وظیفہ مقرر کرکے ان کو جیل خانہ میں ڈال دیا۔ سلطان اسحاق ۷۶۱ھ میں بجایہ میں آیا اور وہاں پر کچھ خود مختاری حاصل کرلی اور اس نے وہاں پر اس شہر کے یک عام آدمی علی بن صالح کے معاملہ کو سنبھال لیا تھا جس کی وجہ سے بغاوت کا اندیشہ تھا اس کی گرفتاری کے بعد اب کوئی مسئلہ نہیں رہا تھا۔

جربہ کا محل وقوع: ...... یہ جزیرۃ اس سمندر کے جو قابس کے قریب ہے کے جزیروں میں سے ایک جزیرہ ہے، اور یہ اس سمندر کے مشرق کی طرف ہے اور اس کی لمبائی مغرب سے مشرق تک ساٹھ میل ہے، البتہ مغرب کی طرف اس کی چوڑائی بیس میل اور مشرق کی طرف پندرہ میل ہے اور مغرب کی طرف دونوں بندرگاہوں کا درمیانی فاصلہ ساٹھ میل کا ہے، اور وہاں پر انجیر، کھجور، زیتون اور انگور کے درخت بکثرت پائے جاتے ہیں، اور کپڑے کی بنائی اور اون کے کام میں مشہور ہے، وہاں کے لوگ اس سے پہنے کے لئے غیر منقش چادریں اور اوڑھنے کے لئے منقش چادریں بناتے ہیں، اور وہاں باہر بھی برآمد کیجاتی ہے، اور دوسرے علاقے کے لوگ بھی بطور لباس اسے بہت پسند کرتے ہیں۔

جربہ کے باشندے: ...... وہاں کے باشندے بربر ہیں جن کا تعلق کتامۃ سے ہیں اور اس وقت وہاں سدویکش، صدغیان، ھوارہ اور بربر کے باقیماندہ قبائل بھی موجود ہیں اور وہ پرانے زمانے سے خوارج کے مذہب پر ہیں، البتہ اب وہاں دو فرقے موجود ہیں، جن میں ایک وھبۃ ہے یہ مغربی جانب میں رہتے ہیں، اور دوسرے نکارۃ ہیں جو مشرقی جانب رہتے ہیں، اول الذکر کی سرداری بنی سمر کے پاس ہے اور ان دونوں فرقوں پر بنی نجار کو غلبہ حاصل ہے جو مصری انصار ہیں۔

جربہ میں مسلمانوں کی آمد: ...... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے ۴۶ھ میں طرابلس کا ولی مقرر کیا، اور اس فتح میں حسین بن عبداللہ صنعانی بھی موجود تھا، اور بعد میں وہ برقۃ کی طرف واپس چلا گیا، اور وہیں فوت ہوئے اس کے بعد ہمیشہ سے مسلمانوں کے قبضہ میں رہا حتی کہ بربریوں نے خارجی مذہب اختیار کرلیا، اور ۳۳۱ھ میں ابوزید کا معاملہ پیش آیا تو انہوں نے اس کے بزور برقۃ میں داخل ہونے کے بعد اس کا دین اختیار کیا اور اسی زمانے میں یہاں کے امیر کو قتل کیا گیا اور پھانسی دی گئی، اور اس کے بعد منصور بن اسماعیل نے برقۃ پر دوبارہ قبضہ کرلیا اور ابوزید کے ساتھیوں کو قتل کیا گیا، اور جب صنہاجی عربوں نے ان پر غلبہ پالیا تو اہل جربہ بحری بیڑے تیار کرنے اور ساحلی جنگ کی تیاریوں میں مشغول ہوگئے، پھر علی بن یحییٰ بن تمیم بن المعز بن بادلس نے ۵۰۹ھ میں اپنی بحری بیڑوں کے ساتھ ان سے جنگ کی یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت قبول کی اور حالات صحیح ہوگئے۔

نصاریٰ کا قبضہ: ...... ۵۲۹ھ میں عیسائیوں نے جب افریقہ کے ساحلی علاقوں پر قبضہ کرلیا تو یہ جزیرہ بھی ان کے قبضے میں چلا گیا، لیکن بعد میں افریقہ کے باشندے ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور ۵۴۸ھ میں ان کو افریقہ سے نکال دیا، لیکن بعد میں انہوں نے دوبارہ قبضہ کرلیا اور وہاں کے باشندوں کو قیدی بنالیا اور اہل علم کو ان پر عامل مقرر کرلیا لیکن بعد میں مسلمانوں نے اس پر دوبارہ قبضہ کرلیا، پھر دوبارہ انہوں نے قبضہ کرلیا اس طرح رسہ کشی کا یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ عبدالمومن بن علی کا دور آیا اور اس پر قبضہ جمایا گیا اور اس کی حالت درست کی گئی۔

اہل صقلیہ کا دور: ...... ۶۸۸ھ میں اس جزیرہ پر اہل صقلیہ نے قبضہ کیا اور وہاں انہوں نے مربع نما قلعہ بنایا اور اس کا نام قیشتل رکھا گیا اور اس کے چاروں طرف ہر دو کونوں میں ایک برج تھا اور ہر برج کے ساتھ ایک گڑھا اور دو فصلیں تھیں، اور ان لوگوں نے مسلمانوں کو تنگ کرنا شروع کردیا جس کی وجہ سے الحضر ۃ کے افواج وقتاً فوقتاً اس پر حملہ کرتے رہے یہاں تک کہ سلطان ابوبکر کا زمانہ ۳۸ے ھ میں مخلوف بن کماد کے ہاتھوں فتح ہوگیا اور وہ سلطان کے خواص میں سے تھے لیکن بعد میں ابن مکی حاکم قابس نیا اس کو اپنی عملداری میں شامل کرنا چاہا تو اس نے یہ جزیرہ اس کے حوالہ کردیا اور اس کو

وہاں کا حاکم بھی بنادیا۔

سلطان کے زمانہ میں بھی اور بعد میں بھی اسی قبضہ میں رہا البتہ ابومحمد بن تافراکین اور ابن مکی کے درمیان مسلسل لڑائیوں کا سلسلہ بھی چلتا رہا، ابو محمد بن تافراکین کے والد بجایہ کے بادشاہ کے خواص میں سے تھا، انہوں نے اپنے والد کے ذریعہ اس علاقے کے بادشاہ سے مدد مانگی تو انہوں نے جربہ کے محاصرہ کے لئے بہت بڑی فوج بھیج دی۔

قشتیل کا محاصرہ:...... جب ابوعبداللہ ابومحمد کی مدد کے لئے الحضرہ سے روانہ ہوئے تو بحری بیڑے کے ذریعے جزیرہ جربہ میں آگئے اور قشتیل کا محاصرہ کر کے اس کا رسد بند کر دیا، جس کی وجہ سے وہ کمزور ہو گئے اور انہوں نے اس پر بآسانی اس پر قبضہ کر لیا اور ساتھ ساتھ پورے جزیرہ میں ان کو غلبہ حاصل ہو گیا چنانچہ انہوں نے وہیں پر اقامت اختیار کر لیا۔

ابومحمد بن تافراکین نے اپنے کاتب محمد بن ابی قاسم کو اپنا عامل مقرر کیا جو شروع ہی سے اس کے ساتھ تھا اور اس کے باپ ابوعبدالعزیز سے بھی قریبی تعلقات تھے اور بعد میں وہ ترقی کر کے تونس میں اشغال کا والی بن گیا۔

مغربی امراء کی دعوت:...... جب سلطان ابوعنان انتقال کر گئے تو اس کے وزیر حسین بن عمر اس کی جگہ تخت نشین ہوئے، اس نے اپنے بیٹے محمد سعید کو امیر مقرر کیا، حسن بن عمر بجایہ کے امیر سے بغض اور کینہ رکھتا تھا، اس لئے تخت نشین ہونے کے فوراً بعد اس کو گرفتار کر کے قید کر لیا، تاکہ وہ بعد میں اس کے لئے مشکلات پیدا نہ کرے، جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، کہ سلطان ابوعنان نے ابوالعباس کو سبتہ بھیج کر اس پر پہرہ لگا دیا تھا، پھر جب اس نے منصور بن سلیمان پر حملہ کیا، تو شہر سمیت دیگر ممالک اس کے قبضے میں آگئے اور اس کی اطاعت میں شامل ہو گئے، تو اس وقت سلطان نے ابوالعباس کے پاس پیغام بھیجا اور اس کو سبتہ سے واپس بلایا، تو وہ سلطان کی طرف روانہ ہوا۔

اور جب طنجہ پہنچا تو سلطان ابوسالم نے اپنی حکومت طلب کرنے کے لئے اس سے موافقت کی اور مغرب کے امراء میں سب سے پہلے انہوں نے طنجہ اور سبتہ پر قبضہ کر لیا ابوالعباس نے ان سے رابطہ کیا، اور اس کی خوب مدد کی، جس کی وجہ سے قبیلہ بنی مرین، منصور بن یعمان کو چھوڑ کر اس کے پاس آگئے، اور اس کی حکومت مستحکم اور مضبوط ہو گئی، اور وہ فارس میں داخل ہو گیا، اور امیر عبداللہ کو حسین بن عمر کی قید سے آزاد کرادیا اور اعلیٰ مقام پر فائز کر دیا، اور تنخواہ میں بھی اضافہ کیا، اور ساتھ مکمل مدد کا بھی وعدہ کیا، اور سب اس کی حکومت میں شامل ہو گئے، لیکن جب ابوسالم نے تلمسان اور مغرب اوسط پر اپنا تسلط جمایا تو بجایہ کے باشندوں نے یحییٰ بن مامون کی بغاوت کی، جس سے وہ غصہ ہو کر مشرق کی طرف لوٹا لیکن مشرق کی عملداری سے اپنا ہاتھ صاف کر بیٹھا، اور دارالسلطنت سلطان ابوالعباس کے لئے چھوڑ دیا، اور عامل منصور بن مخلوف کو اس کے لئے معزول کر دیا، اور اپنے عمزاد امیر ابوعبد اللہ کو اپنے چچا سلطان عبدالحق پر چڑھائی کرنے کے لئے بھیج دیا، کیونکہ فتح کے وقت بنی مدین سے اسے بہت تکلیف پہنچی تھی، وہ ۷۶۱ھ کو تلمسان سے کوچ کر گیا، اور اپنی حکومت کی تخت پر بیٹھ گیا، اسی کی واپسی سے محلات دوبارہ آباد ہو گئے اور یہیں سے اس کی بادشاہت اور سعادت کا آغاز ہوا۔

امیر ابوعبداللہ کا حملہ:...... امیر ابوعبداللہ پہلے اپنے وطن چلے گئے اور آس پاس کے علاقوں سے اولا دسباع اس کے پاس پہنچ گئے، تو اس نے اس پر حملہ کیا کئی روز تک جنگ جاری رہی لیکن کامیاب نہ ہو سکے اس لئے مایوس ہو کر بنی یادرا کی طرف چلا گیا، اور اس نے اولاد محمد بن یوسف اور عزیز کو اپنا خادم بنایا، جو اس وقت جوسد دیکش میں اہل مضافات کے درمیان رہتے تھے، لیکن وہ بعد میں اس کو چھوڑ کر بجایہ چلے گئے، جہاں اس کے چچا کی عملداری تھی، اور وہ ذواد کے ساتھ جنگل چلا گیا، جس کا ذکر ان شاء اللہ آئندہ آئے گا، اس نے سلطان کے جدید و قدیم تعلقات کا خیال رکھا۔

امیر ابویحییٰ کا تونس پہنچنا:...... جب امیر ابویحییٰ زکریا کو اس کے بھائی ابوالعباس نے اپنے چچا ابواسحاق کے پاس دادخواہ بنا کر بھیجا تھا تو وہ اس وقت تونس میں مقیم تھا، اور تونس ہی میں آپ کو اطلاع ملی کہ سلطان ابوعنان نے قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیا ہے، تو حاجب ابومحمد بن تافراکین اس کے حملے سے خوفزدہ ہو گیا، اور اس نے اپنے دل میں سوچا کہ شاید وہ اپنے بھائی کے ساتھ شفقت کرے گا، اس لئے اس نے اسے قصبہ میں قید کر ڈالا، لیکن بعد میں جب ابوالحسن نے صلح کے بارے میں کافی جھگڑے کے بعد اس کے بارے میں پیغام بھیجا تو اسے رہا کر دیا گیا، اور ساتھ ساتھ صلح بھی ہو گئی، وہاں

سے امیر ابو یحییٰ اپنے بھتیجے کے پاس قسطنطنیہ پہنچ گئے، انھوں نے اسے فوج کا سالار مقرر کیا، اور اپنے ساتھ عملداری میں برابر کا شریک بنا دیا۔

امیر عبداللہ کا بجایہ پر قبضہ:...... جب سلطان ابو عبداللہ مغرب سے آ کر بجایہ میں اترا اور ان کے ساتھ جنگ کی لیکن اس پر قبضہ نہیں کر سکا، اور وہاں سے عرب قبائل کی طرف چلا گیا، اور وہاں بنی ابن سباع کے ساتھ ٹھہرنے لگا، اور اس کے ساتھی ایک ایک ہوکر وہاں پہنچنے لگے، اپنے اہل وعیال کے لئے اخراجات بھیجنے کے لئے گرمی اور سردی کے سفر کا انتظار کرتا تھا، پھر وہاں سے مسیلہ چلے گئے، اور وہاں پانچ سال رہا، اس دوران اس نے بار بار بجایہ پر حملہ کیا، آخر تنگ آ کر ان کو چھوڑ دیا بنی علی بن احمد کے پاس آ گیا، اور یعقوب علی کے ہاں اترا اس نے اس کو اپنے ہیڈ کوارٹر میں ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ اس کے چچا مولیٰ ابو اسحاق کو معلوم ہوا کہ وہ اپنے کفیل محمد بن تافراکین کی وفات کے بعد تونس جانے کا ارادہ رکھتا تھا، اس نے اس کو قید کرالیا، اس وقت اہل بجایہ کے دل میں اس سے انحراف کا خیال پیدا ہوا اور انہوں نے اپنے پہلے امیر ابو عبداللہ سے مراسلت کی، اور اس قضیہ میں یعقوب بن علی نے ان کی مدد کی، اور سدویکش اور اہل صاحبہ کے متعلق عہد لیا اور اس کے ساتھ بجایہ روانہ ہو گئے، اس نے کئی روز تک بجایہ کے ساتھ جنگ جاری رکھا۔ تو اہل بجایہ کو پکا یقین ہو گیا کہ ان کا سلطان ان کے پاس آنے جانے کا پکا ارادہ رکھتا ہے۔ اور ساتھ ساتھ وہ علی بن صالح کی عادات سے اکتا گئے تھے، اس لئے اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور ان پر حملہ کیا، ان کا عہد توڑ دیا وہ اسے چھوڑ کر امیر ابو عبداللہ کے پاس حرسہ چلے گئے جو شہر کے میدان میں تھا پھر ابو عبداللہ نے ۶۵ ھ میں بجایہ پر قبضہ کرلیا، قبضہ کے بعد علی بن صالح اور اس کے تمام ساتھیوں کو گرفتار کر کے ان کے تمام اموال چھیننے کے بعد ان کو قتل کیا۔

تدلس پر قبضہ:...... ان سے قبل اعتاص نے ۵۰ ھ کے آخر میں اس پر قبضہ کرلیا تھا، ابو عبداللہ نے بجایہ پر قبضہ کرنے کے بعد تدلس کا رخ کیا اور یہ جنگ دو ماہ تک جاری رہا، اس وقت اندلس سے میرے نام پیغام آیا میں اس وقت وہاں سلطان ابو عبداللہ بن ابی الحاج کا مہمان تھا اور سلطان ابو سالم کے خط و کتابت کی ترسیل وتوقیع اور مظالم وغیرہ کے معاملے میں غور وفکر کرتا تھا، جب مجھے امیر ابو عبداللہ نے واپس بلایا تو میں فوراً روانہ ہو گیا، اور جمادی ۶۲ ھ میں سمندر پار کرلیا، اور اس نے مجھے اپنی حجابت اور امور مملکت پر مامور کیا، اور میں اس قابل رشک عہدے پر قائم رہا، یہاں تک کہ امیر عبداللہ کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔

حاجب ابو محمد بن تافراکین کی وفات:...... سلطان ابو اسحاق نے اپنی حکومت کے آخری دور میں حاجب ابو محمد بن تافراکین کی حکومت پر قبضہ کرلیا، یہ بات نجومی حضرات پہلے سے اسے بتاتے رہتے تھے اس لئے اس نے بجایہ جانے کا ارادہ کیا اور وہ اہل بجایہ کو چھوڑ کر اپنے بھتیجے کے پاس چلے گئے اور اس نے اس پر غلبہ حاصل کیا اور الحضر ۃ کی طرف بھیجا اور وہ رمضان میں وہاں پہنچ گیا۔

پھر اسے الحضر ۃ کی طرف بھیج دیا گیا چنانچہ وہ رمضان ۶۵ ھ وہاں پہنچ گیا اور ابو محمد تافراکین نے اس سے ملاقات کی تو اسے بجایہ کی حکمرانی کے لئے بالکل تیار پایا اور اس سے اس کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا اور اسے بہت ساری اونٹنیاں اور مال واسباب دیئے اور اس کے لئے خراج سے بھی دستبردار ہو گیا پھر سلطان نے اس کی بیٹی سے بھی رشتہ داری قائم کی اور پھر اسے بجایہ کا حاکم بنا دیا پھر اس کے بعد ۶۶ ھ میں کے شروع میں اس کا انتقال ہو گیا، سلطان کو اس کی موت کا سن کر نہایت صدمہ ہوا اور اس کے جنازہ میں بھی شریک ہوا اور اس کی تدفین تک وہ وہیں رہا۔

ابو عبداللہ کی الحضر ۃ آمد اور سلطان کی ساتھ ناچاقی:...... اس کے انتقال کے وقت اس کا بیٹا ابو عبداللہ الحضر ۃ میں موجود نہ تھا وہ فوج کے ساتھ خراج اکٹھا کرنے اور ملک کی اصلاح کرنے نکلا ہوا تھا جب اسے اپنے باپ کی موت کی اطلاع ملی تو اسے بدگمانی ہوئی اور اس نے خوف محسوس کیا اور فوج کو الحضر ہ کی طرف بھیج دیا اور خود بنی سلیم کے حکیم کے ساتھ افریقہ کے قلعوں کی طرف چلا گیا، پھر اس کے بعد وہ الحضر ہ کی طرف گیا تو سلطان نے اسے خوش آمدید کہا اور اسے اپنی حجابت سپرد کر دی اور اسے معزز عہدے دیئے، اس کے بعد سلطان اور اس کے درمیان ناچاقی پیدا ہوگئی کیونکہ سلطان کو ان کا لوگوں سے عام انداز میں ان میں گھل مل جانا ناگوار محسوس ہوتا تھا چنانچہ دونوں کے درمیان فضا تاریک ہوگئی۔

قسطنطنیہ کی طرف ہجرت:...... چنانچہ وہ بھیس بدل کر تونس کی طرف نکل گیا اور وہاں سے ہوتا ہوا قسطنطنیہ چلا گیا اور سلطان ابو العباس کے ہاں

اترا اور اسے تونس کی حکومت کی حصول پر اکسانے لگا تو اس نے اس کی خوب آو بھگت کی اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ بجایہ کے معاملات سے فارغ ہو کر اس کے ساتھ افریقہ جائیگا۔

امیر عبداللہ کا اہل بجایہ کے ساتھ سلوک: ...... امیر عبداللہ نے جب بجایہ پر قبضہ کر لیا، تو وہاں خود مختار حکومت قائم کر لی، اور رعایا کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آیا، اور لوگوں کو تلوار کی نوک پر سیدھا کرنا چاہا، اور انتہائی بری سیرت واخلاق اختیار کی، اس وجہ سے لوگ اس سے متنفر ہو گئے، اور دن بدن لوگوں کے دلوں میں اس کی نفرت بڑھتی گئی۔

بجایہ پر سلطان ابوالعباس کا حملہ: ...... امیر عبداللہ کے عمزاد صاحبِ ابوالعباس کے پاس قسطنطنیہ چلا گیا، کیونکہ وہ امیر عبداللہ کا مخالف تھا پرانے زمانے سے ان دونوں کے درمیان جنگوں کا سلسلہ جاری تھا، سلطان ابوالعباس سلطان ابوسالم کے ہاں اترنے کے زمانے میں بہت اچھی سیرت کا حامل تھا اور بسا اوقات وہ اپنے عمزاد سے قابل ملامت افعال پر ناراض ہو جاتا تھا وہ اس کی صحبت میں رہا لیکن جب بجایہ پر قبضہ کرنے کے بعد فتنہ میں پڑ گیا، جب امیر عبداللہ کو پتہ چل گیا تو اس نے مکمل تیاری کی، اور یعقوب بن علی نے ابوالعباس کے خلاف اس کی مدد کرنے کا عہد کیا، لیکن اس کے کچھ کام نہ آیا، پھر یعقوب نے اپنے سلطان سے بات کی تو اس نے قسطنطنیہ کی سرحدوں سے جنگ کرنے کے لئے بجایہ سے فوج بھجوائی، ابوالعباس بنفس نفیس فوج میں شریک تھے اور سباع بن یحییٰ کی اولاد واپس آ گئی۔ تو اس نے اولاد محمد کو جمع کیا اور زناتہ کے فوج میں آگے بڑھے، دونوں فریقوں کے درمیان زبردست مقابلہ ہوا۔ لیکن اہل بجایہ کے قدم اکھڑ گئے اور وہ شکست کھا گئے، سلطان ابوالعباس نے تاکرات تک ان کا پیچھا کیا، اور اپنی عملداری میں گھومنے کے بعد اپنے شہر میں واپس آ گیا۔

اہل بجایہ کی سازش: ...... چونکہ اھل بجایہ امیر عبداللہ سے سخت نفرت کرتے تھے جب امیر شکست کھانے کے بعد واپس بجایہ گیا تو انھوں نے سازش کی اور سلطان ابوالعباس کو اپنے پاس آنے کی دعوت دی تو ابوالعباس نے آئندہ سال آنے کا وعدہ کیا۔

بجایہ پر قبضہ: ...... ۷۶۷ھ میں ابوالعباس اپنے افواج کے ساتھ بجایہ کی طرف روانہ ہوا۔ بنی سباع جو بجایہ کے مددگار تھے لیکن حالات کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے سلطان کے ساتھ مل گئے، اور امیر ابوعبداللہ اپنے چند جان نثاروں کے ساتھ اپنے عمزاد کا مقابلہ کرنے کے لئے لیزدا میں پڑاؤ ڈالا۔

لیزدا پر شبخون مارنا: ...... ایک رات اچانک سلطان ابوالعباس کی افواج نے لیزدا پر شبخون مارا، اور قتل وغارت شروع کر دی، امیر عبداللہ کی فوج منتشر ہو گئی، اور ان کا چاروں اطراف سے گھراؤ کیا گیا، امیر عبداللہ خود بجایہ کی طرف بھاگ گیا، لیکن بدقسمتی سے راستے میں پکڑا گیا، اور کسی فوجی کے نیزے کا شکار ہو کر قتل ہو گیا۔

ابوالعباس بجایہ میں: ...... ابوالعباس جنگ کے خاتمے کے بعد بجایہ چلے گئے اور ۱۹ر شعبان ۷۶۷ھ کو وہاں جمعہ کی نماز ادا کی، اور اس وقت میں بھی شہر میں مقیم تھا، میں بھی چند سرداروں کے ساتھ اسے ملنے گیا تو انہوں نے میری بہت عزت افزائی کی، اور مجھے منتخب کرنے کے بارے میں بتایا، میں چند ماہ اس کی خدمت میں رہا، لیکن پھر اچانک ناراضگی پیدا ہو گئی، تو میں نے جانے کی اجازت چاہی تو اس نے فراخدلی کے ساتھ مجھے اجازت دی، وہاں سے میں یعقوب بن علی کے پاس گیا، اور وہاں سے بسکرہ چلا گیا، اور علی بن موسیٰ کے ہاں مہمان ٹھہرا یہاں تک کہ فضا صاف ہو گئی اور میں نے واپس آنے کی اجازت مانگی، تو اس نے مجھے اجازت دیدی۔

بجایہ پر حمو اور بنی عبدالواد کے حملے: ...... امیر عبداللہ حاکم بجایہ اور اس کے چچا سلطان ابوعباس کے درمیان (جبکہ اس کے اور بنی عبدالواد کے درمیان اس کے تدلس میں ان پر غالب آنے کی وجہ سے جنگ ہو رہی تھی) جنگ نے شدت اختیار کی تو اسے عوام سے عداوت کا سامنا کرنا پڑا تھا، پس وہ بنی عبدالواد کے ساتھ مصالحت کرنے پر آمادہ ہوا۔ اور اس کی خاطر تدلس چھوڑ دیا۔ اور فوج کے سالار کو تدلس پر قبضہ دیدیا، اور ابوحمو نے اس کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کی اس سے جب ابوالعباس نے بجایہ پر حملہ کیا اور امیر عبداللہ کو قتل کیا، تو ابوحمو رشتہ داری کی وجہ سے غضبناک ہوا۔ اور عرب بھی واپس

آ گئے، اور حمزہ کے وطن تک پہنچ گئے، تو ابواللیل موسیٰ بن زغلی اپنی قوم بنی یزید کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ اور زواوہ کی پہاڑیوں میں پناہ لی۔ اور اس کے ایلچیوں کی مشکیں کس دیں جن میں ابومحمد صالح کا پوتا بھی شامل تھا، جو سلطان ابوالعباس سے علیحدہ ہو کر ابوحمو کے پاس چلا گیا تھا، اور وہ ابواللیل کے غازیوں پر جاسوس مقرر تھا، کیونکہ ان کے درمیان محبت، پڑوس اور وطن کے تعلقات پائے جاتے تھے، اس نے ان ایلچیوں کی مشکیں کسنے کے بعد ان کو قتل کرا دیا، اور ان کے سر بجایہ کی طرف بھجوا دیئے اور وہ ابوحمو اور اس کی افواج کے سامنے ڈٹ گئے اور وہ بجایہ آ گیا اور اس کی فوج بجایہ کے میدان میں اتر پڑی اور کئی روز تک اس کے ساتھ جنگ کرتا رہا، اور شہر کا محاصرہ کر کے ہتھیار جمع کرنا شروع کیا۔

اور سلطان ابوالعباس اس وقت شہر میں تھا اور اس کے غلام بشیر کے ساتھ تاکرارت میں تھے، اور اس کے ساتھ ابوزیان بن عثمان بن عبدالرحمٰن بھی تھا، اور وہ ابوحمو کا چچا تھا، اور وہ مغرب سے آیا تھا، جس کے احوال ہم آئندہ بیان کریں گے، اور الھورۃ میں سلطان ابواسحاق کے پاس آیا اور ابومحمد حاجب نے اس کی بہت خدمت کی اور جب ابوعبداللہ تدلس پر قابض ہو گیا تو اس نے اسے تونس بھیج دیا، اور تدلس کا امیر مقرر کر لیا تاکہ وہ اس کے اور حمو کے درمیان مددگار بن جائے اور وہ قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کے لئے فارغ ہو جائے اس نے جواب میں بہت جلدی کی اور تونس سے نکلا۔

ابوالعباس کی گرفتاری اور رہائی: ...... سلطان ابوالعباس قسطنطنیہ میں اس کے مکان کے پاس سے گزرا تو اس نے اس کو گرفتار کر لیا اور وہ عزت کے ساتھ اس کے پاس قیدی بن کر آیا، اور جب وہ بجایہ پر غالب آ گیا، اور اسے ابوحمد کے حملے کی خبر ملی تو اس نے اس کو قید سے رہا کر دیا، اور اس کی خوب عزت کی اور عطیات دیئے اور پھر بادشاہ مقرر کیا اور اس کے لئے کچھ ہتھیار بھی تیار کئے اور اس کا غلام بشیر اپنی فوج کے ساتھ نکلا تاکہ وہ ابوحمد سے ابوعبدالواد کو روکے، کیونکہ وہ اس کی حکومت اور عملداری سے تنگ آ گئے تھے، اور مغرب اوسط کے زغبی عرب ابوحمد کی افواج میں شامل تھے، انہوں نے ابوزیان سے مراسلت کی، اور فوج میں افواہیں اڑانے کے متعلق مشورہ کیا، اور پھر انہوں نے اہل شہر اور فوج کے درمیان افواہیں اڑانے کا فیصلہ کیا، پھر انہوں نے اہل شہر اور فوجیوں کے درمیان جنگ کا وقت مقرر کیا، اور ۵/ذوالحجہ کو بھاگ گیا، اور فوج منتشر ہو گئی، اور شہر کے میدانی علاقوں کی تنگ گلیوں میں پھنس گئے، زیادہ رش ہونے کی وجہ سے بہت سے لوگ مارے گئے، اپنے پیچھے اس قدر مال و متاع چھوڑ دیا جن کا شمار نہیں ہو سکتا ہے، وہ سب لوٹ لئے گئے، اس کے حصے سلطان کو بھی ملے تو انہیں اپنے عم زاد کو دیدیا، اور ابوحمد کا دل بھیڑ میں پھنسنے کے بعد خراب ہو گیا، مگر پھر بھی بچ گیا اور اس کا وزیر اس کے لئے اپنی سواری سے اتر پڑا اور اس کی نجات کا سبب بن گیا وہ وہاں سے الجزائر چلا گیا، پھر وہاں سے تلمسان چلا گیا اور ابوزیان بھی اس کے پیچھے پیچھے گیا۔

تونس کی فتح: ...... ابوعبداللہ بن حاجب ابومحمد بن تافراکین جب الحضرۃ کے حاکم سلطان ابواسحاق سے الگ ہوئے تو اہل عرب مہلہل کے خیموں میں چلے گئے اور وہ ۷۶ھ کے آغاز میں سب کے سب سلطان ابوالعباس کے پاس گئے اور اسے اس کی حکومت کی رغبت دلانے لگے تو اپنے بھتیجے کے ساتھ جو بجایہ کا حاکم تھا، جنگ کی وجہ سے ان سے معذرت کر لی اور اس کی فوج پر چڑھائی کی اور وہ اس کے مددگاروں میں شامل ہو گئے پس جب بجایہ کی فتح مکمل ہو گئی تو اس نے اپنے بھائی ابویحییٰ زکریا کی فوجوں سمیت ان کے ساتھ بھیجا پس وہ اس کے ساتھ الحضرۃ کی طرف گئے اور ابن تافراکین بھی اس کے مددگاروں میں شامل تھا پس انہوں نے کئی روز تک الحضرۃ سے جنگ کی مگر اسے سر نہ کر سکے اور الحضرۃ کے حاکم اور ان کے درمیان صلح ہو گئی اور وہ وہاں سے چلے آئے اور یحییٰ بھی اپنی فوج کے ساتھ اپنی عملداری میں واپس آ گیا اور ابن تافراکین سلطان کے پاس چلا گیا اور وہ تونس کی فتح تک اس کے ساتھ رہا۔

حاکم الحضرۃ سلطان ابواسحاق کی وفات: ...... جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ جب سلطان ابواسحاق الحضرۃ میں آیا اور اس نے سلطان ابوالعباس کے ساتھ صلح کرنے سے کئی بار مخالفت کی اور ان کی حکومت کے لئے منصور بن حمزہ امیر ابی کعب کو منتخب کیا جس سے وہ اپنی حکومت کے لئے مدد طلب کرتا تھا اس کے مشورے اور شوکت سے مدد لیتا تھا، پھر وہ باقی ماندہ ایام میں اس کا مخلص دوست بن گیا۔

باپ کے بعد بیٹے کی ولایت: ...... حاکم نے اپنے بعد ۶۹ھ میں اپنے بیٹے خالد کو فوج کا سالار مقرر کیا تاکہ وہ محمد بن رافع کو مغراوی فوج کے

طبقات میں شمار کرے کیونکہ وہ اس کے بیٹے کے مقابلہ میں خود مختار بنا ہوا تھا اور اس نے اسے منصور بن حمزہ اور اس کی قوم کے ساتھ بھیجا اور انہیں بونہ کے مضافات پر قبضہ کرنے اور اس کی نعمتوں کو حاصل کرنے اور اس کے مضافات کے خراج کو حاصل کرنے کا اشارہ کیا، پس وہ اس کی طرف گئے، اور امیر ابو یحییٰ زکریا حاکم بونہ نے اپنی فوج کو اہل صاحبہ کے ساتھ بھیجا تو اس نے ان کی مدافعت کی اور وہ اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ آئے اور یہ ان کے غلبہ کا آخری زمانہ تھا اور جب وہ الحضر ۃ کی طرف واپس لوٹ آئے تو سلطان سالار فوج محمد بن رافع سے بگڑ گیا۔ پس وہ الحضر ہ سے نکل گیا اور معاویہ تونس کی مضافات سے اپنی فوج کے ساتھ اس کے مقام پر گیا اور سلطان نے اسے رضامند کرنے کے بعد بلایا اور جب وہ آیا تو اس نے اسے گرفتار کرلیا اور قید میں ڈال دیا اس کے بعد ۷۰۰ھ میں ایک رات کی گفتگو کے بعد انتقال ہو گیا۔

قید خانہ میں گلا گھونٹ کر قتل:...... جب سلطان نے اپنی کچھ فوج بھیجی تو حاکم نے گرفتار کر کے محمد بن علی بن رافع کے ساتھ قید میں رکھا یہ دونوں قید سے نکلنے کی سازش کر کے بھاگنے کی کوشش کی مگر بدقسمتی سے پکڑے گئے تو دونوں کو گلا گھونٹ کر قتل کر دیا اور ان کے اموال لوٹے اور اس کے اشراف کو ذلیل کیا۔ تو لوگوں نے یہ حالات دیکھ کر اللہ رب العزت سے التجا کی تو اللہ نے انہیں اس ظالم بادشاہ سے نجات دلائی۔

حاکم تونس کے بیٹے ولی عہد مقرر ہوئے:...... جب الحضر ۃ کا حاکم سلطان ابو اسحاق ۷۰۰ھ میں انتقال ہو گیا تو اس کے بعد اس کا بیٹا حاکم وقت مقرر ہوا مگر کم عمر اور کم سن ہونے کی وجہ سے حکومت نہ چلا سکے اس کے بعد مشورے سے منصور بن حمزہ کو حاکم مقرر کیا جو کہ الفاحیہ پر غالب ہونے والے بنو کعب کا امیر تھا پھر انہوں نے اپنی بے تدبیری سے اپنے ساتھ حکومت میں شامل کرنے کا لالچ دیا پھر اس سے منحرف ہو گئے اور ناراض ہو کر سلطان ابوالعباس کے پاس چلا گیا، ان سے حکومت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ پھر حاکم نے ابو عبداللہ بن حاجب ابو محمد بن تافراکین کو ان کی اطاعت کا حال معلوم کرنے اور ان کے اندر پیش ہونے والے حالات کا جائزہ لیا تا کہ حالات کے پیش نظر اس کا تدارک کر سکے پھر امیر عبداللہ کے بعد بجایہ میں اپنے حق کے مطالبہ کے لئے امیر مقرر کیا اور یہ سب کچھ حاکم تلمسان ابو حمد کی مداخلت اور اس کے مختلف امدادی وعدوں کے باعث ہوا پس جب سلطان مسیلہ پہنچا تو انہوں نے ابراہیم کے عہد کو چھوڑ دیا اور اس سے بیزاری کا اظہار کیا اور جہاں سے آئے تھے وہیں واپس چلے گئے۔

منصور بن حمزہ کی بغاوت:...... منصور بن حمزہ بنی سلیم میں سے امیر شہر تھا اور سلطان ابو یحییٰ اس پر بہت عطف اور مہربانیاں کرتا تھا اور اس کی قوم پر اس کو امتیاز بخشتا تھا۔ اور جب سے بنو حمزہ نے افریقہ میں سلطان ابوالحسن پر غلبہ پایا تھا اور اسے وہاں سے دھتکار دیا تھا تو انہوں نے وہاں پر دست درازی شروع کر دی تھی اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے تقسیم کر لیا تھا اور الحضر ہ کے امراء نے انہیں خراج کے دو حصے رشتہ داری اور اقامت دعوت اور غربی سرحدوں کے باشندوں کی حفاظت سے مالوف کرنے کے لئے زائد دیتے تھے۔ پھر انہوں نے اس سے اکثر حصہ پر قبضہ کر لیا اور سلطان کے دو حصے زائد ہو گئے ہیں اور جب سلطان ابوالعباس نے الحضر ۃ پر قبضہ کر لیا اور دعوت حفصی کے لئے مخصوص ہو گیا تو اس نے تغلب اور اختصاص سے اس کے لگاموں کو روکا، یہاں تک کہ وہ کامیاب ہو گیا۔

سوسہ کی فتح:...... جب سے قیروان میں بنی مرین کا واقعہ ہوا تھا اس وقت سے عربوں نے عملداریوں پر قبضہ کر لیا تھا اور سلطان ابوالحسن نے خلیفہ عبداللہ بن مسکین کو سوسہ ان کے شہروں اور جاگیرداروں کو دیدیا تھا، جو ان کے نہیں تھے، اور خلیفہ اس منطقہ پر قبضہ کر کے حاکم بن گیا اور آخری عمر تک اس کا خراج اور ٹیکس خود لیتا رہا، اور وقت کے سلطان کے مقابلہ میں خود مختار بن گیا، اور یہ سلسلہ عرصہ دراز ان کے درمیان چلتا رہا یہاں تک کہ تمام خلفاء نے اپنی اپنی حکومتیں سنبھال لیں۔

فتح جربہ اور سلطنت سلطان میں اس کی شمولیت:...... جب سے ابو عبداللہ محمد بن تافراکین نے محمد بن ابی القاسم بن ابی العیون کو اس جزیرے کا والی بنایا تھا، اس نے اپنے پڑوسیوں اہل قابس، اہل طرابلس اور الجریدہ کے دیگر علاقوں کے طور طریقوں کو اپنا لیا تھا کہ سلطان کی بات کو تسلیم نہ کیا جائے اور خود مختاری اور امارت حاصل کی جائے (اور اس کے برے حالات کا تذکرہ ہم پہلے کر چکے ہیں)۔ اس کا والد حاجب ابو محمد تافراکین کے زمانے الحضر ۃ میں اشغال کا امیر تھا اور وہ اس کے بیٹے ابو عبداللہ کو جو کہ جربہ کا حاکم تھا فن کتابت سکھاتا اور اس نے ابو اسحاق سے بھاگتے وقت

اس کا ارادہ کیا تا کہ جربہ میں بوجہ قدیم تعلقات کے اترے تو اس نے اسے روک دیا، پھر اس نے جزیرہ کے شیوخ کو بھی اس بات پر راضی کرلیا کہ سلطان کی بات کو نہ مانا جائے اور اپنی خود مختار حکومت قائم کیجائے، وہ سلطان اور اس کے بعد اس کے بیٹے کی حکومت میں بھی محفوظ رہا لیکن جب سلطان ابوالعباس نے تونس پر قبضہ کیا تو اسے خوف ودہشت محسوس ہونے لگی اور جرید کے رؤسا کے مدمقابل مدافعت میں مدد کرنے کے لئے گیا اور باوجود قدیم وجدید زمانے میں تخلف اختیار کرنے کے اس معاملہ میں بہت دور تک چلا گیا، اور سلطان کی بات ماننے، اطاعت کرنے اور خراج کو روکنے میں بہت بڑی مثال پیش کی جس کی وجہ سے سلطان کو غصہ آ گیا اور جب اس نے ساحلی شہروں اوران کی سرحدوں کو فتح کیا تو اس نے اپنے بیٹے ابوبکر کو فوج دے کر جربہ کی طرف روانہ کیا اور اس کے ہمراہ حکومت کا مخلص ساتھی محمد بن علی بن ابراہیم بھی تھا، جو کہ شیخ الموحدین ابو ہلال کی اولاد میں سے تھا اور المستنصر کے زمانے میں بجایہ کا حاکم تھا (اس کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں) اس نے اس کو اس کے محاصرے کے لئے بحری بیڑے سے مدد دی اور امیر بمع اپنی فوج کے اس کے راستے میں اتر پڑا اور بحری بیڑا اس کے محافظوں تک پہنچ گیا۔ پس اس نے سقلعہ قشتیل کا محاصرہ کرلیا او ابن ابی العیون نے اس کی دیواروں کی پناہ لی اور جزیرہ کے بربری شیوخ اس سے الگ ہو گئے اور اس کی فوج کے خاص آدمی اس کے پاس آ گئے جب انہوں نے وہ بات دیکھی جس کی انہیں طاقت نہ تھی۔

نیز یہ کہ سلطان کی فوجوں نے بر و بحر سے ان کا گھیراؤ کرلیا ہے تو وہ بحری بیڑے کے پاس آئے اور اس کے گھوڑوں پر قابض ہو گئے اور جزیرہ پر قبضہ کرلیا اور واپس سلطان کی طرف چلے گئے اور محمد بن ابوالعیون الحضر ۃ کی طرف چلا گیا اور کچہری میں اترا اور اسے ملک میں اونٹ پر سوار کروا کر شہر کے بازاروں میں گھومایا گیا تا کہ معلوم ہو کہ اللہ کی سزا اس پر نازل ہو رہی ہیں پھر سلطان نے اسے طلب کیا اور امرائے جرید کے گمراہوں کے ساتھ شامل ہو کر اس سے انحراف کرنے پر توبیخ کی پھر اس کی خونریزی سے الگ ہو گیا اور اسے قید خانے میں ڈال دیا یہاں تک کہ وہ ۹ے۷ھ میں وفات پا گیا۔

سلطان کا غربی سرحدوں کی ولایت کے سلسلہ میں اپنے بیٹوں میں غور:...... جب سلطان نے اہلیان افریقہ کے برانگیختہ کرنے اور شیخ منصور بن حمزہ کے رغبت دلانے پر افریقہ کی طرف سفر کرنے کا پختہ عزم کرلیا تو اسے غربی سرحدوں کے حالات نے فکرمند کر دیا تو اس نے ان سرحدوں کی دیکھ بھال کے لئے اپنے بیٹوں کے احوال کا جائزہ لینا شروع کیا، سب سے پہلے اس کی نظر اپنے بڑے بیٹے امیر ابوعبداللہ پر پڑی اس نے اسے بجایہ اور اس کے مضافات کا امیر مقرر کر دیا اور اسے بادشاہ کے محلات میں اتارا اور خراج کے مال اور فوج کے رجسٹر میں بنام اس کے کھاتہ جاری کر دیا اور قسطنطنیہ اور اس کے مضافات پر اپنے غلام بشیر کو عامل مقرر کیا جو اس کی حکومت کی تلوار، جنگ کی مہار اور اس کے ارادے کو ابھارنے والا تھا اس میں رائے پختگی اور خودداری پائی جاتی تھی۔ شروع میں اسے قسطنطنیہ آنے پر بڑی مشقت اور قید برداشت کرنی پڑی جس کے عوض اللہ تعالیٰ نے اسے خوشی عطا کی اور اس نے اپنی خواہش کے مطابق عہدے حاصل کئے اور سلطان اپنی فوج کا اس کی نگرانی میں ہونے پر بڑا اعتماد کرتا تھا اور اسے جنگوں کے ہراول دستوں میں بھیجتا تھا، سلطان نے بجایہ پر قبضے کے وقت اسے قسطنطنیہ کا امیر مقرر کیا اور اسے وہاں اتارا اور اس کے ساتھ اپنے بیٹے امیر ابواسحاق کو اتارا اور اس کی حفاظت کی وجہ سے اسے اس کا گارڈین مقرر کیا۔ پھر افریقہ جاتے وقت اسے فوج کے ساتھ بھیجا پس وہ اس کے مددگاروں میں شامل ہوا اور فتح میں اس کے ساتھ رہا۔ پھر سلطان نے اسے مزید آزادی اور اختیارات دے کر واپس قسطنطنیہ بھیج دیا۔ وہ اپنی وفات تک اسی مقام پر رہا۔

سلطان نے اپنے بیٹے اسحاق کو ملک بن مقرب اور سلطان عبدالعزیز کے پاس بھیجا تا کہ وہ انہیں فتح تلمسان کی مبارک باد دے اور رشتہ محبت کو استوار کرے اور اس کے ساتھ شیخ الموحدین کو بھی بھیجا جو ابواسحاق بن ابی ہلال کا گارڈین تھا، ملک بن مقرب ان دونوں سے نہایت تپاک سے ملا اور انہیں ۳ے۷ھ میں اس حال میں واپس کیا کہ وہ اس کا ذکر خیر کرتے تھے، امیر ابواسحاق قسطنطنیہ میں اپنے دارالامارات میں اترا اور سلطان نے اسے وہاں کا حاکم مقرر کر دیا اور قائد بشیر جو اسکے باپ کا غلام تھا اور اس کی صغرسنی کی وجہ سے اس پر حاوی تھا جب امیر ابواسحاق کی حالت ٹھیک ہو گئی تو بشیر ۴ے۷ھ میں وفات پا گیا پس سلطان نے اسے از سرنو امارت سے سرفراز کیا تو اس نے نہایت احسن طریقے سے اپنے فرائض کو ادا کیا اور اس کے خیالات کو اپنے بارے میں سچ کر دکھایا۔ پس یہ دونوں امیر بجایہ اور قسطنطنیہ کے عہد میں مستقل رہے اور ان کے مضافات کے امور بھی انہیں کے سپرد تھے، انہیں ہتھیار

بنانے، شاہانہ ادب قائم کرنے اور شاہانہ سامان تیار کرنے کی بھی اجازت تھی۔ اور اسی طرح امیر ابوز کریا جو کہ ایک شریف بھائی تھا بونہ پر ایک مستقل امیر تھا پس جب وہ فتح کے سال افریقہ کی طرف گئے اور ابو یحییٰ کو اپنی طویل رفاقت کے باعث یہ یقین ہو گیا کہ سلطان اس کے بھائی کو پسند کرتا ہے کیونکہ وہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ہے پس اس نے اپنے بیٹے امیر ابو عبداللہ محمد کو سہانہ کا امیر مقرر کیا اور اسے اپنے محل میں اتارا اور اسے امارت میں ایسے امور سپرد کئے جن کی بدولت اس کا ذکر خیر ہونے لگا اور یہ صورت حال ۸۳ کے ھ تک قائم رہی۔

فتح قفصہ و توزر اور مضافات قسطنطنیہ کا سلطان کی حکومت میں شامل ہونا:...... سلطان ابو بکر کی فوج سے قبل الجرید کی حکومت کے معاملات شہروں کے رؤسا کے مشورے سے طے پاتے تھے، کیونکہ اس وقت حکومت تقسیم ہو کر ختم ہو چکی تھی (جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے) پس جب سلطان ابو بکر دعوت حفصی کے لئے مخصوص ہو گیا اور دیگر شواغل سے فارغ ہو گیا تو اس نے اپنی نظر ان کی طرف پھیری اور اس کی فوج نے انہیں روند دیا پھر شوریٰ کے بعد وہ خود آیا اور اپنے بیٹے ابوالعباس کو اس کا امیر مقرر کر دیا (جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں) اور جب اس کی وفات کے بعد افریقہ کے حالات دگرگوں ہونے اور اعراب کے اس کے نواح پر غالب آنے کا واقعہ ہوا تو یہ سب کچھ سلطان ابوالحسن کی شکست اور ان کے رؤسا کے جھگڑنے کے بعد بازاری آدمیوں کی طرح حکومت چلانے کی وجہ سے ہوا تھا حالانکہ وہ تختوں پر بیٹھتے تھے اور راستوں ہی میں سواریاں کرتے تھے اور جنگ کے دنوں میں ہتھیار تیار کرتے تھے جو گردش زمانہ سے عبرت حاصل کرنیوالوں کے لئے ایک نشان ہوتے تھے اور وہ شام کے علاقوں کے مسافر بن گئے یہاں تک کہ ان کے نفوس کو القاب خلافت کے اختیار کرنے کی سوجھی، پس جب سلطان ابوالعباس افریقہ اور اس کے مضافات کا خود مختار حاکم بن گیا تو وہ الحضر ۃ کا باز اور اپنی کچھار میں رہنے والا شیر بن گیا اور منافقت اور مخالفت کرنے والے اصحاب اس طرح اس کے عزائم کو مضبوط کرنے اور ان کا خوف ان کی مہلت کی رسی کو ڈھیلی کر دیتا اور وعدہ کے ذریعے الفت کے میدان کو اس امید پر کھلا رکھتا کہ یہ اطاعت کی طرف واپس آجائیں مگر یہ عناد و نفاق میں بڑھتے گئے۔

تو اس نے ان کے عزائم کا پردہ چاک کیا اور ان کے عہد کو برابری کی سطح پر توڑ دیا اور وہ ۷۷ےھ میں اپنی فوج کے ساتھ جو موحدین، موالی، قبائل زناتہ، اولاد مھلھل اور حکیم ساتھی عربوں اور ابواللیل کے رشتہ داروں پر مشتمل تھی الحضر ۃ اہل جرید کی مدافعت کے لئے چلا اور انھوں نے کئی روز تک سلطان سے موافقت کی پھر اس کے پاس سے بھاگ اٹھے اور سلطان ان کی رعایا پر غالب آ گیا اور وہ اس بنی کا بقایا تھا جنہوں نے ہوارہ نفوسہ اور مغراوہ کے مسافروں کے ساتھ افریقہ کے مضافات کو آباد کیا تھا اور سلطان نے ان پر بڑے ٹیکس لگائے تھے،

پس جب مقرب افریقی میدانوں پر غالب آ گیا انہیں یہاں سے وافر خراج اور مال حاصل ہو جاتا تھا اور یہ ان کے مال، گھوڑوں، زربوں، بھیڑوں اور سواروں سے مدد کرنے اور ان میں سے بعض لوگوں سے سلطان کے ساتھ جنگ کرنے میں مدد مانگتے پس سلطان ان پر غالب آ گیا اور ان کے سب اموال کو لے گیا اور ان کے جوانوں کو قید کر کے الحضر ۃ کے قید خانوں میں ڈال دیا اور ان کے سب سے بڑے امدادی مواد کو ختم کر دیا جس سے ان کی سرکشی ٹھنڈی پڑ گئی اور ہمیشہ کے لئے ان کا باز وٹوٹ گیا اور وہ کمزور پڑ گئے پھر سلطان الحضر ۃ کی طرف آیا اور اس کے پیروکار منتشر ہو گئے اور ابوالعباس نے ان سے علیحدگی اختیار کر لی اور اولاد ابواللیل کا بناوٹی دوست بن گیا اور انھوں نے الحضر ۃ پر چڑھائی کر دی اور کئی روز تک اس کے میدان میں فروکش رہے اور اس پر غارت گری کرتے رہے پھر وہاں سے چلے گئے اور یہ موسم سرما کے آغاز میں ان کے پیچھے پیچھے گیا اور سوسہ اور مہدیہ کے ساحل پر اترا ان اوطان سے خراج طلب کیا پھر قیروان کی طرف واپس آ گیا اور اولاد ابواللیل کو اس کی مدافعت کے لئے جمع کیا حاکم توزر نے ان میں اموال تقسیم کئے مگر یہ اس کے کچھ کام نہ آئے۔

اور سلطان نے قفصہ پر چڑھائی کر دی تین روز تک اس سے جنگ کی مگر وہ اپنی سرکشی پر ڈٹے رہے اور مجتمع ہو کر اس سے جنگ کرتے رہے رعیت اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے پاس آ گئی اور انھوں نے ان کے لیڈر احمد بن قائد اور اس کے بیٹے کو کبر سنی اور رخوت کی وجہ سے چھوڑ دیا پس وہ سلطان کے پاس گیا اس نے مرضی کے مطابق اس سے اطاعت اور خراج کی شروط مقرر کیں تو یہ شہر کی طرف واپس آ گیا اور اہل شہر ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے اور بغاوت کا ارادہ کر لیا پس اس کا بیٹا احمد جو اپنے باپ پر حاوی تھا ان سے آگے بڑھ گیا سلطان نے اپنے بھائی ابو یحییٰ کو خواص اور مددگاروں

کے ساتھ شہر کی طرف بھیجا تو اس میدان کے نواح میں اسے محمد ملا تو اس نے اسے سلطان کے پاس بھجوا دیا اور قصبہ میں داخل ہو گیا اور شہر پر قبضہ کر لیا سلطان نے محمد بن قائد کو اسی وقت گرفتار کر لیا اور احمد کو بھی شہر سے اس کے پاس لایا گیا تو وہ اس کے ساتھ رہا اور اس کے گھر اور ذخائر پر قابض ہو گیا فوج اور اہل شہر اکٹھے ہو کر سلطان کے پاس آئے اور اس سے بیعت کر لی اس نے اپنے بیٹے کو وہاں کا امیر مقرر کیا اور توزر چلا گیا، قفصہ کی خبر فتح جب ابن عول کو ملی تو وہ اسی وقت سوار ہو کر اپنے اہل وعیال اور تھوڑے سے ذخائر کو اٹھا کر النراب کی طرف چل دیا اہل توزر نے یہ بات سلطان تک پہنچا دی تو اس نے راستے میں ہی اس سے ملاقات کی اور شہر کی طرف بڑھ کر اس پر قبضہ کر لیا۔

مال غنیمت کا حصول:......ابن یملول اس کے ذخیرہ پر قابض ہو گیا اور اس کے محلات میں اترا تو اس نے وہاں کی استعمال کی اشیاء متاع وسلاح اور سونے اور چاندی کے ایسے برتن پائے جو روئے زمین کے کسی بڑے بادشاہ کے لئے بھی تیار نہیں کئے گئے اور بعض لوگوں نے جواہرات، زیورات اور کپڑوں کی وہ امانتیں بھی لا دیں جو ان کے پاس پڑی تھیں اور ان سے علیحدگی اختیار کر کے سلطان کے پاس چلے گئے سلطان نے توزر پر اپنے بیٹے المنتصر کو امیر مقرر کیا اور اسے ابن یملول کے محلات میں اتارا اور اسے توزر کی امارت دی اس نے سلطان خلاف بن خلف کو بلایا تو اس نے آ کر اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس نے توزر میں اس کو اپنے بیٹے کی حجابت پر مقرر کر دیا اور اس کے ساتھ اتارا اور خود الحجرۃ کی طرف لوٹ آیا الجرید کے شہروں کے قبضہ کے وقت اس کے عرب مخالفین تلون کی طرف چلے گئے۔

پس جب اس نے الحضر ۃ جانے کا قصد کیا تو انھوں نے اسے راستے میں روکا تو اس نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کے عزائم کو توڑ دیا وہ غربی جہات کی طرف کامیابی کی امید پر بھاگ گئے کیونکہ ابن یملول ان کو حاکم تلمسان کی خدمت میں کمک حاصل کرنے کے لئے لایا تھا پس ان میں سے منصور بن خالد اور نصر جو اس کے چچا منصور کا بیٹا تھا دونوں داد خواہ بن کر ابوتاشفین کے پاس آئے تو اس نے ان سے وعدہ کر کے انھیں واپس کر دیا اور وہ اس کی درماندگی کو دیکھ کر واپس چلے گئے اپنے متعلق عہد و پیمان لینے کے بعد سلطان کے پاس گیا تو اس نے اس کی قوم پر اپنی مرضی کی شروط عائد کیں اور ان کے پاس آ گیا مگر وہ اس کی شروط سے راضی نہ ہوئے۔

اور جب سلطان کی فوجوں اور عرب مددگاروں کے ساتھ الحضر ۃ سے حملہ کرنے کے لئے گیا تو وہ ان کے آگے بھاگ کھڑے ہوئے اس نے ان کا تعاقب کیا اور تین باران پر حملہ کیا تو وہ بھاگ کر قیروان چلے گئے۔ پھر ان کا وفد سلطان کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق شرائط عائد کرے پس اس نے ان کی اس بات قبول کیا اور انھیں عام معافی دیدی اور وہ سلطان کی اطاعت اختیار کر کے اس کی مرضی کے مطابق چلنے لگے۔

بغاوت اہل قفصہ اور وفات ابن خلف:......جب خلف بن خلف، المنتصر ابن سلطان کی حجابت پر بااختیار ہو گیا تو اس نے بمع اس کے اسے نفطہ کا امیر بھی مقرر کر دیا تو اس نے اپنے عامل کو اس پر اپنا جانشین مقرر کیا اور خود المنتصر کے ساتھ توزر میں فروکش ہو گیا پھر اس کے متعلق چغلی ہوئی کہ وہ ابن یملول کے ساتھ ساز باز کرتا ہے اور اس سے مراسلت کرتا ہے تو اس نے اس کے متعلق جاسوس مقرر کئے اور اس کے ایک خط سے مطلع ہو گیا جو اس کے مشہور کاتب کی تحریر میں تھا جو ابن یملول اور ابریزور اور وہ یعقوب علی کی طرف تھا جس میں ان دونوں کو جنگ کی ترغیب دی گئی تھی تو اس نے اسے گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا اور اس کے عمال کو نفطہ کی طرف بھیج دیا اور اس کے اموال وذخائر پر قبضہ کر لیا اور اس کے باپ کے ساتھ اس کے متعلق گفتگو کی تو اس نے اس کی مخالفت اور اس کی اطاعت واضح ہو جانے کے بعد اسے مہلت دے دی، نفطہ کی فتح سے قبل نفطہ کے گھرانوں میں سے احمد بن ابی یزید کا گھرانہ سلطان کے پاس آ گیا جو اس کی رکاب میں اس کی طرف گیا تھا۔

شہر پر قبضہ:......پس جب اس نے شہر پر قبضہ کیا تو اپنے آس پاس آنے کی وجہ سے اس کا لحاظ کیا اس نے اپنے بیٹے ابوبکر کو وصیت کی اور وہ اس کے مشورہ اور اس کے حل وعقد پر حاوی ہو گیا پھر اس کے دل میں خود مختار ہونے کا خیال آیا اس نے اس کے لئے وقت مقرر کیا اور اتفاق سے امیر ابوبکر نفطہ سے اپنے بھائی المنتصر سے ملاقات کے لئے گیا اور شہر میں اپنے غلام عبداللہ ترکی کو جانشین بنایا اور سلطان نے اسے اپنے ساتھ اتارا اور اپنی حجابت اسے سپرد کر دی۔

پس جب امیر شہر سے دور چلا گیا تو ابن ابی یزید نے کچھ کمینے لوگوں سے ساز باز کی اور شہر کی گلیوں میں گھوما، بغاوت کرنے اور اطاعت چھوڑ نے کے نعروں کے ساتھ قصبہ کی طرف بڑھا پس قائد عبداللہ نے قصبہ سے جنگ کی مگر وہ اس سے سر نہ کر سکا تو عبداللہ نے قصبہ میں ڈھول بجایا پس لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے تو اس نے انھیں قصبہ کے اس دروازے سے داخل کیا جو جنگل تک لے جاتا تھا پس وہ لوگ بہت زیادہ ہو گئے اور ابن ابی یزید کو روک دیا اور لوگ اس کے پاس سے چپکے سے کھسک گئے تو وہ روپوش ہو گیا، قائد قصبہ سے نکلا اور بہت سے باغیوں کو پکڑ لیا اور انھیں قید میں ڈال دیا اور شہر پر قبضہ مکمل ہو جانے کے بعد گھبراہٹ کا خاتمہ ہو گیا،

جب مولی ابی بکر تک خبر پہنچی تو وہ بسرعت تمام قفصہ کی طرف لوٹا پس شہر میں داخل ہوتے ہی قیدیوں کو قتل کر دیا گیا اس نے منادی کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں ابن ابی یزید اور اس کے بھائی سے بیزاری کے اظہار کا اعلان کرے اور اس کی آمد کے دنوں میں دروازے کے پاس عورتوں کے لباس میں چھپ کر بیٹھنے والے پہریداروں کو ان دونوں کے متعلق اطلاع ملی تو انھوں نے ان کو پکڑ لیا اور امیر کے پاس لے گئے تو اس نے انھیں قتل کر کے کھجور کے تنوں پر صلیب دے دئے گئے وہ دونوں بہت مالدار تھے اور لوگوں کے لئے عبرت کا سامان بن گئے اور ان کی دین و دنیا برباد ہو گئی، حاکم توزر المنتصر کو اس وقت ابن خلف کے متعلق شک گزرا تو وہ اس کی روپوشی کے حالات سے محتاط ہو گیا اور اسے قید خانے میں ڈال دیا اور اس کے ساتھ بے رحمی کا طریقہ اختیار کیا، اور اس کے ساتھ سلطان نے تمام شہروں کو اپنی اطاعت میں شامل کر لیا اور اس کا غلبہ مسلسل قائم رہا یہاں تک کہ وہ صورت حال پیدا ہو گئی جس کا تذکرہ ہم آگے کریں گے ان شاء اللہ۔

فتح قابس اور سلطنت سلطان میں اس کی شمولیت:..... یہ شہر باہم بنی مکی کی حفصی حکومت میں شامل رہا جن کی شہرت ان زمانوں میں بہت تھی (عنقریب ان کے حالات، نسب اور اولیت کا ذکر ایک الگ فصل میں ہوگا) ان کی ریاست کی اصل وجہ یہ ہے کہ قابس کی ولایت کے ابتدائی ایام میں ۶۲۳ھ میں ان کا اتصال امیر ابوزکریا سے ہو گیا پس یہ اس کے ساتھ مختص ہو گئے جب اس نے ان سے ابو محمد عبداللہ کے خلاف بغاوت کرنے میں شمولیت کے لئے کہا تو انھوں نے اس کی بات کو قبول کیا اور اس کے پیچھے چل پڑے جب اسے افریقہ میں خودمختاری ملی تو اس نے ان کی پاسداری کی اور انھیں اپنے ملک میں شوریٰ کی سربراہی کے لئے الگ کر لیا جب حکومت غربی سرحدوں کے علیحدگی اختیار کرنے اور فتنوں کے پیدا ہونے کی وجہ سے نافرمانوں کے مقابلہ میں ناکام ہو گئی تو یہ خودمختاری کی طرف بڑھنے لگے اور ہمیشہ ہی خودمختاری حاصل کرنے، سلطان کے خلاف بغاوت کرنے، باغیوں کے مداخلت کرنے اور الحضرۃ پر چڑھائی کرنے کی طرف مائل رہے اس دوران حکومت ان سے اور ان کے سوا دوسرے لوگوں سے طویل زمانے سے غافل تھی کیونکہ حکومت تقسیم ہو چکی تھی اور غربی سرحدوں کا حکمران الحضرۃ کے مطالبے پر مصر تھا پھر سلطان ابوبکر افریقہ کی دوسری عملداریوں میں دعوت حفصی کا مستقل داعی بن گیا اور حاکم تلمسان کے ساتھ جنگ کرنے، بجایہ کی سرحد سے مقابلہ کرنے اور بنی عبدالواد کی فوجوں کو یکے بعد دیگرے عربوں اور بنی حفص کے اعیاص کے ساتھ افریقہ کی طرف بھیجنے سے غافل ہو گیا ان دنوں قابس کی ریاست کا متولی عبدالملک بن مکی بن احمد بن عبدالملک تھا اور اس کام میں اس کا معاون اس کا بھائی احمد تھا یہ دونوں حاکم تلمسان ابوتاشفین کے ساتھ ساز باز کرتے تھے کہ وہ اپنی فوجوں اور اپنے ساتھ آنے والے باغیوں کے ساتھ الحضرۃ پر چڑھائی کرے اور بسا اوقات سلطان الحضرۃ میں موجود نہ ہوتا تو یہ الحضرۃ کی طرف جانے میں سلطان کی مخالفت کرتے جیسا کہ انھوں نے عبدالواحد کے ساتھ کیا تھا (جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے)

جب سے سلطان ابوالحسن نے تلمسان پر قبضہ کیا اور بنی زیان کے آثار مٹ گئے تو سلطان ان باغی سرداروں کو بھگانے سے گھبرا گیا جو کہ دیگر ایام میں بغاوت کرتے رہتے تھے جب اس نے قفصہ پر چڑھائی کر کے اس پر قبضہ کر لیا تو وہ ڈر گئے اور احمد بن مکی مقرب سے حجازی قافلے کے قابس کے پاس سے گزرنے کے بعد سلطان ابوالحسن کے پاس اس کی سفارش کے پیمان پر چلا گیا جہاں سلطان کے کریم آدمی موجود تھے جنہوں نے ان کو اور قافلے کے دوسرے لوگوں کو خوب عطیات دئے اور اس کی خوب مہمان نوازی کی اور انھوں نے اس بات کو اس کے ہاں جانے کا وسیلہ بنایا۔

پس سلطان نے ان وسیلوں کو قبولیت بخشی اور سلطان ابوبکر کی طرف سلطان کے عہد اور رشتہ داری کی بناء پر ان کے متعلق سفارش کرتے ہوئے خط لکھا تو اس نے اس کی سفارش کو قبول کیا اور انتقام سے درگزر کیا پھر سلطان ابوبکر فوت ہو گیا اور فتنہ کا سمندر موجیں مارنے لگا اور حکومت دوبارہ تقسیم کی

حالت کی طرف لوٹ آئی اور الحضرۃ کے حاکم کے لئے ان سے انتقام لینے کے راستے بند ہو گئے پس بنو مکی اور الجرید کے دیگر رؤسا حکومت کے مقابلے میں خود مختار ہونے اور اطاعت ترک کرنے اور خراج روکنے کی طرف پلٹ آئے۔

باغیوں سے چھٹکارا:......اس دوران بہت سے باغی ریاستوں پر قابض ہو گئے تو الجرید کے اس زمانے کے لوگوں نے آپس میں مراسلت کی اور اچانک جو مصیبت ان پر آپڑی تھی اس کے متعلق گفتگو کی اور اس سے نجات پانے کا راستہ تلاش کیا اور عبدالملک بن مکی جنگوں کی مراسلت کے طویل ہو جانے اور اس کے باغیوں کی طرف چلے جانے کی وجہ سے انہیں روکے ہوئے تھا، اس کا بھائی احمد جو اس کا معاون بھی تھا جو کہ ۶۵ھ میں فوت ہو گیا اور وہ قابس کا منفرد سردار بن گیا پس انہوں نے اس کے ساتھ اور اس نے ان کے ساتھ مراسلت کی اور سب نے سلطان کے خلاف عربوں کو جتھہ بند کرنے اور اموال تقسیم کرنے اور افریقہ کی حکومت میں حاکم تلمسان کے پاس بھیجا تو اس نے انہیں اپنی طرف سے امیدیں دلائیں اور جھوٹے وعدوں سے بہلایا اور سلطان ابوالعباس اپنی تیاری کی طرف توجہ مرکوز کئے ہوئے تھا یہاں تک کہ اولاد ابواللیل پر غالب آ گیا جو ان کے ساتھ ان کی مدافعت میں جنگ کیا کرتی تھی اس نے قفصہ، توزر اور نفطہ کو فتح کر لیا اور ان پر واضح ہو گیا کہ حاکم تلمسان ان کی مدد سے درماندہ ہو چکا ہے۔

پس اسی وقت عبدالملک نے سلطان کی طرف مراسلہ لکھنے میں جلدی کی اور اپنی طرف سے اطاعت اختیار کرنے اور خراج دینے کا وعدہ کیا اور اس کے بعض نوکروں چاکروں نے اس سے اس کا مطالبہ کیا تو اس نے اسے ادا کر دیا اور اس نے اپنا معاملہ بھیج دیا اور اس کے انتظار میں الحضرۃ واپس لوٹ آیا پس ابن مکی نے اس کے پیش کرنے میں دیر کی اور اسے وعدہ کر کے واپس کر دیا پھر اس کی حکومت میں خرابی پیدا ہو گئی اور اہل ضاحیہ بنو احمد نے اس کے خلاف بغاوت کر دی جو ذباب کا ایک بطن ہیں اور وہ سوار ہو کر اس کی طرف گئے اور اس کا محاصرہ کر لیا اور اس پر سختی کی انہوں نے حاکم قفصہ امیر ابوبکر سے مدد مانگی تو اس نے اپنی فوج اور سالار کے ساتھ انہیں مدد دی پس انہوں نے اس کے ساتھ مقابلہ کیا اور محاصرہ سمٹ کرا دیا اور ابن مکی نے بعض اہل شہر پر سازش کا الزام لگایا پس اس نے انہیں ان کے گھروں میں بند کر کے قتل کر دیا اور رعیت اس سے بگڑ گئی اور اس کا برا حال ہو گیا تو اس نے بنی علی کے بعض عرب مفسدہ پردازوں سے اس فوج پر جو اس کا محاصرہ کئے شبخون مارنے کی سفارش کی اور اس سے یہ شرط لگائی کہ تم جس قدر چاہو مال لینا پس انہوں نے اکٹھے ہو کر ان پر شبخون مارا تو وہ منتشر ہو گئے اور ان سے تکلیف اٹھائی اور سلطان کی ان کی خبر ملی تو برافروختہ ہو گیا اور اس نے قابس پر چڑھائی کا عزم کر لیا اور رجب ۸۱ھ میں الحضرۃ کے باہر کئی روز تک پڑاؤ ڈال دیا یہاں تک ان سے عطیات لئے اور فوجیں اس کے مددگاروں کے قبائل کے پاس آئیں جو اولاد مہلہل اور سلیم کے دیگر قبائل میں سے تھے۔

قابس میں آمد:......پھر وہ قیروان سے ہوتا ہوا قابس چلا گیا اور اس نے تیاری مکمل کر لی اور ذیاب کے مشائخ جو بنی مسلم کے اعراب تھے انہوں نے اس کی ملاقات اور اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی ان میں سے خالد بن سباع بن یعقوب شیخ الحامید اور اس کا عمزاد علی بن ارشد دیگر لوگوں کے ساتھ انہیں قابس سے مقابلہ کرنے پر آمادہ کرنے لگے پس وہ جلدی سے اس کی طرف گیا اس نے اپنے آگے آگے اپنے ایلچیوں کو ابن مکی سے معذرت کرنے کے لئے بھیجا اور وہ اس کے پاس پہنچ گئے تو اس نے انہیں انقیاد و اطاعت کے ساتھ واپس کیا پھر اس نے اپنی سواری اور ذخائر کو اٹھایا اور شہر سے باہر نکل گیا اور وہ اس کا بیٹا یحییٰ اور پوتا عبدالوہاب ذیاب کے قبائل کے ہاں اترے اور سلطان کو بھی اطلاع پہنچ گئی تو وہ جلدی سے شہر کی طرف آیا اور اسی سال کے ذوالقعدہ میں اس میں داخل ہو گیا۔

قابس پر قبضہ کے بعد الحضرۃ کی طرف واپسی:......اور ابن مکی کے مکانات اور محلات پر قابض ہو گیا اور اہل شہر نے اس کی اطاعت اختیار کر لی، اس نے اپنے خواص میں سے ایک آدمی کو اس کا والی مقرر کیا اور حاکم طرابلس ابوبکر بن ثابت نے سلطان کو اپنی اطاعت اور طرفداری کی اطلاع بھیج دی اور اس کے ایلچی اسے قابس سے دور ملے پس جب اس نے مکمل طور پر فتح کر لیا تو اس نے اپنے بعض خاص آدمیوں کو اس بات کی خاطر اس کے پاس بھیجا تو اس نے انہیں اطاعت کے ساتھ واپس بھیجا اور عبدالملک بن مکی نے قابس سے خروج کے بعد چند راتیں عرب قبائل کے درمیان گزاریں پھر اسے موت نے آلیا اور وہ فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا اور پوتا انس چلے گئے پس ابن ثابت نے انہیں اپنے پاس آنے سے روکا تو بز تیز ور بستی میں الجواری کی کفالت میں جو ذباب کا بطن ہے اترے، اور جب سلطان نے فتح اور اس کے معاملات کو مکمل طور پر طے کر لیا تو الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا۔

اور ۸۳ھ کے آغاز میں اس میں داخل ہو گیا اور اس کا ایلچی طرابلس سے ابن ثابت کا تحفہ جو سامان اور غلاموں پر مشتمل تھا لے کر آیا اس تحفہ میں اس نے اپنے خیال کے مطابق اس کے خراج کو پورا کر دیا تھا اور الحضر ہ میں استقرار کے بعد اولا دابوالليل کے ایلچی اس کے پاس عفو اور قبولیت چاہتے ہوئے آئے تو اس نے ان کی بات قبول کر لی اور اس کا شیخ صولہ بن خالد سو گیا اور حکیم کے شیخ ابوصعنونہ نے اسے قبول کر لیا اور انہوں نے اپنے بیٹوں کو وفاداری کی تربیت دی اور وہ اطاعت پر قائم رہے اور کامیابی اور غلبہ ان کے شامل حال رہا اور ۸۳ھ کے آغاز تک ان کا یہی حال رہا۔

بغاوت اولا دابوالليل پھر ان کا رجوع اطاعت: ...... جب سلطان فتح قابس کے بعد واپس آیا (ہم اولا دابوالليل کے اطاعت کی طرف رجوع کرنے کے حالات کو ہم بیان کر چکے ہیں) اور وہ الحضر ہ میں اس کے پاس گئے تو اس نے ان کو قبول کر لیا اور ان کے بڑے بڑے گناہوں کو معاف کر دیا اور اس نے اطاعت اختیار کرنے پر ان کے بیٹوں کو بطور یرغمال طلب کیا اور اس نے ان سے وفاداری کرنے کی قسمیں طلب کیں اور ابو یحیٰی زکریا ہوارہ سے خراج لینے کے لئے فوجوں کے ساتھ نکلا جسے ان فتنوں کی مدت میں انہوں نے مختص کر لیا تھا اور اولا دابوالليل اور ان کے حلیف جو حکیم قبیلے سے تھے اس کے ساتھ گئے یہاں تک کہ اس نے اپنا خراج لیا اور اپنی عملداری کے علاقوں میں گھوما اور پھر الحضر ہ کی طرف واپس آ گیا اور وہ سلطان کے پاس گئے تا کہ اس سے فوج لیکر بلاد الجرید سے حسب عادت اپنا خراج وصول کریں پس سلطان نے اس کام کے لئے ان کے ساتھ اپنے بیٹے ابوفارس کو بھیجا اور وہ اس کے ساتھ ان کے قبائل میں گئے اور اس سے پہلے ابن مزنی اور ابن یملول اور یعقوب بن علی بکثرت ان کے ساتھ خط وکتابت کرتے تھے اور انہیں انحراف اختیار کرنے اور حاکم تلمسان کی مدد کی دعوت دیتے تھے اور جب انہوں نے ابوزیان کو بسکر ہ میں قید کیا (جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں) تو اولا دابوالليل کی رگوں میں مخالفت نے جوش مارا تو وہ یعقوب بن علی سے تعلق پیدا کرانے کی طرف مائل ہوئے کیونکہ انہیں حاکم تلمسان کے ساتھ مضبوطی اور افریقہ کے مضافات پر دوبارہ غلبہ پانے سے مایوسی ہو چکی تھی پس انہوں نے امیر فارس کو قفصہ میں اس کی امن گاہ تک پہنچانے کے بعد اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور الزاب کی طرف اپنے قبیلوں میں چلے گئے۔

اور انہیں کچھ بھی حاصل نہ ہوا اور وہ یعقوب اور ابن مزنی سے بھی ملے اور ان کے پاس ابی حمو کا ایلچی پیغام لے آیا کہ وہ ان کی مدد نہیں کر سکتا اور امیر ابوزیان انہیں چھوڑ کر اسی راستے پر چلا گیا اور انہیں اپنی حکومت سے پیٹھ پھیرنے پر دوبارہ ندامت ہوئی اور یعقوب نے انہیں دوبارہ سلطان سے گفتگو کرنے پر آمادہ کیا اور اس نے اپنے بیٹے محمد کو الفر بن ابی عبداللہ مجاہد بن ابی جلال کے ساتھ بھیجا تو اس نے انہیں قبول کر لیا اس سے اچھی طرح درگزر کیا اور اس نے اپنے بھائی یحیٰی کو انہیں امان دینے اور ان سے انس پیدا کرنے کے لئے بھیجا اور اس نے ان پر ان کی توقع سے بھی بڑھ کر ان کی رضامندی کے لئے خرچ کیا اور کامیابی اور غلبہ آپس میں باہم مل گئے۔

ابن یملول کے بیٹے کا توزر پر غلبہ: ...... (قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں) کہ جب یحیٰی بن یملول بسکر ہ میں فوت ہو گیا تو اس نے ابو یحیٰی کے نام کا ایک بچہ پیچھے چھوڑا اور ہم یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ اس نے ۸۲ھ میں اعراب اور ریاح مرداس فوجوں کے ساتھ توزر پر کیسے چڑھائی کی اور جب اس کے بعد ۸۳ھ کا سال آیا تو سلطان اور کعوب کی اولا د مہلہل کے درمیان ناراضگی پیدا ہوگئی اور وہ اپنے صحرائی سرمائی مقامات میں آ گئے۔ پس ان کے امیر یحیٰی بن طالب نے اس بچے ابو یحیٰی کے متعلق بسکر ہ سے آدمی بھیجا اور وہ توزر کے میدان میں اپنے قبائل میں اترا اور بچے کو اس کے حصار میں پھینک دیا اور شہر کے نواح سے اس کے مددگار اور صحرائی عربوں کے اشراف اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے شہر پر چڑھائی شروع کر دی اور اس کے باشندوں نے جنگ شروع کر دی اور وہاں پر المنتصر، یحیٰی ابن طالب کے گھر بھاگ کر آیا اور اس سے پناہ لی پس اس نے پناہ دی اور اسے اس کے مامن قفصہ میں پہنچا دیا، جہاں کا عامل عبداللہ الترکی تھا اور ابن یملول نے توزر پر قبضہ کر لیا اور اس کے پاس جو کچھ تھا اور اس نے توزر کے ذخائر سے جو کچھ نکالا تھا عربوں کو عطیات دینے میں ختم کر دیا اور انہیں پورے ایک سال کا خراج زائد بھی ادا کیا اور اس نے فوج کو درست کیا اور اس کی کمزوریوں کو دور کیا اور اربص کی طرف کوچ کر گیا اور وہ اعراب کو دوست بناتا اور اولا د مہلہل سے جنگ کرنے کے لئے ان جیسے لوگوں اور ان کے دشمنوں اولا دابوالليل اور ان کے حلیفوں کو جمع کرتا یہاں تک کہ وہ سبتہ کے محل میں اترا اور انہیں کئی روز تک آرام دیا یہاں تک کہ ہر جانب سے اسے مدد پہنچ گئی اور وہ توزر جانے کے ارادے سے اٹھا اور جب وہ قفصہ میں اترا تو اس نے اپنے بھائی امیر ابو یحیٰی اور اس کے بیٹے امیر المنتصر نے فوج کا

سالار بنایا اوراس کے ساتھ صولہ بن خالد بھی اپنی قوم اولاد ابواللیل کے ساتھ موجود تھا اور یہ ان کے پیچھے تیاری کر کے چلا جب اس کا بھائی اوراس کا بیٹا توزر پہنچے تو انہوں نے اس کا محاصرہ کرلیا اوراس کے ساتھ خوب سختی کی پھر سلطان پہنچ گیا تو فوجوں نے اس کی اطراف سے حملہ کیا، اورایک روز شام تک اس سے جنگ کرتے رہے پھر انہوں نے صبح سویرے جنگ شروع کر دیا اورابن یملول کا بیٹا اپنے ساتھیوں کو بے یار ومددگار چھوڑ گیا اورانہوں نے اسے چھوڑ دیا تو وہ اپنی جان بچاتے ہوئے عربوں کے خیموں میں گیا اورسلطان نے شہر میں داخل ہوکراس پر قبضہ کرلیا اوراس نے دوبارہ اپنے بیٹے کواس دارالامارات میں پہنچادیا اورخود قفصہ کی طرف واپس آ گیا پھر ۸۴ھ کے نصف میں وہاں سے تونس آ گیا۔

توزر پر دوبارہ آمد: ...... پھر اگلے سال ابن یملول توزر پر چڑھائی کرنے کے لئے دوبارہ واپس آیا اور سلطان بھی فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا تو وہ الزاب کی طرف واپس لوٹ گیا، سلطان قفصہ میں آیا تو وہاں اسے اس کا بیٹا المنتصر ملا اور اہل توزر نے المنتصر کے حاجب ابوالقاسم شہرزوری کی شکایت کی پس اس نے ان کی شکایت کوسنا اورخواص نے بھی اسے اس کی بداخلاقی اورقبیح افعال کی اطلاع دی تو اس نے اسے قفصہ میں گرفتار کرلیا اوراسے بیڑیاں ڈال کر تونس لایا گیا تو اس بات سے المنتصر ناراض ہوگیا اورقسم کھائی کہ وہ توزر کا والی نہیں بنے گا اور وہ سلطان کے ساتھ تونس گیا اور سلطان نے زکریا کوتوزر کا والی بنادیا جواس کے چھوٹے بیٹوں میں سے تھا کیونکہ وہ اس سے نجابت کے آثار دیکھتا تھا پس اس کے بارے میں اس کی فراست درست نکلی اوراس نے اس کی حکومت سنبھال لی اوراس کی خوب مدافعت کی اورعربوں کے بھاگ جانے والے قبائل اوران کے امراء کے ساتھ موانست کی یہاں تک کہ اس کی حکومت بہتر ہوگئی۔

قابس کی طرف سلطان کی چڑھائی: ...... سلطان نے ۸۱ھ میں قابس فتح کر کے اسے اپنی عملداری میں شامل کیا وہاں سے بنی مکی کو بھگا دیا اور طرابلس کی طرف گیا، ان کے بڑے سردار عبدالملک اورعبدالرحمٰن جواس کے بھائی احمد کالڑکا تھا وفات پا گئے اوراس کا بیٹا یحییٰ حج کے لئے چلا گیا، اور عبدالوھاب نے توزر میں اقامت اختیار کرلی پھر وہ اپنے ملک کے متعلق کوشش کرتا ہوا جبال قابس کی طرف لوٹا آیا، اس کا یہ کام بآسانی ہوگیا کیونکہ اھل شہر کی ایک جماعت نے وہاں کے عامل یوسف بن الابار پر اس کی بدکرداری اور بری سیاست کی وجہ سے اس پر حملہ کردیا انہوں نے ابن مکی کے حمایتیوں کو قابس کے مضافات اوراس کی بستیوں میں داخل کیا ان سے وعدے کئے چنانچہ وہ اپنی مقررہ مدت پر عبدالوھاب کے ساتھ آئے، انہوں نے دروازے میں گھس کر دربان کو اورابن الابار کو ۸۲ھ میں اس کے مکان پر قتل کردیا اور شہر پر قبضہ کرلیا۔

عبدالوھاب اور یحییٰ میں لڑائی: ...... عبدالوھاب نے شہر پر قبضہ کر کے اپنے اسلاف کی طرح وہاں خودمختار بن گیا، اس کا بھائی یحییٰ نے مشرق سے آ کر کئی باراس سے شہر کی حکومت لینے کے لئے اس پر چڑھائی کی مگر ناکام رہا، بالآخر وہ الحامہ کے حاکم کے ہاں اترا اوراس کے ہاں قیام کر کے حکومت کے حصول کی کوششیں کرنے لگا تو عبدالوھاب نے الحاکم کو پیغام بھیجا اوراسے مال دیا کہ وہ اسے اس پر قابو دیدے، لہٰذا اس نے اسے اس کی طرف بھیجا تو اسے بعض عروسیوں نے قید کرلیا اور وہ سلطان کواطاعت کے بارے میں بہکانے لگا اورالضاحیہ کے اعراب میں جوذیاب وغیرہ سے تھے اپنا مال خرچ کرنے لگا تاکہ وہ اس کے ہم خیال ہوجائیں اور وہ خراج جو وہ اطاعت کے ایام میں سلطان کوادا کرتے تھے روک لیا جبکہ سلطان اپنے مشاغل کی وجہ سے ان سے بے خبر تھا۔

سلطان کا ایک اور حملہ: ...... سلطان جب افریقہ اورالزاب میں اپنے مشاغل سے فارغ ہوا تو اس نے ۸۹ھ میں اپنی فوج تیار کرنے کے بعد پھر اس پر حملہ کیا اورعربوں کوعطیات وغیرہ دے کراپنا دوست بنایا، اور قابس میں اترا تو اس نے محاصرے کے لئے ہتھیار جمع کئے اوراس کے اردگرد کو لوٹا اوراس سے جنگ کرتا ہوا ہر چیز کو برباد کرتا ہوا اپنی فوجوں کے ساتھ وہاں قابض ہوگیا، یہاں تک کہ بہت سے لوگوں کو بآسانی واپس لے آیا، اوراس کے دل میں خواہش تیزی سے بڑھنے لگی اور وہ درختوں کے درمیان گھنے سایوں میں اس کے روپوش ہونے اور بدبو کی وجہ سے اسے مضرصحت جاننے لگے پس وہ گندالله کی رحمت سے دور ہوگیا جسے وہ وہاں دیکھا کرتا تھا اور بعض اوقات بیماریوں سے بھی جسم تندرست ہوجاتے ہیں بہرحال جب محاصرہ طویل ہوگیا اورابن مکی کومحصور ہوجانے کا خیال آیا تو اس نے سلطان سے اسکی رضامندی اور امان طلب کی تو اس نے راضی ہوکرامان دیدی، اوراپنے

بیٹے کو اطاعت اختیار کرنے اور خراج دینے پر مجبور کیا اور سلطان محاصرہ ختم کر کے تونس واپس آ گیا، اور ابن مکی کے حالات درست ہو گئے یہاں تک کہ اس کا چچا یحییٰ اس پر غالب آ گیا، جس کا ہم آئندہ ذکر کریں گے۔

المنتصر کا توزر میں اپنی حکومت کی طرف واپس آنا: ...... جن دنوں المنتصر توزر پر حکمران تھا عرب اس کے گرویدہ اور تابع تھے لہٰذا سلطان جب قابس سے واپس لوٹا تو وہ اس کے راستے میں کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ اس نے المنتصر کو جرید شہر کا والی بنا دیا اور توزر کو اپنی عملداری میں لیتے ہی اس کی ولایت بنو مُهلهل کو دے دی، تو انہوں نے اپنی عورتوں کو بے نقاب کر کے اونٹوں کے کجاووں میں سوار کرایا اور سلطان سے ملے کہ وہ دوبارہ المنتصر کو توزر بھیجے، کیونکہ اس میں ان کا فائدہ ہے، چنانچہ سلطان نے المنتصر کو دوبارہ توزر کی طرف واپس بھیج دیا اور اس نے اپنے بیٹے زکریا کو نہ صرف نفطہ کی طرف منتقل کیا بلکہ اس کے ساتھ نفزادہ کی ذمہ داری بھی سپرد کی، زکریا نے وہاں خوب کام کیا اور اپنی قوت میں خوب اضافہ کیا جس کا لوگوں میں چرچا ہوا۔ اس کی ولایت ۹۰ھ کے آغاز میں تھی۔

قسطنطنیہ کے حاکم امیر ابراہیم کی زوادرہ کے ساتھ جنگ: ...... زوادرہ کو قسطنطنیہ میں مرتبہ کے اعتبار سے مقررہ عطیات ملتے تھے، سلطنت کے خاتمہ کے ساتھ ان کے ہاتھوں میں تلول اور الزاب کے کچھ شہر زائد آ گئے تھے، اس عہد میں نہ صرف حکومت کا حلقہ تنگ ہو گیا بلکہ خراج بھی کم ہو گیا اور عرب مسیلہ میں اپنے شہروں میں اپنی زمینیں کاشت کرنے لگے خراج روکنے کی وجہ سے آمدنی کم ہو گئی جس کے نتیجے میں فساد اور لوٹ مار میں اضافہ ہوا امیر ابراہیم جب اپنے باپ کی سواری میں اپنی مہم سے قابس کی طرف لوٹا تو کئی سالوں سے اس کے خراج میں کمی آ گئی تھی، اور وہ انہیں وعدوں سے بہلانے لگا، پس جب وہ قابس سے لوٹا تو وہ اس کے پاس اکٹھے ہوئے اور اپنا انعام مانگا تو واپسی پر اس کے پاس ابن علی آیا اور کہا کہ عربوں کے مطالبات میں انصاف سے کام لو، تو وہ اس سے منہ پھیر کر ایک طرف چلا گیا، اور اس نے عربوں میں اس کے ساتھ جنگ کرنے کا اعلان کیا، تا کہ اس کے دشمنوں کو جمع کر سکے، پس سباع بن یحییٰ کی اولاد اور ان کے ذوبانی اور ریاحی بدووں میں سے بہت سے آدمیوں نے اسے جواب دیا، اور یعقوب سے نکل کر نقاد میں قیام کیا اور اس کی قوم تلول قسطنطنیہ میں لوٹ مار کرنے لگی، کھیتوں کو اجاڑ دیا عوام کے اموال لوٹ لئے اور وہ لتھڑے ہاتھوں اور بوجھل کمر کے ساتھ اس کے ساتھ جا ملے، پھر ۹۰ھ میں وہ بیماری کی وجہ سے فوت ہو گیا، اس کا مدفن بسکرہ ہے۔

اس کے بعد اس کا بیٹا محمد اس کا نائب بنا اور مسلسل سرکشی پر قائم رہا، ۹۱ھ میں ...... کی طرف گیا، امیر ابراہیم نے اس کے زواودی دشمنوں سے دوستی کر لی، اور یعقوب بن علی کا بھائی ابوستہ بن عمر نے اولاد عائشہ ام عمر کے ساتھ مل کر اس پر حملہ کیا، اس کا بھائی سمیت اس کی مخالفت میں محمد بن یعقوب کے پاس چلا گیا اور انہوں نے امیر ابراہیم کے ساتھ جنگ کر کے اسے شکست دی، ابوستہ قتل ہو گیا پھر سلطان نے ان سے جنگ کرنے کے لئے سب کو اکٹھا کیا، اور اس کے بعد التلول کی طرف آنے سے لاچار ہو گئے، اور انہوں نے گرمی کا موسم الزاب میں گذارا پھر وہاں سے سرد مقامات میں آ گئے، اور ان کے پاس خوراک ختم ہو چکی تھی، انہوں نے الزاب کے اطراف میں کھیتوں کو تباہ کر دیا، اس سے قبل کہ ان کے اور ابن مزنی کے درمیان جو اس فتنہ کے خلاف انہوں نے مدد کی تھی اس کا معاملہ خراب ہو جاتا وہ التلول کی طرف چلے گئے اور امیر ابراہیم نے اسے اپنے سے دور کرنے کے لئے اکٹھا کیا، اسی دوران ۹۲ھ میں وہ ایک بیماری میں مبتلا ہو کر فوت ہو گیا، جس کی وجہ سے اس کی فوج غیر منظم ہو گئی، اور محمد بن یعقوب نہایت کم وقت میں قسطنطنیہ کے نواح میں گیا اور وہاں اطاعت کا اظہار کرنے اور مخالفت سے بیزاری اختیار کرتے ہوئے قیام اختیار کیا اور اہل شہر میں امن وامان اور امارت کا اعلان کر دیا، پس رعایا اور راستوں کے احوال درست ہو گئے تو انہوں نے تونس میں سلطان سے امان اور رضامندی طلب کی تو اس نے انہیں امان اور اپنی رضامندی دیدی، اور اس نے ابراہیم کی جگہ اس کے بیٹے کو مقرر کیا اور الحضرہ سے اپنے غلام بشیر کے لڑکے محمد کو اس کی کفالت اور اس کی حکومت کے قیام کے لئے بھیجا پس اس نے قسطنطنیہ کی حکومت کو سنبھالا اور اس کے احوال درست کئے۔

افرنجی نصاریٰ کی عہد یہ سے جنگ: ...... افرنجی قوم جسے رومی حکومت کے خاتمہ کے بعد غلبہ اور حکومت حاصل ہو گئی تھی بحر روم کے پرے شمال میں آباد تھی، انہوں نے اس کے جزائر اور سردانیہ، میورقہ اور صقلیہ پر نہ صرف قبضہ کیا بلکہ ان کے بحری بیڑوں نے اس کی فضا کو پر کر دیا، اور انہوں نے شام اور بیت المقدس کے ساحل کی طرف سے آ کر ان پر قبضہ کر لیا، اور اس سمندر میں دوبارہ ان کا غلبہ ہو گیا، جس پر مسلمانوں کا دبدبہ تھا اور موحدین کی

حکومت کے اخیر تک اس کے بحری بیڑوں اور جہازوں کی کثرت کی وجہ سے اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا تھا پس افرنج نے ان کو مغلوب کیا اور دوبارہ ان کو غلبہ حاصل ہو گیا، اور مقرب کے بحری بیڑے ایک زمانے تک اس سے دور رہے، پھر افرنجہ کمزور پڑ گیا اور افرنسہ میں ان کی حکومت کے مرکز میں کھلبلی مچ گئی، اور اھل برشلونہ، جنوہ اور بنادقہ وغیرہ کی افرنجی نصرانی پارٹیاں منتشر ہو گئیں، اور کئی حکومتیں بن گئیں اور افریقہ کے ساحل کے شہروں سے لڑنے کے لئے مسلمانوں کے بہت سے عزائم پورے ہو گئے، اور اھل بجایہ نے ۳۰ سال قبل اس کا آغاز کر دیا تھا، سمندری غازیوں کی ایک جماعت بحری بیڑے اور اس کے لئے بہادر جوانوں کو منتخب کرتے پھر اس پر سوار ہو کر مناسب وقت میں سواحل افرنجہ اور ان کے جزائر کی طرف جا کر جو کچھ وہاں سے ملتا اچک لیتے چنانچہ ان کے پاس غنائم اور قیدیوں سے بھر گئے اور جب وہ اپنی ضروریات کے لئے چلتے پھرتے تو شہروں کے راستے زنجیروں اور بیڑیوں کی آواز سے گونج اٹھتے ان قیدیوں کا فدیہ بہت زیادہ ہوتا جس کی ادائیگی اس کے لئے بہت مشکل ہوتی یہ بات افرنجی قوم کو ناپسند تھی ان کے دل ذلت اور حسرت سے بھر گئے اور وہ اس قدر اس کے بدلہ سے تنگ ہو گئے کہ باوجود دوری کے انہوں نے سلطان کے پاس افریقہ میں شکایت کی، مگر اس نے ان کی ایک نہ سنی اور انہوں نے آپس میں اپنے حصول اور غالب آنے والے جوانوں کا مقابلہ کیا اور مسلمانوں سے مقابلہ کرنے اور ان سے بدلہ لینے کے لئے ایک دوسرے کو پکارا جب ان کی تیاری کی خبر سلطان تک پہنچی تو اس نے اپنے بیٹے امیر ابو فارس کو اہل نواحی کو جمع کرنے کے لئے بھیجا اور یہ کہ وہ بحری بیڑے کی نگرانی کرے اور جنوہ اور برشلونہ اور ان کے علاوہ کے بحری بیڑے اکٹھے ہو گئے بندرگاہ پر اترے اور غفلت کے وقت رات کو وہاں آ گئے اور وہ راستہ خشکی کی جانب سے بآسانی سمندر میں داخل ہوتا تھا، چنانچہ وہاں سے لنگر انداز ہوئے، اور انہوں نے پہلے راستے کے پاس اس کے اور خشکی کے درمیان لکڑی کی دیوار بنا دی یہاں تک کہ وہ ان کی حکومت کی پناہ گاہ بن گئی، اس کے اوپر برج بنا کر ایسے جانبازوں بہادروں سے بھر دیا جو شہر کے جانبازوں اور مسلمانوں کے شہروں سے ان کے پاس آنے والوں سے اچھی طرح لڑ سکیں اور ان کی مصیبت میں اضافہ کے لئے لکڑی کا ایک برج قلعہ کی طرف بنایا جو پناہ گاہ کی دیواروں پر جھانکتا تھا اور اہل شہر قلعہ کے اندر بند ہو گئے اور انہوں نے دل سے اور ثواب حاصل کرنے کی خاطر ان سے جنگ کی، اور شہر کے نواح سے ان کے پاس فوج بھی آ گئی، اور ان کے درمیان افرنجی حائل ہو گئے جب یہ خبر سلطان کو ملی تو وہ فکر مند ہو گیا اور اس کے بعد فوجی مدد بھیجنی شروع کر دیں،

پھر اس کا بھائی ابو زکریا یحییٰ اور دوسرے بیٹے موجودہ فوج اور عرب کے جنگجوؤں کے ساتھ دشمن کے ساتھ جہاد کرنے نکلے سلطان کے بیٹے آگے آگے تھے، اگر اللہ کی مدد و نصرت نہ ہوتی تو امیر ابو فارس مشکل میں پھنس جاتا پھر شہر کی فصیلوں سے ان پر پتھر، تیر پڑا اور سمندری برج جل گیا، جس سے ان کو شدید نقصان پہنچا اور وہ دوسرے دن اپنے بحری بیڑے پر سوار ہو کر اپنے ملک واپس چلے گئے اور تب اہل مہدیہ ایک دوسرے کو آزادی کی خوش خبری دیتے اور امراء کا شکریہ ادا کرتے باہر نکل آئے اور اللہ تعالیٰ نے کفار کو ان کے غصے سمیت واپس کر دیا انہوں نے کوئی فائدہ حاصل نہ کیا، اور فوجوں کی طرف سے اللہ ان کو کافی ہو گیا اور امیر ابو یحییٰ نے فصیلوں کی مرمت کرا کے اس خرابی کو درست کر دیا وہ واپس تونس آ گیا، اور اللہ تعالیٰ نے انہیں دشمنوں پر کامیابی دے کر ان کے ارادے کو پورا کیا۔

قفصہ کی بغاوت اور اس کا محاصرہ:......سلطان ابو العباس نے قفصہ پر قبضہ کر کے اپنے بیٹے امیر ابو بکر کو اس کا والی بنایا اور عبداللہ الترکی کو اس کا معاون بنایا جو ان کے دادا سلطان ابو یحییٰ کے غلاموں میں سے ایک غلام تھا اس نے ایک سال تک وہاں رہ کر ان کی حکومت کو منظم کیا اور پھر وہاں کی حکومت سے الگ ہو کر ۸۲ھ میں اس کے باپ کے پاس تونس آ گیا، پس سلطان نے قفصہ کی حکومت عبداللہ الترکی کو اس یقین کے ساتھ سپرد کی کہ وہ بخوبی وہاں کے امور کو سرانجام دے سکے گا، وہ اپنی وفات ۹۴ھ تک وہاں کا والی رہا، اس کے بعد سلطان نے اس کی جگہ اس کے بیٹے محمد کو والی بنایا جس کے بھائی نہایت مضبوط تھے جس کی وجہ سے اس پر ایسی مصیبت نہیں آئی جیسی اس کی قوم پر آئی تھی اور سلطان نے اسے ملک کی حکومت پر باقی رکھا پس ان بھائیوں کو لوگوں نے بھڑکایا اور انہوں نے اس پر حملہ کر کے اسے قید کر لیا اور سرکشی کا اظہار کیا پھر شہر کے ذمہ دار آدمیوں نے اسے بنی عبداللہ الترکی سے بیزاری کے اظہار پر آمادہ کیا اس شک کی بناء پر کہ کہیں وہ دوبارہ سلطان کی اطاعت نہ کر لیں پس اس نے ان پر حملہ کر کے انہیں باہر نکال دیا اور ان کا صفایا کر دیا اور اپنی قوم کی طرح خود مختار رئیس بن بیٹھا اور اس دوران میں سلطان مسلسل ڈراتا دھمکاتا اور معذرت کرتا رہا حالانکہ وہ سرکشی میں

مست تھے پھراس نے عطیات دے کراعراب سے دوستی کر کے اپنی فوجوں کو جمع کیا اور قفصہ پر حملہ کر دیا اور ۹۵ھ کے نصف میں اس کے میدان میں جا اترا انہوں نے بھی تیاری کی اور قلعہ کے اندر بند ہو گئے۔

پس اس نے ان کے ساتھ مسلسل جنگ کی اور انہیں مجبور کر دیا ان کی رسد بند کر دی ان کے اہم مراکز پر حملہ کیا قوم کے بڑے بڑے بہادر جوانوں کو ہلاک کر دیا حتی کہ راستے ان کے لئے صاف ہو گئے اور ان کی کمر ٹوٹ گئی پس جب ان کا شیخ دیندن، سلطان کے پاس اپنے شہر اور قوم کی صلح کے لئے آیا تو اس نے ایسے ہوکہ دے کر اس امید پر قید کر لیا کہ وہ شہر پر قبضہ نہ کرے، اور بنی العابد کا ایک آدمی جس کا نام عمر بن حسن تھا، ان کی مصیبت کے ایام میں قفصہ سے چلا گیا، پھر مغرب میں بہت دور تک جا کر واپس الزاب کے اطراف میں اتر گیا، اور دیندن کے پاس آیا جب وہ قفصہ میں مستقل حاکم بن گیا تو اس نے کئی روز تک اسے اپنے ساتھ رکھا۔

پھر جب اس کے ساتھ تعلق پیدا ہو گیا، تو اسے گرفتار کر کے قید کر دیا، پس جب سلطان نے اس سے دھوکہ کیا تو مشائخ نے اکٹھے ہو کر اسے امارت دیدی، اور انہوں نے عربوں کی طرف آدمی روانہ کئے تا کہ ان سے اپنے ان ذخائر کے متعلق جوان کے پاس پڑے تھے اچھی امید رکھتے تھے، اور انہوں نے ان کو اموال دیئے پس صولہ بن خالد بن حمزۃ امیر اولاد ابو اللیل نے ان کے دفاع کی ذمہ داری سنبھالی اور اپنی فوج کے ساتھ شہر کے باہر سے سلطان پر حملہ کرنے گیا، اور اس کے عرب مددگار، جیات میں اپنے اونٹوں کے لئے گھاس تلاش کرنے کے لئے اس سے بہت دور چلے گئے پس وہ اس بات سے خوفزدہ ہو گیا کہ صولہ اپنی قوم میں اپنے جھنڈے کے ساتھ نکلا ہے پس وہ بھاگ گیا اور اس کی قوم نے اس کی اتباع کی اور وہ اپنے بیٹوں اور خواص کے ساتھ مسلسل ان پر حملے کرتا رہا، یہاں تک کہ اس نے ان کو شکست فاش دی، اور وہ بغیر کسی تاخیر کے تونس روانہ ہو گیا، اور وہ بھی اس کے تعاقب میں تھے مگر ماسوائے تلواریں اور نیزے مارنے کے ایک رتی بھی حاصل نہ کر سکے یہاں تک وہ الحضر پہنچ گیا۔

پھر صولہ کو اپنے عمل پر ندامت ہوئی اور سلطان سے اپنی اطاعت کے متعلق خط و کتابت کی مگر وہ نہ مانا اور ۹۶ھ میں اپنے سرمائی مقام کی طرف آ گیا اور ابن یملول نے صولہ کو بلا کر اسے توزر کے محاصرہ پر آمادہ کیا اور اپنی قوم کو بھی وہاں اس کے ساتھ اتارا پس امیر المنتصر بن سلطان ان کے دفاع کے لئے آیا یہاں تک کہ یہ نا امید ہو گئے اور ان کی آراء میں اختلاف پیدا ہو گیا اور یہ توزر سے الگ الگ ہو کر چلے آئے۔

اس کے بعد صولہ گرمی گزارنے کے لئے تلال چلا گیا اور اس نے سلطان کو دوبارہ اپنی فرمانبرداری کا یقین دلایا اور جب سلطان قفصہ سے بھاگا تو دیندن نے اسے اس جانب میں چھوڑ دیا تھا، پس جب وہ تونس پہنچا تو اھل قفصہ نے اسے واپس آنے کے لئے پیغام بھیجا تو اس کے بعض ماننے والوں نے انہیں حوصلہ دیا اور وہ شہر میں داخل ہو گیا پس عمر بن العابد نے جلدی سے اسے اس کے قیام گاہ میں پکڑ کر قتل کر دیا اور وہ قفصہ کا خودمختار سردار بن گیا، اور اھل قفصہ نے سلطان کو اپنی اطاعت کی اطلاع بھیج دی اور اس نے ان پر اپنے عامل کے آنے کی شرط لگائی یہ ہماری ان کے متعلق آخری اطلاع ہے۔

عمر بن سلطان کی سفاقس پر حکمرانی:......امیر عمر بن سلطان قسطنطنیہ کے امیر ابراہیم کا حقیقی بھائی تھا، اور یہ اپنے بھائی ابراہیم کی کفالت میں رہتا تھا اور جب وہ فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا سلطان کے پاس جا کر قیام پذیر ہو گیا، اور جب شیخ طرابلس ابوبکر بن ثابت کی وفات کے بعد اس کی قوم پریشان تھی ان کا رئیس ابن خلف سلطان کے پاس آیا، تو اس نے اس کے ساتھ اپنے بیٹے عمر کو ۹۲ھ میں طرابلس کے محاصرہ کے لئے بھیجا، اس نے ایک سال تک ان کا محاصرہ کئے رکھا ان کی رسد بند کر دی حتی کہ وہ عاجز آ گئے اور خود یہ بھی طویل محاصرہ سے پریشان ہو گیا پس انہوں نے اسے ٹیکس ادا کیا تو یہ ۹۵ھ میں اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا اور اسے قفصہ کے اطراف میں چکر لگا تا ملا، جب لوگوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی تھی، اور جب وہ راستے میں جرید کے پاس سے گذرا تو اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو اس کے باپ کے عامل نے جو معمولی موالی میں سے تھا اسے داخل ہونے سے روک دیا، تو اس نے ناراض ہو کر اپنے باپ کے پاس شکایت کر دی تو اس نے اسے سفاقس کا والی بنا دیا، اور جربہ کی ولایت کا بھی وعدہ کیا اور یہ سمندر پار کر کے جزیرہ جربہ پہنچا تو وہاں کے تمام قبائل اس کے ساتھ مل گئے اور منصور عامل اس کے قلعے میں جسے افرنجی زبان میں قشتیل کہتے تھے قلعہ بند ہو گیا یہاں تک کہ اس نے سلطان سے خط و کتابت کی پس اس نے اسے حکم دیا کہ وہ قلعے سے اپنے بیٹے پر قابو دیدے اور جزیرہ سے الگ ہو جائے

پس وہ وہاں خود مختار ہو گیا، پھر امیر عمر شاہ قابس کی طرف گیا اور الحاسہ کے باشندوں سے اس معاملے میں ساز باز کی تو انہوں نے اسے قبول کر لیا اور ۹۶ھ میں اپنی فوجوں سمیت اس کے ساتھ چل کر اس پر راتوں رات حملہ کر دیا اور اس پر قبضہ کر لیا، اور اس کے رئیس یحییٰ بن عبد الملک کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور قابس سے بنی مکی کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور وہاں امیر عمر خود مختار حاکم بن گیا۔

سلطان ابو العباس کی وفات :...... سلطان ابو العباس نقرس کے پرانے داد کی وجہ سے اکثر سفروں میں خچروں پر سوار کرایا جاتا تھا، اخیر عمر میں مرض اس قدر شدت اختیار کر گیا کہ ۹۶ھ میں وہ ہلاکت کے قریب پہنچ گیا اور اس کا بھائی زکریا حکومت میں اس کا معاون اور اس کے بعد ولی عہد تھا، اور اس کا بیٹا محمد بونہ کا والی تھا، پس اس نے پہلے ہی اپنی امارت کو چھوڑ دیا اور سلطان کے بہت سے لڑکے اپنے باپ پر زیادتی کرتے تھے اور اپنے چچا زکریا سے ناراض تھے اور اپنے باپ کے بعد اس کے حملہ سے ڈرتے تھے پس جب سلطان قریب المرگ ہوا تو وہ اپنے چچا سے اور زیادہ گھبرانے اور خوف کھانے لگے اور سلطان نے اپنے عہد میں ان کے بڑے بھائی کو قسطنطیہ بھیجا تو وہ اس کی موت سے قبل ان کے پاس چلا گیا اور اس کے بعد باقی بھائیوں کو قسطنطنیہ بھیجا تو وہ اس کی موت سے قبل ان کے پاس چلا گیا، اور اس کے بعد باقی بھائی اپنے بڑے بھائی ابو فارس کے پاس جمع ہو گئے پس انہوں نے اپنے چچا زکریا کو اس وقت گرفتار کر کے ایک کمرہ میں بند کر دیا جب وہ اپنے بھائی کی عیادت کے لئے آیا سلطان اس کے تین روز بعد فوت ہو گیا۔

اس کے بیٹے ابو فارس عزوز کی حاکمیت :...... تو انہوں نے ۴ر شعبان ۸۶ھ کو اپنے بھائی ابو فارس کی بیعت کر لی، اور اہل شہر خواہ وہ سردار تھے یا عوام اس کی بیعت کو دوڑے چلے آئے، اور اس کی بیعت مکمل ہو گئی اس نے حکم دیا کہ اس کے چچا کے گھر جو مال و دولت کے ذخیرے ہیں انہیں اٹھا کر اس کے محل میں لے جایا جائے، یہاں تک کہ اس نے سب کچھ لے لیا اور قید کر کے اس پر سختی کی گئی اور وہ حکومت کے استحکام کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے اپنے بعض بھائیوں کو افریقہ میں اپنی عملداریوں کے برابر کا والی بنایا اور اس نے اپنے بھائی اسماعیل کی تیونس کی حکومت کے قیام میں مدد کی، اور دوسرے بھائیوں کو شوریٰ اور مناکرات کے معاملات میں شامل کر دیا، اور اس کے بھائی المنتصر کو توزر میں خبر ملی تو اس کی حکومت میں بے چینی پیدا ہو گئی اور وہ الحامہ جا کر قیام پذیر ہو گیا اور اسی طرح اس کا بھائی زکریا نفطہ میں تھا پس وہ جبال نفزاوہ میں چلا گیا، اور اس کا بھائی ابو بکر جب اپنے باپ کی وفات سے قبل اپنے باپ کی ولایت کے لئے قسطنطنیہ چلا گیا، اور بونہ سے گزرا تو وہاں کے امیر محمد نے جو اس کے چچا زکریا کا بیٹا تھا، اس کی بہت عزت کی اور وہ چٹھی پڑھا دی تو انہوں نے اس کے لئے دروازے کھول دیئے تو وہ اس میں داخل ہو کر اس کی حکومت پر قابض ہو گیا، اور وہ سلطان ابو فارس عبد العزیز کا جو اپنے باپ سلطان ابو العباس بن سالم کی وفات کے بعد جو صفر کے مہینے میں ہوئی مقرب کا نگران بنا وہ اس کا مخلص دوست تھا اور وہ اس کے بھیجنے والے نے اسے سلطان کی موت کی خبر دی، اور امیر ابو بکر نے قسطنطنیہ سے اسے اپنے پاس واپس آنے کا اشارہ کیا پس وہ اپنے تحائف کے ساتھ واپس آ گیا، اور اس کے پاس مقیم ہو گیا اور یہ وہ صحیح واقعات ہیں جو ان کے ان سالوں کے حالات کے متعلق ہم تک پہنچے ہیں۔

پس اس علاقے کی ناامیدی کی کرن امید میں بدل گئی اور اس کے چشمے پھوٹ پڑے پھر اس کے اور حکومت کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا اور وہ یحییٰ بن خالد بن سلطان ابی اسحاق کے ذریعے اس کے دربان کو تلمسان سے قسطنطنیہ پر چڑھا لایا اور اس کی بیعت کر لی اور اس کی مدد کے لئے زواودہ سے دوستی کر لی اور اس کے ذریعہ قسطنطنیہ سے جنگ کی پھر اس نے دشمن کی پوشیدہ جگہوں پر اطلاع پائی تو اس کا مسئلہ حل ہو گیا اور وہ بسکرہ شہر چلا گیا اور اس نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور یحییٰ بن خالد نے اس کو گرفتار کر لیا یہاں تک کہ ۲۰ھ اس کا انتقال ہوا اس کے اور اہل سنت کے عرب مرابطین کے درمیان جو سعادت کے اتباع تھے مشہور جنگیں ہوئیں اور انہوں نے رعایا پر نرمی کرنے اور اس طریق پر عمل پیرا ہونے کے لئے جس راہ پر وہ چل رہے تھے اس سے خراج اور ٹیکس کی وصولی کا کام ترک کر دینے کا مطالبہ کیا اور اس بات کی وجہ سے انہوں نے بسکرہ میں اس سے کئی جنگیں لڑیں پھر سعادت ایک جنگ میں بہت آمد و رفت والے راستہ پر ہلاک ہو گیا اور منصور بن مزنی نے روابط کے لئے فوج کو جمع کیا اور اس نے اپنے بیٹے علی بن منصور اور زواودہ کے شیخ علی بن احمد کی قیادت میں بھیجا اور مرابطین کے سالار شیخ اولاد عسا کر ابو یحییٰ بن ادریس اور عطیہ بن سلیمان اور شیخ اولاد طلحہ بن سلامہ تھے پس انھوں نے ابن مزنی کی فوج کو شکست دی اور اس کے بیٹے علی کو قتل کر دیا اور علی بن احمد کو گرفتار کر دیا اور پھر انھوں نے اس پر احسان کر کے

اس کو چھوڑ دیا اور بسکرہ کی طرف واپس آ گئے اور اس سے جنگ کی اور اس کے کھجوروں کے درخت کاٹ دیئے پھر اس نے دوسری اور تیسری مرتبہ جنگ کی اور اس کے باقی ماندہ ایام میں اس کے اور مرابطین کے درمیان مسلسل جنگیں جاری رہیں اور حاجب عمر نے اسے اپنے لئے منتخب کر لیا تھا اور اسے بااعتماد مقام دیا اور جب بادشاہ وقت سلطان ابوالبقاء نے تونس شہر پر حملہ کیا تو حاجب نے بھی دیگر خواص کے ساتھ اس کی حمایت کی، یہاں تک کہ جب اس نے سلطان کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو اس نے اپنے اس ارادے کے اندر اس کو بھی شریک کر لیا یہاں تک کہ وہ تدبیر وارادہ جو انھوں نے کیا تو مکمل ہو گیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور حاجب قسطنطنیہ کی طرف واپس آ گیا تھا، اور اس نے اس کو اس کی عملداری میں واپس بھیج دیا تھا اور وہ بجایہ نامی جگہ میں اس سے ملاقات اور کاموں کی دیکھ بھال کرنے آتا تھا یہاں تک کہ عرب نے راستہ میں اس سے خیانت کی اور زواودہ کے امراء نے احمد بن عمر بن محمد بن مسعود اور سلیمان بن علی بن سباع بن یحیٰی کو قید کر لیا اس وقت جبکہ اس نے عثمان بن سباع بن سیل بن موسیٰ بن محمد کے ساتھ امارت حاصل کی اور ان دونوں کی قوم نے زواودہ کی ریاست کو تقسیم کر دیا۔

پس ان دونوں نے عامل منصور بن فضل پر جب کہ وہ اپنی عملداری سے واپس آ رہا تھا قابو پا لیا اور اسے باندھ دیا اور اس کے قتل کا ارادہ کیا پس اس نے سونے کے پانچ قنطار فدیہ دیا اور انہوں نے ان کی ریاست کے سرداروں سے اسے بیچ کر ہزار روپیہ لیا اور اس کے بعد منصور بن فضل نے اسے سفر سے روک دیا اور وہ عربوں سے گروی لینے کے بعد کبھی کبھی پیچھے جاتا یہاں تک کہ سلطان ابو یحیٰی نے ۷۱ھ میں تونس پر پہلی بار حملہ کیا اور اس کے ساتھ یعقوب بن عمر نے جب کہ وہ بجایہ کی سرحد پر تھا اخراجات وعطیات کے لئے اموال کا مطالبہ کیا پس اس نے منصور نے بن فضل کو اس کی طرف بھجوایا اور اسے یہ کہا کہ وہ اس کو اپنی حجابت یعنی کہ چوکیداری پر مامور کر دے تاکہ وہ اس کی حکومت کو سنبھالے اور امور خارجہ اور داخلہ میں اسے کافی ہو، اور منصور نے اس بات کو ابن عمر کے خلاف سازش سمجھا تو اسے بدگمانی پیدا ہو گئی اور ابن عمر اس سے بگڑ گیا اور ابن عمر کا رنگ محبت نفرت میں بدل گیا اور سلطان تونس شہر کے باہر اپنی فوجوں کے ساتھ پڑاؤ ڈالنے کے بعد واپس چلا گیا جیسا کہ ہم ماقبل میں اس کو بیان کر چکے ہیں اور جب سلطان نے قسطنطنیہ میں رہائش کی تو اسے حاکم سرحد (یعقوب بن عمر) سے رکاوٹ کے آثار نظر آئے تو سلطان حاکم سرحد کے پاس جانے سے رک گیا اور ان دونوں کے درمیان ایک قاصد کے ذریعہ پیغامات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

ابن عمر نے منصور بن فضل کے بارے میں پیغام بھیجا تو اس کے داعی نے اسے جواب دے دیا اور سلطان کے جرنیل محمد بن ابی الحسن بن سید الناس کے پاس گیا اور وہ ابھی راستہ ہی میں تھا کہ وہ اپنے شہر کی طرف واپس چلا گیا اور سلطان کے جرنیل نے اس کے متعلق ارادہ کیا تو اس کے عرب مددگاروں نے اس کو اپنی پناہ میں لے لیا اور وہ بسکرہ شہر واپس چلا گیا اور جب منصور کے واپس جانے کی اطلاع ابن عمر کو پہنچی تو اس کو بہت افسوس ہوا اور منصور بن مزنی کے دشمن صاحب تلمسان ابوتاشفین کے ہمراہ گیا اور اس کی دعوت میں شامل ہو گیا اور اس نے اپنے یوسف نامی کو اس کے پاس تحائف اور ہدایا وغیرہ کے ساتھ اس کے پاس بھیجا اور اسی دوران سلطان نے باقی جو افریقہ کے شہر تھے ان پر قبضہ کر لیا اور ابن عمر ۱۹ھ میں انتقال کر گیا، اور منصور بن مزنی ہمیشہ ہی حکومت کے لئے ناممکن الحصول رہا۔ اور فوجیں بجایہ سے منصور بن مزنی کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے آئیں یہاں تک کہ منصور بھی ۲۵ے ھ میں فوت ہو گیا۔

اور اس کے بعد اس کی حکومت کو اس کے بیٹے عبدالواحد نے سنبھالا، اور سلطان نے عبدالواحد کو اس کے باپ کی عملداری الزاب پر امیر مقرر کر دیا اور صحرائی علاقے کی بستیاں ریغہ اور وارکلی بھی اس کے ساتھ شامل کر دیں اور ابن عمر کی وفات کے بعد سلطان نے حمد بن ابی الحسین بن سید الناس کو سرحد کا امیر مقرر کر دیا اور اس کو اپنے بیٹے جس کا نام یحیٰی تھا اس کا کفیل بھی بنا دیا اور اسے اس کے پاس بھیج دیا، پھر اس کے بعد عبدالواحد اور امیر سرحد کے درمیان سلطان کے ہاں مرتبہ میں حسد کی وجہ سے منافرت یعنی کہ اختلاف پیدا ہو گیا کیونکہ یہ سب حاجب کے خاص لوگ تھے اور اس نے فوجوں کو اس کے ساتھ جنگ کرنے اور اس کے قلعے سے مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا اور عبدالواحد نے الزیان کو جو حکومت کو اطراف سے کم کر رہے تھے، اپنی اطاعت کا حکم دیا اور اس نے اپنی آخری دور میں اپنے بیٹے کے مذہب کو قبول کر لیا اور وہ فوجوں کو اس کے خلاف ابھارنے لگا یہاں تک کہ عبدالواحد نے اسے اپنی بیٹی کا رشتہ دیکر اس کی پناہ میں آ گیا اور اس نے صلح کرنے اور خراج دینے کی شرط لگائی اور وہ اپنے کام میں لگ گیا یہاں تک کہ اس

کے بھائی یوسف نے ان کے خاص لوگوں کے ساتھ جو بنی سماط اور بنی ابی کوایہ میں سے تھے سازش کر کے اسے ۲۹ھ میں قتل کروادیا۔
اور جب اس کے متعلق ان کی سازش پکی ہوگئی تو اس نے عشاء کے وقت میں اسے بعض اہم کاموں کے مشورے کے لئے بلایا اور اسے خنجر مار دیا جس کی وجہ سے وہ اسی وقت ہلاک ہوگیا اور یوسف بن منصور الزاب شہر کا خود مختار امیر بن گیا اور دستور کے مطابق اس کے پاس سلطان کا پروانہ تقرری اور علیحدگی پہنچا اور اس پر عمل کرنے کی وجہ سے اس کے لئے دعا کرنے کا قانون بھی چل پڑا اور سلطان نے بجایہ شہر کی سرحد سے محمد بن سید الناس کو بلایا اور اسے اس کی حکومت کے کام حوالے کئے پھر اس کے اور الزاب کے عامل یوسف بن منصور کے درمیان پرانی عداوت پھر سے بھڑک اٹھی اور حاجب ۳۲ھ میں سلطان کی دشمنی کے سبب ہلاک ہوگیا اور اس نے حمد بن حکیم کو جرنیل مقرر کردیا اور فوج کی سربراہی بھی اس کے ہاتھ میں دیدی اور دیگر بستیاں اور اردگرد کے شہر بھی اس کے حوالے کردیئے پھر اس نے حکومت میں اپنا حکم چلایا اور جب سلطان اپنے دشمن کی مدافعت سے فارغ ہوا تو یہ اپنی حکومت پر غالب آ گیا اور حکومت میں ہونے کی وجہ سے ان کے کندھوں پر جو بھی کام تھا اس نے اسے چھوڑ دیا اور سلطان ابوالحسن نے اس پر حملہ کر کے ان کے عزائم کی موہار کو کاٹ دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔
پس حاکم محمد بن حکیم نے یوسف بن منصور کے ساتھ مل کر دشمنی کی آگ جلائی اور اس نے سلطان کے پوشیدہ غصب لوانجارا اور اس کے عزائم کو صحیح راستہ پر ڈالنے اور اطاعت کے معاملہ میں راست روی اختیار کرنے پر آمادہ خراج دیکر کیا جس میں اس نے ہر بار خراج دیکر اس کا مقابلہ کیا پھر اس کے اور زواودہ کے سردار علی بن احمد کے درمیان جنگیں ہوئیں جس کے باعث اس کو خراج ملنے میں ترجیح حاصل رہی پھر اس نے اس کے ساتھ جنگ کرنا چھوڑ دی اور عربوں کو سنت کے طریقہ کے مطابق دعا کرنے کے فریب میں اس سے مقابلہ کے لئے بلایا اور اس کام کے لئے اس نے اہل ریفہ کو بھی تیار کیا اور اس سے جنگ کی اور اس کا بیٹا یعقوب اس سے منحرف ہوگیا یعنی اس سے جدا ہوگیا اور بسکرہ چلا گیا تو ابن مزنی نے اپنی بہن منصور بن فضل سے اسکا رشتہ کر دیا اور اسے بسکرہ کا امیر بنا دیا پھر اس نے اس کا بہت اچھا دفاع کیا اور ابن مزنی نے سلیمان بن علی رئیس اولاد سباع اور علی بن احمد کے متعلق پیغام بھیجا یہ بسکرہ میں اس کے پاس جنگ کے لئے صبح وشام جاتا یہاں تک کہ ابن مزنی محفوظ ہوگیا اور علی ابن احمد بسکرہ سے چلا گیا اور آٹھویں صدی کے چالیس سال تک ابن مزنی کے ساتھ اتفاق اور صلح کے ساتھ رہا۔
پھر قائد بن حکیم کے غازی اس کے پاس آگئے اور یہ بلاد الجرید سے جنگ کے بعد افریقہ سے اٹھا اور ان سے خراج کا مطالبہ کیا اور ابن یمول کے بیٹے کو بطور قید کے طلب کیا پھر اپنی فوجوں کے ساتھ الزاب کی طرف چلا گیا اور سلیم کے عرب بھی اس کے ساتھ تھے یہ الزاب شہر سے بھاگ کر اس شہر کی ایک بستی اوماش میں آیا اوز واودہ کے عرب باقی ماندہ ریاح اس کے آگے بھاگ اٹھے اور یوسف بن مزنی نے اوماش میں اسے تحائف دیکر اسے واپس کر دیا اور یہ وہاں سے ریفہ شہر کی طرف چلا گیا پس اس نے ان کے قلعہ کو فتح کر لیا اور لوٹ لیا اور اس کے باقی ماندہ عملداریوں پر بھی قبضہ کر دیا اور تونس شہر کی طرف واپس آ گیا اور سلطان نے اپنے جرنیل حمد بن حکیم کو ۳۴ھ میں برطرف کر دیا اور اس کے خواص کے چغلخوروں سے ڈر گیا پس وہ شاہ مغرب کے پاس چلا گیا جس کی دھار سے خوف کھایا جاتا تھا اور جو ابوالحسن کے قبائل پر جھانکتا تھا اور اس نے اسے افریقہ کی حکومت کی طرف ابھارا اور اسے وہاں کھینچ کر لے گیا اور اس نے ۴۸ھ میں بڑی بڑی قوموں پر حملہ کر دیا جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں۔
اور یوسف بن منصور جو کہ الزاب شہر کا حاکم تھا وہ اپنے بھائی حسن کی فوج کے ساتھ اس کے پاس آیا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس نے اس کو اپنے خواص کے ساتھ قسطنطنیہ کی طرف چلنے کو کہا پھر اسے الزاب شہر اور اس سے ہٹ کر ریفہ اور دار کلی کی بستیوں کا امیر مقرر کر دیا اور اس کو اس کی عملداری میں بھیج دیا اور یہ تونس آ گیا تو اس نے اسے حکم دیا کہ وہ مقرب اقصیٰ سے آنے والے عمال کے ساتھ اس کے پاس منصفانہ طور پر خراج بھیج دے تو یہ اس کام کے لئے مستعد ہوگیا اور جب اس نے ان کے پہنچنے کا سنا تو انہیں قسطنطنیہ میں جاملا اور اچانک ان سب کو وہاں قیروان پر سلطان کی مصیبت کی خبر ملی تو اس نے اپنے شہر جانے کا ارادہ کیا اور امیر صحراء یعقوب بن علی بن احمد نے افریقہ کی غربی جانب کو بند کر دیا اور قسطنطنیہ میں سلطان کے جو مددگار، خواص اور عمال موجود تھے اور طاغیہ کے ایلچی اور اس کے چھوٹے بیٹے عبداللہ کے ساتھ آنے والے سوڈانی ان کے پاس آ گئے اور ان سب کو یوسف بن منصور نے اپنے ہاں جگہ دی اور کئی مہینوں تک ان کی ضرورتیں پوری کرتا رہا یہاں تک کہ سلطان قیروان سے تونس گیا اور یہ یعقوب

بن علی کی معیت میں اس کے ساتھ مل گئے اور یہ منصور نے سلطان ابوالحسن کے ساتھ ایک احسان کیا تھا اور بقیہ ایام میں بھی اس کے ساتھ ملتا رہا پھر اس کے بعد افریقہ کے نواح کے سرداروں کے درمیان اس کے خلاف بغاوت کرنے میں اختلاف پیدا ہو گیا اور یہ اس کی فرمانبرداری سے وابستہ رہا اور جب وہ سمندری مصیبت سے بچ کر وہاں آیا تو وہ تونس اور الجزائر سے اس کے پاس اموال بھیجتا رہا جیسا کہ ہم اس کے حالات کے ذیل میں عرض کر چکے ہیں۔

اور وہ اپنے منابر پر اس کے ملک کی واپسی کے لئے دعائیں کرتا رہتا تھا یہاں تک کہ سلطان ۷۵۲ھ مقرب اقصیٰ کے جبل میں وفات پا گیا اور اس کے بیٹے سلطان ابوعنان کے لئے مرینی حکومت کا معاملہ درست ہو گیا اور جب اس نے اپنی حکومت کے ساتھ تلمسان اور لمام کی حکومت کو شامل کیا تو بنی عبدالواد نے وہاں از سرنو اپنی حکومت کے قانون بنائے اور زناتہ کو متفق کیا اور ۷۵۳ھ میں بلاد شرقیہ کی طرف گیا تو یوسف بن منصور نے اس کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی تو اس نے رضامندی اور خوشی کے ساتھ بیعت کی اور اس نے اپنے قاصدوں کو اپنی بیعت کے ساتھ سلطان کے پاس بھیجا پھر وہ خود دوسری دفعہ اپنے حاجب کاتب ابوعبداللہ محمد بن ابی عمر کے ساتھ اس کے پاس گیا اور اس نے اسے افریقہ پر قبضہ کرنے اور اپنی بجایہ کی حکومت کو درست کرنے کے لئے فوجوں کے ساتھ بھیجا جیسا کہ ہم عنقریب اس کا ذکر کریں گے۔

اور اس کے پاس ۷۵۴ھ میں قبائل کے امراء اور نواح کے رؤساء آئے اور ان میں یوسف بن منصور امیر الزاب اور یعقوب بن علی امیر صحراء اور زواودہ کے باقی ماندہ رؤساء بھی آئے اور سلطان انہیں بڑی عزت کے ساتھ ملا کیونکہ وہ اہل افریقہ کے درمیان اس کے باپ اور اس کی قوم کے ساتھ مخلص تھے اور اس نے انہیں بہت سارے قیمتی تحائف دیئے اور اس نے یوسف بن مزنی کو الزاب شہر کا امیر اور بلاد ریفہ اور دارکلی کا امیر مقرر کر دیا اور وہ خوش و خرم واپس لوٹا اور سلطان کی دوستی سے اسے بہت حصہ ملا اور اس کی مجلس میں اس کا مقام بلند ہو گیا اور جب سلطان نے ۷۵۸ھ میں قسطنطنیہ میں اسے ملا اور اس نے اپنے مددگاروں اور طبقہ وزراء میں شامل کیا اور ان دنوں یعقوب بن علی نے اس سے وحشت محسوس کی کیونکہ اس نے اسے اور اس کی قوم کو یرغمال بنانے کا مطالبہ کیا تھا۔

پس اس نے بغاوت کر دی اور اس کے قبائل بلاد الزاب اور اس کے صحراء میں بھاگ گئے اور سلطان اپنی فوجوں کے ساتھ ان کی تلاش میں گیا یہاں تک کہ بلاد الزاب میں اترا اور اس نے الزاب اور اتل میں یعقوب بن علی کے شہروں کو درخت وغیرہ کاٹ کر اور پانی کو خشک کر کے اور عمارات وغیرہ کو گرا کر برابر کر دیا اور یعقوب اپنے قبائل کے ساتھ ارمل میں داخل ہوا اور انہوں نے سلطان کو عاجز کر دیا پس وہ لوٹ آیا اور بسکرہ کے باہر فروکش ہو گیا اور اس نے فوجوں کو آرام پہنچانے کی غرض سے اور سفر کی مشقت اور صحراء کے غبار سے ان کی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے تین دن قیام کیا۔
پس یوسف بن منصور نے اپنی فوج کو اپنے قیام کے ایام میں بستیوں میں پھیلا دیا اور انہیں چارہ گندم گوشت اور چمڑے دے دیئے جس سے وہ آسودہ حال تھے اور اس کی وجہ سے لوگوں نے مدتوں اس کا چرچا کیا اور اس سال کا خراج اسے سونے کے قنطاروں میں دیا گیا جسے اس نے قفصہ کے قہرمانوں کے بیت المال میں بھیجا جو اس کے بااعتماد آدمیوں میں سے تھا اور سلطان نے اسے اس کا بہت بدلہ دیا اور اسے اپنا لباس عطا کیا اور اس کے اعیال کو اپنی بیویوں کا لباس عطا کیا اور وہ الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا پھر موسیٰ بن منصور نے اپنے بیٹے احمد کو اپنے فاس کے منبر سے سلطان کے پاس اس وقت بھیجا جب اس کا وزیر سلیمان بن داود ۷۵۹ھ میں افریقہ پر چڑھائی کے بعد واپس آیا اور اس نے اس کے ساتھ اعلیٰ قسم کے گھوڑے اور بہترین غلام تحفہ کے طور پر بھیجے اور اس نے نہایت عزت کے ساتھ وہاں قیام کیا یہاں تک کہ سلطان ۷۵۹ھ کے خاتمہ پر فوت ہو گیا۔

اور اس کے بعد حکومت سنبھالنے والے نے بھی اسے بڑے اعزاز و اکرام سے نوازا اور اس کو اس کی عملداریوں کی طرف واپس بھیج دیا اور اس کے متعلق نواح اور سرحدوں کے امراء کو وصیت کی کہ وہ اس کا راستہ میں خیال رکھیں اور سلطان کی وفات کے بعد خوارج جیات شہر سے نکل آئے تو وہ اپنی تکلیف کے بعد اور نجات سے مایوس ہو کر اپنے بیٹے کے پاس آ گیا حالانکہ اس سے قبل وہ ابوحمو سلطان بنی عبدالواد کے تلمسان پر قبضہ کرنے کے موقع پر اس کے قبضہ میں آ گیا تھا جہاں وہ بنی مرین کے ساتھ مقیم تھا اور وہ اپنے وطن جاتے ہوئے ان کے پاس سے گزرا پس صغیر بن عامر زغبی نے اسے اس کے بیٹے یوسف حاکم صاحب الزاب کے عہد کا لحاظ کرتے ہوئے اور عربوں کو اس میں اور اس کے اعمال میں رغبت دلانے کے لئے اپنے

پاس آنے کی اجازت دیدی اوراس نے اپنے ہاتھ سے اس کے لئے مال خرچ کیا جسے بنومرین نے اپنے خزانہ سے اس کو اس کی منزل مقصود تک پہنچادیا اور یہ اس کی نجات پانے کا ایک عجیب واقعہ ہے اور موحدین نے بجایہ اور قسطنطینیہ کی اپنی سرحدیں بنی مرین کے قبضہ سے واپس لے لیں اوران کے قبائل جو لشکر وہاں گھرے ہوئے تھے انہیں وہاں سے بھگا دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

پس یوسف بن منصور نے ان کی دوبارہ اطاعت اختیار کر لی یہاں تک کہ ۷۶۷ھ میں عاشورہ کے دن وہ فوت ہو گیا اوراس کی حکومت کو اس کے بیٹے نے سنبھالا اوراس کے طریق کے مطابق چلا اور آج کل وہ اپنے باپ کی جگہ الزاب شہر کا امیر ہے اور اپنے باپ کے طریق کے مطابق چل رہا ہے ہاں اس کے باپ کا خلق طبعی تھا اوراس کا تقلیدی ہے کیونکہ وہ ظریف اور ہوشیار بنتا ہے اوران کی بیٹی سے یحییٰ کی ایک بہن ہے جو آج کل مرتبہ کے قابل ہے اوراس وجہ سے بھی کہ اہل جرید پر مصیبت نازل ہوتی ہے اور یحییٰ بن یملول کی وجہ سے اس کے وطن پر نحوست نازل ہوئی اور وہ سلطان سے خوف محسوس کرنے لگا پس اس نے عربوں کو اموال دیئے اوراپنے ہاتھ کو حاکم تلمسان کی رسی کے پکڑنے کی طرف بڑھایا مگراس نے اسے قاصر پایا اور وہ اپنی حکومت میں ایک آدمی کو مقدم اور ایک آدمی کو مؤخر کرتا پھراس نے نور ہدایت کو اس کے دل کے قریب کیا اوراسے اس کی ہدایت وبھلائی کی سند دکھائی اوراس نے اطاعت میں استقامت اور فریب سے انحراف کرنے میں جلدی کی پس سلطان ابوالعباس نے شیخ الموحدین ابوالعباس بن ابی ہلال کو بھیجا اوراس نے اس کے لئے اعلانیہ دوستی کا اعلان کیا اوراس نے اس کے ساتھ ایک وفد اپنے تحائف اور استقامت کے ساتھ بھیجا اور سلطان نے اسے قبول کرلیا اوراسے دوبارہ خوشحال کردیا۔

بنی یملول، بنی خلف، بنی ابی المنیع

توزر میں بنی یملول اور نفہ میں بنی خلف اور الحمامۃ میں بنی ابی المنیع کی امارت کے حالات: ......علاقہ کی وسعت اور شہر کے متمدن ہونے اوراس علاقے کی بستیوں کی ام القریٰ میں رہنے کی وجہ سے ان سرداروں کا لیڈر ابن یملول تھا جس کا نام یحییٰ بن محمد بن احمد بن محمد بن یملول تھا اوران کے خیال میں ان کا نسب تنوخ شہر کے ان عربوں سے ملتا تھا جو شروع میں یہاں آئے تھے اس کے بیٹے فتح سے پہلے اس علاقے میں رہ رہے تھے اور یہاں پر ان لوگوں نے جڑ پکڑ لی تھی اوران کی اولاد نسب اور رشتہ داری کے لحاظ سے پھیل گئی یہاں تک کہ وہ شوریٰ کے ان گھرانوں میں شامل ہو گئے جو بادشاہوں کے پاس جاتے تھے اور دارالخلافتہ سے آنے والے عمال کو ملتے تھے اور آل حماد کے زمانہ میں قلعہ میں اور آل عبدالمومن کے زمانہ میں مراکش میں اور آل ابی حفص کے زمانے میں تونس میں تمام لوگوں کے مصالح پر نظر رکھتے تھے جیسے بنی واطا، بنی فرقان، بنی مارہ وغیرہ تھے اور عبداللہ شیعی کے زمانہ میں ان میں ابی فرقان کو تقدم حاصل تھا جس نے ابویزید کے متعلق یہ پتہ چلتے ہی کہ وہ ابوالقاسم پر نگران بننا چاہتا ہے اسے باہر نکال دیا اور آل حماد کے زمانہ میں یحییٰ بن واطاس کو تقدم حاصل تھا جو آل زیری کی حکومت کے وقت، قیروان کے مملوک سے اہل قسطنطینیہ کی اطاعت کو ان کی طرف لے آیا تھا پھران کی حکومت میں انتشار پیدا ہو گیا پھر موحدین کی حکومت کے آغاز میں بنی مروان کو دوبارہ امارت مل گئی اوران میں وہ شخص بھی تھا جو عبدالمومن سے ملا اوراس نے اپنی اور توزر کے لوگوں کی اطاعت اس کی خدمت میں پیش کی تو اس نے اسے قبول کیا اور انعام دیا اور حکومت موحدین کو حاصل ہو گئی پس انھوں نے وہاں سے سرداری اور خود مختاری کے آثار مٹادیئے اور احمد نے اس عظمت کو اس علاقے میں مسلسل سرداری کی طرف لے جاتے ہوئے پرورش پائی اور شہر کے سرداروں اور وطن کے اشراف کا دفاع کرتا رہا۔

اور سلطان ابوحفص محمد فازاری کے زمانہ میں شیخ الموحدین اور فوج کے کمانڈر کے پاس اس کی چغلی کی گئی تو اس نے اسے برطرف کردیا اوراس نے اس سے اصرار کے ساتھ مال کا مطالبہ کیا جو اس نے اس کا امتحان لینے کے واسطے اس سے مانگا تھا اور یہ اس کی پہلی مصیبت تھی جس نے اس کے چقمان سے آگ نکالی اوراس کے انگارے سے آگ لگائی اور وہ الحضرہ کی طرف چلا گیا کیونکہ اسے توقع تھی کہ وہ دارالخلافت میں ٹک جائے گا پس اس نے ایک زمانہ تک اپنا وطن بنائے رکھا اور وہ صبح سویرے وزراء اور خواص کے دروازوں پر جاتا اور معاونین اور خواص کے پاؤں چومتا یہاں تک کہ اس کو منندری کونسل کا عامل مقرر کردیا پس اس نے دارالحرب کے تاجروں سے عشر لینے کے واسطے عمال کو کشتیوں میں بٹھایا پھراس نے الحضرۃ کے باقی

ماندہ عمال سے بھی مدد مانگ لی اور خراج اور ٹیکس کی وصولی کا انچارج بن گیا اور مسلسل اس کا یہی حال رہا اور اس کا فائدہ بڑھ گیا اور وہ مالدار ہو گیا اور اس نے مال کو کھینچا اور حسن سلوک اور تحائف کے ساتھ چغلخوروں کی زبانوں کو بند کرنے کے لئے ذخیرے کو نکال دیا یہاں تک کہ مال نے اسے سرکش بنادیا اور اس کے مقام کے خلاف بغاوت ہوئی اور اس کا معاملہ جب تک پہنچا تو اس نے سلطان ابو یحییٰ کے دور میں اس کی گرفتاری اور اس کے مال کی ضبطی کے آرڈر جاری کر دیئے اور دوبارہ برطرف کر دیا اور اس کے ہزاروں ذخائر میں سے سینکڑوں کو اصرار کے ساتھ طلب کیا گیا اور وہ آزمائش میں پڑ گیا اور اس نے خط پڑھتے ہی اپنا لباس فروخت کر دیا اور تنگ دھڑنگ ان لوگوں کی طرف گیا جو اس سے عمال کی خدمت اور صبح سویرے ان کے دروازوں پر جانے کی وجہ سے ناک بھنویں چڑھاتے تھے اس دوران میں عزنی سرحدوں اوران کے امراء نے الحضرہ کو مشغول کر لیا اور ان لوگوں سے حکومت کا سایہ کچھ سکڑ گیا اور رعایا بلاد الجرید میں چلی گئی اوران کی حکومت کا معاملہ شوریٰ کے سپرد ہو گیا۔

پس جب احمد اس شوریٰ کو ملا جس کے لئے وہ پانی کے بلبلے کی طرح اٹھتا تھا تو اس کا سینہ ٹھنڈا ہو گیا اور اس کی کوشش کامیاب ہوگئی اور وہ توزر کا خود مختار سردار بن گیا اور ۱۸ھ میں وفات پا گیا، اور اس کے بعد اس کا بیٹا یحییٰ اس کے طریق پر چلا جو مرتبہ کا بڑا حریص تھا اور مصری گھرانوں کے ساتھ مزاحمت کرنے والا تھا اور بقیہ عمر اس نے کمینوں اور بدکاروں کے ساتھ شراب نوشی کرنے اور اپنے ہمسروں پر غلبہ حاصل کرتے گزاری یہاں تک کہ کچھ قتل ہو کر اور کچھ جلاوطن ہو کر ہلاکت کے گڑھے میں گر گئے اور اسے سلطان اور تقویٰ کے جذبے نے نہ روکا، یہاں تک کہ اس کے لئے فضا صاف ہوئی اور حکومت مضبوط ہوئی اور وہ شہر اور ملک کے معاملات میں اپنے باپ سے بھی زیادہ خود مختار بن گیا اور اس کی وفات خود مختاری کے پانچویں سال میں ہوئی اور اس کے بھائی محمد کا سرداری کے میدان میں اس کا ہمسر تھا اس سے حکومت سازی اور حکومت کو انتہا تک لے گیا اور تخت حکومت پر بیٹھ گیا اور مشائخ کے آثار کو درست کیا اور صحراء کے امراء اور اولاد ابواللیل سے حسن سلوک کیا اور ان سے رشتہ کا تعلق پیدا کیا جسے اس کے باپ احمد نے ان کے ناتہ ابواللیل کی بہن یا پھوپھی سے کیا تھا اور وہ حکومت میں اس کے مددگار بن گئے پس اس کی شہرت پھیل گئی اور غلبہ بڑھ گیا اور اس کی حکومت کا دور لمبا ہو گیا اور جرنیل محمد بن حکیم اس کے پاس آیا اور اس نے اس کے عذر پر درگزر کرتے ہوئے اس کی اطاعت قبول کر لی کیونکہ اس نے اس کے خلوص کی آزمائش کر لی تھی اور وہ اسی حال پر قائم رہا یہاں تک کہ آٹھویں صدی کے چالیسویں سال میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا عبداللہ حکومت کے قیام کے درپے ہو گیا تو اس کے چچا ابو زید بن احمد نے اس پر حملہ کر کے اسے اس کے باپ کی قبر پر قتل کر دیا مگر اس کا وارث نہ ہو سکا۔

پس عوام اسی وقت اس کے خلاف بھڑک اٹھے اور وہ خونریزی کرنے عزتوں کو لوٹنے اور اموال کو غصب کرنے پر مصر تھا، یہاں تک کہ اسے کبھی جنون اور کبھی کفر کی طرف منسوب کیا جاتا پس ان کا معاملہ خراب ہو گیا اور ان کے دلوں پر اکتاہٹ مستولی ہوگئی اور اس کا بھائی ابو بکر الحضرہ میں قید تھا پس اہل توزر نے خفیہ طور پر اس سے مراسلت کی اور سلطان نے اسے اطاعت کرنے اور پورا خراج ادا کرنے کے عہد کے بعد اپنے قید خانے سے رہا کر دیا پس وہ اپنی پارٹی کے عربوں کے پاس گیا اور اس نے نفرادہ اوران کے قریب کی بستیوں سے لوگوں کو اکٹھا کیا اور ان پر چڑھائی کر دی پھر اس نے الحضرہ پر شبخون مارا اور اس میں گھس گیا اور لوگوں نے اس کے بھائی یمول کو گرفتار کرنے میں جلدی کی اور انہوں نے اس کو پکڑ لیا پس اس کو اپنے گھر میں قید کر دیا اور اس کے قتل سے برأت کا اظہار کیا اور قید کے تیسرے روز وہ اس قید خانے میں مر گیا جب جرید کی حکومت شوریٰ کے سپرد ہوئی تو قفصہ میں یحییٰ بن محمد بن علی عبدالجلیل بن العابدین خود مختار بن گیا اوران کے خیال میں ان کا نسب بلی میں ہے۔

نیز شرید کے ساتھ ان کا معاہدہ ہے جو سلیم کے خاندان میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ قفصہ میں ان کی آمد کب ہوئی، یہاں تک کہ وہ اس کے گھر والوں سے مل جل گئے اور وہاں پر امیر ابو زکریا اعلیٰ کے دور میں بنی ابی حفص کا ایک گھرانہ تھا جسے وہ جرید کے خراج اموال پر عامل مقرر کیا کرتا تھا پھر اس کے متعلق اس کے پاس شکایت ہوئی کہ وہ ان اموال میں سے کچھ مال کھاجاتا ہے تو اس نے اس کو برطرف کر دیا اور اس سے ہزاروں کے مال کا پرزور مطالبہ کیا گیا تو اس نے اسے ادا کیا اور اس کی ریاست ان گھرانوں میں تقسیم رہی ہے اور شہر میں جب دشمنی پھیل گئی تو جرید کی مملکت شوریٰ کے سپرد ہوگئی اور ان میں بنو العابد دوسروں سے زیادہ عصبیت والے تھے اور ان کا سردار یحییٰ بن علی جرید میں خود مختار بن بیٹھا پس جب سلطان زناتہ شہر کے کاموں سے فارغ ہوا اور سلطان ابوالحسن نے تلمسان کے خلاف خیمے لگائے تو اس نے تلمسان کا گھیراؤ کیا اور سلطان نے اپنے ملک اور سرحدوں کی اصلاح کی طرف توجہ کی اور اس نے دقفصہ سے لڑائی شروع کی اور اس نے ۳۵ھ میں موحدین اور عرب مددگاروں کی فوجوں کے

ساتھ اس پر حملہ کیا اور تقریباً ایک ماہ تک اس کا محاصرہ جاری رکھا اور اس کے کھجور کے درخت کاٹ دیئے اور محاصرہ سے ان کا قافیہ تنگ ہو گیا اور اطاعت کے بارے میں ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہوئے سلطان کے پاس اطاعت کے لئے گئے اور بنی العابد کے بہت سے آدمی بھاگ کر قابس میں ابن مکی کی پناہ میں چلے گئے اور اہل شہر نے سلطان کی حکومت تسلیم کر لی تو اس نے ان کی اطاعت قبول کر لی اور ان سے نہایت حسن سلوک کے ساتھ پیش آیا اور ان کے ساتھ عدل کا معاملہ کیا اور ضرورت مندوں کی ضرورتوں کو پورا کیا اور اپنے مخصوص بیٹے امیر ابوالعباس کو ولی عہد بنا کر اور انکو وہیں ٹھہرا کر واپس الحضرۃ لے آیا اور وہ اپنی وفات تک جو ۷۴۴ھ میں ہوئی وہیں پر قیام پذیر رہا اور امیر ابوالعباس الجرید شہر کا خود مختار حاکم بن گیا اور نفطہ پر قابض ہو گیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

اور بنی خلف جو کہ مرافع ابوبکر، عبداللہ اور محمد اور اس کا بیٹا احمد ابن محمد چار بھائی ہیں اور ان کا بھتیجا مرافع کے بنو خلف اور ان کا نسب مشرف عسان سے جا ملتا ہے جو ان ابتدائی عربوں میں سے ہے جن کا دادا انفرادہ کی ایک بستی سے نفطہ میں آئے تھے اور وہیں پر رک گیا اور وہاں اس کے بیٹوں کا ایک گھرانہ تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ چاروں بھائی شوریٰ کے زمانہ میں خود مختار بن گئے تھے اور جب سلطان ابوبکر نے جرید پر قبضہ کیا اور اپنے بیٹے ابوالعباس کو قفصہ میں اتارا اور اسے دیگر شہروں کا امیر بھی مقرر کیا اور ان کی اطاعت کروالی تو یہ اطاعت سے رکے رہے تو اس نے اپنے وزیر ابوالقاسم بن عتو کو جو موحدین کے مشائخ میں تھا ان کی طرف بھیجا اور اسے الحضرۃ سے فوجیں تیار کر کے دیں تو اس نے قفصہ کے ساتھ جنگ کی اور اس کے کھجور کے درخت کاٹ دیئے اور اس کے باشندوں نے اطاعت اختیار کر لی اور بزور غالب آنے والے بنی مرافع کو چھوڑ دیا پس اس نے ان کو قتل کر دیا اور انہیں عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے عبرت کا نشان بنا کر کھجور کے تنوں پر صلیب دیدی اور اس نے ان کے چھوٹے علی کو تلوار سے بچا دیا اس لئے کہ اس نے اس کے متعلق ابوالقاسم بن عتو سے عہد کیا تھا کیونکہ وہ جنگ سے پہلے ہی اس کے پاس آ گیا تھا اور یہ بات اس کو موت سے بچانے کا ذریعہ بن گئی اور امیر ابوالعباس نفطہ پر قابض ہو گیا اور اسے اپنی عملداری میں شامل کر لیا پھر ابوبکر بن یملول نے اس کی اطاعت میں کمزوری دکھائی تو سلطان ابوبکر نے ۷۴۵ھ تونس سے اس پر چڑھائی کی اور فتح حاصل کی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور ابوبکر بن یملول بسکرہ چلا گیا اور وہیں رہا یہاں تک کہ اس نے توزر پر چڑھائی کی تو یوسف بن مزنی نے اس کے عہد کو توڑ دیا اور ابن یملول کی وادی کے قلعوں میں منتقل ہو گیا جو توزر کے قریب تھے اور ۷۴۶ھ میں مر گیا پھر اس کے بعد سلطان اور اس کا بیٹا ابوالعباس جو جرید کے مضافات کا حاکم تھا ۷۴۷ھ میں دفع ہو گیا۔

امراء بسکرہ بنی مزنی اور الزاب کے حالات: ......اس عہد میں بسکرہ الزاب کو روندنے کے لئے ہیڈ کوارٹر کی حیثیت رکھتا ہے اور مغرب میں اس کی حد قصر الدرسن سے لے کر شرق میں ہولہ اور بارس کے محلات تک ہے، اور اس کے اور الحضرۃ کے درمیان، جبل حاتم مغرب سے برقہ کے سامنے تک حد فاصل ہے اور اس کے مشرق میں جبل اوراس ہے جو اس میدان میں قبلہ سے اندا کی طرف چوڑائی میں پھیلا ہوا ہے اور یہ ایک مشہور پہاڑ ہے جس کے حالات اس کے بعض باشندوں کی زبانی آگے بیان ہوں گے اور الزاب ایک بڑا علاقہ ہے جو متعدد بستیوں پر مشتمل ہے جو ایک دوسرے کے پڑوس میں اکٹھی آباد ہیں اور ان میں ہر ایک بستی الزاب کے نام سے مشہور ہے اور ان میں سب سے پہلی بستی زاب الدوسن ہے پھر زاب صوقہ پھر زاب ملیان اور زاب بسکرہ اور زاب لہوہ اور زاب بارس ہے اور بسکرہ ان سب بستیوں کی ماں ہے۔

اور اغالبہ اور اس کے بعد پہلے زمانے میں ان کے بڑے بنی رسان کے مملوک کا قلعہ تھا جو یہاں کے رہنے والے تھے کیونکہ وہی اس کے اکثر باشندے تھے بعد میں انہوں نے اس کی جاگیروں پر قبضہ کیا ہوا تھا اور ان میں سے بن ابی رسان کی بہت شہرت تھی اور اکثر اوقات انہوں نے صاحب قلعہ بلکین بن محمد بن حماد کی اطاعت کو ۴۵۰ھ میں چھوڑ دیا اور شہر پر غلبہ حاصل کر کے اس میں محفوظ ہو گئے اور اس امر میں جعفر بن ابی امانہ نے بڑا کردار ادا کیا اور ان کے ساتھ صنہاجہ کی فوجوں سے خلف بن ابی حدیدہ کی نگرانی میں جو حکومت کا پالا ہوا تھا جنگ کی۔

پس اس نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں اٹھا کر قلعہ کی طرف لے گیا اور بلکین نے ان سب کو قتل کر دیا اور بعد میں آنے والوں کے لئے انہیں نشان عبرت بنا دیا اور اس نے وہاں کے اپنے والوں میں سے بنی سندی کو شوریٰ کا ممبر بنا دیا اور ان میں سے عروس نے حکومت کے سکڑنے اور اس کی ہوا اکھڑنے کے بعد حکومت کی اطاعت میں اخلاص دکھایا اور اسی نے المنتصر بن جزور زناتی پر اس کے مشرق سے پہنچنے پر حملہ کیا اور اسے اس کی قوم مغرادہ

کے ساتھ سلطان کے پاس آیا اوراس نے بنی عدی اور بنی بلال کو ابھارا تو سلطان نے اس کے ساتھ تدبیر کی اور اسے الزاب اور ریفہ کے گرد جائیداد دیدی اور عروس کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کی سازش کی اوراس نے ایسا ہی کیا جیسا کہ ہم اہل حماد کے حالات میں بیان کر آئے ہیں اور بنی سندی کی ریاست، افریقہ میں امرائے صنہاجہ کے خاتمہ کے ساتھ ختم ہوگئی اور موحدین کی حکومت آ گئی اور بنی زیان کے گھرانے کو شہرت حاصل ہوگئی اور بنی مزنی ، اعراب کے دوستوں میں سے تھے، جو پانچویں صدی میں بنی ہلال بن عامر کے ہراول حلیف بن کر افریقہ پہنچے

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، اوران کے گمان میں ان کا نسب زیان میں ہے جو فزازہ سے تعلق رکھتا ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ وہ...... کے لطیف میں شامل ہے پھر بنی جزی بن عنوان بن محمد بن لقمان بن خلیفہ بن لطیف سے ہیں اوران کے باپ کا نام مزنہ بن نفل بن محیا بن جزی تھا، اوراس نے...... کی یہی تلقین کی تھی اوراس بات کی گواہی موطی نے دی ہے کیونکہ الزاب کے تمام باشندے......کے ان کے گروہوں میں سے ہیں جو سفر سے عاجز آ گئے تھے اور فتح کے زمانے کے ابتدائی لوگ وہاں رہتے تھے انہوں نے ان کی مہمان نوازی کی اور وہ اس نصب کو چھوڑ کر فزازہ کی طرف جاتے ہیں کیونکہ اہل فزازۃ اور الزاب ان سے خراج لینے آئے تھے اور وہ اس بات سے برامناتے ہوئے عجیب وغریب انساب کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور بسکرہ کی جس بستی میں سب سے پہلے ان کی آمد ہوتی اس کا نام حساس ہے اور پھر وہ بکثرت ہوگئے اور انہوں نے اہل بسکرہ سے بیابانوں اور پانیوں کی حکومت سے اکثر حصہ لیا پھر وہ شہر کی طرف منتقل ہوگئے اور مکانات اور خوشحالی سے فائدہ اٹھانے لگے اوراس کے اہل سے شیریں وتلخ کا حصہ لیا اوران کے بڑے آدمی، مشائخ ارباب شوریٰ میں داخل ہوگئے پھر بنوزیان نے ان کو اپنے ساتھ ملانے کو برا سمجھا اور اللہ تعالیٰ نے ان پر جو فضل کیا تھا اس کی وجہ سے ان میں حسد کرنے لگے اور اپنے آپ سے خوف زدہ کرنے لگے، پس ان کے درمیان حسد کی آگ بھڑک اٹھی اس کی ابتداء افریقہ میں ابی حفص کے استقلال اور امیر ابوزکریا اوراس کے بیٹے سلطان المنتصر کے زمانے میں تیونس میں سلطنت کے اقتدار کے متعلق گفتگو سے ہوئی، پھر انہوں نے جنگ کی اور شہر کی گلیوں میں ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔

ابوبکر کے ساتھ گیا تھا پھر توزر کی طرف واپس آ گیا پس جرید، امارت سے خالی ہوگیا تو یحییٰ اپنی پناہ گاہ سے یوسف بن منصور بن مزنی کی پناہ میں چلا گیا اوراس نے اولاد مھلھل سے حسن سلوک کرنے اور انہیں حصہ دار بنانے اوران کے بیٹوں کو اغوا (یرغمال) بنانے کے بعد، اسے ان کے ساتھ رہا کر دیا پس انہوں نے اسے اس کی امارت گاہ توزر میں پہنچا دیا اوراس کے چاہنے والوں اوراس کے باپ کی طرح اس کے پاس واپس آ گئی اور جب سلطان ابوالحسن افریقہ سے واپس آیا تو یہ اس کے پاس گئے اور اسے مقام دہران پر ملے تو وہ انہیں خوش دلی اور عزت سے ملا اور ہر کوئی اپنے شہر کی طرف واپس آ گیا اور الجزیرہ کی آزمائش کے بعد اس کی ریاست سنبھال لی اور خوب جاگیریں دیں اور چیک اور اقرارنامے جاری کئے پس یحییٰ بن محمد بن احمد بن یملول جب کہ وہ جوان بچہ تھا توزر کی طرف اور علی بن خلف نفطہ کی طرف احمد بن العابد قفصہ کی طرف لوٹ آئے اوران میں سے ہر ایک اپنے اپنے شہر کے خدمت گذار اور محافظ بن گئے اور جرید کے سب علاقے پر مسعود بن ابراہیم بن عیسیٰ ہرناتی کو جو طبقہ وزراء میں سے تھا عامل مقرر کر دیا، اور ان سب سرداروں کو اپنے اپنے پڑوس کے بھلائی کرنے کی وصیت کی یہاں تک کہ ۴۹ھ میں قیروان میں سلطان پر مصیبت پڑی اور جرید کا عامل (خدمت گذار) مسعود بن ابراہیم سفر کر کے اپنے کارکنان اور محافظین ساتھیوں کے ہمراہ مقرب میں چلا گیا اور کرفہ کے دیہاتیوں کو پتہ چلا تو انہوں نے الزاب کے علاقے کے پیچھے سے سفر کے دوران اس پر حملہ کر دیا، اوراس کے اوراس کے محافظوں کے ساتھ جنگ کی اوران کے خیموں، ذخیروں اور گھوڑوں پر قبضہ کر لیا اور یہ بڑے بڑے سردار اپنے اپنے شہروں میں خود مختار ہوگئے اور بیمار بن کر واپس آ گئے اور اپنے منبروں پر الحضر ۃ کے گورنر کے لئے دعا کا اعلان کرنے لگے اور اسی عادت پر مسلسل قائم رہے اور یحییٰ بن محمد بن یملول ملوک کے ساتھ جانوروں کی دیکھ بھال اور ہتھیاروں کے بنانے اور نماز کے لئے مسجد تیار کرنے اور تختوں پر بیٹھنے اور کہانیاں سنانے کے لئے مقابلہ کرنے لگا، اور بے حیائی اور شہوت پرستی کے حصول کا میدان وسیع ہوگیا، اور وہ سیاست اور سلطنت کا نشہ، نرم نرم بستر، لوگوں سے پوشیدگی اور یملول اور ہم نشینوں پر فدائی کرنے میں ہے، اوراس کے ساتھ اس نے عوام پر ظلم وستم کا دروازہ کھول دیا اوراس نے ان میں سے مشہور ومعروف گھروں میں سے ایک گھر پر حملہ کر دیا اور انہیں قتل کر دیا اوراس کی حکومت کا زمانہ ان کاموں کو کرتے ہوئے لمبا ہوگیا یہاں تک کہ سلطان ابوالعباس افریقہ پر قابض ہوگیا (اوراس کی حکومت کے حالات کو ہم بیان کریں گے)

اوراس کا اجنبی پڑوسی علی بن خلف نے خودمختار امیر بنتے ہی ۷۶۴ھ میں حج پر گیا اور نیکی ،عوام کو خوش کرنے اور انصاف کے راستوں کو اختیار کیا اور ۷۶۵ھ میں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا ''محمد'' گورنر بنا اور اس کے طریقوں پر چلا ،اور ایک سال حکمرانی کرنے کے بعد فوت ہو گیا اور اس کے بھائی عبداللہ بن علی نے اس کی حکومت کو سنبھالا پس اس نے اپنی سیاست کی آگ جلائی اور اپنی عقلمندی دکھائی اور لوگوں کے لئے اپنی دھار کو تیز کیا ،تو انہوں نے اس کی سیرت پر برا منایا اور اس کی گردن پر چڑھ گئے اور قاضی محمد بن خلف اللہ نے جو جوشرف اور ملک کی سرداری میں ان کا ہمسر تھا الحضرۃ کے حاکم پر ایک عہد کی وجہ سے غلبہ پالیا جو اسے قدیم زمانہ سے حاصل تھا اور اس نے اسے الحضرۃ میں قضا کے کام پر لگا دیا اور اسے اپنے ہاں مرتبہ اور صحبت میں ترجیح دی پس اس نے اس عبداللہ کے متعلق خلیفہ کے پاس چغلی کی اور اسے اس کی ہلاکت کی پوشیدہ جگہوں کے متعلق بتایا اور اسے اس کے ملک کی کمزوریوں سے آگاہ کیا اور مقابلے میں سلطان کی فوجوں کو اس کی طرف لانے کے متعلق بتایا اور جب وہ شہر کے باہر اترا تو اس کا سردار عبداللہ ، بہت زیادہ طاقتور اور زیادہ فوج والا اور اپنے ارادے کو بہت تیزی کے ساتھ کر گذرنے والا تھا ،

اوراس کے بھائی خلف بن علی بن خلف نے اسے چھوڑ کر بڑے بڑوں کی ایک جماعت کے ساتھ دوستی کی اور انہیں اس کے خلاف ابھارا ،اور قاضی کو بھی اس پر ابھارنے میں شامل کیا اور وہ اپنی گھات لگائے (تاک) بیٹھا تھا ،یہاں تک کہ بیعت ہوئی تو ایک کم عقل نے خفیہ طور پر اس کے بھائی عبداللہ کو قتل کے متعلق اسے بتایا ،اور اس نے قاضی اور فوج کے متعلق سازش کی اور ان کے لئے رکاوٹ بن گیا ،اور پناہ لے لی ،اور اپنے شہر کی ریاست میں خودمختار ہو گیا اور سیرت میں ابن یملول کا مقابلہ کرنے لگا اور اس کے بہت سے کاموں میں بھی اس کا مقابلہ کرنے لگا ،اور اسے ایسی تعریف حاصل ہوئی جو اپنی حد کو پہنچی ہوئی تھی اور احمد بن عمر بن العابد جب سے اپنے شہر قفصہ میں خودمختار بنا تھا ،گمنامی کے راستے پر چل رہا تھا اور تکبر سے دور تھا اور لباس ،سواری عدل وانصاف میں اچھے لوگوں کے مذاہب کو اپنائے ہوئے تھا اور کمی کی طرف مائل تھا ،اور جب وہ بڑی عمر کا ہوا تو اس کے بیٹے محمد نے اپنے آپ کو اس پر ترجیح دے لی اور بعض حالات میں اپنے باپ سے بڑھ گیا اور سرمایہ دار سرداروں سے مقابلہ کرنے لگا ،اسی دوران میں کہ ان سرداروں نے سلطان کے مقابلہ میں خودمختاری حاصل کر لی تھی انہوں نے بادشاہوں کے اخلاق اپنا لئے اور عوام پر ظلم وستم کرنے لگے اور نئے نئے ٹیکس لگانے لگے اور بعض اوقات سلطان ابوالعباس نے الحضرۃ میں اپنے ارادوں کے تیر کو موڑتے ہوئے انہیں خاص طور کہا کہ وہ مخصوص طور پر اس کی دعوت دیں تو انہوں نے غمزدہ ہو کر سر جھکا لئے اور اس سے خوف محسوس کرنے لگے حالانکہ اس سے پہلے وہ اسے الحضرہ کی طرف جانے کے لئے ابھارا کرتے تھے اور باوجود دور ہونے کے اس کی طرف پیغام بھیجتے تھے کہ وہ الحضرہ کے حاکم کے خلاف اس کے ساتھ ہیں۔

پس جب سلطان ابوالعباس دعوت میں اپنے آپ کو ترجیح دینے لگا تو انہیں اپنے معاملے میں شک پڑ گیا اور انہوں نے سلطان کے مخالف اعراب کو جو کعوب میں تھے ،اس توقع پر اموال دیئے کہ وہ ان کی مدافعت کریں گے پس ابواللیل کی اولاد مدافعت (بچاؤ) کے لئے تیار ہو گئی کیونکہ ان کے اور سلطان کے درمیان نفرت بڑھتی جاتی تھی پس سلطان نے ان پر حملہ کر دیا اور افریقہ کے ان علاقوں پر قبضہ کر لیا جن کا ٹیکس انہیں ملتا تھا ،اور اس نے ان کی قوت کو کمزور کر دیا پھر دوسری بار اس نے بلاد جرید پر حملہ کیا تو وہ قلعہ بند ہو گئے اور سلطان نے اپنی فوجوں اور عرب مددگاروں کو جو اولاد مھلھل سے تھے قفصہ کے مقابلے میں بٹھا دیا پس اس نے ایک دن یا دن کا کچھ حصہ اس کا مقابلہ کیا اور دوسری بار اس نے ان کے کھجور کے درختوں کو کاٹ کر ان پر زیادتی کی گویا وہ ان کی آنتوں کو کاٹ رہا ہے اور انہوں نے اپنے لیڈر سے بیزاری کا اظہار کیا اور اسے اس بات کا پتہ چل گیا تو وہ جلدی سے سلطان کے پاس آیا اور اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا پس اس نے اسے اور ان کے بیٹے کو ذوالقعدہ ۷۸۰ھ میں گرفتار کر لیا اور سلطان نے قفصہ پر اپنے بیٹے ابوبکر کو امیر مقرر کیا اور خود توزر کی طرف چلا گیا اور مرداس کے قبائل کے ہاں اترا اور ان میں مال کو تقسیم کیا پس وہ اسکے ساتھ النزاب کی طرف گئے اور وہ بسکرہ چلا گیا جو اس کی مصیبتوں کا ٹھکانہ اور اس کے ٹھہرنے کی آخری جگہ تھی پس وہ وہاں احمد بن یوسف بن مزنی کے ہاں اترا اور اس امید پر وہاں قیام کیا کہ سلطان اس سے اس کا مطالبہ کرے گا اور ابن مزنی اسے اموال کے خسارہ سے بچائے گا اور وہ اسی سال میں یا ان کے پاس سے جانے کے بعد فوت ہو گیا اور انہوں نے سلطان کو پیغام بھیجا پس وہ اسے راستے میں ملا اور شہر کی طرف آ گیا اور یملول کے محلات میں اترا اور اس کے ذخیرے پر قابض ہو گیا۔

اور اہل شہر کے پاس اس کی جو امانتیں خالص ذخیرہ سے تھیں انہوں نے وہ سلطان کو دیدیں اور اس نے اپنے بیٹے المنتصر کو توزر کا امیر مقرر کیا

اور اس نے خلف بن خلف کو نفطہ سے بلایا اور وہ اطاعت کرنے میں اس کے اصحاب کی مخالفت کرتا تھا، یہاں تک کہ انہوں نے اس کی اطاعت چھوڑ دی پس جب ان کا محاصرہ ہو گیا تو وہ حیران رہ گیا اور اس نے سلطان کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی اور وہ اطاعت کے ساتھ اس کے پاس حاضر ہوا تو سلطان نے اس کے ظاہری اطاعت کرنے کو قبول کر لیا اور اس کے سدھرنے کی امید پر دوسری جگہ دیدی اور اسے اپنے بیٹے المنتصر کی حجابت (پردہ) سے ہٹا دیا اور اسے اس کے ساتھ توزر میں اتارا اور اسے حکم دیا کہ وہ اسے نفطہ شہر پر اپنا خاص آدمی بنائے اسے نفطہ کا حاکم مقرر کر دیا، اور الحضرہ کی طرف واپس آ گیا اور ابن خلف نے اپنے معاملے میں دلیری کی تو اسے معلوم ہوا کہ وہ ہلاکت کے اندھیرے میں پھنس گیا ہے، پس اس نے توزر سے ابن یملول سے خط وکتابت کی اور سلطان کے مددگاروں کو اس کے اس خط کے متعلق اطلاع مل گئی جو اس نے ریاح کے شیخ یعقوب بن علی کو لکھا تھا جس میں ابن یملول کو اس کی مدد کرنے کی ترغیب دی گئی تھی۔ پس انہوں نے اسے گرفتار کرنے میں جلدی کی اور نفطہ پر اس کی طرف سے حاکم مقرر کر دیا اور انہوں نے سلطان سے بدلہ لینے کو کہا اور وہ سفر کی تیاری کرنے لگا کہ قفصہ کا واقعہ پیش آ گیا پس امیر المنتصر نے اس کے قتل میں جلدی کی اور قفصہ کا واقعہ یہ ہے کہ ابن ابی زید وہاں کے مشائخ میں سے تھا اور وہ اس کا بھائی بنی العابد کے ساتھ حسد کی وجہ سے فتح سے قبل ہی سلطان کے پاس جاتے تھے اور وہ محمد اور احمد بن عبدالعزیز اور ابن عبداللہ بن احمد بن علی بن عبداللہ بن عمر بن ابی زید تھے، اور اس سے پہلے یہ ذکر ہو چکا ہے کہ امیر زکریا اعلیٰ کے عہد میں ان کے سلف کو جرید کے ٹیکس اکٹھا کرنے پر مقرر کیا گیا تھا۔

پس جب سلطان نے ملک پر قبضہ کیا تو اپنی قوم کے ساتھ مدد کرنے اور اطاعت کرنے کی وجہ سے ان دونوں کا لحاظ کیا تو اس نے قفصہ میں اپنے بیٹے کے ساتھ ان دونوں کے لئے حکم دیا کہ وہ قفصہ میں رہیں اور اس کا بڑا سردار اس کے حاجب عبداللہ کا معاون تھا جو ترک غلاموں میں سے تھا اور سلطان کی اطاعت میں شہر کے کاموں کا سنبھالنے والا تھا پھر سلطان نے اس کے دل میں خودمختاری کی بات ڈالی اور اس کام کے لئے وقت مقرر کرنے لگا اور امیر ابوبکر توزر میں اپنے بھائی کی ملاقات کو گیا تو اس نے اس سے پیچھے رہنے کی تدبیر کی اور کمینے لوگوں کو جمع کر لیا اور انہیں قصبہ کی طرف لے آیا اور عبداللہ ترکی پر حملہ کرنے کے لئے بستیوں میں بہادر جوانوں کو بھیجا اور اس نے ان کے ساتھ دن کا کچھ حصہ جنگ کی یہاں تک کہ اسے مدد پہنچ گئی پس جب وہ مدد سے مضبوط ہو گیا تو انہیں حیرت ہوئی اور شریر اس کے اردگرد سے بھاگ گئے اور شہر کے مکانوں میں چھپ گئے اور جن لوگوں کو انہوں نے بغاوت میں شامل کیا تھا ان میں سے بہت سے لوگ گرفتار ہو گئے اور امیر ابوبکر کو توزر میں یہ اطلاع پہنچی تو وہ جلدی سے اپنی جگہ پر آیا اور اس کے دل کو سکون تھا اور جن لوگوں کو اس کے حاجب نے گرفتار کیا تھا ان سب کو قتل کر دیا اور لوگوں میں ابن ابی زید سے علیحدگی کا اعلان کر دیا پس لوگوں نے بھی اس علیحدگی کا اظہار کیا اور پہریداروں کو خبر ملی کہ وہ اور اس کا بھائی دونوں عورتوں کے لباس میں شہر کے دروازوں سے باہر جا رہے ہیں تو وہ انہیں پکڑ کر اس کے پاس لے آئے اور اس نے انہیں مثلہ (ناک، کان، منہ وغیرہ) کرنے کے بعد قتل کر دیا، پس سلطان جرید میں خودمختار بن گیا اور وہاں سے برائی کے آثار مٹ گئے۔

اور الحامہ کا شہر قصطیلہ کی علمداری میں شامل ہو گیا اور حامہ قابس کے نام سے مشہور تھا، اور حامہ عطماطہ کی نسبت اس کے باشندوں کی طرف تھی جو بربری تھی، کہتے ہیں کہ انہوں نے ہی اس شہر کی حد بندی کی تھی اور اب تک اس میں توجر، بنی اور تاجن کے تین قبائل پائے جاتے ہیں، اور وہ عصبیت کے لحاظ سے دو گروہ ہیں، اولاد یوسف اور اولاد دحجاف، اولاد یوسف کی امارت اولاد ابومنیع میں ہیں اور اولاد دحجاف کی امارت (حکومت) اولاد وشاح میں ہے لیکن مجھے یہ معلوم نہیں کہ ان کے دو گروہ بننے کا سبب کیا ہے اور ابومنیع قوم میں سردار ہونے کے متعلق یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ ان کے دادا رجاء بن یوسف کے تین بیٹے تھے بوشاک، ابومحمد اور ملالہ، اور اس کے بعد اس کی امارت اس کے بیٹے بوشاک کی ہاتھ میں آئی،

پھر اس کے بعد ابومنیع، پھر اس کے بیٹے محمد بن حسن پھر اس کے بھائی موسیٰ بن حسن پھر ان دونوں کے بھائی ابوعنان کے پاس تھی یہاں تک کہ وہ بات ہوئی جس کا ہم ذکر کریں گے اور اولاد دحجاف کی امارت ابتداءً محمد بن احمد بن وشاح کے پاس تھی اور اس سے پہلے اس کا ماموں قاضی محمد بن کلبی امیر تھا اور الحضرۃ سے باری باری ان کے پاس عمال آتے تھے یہاں تک کہ سلطان نے ان سے تمام ٹیکس اور خراج ساقط کر دیئے اور سلطان ابوبکر کی حکومت کے آغاز میں ان کا سردار، ابومنیع کی اولاد میں سے موسیٰ بن حسن تھا اور سلطان کا بیٹا المدیونی ان کا والی تھا اور وہ بہت اچھا اور پاک باز آدمی تھا اور اس کی وفات ۷۴۲ھ میں ہوئی اور اس کے بعد اس کا دوسرا بیٹا ابوزیان گورنر بنا پھر ان دونوں کے بعد ان کا عمزاد (پھوپھی زاد بھائی) مولاہم بن محمد والی بنا اور وہ

اہل جرید کے ایک ٹیم کے ساتھ سلطان ابوالحسن کے پاس گیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے پھر وہ فوت ہو گیا تو اس کے بعد ان کے چچازاد بھائیوں میں سے حسان بن ہجرس گورنر بنا اور اولاد حجاف میں محمد بن احمد بن وشاح نے اس پر حملہ کر کے اسے گورنری سے ہٹا دیا اور اس نے ۸ے ھ تک حکمرانی کی۔

پس الحامہ میں اس پر حملہ کیا اور انہوں نے عمر بن کلبی العاصی کو قتل کر دیا اور حسان بن ھجرس کو ان کا گورنر مقرر کیا اور یوسف نے اس پر حملہ کر کے اسے قید کر دیا اور یہ یوسف بن عبدالملک بن حجاج بن یوسف بن وشاح تھا جو عامل بجایہ کو بلاتا اور قید اور غلبے اور قبضے کے متعلق دھوکہ دیتا رہا اور اس نے اسے سب طرف سے گھیر لیا اور مجھے ان کے بعض نسابوں نے بتایا ہے کہ الحامہ کے باشندوں کے مشائخ، بنی بوشاک اور پھر بنی تامل میں ہیں جو بوشاک میں سے اور عامل ان کا سردار تھا اور وشاح، تامل کے لڑکوں میں سے ہیں اور ان کے دو گروہ ہیں بنوحسن اور بنو یوسف اور حسان بن ہجرس اور مولا ہم اور عمر ابوعلان، یہ سب کے سب بنوحسن میں سے ہیں اور محمد بن احمد بن وشاح بنی یوسف میں سے ہے اور یہ بات پہلی بات کے خلاف ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ان کے بارے میں صحیح بات کو جانتا ہے۔

اور نفرادہ اور قصطیلہ کے مضافات اس عہد میں توزر کی طرف منسوب ہوتے تھے اور یہ بہت سی بستیاں ہیں ان کے اور توزر کے درمیان قبلہ کی طرف مشہور مگر مچھ پائے جاتے ہیں جو حد درجہ ظالم ہیں اور ان کے لئے لکڑی کے نشانات لگائے گئے ہیں جن کے ذریعہ راہبر کو راستہ معلوم ہوتا ہے اور بسا اوقات وہ بھول بھی جاتا ہے تو مگر مچھ اسے نگل جاتے ہیں اور ان بستیوں میں ایک قوم رہتی ہے جو بربری نفرادہ کا بقایا ہے جو اپنے جمہور کے خاتمہ کے بعد وہاں باقی رہ گئے تھے اور عرب، بربریوں کے دیگر بطون کے ساتھ مل جل گئے اور ان کے ساتھ فرنجی معاہد بھی تھے جو سردانیہ کی طرف منسوب ہوتے تھے جنہوں نے حفاظت کی ذمہ داری اور ٹیکس پر وہاں رہائش اختیار کی تھی اور اب بھی وہاں ان کی اولاد موجود ہے پھر ان کے پاس شرید کے اعرابی اور بنی سلیم کے زعب آئے یہ سب جنگ سے معذور تھے انہوں نے وہاں جنگلات اور پانیوں پر قبضہ کر لیا اور نفرادہ بکثرت ہو گئے اور وہی اس عہد میں وہاں کے عام باشندے ہیں اور ان نفرادہ کے ہیڈ کوارٹر میں کوئی سرداری نہیں بنی کیونکہ اکثر یہ لوگ توزر کے مضافات میں واپس چلے جاتے ہیں اور ان کی سرداری کا یہ حال ان کے ان متقدمین (پچھلے لوگ) کا ہے جو حفصی حکومت میں بلاد جرید میں رہتے تھے ہم نے ان کے حالات کو اس حکومت میں بیان کیا ہے کیونکہ وہ اس کے خاص لوگ ہیں۔ اور اس کے گورنر اور آقاؤں میں شمار ہوتے ہیں۔

یہ قابس افریقہ کی سرحدوں اور اس کی عملداریوں میں شامل تھا اور اس کے گورنر اغالبہ اور عبیدیوں کے زمانے میں قیروان سے آتے تھے اور فتح کے زمانے سے صنہاجہ کے گورنر ہوتے تھے۔ اور جب ہلالی افریقہ میں آئے اور اس کے حالات خراب ہوئے تو صنہاجہ الطوائف کی حکومت جو قابس میں تھی تقسیم ہو گئی اور صنہاجہ المعز بن محمد صنہاجی سے یونس بن یحییٰ خبری نے جو مرداس ریاح سے تھا حکومت لے کر اپنے بھائی ابراہیم کو دیدی، یہاں تک کہ وہ مر گیا اور اس کا بھائی قاضی بن ابراہیم گورنر بنا پھر اہل قابس نے اس سے جنگ کی اور انہوں نے اسے تمیم بن المعز بن بادیس کے زمانے میں قتل کر دیا پس انہوں نے عمر بن المعز بن بادیش کی بیعت کر لی جو اپنے بھائی کا مخالف تھا یہ ۴۸۹ھ کا واقعہ ہے۔

پھر اس کے بھائی تمیم نے قابس پر قبضہ کر لیا اور وہ عربوں سے محبت کرتا تھا اور قابس اور اس کے مضافات زغبہ کے حصے میں تھے جو ہلالی عربوں میں سے تھے پھر وہاں ان پر ریاح کے غلبے پالیا اور بنی دھمان میں سے وکن بن کامل بن جامع اور اس کا بھائی مارع آیا اور یہ دونوں معاً بن علی میں سے تھے جو ریاح کا ایک بطن ہے پس اس نے وہاں پر اپنی قوم بنی جامع کے لئے ایک حکومت بنائی اور اپنے بیٹوں کو اس کا وارث بنایا یہاں تک کہ افریقہ پر موحدین نے قبضہ کر لیا اور عبدالمومن نے قابس کی طرف اپنی فوجیں بھیجیں تو وہاں سے مدافع بن رشید بھاگ گیا، اور جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں اس نے اس کو اپنی حکومت میں شامل کر لیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور بنی جامع کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور قابس اور اس کے مضافات موحدین کے لئے ہو گئے۔

اور افریقہ کے والی جو سرداروں میں سے ہوتے تھے اس پر موحدین کو گورنر (والی) بناتے تھے، یہاں تک کہ بنی غالبہ اور قراقش، طرابلس اور قابس اور اس کے مضافات پر غالب آ گئے اور ہم نے ان کے حالات میں اس بات کا ذکر کر دیا ہے پھر موحدین نے یحییٰ بن غانیہ کو اس پر غالب کر دیا اور انہوں نے اپنے کارکنان کو وہاں اتارا اور جب شیخ ابی محمد عبدالواحد کی وفات کے بعد بنو ابی حفص سے دوسری مرتبہ افریقہ کی طرف بلایا اور عاقل نے

افریقہ پر اپنے بیٹے ابومحمد عبداللہ کو امیر مقرر کیا تو اس کے ساتھ قابس پر امیر ابوزکریا کے لئے اپنے بھائی کو مقرر کیا اور وہ وہاں امیر بن گیا پھر اس نے خود مختار بن کر اور اپنے بھائی کو ہٹا کے اور بنی عبدالمومن کی اطاعت کر کے کچھ کہا اس کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔

اور اس عہد میں قابس کی ایک عورت اس کے ایک گھرانے میں تھی اور وہ بنو مسلم کا گھرانہ تھا مجھے یاد نہیں کہ ان کا نسب کس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، اور بنو مکی کا نسب، لواتہ میں ہے اور وہ مکی بن قرح بن زیاد کے عبداللہ بن ابی الحسن بن محمد بن زیاد اللہ بن الحسین اللواتی ہے اور یہ بنو مکی امیر ابوزکریا کے مخلص دوست تھے اور جب اس نے خود مختار بننے کا عزم وارادہ کیا تو ابوالقاسم عثمان بن ابی القاسم بن مکی آیا اور لوگوں سے اس کی بیعت لینے کا متولی (ذمہ دار) بن گیا، اور اس وجہ سے اسے اور اس کی قوم کو مولی ابی زکریا کے ہاں ایک مقام حاصل تھا، اس نے اس بات کی وجہ سے ان کے مراتب کو بلند کیا، اور ان کا لحاظ رکھا اور بنوسلیم نے شہر کی سرداری میں، بغض وکینہ رکھنے کی وجہ سے اپنے ہمسروں کو ابن غانیہ کی طرف بھیج دیا پس اس نے اپنے مال سے ان کے کینوں کو ختم کر دیا اور وہ اپنے شہر کی شوریٰ (مشاورت) میں آزاد ہو گئے اور وہ مولی ابوزکریا اول اور اس کے بیٹے المستنصر کے زمانے میں اسی حالت پر قائم رہے کہ واثق بن المستنصر اور اس کے بیٹے اپنے چچا سلطان ابواسحاق کے ہاتھوں جام مرگ نوش کر گئے اور یہ کام داعی بن فضل بن مخلوع کے ذریعے لوگوں پر یہ بات خلط ملط کر دی اور اس نے اس تدبیر سے ان کے قاتل سے بدلہ لینے کا ارادہ کیا اور جب اللہ تعالیٰ نے اس کا ارادہ کیا تو اسکی تدبیر مکمل ہوگئی اور جب نصیر نے اپنی حقیقت کو واضح کیا اور عرب اس کی بیعت کو چل پڑے تو اس نے سب سے پہلے قابس کے اس دور کے رئیس (بڑے) کو مخاطب کیا جو بنی مکی میں سے تھا اور اس کا نام عبدالملک بن عثمان بن مکی تھا تو اس نے اس کی اطاعت کرنے میں جلدی کی اور لوگوں کو بھی اس کی فرمانبرداری پر راضی کیا اور جب داعی بن ابی عمارہ نے ۸۱ھ میں ایک آدمی کو حکمران بنادیا تو اس نے اسے الحضر ۃ میں خراج کے جمع کرنے کا کام سپرد کیا اور بیت المال سے اسے بہت سے عطیات دیئے اواس کے روزینہ میں اسے الحضر ۃ میں حکمرانی کرنے، معزول کرنے، ٹیکس عائد کرنے اور حساب کے کام میں خود مختار بنادیا اور جب داعی فوت ہو گیا اور حکومت کے قدم جم گئے جیسا کہ ہم ۸۳ھ کے حالات میں بیان کر چکے ہیں تو عبدالحق بن مکی حکومت کی ہوا اکھڑنے کے بعد اپنے شہر میں چلا گیا اور وہاں جا کر محفوظ ہو گیا اور اس کی اطاعت وفرمانبرداری میں کمزوری دکھانے لگا اور اس نے اہل حکومت کو خلیفہ کے واسطے دعا کرتے کے لئے اپنے منبروں پر بھیجا پھر ۹۳ھ میں اس نے اعلانیہ علیحدگی اختیار کر لی اور اس نے اپنی اطاعت حاکم سرحدات مولی ابوزکریا اوسط کو بھیجی اور اس کا بیٹا احمد، جو ولی عہد تھا ۹۷ھ میں فوت ہو گیا پھر اس کے بعد وہ خود بھی ساتویں صدی کے شروع پر فوت ہو گیا اور اس کا پوتا اس کی اولاد میں سے حکومت کے لئے پیچھے رہ گیا اور اس کے چچازاد بھائی یوسف بن حسن نے اسکی کفالت کی اور اس نے خود مختار بن کر حکومت سنبھال لی یہاں تک کہ فوت ہو گیا اور اسے احمد بن لیدان کی کفالت میں پیچھے چھوڑ گیا جو اہل قابس، اصبہان اور بنی مکی کے گھرانوں میں تھا اور یوسف کے مرنے سے ان کا کام مکمل ہو گیا۔

پس سلطان نے ابواللحیانی کو الحضر ۃ کی طرف بھیجا اور انہوں نے وہاں کئی دن تک قیام کیا پھر اس نے اپنی تونس سے علیحدگی اور قابس کی جانب روانگی کے زمانے میں انہیں ان کے شہر میں واپس کر دیا پھر اس دوران میں مکی فوت ہو گیا اور دونو جوان بچے عبدالملک اور احمد پیچھے چھوڑ گیا پس ابن نے ان کی کفالت کی یہاں تک کہ وہ جوان اور ادھیڑ عمر کے ہو گئے اور ان دونوں کو حکومت اور علاقے کے معاملات میں دخل اندازی کی رکاوٹ تھی اور ان کا کام اپنے باپ کی طرح صرف خلیفہ کے لئے دعا کرنا تھا، کیونکہ ان کے علاقے سے حکومت کا سایہ سمٹ چکا تھا اور سلطان، کے دفاع اور ان کی فوجوں کو غربی سرحدوں سے ہٹانے اور ان کو الحضر ۃ سے جلا وطن کرنے میں مشغول رہا اور جب سلطان ابویحییٰ اللحیانی مصر میں فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا عبدالواحد، مغرب کی طرف حکومت کے اسباب تلاش کرتا ہوا واپس آ گیا اور ان کے صحن میں اترا کیونکہ اس کے باپ کے ان پر احسانات تھے پس انہوں نے اس عہد کو یاد کیا اور حق کو واجب کیا اور انہوں نے ان کے بڑے سردار عبدالملک کی بیعت اس کے حکم سے کر لی اور لوگوں کو بھی اس کی فرمانبرداری کی دعوت دی اور جب سلطان ابویحییٰ ۳۳ھ میں سرحدوں کی حفاظت کے لئے گیا تو اس نے اس کی مخالفت کی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں،

پس وہ الحضر ۃ میں آیا اور نصف ماہ تک وہاں رہا اور سلطان کو ان کے متعلق خبر ملی تو وہ واپس آ گیا اور قابس میں اپنی جگہ کی طرف بھاگ گئے اور حکومت ان کو ترچھی نظروں سے دیکھ رہی تھی اور ان پر گردش کی منتظر تھی یہاں تک کہ سلطان تلمسان پر غالب آ گیا اور آل......مٹ گئی اور حکومت کو ان سے فراغت حاصل ہو گئی اور عمر نے صفاقش کی طرف ہاتھ بڑھا کر اسے حاصل کر لیا اور وہ ۷۵ھ میں اس پر غالب آ گیا اور سلطان ابوعنان مر گیا اور

ابن تافراکین جوالحضر ۃ پرغالب آ گیا تھا اس کا سینہ ان دونوں کی دشمنی سے بھراہوا تھا پس اس نے ان دونوں کو بحر واپس کر دیا، یہاں تک کہ ۷۶۴ھ میں جزیرہ جربہ ان کے ہاتھوں سے نکل گیا اوران دونوں پراپنے بیٹے محمد کوامیر مقرر کر دیا تو اس نے وہاں اپنے کاتب محمد بن ابوالقاسم بن ابی العیون کو جوحکومت کا پروردہ تھا خاص آدمی مقرر کر دیا اوراحمد بن مکی حاجب بن تافراکین کی موت کے سائے ہی میں الحضر ۃ میں مرگیا گویا ان دونوں نے مرنے کے لئے وقت مقرر کیا ہوا تھا اوراس نے اپنے بیٹے عبدالرحمان کوطرابلس میں خودمختار بنادیا اوراس نے بری سیرت اختیار کر لی، یہاں تک کہ ابوبکر بن محمد بن ثابت نے اپنی بحری بیڑے کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا جیسا کہ ہم ۷۷۲ھ کے حالات میں ذکر کریں گے۔

اوراس پر بربریوں اورعرب ہموطنوں کو چڑھالا یا پس اہل شہر نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اوراس پرحملہ کر دیا اورابوبکر نے اس پرحملہ کرنے میں جلدی کی اورانہوں نے اسے ذ تاب کے امیروں میں سے ایک امیر کے سپرد کر دیا اوراس نے اسے پناہ دی یہاں تک کہ اس نے اسے اس کے مامن میں پہنچادیا جواس کی فردوگاہ اورقابس میں اس کے چچا کی نگرانی میں تھا یہاں تک کہ وہ ۷۷۹ھ میں فوت ہوگیا اورعبدالملک مسلسل ۷۸۱ھ تک قابس پرحکمران رہا اوراس کا بیٹا یحییٰ اس کی وزارت پرمخصوص رہا اوراس کا پوتا عبدالوہاب اس کے بیٹے مکی کا مددگار رہا ان کے حالات بدل گئے اوران کے ہاتھ سے وہ علمداریاں بھی جاتی رہیں جواس کے بھائی احمد کی حکومت میں ان کے پاس تھیں جیسے طرابلس، جزیرہ، جربہ اورصفاقس اوراس قسم کے دیگر علمداریاں، حتیٰ کہ تخت بھی جاتا رہا جوصرف اس کے بھائی کے لئے تھا اوریمن صرف اس کے حملے کے قرب کی وجہ سے قائم تھا اوران دونوں کی سیرت، عدل کرنا تھا اوران میں سے ہرایک اپنے اہل عصر کے دوران فقیہ کہلاتا تھا کیونکہ وہ مذاہب خیر میں دلچسپی رکھتے تھے اوراحمد کوادب سے لگاؤ حاصل تھا اور بہت اچھے اشعار بھی کہتا تھا، اوراسے خوش الحانی سے پڑھنے اور بلاغت میں بھی حصہ حاصل تھا اورمشرق والوں کی طرح حروف کی اشکال اوراوضاع بناتا تھا اوراس کے بھائی عبدالملک کوبھی اس میں ملکہ حاصل تھا جس کی وجہ سے وہ اپنے زمانے کے ماہرین میں شامل تھا اور جب سلطان ابوالعباس نے افریقہ کے شہروں کواپنی سلطنت میں شامل کیا اوراپنی قوم کودعوت حفصی دینے میں مخصوص ہوگیا تو اہل جرید کواس سے خوف آنے لگا اور وہ امتناع کے متعلق اس سے معارضہ (مقابلہ) کرنے آئے تو اس نے انہیں اس میں داخل کرلیا اورانہوں نے افریقہ میں صاحب تلمسان کوترغیب دینے کی طرف اشارہ کیا تو وہ ان سے عاجز آ گیا اورانہوں نے اس کے ساتھ ضد کی تو وہ دشمنی سے باز آ گیا۔

اوراس دوران میں مولانا سلطان نے جرید کی طرف چڑھائی کی اورنفطہ، قفصہ اورتوزر پر قبضہ کرلیا پس ابن مکی نے استقامت کے لئے اشتباہ پیدا کرنے میں جلدی کی اوراسے اپنی فرمانبرداری کا پیغام بھیج دیا، پھرالحضر ۃ کی طرف واپس آ گیا اور وہ المصدوقہ سے واپس آ گیا اوراہل شہرانہیں حیلے بہانے سے سلطان کے پاس لے گئے تو اس نے بعض کوپکڑلیا اوردوسرے چلے گئے اور بنواحمد جوذ تاب میں سے اس کے مضافات میں رہتے تھے اس کے خلاف دشمنی کر دی پس انہوں نے اس سے جنگ کی اورقفصہ میں امیراکبر کواطلاع دی کہ وہ فوج کے ساتھ اس کا مقابلہ کرے پس اس نے ان کی فوج بھیجی اورانہوں نے اس کا محاصرہ کرلیا پھرموقع سے فائدہ اٹھا کر بنی علی کے بعض عرب بڑا اوپرحملہ کرنے میں شامل ہوگئے اوراس نے اس کام کے متعلق ان کے لئے مال خرچ کیا پس انہوں نے اس پرحملہ کیا اوروہ چلا گیا اورسلطان کو یہ اطلاع پہنچی تو وہ الحضر ۃ سے ۷۸۱ھ میں نکلا اور قیروان میں اترا اوردونوں فریق مل گئے اوراس نے اپنے بندوں کومعذرت کے لئے بھیجا تو ابن مکی نے فرمانبرداری کے ساتھ انہیں واپس کر دیا پس اس نے اپنے سامان کواٹھایا اورعرب قبائل میں چلا اترا اورسلطان جلدی سے...... کی طرف گیا اوراس کے محلوں پر قبضہ ہوگیا اورشہر والوں نے بیعت کرلی اوراس نے اپنے خواص میں سے ایک آدمی کوان پرمقرر کیا اورخودتونس کی طرف واپس لوٹ آیا اورعبدالملک تھوڑے دنوں میں عرب قبائل کے درمیان فوت ہوگیا اوراس کا بیٹا عبدالرحمان اوراس کا بھتیجا احمد جواپنے باپ کے بعد طرابلس کا حکمران تھا وہ بھی فوت ہوگیا اوراس کا بیٹا یحییٰ اوراس کا پوتا عبدالوہاب طرابلس چلے گئے تو ابن ثابت نے انہیں شہر میں اترنے سے روک دیا کیونکہ وہ سلطان کی فرمانبرداری سے وابستہ تھا پس وہ ذ تاب کے شہرذنزور میں اترے جواس کے نواح میں تھا اوروہیں قیام پذیر ہوگئے اورشرقی نواح سلطان کی فرمانبرداری پرقائم رہے اوراس کی دعوت میں شامل ہوگئے پھر یحییٰ بن عبدالملک اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے مشرق کی طرف گیا اورعبدالوہاب جبال میں نزانس کے قبائل میں مقیم رہا اور جس والی کوسلطان نے قابس میں چھوڑا تھا اس کا وہاں کے باشندوں پر برا اثر پڑا تو اس کی پارٹی نے عبدالوہاب کے ساتھ اس بارے میں سازش کی اوروہ البلد کی طرف آیا اوراس پرحملہ کیا اورانہوں نے گورنر پرحملہ کر کے اسے ۷۸۳ھ میں قتل کر دیا اورعبدالوہاب نے قابس پر قبضہ کرلیا اوراس کا بھائی یحییٰ اپنے فرض کی ادائیگی کے بعد

مشرق سے آیا تو اس نے اس پر اس کی حکومت حاصل کرنے کے لئے کئی بار چڑھائی کی اور اس کی مشکیں باندھ دیں اور اسے اس کے پاس بھیج دیا اور اس نے اسے قصر العدد میں قید کر دیا اور وہ کئی سال قید خانے میں رہا۔ پھر وہاں سے بھاگ گیا اور الحامہ کے حاکم ابن وشاح سے مدد طلب کرتا ہوا الحامہ چلا گیا جو قابس سے ایک دن کے فاصلہ پر ہے تو اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس نے اپنے بھائی مکی کے بیٹے عبد الوہاب کو گرفتار کر لیا اور ۷۹۰ھ میں اسے قتل کر دیا اور وہ ۷۹۶ھ تک وہاں خود مختار رہا اور عمر بن سلطان ابو العباس کو اس کے باپ نے طرابلس کے محاصرہ کے لئے بھیجا تو ان لوگوں نے اسے تباہ و برباد کر دیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے، یہاں تک کہ اس کے باشندوں نے فرمانبرداری اختیار کر لی اور ٹیکس ادا کئے تو وہاں سے چلا گیا اور اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا تو اس نے صفاقس اور اس کے مضافات کا گورنر بنا دیا اور وہ وہاں خود مختار ہو گیا پھر اس نے الحامہ کے باشندوں کو قابس کی سلطنت میں شامل کر دیا تو انہوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور اس کے ساتھ چل پڑے پس اس نے اس پر حملہ کیا اور اس میں داخل ہو گیا اور یحییٰ بن عبد الملک کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور قابس سے ابن مکی کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

جلد ہفتم...... حصہ اوّل، دوم، سوم ختم شد

